محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصّون مین

جس مین ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور مدبر و نویسندہ سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی کتاب محاربات تھیسلی کا پورا ترجمہ ونیز کے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے اور سرحدی محاربات تیراہ وغیرہ و محاربہ سوڈان کے حالات ایزاد کر دیے گئے ہین۔ اور تمام نامور پاشاؤن اور چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے درج کر دیے گئے ہین

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد دھار ضلع گوجرانوالہ ایڈیٹر وطن لاہور

حصہ اول

مطبع حمیدیہ گدھو مین باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوئی

فہرست مضامین حصہ اوّل (۱) — فہرست تصاویر و نقشہ جات محاربات تھیسلی حصہ

عرضِ حال

اب تک محاربہ روم و یونان پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور گو ان میں سے بعض میں **وکیل** اور چند دیگر اخبارات سے باحسن طریق مضامین جمع اور اخذ کئے گئے ہیں۔ تاہم میری رائے میں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں۔ جو بلحاظ ترتیب مضامین و نیز جامع و کامل واقفیت اور آگاہی بخشنے کے لحاظ سے کسی یورپین مصنف کی تحریر کردہ کتاب کا کچھ بھی مقابلہ کر سکتا ہو۔ اس لئے میں نے اس نقص کو رفع کرنے کیلئے دو مستند اور قابل ترین یوروپین مصنفوں کی کتابوں کو منتخب کر کے ان کا پورا ترجمہ اس کتاب میں دیدیا ہے۔ اور اپنی ذاتی واقفیت و معلومات سے کام لیکر جا بجا فٹ نوٹ اور حواشی ایزاد کر دئے ہیں۔ اور چند دلچسپ ضمیمے بھی ناظرین کو شروع سے آخر تک جملہ حالات سے واقف کرنے کے لئے آخری حصہ میں آخر شامل کر دئے ہیں۔ جیسا کہ سر ایشمیڈ بارٹلٹ تحریر کرتے ہیں یہ محاربہ جنگی لحاظ سے چنداں وقیع نہ تھا۔ ترکوں کے مخالفوں کو علم ہیں ٹرکی کی طاقت خواہ کیسی ہی ہیچ کیوں نہ تھی۔ مگر تھوڑی سی بھی عقل و معلومات رکھنے والے سے بھی یہ پوشیدہ نہ تھا کہ یونانی ترکوں کے مقابلہ پر چند ہفتے بھی نہیں ٹھیر سکیں گے۔ اس محاربہ میں ٹرکی کو سب سے بڑی کامیابی ہوئی وہ پولیٹیکل اور یہ تھی کہ اس عام مذہبی تعصب اور مسیحی اتحاد کے زمانہ میں جلالتمآب امیر المومنین نے اپنے تدبر اور لیاقت خداداد سے ایک عیسائی ریاست کو ایسا نیچا دکھا دیا کہ کسی دوسری عیسائی طاقت نے اس کی مدد کیلئے قدم آگے نہ بڑھایا۔ اور گو چند ایک انہیں سے پاک فرزندی دستگیری کیلئے بہت کچھ تلملاتی رہیں مگر انہیں عملی طور پر آگے بڑھ کر میدان میں نکلنے کی جرأت نہ پڑی۔ اس حسن سیاست پر خلیفۃ المسلمین اور ان کے مشیران باتدبیر جسقدر فخر و مباہات کریں انہیں زیبا ہے۔ شروع شروع میں ایک لحاظ سے اس جنگ کا برپا ہونا سلطان المعظم کو سخت ناگوار تھا۔ کیونکہ جیسا کہ میں **بست سالہ عہد حکومت** کے متعدد ضمیموں اور **تاریخ خاندان عثمانیہ** میں بتا چکا ہوں۔ وہ اپنی طاقت کو آپ خاص وقت تک ریزرو رکھنا چاہتے تھے۔ اور چاہتے ہیں جیسی خواہش وہ رکھتے ہیں اس محاربہ سے سخت خلل واقع ہونیکا ایک طرح سے قطعی احتمال بلکہ یقین تھا۔ مگر جب جلالتمآب کو اپنے حسن لیاقت سے یہ اطمینان حاصل ہوگیا۔ کہ یہ محاربہ مقامی حدود سے آگے تجاوز نہیں کریگا۔ اور دوسری کوئی سلطنت اس سرکش ریاست کی گوشمالی میں جو صدیوں تک سلطنت عثمانیہ کا محکوم صوبہ رہی تھی کسی طرح کی مداخلت نہ کریگی۔ اور جنگ کا شعلہ عالمگیر نہ ہونے پائیگا۔ تو عساکر قاہرہ کو پیشقدمی کا حکم دیدیا گیا۔ اور وہ چند ہفتوں میں اس تھرتھی سیر اور مشق و قواعد سے فاتح و منصور فارغ ہو گئے۔ اس عظیم پولیٹیکل کامیابی کے علاوہ اس محاربہ سے اور بھی کئی جلیل القدر فائدے مترتب ہوئے۔ دنیا کو ترکوں کی طاقت و جرأت جسے وہ فراموش کر چکی تھی۔ پھر پورا پورا علم ہو گیا۔ مخالف و موافق سب کو ان کی خوش اطواری۔ رحمدلی اور قابل تعریف اوصاف کا اعتراف کرنا پڑا۔ بڑی بڑی سلطنتوں کو ٹرکی کے اتحاد و رفاقت کی تمنا و خواہش پیدا ہوگئی۔ اور کل دنیا کے مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ کیطرف پھر از سر نو پوری پوری توجہ ہی نہیں ہوگئی۔ بلکہ ان کی خلوص عقیدت اور روحانی تعلق میں بھی جو پہلے بھی کچھ کم نہ تھا۔ بدرجہا زیادہ اضافہ ہوگیا۔

تغیلی کے بچہ دینے اور کریٹ کو جو مبدا و منبع فساد تھا۔ انگلستان۔ روس۔ اٹلی و فرانس کے تقاضا و اصرار پر ثانیاً آزادی دلوا دینے سے اگرچہ
اس محاربہ کی فتوحات کی عام خوشی میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو جلالتمآب کی بے نظیر تدبیر پر کامل بھروسہ ہے۔ اور جو یہ جانتے ہیں۔
کہ امیر المومنین سلطنت و خلافت کے جہاز کو گذشتہ بائیس تئیس برسوں میں کیسے کیسے خطرناک طوفانوں سے بخیریت اور موئداً بکامیابی صحیح و سلامت
بچا سکتے رہے ہیں۔ اونکو کامل یقین ہے۔ کہ شوکتمآب کی یہ تدبیر بھی سلطنت علیہ و خلافت عثمانیہ کے حق میں بالآخر نہایت مفید ثابت ہوگی
اس مسئلہ کے متعلق میں اپنی رائے چند مضامین میں جو اس کتاب کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کئے گئے ہیں۔ مفصل ظاہر کر چکا ہوں۔ یہاں اوس
کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ یونان اور کریٹ کے سابقہ حالات بالتفصیل تاریخ خاندان عثمانیہ میں تحریر کر چکا ہوں۔ اون کو اس کتاب
میں دوبارا بیان کرنا فضول طوالت کا باعث تھا۔ شائقین کتاب مذکورہ سے اونہیں مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ اوڈیٹر نے اس کتاب میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفانہ پالیسی پر جسے انگلستان اور ٹرکی کا کوئی سچا خیرخواہ کبھی
پسند نہیں کر سکتا۔ اکثر جگہ نہایت سختی سے نکتہ چینی کی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ جیسا کہ میں اسی کتاب کے کسی نوٹ میں لکھ چکا ہوں
تاج برطانیہ اور خلافت عظمیٰ عثمانیہ کے بہی خواہ اور مخلص ہوا خواہوں کی برسوں کی تمناؤں کے پورا ہونے کے زبردست آثار پیدا ہو گئے ہیں اور سر [illegible] گری
کے جانشین سر [illegible] نے خود سبقت کر کے جلالتمآب کی خدمت میں دونوں سلطنتوں کے اتحاد کی ضرورت اور فوائد جمہ کو بالوضاحت عرض کیا۔ اور
شوکتمآب نے جو پہلے ہی سے گورنمنٹ انگلشیہ کی غلط پالیسیوں سے سخت متعجب ہو رہے تھے۔ ان معروضات کو بنظر استحسان دیکھا۔ سوڈان کے
معاملہ سے سابقہ شکر رنجی اور کدورت باہمی میں اور بیشی ہو جانے کا سخت احتمال تھا۔ مگر اس واقعہ نے جو سوڈانی مشکلات سے کئی مہینے بعد ابھی
حال میں گذرا ہے۔ نہ فقط اوس احتمال کو ہی زائل کر دیا ہے بلکہ اس بات کی پختہ امید دلادی ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے پھر رفیق ہم
اور یکجان و دوقالب ہو جانے میں صرف چند دنوں کا توقف ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل ✤

محاربہ کی تاریخ کو فی الواقع مکمل بنانے کے واسطے جسقدر لوازمات ضروری تھے اونکے بہم پہنچانے میں کوشش اور خرچ کا کوئی دقیقہ حتی الامکان فروگذاشت نہیں کیا
گیا۔ تاکہ ناظرین کو لڑائیوں کے تفصیلی حالات پڑھتے وقت موقع کا نقشہ موجود نہ ہونے سے پریشانی نہ ہو میدان کارزار اور مختلف لڑائیوں کے متعدد نقشے شامل کر دئیے گئے
ہیں تاکہ اونکو گویا عینی شاہد سے ترکوں کی شجاعت و جلادت شرافت و ذہانت اور لیاقت و قابلیت خداداد کا کافی ثبوت بہم پہنچے۔ غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اور
ضیا پاشا سرعسکر کے علاوہ جو اگرچہ میدان جنگ سے دور تھے مگر کارزار کا انصرام حقیقت اونہی کے ہاتھ میں تھا۔ اور جنکی مسلسل تیاریوں اور کوششوں کی طفیل سلطنت نے ایسی
آسانی کے اسقدر فوج سب طرح سے آراستہ و مکمل غنیم کے مقابلہ پر بھیج سکی تھی [illegible] افسران اعلیٰ و ماتحت افسروں کی تصویریں دیدی گئی ہیں جن کی محنت و کوشش اور اہتمام سے
شبیہیں بنائی گئی ہیں اوسکا اندازہ ناظرین کو اونکو دیکھنے ہی سے ہو جائیگا [illegible] یونان کے چند اعلیٰ فوجی کمانڈروں کی بھی تصویریں ازدیاد کر دی گئی ہیں تاکہ اونکی شکلوں سے ہی [illegible]
قیاس کر لیا جائے۔ علاوہ ازیں کتاب پر بصرہ بغداد و دمشق حجاز کی مجوزہ ریلوے لائن کو مشترکہ اسلامی [illegible] کی تجویز کے متعلق وکیل کے چند ضروری مضامین یکجا جمع کر کے بطور ضمیمہ ازدیاد
کر دئے گئے ہیں۔ ایسا کرنیکی [illegible] ایک تو یہ محاربہ درحقیقت اس تجویز کے پیدا ہونیکا باعث ہوا تھا [illegible] اگر یہ مضامین یکجا جمع ہو جائیں تو چھاپا اس شخصی [illegible]
[illegible] عظیم کے ...نظام میں شریک ہونا چاہیں اونکو تجویز مذکور کی بابت مقصد اونکی [illegible] اس طرح بآسانی آگاہی حاصل ہو سکیگی اور چونکہ میرا خیال ہے کہ اس کتاب کو جو کوئی تاریخ [illegible]
یادداشت [illegible] ترکی کی حالات کی ترقی [illegible] اسلامی [illegible] کامل خیال و اشتیاق ہے۔ لہذا اگر اونکو اس تجویز کو ریلوے سے مطلع ہونیکا موقع دیدیا جاوے تو [illegible]
ہے کہ اونکا حصہ کثیر اس تجویز کو [illegible] ضرور مستعد و آمادہ ہو جائیگا۔ واللہ الموفق و علیہ التکلان بندہ محمد انشاء اللہ ایڈیٹر وکیل امرتسر [illegible]

(۷۸۶)

تاریخ جنگ روم و یونان

دیباچہ

جرمن سٹاف افسر اپنی کتاب کا دیباچہ بالفاظ ذیل تحریر کرتا ہے:-

یونان اور ٹرکی کی باہمی سخت معرکہ آرائی جو کریٹ کی بغاوت اور وہاں کے جنگ وجدال مابعد کی وجہ سے معرض ظہور میں آئی۔ گو یورپ کی دول عظام کی مداخلت پر اچانک او بسرعت ختم ہوگئی۔ تاہم قیام امن کے متعلق یورپین اغراض کی یک جہتی کی بدولت ان دونوں اقوام کے محاربہ نے کل یورپ کی توجہ کو حیرت انگیز حد تک اپنی طرف منعطف کر لیا تھا۔ اور ایک عام ہمدردی پیدا کر دی تھی۔ کیونکہ یہ ہر ایک کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ مشرق میں جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اون میں سے ہر ایک میں مزید معرکہ آرائی کا تخم موجود ہوتا ہے۔ اور اس مزید معرکہ آرائی کی نسبت کوئی شخص دعوے کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا آخری انجام اور نتیجہ کیا ہوگا۔

جرمنی کو اگرچہ ان متضاد اغراض سے جو جزیرہ نما بلقان میں پائے جاتے ہیں۔ براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ مگر پھر بھی وہ ان واقعات کی رفتار کو جو اپریل اور مئی سنہ ۱۸۹۷ء میں تھسلی اور ایپائرس میں حادث ہوئے دلی اشتیاق سے دیکھتی اور خاص وجوہات کے باعث اون پر نہایت توجہ سے غور کرتی رہی ہے۔ جرمنی کی آنکھیں محض اسی وجہ سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ ٹرکی پر نہیں لگی رہیں کہ محاربہ کی رفتار اور اوسکے انجام نے پہلے سے زیادہ پولیٹکل ہمدردی اور دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ بلکہ اس لیئے بھی کہ جب سے جرمن افسر ترکی فوج کی اتالیقی پر مامور ہوئے۔ اور اونہوں نے اتالیقوں اور منتظموں کی حیثیت میں اپنے اقتدار کا اثر پیدا کیا۔ اب پہلی مرتبہ اس محاربہ میں یہ فوج ایک وسیع پیمانہ پر جنگی کارروائی میں مشغول ہوئی۔ اور جرمن تربیت کے نتائج کو پرکھنے کا موقعہ ملا۔

ترکی فوج کی بیشمار جنگی فتوحات اور اوس کے اون متواتر و مستعدانہ حملوں اور ضربات کی جن سے غنیم کی فوجی قوت اور طاقت مدافعت بالکل پامال ہوگئی۔ جرمنی میں پوری پوری قدر کیگئی۔ اور اوس سے اس رائے کی تصدیق ہوگئی۔ کہ محاربہ کی کارروائیوں اور انتظام میں جو کمالیت اور قابل تعریف برجستگی پائی گئی۔ وہ زیادہ تر جرمن افسروں کی با احتیاط اور شب و روز کی سرگرمی اور جد و جہد کا نتیجہ ہیں عثمانیہ فوج میں اس امر کا علی التواتر اعتراف کیا جا چکا ہے۔ جرمن افسر خاص امتیاز اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اہم کام اونہیں سپرد کیے جاتے ہیں۔ اونکی اقتدار کے دائرے بہت وسیع پائے جاتے ہیں۔ اور زمانہ حالی کے سب حال اصلاحات کی بنیاد قائم کر نہیں اونکی بخشش تعلیم کا نام یونانی ہیں۔ اور ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یا مغرب کے سواحل پر (یعنی قسطنطنیہ اور مدین لحاظ کل سلطنت عثمانیہ میں) جرمنوں کو

کو نہایت ہی موثر اور اہم خدمات اور شہرت حاصل ہو گئی

گذشتہ محاربہ میں جو ابھی ختم ہوا ہے۔ اس شہرت کی بابت اور کئی طرح سے کل دنیا کو تصدیق و تحقیق ہو گئی ہے۔ بطور مثال ایک واقعہ کا جیسے ٹائمز کے نامہ نگار نے بیان کیا ہے ذکر کر دینا کافی ہوگا۔ یہ نامہ نگار ترکی فوج کے ساتھ رہا تھا۔ اور یہ واقعہ لاریسا پر ترکی افواج کے قابض ہونیکے وقت گذرا تھا۔ نامہ نگار مذکور (مسٹر بگہم) لکھتا ہے :-

"ایک شام جبکہ ہوا خوری سے شہر کو واپس آتے کسیقدر دیر ہو گئی میرے ساتھ ایک چرکس سوار تھا شہر کے پھاٹک بند ہو چکے تھے جب ہم دروازہ پر پہنچے۔ تو ترکی سنتری نے رات کے سناٹے میں حسب دستور آواز دی "کون جاتا ہے" میری اردلی نے بلا تامل جواب دیا "جرمن پاشا" چونکہ مجھے لفظ مقررہ[1] معلوم نہ تھا۔ میں نے اندر داخل ہونیکے وقت تک جرمن پاشا کے خطاب کو بخاموشی قبول کر لیا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی میں نے پکار کر کہدیا "میں انگریز ہوں" جب پھاٹک کھلا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ پہرہ کے سپاہی صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور سلامی کیلئے بندوقیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا سبب گارڈ کے افسر سے دریافت کیا اوسنے جوابدیا "کیونکہ آپ جرمن افسر ہیں"

اس موقعہ پر جرمن اتالیقوں کے کام اور اونکے کام کے حاصل شدہ نتائج کی مختصر کیفیت درج کر دینے کیلئے میں ناظرین سے کسی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔

موجودہ صدی کے ساتویں عشرہ کے انجام کے قریب جب سلطان نے قیصر ولیم اول سے یہ خواہش ظاہر کی کہ چند جرمن افسروں کی خدمات عثمانیہ فوج کی مکمل ترتیب جدید کیلئے ترکی گورنمنٹ کو سپرد کر دیجاویں۔ تو قیصر مرحوم نے اس کام کیلئے کرنیل کالر۔ میجران ہوب و کامفوفن اور کپتان رسٹو کو منتخب کیا۔ اس سے ایک سال پیشتر پرشوی محکمہ کمسریٹ کا مسٹر وان شاگن ترکی فوج کے صیغہ کمسریٹ میں ملازم ہو گیا ہوا تھا۔ سلطان نے ان سب افسروں کو پاشا[2] کے عہدہ پر فائز کر دیا۔ اور انہوں نے تین برس خدمت کرنیکا اقرار نامہ لکھدیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس میعاد کے ختم ہونے پر وہ پھر پرشوی فوجوں میں واپس چلے جائیں گے۔ سلطان نے ان سب کو شرف حضوری عطا فرما کر ہر ایک افسر کو جدا جدا صیغہ پر مامور فرمایا۔ اور ارادہ سے اوس صیغہ کے متعلق مفصل رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔

جنرل کالر کو جنرل اسٹاف (ارکان حرب)[3] کے نظم و نسق پر رپورٹ کرنیکی ہدایت کیگئی میجر کامفوفن کو دیگر فرائض و خدمات مفوضہ کے علاوہ فوج پیدل پر میجر وان ہوب کو کیولری (فوج سواران) پر۔ کپتان رسٹو کو آرٹلری (توپخانہ) پر۔ اور وان شاگن کو کمسریٹ پر رپورٹ کرنے کا

---

[1] انگریزی میں اسے واچ ورڈ کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے واسطے پٹول کا لفظ ہے۔ بحالت صلح اور چھاونیوں میں سنتری کے پکارنے پر عموماً جواب میں دوست کہا جاتا ہے۔ مگر میدان جنگ میں ہر شام ایک خاص لفظ مقرر کیا جاتا ہے اور پہرہ کے سنتریوں اور کیمپ کے حدود سے باہر جانیوالوں کو بتا دیا جاتا ہے اور اس امر کی خاص احتیاط کیجاتی ہے کہ دشمن کے کسی آدمی کو یہ لفظ معلوم نہ ہو سکے تاکہ دھوکا اوس کی طفیل جاسوسی میں آسانی نہ ہو جائے۔ درست جواب نہ ملنے پر سنتری گزرنیوالے کو گرفتار کر لیتا ہے اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے۔ تو اوسے گولی مار دیتا ہے اور دوسرے سنتریوں کو اوس کا تعاقب کرنیکے لئے الارم سے خبر دیتا ہے

[2] ترکی فوجی افسر نہیں کرنیل اور اوس سے اوپر کے درجے کے افسر پاشا کا خطاب رکھتے ہیں زیادہ تر تفصیل کیلئے دیکھو کتاب ہذا باب پلیونا [3] ترکی کا شانہ جس میں کرنیل سے اوپر کے درجے کے تمام افسر مثلاً ایجوٹنٹ جنرل۔ انسپکٹر۔ کوارٹر ماسٹر جنرل یا چیف افسران توپخانہ۔ پے ماسٹر جنرل۔ سگنل افسر۔ فوجی جج اور انجینیئر تمام افسروں کی

کام خاص طور پر سپرد کیا گیا - ان تمام افسروں کو وسیع اختیارات عطا کئے گئے - اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ترک افسر بطور نائب مقرر کیا گیا کہ جو اوسے تمام ضروری حالات و معلومات سے مطلع ہونے میں مدد دیا کرے -

ان اتالیقوں نے اپنے اپنے کام کو جوش و خلوص سے شروع کر دیا - ہر ایک کی یہ کوشش و خواہش تھی کہ وہ اپنے اپنے صیغہ کو متعلق پیش وقیعت نامہ حاصل کرے - کہ عملی اصلاحات کو تجویز کرنے سے پیشتر وہ یہ فیصلہ کرنیکے قابل ہو جائے کہ کون کون سے تغیرات ضروری ہیں - جب ان افسروں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں - تو اون پر غور کرنیکے لئے دو کمیشن مقرر کئے گئیں - ایک کا یہ کام تھا - کہ وہ تجویز کردہ اصطلاحات پر جنگی نقطہ نظر سے رائے قائم کرے - اور دوسری کا یہ تھا - کہ مالی لحاظ سے اپنی رائے دے - سلطان عبد الحمید نے کچھ عرصہ بعد ان اصطلاحات میں سے اکثر کو جن کی فوجی کمیشن نے جو فوجی ترتیب جدید کیلئے قائم ہوئی تھی - سفارش کی تھی منظور کر لیا - مجوزہ اصطلاحات میں اوس فوجی نظام کی بنیاد جو اس وقت نافذ العمل ہے - فوج کی آرمی کوروں (فیلق جیش) اور ڈویژنوں میں اور ملک کی بارہ فوجی اضلاع میں تقسیم جدید ہوئی - فوج کو بالکل وجوہ از سر نو جدید اسلحہ سے مسلح اور ریزرو فوج کا باقاعدہ طور پر قائم کیا جانا - اور اسی طرح کی دیگر اصطلاحات شامل تھیں -

۱۸۸۳ء میں پرشوی فوج کے ہیڈ کوارٹری کا افسر بیرن وان ڈر گولز بھی مذکرہ صدر جرمن افسروں سے آملا - یہ افسر عثمانیہ فوجی نظم و نسق کی مکمل تجدید میں راہنما کا کام دینے کیلئے بلایا گیا تھا - اس افسر نے ترکی ہیڈ کوارٹری سٹاف کی اصلاح و درستی میں حیرت انگیز کام دیئے - اور نیز اپنے تعلیمی کام کی بینظیر اور دیرپا سود مندی اور ٹھوس خوبی و قابلیت - اپنے علم و فضل اور لیاقت و معلومات کی ہمہ رنگی و گوناگونی - اور مزید برآں اپنی دلفریب خوش اخلاقی اور معاشرتی اوصاف کی طفیل بہت جلد شہنشاہ کی نظروں میں خاص عزت و وقعت اور قسطنطنیہ کے تمام فوجی دوائر اور حلقوں میں ممتاز ہمدردی حاصل کر لی -

۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بیرن وان ڈر گولز نے اپنی توجہ بالخصوص فوجی مدارس کی درستی و اصلاح پر منعطف رکھی - سب سے اول آپ نے فرسودہ طریقہ تعلیم اور نصاب کو جو پرانی طرز کے فرانسیسی نمونوں کے مطابق قائم کئے گئے تھے تبدیل کرنے کا کام شروع کیا اور اس تغیر کے ساتھ ہی تعلیم کے نئے طریقہ اور نصاب اور بالخصوص عملی مشق و قواعد کی طرف پہلے کبھی بھولے سے بھی توجہ نہیں کی جاتی تھی - بتدریج داخل کرتا گیا - یہ مشق و قواعد ایسی رکھی گئی - جو ہیڈ کوارٹر سٹاف کے افسروں کیواسطے نہایت مفید ہو سکتی تھی - بالفاظ دیگر ایسے افسروں کو جو جو فرائض دینی پڑتی ہیں - اونکی طالب علمی کے زمانہ میں عملی مشق کرانیکا قاعدہ جاری کیا - یعنی اون کاموں کی مشق پریڈ کے موقعہ پر جو میدان جنگ میں کرنے پڑتے ہیں - آزمایشی سفر زین سواری پر جیسکے ساتھ ہی طلباء کو متعدد سوالات حرب کے متعلق حل کرنیکے لئے دئے جاتے اسیطرح ایسے سفروں اور ساعتوں کے طے کرانے کی مشق وغیرہ - مستعدی و چالاکی کی عادات کو راسخ ہو جانے نے جیسا اچھا پھل دیا ہے وہ حال میں ختم شدہ محاربہ سے بخوبی واضح ہو گیا ہے - سیف اللہ پاشا اور انور پاشا جنکے نام اس محاربہ کے دوران میں بارہا عزت و نیک نامی کے ساتھ لئے گئے ہیں - اس جدید طریقہ تعلیم کے اولین شاگردوں میں سے ہیں - اور انہوں نے طالبعلمی کے زمانہ ہی میں شاندار قابلیت اور دلی شوق کا ثبوت دیدیا تھا -

بیرن[1] وان گولز ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بارہ برس فوجی مدارس اور نیز اعلیٰ اور ابتدائی مکاتب کا انسپکٹر جنرل رہا۔ اس عرصہ میں فوجی مدارس نے قابل تعریف ترقی کی۔ اور اونکے طلباء کی تعداد چار ہزار سے پندرہ ہزار ہوگئی۔ ۱۸۸۶ء سے انسپکٹر جنرل کا عہدہ بھی وان گولز کو تفویض کر دیا گیا۔ آخرالذکر منصب پر جنرل کا تار تادم مرگ مامور رہا تھا۔ اس عہدہ کے ساتھ ہی سلطان المعظم نے گولز پاشا کو فوجی اصلاح کیلئے تجاویز مرتب کرنیکا کام سپرد کیا۔ اوس نے اوسی سال فوجی اصلاح کی تجویز تیار کر دی۔ سلطان المعظم نے اوسے پسند فرمایا اور ۱۸۹۳ء کے ختم ہونے سے پہلے اوس کے تمام ضروری حصوں پر عملدرآمد ہوگیا۔ یہ تجویز ترکی جنگی طاقت کے موجودہ نظام کی بنیاد کا کام دیتی ہے اور منجملہ دیگر امور کے ان باتوں پر مشتمل ہے:-

(۱) عام جبریہ فوجی خدمت کا قاعدہ تمام مسلمان آبادی پر نافذ کیا جاوے۔ اور اس غرض کیلئے بھرتی کرنیکے متعلق نیا قانون منظور کیا جاوے۔

(۲) ریزرو اور لینڈوہر[2] (ردیف و مستحفظ) کیلئے نیا ضابطہ قائم کیا جاوے۔ اور اس ضابطہ کے مطابق افواج ردیف و مستحفظ کو از سرنو مرتب کیا جاوے۔

(۳) جدید ضوابط کے رو سے جنگ کیوقت کام دینے کیلئے "لینڈسٹرم" اور نیز ریزرو اور سوپرنومیری پلٹنیں مرتب کیجائیں۔ اور مزید برآں جدید ریزرو فوج اور سوپرنومیریوں کی دوسری قسم یا صنف نئی قائم کیجاوے۔

(۴) جنگی ضروریات کیلئے افواج کی نقل و حرکت اور سریع اجتماع کا انتظام۔

(۵) کل سلطنت کی ۱۲ ڈویژنی – ۴۸ برگیڈیں – ۹۶ رجمنٹیں اور ۳۸۴ پلٹن اضلاع میں تقسیم جدید (یعنے ۱۲ بڑے ضلع جو فوج کی ایک ایک ڈویژن کا صدر مقام ہوں، ۴۸ چھوٹے ضلع جو ایک ایک برگیڈ کا صدر مقام ہوں وقس علیٰ ذلک۔ انہی اعداد سے ناظرین کو یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ ترکی فوج میں چار پلٹنوں کی ایک رجمنٹ – دو رجمنٹوں کا ایک برگیڈ اور دو برگیڈوں کا ایک ڈویژن ہوتا ہے۔

---

[1] بیرن وان گولز نے ترکی خدمت سے کنارہ کش ہونے پر ترکی فوج کی متعلق جو رائے ظاہر کی تھی وہ بعنوان بیست سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں درج ہے۔

[2] آسٹریا اور جرمنی میں فوج کے اوس حصہ کو کہتے ہیں۔ جو مقررہ میعاد کیلئے نظام اور ردیف میں کام کر چکی ہو۔ اور کبھی کبھی قواعد کیلئے گھروں سے آتی ہو سوا اس کی حالت میں فوجی خدمت سے معاف ہو۔ جنگ کیوقت فوج کی جو آخری قسم آخری وقت طلب کیجاتی ہے۔ اوسے ان ممالک میں لینڈسٹرم کہتے ہیں جو بن نظم و نسق کے رواج سے پہلے ترکی میں مستحفظ فوج اسکے مشابہ تھی۔ [3] سوپرنومیری اوس افسر سپاہی یا ملازم کو کہتے ہیں۔ جو ضرورت کیوقت کام دینے کیلئے تعداد مقررہ سے زائد رکھے جاتے ہیں۔ فوجی اصطلاح میں اسکے جو معنی ہیں وہ اس تشریح سے سمجھ میں آجائینگے۔ جن ممالک میں جبریہ خدمت کا قاعدہ نافذ ہے۔ وہاں یہ نہیں ہوتا۔ کہ ہرسال جس قدر آدمیوں پر خدمت عائد ہو وہ سب ہی فوج میں بھرتی کر لیئے جاتے ہیں۔ بلکہ نئے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد مقرر ہوتی ہے۔ چنانچہ زیادہ آبادی رکھنے والے ممالک میں اون نوجوانوں کی تعداد جن پر خدمت عائد ہوتی ہو رنگروٹوں کی مطلوبہ تعداد سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مطلوبہ تعداد قرعہ اندازی وغیرہ کے ذریعہ منتخب کرکے فوج نظام میں داخل کر لیجاتی ہے۔ اور فاضل تعداد کو چند ہفتہ قواعد سکھا کر یا یونہی گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

(۶) نیا قانون محاصل کے جنس میں ادا کیے جانے کے متعلق نافذ کیا جائے - تاکہ جنگ کیوقت باربرداری کی فراہمی میں سہولت

(۷) ۱۸۹۰ء میں بین حاضر افواج کیلئے جدید ضوابط مقرر کیئے جائیں -

عثمانیہ قوم کی جنگی طاقت کو استحکام کے لیئے ان تمام بنیادی انتظامات اور ان میں سے ہر ایک کیطرف گولتز پاشا نے [illegible] اور اپنی آنکھوں سے اونپر عملدرآمد ہوتا ہوا دیکھ لیا - ان تھک ہمت و کوشش سے وہ تمام مخالفتوں پر جو ہمیشہ [illegible] حائل کرتی رہتی تھیں غالب آگیا - ایک سے زیادہ مرتبہ اوسے اپنی کئی تجاویز پر اسطرح سے عملدرآمد کرانا پڑا - کہ ملازمت کی پچھلی میعاد کو ختم ہو جانے پر اوس نے تجویز مذکور کے نفاذ کو ملازمت کے معاہدہ کی تجدید کیلئے مقدم اور لازمی شرط قرار دیا -

اس سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا - کہ یہ انتظام و ترتیب جدید جس کا اشد ضروری ہونا ترکی افواج کو اوس تجاوز سے جو ۱۸۹۷ء[1] میں یونان کے مقابلہ کیلیئے کیا گیا تھا اچھی طرح ثابت ہوگیا تھا - محض اس افسر کی مسلسل اور انتھک کوششوں اور جدوجہد کی طفیل معرض ظہور میں آیا - اور بر سر تکمیل پہونچا -

متذکرہ صدر کام کے علاوہ جس کی تعمیل و تکمیل میں اوسے نہایت ہی سخت مشکلات پیش آئیں جنرل وان ڈر گولتز نے ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات لازمہ کی مختلف شاخوں میں افسروں کی عملی تربیت پر بھی توجہ منعطف کی اور خود اس غرض کیلیئے سٹاف خدمات کے متعلق لمبے لمبے سفر کیئے مصنوعی لڑائیاں کرائیں کھلے میدانوں میں سواروں کے رسالوں سے نمائشی جنگ و جدال کرائے - اور اسیطرح کی اور دیگر مشقیں کراتا رہتا - اس عملی جدوجہد کے دوش بدوش اوسنے مندرجہ ذیل کتابیں ترکی میں شائع کیں - جنکی بہت اشاعت ہوئی -

(۱) جنگی کارروائیوں کے متعلق افسروں کا راہنما (۲) فن صف آرائی کے متعلق مسائل و مثالیں (۳) ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات و حقوق (۴) جنگ کیوقت قلعوں کی مدافعت اور اونپر حملہ کرنیکے متعلق راہنما ہدایات (۵) میدان جنگ کی خدمات کے متعلق راہنما - یہ پانچوں کتابیں تین ہزار مطبوعہ صفحے رکھتی ہیں - پہلی کتاب کے چار اور پانچویں کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں - ان کتابوں کی آمدنی جنگی مدارس کے مطبع کو وقف کر دیگئی ہے -

اس پرشوق جرنیل کی مختلف الانواع اور دور رس اثر کرنیوالی مستعدی سے نہایت ہی نیک نتائج مترتب ہوئے ہیں - وہ ایک ہی وقت میں کوارٹر ماسٹر جنرل[2] - فن صف آرائی کا اعلے اتالیق - سپہ سالار اعلے انجنیر کور سا تھ ہی متوجہ اور مجدد بھی تھا جنگی ترتیب جدید فوجی تعلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) یہ زاید از ضرورت نوجوان سوپر نومیریری کہلاتے ہیں ترکی میں حالانکہ ابھی مسلمان آبادی کا بھی حصہ کثیر فوجی خدمت سے مستثنے ہے تعداد مطلوبہ یا مقررہ سے تقریباً دگنے آدمیوں پر ہر سال فوجی خدمت عائد ہوتی ہے جنکو بالعموم کچھ تو عد سکھا کر گھر انکو واپس کیا جاتا ہے - سالانہ تعداد مقررہ میں جنگی ضرورتوں اور مالی گنجائش کے لحاظ سے عموماً کمی بیشی ہوتی رہتی ہے +

[1] اوسوقت جس آسانی سے ترکی نے تین لاکھ سے زائد فوج یونانی سرحد پر چپ چاپ باسانی تمام چند ہفتوں میں جمع کر دی تھی وہ [illegible] عہد حکومت کی ایک حاشیہ میں درج ہے - [2] صیغہ کوارٹر ماسٹر کا اعلے افسر کوارٹر ماسٹر جنرل افسر ہوتا ہے جسکے [illegible] وردی - ایندہن - اسباب نوشت و خواند اور بار برداری وغیرہ بہم پہونچانے اور رسد رسانی کی نگرانی کرنیکا کام سپرد ہوتا ہے -

اور شانی اصلاح کے متعلق اس افسر نے بینظیر قابلیت اور لیاقت سے جو کام کیا تھا اور سکا اثر بصراحت تمام اون فوجی کارروائیوں کی تجویز کے بتدریج عملدرآمد کے وقت ہی جو ترکوں نے ۱۸۹۷ء میں یونان کے برخلاف جب کہ لڑائی اٹل ہو رہی تھی۔ کی تھیں۔ واضح ہو گیا تھا اور سلطان المعظم نے اوس کا نہایت ہی عزت بخش پیرایہ میں اعتراف کیا تھا۔ ترکی فوج سے علیحدہ ہونیسے چند ماہ پیشتر جلالتمآب نے اپریل ۱۸۹۵ء میں گولز پاشا کو فیلڈ مارشل (مشیر) کا ممتاز مرتبہ عطا فرما کر ایک بیش قیمت اعزازی تلوار بھی عطا فرمائی۔ باضابطہ الوداعی سلام کے موقعہ پر خلیفۃ المسلمین نے گولز پاشا کو پرائیویٹ باریابی کا شرف عطا فرما کر اون ممتاز خدمات کا جو اس نے جلالتمآب اور اون کی فوج کی کی تھیں۔ شکریہ ادا کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ یہ علیحدگی اور جدائی آخری نہیں ہو گی۔ اور کہ ترکی حکام صیغہ جنگ اوس کو پھر واپس آنے اور اوس کی حوصلہ افزا نیک نظر اور مستعدی سے مزید فائدہ اوٹھانے کی توقع رکھنے میں غلطی پر نہیں ہونگے۔ یہ جرنیل جس کی ایسی شاندار عزت و توقیر کی گئی۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ اپنے وطن کی فوج میں واپس آ گیا ہوا ہے۔ جس میں وہ ایک ممتاز کمان پر مامور ہے۔ جرمن فوج اس قابل افسر کو پھر اپنی صفوں میں دیکھکر اور یہ جاننے سے کہ اوس کی قابلیتوں اور اوصاف و لیاقت خدا داد سے پھر اوس کا ملک مستفید ہو رہا ہے۔ جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ باقیماندہ جرمن افسروں نے سب ترکی فوج میں بلند مراتب پر فائز ہیں۔ لفٹنٹ کرنیل گرمیکو پاشا فریق توپخانہ کی تربیت کر علاوہ چند قیود کو سانقہ توپخانہ کے اسلحہ و گولہ بارود اور نیز اوس کے آدمیونکی نگرانی کو کام پر مامور کیا گیا تھا۔ لاریسا کے برخلاف اور اوسکے مستعدانہ عمل اور اوسکی اوس بہادرانہ کارروائی کے طفیل جس سے وہ شہر مذکور پر قابض ہو گیا سلطان المعظم کی خاص نظرِ عنایت مبذول ہو گئی ہے

جب ۱۸۸۳ء میں یہ جرمن مصلحین ترکی ملازمت میں داخل ہوئے۔ تو اونہوں نے ترکوں کو فوجی مہارت کے لحاظ سے اوسی حالت میں پایا۔ جس حالت میں کہ وہ چھ برس پیشتر محاربہ روس کے وقت تھی۔ ان مسلمان سپاہیوں کیلئے جو فوج کیواسطے نہایت بیش قیمت مصالح ہیں قابل اور تربیت یافتہ افسر تقریباً مفقود تھے۔ اور وہ بجائے امن فنون حرب میں باقاعدہ اور عملی طور پر مشاق بنائے جانے کے سخت محتاج تھے انتظامی کل پرزے بے جوڑ تھے۔ اور اس کل کے عار دار چرخوں کے دندانوں میں کوئی گرفت نہ پائی جاتی تھی۔ توکل و قسمت کر کردار اعتقاد اور ہر وقت عالم تصور میں محو رہنے اور تسا ہلانہ عادات کا جو کچھ نتیجہ ہے اوسی کے حسب حال تمام کاروبار انصرام پاتا تھا جرمن افسروں کی نئی روح پھونک دینے والی مستعدی کی بدولت جس نے پندرہ برسوں کے اندر عثمانیہ فوج پر ترتیب تیاری تربیت اجتماع اور انتظام کے متعلق یوروپین فوجی دستورالعمل کے ضروری لوازمات اور اصولوں کا نقش قائم کر دیا ہے۔ اور اوسے براعظم یوروپ کی دیگر افواج کی سطح کے بہت کچھ نزدیک پہونچا دیا ہے۔ سابقہ حالت بہت ہی بدل گئی ہے۔

ایسے ملک میں جہاں افسری یا ارٹیلری کی ایک کمپنی تک کو چاند ماری کی مشق کرانے کیلئے یا ایک رسالے کو مشق کیواسطے باہر لیجانے کیلئے سلطانی اجازت کا حاصل کر لینا ضروری ہو۔ اور یہ اجازت بہت دقت اور مشکل سے حاصل ہوتی ہو۔ اور جہاں اوزار اور کیمپ کی ساز و سامان اور بالکل صاف رپورٹوں کی پڑتال اور تشخیص میں بہت سا وقت خرچ کیا جاتا ہو ایسے ملک میں ہر ایک واقعی مفید عملی نتیجہ اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ اوسکے حصول کیلئے بے انتہا محنت استقلال عقلمندی اور تحمل سے کام لیا گیا ہے۔ اس مشکل کام کو جرمن افسروں کی مخلصانہ

مستقل مزاج ثابت قدم اور جفاکش نے بعد جہد جہاد نے ممکن بنا دیا - جن افسروں نے ایک اجنبی گورنمنٹ کو کارآمد خدمت دینی چاہی تھی انہوں نے اپنے ملک کے لئے نیکنامی حاصل کی کہ اوس کے فرزندوں کی ہمت و کوشش سے ایک طاقتور اور دوست قوم کیلئے فوجی طاقت و فوجی استحکام کا نیا دور شروع ہو گیا ہے ۔

اس تمہید کے بعد مصنف لکھتا ہے - کہ اوس نے یہ صفحات تاریخی کتاب کا کام دینے کی بجائے محاربہ کی رفتار و حالات کا مختصر سا خاکہ کھینچنے کیلئے تحریر کئے ہیں - محاربہ مذکورہ پر مستند تاریخی کتاب لکھنے کا ابھی وقت نہیں آیا - چشم دید شاہدوں کی شہادتیں اور فریقین کے افسروں کے بیانات ایک دوسرے سے بہت مختلف بلکہ متضاد ہیں - اور مختلف معرکوں کے حالات و واقعات بھی ابھی تک بالتفصیل معلوم نہیں ہوئے بنا بریں تاریخی تحقیق و تدقیق اور باقاعدہ ترتیب کا کام ابھی شروع نہیں کیا جا سکتا - بعد ازاں وہ جرمن اور انگریز نامہ نگاروں کے تحریر کردہ حالات اور یادداشتوں سے اس کتاب کو مرتب کرنے کا ذکر کر کے اون نامہ نگاروں کی جفاکشی - تندہی سے اپنے فرائض کو سرانجام کرنے اور حتی الامکان انصاف کو مدنظر رکھنے کا اعتراف کرتا ہے - اور پھر لکھتا ہے - کہ اوس نے ان واقعات کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے - تاکہ ناظرین کو محاربہ کا عام نقشہ اور اوس کے نمایاں پہلو معلوم ہو جائیں - اگرچہ اکثر واقعات کو سر ایشمیڈ بارٹلیٹ نے بالتفصیل اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ آگے مندرج ہے بیان کر دیا ہے - تاہم ایسا ہی جرمن مصنف کی کتاب کا پورا ترجمہ دیدیا گیا ہے - تاکہ ناظرین کو حتی الامکان مکمل آگاہی اور واقفیت ترکی فوج کی کارناموں اور یورپین پالیسی کے متعلق ملسکے - اس تمہید کے ساتھ ہی جس میں مصنف نے جرمنی کی ہمدردی کے چند وجوہات تحریر کئے ہیں ایک اور نامور جرمن مدبر کی رائے اس مسئلہ کے متعلق درج کر دینا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا ۔

اس مدبر کا نام ہز ایکسیلنسی البرٹ وان شیفل ہے - جو ۱۸۷۱ء میں آسٹریا کے صیغہ تجارت کا وزیر تھا - اور اوس کے بعد وائنا اور ٹیوبنگن کی یونیورسٹیوں میں پولیٹیکل ایکونومی (سیاست مدن) کا پروفیسر رہا ہے - اسنے لنڈن کے ماہواری رسالہ [illegible] بابت ماہ نومبر [illegible] میں جرمنی اور انگلستان کے باہمی تعلقات پر اوس عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا ہے - کہ جرمنی انگلستان سے کیوں بیزار اور متنفر ہے - اور پھر اس بیزاری و تنفر کو یونانیوں وغیرہ کے برخلاف جرمنی کی ترکوں سے ہمدردی ہونیکا بہت کچھ باعث قرار دیتا ہے ناظرین کو یہ تو بتانے کی احتیاج نہیں معلوم ہوتی کہ انگلستان اور جرمنی کے تقریباً کل باشندے ایک ہی نسل سے ہیں لیکن [illegible] مدبر مذکور لکھتا ہے - کہ جرمنی اپنی قومی قرابت اور دونوں ملکوں کے اغراض کی یکجہتی کو جن کا طبعی اقتضا یہ ہے - کہ دونوں قومیں آپس میں متحد و متفق رہیں - تسلیم اور اونکا احترام کرتی ہے - مگر انگلستان کی سردمہری بلکہ اوس کے اس سے بھی بدتر خواہش نے کبھی اتحاد نہ ہونے دیا - جو عرصہ سے یگانگت وغیرہ کو بالائے طاق رکھکر جرمنی کی تخریب کے درپے ہو رہا ہے - جرمنی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے انگلستان سے ناراض نہیں ہے - کہ دونوں ملکوں کے درباروں کے تعلقات اچھے نہیں - انگلستان کے مشتہ جنگ اخبارات معاندانہ تحریریں لکھتے رہتے ہیں - یا انگریز مدبر نامناسب تقریریں کرتے رہتے ہیں - اور جرمن قیصر کو بھلے برے لفظوں سے یاد کیا جاتا ہے - جرمنی اس وجہ سے بھی ناراض نہیں ہے - کہ انگریز جرمنی کی تجارتی ترقی پر حسد و رشک کرتے ہیں - اسمیں کلام نہیں کہ [illegible] نے بہت کچھ آزردگی پیدا ہوئی تھی - جس میں اوسنے محاربہ روم و یونان کے شروع ہو [illegible]

قیصر کو مخاطب کرکے کہا تھا۔ کہ "وہ اپنی نانی کی دانشمندانہ نصیحت کا خیال رکھے" لیکن بیگانگت کی اصل وجہ انگلستان کی وہ پالیسی ہے
جو اوسنے مقبوضات بعیدہ اور مشرق میں جرمنی کے متعلق اختیار کر رکھی ہے۔ اور جو عملی طور پر اوسی پالیسی کی مشابہ ہے جو سنہ ۱۸۶۰ء سے
پہلے پہلے لارڈ پامرسٹن کے زمانہ میں انگلستان کی تھی۔ اس پالیسی کا ایک بڑا اصول یہ تھا۔ کہ کسیطرح جرمنی کو روس کیساتھ بھڑا
دیا جاوے۔ مگر جرمنی کی بادشاہت کی بجائے شہنشاہت ہوجانیسے انگلستان کیلئے ایسا کرنا ناممکن ہوگیا ہے۔ اور خواہ ملکہ وکٹوریہ کی لڑکی
بہت عرصہ پہلے سے ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم ہوجاتی۔ یا ۹۹ دن کی بجائے جو مرحوم قیصر فریڈرک کے مختصر عہد حکومت کی میعاد ہے۔ زیادہ عرصہ
ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم رہتی۔ وہ اس مدعا میں کامیاب نہ ہوسکتا شہنشاہت کے قیام سے بعد فوراً ہی جرمن صنعت و حرفت اور تجارت ترقی
ہونی شروع ہوگئی۔ اور اس فروغ کو قائم رکھنے کیلئے جرمنی نے یورپ اور مقبوضات بعیدہ میں امن قائم رکھنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ جن
دونوں باتوں میں انگلستان نے اوسے زک دینے کیلئے کمر ہمت چست باندھ لی۔ مدبر مذکور کے الفاظ بجنسہ حسب ذیل ہیں:۔

"سنہ ۱۸۸۴ء سے انگلستان ہر جگہ ہماری کولونیل (مقبوضات بعیدہ کے متعلق) پالیسی کی مخالفت کر رہا ہے۔ اور ہر چند برسوں سے ٹرکی
میں جو طریقے اوسنے اختیار کر رکھے ہیں۔ اونکا صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے۔ کہ وہ کل براعظم یورپ کو نقصان پہنچا کر خود تنہا فائدہ
اوٹھانے کیلئے دول یورپ میں عالمگیر جنگ مشتعل کرنیکی کوشش کر رہا ہے۔ اور اوسکی یہی چالیں ہماری ناراضگی کا باعث ہیں گذشتہ
چند برسوں سے وہ ان چالوں کی ریشہ دوانی میں ایسا منہمک ہوگیا ہے۔ کہ اونکی بدولت ہماری محبت کے کاسہ کا پیندہ جو کبھی کناروں تک
بھرپور تھا۔ بلکہ چھلکا پڑتا تھا۔ بالکل الگ ہوگیا ہے۔ اور آب محبت کا جو ہمیں انگلستان کے ساتھ تھی اب ایک قطرہ باقی نہیں رہ گیا۔
نہ آئیندہ پیندا جاتے رہنے کی وجہ سے اوس میں ٹھہر سکتا ہے۔ یہ امر اوس وقت ظہور میں آیا جب کہ انگلستان نے امریکہ کو سپاہیوں سے لیکر اپنے
جنیوا تک جیسے سینٹ پال کے رسولوں کی تاریخ میں معمولی کذابوں کے وطن کا نام دیا گیا ہے۔ جابجا ایسی سرنگیں لگائیں جن کا مدعا کل براعظم
پر جنگ کے شعلوں کو مشتعل کر دینا تھا۔ تاکہ وہ اکیلا اس عالمگیر تباہی سے فائدہ اوٹھائے۔ اوسکی ان کارروائیوں سے کل دنیا
کو یہ عام یقین ہوگیا تھا جس یقین کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ درستی پر مبنی تھا یا کہ غلطی پر کہ انگلستان محاربہ کریمیا جیسا
ایک اور محاربہ روس کے برخلاف کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب اس مجوزہ محاربہ کیلئے محاربہ کریمیا کیطرح اس دفعہ وہ فرانس کو اپنا ساتھی
نہ بنا سکا تو اوس نے اتحاد ثلاثہ کی طاقتوں (جرمنی آسٹریا۔ اٹلی) کو روس کے ساتھ لڑا دینے کی کوشش شروع کی۔ تاکہ اسطرح سے وہاں
طاقتوں کی قومی خوشحالی اور ترقی [illegible] کے ہاتھوں سے برباد کرا دے اور پھر اس دھوئیں دھار اور تاریک مطلع سے فائدہ اوٹھا کر خود

---

* قیصر ولیم کی والدہ ملکہ معظمہ انگلستان کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں جنکا خاوند سنہ ۱۸۸۸ء میں صرف ۹۹ دن حکومت کرنے کے بعد فوت ہوگیا تھا۔
وہ [illegible] ہیں۔ اور اکثر اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہتی ہیں قیصر اور اونکی والدہ کے باہمی تعلقات [illegible] آپس کی مخالفت کی وجہ سے عمدہ
نہیں ہیں۔ [illegible] حضرت پولوس نے کریٹیوں کو ان کے اوصاف دیکھ کر یہ خطاب دیا تھا۔ [illegible] ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ [illegible]
[illegible] پالیسی [illegible] ہیں۔ جرمن سیاسی کا یہ استعارہ [illegible] اشارہ کرتا ہے۔ جس کی مخالفت انگلستان [illegible]
[illegible] طاقت [illegible] سے اور بھی بڑھ گئی ہے۔

اپنے جال ستمدیں پھینکدے - اور شکار کی بے انتہا مقدار حاصل کرلے - انگلستان کا یہ عام رویہ ہو رہا ہے - کہ وہ صلیب یعنی مذہب کی آڑ میں اپنے پولیٹکل مطالب نکالا کرتا ہے - انگلستان کی چالوں پر بیشبہ اور بھی کوئی شخص نہیں بسمارک آیا علامۂ زمان مدبر مسلسل نظاہر کرتا رہا تھا - اور چونکہ ہر تعلیم یافتہ جرمن کو جب کہ انگلستان صلیب کی آڑ میں پولیٹکل کارروائی کرتا ہو ہمیشہ مذہبی ریاکاری کی بو آجاتی ہے - متذکرہ صدر یقین بآسانی و سرعت تمام دنیا میں پھیل گیا - مگر اس مرتبہ انگلستان کی چال خطا کر گئی - اوسنے اپنے حریفوں کی نکتہ رسی کا درست اندازہ نکیا - اور وہ یہ نہ سمجھا - کہ ۱۸۷۰ء کے بعد ایسی ابلیسانہ چال کا کارگر ہونا ناممکن ہوگیا ہے لیکن جب جرمنی نے دیکھا - کہ باوجود اسکے انگلستان اپنی ضد سے باز نہیں آیا - اور متواتر ناکامیوں سے شکستہ دل نہ ہو کر برابر تین سالوں سے اپنی چال پر قائم ہے - تو اوس کی آزردگی اس حد تک پہونچ گئی کہ اوسنے جرمنی کے دل میں اوس شخص کی ہمدردی پیدا کردی جسے گلیڈسٹون نے جو تمام انگریزی مدبروں کی نسبت جرمنی میں بہت ہی کم ہردلعزیز تھا - ایکدفعہ عبدالحمید ثانی کو شک کا قاتل کہا تھا - اور جب ارمنیوں کو سلطان کی مذمت میں دیکھنے کی متواتر ناکام کوششوں کے بعد انگلستان آخرکار کریٹیوں اور یونانیوں کا حامی ہوا - تو جرمنی ان لوگوں سے بھی متنفر ہوگئی - اونکی قومیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ انگلستان کی حمایت میں چلے گئے تھے - اور اوسکے فسادی شعلوں کے اشتعال دینے والے بن گئے تھے "

ترکوں کے مشہور بہی خواہ اور منصف مزاج دیباچہ نویس اور عاقبت اندیش مدبر و ممبر پارلیمنٹ انگلستان **سر ایشمیلڈ بارٹلٹ** جو اپنی کتاب محاربات تھسلی کو جس میں کہ الف جنگ کے علاوہ اونکے ذاتی مشاہدات چشم دید واقعات اور معلومات وسیعہ بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں شجیع - بے نظیر منظم و باانتظام - صبور اور ثابت قدم و مستقل مزاج عساکر منظفرہ و قاہرہ عثمانیہ کو جس نے اپنی شجاعت و بہادری اور استقلال سے اپنے ملک کی اوس کے اعداء سے بارہا مدافعت و حفاظت کی ہے - ڈیڈیکیٹ کرتے ہیں - بالفاظ ذیل کتاب مذکور کا دیباچہ اور جنگ کی اصل قدر و منزلت کی متعلق اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں :-

دیباچہ تحریر کردہ سر بارٹلٹ سر موصوف اپنی کتاب کے مقاصد بایں الفاظ بیان کرتے ہیں :- اس کتاب کے تحریر کرنے سے میرا زیادہ تر مدعا اون ذاتی تجربوں کی جو محاربۂ تھسلی میں مجھے اور میرے بیٹے کو پیش آئے - اور پھر بعد ازاں ایتھنز اور قسطنطنیہ جانے کے حالات کی داستان تحریر کرنا ہے - تھسلی میں ہم نے ترکی سپاہیوں کو کئی محرکوں میں لڑائی کرتے دیکھا - اور ہر وقت سفر و قیام میں فوج کے ساتھ رہے - اور ہمیں کامل مشاہدہ اور تجربہ سے عثمانیہ افواج کی بہادری اور ثابت قدمی کی ہی نہیں بلکہ اون کی رحمدلی - حسن اخلاق - عمدہ چلن اور قابل تعریف باانتظامی اور فرمانبرداری کی پوری پوری قدر و منزلت اچھی طرح سے معلوم ہو گئی -

ہم تھسلی میں درہ ملونا سے دمشیقو تک گذرے اور سلسلہ کوہ اولمپس اور اوس کی برف پوش چوٹیوں - دریائے پینی اس کے خوبصورت نظارے - وادی ٹمپے کے بے نظیر منظر - زرخیز میدانوں کے لہلہاتے کھیتوں - اور شاندار کوہی پشتوں کو جو چاروں طرف سے تھسلی کے میدان کو احاطہ کئے ہوئے ہیں - دیکھکر حیرت زدہ ہوتے رہے -

---

۱؎ یعنے جبکہ پروشیا نے فرانس کو شکست دیکر جرمنی کے متفرق اجزا کو ایک رشتہ سے باندھ دیا - اور جرمن سلطنت قائم کرلی +

منیر اور ہم پاشا - ادہم پاشا کی سٹاف (ارکان حرب) اور کمتر درجہ کے افسر سب ہمارے ساتھ نہایت واحترام اور شفقت و نوازش سے پیش آتے۔ مسافر کے ساتھ ترکی خصوصیت ... ادنےٰ و اعلےٰ کل ایسا مسافر پروارانہ سلوک کرتے ہیں اور ایسی مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ کہ عثمانیہ فوج کے ساتھ جانے اور اُس میں رہنے سے طبعیت ہر وقت باغ باغ رہتی ہے -

یونانیوں سے ملنے جلنے کا ہمیں بہت کم اتفاق ہوا - تاہم اون کے جنگی جہازوں پر ہمارا غیر اختیاری اور اضطراری طور پر پہونچنا نہایت ہی دلچسپ واقع تھا - اس کی بدولت ہمیں کئی خوش اخلاق یونانی افسروں سے شناسائی پیدا کرنے - ایتھنز کی شان و شوکت اور عادات کو دیکھنے اور شاہ یونان کی آراء اور خیالات سننے کا موقعہ ملگیا - یونانیوں نے ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہ کیا جس سے ہمیں کسیطرح کی شکایت ہوسکتی -

ایک لحاظ سے جو معاملہ ہمیں پیش آیا وہ غالباً عجیب و بےمثال تھا - واقعی رزم آرائی کے دوران میں اور تین دن کے عرصہ میں ہمیں دونوں جنگ کنندہ فریقوں کے فرمانرواؤں (سلطان المعظم اور شاہ یونان) کی خدمت میں حاضر ہونیکا شرف حاصل ہوا - علاوہ بریں دونوں ملکوں کے وزراء اعظم اور سربرآوردہ مدبرین سے بھی ہماری ملاقات اور گفتگو ہوئی -

تھسلی - ایتھنز اور قسطنطنیہ تینوں جگہ ہم نے اپنی مختصر مگر بہ اجرا اقامت کے دوران میں جو کچھ دیکھا اور سنا - اوس سے میرا یقین مصدق و پختہ ہوگیا - کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق انگلستان کی قدیمی پالیسی بالکل درست اور ضروری پالیسی ہے - دنیا کے مقتدر ترین اور اعظم آزاد اسلامی طاقت کے ساتھ دوستانہ روش کو چھوڑ کر مخالفت کی پالیسی اختیار کرنے سے انگریزی اغراض اور نیز ان اقوام کی حقایت جنگی تائید و امداد کا انگلستان نے بیڑہ اوٹھایا - نقصان کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوا - ہمارے حق میں یورپ اور ایشیا دونوں جگہ اور سب سے بڑھکر ہندوستان میں اس مضر جدید پالیسی کا یہی نتیجہ ہوا ہے - جو اوپر لکھا گیا ہے - سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوستی و رفاقت کا مسلک اختیار رکھنا اس ملک (انگلستان) کیلئے اشد لازمی ہے - لارڈ بیکنسفیلڈ کی یہی پالیسی تھی - عسکری - قومی و جنسی اور سیاسی ضرورت دائماً اسی مسلک کی مقتضی ہیں - اور اگر ہم سخت ترین خطرات اور فلاکتوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اسی پالیسی کو پھر فوری طور پر اختیار کرنا پڑیگا -

میں دستہ انجنیراں (استحکام طابوری) کے لفٹنٹ کروک شنک کا جنہنے مجھے محاربوں کے نقشوں اور پلینوں کی ترتیب و تیاری میں مدد دی - اور مسٹر کلائیو بنگہم کی قابل تعریف کتاب ”عساکر عثمانیہ کی ہمراہ تھسلی میں“ اور نیز اخبار سٹینڈرڈ - ڈیلی نیوز اور رائٹر ایجنسی کی نامہ نگاروں کا مشکور ہوں - کہ انہوں نے مجھے اپنے خطوط و مراسلات سے کام لینے کی اجازت دی -

اس کتاب کا بہت سا حصہ دو مہینے ہوئے لکھا جا چکا تھا - مگر بہ وجوہات چند در چند اس کی اشاعت میں توقف ہوگیا - جسکا مجھے افسوس ہے - اگست ۱۸۹۷ء - ایس - ایشبلڈ - بارٹلٹ -

محاربہ تھسلی کی حقیقی قدر و منزلت

کارزار روم و یونان کوئی بہت بڑا جنگ نہتھا - معرکہ آرائی یکطرفہ رہی - اور کسیطرح پر سخت نہ تھی - شریک کارزار آدمیوں کی تعداد

چنداں زیادہ نہ تھی - اور طرفین کو کثیر نقصانات برداشت نہ کرنے پڑے

جنگ صرف ایک مہینہ تک رہی - اور اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی تھسلی سے نکال دئے گئے - اور تھسلی کے تمام زرخیز علاقہ پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا - اپائرس کے صوبہ کی لڑائی کوئی ایسی اہم اور نتیجہ خیز نہ تھی - اس علاقہ میں فریقین اختتام جنگ پر قریباً قریباً انہیں مقامات پر قابض تھے جنپر کہ وہ لڑائی کے آغاز کے وقت تھے - بنابریں محاربہ روم و یونان جو ۱۸۹۷ء میں ہوا - بلحاظ اپنے فوری نتائج اور معرکہ آرائی کے کچھ ایسا اہم اور وسیع نہ تھا - تاہم تھسلی کے اس محاربہ کی حقیقی اہمیت اور اوس کے پولیٹیکل نتائج اوس سے بدرجہا زیادہ اہم اور دور تک اثر ڈالنے والے ہیں جیسا کہ اونکی نسبت واقعی معرکہ آرائی سے قیاس کیا جا سکتا ہے +

اتحاد اسلامیہ

یہ محاربہ اوسی دائمی مسئلہ مشرقی کے نشو و نمائے عظیم کا ایک جزو ہے جس سے انگلستان کو نہایت گہرا تعلق ہے اہم مسئلہ ہے سلطنت عثمانیہ کی تاریخ اور دول عظام کی اتحادی و اجتماعی تجاویز و کارروائیوں میں محاربہ مذکور ایک حیرت انگیز واقعہ ہے - جو شاید قطعی فیصلہ کن بھی ثابت ہو جائے - اس سے دنیا کے کروڑہا مسلمانوں کے طریق عمل اور خیالات و روش پر بہت گہرا اور نہایت ہی زبردست اثر پڑا ہے - اور ان واقعات سے جو حال میں ٹرکی میں ظہور پذیر ہوئے ہیں پیروان اسلام میں پھر اوسی یک جہتی اور اتحاد و ارتباط کا عام خیال پیدا ہو گیا ہے جو عرصہ مدید سے اونمیں ناپیدا و مفقود چلی آتی ہے - ترکی افواج کو تھسلی میں جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں اونسے اوس خیال و خواہش میں جو اپنی طاقت کو مجتمع اور یکجا کرنیکے لئے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے - نئی جان پڑ گئی اور اوسے بہت تقویت پہونچ گئی ہے - انگلستان اور سلطنت برطانیہ کیلئے اوس اسلامی بیداری و حیات نو کی مستقبل رفتار جیسی کچھ اہم اور غور طلب ہے - اوسکا اندازہ اوس پوزیشن اور منزلت پر جو ہمیں ہندوستان میں اس وقت حاصل ہے - نہایت ہی سطحی اور سرسری نظر ڈالنے سے بآسانی ہو سکتا ہے - ہماری اوس مدبرانہ اور رحیمانہ حکومت کی حیرت انگیز اور عجیب و غریب عمارت اور ڈھانچ میں جو وہاں بیشمار مختلف المذہب و النسل اقوام پر قائم ہے - ملکہ معظمہ کی خاص رعیت نہایت ہی کارآمد اور سب سے زیادہ جنگی اوصاف رکھنے والی رعایا میں سے چھ کروڑ سے زیادہ مذہب اسلام کے تابع اور پیرو ہیں - یہی نہیں - وہ نامور اور مدبر فرمانروا جو ہندوستان کے شمال مغربی پہاڑوں پر قابض ہے وہ پہاڑ جن کے راستہ سے ہی ہندوستان کے تمام فاتحان عظیم اوس کے زرخیز و زر ریز میدانوں میں داخل ہوئے ہیں - وہ مرد اور بھی بڑا پکا اور راسخ القدم صادق مسلمان ہے - اور وہ کون ہے ؟ عبدالرحمن خان[1] +

---

[1] ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمن خان والی دولت خداداد افغانستان و خراسان کی مستند و مسلم عمریاں ملک میں شائع ہو چکی ہیں - اس لئے اونکے حالات یہاں تحریر کرنیکی ضرورت نہیں - البتہ یہ ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ جیسا کہ پہلے بھی کئی مرتبہ حاسدوں نے مشہور کیا اس ترجمہ کرتے ہوئے بھی ماہ فروری ۱۹۰۱ء اس اولوالعزم فرمانروا کی وفات کی خبر ہندوستان میں مشہور ہو گئی تھی مگر حسب معمول پایہ صداقت کو نہ پہونچی تاہم یہ بالکل راست ہے کہ اوس سے کسیکو چارہ نہیں اور امیر عبدالرحمن بھی آخر ایک دن اوس راستہ کو اختیار کرینگے - مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ افغانستان کو استحکام اور فوائد ترقی و تہذیب پہنچانے اور انہیں حفاظت ملک و حریت قومی کی پوری پوری قابلیت پیدا کرنے کیلئے کم از کم اور کئی سالوں تک اس بیدار مغز اور بیدار بخت حکمران کا وجود (اطال اللہ عمرہ) نہایت ضروری ہے اور خاص کر اس زمانہ میں جبکہ روسی اپنی چالاکیوں کی ریشہ دوانیاں ایران و ہرات و تبت وغیرہ ممالک میں زور شور سے شروع کر دی ہیں بدبخت افغانستان پر اونکی موجودگی کی نہایت اشد ضرورت ہے - اور بقول ایک انگریزی اخبار کے مسلمہ امر ہے - کہ اس زمانہ میں بھی وہ اون معدودے چند اشخاص میں سے ہیں جنکا ابھی زندہ رہنا دنیا کی بہتری کیلئے نہایت ضروری ہے - مترجم و مؤلف +

ترکی اتحاد کی ضرورت و قعت

محاربہ تھیسلی اور اوسکے متعلقہ واقعات سے ایک اور قابل غور اور اہم نتیجہ یہ مترتب ہوا ہے کہ ٹرکی سے فوجی اتحاد کرنیکے لئے روس اور جرمنی میں زبردست رقابت پیدا ہوگئی ہے۔ اس محاربہ سے ایک یہ امر بھی واضح ہوگیا ہے کہ قسطنطنیہ میں انگلستان کا اقتدار بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہو سکتا کہ بالکل ہی زائل ہوگیا ہے۔ جرمنی نے دوراندیشی سے کام لیکر ترکی سلطنت حفاظت و تائید کا پہلو اختیار کرلیا۔ اور اس طرح اوسنے اپنا دوست بنالیا۔ اسکے برعکس ہمارا شعار ترکوں اور ہر ایسی چیز کو جس سے اونکا تعلق ہو اندھا دھند سب و شتم اور طعن و تشنیع کرتے رہنا ہے۔ روس قسطنطنیہ میں جرمنی کے مقتدر ہوجانے کو بنظر رشک دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ روسی مدبر یہ سمجھنے لگ گئے تھے۔ کہ ٹرکی کا میدان خاص اونہی کیلئے وقف اور مخصوص ہوچکا ہے۔ اس شکارگاہ میں کوئی اور قدم رکھنے کا مجاز نہیں۔ بہر حال جرمنی نے ٹرکی سے ایسا تعلق پیدا کرلیا ہے کہ یورپ میں عالمگیر جنگ برپا ہوجانے کی صورت میں وہ شاندار عثمانیہ فوج کی تائید و امداد ملنے پر پورا پورا بھروسہ و اعتماد کرسکتی ہے اور اس اتحاد کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ جنگی طاقت کے لحاظ سے جرمن سلطنتوں (آسٹریا و جرمنی) کو اپنے اہم رقیبوں روس و فرانس کے مقابلہ پر بہت فوقیت اور غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔

ہمارے (یعنے انگلستان کے) لئے ترکوں کی جنگی طاقت اور مسلمانوں کی دوستی اور نیک ظنی جیسی کچھ کارآمد فائدہ مند اور اہم ہے۔ اوس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ انہی وجوہات کے باعث اور نیز اوس بیش بہا خدمت کی وجہ سے بھی جو سلطنت عثمانیہ قسطنطنیہ اور آبنائے باسفورس و دارڈنیلز کے محافظ کی حیثیت سے اس ملک (انگلستان) کی اغراض و مفاد کی کررہی ہے۔ اس کتاب کا نویسندہ ہمیشہ ٹرکی کے حکمران اور ترکی حکومت کے طریق عمل پر نکتہ چینی کرتے وقت اعتدال و صداقت اور پوری پوری سچائی کو مدنظر رکھنے کی ضروریات پر اصرار زور دیتا رہا ہے سلطان المعظم لاکھوں مردان جانباز اور سپاہ جان نثار کے ہی مالک نہیں ہیں۔ وہ **خلیفۃ المسلمین** بھی ہیں۔ ترکوں اور مذہب اسلام کے ساتھ انصاف کو مدنظر رکھنا اخلاقاً اور انصافاً ہی واجب و درست نہیں۔ انگریزوں کیلئے جو ایک وسیع اسلامی علاقہ پر حکمران ہیں۔ ایسا کرنا قرین مصلحت اور اشد ضروری بھی ہے۔

جھوٹی ہمدردی

بدقستی سے اس ملک کے اخبارات اور مدبرین کے حصہ کثیر نے جن کی جماعت صرف ریڈیکل (راشد آزاد) فریق تک ہی محدود نہیں رکھی۔ حزم و احتیاط و مصلحت اور ساتھ ہی صداقت و درستی کے لوازمات اور ملحوظات کو بر سر طاق رکھکر سلطان المعظم اور اونکے وزراء اور اہلکاروں کے برخلاف ایسی سفیہانہ طعن و تشنیع اور بد زبانی اختیار کرلی ہے۔ جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں۔ مگر اوس میں جھوٹی ہمدردی۔ اور مظالم فرقہ تشی ہا کو جسے متذکرہ صدر مدبرین اور اخبارات نے اپنا شعار بنا رکھا ہے کو میں ہمیشہ مطعون کرتا رہتا ہوں۔ لیکن اس سے میری مراد وہ واجب و معقول ناپسندیدگی نہیں۔ جو اون قتال قبیح پر جن کا ارتکاب ۱۸۹۵ء کی آخری تین مہینوں میں آرمینیا میں ہوا تھا۔ ظاہر کیگئی تھی۔ اس ناکہ میں دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد کے دس مہینوں میں بغاوت سنگین اور اوسکے انطفاء کے متعلق بالکل فرضی اور اخباروں کی من گھڑت کہانیوں کی بنا پر نہایت ہی قبیح اور از حد بیجا بد زبانی اور لعن و طعن سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ان کہانیوں کی اول تو بالکل کچھ حقیقت و اصلیت ہی نہ تھی۔ یا تھی۔ تو بہت ہی خفیف اور کمزور

مظالم فروشی اور جھوٹی ہمدردی و رقت سے میری مراد یہ دو چیزیں ہیں۔ اوّل کسی قوم یا دولت پر ایسے مظالم کا الزام لگانا۔ جن کا کوئی وجود نہو۔ اور دوم یہ کہ اس غلط جور و جفا سے اس ملک میں دہاہر سیدی کے اغراض و مقاصد کی تحصیل کے لئے کام لینا۔ تو مہینوں تک سلطان المعظم۔ ترکی گورنمنٹ۔ ترکی فوج اور عثمانی قوم پر اون موہوم مظالم کی بدولت جنکی نسبت بیان کیا جاتا تھا۔ کہ ادنسو بغاوت سا سون کو انطفا میں کام لیا گیا۔ مگر در حقیقت اونکا مطلقاً کوئی وجود ہی نہ تھا۔ انگلستان میں نہایت سختی اور درشت کلامی سے حملے کئے گئے۔ اور تبرے بھیجے گئے کل معاملہ یہ تھا کہ آرمینیا میں بغاوت ہوگئی اور اوسکے فرو کرنے میں کُل ۲۶۵ آدمیوں کی۔ یا نہایت ہی مبالغہ آمیز روایات کے مطابق پانچھ سو آدمیوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس معاملہ کو بڑھا چڑھا کر مکروہ ترین قسم کے مظالم کے پیرایہ میں ظاہر کیا گیا مشہور کیا گیا کہ تیس ہزار ارمنی ان مظالم کی بھینٹ چڑھے۔ ان مہیب مظالم کا در حقیقت کہیں نام و نشان موجود نہ تھا۔ یہ روایتیں محض من گھڑت اور خیالی تھیں۔ اور اوس دولت عظیمہ کی تنخواہ دار گماشتوں نے اونہیں مشہور کیا تھا۔ جو سلطنت عثمانیہ کی بربادی کی دن رات سامان کرتی رہتی ہے۔ اور پھر اس بربادی سے انگلستان کی سلطنت کو مہلک ضرب و صدمہ پہونچانیکا عزم رکھتی ہے۔ ایشیا ءِ کوچک میں خوفناک کارروائیاں کیگئیں۔ مگر یہ آرمینیا کے متذکرہ صدر واقعات سے بعد میں کیگئی تھیں۔ اور اونکا باعث زیادہ تر وہ تحریک تھی جو انگلستان میں برپا ہو گئی تھی۔ اس جھوٹی ہمدردی اور رقیق القلبی نے ترکی کو تو جو نقصان پہونچایا سو پہنچایا۔ آرمینیوں کو ترکی سے زیادہ اور خود انگلستان اور اوس کے اغراض سے بڑھکر نقصان پہونچایا۔ اور یہی وہ جھوٹی اور نقصان رساں مظالم فروشی ہے جسے مطعون کرنا واجب ہے۔ اون مہیب واقعات پر جو گذشتہ سال زیرین ایشیاء کوچک میں ظہور پذیر ہوئے۔ میں بھی دل سے متاسف ہوں۔ چنانچہ جب جنوری گذشتہ ۱۸۹۷ء میں مجھے سلطان المعظم کے حضور باریابی اور مکالمہ کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں نے دلیری کرکے صاف صاف جلالتمآب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ کہ ان افعال نامناسب سے انگلستان پر بہت برا اثر پڑا ہے اور مناسب ہے کہ ذات ستودہ صفات شہنشاہی ایسے افعال کو پھر دوبارہ نہ ہونے دینے کیلئے سخت ترین وسائل سے کام لینے سے دریغ نہ فرمائے۔ یہ سنکر جلالتمآب نے وہ کل انتظامات و تدابیر مجھے بالتفصیل بتائیں۔ جو اسی غرض کیلئے اونہوں نے اس مکالمہ سے پہلے کا ہی عملدرآمد شروع بھی کر دیا ہوا تھا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ان تدابیر سے کامل یقین ہے کہ امن و امان اور رعایا کی جان و مال کیحفاظت کے متعلق نتیجہ مطلوبہ بہتر مترتب ہو جائیگا ÷

مسلمانوں کو اشتعال

پیشتر اس کے کہ ایسے الزامات کیلئے کوئی معقول وجہ موجود ہو سلطان المعظم اور اونکے عمال کی نسبت نامناسب اور بیجا بدزبانی شروع کر دئے جانیکا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف سلطنت عثمانیہ کو

مجمد اس دور میں جبکہ سلطنت کی پرانی دشمنی ... [illegible] ... اسکے حکمران کو سرپرست ... ہو کر اب بھی اوسنے ترکی کے برخلاف اپنی خفیہ چالیں چلا دیتا ہو مگر جیسا کہ میں ... مظالم آرمینیا اور متعدد دیگر مضامین میں ظاہر کر چکا ہوں۔ چند برس ہوئے اس قسم کی ... تحریکیں سلطنت عثمانیہ میں برپا ہوئی تھیں ... [illegible] ... مظالم آرمینیا سے انگلستان کو مختلف پولیٹکل ... [illegible] ... کہ ... اگست ۱۸۹۶ء ... [illegible] ... مظالم ترکی ... [illegible]

سرکاری حلقوں اور ملازموں کی جماعتوں میں ہی بلکہ مسلمان آبادی کے طبقہ عامیان میں بھی نہایت سخت ناراضگی کا جوش پھیل گیا۔ اور عثمانلی قوم میں کچھ عرصے سے جو یہ خیال پیدا ہوگیا ہوا تھا۔ کہ عیسائی طاقتوں نے جنکا سرغنہ اور پیر مقدم انگلستان بنا ہوا ہے۔ عثمانیہ حکومت کی بربادی اور مذہب اسلام کی بیخکنی کیلئے خوب گہری اور عالمگیر سازش کرلی ہے۔ اوسے اور تقویت پہونچگئی یہ خیال انقلاب چاہنے والے ارمنی سازشیوں کی متواتر اشتعالدہیوں سے جو اونکے ذریعہ سے ترکون کو سختی کے ساتھ ترکی بترکی جواب دینے پر مجبور کرکے (باعانت دول اجنبیہ) پولیٹیکل آزادی حاصل کرنے کی کوشش کررہے تھے اور مستحکم ہوگیا۔ اور اس آگ پر جو پہلے ہی بھڑک اوٹھنے پر تیار تھی ہمارے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی نامبارک غلطیوں۔ روس اور فرانس کے ہاتھ میں اوسکی کٹھ پتلی بنجانے اور بالآخر اوسکی ناقابل عمل اور آبادی کے سب سے بڑے عنصر یعنے مسلمانونکو برافروختہ کرنے والی مجوزہ اصطلاحات سے جو اگست ۱۸۹۵ء میں مشتہر کیگئی تیل اچھی طرح تیل پڑگیا۔ ترکوں کی سرشت اور کیرکٹر اور مذہب اسلام کی نسبت خواہ کچھ ہی رائے کیوں نہ قائم کیجائے ایک باحمیت اور غالب و حکمران قوم و مذہب سے ایسی توقع رکھنا کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے صدیوں کے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائیگی۔ خود انسانی فطرت اور سرشت کی نقیض ہے۔ ترکوں کے غیظ و غضب کے میگزین میں ارمنیوں کی اوس مجنونانہ اور سخت نقصان رساں حرکت سے جو ۲۶ ستمبر ۱۸۹۶ء کو قسطنطنیہ میں ترکیب ہوئی چنگاری پڑگئی۔ تاریخ مذکور دو ہزار مسلح ارمنوں نے باب العالی کیطرف بارادہ بد بڑھنا شروع کیا۔ اور اوس پولیس افسر کو جس نے اونہیں رک جانے کی آشتی و ملاطفت سے نصیحت کی قتل کردیا۔ اور اوس کے بیس سے زیادہ ماتحتوں کو بھی گولیوں کا نشانہ بنادیا۔ خاص دارالخلافہ میں اپنے خلیفۃ المسلمین اور شہنشاہ کے برخلاف ایسی دلیری اور جسارت کا ارتکاب دیکھنا تھا کہ جلد کل تمام مسلمان باشندوں میں غیظ و غضب کی لہر برق سرعت کے ساتھ دوڑ گئی۔ اور ۱۸۹۵ء کے باقیماندہ تین مہینوں میں ارمنی آبادی پر جو تباہی و مصیبت وارد ہوئی وہ اسی تمرد و عصیان کی جوابی کارروائی تھی۔

مشرقی مسئلہ جہاں تک انگلستان کا تعلق ہے۔ دو بڑے عناصر پر مشتمل ہے۔ انمیں سے ایک ہمدردی انسانی سے تعلق رکھنے والا عنصر ہے۔ بعد ازاں مذہبی و قومی مخالفتوں اور عناودوں کے مشتعل اور بے قابو ہو جانے کے خوفناک خطرہ پر مبنی ہے۔ جو سلطنت عثمانیہ کی مختلف الجنس و المذہب اقوام کے دلوں میں ایکدوسرے کیطرف سے راسخ ہے۔ یہ خطرہ انگلستان کے گذشتہ مدبروں کو ہر وقت مدنظر رہتا تھا۔ اور اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کے مدبرین اور اہل الرائے کو جس عنصر نے بھی اسے کبھی نظر انداز نہ کیا تھا۔ دوسرا عنصر وہ انتہا اہمیت ہے جو یورپین طاقتوں کی موازنہ قوت اور بالخصوص انگلستان کی مشرقی سلطنت اور اوسکی بحری فوقیت قیام کی متعلق قسطنطنیہ اور اوسکی آبناؤں کو حاصل ہے قسطنطنیہ اور آبناؤں کا روس کے قابو اور اقتدار میں ہونا بحیرہ روم میں انگلستان کے بحری غلبہ کی سیراب مستقل کے خلاف ہوگا۔ اور بحری اقتدار کی رخصت ہونیکے ساتھ ہی مصر اور نہر سویز لازمی طور پر اور بااغلب وجہ مالٹا بھی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ روسی اقتدار کا تو یہ نتیجہ ہوگا۔ اور اگر قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو جائے تو اوس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ وہ بینظیر اور شاندار فوجی ہوا اور مسالہ جس سے ترکی فوج تیار کیجاتی ہے روس کے تصرف میں چلا جائیگا۔ اور اُس کی طفیل اوس کے پاس ایسی فوج ہو جاویگی کہ اگر یورپین افسر اوسکے منتظم اور منصرم ہوں۔ تو اوسکی حملہ آوری پر ہم ہندوستان کو بچا سکنے کی پھر کوئی امید نہیں رکھ سکینگے۔

گذشتہ تین برسوں سے ریڈیکل فریق نے ان دونوں نہایت اہم عناصر کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے صرف اسی فریق نے نہیں۔ بلکہ مزید افسوس اور خطرہ اس امر کا ہے۔ کہ یونینسٹ[1] (متحدہ فریق) کے حصۂ کثیر کا بھی یہی طریق عمل رہا ہے ٭

میدانِ جنگ کو جانے کی وجوہات

ایسٹر[2] کے تیوہار کی تقریب پر جب پارلیمنٹ کا اجلاس حسب معمول ملتوی ہوا تو ان تعطیلوں میں مجھے میدان کارزار کو جو ٹرکی اور یونان میں اُس وقت ہو رہا تھا جانے کا موقعہ ملگیا۔ اور میں نے اوس سے باشتیاق تمام فائدہ اوٹھایا۔ میرے جانے کی چار وجوہات تھیں۔ میں عثمانیہ فوج کی اصلی حالت۔ اوسکی جنگی طاقت و انتظام اور اوسکے افسروں کی منفرمانہ قابلیت اور لیاقت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ترکوں کا طریق عمل دشمن کے ملک میں کیسا رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مغلوب عدو سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش و تمنا بڑے زور شور سے موجزن تھی۔ کہ جہانتک میرے مقدور میں ہے میں اس لڑائی کو مختصر اور دونوں ملکوں یعنی قوموں میں جن کی ترقی بہتری و منفعت کا ہر ایک پہلو اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ دشمن بنکر نہیں بلکہ آپس میں دوست ہو کر رہیں۔ صلح کرا دینے کی کوشش کروں۔ چوتھی وجہ جو میری نگاہوں میں سب سے زیادہ موقّر اور باوقعت تھی یہ تھی یہ دست تمنا تھی کہ محاربہ میں جو علم و تجربہ مجھے ہوگا اوس کی بنا پر میں شاید سلطنت عثمانیہ سے دوستی و رفاقت کی قدیمی اور لازمی مسلک کی تائید اپنے ملک میں پہلے سے زیادہ عمدگی اور قابلیت سے کرسکوں۔ مخالفانہ دباؤ کی بجائے ٹرکی کو دوستانہ فہمایش کرتے رہنے کی پالیسی کی میں ہمیشہ سے تائید کرتا رہوں – انگلستان کے مدبروں کی قدیم الایام سے یہی[3] پالیسی چلی آتی ہے پچھلے تین برسوں سے مخالفانہ دباؤ کی جو پالیسی اختیار کیگئی ہے اوس سے ٹرکی میں کسی قدیم یا مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ برعکس ازیں اس نے بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ٹرکی میں بہت سی تباہی اور فلاکت برپا کی۔ انگلستان اور ٹرکی میں منافرت پیدا کردی اور انگلستان کے اقتدار اور رسوخ کو بہت گھٹا دیا

---

[1] یہ فریق لبرل اور کنسرویٹو مدبرین کے اتحاد سے جو کئی باتوں میں متفق تھے پیدا ہوا ہے۔ اس کی بنا آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کے مسودہ قانون سے جسے مسٹر گلیڈاسٹون نے پیش کیا قائم ہوئی۔ کنسرویٹو فریق تو اس تجویز کا لازمی طور پر مخالف تھا۔ کئی لبرل بھی اس مخالفت میں اون کے ہمرائے ہوگئے۔ اور ۱۸۹۵ء سے یہ ایک نیا فرقہ پیدا ہوگیا۔ اس وقت وزارت اسی فریق کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے رکن مسٹر چیمبرلین و مسٹر گوشین وغیرہ لبرل یونینسٹ اور لارڈ سالسبری وغیرہ کنسرویٹو یونینسٹ ہیں ٭

[2] عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ اس دن مسیح علیہ السلام قبر سے زندہ ہو کر آسمان پر گئے تھے۔ اس دن کی تعیین قمری حساب سے اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ جو قمری مہینہ ۲۱ مارچ کو یا اوس سے بعد شروع ہو۔ اوسکی چودھویں تاریخ سے بعد جو پہلا اتوار آتا ہے وہی ایسٹر کا دن ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں ایسے تمام تیوہاروں کی تعیین جنکے لیے شمسی حساب سے تاریخیں معین نہیں۔ اسی ایسٹر سنڈے کی تاریخ سے کیجاتی ہے ٭

[3] مگر گو یہ پالیسی قدیم الایام سے بلا غرض چلی آتی ہے۔ اور اوس میں کوئی ذاتی منفعت مدنظر نہیں رکھی گئی تھی۔ اس پر بسبت سارا عہد حکومت اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں جا بجا مفصل بحث کیگئی ہے ٭

(مؤلف)

فصل دوم

محاربہ کی اصل وجہ اور اوس کا سبب

بقول جرمن افسر جنگ روم و یونان کا پیش خیمہ جس نے کئی برسوں کے بعد پھر ایکدفعہ یورپ کے امن میں خلل ڈالا۔ کریٹ کی بغاوت تھی اس بغاوت سے ترکی اور یونان میں وہ آتش عناد پھر بھڑک اوٹھی جو اگرچہ دس برسوں سے زیادہ عرصہ سے بظاہر سرد ہو گئی تھی مگر ۱۸۷۸ء کی معاہدہ صلح کے انعقاد کیوقت سے بیرونی سطح کے نیچے ہی نیچے برابر سلگ رہی تھی - اس معاہدہ کی شرائط کے رو سے تھسلی اور اپائرس پر یونان کے دعاوی کو ایک حد تک تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان صوبوں کی قطعی جداگی کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔

۱۸۸۰ء میں ترکی یونانی مسئلہ پھر تازہ ہوا۔ اور ثالث دول عظام اور باب عالی میں کسیقدر طویل نامہ و پیام کے بعد قسطنطنیہ میں کانفرنسیں منعقد کیگئیں۔ ان کانفرنسوں میں طول طویل مباحثے ہوئے۔ جن میں ٹرکی کی یہ کوشش تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم علاقہ دے۔ اور یونان کی یہ تھی۔ کہ جہان تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لے۔ حتے کہ آخر الذکر اپنے مطالبات کی تائید اور اون کو زبردستی منوانے کیلئے اور اون اضلاع کو جو دریا سالامار یا کے جنوب میں صوبۂ تھسلی میں اور دریا آرٹا سے بجانب جنوب اپائرس میں تھے لینے کے لئے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول نے ان اضلاع کی جداگی کا فیصلہ کرکے قرار دیا کہ انتقال کی کارروائی دول کے وکلاء کی مشترکہ کمیٹی کی نگرانی میں کیجائے۔ اور اوس کی تعیین کے بعد ایک اور مشترکہ کمیشن کی معرفت درست سرحد کی تعیین کیجائے۔ ترکوں نے میعاد مقررہ کے اندر علاقہ مفوضہ کو خالی کر دیا۔ اور نومبر ۱۸۸۱ء میں یونانیوں نے اوس پر قابض ہوکر ریاست یونان میں اوسکے انتظامی۔ فوجی اور پارلیمنٹری الحاق کیلئے فی الفور باضابطہ کارروائی شروع کر دی[۱]۔

---

[۱] اس یونانی توابع اور اوس کے تصفیہ کی تاریخ کسی قدر شرح و بسط سے بیان کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا ۱۸۷۸ء کے محاربہ روم و روس سے بلقان کی دوسری مسیحی اقوام کیطرح یونانیوں کے سر پر بھی حرص ملک گیری کا جن سوار ہو گیا۔ اور یونان کے ملحقہ ترکی صوبوں کے یونانیوں اور نیز کریٹ کے عیسائیوں نے فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ جن کو فرو کرنے اور عیسائیوں کو باشی بزوقوں کے جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے بہانہ سے یونان نے دس ہزار فوج یکم فروری ۱۸۷۸ء کو تھسلی میں بھیجدی۔ مگر ترکی گورنمنٹ روس سے شکست یاب ہونیکے باوجود ایسی بیکس نہیں ہو گئی تھی۔ کہ وہ اس ریاست کی گوشمالی نہ کر سکے۔ اوس نے فوراً ایک زبردست جنگی بیڑا یونانی سواحل کو بھیجنے کے علاوہ کئی ہزار فوج براہ سمندر تھسلی میں اور اسیقدر فوج کریٹ میں بھیجدی۔ ادہر دیگر دول یورپ اور بالخصوص روس نے جسپر یونان کو بہت بھروسہ تھا۔ اوس کی کوئی حمایت نہ کی۔ کیونکہ انگلستان تو پھر آتش جنگ کے شعلے بھڑک اوٹھنے سے خوف تھا۔ اور روس اوس وقت یونانیوں کی رقیب قوم

جونہی ٹرکی کو اس تنازعہ کے با امن تصفیہ سے فراغت ہوگئی۔ اوس نے البانیا کی بغاوت کی سرکوبی کیلئے بارہ ہزار فوج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) بلغار کا سرپرست اور مربی بن رہا تھا۔ جبر بہادر یونان نے ساتویں دن ہی اپنی فوج ترکی علاقہ سے واپس منگالی۔ یونانی رعایا کچھ عرصہ اور برسرفساد رہی۔ مگر آخر ترکی افواج نے اوسے بھی فرو کر دیا۔ اتنے میں عہدنامہ سین سٹی فانو شائع ہوگیا۔ جس کے رو سے بلغار قوم کو آزادی دیکر کئی ایسے اضلاع بھی نئے صوبہ میں شامل کر دئے گئے۔ جن میں یونانیوں کی آبادی بلغاروں سے بہت زیادہ تھی۔ اس سے یونانیوں کے جوش و غضب کا دریا پھر موجزن ہوگیا۔ کیونکہ جزیرہ نما بلقان کی مختلف عیسائی اقوام میں صدیوں سے سخت رشک اور بغض چلا آتا ہے۔ اور اون کو ترکوں سے ایسا عناد نہیں۔ جسقدر کہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔ یونانی پھر جنگی تیاریاں کرنے لگ گئے۔ اور اس امر کے درپے ہوگئے۔ کہ اول تو بلگیریا کا اسقدر رقبہ نہ رکھا جائے۔ دوسرے موازنہ طاقت قائم رکھنے اور نیز یونانی ترکی علاقوں کے مظلوم یونانی پناہ گزینوں کی پرورش اور امداد کرتے رہنے کی دائمی زیرباری سے بچانے کے لئے جزیرہ کریٹ اور مقدونیہ یونان کے حوالہ کر دئے جائیں۔ برلن کانگرس میں یونان کے وکلاء کو انگلستان کی سفارش پر اپنے متذکرہ صدر دعاوی پیش کرنے کی اجازت دیگئی۔ اور کانگرس مذکور نے عہدنامہ برلن کی ۲۴ ویں دفعہ میں سلطان سے سفارش کی کہ وہ یونانی ترکی سرحد کی درستی منظور فرمائیں اگر دونوں فریق باہمی رضامندی سے تصفیہ نکر سکیں۔ تو ہر شش دول عظام ثالث بن کر فیصلہ کرا دینے پر آمادہ ہیں۔

برلن کانگرس کے اختتام پر یونان نے اس سفارش پر عملدرآمد ہونیکا تقاضا شروع کیا۔ مگر ترک دول یورپ کی اس عجیب منصفانہ سفارش پر ہی حیران نہ تھے۔ بلکہ اُن کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب یونان کو کچھ علاقہ دے بھی دیا گیا۔ تو اوس پر قناعت کرنے کی بجائے اوس کی آتش حرص و طمع اور تیز ہو جائیگی۔ ادہر سلطان المعظم کو جو محاربہ روم و روس کی ناکامی اور بوسنیا کا تقریباً خالص اسلامی علاقہ آسٹریا کے حوالہ کر دینے سے پہلے ہی بہت کچھ ناہردلعزیز ہو رہے تھے۔ یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب اور اسلامی علاقہ (کیونکہ تھیسلی وغیرہ میں مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہ تھی) یونانی عیسائیوں کو دیدیا گیا۔ تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو روکنا مشکل ہو جائیگا۔ دوسری طرف علماء زور دے رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین اسلامی شریعت کے مطابق کوئی علاقہ جنگ میں شکست اوٹھانے کے بغیر خود بخود کفار کے حوالہ نہیں کر سکتے۔ یونان کل تھیسلی اور بیاضع صوبہ اپائرس کا خواستگار تھا۔ باب عالی نے اس نئی مصیبت سے بچنے کیلئے بہتیرا پہلو بچانا چاہا۔ مگر منصف نواز اور ایماندار مسیحی طاقتیں جو ایک طرف بحیرۂ اسکٹو کا بندرگاہ مانٹی نیگرو کو دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس اسلامی سلطنت کو خواہ وہ کیسی حق بجانب ہو۔ کب چین لینے دے سکتی تھیں۔ آخر تنگ و مجبور ہو کر سلطان نے خلیج دولو کا تیسرا حصہ یونان کو دینا منظور کر لیا۔ جسے یورپ کے لاڈلے متبنی یونان نے حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا۔ اور لارڈ سالسبری وزیر خارجہ انگلستان نے عہدنامہ برلن کے ضابطہ کے مطابق دیگر دول کو کانفرنس منعقد کرنیکا پیغام بھیجا۔ اور جون ۱۸۸۰ء میں ایک کانفرنس برلن میں جمع ہوگئی جس نے بصدارت پرنس ہوہن لوہی جو اب جرمنی کا وزیراعظم ہے فیصلہ کیا۔ کہ ٹرکی تھیسلی اور اپائرس کا حصہ کثیر جس میں لاریسا۔ یانینا۔ اور متزوو کے قصبے شامل ہوں۔ یونان کو حوالہ کر دے۔ [illegible] یکم جولائی ۱۸۸۰ء کو ٹرکی اور یونان کو اس فیصلہ سے مطلع کیا۔ جسے یونان نے تو بخوشی منظور کر لیا۔ مگر باب عالی نے صاف انکار کر دیا۔ اس کانفرنس میں یونان اور ٹرکی کے وکلاء شامل نہیں کئے گئے تھے۔ باب عالی کا سب سے بڑا عذر یہ تھا۔ کہ ایک تو ان قصبوں اور دیہات کی علیحدگی سے یونان کو ٹرکی پر حملہ کرنے کے لئے

سلہ [illegible]

درویش پاشا کے زیر کمان صوبۂ مذکور میں بھیجدی[۱]۔ ۲۰ اپریل ۱۸۸۲ء کو درویش پاشا نے بمقام ورتی سوڈک علی پاشا سرغنہ مفسد کو مغلوب کیا۔ اور اس فتح کے بعد نا رضامندوں کے مرکز قصبہ پرسرند پر قابض ہوگیا۔ جسپر کچھ عرصہ کیلئے جزیرہ نما بلقان میں پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) آسان راستے مل جائینگے۔ دوسرے ان علاقوں کے باشندے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ دول یوروپ نے دوبارا اس فیصلہ کو مان لیئے جانے کی تحریک کی۔ بابعالی نے پھر انکار کردیا۔ اور قصبات لاریسا بترو فو اور یانینا کو چھوڑنا منظور نہ کیا۔ آخر الذکر دونوں قصبوں کے چھوڑ دینے سے بحیرہ اڈریاٹک کے ساحل پر سلطانی اقتدار محض برائے نام رہ جاتا تھا۔ اسپر یونان نے جنگی تیاریاں شروع کردیں اور کہا کہ وہ بزور شمشیر برلن کانفرنس کا فیصلہ ٹرکی سے منظور کرائیگا۔ مگر ٹرکی نے بھی اس نخرے سے بہادر کو ہوش میں لانیکے لئے کافی انتظام کر لیا ہوا تھا۔ دول یوروپ نے یونان کو بربادی سے بچانے کیلئے اور نیز اس خوف سے کہ کہیں شعلہ حرب کی ایک دفعہ بھڑک اٹھنے سے اس کی چنگاریاں کل یوروپ میں نہ پھیل جائیں۔ فریقین کو لڑائی سے روکدیا اور مصالحت سے فیصلہ کرلینے کی تاکید مزید کی۔ دریں اثنا فرانس نے تجویز پیش کی۔ کہ دول یوروپ کسی ایک طاقت کو اس تنازعہ کے تصفیہ کیلئے ثالث مقرر کردیں۔ اس پر بابعالی نے تجویز کیا کہ برلن کانفرنس کے فیصلہ کو منسوخ کرکے نئی کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد کیجائے۔ اور اس میں یونان و ٹرکی کے وکلاء کو بھی داخل کیا جائے۔ دول نے اسے مان لیا۔ اور کانفرنس جمع ہوگئی۔ جس کے بعض ممبروں کی رائے تھی کہ جزیرہ کریٹ اور تھسیلی کا کچھ حصہ۔ اور بعض کی رائے تھی بلکہ کل تھسیلی اور اپائرس کا کچھ حصہ یونان کو دیا جائے۔ آخر یوروپین وکلا نے یہ فیصلہ کیا کہ کل تھسیلی اور دریا آرٹا تک صوبہ اپائرس یونان کے حوالہ کیا جائے۔ مندر پریویزا ٹرکی کے پاس رہے۔ مگر اس کے قلعے گرا دئے جائیں۔ یونان نے ۱۷ اپریل ۱۸۸۱ء کو یہ فیصلہ بھی منظور کرلیا۔ مگر بابعالی نے اس کے مقابل پر یہ شرائط پیش کیں۔ اوّل مفوضہ علاقہ کے مسلمان جب تک کہ ٹرکی کے یونانی باشندے ترکی فوجمیں داخل نہ کیے جائیں۔ یونانی فوجمیں بھرتی نہ ہوں۔ دوم وولو کے قلعے مسمار کردیئے جائیں۔ سوم یونانیوں کے امتیازات منسوخ سمجھے جائیں۔ اور جو یونانی رعایا ٹرکی میں مقیم ہو انکو مقدمات یونانی قونصلوں کی بجائے ترکی عدالتوں میں پیش ہوا کریں۔ ایماندار مسیحی طاقتوں کے مذہبی تعصب نے یہ نہایت ہی مناسب اور عادلانہ شرائط بھی منظور نہ کرنے دیں۔ اور انہوں نے ۲۰ مئی کو باہم فیصلہ کرلیا۔ کہ اگر ٹرکی انکار پر مصر رہے۔ تو جبرًا اس سے یہ قسطنطنیہ کی کانفرنس کا فیصلہ منوایا جائے۔ جسپر ترکی گورنمنٹ کو متعدد زبردست اعداء یا معاندوں کے مقابل صرف یکہ و تنہا تھی۔ مجبورًا یہ فیصلہ مان لینا پڑا۔ اور پانچ مہینہ کے اندر علاقجات مذکورہ بالا خالی کرکے یونان کے حوالہ کردئے ✤

[۱] معاہدہ برلن کی رو سے سرویا مانٹی نیگرو۔ اور سرویا کو خاص البانیا کے علاقہ کا کچھ کچھ حصہ ملجانے سے شمالی البانیا کے عیسائی و مسلمان دونوں مذاہب کے باشندے محض قومی حمیت سے اپنے وطن کو صحیح و سالم رکھنے کا قابل تعریف عزم کرکے بر سر بغاوت ہوگئے تھے۔ اسکے برعکس جنوبی البانیا (علاقہ یانینا) کے یونانی عیسائی حسب معمول کو نکی ہی کام لیکر تھسیلی کے عیسائیوں کے دوش بدوش یونان کے ساتھ ملحق ہونیکے لئے باغی ہو رہے تھے۔ آخر الذکر دونوں علاقوں کی بغاوت تو جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے۔ ترکی افواج نے تھوڑے ہی عرصہ میں فرو کردی مگر شمالی البانیا کی بغاوت جو ایک طرح سے سلطانی حکومت کے برخلاف نہ تھی۔ بلکہ دول یوروپ کے فیصلہ کے برخلاف تھی۔ روز بروز زیادہ زور پکڑتی گئی جسکے فرو کرنیکے لئے محمد علی پاشا جو فروری ۱۸۷۹ء میں کریٹ بھیجا گیا تھا مگر باغی تو انگ ہیکر ✤ ایسی شرائط جو معاہدہ برلن کے بعد بھی ٹرکی کی طرف سے پیش کیگئی تھی۔ ان امتیازات سے جو ترکی کو نقصان پہنچ رہا ہے اسکا مفصل ذکر تاریخ خاندان آل عثمان جلد دوم میں کیا گیا

امن و امان قائم اور آتش فتنہ و فساد فرو کگئی مگر یہ امن زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا ۱۸۸۵ء میں شہزادہ اسکندر والی بلگیریا نے صوبہ مشرقی رومیلیا کو جو براہ راست سلطان کے ماتحت ایک عیسائی گورنر کے زیر حکومت رکھا گیا تھا۔ عیسائی رعایا کی سازش سے کسی جنگ و جدال کے بغیر اپنی ریاست میں شامل کر لیا۔ اس انقلاب و الحاق سے جزیرہ نمائی دیگر آزاد اقوام کو موازنۂ طاقت کو یکساں کرنیکے بہانہ سے مزید علاقوں کے مطالبہ کرنے کا موقع ملگیا۔ اس دفعہ سرویا نے اس موازنہ کو یکساں کرنے کا سب سے اول بیڑہ اوٹھایا۔ اور پہلی مرتبہ ایک عیسائی ریاست نے ٹرکی کی قطع برید کی بجائے ہمسایہ عیسائی ریاست کے چرچ پر ہیبا کرنیکا عزم کیا جسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ٹرکی کی سرحد ایسی مضبوط اور اوس کا فوجی انتظام ایسا مکمل تھا۔ کہ کامیابی کی امید تو درکنار رہ سخت نقصان اوٹھانے کے خدشہ کے بغیر اوس پر فوج کشی نہیں کر سکتی تھی۔ دوم قومی بغض و کینہ جو سرویوں کو بلغاریوں سے ہے۔ مذہبی تعصب پر غالب آگیا۔ اور اوس نے سرویوں کو ترکوں کی بجائے بلغاریوں سے بھڑا دیا) میلان شاہ سرویا نے اس الحاق سے چند ہی ہفتہ بعد ۱۸۸۵ء میں بلگیریا پر حملہ کر دیا۔ جس طوفان بے تمیزی کو یونان نے اپنی تمام سابقہ خواہشوں کے پورا کرنے کیلئے غنیمت سمجھکر جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول یورپ نے جو الحاق مشرقی رومیلیا اور پھر سرویا کے یکبار گی خلاف توقع ظہور پذیر ہو جانیسے ششدر سی ہو گئی ہوئی تھیں۔ اور مشرقی مسئلہ کو پھر چھیڑنے کیلئے تیار نہ تھیں یونان کو ان تیاریوں سے باز آجانیکی فہمائش کی۔ اور چونکہ روم اور یونان میں جنگ ہو جانیسے یونانیونکی تائید میں روس یا فرانس کے بھی شامل کارزار ہو جانیکا احتمال تھا۔ یورپین دول نے بالجبر یونانیوں کو باز رکھنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر یونانی وزیر اعظم نے یورپین دھمکیوں اور فہمائشوں کے علی الرغم صاف طور پر کہدیا۔ کہ خواہ اوسے کتنا نقصان اوٹھانا پڑے۔ یونان اپنے مطالبات دربارۂ تھسلی و اپائرس پر مصر رہنے کو تیار ہے۔ اور بشرط ضرورت اونکو پورا کرنیکے لئے فی الفور جنگ کرنے کو بھی آمادہ ہے۔

یونان کو فتح کا کامل یقین تھا۔ اوسے خیال تھا کہ ترکی فوج کی پہلی ہی حرکت پر البانیہ اور مقدونیہ میں بغاوت ہو جائیگی۔ اور جب معاملہ اس طرح طول پکڑ گیا۔ تو یورپ خاموش نہیں رہیگا۔ دول یورپ کو بھی اس امر کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۶ء کو شش دول عظام نے یونان کو مشترکہ مراسلہ بھیجکر چند دن بعد یہ دھمکی دی کہ چونکہ یونان کے پاس ٹرکی کے برخلاف جنگ کرنیکے لئے کوئی معقول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱) اوس کی بادشاہی کہ۔ ڈرکی البانوی پلٹنوں نے بھی بغاوت کر کے ۳ ستمبر ۱۸۶۸ء کو اوسے قتل کر دیا۔ اور یہ فساد برابر ۱۸۹۶ء تک جاری رہا جسکے دوران میں محب وطن عیسائی مسلمانوں نے صوبہ میں ایک طرح کی خود مختار حکومت قائم کر لی تھی۔ مگر اوس کا شہنشاہ برابر سلطان کو تسلیم کرتے رہے تھے۔ کریٹ کی بغاوت بھی بدستور بعد پر رہی تھی۔ جس کو یہ صلح و آشتی فرو کرنیکے لئے ستمبر ۱۸۹۶ء میں غازی احمد مختار پاشا جزیرہ میں بھیجے گئے۔ اور انہوں نے اوسی مہینہ میں بمقام ہلیپہ باغیوں کی اکثر مطالبات کو دو تین ہفتوں کی بحث کے بعد منظور کر کے امن قائم کر دیا لیکن ان نوازشات و مراحم خسروانہ کا ان احسان فراموشوں نے باغوائے دیگراں یا اپنے کر باطن جذبات نفسانی کی تحریک سے سنیں مابعد میں جو عوض دیا۔ وہ اب کسی اخبار بین سے پوشیدہ نہیں رہ گیا۔ جب ابلیسانہ نمک حرامی اور اوس نفرت انگیز ظلم و ستم کے باوجود جو مسلمان باشندوں پر کیا گیا۔ اپنے ہم مذہب اقوام یورپ کی امداد و اعانت سے آخر اونکا ۱۸۹۸ء میں اپنی معاملہ میں کامیاب ہونا بھی کل کی بات ہے۔ سلہ سرویا کو اس معرکہ میں پے درپے زکیں اوٹھانی پڑیں۔ اور آخر دول یورپ نے بیچ بچاؤ کر کے فریقین میں صلح کرا دی۔ کسی فریق کو کوئی تاوان وغیرہ نہ دینا پڑا۔

وجہ نہیں ہے۔ اور نیز چونکہ ایسا محاربہ دنیا کے امن اور تجارت کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ اس لیئے دول یونان کو ٹرکی پر کبھی بحری حملہ نہیں کرنے دینگی[1]۔ یونان نے ۳ر فروری کو اوس کے جواب میں لکھا کہ "وہ اس کو اپنی افواج سے حسب مرضی کام لینے سے روکنا اوس کی آزادی میں دست اندازی کرنا ہے۔ جسے یونان کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ اور نہ وہ لڑائی سے محترز رہنے کا ذمہ اوٹھاتا ہے"۔

چنانچہ وہ اپنی ضد پر برابر قائم رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد انگلستان کی وزارت بدل جانیسے اوسکا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ اوسے یقین ہو گیا کہ لبرل وزارت جواب قائم ہوئی ہے۔ اور اوس کا سرغنہ گلیڈسٹون جو ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ صرف اتحاد یورپ ہی جو یونان پر زور ڈال رہا ہے الگ نہ ہو جائیگا۔ بلکہ یونان کی طرفداری کریگا۔ اوس کا یہ یقین باطل ثابت ہوا۔ لارڈ روزبیری جدید وزیر خارجیہ اپنے متقدم کی پالیسی پر عامل رہا۔ سو ریتولا شاہ یونان نے ۳ر دسمبر ۱۸۸۵ء کو فرمانشاہی صادر کر کے بارہ ہزار فوج کی مشق و قواعد کے لیئے کیمپ قائم کیئے جانے اور متعدد دیگر فوجی تیاریوں کا حکم دیدیا تھا۔ ملک میں بھی (جس کے باشندوں اور حکمرانوں نے آزادی سے بعد جو نیز اونہیں محض حامیوں کی طفیل ملی تھی پھر کبھی ترکوں کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ اور شجاعت اور بسالت کے بڑے لنبے چوڑے دعوے رکھتے تھے) لڑائی کا اسقدر اشتیاق پھیلا ہوا تہا کہ پارلیمنٹ کا مخالف فریق بھی اس معاملہ میں حکمراں فریق یعنی موجود الوقت گورنمنٹ کے ساتھ متفق الرائے ہو گیا تہا۔ اور دارالوکلا نے باتفاق رائے گورنمنٹ کی پالیسی کے حق میں پسندیدگی کی رائے ظاہر کردی تھی۔ اس عام جوش و اشتیاق سے فائدہ اوٹھا کر بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء ڈیلیانیس وزیر اعظم نے بمقام تھیبیس مشقی کیمپ قائم کرنے ریزرو فوج کے دو اقسام یا صنفوں کو گھروں سے بلائے جانے اور گھوڑوں کی خریداری کیلیئے ۴۰ لاکھ درہم (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) قرض لینے کی اجازت ملنے کی پارلیمنٹ سے باضابطہ درخواست کردی۔ یہ وزیر جواب اسطرح سے یونانی فوجکے عام اجتماع کا بندوبست کر رہا تھا۔ وہی ڈیلیانیس تھا جسنے ۱۸۸۵ء میں دوسروں کے علاقہ کے حصول کیلیئے کل ملک میں بیفائدہ[2] عام قومی جوش پھیلا کر اوسکی بدولت اپنے پچیس لاکھ ابنائے ملک کو ۴۰ ملین درہم کاغذی[3] اور ۵۵ ملین درہم طلائی قرضہ کے کمر شکن بوجھ کے نیچے دبا دیا تھا۔

دریں اثنا ترکی نے کئی لاکھ جرار فوج یونان کی سرحد پر جمع کردی ہوئی تھی۔ اور اوس نے ایک دو معرکوں میں یونانی قزاقوں بیقاعدہ

---

[1] انتہا گیسر آٹھ برسوں میں ہی فریقین کی بحری طاقتوں میں اسقدر فرق ہو گیا تہا کہ ۱۸۷۷ء کے شروع میں ترکی بیڑہ یونان کے سواحل پر حملہ کرنے کیلیئے یونانی سمندروں میں داخل ہوا۔ اور یونانی جہاز بندروں میں چھپ گئے۔ اور آٹھ برس بعد یونانیوں کو ٹرکی پر بحری حملہ کرنے کی دہمکی دینے کی جرأت ہو گئی۔ مگر ترکوں کے جنگی انتظام اور فوجی مستعدی نے اس بحری کمزوری کی اوسوقت بھی کافی تلافی کردی تھی۔

[2] بیفائدہ اسلیئے کہ یونانیوں کو جوش و خروش ظاہر کرنے اور فوجی تیاریوں پر اسقدر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی وعلی یورپ جیساکہ اونہوں نے کیا خود بخود اونہیں ٹرکی سے علاقہ مطلوبہ دلا دیتی۔ جس کی امداد کے بغیر وہ [illegible]

[3] کاغذی قرضہ سے سرکار کے جاری کردہ کرنسی نوٹ مراد ہوتے ہیں۔ اور طلائی قرضہ وہ جو پرامیسری نوٹوں کے عوض ساہوکاروں وغیرہ سے برداشت کیا جائے۔

اور نظام فوج کو بھی جو بلا اطلاع سرحد عبور کر آئی ہوئی تھی۔ مار کر پیچھے ہٹا دیا تھا۔ ان یورشوں سے تنگ آکر باب عالی نے دول یورپ کو لکھا۔ کہ یا تو وہ خود یونان کو سمجھا دیں کہ سرحد سے فوجیں واپس منگالے۔ یا ٹرکی کو اُسے سیدھا کرنے کی اجازت دیدیں جس پر دول یورپ نے (بعض یونان کی بہتری اور بچاؤ کیلئے) ۲۶ / اپریل ۱۸۸۶ء کو اوسے الٹی میٹم بھیجدیا۔ کہ آٹھ دنوں کے اندر فوجوں کو واپس بلا کر منتشر کردے۔ ورنہ بصورت انکار وہ اپنی حرکات کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اوس سے قطعی جواب مانگا گیا۔ ڈیلیانیس نے ۳۰ / اپریل کو اس کا جو جواب دیا۔ سفراء دول نے اوسے صریح انکار کے مساوی سمجھا۔ اور فرانس کے سوا باقی تمام ممالک کے سفراء ۲ / مئی کو ایتھنز سے رخصت ہوگئے۔ اور ۱۰ / مئی کو اُن کے تمام قنصلوں نے جو پیچھے چھوڑ گئے تھے ڈیلیانیس کو اطلاع دی کہ یونانی سواحل کو بحری محاصرہ میں کر دیا گیا ہے۔ اس کارروائی کا جو یونانی تجارت کے حق میں سخت نقصان رساں تھی۔ یہ نتیجہ ہوا کہ ڈیلیانیس نے ۱۹ / مئی کو استعفا داخل کردیا +

ایسی حالت میں نئی وزارت قائم کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ تمام یونانی مدبر جانتے تھے کہ نئی وزارت کا سب سے پہلے کام یہ ہوگا۔ کہ دول کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔ اور اس خفت کو جھوٹی حمیت کی وجہ سے کوئی برداشت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر ۲۱ مئی کو تریکوپیس نے حوصلہ کر کے نئی وزارت قائم کرلی (اور دول کے فیصلہ کو قبول کرنے سے پیشتر یہ چال چلا کہ کچھ یونانی فوج کو ترکی فوج کے ہراول پر سرحد عبور کرکے حملہ کرنے کا خفیہ حکم بھیجدیا۔ اور پھر یہ مشہور کردیا۔ کہ ترکی فوج نے سبقت کی ہے۔ اوسے خیال تھا۔ کہ دول یورپ اس حکم میں آکر ٹرکی کے برخلاف یونان کی طرفدار ہو جائیں گی۔ اور بحری محاصرہ کو اوٹھا دینگی۔ مگر یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔ جس پر اوس نے فی الفور ریزرو سپاہیوں کو گھروں کو واپس کرکے فوج کو ترکی سرحد سے واپس بلا لیا۔ اور پھر باب عالی سے براہ راست نامہ و پیام کرکے صلح صفائی کرلینے کے بعد بتاریخ ۷ / مئی ۱۸۸۶ء جرمنی۔ آسٹریا۔ انگلستان۔ روس اور اٹلی کو اطلاع کردی۔ کہ یونان نے بتعمیل ارشاد ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ جس پر دول یورپ کے سفراء نے دوسرے ہی دن تریکوپیس کو محاصرہ کے اوٹھا دئے جانے کی خبر دیدی۔ اور اسطرح سے کچھ عرصہ کیلئے لڑائی پھر ملتوی ہوگئی۔ اور ترکوں کو یونانیوں کو ہوش میں لانیکا موقعہ نہ ملا سو یہی وجہ تھی۔ کہ یورپ کی طفیل سخت ذلت بخش شکست سے بچ جانیکے لئے خدا کا شکریہ بجالانے اور آیندہ کے لئے عزم و احتیاط سے کام لینے کی بجائے یونانیوں کے دلوں میں قومی و مذہبی تعصب و بغض کی آگ دن بدن زیادہ تیز ہو کر اپنی جوانمردی اور شہ زوری کی نسبت اون کے زعم باطل میں اور اضافہ ہوتا گیا۔ اس لحاظ سے ۱۸۹۷ء کا محاربہ اونکے حق میں شفا کا کام کر گیا ہے۔ اور اوس نے اونکے غرور باطل کو توڑ کر اونپر اونکی حقیقت اچھی طرح سے واضح کردی ہے۔ مگر چونکہ یہ مرض اونکی طبیعت میں راسخ ہوچکی ہے اور مذہبی و قومی عداوت بہت زور پکڑ گئی ہوئی ہے۔ اس لئے اس سے فوراً پوری شفا ہوجانیکی توقع رکھنا درست نہیں ہوگا۔ تاہم ادہم پاشا کی فتوحات یونانیوں کو عرصہ دراز تک جیسا کہ اون کے وزراء کی تقریروں سے بھی واضح ہو رہا ہے

ﻪ دسمبر ۱۸۹۸ء میں یونانی وزیر اعظم نے اپنے ملک کیلئے تعلیمی۔ تجارتی۔ زراعتی۔ انتظامی اور فوجی اصلاحات مجوزہ کے مسودہ میں اس امر پر بھی بڑا زور دیا تھا۔ کہ "کم از کم" ان اصلاحات کو معرض عمل میں لانیکے لئے سلطان المعظم سے برسر صلح رہنا نہایت ضروری ہے۔" من حیث المجموع یہ فقرہ جہاں یونانیوں کو اپنی کمزوریاں معلوم ہو جانے کی خبر دے رہا ہے۔ وہاں اوسکے ساتھ اور بھی الفاظ "کم از کم" قطعی ازالہ مرض کے نہ ہونے کا پتہ بتا رہے ہیں۔ مترجم

کریٹ کو بالآخر عملی طور پر کامل اندرونی آزادی مل جانیکے باوجود بھی جادۂ اعتدال سے منحرف نہیں ہونے دیں گی۔ کیونکہ کریٹ کو یونانیوں کی کسی بہادری یا کوشش سے نہیں کہ محض فرانس، انگلستان اور روس واٹلی کے متفقہ دباؤ[1] کی وجہ سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ مترجم)

اسی دلی بغض و عناد نے ستمبر ۱۸۹۶ء[2] میں بہ ہزار میں پھر نیا فساد برپا کرادیا۔ جو اس مرتبہ کریٹ کے جزیرہ میں ہوا۔ وہاں کی مسیحی المذہب یونانی آبادی جو کل آبادی کے دو تہائی کے قریب ہے۔ رحمدل گورنر خان پاشا کے عام معافی کا اشتہار دیدینے کے باوجود ترکی افواج مقیمہ کریٹ سے کھلم کھلا مشغول پیکار[3] ہو گئی۔ اور فریقین میں سخت بیرحمی[4] اور سنگدلی کے ساتھ متفرق و بیقاعدہ لڑائی شروع

---

[1] ان چاروں کی بجائے اگر اکیلے انگلستان کو دباؤ ڈالنے والا کہا جائے۔ تو شاید زیادہ درست ہوگا۔ کیونکہ قرائن اور حالات مابعد سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ انگلستان اپنی بحری طاقت کے گھمنڈ میں کریٹ کو سلطانی افواج کے تھیلی سے چلے جانے پر سلطانی حکومت سے آزاد کرانیکا مصمم ارادہ کرچکا تھا۔ جس ارادہ میں وہ کسی دوسرے کی امداد کے بغیر بلکہ اوروں کے علی الرغم بحری طاقت کی طفیل بآسانی کامیاب ہو سکتا تھا۔ اس لئے دیگر تینوں طاقتیں مسئلہ آرمینیا کیطرح جسمیں انگلستان کا ساتھ دینے کو اپنی نہیں۔ بلکہ دراصل اوسکی حرکات اور چالوں کی نگرانی کرتے رہنے کیلئے اوس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے مسئلہ کریٹ میں بھی اوس کے ساتھ شامل ہو گئی اور جب اون کو اس ارادہ کا پتہ ملا تو اس خوف سے کہ کہیں مصر کیطرح اس جزیرہ پر بھی اکیلے انگلستان کا تسلط ہو جائے۔ اونہوں نے انگلستان کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہنے دینے کیلئے سلطان کو کریٹ خالی کر دینے پر رضامند کر لیا۔ اور پھر انگلستان کی چالوں کی نگرانی اور اونکا کلہ بکلہ جواب دیتے رہنے کیلئے خود بھی جزیرہ میں ڈیرے ڈالدئے۔ اس مسئلہ پر میں تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔

[2] اس فساد کے ابتدائی واقعات بت سالہ عہد حکومت کے ضمیمہ میں بالتفصیل درج ہیں۔

[3] عیسائی باغیوں کے شیطانی ظلم و ستم اور سفاکی کا کچھ اندازہ ناظرین کو ایک انگریز وقائع نگار کی مندرجہ ذیل تحریر سے جو لنڈن کے ماہواری رسالہ نائینٹینتھ سنچری میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائیگا۔ تحریر مذکور وکیل کے اڈیٹوریل تمہیدی ریمارک کے سمیت حسب ذیل ہے۔

یہ کریٹ کے مسلمانوں پر عیسائیوں کیطرف سے طرح طرح کے جور و ستم ہونیکے باوجود انگلستان کے اکثر اخبارات میں مسلمانوں کو ہی ظالم اور عیسائی مفسدوں کو مظلوم اور بیکس بتایا جا رہا ہے۔ اس خلاف بیانی سے برافروختہ ہو کر ایک منصف مزاج انگریز مسٹر نب نے جو انگلستان کا مشہور نامہ نگار ہے۔ کریٹ کے عیسائیوں کی وحشیانہ حرکات کے چشم دید حالات لنڈن کے نہایت ہی معتبر اور مستند ماہواری رسالہ نائینٹینتھ سنچری بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر کے انگریزی اخبارات کے جھوٹے نامہ نگاروں اور متعصب مدبرین اور مضمون پردازوں اور پادریوں کی غلط بیانیوں کی پوست کندہ قلعی کھولدی ہے۔ صاحب موصوف نے اپنے آرٹیکل کا عنوان بغاوت کریٹ کے متعلق امر واقع کا تھوڑا سا اظہار رکھا ہے۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ بدیں خیال دیدینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ایک تو خود ہندوستان میں بعض شکی طبیعتوں کو مسلمانان کریٹ کی دردناک بیکسی اور درماندگی کی روایتوں کی نسبت جو مبالغہ آمیز ہونیکا شبہ ہے۔ وہ ایک انگریز کی تحریر پڑھ کر رفع ہو جائیگا۔ دوسرے شاید ان لوگوں کو جو ہنوز ہمارے ایسے بھائی خوش ترانیہ یکدم نیست ہیں دولت و ثروت میں سرمست۔ انسانی۔ قومی اور برادرانہ حقوق و فرائض کی

ہو گئی جس مین گو فریقین ظالمانہ جبر و تعدی کے مرتکب ہوتے رہے۔ مگر تقریبًا ہر موقعہ پر ترکون اور مسلمانون کو نقصان کثیر اٹھانا
پڑتا رہا۔ ۴ جولائی کو سفرائے دول متعینہ اتھینز نے یونانی گورنمنٹ کو دوستانہ نصیحت کی کہ وہ کریٹیون کو باب عالی کی پیشکردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) تعمیل سے غافل بیٹھے ہین۔ ایک غیر قوم کے آدمی کی زبانی اپنے مذہبی بھائیون کی عاجزی و بیکسی کے حالات سنکر
اونکی دستگیری کرنیکا کچھ خیال پیدا ہو جائے لیکن اگر اب بھی اُن کو ذاتی تن پروری اور عیش پرستی یا خود غرضانہ چالون نے اسطرف
متوجہ ہونے نہ دیا۔ تو مجبورًا یہ کہنا پڑیگا کہ اگر اسلام کی مقدس جماعت اور ہندوستان کی پاک سرزمین ایسے غافلون کے وجود سے خالی
ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ تاکہ ہمدردانِ قوم و ملت کو تاسف پر تاسف اور رنج پر رنج نہ اوٹھانا پڑتا۔

مسٹر نیٹ نے اصلی واقعات کے منکشف اور عیسائی باغیون اور اونکے معاونون کی سیہ کاریون اور مفسدانہ کارروائیون کو واضح کرنے
مین حتی الامکان کوئی کوتاہی نہین کی۔ مگر پوری بارہ صفحہ ٹائپ کے لکھ چکنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قومی تعصب اور جوش بیجا اس
نیکبخت پر بھی مستولی ہو گئی۔ اپنے مضمون کے خاتمہ پر آخری چار پانچ سطرون مین وہ ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہے جس نے صاف ظاہر کر دیا ہے
کہ مسلمان غیر قوم کے منصف مزاج سے منصف مزاج اور نہایت ایماندار شخص سے بھی پورے انصاف و حق پژوہی کی توقع نہین کر سکتے۔ قوم
پروری و حب الوطنی ایسے شخص کو بھی مسلمانون کا معاملہ درپیش آجانے پر کچھ دیر کیلیے جادۂ مستقیم سے ہٹا دیتی ہے مسلمانون سے یہ تو امید توقع نہین
ہو سکتی کہ وہ عیسائیون سے سبق حاصل کرکر انکے ساتھ بھی اسیطرح کا معاملہ کرنا سیکھ جائین لیکن ہمین کوئی شک نہین ہے کہ اگر وہ اپنے وجود کو قائم رکھنا چاہتے ہین تو
اونکو دوسرون کی منصفانہ انصاف و ایمانداری و صفت حق پژوہی پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود اپنی ہمت و قوت و طاقت اور اتفاق و اخوت پر تکیہ کرنا لازمی ہے۔ جسکا نمونہ حسب مضمون
ذیل ہے۔ پچھلے دنون سے انگریزی اخبارات اور رسالون مین مسئلہ کریٹ کے متعلق تقریرون مضامین اور خطوط کی بھرمار ہو رہی ہے عوام نے ناراضگی
کے اظہار کیلیے عام جلسے کرکے ٹرکی کے جور و ظلم اور یوروپ کی ناقابلیت پر نہایت ہی سخت الفاظ مین لعن طعن کیا ہے۔ نان کنفرمسٹ (وہ
عیسائی جو کلیسائے انگلستان کے پابند نہین ہین یہ لوگ انگلستان کی آبادی کے نصف حصہ سے زیادہ ہین) اور انگریزی چرچون کے پادریون نے
جن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حیثیت سے دیگر عیسائیون کی امداد اور انسے ہمدردی کرنا خواہ اونکی پولیٹیکل اغراض و مقاصد کی تحقیق
کچھ ہی ہو ہمپر فرض عین ہے۔ اس مسئلہ کو مذہبی رنگ پہنا دیا ہے۔

ان پر جوش تقریرون و تحریرون کی جسقدر تعداد جہان مین کیجا وہی تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کسقدر تو محض بادی النظری قیاسات پر
مبنی ہین اور زیادہ تر نامہ نگارون کے پیغامات تار برقی پر اگر کریٹ سے چند گمنام شخصون نے اس مضمون کا پیغام بھیجا کہ مسلمانون نے
فلان گرجا کو مسمار کر دیا ہے۔ یا انگریزی جہاز کے گولہ سے بتعداد باغی مارے گئے ہین تو ادھر فورًا پادریون نے شہیدون کے لیے خاص عبادت کرنیکا
وقت مقرر کر دیا۔ یا کسی جنرل نے اپنی پولیٹیکل جماعت سے علیحدہ ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ یوروپ کے بعض سربرآوردہ اخبارات
کے ناظرین بیشک حیران ہوتے ہونگے۔ کہ اون کے لیڈنگ آرٹیکلون مین تو کریٹی معاملات پر منصف مزاجی اور سلامت
روی کے ساتھ بحث ہو رہی ہے۔ اور انہی اخبارات مین دوسری جگہ تار کے پیغام درج ہین جو بالکل یک
رخہ ہین۔ اور جن سے پایا جاتا ہے کہ اس معاملہ کا کوئی دوسرا پہلو ہو ہی نہین سکتا۔ چند دن گذرے ہین کہ مسٹر گلیڈسٹون نے

اصلاحات قبول کر لینے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرے۔ اسکا گورنمنٹ مذکور نے جواب دیا کہ اوسے جزیرہ کے معاملات سے کوئی دخل نہیں ہے وہ وہانکے واقعات کی ذمہ وار ہے۔ اسپر سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ نے کریٹیون کی کمیٹی یا جماعت مصلحین (یا مفسدین) کو مشورہ کرکے سلسلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) - اپنی طبعی تیزی فہم سے کام لیکر دار العوام میں اس خلاف پر بڑا زور دیا تہا۔ کریٹ سے یونانی قونصلین اور نامہ نگارون کے بہ جبر نکالے جانے پر سخت ناراضی پیدا ہوگئی تھی۔ جو لوگ یونانی اخبار نویسون کے رویہ سے واقف ہین ان پر اسکی برائی کی اشد ضرورت بخوبی واضح ہوگئی ہوگی۔ مشہور لاطینی قدیم شاعر جووی نل (جسکو قدیم زمانہ کا سودا سمجھنا چاہیئے۔ نوی برس کی عمر مین ۱۲۸ء مین فوت ہوا) نے یونانیون کی رہت بازی کا جو اندازہ لگایا تھا۔ وہ اس وقت بہی ویسا ہی درست ہے جیسا کہ اسکے ہمعصر حواری سنیٹ پال یعنی پولوس) کا اندازہ کریٹیون کی نسبت تہا یورپین طاقتون کی قائمقام (یعنی ایرالبحر) کریٹ مین امن قائم کرنیکے لئے جو عمدہ سے عمدہ کوششین کرتے انکے اثر کو یہ تاریں جو از سرتا پا غلط بیانی اور مبالغہ کا مجموعہ ہوتی تہین بہت کچھہ کمزور کردیتی تہین یونانی اخبارون اور ان سے بڑھکر ایتھنز کی تارون کے جو یونان مین بتعداد کثیر دہیلو دہیلو کو بکتی ہین۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر بیان مندرجہ بالا کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ ہمارے نیک نہاد قونصل متعینہ خانیا سر الفرڈ بلیوٹی اس بغاوت کے دوران مین ترکون اور باغیون دونون کے ساتھہ کامل انصاف کی کارروائی کرتے رہے ہین جسکی وجہ سے تمام یونانی جو کریٹ مین موجود ہین کرنیل واسوس سے لیکر ادنے ترین آدمی تک انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ برٹش گورنمنٹ کو عمداً غلط رپورٹین بہیجتے رہے ہین اور ترکون سے رشوت لیکر اون کے طرفدار ہوگئے ہین۔

افسوس ہے کہ ان یونانی اخبار نویسون کے چلے جانے کے بعد بہی ان مراسلات کے حصہ کثیر مین جو کریٹ سے روانہ کی جاتی ہین یکرخی اور طرفداری کی بو پائی جاتی ہے۔ یورپین اخبارون کے نامہ نگار قصبون مین رہتے ہین۔ سوائے معدودے چند مستثنیات کے وہ یونانی اور ترکی زبان بول نہین سکتے۔ ترکی حکام سے حالات معلوم کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہین۔ اور زیادہ تر عیسائیون کی بتائی ہوئی خبرون پر بہروسہ کرتے ہین جن کی فطرتی دروغ بیانی انکی جایدادون کی تباہی سے کچہہ کم نہین ہوگئی۔ نامہ نگار کریٹ مین جو ترجمان مقرر کرتے ہین وہ تقریباً عیسائی ہوتے ہین پس یہ یقینی امر ہے کہ جہانتک ممکن ہو۔ وہ کوئی امر باغیون کے برخلاف ظاہر نہین کرینگے۔ علاوہ برین کریٹ مین جو نامہ نگار ہین اونکی زیادہ حصہ پہلے ہی سے یونانیون کا طرفدار ہے۔ خانیا کی ایک مشہور تاربرقی کی ایجنسی ایک کریٹی عیسائی کے کامل اقتدار مین ہے۔ جو ظاہر ہے کہ طبعی طور پر ہی طرفداران یونان کی جماعت کی اغراض و مقاصد کا پورا مؤید ہے۔ ایسے لوگون مین طرفداری کا وجود پایا جانا ایک فطرتی امر ہے۔ مگر یورپ مین نامہ نگارون کو راستی سے تجاوز کرکے ٹرکی اور دول یورپ کے مخالف تارین روانہ کرتے دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔ ایسے واقعات جن کے معلوم ہونے پر دنیا باغیون سے متنفر ہوجائے جان بوجھکر فروگذاشت کردیئے جاتے ہین۔ بعض اوقات فرضی حملے کی خبر باوجودے کہ اندرون جزیرہ سے معتبر اطلاع اُن کے برخلاف موصول ہوچکی ہو۔ یورپ کو بذریعہ تار بہیجدیجاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ایسی بات بتائے جس کی بنیاد پر ایک رد انگیز پیغام تار برقی گھڑا جاسکتا ہو۔ تو ذاتی طور پر اوسکی تصدیق کرنے کی کوئی کوشش کرنے کے بغیر عیسائی کے بیان کو فوراً روانہ کردیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ترکی جور و ظلم۔ بدعہدی اور سیہ کاری کی اُن داستانون کو لیلو جو اُن حضرات کی تقریرون مین جو گورنمنٹ کے

بھیجکر لڑائی سے دست بردار ہو جانے اور دوامی صلح کے لئے نامہ و پیام اور گفتگو شروع کرنے کی صلاح دی۔ اس صلح کے لئے بنیادی اصول یہ قرار دیا گیا کہ جزیرہ کو عیسائی گورنر کے زیر فرمان مالی لحاظ سے آزادی دیجائے۔ اوسے محاصل پر مٹ کی آمدنی اپنے پاس رکھنے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) طریق عمل پر معترض ہوتے رہتے ہین۔ بافراط پائی جاتی ہین۔ دارالعوام اور دیگر مقامات مین کرنیل واسوس کو اس الزام پر بہت زور دیا گیا۔ کہ ترکی حکام نے اپنے قول و قسم کی صریح خلاف ورزی کر کے قصبہ سلیتو کے مہاجر مسلمانون کو دوبارہ مسلح کر دیا ہے یہ داستان بلا کسی تحقیقات یا تصدیق کے فی الفور یورپ مین مشتہر کیگئی۔ مگر بعد مین یورپین افسرون کی کمیشن نے اوسکو بالکل بے بنیاد ثابت کر کے ترکی افسرون کو تمام الزامات سے جو ان پر لگائے گئے۔ بالصراحت مبرا کر دیا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ ایک یہ خبر شائع ہوئی کہ ترکون نے قصبہ کیسا موکسلی مین چند عیسائیون کے گھرون کو منہدم کر دیا ہے۔ اور یورپ مین غریب کھڑی تماشا دیکھتی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان مکانون کا گرایا جانا اشد ضروری تھا کیونکہ باغی ان مکانات کی آڑ مین قلعہ کی دیوارون کو سرنگ سے اڑانیکی کوشش کر رہے تھے۔

۲۔ اپریل کو ایک کریٹی بشپ (بڑا پادری) صاحب مسیحی المذہب یورپ کے مہذب باشندون کے پاس اپیل کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرماتے ہین:۔ "مقدس گرجون اور ظروف کی تاخت و تاراج معصوم عیسائی عورتون اور بچون کا کشت و خون عیسائیون کی جایداد واملاک کی بے انتہا بربادی اور لوٹ مار جو آپ تاکے بے لگام ترکی سپاہی اور عوام کر رہے ہین۔ وہ ناگفتہ بہ ہے"

اس فقرہ مین اسقدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ وہ فی الحقیقت اول سے آخر تک افتراؤن کا مجموعہ ہے۔ آہ ہم ممکو وہ اصلی واقعات بتاتے ہین۔ جن کو ایماندار بشپ صاحب نے نہایت احتیاط کے ساتھ نظر انداز کر دیا ہے (اٹلی کے) امیر البحر کانی وارو نے کامل تفتیش کے بعد اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ کنیڈیا کے کیتھولک گرجہ کو ترکی سپاہیون کے لوٹ لینے اور خراب کرنے کی کہانی بالکل غلط ہے۔ ایک نامہ نگار تار دیتا ہے کہ خانیا کے قریب قصبہ ایباماس کے گرجہ کو ترکون نے ناپاک کر دیا ہے۔ اوس نامہ نگار نے اس روایت کے صدق و کذب کی خود کوئی تحقیقات نہ کی آخر مین وہ بہت مبالغہ آمیز پائی گئی ہین کنیڈیا مین سب سے پرانے یونانی گرجا کو دیکھنے گیا۔ اوس مین فقط ایک پادری باقی رہ گیا تھا۔ باقی تمام نیک بخت پادری اپنی شامت اعمال سے ڈر کر سچے عیسائیون کیطرح شہر سے دم دبا کر بھاگ گئے ہوئے تھے۔ اس شہر مین ہزارون مسلمان مہاجرین پناہ گزین تھے۔ گرجہ کے پادری بھاگ چکے تھے۔ وہ بالکل خالی پڑا تھا۔ اور کوئی اوسکا محافظ نہ تھا۔ خیال کرو کہ کسی اندھیری رات مین اس کو آگ لگا دینا کیسا آسان امر تھا۔ مگر عمارت کو ذرہ بھر نقصان نہین پہونچایا گیا حتٰی کہ کھڑکیون کا ایک شیشہ تک بھی نہین توڑا گیا۔ اب یہ عیسائی نیک بخت ہی بتائین کہ کنیڈیا خانیا اور ریتمو کے شہرون سے باہر مسلمانون کی کتنی مسجدین قائم و استادہ رہنے دیگئی ہین؟۔ ایک بھی نہین!!! خیر یہ تو غیر مہذب کریٹی عیسائیون کی کرتوت ہے ایرلینڈ کے صوبہ السٹر کے جہان تقریباً تمام باشندے پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے ہین اور اعلیٰ درجہ کے مہذب ہین آیرلینڈ کے باقی تین صوبون مین زیادہ کیتھولک آبادی ہے) کسی موضع مین اگر رومن کیتھولک گرجہ کے معتقدین اوسکو خالی چھوڑ جائین تو بتاؤ اوسکی کواڑ اور کھڑکیان کتنی مدت صحیح سالم رہنے پائین گی؟۔ یہ کہنا کہ عیسائی عورتون اور بچون کو بے لگام ترک قتل کر رہے ہین محض مجنونانہ بکواس ہے۔ اس قسم کی کوئی حرکت ترکون سے سرزد نہین ہوئی۔ جب کبھی دونون کنیڈیا گیا تو تین عیسائیون نے مجھکو اطلاع دی

استحقاق رہے۔ اور ترکی افواج جزیرہ کے قصبات سے واپس بلالی جائیں سفرانے کمیٹی کو ساتھ ہی متنبہ کردیا کہ اگر یہ تجاویز مسترد کیگئیں تو

پھر یورپ کو کریٹیون سے کوئی ہمدردی نہیں رہجائے گی۔ مگر معاملہ مصالحت کی حد سے گذر چکا تہا۔ اور دربن اثنا ء

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) کہ باشی بزوقون کی ایک جماعت موضع ایلیا پر دھاوا کرکے ابہی واپس آئی۔ اور دو عیسائیون کو سر شہ ساتھ لائی ہو

نیز یہ ان مرون کے لئے کوئہ کوتہ شہر کا چھان مارا۔ پر وہ کہیں نہ ملے۔ اور آخرکار مخبرین پر چند جرح کرسوالات کرنیسے واضح ہوگیا کہ انکی

روایت خلاف اصل تھی۔ اور ایک مکان کی بابت مجھ سے کہا گیا کہ اسمین کسی عیسائی نے آگ لگا دی تھی کہ جلکر پوری لکڑیون کے

جل گئی ہوئی ڈہیر کو لوٹنا عیسائی اگر انہی مکانون میں آگ ہی باقی چھوڑکر اندرونی مقامات جزیرہ کو بہاگ گئے ہون تو ترکو نے انہین کر

لوٹنا کیا تہا۔ مینے ان مکانون کے سوختہ ملبہ پر گاہ بگاہ چند مردون وغیرہ کو خاک چہانتے دیکہا ہے جس سے ان کو لوہے کی پرانی میخون اور

کیل کانٹون کے سوا اور کچہہ نہیں ملتا۔ شہرون میں عیسائیون کے جو مکان کہڑے رہگئے ہین۔ انکی کماحقہ حفاظت یورپین افواج کے

پہرہ دار کرتے ہین۔ کیونکہ پولیس کے فرائض ان نوجون کو تفویض کردیئے گئے ہین۔ لیکن اس سے یہ قیاس کرلیا جائے کہ یورپین نوجون کے

آنیسے پہلے ترک ان مکانون کو لوٹتے رہتے تہے۔ انگریزی نوجکے داخلہ سے پہلے مین کینڈیا مین دو راتین مقیم رہا۔ جسکی نسبت عیسائیون نے

مشہور کر رکہا تہا۔ کہ مسلمان ہر رات عیسائیون کے خالی مکانات کو لوٹا کرتے ہین۔ مگر مینے اس تاخت و تاراج کی کوئی علامت نہ دیکھی۔ گو مین

گہنٹون گلیون مین پہرتا رہتا تہا عیسائیون کو بہاگ جانے کیلئے کافی وقت ملگیا تہا۔ اور وہ کوئی قیمتی چیز پیچھے نہ چھوڑ گئے۔

شہر ہزارون مسلمان مہاجرین سے بہرا پڑا ہے۔ جو مال متاع سب کچہہ چھوڑکر صرف اپنی جانین عیسائیون سے بچاکر جنہون نے انکے

گہرون کو خاک سیاہ اور انکے اعزہ و اقربا کو بکریون کی طرح ذبح کرڈالا ہے۔ بہاگ آئے ہین۔ یہ قسمت مہاجرین ہر وقت فاقہ کشی

کے کنارے پر رہتے ہین۔ گورنمنٹ کے لئے اتنے ہزار بہوکون کے واسطے کہانا بہم پہونچانا ناممکن ہے۔ ۱۸ مارچ تک ان لوگون کو جو

مقدار غذا کی ملی ہے وہ فی کس تین پاؤ تہے۔

مسٹر بنٹ نے اس اندازہ مین غالباً سخت غلطی کہائی ہے۔ ہم وکیل مین وقتاً فوقتاً ترکی سے مہاجرین کی امداد کمیلئے کئی ہزار بوری آٹا

پہونچنے کی خبر درج کرتے رہے ہین۔ مگر پہر بہی ظاہر ہے کہ ان بیچارون کی حالت واقعی بہت قابل رحم ہوگی کیونکہ جب برٹش گورنمنٹ جیسی اولوالعزم

حکومت چند لاکہہ فاقہ کشون کو مفت کہانا نہین دے سکتی۔ اور اسے مجبوراً چندہ کی درخواست کرنی پڑی تو ٹرکی کئی لاکہہ خانمان برباد

کردگان کو دو وقت کب شکم سیر کرسکتی ہے (اڈیٹر) یہ فاقہ کش اگر کبہی کبہار عیسائیون کے خالی شدہ گہرون سے کوئی بالکل بےقیمت اور

ناکارہ سی چیز اوٹہالین۔ تو بتاؤ یہہ کونسی اچنبے کی بات ہوگی۔ یا اسکو کون تاخت و تاراج تصور کریگا۔ باغیون نے جیسا کہ خود ان کے ایک

سرگروہ نے مجہسے بیان کیا عرصہ دراز سے مسلمانون کی کوئی جائداد کسی قسم کی بہی باقی نہ چھوڑنیکا مصمم ارادہ ٹھان لیا ہوا ہے اور جزیرہ کے

اندرون مین سرسری طور پر گذرنیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ اونہون نے اپنے ارادہ کی کیسی کامل تعمیل کردی ہے۔

ماہ معلوم مین مسٹر ڈلن شخص آیرش جماعت کا ممبر اور پکا سفر ہے۔ اڈیٹر) اور دیگر اشخاص باشی بزوقون کو (جنکو غلطی سے عموماً ترکی

باقاعدہ سپاہیون سے تمیز نہین کیا جاتا یعنی ان کو بہی نظام فوج کے سپاہی سمجہا جاتا ہے) خونخوار بدمعاش بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ

کئی خونریز معرکہ آرائیان ہو چکی تھیں ترکون کو بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام رینی مو اور پھر ۶ اگست کو بمقام کینیا (خانیان) شکست ملی۔ اس فتح کے حصول پر جزیرہ کے تمام اضلاع کے (عیسائی) نائبون نے جماعت مصلحین کی جگہہ اپنی عارضی گورنمنٹ قائم

(بقیہ حاشیہ ۲) کشت و خون اور لوٹ مار کے لئے یہ ہر وقت قصبون سے باہر نکلکر دھاوے کرتے رہتے ہین لیکن امر واقع یہ ہے کہ ترکی نگرانی کی چوکیون (جو قصبون کے باہر ہین) اور باغیون کی لینون کے درمیان جو قصبات کے گرد محاصرہ کئے پڑے ہین۔ کوئی چیز موجود نہین جسکو باشی بزوق لوٹ سکین۔ اور نہ کوئی انسان پایا جاتا ہے جسے وہ قتل کرین۔ یہ بالکل درست ہے کہ یہ ترکی بیقاعدہ سپاہی بعض اوقات شہر سے باہر نکلا اوسکے مضافات مین ایک آدہ زیتون کا درخت جو عیسائی کی ملکیت ہو۔ جلا دیتے ہین یا ایندہن کیلئے اوسے کاٹ لیتے ہین مگر ایسے واقعات بہت شاذونادر ہوتے ہین۔ مین کئی دفعہ ترکی چوکیون سے پرے تک گیا ہون۔ اور ذاتی مشاہدہ سے یہ امر بیان کر رہا ہون۔ اسکے ساتھہ ہی یہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ مسلمان آبادی کے حصہ کثیر کی فصلین اور انگورون کے باغ اسوقت ان کے دشمنون (عیسائیون) کے قبضہ مین ہین۔ باقی رہا بندوقون کی باڑہین چلانا۔ اسبارہ مین ہمیشہ ابتدا عیسائیون کیطرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت ترکون پر آتشباری کرتے رہتے ہین۔ مگر ترک شاذونادر جواب دیتے ہین کیونکہ ایک تو طاقتون نے ان سے درخواست کر رکھی ہے کہ حتی الامکان وہ آتشباری سے پرہیز کرتے رہین۔ دوسرے کریٹی چٹانون کی اوٹ مین بیٹھکر جب ترک کو دیکھتے ہین۔ اسپر بندوق داغ دیتے ہین۔ اور خود ایسے محفوظ ہوتے ہین کہ انکو گولی کا لگنا قریبًا ناممکن ہوتا ہے۔

قصبہ سیرو کوری مین مسٹر ملٹن پرائیر مین اور ایک ترکی افسر ایک مکان کی چہت پر چڑہے تو فورًا ہی تین گولیان ہمارے سرون پرسے سرسراتی ہوئی گذر گئین جنکو باغیون نے مقابل کی پہاڑی کی چوٹی سے سر کیا۔ باشی بزوقون نے باغیون اور یوروپینون کی ایک جماعت پر جو صلح کے سفید جھنڈے کی پناہ مین جا رہی تھی بندوقین چلائی تہین۔ اسپر مسٹر لبوشر (مالک ایڈیٹر اخبار ٹروتھ) نے پارلیمنٹ مین وہ اودہم مچایا تھا کہ الامان۔ مین ان باشی بزوقون کیطرف سے کوئی وکالت تو نہین کرتا۔ مگر اپنے ذاتی تجربہ سے اسقدر جانتا ہون کہ سفید جھنڈا عیسائی بندوقچیون کی گولیون سے مطلقًا کوئی حفاظت نہین کر سکتا۔

پچہلے دنون مین جتنے واقعے ہوئے ہین۔ تقریبًا ان مین باغیون نے ابتدا کی چند ہفتے گذرے ہین کہ انہون نے آسٹریا کے جنگی جہاز سیبنیکو پر جان بوجھکر بندوقین چلائین۔ اور چالیس سے زیادہ گولیان جہاز کو لگین۔ مین کشتی پر سوار ہو کر مقام رتہیتیا کو جہان یہ واقعہ گذرا گیا۔ اور عیسائی سرغنون سے دریافت کیا کہ انہونے یہ اشتعال دلانے والی حرکت کیون کی؟ جواب ملا کہ ہم نے جہاز سیبنیکو کو ترکی کروزر سمجہا تھا۔ یہ انکا بدیہی جہوٹ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ ترکی نشان کو بخوبی جانتے ہین اور آسٹریا کا نشان جہاز پر صاف دکہائی دیتا تھا مقامات ملاکسا کیراطیدی۔ عزیزالدین اور کتاسلی پر حقیقۃً حملے ہوئے ہین وہ سب عیسائیون نے بلاوجہ اور خود بخود کئے۔ امیر البحرون نے باغیون کو اطلاع دی کہ مقام ملاکسا کے اردگرد جو ترکی گڑھیان ہین وہان باغی ضرور رسد پہونچ جانے دین۔ اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ کرنیل واسوس نے اطلاع ملتے ہی تین سیرالی توپین عملی کیا نوسی کو نطوپولو بہیجدین تاکہ دوسرے دن ملاکسا پر حملہ کرنیکے لئے تیار رہین۔ کئی نامہ نگارون نے بڑی کوشش سے باغیون کیطرف سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ ان کو امیر البحرون کے مشترکہ مراسلہ کے مضمون سے آگاہی نہین ہوئی تھی۔ یہ محض غلط ہے باغیون کے

کرلی جب معاملہ اس انتہائی حد تک پہونچ گیا تو ۲۹ اگست کو سلطان المعظم نے باغیون کو سفرائے دول کی تجویز کردہ رعایات عطا کردین اور ۵ ستمبر کو اونہین باغیون کے نائبون نے بہی قبول کرلیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) کم از کم تین شخصون معاذی کلو جلیس و ربانوسی کو پورا علم تہا۔ کیونکہ جس وقت توپ خانہ پہونچا یہین ان کے پاس تہا اور اونہون نے مجہکو اوسکی اچانک موجودگی کی وجہ بتادی تہی۔ اگر بفرض محال عیسائی باغیون کے سپاہیون اور دیگر فہمیدہ فریق کو امیر البحرون کے مراسلہ کا علم نہ ہوا تو اوسکی ذمہ داری کرنیل واسوس اور شرعنہ باغیون پر ہے۔ ملاکسا کی لڑائی سے دو روز پیشتر دن کیراطیدی پر حملہ کرنے کی تجویز تہی۔ مگر صبح کے تین بجے بمقام کونطو پولو مجہین یہ خبر سنا کر بیدار کیا گیا کہ ترکی سپاہی گڑہی کو چہوڑ گئے ہین۔ قلعہ عزیزالدین اور کستیلی پر اس کے بعد باغیون نے حملے کئے۔

یوروپین امیر البحر نہایت ہی سخت مشکل مین گرفتار رہین۔ وہ تا تصفیہ مسئلہ کریٹ امن قائم رکہنے کے مشترکہ کام پر مامور کئے گئے مگر جس کام کو وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی غیر مستقل مزاجی اور باہمی شک و حسد کی وجہ سے باحسن وجوہ پورا نہین کرسکتے تاہم کوئی منصف مزاج باشندہ کریٹ اسکا انکار نہین کرسکتا۔ کہ یوروپین بیڑون کے کمانڈر غایت احتیاط اور اعتدال سے کارفرما ہوتے رہے ہین۔ اسپر بہی یوروپین نامہ نگاران کو برا اور ناقابل فہم کہا کرتے رہتے ہین اور انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ عیسائیون پر بلاوجہ گولہ باری کرتے ہین اور باغیون کے ساتہہ کبہی کامیابی سے مصالحت کی گفتگو نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ کام صرف قونصلون کا ہے جس کو خواہ مخواہ وہ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے ہین۔ لیکن جس شخص کی آنکہون کو تعصب نے اندہا نہ کردیا ہو وہ کنڈالون کی شرک پر باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر کبہی حرف نہین رکہ سکتا۔ جنگی جہاز سے فقط ایک ہی گولہ چلایا گیا اور لی سٹے فورٹ الفلیون کی باڑہ ماری گئی تہی جس سے ان بدمعاشون مین سے جو بے پناہ اور بیکس مسلمان مہاجرین اور ان کے محافظ سپاہیون پر جہپٹ پڑتے تہے۔ پندرہ ہلاک ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ بدبخت سیکڑون بیگناہ مسلمانون کا خون کر ڈالتے۔ دوسری گولہ باری باغیون پر بمقام خانیا کی گئی تہی۔ شہر کو ان چشمون سے پانی بہم پہونچتا ہے۔ جو فصیل سے باہر بیرونی مورچون کے احاطہ مین واقعہ ہین۔ باغی ان مورچون پر قابض ہونا چاہتے تہے۔ قابلترین جنگی و بحری ہل کارنے صاف کہدیا کہ اگر باغی قابض ہوگئے تو شہر پیاسا مر جائے گا۔ چنانچہ امیر البحرون نے باغیون کو متنبہ کردیا کہ شہر کے بیرونی مورچون پر ان کو حملہ آور نہین ہونے دیا جائیگا۔ ایسا کرنے کے بعد یہ کس طرح سے ممکن تہا کہ وہ باغیون کے ہاتہون شہر کی سلامتی کو معرض خطر مین پڑنے دیتے۔ وہ بیرونی قلعون اور مورچون کی سپاہ اور آبادی کی سلامتی کے علاقتاً ذمہ دار ہوچکے تہے۔ باینہمہ بمقام ملاکسا باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کیگئی ہے۔ ایک سربرآوردہ انگریزی اخبار مین تا شایع ہوا کہ "باغی یوروپین جہازون کی اچانک گولہ باری کی مطلقاً کوئی وجہ نہ سمجہہ سکے"۔

لیکن مین اوپر بتا چکا ہون کہ کرنیل واسوس نے مشترکہ مراسلہ کا جواب قلعہ مذکور پر حملہ کرنیکی صورت مین دیا۔ جس مراسلہ کا مضمون باغی شخصون کو بخوبی معلوم تہا کیونکہ لڑائی سے ماقبل کی رات جب مین اونکے ساتہہ کہانا کہا رہا تہا تو انمین سے ایک نے مجہہ سے کہا۔ "ہم سنتے ہین کہ کل ہم کو تمہارے چند گولے دیکہنے پڑین گے"۔ اس گولہ باری کا مدعا عیسائیون کو قتل کرنا نہ تہا۔ بلکہ اونپر صرف یہ واضح کردینا تہا کہ ان کو قلعہ ملاکسا پر قابض نہین ہونے دیا جائیگا۔ اسی لئے پہٹنے والے اور دہاکدار گولون کی بجائے جو باغیون مین تباہی برپا کردیتے فقط معمولی گولے چلائے گئے۔

مگر اس فساد کی حرارت جزیرہ سے باہر تک سرایت کر چکی تھی۔ اس سے یونانیوں کی قومی و مذہبی پر جوشی پھر تازہ ہو گئی تھی۔ کل یونانیوں کو ایک سلطنت کے ماتحت متحد و متفق کرنے کا خیال ہر کس و ناکس کے دلمین پھر بشدت رائج ہو گیا تھا۔ اور یونانی اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰)۔ اور کل معرکہ مین جو ساڑھے پانچ بجے صبح سے چار بجے شام تک گرم رہا۔ اور جسمین یورپ مین جہازون نے صرف دس منٹ گولہ باری کی عیسائیون کے زیادہ سے زیادہ تین آدمی ہلاک ہوئے۔

یونانیون کے طرفدارون کی تقریرات مین جن سے ہمارے اخبار اور رسالے لبریز ہو رہے ہین۔ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ باغیون کو فاقہ مارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ مین گورنمنٹ پر الزام لگایا گیا کہ وہ اب باغیون کو بھوکا مار کر مطیع کرنے کی غرض سے بحری محاصرہ کر رہی ہے۔ اسیطرح تھوڑا عرصہ ہوا۔ لنڈن کے ایک عام جلسہ مین ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا۔ کہ لارڈ سالسبری کا ایسا کرنا انسانیت پر ایک سخت نفرت انگیز حملہ ہے۔ یہی واویلا کریٹ والے محاصرہ پر کر رہے ہین۔ الغرض اس مفروضہ فاقہ دہی کو دول کے طریق عمل کے مخالف خفگی آمیز تقریرون اور تحریرون مین سخت کراہیت انگیز اصرار سے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ عیسائیون مین کسی جگہہ بھی فاقہ کشی نہین پائی جاتی نہ غالباً آیندہ پائی جائیگی۔ جزیرہ کے اندر جس طرف جاؤ سامانِ خوراک بافراط موجود پاؤگے۔ گوشت بسکٹ ترکاری پھل و شراب سب جگہہ بکثرت اور گندمی روٹی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ کونطوپولو۔ علی کیانو۔ اور تمام دوسرے مقامات مین جہان یونانی یا باغی جمع ہین۔ شرابخانے اور نانبائیون کی دوکانین خوب رونق پر ہین۔

علی کیانو مین میرے اور میرے چار دوستون کے کھانے پر جس مین اعلےٰ قسم کا گوشت شراب و میوہ جات موجود تھے۔ چار فرنیک سے کچھہ زیادہ (دیہا) خرچ آئے۔ دودہ پر یہان کچھہ خرچ ہی نہین آتا۔ اور بڑا مرغ فرنیک سے کچھہ زیادہ پر ملجاتا ہے۔ بھائی ایسا قحط تو کل یورپ مین ہو!!!۔ علاوہ برین ان بدبختون نے مسلمانون کے گھرون کو تو بڑی باقاعدگی سے لوٹا۔ اور جلایا۔ مگر اُن کی فصلون اور اُن کے گودامون کو آیندہ کے استعمال کے لیے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ باغیون کا خود اپنا بیان ہے کہ اگر محاصرہ ایسا کامل و سخت ہو کہ باہر سے کوئی چیز نہ آنے پائے تو بھی ہم دو برس کے لیے کافی سامان خوراک رکھتے ہین۔ لیکن درحقیقت کریٹ جیسے جزیرہ کا محاصرہ ایسا مشکل ہے۔ کہ لاکھہ نگرانی کرو۔ پہونچنے والے ہر وقت پہونچتے رہینگے۔ چند ہفتون کی بات ہے کہ جنوبی ساحل پر پانسو و الیثر ایک سو دس صندوق کارتوس کے۔ اور بسکٹون۔ مٹرون اور آلوؤن کے سو بورے کامیابی کے ساتھہ اتار دیئے گئے۔ اور ۲۷ مارچ کو بسکٹون کے پچاس پارچہ خانہ سے چھہ ساتہ میل کے اندر علی کیانو کے قریب خشکی پر اتارے گئے۔

قصہ مختصر یونانیون کے پرجوش حامیتون کی یہ خوفناک کہانیان کہ کریٹ کے عیسائی دول یورپ کے جور و ظلم سے فاقہ کشی کی حد تک پہونچ گئے ہین عجیب مضحکہ خیز اور ساتھہ ہی نقصان رسان بھی ہین۔ بفرض محال کریٹ کے اندرونی حصہ مین اگر گرانی موجود بھی ہو تو اس کے ذمہ وار کرنیل واسوس و یونانی گورنمنٹ ہوگی جب تک کہ دول جزیرہ کو خالی کئے جانیکا مطالبہ کرتی رہین وہ کسیطرح بھی سامانِ جنگ کو جزیرہ مین داخل نہین ہونے دیسکتین اس مین کلام نہین کہ بحری محاصرہ باغی اور یونانی دونون کو ناگوار ہے۔ مگر اس سے اون کو فقط خیالی تکلیف پہونچتی ہین۔ نہ کہ واقعی جسمانی۔ جہان تک مجھے علم ہے۔ علی کیانو کے کیمپ مین سامانِ آسایش و آرام اور ضرورت

قومی غرور و زعم کو سہلانے کے لئے طرح طرح کی طفلانہ حرکات اور نمائشوں کے مرتکب ہو رہے تھے اسی بے جوشی سے متاثر ہو کر یا بطمع ملک گیری یونانی گورنمنٹ نے جو بطور سابق ان فسادوں میں بھی باغیوں کی در پردہ امداد کرتی رہی تھی اب کھلم کھلا ایک فوجی دستہ کرنیل واسوس کے زیر کمان اور ایک جنگی بیڑہ پرنس جارج کے ماتحت کریٹ کو بھیج دیا۔ مترجم)۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) - کی کوئی چیز ایسی نہیں جو موجود نہ ہو۔ ڈاک کا انتظام البتہ وہ بصورت موجودہ یونان کے ساتھ ٹھیک اور باقاعدہ نہیں کہہ سکتے تاہم کرنیل واسوس تی آئینون کے ذریعہ سے راہ جزیرہ سیری گوا ایتھنز سے بآسانی خط و کتابت کر سکتا ہے۔ اگلے دن کی بات ہے کہ میں نے ایک ناسو رخبار میں پڑھا جو اوسی علی کیا نو سے بھیجی گئی تھی بڑے تعجب کے ساتھ پڑھی کہ محاصرہ کی وجہ سے باغی مجروحین ڈاکٹری سامان اور ادویات سے بھی محروم ہیں اور ان بیچاروں کو اپنی صحت یابی وقت اور طبیعت پر چھوڑنی پڑتی ہے" حالانکہ خود ایک یونانی فوجی ڈاکٹر نے مجھ سے ذکر کیا کہ علی کیا نو کے ہسپتال میں آلات جراحی اور تمام سامان ہر قسم کا مکمل موجود ہے۔ امر حق یہ ہے کہ جو لوگ گرانی غلہ سے مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اور جو حکام سے مدد نہ ملنے کی صورت میں عنقریب فاقہ کشی کی نوبت تک پہونچ جائینگے۔ وہ یونانی اور عیسائی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مسلمان مہاجرین ہیں جو اپنے تباہ شدہ گھروں سے شہروں میں بھاگ آئے ہیں۔ ابتک ترکی حکام ان بدبخت پناہ گزینوں کی تا بمقدور دستگیری کرتے رہے ہیں۔ مگر ان کا بیان ہے کہ ہم ان کو یہ کہنا نہیں دے سکتے کیونکہ اس غرض کیلئے ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں (اے مسلمانان ہند مظلومان کریٹ کی مفلوک الحالی کیا تم کو یہی اس سے بڑھ کر تصدیق چاہتے ہو۔ ایڈیٹر) کیا اچھا ہوا اگر وسیع ہمدردی کا جو ان نیک بخت عیسائیوں کی خیالی مصائب پر ضائع کی جا رہی ہے کچھ تھوڑا سا بھی حصہ نامراد و تباہ مسلمانان کریٹ کی طرف منعطف کر دیا جاوے۔ جو اپنا کل خان و مان برباد اور کل اثاثہ غارت کر چکے ہیں اور ہر روز فاقہ کشی کی بھیانک دیو کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

باشندگان انگلستان کے دلوں میں ہمدردی پیدا کرنے اور ان سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے یونانیوں اور باغیان کریٹ نے ہم مذہبی کا واسطہ دیکر بیشمار اپیلیں کی ہیں۔ انگلستان میں بغاوت کریٹ کے متعلق مباحثوں میں فقرہ "مظلوم عیسائیان" نفرت انگیز تکرار سے استعمال کیا جاتا ہے اس مسئلہ میں عیسویت کے مضمون کا کسی طرح بھی دخل ہو جانا نہایت قابل افسوس امر ہے۔ کیونکہ علاوہ دیگر وجوہات کے دوسرے لوگوں میں ہمدردی پیدا کرنیکا ذریعہ بنانے کی غرض سے کریٹیوں کو عیسائی کے نام سے پکارنا لفظ "عیسائی" کو ناپاک کرنا ہے۔ یہ لوگ "عیسائی" عاجز و معصوم عورتوں و بچوں کو ظالمانہ خونخواری کے ساتھ نہایت ٹھنڈے دل سے قتل کرتے ہیں اور یہ کل ناگفتہ بہ افعال ان سے اونکی پادری کراتے ہیں جو فی الواقع بھیڑ وں کے لباس میں بھیڑیے ہیں۔ اس بہانہ پر کہ وہ ایسے جنگ کو کبھی ختم کرنے کی گنجائش نہیں رکھتے تھے اونھوں نے مسلمانوں کی جایدادوں و جانوں کے باقی نہ چھوڑنیکا قطعی فیصلہ کر دیا ہے جو کچھ جبر و ظلم ہمارے ان ہم مذہبوں پر فی الحال ان کے تعصب پیشہ اور دشمنی کر دینے والے مسلمانوں پر توڑ رہے ہیں۔ انکو بیان کرنیکا قلم کو یارا نہیں مختصر کیفیت یہ ہے کہ عیسائیوں نے وہاں کے مسلمانوں کو ہتھیار دینے کے لئے کہا مسلمانوں نے (دو ہزار یا کل طبعی امر تھا) اپنی بندوقیں جو ان کی بساط بھر یا ان کے صرف یہی ایسی چیز تھی جس سے وہ اپنی اور اپنے قبائل کی حفاظت کر سکتے تھے۔ اسپر عیسائیوں نے ان پر حملہ کیا اور پہلا ان کی حرمت سے ...

یہ رنگ دیکھکر دول یورپ نے باتفاق رائے یونانی گورنمنٹ کو مراسلہ بھیجا کہ سلطان المعظم نے عیسائیوں کو مساوی حقوق حاصل ہونے کے اصول پر کریٹ کو اندرونی خودمختاری عطا کرنا منظور کر لیا ہے! واقعۂ عنقریب جلد آمد ہو [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) تقریباً [illegible] انسان مرد و عورت و بچے تھے۔ مجبور ہو کر مسجد میں پناہ جالی۔ عیسائیوں نے انپر کھڑکیوں اور دروازوں سے گولیاں چلائیں اور مسجد کو آگ لگا کر انکو باہر نکلنے پر مجبور کرنے کیلئے لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں تب مسلمانوں نے چار نفلیں عیسائیوں کو بھیج کہ گو وہ راضی نہ ہوئے۔ اور اور زیادہ تیزی سے محصورین پر حملہ کیا۔ انہوں نے مسجد کی چھت میں سوراخ کر لیا۔ اور اسمیں سے مسلمانوں پر گندھک مٹی کا تیل اور جلتی ہوئی لکڑیاں پھینکیں۔ اسوقت عورتیں چلا اٹھیں۔ ہماری جانیں نہ لو۔ ہم سب کچھ کرنے کو تیار ہیں اور جس قسم کی حکومت ہو ہمیں منظور ہے۔

مگر کسی شقی کو رحم نہ آیا۔ اور انکی التجاؤں کی کوئی پروا نہ کی گئی بہت سے دم گھٹ کر مر گئے۔ اور باقیماندے آگ سے آہستہ آہستہ مرنے پر عیسائیوں کی خنجروں اور گولیوں سے ہلاک ہونیکو ترجیح دیکر مسجد سے باہر نکلنے کی ٹھان لی جب وہ باہر آئے تو قتل عام شروع ہو گیا۔ پھر بھی چند سخت جان بچ رہے انمیں سے بعض نے ایک غار میں پناہ جالی جسکا پتہ بارہ دنوں کے بعد دشمنوں کو ملگیا۔ عیسائی بہادروں نے ان باقیماندہ مسلمانوں کو بھی غار کے اندر ہی جلا دینے کی نیت سے پھر لکڑیاں جمع کر لیں چند ایک کو دھوئیں اور آگ سے ہلاک کر دیا مگر اتنے میں تین دن بعد تین باغی سرغنہ میکائیل ایک پاس اور ایک اور وہاں پہنچ گئے۔ اور اپنے ساتھیوں کو آگ بجھا دینے اور بچے ہوئے مسلمانوں کو ہاتھ نہ لگانے پر آمادہ کر لیا جنمیں سے تیرہ کس بطور یرغمال رکھ لئے گئے۔ اور مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ عیسائیوں نے گرفتار شدہ مسلمانوں کی عورتوں اور لڑکیوں میں سے بعض کی عصمت بگاڑی۔ کینڈیا کے ہسپتال میں جہاں زخمی مہاجرین کی ایک جماعت زیر علاج ہے۔ میں نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا کہ یہ عیسائی ایکبخت غالب آجانے پر بے پناہ عورتوں اور بچوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک بیس سالہ خوبصورت لڑکی کو چاقو کے نہایت خوفناک تین زخم پہنچے تھے۔ دو سر پر تھے۔ اور ایک پہلو پر۔ ایک دوسری عورت کے کان کاٹ لئے گئے ہوئے تھے۔ اور ایک پانچ سالہ معصوم بچہ کو ایسی سنگدلی سے زخمی کیا ہوا تھا۔ کہ وہ مر گیا جب بعد میں میں نے باغیوں کو ان مظالم پر ملامت کی۔ تو جواب ملا کہ دول یورپ کو یہ یقین دلانے کیلئے کہ باغیوں نے ایسا کیا ہے۔ خود مسلمانوں ہی نے اپنی بیویوں اور اولاد کو زخمی کیا ہے!!!

میں تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے کیا سمجھا کہ میں اس قسم کی بکواس پر یقین کرونگا۔ گریاں و نالاں مستورات سے جن میں سے بعض ایسی تھیں کہ کل خاندان میں صرف وہی باقی بچی تھیں جو حالات مجھکو سنائے انہیں سنکر کلیجہ پھٹا جاتا تھا۔ کینڈیا کی عدالت فوجداری کے حاکم اعلی نے مجھسے ذکر کیا کہ ڈنی اور سیتیا کے قتل عام میں ایک میرے ۱۲۰ رشتہ دار ناحق قتل کئے گئے ہیں۔ ایک یونانی افسر کی جد و جہد کی بدولت ملاکسا کے بہادر ترک محافظین کی جانیں بچ گئیں لیکن اگر اطالین اور یونانی اسیران جنگ کی برابر نگرانی اور حفاظت نہ کرتے رہتے تو کریٹی کمال شقاوت قلبی سے ایک ایک کو چن کر گولیوں سے مار دیتے۔ پھر بھی اگر دول عظام نے کرنیل واسوس کو اسیران جنگ یونان کو بھیجنے کی اجازت نہ دیدی تو بری ہی اصولی ہے قیدیوں کے قتل کیلئے جو بعد میں گرفتار ہوں یہ بڑا بہانہ ہو جائیگا۔ باغیوں کے سرغنہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اسیران جنگ اور دیگر قیدیوں کو قتل کر دیتے رہے ہیں اور یہ ہمارا عام قاعدہ ہے

یونانی کو وہاں سے اپنی فوج اور بیڑہ واپس منگوالینا لازم و واجب ہے۔ اس واپسی کیلئے کوئی تاریخ معین نہ کی گئی۔ کیونکہ سفرا کو

اپنی اپنی گورنمنٹوں سے جو ہدایات موصول ہوئی تھیں۔ وہ اس بارہ میں مختلف تھیں۔ تاہم اسپر سب کا اتفاق ہو گیا تھا کہ یہ تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) شامت اعمال سے بمقام کونطوپولو میں چند شب کی قید یونکو سنگار اور سنگریزے سے بیٹھا جس سے عیسائی [illegible]

کو مجھے بیعزت کرنے اور بطور قیدی زیر حراست کر دینے کیلئے حجت ملگئی۔ بعد ازاں میرے سر پر دو گولیاں اس بیہودہ بنیاد پر کہ میں نے بھاگنے

کی کوشش کی ہے چلائی گئیں۔ میرے بھاگ جانیکا نتیجہ اس سے نکالا گیا کہ میں جس یونانی سپاہی کی حراست میں تھا اسنے ان گولیوں

سے بچنے کے لئے جو ہمارے اردگرد پڑ رہی تھیں مجھے نالوں سے تقریباً پچاس گز پرے بیجانے پر اصرار کیا تھا۔ المختصر کریٹ میں بطور

بنیاد عنصر عیسویت کی نسبت جسقدر تھوڑا کہا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

جو ترکی فوج باغیوں سے معرکہ آرائی کر رہی ہے۔ اسکو تعداد میں انسے وہی نسبت ہے جو ایک کو تین سے مگر مجھے یقین ہے کہ

اگر متخاصمین کریٹ کو آپس میں نپٹ لینے دیا جائے تو عیسائی اس سے زیادہ کامیابی حاصل کر سکیں جو انکو اب تک ہو چکی ہے یعنے بڑی

سے بڑی کامیابی انکو یہ ہو کہ شہروں کا محاصرہ کریں۔ ان کریٹی محبان وطن کی بہادری کی تعریفیں ہم نے سنی تو بہت ہیں۔ لیکن

جزیرہ میں جب کبھی کوئی فی الواقع لڑائی ہوتی ہے۔ تو اسمیں یہ بہادری بہت ہی کم مقدار میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کریٹی باغی غنیم کے ساتھ

دست بدست لڑائی کبھی نہیں کرتے مگر اس صورت میں جبکہ انکی تعداد دشمن سے بہت ہی زیادہ ہو۔ اسی لئے سنگین نہیں رکھتا انکا

پسندیدہ طریقہ لڑائی کا چٹانوں کی اوٹ سے رائفل چلانا ہے۔ نظیر کے طور پر ملاکسا کی لڑائی کو ہی لیلو۔ اخبار ڈیلی گرافک کے نامہ نگار جب

[illegible] اس لڑائی کو صرف خلیج سودا سے ملاحظہ کیا تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ چار بجے کے قریب باغیوں نے عمارت ملاکسا کی گڑھی پر [illegible]

پھر دوالقی شاندار اندازسے دھاوا کیا "

مگر یہ بیان بالکل غلط ہے میں میدان جنگ میں موجود تھا اور میں نے لڑائی کو ابتدا سے آخر تک اچھی طرح دیکھا۔ سو ترکوں نے جو گڑھی میں

[illegible] ہوگئے تھے شمالی جزیرے سے لیکر بجے تک کئی سو باغیوں کے مقابلہ میں گڑھی کی نہایت بہادری سے حفاظت کی۔ تین دن سے ان کو پانی کی

[illegible] نہیں ملی تھی۔ اور غذا بھی انکو بہت کم ملی تھی۔ اس سے انکے جسموں کی نحافت اور کمزوری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ حملہ آوروں کی

[illegible] گولہ باری اور رائفل بار بموں کا جواب دینے کے بمشکل قابل رہ گئے تھے۔ لیکن بایں ہمہ انہوں نے اس ٹوٹی پھوٹی گڑھی کی اس وقت

[illegible] حفاظت کی جبتک انہیں کچھ سکت باقی رہی۔ اور جب وہ اور زیادہ حفاظت نہ کر سکے۔ تو سفید جھنڈا لہرا کر انہوں نے کریٹیوں

[illegible] داخل ہو جانے دیا۔ باغیوں نے عمارت پر مطلقاً کوئی دھاوا نہیں کیا تھا۔ برخلاف اسکے ترکوں کے ہتھیار رکھدینے سے پیشتر وہ کئی

گھنٹوں تک چٹانوں میں ادھر ادھر دبکے بیٹھے رہے تھے اور اسطرح گتے اور نیچی شکار کے گرد جسکو چھیڑنے کی وہ جرات نہیں کر سکتے غراتے رہتے ہیں۔

[illegible] سے وہ یہ آوازے کرتے رہے "ہم نے اب تمکو قابو میں لیا ہے" رات پڑنے تک صبر کرو۔ جیسا اندھیرا ہو جائیگا ہم ڈائنامیٹ لیکر واپس آئیں گے

[illegible] تمکو اڑا دینگے" باغی فی الحقیقت بہترین قواعد دان بلوائیوں کا ایک مجموعہ ہیں۔ وہ اگر دو سپاہی طاقت کے ساتھ ترکی باقاعدہ سپاہ کا

مقابلہ کریں تو ایک پل میں فوک دم بھگا دیئے جائیں۔ یہ ان سپاہیوں کا حال ہے جنہوں نے وہ شہکار واقعہ حملقان کی [illegible]

باہر الہ یونانی گورنمنٹ کو بھیجا جانا چاہئے۔ درینولا روس نے جرمنی۔ آسٹریا اور فرانس کی رضامندی سے اس سے زیادہ مضبوط کارروائی
کی۔ روسی سفیر متعینہ ایتھنز کی معرفت ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو صاف صاف دوٹوک مطالبہ کیا گیا کہ یونان تین دنوں کے اندر کریٹ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) - تیرہ جان توڑ حملہ کئے تھے (نامہ نگار) ۱۸۷۷ء کے جنگ روم و روس میں سلیمان پاشا نے روسی فوج پر درہ شپکا کی بلندیوں
پر جو حملے کئے تھے انکی طرف اشارہ کررہے ہیں۔ (ایڈیٹر) اگر ذرا کافی تعداد میں ہوں اور ساتھ ہی انکو آزادی بھی دیدیجائے تو طرفۃ العین میں کریٹ
کی پہاڑیوں سے ان کریٹی کتوں کی جماعت کو نیست و نابود کردیں۔

اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے ذاتی مشاہدہ و تجربہ اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ کریٹی ایسے جاہل مطلق ہیں۔ کہ انکو فی الحقیقت معلوم نہیں کہ
وہ کیلئے ٹرکی سے جنگ کررہے ہیں۔ اکثر دہقانی تو محض اسلئے لڑ رہے ہیں کہ انکے آباؤ اجداد ترکوں سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ اور ان کو اپنا دشمن
سمجھتے ہیں۔ مگر یہ تمام فتنہ و فساد اصل میں یونانیوں نے بھڑکایا ہے۔ کریٹی الحاق اور خودمختاری میں بھی کوئی تمیز نہیں کرسکتے۔ یونانی اور
لاطینی مفسد جس پہلو پر چاہتے ہیں ان کو چلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ایسا بہکایا گیا ہے کہ جب ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو طوطے کی طرح
فوراً جواب دینگے کہ کریٹ کو یونان سے الحاق کردیا جائے۔ اور جبتک ہمارا ایک فرد بھی رہے آٹونومی (اندرونی خودمختاری) تسلیم نہ کریں گے
انکی سفاہت اسی جواب سے مترشح ہورہی ہے۔ یہ لوگ آزادی کیلئے نہیں بلکہ اپنی جہالت سے یونان کی حرص ملک گیری کو پورا کرنیکے لئے اپنی
جانیں ضائع اور جزیرہ کو برباد کررہے ہیں مگر یونان کو بیچارے لوگوں سے کوئی دلی الفت نہیں۔

اس بحث کو ختم کرکے مسٹر سٹیٹ دول یوروپ کی باہمی رشک و رقابت کی وجہ سے مسئلہ کریٹ کی اب تک غیر منفصل رہنے کا مجملاً ذکر کرنیکے بعد تحریر
فرماتے ہیں کہ جزیرہ پر ٹرکی کی عملی حکومت تو ختم ہوچکی ہے اور اسکا دانشمند ترکوں کو چنداں افسوس بھی نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سلطان المعظم کو
جزیرہ سے کبھی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ کا درد سر اور خرچ کا مصالحہ ہے۔ مگر یہ مشکل درپیش ہے کہ کریٹ میں کیا کسی طرح کی آٹونومی چل بھی سکتی ہے
کیونکہ سلف گورنمنٹ کیلئے باشندگان کریٹ سے بڑھ کر ناقابل آبادی کا دنیا پر ملنا مشکل ہے۔ یونان کے ساتھ الحاق کرنا آٹونومی سے بھی بدتر تجویز ہے
یونان بالکل دیوالیہ ہے۔ اگر پرائیویٹ اشخاص امداد نہ کرتے تو سرحد تھیسلی پر ایتھنز سے فوجیں تک نہ جاسکتیں۔ جو شخص یونان میں رہ کر انکی بد انتظامی
اور بدنیتی کو دیکھ چکا ہے وہ کبھی توقع نہیں کرسکتا کہ یونان کے ماتحت کریٹ کی تمدنی و ملکی حالت سنور سکیگی۔

علاوہ بریں جب الحاق کی خوشی ختم ہوجائے گی تو ان خواہشمندان الحاق کریٹیوں کو وہ محاصل اور ٹیکس ادا کرنے پڑیں گے جو ترکوں کے مقابلہ
سے جو خواہ وہ ادا کئے جاتے ہیں پانچ گنہ سے بھی زیادہ ہونگے۔ اور انکی وصولی کیلئے یونان کو کریٹ میں کثیر التعداد فوج رکھنی پڑیگی
کیونکہ کریٹی سیدھے ہاتھوں کوڑی دینا جانتے نہیں۔ اور اتنی فوج رکھنے کی یونان کو وسعت نہیں۔ جب معقول فوجی انتظام نہ ہو تو دور دراز مقاموں میں
دیکنا مسلمانوں کی جان و مال کا بھی خدا حافظ ہوگا

آخر میں صاحب موصوف کو اسکا چارہ یہ نظر آتا ہے کہ کریٹ دول عظام میں سے کسی ایک کے حوالہ کیا جائے۔ وہ سخت افسوس کرتے ہیں کہ انگلستان
نے ۱۸۷۸ء میں قبرس کے فضول جزیرہ کی جگہ کریٹ کیوں نہ سلطان سے مانگ لیا۔ مگر دول کے باہمی رشک و حسد سے اس تجویز کے پورا ہونے کی
امید بہت کم ہے اسلئے دول عظام سے مکرر التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے میں سے کسی ایک کو کریٹ دینا پسند نہ کریں۔ تو وہ جزیرہ کا اس یونان

بیڑہ اور کل یونانی فوج واپس منگوا لے - اگر اس نے مزید مزاحمت کی یا مزید مشکلات پیدا کیں یا اپنے آپ کو خود غرض اور اپنا نفع ڈھونڈھنے والے دوستوں کے ہاتھوں اور بھڑوں میں آ جانے دیا - اور ان کی شہ پر اکڑتا رہا - تو روس فی الفور جوابی کارروائی شروع کر دیگا - اور یونانی بندرگاہوں کے بحری محاصرہ کا اعلان کر دیگا -

اس دھمکی کا جواب یونان پر بڑا اثر ہوا - الا یکم مارچ ۱۸۹۷ء تک کوئی جواب نہ دیا گیا - تو ولی عہد یونان کے بیڑوں کے امیر البحر نے ۵ فروری کو کریٹیوں کے نام اعلان شائع کر دیا کہ یورپین افواج بغاوت کو روکنے کیلئے تعینات کی گئی ہیں اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا ہے - اور جب تک مسئلہ کریٹ کا قطعی تصفیہ قرار نہ پائے - یہ قبضہ قائم رہیگا - اس اعلان کا باغیوں نے یونانی بحری کمانڈر کی معرفت امیر البحر کے سرغنان الیں) امیر البحر کانی وارو کو یہ جواب دیا کہ کریٹ اور باب عالی کا باہمی تعلق بالکل منقطع ہو چکا ہے اور کریٹ اسکے سوا اور کوئی تصفیہ منظور نہیں کریگی کہ کریٹ یونان کی ساتھ ملحق کر دیا جائے - اس جواب پر کئی سرغنہ باغیوں کے دستخط تھے - اور جزیرہ میں جنگ بدستور شدت کے ساتھ مشتعل تھی - اور جا بجا باغیوں اور مسلمانوں میں مڈبھیڑ ہو رہی تھی - ۱۷ فروری کو سلطان کی فوج سے سامان رسد لانے کیلئے نظام فوج کی پناہ میں کئی مسلمان باہر نکلے - باغیوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور لڑائی میں کئی مسلمان اور نظام فوج کے سپاہی شہید ہو گئے - اسپر ایک ترکی فریگیٹ نے جو بندر میں موجود تھا - باغیوں پر گولہ باری شروع کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) معقول انتظام کر دیں - اور کم از کم اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ وہ یونان کے سپرد نہ کیا جاوے اگر ایسا کیا گیا تو انیسویں صدی کے سخت سنگین جرائم یا بہرکیف نہایت ہی سخت پولیٹکل غلطیوں میں سے ایک غلطی ہوگی

مگر ہم صاحب موصوف کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ابھی تیل دیکھیں تیل کی دھار دیکھیں - ٹرکی کو اپنی عملی حکومت تو جزیرہ سے اٹھا لینے دو پھر کسی نئے انتظام کا فکر کرنا - جناب والا آپ کے دانشمند ترک خواہ کچھ کہیں سلطان المعظم اس ملک کو جو اڑھائی سو برس ہوئے بیس برس کے سلسلہ جنگ و جدال اور ہزاروں بہادر ترکوں کے خون سے فتح کیا گیا تھا کبھی ایسی آسانی سے اپنے ہاتھ سے نہیں نکلنے دیں گے - اون کے پاس بحیرہ روم میں اس جزیرہ کے سوا جسکے قلعے ناممکن التسخیر ہونے کی وجہ سے بعض سلطنتوں کی نظروں میں بری طرح کھٹک رہے ہیں - اور کون کارآمد ٹاپو باقی رہ گیا ہے -

مسٹر ارنسٹ بنیٹ صاحب ہمکو آپ کی نیک نیتی پر کوئی شبہ نہیں - مگر غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ اگر خدا نخواستہ آج کریٹ سے سلطان المعظم کا اقتدار اٹھ جائے تو پھر مصر و تیونس پر کسی وقت سلطان کا تسلط قائم ہونا ہی ناممکن نہیں ہو جائیگا بلکہ دوسرے ہی دن شمالی افریقہ کے باقیماندہ ممالک ٹریپولی بنی غازی اور فیضان اور شام اور فلسطین بھی ترکی علم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو جائینگے - اس امر کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم اسوقت بھی بخوبی جانتے ہیں - اور ۱۸۲۹ء میں بھی بخوبی جانتے تھے - پس آپکا نتیجہ خیز جی کے سے خیالی پلاؤ پکانا یا لارڈ بیکنسفیلڈ کی فروگذاشت پر آزردہ خاطر ہونا بالکل بیسود ہے +

ؔ یہ بیڑے بظاہر امن کیلئے اور در اصل ایک دوسری طاقت کی حرکات کی نگرانی کرتے تھے اور ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ کوئی خاص اقتدار یا فایدہ حاصل کرنے کیلئے ۱۸۹۷ء میں کریٹ بھیجے گئے تھے - انکی تفصیل کے متعلق واقعات مع دیگر حالات ضمیمہ میں بتفصیل درج ہیں +

مگر وہ تین گولے ہی چلانے پایا تھا کہ دول اجنبیہ کے امرا البحر نے اُسے روک دیا۔ وہ آتشباری سے باز آگیا۔ اور مسلمان سامان رسد لیکر جھٹ پٹ شہر کو واپس چلے گئے۔ اسی دن باغیوں نے قصبات رکلاریا اور ینیرو کو رو کو آگ لگا کر تودہ خاک بنا دیا۔

جب روس کی دھمکی بھی بے اثر رہی تو ٹرکی نے بسرعت تمام جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں[1]۔ یونان کئی ہفتوں (بلکہ برسوں سے) یہ تیاریاں کر رہا تھا۔ باب عالی نے سالونیکا حکم بھیجا کہ فوج ردیف کی ۲۷ پلٹنیں یونانی سرحد کو روانہ کر دی جاویں۔ ان پلٹنوں نے

---

[1] امیر المومنین نے اس واقعہ سے ..... کچھ عرصہ پیشتر کل ہی خواہان سلطنت و خادمان خلافت عظمیٰ کو سلطنت کے استحکام میں مدد دینے کا موقعہ بخشنے کیلئے فوجی درستی و استحکام کیلئے اعانت عسکریہ کے نام سے ایک فنڈ کھول دیا تھا جسمیں ابتک تقریباً ڈیڑہ کروڑ جمع ہو چکا ہے۔ فرمان سلطانی کا خلاصہ منشا وکیل نے حسب ذیل شائع کیا تھا۔

"باب عالی نے جدید پالٹیکس (دفتر سیدہ و میہ) کے علاوہ خریطہ الحہ کیلئے چندہ کی فہرست کھولی ہے۔ یہ گو علانیہ تو نہیں مگر بالکل اعانت مسلمانوں پر لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسکے اعلان میں زیادہ کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کیلئے یہ چندہ دینا اختیاری ہے۔ اس کیلئے ۵ - ۱۰ - ۲۵ - ۵۰ - ۱۰۰ - ۵۰۰ پیاسٹر کے ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں۔ کہ حسب توفیق جس مالیت کا کوئی چاہے ٹکٹ خرید لے۔ مگر یہ کوئی حد مقرر نہیں کہ اس سے زیادہ چندہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ جسقدر کوئی زیادہ دے اسیقدر زیادہ مشکوری سے قبول کیا جاویگا۔ دو ہزار پیاسٹر چندہ دینے والیکو خلیفۃ المومنین کی بارگاہ سے تمغہ عطا ہوگا جسپر اسکا نام بھی کندہ ہوگا۔ سو پیاسٹر کا ایک ترکی پونڈ ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک پیاسٹر ڈھائی آنہ کا ہوتا ہے۔ ممالک محروسہ ترکیہ کے مسلمان اس فنڈ میں بڑی سرگرمی سے چندہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ المؤید مصری سے جو پچھلی ڈاک میں موصول ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے مشہور شہر منصورہ کے قبیلہ آل عبد اللطیف نے اپنے سردار شیخ مصطفیٰ کی معرفت پانچسو پونڈ (آٹھ ہزار روپیہ) اس میں ارسال کئے ہیں۔"

ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان اس وقت قحط کی خوفناک مصیبت میں گرفتار ہے جس سے مسلمان بالخصوص تلاش ہونیکی وجہ سے زیادہ سرگرداں و پریشان ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی خاص ہندوستان میں متعدد تعلیمی خیراتی چندوں کا خرچ اون کے سر پہ پڑا ہوا ہے۔ مگر اون کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے جو ممالک عثمانیہ میں آباد ہیں تطبیق کرنی چاہیئے۔ ہماری طرح وہ بھی قحط کی بلا میں گرفتار ہیں۔ اگر یہاں امساک بارش اسکا باعث ہوا ہے۔ تو وہاں کثرت باران۔ ہماری طرح اونپر بھی چندوں کی بھرمار ہے۔ ہم میں سے تو بہت ہونگے جو کچھ دیتے دلاتے ہیں۔ اور وہ برابر ہر کام میں حسب مقدور دریغ نہیں کرتے۔ آرمینیا۔ ایشیائے کوچک اور کریٹ کے فلاکت زدہ اور عیسائیوں کے دست ظلم سے ظلم رسیدہ مسلمان بھائیوں کیلئے وہ بھی بڑی فراخ حوصلگی سے لاکھوں روپیہ بہا رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم بخت دینے فکر چھڑے ہیں اور وہ اسلام اور خلیفہ اسلام کی خدمت و حفاظت میں اپنی جانوں کو بھی قربان کر رہے ہیں۔ اور اپنی عمر کے کارآمد اور گرانمایہ حصہ کو یعنی بیس پچیس کی عمر سے چالیس کی عمر تک وقف کئے ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ ہندوستانیوں کیلئے باعث شرم و ننگ نہ ہوگا کہ وہ چند آنوں اور روپیوں سے بھی خلافت اسلامیہ کی خدمت کرنے سے پہلو تہی کریں۔ دو پیاسٹر ہمارے سکے میں ساڑھے بارہ آنہ ہوتے ہیں۔ جس قوم کو قحط زدہ سے قحط زدہ مسلمان بھی دینے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اول تو مسلمانوں کو زیادہ تر جہالت اور کسیقدر دیگر بواعث

ایشیائی علاقہ سے (بحیرہ مارمورا کے یوروپین ساحل کے بندرگاہ) روڈوسٹو کے راستہ (سالونیکا قسطنطنیہ ریلوے کے سٹیشن) اشو لو
پونچکر وہاں سے یکے بعد دیگرے ایک سو ریلوے ٹرینوں (قطاروں) پر سالونیکا جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور پھر وہاں سے ہیڈکوارٹر میں
پہنچتا تھا۔ ہیڈکوارٹر اور فوج کے قیام کے لیے کیمپ بمقام کیلا رقایم کیا گیا۔ یہ قصبہ سالونیکا مناسطر ریلوے کی سٹیشن سوروفچ سے ۱۲ میل
کے فاصلہ پر ہے۔ دوسری طرف (اس امر کے حفظ ما تقدم کے لیے کہ نہیں بلغاریا بھی ترکی کو یونان کیطرف مشغول دیکھکر برسر فساد
نہ ہوجاوے) توپ خانہ۔ رائفلوں اور سامان حرب کی ایک سو ریلوے گاڑیاں (قسطنطنیہ سے) ایڈریانوپل بھیجدی گئیں۔ ان انتظامات
کے جواب میں یونانی گورنمنٹ نے بتاریخ ۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۱ء و سنہ ۱۸۹۲ء کے ریزرو سپاہیوں کی طلبی کا حکم صادر کردیا

یونان نے کئی دنوں کے بعد دول یوروپ کی مراسلہ کا جواب نفی میں دیا۔ اور کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرنیکے لیے جدید معاملات
میں مداخلت کرنا اوس پر فرض عین ہے۔ مزید برآں مجوزہ خودمختاری سے اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس تجویز کی کامیابی
کیلیے مقدم شرط یہ ہے کہ کریٹی بھی اوسے منظور کریں۔ اور چونکہ انہوں نے اسے نامنظور کیا ہے۔ یونان اونکے فیصلہ کے ساتھ اتفاق کرنے
پر پابند ہے۔ یونان نے اس جواب میں یہ بھی لکھا کہ بیڑہ اور فوج کے واپس بلا لینے پر یقیناً مزید بربادیاں ہو جائیں گے۔ جن کو یونانی
کبھی بچانے نہیں سکیں گے۔

یونان کی اس سفیہانہ کم ظرفی کے برعکس ترکی نے دول کی مشترکہ یادداشت کو صورت حال کی اہمیت پر لحاظ کرکے بلا حجت
بتاریخ ۲ مارچ قبول کرلیا۔ اور اس قبولیت کے ساتھ صرف یہ ایزاد کرنے پر اکتفا کیا کہ اوسے امید ہے کہ کریٹ کی مجوزہ اندرونی خودمختاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) - اپنی ذات کے ماسوا دنیا و ما فیہا کی خبر تک نہیں۔ اور جن معدودے چند کو ہوش آئی ہے تو وہ زبانی ہمدردی ہی کو
کافی سمجھتے ہیں۔ عوام الناس تو علیحدہ رہے ہندوستان میں کم از کم چار سو مسلمان اخبارات ہونگے جنمیں سے سوائے وکیل کے شاید ایک نے بھی اس
خالص قومی ہمدردی بلکہ محض انسانی ہمدردی کے معاملہ پر ایک سطر بھی نہیں لکھی ہوگی۔ ترغیب و تحریص تو بالائے طاق رہی۔ حتی کہ جب ایک
نیکدل صوفی مشرب ہندو اخبار نے نہ صرف پوری ہمدردی بلکہ معقول رقم زرچندہ میں عطا کرنے پر بھی مستعدی ظاہر کی۔ گو اسکو بھی
کسیکی غیرت و حمیت مشتعل نہ ہوئی۔ آج کے اخبار میں اسی بارہ میں ہمارا ایک محب قوم نامہ نگار قوم اور اخبارات کی خدمت میں اپیل کرتا ہے دیکھیں اسکا
اثر قوم نیم مردہ پر کیا کچھ پڑتا ہے۔ اور کیا اسکی خودغرضیاں اور تن پروریاں اسکو اسطرف متوجہ ہونے دیتی ہیں یا نہیں۔
اگر قوم اور اخبارات خواب غفلت یا نشہ خودغرضی سے بیدار ہوگئے (جسکی امید نہیں ہے) تو اسوقت یہی گویا اس کار خیر کو با حسن وجوہ تکمیل
تک پہنچانے کیلیے شہر بشہر اور دیہہ بدیہہ باقاعدہ چندہ کی فہرستیں کھولی جائیں اور مجالس قائم ہونیکی ضرورت ہوگی جس امر کا قوم کی بیداری سے
پہلے وقوع میں آنا ممکن ہی نہیں ہے تاہم اگر کوئی عالی حوصلہ اس نیک کام میں شریک ہوکر بہرہ اندوز سعادت دنیوی و اخروی ہونا چاہتا ہے
تو اسکیلیے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی انجمن یا مجلس کے انعقاد کا انتظار کرتا رہے۔ وہ جسقدر رقم اس فنڈ میں دینا چاہے اسکو ترکی قونصل جنرل
متعینہ بمبئی کی خدمت میں بھیج سکتا ہے۔ اور انکا یہ فرض منصبی ہوگا کہ جو رقوم انکو اسطرح سے وصول ہوں انکو آستانہ علیہ میں پہنچادیں۔ دوسری
ترکیب یہ ہوسکتی ہے کہ اسطرح جیسے ممالک میں قاعدہ ہے۔ عالی ہمت صاحبان اخبارات کو چندہ بھیجیں [illegible]
[illegible] قسطنطنیہ کی سفارت کی [illegible]

کے متعلق دول یورپ کیساتھ اسکا عنقریب سمجھوتہ ہو سکیگا۔ دریں اثنا یونان اور ٹرکی میں فوجی تیاریاں بھی بدستور سرگرمی کیساتھ جاری تھیں۔ فوجی آراستگی کیلئے بارہ دخانی اسٹیمر لگاتار سامان حرب و رسد اور اسلحہ تھسلی کو پہنچا رہے تھے۔ اور ٹرکی کی سرحد پر یونانی فوج مستعدی کیساتھ جمع ہو رہی تھی۔ یونانیوں کی جوش کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ فرانسیسی مجاہدین کا جو لڑائی میں شامل ہونیکے لیے آئے تھے ایتھنز میں جوش و خروش سے استقبال کیا گیا جو جنون کی حد تک پہنچ گیا ہوا تھا۔

ادھر ترکوں نے اسوقت تک جنوبی البانیا اور ضلع آرم کی چھاونیوں کی فوج کا حصہ کثیر سرحد تھسلی پہ بھیجا ہوا تھا۔ اور سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ۲۰ مارچ تک چالیس ہزار فوج پیدل۔ سولہ میدانی باتریاں اور ۲۳ رسالے یونانی سرحد پر جمع ہو جائینگے جنوبی البانیا کی تین ولائتوں کے باشی بزوقوں کا جو تعداد میں چھ سات ہزار کے درمیان تھے مستقل بالذات علیحدہ دستہ بنایا گیا۔ اور ان تمام افواج کی اعلے کمان مشیر ادہم پاشا کو تفویض کیگئی۔ دول یورپ بھی اپنے کام میں برابر مصروف تھیں۔ اونہوں نے یونان کی بجائے اب کریٹ کے بحری محاصرہ کا عزم بالجزم کر کے ٹرکی کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جسپر یونانی گورنمنٹ نے اپنے جنگی جہاز موسومہ الفیدیس امفیوس کریٹ سے واپس منگوالیے۔ یونانی کروزر موسومہ ویکالی ۱۸ مارچ کی رات کو اس سے پیشتر پائرس کو واپس چلا گیا ہوا تھا۔ بعد ازاں فرنچ اور اطالین افسر دونے یونانی کیمپ میں جاکر کرنیل واسوس کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی فوج کو لیکر جزیرہ سے چلے جانیکا پیغام پہنچایا۔ مگر اس امر کا بھی کوئی فیصلہ نہوا تھا کہ یونانیوں کے چلے جانیکے بعد کریٹ پر کسکا قبضہ رہیگا۔ کوئی طاقت یہ درد سر خریدنے پر بظاہر تیار نہ دکھائی دیتی تھی اٹلی اور فرانس نے تو اپنی اپنی ملک کی عام رائے کے لحاظ سے اس بات سے بالکل کنارہ کشی کر لی تھی۔ اور روس انگلستان میں سے بھی کوئی آگے بڑھنے پر رضامند نظر نہ آتا تھا۔ نہ گورنر کی تقرری کیلئے ابھی کوئی باضابطہ تجویز سوچی گئی تھی۔ اور بدامنی کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ کینڈیا کے جرمن نائب قونصل نے شکایت کی کہ قونصل خانہ کے عام نشان علم پارہ پارہ کر دیئے گئے ہیں۔ تصفیہ تنازعہ کے متعلق گفتگو کرنیکے لیے ۱۹ مارچ کو سرغنہ باغی اطالین امیر البحر کے جہاز پر گئے۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہو چکا۔ اور انہوں نے اندرونی خودمختاری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن اس انکار باوجود امیر البحر نے دوسرے دن بازاروں میں اشتہار چسپاں کر کے کینڈیا میں اس مختاری کا اعلان کر دیا کساموس۔ ریتی مو، سر، اکلیاں اور سٹیاسے باغیوں کی سبقدستی پر لڑائی ہونیکی خبریں پے در پے موصول ہو رہی تھیں۔ ۱۹ مارچ کی رات کو کینڈیا کے قریب جوائنیں پھر لڑائی ہوئی جس میں ۵ سو زخمی اور ۲ قتل ہوئے۔ ۱۸ مارچ کو آسٹریا کے تارپیڈو ذناف اور کروزر سبی نکو نے ایک یونانی جنگی جہاز کو جس نے کریٹ کے ساحل کے قریب آسٹرین جہاز پر گولہ باری کی تھی سمندر میں غرق کر دیا۔ مگر اہل جہاز تیر کر ساحل پر پہنچ گئے اور رہا بیر ہو گئے۔

یونان کو جب کریٹ کے بحری محاصرہ کے عزم کی باضابطہ اطلاع دیگئی تو یونانی گورنمنٹ نے سفرائے دول متعینہ ایتھنز کے پاس ایک برخلاف اعتراضی مراسلہ بھیجا کہ محاصرہ سے جزیرہ میں سخت قحط پڑ جائیگا کیونکہ فساد کے باعث خود جزیرہ میں کوئی پیداوار نہیں ہے اور باشندوں کا دار و مدار صرف باہر کی اجناس پر ہے جن کی درآمد محاصرہ سے رک جائیگی۔ مگر دول کی اس شبیل کا ابطال ... ہو گیا کہ محاصرہ کے باوجود باغیوں کے عزم میں کچھ فرق نہ پڑا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ ۲۵ مارچ کو انہوں نے کینیا کے قریب ...

بعیدی چوکیوں پر حملہ کرکے بالخصوص گرٹی ملاکسا پر بڑی سختی سے دہاوا کیا۔ اور اسپر گولہ باری بھی کی جسپر گرٹی کے قلیل التعداد گیریسن (مقیمہ سپاہ) کو ۳۰ آدمیوں کو شہید و مجروح ہو جانیکے بعد اوسے خالی کردینا پڑا۔ آخر دو پہر کے ۳ بجے اجنبی جنگی جہازونکو بھی جو خلیج سوڈا میں موجود تھے باغیوں کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے آتشباری کرنی پڑی۔ اور تقریباً ایک سو گولے چلائے گئے۔

(۱) اس گولہ باری میں انگریزی جہاز بھی شریک تھے۔ بلکہ پہلا گولہ ایک انگریزی جہاز نے ہی چلایا تھا جسپر انگلستان کے ..... اور یورپ میں سخت جوش پھیلگیا تھا کہ عیسائی طاقتوں نے عیسائیوں پر کیوں گولہ باری کی ہے مگر ان عیسائیوں کی بدا طواری اور خباثت ہی ایسی بڑھ گئی تھی کہ طاقتیں باس ہم مذہبی کے باوجود اور زیادہ درگذر نہ کر سکتی تھیں۔ اس واقعہ سے کچھ عرصہ بعد جبکہ کریٹ کے ستم رسیدگان مسلمانوں کی مظلومیت اور فلاکت انتہائی درجہ کو پہنچ گئی تو جلالتمآب امیر المومنین کے حسب الارشاد انکی دادرسی کیلئے قسطنطنیہ میں چندہ کی فہرست کھولی گئی۔ اور اس کام کی نگرانی کیلئے ایک خاص کمیشن قایم کی گئی جو اتبک لاکھوں من آٹا اور ہزاروں روپیہ کے پارچات کریٹ بھیج چکی ہے۔ اسیوقت مسلمانوں کے اکثر یتیم لڑکے سلطان المعظم نے قسطنطنیہ منگوا لیئے۔ اور اپنے خرچ سے انکی پرورش و تعلیم کا انتظام کرکے انکو سلطنت کی مختلف صنعتی اور دیگر مدارس میں داخل کر دیا۔ متذکرہ صدر کمیشن کے قیام پر ہندوستان میں بھی چند عالی ہمتوں نے اپنے مظلوم بھائیونکی مدد کیلئے تحریک کی جس تحریک میں ابتدا کرنے اور اپنی کوششوں کو لگاتار قایم رکھنے کا کریڈٹ اخبار وکیل امرتسر کو حاصل ہے جس کے بعد سب سے نمایان کارروائی مدارس کے مسلمانوں، پیسہ اخبار لاہور اور ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام ریاست حیدر آباد دکن نے کی۔ مگر افسوس انگلستان اور ٹرکی کے پولیٹکل تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے اس خیراتی کام میں جو کسی جہت گورنمنٹ کو بھی ناگوار نہیں گذر سکتا۔ ویسی کامیابی نہوئی جیسی کہ محاربہ روس و روم کیوقت ہوئی تھی۔ اسوقت ہندوستان سے تقریباً چالیس پچاس لاک روپیہ بھیجا گیا تھا۔ اور کوئی شہر بلکہ معمولی قصبہ بھی ایسا نہ تھا جہاں چندہ کی تھوڑی بہت مقدار جمع نہ ہوئی ہو۔ اسکے برعکس اس دفعہ جو چندہ ہوا۔ اسکی مجموعی مقدار کا اندازہ چاروں بردست ترکونکی وصول کردہ رقموں سے ہو سکتا ہے۔ اخبار وکیل اپنے سٹاف کی معقول رقم چندہ سمیت تقریباً ایک ہزار روپیہ۔ پیسہ اخبار تخمیناً نو سو روپیہ اور ملا عبد القیوم صاحب چھ ہزار کچھ سو اور مسلمانان مدارس تقریباً پندرہ ہزار روپیہ جمع کر سکے۔ وکیل نے مارچ ۱۸۹۷ء کے شروع میں فراہمی چندہ کی دوبارہ باقاعدہ تحریک کرتے وقت جو اپیل کیا تھا اسکو یہاں بجنسہ نقل کر دینا نامناسب نہ ہوگا:۔

اپیل مسلمانان ہند کی خدمت میں از مظلوم مسلمانان دولت عثمانیہ روم کی امداد کیوا سطے۔ کوئی قوم قوم کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی جبتک کہ مستی حالت میں اسکے ہر فرد کو ایکدوسرے سے ہمدردی نہو۔ کوئی مذہب مذہب کی تعریف میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ اسکے ماننے والوں کے دلوں میں باہمی اخوت کا خیال جاگزین نہ ہو۔ کوئی شخص انسان کے لقب سے ملقب ہونیکا دعوی نہیں کر سکتا۔ جبتک کہ وہ ان اوصاف سے موصوف نہو جن میں غیرت۔ دیانت۔ راستبازی۔ انسانی ہمدردی اور حمیت قوم و دینی کا اثر نہ ہو۔

مسلمان من حیث القوم کل روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ آمد و رفت کی سہولتوں اور خبر رسانی کے ذریعوں نے ایک ملک کے مسلمانوں کی حالت سے آگاہ رکھنے میں اسقدر آسانی پیدا کر دی ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی اگر وہ قوم کے ایک فرد ہونیکا دعویدار ہے اپنی اگلے صفحہ

دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوگئی اور سارا دن ہوتی رہی ترکی نائب امیر البحر سامی پاشا تاکید ایک ترکی جہاز بار برداری کے خشکی پر
اترا کر جہاز سے جنگی سامان اور گولہ بارود کی بھی کچھ مقدار اتار لی۔ امرائے بحر نے باغیوں کے سرغناؤں کو دول کی مجوزہ خودمختاری بحال رکھنے کی امید دی مگر انہوں نے

تسلیم بالقیہ حاشیہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ دنیا کے مسلمانوں کی حالت اور کیفیت سے اگر وہ خواہش کرے باخبر نہیں رہ سکتے اور
ان سے ہمدردی کے اظہار کے فرض سے عدم واقفیت کے عذر کو پیش کرنے کا مستحق نہیں ہو سکتا +

من حیث المذہب کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں پڑا ہو تمام دوسرے مسلمانوں کو جب تک وہ اپنا بھائی نہ سمجھے مسلمان نہیں کہلا سکتا
اسلام نے مسلمانوں کو اگر وہ سچے مسلمان ہوں ایسا جامہ انسانیت پہنا دیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس سے بڑھ کر پاک اور صاف خلعت
نظروں کے سامنے پیش نہیں کر سکتی +

ہم اہل اسلام ہند کی خدمت میں نہایت ادب سے اس اپیل کو ان مسلمان بھائیوں کی امداد کی غرض سے پیش کرتے ہیں جو خلیفۃ المسلمین
حافظ حرمین شریفین کی مملکت میں رہتے ہیں اور جن پر اسی ملک کی عیسائی رعایا کی بغاوت کی وجہ سے وہ مصائب نازل ہوئے ہیں جو کسی دشمن کے
علانیہ حملہ کرنے سے وقوع پذیر ہو سکتے تھے ابھی آرمینوں کی شورش فرو نہیں ہوئی تھی کہ کریٹ کے مسلمانوں پر وہاں کے عیسائیوں نے دوبارہ ستم ڈھانا
شروع کر دیا کے قصبے قصبے اور قریہ قریہ میں مسلمانوں کے گھر پھونک کر خاک سیاہ کر دیئے مسلمان خاتونان عفت مآب مسلمانوں کی معصوم بچے بے خانماں ادھر ادھر
پھرتے تھے اور ہموم ریستان میں اونکو اتنا بھی سہارا نہیں کہیں سر چھپانے کی آڑ ملے سو کریٹ کے مسلمانوں کی حالت نہایت قابل رحم ہے یونان
کی خودسری اور عیسائی باغیان کریٹ کی حمایت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ ہماری برٹش جہاز نے یونانیوں کی فوج پر جبکہ وہ مسلمانوں کے
کشت و خون پر تلی ہوئی تھی گولا چلایا۔ اور جب تک کہ ہماری برٹش گورنمنٹ اور دول یورپ کی توپوں سے گولے نہ چلیں جنکی یونانی فوج اپنی اس خونریزی سے باز آتی
ولایت کے اخبارات تسلیم کرتے ہیں کہ فقط قصبہ سیتیا واقع مشرقی کریٹ کے قریب عیسائیوں نے تو سلسلہ دیہات مسلمانوں کے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بارہ سو کے
قریب مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا۔ باشندگان بیس ہزار مسلمان بمشکل جان بچا سکے الغرض وہی اخبارات مانتے ہیں کہ قدر دی کیلئے تیسرے ہفتہ
بیس ہزار سے زیادہ مسلمان عورتیں بچے اور مرد کریٹ کے متفرق مقامات میں تہ تیغ کئے گئے عیسائی باغیوں کی اس چیرہ دستی اور ظلم شعاری کے باوجود ان کے
ہم مذہب اور ہم وطن جس مستعدی اور سرگرمی سے اونکو مالی جسمانی الغرض ہر طرح کی امداد دیکر بچانے کی کوشش کر رہے ہیں اوسکا ایک شمہ
اسلامی خبروں کی کالم سے معلوم ہو جائیگا ایسی صورت میں حمیت انسانیت اور قومیت ہندوستان کے مسلمانوں اور بالخصوص اہل ہند کی جس زور کے
ساتھ مظلوم مسلمانان سلطنت عثمانیہ کی امداد کا تقاضا کرتی ہیں وہ کسی زیادہ تشریح و توضیح کا محتاج نہیں +

مذہبی جوش اور متعصبانہ دیوانگی کی وجہ سے جو عام عیسائیوں پر آجکل مستولی ہو رہی ہیں مختلف عیسائی سلطنتوں کا گو کچھ ہی خیال ہو
مگر یہ مشکل حالت آجکل ایسی ہے کہ مسلمانان ہند کو برٹش گورنمنٹ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کرنے میں معترض نہیں ہو سکتی مسلمانان ہند اور
آنریبل جو صلاح ہنود نے اپنے عثمانی بھائیوں کے ساتھ جو ہمدردی جنگ روم و روس کے وقت دکھائی تھی اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ باوجود قحط
و افلاس کے ہمارے ہموطن بھائی اپنے عثمانی دینی بھائی اور بہنوں اور اونکے یتیم و بیکس بچوں اور مصیبت زدہ بیواؤں کے ساتھ جو ہمدردی
آجکل کر کے ثواب دارین حاصل کر سکتے ہیں فقط اس طریق پر ہو سکتی ہے کہ ہر ایک شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں چندہ بغرض امداد مصیبت زدگان
تتمہ بر صفحہ ۴۲

قبول کرنے سے دوبارہ انکار کردیا ۲۲ اپریل کو گنتیک کے قریب سلمان اور باغیوں میں پھر سخت لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بہت نقصان پہنچا لڑائی کے بعد دول یورپ کے بحری کمانڈروں نے جزیرہ کے قیام امن کیلئے یہ منصفانہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے سرگروہوں کو جزیرہ سے دیس بھیجدیا یا جلاوطن کردیا - آسٹرین گنبوٹ سٹیبو سے کسامو تک ساحل کا دورہ کرکے اون یونانی کشتیوں کا جو محاصرہ کنندگان سے چوری نکلنے کی کوشش کرتیں تعاقب کرتے رہے - محاصرہ کی شدت سے جزیرہ میں غلہ کا ذخیرہ ختم ہوگیا - اور میٹھا پانی کے لانیکو راستے بند ہوگئے جس سے چیچک اور ٹائیفس بخار نمودار ہوگیا - تاہم باغیوں نے یونانی سپاہ کی مدد سے لڑائی کو سختی کے ساتھ جاری رکھا - اور نتیجہ اور یونان کے دیگر قصبات و حصص میں باغیوں کی حمایت و اعانت کا جوش روز افزوں ترقی کرتا گیا - جو امیر یونانی ترکی سرحد پر عنقریب جنگ شروع ہوجانے کی یقینی علامت تھا +

یونانی وزیراعظم ڈیلیانیس نے بتاریخ ۱۳ اپریل صیغہ جنگ کیلئے ۳۲ ملین درہم یعنی ۱۰ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ قرض لینے کی تجویز پیش کرکے پارلیمنٹ سے بجٹ کے منظور کئے جانیکی سفارش کی - اور کہا کہ گو ابتک متعلق کریٹی مسئلہ کے تصفیہ کے متعلق یونان کی پیشکردہ تجاویز کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی تاہم کامل امید ہے کہ وہ ان تجاویز کو منظور کرلینگی بسرحد پر فریقین کی افواج کے اجتماع سے بھی تو نازک حالت ہو رہی ہے اوسکا پیدا کرنے والا یونان نہیں بلکہ ہمسایہ سلطنت کی پالیسی ہے جس سے مجبور ہوکر یونان کو بھی اوسی طرح فی الفور اپنی فوج جمع کرنی پڑ گئی ہے قریب تھا کہ بطرف سے اونکی بہتر رائے نے وزیراعظم کی تجویز کی تائید کرکے کہا کہ حالات موجودہ الوقت کا اقتضا ہے کہ پارلیمنٹ بجٹ پر کوئی بحث مباحثہ نہ کرے - ڈیلیانیس نے اس رائے سے اتفاق کیا - ۱۵ اپریل کو اسنے تین تجویزیں پارلیمنٹ میں پیش کیں - ایک کا مطلب تھا کہ گورنمنٹ کو [illegible] کی ہنڈیوں کی مقدار تیس ملین درہم (۵ لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ) سے بارہ لاکھ پونڈ تک بڑھانیکا اختیار دیا جائے - اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو پھر دوسری تجویز یہ تھی کہ گورنمنٹ کو ۳۰ ملین درہم (دس لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ) کی مقدار میں قومی قرضہ بڑھانیکا مجاز کیا جائے تیسری تجویز یہ تھی کہ ایک ایک اور دو دو درہم (دو پنس [illegible] پنس) کے چھوٹے چھوٹے بنک نوٹ چار ملین (ایک لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ) کی مقدار تک شائع کئے جائیں - ۱۰ اپریل کے اجلاس میں ڈیلیانیس نے

بقیہ صفحہ ۴۰ کریٹ و دیگر مقبوضات سلطنت عثمانیہ کو لکھا گیا اس غرض کیلئے ہم نے اس ہفتہ سے ۔۔ فہرست چندہ کھولی ہے جسکا افتتاح جناب اخبار نویس افضل شیخ غلام محمد صاحب مختار [illegible] ایک سو روپیہ اڈیٹر وکیل نے پچاس روپیہ اس کارخیر میں دیکر کیا ہے - تو اس کارخیر کا افتتاح کل ہندوستان میں سب سے پہلے ماشاءاللہ [illegible] صاحب فی ایڈیٹر اخبار جامع العلوم مرادآباد دس ماہ تک ایک روپیہ نقد اور چھ ماہ کی آمدنی کا چہارم حصہ دینیکا وعدہ کرکے چکے ہیں - ایسے ہی صاحب ممدوح نے نصف آمدنی کا وعدہ کرکے [illegible] بلکہ اس کار ثواب کے [illegible] پنجاب کو [illegible] شروع کرنے کی التجا کرنیکے بعد معزز ہمعصر پنجاب [illegible] پیسہ اخبار چودھویں صدی دارالسلطنت [illegible] جریدہ روزگار - سٹی گزٹ - زمانہ - آزاد - الوقت - مشیر دکن اور علیگڈھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ اور دیگر اخبارات سے بھی التماس کرتے ہیں وہ بھی اس قومی کام میں سعی کریں اور اپنے دفاتر میں چندہ کی فہرستیں کھولیں - ان [illegible] سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ جابجا کمیٹیاں قائم کرکے چندہ فراہم کرنے کا انتظام بلاتوقف شروع کردیں +

جو رقوم چندہ ہمارے پاس آوینگی ہم اونکی باضابطہ رسید شائع کردیا کرینگے - اور فراہم شدہ کو بذریعہ مناسب ہز ایکسلنسی دولتلو ممدوح جلال الدین پاشا وزیر صیغہ داخلیہ سلطنت عثمانیہ پریسیڈنٹ انجمن امداد مصیبت زدگان کی خدمت میں پہنچا دینگے +

از وکیل مورخہ ۵ مارچ ۱۸۹۷ء

۱ افسوس پاشا ممدوح مینک ترکی سفیر متعینہ پیرس کے والد ماجد تھے ۱۸۹۷ء کے شروع میں فوت ہوگئے -

کیونکہ ما قبل کو ترکی نے یونان کی مغرورانہ حیثیت کو بہانہ بنا کر با ضابطہ اعلان جنگ بھیجدیا ہے اطلاع دینے کے بعد اوس نے بیان کیا کہ ترکی کا یہ
بیان خلاف واقع ہے حق الامر یہ ہے کہ ترکی نے حملہ میں سبقت کی اور اوسکی افواج نے ایکطرف یونانی افواج پر جو ترکی سرحد کے متصل نیوٹرل علاقہ
میں مقیم تہین حملہ کیا اور دوسری طرف خلیج آرٹا کے دہانہ میں ہمارا اسٹیمر غرق کر دیا بہر حال ترکی نے اعلان جنگ کر دیا ہے اور یونان نے
اوسے قبول کر لیا ہے" اس کے بعد اوس نے سرحدی واقعات کے متعلق تار خبریں پڑھ کر سنائین۔

مگر یونانی وزیر اعظم نے ترکی پر سبقت دستی کا اتہام غلط لگایا تہا یونانیوں کی متواتر یورشوں سے تنگ آجانے پر ہی ترکی وزراء نے خفیہ مجلس میں
اجلاس کر کے یونان کے برخلاف اعلان جنگ کا فیصلہ کیا تہا جس فیصلہ سے یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ پرنس ماورو کورڈاٹو کو مطلع کر دیا گیا
اسپر دوسرے دن یونانی سفارت خانہ سے یونانی علم اور نشان اوتار لئے گئے۔ اور پرنس مذکور ترکی گورنمنٹ سے سفارتانہ تعلقات منقطع کر کے ۱۹ اپریل
کو قسطنطنیہ سے چلا گیا۔ اسیطرح ترکی سفیر اتہینز سے روانہ ہو گیا۔ اوسیوقت دونوں ملکوں نے فریق مخالف کی رعایا کو چودہ دنوں کو اندر اندر اپنے
ملک سے نکل جانیکی اطلاع دیدی۔ یونانی وزیر خارجہ نے ترکی اعلان جنگ کے جواب میں جو مراسلہ لکہا تہا وہ کئی پہلوؤں سے ایسا دلچسپ ہے کہ اوسکو درج
کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل تہا۔ ہز مجسٹی بادشاہ یونان کے وزیر خارجہ کو اوس مراسلہ کے وصول ہونیکا فخر حاصل ہوا جو ہز ہائی نس سفیر
متعینہ اتہینز نے آجکی تاریخ ثبت کر کے اوسے بہیجا۔ اور اوس میں اطلاع دی کہ ترکی کے برخلاف معاندانہ کارروائی کے آغاز میں یونان کیطرف سے
ابتداء ہونے کیوجہ سے دونوں ملکوں میں سفارتانہ تعلقات منقطع ہو گئے معلوم ہوتے ہیں ترکی کی شہنشاہی گورنمنٹ یونان پر انقطاع
تعلقات کی مسئولیت ڈالنی کی کوشش میں اس امر کو فراموش کر گئی دکہائی دیتی ہے کہ ترکی کے خلاف معاندانہ کارروائی شروع کرنا تو درکنار آلٹا یونان
کو پچہلے چند دنوں میں کئی مقامات پر بالخصوص بمقام [illegible] بمقام الیاس بتاریخ ۲۸ مارچ (طرز قدیم مطابق ۹ اپریل) ترکی افواج کے متواتر حملوں سے
نقصان اوٹہانا پڑا جسپر یونان کی شاہی گورنمنٹ نے زبانی پیغام کے ذریعہ عثمانیہ افواج کے طریق عمل کیطرف شہنشاہی گورنمنٹ کو توجہ دلانا
ضروری تصور کیا تہا۔ اور ساتہہی یہ توقع ظاہر کی تہی کہ بالحال ایسا سریع و موثر انتظام کرنیسے دریغ نہ کریگی جو ایسے افعال کا مکرر ارتکاب ہونے
دے۔ مگر شہنشاہی گورنمنٹ نے شاہی گورنمنٹ کی اس اعتدال پسندی مین اوسکی رفاقت کرنے کی بجائے ایسی کارروائی کی جس سے ظاہر ہو گیا
کہ وہ معاملہ کو طول دینے پر مائل ہے چنانچہ ابہی پرسوں کی بات ہے کہ ترکی فوج نے ایک سرحدی مقام [illegible] پر جو برضامندی فریقین
نیوٹرل تصور کیا جاتا تہا قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ کوشش شاہی افواج کیطرف سے کسیطرح کا اشتعال دلائے جانیکے بغیر کیگئی اور صرف اسوجہ سے
اوس میں کامیابی نہ ہوئی کہ شاہی افواج نے مزاحمت کر کے نیوٹرل علاقہ کی بیحرمتی نہ ہونے دی اسکے ساتہہی شاہی گورنمنٹ اس معاملہ کو بلا تذکرہ
نہین چہوڑ سکتی کہ پریلیسا کے تلغرافوں سے پانچ بجے صبح سے یعنی امپیریل ترکی سفیر کے یونانی گورنمنٹ کو انقطاع تعلقات کی بابت اطلاع دینے سے گہنٹہ
پیشتر وزرا نجا ایک شاہی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو مذکورہ صدر اطلاع بہت رات گئی ملی (مقابل کے یونانی بندرگاہ) ایگٹی ام کی چوکیوں کو ولباری شروع
کردی اور ایک یونانی کمپنی کے جہاز سو مغرورنیہ کو جو خلیج آرٹا سے واپس آرہا تہا غرق کر دیا ان واقعات کو مد نظر رکہنے سے جو بالحال کے ہیں بالکل [illegible] بخوبی ثابت

ہٖ ایسا علاقہ جو فریقین کے قبضہ سے بتراضی فریقین خارج رکہا گیا ہو۔ اگر نیوٹرل کسی سلطنت یا فرد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو اوس سے یہ مراد
ہو گی کہ وہ سلطنت یا فرد متخاصمین سے الگ تہلگ ہے +

کر رہی ہیں کہ یونان ٹرکی کے برخلاف معاندانہ سبقت کرنیکا مرتکب ہوا شاہ یونان کی گورنمنٹ اور تاریخ کی کبھی ذمہ دار قرار نہیں دیجاسکتی جنکا معاملات کی ایسی اہم صورت سے منتج ہونا اغلب ہے ✢

اسباب و موجبات جنگ و موجودہ یونانیونکا کیرکٹر

مسٹر شمیلڈ اسباب و موجبات جنگ - آسٹریا کی پوزیشن و تعلقات اور اپنی روانگی بجانب سرحد یونان کے متعلق اپنی کتاب کی فصل دوم وسوم وچہارم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں -

محاربہ روم و یونان کا اصل سبب دریافت کرنا آسان نہیں ہے ہمارے مخالفان ترک معاصرین کی رائے میں اگرچہ ٹرکی مشکلات کا باعث ٹرکی بدنظمی یا سلطانی حکومت کی کوئی نہ کوئی بے تدبیری اور بدکمینہ توئی ہی ہوتی ہے مگر اس محاربہ کو کسطرح ان امور کیطرف منسوب نہیں کیا جاسکتا ہاں یہ یونانی قوم کی اور بالخصوص اتھنز کی پولیٹیکل لیڈروں کی نخوت دستاری اور بلند پروازی کیطرف ایک حدتک بے شک درست طور پر منسوب کیا جاسکتا ہے غالباً کسی ملک کی حکومت کی عنان ایسی ہی مغز سخن خود اور ناعاقبت اندیش مدبروں کی جماعت کے ہاتھ میں نہیں جیسے کہ موجودہ یونانی ریاست کے مدبرین ہیں اونکے کیرکٹر کی قلعی ایک ایسے نوشندہ نے جو یونانیوں کا بہت بڑا خیر خواہ ہے تھوڑا عرصہ ہوا اچھی طرح کھولی ہے یہ نولسندہ مسٹر بینٹ برلی تھو جنگی نامہ نگار ہے یونانیوں کے کیرکٹر کی نسبت جو کچھ اوسکی رائے ہے وہ ذیل میں درج ہے - وہ تمام محاذ جین یونانیوں کے ساتھ رہا - اور شمولیت سے پہلے یونانیوں کا بڑا حامی اور اونکی کاز اور مدعا کا بڑا ہمدرد و معاون تھا - مگر ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے اوسکی غلط فہمی اور فریب خوردہ خیالات کو کامل طور پر دور کر دیا اسکی تصدیق اوسکے ایک مضمون کے مندرجہ ذیل خلاصہ سے جو جولائی ۹۷ء کے رسالہ فورٹ نائیٹلی ریویو میں شائع ہوا بخوبی ہو رہی ہے اپنے تجارب جدیدہ اور دیرینہ میں میں کسی ایسی قوم سے سابقہ نہیں پڑا جسکی مصالح عمومیہ سیاسی امور اور کاروباری ربط و ضبط اور معاملات کا انصرام باقاعدہ نہو کیونکہ یہی ابتری کی بنا پر ایسے علانیہ طور پر ہوتا ہے جیسے کہ یونان میں ہو رہا ہے جو قومیں اسوقت ہیلاس یا یونان کا پرانا نام میں آج ہیں انمیں قدیم یونانیوں کے عیوب تو کل موجود ہیں لیکن اوصاف مفقود اونکی حیلہ بازی اور اہمال و سست الوجودی نے تجارت کا ستیاناس کر رکھا اور ملک کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے تمام انگریز سوداگروں اور تاجروں کا متفقہ بیان ہے کہ یونان کے محکمہ چیٹ کا انتظام ایسا ابتر و منتشرانہ اور باشندوں کی تاجرانہ ایمانداری ایسی کمزور اور بودی ہے کہ یونانیوں کے ساتھ بیوپار کرنا تقریباً ناممکن ہے - ممالک اجنبیہ کے جسقدر نامہ نگار اس محاربہ کے وقت یونان گئے تھے - وہ بلا استثنا یا معدودے چند مستثنیات کے علاوہ سب کے سب شروع میں یونانیوں کے بڑے طرفدار تھے مگر اونہیں جلد ہی یونانی ہیلانسوں کی حقیقت معلوم ہو گئی اور یہی لوگ جو پہلے یونانیوں پر جتنی مہربانی تھی اونپر تبریٰ بھیجنے لگ گئے - وہ صرف یونانی افسروں کے جم غفیر کی بزدلی شیخی خوری اور ناقابلیت یا تمام ہلکاروں کی حیرت انگیز ناجیانہ بدکرداری اور بے ایمانی یا فوج کو از سرتا پا بلا ترتیب و بد انتظام پانے سے ہی سخت بیزار ہو گئے - بلکہ عوام الناس کو بھی سخت پاجی پایا جو ملک پر ایسی سخت اور نازک حالت وارد ہونے کے دوران میں بھی دغا و فریب کے کسی موقعہ کو خالی نہیں جانے دیتے تھے - عامۂ یونانیوں کی بدایمانی اور دغا بازی کے ہر جگہ شاکی اجنبی او مسافر لوگ تھے - ان نیک بختوں کو اسبات کی کچھ پرواہ نہ تھی کہ ان کے خیالات

میں زیادہ تر مجاہدین ہیں جو یونان پر اپنا جان و مال قربان کرنے اور اوسکی حمایت میں لڑنے کے لئے آئے ہیں یہ الزام واقعی نہایت ہی سخت اور سنگین ہے مگر اوسکی درستی میں سر مو فرق نہیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو اوسکی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے۔ اجنبی یونانیوں سے اونکی طرف اسی شجاعت کیوجہ سے متنفر نہیں ہو گئے تھے اونکے متنفر کرنے اور بھی اسباب تھے اونکی تنگ ظرفی نہ کمینگی کو تو نظر انداز بھی کر دیا جا سکتا ہے مگر یونانیوں اور بالخصوص اونکی فوجی افسروں کی ان نالائقیوں اور بدعنوانیوں سے کبھی چشم پوشی نہیں کیجا سکتی کہ انہوں نے مجاہدین سے نہایت بیدردی کے ساتھ سلوک کیا۔ اور بارہا وعلی التواتر کمال بزدلی سے عورتوں بچوں اور مجروحین کو دشمن کے رحم پر چھوڑ دیا اور خود چلتے بنے قیدیوں کو سخت کرنا اور ستانا اونکی مشکیں کس دینا اور گلے میں رسی ڈالکر اونہیں بازاروں میں پھراتے رہنا خطوط اور ٹیلیگرافوں کو تلف کر دینا یا انہیں رد و بدل کر دینا تاکہ دنیا کو واقعی حالات معلوم نہ ہو سکیں ایسے کام ہیں کہ مہذب گورنمنٹوں کے اہلکار بالعموم اونکے مرتکب نہیں ہوتے مگر یونان میں محاربہ سے پہلے اور اوسکے دوران میں تمام اہلکاروں کا یہ معمولی وطیرہ تھا۔

موجودہ یونان کی حالت اور یونانیوں کے کیرکٹر کے متعلق ایک اور قابل غور اور دلچسپ رائے کا درج کر دینا بیمحل نہ ہوگا۔

یونانیوں کی حب الوطنی کی تعریف و توضیح مشہور محب یونان و خیر خواہ یونانیاں مسٹر ای ــ ڈلن (ممبر پارلیمنٹ) جو محاربہ کے دوران میں اور اوس سے پہلے کچھ عرصہ یونان میں رہا۔ یونان کے پالیٹکس انتظام ملکی معدلت گستری کی موجودہ حالت کے متعلق جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ کنٹیمپوریری ریویو میں حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

جب کوئی یونانی وزیر اعظم ہو جاتا ہے تو گویا کل حکومت کی روح رواں بنجاتا ہے اور تا بحالی منصب ملک کا خود مختار مالک و فرمانروا ہوتا ہے اور یہ منصب اوسکا بحال رہتا ہے جبتک کہ وہ اپنی پارلیمنٹری ریعنے ممبران پارلیمنٹ دوستوں کی خواہش حب الوطنی کو جو وہ اپنے ملک کی خدمت کرنیکی غرض رکھتے ہیں تنخواہ اور عہدے عطا کر کے پورا کرتا ہے اور بادشاہ کے ساتھ موافقت رکھ سکے جبتک ایسی صورت رہے وزرا بر ابر اپنے مناصب پر باقی رہتا ہے۔ وہ خدا کے حوالہ ہوتا ہے اوسکی بھی خاص وہی فرشتے نگہبانی کرتے رہتے ہیں جو بیکس بچوں اور مجنون انسانوں کی کیا کرتے ہیں لیکن ترک منصب ہونے کے ساتھ ہی اوسکے متعلقین اور تابعین بھی منصبدار ہو جاتے ہیں۔ اور ان تابعین کی تعداد لشکر جرار سے کم نہیں ہوتی ہے جو نعمت اور معقول بالائی آمدنی وغیرہ والی اسامی ــ ہر ذمہ داری کا عہدہ حکومت و اختیار کے تمام مناصب الغرض حکومت کی مشین کے ہر پرزہ پر نئے لوگوں کا دخل ہو جاتا ہے ان تبدیلیوں ملک کے نئی جگہہ بنا کر نئی ریاست کے تمام پہلے ملازمین کان سے پکڑ کر علحدہ کر دئیے جاتے ہیں اونکی پرانی خدمات تجربہ اور قابلیت کی کچھ پرواہ نہیں کیجاتی یہ سب اوصاف وزیر کے رفقا کی پولیٹکل وفاداری و صداقت اور ایمان کے مقابلہ میں پرکاہ کی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ مذہب کیطرح پالیٹکس میں بھی ایمان و عقیدہ کا نتیجہ اصل زندگی بخش شے ہے اچھے افعال مخض الله کے لئے اچھے کام ہوا کرتے ہیں منصف کہ نہیں انگلستان والے جنکے ملک میں انتظامی مشین کو پولیٹکل مشین اور زیر فنانہ حکومت کے تغیر و تبدل سے کوئی واسطہ نہیں اور قائم بھی نہیں اس انقلاب عظیم کی وسعت اور مقدار کو کبھی نہیں سمجھہ سکتے جو نئی وزارت کے قائم ہونے پر یونان میں ظہور پذیر ہوتا ہے نیا فریق برسر حکومت ہوتے ہی کل ملازموں خواہ کتنی ہی رسالوں اور مدرسوں بلکہ معلمات اور جاروب کشوں تک کو بھی یکبارگی سرسری حکم سے موقوف کر کے اونکی جگہ اپنے آدمیوں کو جو برسوں سے پالیٹکس ... مسٹر ڈلن ان فقروں میں یونانیوں کی حب وطن کا سخت خاکہ اڑا رہے ہیں ناظرین کو بہت تابلکی احتیاج نہیں کہ وہ ... مہذب ... ہیں ؛

کے سمندر میں اس تلاطم کی آہنگی منتظر شب ہوئی ہو تو یہین مقرر کر دینا ہے جج جو ایک وہ صریح بد اعمالی کے مرتکب ہوں۔ قانوناً موقوف نہیں کئے جا سکتے مگر جدید وزارت اونکو بہی نہیں چھوڑتی اونکو جلد جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرتے رہکر اونکا دم ایسا ناک میں کر دیا جاتا ہے کہ ملازمت اونکے پیشہ وبال جان ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود استعفا داخل کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تدبیر بہی کارگر نہ ہو اور کوئی جج ثابت قدم رہے تو اونسے استعفا لیکر کو پنشن پر نکال دیا جاتا ہے ؛

جبتک کوئی فریق عنان حکومت پر متصرف رہے۔ اوس فریق کے ممبران پارلیمنٹ کی تو اخفین۔ رفقا اور آشنا بلکہ نوکر چاکر بہی قسمت کے پورے کور لاڈلے رہتے ہیں اور کوئی امر نہیں جو اونکے لیئے ناممکن ہو بہتر قسم کے آئینی بادشاہوں کی طرح اون سے کوئی برا یا نہایت فعل سرزد نہیں ہو سکتا۔ یا کم از کم ایسا کوئی فعل جسکی پاداش میں عدالتیں سزا دے سکتی ہیں۔ کچھہ عرصہ ہوا میرے ایک یونانی دوست سے تعجب سے سوال کیا تم سچ کہتے ہو کہ زید کے برخلاف جو تمنے فلان نہایت ہی تنزل حقیت مضمون شایع کیا تھا اوسکی پاداش میں تم قید نہیں کئے گئے تھے جواب ملا میں قید نہیں کیا گیا تھا۔ میں نے مگر ازالہ حیثیت عرفی تو کیا تھا۔ یونانی۔ اوہ بیشک۔ میں اور تمنے اقبال کیا تہا۔ یونانی ہان میں۔ تو پھر تم سزا سے کسطرح بچے۔ یونانی۔ میں اپنے دوست وزیر اعظم کے پاس گیا۔ اور اوس نے عدالت کو کہدیا کہ پرائیوٹ ہو کر ملازم سرکاری مستغیث کا دعوی خارج کر دے یہ کوئی بڑی بات نہ تھی ؛

جو لوگ پولیٹیکل ایمان وعقیدت پر راسخ القدم ہوں اونکے عیوب صاف ہو جاتے ہیں اونکے جرائم قابل عفو کر دیئے جاتے ہیں اونکے اوصاف سمجھے جاتے ہیں اور جب اونکے برخلاف جانچ کی جائے تو اپنی آنکھوں سے پٹیوں کو کہول دیتا اور رحم کی دیوی کا روپ لیتا ہے اونکے لڑکوں کو فوجی خدمت معاف کر دیجاتی ہے۔ اور اونکی لڑکیاں مدرسوں میں معلمات مقرر کیجاتی ہیں ڈاک اور تار کے محکمے اونکے غلام حلقہ بگوش ہیں وہ کوئی امر اون سے خفیہ نہیں رکھ سکتے۔ اور چنگی خانہ کے ملازم کبھی ایسی گستاخی نہیں کر سکتے کہ اونکے مال و اسباب کی پڑتال کریں قصہ مختصر کل محاصل اونکے لئے ہی وصول کئے جاتے ہیں فصلیں اونکے واسطے ہی جمع کیجاتی ہیں اور سورج تک بہی گویا محض اونہی کے فائدہ کیلئے چمکتا ہے۔

یہ لوگ سب کے سب ملک کی آمدنی پر بسر اوقات کرتے ہیں مگر اکیلے یہی نہیں زمانہ امن ملک کو ۲۷۴۱۲ سپاہیوں اور ۸۷۰۰ بحری ملازمون کی تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ گو انہیں پیشہ کے فرائض کی درست تعلیم و تربیت پانے کیلئے کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا علاوہ برین ۱۴۲۳۵ ملازمان سول کا گذارہ ملک کی آمدنی پر منحصر ہے۔

لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اوسیقدر آدمی بیکار بیٹھے اپنی نوبت کے منتظر ہوتے ہیں کہ اونکا فریق برسر حکومت ہو اور وہ پھر سرکاری عہدوں پر قابض ہو جائیں ۱۸۶۰ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک ملک وقوم کی پیداوار اور آمدنی میں بمشکل پچاس فیصدی کا اضافہ ہوا مگر سرکاری محاصل بتدریج دگنے سے بہی زیادہ بڑہا دیئے گئے۔

عدالتوں کی حالت بہی ایسی ہی ابتر اور ناگفتہ بہ ہے حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ سلطنت کا قیام منصفانہ عدل گستری پر ہی موقوف و منحصر ہے

---

(۱) جن ملکوں میں آئینی حکومت ہے وہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ قانون نے اون کے بادشاہوں کو کسی نامناسب کارروائی کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا ہوا اور اس لئے عدالتوں کو اپنے کوئی اختیار نہیں دیا گیا (۲) یعنی جو برسر حکومت فریق کے معاون اور طرفدار ہوں (۳) انصاف کو دیوتا کو بوقت انصاف اندہا تصور کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کی رعایت نکرے اور جو کچہ شہادت سنے اوسپر عمل کرے

انتظام و نظام۔ اتحاد مشورت نیک چلنی اور صیغہ مال و ملک کی خوشحالی و بہبودی اوسی سے پیدا ہوتی ہے ممالک غیر کے نمودون کو کبھی ایسے ملک میں جمانے
نگاہ کی جرأت نہیں ہو سکتی جہاں انصاف و امنیت کی دیوی بالکل اندھی ہو رہی ہو بجائے حکومت ترقی اور دربار کے منظوران نظر کے ساتھ شفقت و کرم
کی نظروں سے مشغول عشوہ گری ہے مطلق العنان حکمرانون میں اگر کبھی کبہار کسی صریح جبر و ناانصافی کا ارتکاب ہو جائے تو کل دنیا میں شور و غل برپا ہو جاتا
اور ہر کس و ناکس یہ پکارنا شروع کر دیتا ہے کہ ایسی ناقابل برداشت خرابیوں کو کبھی قایم نہیں رہنے دینا چاہئیے مگر یونان کی نیم جمہوری ریاست کی طرف
کبھی کسی نے توجہ نہیں کی جہان بدقسمتی سے تاریک ترین ناانصافی اور ناجائز طرفداری و [illegible] تحت نشینیات سے نہیں۔ بلکہ قاعدہ کلیہ ہیں اور انکی وجہ سے
زندگی دو بھر ہو رہی ہے کیونکہ جیسا کہ والیٹر نہایت مختصر اور دلچسپ پیرایہ میں ظاہر کر چکا ہے اگر ایک درندہ جانور سے تمہیں سابقہ ہو تو تم اوس سے کسی نہ
کسی طرح سے بچنے کا انتظام کر سکتے ہو۔ مگر جب کہ تم کو چارون طرف سے چھوٹے چھوٹے گرسنہ و تشنہ خون انسان شیر احاطہ کئے ہوئے ہوں اور وہ قدم قدم تمہاری
ٹانگوں کو چمٹ رہے ہوں تو پھر تمہاری قطعی ہلاکت یقینی ہے۔ انتظام و ترتیب اور تدبیر و تجویز کی قطعی مفقودیت کے متعلق ہی ٹسٹرولن اسی مضمون میں
یہ تحریر کرتے ہیں۔ انتظام و تدبیر کا نام و نشان نہ تھا۔ ہر چیز اپنے حال پر چھوڑ دیگئی ہوئی تھی حکومت و سلطنت کا جہاز بلا کمپاس تھا اور آدھی
درجن یکسان نیک نیت وہی خواہ ملک کمانڈرون کے یکے بعد دیگرے متضاد احکام کے مطابق چلایا جا رہا تھا نہ شروع ہی میں محاربہ کیلئے کوئی پلین
اور نقشہ تجویز کیا گیا۔ نہ بدوران محاربہ کسی وقت کوئی شخص یہ جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے یونانی فوج بعینہ اوس ناتجربہ کار نوجوان کے مشابہ تھی جو کہ محض
ہی شطرنج کے مختلف مہرون کی چالون اور شطرنج کے موٹے موٹے اصولون کو سیکھکر ایک تیسرے درجہ کے کھلاڑی کے ساتھ بازی کھیلنے بیٹھ گیا ہو بیوقوف
سے بیوقوف بھی کہیگا کہ کم از کم محاربہ کے متعلق ایک جامع نقشہ اور پلین تجویز کر لینی چاہئیے تھی جس کی تعمیل میں تھسلی و ایپرس کی افواج اور بحری
بیڑہ جہازات بحری فوج متفق ہو کر کوشش کرتین مگر اس بات کا نام و نشان بھی پایا جاتا تھا تھسلی کی فوج کام کرتی یا بیکار رہتی دونوں
صورتوں میں اسطرح سے عمل پیرا ہوتی رہی کہ گویا ایپرس میں یونانی فوج موجود نہ تھی اور یونانی فوج جو سب سے بے تعلق اپنی ڈیڑھ اینٹ کی
مسجد علیحدہ بنائے بیٹھی۔ ان تینون بڑے بڑے اجزا کا باہم مرتبط ہو کر کام کرنا تو کجا خود ہر ایک جز کے اپنے دائرہ میں بھی کوئی ارتباط و اتحاد
پایا جاتا تھا اوس کا ہر ایک حصہ خود مختار اور آزاد تھا کسی ایک شخص کی دھنگرائی یا کمان کی ماتحتی کو کسرشان سمجھا جاتا تھا فوجی دستون کی حالت
بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھی۔ مگر بحری کی حالت تو عجب حیرانی بخش تھی اس کے متعلق چند مثالین کافی ہونگی۔ وزیر بحریہ بیڑہ جہازات کے افسر اعلی
پر تو نسا پر گولہ باری کرنیکا حکم دیتا ہے۔ اور رسید ظاہر کرتا ہے کہ بندر مذکور دو گھنٹوں میں مسخر کر لیا جائیگا۔ افسر اعلی بالکل خاموش ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ
رہتا ہے کیا جاتا ہے کہ۔ وہ کسی اور طرف سے احکام کے موصول ہونیکا انتظار کر رہا ہے۔ حالانکہ اپنے محکمہ کے اعلی افسر جہاز کے حکم کے ملنے پر اوسے قانوناً و بروئے
ضابطہ کسی اور شخص کی خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو مرضی یا حکم کا ایک لحظہ بھی انتظار کرنیکا اختیار نہ تھا۔ ایسا انتظار کرنے سے وہ عدول حکمی کا مرتکب
رہتا تھا جسکی سزا قانون جنگ کے مطابق موت ہے جبرہ وزیر کے حکم کی جلد تعمیل نہ کرنے کی وجہ خواہ کچھ ہی ہو جب آخر تعمیل شروع ہو گئی تو ایسی طرح
کہ سبحان اللہ جہاز نے ترکی قلعون سے چار میل کے فاصلہ پر رہکر گولہ باری کیگئی۔ ایسی احتیاط یا ہمارے کیوجہ اب تک معلوم نہیں ہوئی شاید اسکو تجربہ نے
وہ سب معلوم ہے بتانے کی احتیاج نہیں ۲۳ اپریل کو وزیر بحریہ نے مشرقی بیڑہ کو قرہ بورنو و سالونیکا کی آس پاس گولہ باری کا حکم دیا؛

۱؎ احمد حفظی پاشا نے اسکے متعلق ۷ اپریل کو حسب ذیل تار سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کیا تہا ان تیرہ جنگی کشتیوں پر جنکیں سمرنے بادبانہ
اور ۸ تار و تارپیڈو خلیج

بقیہ صفحہ ۴۸ پر

۲۱ کو پھر خود ہی اسے منسوخ کر دیا۔ اور پھر ۲۳ کو ہی جدّہ وار بیڑہ کے اعلیٰ افسر ساختوریس کو قرہ بورنو پر گولہ باری کرکے ایک چالیس میل تک سمندر میں
گشت کرکے تمام ترکی جہازات بار برداری اور ایسے اجنبی جہازوں کو جنپر ممنوعہ اسباب حرب بار ہو گرفتار کرنے اور ترکی بیڑہ کو ڈاردنلیز سے نکلنے نہ دینے
کا حکم صادر کیا ہے۔ وزیر نے ترکوں پر بڑا رحم کیا کہ اپنے امیر البحر کو اگلی مانند قسطنطنیہ بھی فتح کرنے کا حکم نہ دیا۔ ۲۵ اپریل کو اسی فرزانہ وزیر نے اس امیر البحر
کو ایک عجیب و غریب تار ارسال کیا جسکا کچھ حصہ یہ ہے۔ اسے بغور اور بگوش دل سنو میں یہ بھی کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ تم سے کوئی شخص بھی جو ہمارے
احکام کی تعمیل سے پس و پیش کرے یا کسی اور شخص سے خواہ وہ کوئی ہو اونکی منظوری منگوائے جیسا کہ تمنے اوسوقت کیا تھا جبکہ میں نے تمہیں قرہ بورنو پر گولہ باری
کرنیکا حکم دیا تھا۔ صاحب کیا تمہیں بمقام پولاس اپنے میونسپل انتخاب کے متعلقہ حالات یاد نہیں جبکہ تم سخت خطرہ میں تھے اور میں نے ہی تمہیں بچایا تھا
(یعنی ممبر منتخب کرا دیا تھا) بس تم پر واجب ہے کہ آنکھیں بند کئے بلا چون و چرا میری متابعت کرتے رہو ......"

یونانی بیچارے شیخی باز ہی نہیں حاسد بھی اول درجے کے ہیں جزیرہ نما بلقان میں متحد النسل آبادی کی طاقت میں کچھ بھی اضافہ ہوتا ہے
آتش حسد و رشک اونکے غیظ و غضب کے سینوں میں فی الفور بھڑک اٹھتی ہے۔ یونانیوں کو یہ ابتک فراموش نہیں ہوا کہ وہ گیارہ صدیوں تک مشرقی
رومن سلطنت کے مالک و قابض رہے تھے اور ایتھنز قدیم اور قسطنطنیہ کی سابقہ شان و شوکت اور حکومت کی باتیں اونہیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں جب ۱۸۷۸ء میں
بلگیریا کی خود مختار ریاست بنائی گئی جب ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا کو اوسکے ساتھ ملحق ہو جانے اور رینز سر دیا اور مانٹی نیگرو کو مزید علاقے مل جانے سے ہر موقعہ
پر یونانیوں کی آتش حسد و رقابت پر تیل پڑ جاتا رہا اور اونکی امنگیں از سر نو متحرک ہوتی رہیں۔ ایسا ہونا خلاف فطرت اور غیر طبعی نہیں ہے

(بقیہ صفحہ ۴۷) کیطرف سے آکر پرویزہ شہر پر حملہ کیا تھا جسکا حال اول عرض کیا گیا ہے جبکہ پرویزہ کے قلعہ پر گولہ باری کی گئی تو حمیدیہ اور مجیدیہ دو
کی توپوں میں سے پندرہ سنٹی میٹر والی توپوں کے تین دبا ہوئے سخت گولوں نے یونان کے دو آگبوٹوں کو ضرب پہنچایا مگر یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ نقصان
کی مقدار کسقدر ہے اسکی وجہ سے یونانیوں کا بیڑہ ہٹکر چلا گیا۔ اس خبر کے متعلق صباح اخبار نے یونانی لکھا ہے پرویزہ اور اوسکے قلعہ اور مورچوں پر حملہ کرنے کو
یونان کے بیڑہ نے جسمیں چار آہن پوش اور تین لکڑی کے آگبوٹ تھے دو سو گز کا فاصلہ آپسمیں رکھکر دائرہ کی شکل بنا لئے اور قلعہ اور چند مورچوں
پر گولہ اندازی شروع کی جن میں سے حمیدیہ مورچہ کے خارج پر (۱) اور اوسکے اندر (۲) آگ اور قلعہ کے خارج پر (۳) اور اوسکے اندر (۵) گولے لگے
مگر کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکے۔ یونانی آہن پوش ایک آگبوٹ جبکہ حمیدیہ قلعہ کے آگے سے گذر رہا تھا۔ تو اوسکے اگلے حصہ میں پندرہ سنٹی میٹر والی توپ کا
ایک گولہ مذکورہ مورچہ سے اور اوسکے پچھلے حصہ میں بھی قلعہ کی توپ کا ایک گولہ لگا جسکے سبب سے آگبوٹ ایکطرف کو جھک گیا۔ اور ایک دوسرے آہن
پوش آگبوٹ کے اندر جاکر ایک گولہ پھٹا جسکے سبب سے یہ بیڑہ ہٹ گیا۔ علاوہ اوسکے واصلی مورچہ اور خضر قلعہ سے پندرہ اور گیارہ سنٹی میٹر والی
توپوں کے گولوں نے ایک چوبی آگبوٹ کو رخنہ دار کر دیا جسکو دو آہن پوش آگبوٹ گھسیٹ لے گئے۔ غرض یہ کہ یونانی بیڑہ نقصان
اٹھا کر ناکامیاب رہا۔

لے ۲۲ اپریل کو اس شرقی بیڑہ کے ایک چوبی جنگی جہاز اور دو یونانی تارپیڈو کشتیوں نے لفطاریہ کے بندرگاہ میں آکر جمع شدہ سامان
کمیسریٹ کو جلانے کے لئے گولہ باری شروع کی اور دوسری طرف بحری سپاہی کشتیوں پر سوار کرکے خشکی کی طرف روانہ کردئیے۔ مگر ترکی
دستہ نے ایسی باڑیں ماریں کہ وہ بے نیل مرام واپس لوٹ گئے اور شام کو جہاز مذکور بھی اپنا سا موتھ لیکر رخصت ہو گیا۔

بلکہ ترکوں کے سواے جنوب مشرقی یورپ میں دوسری غیر سلیقہ قوم صرف یونانیوں کی ہے اور عیسائی مذہب کی افزونی یونانیوں کے حق میں بھی ویسی ہی خطرناک ہے جیسی کہ عثمانیوں کے حق میں۔ انکی قسمت کی یہ ایک عجیب مثال ہے کہ ملک میں موجودہ یونان کا جو سب سے بڑا حامی و معاون ہے وہ جنوب مشرقی یورپ میں یونانیوں کے اقتدار کے پھر قایم ہونیکی امید ونکو ہمیشہ کیلئے ملیامیٹ کر دینے میں نمایاں حصہ لیا جزیرہ نما بلقان کے تقریباً ایک سرے سے دوسرے سرے تک متعدد کارن کے گرجوں وغیرہ ان بلغاریوں کی ایک عظیم خود مختار ریاست کا قایم ہو جانا ہے اسلئے یہاں یونانی اقتدار و تسلط کے قایم ہونیکے لئے ہمیشہ کیلئے راستہ بالکل مسدود ہوگیا۔ اتحاد بلغاریان بالخصوص یونانی سلطنت کے قیام جدید کی راہ میں ایک زبردست اور مہلک رکاوٹ ہے جس اتحاد بلغاریا کی بنا سلیبیوں کی تحریک کوشش سے ہی قایم ہوئی۔ بلغاریوں اور یونانی قوم میں ایسا عناد ہو گیا کہ اگر کبھی مقدونیہ ترکوں کی حکومت سے نکال لیا گیا تو بجاے وجوہ وہ یونان کے ماتحت ہونیکے بجاے بلغاری ریاست کے ماتحت ہوگا پس یونان کو واجب تھا کہ میدان جنگ میں اترنے سے پہلے وہ اس عناد ہٹانیکا بندوبست کر لیتا۔ وہ ایسا نہ کیا۔ اور بجاے اوسکا مشغول بیکار رہنا قبل از وقت تھا۔

یونان کی داؤں گھاتیں

یونانی گورنمنٹ نے جولائی ۹۶ء میں بمقام [illegible] بارہ ہزار سپاہ کی قواعد و مشق اور ترتیب کیلئے کیمپ قایم کیا۔ اسکے علاوہ کریٹ میں فساد برپا کرنیکے لئے سرکاری اور غیر سرکاری ہر طرح کی کوشش اوٹھانے میں لگ گئی۔ اور اونکی طرف سے جزیرہ میں پے در پے رائفلیں اور [illegible] کی اجازت بلکہ ترغیب دیگئی اور جب یہ صاف ظاہر ہوگیا کہ کل دول عظام ہر اور اونکا حصہ کثیر صدق نیت سے قیام امن کے خواہاں اور کریٹ کے فساد کو روکنیکا متمنی ہے۔ تو اس سے ہوش پکڑنے کی بجاے یونانی اپنی مفسدانہ کارروائیوں میں اور زیادہ مستعدی اور تیزی سے مصروف ہو گئی کہ جہاں عیسائیوں کو اپنے مسلمان ہمسایوں پر حملہ کرنے اونہیں بے حرمت کرنے اور گھر سے نکال دینے کی ہر ممکن طریق سے تحریص و ترغیب دلائی گئی کل یورپ کی مرضی کو بالاطاق رکھدیا گیا۔ اور یونان نے دول عظام کے ساتھ دہوکہ دہی دغابازی اور بیچ چڑی باتیں بناتے رہکر بے معنی اشی کرتے رہنے کی باقاعدہ پالیسی اختیار کر لی اوسے پورا پورا یقین تھا کہ وہ عالمگیر جنگ کے اندیشہ سے سہمے رہنے اور دنیا کی امن کے قایم رکھنے کی خواہش ہے جسے دول عظام علانیہ ظاہر کر رہی ہیں خلل انداز ہونیکی دھمکیاں دیتے رہنے سے وہ ہمیں اپنے نا معقول اور نا واجب مطالبات کی تسلیم کرنے پر مجبور کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ دول یورپ کے کریٹ کو خود مختاری دلا دینے کی تجویز پیش کرنے اور سلطان المعظم کے اوسی منظور کر لینے سے معاملہ اور بھی نازک ہوگیا۔ یونانیوں کو کبھی گوارا نہیں کہ کریٹ خود مختار بنا دیا جاے وہ کریٹ کو یونانی جزیرہ بنانا چاہتے ہیں نہ کہ خود مختار۔ اونکو اندیشہ ہے کہ اگر ایکدفعہ کریٹیوں نے خود مختاری اور سلف گورنمنٹ کی لذتوں کو چکھ لیا تو پھر اتحاد یونانیان کی تمام خواہشیں اونکے دلوں سے کافور ہو جائیں گی۔

چنانچہ اوسنے کریٹ پر حملہ کر دیا۔ اور دل میں سوچ لیا کہ دول یورپ عالمگیر جنگ کے خطرہ میں پڑنے کی بجاے یونان کے ساتھ جزیرہ مذکور کا الحاق ہو جانا منظور کر لینگی۔ اس قزاقانہ کوشش میں اوسے دول عظام کے اتحاد و استقبال اور ترکی کی مستعد تیاری کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی جسپر اوسنے سرحد تسلی پر لڑائی برپا کر دینے کا عزم کر لیا۔

یونان کی حالت کچھ عرصہ سے نہایت ابتر ہو رہی تہی سلطنت کا حصہ کثیر کی زمین زرخیز نہیں اور انتظام حکومت بہت ناقص ہے اصل بات یہ ہے کہ یونانیوں میں وہ اوصاف نہیں پائے گئے جو علاوہ حکمرانی کرنے والی اقوام کیلئے ضروری ہیں معقول و جرأت حکمرانی کی قابلیت۔

[illegible]

یا عمارت انہیں کبھی موجود نہیں ہوئی شاعری و فصاحت یعنون لطیفہ اور فہم کی دماغی لیاقت اور قابلیت بالکل نہیں بیشک اعلیٰ ہنر حاصل رہا ہو مگر حکمرانی اور فرمانروائی کی اوصاف جو تھیں وہ ہمیشہ معدوم رہیں ایتھنز کی ریاست اپنے عین عروج کے زمانہ میں صرف بیس ہزار آزاد شہریوں کا ملک تھی جو تیس ہزار آزاد اور ایک لاکھ غلاموں کی جبری محنت و مشقت کی کمائی پر بسر اوقات کرتے تھے مزید بران یہ سلطنت جو کل ملک میں حکمران تھی وہ حلقہ کی گیارہ یارہ اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں موجود تھیں جو ہر وقت ایکدوسرے کے خون کی پیاسی رہتی تھیں ایتھنز کی ریاست اپنے قابل تھی۔ نا استعمال کر یونانیوں میں ایتھنز کے قدیم عہد پریکلیز کے زمانہ کی یونانیوں کے عیوب تو کل موجود رہے مگر اونکی دماغی اور عقلی شاندار لیاقت اور عمارتوں کا جنہوں نے اس زمانہ میں شہرت پائی تقریباً پورے طور پر تلافی کر دی تھی نام و نشان نہیں پایا جاتا ہے۔

یونان کئی برسوں سے دیوالیہ ہو رہا ہے اور سوکھو تنخواہ پر مطالبہ کی بنیں جو تھائی حصہ سے محروم چلے آتے ہیں ممالک غیر سے برداشت کئے گئے قرضے یونان کو مسلح کرنے اور نقش اخبار نویسوں اور قانونی پیشہ وروں کو جو اسکی پارلیمنٹ میں بھرے پڑے ہیں رشوتیں دینے میں صرف ہو رہے ہیں تمام ملک خانہ جنگی اور افلاس کا شکار ہو رہا ہے کیونکہ باشندے حلال اور محنت کی کمائی کی بجائے تحریک ... من کی طفیل اور سیدھا کے رہنے کو بد مزاجی سمجھتے ہیں۔ برعکس ازیں کریٹ متمول جزیرہ ہے کیونکہ عام طور پر ترکوں کی زیر حکومت اور بہت ہلکی ٹیکس ادا کرتے چلے آتے ہیں۔ یونانی اوس پر جو ارادہ رکھتے ہیں بلغہ کرنا بھی۔ اسکے الحاق کی خواہشمند ہیں تاکہ اوسکو دودہ اور مکھن اور [illegible] یونان فریب کا بغاوت اور فتنہ و شورش و ماحوں کو ایسا گند کر دیتی ہیں اور اونکو دوران میں سروں پر غیظ و غضب اور خونریزی کا جن ایسا سوار ہو جاتا ہے کہ وہ ان کو کسی معاملہ پر غور کرنے کے قابل نہیں رہنے دیتا یہی حالت اسوقت کریٹیوں کی ہے اور اونسے سردست اپنی تمام اپنی حرکتوں کی اصل غرض اور مقصد کو سمجھ سکنے اور اونکی ٹھیک پہچاننے کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی لیکن ہمیں کوئی کلام شبہ نہیں کہ اگر کریٹ کو خود مختاری مل گئی۔ اور جزیرہ میں امن و امان قائم ہو گیا تو کریٹی اس معاملہ کو خوبی سمجھ جائینگے یہی وجہ تھی کہ جبکہ حکمت عملی اور مسلمانوں میں عداوت کا جوش خوب بڑھ رہا اور خون ریزی اور بے رحمانہ زنانی کا شوق سب پر مستولی ہو رہا تھا یونانی کریٹ پر فی الفور قابض ہو جانے کیلئے سخت بیچین ہو رہے تھے۔

یونان کی شرارتیں کریٹ میں

جسوقت یونان نے اگست ۱۸۹۶ء میں ساکر ضمانت دول عظام سلطان المعظم نے کریٹ کو اندرونی خود مختاری عطا کردی ہے۔ اوسیوقت سے مادہ فساد کو پھر اکسانا اٹھا لیے درپے ہو گیا اور مفسد کریٹ میں منتشر و مقرر کر دیئے گئے حالانکہ کریٹ نے کی گورنمنٹ کی عطا کردہ مراعات پر بالکل خوش اور مطمئن ہو گئے تھے مگر ترغیب قلاش قانون پیشہ اور [illegible] پیشہ ور یت یونان سے بہک گئی اور انہوں نے کریٹی عیسائیوں کو ورغلایا بغاوت جاری رکھنے سے ایکدن اپنے مسلمانوں بھائیوں کے املاک و مکانات کے مالک ہو جائینگے فساد چھوڑنا مناسب نہیں۔ اونکا جادو اثر کر گیا اور ترکوں کو اشتعال دلاکر دوبارہ خانہ جنگی کی آگ بھڑکا دی گئی جسپر مسلمانوں کے کشت و خون اور ننگ و ناموس کی بے حرمتی اور املاک و خانمان کے لوٹ کھسوٹ و تاراج کا بازار گرم ہو گیا۔ ایتھنز کی گورنمنٹ ان کارروائیوں کی آگ کو بھڑکانے کی ہی تدبیر سے بہتر سمجھے تاکہ جلد و جنسیں کی دراندازی کو روکنے کی دول عظام کریٹ کی گورنری ملتفت ہوں مگر محمد پاشا

بہاء ۱۸۹۹ء قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ ۴۲۹ قبل مسیح میں فوت ہوا۔

ہوا۔ انگلستان نے ایک سی اثر اس نہایت [illegible] دو [illegible] السلطنت [illegible] ٹیریس بحث [illegible] ابھی کامیٹی کر شمولیت کرنے کو انکار کر دیا۔

کریٹ مظالم گئے تاہم معین کردہ والی عظام کا استقبال اور ٹرکی کی بردباری اور اعتدال پسندی بالآخر مفسدوں کی شرارت انگیز کوششوں پر غالب آجاتی لیکن یونانی گورنمنٹ نے ایسا نہ ہونے دیا اور اوس نے قماربازوں کی طرح سر باختہ ہو کر اپنی مفسدانہ شیطنت کا آخری پاسہ پھینک دیا یا الفاظ دیگر اوس نے کرنیل واسوس چار ہزار باغی جنہوں نے کل جزیرہ میں جا بجا [illegible] آگ لگانے والوں کا کام دیا۔ کریٹ کے بھیجے کرنیل واسوس ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو جزیرہ میں داخل ہوا۔ اور اوسکے پہونچتے ہی کشت و خون اور تاخت و تاراج کا طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا ہر جگہ عیسائی باغی یکبارگی اپنے بیچارہ ہمسایہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور اونکو بے حرمت و ذلیل کرنے کے علاوہ خانمان برباد بلکہ اکثر جگہ تہ تیغ کر دیا ان یونانی شکنجوں کے حملہ سے جزیرہ میں عام آشوب طوفان برپا ہو گیا اسکا اندازہ قصبہ سیٹیا کی وحشیانہ اور سفاکانہ کارروائی سے بخوبی کیا جا سکتا ہے جہاں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کمال بیدردی سے تلوار کی گھاٹ اتار دیے گئے دیہات میں سینکڑوں مسلمان بکروں کی طرح ذبح کر ڈالے گئے بیشمار مساجد میں زندہ بہون دئے گئے عورتوں اور بچوں کو قبیح ترین طریقوں سے بے حرمت کر کے انکے جسموں کے مختلف اعضا کاٹ ڈالے گئے الغرض مظالم آرمینیا کی بدترین روایتوں کو ان عیسائی جوانمردوں نے سچ کر دکھایا کریٹ کی کل مسلم آبادی اسوقت چند ساحلی قصبوں میں جمع ہے وہ فاقہ کشی اور انتہا [illegible] صعوبت و مشقت اوٹھا رہی ہے اور اب بھی اوٹھا رہی ہے مسٹر [illegible] کریٹن قالب وزیر [illegible] حال لارڈ کرزن [illegible] وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے بتاریخ ۲ مئی ۱۸۹۷ء دار العوام میں کرنیل واسوس کے حملہ کا نتیجہ اور مسلمان باشندوں کے مصائب کے متعلق حسب ذیل بیان کیا تھا۔

تقریر مسٹر کرزن کہ جزیرہ کریٹ کا تمام اندرونی حصہ سوائے [illegible] کثیر التعداد کریٹیوں کے تصرف میں ہے جو دیہات پر قابض ہیں بدبخت مسلمانوں کی املاک و فصلوں سے جو گھروں سے نکال دیے گئے ہیں متمتع ہو رہے ہیں۔ یہ عیسائی ہتھیار لگا کر اپنا سارا وقت بیکاری میں بسر کر رہے ہیں۔ اونکو پہاڑوں پر اونچے [illegible] گشت کرنے [illegible] اور بندوق کا نشانہ بنانے اور مجھے با افسوس یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہر مسلمان مرد و زن بچہ جوان کی زد میں ہے قتل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں قصبہ کے قریب [illegible] کے باوجود [illegible] پوزیشنوں اور

اسوقت [illegible] عیسائیوں کے متعلق ایک [illegible] عیسائی [illegible] کی رائے درج کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔
کریٹ کے عیسائیوں کی نسبت لنڈن کے عیسائی اخبار سٹینڈرڈ کے عیسائی نامہ نگار کی مندرجہ ذیل رائے [illegible] انگلستان کے عیسائی [illegible] غالباً [illegible] غلطی لگا کر دیا [illegible] بار بار [illegible] غلطی [illegible] ہمدرد [illegible] بنی نوع انسان [illegible] کریٹ کے تمام [illegible] مسیحی المذہب [illegible] [illegible] کہ وہ لوگ [illegible] جو [illegible] احکام میں کسی ایک کی بھی تعمیل کرنے [illegible] اس [illegible] کہ مسلمان و عیسائی ایک ہی قوم [illegible] ہیں مگر چونکہ مسلمان حاکم اور عیسائی محکوم ہیں [illegible] پڑ گیا ہے لیکن یہاں عیسائیوں کے ساتھ [illegible] ہمدردی کرنا سخت غلطی ہے۔ وہ کوئی ایسا [illegible] جا [illegible] وحشی اور سفاک ہیں اور [illegible] کو عیسائی بھائی سمجھ کر انکی امداد کرنیکا خیال [illegible] کر دینا چاہیے۔

[illegible] کریٹ سے ترکی افواج کی [illegible] اور مفلوک الحال مسلمان [illegible] ہیں [illegible] جن کی [illegible] بیان کیا جاتا ہے

باغیوں کی بعیدی جو کیوں اور چوکیوں پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ ہر وقت مشغول کارزار رہتے ہیں پانی لانیوالی جماعتوں کو ستاتے رہتے ہیں یا اسکے چاروں طرف شہر پناہ کی چار دیواری کے اندر موجودہ باشندوں کو بیزار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سوا عیسائی غنڈوں کے اور کچھ شغل نہیں۔ ان باغیوں کے اکثر قسم یونانی ہیں معمولی جنگ کنندگان ہیں یہی یونانی مجاہدین بغداد کیطرف آتے ہیں اور جسقدر توپخانہ اونکے پاس ہے وہ تمام یونانی ہے چنانچہ ہی اسرار پر میں نے آٹھ سو غنڈہ باغیوں سے ملاقات کی انمیں سے پانچ یونانی فاتوں اور چھٹا ایک یونانی تھا۔ فریق مخالف دبرل یا ٹیکل فریق کے سفیر ذیل کے مباحثہ میں جو دار العوام میں معاملات کریٹ پر ہوا اٹھایا تھا کہ ہم یعنی انگریزی گورنمنٹ کریٹیوں کو فاقہ مار کر اور تنگ کر کے انسے اندرونی خودمختاری قبول کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ فقرہ گو بڑے زور و زبردستی سے کہا گیا اور بڑے جوش سے خوب روانی اور چرب زبانی کے ساتھ نکلا تھا مگر افسوس وہ صداقت سے بالکل معرا اور محض بے بنیاد تھا بحری جماعت سے صاحب موصوف کا زعم ہے کہ غلہ بالکل کمیاب ہوگیا ہے اور لوگ فاقہ کشی سے مر رہے ہیں جسکا تسلیم کرنا خارج ہے۔ مگر اسکے برعکس حق الامر یہ ہے کہ اندرون جزیرہ میں باغیوں کے ذخیرے غلہ سے خوب معمور ہیں۔ باورچی خانوں اور ہوٹلوں میں کثرت دیگیں گرم رہتی ہیں سامان غذا ہر جگہ بافراط موجود ہے اور عنقریب فصل کے درو ہونے پر غلہ کی بہار سے زیادہ ریل پیل ہو جائیگی ساتھ ہی یاد رہے کہ اندرون جزیرہ میں عیسائی اپنی فصلیں ہی نہیں بلکہ از وطن خارج شدہ مسلمانوں کی فصلوں کو بھی جمع کرینگے ان تمام کی راوٹی گو نہیں جو اندرون جزیرہ میں باغیوں سے ہر وقت ملتی جلتی رہتی ہیں اور انکی صداقت میں سر مو فرق نہیں۔ جزیرہ کی موجودہ حالت کا سچا فوٹو لینے ہیں اس طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ قصبات میں کیسی کیفیت گذر رہی ہے۔ اور اسی ضمن میں اون بعض اصحاب کے اعتراضات کا جواب دونگا جو انہوں نے جزیرہ میں ترکی افواج کی اب تک موجود ہونے کے متعلق کئے تھے سب سے اول میں سلسلۂ قصبات اور وہاں کی ترکی افواج کے ... حق الامر ... عرض کرتا ہوں۔ ان ہنگاموں میں عیسائی جو کچھ برابر ہیں وہ یا تو اندرون جزیرہ کو بھاگ گئے ہیں۔ یا انگریزی اور دیگر اجنبی جہازوں میں دیگر لو چلے گئے ہیں۔ البتہ قصبوں میں تباہ و مفلوک الحال مسلمان پناہ گزین ہیں کہ جوق در جوق ہیں جو بسر اوقات اور گذارہ کی کوئی سبیل نہیں رکھتے ان اطراف تا آخر ... ہیں۔ قصبات کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے کیلئے عمومیات کو چھوڑ کر خاص ایک مقام کینڈیا کو بطور نظیر پیش کرتا ہوں اور شہروں کی بابت نہیں اس شہر سے خاص تعلق ہے کیونکہ یہ جو فوج قابض ہے وہ زیادہ تر انگریزی ہے اس شہر میں اسوقت کم از کم پچاس ہزار مسلمان مظلوم موجود ہیں جن میں سے ۲۰ ہزار شہر مذکور یا اسکے قرب و جوار سے کسیطرح کا تعلق نہیں رکھتے جزیرہ کے مختلف حصوں سے وہاں جمع ہوگئے ہیں اس حجم غفیر کے مقابلہ میں تمام شہر میں صرف پانسو عیسائی ہیں پچاس ہزار مسلمان زراعت پیشہ دہقان ہیں یہ کاشتکاری کے سوا کوئی صنعت و حرفت نہیں جانتے کہ اس سے روپیہ کما سکیں۔ اور صرف اس امداد پر جو سلطان المعظم بھیجتے رہتے ہیں بسر اوقات کر رہے ہیں قسطنطنیہ سے آٹا اور ماہی اور ہر روز ہر پناہ گزین کو ایک ایک دو دو مٹھی تقسیم کیا جاتا ہے چیچک کی بیماری سیکڑوں کو روز طعمۂ اجل بنا رہی ہے اور پانی کی طرف سے بھی جسکی لا نمیں باغی ہر وقت طرح طرح سے توڑتے رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ گرفتار مصیبت جھیلتے رہتے ہیں اسی پناہ

بقیہ صفحہ ... پر تبدیل ... پرنس جارج نے حالانکہ اکثر مسلمانوں نے کینڈیا یا قرب و جوار میں فصل کاشت کی ہوئی ہے فصل پختہ ہونے سے پہلے ہی ان مسلمانوں کو شہر چھوڑ کر اپنے دیہات لینی عیسائیوں کے پھندے میں جا پھنسنے کا حکم دیا ہے مسلمان الیسی ٹرق سے انکاری ہیں اور مہاجرت کو ترجیح دیتے ہیں مگر انکی التجا ہے کہ انکو مہاجرت سے پہلے فصل کاٹ لینے کی مہلت دیجائے یہ مہاجر شام طرابلس الغرب اور ایشیائے کوچک میں آباد کئے جا رہے ہیں سلطان ... ہیں ... ہے یہ کہ انکی مدد ... کا منشاء ہے کہ کل مسلمان کریٹ سے آجائیں اور ... جگہ وہ

[illegible]

آبادی کہنے والا شہر کینڈیا کے گرد جو فوجی حلقہ بغرض حفاظت موجود ہے اسکے گرد ساٹھ ہزار مسلح کریٹی باغی ہیں جو وقت آنے پر تیار بیٹھے
ہیں کہ فوجی حفاظت کے اٹھتے ہی ان بیکسوں پر شکاری جانوروں کی طرح کود پڑیں اور زن و مرد و بچہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیں اب میں بتانا چاہتا ہوں
کہ ان عاجز مسلمانوں کی حفاظت کیا انتظام ہے اس غرض کیلئے شہر میں تقریباً پندرہ سو یورپین فوج مقیم ہے۔ اور اسکے علاوہ ساٹھ ہزار
ترکی سپاہ ہے۔ یورپین فوج شہر کے اندر رہتی ہے اور ترکی فوج شہر کے گرداگرد حلقہ ڈالی ہوئی ہے ہمارے جو افسر بر سر موقعہ موجود ہیں انکا بیان ہے
کہ یورپین سپاہ تنہا شہر اور اسکے فوجی حلقہ کی ہرگز حفاظت نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں بتاؤ ہم ترکی فوج کو وہاں سے کسطرح ہٹا سکتے ہیں
اگر ہم ایسا کریں تو یہ ایسے قتل عام کا پیش خیمہ ہوگا جسکے سامنے آرمینیا کی خونریزی کی بھی کچھ حقیقت نہیں رہجائیگی۔ مزید براں یہ ایسا قتل عام
ہوگا جو دول عظام کی آنکھوں کے سامنے اور ہماری براہ راست ذمہ واری پر وقوع میں آئیگا۔ جو کچھ میں نے کینڈیا کی نسبت بیان کیا ہے قصبہ ریتھمو پر
بھی وہ صادق آتا ہے اس قصبہ کی آبادی پہلے دس ہزار تھی۔ مگر پناہ گزینوں کی وجہ سے اب بیس ہزار ہوگئی ہے۔ انجمن محبین المسلمین نے جو حال میں مردم
شماری کرائی تھی اوس سے واضح ہو رہا ہے کہ جو مسلمان بلوہ و بغاوت میں مرگئے یا ہجرت کر گئے انسے قطع نظر اسوقت بھی جزیرہ میں ایک لاکھ
سات ہزار یعنی کریٹ کی کل آبادی کا تیسرا حصہ مسلمان موجود ہیں ان ایک لاکھ سات ہزار مسلمانوں میں سے ۲۰ ہزار کا گذارہ انجمن کی امداد
سے ہو رہا ہے جیسا بتایا جاتا ہے کہ جزیرہ کریٹ یونان سے ملحق کیا جانا دو تہائی حصہ چاہتا ہے مگر آبادی کا متذکرہ صدر قلیل التعداد عنصر تو واضح طور
کہہ رہا ہے کہ وہ کسی صورت میں یونان کے ساتھ ملحق کیا جانا منظور نہیں کریگا اور اس صورت میں آخری وقت تک لڑتا رہیگا یا ہجرت
کر جائیگا۔ یہ عنصر آبادی کا تیسرا حصہ ہے یعنی اسکو کل آبادی سے وہی نسبت ہے جو آئرلینڈ کے ان لوگوں کو تھی جو ہوم رول یعنی خود مختار حکومت اندرونی
کے مخالف ہیں اور انکی رائے کو دار العوام یا کم از کم اوسکے اوس حصہ نے جو حکمران فریق کا طرفدار ہے بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ اور انصاف
مقتضی ہے کہ اوسی وقعت کی نظر سے کریٹ کی قلیل التعداد عنصر کی رائے بلکہ قطعی فیصلہ کو دیکھا جائے۔ بہر حال ہم کریٹ کو کشت و خون اور آبادی کے
ترک وطن کر جانے سے ویران کرنا نہیں چاہتے۔ کریٹی مسلمان جزیرہ کی آبادی میں نہایت ہی ضروری اور مستحکم عنصر ہیں مجھ سے پہلی تقریر کے
ایک ممبر نے جلسہ گذشتہ میں ترکی افواج کیطرف سے چند نامناسب افعال سرزد ہونیکی بعض نظیریں پیش کی تھیں۔ اسکے جواب میں موجودہ حالات
کے متعلق خود انگریزی امیر البحر کی شہادت کو پیش کردینا نامناسب نہوگا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ترکی سپاہ کا طریق عمل نہایت قابل تعریف رہا ہے
لیکن ساتھ ہی یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ گو ابتک کوئی اشتعال انپر غالب نہیں آسکا مگر ممکن ہے کہ شاید کسیوقت مذہبی جوش انکی بردباری
و تحمل میں خلل ڈالدے پھر تو عساکر عثمانیہ کے اس طریق عمل سے ہمیں کوئی حجت باقی نہیں رہتی کہ وہ شائستہ افواج ایسا سلوک کئے جانے
اور مہذب سپاہ سمجھے جانیکی کامل طور پر مستحق ہے اور کہ اس بارہ میں وہ کسی یورپین قوم سے کم نہیں ہے۔

یہ ہیں وہ نتائج جو یونانیوں کے فراقانہ عمل سے سرزد ہوئے۔ بیچارے کریٹ کو آزادی دلائی گئی نہیں گئی تھی کیونکہ یہ تو اوس سے پہلے سے مل
چکی تھی بلکہ حکومت خود اختیاری کی مزاحمت کرنے کی تھی جس سے یونانی سب چیزوں سے بڑھکر متنفر و خوف ہیں۔ کریتی ل وادوس اور اسکے
ساتھی کریٹ کو آزاد کرانے کی فکر میں نہیں بلکہ کریٹ کو بالجبر یونان سے ملحق کرانے کی فکر میں تھے۔ یونانی گورنمنٹ کی یہ کل کاروائی ایسی ہی تھی جیسی کہ
کی تھی۔ اوسنے عالم فانی میں تیسری بار شور ہنگامہ سے ذاتی نفع اٹھا سکنے کی امید میں عالمگیر جنگ برپا کردینے کی کوشش کی۔ ... کی یہ چالاکیاں نہیں

بلگیریا اور سربیا کو طمع ولالچ دلا دلا کر اور اس طرح سے کل مقدونیہ میں آگ بھڑکا دینے کی اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا چنانچہ دول عظام کو سربیا، مانٹی نیگرو اور بلگیریا کو خاموش اور ساکن رکھنے کی کوئی تدبیر بجز رعب داب اور اقتدار سے انتہائی درجہ تک کام لینا پڑا لیکن یونان نے نقد کر دیئے پر بھی حملہ کیا۔ بلکہ وہاں ترکی جہازوں پر بھی گولہ باری کی۔ جب عام شورہ فساد اور عالمگیر جنگ برپا کرنے میں یہ تمام کوششیں بیکار رہیں تو یونان نے آخری داؤ چلا اور تھسلی میں ترکی کو لڑائی پر مجبور کر دیا اونکی یہ چال بعینہ ایک ہوشیار مگر بدبخت قمار باز کی چال کی مشابہ تھی جو یہ علم رکھتے ہوئے سے کہ ہار جانے کی صورت میں بھی اسکی حالت پہلے سے کچھ زیادہ بدتر نہیں ہو جائیگی۔ ایک ہی دفعہ داؤ پر بڑی بھاری شرط لگا دیتا ہے۔

یونانی آئین کنسٹیٹیوشن کی بے ثباتی

یونانی قوم کی یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ اوسمیں اصل کوئی طبقہ امراء موجود نہیں۔ امرا جیسے لارڈ۔ خاندانی متمولین کی جماعت بھی موجود نہیں کہ یہ جماعتیں عوام کے جوش کو عتاب کے ہی کا کام کرسکیں اور اندرونی یا بیرونی خطرہ کیوقت بادشاہ اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔ بالفاظ دیگر عام رعایا اور بادشاہ کے درمیان کوئی واسطہ درمیانی طبقہ نہیں ہے۔ یونان میں صرف ایک دار الشوریٰ ہے جسمیں عوام کے وکلاء اور نائب ہوتے ہیں۔ دوسرا جسے دیکھنے والا یا دار الشیوخ نہیں ہے اور بدقسمتی یہ ہے ایک دار الشوریٰ بھی عوام کا قائمقام نہیں بلکہ جہاں تک پولیٹیکل اقتدار کا تعلق ہے عام رعایا کی طرف سے درحقیقت اتھنز کے شوریدہ سر پر جوش اور متلون مزاج باشندوں کا ہجوم بے تمیزی نائب اور قائمقام ہے یہ باشندے اسوقت بھی ویسے ہی عقل کے اندھے اور خر دماغ ہیں جیسے کہ ایسے دو ہزار برس پہلے تھے حال کے اتھنز کے باشندے قدیم اتھنز والوں سے کچھ زیادہ سمجھدار نہیں ہونگے جنہوں نے مشہور آفاق مدبر اور فصیح و بلیغ خطیب ڈیماس تھنیس[1] کی پدرانہ نصیحت کی کھلی اڑائی تھی۔ اور اوس فرزانہ بیدل کو اپنا سرغنہ اور راہنما بنانے سے انکار کر دیا تھا۔

یونانی سیاسیوں اور مقننین کا حصہ کثیر تہی دست قانون پیشہ لوگوں اور اخبار نویسیوں سے مرکب ہے جو پالیٹیکس کو گذارہ کا ذریعہ سمجھ اور اوس سے یہی کام لیتے ہیں اونکی تمام پولیٹیکل کارروائیاں بالعموم خود غرضی یا کسی فوری حرص و طمع پر مبنی ہوتی ہیں چنانچہ یہ عام معمول ہے کہ یونان میں جو فریق برسر حکومت ہو وہ سلطنت کے تمام اخراجات کا بوجھ فریق مخالف کے سر پر ڈالدیتا ہے اور کل محاصل اور ٹیکس اپنی جیبوں میں

[1] یونان کے نامور ان سلف میں شخص سب سے مشہور فصیح اور خطیب گذرا ہے وہ ایک معمولی زرہ بنانے والے کا بیٹا تھا اور چھوٹی عمر میں ہی یتیم ہو گیا تھا اسنے فصاحت میں اعلیٰ کمال حاصل کرنا اور فن خطابت میں کامل دستگاہ پیدا کرنے کیلئے جو محنت ہائے شاقہ کیں وہ اب تک بطور ضرب المثل مشہور ہیں مثلاً تلاطم کے وقت جبکہ سمندر کی موجیں رعد کی طرح گرج رہی ہوتیں کنارہ ساحل پر جاکر اپنی آواز کو پکایا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے انداز اور وضع اقامت کو درست کیا اوسے ایک کندھے کو جنبش دینے کی عادت بچپن سے پڑ گئی تھی اسکو دور کرنے کیلئے یہ تدبیر کی کہ ایک تیز دھار تلوار کی کندھے کے بالکل متصل چھت میں لٹکا دیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں اتھنز والے وقت اس سے مغلوب ہو جاتے تھے وہ فیلقوس سکندر کا ہمعصر تھا سکندر نے اسکو کئی مرتبہ اہالی اتھنز سے طلب کیا مگر انہوں نے منظور نہ کیا۔ اسکندر کے جانشین اینٹی پاٹر نے بھی اہالی اتھنز کو شکست دیکر اسکو بھی طلب کیا جسپر وہ معہ رفقا قلعہ بند ہو کر سمندر کو بھاگ گیا اور وہاں زہر سے خودکشی کر لی سنہ ۳۸۴ قبل مسیح میں پیدا اور سنہ ۳۲۲ قبل مسیح میں فوت ہوا

نکالنا ہے ایسی صورت میں موجودہ شاہ یونان کے عہد حکومت میں ہی وزارتوں کا پچاس سے زیادہ مرتبہ بدلنا کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہو سکتا۔

جنوبی ریاستیں جزیرہ نما بلقان کی اکثر ریاستوں کی طرح یونان کی بھی یہ سخت بدنصیبی ہے کہ ملک میں کوئی مستقل جماعت متمول یا امیر و شریف اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی نہیں ہے کہ ملک کو ان میں سے بے غرض اور محب وطن لیڈر بہم پہنچ سکیں ان کل چھوٹی چھوٹی بلقانی ریاستوں اور بادشاہتوں کے اندرونی پالٹیکس اور انتظام کی حالت نہایت ابتر متذبذب اور پست ہے سرویا کی حالت ویسی ہی ابتر ہے جیسی کہ یونان کی بلگیریا کی حالت بھی کچھ تھوڑی سی مستثنیٰ بہتر ہے۔ کیونکہ بلغاری یونانیوں اور سرویوں کی نسبت زیادہ مستقل مزاج اور متین ہیں رومانیا کی حالت سب سے اچھی ہے کیونکہ ایک تو وہاں زبردست جماعت امراء موجود ہے اور دوسری وہاں جرمن نژاد اولوالعزم ایک شاہزادہ حکمران ہے جنہوں نے وہاں بھی جرمن انتظام و سلیقہ اور استقامت کا اثر ڈال دیا ہے۔ یہ مسئلہ ابھی زیر بحث ہے اور ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا جنوب کی جنوب میں ان چھوٹی چھوٹی آزاد یا نیم آزاد ریاستوں کا قائم کیا جانا خود ان ریاستوں اور تمام بنی نوع انسان کے حق میں مفید ہونے کی بجائے الٹا نقصان بخش تو ثابت نہیں ہوا اتنا ہم یہ متفق علیہ امر ہے کہ اس ملک کی اکثر جماعت کو جو ہمدردی اخوت مذہبی اور رقت قلبی کی بڑی شیدا و مفتون یا مدعی ہے اور جس نے ان ریاستوں کے قائم ہونے پر محض اس لئے کہ وہ مسیحی کہلانے کی دعویدار تھیں۔ بڑا زور دیا تھا شروع شروع میں ان ریاستوں کے متعلق جو لمبی چوڑی اور شاندار امیدیں تھیں وہ باطل اور موہوم ثابت ہوئی ہیں سوائے چند مستثنیات کے عام یونانی سرولی یا بلغاری نام کے سوا اور کسی بات میں عیسائی نہیں اندرونی شورشوں اور انقلابات کے علاوہ ان ریاستوں کے وزرا اور سیاسیون ایسے بد اصول خائن و مرتشی ہیں اور دیگر اقوام جو اونکی حدود کے اندر آباد ہیں یہ ریاستیں ایسا صریح اور ایسا ظلم و ستم کرتی ہیں کہ دنیا کے امن کے حق میں وہ شیطان صفت پولیٹکل خرمن سوزوں سے کم نہیں وہ ہمیشہ مزید علاقہ اور ایسی اقوام اور ایسی اغراض و مقاصد کو غصب کرنے کو مزید موقعوں کی تلاش و تامین میں رہتی ہیں جنسے اونہیں کسیطرح کا تعلق و واسطہ نہیں۔ یونان کے ترکی پر حملہ آور ہونے کی بڑی وجوہات یہی ہیں ہم ملک کی تمنائے تاخت و تاراج تھیں اگر یہ سوال اسطور پر کیا جائے کہ کیا ترکی حکومت یونانی حکومت سے بہتر نہیں تو نامناسب نہ ہوگا میری رائے میں اگر مسئلہ کے عیسائی یا مسلمان دونوں مذاہب کے باشندوں کی رائے لیجائے اور اونکو اسطرف سے اطمینان کرا دیا جائے کہ آزادی اور بیباکی سے اپنا دلی منشا ظاہر کر دیویں تو یہ اونکے حق میں مضر نہ ہوگا اور نہ اونپر کسیطرح کا دباؤ یا رعب ڈالا جائے تو یا غالب وجہ ہے کہ یہی رائے حصہ کثیر یونانی گورنمنٹ پر سلطانی حکومت کو ترجیح دیکر اوسکے حق میں رائے دیں گے اور یہ تو یقینی امر ہے کہ غیر یونانی (عیسائی ہوں یا مسلم) بلا اختلاف اکثر تمام ترکی حکومت کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مقابلہ جب واقعہ انگریز لوگ ترکی سلطنت کی قطع و برید اور ان تمام ہندہ عیسائی ریاستوں کے قیام پر جید متوجہ ہوکر بغلیں بجا رہے ہیں۔ وہ اس امر کو قطعاً نظر انداز کر رہے ہیں کہ ان کا بطور قاعدہ کلیہ [illegible] دیگر مذاہب والی قوموں پر نہایت ہی ظالمانہ جبر و تعدی اور تیغ و ستم کی آماجگاہ اور تختہ مشق بنا رہی ہیں بلکہ اکثر موقعوں میں [illegible] کا باعث ہوا ہے کیا اونکو بلگیریا کے مسلمانوں کے رقت انگیز حالات فراموش ہو گئے ہیں اور کیا انکو یاد نہیں رہا کہ روسی حملے کے بعد بلغاری عیسائیوں نے کس بیدردی سے بلگیریا کے [illegible] بے پناہ مسلمانوں کی [illegible] حصہ کو گھروں سے بیدخل اور [illegible]۔

[illegible] شاہ جارج جو شاہ ڈنمارک کا [illegible] ہے [illegible] یونان کا بادشاہ ہوا۔

اور تقریباً ایک نصف کو ہلاک و شہید کر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں سو لاکھ سے زیادہ بیگناہ مسلمان جنمیں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے ہلاک [illegible]
بلغاریوں نے یونانیوں پر اکتفا نکیا وہ یونانیوں کے ساتھ ترکوں سے بھی زیادہ بغض و عناد رکھتے ہیں چنانچہ انھوں نے یونانی آبادی کے حصہ
کثیر کو ان ریاستوں کی حدود سے خارج کر دیا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مقدونیہ سے بیدخل ہو جائیں تو بلغاریوں
یونانیوں و سربیوں میں ایسی سخت خانہ جنگی شروع ہو جائے کہ جب تک کل اقلیتیں معدوم نہو جائیں وہ کبھی ختم نہو سربیوں نے اپنے افواد
ہمراہی [illegible] کہ انگریز [illegible] تمام مسلمان باشندے [illegible] قتل [illegible] کر دیا تھا۔
[illegible]
[illegible] مسیحیت عیسائیوں کے حصہ کثیر سے جو [illegible]
سے خالی ہونے کے لئے یہی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں کہا کرتی ہیں اور جنگی ہمارے ملک کے بعض [illegible] مداح انکا و ہند تعریفیں کرتے رہتے ہیں اور
اونکو فرشتوں کے ہم پلہ بتاتے ہیں بدرجہا زیادہ صبور سلامت رو مستدین ہیں اور جفاکش متحمل و محنتی ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ برے
عیسائی کو اچھے مسلمان سے کیوں انگریزی حمایت کا زیادہ مستحق اور سزاوار سمجھا جاتا ہے یہ درست ہے کہ ہم سب کا یہ دلی اعتقاد ہے کہ صرف
مسیحی مذہب ہی ایسا ہے جو کل عالمی ہونے کی قابلیت رکھتا ہے [illegible] کی نوع انسان کو اخلاق و فلاح کی اعلیٰ
درجہ سطح پر پہونچانے کے قابل ہے مگر ایسا [illegible] مسیحیت [illegible] مذکور کا محض نمایشی [illegible] اعتقاد
و اظہار جسکے ساتھ اعتقاد کی صداقت و حقیقت کے ثبوت و اظہار کیلئے کوئی افعال و اعمال موجود نہوں [illegible] ترک الیشیا کوچک کے دیہات
و قصبات میں جا بچشم خود سنہ ۱۹۰۰ کے خوفناک روسی جہاد کے خاندان بیوہ شدگان اور ستم رسیدوں کو دیکھ کر [illegible] اونکی انگریزی عیسائیوں
کی منافقیت اور متنباس عمل کو جنہوں نے سنہ ۱۸۹۵ کے مظالم آرمینیا کے خلاف تو ہی صرف بیس سال [illegible] عیسائی روسیوں نے ہزاروں اور بیناہ
بیگناہ معصوم مسلمانوں پر توڑے تھے خفیف سی آواز بلند کی تھی سخت حقارت کے ساتھ دیکھنی پر کسیطرح کا تعجب ہو سکتا ہے۔

بنی نوع انسان کو ان چھوٹی چھوٹی عیسائی ریاستوں کے قایم کرنے سے جو فایدہ پہونچا ہے اوسکا اندازہ کرتے وقت مصنف مزاج شناس
پر ان مظالم و تباہی و بربادی کو بھی مد نظر رکھنا واجب ہے جو مفتوحہ اور بیگناہ مسلمان آبادی پر وارد ہوئی تھیں کریٹ کے واقعات نے
بالبداہت ظاہر کر دیا ہے کہ دست بالا حاصل ہونے پر کریٹی عیسائی اپنے مسلمان ہمسایوں سے کیسا سلوک کرتے ہیں آرمینیوں کو اگر دست بالا حاصل ہو جاتا تو وہ جو کچھ کر
گزرتے اوسکا اندازہ اور کیفیت بمقام زیتون ترکی امیر دلی کے آرمنی عیسائیوں کے ہاتھ سے بیدریغ ظالمانہ قتل عام۔ اور اونہی سازشیوں کے قسطنطنیہ میں
انداد و ہند [illegible] کے گوسے پھینکنے سے صاف ظاہر ہو سکتا ہے مسیحی دول عظام میں سب سے زیادہ مسیحیت کا دعویٰ رکھنے والی سلطنت عیسائیت کو جیسا

ایشیا کوچک کا ایک مقام جہاں ارمنی باغی کئی ہزار کی تعداد میں مجتمع ہو کر افواج قاہرہ کا مقابلہ کرتے رہتے تھے مگر آخر [illegible] نے وحشی و نرمی دونوں سے کام لیکر اس فساد کو فرو کر دیا اوسکے مفصل حالات نسبت سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں مندرج ہیں اسی ضمیمہ میں قسطنطنیہ کے فساد کے بھی حالات مندرج ہیں۔

تو اوسے ہم بیاکر رکھا ہے مگر انسے بدرجہا زیادہ سخت مظالم ہے۔

[illegible] کی ہے وہ گویا روس کی [illegible] کے خلاف یورپ اور انگریزی [illegible] روس کی بدکاریوں اور مسلمانوں کی [illegible] عمر پاشا کی تعلیم شروع کر دی ہے
واضح ہو [illegible] واقعات [illegible] بیان کئے ہیں [illegible] سلطان [illegible] کی موجودگی کا مسئلہ [illegible] ترک [illegible]
[illegible] بوسنیا [illegible] عیسائی [illegible] کی ناانصافی اور وحشی [illegible] منافقت پر [illegible] کافی
دلائل و جوہات رکھتے ہیں۔

مردِ بیمار کا ورثہ ہمیں کوئی شک نہیں کہ ستمبر ۱۸۹۵ء سے لیکر اپریل ۱۸۹۷ء کی ترکی فتوحات کے وقت تک خیال عالمگیر ہو رہا تھا
کہ سلطنت ترکیہ [illegible] کا وقت قریب پہونچ گیا ہے مرد بیمار اب آخری دم توڑ رہا ہے اور عنقریب عثمانیوں کا ترکہ اونکے جامع رقیبوں اور ہمسایوں
میں تقسیم ہو جائیگا انگلستان میں ترکوں کے برخلاف عام جوش اور تحریک پھیل گئی تھی انگریزی گورنمنٹ کی مخاصمانہ پالیسی اور اون تہدید
و تہدیدات سے جو لارڈ سالسبری نے پولیٹیکل [illegible] اور [illegible] مجالس میں سلطان المعظم اور اونکی گورنمنٹ کو کی تھیں اس خیال کو بہت تقویت
پہونچ گئی تھی [illegible] یونانیوں نے جنہیں ۱۸۹۷ء کی محاربہ میں ہاتھ پاؤں ملائے اور ایک گونہ خاموش رہنے کا [illegible] افسوس تھا اس مرتبہ توقف [illegible]
سے اپنا موقع [illegible] کا عزم بالجزم کر لیا۔ اکثر اہل الرائے کا خیال ہے کہ روس نے [illegible] یونان کو ترغیب دی تھی [illegible] شاہی خاندانوں کی
قرابت باہمی اور گہرے تعلقات سے اس خیال کی بیشتر تائید بھی ہوتی تھی۔ انکے برعکس بعض ایسے لوگ بھی ہیں [illegible] گہری [illegible]
چال چلا ہے ترکوں اور یونانیوں کو اسلئے آپس میں لڑا دیا کہ جزیرہ [illegible] روس [illegible] کر کمزور و ضعیف
ہو جائیں [illegible] روس [illegible] کی طرف سے شکوک و شبہات اور نفرت کو عالمگیر پایا۔ انکا یہ عام قول تھا کہ اگر روسی
ترغیب نہ ہوتی تو ہم کبھی جنگ نہ کرتے لیکن جنگ کے وقت سے روسی گورنمنٹ نے جو وضع اور پالیسی اختیار کر لی ہے اس سے ان خیالات کی [illegible]
تصدیق یا تائید ہو سکتی ہے مگر [illegible] ظاہری [illegible] تاریخ [illegible]
[illegible] ترکستان [illegible] انگلستان کی گورنمنٹ اور عام اہل الرائے [illegible] مفصل ذکر [illegible]
[illegible] پالیسی [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] شایع کیا گیا [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] آخری حصہ [illegible] شامل
کر دی گئی ہیں۔ [illegible] تقریباً ایک سال [illegible] آخری [illegible]
اس [illegible] خیال [illegible]
[illegible] انگلستان کی پبلک [illegible] لارڈ سالسبری نے [illegible] یونان کی [illegible]
[illegible] ممبران پارلیمنٹ [illegible] شاہ یونان کو [illegible]
[illegible] شادی [illegible]

پہونچ سکتا محال ہے۔

روسی پالیسی اور کارروائی کی نسبت میری رائے حسب ذیل ہے اسکی تائید اکثر واقعات سے جو صفحات آئندہ میں درج ہیں ہو رہی ہے۔

ارمنی سازش ۱۸۹۲ء میں جب مسٹر گلیڈسٹون پھر وزیر اعظم ہوا تو روس نے سلطنت عثمانیہ پر آخری حملہ کرنیکے لئے معاملات موجودہ الوقت اور حال کو نہایت مناسب تصور کیا۔ ایسے حملے کی کامیابی کیلئے خواہ وہ کسی زمانہ میں کیا جاسکے انگلستان اور ٹرکی میں کامل بگاڑ ہونا مقدم اور لازمی شرط ہے روس کو ۱۸۷۸ء کی مہیب اور گران خرچ غلطی اور ۱۸۷۸ء میں بمقام برلن لارڈ بیکنسفیلڈ کو جو کامیابی ہوئی تھی وہ اچھی طرح سے یاد ہے اور اُس سے ایسی عبرت ہوگئی ہے کہ وہ ٹرکی پر کسی ایسے وقت کبھی حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا جبکہ انگلستان ٹرکی کی حمایت میں کھڑا ہو جانا امکان کے داخل ہو۔

بنا بریں پہلے انگلستان اور ٹرکی میں بگاڑ پیدا کرنے کی تدبیر اختیار کیگئی اور اس مدعا کے حصول کیلئے ارمنوں سے عالمگیر بغاوت کرانے کی غرض سے روس میں روسی روپیہ کی امداد سے انقلابی سازشی کمیٹی کی بنا قائم کیگئی روس نے یہ کارروائی ایسی چالاکی سے شروع کی کہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ بھی اس سازش کی سرپرستی کرتا رہا۔ اس وحشیانہ اور ابلیسانہ سازش کے مقاصد و مدعا سازش مذکور کے عملی اظہار سے پیشتر ہی دنیا پر ظاہر ہوگئے تھے مشہور امریکن مشنری ڈاکٹر ہیملن نے ۱۸۹۳ء میں انکے متعلق حسب ذیل تحریر کیا۔ ایک ارمنی انقلاب پسند جماعت مشنری کام اور سلطنت عثمانیہ کے بعض حصوں کی کل عیسائی آبادی کو سخت نقصان اور تکلیف پہونچانیکا باعث ہو رہی ہے یہ ایک خفیہ انجمن ہے اور انقلاب اور کاروبار ایسی کامل عیاری اور روباہ بازی سے سر انجام دیا جاتا ہے کہ ویسی عیاری صرف بلاد شرق کا ہی حصہ ہے اہالی مغرب میں اوسکا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا ایک نہایت سمجھدار اور ذہین ارمنی جنٹلمین نے مجھے یقین دلایا کہ یہ ہنچاکسٹ (انقلاب پسند سازشی گروہ) جو کل سلطنت میں باقاعدہ پھیلے ہوئے ہیں ترکوں اور کردوں کو قتل کرنے اور اونکے دیہات کو پھونک دینے کے لئے مناسب موقعوں کی تاک میں رہینگے اور موقع ملنے پر ان کاموں سے فارغ ہوتے ہی پہاڑوں کو بھاگ جائینگے اس کارروائی سے غضب آلود ہو کر مسلمان ہیجان لے بیٹھیں گے اٹھ کھڑے ہونگے اور بے پناہ ارمنی باشندوں پر حملہ آور ہو کر اونکو ایسی بیرحمی سے قتل و تنیخ کر دینگے کہ روس انسانی ہمدردی اور مسیحی تہذیب کے نام سے ملک میں داخل ہو کر اوسپر قابض ہو جائیگا۔

مجھے اس ہنچاکسٹ انقلابی جماعت کے شیطانی ارادوں اور حرکات سے صرف چند ایک کا نہایت ہی نرم پیرایہ میں اظہار کیا ہے اسکی بنا روسی ہے اور روسی زر اور روسی عیاری ہی اوسکی روح رواں ہیں یہ انجمن ایسی پلید ہے کہ تمام مشنریوں کو امریکن ہوں یا دیگر ممالک کے اسکی نہایت زور سے مخالفت کرنی واجب ہے یہ سازش ہر ایک انواری مدرسہ میں داخل ہونے اور حصول مدعا کیلئے مذہب میں اگر شیطانی انجمن کے معاون و مددگار بنانیکی کوشش کر رہی ہے بس ہمکو اس امر کی احتیاط رکھنا سخت لازمی ہے کہ ارمنوں کی دوستی اور اعانت کرتے وقت ہم سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو پائے جس سے کسیطرح بھی یہ نتیجہ نکل سکتا یا یہ قیاس ہو سکتا ہو عنقریب انجمن پیدا ہو گئی تو اس انجمن کو کامیابی کیلئے فقط ترکی روسی گورنمنٹ کی نصیحت ماننے ترکوں سے لڑائی شروع کردی اودھر دوسری طرف ہی کرد و شکل وجہ سے زائد بیانوں کی حمایت کی مگر اس روایت کی کسی آزاد ذریعہ سے تصدیق نہیں ہوئی ہے دیگر مذکورہ بیانات و تفصیل درج ہیں۔

کہ ہم اس تحریک کو جس غضب کراہیت و حقارت سے دیکھتے ہیں ہم سب پر فرض ہے پسند کرتے ہیں اسکے متعلق رنٹر ایجنسی کے ایک نہایت ذی علم و قابل نامہ نگار نے ایشیائے کوچک کے ارمنی اضلاع کی سیاحت کے بعد مارچ ۱۸۹۶ء میں حسب ذیل تحریر کیا ارمن فتنہ انگیزوں نے یہ تجویز کر رکھی ہے کہ خود انکے مسلمانوں پر ایسے مظالم توڑے جائیں کہ وہ اونسے سخت برافروختہ اور مشتعل ہو کر عیسائیوں پر جوابی ترکی ایسا ظلم و ستم اور اونکی ہی خونریزی اور بے حرمتی کریں کہ کل عیسائی دنیا غضب آلود ہو کر اپنے ہم مذہبوں کی حمایت میں کھڑی ہو جائے ارمن مرد چونکہ عموماً بھاگ گئے ہونگے مسلمانوں کا غصہ زیادہ تر بے پناہ عورتوں اور بچوں پر ہی نکلیگا فتنہ انگیزوں کے سرغنے جانتے ہیں کہ ایسی ہی ظہور میں آئیگا۔ اور یہ بھی مسلم امر ہے کہ وہ اسی بات کو اپنی کامیابی کا زبردست عنصر اور موجب خیال کرتے ہیں اس نامہ نگار کی یہ حیرت انگیز پیشنگوئی کہ نئی فتنہ انگیزوں کی طرف سے تیز حملہ خود قسطنطنیہ کے شہر میں کیا جائیگا اور لڑائی کا اصل حصہ شہر مذکور کے اندر باشندوں میں ۱۸۹۴ء میں لکھی گئی نہیں جولائی و اگست ۱۸۹۶ء میں بمقام ساسون اور ۲۶ ستمبر ۱۸۹۵ء کو بمقام قسطنطنیہ بحرف پوری ہو گئی تھی۔ ارمنوں کی بغاوت کرنے یا خونریزی ہونے سے بہت عرصہ پہلے یہ دو پیشگوئیاں لکھی گئی تھیں بغاوت ساسون جولائی ۱۸۹۴ء میں جنگ خروع ہوئی

تشہیر مظالم کے ہنگامہ و قصہ

بغاوت ساسون کے فرو ہونے سے تھوڑا ہی عرصہ بعد جس میں بہت تھوڑے یعنی صرف ۲۰۰ آدمی ضائع ہوئے تمام مغربی یورپ اور بالخصوص زیادہ تر انگریزی اخبارات میں نہایت ہی خوفناک اور ناقابل فہم مجاریہ مظالم کا ایک مکروہ ہنگامہ برپا ہو گیا اخباروں کو مظالم کی بڑی مانگ اور ٹوہ رہتی ہے عام مذاق زیادہ تر ہیبت کا متلاشی رہتا ہے جس امر سے موجودہ تہذیب کی ایک بہت کمزوری ہویدا ہو رہی ہے اکثر اچھے یا بظاہر اچھے آدمی بھی مظالم کے تفصیلی حالات کی ویسی ہی طلب رکھتے ہیں جیسی کہ برانڈی و شراب کو ہوتی ہے علاوہ ازیں یہ امید و خواہشیں انسانی دل و دماغ کی کجی یا بیماری کو ظاہر کرتی ہیں مگر دسمبر ۱۸۹۴ء اور اکتوبر ۱۸۹۵ء کے درمیان جس عرصہ میں کسی نمایاں حد تک کوئی حقیقی مظالم وقوع میں نہ آئے تو مجاریہ مظالم کی حیرت انگیز وسعت اور نشو و نما کا باعث کبھی صرف تعداد اور تحقیق نہیں ہو سکتی جو اخبار نویس عام ناظرین کی خبر جو اور نامناسب مذاق و طلب کو پورا کرنے پر مجبور ہیں یہ وسعت اور نشو و نما نہایت حقیقت میں اونکا غور و پرداخت سے مرتب کیا گیا انتظام تشہیر اور سازش کا نتیجہ تھی جسکے بعض گماشتے اور ایجنٹ تنخواہ دار اور کئی سازشیوں مکر و فریب سے معصوم مگر خواہاں اور رضامند غمگسار تھے مظالم کے متعلق تمام داستانیں اور اکثر ٹیلیگرام در اصل ایک ہی اشخاص یا ایک ہی منظم اور ایک ہی انجمن یعنے ان چند عیار ارمنی سازشیوں کی جماعت کی طرف سے جنکا صدر دفتر روسی سرحد کے اندر کارس کے نواح میں تھا موصول ہوئے تھے اور ان سازشیوں میں چند ترکی قلمرو میں خود واقع ہوئے تھے گویا قریب و جوار میں تھے انگلستان میں مظالم کی تحریک ایسا زور پکڑ گئی کہ اوسنے تقریباً اسلام کے برخلاف علم جہاد کی صورت اختیار کر لی۔

اس وقت بھی تشہیر وغیرہ کا تقریباً وہی انتظام کیا گیا جو ۱۸۷۶ء کے مظالم بلغاریا کے متعلق روس نے کیا تھا اور اس تشہیر کا مدعا بھی وہی تھا یعنی انگلستان کی پبلک کو ترکی سے برگشتہ خاطر کر دیا جائے تاکہ سلطنت عثمانیہ کی حیات و موت بالکل روس کے رحم پر منحصر ہو جائے ۱۸۹۰ء میں روسی پالیسی کا ناخدا ایک نہایت ہی قابل اور مستقل مزاج مدبر پرنس لوبانوف تھا جسکی شب و روز یہی خواہش اور کوشش تھی کہ روس کے قدیمی مقصد و مدعا کو حاصل کیا جائے یہ مدعا سب جانتے ہیں کہ قسطنطنیہ و سلطنت پر قبضہ و تصرف کیا جائے [illegible]

اپنے مدعا کے حصول کیلئے جائز یا ناجائز وسائل اور ذرائع کی کچھ پروا نہ تھا [illegible] خالص عیسوی تھا اور قومی خواص بدرجہ کمال موجود تھے

[illegible] دین [illegible] انگلستان کا عزم بالجزم [illegible] آدمی تھا اور بالکل

[illegible] روس کی [illegible] سلطنت [illegible] پوری وسعت کیساتھ [illegible] کیا جائے کہ قسطنطنیہ

[illegible] ٹرکی کو ایسی حالت میں کر دیا گیا [illegible] روس کے [illegible] دست نگر ہو جائے اور خواہ تخت

[illegible] سلطان [illegible] دونوں سے اوسکی غرض

یکساں حاصل ہو سکتی ہے [illegible] آخری بارہ مہینوں میں [illegible] بالخصوص [illegible]

کی وجہ سے دوسری روش کو [illegible] کیا [illegible] اپنی چال چلا کہ روسی روپیہ اور تجربہ سے پیدا شدہ

[illegible] انگلستان کی عام [illegible] بالکل [illegible] اور منحرف ہو گئی ہے۔

ٹرکی کی تشفی

اب [illegible] کہ سلطان [illegible] اور [illegible] قوم کو [illegible] کرا دیا جائے کہ انگریزی

گورنمنٹ [illegible] فی الحقیقت [illegible] اور [illegible] جیسی کہ انگلستان کی عام [illegible]

[illegible]

[illegible] انگریزی [illegible] دستہ [illegible]

[illegible] سالات کی کل تاریخ میں [illegible] جس [illegible] اور وہ

[illegible]

سر فلپ کری کو ٹرکی کے [illegible] اور [illegible]

کے طریق انطفا کے متعلق تحقیقات کی [illegible] جولائی ۱۸۹۵ء [illegible]

لارڈ سالسبری کو صاف صاف کہا گیا کہ ایسی مداخلت روس کیساتھ اعلان جنگ کرنے کے مترادف ہو گی۔ سر فلپ کری پورا پورا [illegible]

کر [illegible] رہا اور اس اثنا میں روس کبھی ایک لحظہ کیلئے بھی [illegible] کی نیک نیتی اور صادقانہ موافقت پر شبہ ہو اسلئے ٹرکی کو [illegible]

روس فرانس اور انگلستان کے اتحاد کا علانیہ و درپردہ [illegible] اظہار کیا جاتا رہا۔ اور سر فلپ کری کل ذمہ داری اپنے سر

[illegible] اصلاحات کا ایک ناممکن العمل گران خرچ اور سخت اشتعال دہ مسودہ پیش کر دیا اور دونوں انگریزی گورنمنٹوں

کو یقین کر لینے دیا گیا کہ وہ سلطان پر دباؤ ڈالنے کے لئے روسی شرکت پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کو روس کی دشمن روس اور اوسکے علام حلقہ بگوش فرانس کیساتھ ملکر انگلستان کے اصلاح کرنے کیساتھ ٹرکی پر

دباؤ ڈالنے سے طبعی طور پر سلطان المعظم کی مسلمان رعایا پر نہایت ہی برا اثر پڑا۔ سر فلپ کری کی مسودہ اصلاحات جسکی منظوری پر [illegible]

التعداد اور غالب [illegible] قلیل التعداد عیسائی [illegible] دست نگر ہو مسلمانوں میں عام [illegible] پھیلی اور اس [illegible] اور

[illegible] گورنمنٹ اور [illegible] ۱۸۹۵ء کے وسط میں [illegible] مترجم۔

غیظ و غضب سے اکتوبر نومبر اور دسمبر ۱۸۹۵ء کی افعال قبیحہ کیلئے راستہ صاف کر دیا علیٰ ہذا سوف جبکہ اتحاد خوب [illegible]

کے خاتمہ قریب ٹرانسوال میں عنقریب خلل ہونیکا نتیجہ کر رہی ہے روسی چانسلر نے اپنا مشہور اعلان عام کر دیا کہ دول متحدہ [illegible] میں

داخل نہیں ہو سکتی جس اعلان سے انگریزی گورنمنٹ حیران و ششدر ہی رہ گئی - بلکہ اپنے دل میں خفیف و رنجیدہ بھی از حد ہوئی ہے ۔

روسی پالیسی

کی نئی ناظرین سوال کریں گے کہ روسی پالیسی نسبت کیوں یکبارگی ٹرکی کا دوست [illegible] ایک سلطنت عثمانیہ کی

قطع برید میں کیوں حامل ہو گیا اسکا جواب ہے یہ کہ روس کی ہمیشہ یہ کوشش اور پالیسی رہی ہے کہ [illegible] کی [illegible]

دے اور خرابی و اختلاط کو بڑھاتا رہے تاکہ ایشیائی ٹرکی اندرونی کمزوری بھی [illegible] [illegible]

خود بخود روس کے ہاتھ میں گر پڑے [illegible] [illegible] [illegible]

ایشیا اور عصنا کی قسمت کی [illegible] [illegible] اگر انگریزی [illegible] [illegible]

غالب [illegible] خاص [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کر رہا ہے اور کرتا رہیگا روس نے اب تک ٹرکی کو معلوم نہیں ہونے دیا کہ وہ کیا کریگا جب تک کہ ان [illegible] صرف روس ہی [illegible] آجا [illegible]

نظام [illegible] کی [illegible] بازی اور مکر و فریب کے متعلق اپنی ناراضگی اور آزردگی کو کوئی خفیہ نہیں رکھا بلکہ صاف صاف اظہار کر دیا

سی گذشتہ میں اس ایلچی نے مقام قسطنطنیہ بادشاہ سے گفتگو میں بیان کیا کہ وہ لارڈ سالسبری کے شبہات و بدظنی کو مٹا دے اور پھر اسکا

حسن ظن حاصل کرنے کیلئے پھر دل سے خواہشمند اور ساعی ہے ۔

جرمن پالیسی

کے ٹرکی کے معاملات میں جرمنی نے گذشتہ تین برسوں میں بہت بڑا اور اہم حصہ لیا ہے انگلستان [illegible]

پالیسی کو پہلا بڑا دھکا اور جرمن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور میری رائے میں صحیح نامناسب [illegible]

کے پسند [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قیصر کی خارجہ پالیسی نہایت [illegible] [illegible] اور دنیا کی امن کے قیام کی امید رہی ہے جرمن پالیسی [illegible] مشرق میں

بالواسطہ انگریزی اغراض کی [illegible] [illegible] [illegible] اگر جرمن پالیسی اعتدال قایم [illegible] [illegible] تو [illegible] وجود [illegible]

کا جنگ عالمگیر میں مبتلا ہو گیا ہوتا سلطنت عثمانیہ کی تقسیم ہو گئی ہوتی اور ایسی حالت ہوتی کہ ہم [illegible] [illegible] الارض [illegible]

اور مشرق میں انگلستان کے تجارتی اور پولیٹیکل اقتدار کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مشرق میں جرمنی نے جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے اسکو بخوبی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

دوش [illegible] ادھوا انگریزی اخبارات کا ایک حصہ یکبارگی اور حیرت انگیز جوش کے ساتھ روس کی [illegible] اور [illegible]

[illegible] شروع کر دیا تھا - ابھی دونوں پرنس آف ویلز سینٹ پیٹرزبرگ گئے وہاں ان کی بڑی تپاک سے مہمانداری کی گئی [illegible]

اخبارات [illegible] کی بعض [illegible] کو بڑھا چڑھا کر اور [illegible] پولیٹیکل واقعہ قرار دیا اور ایسی پولیٹیکل [illegible] [illegible] دیا -

بلکہ یہ شور کیا کہ [illegible] [illegible] شروع ہو گیا ہے روس جرمنی کی جگہ لیگا - اور انگلستان اور روس [illegible]

صلاح و مشورہ کرکے یورپ اور ایشیا کے معاملات کا خود ہی تصفیہ کردیا لیکن ان تحریروں اور اس جوش و خروش نے فطری طور پر جرمنوں کے
دلمیں شبہات اور بدظنی پیدا ہو گئی کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جبتک یورپ ایسے مساوی کیمپوں میں منقسم ہے جیسے کہ اسوقت ایکطرف روس و فرانس
اتحاد ہے اور دوسری طرف جرمن سلطنتوں کا اتحاد ہے تب تک انگلستان کا اتحاد لازمی طور پر نہایت قیمتی عنصر ہے اور جس فریق کے ساتھ وہ متحد ہو جائے
اوسے فریق ثانی پر بڑا انتہا غلبہ اور فوقیت حاصل ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب اس امر کی کچھ بھی علامت دکھائی دیتی ہے کہ انگلستان دوسرے
فریق کی طرف جھک رہا ہے تو جرمنی میں فی الفور سخت تشویش اور بے چینی ناشی ہو جاتی ہے چنانچہ ۱۸۹۴ء میں بعد انتقال اسکندر ثالث کے انگریزی اخبارات
کی طرز تحریر اور وضع سے جرمنی میں مجدداً تشویش شروع ہوئی اور جب جرمنی نے دیکھا کہ انگریزی پالیسی علانیہ روس اور فرانس کے ساتھ
ملکر قسطنطنیہ میں کام کر رہی ہے تو اوسکی تشویش میں اور اضافہ ہو گیا پریسیڈنٹ کروگر کو جرمن قیصر نے جو تار بھیجا تھا اس نامبارک واقعہ
کا کسیقدر موجب یہی رنجیدگی تھی۔

مدبران جرمن گورنمنٹ نے بخوبی محسوس کر لیا کہ ٹرکی کی معدومیت سے یورپ میں موازنہ طاقت بالکل درہم برہم ہو جائیگا بڑا عظیم
کرامن میں خلل پڑ جائیگا۔ اور جرمن سلطنتوں کی سلامتی معرض خطر میں پڑ جائیگی آسٹریا کے فرزانہ اور عقلمند مدبروں کی بھی ان کے
بہی رائے ہے اسی قیاس پر جرمنی گورنمنٹ نے اون سازشوں کو بے اثر کرنے کے لئے جو ٹرکی کی معدومیت یا اوسکی آزادی کو برباد کرکے سلطنت
عثمانیہ کو روسی علاقہ تابع بنا دینے کے واسطے کیجارہی تھیں مستعدی کے ساتھ بالمقابل کارروائی شروع کردی اس امر کے باور کرنے کی
وجہ موجود ہے کہ پرنس لوبانف کی بیوقت موت سے پہلے (جس واقعہ پر مسٹر گلیڈسٹون نے ارمنوں کا طرفدار ہونے کی وجہ سے انتہا مسرت ظاہر
کی تھی) خواہان جنگ فریق کو روسی دربار میں غلبہ حاصل ہو گیا اور باسفورس پر روس کا عنقریب حملہ آور ہو جانا یقینی سا ہو گیا تھا حقیقت
جنگ کا چند گذشتہ برسوں سے یہ خیال ہو رہا ہے کہ علاقہ تھریس کے شمال مشرقی گوشہ میں یکبارگی فوج کثیر جہازوں سے اتار کر دو کوس پیچھے سے
قسطنطنیہ کو بالکل بیہم پہونچایا جاتا ہے قبضہ کر لیا جائے اور اون قلعوں پر جو باسفورس کی حفاظت کیلئے موجود ہیں عقب سے دہاوا کیا جائے
اس ارادہ کی اطلاع ملنے پر جرمنی اور آسٹریا نے روس کو متنبہ کر دیا کہ وہ ٹرکی کی معدومیت کی بزور شمشیر مزاحمت کرینگے تیغ سے
خواہان جنگ فریق کی جو نوجوان اور شریف النفس زار کی شریفانہ مخالفت آچکا ہے آنکھیں کھل گئیں اور قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا
ارادہ ترک یا ملتوی کر دیا گیا۔ اور اوسوقت سے جرمنی اور روس میں یہ دوڑ شروع ہو گئی کہ عثمانیوں کی فوجی طاقت سے
فایدہ اٹھانیکے لئے ترکی گورنمنٹ کو متحد بنانے کی بازی کون سلطنت جیتی ہے۔

روسی سفیر کی ناکامی

یہ بازی جرمنی نے جیت لی ہے۔ روسی سفیر کی کسی کوتاہی یا ناقابلیت کیوجہ سے نہیں بلکہ محض
اسلئے کہ روسی سفیر کے برخلاف بہت سے اسباب جمع تھے نہایت زبردست تھے حایل ہو گئے ٹرکی کو

سلہ یہ جنوری ۲۰ اگست ۱۸۹۶ء کو زار اور زارینہ کی ہمراہ روس سے آسٹریا کو جاتا ہوا راستہ میں ٹرین پر دفعتاً فوت ہو گیا زار اور زارینہ تفریح یورپ کی
کلی سیاحت اور فرانس کو سلطنت سے تعلقات کی یکجہتی کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے ملک سے روانہ ہوئے تھے اور کئی ماہ بعد ستمبر تا جرمنی ڈنمارک انگلستان
اور فرانس کی سیاحت کر کے واپس گئے تھے کچھ عرصہ اسی ملاقات کے جواب میں فرانس کا پریسیڈنٹ فاجور فروری ۱۸۹۹ء میں یکبارگی ناگہاں فوت ہو گیا روس گیا تھا

ہیں غیر سیحیوں کی طرف سے جو بدظنی اور نفرت مسلمانوں کو ہے وہ عرصہ تک نہیں ہے بلکہ معقول ہے جو ہمیشہ سے روس قدیم الایام سے ترکی کا دشمن ہے اور معقد اتحاد ہے اور مسیحی انگلستان کو اس کا علم ہے کہ ہتھیار روسی جنگجو ہمیشہ تیار رہتے ہیں جس میں شیعی افواج نے ترکی مسلمانوں کی خونریزی بے تحاشہ کی تھی کہ سبب باقی ترکی کی نقصان پہنچا کہ ادھنیانہ ظلم وستم ایسا نہ تھا جو ان بیچاروں پر نہ کیا گیا ہو جو اب تک ترکوں کو بخوبی یاد ہیں۔ ان زبردست اور بالکل معقول وجوہات تعصبات پر ایم نیلیڈوف کی ایلچیانہ قابلیت اور مدبرانہ فراست گو وہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہیں کبھی غالب نہیں آسکتی ہیں مزید برآں یہ بخوبی معلوم ہے کہ جرمنی روس کے برعکس ٹرکی کو نقصان پہنچا کر کوئی اراضی حاصل کرنا قوت کرنا یا پولیٹیکل اقتدار کی بلا واسطہ توقیع کرنا کی بابت مطلقاً خواہش نہیں رکھتی جرمنی کو قسطنطنیہ کے قبضہ کی آرزو تو کجا ایشیا کوچک کا کچھ حصہ دبو چ لینے یا اناطولی وارڈینیلز و باسفورس پر قبضہ کر لینے کی کوئی تمنا نہیں ہے جرمنی کی ٹری سے بڑی خواہش ٹرکی کا فوجی استحاد اور چند تجارتی مراعات ہیں اور چونکہ یہ مراعات ٹرکی کیلئے بھی ویسی ہی مفید ہیں جیسی کہ جرمنی کے لئے ٹرکی اونکو عطا کرنے کیلئے دل وجان سے تیار ہے الغرض ایم نیلیڈوف کو جلد منکشف ہو گیا کہ جرمن اقبال نے کو دربار ہمایوں اور بابعالی وسلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ دونوں جگہ بے اندازہ غلبہ حاصل ہے اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد وہ ملازمت سے پنشن پر علیحدہ ہو گیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بمنشاء خود کنارہ کش ہوا یا حکماً لیکن بالعموم وجوہ اس کا باعث اس ناکامی کی خفت تھی مشکلات کریٹ اور اوس نازک موقعہ کے دوران میں جو محاربہ روم و یونان کے پیشتر حادث ہو رہا تھا جرمنی نے اپنا کل اقتدار ترکی کی حمایت میں بالکل حق بجانب اور برسر انصاف تھی کام لیا۔ روس نے بھی یونانیوں کی عملی مداخلت کے وقت سے معقول جنگ ٹرکی کی تائید کی اور محاربہ کو بند کرانیکی درخواست جن الفاظ میں بذریعہ تار سلطان المعظم سے کی تھی اونسے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ روسی گورنمنٹ کو اسبار کا ٹرا خیال تھا کہ سلطان المعظم کو کسیطرح آشفتہ خاطر ہونیکا موقعہ نہ ملے زار نے از مقام سارسکو سیلو بتاریخ ۱۷ مئی ۹۷ء جو تار سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کیا اوسکی عبارت جو سرکاری طور پر شایع کیگئی تھی حسب ذیل ہے :

اگرچہ دوستی کے تعلقات اور اُنس ہمسائگت جو ہم دونو میں موجود ہیں مجھے ذات شوکت مآب شہنشاہی کے نہایت ہی شریفانہ خیالات کے پاس یہ التجا کرنے کی تحریک کریں اور مجھے دل میں اس امر کی پختہ امید پیدا کریں کہ مردانہ جنگ جدال میں جو عالی شجاع افواج کو جو فتوحات حاصل ہوئے ہیں آپ اُن فتوحات کی شان وشوکت کو اون امن پسند اور معتدل ارادوں صادقانہ قائم رہنے سے جو جلالتمآب نے آغاز محاربہ میں ظاہر کئے تھے فرماوینگے تو ذات شوکت سمات میری اس التجا اور امید کو بنظر استجابت دیکھینگے یونان میں اپنی افواج کی حرکت اور پیشقدمی کو فی الفور روک دیں اور قیام امن و انعقاد صلح کے لئے دول عظام کے بیچ بچاؤ اور ثالثی کو منظور فرما لینے سے جنابکی اعلیٰ عزت و وقعت میں جو اسوقت آپکو حاصل ہے اور بھی اضافہ ہو جائیگا اور ایسا کرنے سے آپ ایسی عاقلانہ کا کام کرینگے جسکو میں ذاتی طور پر ہمیشہ یاد رکھونگا آخر میں میں ذات شوکت سمات شہنشاہی سے التجا کرتا ہوں کہ میری بھی مجبوری اور دائمی دوستی پر یقین رکھیں – نکوس "

دستاویز مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ ہمارے روحی ترکوں کی دشمنی اور عداوت میں سرتا پا غرق ہیں بہت ہو گئے اور انکی متعصب طبیعتیں کو ہر ایک عیسائی بادشاہ کا ایک مسلمان فرمانروا کو ایسے الفاظ سے مخاطب کرنا سخت ناگوار گذرا مگر وہ یہ نہیں سمجھے کہ بین الاقوامی پیام بالخصوص شرقی

فرمانرواؤں سے جو خطرناک بند کیجی کی [illegible] وہ دولت عثمانیہ [illegible] بجلی ہو رہا

کو سر غلب کری یا صرف [illegible] انگریزی اقتدار [illegible] قسطنطنیہ [illegible] بنایا [illegible]

کو بچالیا ہو [illegible] جماعت کا ترک اس وقت کے قابل اور [illegible] جرمنی کو [illegible] [illegible]

جرمن یا المانی ہو [illegible] کی کامل خاطر تواضع ہوتی ہے [illegible] کفایت [illegible] [illegible]

مجھی انگریز کے قول کی قسم ہے افسوس اب اس حسن ظن اعتبار [illegible] کا نام و نشان باقی نہیں رہ گیا [illegible]

بدولت انگریزی اقتدار و رسوخ صفر تک پہونچ گیا ہے اور ہر جگہ جرمن اقتدار غالب و فائق ہو رہا ہے۔

جرمن اقتدار کا غلبہ

اسکی متعلق مسٹر [illegible] ایک نہایت موزون داستان سناتے ہیں [illegible] ایک دفعہ میں رات کو وقت بہت دیر کر کے اور [illegible] کو چالیس [illegible] ساتھ [illegible] اردلی [illegible]

جب ہم تاریکی میں پھاٹک کے قریب پہونچے تو حسب قاعدہ سنتری نے دریافت کیا کہ [illegible] جاتا ہے۔ اردلی نے فی الفور جواب دیا

ایسے آدمی ہیں انگلینڈ سے (یعنی انگریز ہیں) دروازہ کھولا گیا تو جب ہم اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ گارڈ سلامی کیلئے صف بستہ کھڑا ہے

یہی لفٹنٹ سے اسکی وجہ دریافت کی مجھے امید تھی وہ یہ جواب دیگا کہ پاشا ہونے کی وجہ سے جو خطاب کہ مجھ میرے اردلی نے غلط لیا تھا گارڈ صف

بستہ ہوا ہے مگر نہیں یہ خیال بالکل غلط تھا۔ اوسنے جواب دیا و آفندم یہی گارڈ کو اسلئے صف آرا کیا کہ مجھے خیال تھا کہ تم جرمن

ہو جرمنی اس قدر زمانہ اور دور اندیشی یا کسی بہت فایدہ اٹھایا ہے یہ پالیسی جسکی کہ نہایت عاقلانہ اور مدبرانہ تھی۔ دیسے

ہی [illegible] اور سلطان المعظم اور [illegible] کی بیماری یا ایسی نہایت [illegible] کو بڑا اور

بڑی ہے جرمنی کو جو فواید حاصل ہوئے ہیں انکی قدر [illegible] یورپین محاربہ [illegible] پیدا ہو تو ترکی کی

فوجی طاقت کا جرمنی کی طرف [illegible] آخری معرکہ میں فوجی بیکاری کے مرادف ہوگا یعنی بالفاظ دیگر جرمنی تھوڑا بہت اسکی

دوسری طرف بلاد مشرق میں دست یار اور غلبہ حاصل کرنے کے لئے، روس و انگلستان میں جنگ ہو جائے [illegible] اگر روس

کو ترکی فوج کی اعانت ملگئی تو اسکا صریح نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان انگلستان کے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

الغرض ٹرکی [illegible] جملہ [illegible] کا ایک [illegible] ۱۹۱۲ء میں نہایت [illegible] ترتیب کیا گیا تھا

[illegible] بالاجماع [illegible] روس کے جملہ میں شامل ہو [illegible] اور [illegible] کو حرکت [illegible] کی

[illegible] یونانی [illegible] اور [illegible] کی [illegible]

میں یورپین پالیٹکس میں [illegible] ہوگیا تھا وہ نام نہاد اتحاد یورپ کی کمزوری [illegible] اور روس کی [illegible] امداد

پر بھروسہ کرکے [illegible] سر [illegible] غلطی پر غلطی کرتے چلے گئے [illegible] دریا [illegible] اپنی کشتیوں کو جلا دیا

[illegible] جرمن اقتدار نے یورپ کو عالمگیر محاربہ اور سلطنت عثمانیہ کو بربادی سے بچالیا ہے۔

اسلامی تعلقات و پوزیشن

کے بنا بریں [illegible] ٹرکی کے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے اور [illegible] خود

ترکی فوج کی حالت اور طرز عمل کو دیکھنے کی بڑی تمنا تھی میں مقدونیہ کو روانہ ہو گیا میں اپنے سب سے بڑے بیٹے کو جو سولہ برس کا ہے ساتھ لیکر تاریخ ۲۸ اپریل انگلستان سے روانہ ہوا۔ اسی راہ جرمنی و آسٹریا سالونیکا کو جو عثمانیہ افواج کا مرکز حرکات تھا گیا۔ راستہ میں ایکمرن و آمنا شیرا اسد ہاں کونٹ گولوچوسکی وزیر خارجہ آسٹریا و ہنگری کے ساتھ نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی۔ مشرقی مسئلہ کے ساتھ آسٹریا کا جیسا گہرا تعلق ہے۔ ویسا کسی اور یورپین طاقت کو نہیں۔ قسطنطنیہ کا روس کے قبضہ میں چلا جانا آسٹریا ہنگری کی تباہی و بربادی کے مرادف ہوگا۔ یہ درست ہے کہ آسٹریا میں ایک ایسا فریق بھی موجود ہے۔ جو سالونیکا اور بوسینا و سالونیکا کو دیگر ممالک کو قسطنطنیہ پر روسی قبضہ ہوجانیکے مقابلہ میں آسٹریا کیلئے کافی معاوضہ تصور کرتا ہے۔ مگر اسنے شاید یہ سوچنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کی کہ سالونیکا تک بڑھنے کیلئے آسٹریا کو صرف مقدونیہ ہی نہیں بلکہ البانیا کو بھی فتح کرنا پڑیگا۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ جو کوئی طاقت البانیوں کو جو دنیا کی نہایت ہی جنگجو اور تندخو اقوام میں سے ہیں محکوم و مغلوب کرنے کی کوشش کریگی۔ وہ اس کام کو نہایت کٹھن بلکہ مایوسی بخش پائیگی*

آسٹریا کے خطرات روس اگر قسطنطنیہ پر قابض ہوجائے تو آسٹریا کی سلطنت اس وقت تقریباً سب طرف سے ترقی کنندہ سلیو قوم سے گھر جائیگی۔ اور روس کیلئے پہلے آسٹریا ہنگری کو ایذا پہنچانے کیلئے اور پھر اس پر حملہ کرنیکیلئے بلغاریوں اور سربوں سے کام لینا مشکل امر نہیں ہوگا۔ قبضہ قسطنطنیہ سے بحر و بر دونوں جگہ روس کی طاقت اسقدر بڑھ جائیگی کہ بحیرۂ روم اور نیز جزیرہ نما بلقان میں آسٹریا کے ہاتھ پاؤں بالکل بندھ جائینگے*

علاوہ بریں آسٹریا کا منشا کہ وہ فریق جو قسطنطنیہ کے بدلے میں سالونیکا کا حصول کافی تصور کرتا ہے۔ اور نیز انگلستان کے محبان روس پولیٹیکل بازی کے ایک اور بڑے عنصر کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ کے قبضہ سے کل عثمانیہ فوج پر بھی اس کا تصرف ہوجائیگا اور اس کے یکو انکار نہیں کہ بحیرۂ آزمائی اور اوصاف جنگی میں ترکی سپاہی کل دنیا میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور کوئی قوم اس بارے میں ان کی برابری نہیں کرسکتی اگر یہ سپاہی اول درجہ کے یورپین افسروں کے زیر کمان ہوں تو ان کو مغلوب کرسکنا ایک طرح سے قطعاً ناممکن ہے پس اس پولیٹیکل اور بحری اقتدار مزید اور طاقت و استحکام کے علاوہ جو روس کو قسطنطنیہ کے قبضہ سے حاصل ہوجائیگا۔ اسکی فوجی طاقت میں بھی اس قدر اضافہ ہوجائیگا کہ آسٹرین سلطنت کی زندگی بالکل اسکی رحم و کرم پر منحصر ہوجائیگی اور اسیطرح سے ہندوستان کو متقدروسی دست برد سے بچانا تقریباً محض ناممکن ہوجائیگا*

گو چند نوعمر اور کم واقف اشخاص کی ایک جماعت اب تبادلہ کی پالیسی کی طرفدار ہے مگر آسٹریا کے حقیقی اور دوراندیش مدبروں کو مذکورہ صدر اندیشے اور خطرات کبھی ایک لحظہ کیلئے فراموش نہیں ہوتے یہ درست ہے کہ ۱۸۷۷ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگووینا کا قبضہ دیکر آسٹریا سے ترکی پر حملہ کرنیکی اجازت حاصل کرلی تھی مگر قسطنطنیہ کے حصول کا مسئلہ پیش ہوا تو آسٹریا نے اس بیتطیر دارالخلافہ کو اس روسی فوج کی جنگل سے محفوظ رکھنے کیلئے جو ۱۸۷۸ء میں بمقام سان سٹیفانو خیمہ زن تھی۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی جسکی بھی یہی خواہش و تمنا تھی پورے زور سے تائید کی*

۱۸۷۶ء اور ۱۸۷۸ء کے درمیان روس اور آسٹریا کے جو تعلقات آپس میں تھے انکی داستان دلچسپی کی تاریخ میں نہایت ہی عجیب و غریب

اور عجیب بخش ہی پرنس بسمارک نے حال میں جو راز اور سازشیں منکشف کی تھیں اُنمیں ایک ایسی پولیٹیکل سازش کا بھی پردہ فاش کیا جو نہایت ہی بالیسانہ اور اس قابل ہے کہ ہمیشہ یاد رکھی جائے ۱۸۷۶ء میں جرمن چانسلر کو زار الکزنڈر ثانی کی طرف سے ایک خفیہ دوستانہ خط لکھا ہوا خط موصول ہوا جسمیں زار نے گورنمنٹ آسٹریا پر متفقہ حملہ کر کے اسکی تقسیم باہمی کی یہ تجویز پیش کی کہ روس کو صوبجات گلیشیا آسٹرین پولینڈ اور کچھ مزید علاقہ ملے اسکے بدلے میں جرمنی جو علاقہ چاہتی ہے۔ اُسکی اطلاع دے۔ اس قزاقانہ غصب کیلئے حجت پیش کی گئی کہ جنگ کریمیا کو بیس برس ہوگئے ہیں۔ اس عرصہ میں روسی فوج کو کوئی جنگ نہیں کرنا پڑا۔ وہ بیکاری سے سخت اُکتا گئی ہے اور کام ملنے کیلئے کمال بیتابی ظاہر کر رہی ہے ٹھیک یہی حجت اور دلیل (جنوبی افریقہ کو وحشی علاقہ) و قوم متابلی کے بادشاہ کسی بیگیا اور اس لپسند قبیلہ پر لشکر کشی کرنے کیلئے پیش کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے ہمارے نوجوان بہادر اپنے نیزوں کو خون سے رنگنے کیلئے بیچین ہو رہے ہیں۔

جرمن چانسلر کو خط بھیجنے کے علاوہ جرمن سفیر متعینہ سینٹ پیٹرزبرگ پرنس ریوس کی معرفت باضابطہ طور پر بھی یہ تجویز جرمن گورنمنٹ کے سامنے پیش کی گئی۔ پرنس بسمارک نے اس شیطانی تجویز میں شامل ہونے سے انکار کر کے پرنس ریوس کو جنرل سکی تائید کی تھی۔ واپس بلا لیا ۱۸۷۶ء کے خاتمہ تک برلن میں پھر اس مذہبانہ سکیم کے متعلق کچھ نہ سنا گیا اسوقت پرنس بسمارک کو معلوم ہوا کہ روس نے آسٹریا سے سلسلہ جنبانی کر کے اُس سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ اور کہ اب روس آسٹریا کی پیٹھ ٹھونکی پر حملہ کریگا۔ اس سازش کا کچھ نہ کچھ ذاتی اور قدرتی غذیہ خارجیہ انگلستان کو بھی ہو گیا تھا۔ اور اسی علم کی وجہ سے اُس نے عام مشہور عراسلہ جو عیبر ہی جونرک کے نام لکھا گیا تھا جسکو بھی تعلق رکھنے اور اُس میں دخل دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ترکوں کو بھی غالباً علم ہو چکا تھا کہ روس بہرحال لڑائی کرنے کیا عزم بالجزم کر چکا ہے۔ اور وہ ضرور شرارت کریگا۔ اور یا غلب وجوہ اسی علم کی وجہ سے ترکوں نے یورپین کانفرنس کی تجاویز کو مسترد کر دیا تھا اور روڈ سالسبری جو ۱۸۷۷ء کے شروع میں اپنے مشن سے جسپر وہ قسطنطنیہ بھیجے گئے تھے۔ ناکام واپس لوٹے تھے۔

مظالم بلگیریا متذکرہ صدر سازش اور قرارداد کے مطابق روسی ایجنٹوں نے بلگیریا میں فساد کرانیکا انتظام کیا۔ مگر چونکہ بلگیریا والوں کو حکومت سے کوئی شکایت نہ تھی۔ نظم و نسق عادلانہ اور ملک خوشحال تھا۔ یہ ایجنٹ بڑی مشکلوں سے فلپ پولی کے قریب ایک جگہ بلغاریوں سے بغاوت برپا کرا سکے۔ اس کے دوران میں عیسائیوں نے اپنے مسلمان ہمسایوں بالخصوص مسلمان عورتوں پر خوفناک اور مہیب مظالم توڑے جنکا لازمی طور پر کچھ عرصہ بعد ترکوں کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب ملا اور یہی روس کی تمنا تھی چنانکہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ جنرل اغناثیف نے سلطان عبدالعزیز شہید کو مشورہ دیا کہ بلغاری بغاوت فرو کرنے کیلئے مقامی ملیشیا فوج طلب کیجائے (فوج نظام کو بھیجنا فضول ہے) سلطان نے اس بہی خواہانہ مشورہ کو قبول کر لیا۔ اس سے زیادہ نامعقول اور بُری کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ مقامی ملیشیا میں زیادہ مسلمان بلغاری شامل تھے۔ اور یہ بلغاری مسلمان بلغاریوں میں

لہ یہ مشہور آفاق جرمن مدبر ۸۳ برس کی عمر میں ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کو فوت ہو گیا اسکے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد عنقریب میں درج ہیں اور ان صفحہ پر اسٹریا روس کی متذکرہ بالا سازش کی کیفیت بالوضاحت درج کر دیگئی ہے مترجم مترجمہ سنٹ ورکچنلد ایئن کا اخبار سینٹ جیمز گزٹ مورخہ نومبر ۱۸۹۸ء جس میں اس ترجمہ کے لئے اقتباس کیا ہے ۔ مصنف

ویسی ہی سخت دشمنی تھی جیسی کہ کریٹ کے عیسائی و مسلمان ہمقوم باشندوں میں موجود ہے۔ اور اس قدیمی عناد کی حرارت اُن مظالم سے جو باغیوں نے ۱۸۷۶ء کی شروع میں مسلمان باشندوں پر توڑے اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

مسلمانوں نے شیطان سیرت وحشیوں کا، باغیوں سے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ جو بعض صورتوں میں بیشک ظالمانہ اور حد مناسب سے متجاوز تھا۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ وہ اُن مبالغہ آمیز بیانات سے جو انگریزی اخبارات نے مشتہر کئے بدرجہا کم تھا۔ ان اخبارات کے اکثر نامہ نگار بلغاریہ اور روس کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ان شخصوں نے بیان کیا کہ تیس ہزار بلغاری ہلاک ہوئے ہیں حالانکہ کل تعداد صرف بارہ ہزار کے قریب تھی۔ ان مبالغہ آمیز روایات سے ایک عظیم انگریزی فریق اپنی ناعاقبت اندیش اور کوتاہ بین فصیح و بلیغ سرغنہ اور گمراہ کنندہ رہنما یعنی مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت انگلستان کے دشمنوں کے فریب میں آ گیا۔ یہ محقق امر ہے کہ اس کل معاملہ کا بانی مبانی منصرم اور اُس کے اخراجات کا متحمل روس ہی تھا۔

روسی مظالم وحشیانہ

مسٹر گلیڈسٹون اور اس کے رفقاء روس پر ایسے فریفتہ ہو رہے تھے کہ انہیں اُس کے "جوانمردانہ جہاد" اور اُس کی "مہذبانہ مشن" کی تعریف و توصیف کیلئے کافی الفاظ نہ مل سکتے تھے۔ اور شمال کی مقدس "مہاتما صوت" کی مدح و ثنا کیلئے اُن کو تعریفی جملے بکفایت دستیاب نہیں ہو سکتے تھے وہ دن رات اُسی کا گیت گا رہے تھے اور زار کو خاص اوتار سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ یہی زار الکسینڈر ثانی اپنے وزرا اور کماندوں کے اُن مقاتل عامہ مظالم ناگفتہ اور عام خونریزی سفاکی اور کشت و خون اور نہب و احراق اور انسانی مصیبت و تباہی کے عالمگیر جہنم کا جسمیں روسی حملہ پیشکی نے جزیرہ نما بلقان کو مبتلا کیا بانی مبانی تھا۔ یہ تمام مصائب و مظالم اسلئے برپا کئے گئے کہ روس کے تشنہ خون انسان اور حریص شہرت و نمود سپاہیوں کو مظاہرہ خونی مشق و ناموری حاصل کرنیکا موقعہ ملے۔ یہی روز جماعت اب رحمدل و نوعمر زار نکلس ثانی کو اسلئے ملعون کر رہی ہے کہ وہ اُن کو خوش کرنے کیلئے یورپ کو درہم برہم کرنے پر رضامند نہیں ہوتا۔

اس روسی جہاد سے امن دوست معصوم بندگان خدا پر جو تباہی۔ فلاکت خونریزی اور مظالم قبیحہ وارد ہوئے۔ زمانہ حال کے کسی اور محاربہ میں اُس کا عشر عشیر وقوع میں نہیں آیا۔ جنگ سے پہلے بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں بیس لاکھ سے زیادہ مسلمان آباد تھے اب ان کی صرف ساڑھے پانچ لاکھ ہیں۔ باقیماندہ تلوار کی گھاٹ اُتار دئے گئے یا دوران مہاجرت و سفر مرض اور فاقہ کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ محاربہ کی بقیۃ السیف کامل بیکسی کی حالت میں بالجبر ایشیا کوچک کی طرف دھکیل دئے گئے تھے۔ سلطنت روما کی تباہی یا ہون قوم کی اقلیم یورپ کی پامالی کے بعد اس براعظم کے ساکنین پر اب تک جسقدر مصیبتیں وارد ہوئی ہیں اُنمیں سے کوئی بھی کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت اُن وحشیانہ مظالم کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو روسیوں اور بلغاریوں نے اُن مسلمانوں پر جو قابو آئے توڑی۔ سالم کے سالم دیہات مع باشندوں کے جلا کر خاکستر کر دئے گئے۔ اور اکثر صورت میں دہشت زدہ اور سراسیمہ اور بھاگتی ہوئی مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو نوک سنگین آگ کے شعلوں میں دھکیل دیا گیا۔ صرف ایک جگہ کی یہ کیفیت ہے کہ ایک لاکھ مسلمان پناہ گزین قصبہ ہرمانلی کے قریب جو دریا مرتزا پر واقع ہے جنوری ۱۸۷۸ء میں مقیم تھے جنکو بیلوف کی فوج سواران اور توپخانہ نے ان بیکسوں کو سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے یخ بستہ وادیوں

کیطرف وکیل دیا انہیں یہ پانچ ارسی جانب نہ ہوتی تاکہ ان بیانات کو مبالغہ آمیز نہ سمجھا جائے میں چند شہادتیں و ثبوت ذیل میں درج کر دیتا ہوں اگر جگہ کی قلت نہ ہوتی تو میں ان سے کئی گنا زیادہ ثبوت درج کر سکتا تھا۔ مسلمان عورتوں کے ساتھ بالخصوص کمال بے شرمانہ اور بے شرمی کا سلوک کیا گیا۔ ہزارہا عورتیں دیہات سے جبراً لیجائی جاکر ان سفری چکلوں میں جو روسی فوج کے ساتھ تھے داخل کر دی گئیں۔

روسی مظالم۔ جنرل کوپیاف نے جنوری ۱۸۷۸ء میں شبکا کو عبور کرنے کے بعد ہرمانلی کے قریب تقریباً ایک لاکھ بے پناہ و حرمان نصیب مسلمان کی عورتیں و بچے ایک وسیع کیمپ میں مقیم پائے اُسکے سوار اور توپخانہ کے گھوڑ چڑھے بعینہ اُسیطرح جسطرح کہ چار برس بعد بمقام گوک تپہ روسیوں نے بارہ ہزار ترکمانی عورتوں اور بچوں کو کمال سنگدلی سے پختہ کھیت کیطرح کاٹ کر ڈھیر کر دیا تھا۔ ان بیکس بے یار بندگان خدا پر ٹوٹ پڑے۔ اور انگریز مترجم کی

سنہ گوک تپہ کی فتح اور تقی ترکمانوں کے کچھ حالات یہاں درج کر دینا نامناسب ہوگا۔ ان کے متعلق ایک انگریز سیاح جسنے ۱۸۹۰ء کے آخر میں ترکستان کا سفر کیا حسب ذیل لکھتا ہے ہم ۲۲ نومبر کو باکو سے روانہ ہو کر چند گھنٹوں آرام کر کے اسی دن ۱۰ بجے شام کو سپیشل ٹرین پر سوار ہوکر دوسرے دن کو ۹ بجے گیک تپہ پہنچے۔ یہاں کے سٹیشن پر ٹرین نے ایک گھنٹہ قیام کیا اور اس اثنا میں ہم نے شہر کی گشت کی یہ روسیوں کی فتح سے پہلے تقی ترکمانوں کے علاقہ کا صدر مقام تھا جسے روسیوں نے سخت معرکہ آرائی اور محاصرہ کے بعد جو موجودہ زمانہ کے مشہور واقعات میں شمار ہوتا ہے ۲۴ جولائی ۱۸۸۱ء کو فتح کیا۔ ترکمان یہاں سے نکلکر ایرانی علاقہ پر یورشیں کرتے رہتے تھے اور وہاں سے مرد و زن پکڑ لایا کرتے تھے۔ مردوں کو [illegible] اور عورتیں حرم سراؤں میں داخل کی جاتی تھیں جنرل سکوبیلاف نے ایک مہینہ کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا تھا۔ ترکمانوں کا قلعہ ابتک موجود ہے وہ ریلوے لائن سے [illegible] گز کے فاصلہ پر شمال کی طرف واقع ہے اور بیقاعدہ مستطیل شکل کا بنا ہوا ہے بیرونی دیواریں [illegible] گز چوڑی ہیں مٹی کی ہیں اندر کیطرف سے انکی بلندی [illegible] فیٹ اور باہر کیطرف [illegible] ہے لیکن [illegible] بیرونی دیوار کی بلندی میں [illegible] فصیل کی اونچائی بھی شامل ہے خندق کے نشان ابتک کہیں کہیں موجود ہیں جنسے پایا جاتا ہے کہ وہ چار فٹ سے زیادہ گہری نہ تھی۔ بدوران محاصرہ دیواروں کے اندر ترکمان کبتاؤں (خیموں) میں رہتے تھے۔ انکا شمار [illegible] تھا اور [illegible] قریب تھے۔ محصورین کو پانی ایک آبپاشی کی نہر کے ذریعہ [illegible] اندر پہنچتا تھا۔ یہ شمالی مشرقی گوشہ سے قلعہ میں داخل ہوتی تھی روسیوں نے اسکو کاٹ کر محصورین کو پیاسا مارنا چاہا [illegible] وہ قلعہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے اور اسطرح [illegible] ایام غدر [illegible] حملہ آوروں کی تعداد محافظین سے کم تھی۔ روسی افسر کے ماتحت صرف تین ہزار فوج تھی اور محصورین کے پاس کم از کم اس سے چوگنا [illegible] کرنا یا اگر محصورین بھاگنے کی کوشش کرتے تو اس سے ان کو باز رکھنا بالکل محال تھا۔ مگر اس کمی کے مقابلہ میں روسیوں کے پاس توپخانہ بہت تھا۔ روسیوں کی مورچوں سے ۶۷ توپیں اور تیرہ خمپارے قلعہ پر گولہ باری کرتے تھے اور محصورین کے پاس صرف ایک [illegible] توپ تھی جو شمال مغربی زاویہ پر نصب کی گئی تھی۔ بنابریں روسیوں نے گولہ باری کرنے سے اور جنوب مشرقی زاویہ اور شرقی دیوار کو سرنگوں سے اڑانے پر انحصار کیا۔ پھٹنے والے گولوں کے کئی ٹکڑے ابھی تک قلعہ میں موجود ہیں۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ [illegible] بہت بڑے حجم کے تھے۔ گولہ باری سے ترکمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ مگر انہوں نے حوصلہ بالکل نہ ہارا۔ محصورین نے [illegible] روسیوں پر شب خون مارے۔ ۹ جنوری کی شبخون میں ترکمانوں نے روسیوں کی خندقوں ہی کو نہیں۔ بلکہ ایک مورچہ کو بھی جس پر [illegible] توپیں تھیں [illegible] لیا۔

پیچ بسطح پر یہ سلسلہ کوہستان ہوڈوپ میں دھکیل دیا جہاں تقریباً سب کے سب یا نگیز یا مروی اضافہ ہو گئے۔ اس کے ثبوت میں اطمینان لی نیوز

مورخہ مرور ی ۱۸۸۱ء کی عبارت جو اُس وقت روسیوں کا بڑا ہی طرفدار تھا بجنسہٖ درج کر دیتا ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۶۸) انیس ستمبرہ توپیں تو روسیوں نے پھر خود ہی چھین لیں۔ مگر چودھویں آخری بڑی توپ ترکمانوں کو جنگ میں ہی جب یہ توپ روسیوں کے ہاتھ

آئی تو انہوں نے کمالِ خوشی کا اظہار کر کے اُسے پھولوں سے سجا کر بڑا بھاری جلوس تیار کیا۔ جنرل کروپاٹکن موجودہ وزیر جنگ اس وقت جنرل اسکوبلاف کے

نائب سٹاف افسر تھا۔ تذکرہ بالا شخصوں میں جو شخص ترکمانوں کا کمانڈر تھا وہ اب روسی بے قاعدہ فوج یعنی ترکمان ملیشیا میں لفٹنٹ ہے۔ اور نہ فقط

روسیوں کا بڑا خیر خواہ بلکہ جنرل مذکور کا بڑا گہرا ذاتی دوست بھی ہے۔ اس سے روسیوں کی قابلیت و تدبر کا بخوبی پتہ مل سکتا ہے بہ خلاف اس کے یہ کیسا

قابلِ افسوس امر ہے کہ شاید اُن دیسی بہادروں میں سے ایک شخص بھی جنہوں نے غدر میں انگریزی اقتدار کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو کنارہ صحیح و سالم کنارے

پہنچا دیا تھا کسی انگریز وزیر یا افسر اعلیٰ گورنر یا جرنیل کی ذاتی دوستی پر فخر نہیں کر سکتا ہو گا۔ مزید برآں گو دیسی فوج اور افسروں کی بہادری کو

برابر تسلیم کیا جاتا ہے لیکن دیکھا یہ ہے کہ روسیوں کی فوج باقاعدہ و بے قاعدہ میں کئی دیسی کرنیل و جرنیل بھی ہیں۔ اور فوجوں کی کمانوں پر مامور ہیں بلکہ اعلیٰ

میں ایک دیسی بھی لفٹنٹی تک کے اونچے عہدہ پر نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کرنیل محمد اسلم خان البتہ ایک خوش نصیب صاحب ہیں جو خیبر رائفل میں یہ عہدہ رکھتے ہیں مگر

وہ بھی ایک طرح سے کپتانی منصب کی نسبت زیادہ تر پولیٹیکل کام پر مامور ہیں۔ یہ مقابلہ صاف بتا رہا ہے کہ اس معاملہ میں عالی ظرفی گورنمنٹ کیلئے ہمیشہ ایسی ہمہ صفت قوم

بھی بہت کچھ استفادہ کرنے کی ابھی گنجایش باقی ہے۔ (وکیل)

آخر نتیجہ یہ کہ گولہ باری سے جنوب مشرقی برج منہدم ہو گئی۔ اور سرنگ کی آتش نے مشرقی دیوار میں ایک سو گز کا رخنہ پڑ گیا۔ تو روسیوں نے دھوکہ

دینے کیلئے کچھ تھوڑی سی فوج کرنیل [illegible] کے ماتحت جنوب مغربی گوشہ کی طرف روانہ کر کے دو زبردست کالموں میں تنگاف پر حملہ کر دیا۔

اور [illegible] معرکہ کے بعد گوک تپہ فتح ہو گیا۔ بعض شخصوں کا بیان ہے کہ روسیوں نے زن و بچہ پیر و جوان جو سامنے آیا سب کو تہ تیغ کر دیا مگر جنرل

کروپاٹکن بیان کرتے ہیں کہ گولہ باری میں جو عورتیں بچے ہلاک ہوئے سو ہوئے تلوار سے کسی کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ روسی آخری حملہ میں اپنے مقتولین کی تعداد

معہ افسران ۵۹ سپاہی اور کل محاصرہ کے دوران میں جسقدر قتل و زخمی ہوئے اُنکی تعداد ۱۰۰۰ بتاتے ہیں۔ مگر قبرستان زبانِ حال سے اُسکی تکذیب

کر رہے ہیں جنرل کروپاٹکن کہتے ہیں کہ اس محاصرہ میں ہمارے چار سو آدمی اور محصورین کے ۶ ہزار قتل ہوئے تھے۔ نفس ترکمانوں کے بقیۃ السیف کل [illegible]

میں [illegible] مقتولین کا شمار بارہ سو بیان کرتے ہیں۔ انہی کا بیان ہے کہ روسیوں نے عورتوں کو قتل کرنا نہ چاہا بلکہ آخری حملہ سے ایک دن پہلے ترکمانوں کو کہلا بھیجا

تھا کہ اپنے قبایل کو قلعہ سے باہر کر دیں۔ جس کا جواب ترکمانوں نے یہ دیا کہ اگر تم ہماری عورتوں اور بچوں کو لینا چاہتے ہو تو ہماری لاشیں پھاند کر بعد تمہاری

خواہشیں پوری ہو سکتی ہیں"۔

ترکمانوں کو اس لڑائی میں ایسا سبق ملا کہ پھر انہوں نے ایرانی علاقہ میں یورش کرنے کا کبھی نام نہیں لیا۔ اور اس کے بعد روش سے زندگی اختیار

کر لی آج کل وہ امن و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ [illegible] چیاں بناتے ہیں۔ بہت کاشت کرتے ہیں۔ پچھلے برس اُن کے علاقہ سے ۳۰ ہزار من روئی

ریل پر روس کو بھیجی گئی تھی مرو کے علاقہ کی منڈی دیہاتی روئی کو صاف کرنے اور باندھنے کا کارخانہ ہے جس کا مالک ایک یہودی ہے۔

میں نے انہیں اکثر ترکمانوں کو کام کرتے ہوئے دیکھا لیکن ایسا نہیں ہے [illegible] دہقانی ہمارے دیکھنے کیلئے آئے تھے یہ لوگ یعنی ترکمان قد و قامت [illegible]

[illegible] پہلے ترکمان ایک روسی حملہ آور فوج کو گوک تپہ سے بھگا چکے تھے۔ اِس شکست کی بدنامی [illegible]

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار جنگ کی طرف سے۔ اڈریانوپل مورخہ ۳ر جنوری ۱۸۷۸ء

فلپ پولی سے حرمنلی ستر میل ہے۔ ان ستر میلوں پر کامل تباہی پائی جاتی ہے۔ یہ ستر میل ہزاروں خانوادوں کو اسباب خانہ داری سے پٹے ہوئے ہیں۔ یہ دہشت انگیز ستر میل ہر ایک قسم کی موت کے شکار اور بکمال رقت انگیز وضع و ہیئت میں پڑے ہوئے مردوں کا مسلسل اور سخت ڈراونا منظر ہیں۔ ان میلوں میں ایسی ایسی ابلیسانہ اور ناقابل بیان ظلم و ستم کا ارتکاب کیا گیا ہے کہ اُسکی ماہیت کے عشر عشیر کو بھی وہ لوگ جنہوں نے اُنہیں دیکھا قیاس نہیں کر سکتے۔

ترکی آبادی کی بھاگڑ — اڈریانوپل کو قریب پہنچنے پر بلغاری دیہات سے جو مسلمان خاندان بتعداد کثیر جان بچا کر بھاگے تھے۔ وہ اس جگہ جمع تھے۔ پلیونا سے لیکر فلپ پولی تک کے کل علاقہ کے مسلمان ہفتوں بلکہ مہینوں سے روسیوں کے جبر و تظلم سے بچنے کیلئے قسطنطنیہ کے محفوظ امن میں پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اب اس نظارہ کو دیکھکر ہم پہلی مرتبہ ان عاجز و درماندہ مسلمانوں کے مصائب کا کچھ قصہ معلوم کرنے اور ان پناہ گزینوں کی کثیر التعداد کا جو سراسیمہ و ہراساں روسیوں کے آگے آگے بھاگے چلے جا رہے تھے۔ درست اندازہ کرنیکے قابل ہوئے۔

کامل تباہی کا منظر — فلپ پولی سے روانہ ہوتے ہی ہمیں برف سے ڈھپے ہوئے دہقانوں کی لاشیں دکھائی دینی شروع ہوگئیں۔ جنہیں کئی دو دو تین ہفتوں کی معلوم ہوتی تھیں۔ اور بعض کے کپڑوں پر خون کے دھبے بالکل تازہ تھے سینکڑوں لاشے سڑک پر اور دو طرفہ خندقوں میں گرے ہوئے تھے۔ جنکا کوئی والی وارث نہ تھا۔ برف پر جا بجا اس بات کے نشان موجود تھے کہ وہاں قیام کیا گیا ہے۔ یہ نشان جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے زیادہ ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ تھوڑی دیر کے بعد سڑک اور اس کے متصلہ راستے اور پگڈنڈیاں اسباب و سامان سے بالکل مستور و مستور پائی گئیں۔ اور ہمکو پہلے دن کی تمام مسافت پورے ۵۰ میل انسانی لاشوں چیتھڑوں اور پرانے کپڑوں کے بقچوں شکستہ ارابوں اور مردہ حیوانوں کی قطار در قطار میں سے گذرنا پڑا۔ عورتیں اور شیر خوار معصوم۔ بوڑھے اور بچے سڑک کے کنارہ کنارہ برف میں نیم مدفون یا پانی کی ڈابروں میں نیم غرق کھیتوں میں پڑے ہوئے تھے۔ تقریباً تمام کے جسموں پر سیب گھاؤ اور تظلم و سیہ کاری کے نشان موجود تھے۔ اکثر عورتوں اور بچوں کے چہروں پر زندگی کی سرخی اور اُن کے ہاتھ پاؤں کے چمڑے پر گلابی رنگت ابھی تک موجود تھی۔ موت کی سفیدی ابھی چھائی نہ تھی۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ سردی سے ٹھٹھر کر مری ہیں۔ وہ برف پر اس طرح لیٹی ہوئی تھیں کہ گویا خواب راحت میں ہیں۔ ان عورتوں اور بچوں کے دوش بدوش بیشمار پیر مردوں کی لاشیں تھیں جن کے

(بقیہ صفحہ ۶۹) اور رنگ میں بالکل ہندوستان کی پٹھانوں کے مشابہ ہیں ان کے نمبردار بیوخان کہلاتے تھے جبسے روسیوں کا قبضہ ہوا ہے بشار شینا کہلاتے ہیں۔ ترکمانوں اور اُن کے علاقہ نے اور تو سب باتوں میں ترقی کی ہے مگر ایک امر میں وہ بہت متنزل ہو گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہاں کے گھوڑے بہت مشہور تھے۔ اور جنوبی ہند میں اُن کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ اور ہر سال وہاں یہ بتعداد کثیر بھیجے جاتے تھے۔ مگر اب ان گھوڑوں کی نسل تقریباً معدوم ہو گئی ہے کیونکہ تاخت و تاراج کیلئے انکی ضرورت ہوتی تھی۔ جب ترکمانوں نے یہ پیشہ چھوڑ دیا تو اُن کو گھوڑوں کی بھی احتیاج نہ رہی۔ چنانچہ روسی فوج کیلئے بھی اب کوہ قاف اور دریائے ڈان کے علاقوں سے گھوڑے لائے جاتے ہیں۔

چہروں پر موت کی حالت میں بھی وقار اور جلال ٹپک رہا تھا۔ وہ بالکل برہنہ لب سڑک پڑی تھی۔ اُنکی سفید ڈاڑھیوں پر خون کے لوتھڑے جمے ہوئے اور بیان ہاتھ چھاتیوں پر پڑے ہوئے تھے خندقوں کو گل آلود پانی سے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور معصوموں کے پیارے پیارے چہرہ پر برف سی کچھ چھپے کچھ ننگے راہگذروں کی طرف معصومانہ ادا اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اُن کسی طرح کا ملال یا افسردگی کے آثار نہ دکھائی دیتے تھے۔ اُن کی شکلوں ہی معلوم ہوتا تھا کہ ماؤں کی چھاتیوں پر ہی سردی سے اُن کی روح عالم بالا کو چل دی جن پر ستم رسیدہ ماؤں نے بوجالم یاس و ہراس پاؤں گھسیٹے چلی جا رہی تھیں بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنے پیارے بچوں کی بیجان لاشوں کو برف میں پھینک دیا۔

جلاوطنی۔ فاقہ مستی۔ نہب و غارت اور قتل و خون { یہ بدبخت دہقان اپنے ٹوٹے پھوٹے لباس میں جن کے پاؤں میں بھی چلنے کی سکت نہ رہ گئی تھی بھوکے پیاسے اور نیم برہنہ سفر کر رہے تھے۔ میلوں تک عین سڑک پر ان ارابوں کی ہی قطاریں جن پر انسان اور اسباب کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ دکھائی دیتی رہیں۔ گاڑیوں پر بستر اور برتن پڑے ہوئے تھے۔ عورتیں اور بچے گدھوں اور دوسرے جانوروں پر سوار ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ اور گاڑیوں کے پیچھے میلوں تک یہ بدبخت بے اوسان اور نیم فاقہ مست ہزاروں خانماں برباد لڑکھڑاتے جا رہے تھے۔ خمیدہ پشت پیر مرد اور بڑھیا عورتیں لاٹھیوں اور بید اکے سہارے قدم ٹیک ٹیک کر چل رہی تھیں۔ مائیں شیرخوار بچوں کو چھاتی سے لگائے جس طرح بن پڑتا قدم اٹھائے جا رہی تھیں۔ مگر مہینوں کی جلاوطنی، دن رات کے سفر، سردی کے غلبہ اور شیطانی سیرت بلغاری اور روسیوں کی تاخت کے دائمی خوف نے اُن میں ایک قدم چلنے کی سکت باقی نہ رہنے دی ہوئی تھی۔ میں اس ماتم فلاکت کا سماں دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ سیکڑوں تو کس کی ایک سی ایک کی حالت واجب الرحم ہو رہی تھی۔ اور اُن کا شمار حد حساب سے باہر تھا۔ ویسا عاجز اور شکستہ دل میں پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ میں ایک قطار کے پیچھے میل سوا میل تک ایک عورت کو دیکھتا رہا۔ جو اپنی دس سالہ مریض نزار لڑکی کو سہارا دیکر لئے جا رہی تھی۔ لڑکی جو بالکل برہنہ پا تھی اور جس کے پاؤں برف سے متورم ہو گئے تھے۔ اپنے آپ کو سنبھالنے کے بھی قابل نہ رہ گئی تھی۔ رات قریب پہنچ چکی تھی۔ اور خنک ہوا جو ہمارے گرم کپڑوں میں سے بھی گذر کر ہمارے جسموں کو یخ بنا رہی تھی۔ اُس مظلوم و ستم رسیدہ لڑکی کے چیتھڑوں کو اڑاتی رہ کر اُس کے اعضاءِ جسم کو جو صرف مشتِ استخوان رہ گیا تھا برہنہ کر رہی تھی۔ اُسوقت ماں کو دلپر جو صدمہ گذر رہا تھا اُس کا اندازہ کچھ وہی ٹھیک کر سکتی تھی نہ خود کسی سے کہہ سکتی تھی نہ کوئی سن سکتا تھا۔ تنہا برہنہ کپڑے سے خالی تھیں مگر پیر رات بسر کرنا کیا ان نصیبوں جلی ماں بیٹی کیلئے یقینی موت نہ تھا۔ یہ ایک نظیر ہے اسی طرح کی بیشمار واقعات دردناک کی جو ہماری آنکھوں کے سامنے گذرے۔

ترکوں کے ساتھ ناقابل ضبط ہمدردی { اُنکا ایسی صورت میں ورانحالیکہ میں کسی طرح کی مدد کر سکنے سے قاصر تھا اور قطعاً عاجز تھا میرے دل میں ترک سپاہیوں اور دہقانوں کی نہایت ہی سخت ہمدردی کا موجزن ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔ دوسری صبح ہم موضع قرہ چشمہ سے روانہ ہونے ہی کو تھے کہ پناہ گزین ترکی خاندانوں کی ایک طویل قطار کا ہمراہ گاؤں کے بڑے بازار میں داخل ہو گیا۔

بلغاری خرابی

اور تھوڑی ہی دیر بعد ہمنے وہاں ایسا نظارہ دیکھا جسکو بیان کرتے ہوئے بھی دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے - بلغاری بازار کی ایک طرف تین تین چار چار کی ٹولیوں میں جمع ہوگئے ... جبتک کل قطار گاؤں میں داخل نہ ہوگئی - چپکے کھڑے رہے جب شکار انکے پھندے میں اچھیطرح پھنس گیا - تو کل باشندے بیکس و بے بس نہتیوں پر شکاری کتوں کی طرح جھپٹ پڑے اور اُن کا اسباب بلکہ گاڑیوں سے بیل بھی کھول کر لیجانا شروع کردئے - ایک بڑھیا گدھا پکڑے جا رہی تھی اُس پر بستر لدے ہوئے تھے اور اوپر ایک خورد سال لڑکا بیٹھا تھا پانچ چھ شقیوں نے لڑکا کو نیچے گرا کر بستر اُٹھا لئے - اور چشم زدن میں اُن کو آپس میں تقسیم کر لیا بوڑھے مرد اور عورتیں اپنے مال و اسباب لوٹنے کو دیکھ کر انکی ساری کائنات وہی تھی چپ رہے لیکن بیرحم بلغاری اُن کو ادھر اُدھر دھکیل کر سب کچھ اُٹھا لیگئے بیچاروں نے خوف و دہشت سے چیخنا چلانا شروع کردیا - اور عجب ہڑبونگ مچ گئی - قافلہ والوں نے جو پہلے آہستہ آہستہ چل رہے تھے قدم تیز کر دئے - اور بصد مشکل ان حرامیوں سے خلاصی کرا سکے - جب یہ کارروائی ہوئی - اُس وقت جنرل کوو کو ابھی قصبہ کے پاس ہی موجود تھا ✦

بیحرمت شدہ لاشیں

لاشوں کی کوسپلی بھی کوئی کمی نہ تھی مگر اس گاؤں سے خاصکوئی تک تو اُن کا کوئی حساب و شمار ہی نہ رہا جس گاؤں سے ہم گذرے وہ مردہ ترک دہقانوں سے بھرا ہوا تھا جب ہمنے بلغاریوں سے دریافت کیا انکو کس نے قتل کیا ہے تو بڑی گرمجوشی اور بلیسانہ فخر و مباہات سے جواب دیا "ہم نے ہم اور ہمارے دوستوں نے" خاصکوئی کے باشندوں میں ہمنے ترکی سپاہیوں کی بھی کئی لاشیں پتھروں اور اینٹوں کے ڈھیروں کے نیچے دبی ہوئی دیکھیں زخمی کرنے اور چلنے کو ناقابل بنادینے کے بعد بلغاریوں نے اُن کو سنگسار کیا تھا ✦

ہمنے ایک ترکی خاندان سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آئی ہو - انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں پلیونا چھوڑے پانچ مہینے ہوگئے ہیں تب سے ہم برابر سفر کر رہے ہیں - اور چند گذشتہ ہفتے جومنلی کے قریب ایک بڑے کیمپ میں مقیم رہے تھے کئی ہفتوں سے ہمیں روٹی بلکہ کبھی نہیں ملی اور صرف جانوروں کے گوشت پر جو بے سکت ہوکر سڑک پر گر پڑتے ہیں گذارہ کرتے ہیں ہمنے گاؤں سے جسقدر روٹی مل سکی میں نے خرید کر انکو دی جسے دیکھکر انکی باچھیں کھل گئیں - آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہوگئے - اور اس طرح کھانے لگ گئے گویا برسوں سے بھوکے ہیں اس خاندان میں پانچ متنفس تھے - ایک معمولی باپ - ماں ایک دس سالہ لڑکا اور ایک شیرخوار جو کسی کے پاس بھی تھی - اور انکے اسباب کی کل کائنات چند دریدہ لحاف اور ایک دیگچی گوشت اُبالنے کی تھی ✦

خاصکوئی سے پرے قدم قدم پر ہمیں پہلے سے زیادہ مہیب اور رقت انگیز نظارے دکھائی دئے - کہیں میاں بیوی ایک ہی کمبل میں دوش بدوش لیٹے ہوئے ہیں - اور قریب دو بچے برف پر گیند بنے ہوئے ہیں - اور سب کے سب بیجان ہیں - کہیں ... ضعیف صورت بوڑھے بیٹھے ہیں اور انکے سر آدھے کٹے ہوئے ہیں - سڑک کے دونوں طرف جابجا قافلے کے مقام کرنے کے نشان دکھائی دیتے تھے جن سے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو رہا تھا کہ مقام کرنیوالی بڑی جلدی اور افراتفری کے ساتھ روانہ ہوئے ہیں - ہر ایک پڑاؤ پر اسباب خانہ داری بکھرا پڑا تھا ✦

تھیلوں تک ہم قالینوں بستروں اور کپڑوں پر جو کیچڑ میں پڑی ہوئی تھے گذرتے رہے کہ ہم سڑک کے ایسے حصہ پر پہنچ گئے جس پر بچھونے بچھونے کمبلوں اور ہر قسم کے سامان خانہ داری کا سچ مچ فرش ہو رہا تھا۔ رفتہ رفتہ شکستہ ارابوں کی بھی کثرت شروع ہو گئی اور جب ہم ترالی کے چھوٹے سے موضع میں پہنچے تو ہمیں اپنے سامنے سڑک کے دونوں طرف بھیوں کا واقعی ایک جنگل دکھائی دیا جو دائیں ہاتھ دریا تک اور بائیں جانب دامن کوہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ہم اس سطح پڑاؤ کے وسط میں پہنچ گئے۔ بڑے بڑے بیش قیمت قالین اور نفیس پارچہ جات کیچڑ میں مسلے ہوئے اور روندے ہوئے پڑے تھے۔

تباہی جس کی نظیر نہیں

اس پڑاؤ کا نظارہ ایسا رقت انگیز اور خوفناک تھا ان حالات سے جن سے وہ معصوم پناہ گزینوں کی مصائب تباہی کے حالات وہ ایسے موجب بتا رہا تھا کہ میں اُسے بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ سینکڑوں ایکڑ رقبہ پر اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔ یہ پڑاؤ دریا کے کنارے تین میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا۔ عرض کہیں کم کہیں زیادہ تھا۔ اس وسیع رقبہ پر بالکل پاس پاس کہ اس سے زیادہ قریب ہو نہیں سکتا تھا۔ ہزاروں گاڑیاں کھڑی تھیں اور ان کے بیل پاس بندھے ہوئے تھے۔ بیمار مویشی گاڑیوں میں ادھر اُدھر گشت کر رہے تھے۔ ہر گاڑی کے قریب مردوں عورتوں اور بچوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور کل سطح پارچہ جات برتنوں کتابوں اور بستروں سے مستور تھی۔ ایک سفید ریش معمر ترک بے جان لیٹا ہوا تھا۔ قرآن شریف اُس کے قریب کھلا پڑا تھا۔ اور اُس کا کل جسم خون سے جو گردن و حلق کے ڈراؤنے زخموں سے بہہ رہا تھا۔ لتھڑا ہوا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر ہمارے جگر میں سوراخ سا ہو گیا۔ تقریباً چھکڑوں اور گاڑیوں کے تمام پہیوں میں شیر خوار معصوموں کی لاشیں لپٹی ہوئی تھیں یہ وسیع مرگھٹ اور میدان قتل بلغاریوں کے لئے ایک مال غنیمت بھرا ہوا تھا۔ جو عمدہ عمدہ گاڑیوں کو منتخب کر رہے تھے اور سب برتنوں اور کل عمدہ بستروں کو اُٹھا لیجا رہے تھے۔ برتن بافراط پڑے ہوئے تھے اور بستروں سے مردوں کو ٹھوکریں لگا کر پرے پھینک دیا جاتا تھا۔ یہ حرامی بدذات ایسے بے باک تھے کہ گاڑیوں کو مردہ عورتوں اور بچوں کے سروں سے کھینچتے ہوئے لیجاتے تھے اور ان لاشوں پر سے ایسی بھی توجہ نہیں کرتے تھے۔ تقریباً پانچ لاشیں علاوہ [illegible] کی اس پڑاؤ میں پڑی تھیں گاڑیاں ۱۵ ہزار سے کم نہ تھیں۔ اور کم از کم ۵۰ ہزار مظلوم سوار اور پیدلوں کے جن کو وہ سروں پر اٹھا لیجا سکے کل مال و اسباب وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ گھنٹوں تک اسی مہیب بھیانک نظارہ کے دیکھنے سے ہماری طبیعتیں سخت پریشان ہو گئیں اور ہم نے گھوڑوں کو تیز کر دیا کہ کسی طرح فرملی جلد جا پہنچیں مگر گاؤں کی دیواروں تک ہمیں برہنہ بے حرمت شدہ لاشیں ملتی رہیں۔

مسلمانوں کی معدومیت

یہ لوگ اپنے قیام گاہ سے سالونیکا کے سواروں کو سامنے کی وادی مرترا میں داخل ہوتے دیکھ کر فرار ہوئے تھے۔ اس فرار کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہزار دو ہزار مسلمان دہقان ہلاک ہو گئے۔ اور جو تھوڑے قلیل باقی رہیں۔ وہ پہاڑوں میں برہنہ تن وخالی شکم فاقہ و سردی کے مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ قرب وجوار کے بلغاری خوب متمول ہو گئے کیونکہ روسی سواروں کی پہلی بلغار کا بھی وہاں ابھی صاف نہ ہوا تھا کہ یہ چند صفت انسان اُن جانوروں کو جنکو وہ ہنکا لیجا سکتے تھے لوٹ لئے۔ اور مال و اسباب سے سینکڑوں گاڑیاں بھر کر لیگئے۔

مسلمانوں کی اس کامل تباہی کو دیکھ کر انسان کا دماغ چکرا جاتا ہے۔ ۵۰ ہزار میں سے صرف چند ہزار اپنے ارباب لیکر اپنے گھروں کو واپس ہوئے معلوم نہیں انکے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ مگر ان واقعات سے اسے بآسانی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ فلپ اپولی اور خزنشلی کی شرکت پر شبہ پیدا ہو گیا کہ سلامتی رہیگی۔

مجھے یہ خیال کرتے ہوئے سخت صدمہ پہنچتا ہے کہ خدا نہ کرے کہیں قسطنطنیہ کو جاتے ہوئے کبھی مجھے راستہ میں ایسے ہی منظر دیکھنے پڑیں کیونکہ کچھ عرصہ ہوا بعض ترک مسلمان پناہ گزینوں کی گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں ایڈریانوپل سے راستہ دن رات قسطنطنیہ کو جاتی رہی تھیں۔ ان لوگوں کو خوف و ہراس اور فلاکت نے ایسا بے حواس کر دیا ہوا تھا کہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم کہاں جا رہے ہو تو نوبت ہی نہ ہوتی کہ کچھ جواب دے سکتے۔ وہ صرف یہی جانتے تھے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے آگے بڑھے جائیں دہشت نے ان کو ایسا بوکھلا رکھا تھا کہ اگر ایڈریانوپل کے بازاروں میں بھی کسی کی گاڑی ٹوٹ جاتی تو وہ اُسے مع سامان وہیں چھوڑ کر خود آگے چلا جاتا۔ اس وقت بھی جبکہ میں یہ لکھ رہا ہوں بازار ان سے بھرا ہوا ہے جو سردی بارش اور تاریکی میں بھی برابر لگاتار حرکت کئے چلے جاتے ہیں۔ اکثر ننگے پیر نہ پاپیادہ ہیں۔ اور ہر ایک متنفس سر سے پاؤں تک بھیگا ہوا ہے مگر ہجوم زیادہ بالکل بے سکت ہو رہا ہے آندھی کا شور بچوں کے چلانے اور پہیوں کی جھنجھناہٹ کے ساتھ ملکر عجیب وحشت خیز سماں بنا رہا ہے۔ افسوس ان بدنصیبوں کیلئے کسی طرح کی دستگیری اور امداد کی توقع نہیں۔

ترکی آبادی کی بیخ کنی

اس امر کی، کہ ترکی آبادی ۱۸۷۷ء میں روسیوں کے قریب پہنچ جانے پر کیوں گھروں سے بھاگ جاتی تھی۔ اور روسیوں اور بلغاریوں کے قابو آنے پر سردی اور بھوک کی سخت سے سخت تکلیف کو ترجیح دیتی تھی ناظرین کو مندرجہ ذیل چیدہ چیدہ واقعات کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی۔

ترکی دہقانوں کا قتل عام

مسٹر ڈنڈ کالورٹ (انگریزی قونصل متعینہ فلپ اپولی) نے اپنے اعلیٰ افسروں کے حکم کی تعمیل میں موضع بلوآن اور ملوک کے متعلق خود ترکی پناہ گزینوں کی زبانی کل حالات قلمبند کئے تھے۔ ترکی کے متعلق مینفا جیہ انگلستان نے جو سرکاری خط و کتابت شائع کی تھی۔ اُس میں قونصل بلنٹ کا بھی ایک خط مورخہ ۴ جولائی ۱۸۷۸ء مندرج ہے جس میں ترکی دہقانوں کی ناقابل اعتبار بیرحمی و سفاکی سے قتل کئے جانیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ خط کا ذرا ایک سو لکھا گیا تھا۔ موضع بلوآن[1] کے تین پناہ گزین بخشندہ خلیل افندی حسین مصطفیٰ افندی عبداللہ اور سلیمان افندی وغیرہ کے بیانات مسٹر کالورٹ نے حسب ذیل تحریر کئے۔

"شنبہ گذشتہ ۲۰ جولائی کی صبح کو کاسکون کے دو رسالے بلوآن میں پہنچے گاؤں کے اکابر روسیوں کی آمد کی خبر سنکر استقبال کو گئے۔ اور باضابطہ طور پر اطاعت گزینی کا اظہار کیا۔ کاسکوں نے گاؤں کا احاطہ کر کے باشندوں کو ہتھیار حوالہ کر دینے کا حکم دیا۔ دوسرے دن دو اور رسالے کاسکوں کے پہنچے۔ اور انہوں نے پھر گاؤں کا احاطہ کر لیا اس مرتبہ دیہات ملحقہ کے دو تین ہزار

[1] یہ موضع جسمیں دو سو گھروں کی آبادی ہے۔ باگیریا میں ملری کی سڑک پر ترنوو سے تین گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے۔

بلغاری بھی روسی فوج کے ہمراہ تھے۔ یہ لوگ کلہاڑیوں سنگینوں خنجروں اور غیر فوجی طرز کی بندوقوں اور تلواروں سے مسلح تھے۔ ان اشقیا نے گاؤں کے مویشی ہانکنے اور بے پناہ دیہاتیوں کھیتوں اور مکانوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے مکانوں کو کئی جگہ سے یکبارگی آگ لگا دی اور باشندے جان بچا کر بھاگنے لگے تو انپر درندوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اور بیشمار عورتوں بچوں مردوں کو بے تحاشا تہِ تیغ کر کے باقیماندہ کو آگ کے شعلوں کی طرف دھکیل دیا۔ کاسک جو گاؤں کا باہر کی طرف سے احاطہ کئے ہوئے تھے چپکے کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھتے رہے۔ یہ بیان کرنیوالا تینوں آدمی ایک گلی کے راستہ جسکے مقابل کاسکوں کے حلقہ میں رخنہ پڑا ہوا تھا بصد مشکل جان بچا کر بھاگ آئے ہیں۔

اس بیان کے ساتھ ہی مسٹر کالورٹ اپنی طرف سے یہ نوٹ ایزاد کرتے ہیں۔

"خلیل و علی حسین جس نے سب سے اول بیان لکھایا پہلے تو متمکن طور سے داستان کو بڑے حوصلہ کے ساتھ بیان کرتا رہا مگر جب وہ آخری مصیبت کے حالات بیان کرنے لگا تو اس سے ضبط نہ ہو سکا وہ بچوں کی طرح رونے لگ گیا۔ اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے وہ کچھ دیر تک ایک لفظ زبان سے نہ نکال سکا۔"

"پھر جب کسی قدر اسکی حالت درست ہوئی تو بیان کیا کہ میرے ساتھ دو بہنیں بھی رہتی تھیں اُنکے خاوند فوج میں سپاہی تھے اور میں ان کی پرورش کرتا تھا سو وہ دونوں اُن کی اولاد اور خود میرا کنبہ سب کے سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ میں نے بچشم خود موذیوں کو بچوں کو ماؤں سمیت شعلوں میں پھینکتے دیکھا۔"

ترکی مستورات پر ظلم و ستم

۱۸۷۷ء میں جب روسیوں نے دریائے ڈینوب سے عبور کیا تو اس سے کچھ عرصہ بعد مجروح ترکی عورتوں اور بچوں کا جم غفیر جنکے خاندان حملہ آوروں سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر ظالموں نے راستہ میں ہی انپر حملہ کر دیا تھا۔ شوملا لایا گیا جہاں تمام انگریزی اور دیگر ممالک کے نامہ نگاروں نے بچشم خود اُن کا ملاحظہ کر کے ایک محضر نامہ مرتب کیا۔ یہ محضر نامہ ترکی وزیر خارجہ نے بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۸۷۷ء قسطنطنیہ سے اپنے مراسلہ کے ساتھ ترکی سفیر متعینہ پیرس کو روانہ کیا۔

مراسلہ و محضر نامہ کا مضمون حسب ذیل تھا:

"میں تمہیں ایک محضر نامہ کی بجنسہ نقل ارسال کرتا ہوں جسپر مندرجہ ذیل ممالک غیر کے اخبارات کے نامہ نگاروں نے بمقام شوملا دستخط کئے۔ کولون گزٹ۔ جرنل ڈیس ڈیبا۔ نیو فری پریس۔ سٹینڈرڈ۔ ڈیلی ٹیلیگراف۔ السٹریٹڈ لنڈن نیوز۔ مانچسٹر گارڈین۔ ٹائمز۔ فرینک فورٹر۔ نے تاگ۔ مارننگ پوسٹ۔ روسی پبلک فرانکیں۔ پسٹر لائیڈ۔ وینیر ٹاگبلاٹ۔ مارننگ ایڈورٹائزر۔ سکاٹسمین۔ نیویارک ہیرلڈ۔ مانچسٹر ایگزامینر۔ اس کا مضمون یہ ہے "ہم ممالک غیر کے اخبارات کے نامہ نگار جو شوملا میں جمع ہیں۔ اُن حالات کا خلاصہ ایک جگہ مرتب کر کے اس پر دستخط کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں جو اُن مظالم کے متعلق جو بلغاریا میں بے ضرر مسلمان آبادی پر توڑے گئے ہیں۔ ہم اپنے اپنے اخبارات کو جدا جدا تحریر کئے ہیں۔ ہم حلفاً بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بچشم خود شوملا اور اس کی نواح میں عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کو آتشبار اسلحہ کے زخموں کے علاوہ جنکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ لڑائی کے دوران میں پہنچے ہونگے نیزوں اور تلواروں کی ضربوں سے زخمی دیکھا ہے۔ اور خود ان زخموں کے متعلق ان سے سوال کئے ہیں۔ ان مظلوموں پر

روسی سپاہ نے ناگفتہ بہ مظالم توڑے ہیں۔ اور بعض اوقات بلغاری بھی مسلمانوں مفروروں اور پناہ گزینوں سے کمال سفاکی سے پیش آتے ہیں۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق کئی دیہات کے تمام مسلمان تہ تیغ کر دئے گئے ہیں۔ ہم قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ مجروحین میں عورتوں اور بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اُن کو زخم لگے ہوئے ہیں"۔ وادی طنجہ میں جو ظلم و ستم کئے گئے وہ ناظرین کو کتاب "میدان جنگ کے مناظر" کے منتجہ ذیل اقتباس سے جو ۱۹۱۳ء میں شایع ہوئی تھی معلوم ہو جائینگے +

"وادی طنجہ جو بلقان سے متصل بجانب جنوب واقع ہے۔ گورکو کے رسالے پہنچنے سے پہلے کمال دلفریب اور خوشحال ضلع تھی۔ گاؤں آباد۔ قصبے بارونق کھیت سرسبز اور تمام زرخیز علاقہ گلاب کے باغوں اور تاکستانوں سے معمور۔ فردوس کا ٹکڑا دکھائی دیتا تھا اور کل باشندے اپنے اپنے شغل میں مصروف نہایت خوشحال اور فارغ البال تھے۔ اس وادی کا عطر گلاب تمام دنیا میں مشہور تھا۔ ترک اور بلغاری آپس میں صلح و اتفاق اور امن چین سے آباد تھے۔ فسادات کے برپا اور لڑائی کے شروع ہونے کی افواہیں یہاں بھی پہنچ گئی تھیں۔ مگر دونوں جماعتوں کے اکابر نے باہم صلاح مشورہ کر کے قدیمی رفاقت اور امن کو قائم رکھنے اور کسی طرح کی تکرار نہ پیدا ہونے دینے کا عزم بالجزم کر لیا تھا"+

افسوس یہ حالت زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ جولائی ۱۸۷۷ء کے اخیر میں روسی اور بلغاری فوجیں اس نمونۂ فردوس یعنی وادی میں داخل ہوئیں۔ اور اُن کی ورود کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ آباد و دولتمند ضلع چشم زدن میں ایک [illegible] بن گیا۔ گاؤں جلا دئے گئے۔ مکان منہدم ہو گئے۔ باشندے طرح طرح کے عذاب و عقوبت کے ساتھ تہ تیغ کر دئے گئے۔ اور کل علاقہ جو اس منحوس و ملعون محاصرے سے پہلے کمال بارونق شگفتہ اور تر و تازہ تھا۔ جہنم کا نمونہ بن گیا۔ جن گھروں میں پہلے کسی نے اونچی آواز سے کسی کو بولتے نہ سنا تھا۔ اب ان میں تاخت و تاراج۔ قتل و نہب عصمت دری و بردہ فروشی۔ جبر و ظلم اور زنا بالجبر کا بازار گرم ہو گیا۔ اور بیشمار خوشحال آبادی میں سے صرف چند بے خانماں برباد شکستہ حال۔ تباہ و پریشان فاقہ مست و مایوس عورتیں اور بچے باقی رہ گئے۔ تو قونصل جنرل فاسٹ فیلڈ نے ان کی تباہی و بربادی کے جگرخراش حالات تحریر کئے +

سکاٹس مین کا نامہ نگار

مسٹر ... سکاٹس مین کے نامہ نگار نے اس ضلع کی بربادی کے حالات جو اس کی صحرا — کالوفر کارسودا۔ اور سپاٹ کے شمال مغرب میں اس درہ کے قریب واقع ہے۔ جس کے راستہ امل اول روسی جنوبی بلگیریا میں داخل ہوئے۔ بیان کرتے ہوئے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ یہ تمام قصبے بالکل ویران ہو گئے ہیں۔ اور ان کے کوچہ و بازار۔ تاکستان اور کھیت مردوں، عورتوں اور بچوں کی متعفن اور بوسیدہ لاشوں سے پٹے ہوئے ہیں۔ ان قصبوں پر قابض ہوتے وقت روسی کمانڈروں نے حفاظت کا وعدہ کر کے ترکی دہقانوں سے ہتھیار رکھوا لئے۔ مگر سلیمان پاشا کی پیشقدمی کے وقت وہ یہ ہتھیار اور نیز اور بہت سے اسلحہ اپنے پاس سے بلغاری دہقانوں کو دے گئے۔ جنہوں نے فی الفور اپنے ترکی ہمسایوں پر حملہ آور ہو کر ان کو بلا تمیز زن و مرد و صغیر و کبیر بیدریغ تہ تیغ کر دیا۔ اور عورتوں کو قتل کرنے سے پہلے نہایت وحشیانہ طریق سے سخت بے عزت و بے آبرو کیا +

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو کہ شہزادہ نکلس کی فوج کے ہمراہ تھا اور بلقان سے شمال کی طرف کے کل علاقہ میں اس نے گشت کی تھی ترکوں کی خوش اخلاقی اور عیسائیوں کی بد ذاتی کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:۔

میں دیگر حالات پر اس قدر تماشا بین گیا ہوں کہ "مظالم" کے عنوان لکھنے کیلئے بہت تھوڑی سی جگہ رہ گئی ہے۔ ناظرین "مظالم" کا لفظ سنکر چونک نہ پڑیں میں نے بطریق مبالغہ یہ لفظ نہیں لکھا۔ دنیا میں آج تک کسی قوم حتیٰ کہ امریکہ کے سرخ اندام وحشیوں نے بھی بے پناہ اور بھاگی ہوئی آبادی سے کبھی ایسا قبیح ظالمانہ برتاؤ نہیں کیا جیسا کہ بلغاریوں نے ترکوں سے کیا ہے۔ یہ شقی القلب علانیہ تسلیم کرتے ہیں کہ بلغاریوں کی دیہاتوں میں پہلے کوئی عناد موجود نہ تھا۔ وہ صرف خونریزی کے شوق اور لوٹ کھسوٹ کی طمع سے بے بس ہو کر اپنے ہمسائیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جن کو انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اب بالکل بے پناہ ہیں۔ اور اپنا کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔ اسی اثناء میں ایک شراب خانہ میں جب میرا قیام ہو گیا۔ تو وہاں ایک بلغاری اپنا خنجر دوسروں کو دکھا رہا۔ اور یہ کہہ رہا تھا کہ پہلے میں بندوق لیکر باہر پھرا کرتا تھا۔ مگر یہ اس سے بہتر ثابت ہوا ہے۔ میں دس مسلمان قتل کر چکا ہوں میں نے انہیں بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سفاکی اور درندگی ہو سکتی ہے شمالی بلغیریا کے مسلمان جانک بکروں کی طرح ذبح کئے گئے تھے۔ مگر انہوں نے عیسائیوں پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا۔ بلکہ بھاگتے اور فراری کے وقت بھی جیسا کہ خود بلغاری تسلیم کرتے ہیں ہر ایک چیز کی قیمت ادا کر دیتے رہے۔ روسیوں کو بلغاریا میں داخل ہوئے دو مہینے ہو چکے ہیں۔ اور ابتک کسی ترک کی طرف سے کوئی زیادتی ہونے کی ایک بھی شکایت نہیں سنی گئی۔ ایک روسی افسر نے ایک راہگذر بلغاری دہقان سے دو فیلی مرغ چار آنوں کو خرید کئے۔ پھر اس سے دریافت کیا کہ کیا تم اپنے ہم مذہب کسالیوں کے آنے سے خوش نہیں؟ بلغاری نے بلا رو رعایت صاف صاف جواب دیا۔ تاہم ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آیا تمہارا برتاؤ بھی ہم سے ویسا ہی اچھا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ترکوں کا تھا۔"

ٹائمز کے نامہ نگار نے جو اس یورش میں گورکو کے ساتھ رہا تھا۔ بتاریخ ۲۱ جولائی ۱۸۷۷ء گورکو کے کیمپ جو بلقان کے جنوبی علاقہ میں نصب تھا حسب ذیل تحریر کیا:۔

اس محاربے سے تہذیب کو کچھ تعلق نہیں۔ یہ از سرتاپا مظالم و مظالم کا مجموعہ ہے۔ روسی سپاہی ترکوں کو ناپاک ترین حیوان تصور کرتے اور انہیں قتل و ہلاک کرنا ثواب میں داخل سمجھتے ہیں۔ بلغاری بھی جہاں تک ان کا بس چلتا ہے فرق نہیں کرتے۔ پرنس ویک ٹنسٹین جب میدان جنگ کی گشت کرتا ہے۔ تو یہی پکارتا واپس آتا ہے۔ "بلغاری مجروح ترکوں کو قتل کر رہے ہیں"۔ بعد ازاں جب میں میدان صاف کر گیا تو بلغاریوں کو مقتول ترکوں کی لاشوں سے کپڑے وغیرہ اتارتے دیکھا۔ نیک بخت و رحیم مزاج عیسائی خاتونیں جب سنتی ہیں کہ کچھ ترک اسیر کئے گئے ہیں۔ تو وہ کمال متانت کے ساتھ اپنی گردنوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اس اشارہ کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اسیروں کو قتل کر دو۔ بھلا بتاؤ ایسی شریف خاتونوں کو دیکھ کر ایسے انسان کے بدن پر جس پر کچھ بھی خوف خدا اور انسانیت کا ایک ذرہ بھی ہو کیوں نہ لرزہ پڑ جائے۔ اور ایسے مرد اگر شجاع

مخالف سپاہی کیوں نہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھیں جن کا سفاکی اور سیہ کاری کے سوا اور کوئی کام ہی نہ ہو +

ناظرین اس امر کو ہمیشہ ہرگز نہ بھولیں کہ ان کا ہیبت انگیز افعال میں سے اکثر اعلیٰ ترین روسی افسروں کی آنکھوں کے سامنے اور ان کے علم سے کئے جاتے ہیں جیسے اخبار میں سب سے زیادہ ظالم جنرل گورکو تھا ۱۸۷۷ء کے موسم گرما میں اس نے بلقان کو عبور کر کے جنگل علاقہ پر یورش کی تھی اس میں کوئی جنگی مدعا مد نظر نہ رکھا گیا تھا صرف مسلمانوں کو تاخت و تاراج اور قتل و غارت اور بے حرمت کرنے کیلئے کی گئی تھی۔ اس نے اپنے سپاہیوں بالخصوص بلغاری مجاہدین کو پوری پوری اجازت دیدی تھی کہ مسلمان باشندوں سے جو سلوک چاہیں کریں۔ خوبصورت وادی طنجہ میں جو خونریزی اور غارتگری کیلئے چار دانگ عالم میں مشہور ہے۔ اس کا راستہ خون آلود دیہات مقتول مردوں اور بے حرمت کی گئی عورتوں سے نمایاں ہو رہا تھا کازان لک اور افغان لک کے بدنصیب مسلمانوں کا ماجرا[1] بیان کرنے کا تو یارا نہیں ہو سکتا۔ گورکو کی ظالمانہ یورش کا مقصد یہ مدعا تھا کہ ان مظالم سے مشتعل ہو کر مسلمان بھی عیسائیوں سے

[1] افغان لک ایک بارونق قصبہ پر کاسکوں اور بلغاریوں نے جو مظالم توڑے۔ ان کی اپنے چشم دید شہادت دے رہے ہیں۔ کہ ان اشقیاء نے کوئی ادھر کبھی کل عالم میں بھی سرزد ہوئی تو بھی صرف یہی ایک واقعہ قیامت تک انکی روسیاہی کیلئے کافی تھا۔ ٹائمز کے نامہ نگار نے جو سلیمان پاشا کے ساتھ تھا۔ بتاریخ ۱۰ اگست ۱۸۷۷ء مقام خان بوغاز سے اسکے متعلق یہ تحریر کیا:-

ہم سے دو روز سلیمان پاشا نے اس گاؤں کو جا کر دیکھنے کی درخواست کی جہاں پچھلے ہفتہ بلغاریوں اور کاسکوں نے ناگفتنی مظالم اور خوفناک خونریزی کا ارتکاب کیا تھا۔ اس گاؤں کا نام افغان لک یا اوقلانا ہے۔ جو خان بوغاز اور کازان لک کے درمیان یعنی کازان لک کے روسی کیمپ سے بہت قریب واقع ہے۔ یہ نہایت ہی بارونق نہیں بلکہ قصبہ تھا۔ اور وہاں تین ہزار کے قریب باشندے آباد تھے جو اب دو ایک چند مکان کھڑے رہ گئے ہیں انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر باشندے بہت آسودہ حال تھے وہاں ہم نے جو لاشیں دیکھیں ان میں ایک نوجوان عورت کی بھی لاش تھی۔ جسے فوت ہوئے زیادہ سے زیادہ تین ہی روز ہوئے ہونگے میں کس طرح اس کی وفات کی تاریخ معین کر سکا۔ اسکے بتانے سے دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے تاہم بالاختصار یہ بتلائے دیتا ہوں کہ جسقدر گوشت ابھی ہڈیوں کے ساتھ باقی تھا۔ اور کتوں سے بچ رہا ہوا تھا وہ بالکل تازہ تھا۔ اور جسم کے بالائی حصہ کی رنگت ابھی بہت ہی خفیف متغیر ہوئی تھی میں اس عورت کے چہرہ کو تمام عمر فراموش نہیں کر سکونگا۔ میرے ساتھ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار۔ ہم دونوں کے نوکر۔ ایک ترکی میجر اور دو یا تین سپاہی بطور اسکورٹ کے تھے ہم اس لاش کے گرد عرصہ تک بے حس و حرکت بت بنکر کھڑے رہے کسی کے منہ سے ایک لفظ نکل سکا اس کا چہرہ جسے کتوں نے سلامت چھوڑ دیا تھا نہایت ہی خوبصورت تھا خط و خال کمال دلفریب اور رخسار و لب رشک حور کی گولائی کا ایک نمونہ تھی موت کی زردی نے اس کی خوبصورتی کو اور دوبالا کر دیا ہوا تھا منہ عجیب خوبصورت تھا کسی قدر کھلا ہوا تھا۔ اور دانت ملے ہوئے تھے آنکھیں بند اور ان کی لمبی لمبی پلکیں رخساروں تک پہنچی ہوئی تھیں پیشانی پر تکلیف و آزردگی کی خفیف سی علامت پائی جاتی تھی۔ بال لڑکی کی طرح سر پر حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ بالکل برہنہ پڑی تھی۔ اور گردن ایک ہی ضرب سے جو حلق اور شاہ رگ کو فی الفور کاٹ دینے کیلئے کافی تھی نصف سے زیادہ کٹی ہوئی تھی اس کے علاوہ ہم نے اور بھی کئی عورتوں

ایسا ہی سلوک کریں۔ تاکہ انگلستان میں مظالم ترکی کا جو جذبہ مستولی ہو رہا تھا اور جس نے روسی طمع و حرص کو خوب کام دیا تھا۔
جو ابتازہ ہے۔ اکتوبر۔ نومبر اور دسمبر ۱۸۹۵ء کے مظالم آرمینیا دہشت انگیزی اور تعداد دونوں لحاظ سے ان مظالم کے
سامنے جو عیسائی سپاہیوں نے ۱۸۷۶ء میں بمقام بلقان کے مسلمانوں پر کئے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ تازہ ترین
سرکاری مراسلات اور کاغذات سے ظاہر ہے کہ بعض بعض مقامات میں ارمنی مظالم "بلغاری مسلمانوں" اور "چرکسوں" نے شروع
کئے تھے۔ اگر ایسا ہو تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ روسی جور و ستم اور ظلم و جفا کے انہی دونوں قوموں کے مسلمان آماجگاہ رہے تھے
خیر کچھ قسمت سے دونوں واقعات میں بیگناہ اور معصوم مظالم جفاکارانہ کا ہدف و نشانہ بنتے ہیں۔ بلقان میں پہلے مسلمان
پھر عیسائی اور بالآخر مسلمان۔ ایسا ہی جور و جفا اور کشت و خون کا آماجگاہ بنے۔ کوہسار آرمینیا میں پہلے مسلمان اور پھر عیسائی
بہت بڑے پیمانہ پر قومی و مذہبی تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر دونوں صورتوں میں اصلی تحریک اور باعث یکساں تھے۔
یعنی اسی مقدس ملکی و جنگی حکومت روسیہ کی نوامانہ۔ قبل یہ حصول اور مستقل عزم طمع و حرص جو ایک طرف قسطنطنیہ کی طرف اور دوسری طرف
ہندوستان کی طرف جائز یا ناجائز جن وسائل سے بن پڑے لگاتار پیشقدمی کرتے رہنے کی پالیسی کو کبھی ایک لحظہ کیلئے نظر انداز نہیں کرتی دونوں
صورتوں میں اپنا کام کر رہی تھی۔

روسی ڈھنگ

بلگیریا اور آرمینیا میں روس نے جو ڈھنگ اختیار کئے اُن میں اور نیز اس تدبیر میں جس سے
دونوں صورتوں میں انگلستان کی عام رائے کو دھوکہ و فریب دیا گیا ہے۔ عجب مماثلت
پائی جاتی ہے۔ مگر خوش قسمتی سے بحمد اللہ کہ صورت میں دیگر زبردست اقتدار اعلیٰ نے حائل ہو کر ترکی کو بلاواسطہ اور براہ راست
روسی فوج کشی سے بچا لیا۔ اور اس طرح سے انگریزی قوم کے تعصبات اور انگریزی پالیسی کی بیوقوفیوں کے اثر بد کی پوری پوری

اور بچوں کی لاشیں ایک کوئیں میں دیکھیں۔ ان کی تعداد ہم درست نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ ہم نے انہیں نکلوا کر نہ گنا تاہم وہ بالضرور
بہت سی تھیں۔ اور میری رائے میں اس ارزاں و ترساں بڑھیا عورت کا بیان بالکل درست تھا۔ جو کوئیں تک ہمارے ساتھ
آئی تھی۔ اُس نے بتایا کہ یہاں بارہ یا پندرہ عورتوں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں۔ واپسی کے وقت ہم نے سو سو سے زیادہ ترکوں
کی لاشیں دیکھیں۔ یہ سب کے سب سنگین و تلوار یا بیچارگی گولی مار دینے سے ہلاک کئے گئے تھے ان کے متعدد ڈھیر لگے ہوئے تھے۔
ایک ڈھیر میں چالیس اور ایک میں پچاس لاشیں تھیں۔ دو تین چھوٹے چھوٹے ڈھیر ان سے علاوہ تھے۔ اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ یہ لوگ کمال بیرحمی
اور سفاکی کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ ان میں کئی نہایت ہی بوڑھے بھی تھے۔ شب گذشتہ ترکی سواروں کی ایک جماعت کل علاقہ میں ناکامیابی کا گشت
کر کے واپس آ گئی۔ وادی طوجہ کے موضع موفلس میں انہیں نصرانی عورتیں اور بچے ملے۔ جنکو بلغاری جو ترکی سواروں کے آنے پر دم دبا کر بھاگ گئے تھے
تنہا چھوڑ گئے۔ مگر یہ مقتول سب کی کر گئے مشام کرنفت یہ بات کہ ان کو سنی وہاں اُس نے دو ہزار سے زیادہ ترکی عورتیں اور بچے پائے۔ ان سب نے پناہ بچی بنایا
کیا۔ گذشتہ دس پندرہ دن میں بیضوبت کہ شہر بلغاریوں کے تصرف میں آ گیا ان بدذاتوں نے ایک جوان عورت یا لڑکی کا بھی سلامت چھوڑا اور جاتی ترکی کو بھی
کو پادری ساتھ لیکے کل شہر میں ایک سو تک کر روانہ ہوا وہ قتل کر دئیے گئے تھے۔

تلافی ہوگئی۔ اور یہی نہیں کہ ترکی کی سلامتی ہی محفوظ نہ رہنے پاتی۔ بلکہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے مقبوضات ہندیہ بھی معرض خطر میں پڑنے سے سلامت رہے۔

مندرجہ بالا سطور میں میں نے اصل مطلب سے بہت گریز کیا ہے۔ مگر ناظرین کو واقعات کی حقیقی رفتار اور اُن کے اثر کا درست اندازہ کر سکنے کے قابل بنانے کیلئے یہ گریز ناگزیر تھا۔ اب میں پھر آسٹریا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ سنہ ۱۸۷۷ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگوینا کے وعدہ سے آسٹریا کو متفق کر لیا تھا۔ اور اس سے ترکی پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ رومانیا نے اس حملہ کے برخلاف مدد ملنے کے لئے آسٹریا سے فضول التجائیں کیں۔ آسٹریا کی حس انصاف پر طمع غالب آچکا تھا۔ اس نے شنوائی نہ کی اور غریب رومانیا کو صبر و شکر کر کے روس کو اپنے علاقہ سے گذرنے ہی کی اجازت نہ دینی پڑی۔ بلکہ جب بمقام پلیونا پہلی مرتبہ ہی اسلامی پہلوان عثمان پاشا سے منہ کی کھانے پر روسیوں کے شکنجے ڈھیلے اور اُن کی حالت نہایت نازک ہوگئی تو اسے[1] اپنی کل فوج بھی اسی ظالم کے حوالہ کر دینی پڑی۔ روسی سلسلہ ہائے آمد و رفت اور اس کی فوج کا جناح بسریبیا سے لے کر رومانیا۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے بیچوں بیچ سان سٹیفانو تک پھیلا ہوا تھا۔ اور آسٹریا بآسانی تمام جس وقت چاہتی وہیں اس پر مہلک حملہ کر سکتی تھی۔ مگر قرارداد باہمی کے مطابق وہ خاموش رہی۔ اور اُس نے کوئی مخالفانہ حرکت نہ کی لیکن جب قسطنطنیہ کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اس وقت آسٹریا سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور اُس نے روس کو مزید پیشقدمی سے باز آجانے کی اطلاع کر دی۔

روسیوں کی دوسروں کو اندھا اور احمق بنانے کی کوششیں

جون ۱۸۷۸ء میں بمقام برلن تمام پول فاش اور کل راز منکشف ہوگئے۔ کل مشرقی رومیلیا کی سیاحت کرنے اور ایڈریانوپل۔ فلپ پولیس۔ صوفیا۔ اور سلسلہ روڈپ کے برابر برابر جسقدر روسی افواج مقیم تھیں اُن کی بیحد کمزوری کو بچشم خود مشاہدہ کرنے کے بعد میں فلپ پولیس اور صوفیا کو روسی تصرف میں نہ جانے دینے کی حتے الامکان کوشش کرنے کیلئے برلن گیا۔ روسی کل دنیا کو احمق اور اندھا بنانے کی چال کمال بیباکی اور جسارت کے ساتھ چلے۔ انہوں نے فوج امپیریل گارڈ اور تقریباً ہر ایک سپاہی اور توپ جس کی گنجائش نکل سکتی تھی۔ سان سٹیفانو کو جو قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دی۔ اور پھر تمام یورپین سفارتوں کے جنگی اتاشیوں کو روسی "فوج ہراول"!!! کے پریڈ اور جائزہ دیکھنے کے لئے مدعو کیا۔ یہ ہراولی فوج بیشک بڑی شاندار تھی۔ اس میں بغیر عمدہ توپخانہ کے علاوہ پچاس ہزار چیدہ روسی فوج موجود تھی۔ مگر درحقیقت ہراولی فوج ہی کل روسی فوج تھی۔

[1] روسیوں نے بکمال حقارت تمام پرنس چارلس رومانیا کے پیش کش کو مسترد کر دیا تھا۔ مگر جب عثمان نے چھکے چھڑا دیئے۔ تو خود پرنس مذکور سے بالحاح تمام امداد کی تاکیدی التجا کی۔ مفصل حالات کے لئے دیکھو محاربات پلیونا۔

اور یہی کُل عساکر روسیہ کی کائنات تھی۔ ایڈریانوپل میں کُل چار ہزار اور فلپ پولیس میں تین ہزار عسکری مددگار بھی موجود تھے ۔

اجنبیوں سے روسی افواج کی قلّت تعداد کو مخفی رکھنے کی بڑے اہتمام سے کوشش کی جاتی تھی۔ پرنس کورچکاف (مشیر وزیر خارجیہ روس) کے ایڈکانگ سٹولیپن نے جو رومیلیا کا گورنر جنرل بنایا گیا ہوا تھا۔ خود اپنی زبانی مجھے بتایا کہ لشکر روس اہم جنگی ہیں اور سان سٹیفانو کے گرد و نواح میں تین بٹالین مقیم ہیں۔ مگر درحقیقت وہاں صرف دو کمپنیاں موجود تھیں۔ فساد رومیلیا کی تحقیقات کے لئے ایک مشترکہ روسی و ترکی کمیشن مقرر ہو گئی تھی میں نے وہاں اس کمیشن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ میز پر صرف تین روسی افسر موجود تھے۔ میں نے پریسیڈنٹ سے کہا "میرے خیال میں تمہارے اکثر ساتھی بعد میں جنگی کے فرایض کی تعمیل پر گئے ہوئے ہیں"۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا "نہیں صرف ایک غیر حاضر ہے"۔ اس کے معنے یہ تھے کہ وہاں صرف دو کمپنیاں موجود ہیں۔ کمیشن ایک روسی میجر کے زیر اہتمام تھی۔ اس نے میز کے نیچے سے اپنے ساتھی کو ٹھوکر لگائی۔ مگر مسکوٹ کے پریسیڈنٹ کی بیچارگی دیکھ کر مجھے ہنسی میں باآواز بلند ہنس پڑا۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق تھا۔ تمام رازداری کا خاتمہ ہو گیا۔ اور پھر کسی بات کے چھپانے کی کوشش نہ کی گئی ۔

لارڈ بیکنسفیلڈ کو روسیوں کی کمزوری بخوبی معلوم تھی اور وہ جانتا تھا کہ روسی فوج مقیم یورپین ٹرکی پر نہایت آسانی سے مہلک حملہ ہو سکتا ہے۔ بنا بریں اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس موقع پر فائدہ اٹھا کر روس پر کاری ضرب لگائے اس ضرب سے روس کم از کم پچاس برس کیلئے بے دست و پا ہو جاتا۔ اور خوبی یہ تھی کہ ہمیں آدمیوں اور روپیہ کا چنداں نقصان اٹھانا پڑتا۔ مگر بدقسمتی سے اس کے ساتھی وزراء کے حصہ کثیر نے جنگ کو تا اندیشی اور مذہبی تعصب نے اُن اغراض و مفاد کو جو معرض خطر میں تھے۔ اس نادر بے مثال موقع کی لاانتہا قدر و منزلت اور توقف و درنگ کے خطرات کو سمجھنے کے قابل نہیں رہنے دیا ہوا تھا۔ اس اتفاق رائے نہ کیا۔ اور آپ کو اپنے عزم سے دست بردار ہونا پڑا ۔

محمد علیؒ — برلن کانگرس میں اعلٰے ترکی نائب و سفیر محمد علیؒ تھا۔ وہ ایک قابل انسان اور جرنیل اور عام واقفیت اور وسعت معلومات میں اس زمانہ کے اکثر ترکی پاشاؤں سے بہت افضل تھا۔ وادی لوم کی فوج کا کمانڈر رہا تھا۔ اور وہاں اُس نے روسی فوج کو جو ارچ ڈیوک ولی عہد[۱] کے زیر کمان تھی۔ تین پے در پے شکستیں دیں۔ قراحسن کوئی اور پیپ کوئی کی لڑائیوں میں محمد علیؒ نے روسیوں کا خرگوش کی طرح تعاقب کیا۔ وہ زار روس کی فوج کا کام تمام کرنے ہی والا تھا کہ محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کی صلاح پر سے جو اس محاربہ کے دوران میں ترکی کے حق میں فرشتہ رحمت کا کام دیتا رہا تھا۔ واپس بلا لیا گیا۔ میں محمد علیؒ سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کی مرتبہ

[۱] یہ بعد میں زار الکسندر ثالث ہوا۔

مجھ سے بتاسف ذکر کیا کہ اسپرنا بر ہمی اسی میں ٹرکی کے ہاتھ سے کئی نادر موقعے یونہی گئے۔ ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا گیا۔ کانگرس کے انعقاد کے پہلے ہی دن ہیں تھے برلن میں ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور ان سے دریافت کیا ٹرکی کے حق میں صورت حال و معاملات کی کیسی کچھ دکھائی دیتی ہے۔ محمد علی نے آگے جھک کر چہرہ کو ہاتھوں سے چھپالیا۔ پھر چند لمحوں کے بعد سر اٹھا کر بولا یہی نہایت ہمدردی کے ساتھ کہا۔ اے میرے دوست۔ مجھے کامل تباہی دکھائی دیتی ہے۔ آسٹریا نے ہمیں بیچ دیا ہے۔ اُسکے میرے سوال سے تھوڑا سا عرصہ ہی پہلے یہ معلوم ہوا تھا کہ روس نے بوسنیا و ہرزیگووینا کا لقمہ دیکر آسٹریا کو خاموش رہنے پر رضامند کر لیا تھا۔ اور کہ بڑی بڑی یورپین سلطنتیں بغیر ٹرکی کو مصلح حاصل نہیں ہو سکتی۔ خداوندکریم اس پر رحم کرے۔ اس نے برلن میں ٹرکی کیلئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ کانگرس کے اختتام سے کچھ عرصہ بعد وہ ایک خاص سفارت پر قبضہ پزرند کو جہاں البانویوں نے سخت بغاوت برپا کر رکھی تھی۔ بھیجا گیا۔ اور وہاں شورہ پشت اور کٹر البانویوں نے بقول بعض دغا فریب سے اسے اور اس کے تمام اسکورٹ دستہ والا کو تہ تیغ کر دیا۔ محمد علی کا انجام اس انجام سے جو سر لوئیس کوگناری اور اس کے اسکورٹ کا بمقام کابل ہوا بہت کچھ مشابہت رکھتا ہے۔

کونٹ گولوچوسکی کی دور اندیشی

چونکہ میں جانتا تھا کہ ٹرکی کی قسمت بہت کچھ آسٹریا کی پالیسی پر منحصر ہے۔ میں نے راستہ میں بشرط امکان آسٹرین وزیر خارجہ سے ملنے کا عزم کیا۔ کونٹ گولوچوسکی نے مجھ سے جنوری گذشتہ میں قسطنطنیہ کو واپس آتے وقت ملاقات کرنا منظور فرما لیا تھا۔ اور از راہ نوازش اس کے لئے وقت اور تاریخ معین کر دی تھی۔ مگر قسطنطنیہ میں غیر مترقبہ توقف ہو جانے سے میں پورے آٹھ گھنٹے دیر کر کے پہنچا۔ تاریخ ۱۹ جنوری بروز جمعہ اور وقت بارہ بجے دوپہر کا مقرر کیا گیا تھا۔ کونٹ نے اسی تاریخ شام کو برلن جانا تھا۔ وہ چلا گیا۔ اور میں شام کے آٹھ بجے ویانا پہنچا۔ میں نے یہ تفصیل اسلئے بتائی ہے کہ اس سے ایک عجیب و غریب داستان متعلق ہے۔ لندن واپس پہنچنے پر ایک باخبر شخص نے جو بیشمار خفیہ جاسوسوں اور خبر رسانوں کا افسر و حاکم ہے مجھے بتایا کہ قسطنطنیہ میں مجھے ایم نیلیڈوف کی کارستانی سے توقف ہوا تھا تاکہ میں کونٹ گولوچوسکی سے مل نہ سکوں۔ میں نہیں بتا سکتا کہ یہ روایت درست ہے یا غلط۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے بالکل مختلف اور ناقابل بیان طریق سے ایک ایسے شخص کے کہنے سننے پر جو دربار سلطانی میں بڑا منظور نظر ہے۔ اور اس کی نسبت عام خیال ہے کہ اس کا میلان خیال بہت کچھ رشین کی طرف ہے دو دن قسطنطنیہ میں میعاد مقررہ سے زیادہ ٹھیرا رہنا پڑا۔ اور بعد میں ثابت ہو گیا کہ اسکی یہ درخواستیں اور پیغام بالکل لغو اور نہایت ہی ناکافی وجوہات کی بنا پر مبنی تھے۔

مسئلہ کریٹ و یونان کے معاملات میں آسٹریا نے جو مسلک اختیار رکھا میں اسے نہایت غور سے دیکھتا رہا تھا۔ اور مسلک مذکورہ کے اختیار کرنے میں کونٹ گولوچوسکی نے جو عاقلانہ دور اندیشی اور پیش بینی ظاہر کی تھی اُسے دیکھ دیکھ کر متعجب و حیران ہو جاتا تھا

ؔ اس واقعہ کے حالات اسی کتاب میں پہلے کسی حاشیہ میں بتائے جا چکے ہیں۔

یہ امر خود ہماری (انگریزی) بلیو بکوں (کتب ازرق) سے بھی صاف ہو رہا ہے۔ آسٹریا محل وقوع اور شاہ فرڈ نینڈ سے اس کے بالکل قریب ہونے اور یورپ کے امن کو قائم رکھنے کے معاملہ میں سب سے زیادہ دلچسپی رکھنے کی وجہ سے ان تمام منصوبوں اور بلند پروازانہ امنگوں سے جو امن عامہ میں خلل ڈالنے والی تھیں بخوبی واقف اور باخبر تھی۔ آسٹریا کو اسوقت یونان کی خفیہ سوسائٹی اتھنیکی ہیٹیریا کی کارروائیاں جو اب کل دنیا میں مشہور ہوگئی ہیں معلوم تھیں۔ اور اسے اس خفیہ مادہ کا بھی علم تھا جو یونانی گورنمنٹ اس انجمن کی خوفناک سازشوں کو دے رہی تھی۔ اور یہ اسی علم کی وجہ سے تھا کہ جولائی ۱۸۹۶ء میں ہی کونٹ گولوچوسکی نے مفسدین وسازشیوں کے سیلاب عظیم کی درآمد کو روکنے کیلئے جسے اتھنیکی ہیٹیریا نے تیار کیا تھا۔ کریٹ کے گرد بحری ناکہ بندی کی تجویز دول یورپ کے سامنے پیش کردی تھی۔ تمام دول عظام نے اس مدبرانہ احتیاط اور پیش بندی کو جو کریٹ فساد کو شگوفہ میں ہی دبا دیتی۔ اور خود کریٹ کو جانگداز خانہ جنگی اور خونریزی سے محفوظ کردیتی بخوشی منظور کرلیا۔ غالباً وجہ ان آسٹرین تجویز کی بدولت محاربہ تھسلی بھی کبھی وقوع میں آتا۔ مگر بدقسمتی سے برطانوی گورنمنٹ نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ اور محبان یونان و ریڈیکل فریق کی خفیف سی بیہوشی اور تحریک سے ڈر کر آسٹریا کی تجویز کے مطابق اگست گذشتہ میں کریٹ کے بحری محاصرہ کے لئے دیگر دول کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ عام تحریک کے اس قدر دباؤ میں آجانا بڑی سخت غلطی تھی۔ یہ تحریک ایسی وقیع اور اہم نہ تھی جیسا کہ گورنمنٹ نے اسے تصور کیا۔ تحریک مذکور کا لحاظ پاس کرنے سے کوئی فائدہ مترتب نہ ہوا۔ سوائے اس کے کہ انگریزی وزرات کو ذاتی طور پر بھی اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ اس نے اس خفیہ سازش اور یونان کی جنگی حرکات کو روکنے کا نہایت مفید و مناسب موقعہ کھو دیا۔ اور آخر ایسے وقت بحری محاصرہ کی تجویز سے اتفاق کیا۔ اور اس میں شامل ہوئی۔ جب کہ مطلقاً کارآمد نہ رہ گیا تھا۔ اس توقف سے خود جزیرہ کریٹ کو بھی یقیناً کوئی فائدہ نہ پہنچا کہ اس کی بدولت جزیرہ مذکور قتل و نہب کا کامل جہنم بن گیا۔ تین سو مفسدوں اور پندرہ ہزار رائفلوں کا پہنچ جانا جن کو ۱۸۹۶ء کے موسم خزاں میں اتھنیکی ہیٹیریا نے علانیہ اور کامل بیباکی کے ساتھ روانہ کیا۔ اور کرنیل واسوس کی فوج کشی مابعد کریٹ کے حق میں ہر حال سے کم ثابت نہ ہوئی۔ کونٹ گولوچوسکی نے بذات خود اس کے متعلق اگست ۱۸۹۶ء میں سر اڈمنڈ مانسون انگریزی سفیر متعینہ وائنا کو جو کچھ کہا وہ بلیو بک میں بعبارت ذیل درج ہے:۔

اقتباس از مراسلہ سر اڈمنڈ مانسون بنام مارکوئس آف سالسبری۔

وائنا یکم اگست ۱۸۹۶ء۔ نمبر (۴۳۸)

کونٹ گولوچوسکی نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جب تک کریٹ میں یونان سے مجاہدین۔ اسلحہ و سامان حرب کی درآمد کو روکنے کا موثر انتظام نہ کیا جائیگا۔ بغاوت پوری شدت سے جاری رہیگی۔ اس کا ان دونوں میں سے بہرحال ایک نتیجہ ہوگا۔ یا تو باغی آخر غالب آجائینگے اور جزیرہ یونان کے ساتھ ملحق ہو جائیگا۔ یا آزاد ہو جائیگا۔ یا ترک جن کے اس معاملہ میں مزید مزاحمت کرنا صریح ناانصافی ہوگی جس طرح مناسب سمجھینگے اس مسیحی بغاوت و تحریک کا خاتمہ کردینگے۔

تھوڑے تھوڑے کر پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس اہم خطرہ کے انسداد کیلئے جب کبھی ... اتحاد حکومت کے قائم ہونے سے یورپ کے
امن کی حفاظت و استحکام کے متعلق امید ہے کہ سلطنت عظمیٰ کی گورنمنٹ بھی سچے دل سے ویسی ہی متردد اور خواہاں ہوگی جیسی کہ دیگر
دول یورپ ہو رہی ہیں۔ کیونکہ یہ بات مستحب ہے کہ یونان گورنمنٹ انگلشیہ محض بالقنی معاملات اور تفریقانہ خیالوں کو چھوڑ کر ملک
اندرونی معاملات کے متعلق جو ترقی ہو رہی ہے اس سے دول بالقان کا اتحاد قائم کرنے کے نہایت اشد ضروری اور لازمی و مقدم مدعا کی تکمیل اور انجام دہی کو
سو اس وقت کے ابتدائی شعبوں سے تجربہ کیلئے استعمال ہوں۔ انجام کار یہ ہے کہ اس امر میں حائل اور مخل ہونے دیتی ہے اس کا کم از کم فی الفور
استقبال اور مضبوطی کے ساتھ سمجھا گیا ہے۔ اس کے شاہد تمام جنوب مشرقی یورپ میں بھڑک اٹھنے کے کریٹس کو اول عام مشہور ضرب المثل ہے
کہ ظہور ہونے کی علامتیں ہیں۔ کوئی اندرونی پالیٹکس اور معاملات کے کسی بھی لحاظ کو عالمگیر جنگ کے اور ہمیشہ تاریخ کے مقابلہ میں ترجیح کوئی قیمت
نہیں دی جانی چاہئے۔ (ریپبلک متعلقہ ۲۷ نمبر ۱۹۱۶ء ص ۱۹۳)

مسٹر ڈبلیو پی میں اگست ۱۹۱۶ء کے رسالہ نیک و شہر میں نہایت عجیب بیان نظر کیا ہے۔ جو ہر گز درست
صحیح ہونا بعید از قیاس نہیں ہو سکتا۔ وہ لکھتے ہیں کہ شاہ یونان اور ایم ڈیلیاس معض نے محض اس غرض سے یونانی فوج کو جمع
کی جو ہمیں کر رکھی تھی کہ آخر دل کی امید ۱۸۹۷ء کی طرح یونان کا بحری محاصرہ کر کے اسے ذرا سی فوجی کاروائی کے بعد کہ بھی اور شاہی
تک نوبت پہنچے دیگی۔ مسٹر موصوف کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"یونان کا بحری محاصرہ کے جانبکی افواہیں دن بدن زیادہ تقویت پکڑ رہی تھیں۔ حتے کہ ایک دن شاہ کو یہ اطلاع جو
اس بارہ میں نہایت معتبر اور بالکل درست تھی پہنچی کہ دول نے محاصرہ کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس نے دیکھ لیا کہ زبانی
شیخی بگھارنے اور تعلی کے لئے کا اب خوب موقعہ ہے۔ اور اس موقعہ کو اس نے یونہی جانے دینا مناسب نہ سمجھا۔ محل کے سامنے
بڑے چوک میں اتنا مجمع اور ہجوم جمع تھا کہ اتنا پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ یکبارگی بادشاہ سلامت اراکین خاندان کے حلقے میں
جھروکہ میں نمودار ہو گئے۔ اور جنگ کی تائید میں ایسی پرجوش اور اشتعال انگیز تقریر کی کہ گو ایم ڈیلیاس بھی نہایت
پرجوش تقریروں سے قوم کے دلوں کو مسخر کرتا رہا تھا۔ مگر اس کی کوئی تقریر پرجوشی میں محب ملک بادشاہ کی تقریر کی برابری
کر سکتی تھی۔ بادشاہ سلامت نے ارشاد فرمایا۔ ہم سب لڑائی کیلئے کمربستہ ہیں۔ ہر چیز تیار ہے۔ میں بذات خود تین لاکھ یونانیوں
کی کمان پر میدان جنگ کو جاؤں گا۔ یہ الفاظ سن کر سامعین کے جوش و خروش اور پرجوش اظہار عقیدت و خلوص کا
کیا ٹھکانا ہو سکتا تھا۔ سب کے سب ایسے جوان مرد شجاع اور محب ملک بادشاہ پر دل و جان سے والہ و شیدا ہو گئے اور
کم از کم کچھ عرصہ کیلئے شاہی خاندان کی استقامت و استقلال کی طرف سے بیفکری ہو گئی (کیونکہ اس سے پہلے یونانی اپنے بادشاہ کی
خود اعتمادیاں ان کے قول کے مطابق اس کی بزدلی سے سخت ناراض ہو رہے تھے۔ مترجم) لیکن جس وقت بادشاہ یہ الفاظ
زبان سے نکال رہا تھا اسے دل میں پختہ یقین تھا کہ کوئی محاربہ نہیں ہوگا۔ حتے کہ اس تقریر کا مسودہ تک بھی جو اس نے
اس جھروکہ سے دوسری مرتبہ کرنی تھی اس وقت ہی تیار ہو چکا تھا۔ یہ تقریر اس حقیقت کی بابت تھی کہ دول کے جنگی جہاز یونان کے بنادر

خالیر حملہ اور پلیریس کے سامنے لنگر انداز ہو [illegible] اور اس وقت جبکہ یونانی بچشم خود ان جہازوں کو ایتھنز کی بلندیوں سے مشاہدہ کر رہے ہوتے۔ بادشاہ سلامت [illegible] اپنی سرحدوں سے [illegible] کیلئے پوری کوشش کی۔ میں نہایت [illegible] حدود کو بچانے کو تیار تھے۔ اور اگر ہمارا دشمن یورپ حائل نہ ہو جاتا جو وحشی مظالم ترکوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ تو آج ہم قسطنطنیہ کی سڑک پر سفر کر رہے ہوتے ہم

انگریزی حماقت کا سبب

انگریزی وزراء نے مناسب اور بروقت کارروائی کرنیکے دو [illegible] موقعے بھی ہاتھ سے کھو دئے۔ پہلا موقع تو یہ تھا کہ کرنیل واسوس کی فوج کو جزیرہ میں اترنے سے پہلے راستہ میں روک دیا جاتا۔ دوسرا یہ تھا کہ یونان کا [illegible] یا جزیرہ کا محاصرہ کر لیا جاتا جس وقت یونانی گورنمنٹ نے اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ تو دوسرا [illegible] پیش کی تھی۔ ایتھنز کے بندرگاہ پائریس اور تھیسلی کے بندرگاہ وولو کا محاصرہ یونانیوں کو تھیسلی میں فوجی اجتماع [illegible] سے روکنے کیلئے کافی تھا۔ کیونکہ ایتھنز سے تھیسلی کو خشکی کے راستے جاتے ہیں وہ طویل اور دشوار گذار ہیں۔ مگر اس وقت تک بھی [illegible] تذبذب و تحیر حرکتی انگریزی مجلس وزراء پر مستولی تھی جس نے اسے پہلے بھی جنگل کوئی کارروائی نہ کرنے دی تھی۔

ہماری اس [illegible] بادشاہ [illegible] سے یورپین گورنمنٹوں کو سخت آزردگی ہوئی جس آزردگی کا اس طرح سے اظہار کیا گیا کہ براعظم[1] کے اخبارات کے حصہ کثیر نے انگریزی وزارت کی پالیسی پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی۔ اور وزارت انگلشیہ کے اس شش و پنج اور [illegible] جس سے ممالک غیر سخت متعجب ہو رہے تھے۔ خود لارڈ سالسبری کی بجائے اس کے رفیق [illegible] کی طرف منسوب کیا۔ ہم انگریز ممالک غیر کی پالیسی نکتہ چینیوں کو عموماً غیر منصفانہ بلکہ بے بنیاد قرار دیکر ان پر بہت خفگی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کہ انگریزی قوم کی نسبت براعظمی اقوام جنگ و جدال کے خطرات و مصائب سے بدرجہا زیادہ واقف ہیں۔ اور بنا بریں وہ کسی پالیسی کی کمزوری یا تذبذب یا [illegible] جو آتش حرب مشتعل کرا دینے کا باعث ہو سکتا ہے بہت [illegible] اور اسپر خفگی ظاہر کرتی ہیں۔ تعلقات بین الاقوام کی صحیح [illegible] اور معاملات خارجیہ سے انگریزی اخبارات اور انگریزی [illegible] کے حصہ کثیر کی حیرت انگیز ناواقفیت کا باعث بھی یہی لاعلمی اور ناتجربہ کاری ہے۔ براعظمی اقوام کو تلخ تجربہ سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ خارجیہ معاملات ان کے لئے کیسی اہمیت اور ضروری منزلت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نازک وقت اور [illegible] انسانی ہمدردی و انسانی [illegible] براعظمی اخبارات اور براعظمی [illegible] پر ایسا اثر نہیں ڈال سکتیں جیسا کہ انگریزی اخبارات اور [illegible] عام پبلک پر [illegible] احساسات کی رہنمائی انسانی ملکوں کے مادی اغراض و مفاد سے بہت زیادہ کرتے ہیں جتنی کہ انگلستان کے علمی اغراض یہاں کے باشندوں کے

---

[1] یعنی براعظم یورپ کے ان ممالک کے اخبارات جو چاروں طرف سے پانی سے نہیں گھرے ہوئے اور ان کی کوئی نہ کوئی جانب دوسرے ملک سے ملتی ہے۔ بالفاظ دیگر برطانیہ کلاں و آئرلینڈ کے سوا جو جزیرے ہیں باقی تمام ملک یورپ کو براعظمی ملک کہلاتا ہے۔ (مترجم)

احساسات کی کرتے ہیں۔ وہ صحیح بات بھی یہی ہے کہ بڑا غلطی اقوام کی ذاتی منافع اور اغراض ان کو عداوت پر مجبور کرتے ہیں

اپنے خود بیدا قانونت سے ایسے جاہل اور فتنہ پرور ہیں جو ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ان کے مقابلہ میں اس طرح کہ انگلستان اسرائیل

اور شیخی پر کرتا ہے کہ مسلمان سے مجبور ہونے کی وجہ سے وہ دوست ہے [illegible] ہے۔ اپنی محفوظیت کے لئے [illegible] خیال کہ ایک شدت بھی ہے لیکن

پھر بھی یہ نا پروائی اُس کے تعلقات ان مصیبتوں کے تعاقب سے خالی نہیں ہے۔

کونٹ گولوچوسکی کی آراء

اس مرتبہ میں نے آسٹرین وزیر خارجہ کی ملاقات سے محروم رہنے کا پختہ انتظام کر لیا۔ اس کا بندوبست یہ ہے کہ کونٹ گولوچوسکی کے چیف

سکرٹری ایم ڈی میری جو نہایت قابل اور زیرک شخص ہے کیا گیا۔ آسٹرین وزارت خارجیہ کا دفتر بالّ پلاٹز (محل رقص) میں ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے۔ تو وزیر کے اردلی جو نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع تھے۔ ہمیں کئی

خوبصورت کمروں میں سے ایک شاندار ایوان میں لے گئے۔ یہ ایوان آسٹرین قیاصرہ کی تصویروں اور بدنصیب ولی عہد پرنس

رودولف مرحوم کی حیرت انگیز شبیہ سے آراستہ تھا۔ الیس اپنے لئے کرسی [illegible] نے اس ایوان میں چھوڑا میں نے بالالتزام ہر جگہ

اپنے ساتھ رکھا۔ تاکہ اُسے تمام قابل دید مقامات اور رسم و رواج اور ان لوگوں کی جو دنیا کی تاریخ میں حصہ لیتے ہیں

ہیں دیکھنے کے مواقع ملیں۔ وہاں سے مجھے ایم ڈی میری وزیر کے کمرہ میں لے گیا جہاں میں نے اس سے طول ملاقات

کی اور ۴۵ منٹ تک گفتگو ہوتی رہی۔ کونٹ کی شکل و شباہت دل پسند۔ آنکھیں نیلگوں اور روشن و چمکدار بال سفید۔ پیشانی

فراخ و بلند اور عمر پچاس کے قریب ہے۔ اُن کا تبسم نہایت خوشگوار۔ انداز دلیرانہ اور گفتگو نہایت شریفانہ ہے۔ وہ صوبہ

گلیسیا کا متمول زمیندار اور بکار و من کیتھولک ہے۔ قوم سے پولش ہے۔ مذہب کی وجہ سے اس کی نسبت عام خیال مشہور ہے

کہ وہ انگریزی اغراض کے مخالف ہے۔ مگر میں نے ایسی مخالفت کا کوئی نام و نشان نہ پایا۔ بلکہ اُسے اس کے عین برعکس دیکھا

وہ کمال خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آیا۔ اور میری ملاقات پر بڑی مسرت ظاہر کی۔ وہ انگریزی نہیں بول سکتا لیکن فرانسیسی

بہ اہل زبان معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے اسی زبان میں گفتگو کی۔ اس نے یونان کے طریق عمل پر جو اس نے کریٹ اور

بر اعظم میں اختیار کر رکھا تھا سخت نفرت ظاہر کر کے اس معاملہ میں مجھ سے اتفاق کیا کہ یونانی گورنمنٹ اس کا مدد اتی

ایک گویا یورپ سے تاوان لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس نے بیدلانے بلاتامل اور صاحب صاف ظاہر کر دی۔

---

[1] یعنی قیصر جوسف کا اکلوتا بیٹا تھا۔ وہ بلجیم کی بیٹی سے بیاہا تھا۔ مگر اس کا تعلق ایک آسٹرین امیرزادی سے ہو گیا۔ اور اس نے اپنی بیوی کو بالکل بھلا دیا جب معاملہ حد اعتدال سے بڑھ گیا۔ تو ایک دن قیصر نے بیٹے کو خلوت میں بلا کر سمجھایا اور اس سے آئندہ اس ناجائز تعلق سے باز آجانے کا اور اپنی بیوی کو آباد کرنے کا عہد لیا شہزادہ نے چند مہینے تو اس کی تعمیل کی مگر آخر ضبط نہ ہو سکا۔ وہ اثنا کے ایک مضافاتی موضع میرلنگ میں اپنی معشوقہ سمیت بالا اور ۹ جولائی ۱۸۸۹ء کی رات کو عاشق و معشوق دونوں نے خودکشی کر لی اور دونوں کی لاش صبح ایک پلنگ پر ملی۔ ولیعہد ۲۱ اگست ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوا تھا اس کی والدہ قیصرہ الزبتھ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء کو سوئٹزرلینڈ میں ایک انارکسٹ وحشی کے ہاتھ سے ہلاک ہوئی۔ (مترجم)

کہ انگریزی گورنمنٹ ہی کریٹ کی موجودہ اشد نازک حالت کی ذمہ وار ہے۔ اس نے اس معاملہ میں حیرت انگیز تذبذب سے کام لیا۔ اور نہ صرف کریٹ کے بحری محاصرہ میں جسے آسٹریا نے ۱۸۹۷ء میں تجویز کیا تھا۔ بلکہ والو اور پائرس کے بحری محاصرہ میں بھی شامل ہونے سے جو اس وقت تجویز کیا گیا تھا جبکہ یونانیوں نے تھسلی میں فوجیں جمع کرنی شروع کی تھیں انکار کر دیا۔ اپنی کاونٹ گولوچوسکی کو یقین تھا کہ اس بدبیں لیوریچے امن میں خلل نہیں پہنچایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کل دول عظام امن کی خواہشمند ہیں۔

روس کے متعلق جب میں نے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ روس اب امن کا صدق دل سے خواہاں ہے۔ یہ درست ہے کہ ایام گذشتہ میں ٹرکی کے متعلق اس کی یہ پالیسی ہی رہی ہے کہ وہاں خفیہ سازشیں کرتا اور فساد برپا کرتا رہے۔ لیکن اب اس کی پالیسی بالکل بدل گئی ہے۔ اسے اچھی طرح غور و فکر کرنے سے متحقق ہو گیا ہے۔ کہ پچھلی فوج کشی سے جس میں اس کے لاکھوں آدمی اور کروڑوں روپیہ ضایع ہوئے حسب توقع منفعت نہیں ہوئی۔ بلغاریوں کو آزادی دلا دینے سے بھی روس کے حق میں کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلا۔ بلغاریہ ایسے آزاد طبیعت ہیں کہ وہ کسی کی غلامی یا دست نگری گوارا نہیں کر سکتے۔ مگر میری رائے میں کونٹ نے ان فوائد و منافع کا اندازہ جو روس کو گذشتہ محاربہ میں حاصل ہوئے بہت گھٹا کر کیا۔ کیونکہ دیگر بالواسطہ منافع کے علاوہ یہ مسلم امر ہے کہ اس لڑائی سے ٹرکی پہلے کی نسبت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اسکی کمزوری روس کیلئے بیحد مفید ہے۔ مزید براں روس کو باطوم قارص ایسے مضبوط و کارآمد مقام مل گئے۔ تمام بحیرہ اسود پر اس کا اقتدار قایم ہو گیا۔ اور ترک جزیرہ نما بلقان کے بہترین حصہ سے خارج کر دئے گئے۔ کونٹ نے یونانی فوج کا بڑی حقارت سے ذکر کیا۔ اور کہا کہ ترک خشکی پر یونانیوں کو بآسانی تمام سیدھا کر دینگے۔ بلکہ میرے خیال میں ایک ہی لڑائی یونانیوں کو ہوش میں لانے کیلئے کفایت کریگی اور یہ ایک لڑائی ہی یونانیوں کی جوع البقر اور ہوس ملک گیری کو ہمیشہ کیلئے پامال کرنے کیلئے بہترین تدبیر اور موثرترین دوا ہوگی۔ مجھے خطرہ صرف اس بات کا ہے کہ کہیں حصول فتح پر ترکی باشی بزوق اور بالخصوص ارنوط یونانی آبادی پر جبر و ستم نہ کریں۔ کونٹ نے ٹرکی کے موجودہ طریق انصرام مہام سلطنت کے بر خلاف بھی صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی۔ اور کوئی لگی لپٹی نہ رکھی اس نے کہا کہ ہر معاملہ کا تصفیہ محل سرا سلطانی سے ہونا ملک کیلئے ہی نہیں بلکہ خود سلطان المعظم کے حق میں بھی اچھا نہیں کیونکہ ہر امر کے وہیں طے ہونے سے طبعی طور پر ایسی تدبیر کا جو درست نہ پڑے۔ حتیٰ کہ مظالم آرمینیا تک کے ذمہ دار سلطان المعظم سمجھے جاتے ہیں۔ مزید براں اس طریقہ نے ٹرکی کی قابل و لائق حکمراں جماعت کو بہت کچھ معدوم کر دیا ہے کیونکہ جب کل تحریک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہوں۔ تو دوسروں کو کس طرح معاملات سلطنت کے انصرام کے متعلق قابلیت پیدا کرنیکا موقع مل سکتا ہے۔ کونٹ گولوچوسکی نے انگریزی پالیسی اور تدابیر و طریقوں پر بھی سخت نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ انگریزی مدبر عام تحریکات کا حد مناسب سے زیادہ پاس رکھتے ہیں۔ اور اس ناواجب پاس کی وجہ سے وہ معاملات خارجیہ میں کوئی مستقل اور یکساں پالیسی نہیں رکھ سکتے۔ مسئلہ کریٹ کی نسبت اس نے رائے ظاہر کی کہ وہ کچھ زیادہ تردد کے بغیر حل ہو سکتا ہے۔

اہالی جزیرہ نے جس وقت یہ سمجھ لیا کہ یورپ سچے دل سے ان کی حفاظت کا خواہاں ہے تو وہ سلطنت کی گورنمنٹ سے بالکل مطمئن ہو جائینگے ۔
کونٹ نے مجھے یورپین پالیٹکس اور اس کی موجودہ سیاسی حالت کا نہایت دلچسپ خاکہ کھینچ کر بتایا۔ سیاسی معاملات میں
اس کے خیالات صحیح ہیں اور ان میں وہ پوری دستگاہ رکھتا ہے۔ اس کی باتوں سے پایا جاتا تھا کہ وہ حالت موجودہ کو تشویشناک
نہیں کرتا۔ اور تنگ دلی یا تنگ خیالی سے محفوظ ہے۔ آسٹریا کی نسبت ... کہ آسٹریا کے عام لوگ انگلستان کے حق میں نہایت
خیر خواہ ہیں اور اگر انگلستان کی پالیسی صاف اور غیر متذبذب ہے تو آسٹریا بخوشی تمام ہر معاملہ میں انگلستان کے ساتھ
شریک ہے۔ ان دونوں ملکوں کے اغراض جیسے کچھ ... مسائل مشرقی ... سے ... جرمنی کے متعلق کونٹ
جیسا کہ طبعی طور پر اسے ہونا بھی چاہیے تعصبات ... کسی ... ... اس کے انداز گفتگو سے
متحقق ہو گیا کہ روس جرمنی اور آسٹریا کے قیاصرہ میں اتحاد موجود ہے۔ اور کہ فرانس حقیقت میں بالکل منفرد ہے۔ شروع سے لیکر آخر
تک تمام ملاقات میں کونٹ نہایت خوش اخلاقی اور نوازش و مروت سے پیش آیا۔ اپلیس سے اس نے اس قسم کے کئی سوال کئے کہ تمہیں
استعمال اسلحہ اور فن حرب کا کہاں تک علم ہے۔ اور بالآخر رخصت ہوتے وقت مجھ سے انگریزی میں "گڈ بائی" (الوداع) کہا اور دعا کی کہ سفر میں
خوش قسمتی ہماری رفیق رہے اور ہم خوب سیر ہو کر سیر و تماشا کریں ٭

پروفیسر آرمی نی ایس ومبیری — سر ... انگریزی سفیر متعینہ وائنا سے ملاقات کرنے کے بعد ہم ڈینوب کے راستے شیپ وائنا سے بوداپسٹ کو روانہ ہو گئے

یہ راستہ نہایت ہی خوش گوار اور دلفریب ہے۔ جا بجا گوناگوں مناظر اور مختلف الالوان نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ جہاز بھی
بہت ہی آرام دہ تھا۔ یہ دریائی راستہ وقت کے سوا اور ہر معاملہ میں ریلوے سفر پر فوقیت رکھتا ہے۔ جہاز صبح کے سات بجے
وائنا سے چل کر شام کے سات بجے بوداپسٹ پہنچتا ہے۔ پس جو شخص ایک سالم دن کی گنجایش نکال سکتے ہوں۔ انہیں ہر نوع
دریائی راستہ کو ترجیح دینا واجب ہے۔ ہنگری کے لاٹ پادری کے مسکن کا نظارہ جس کا درخشاں قلعہ میں برلب ڈینوب
ایک بلند چٹان پر واقع ہے نہایت ہی دلکش اور حیرت انگیز ہے۔ اس کے ماسوا اور ہزاروں خوش گوار اور شاندار نظارے
آنکھوں کو طراوت اور روح کو تازگی و فرحت بخشتے ہیں۔ رات ہم نے بوداپسٹ میں بسر کی۔ اور اپنے قدیمی دوست بوداپسٹ
کے مشہور آفاق پروفیسر آرمی نی ایس ومبیری سے طویل اور کمال دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ کل یورپ میں کسی شخص کو

۱؎ ... من خالص محب اسلام و مسلمین کی اکثر تقریریں بست سالہ عہد حکومت میں درج ہیں۔ سلطانی ہنگری کو ترکوں سے باوجود مغایرت
مذہب ہم قوم و ہم نسل ہونے کی وجہ سے خاص الفت اور علی تعلق ہے۔ اس کی مفصل کیفیت تاریخ خاندان عثمانیہ میں تحریر کر چکا
ہوں۔ مگر پھر بھی اس موقع پر اس قوم اور اس کے سر برآوردہ افراد کا مسلمین سے بالخصوص ترکوں سے جو بے حد سچی محبت و کمال دلسوزی ہے
اس کی ایک تازہ ترین شہادت ذیل میں درج کر دینا بے محل نہ ہوگا۔
ایک اجنبی ہمدرد کی بے نظیر دل سوزی اور بے مثال مروت ۔ کچھ عرصہ ہوا قسطنطنیہ کی مجلس ... ٭

ٹری اور کل مشرقی مسئلہ کا ایسا کامل اور مکمل اور منصفانہ علم نہیں جیسا کہ اس حقیر مصنف نسبان محقق علوم السنہ شرقیہ کو ہو۔ کسی شخص نے
انگلستان اور انگریزوں کی سازشوں اور روسی اغتصاب اور حرص ملک گیری سے متنبہ کرنے کی ایسی کوشش نہیں کی جتنی

(بقیہ صفحہ ۷۸) ایک مصری سید یوسف ضیاء الدین پاشا خالدی نے ایک کتاب جس میں عرب شعراء کے متعلق تمام شعرا کے اقوال جمع کئے گئے تھے۔ اپنے دوست
پروفیسر [illegible] کو جو اُس وقت امپیریل کالج میں عربی زبان کے پروفیسر تھے ارسال کی۔ اس کے شکریہ میں پروفیسر موصوف نے نہایت شستہ اور فصیح
و بلیغ عربی زبان میں پاشائے موصوف کو طویل خط لکھا کہ کمال دلسوزی سے [illegible] کی کہ میں مانتا ہوں کہ شعر کو نفوس قلوب پر خاص تاثیر حاصل ہے
اور حواس حیوانیہ پر اس سے خاص اثر پیدا ہوتا ہے اور میں خوش ہوں کہ تم میں اب بھی عربی زبان کے بڑے شاعر موجود ہیں جیسا کہ اس کتاب سے
واضح ہوتا ہے مگر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم [illegible] عمل [illegible] کی بہ نسبت [illegible] اور تم سب کو خدا جل شانہ
قول شافی اور عمل کافی دونوں کو ہر وقت مدِ نظر رکھنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے کیونکہ شعر بہ محض اقوال ہیں خالص اعمال نافع نہیں [illegible] قول
شاعر و عمل نافع کی تعریف کسی نے کیا خوب کی ہے کہ ایک ایسا عمل ہے جس کی لذت تو چلی جاتی ہے تعب و مشقت باقی رہتی ہے اور دوسرے کی مشقت
چلی جاتی ہے مگر اجر رہ جاتا ہے۔ [illegible] شعراء کی خیالی تمنائیں [illegible] کو قابل [illegible] کے لئے لذت سے خالی نہیں لیکن اگر ان کے ساتھ
عمل نافع شامل نہ ہو تو لذت جلد کافور ہو جاتی ہے [illegible] کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ پس اے میرے [illegible] دوست اعمال نافع کی تاثیر [illegible]
بغیر اپنے نفوس کو محض خیالی تمناؤں [illegible] کی غذا [illegible] عمل نیک [illegible] عمل نافع کی تعریف میں [illegible]
سنا چکا ہوں [illegible] اپنے اموال و املاک کی حفاظت [illegible] اعمال مساعی و مجاہدہ کر مقابلہ کیلئے [illegible]
ہر معاملہ [illegible] میں اس مال کو مالک صاحب ہی [illegible] مشترکہ سرمایہ سے کمپنیاں قائم کرنے کی کوشش کرتا کہ اُن کے کل [illegible]
تصرف میں رہیں اور انکی منافع فقط تم مسلمانوں کا ہی ملک و مال رہے [illegible] تمہاری ملکی و قومی و شخصی دولت کا [illegible]
بلاد [illegible] ایک قسم کی خاص لذت [illegible] اعمال مشقت اور تعب چاہتے ہیں [illegible]
سے [illegible] سکتا ہے اور انہی [illegible] لوگوں کے دل و دماغ اور قوائے فکریہ [illegible] متوجہ اور انہیں مشغول کئے جا سکتے ہیں [illegible]
کاموں کا نفع [illegible] کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس وقت [illegible]
کی بدولت اہل ملک [illegible] کیسے ہاتھ سے نکلتے چلے جاتے ہیں [illegible]
[illegible] افسوس [illegible] آنکھ سے دیکھ رہے ہو [illegible]
جیسے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ پس اے میرے [illegible] کام کرو [illegible] میری [illegible] نصیحت ہے ٭

کیا مسلمانان [illegible] علم [illegible] غیر قوم [illegible] غیر مذہب [illegible] جرمن کی [illegible]
بھی کچھ شرم و غیرت [illegible]
[illegible] کوشش [illegible] اعمال [illegible]
قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی بلکہ کبھی [illegible] نہیں رہ سکتی ٭

کہ پروفیسر ویمبری نے ایم ویمبری ہی ایک ایسا یورپین ہے جس نے آج تک علی القلب سلطان المعظم سے اُن ہی کی زبان (یعنی ترکی) میں اور بغیر کامل میں گفتگو کی ہے۔ پروفیسر موصوف ترکی میں نہایت روانی سے تکلم کرتے ہیں اور نہایت خاص اور کمال والا منشی کے بیٹے ہیں۔ کئی مرتبہ محل میں سلطان المعظم کے مہمان رہ چکے ہیں اور بارہا جلالت مآب نے اُن سے مشورہ لیا ہے۔ اُن کے کارناموں میں ایک ایسی جوانمردی کا کام بھی داخل ہے جسے ایک بہت تھوڑے غیر مسلم کر سکتے ہیں یعنی درویش کے بھیس میں مکہ معظمہ کا حج کیا۔ اور کوئی اس بھیس کو نہ پہچان سکا۔ ان کے سوا صرف ایک مشہور سیاح سر رچرڈ برٹن ہی ایک ایسا غیر مسلم ہے جس نے اس نہایت ہی خطرناک اور مشکل کام کو سرانجام کیا۔ پروفیسر ویمبری نے انگریزی گورنمنٹ کی بھی مختلف اوقات میں بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں۔ گذشتہ انتخاب میں جو اہالی انگلستان کے دماغوں پر جو خبط وحشت و حماقت مستولی ہوگئی تھی۔ اسے دیکھ دیکھ کر پروفیسر کے اوسان گم ہو رہے تھے۔ اور وہ انگشت بدندان تھا کہ قوم کی عقل کدھر غائب ہوگئی ہے۔ پروفیسر نے مجھے اپنی رائے بتائی کہ اُن کے خیال میں سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ انگلستان سے اب بہ نہایت متنفر اور برگشتہ خاطر ہوگئے ہیں۔ اور غالباً یہ درست بات بھی بیان کی ہے۔ مسٹر ایم سٹانلی بھی مع خاتون وہیں تھے۔ اُن کی باتوں سے طبیعت کو جو خاص سرور اور حظ حاصل ہوتا ہے اُس کے بتانے کی احتیاج نہیں۔ مسٹر سٹانلی نے ہنسی کے طور پر رخصت ہوتے وقت مجھے آخری الفاظ یہ کہے "یاد رکھو کہ یونانی تمہیں یقیناً پکڑ لیں گے"۔ جس پر اپنی پیشنگوئی پر ہم سب نے خوب زور سے قہقہہ لگایا۔ مگر نیرنگی قدرت سے وہ حرف بحرف پوری ہوئی +

سلطان المعظم و تخت بلگیریا — ہم اتوار کی صبح کو ولایت سے سیدھے سالونیکا کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں جب بلغاریہ سے گذرتے ہوئے میں نے جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا تحقیق و تفتیش کی مگر اس امر کی کوئی شہادت نہ ملی کہ سرویا اپنی افواج فراہم کر رہی ہے۔ البتہ ایک سرویائی افسر نے ذکر کیا کہ سرویائی فوج ایسی تیار ہے کہ وہ ۴۸ گھنٹوں میں فراہم کی جا سکتی ہے۔

---

۱ بارگاہ سلطانی میں کسی کے حاضر ہونے کے وقت جو آداب ملحوظ رکھے جاتے ہیں وہ اور تمام اہم مقامات اور آداب دربار بالتفصیل کتاب حالات قسطنطنیہ میں درج ہیں +

۲ سلطان المعظم اور اُن کی حکومت کے ساتھ انگلستان کی طرف سے بالخصوص گذشتہ چند برسوں میں جو سلوک ہو رہا ہے اُس کا نتیجہ بیشک یہی ہونا چاہئے تھا۔ مگر آفرین ہے سرور کائنات کے اس قابل جانشین اور عالی ظرف مرد خدا پر کہ اُس نے باایں ہمہ اپنے دل پر کوئی میل نہیں آنے دیا۔ اور انگلستان کو پھر بھی کہدیا کہ ہمارا سینہ بدستور صاف ہے جس کا ثبوت مارچ ۱۸۹۷ء کے ایک تار سے جو ذیل میں درج ہے بخوبی مل سکتا ہے۔ قسطنطنیہ ۔ مارچ سلطان المعظم ... ہندوستان ... انگریزی سفیر کو حضرت سلطان المعظم کی درگاہ میں باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اُن کی ہمیشہ سے یہی خواہش ہے کہ اسلامی سلطنت اور برٹش گورنمنٹ میں باہمی دوستی اور اتحاد کا رشتہ قائم رہے۔ اور نیز اپنی زبان مبارک سے یہ بھی ارشاد کیا کہ آپ مسلمانان ہند کو ہمیشہ یہی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی وفاداری اور تابعداری سے کبھی سرتابی نہ کریں +

۳ افریقہ کے مشہور آفاق زندہ سیاح اور ممبر پارلیمنٹ انگلستان۔ ان کا پورا نام ہنری ایم سٹانلی ہے۔ یہ ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ اور بچپن ایک محتاج خانہ میں بسر کیا۔ جہاں سے نکل کر ایک جہاز میں خلاصی ہو کر امریکہ گئے۔ اور رفتہ رفتہ وہ عروج و شہرت حاصل کی جو آج انہیں حاصل ہے +

ایک ناظر کو پہاڑ سے جنگ کا منظر صبح کے وقت گذرنے کے بعد جس برسوں کی جنیل پر تکیہ تھے انکشاف کرتا ہوا انکی بیمہ جو چھوٹے کے
مقدمہ قریب پہنچ گیا تھا کہ اُن کی گولیوں سے ہلاک ہو جانے میں کوئی شک نہ رہ گیا تھا۔ جنوب کی پہاڑی بلوولا بن کی ایک طرف
سے فلیک کشری تھی۔ اس پہاڑ پر ہیں جنیل پر بنا صف کو ساتھ کھڑا ہوا ترکوں کے حملہ اور کل مزاحمتوں کو راستے سے ہٹاتے ہوئے تیر ان
کی طرح پہاڑی کے عمودی ڈھلوان پر انکو چڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اللہ اکبر اُس وقت سے بعد کیسے کیسے واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ اور
کتنے ایسے بہادر جنیل اُس وقت دوسرے جہان کو رخصت ہو چکے ہیں۔ اور کیسے کیسے خوفناک جرائم اور سیہ کاریاں بلقان وادیوں
میں ظہور پذیر ہو چکی ہیں۔ اور اب دیکھئے اس پیش نظر مخاصمت و محاربت کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کیا حتمی فیصلہ ارض ہو گا [illegible] بلغاری
خاموش رہینگے۔ اور کیا سربی حکومت اپنی نمو و اشتعال اور نئی مفتوحہ آبادی کو قابو میں رکھ سکیگی؟ یہ تھے وہ خیالات اور سوالات
جو سرویا اور بلگیریا میں سے گذرنے کے وقت میرے دل و دماغ میں پیدا ہو رہے تھے۔ اُسی حالت میں مجھے یاد آگیا کہ ایم سٹاپلاف بلغاری منسٹر اعظم
نے جنوری گذشتہ ۱۹۱۵ء میں مجھے یقین دلایا تھا کہ اُسکی اور اُسکی قوم کی دلی خواہش ہے کہ ترکوں سے دوستی کی جائے۔ اور کہ انھیں
ترکوں کی نسبت روسیوں سے زیادہ خوف و خطرہ ہے۔ ایم سٹاپلاف نے زبان اور یونانی نام ہسی کی نسبت بھی اُس وقت کوئی
دوستانہ خیالات ظاہر نہ کئے تھے۔ اُسی موقع پر اُس نے مجھے یہ عجیب کہانی جو میں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی سنائی کہ پرنس فرڈیننڈ نے برگ
کی کنارہ کشی پر ایم سٹامبولوف اور اُس نے بلگیریا کا تخت سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر روس نے بادشاہ پیش کردہ تحفہ قبول
کرنے سے روک دیا۔ بعد ازاں یہی درخواست شاہ رومانیا سے کی گئی جسے آسٹریا نے اس تکلیف دہ عزت کے منظور کرنے سے منع کر دیا۔ بلغاری
مدبرین کا مدعا یہ تھا کہ ترکی اور بلگیریا کو ہمیشہ کیلئے آپس میں متحد و متفق اور وابستہ کر دیں۔ سلطان المعظم کو بحیثیت شاہ بلگیریا بلگیریا
پر وہی اقتدار حاصل ہو جو آسٹرین قیصر کو بحیثیت شاہ ہنگری ہنگری پر حاصل ہے۔ یہ تجویز واقعی نہایت ہی دلربا اور دلفریب تھی افسوس ہے
کہ اسے آزمایا نہ گیا۔

[illegible] ہم طلوع آفتاب کے وقت گذرے۔ یہ قصبہ اُس وقت جب میں پچھلی مرتبہ یہاں آیا تھا ترکی تھا اب سربی ہے مگر بہت [illegible]
علاقہ کے مناظر نہایت ہی شاندار اور خوبصورت تھے۔ ترکی علاقہ میں سرحدی سٹیشن پر پہنچے۔ وہاں کا سٹیشن ماسٹر ایک
پیرانہ سال مضبوط جسم نہایت خوش اخلاق صاحب مروت و متواضع عثمانلی تھا۔ اُس نے میرا نام سنتے ہی جو ترکوں میں عام مشہور ہے۔ اور
وہ مجھے اپنا خالص دوست سمجھتے ہیں میری جناب کو فی الفور پرستانہ سے گذار دیا۔ اور مجھ کو بھی [illegible]
ہمیں سربی سرحدی سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر کو جو ہمارے ساتھ ٹرین پر آیا تھا قہوہ پیتے دیکھ کر [illegible] ہم اُس کمرے میں بیٹھے [illegible] گذشتہ
۱۹۱۲ء کے محاربہ سرویا و ترکی کے متعلق جس کا آخری حصہ میں نے بچشم خود ملاحظہ کیا تھا باتیں کرتے رہے [illegible] ترکی

لہ ۱۹۱۲ء کی محاربہ سرویا میں گو وقت اس محاربہ میں ہزاروں [illegible] سپاہی اور سیکڑوں افسر جنرل [illegible]
لہ بلگیریا کی آزادی کو بعد ان کا منتخب برادر پہلا [illegible]
فرڈیننڈ [illegible]
۱۹۱۲ء کو محاربہ دوم روس کے دوران میں۔

سٹیشن ماسٹر بھی بمقام الیکسینا [illegible] فوج میں شامل تھا۔ دوسرا سٹیشن ماسٹر [illegible] کے زیر نگہبان تھا۔ ان دونوں [illegible] کی بھی
یونانیوں کو پسند کرنیوالا تھا۔

ترکی مجاہدین

[illegible] سٹیشن پر ترکی مجاہدین کے گروہ [illegible] جو سالونیکا اور پھر وہاں سے حدود کو جانے کیلئے [illegible] اُن کی پرجوشی اور شگفتگی طبیعت کی کوئی حد و پایاں نہ تھی۔ شہر اسلامی قصبہ کے سٹیشن پر مسلمانوں کا ہجوم [illegible] کو الوداع اور مبارکباد کہنے کیلئے [illegible] تھا۔ [illegible] سٹیشن [illegible] شمالی مقدونیہ کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اور مختلف لائنوں کا محل اتصال ہے۔ [illegible] اور ترکی مجاہدین [illegible] شہر کی سواریاں [illegible] ہر ایک کو تازہ خبر معلوم کرنیکی سخت کرید ہو رہی تھی۔ اور سٹیشن کی یہ کیفیت تھی کہ عجیب غریب اور طرح طرح کی افواہیں مشہور ہو رہی تھیں۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ ترکوں نے درہ ملونا فتح کر لیا ہے۔ دوسرے کی روایت تھی کہ [illegible] بھی لے لیا گیا ہے۔ تیسرا کہتا تھا [illegible] کہ ہم ۱۹ اپریل کو بروز دوشنبہ پہنچے تھے اور اس تاریخ فی الحقیقت ادہم پاشا ابھی اُن کو ہی سرحدوں سے دوسری طرف [illegible] جنہیں پہلے دونوں کی معرکہ آرائی ہوئی تھی۔ ایک فیل جسم چرب زبان ساحلی عیسائی نے چپکے سے میرے کان میں سرگوشی کی کہ لڑائی میں ترکوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ [illegible] تھا [illegible] پر ایک تجربہ کار [illegible] ترک کپتان بھی ہمارا ہمسفر تھا [illegible] خوشخبریاں سنکر بے انتہا خوشی ہوئی [illegible] کی فتح [illegible] تو اُس نے خوشی سے تالی بجا کر کہا ان شاء اللہ [illegible]

سر اشمیڈر کا سفر بجانب حدود یونان

پاشا والی سالونیکا

ہم سالونیکا بتاریخ ۱۸ اپریل دوشنبہ کو بہت رات گذری پہنچے۔ [illegible] پاشا گورنر جنرل سالونیکا کے سکرٹری اور [illegible] انگریزی قونصل کا [illegible] سٹیشن پر ہمارے استقبال کیلئے موجود تھے۔ ہم ٹرین سے اُترتے ہی [illegible] کے مکان کو چل دئے۔ جہاں رضا پاشا نے بڑے تپاک سے ہماری آؤ بھگت کی۔ وہ نہایت خوش اخلاق زندہ دل۔ رحیم مزاج۔ مضبوط جسم [illegible] پرانی طرز کا والی ہے۔ اُسے قسطنطنیہ سے ہمیں سفر کے متعلق ہر قسم کی مدد دینے اور آسانیاں بہم پہنچانے کے احکام صادر ہو چکے تھے۔ چنانچہ ہم نے [illegible] اپنی امداد کے لئے ہر طرح سے [illegible] پایا۔ اور اُس نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اُس نے ہمیں کہدیا کہ جس وقت ہم آگے جانا چاہیں ایک افسر اور چند اردلی سوار ہمارے ساتھ جانے کے لئے فراقیریا میں جو حدود یونان کو جانیوالی افواج کے لئے انتہائی ریلوے سٹیشن تھا تیار موجود ہونگے۔ مزید برآں ترجمان کا کام دینے کیلئے پاشا موصوف نے ایک پولیس آفیسر بھی جو کئی زبانیں جانتا تھا ہمارے ساتھ کر دیا۔ [illegible] اور اُس کا نام [illegible] تھا اور عرصہ دراز سے سالونیکا کی پولیس میں ملازم تھا۔ وہ خوبصورت تن آور شجاع اور نہایت ہوشیار شخص تھا۔ دوران سفر میں [illegible] نہایت کارآمد [illegible] ثابت ہوا۔ وہ کئی زبانیں خاصی جانتا تھا مگر انگریزی بہت

؎ یہ پاشا [illegible] میں سالونیکا کی گورنر جنرل سے تبدیل ہو کر [illegible] کمیشن کے پریذیڈنٹ مقرر کئے گئے ہیں [illegible]
[illegible] کے احکام [illegible]

کم گیا وقت رکھتا تھا۔ ترکی یونانی۔ اطالین وغیرہ میں پورا اُستاد تھا فرانسیسی تخفیف اور انگریزی بولتی بہت ہی جاتا تھا۔ تاہم اطالین کی مدد سے ہمارا اور اُس کا خوب نباہ ہوتا رہا۔

رضا پاشا سے میری طویل گفتگو ہوئی۔ وہ پولیٹیکل حالات موجودالوقت سے بخوبی واقف اور وسیع النظر ثابت ہوا۔ اُس نے مجھے ترکی افواج کی فراہمی کے دلچسپ حالات بالتفصیل سنائے۔ ترکی گورنمنٹ کی یہ کارروائی بیشک نہایت حیرت انگیز تھی کہ اُس نے تین ہفتوں ایسی قلیل مدت میں بغیر اس کے کہ کسی طرح کی کوئی دقت یا رکاوٹ پیدا ہوئی ہو ڈھائی لاکھ سے زیادہ فوج جمع کر لی۔ اور تحسیلی اور ایپرس کی حدود پر بھیج دی۔ اِس کا باعث زیادہ تر اُس نہایت ہی قیمتی اور کارآمد ریلوے لائن کی موجودگی تھی۔ جو بحیرۂ بحر الجزائر (بحیرۂ ایجیئن) اسکے ساحل کے کنارہ کنارہ چلی گئی ہے۔ اِس لائن نے جو قسطنطنیہ کو سالونیکا سے ملاتی ہے اور ابھی حال ہی میں مکمل ہوئی تھی ترکوں کو سمندری راستے سے مستغنی کر دیا تھا۔ اگر یہ لائن موجود نہ ہوتی تو وہ غالباً کئی مہینوں کے توقف کے بغیر سرحد یونان پر فوج جمع نہ کر سکتے۔

رضا پاشا نے سالونیکا اور مقدونیہ کی تمام مسلمان آبادی کی حب الوطنی کی بھی بڑی تعریف کی۔ ہزار ہا مسلمان مجاہد اور بہت سے رضاکار میدان جنگ کو جانے کی اجازت لینے کیلئے اُس کے پاس حاضر ہوئے مگر باوجود اس کثرت کے اُن میں کسی سے کوئی ناشایستہ حرکت سرزد نہ ہوئی۔ نہ کسی شورہ پشتی کا ارتکاب ہوا جو سرحد پار کو دوڑ گئے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے ہم نے بھی بچشم خود ریلوے سفر میں ان مجاہدین کے جتھا کثیر دیکھے تھے اور اُنکو ویسا ہی خوش اطوار پایا تھا جیسا کہ رضا پاشا نے انکو بتایا۔

علے الصباح ہم انگریزی قونصل جنرل متعینہ سالونیکا سے ملے جو ... ترکی میں جس قدر عہدہ دار موجود ہیں ان سب سے زیادہ دیرینہ خدمت تجربہ کار اور قابل عزت اہلکار ہے۔ وہ ہمارے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آیا اور حسب الطلب ہم میں ہماری حفاظت اور آسایش کیلئے جو امکان تھی وہ دی۔ یہ معلوم ہو کہ دوپہر کے تین بجے ایک خاص ٹرین فوج لیکر فرائیریا کو روانہ ہوگی۔ ہم نے فی الفور روانہ ہو جانے کا عزم کر لیا۔ اور ٹرین مذکور پر روانہ ہو گئے۔ ہم شام کے قریب فرائیریا پہنچے۔ سرحد تحسیلی پر جمع شدہ فوج کیواسطے یہ قریب ترین سٹیشن ہے۔ متعلقہ قائمقام (ڈپٹی کمشنر یا حاکم ضلع) اور دیگر مقامی حکام استقبال کیلئے سٹیشن پر موجود تھے۔ وہ ہمیں گاڑی پر سوار کر کے شہر لے گئے۔ اور ایک خوبصورت سی کمین عمارت کی مکان میں جو ہماری رہایش کیواسطے درست کر دیا گیا ہوا تھا۔ جا اُتارا۔ اُسوقت میں نے یہ سوال پیش کیا کہ آیا ہم اسیوقت نہیں تو اور رات کو ہی روانہ ہو جائیں یا رات فرسالہ وغیرہ میں بسر کریں۔ قائمقام جو ایک خوش اخلاق توانا جسم معمر جنٹلمین تھا۔ دونوں صورتوں میں سے جسے ہم پسند کریں اُس کا انتظام کرنے کو تیار تھا۔ راستہ نہایت تاریک تھی۔ اور

مجھے سر شیسلڈ کی اس رائے سے اختلاف ہے ... میں ... کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا مگر ترکوں نے ... کے ... میں شامل ہونیوالی فوج ... کئی فوج اتنے عرصہ میں سرحد یونان پر جمع کر دی تھی جیسا کہ مہینوں سے بہت ہی کم تھا ... ریل کی عدم موجودگی ... میں جمع نہ ہو سکتی چنانچہ ریلوے کو بیگر بالواسطہ بجا طور مالی جنگی ... کے علاوہ ... فوج میں ... قابل ہو گئے ہیں مگر افسوس ... قوم میں ... مستحق ... نہیں کی ... بھی ... جنگ کی تیاری ... کے ... میں بھی ... غفلت میں بیہوش پڑے ہیں۔

گھٹا اوپر اندھیرا چھایا ہوا تھا [illegible] ہمیں ہر ساعت قیام کرنے علی الصباح بدھ کے دن [illegible] صبح [illegible] دیکھا فیصلہ کیا [illegible] گوشت ترکی قہوہ اور قسم قسم کی [illegible] سے ہماری مہمانداری کی۔ ہم دونوں باپ بیٹے کیلئے نہایت [illegible] اور نرم بستر [illegible] بچھائے گئے جن کی چادریں کمال پاکیزہ اور خوشنما تھیں ✤

الاسونا کوروانگی قائم مقام اور اُس کے رفیق شہر کا ہم سے جدا ہونا گوارا نہیں چاہتا تھا۔ وہ ہمیں اپنے سامنے [illegible] رخصت کرنے جانے کو بھی غالباً اپنے فرض میزبانی میں داخل سمجھتے تھے۔ ہم نے بڑے اصرار کیساتھ انکو رخصت کیا۔ اور اُن کو یقین دلایا کہ ہمارے سونے سے پہلے اُن کے چلے جانے سے ہم کسی طرح خلاف مروت نہیں سمجھینگے۔ ہمیں صبح کے [illegible] بجے جگا [illegible] ایک پولیس افسر اور بارہ سوار [illegible] کیلئے دروازہ پر ہمارے انتظار میں تیار کھڑے تھے۔ دو گھوڑے اور ایک گاڑی ہمارے لئے موجود تھی۔ پولیس [illegible] ہم کل سولہ آدمی تھے جو سب یہیں سوار تھے۔ اور ایک عربہ یا گاڑی ضرورت کے وقت کام دینے کیلئے ساتھ تھی ✤

قائم مقام ہم سے پہلے بیدار ہو کر الوداع کہنے کیلئے آگیا ہوا تھا۔ ہم اُس سے نہایت افسوس کے ساتھ جدا ہوئے۔ سفر کے شروع میں ہی ایک ایسا واقعہ حادث ہوا جس سے ہم سب کو بڑی تشویش پیدا ہو گئی۔ پولیس کے پیچھے ایک منہ زور نوعمر عرب گھوڑا تھا۔ ہم نے چلنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ سرپٹ اُٹھ دوڑا۔ اور چونکہ ابھی بہت تاریکی تھی۔ بچشم زدن سرک سرک نظروں سے غائب ہو گیا۔ ہم بھی جہانتک ہم سے ہو سکا اپنے گھوڑوں کو تیز کر دیا اور تقریباً بیس منٹ کے بعد اُس کو جا لیا۔ لڑکا گھوڑے کو قابو کرنے کیلئے کافی مضبوط تھا۔ وہ اس سے منزلوں کتنے میل تک دوڑتا چلا گیا۔ اور صرف اُس وقت [illegible] ایک عمدہ پہاڑی سلسلہ نمودار ہو گئی شفق کی روشنی آہستہ آہستہ پھیل جانے پر قریب جبال کا شاندار منظر [illegible] دکھائی دینے لگ گیا۔ قرہ حصار۔ الاسونا سڑک کا حصہ جو تقریباً اسی میل طویل ہے خوبصورت گھاٹیوں اور عمدہ [illegible] سے گذرتا ہے۔ منظر نہایت پریشان اور گونا گون ہے۔ سڑک بتدریج ایک خوبصورت گھاٹی میں سے اوپر کو چڑھتی گئی پیچھے کی طرف وسیع اور پُرفضا میدانوں کی بساط بچھی ہوئی تھی۔ اور ارد گرد ہر قدم پر پہاڑیوں کے نئے سلسلے اور درختوں کے جھنڈ دکھائی دے رہے تھے ✤

ترکی ٹرانسپورٹ ہمیں ہزارہا سپاہی حدود کو پیدل جاتے اور سینکڑوں بار کش جانوروں کی لمبی لمبی قطاریں [illegible] گرد و غبار اڑاتے ہوئے [illegible] پر نہایت صبر و تحمل کے ساتھ بڑھی چلی جاتی ملیں۔ ترکی فوج کیلئے کل سامان حرب رسد انہی حیوانوں پر بھیجا جا رہا تھا ✤

ہر قسم کے چھوٹے چھوٹے گھوڑے یا بوجھ خچر اور گدھے بسکٹوں، چارہ اور سامان حرب سے لدے ہوئے حدود کی طرف چلے جا رہے تھے۔ اُن میں سے بعض پر معمولی بوجھ کے علاوہ کوئی تھکا ہوا فوت زدہ سپاہی یا خچربان بھی سوار ہو گیا ہوا تھا۔ اور بعض پر دس دس بارہ بارہ بندوقیں آر پار رکھی ہوئی تھیں۔ تمام جانور تھکان زدہ اور ایسے معلوم ہوتے تھے کہ اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ لدا ہوا ہے۔ ترکی فوج کا انتظام بار برداری واقعی ایک حیرت انگیز منظر آتا تھا۔ اول تو یہی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس کٹھن اور دشوار گذار سڑک کے

سے گھوڑے کی گاڑی میں سفر کر سکتے ہیں۔ اور ترکی میں اعرابہ کہتے ہیں ✤

راستہ جس پر توپیں اور گاڑیاں بمشکل گذر سکتی تھیں۔ کس طرح ایک لاکھ سے زیادہ فوج تھسیلی پہنچائی گئی۔ پھر مزید حیرت اس سے ہوتی تھی کہ اس بیکران فوج کے لئے سامان رسد اور اُس کی بیشمار توپوں کے لئے پھٹنے والے اور دوسرے گولے اور کارتوس کس طرح پہنچائے جاتے ہے۔ یہ معاملہ عجب عقدہ لاینحل اور باعث استعجاب و حیرت تھا۔

تاہم یہ کام سر انجام پاتا رہا اور جہاں تک میدان کارزار میں ہم لوگوں کے مشاہدہ میں آیا۔ یہ انتظام اطمینان طور پر پاتا رہا۔ پھر بھی جیسا کہ ہونا لابدی تھا جب تک کہ فوج لاریسا پر اچھی طرح سے قابض نہ ہو گئی ہر جدید پیشقدمی کے ساتھ [illegible] انتظام بار برداری کی مشکلات اور دقتوں و توقف میں اضافہ ہوتا رہا۔ لاریسا میں ترکوں کو ہر قسم کے سامان کی وافر مقدار میں جو یونانی اپنی سراسیمگی و شکست خوردگی میں چھوڑ گئے تھے ملگئیں جس سے فوج پیچھے سے سامان پہنچنے کی ضرورت سے بہت کچھ مستغنی ہوگئی۔ علاوہ ازیں تھسیلی کا کل سرسبز میدان مویشی اسپ اور ٹٹو، پرندوں مرغیوں وغیرہ سے بھرا پڑا تھا۔

ادھم پاشا کی جلد پیشقدمی نہ کر سکنے کا باعث ایک حد تک یہ امر بھی تھا کہ اس وقت بھی جبکہ پیشقدمی ضروری تھی رسد کافی اُن کے پاس بوقت ضرورت کام دینے یا بالفاظ دیگر ریزرو میں رکھنے کیلئے سامان حرب اور گولہ بارود جمع نہ ہو سکا تھا اس وقت کا کچھ اندازہ اس توضیح سے ہو سکیگا۔ قدو فیر یا سے جو فوجی و جنگی نقل و حرکت اور باربرداری کیلئے انتہائی ریلوے سٹیشن تھا۔ سرفجی (جسے یونانی سرویا پکارتے ہیں) تک ۴۵ میل کا فاصلہ ہے۔ سرویا سے الاصونا تک ۳۵ میل کا اور الاسونا سے کول ڈمی ملونا (درہ ملونا) تک چھ میل کا مجاز ہے۔ پہلے درہ ملونا یونانی و ترکی قلمرو میں حد فاصل تھا۔ ملونا سے سڑک پھر ترکی اور بالکل عمودی شکل میں تھسیلی کے میدان میں داخل ہوتی یا اترتی ہے۔ ملونا سے لاریسا ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے قصبہ ٹرناوس نصف راستہ سے چند میل یعنی ملونا سے تقریباً ۱۵ میل کی مسافت پر برلب شاہراہ واقع ہے۔ ان اعداد سے واضح ہو گیا ہو گا کہ اُس وقت بھی جبکہ عساکر عثمانیہ لاریسا میں پہنچ گئے تھے۔ ادھم پاشا کی فوج کیلئے کل سامان حرب ریلوے سٹیشن سے مصافی مسند لیے جنگ کنندہ فوج تک دشوار گذار علاقہ اور کٹھن دروں سے ایک سو میل سے زیادہ مسافت طے کرنے کے بعد پہنچایا جاتا تھا۔

حدود کے قریب پہنچنے پر ہم نے جو پہلا مشاہدہ کیا۔ وہ نہایت ہی دلچسپ اور فرحت انگیز تھا۔ نشر کیں ارنوطوں یعنی البانوی مجاہدین کی جماعتوں سے جو بیقاعدہ اور کمال بیقاعدہ سپاہی تھے۔ بھری ہوئی تھیں۔ اُن کی کوئی باقاعدہ وردی نہ تھی ہر ایک کے پاس ایک ایک رائفل اور کارتوسی پیٹی تھی۔ اُن کے سروں پر ترکی (فس) نہ تھی بلکہ ایک قسم کی سفید رنگ کی چند بالشت کی ٹوپی تھی۔ جو سر پر خوب بیٹھی ہوئی اور چپاں ہوتی تھی۔ البانویوں میں اس ٹوپی کا تصوڑے عرصہ ہی سے رواج ہوا ہے اکثر کے سر اگلی طرف سے کنپٹیوں سے اُوپر منڈے ہوئے تھے۔ اور بعض کے سروں پر پچھلی طرف لمبی لمبی چوٹیاں نکلی ہوئی تھیں۔ یہ ارنوط سڑک پر خطرناک ہمسایہ تھے۔ اُن کی شکل سے ہی فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نڈر اور بیباک لوگ ہیں۔ کامل اور اُستاد ڈکیتوں میں بھی ایسی نڈری اور بیباکی نہیں دیکھی [illegible]

[illegible] سرحدی پٹھان اور آفریدی اس وضع کی ٹوپی پہنتے ہیں۔ مسٹر [illegible] بھی البانویوں اور سرحدی پٹھانوں میں بالکل یکسانیت بتاتے ہیں [illegible] ناظرین کو [illegible] کے ہیں چند تصویریں اس [illegible] دیکھ کر [illegible] ہیں۔

وہ اپنے بیٹوں کی اپنی پرداشت اور خود پرداخت کرتے ہیں نہیں بلکہ انکو اسطرح تھپکتے اور اچھالتے کودا تے رہتے ہیں جیسے انگریز اپنے شیر خوار بچوں سے کیا کرتی ہیں۔ بڑی خوابی یہ تھی کہ وہ ہر طرف بالتحاشا بندوقیں سر کر تے جاتے تھے کبھی کسی ہدف دوری پر نیز کو نشانہ بنا کر مشق کرتے۔ اور اکثر محض طفلانہ امنگ میں آکر اطراف تفریح انہیں ہوا میں سر کرتے رہتے گولیاں سر کے پاس سے سنسناتی ہوئی گزرتی تھیں اسی وجہ سے یہ تماشا سیدھا خطرناک ہو جاتا تھا۔ ہر دفعہ جب کسی گوشہ کا چکر کاٹ کر ہم ایسی تنگ سطح پر پہنچے تو بندوقوں کی آواز سنائی دیتیں ہم سڑک کے کسی موڑ سے گزرتے تو یہی توقع ہوتی کہ اب کوئی گولی لگی کہ لگی۔ ایک موقعہ پر ان گولیوں کی اسقدر کثرت ہو گئی کہ ہمارا ترجمان گھبرا گیا۔ وہ ٹھٹھک کر ایک بڑی پتھر کے پیچھے آ گیا۔ اور کہا یہ ارنوٹ تو شیطان مجسم ہیں۔ ان کا ایک لفظ نہیں سمجھ سکتا۔ وہ بڑے خطرناک شخص ہیں۔ رزڈوٹ بک (افسر اسکورٹ) بھی گھبرا گیا۔ اور اس نے ہم سے گاڑی میں بیٹھ جانے کی التجا کی تاکہ البانوی ہماری مغربی یعنی فرنگیانہ پوشاک کو نہ دیکھ سکیں۔ ہم نے بکراہ اسی طرح کیا۔ مگر پھر دس منٹ کے بعد گاڑی سے نکل آئے۔ اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ میرے خیال میں ہمارے اسکاوٹ نے خطرہ کو جیسا اہم سمجھا تھا۔ درحقیقت وہ ویسا نہ تھا۔ جہانتک ہم دیکھ سکے البانویوں سے ہمارے برخلاف کوئی علانیہ دھمکی آمیز حرکت سرزد نہ ہوئی۔ پھر بھی محافظ سواروں نے ہمکو اپنے حلقہ میں لے کر اپنی رائفلوں کے کندوں کے بل بالکل تیار رکھا اور دو سوار راستہ صاف کرنے کیلئے آگے ہو گئے۔

البانویوں کی بے نظامی اور محبت تاخت و تاراج خواہ کیسی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ نہایت ہی شاندار قوم ہیں۔ ہم نے کسی ایک ارنوٹ کو بھی پست قامت یا کمزور نہ دیکھا۔ ان کے قد بالعموم و بالاوسط چھ فیٹ [illegible] ہیں۔ اور اکثر ان سے بھی طویل القامت ہیں۔ ان کے سینے فراخ جسم مضبوط ہاتھ پاؤں خوب کھلے اور طاقت ور۔ رنگ صاف اور نکھرا ہوا گندمی ہے۔ اب گو وہ ایسے طویل القامت اور قوی ہیکل ہیں۔ سکیلی سے زیادہ چست و چالاک اور پھرتیلے ہیں۔ پہاڑوں ہی میں پیدا اور پرورش پانے کے سبب ہونے کی وجہ سے وہ ایک چٹان سے دوسرے چٹان پر اس طرح پھدکتے پھرتے تھے کہ گویا ایسا کرنے سے انہیں خاص لذت و فرحت حاصل ہو رہی ہے۔ خطرناک سے خطرناک چوٹیوں پر چڑھنا ان کے سامنے بچوں کا کھیل تھا۔

ارنوٹوں کی قوم ترکوں سے بالکل مختلف ہے۔ ان میں عثمانیوں جیسی تحمل اطاعت پذیری و با نظامی اور ثابت قدم و کوہ وقار شجاعت نہیں پائی جاتی۔ مگر [illegible] دلیری اور جوانمردی میں نظیر نہیں رکھتے اور جسطرح سکاٹ لینڈ کے ہائی لینڈ روں پر شمالی علاقے کوہستان کے حملہ کی تاب لانا محال ہے۔ ویسے ہی کوئی غنیم ان کے دھاوے کے سامنے نہیں ٹھیر سکتا۔ ان البانوی مجاہدین میں ہم نے نظام فوج کا کوئی اثر نہ دیکھا۔ ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقامی سردار یا بک کے ماتحت تھی جن کی یہ البانوی ایک حد تک عزت و اطاعت بھی کرتے ہیں۔ ارنوٹوں کو اب تک کوئی فاتح کماحقہ مغلوب و محکوم نہیں کر سکا چنانچہ ترکوں کو بھی انہیں قابو رکھنے کے لئے بڑی دقتیں پیش رہتی ہیں۔ اور انہیں تابع نظام بنانا تو بڑی ہی ٹیڑھی کھیر ہوا۔ ایک تو ہم مذہب ہونے کی وجہ سے پھر بھی ان کو کسی شکل کسی طرح تابع فرمان بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر کبھی کسی عیسائی سلطنت نے ان جفاکش شجاع اور جوانمرد کوہستانیوں کو محکوم کرنے کی کوشش کی تو وہ معلوم ہو جائے گا کہ کسی جگہ سو حرکت دیتی کی کوشش سے کم مشکل نہ پائیگی۔ میدان جنگ میں ہمیں کچھ عرصہ چند رندگی

البانوی پلٹن کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ اسکے سپاہی کمال شاندار اور بخوبی باانتظام تھے۔ ہمارا اُن سے خوب یارانہ ہوگیا۔ اور جسوقت ہم اُنکے پاس جاتے سپاہی بڑی گرمجوشی کیساتھ ہم سے پیش آتے۔ اُنکی ہر وقت یہی فریاد اور مدعا تھی کہ اُنھیں لڑنے کا موقعہ دیا جائے۔ قبضۂ [illegible] کیلئے جو معرکہ آرائی ہوئی۔ اُسمیں پلٹن مذکور نے درخواست کی تھی کہ وہ کرتیری کی ناقابل تسخیر پہاڑی کو جا بیں تھوڑا کہ اُسے اپنے طریقہ سے حملہ کرنیکی اجازت دیجائے۔ ترک تسلیم کرنیکا ذمہ لیتے ہیں۔ یہ پلٹن ویسٹنو کی لڑائی میں کمال شجاعت سے لڑی اور میرے خیال میں نقصان بھی بہت اُٹھایا۔ کیونکہ اُسکے سپاہیوں کی پُرجوشی کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ اور وہ کسیطرح کی روک یا آڑ سے پناہ لینے کو سخت کسرِشان اور جوانمردی اور شجاعت کے منافی سمجھتے تھے۔ مزید برآں اُنسے اسقدر صبر بھی نہو سکتا تھا کہ سوچ سمجھ کر آگے بڑھیں۔ اُس موقعہ پر اُنھوں نے اپنی شجاعت و لیاقت کا قطعی ثبوت دیدیا۔

ابلیس کا کرنا

جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے۔ سڑک زیادہ خراب ہوتی گئی حتے کہ گھوڑے بمشکل قدم رکھ سکتے تھے۔ اور گاڑی کا چلنا تو تقریباً ناممکن ہوگیا۔ بالآخر ہم بلند ترین کرارہ کو عبور کرکے طویل و پیچدار ندی کے راستہ ایک خوبصورت اور زرخیز وادی میں داخل ہوگئے جسمیں دو پرانی طرز کے گاؤں سورج کی روشنی میں خوب چمک رہے تھے۔ اغلب جو پہلے آیا وہ اچھا آباد اور بارونق موضع تھا۔ سڑک اُسکی طرف جو راستہ جاتا تھا اُسپر ترکی سپاہیوں کا پہرہ کھڑا تھا تاکہ بھولے بھٹکے اور جماعت سے جدا ہو گئے البانیوں کو گاؤں میں داخل ہونے نہ دے یہ گاؤں سڑک کے بائیں ہاتھ ہے وہاں ہمنے ایک سرائے میں جو برلب سڑک تھی دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر سرفچی کی طرف [illegible] چل پڑے۔ سرائے میں کرسی میز کوئی نہ تھی۔ البتہ گرد و غبار کی کچھ کمی نہ تھی۔ [illegible] سے آگے ہی ایک ایسا واقعہ گذرا جسنے ہماری مہم کا نقشہ ہی تمام کردیا تھا ابلیس کا گھوڑا سارا راستہ کلیلیں کرتا آیا تھا۔ کبھی دولتیاں جھاڑنا شروع کردیتا اور کبھی سیخ پا ہوجاتا۔ الغرض وہ ایک قسم کا رقص کرتا چلا تھا۔ موضع مذکور سے گذرنے کے بعد ہموار زمین کا ایک قطعہ آگیا۔ اور ہم نے گھوڑوں کو کسیقدر تیز کردیا جس سے غریب ابلیس کو شرارت کا موقعہ ملگیا۔ وہ دہانہ کو پھر دانتوں میں دبا اور کاواکاٹ ایک سنگلاخ میدان کی طرف ہوگیا۔ اور سر پٹ اُڑا ایک سوار اُسی وقت اُس کے پیچھے گھوڑا اُڑا دیا۔ جس سے وہ اور بھڑک گیا۔ اور لڑکا بری طرح سر کے بل زمین پر آرہا جب اُسے غریب ترین سوار نے اُٹھایا تو سر کی چوٹی پر زخم آیا ہوا تھا۔ اور خون بافراط بہ رہا تھا۔ بدنگی قسمت سے کسی طرح کا سایہ یا پانی بھی جہانتک نظر کام کرتی تھی موجود نہ تھا خوش قسمتی سے ایک سپاہی زخموں کی مرہم پٹی کا کچھ ڈھب جانتا تھا۔ اُس نے تمباکو کا برادہ گھاؤ میں ڈال کر سر کو رومال سے باندھ دیا۔ میں نے اُسے برانڈی بھی پلادی اور گو وہ بہت کمزور و نحیف ہوگیا۔ تاہم سرفچی پہنچنے تک جو تین گھنٹوں کی مسافت پر تھا حوصلہ کرکے گھوڑے پر بیٹھا رہا۔ مگر وہی گھوڑا تھا جسنے اُسے گرایا تھا۔ ہم نے ایک جسیم سوار کو سوار کرادیا لیکن سوار اور اُسکے سارے سامان و اسلحہ کے بار گراں سے بھی گھوڑے کی سرکشی میں فرق نہ پڑا۔ اور وہ اس سوار کو بھی کچھ فاصلہ بے تحاشا دوڑا لے گیا اور ہر روز اُسکا یہی وطیرہ رہا ایک دفعہ خوب لحیم و شحیم سوار [illegible] زین کسے ہوئے اپنی پھرتی خنجی بھی اُسپر رکھوادی لیکن اُس نے اُس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ یہ دیکھکر سوار بے اختیار کہہ اُٹھا کہ اس ننھے سے گھوڑے میں ضرور شیطان داخل ہوگیا ہے۔

عثمانیہ ردیف

سرفجی میں ایک نہایت باشندوں کا خوبصورت شہر ہے اور اُس سلسلہ کوہسار کے دامن میں واقع ہے۔ جو الاصمونا کو وادی دستر سے جدا کرتا ہے۔ اُسکے قریب ہمیں پانچویں اسپیدل فوج میدان کارزار کو جاتی ملی ان سپاہیوں کا انداز ان لوگوں سے جنہیں ہم ابھی پیچھے چھوڑ آئے تھے بالکل متضاد تھا۔ اس فوج کے سپاہی نہایت تناور جوان اور بالعموم ردیفی فوج کے سپاہی تھے۔ جو اناطول (ایشیا کوچک) سے آئے تھے۔ وہ تکان زدہ اور بھوکے معلوم دیتے تھے۔ اور اکثر کے پاؤں زخمی ہو رہے تھے بھی وردیاں غبار آلود اور بہت بوسیدہ تھیں۔ تاہم وہ نہایت متحمل۔ خوش اطوار۔ خاموشی پسند۔ فراخ سینہ۔ قوی ہیکل اور خوش اندام جوانمرد تھے۔ اور اکثر کی عمر تیس و پچاس کے درمیان تھی۔ وہ سچے عثمانلی تھے۔ کئی سپاہیوں نے پانی سے ہماری تواضع کرنی چاہی۔ جو ٹینی بوتلوں میں اُنکے ساتھ تھا۔ لاریب اس بارہ میں کل محاربہ کے دوران میں ترکی سپاہیوں کی خوش اخلاقی۔ مروت اور نفس کشی کمال حیرت انگیز تھی۔ پانی تھسلی میں کمیاب ہوتا ہے۔ اور لڑائی کے دنوں میں گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی تھی۔ مگر پھر بھی عثمانیہ سپاہی نے کبھی خست نہ کی۔ جب کبھی ہم نے پانی مانگا۔ اُنہوں نے بلا تردد ہمیں دیدیا۔ بلکہ بلا سوال پیش کرتے رہے۔ ترکی سپاہیوں کا برتاؤ ہمیشہ سچے شریف آدمی اور جنٹلمین ایسا ہوتا ہے۔

حفظی پاشا متصرف سرفجی

سرفجی کے متصرف (کمشنر) یا حاکم اعلیٰ حفظی پاشا نے ہماری نہایت تپاک سے آؤ بھگت اور مہمانداری کی۔ اُسے ایلس کے حادثہ سے سخت تاسف ہوا۔ وہ فی الفور اُسکے مداوا و معالجہ کے تدارک میں مشغول ہو گیا۔ اور اعلیٰ جنگی ڈاکٹر کو بلا بھیجا۔ جس نے زخم کو دیکھکر کہا کہ وہ بہت سخت ہے مگر خطرناک نہیں پھر اُسنے سڑن[1] روک ادویات سے کر زخم کی نہایت احتیاط سے مرہم پٹی کی۔ اور سارے سر پر ایک بڑی سفید پٹی باندھ دی۔ یہ پٹی جبتک ہم میدان کارزار میں رہے ایلس کے سر پر بندھی رہی۔ جو اسکے اوپر سرخ فیس پہنتا رہا۔ اُسکی یہ ہیئت دیکھکر خواہ مخواہ سب کو اُس کی طرف توجہ ہو جاتی تھی اور سپاہیوں میں تو وہ نہایت ہر دلعزیز اور محبوب ہو گیا تھا۔ انکو یہ خیال ہو گیا تھا کہ ایلس کو یہ زخم اسلام کی مقدس خدمت و حمایت کرتے ہوئے پہنچا ہے۔ اور اس سے انہیں اُسکے ساتھ دلی ہمدردی ہو گئی تھی۔ ادہم پاشا کی فوج کیساتھ جسقدر غیر ترک تھے وہ سب انگریز جرمن اور فرنچ نامہ نگاروں سمیت بنظر احتیاط فیس پہنے ہوئے۔ کیونکہ اب ترکوں کی تفریحوں اور کھیلوں میں اجنبی قوموں کو نشانہ بنانا بھی داخل ہے۔ جو کھیل ترنگی ٹوپیوں کے پہننے والوں کیلئے کبھی خوشگوار نہیں ہو سکتی تھی۔ بنابریں ادہم پاشا نے فیس کا استعمال لازمی کر دیا تھا۔ فیس میں دو اہم نقص ہیں۔ اس سے سارا چہرہ اور پشت گردن ننگی رہتی ہے۔ اور دھوپ سے آنکھوں کے چندھیانے سے وہ کوئی بچاؤ نہیں کرتی۔ اور چونکہ تھسلی میں گرمی بشدت تھی ہمکو بہت تکلیف ہوئی۔ کم از کم چار دفعہ پہلے جیرمن کا چہرہ جھلس گیا ہوگا۔ بعض ترک ایک قسم کا سر نوپیا پہنتے ہیں جسکا سر تو چہرہ اور گردن کو تمازت آفتاب سے بچائے رہتا ہے۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار مسٹر ولیم پیل نے مشرقی طرز کی ایک پوشاک خود ایجاد کی تھی جسکے ساتھ وہ ایک نہایت کار آمد قسم کی چینی کسی پوشش سر استعمال کرتا۔ جو آدھی دستار اور آدھا سر ٹوپ تھی۔ اس

[1] ایسی ادویات جو زخم میں سوزش اور غلاظت پیدا نہ ہونے دیں۔ اس غرض کے لئے عموماً نمک کاربالک ایسڈ وغیرہ
کا محلول وغیرہ استعمال کی جاتی ہے۔

وہ نہایت آرام ہی میں نہ رہا۔ بلکہ قطع وضع میں بھی بہت کچھ مشرقی ہو گیا۔ مگر بہت کم یورپینوں کے ماتحتوں نے اپنی بدگی اور رسائی دکھائی اور بنا بریں اُن کو مسٹر سیل کو ایسا آرام و راحت نصیب نہ ہوا۔

حفظی پاشا جو پیدائشاً البانوی اور طویل القامت مضبوط جسم و مستعد نوجوان ہے ترکی جماعت عہدہ داران کا ایک دلفریب نمونہ ہے۔ میں نے اُس سے ترکی کے تعلقات خارجیہ اور اُن خطرات کی ماہیت سے جو ترکی کو اس محاربہ کے دوران میں حادث ہو سکتے تھے خوب واقف اور باخبر پایا۔ سلسلہ آمد و رفت اور رسل و رسائل یعنی افواج و سامان کو گذرنیکے عام راستے کے حصہ کثیر کی حفاظت و نگہداشت کا ذمہ دار ہونیکی وجہ سے اُس کا منصب خاصی اہمیت رکھتا تھا اور اُسکی آراء وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل تھیں۔ اُسے اِس بات کا خاص تردد تھا کہ دیکھئے سرویا اور بلگیریا کا انداز کیا رہتا ہے اکثران سربرآوردہ ترکوں کیطرح جنسے میری ملاقات ہوئی حفظی پاشا بھی انگلستان کو دوست ہی نیک ظن بنائے رکھنے کا بڑا خواہشمند تھا۔ مگر ساتھ ہی اُسے یہ سخت شکایت تھی کہ انگلستان نے اُسکے ملک کیساتھ نہایت نامنصفانہ برتاؤ کیا ہے خاصکر ان فسادوں کے متعلق جو قسطنطنیہ میں ہوئے تھے اُس نے ترکوں کو ہی مطعون کر نہیں اُسنے بہت زیادتی اور ناانصافی کی ہے ۲۶ اگست ۱۸۹۶ء کو دارالخلافہ میں جو بدامنی مستولی رہی اور خونریزی ہوئی اُس کا بانی مبانی کل ترک باتفاق رائے ارمنیوں ہی کو تصور کرنے میں جمع ہیں ان شہروں میں قلب میں باغیوں نے سبکے گولوں کی بوچھار کرتے رہے تھے۔

میں پاشائے موصوف کی اِس شکایت اور دلیل کی درستی و معقولیت کے اعتراف سے کسیطرح انکار نہیں کر سکتا تھا۔ بیشک مجھے خود بھی خیال آ گیا کہ جیسی بدذاتیاں ارمنیوں نے قسطنطنیہ میں کی تھیں اگر ویسی بدذاتیاں ۱۸۸۳ء میں فینین لوگ (آئرش مفسد) لندن یا لیورپول میں کرتے تو اُنکی بدمعاشیوں کا نتیجہ بھی وہی ہوتا جو قسطنطنیہ میں ہوا تھا تو کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ ان شہروں کے باشندوں کا طریق عمل قسطنطنیہ کے مسلمانوں سے بدرجہا زیادہ سخت نہ ہوتا ارمنیوں کو لوگ قسطنطنیہ میں تین سو سے زیادہ ترک شہید و مجروح ہوئے تھے علاوہ بریں جو ارمنی قسطنطنیہ میں ہلاک ہوئے تھے دیگر مقامات کے مقتولوں کیطرح انکی تعداد میں بھی بہت مبالغہ سے کام لیا گیا تھا کامل تفتیش و تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ انکی تعداد دو ہزار سے زیادہ نہ تھی موقع ملنے پر مسلمان آبادی نے اُسکے بھی زیادہ سختی اور زیادتی سے کام لیا کہ ارمنی عمالوں اور مزدوروں کو مسلمانوں نے انہیں سے دور از خوف کیا بعض علماء نے بتایا تھا حفظی پاشا کی رائے میں ترکی اور انگلستان کی باہمی کشیدگی و رنجش کا بہت کچھ ذمہ دار انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ (سر فلپ کری) تھا سفیر موصوف ہمارے انگریزی وزیر خارجہ سے جذبات اور واقعات کو

ملاہ قسطنطنیہ میں سفارت کے عہدہ پر مامور ہونیوالے شخص میں جن اوصاف کی موجودگی لازمی ہے انکو لندن ٹائمز نے سر کلیر فورڈ مرحوم کی دفات کے ذیل میں نہایت مختصر و جامع پیرایہ میں بیان کیا ہے اُس کی عبارت بجنسہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ "انگریزی محکمہ خارجیہ کی تمام آسامیوں میں سے مشکل ترین آسامی قسطنطنیہ کے انگریزی سفیر کی ہے جسکے لئے ایسا آدمی درکار ہے جو خاص قابلیتیں رکھنے کے علاوہ عین عالم شباب میں ہو اُس عمر کیلئے مسلسل ہوشیاری کبھی نہ تھکنیوالا عزم بالجزم اور ناقابل التغلب مستعدی بہت لازمی اوصاف ہیں جو پیرانہ سالی اور صحت کی کمزوری کی وجہ سے سر کلیر فورڈ میں نہیں رہ گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ اُس نے وہاں سے تبدیل کردئے جانیکی درخواست کردی اور دسمبر ۱۸۶۷ء میں روم کے انگریزی سفیر کی نسبتاً بہت ہی زیادہ آرام و آسائش وہ عہدہ پر تبدیل کر دیا گیا۔ سر فلپ کری کو بھی چار سال کے بعد قسطنطنیہ میں متواتر ناکام رہنے کے بعد ایک عہدہ پر بدل دیا گیا۔

اور ہمیں رخصت کرنے کیلئے پانچ بجے صبح کے وقت بیدار ہو کر آگیا۔ الاصونا کا سفر گو طویل اور تھکان بخش تھا مگر ایسی کی چوٹ کی دھوپ میں جلد چلنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا تاہم ہم وہاں دوپہر کے ۲ بجے پہنچ گئے۔

توپوں کی گونج

الاصونا کا قصبہ گو ایک خوبصورت میدان کے وسط میں جو یونان اور ترکی میں حد فاصل کا کام دینے والی سلسلہ پہاڑیوں سے محیط ہو واقع ہے لیکن چنداں خوشنما نہیں۔ اُس کی آبادی بہت بکھری ہوئی ہے۔

جوں جوں ہم ترکی فوج کے ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچتے گئے۔ یہ پہاڑیاں زیادہ بلند اور نمایاں ہوتی گئیں۔ ترک کے پہاڑ الاصونا کے شمال میں دریا سے ایک حیرت انگیز نہر کاٹی گئی ہے یہ نہر بہت پرانی ہے اور اسکے ذریعہ شہر میں عمدہ پانی بافراط پہنچتا رہتا ہے۔ الاصونا میں داخل ہوتے ہی دور فاصلہ پر چلتی ہوئی توپوں کی گونج سنکر ہماری کل تھکان کافور ہو گئی۔ مارشل کو ملنے اور اُسکی خدمت میں سفارشی خطوط پیش کرنے کیلئے ہم سیدھے اُنکی کوٹھی گئے۔ مگر مارشل کے ایک خادم کے سوا اور کوئی متنفس وہاں موجود نہ تھا۔ خادم نے ہمیں قہوہ پلایا اور بتایا کہ ادہم پاشا اس وقت [illegible] کے فاصلہ پر ملونا کی چوٹی پر موجود ہیں چونکہ ہم تھکان سے ہمیں کوئی سکت نہ رہی تھی مگر توپوں کی آواز سنکر ہم تو [illegible] راستے میں ہم طرح طرح کی افواہیں سنتے آئے تھے کسی نے بتایا کہ لارناوس بلکہ لاریسا بھی فتح ہو گیا ہے اور بعضوں نے تو یہاں تک کہدیا کہ ترکی کا تسلی پر قبضہ ہو گیا ہے مگر جب ہم الاصونا کے قریب پہنچے تو ظاہر ہو گیا کہ ادہم پاشا ابھی تک سرحدی پہاڑیوں کو بھی دشمنوں سے صاف نہیں کرسکے۔ اور کہ یونانی ہنوز الاصونا سے چنداں بعید نہیں پس ہمیں اُسی وقت جاتے [illegible] چھ سواروں کو ساتھ لیکر جدھر سے توپوں کی آواز آرہی تھی اُس طرف روانہ ہو گئے اور غذا و آرام کو تو کل واقعات پر چھوڑ دیا۔ کہ انہیں بعد میں سنبھال لیا جائیگا۔

فصل سوم یونان کی حالت جنگ سے پہلے

جرمن سٹاف افسر لکھتا ہے کہ:-

جن حالات کی موجودگی میں یونان ۱۸۹۷ء میں عروض [illegible] رہا۔ غالباً پہلے کبھی کوئی ملک اُن سے زیادہ مشکل و صعب حالات کی موجودگی میں مشغول پیکار نہیں ہوا مالی حالت یہ تھی کہ ملک کے اندر اگرچہ مال تباہ و برباد تھا تو ممالک غیر میں اعتبار کا نام و نشان مفقود۔ ملکی انتظام فرقہ وارانہ طرز حکومت اور ہر ایک فریق کی بےمحابا خود غرضی مخالف و متضاد گروہوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے پریشان۔ فوج بالکل ناتیار۔ لیڈر فن حرب اور انصرام جنگ دونوں سے محض نابلد یونان کے بے تحاشا مورخ ظاہر ہے کہ تیرنے کے وقت یہ تھی ملک کی کیفیت۔ حالت بتائی گئی ہے لیکن اس بے بضاعتی کیطرف بھولے سے بھی توجہ نہ کی گئی اور کسی نے یہ قیاس نہ کیا کہ ترکی کے مقابلہ کیلئے اُنکے پاس سامان و وسائل کیا کیا موجود ہیں اسمیں کلام نہیں کہ یونانی فوج سے کم تعداد فوج

بھی بشرطیکہ کم شجاعت و استقلال سے اُنکے حوصلے بڑھائے ہوں۔ مدافعت کے پہلو پر ہونیکی صورت میں تھوڑی بڑی کارنمایاں دکھا سکتی اور زبردست فوج کی پیشقدمی کو روک سکتی ہے اس بیان کی تصدیق ان لڑائیوں سے بخوبی ہوتی ہے جو موجودہ صدی کے شروع میں ہسپانیوں اور اطالیان کا برطل فرانسیسوں اور انکے تجربہ کار مارشلوں کے ساتھ ہوئی تھیں لیکن زمانہ کی محاربات میں حملہ آوری کی صورت میں کامیابی و ناکامی زیادہ تر تعداد پر منحصر ہے ۔

یونانی صرف ذاتی شجاعت کے بل بوتے پر کچھ منتظر نہیں تھے بلکہ انکو کامل توقع تھی کہ ابتدائی چند معرکوں میں فتح پاتے ہی سرب بلغاری اور اہالی جبل اسود انکو معاون و مددگار ہو جائینگے شاہ یونان سے عرصہ سے یونانی اور انگلستان کی حکومت ... انہوں نے یہ بالکل صاف کہدیا تھا کہ اگر کریٹ یونان کے حوالہ نکیا گیا تو وہ ہاتھ کی ایک حرکت سے کل جزیرہ نما بلقان کو لڑائی پر تیار کر دیگا۔ اس تمام اتحاد کا باعث دیگر یہ اسباب تھا کہ جمع شدہ یونانی فوج نے کئی ماہ سے ترکی بلاد کے علاقوں میں بغاوت کی حرکت کو تائید کا کام دیگی اور یہ کہ مقدونیا اور البانیا کے کلیسائی یونانی کو معتقد عیسائیوں میں برپا کیجا سکتی ہے علاوہ ازیں یونان کی ماتحتی نگہداری سے بھی کم بھروسہ نہ تھا۔ اور اس ریاست نے بھی چپکے چپکے اپنی فوج کو جنگ کیلئے تیار و مستعد کر لیا تھا۔ اور ساتھ ہی البانیوں کو ترکی کے برخلاف بغاوت کرنے کیلئے اسلحہ وسامان حرب بہم پہنچائے تھے۔ البانیہ پر اطراف سے بھی اس کام کیلئے بہت دباؤ ڈالا گیا تھا۔ چنانچہ ترکی کو مقدونیہ کی نسبت بحیرۂ ایڈریاٹک کے ساحل کے متعلق زیادہ خطرہ درپیش تھا۔ تمام بلقان میں یہ امر مشہور کیا گیا تھا کہ ترکی و البانیہ کے درمیان حضور کمال ... انجمن اتحاد و ترقی سے شدید ناچاقی ہو گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بھی خبر ملی کہ ترکی کیطرف سے البانیوں کے ساتھ یہ سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ البانیا کیلئے خود مختاری کا وعدہ کر لیا ہے تاکہ اس سے دونوں میں منتفع ہوں۔ مقام حیرت ہے ... اور ... البانیوں کو یہ تحریک نئی شروع کر دی گئی کہ وہ مسیحی دول خصوصاً ... سے شکایتیں کریں۔ اسکی طرف سے بھی البانیوں کو اس اقتدار کی حمایت میں ... تحریک نمایاں طور پر ... الغرض یہ قطعاً یقینی امر تھا کہ ترکی افواج کو بہلی ... ہی البانیوں کی تمام قومی بغاوت برپا ہو جائیگی مذکورہ صدر کل اطراف میں سب کو توقع تھی ۔

علاوہ ازیں شاہ جارج نے کچھ عرصہ ماضی میں قسطنطنیہ ... اور بلگیریا سے خط و کتابت کر کے ان کو یقین دلا دیا تھا کہ یونان کی ہوس برلن کی ... یا ... ورنہ البانیا کے سلسلہ کو ... کے سوا اور کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا جس سے بلقان کی ... سمجھتی ہیں کہ یونان کوئی ایسا ارادہ نہیں رکھتا جو انکی اغراض کے منافی ہو بلکہ ان کو اطمینان دلایا گیا کہ مذکورہ صدر ریاستوں کی تفریق فرمانروایوں نے خفیہ طور سے یونان کو آگاہ کر دیا کہ ترکی کے برخلاف ... کرنے کو بہت تیار اور آمادہ ہیں ... صوفیا پایۂ تخت بلگیریا کے سامنے بالخصوص شاہ السکندر والی سرویا اور فرڈینینڈ والی بلگیریا نے باہمی ملاقات کے وقت شاہ جارج

۱؎ چند برسوں سے اٹلی کو بھی ترکی کے ... البانیا پر نظر رکھے بیٹھی ہے مگر ... کہ جس سے شکست کھائیکے ... یونانی ملاقات کیلئے ... کیا گیا تھا ۔

کے خط کو جواب میں جو خیالات ظاہر کئے تھے وہ صحیح ہوتی۔ امن پسندی کی اُن اطمینانوں سے جو یونان و فرمانروا والیان سلطنت نے دی تھیں سلطان معظم اور دول عظام کو دلائے عجب متضاد و متنافر تھے ❊

الغرض یونان کو بخوبی یقین ہو گیا کہ وہ کچھ نہ کچھ مقتدر معاونین کی شمولیت یورپ کی مشکلات سے فائدہ اٹھانے پر آمادہ ہیں اور وہ کر سکتا ہے یہی وجہ تھی کہ جب اُسکی نیک نیت اور دستور نے یونان کو سمجھایا کہ یہ سب امیدیں باطل ہیں تو اُس نے اُنکی نصیحت کی کچھ پروا نہ کی اور یہ نہ سمجھا کہ جزیرہ نمائے بلقان کی قسمت صرف اُس اکیلے کے فیصلہ پر منحصر ہے یہ دستور اکثر رہا ❊

اس یقین کے ساتھ ہی یونان کے آزادی کی کامیابی کی داستان کی یاد دیرینہ کو تازہ کر دئے جانے سے یونانیوں کی سرمستی بے اندازہ افسانہ ہو گیا تھا متعدد اخبار نویس اور شاعر سب نے اس لڑائی کے واقعات کو حوصلہ افزا پیرایہ میں بیان کر کے یہ لکھنا شروع کر دیا کہ یونان نے اسمیں جو شاندار کارنامے دکھائے تھے وہ انہیں نصیب دوامی شہرت اور کل دنیا کی تعریف کا استحقاق حاصل ہو گیا ہے۔ یونان کا یہ سارا ہلال کی پامالی کیلئے آخری ہوگا۔ سلطنت بہر کم از کم یورپ سے ہلال ہمیشہ کیلئے نابود ہو جائیگا۔ اور اسی جوش کا اعلان کرتے تھے اب تو یہی عشرت یہی سپہ کل یونان نے یونانی ہمدردی کا دریا ایسا ہی دیکھنا ہو جائیگا جیسا کہ ... کی تحریرے عشق میں ہو گیا تھا۔ یونان کے ... انگلستان اٹلی اور فرانس میں بھی کم و بیش ناعاقبت اندیش ... یونانیوں کی ہمدردی کی آوازیں کسی شروع کر دیں۔ اور یونانیوں نے جنگی جوش و جوش میں تو سب کو وحشت انگیز جنون فیصلہ کر رکھے تھے ... کہ ... کے قابل تصور کر لیا تھا ان تینوں ملکوں میں یہ جنگجو کی حصہ ... نے یونان کو ... ظاہر کی تھی نتیجہ یونانی اخبارات ... کہ اٹلی انگلستان اور فرانس کی گورنمنٹیں تمام سلطنت کے مقابلہ پر ... یونان کی طرفداری ... دماغی کمزوری ... کے علاوہ یونانیوں کو اپنی جنگی طاقت کا بھی بے اندازہ زعم تھا۔ ... اپنی طاقت پر حد سے زیادہ گمان ... حقیقت ... یونانی اخبار نویسوں اور فصحا کی تقریریں ... اندازہ ہو سکتا ہے ... ان کی شجاعت کی فوج پیدل ... اسلحہ رشید ... کی استعمال ... یونانی توپخانہ کی برجستگی اور استادی کے سامنے باطل ... ناقابل تسخیر اور ... یونانی ... سواروں کی ... تمام کل ... (حنیفیہ) ... یونانی ... کی قابض یہاں نہیں ٹھہر سکینگی“ ❊

نوارینو کی بحری لڑائی سے بعد یونان گویا یورپ کا نازپروردہ اور لاڈلا بچہ رہا ہے جس کو آخر الذکر کی نازبرداریوں نے کسی

لہ ... لیکن اگر وہ تاریخ ... کی تکلیف گوارا کرتے تو ... یونانی ... کی ایسی کامل بیخکنی کر دی تھی کہ اگر دول یورپ حمایت نہ کرتیں تو یونانی مدیوں تک آزادی کی ... کا نام نہ لیتی۔ مفصل حالات کیلئے دیکھو تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم ❊

کام کا نہیں سمجھ دیا۔ گذشتہ صدی سے یونان بلحاظ اُس کے قیام اُنکا کام اور شائستگی کوششیں کر رہا ہیں مگر بے سود۔ یورپ نے مالی
دماغی روحانی کسب و حکمی امداد سے دریغ نہیں کیا جمہوری مطلق العنان شاہی اور آئینی بادشاہی سب طرح کی حکومتوں کی آزمایش
کیجا چکی ہے۔ مگر اُسکی سنگلاخ زمین میں کسی قسم کی حکومت نے جڑ نہ پکڑی۔ زمانہ گذشتہ کی عظمت کی داستانوں نے یونانیوں کے دل و دماغ
میں بتدریج اسقدر غرور و نخوت بھر دیا ہے کہ اب وہ اپنے آپ کو دیگر کے مقابلہ سے پہلے آدمیوں کی مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھتے
اور کوئی شریف انکی ہمجنسی کو گوارا نہیں کرسکتا موجودہ یونان کی حالت و وضع کا جو بہت سا حصہ بالکل ناقابل سمجھ و سمجھ میں آتا ہے
اُسکی کسیقدر عقدہ کشائی ایک بالصراحت معین و مشخص مقام رکھنے والی زبردست قومی جماعت کی موجودگی سے ہوتی ہے۔ کئی برسوں
سے ملک میں جسقدر عام تحریکیں ہوئی ہیں۔ اُنمیں سے ہر ایک کی تجویز و تعیّن کرنیوالی یہی انجمن ہے۔ اُس نے بڑی بڑی رقمیں جمع کی ہیں
اور صرف ملک کی گورنمنٹ میں ہی اُسے اقتدار حاصل نہیں بلکہ دربار بھی اُسکے قابو میں ہے بیشمار معمول یونانی اسکے ممبر ہیں۔ وہی یونانی
نہیں جو اپنے ملک میں رہتے ہیں بلکہ وہ بھی جو کل دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یونانی افسروں کی بھی بہت بڑی تعداد اس انجمن کی ممبر ہے
اور جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے۔ دربار میں بھی اس انجمن کو اقتدار حاصل ہے اور اسی اقتدار کے دباؤ میں آکر شاہ جارج نے قرابت دار
اور دیگر درباروں کی نصیحت کی کچھ پروا نہ کرکے قومی تحریک کی سرغنائی قبول کی تھی۔ اور مسئلہ کریٹ کے متعلق اپنی ضد پر قائم رہنے کا
فیصلہ کیا تھا لیکن اگر اس عجیب و غریب قومی انجمن پر گہری اور زیادہ نظر امعان سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ اس کی ترکیب کسی لحاظ سے
بھی شاہی اصولوں پر مبنی نہیں ہے جیسے سمجھ میں نہیں آتا کہ شاہ جارج کی عقل پر کیا پتھر پڑ گئے ہیں کہ وہ اس انجمن کے پنجہ میں اسطرح پھنس گیا
ہے مسلّم امر ہے کہ اس قومی یونانی انجمن کا سب سے بڑا اور آخری مدعا جو ہر طبقہ کے یونانیوں کے دلوں پر نقش کالحجر ہو رہا ہے کل یونانیوں کو
ایک شہنشاہ کے ماتحت لانا۔ اور تمام اسلامی اقوام جو ابھی تک یونانی حکومت کے تابع نہیں پولیٹیکل اتحاد پیدا کرتا ہے۔ اس مقصد کیلئے یہ خفیہ قومی
سوسائٹی نے گذشتہ برسوں میں بڑی بڑی رقمیں فراہم کر کے گورنمنٹ کو فوجی اغراض کیلئے حوالہ کی ہیں بالخصوص جو یونانی غیر ممالک
میں رہتے ہیں بیش بہا چندے۔ نقدی۔ اسلحہ و سامان اور پارچات کی صورت میں بھیجتے رہتے ہیں +

آخری کامیاب بغاوت کو گو ستر برس کے قریب ہو گئے ہیں مگر یونانی ابتک نہ تو قانون کی متابعت کرنا سیکھتے ہیں۔ اور
نہ اس نسبتی قدر و منزلت کو جو انہیں یورپین اقوام اور ممالک کی نظروں میں حاصل ہے قبول کر کے اور اسکے مطابق عمل پیرا ہونیکا
سلیقہ حاصل کیا ہے۔ پولیٹیکل و پبلک لائف دونو صورتوں میں حقیقی اور کارآمد اغراض و مفاد کو بالتزام محض خیالی مقاصد کیلئے قربان
کرتے رہنا اُن کا شعار ہو رہا ہے۔ معاہدہ برلن کی رو سے تھسلی کا زرخیز صوبہ مل جانے کی باوجود اُن کے جوع البقر اور حرص ملک گیری میں
کوئی افاقہ نہیں ہوا اور نہ اُنکا پیٹ بھرا ہے بلکہ ہر وقت ہل من مزید کا نعرہ مارتے رہتے ہیں۔ اور یورپ ہم مذہب اور ہم تہذیب ہے
یہ اس بات پر بھروسہ کرکے کہ یورپ کی ہم مذہب اور ہم مشرب ہیں وہ کئی مرتبہ ایسے جھگڑے بنتے ہیں کہ یورپ کو بے اندازہ درگذر کی باوجود
زیادہ تحمل کرنا ناممکن ہو۔ اُسکی مہربانی اور بردباری کا پیمانہ لبریز ہو جاتا رہا ہے۔ اور اُسے اُن کو مجبوراً آنکھیں دکھانی پڑ جاتی

۱؎ وہ انجمن جو یونانی نام ایتنیکی ہیٹاریا ہے جسکے معنے انجمن دوستانہ قومی ہے +

بھی ہیں۔ مگر یہ بجائے نادم یا خفیف ہونے کے بجائے ہر غلط سفیر یا عدالت کو بہ بیچ چشم نمائی ہے پھر اپنی سابقہ عظمت و شوکت کی قال کو
پیا بنا لیتے ہیں۔ حوالہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے تاثی شان و شوکت ہی کو مستمدہ الصفات و شائستگی کی عدالت میں اپنی لمبی کٹ کی
بدولت دوسروں کو دیدہ جوابدہ ہونیکی تمام ذمہ داریوں سے بری الذمہ درست کر دیا ہے ؎

فصل چہارم یونان کی بری افواج

افسر کو لکھا ہو کہ :-

یونانی فوج اُن متواتر تغیرات کا ماحصل ہے جو گزشتہ برسوں میں فرنچ اور پھر اٹالینوں کی نگرانی میں اُس پر وارد ہوتے رہے۔ اُسکی جدید ترتیب و نظام کا انتظام عام جبری فوجی خدمت کے قاعدہ کی بنا پر جو ۱۸۶۷ء میں رائج کیا گیا تھا ۱۹۱۲ء میں کیا گیا۔ اس جدید ترتیب کی رو سے ہر یونانی پر اکیس برس کی عمر سے فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے۔ اور انتیس برس کے لئے اُس کو یہ خدمت اس حساب سے دینی پڑتی ہے۔ دو برس فوج نظام یا کارکن فوج میں دس برس ریزرو (ردیف) میں آٹھ برس ٹیری ٹوریل لینڈ ور (محافظ ملک یا مستحفظ فوج) میں اور مزید دس برس لینڈ ور ریزرو (فوج مستحفظ کے ردیف) میں۔ ردیف فوج کی سپاہ ریزرو خدمت کے زمانہ میں دو مرتبہ پندرہ پندرہ دن قواعد و مشق کے لئے گھروں سے طلب کئے جاتے ہیں۔ مستوجب ہو اور خاص خاص حالات میں اُسی مکمل شدہ خدمت کے آخری سال کو انتہا ہو تین یا پانچ مہینوں کی مزید میعاد کیلئے کارکن فوج میں رکھا جا سکتا ہے۔ برعکس اس کے لینڈ ور فوج قواعد و مشق کیلئے طلب نہیں کی جاتی۔ اور اگرچہ بزمانہ جنگ وہ میدان جنگ کو بھیجی تو بلا شبہ بھیجی جا سکتی ہے۔ مگر ایسا کرنے کی بجائے غالباً حکام اُن کو چھاؤنیوں اور قلعوں کی حفاظت اور فرائض قلعداری کی سرانجام پر لگانا مناسب تصور کریں۔ لینڈ ور ریزرو صرف اُس صورت میں گھروں سے طلب کئے جا سکتے ہیں جبکہ لینڈ ور فوج کی تعداد غیر مکتفی ہو۔ لینڈ ور کیلئے کوئی فوجی انتظام و ترتیب قطعاً موجود نہیں۔ لینڈ ور بارہ بارہ ہزار آدمیوں کی جماعتوں میں منقسم ہے۔ اس حساب سے اس میں ۹۶ ہزار آدمی ہیں۔ جن میں سے اگر حسب معمول ۲۰ فیصدی ناقابل یا مریض وغیرہ تصور کئے جائیں تو ۷۶۸۰۰ آدمی اس فوج سے جنگ کیلئے بہم پہنچتے ہیں۔ لینڈ ور ریزرو کی تعداد اندازاً ۷۵ ہزار تخمینہ کی جا سکتی ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی باسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ اجتماع فوج کی ناقص انتظام مسلسل کی مشکلات اور دیگر کاموں کیوجہ سے ان اعداد کا لگ بھگ بھی کبھی فی الحقیقت آدمی جمع نہیں ہوتے۔ بہر حال یونان کی فوجی طاقت کا اندازہ کرتے لینڈ ور اور اُسکی ریزرو کو واجبی کیلئے محض ایک طرح کا ڈپو یعنی سپاہ کا گودام تصور کرنا چاہیے جو ضرورت کے وقت آدمی بہم پہنچائے اور بس۔ پچھلے چند برسوں میں اوسطاً ہزار نوجوان ہر سال فوجی خدمت کیلئے بھرتی ہوئے ہیں۔ اور انتیس ہزار [illegible] ہیں ہر سال تقریباً ایک ہزار آدمی بطور قاعدہ کلیہ فوجی خدمت سے پہلو بچا جاتے ہیں ؎

لہ مصنف نے گو توضیح نہیں کی مگر غالب ہے کہ یہ طلبی ہر سال میں دو دفعہ ہوتی ہے۔ نہ جیسا کہ سرسری طور پر خیال کرنے سے گمان ہو سکتا ہے کہ کل زمانہ ریزرو میں دو دفعہ کیلئے ؎ (مترجم)

کارکن فوج بزمانہ امن تین تین پلٹنوں کی دس انفنٹری (پیدل) رجمنٹوں تین کیولری (رسالہ) رجمنٹوں تین آرٹلری (توپخانہ) رجمنٹوں اور ایک رجمنٹ انجنیرات پر مشتمل ہوتی ہے یعنی کل ۳۰ پلٹنیں۔ بارہ سکویڈرن (رسالے) ۱۱ میدانی اور کوہی باتریاں اور دس کمپنیاں انجنیروں کی جو کلہم ۲۵ ہزار آدمی۔ اُنمیں ہر قسم میں سپاہی تعداد میں ۹ اسٹاف بھی شامل ہیں گھوڑوں اور خچروں کی تعداد ۳۰۰۰ کے قریب ہوتی ہے جنگی مقاصد کیلئے یہ فوج تین آرمی کوروں (جیوش میں) منقسم کیگئی ہے۔ ہر جیش میں اُسکے محل وقوع کے لحاظ سے بارہ سے لیکر چودہ تک پلٹنیں چار رسالے اور چھ یا سات باتریاں ہیں ہر نے ضوابط میدان جنگ کی فوجکی کمک کیلئے پشت پناہی کیلئے بوقت جنگ یہ فوج میں سے ۹۰ انفنٹری پلٹنیں چار سے سات تک رائفل برداروں کی پلٹنیں ۳ سے چھ تک رسالے ۲ سے ۸ تک میدانی باتریاں اور تین سے ۹ تک انجنیروں کی کمپنیاں تیار ہونی چاہئیں کل پیدلوں کی تعداد جو کارکن فوجکے ساتھ خدمت دینیکے پابند ہیں تقریباً سوا لاکھ ہے۔ مگر چونکہ نہ تو اُن کے لئے سٹاف افسروں کا انتظام ہے اور نہ اسلحہ و سامان ہی موجود ہے اُنکی نسبت کبھی تصور نہیں کیا جا سکتا کہ ملک کی حفاظت کیواسطے اُن سے کچھ معتدبہ مدد ملسکتی ہے +

۱۸۸۰ء سے یونانی فوج پیدل گراس قسم کی رائفلوں سے مسلح ہے۔ مگر مناسب احتیاط نہونے اور غفلت و لاپروائی کی وجہ سے ان رائفلوں میں سے اکثر کو بمشکل کارآمد اسلحہ کہا جا سکتا ہے۔ عام خیال ہے کہ یونان کے ذخیرہ حربی میں کلہم ایک لاکھ بیس ہزار شاسپو[1] اور ۴۰ ہزار دیگر مختلف ساخت کی رائفلیں ہیں +

یونانی فوجی تنظیم کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ فوج سواران کیلئے گھوڑے کافی اور عمدہ بہم نہیں پہنچائے جاتے زمانہ امن میں اس فوجکو بھی جسقدر گھوڑے درکار ہوتے ہیں۔ انمیں ہمیشہ ایک ثلث کی کمی رہتی ہے۔ اور باقیماندہ دو ثلث میں بھی تقریباً دس فیصدی فوجی خدمت کیلئے قطعی ناکارہ ہوتے ہیں۔ ملکی گھوڑے جنگی مقاصد کیلئے بہت ہی نامناسب ہیں۔ بنابریں فوج سواران کے گھوڑوں کیلئے یونان تقریباً بالکل دوسرے ملکوں کا محتاج ہے +

فوج توپخانہ تین رجمنٹوں پر منقسم ہے۔ دو میں سات سات اور ایک میں چھ باتریاں ہیں۔ ان باتریوں میں سے چند میں ۷۵ ملی میٹر (سوا تین انچ) قطر کی نال رکھنے والی توپوں سے۔ اور چند ۸۰ ملی میٹر (تقریباً تین انچ) قطر کی توپوں سے مسلح ہیں۔ کوہی باتریوں میں سے ایک یا دو کی توپیں آخرالذکر جسامت کی ہیں۔ ان باتریوں کے علاوہ ایک کمپنی صناعان توپخانہ کی اور ایک کمپنی قطار توپخانہ کی ہے کل توپخانہ میں کلہم ۲۰ میدانی اور ۳۵ کوہی توپیں ہیں۔ جن میں اول الذکر کی تعداد ۲۰ ہے۔ اور آخرالذکر اس سے کم ہیں۔ بروئے ضابطہ فوج کے آدمیوں کو سال میں چالیس دن اور لفٹنٹوں کو ۵۰ دن مشق و قواعد کیلئے جمع ہونا چاہئے۔ مگر اس ضابطہ پر کبھی پورا پورا عملدرآمد نہیں ہوا +

چند برسوں سے فوج کی عملی تربیت قواعد میں زیادہ غفلت کیجاتی ہے۔ اس کی وجہ کچھ تو قلت تعداد ہے اور کچھ

[1] شاسپو ایک فرانسیسی موجد کا نام ہے جس نے اس رائفل کو ایجاد کیا تھا۔ یہ ایک قسم کی بریچ لوڈنگ (کارتوس) سنٹر فائر رائفل ہے۔ مترجم + A. A. Chasepot

یہ کہ فوج سے سرحد پر خدمات پولیس قزاقی کی بیخکنی اور ہمچون قسم متفرق لا تواع کام لئے جاتے ہیں جنکی وجہ سے اسے قواعد وغیرہ کیلئے فرصت نہیں ملتی۔ افسروں کو پہلے ہی سپاہ کی تربیت کے کام سے چنداں دلچسپی تھی اور جو تھوڑی بہت تھی اسمیں بھی ملک کے پولٹیکل واقعات بالخصوص ممبروں کے انتخاب کی کارروائیوں وزراء توں کے تغیرات اور نیز مالی پولٹیکل مشکلات کیوجہ سے جو ہمیشہ ملک کو گھیرے رہتی ہیں کمی ہو گئی ہے نوعمر اور ناتجربہ کار سپاہ اگرچہ انمیں عملی مہارت اور ضروری جوش و امنگ مفقود ہو اور نہ انپر اعلیٰ افسروں کی طرف سے واجب نگرانی ہوتی ہو قلت زر کیوجہ سے ہمیشہ جنگ کو فوج پیدل کی مرتبی مشق بالکل بند کردینی پڑتی اور توپخانہ کی مشق میں انتہائی درجہ تک تخفیف کر دی گئی۔ الغرض جہانتک سپاہ کی جنگی نشوونما کا تعلق ہے گذشتہ چند برس تقریباً بالکل ضائع جانے دیئے گئے۔

یونانی فوج میں منجملہ دیگر ایک یہ امر بھی نہایت مضرت رسان ہیں کہ اسکے افسر پولٹیکل معاملات[الف] میں حصہ لیتے رہے ہیں بطور مثال یہی بتا دینا کفایت کریگا کہ ۱۸۹۵ء میں ۱۰۴ فوجی افسر پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدوار ہوئے اور انمیں سے تین منتخب ہوئے اگرچہ پولٹیکل معاملات میں یونانی افسروں کے اسطرح سے دخیل ہونیکو اسی مقیاس معیار کے مطابق نہیں دیکھا جا سکتا جو مغربی یورپ میں برتا جاتا ہے کیونکہ بلقانی ریاستوں میں ایسی نئی قایم شدہ حکومتوں اور آئینوں میں فوج کا پولٹیکل معاملات سے دلچسپی اور ہمدردی کہنا گریز ہے تاہم اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں کہیں ایسی حالت ہو وہاں کی افواج کے انتظام و ترقی کیلئے وہ نہایت مضر و مہلک ہو گی۔

ٹرکی میں دو برس مسلسل فساد ہوتے رہنے سے جنسے ٹرکی طرز حکومت کے کئی اہم نقص ہویدا ہو گئے تھے یونان میں توقع پیدا ہو گئی تھی کہ ٹرکی کی بربادی اور اسکے عناصر کی پراگندگی کا وقت قریب پہنچگیا ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ یقین بھی زیادہ مضبوطی پکڑ گیا تھا کہ یونان کی فوجی سسٹم کی موجودہ حالت ایسی نہیں کہ اسکے بل پر یونان ٹرکی کے ورثہ میں حصہ لینے کیلئے اپنے دعاوی کو تقویت پہنچا سکے اور بشرط ضرورت انکی بزور شمشیر حفاظت و تائید کر سکے۔

کریٹ کی بغاوت سے یونانیوں کو طبعاً ہمدردی تھی۔ انہی کی تحریک و اغوا سے مغربی مقدونیہ میں بھی عام سازشیں[ب] پیدا ہو گئیں اور ان سازشوں اور بغاوت کی بدولت کل یونان میں ہر جگہ عام پر جوشی پھیل گئی اور لوگوں کے خیالات مشتعل ہو گئے اس پر جوشی کا نتیجہ

[ب] یہ سازشیں اور تحریکیں گو ناتیونکی ہزیمت یابی سے گو کچھ عرصہ کیلئے دبگئی تہیں مگر کریٹ کو ایکطرحکی کامل خود مختاری اور یونانی شہزادہ جارج کو ردیسی ملجانے سے سن رواں کے شروع میں وہ پھر تازہ ہو گئیں اور موسم بہار یعنی اپریل سنہ ۱۸۹۹ء میں علم فساد ہو جانیکا عام یقین ہو گیا ان اسباب کے علاوہ ٹرکی اخبارات اور مدبرین کی رائے میں انگلستان کا بھی اس تجدید شورش میں بہت کچھ دخل ہے (دیکھو ٹایمز آف لنڈن ۳ نومبر ۱۸۹۹ء) مگر خداوند کریم کا شکر ہے کہ سلطان المعظم کی بروقت کی مستعدی اور مشہور آفاق تدبیر سے اسکا بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے اور مقدونی عیسائیوں کو بھی خوش قسمتی سے یہ ہوش آگیا ہے کہ اگر وہ کسی مفسدانہ فعل کے مرتکب ہوئے تو وہ وہی خمیازہ اٹھائینگے جو ارمنوں کو اٹھانا پڑا تھا ناظرین کو اس سازش کے کسیقدر مفصل حالات ذیل کے مندرجہ ذیل دو تازہ مضامین سے معلوم ہو جائینگے۔

متوطان یورپ انگلستان کی قابل تعریف اور بےنظیر کامیابی پر انگریزی قوم جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے جسقدر فخر و مباہات کرے کم ہے مگر انگریزی پالیسی علانیہ اظہار کو با وجود باقی کل غرضمندانہ اور تعلقدار طاقتوں کا بالکل خاموش رہنا اور انگلستان کی اس چیرہ دستی کی مزاحمت یا مخالفت

(بقیہ صفحہ ۱۰۷)

[الف] اسکے انسداد کیلئے ۱۸۹۹ء کے اخیر میں مسودہ قانون تیار کیا گیا ہے جسے غالباً یونانی پارلیمنٹ منظور کریگا۔

یہ ہوا کہ اخبارات نے بالخصوص فوجی افسروں کی تحریک و ترغیب سے کامل فوجی اصلاح کی اشد ضرورت پر بحث مباحثہ شروع کردیا۔ یہ بحث آخرکار سرکاری جلسوں میں پہنچی اور عام طور پر یہ بیان کیا گیا کہ شاہ یونان کو اسکی ۱۸۹۷ء کی سیاہ کاریوں اور ان کا نفرسوں سے

بافضابطہ سرکاری طور پر کرنا تو درکنار انگلستان کے سخت رقیب بلکہ معاند ملکوں کے اخبارات کا بھی مدبر یہی حال ہے کہ کوئی ایسا ظاہر نہ کرنا اور رقیب مصر کا جسنے سوڈانی بلوہ کی فرد ختنہ کیوقت متواتر تقاضوں کے باوجود لارڈ کرومر اور انگریزی گورنمنٹ کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا تھا۔ صرف ایکبار کے کہنے پر کل سوڈان کی حکومت علی طور پر انگلستان کے حوالے کر دینا یہ سب باتیں دیکھکر خواہ مخواہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں انگلستان کے مخالفین آپس میں متحد و متفق ہو کر اسطرح سے اسکی عنان ڈھیلی چھوڑ دینے سے اسے کسی ام تدویر میں پھنسانے کی کوشش تو نہیں کررہے انگلستان کے کئی مدبر بھی یورپ کی اس عام خاموشی سے متعجب ہیں لیکن انکو بھی شاید اس کمال شاندار فوجی فتح و نصرت اور حیرت انگیز ڈپلومیٹک کامیابی کی بے اندازہ خوشی نے ابھی تک یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ دیگر اقوام کی خاموشی یہ معنی تو نہیں رکھتی کہ اس بلند اقبال قوم سے اب لفاظی بحث فضول ہے عملی طور پر آگے نیچا دکھانے کی کوشش کیجائے۔ فرانس والوں کی یہ خاصیت سب کو معلوم ہے کہ انکی پُرجوشی ہمیشہ وجد کے جوش کو مشابہ ہوتی ہے اور فوراً ایک دقیقہ میں سرد پڑ جاتی ہے مگر جب وہ کسی معاملہ پر بظاہر کوئی گرمجوشی نہ دکھائیں بلکہ سوچ و فکر میں پڑ جائیں تو ہوشیار رہنا واجب ہے انکی یہ خاموشی عملی کارروائی کا پیش خیمہ ہوتی ہے انکو انگلستان کی اس کامیابی سے جیسا کچھ روحانی و اخلاقی و جسمانی صدمہ پہنچا ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ صدیوں کی عداوت اور عوض کشی کا خیال چھوڑ کر وہ انگلستان کے برخلاف جرمنی تک سے اتحاد کر لینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جرمنی کیساتھ انگلستان کا بیشک سمجھوتہ ہو گیا ہے مگر جیسا کہ اور کسی جگہ لکھا جا چکا ہے جرمنی سے کبھی امداد کی توقع نہیں ہوسکتی بلکہ اسکے برعکس اسکی رقابت اور روز افزوں امنگیں ہمارے لیے فرانس کی مخالفت سے کچھ کم خطرناک ثابت نہیں ہونگی اسکی پالیسی کی تہ کو پہنچنا بہت مشکل ہے مگر اعلان امن کے باوجود اسکا سرتوڑ جنگی بحری تیاریوں میں منہمک ہونا بتا رہا ہے کہ اسے امن کے زیادہ عرصہ تک قائم رہنے کا یقین نہیں بلکہ بعض مغربی اخبارات کی خیال میں کریٹ۔ سرحد ہندوستان اور مشرق الاقصیٰ میں انگلستان اور روس کی رقابت یہانتک بڑھ گئی ہے کہ انمیں سے کسی ایک کی بدولت اگر عنقریب یورپ میں بھی یہ بگاڑ ہو جائے تو کسی کو تعجب نہیں ہوگا۔ فلپائن کے باشندوں اور امریکن افواج میں باقاعدہ لڑائی چھڑ جانے کی کیفیت ناظرین کو تار کے کالموں سے معلوم ہو جائیگی۔ مشرق الاقصیٰ میں اس ایک نئی طاقت کے دخل کے علاوہ اب ایک اور طاقت بھی جسنے امریکہ کیطرح پہلے کبھی اپنے براعظم سے باہر کے معاملات میں دخل نہ دیا تھا۔ اس دنگل میں اُتر آئی۔ یہ طاقت آسٹریا ہے جسنے اب پہلی مرتبہ ایک جنگی جہاز بحیرہ چین میں بھیجدیا ہے۔

مشرق الاقصیٰ کی اس پیچ در پیچ الجھاؤ کے ساتھ ہی اس ہفتہ کی تازہ ترین ولایتی ڈاک یورپ کے سرچشمہ فسادات کے پھر جوش زن ہونے کی وحشتناک خبریں سنارہی ہے یہ سرچشمہ وہی جزیرہ نمائے بلقان ہے جسے یورپ کی منصف مزاج مسیحی طاقتوں نے ذاتی اغراض کی تکمیل اور ایک اسلامی طاقت کی تخریب کیلئے صدیوں سے اپنی شاطرانہ چالوں کا جولانگاہ بنا رکھا ہے۔ اس جدید تحریک کا باعث بھی بدستور سابق وہ ہی یورپ کی وہ متعصبانہ اور ناجائز کارروائیاں ہیں جو ٹرکی کی اسلامی طاقت کے ساتھ کیجارہی ہیں یونان کے عیسائیوں کی طرفداری اور حمایت سے سرویہ وغیرہ کو اس بے بوسینا و بلگیریا کے عیسائیوں کو انکے دیکھا دیکھی کریٹ اور آرمینیا کے عیسائیوں کو آزادی کی خواہش پیدا ہو گئی ہے

ملے کیا تنازعہ [illegible] ۱۸۹۹ء سے [illegible]

جو اُس نے موجودہ فرمانروایان دول عظام کے سربرآوردہ مدبروں سے کہیں ۔ یہ بخوبی یقین ہو گیا ہے ۔ کہ ترکی سلطنت کا انجام فی الحقیقت قریب پہنچ رہا ہے ۔ اور اُسی یقین کی وجہ سے اُس نے فوج کی اصلاح کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ۔

بقیہ صفحہ ۱۰۰ ۔ اور آزادی حاصل ہونے پر اس جزیرہ نما کی ہر ایک مسیحی قوم کو اقتصاب سے ایسا ہی کہ اُس عملی یورپین حیلہ جوئی کی آڑ میں جسے دوازدہ مداخلت کہا جاتا ہے کسی ایک قوم کو ترکی سے کچھ مزید علاقہ ملنے کی صورت میں اپنے لئے بھی مزید علاقہ کے مطالبہ کا حوصلہ ہو گیا ۔ حق مطالبوں میں انصاف پسند یورپین طاقتوں کی طفیل بسا اوقات کامیاب ہو جاتے رہنے سے اب وہ ہمیشہ ایسا ہی مطالبہ کرتے رہنے کی اپنے آپ کو مستحق سمجھنے لگ گئی ہیں ۔ ۱۸۷۸ء میں سرویا وغیرہ کو مزید علاقہ اور بلگیریا کو آزادی ملنے کے معاوضہ میں سکیس و بے زبان ترکی سے دو تین برس بعد یونان کو جبراً تھسلی دلوائی گئی ۔ ۱۸۸۵ء میں جب بلگیریا نے مشرقی رومیلیا پر قبضہ کر لیا تو سرویا اور یونان کو پھر معاوضہ طلبی کا خبط پیدا ہو گیا جس نے سرویا کو تو ایسا مغلوب کر دیا کہ اُس نے بلاوجہ بلگیریا پر حملہ ہی کر دیا ۔ اور منہ کی کھا کر پیچھے ہٹا دیا گیا ۔ مگر یونان دو چار دھمکیاں دکھانے کے بعد ہی دیگر دول کے دباؤ سے جو مشرقی مسئلہ کو چھیڑنے کے لئے ابھی تیار نہ تھیں ہوش میں آ گیا ۔ اور معاملہ رفت گذشت ہو گیا لیکن یونان کے شکست کھانے کے باوجود سال گذشتہ میں کریٹ کو آزادی ملجانے سے جو اکثر یورپین مدبرین کی رائے میں اُس کے یونان کے ساتھ ملحق ہو جانے کا پیش خیمہ ہے ۔ جزیرہ نمائے بلقان کی دیگر اقوام بالخصوص بلگیریا کو پھر گدگدی شروع ہو گئی ہے ۔ اور وہ مقدونیہ کے بلغاریوں کو اکسا کر فساد برپا کر دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں تاکہ اس بہانہ سے مقدونیہ بلگیریا کے ساتھ شامل ہو جائے ۔ اس ملک کی مزید قطع برید سے یونان اور بلگیریا کا موازنۂ طاقت جس میں بلغاریوں کے بیان کے مطابق کریٹ کی آزادی سے خلل پڑ گیا ہے پھر یکساں ہو جائے لیکن جیسا کہ کسی پچھلے ہفتہ لکھا جا چکا ہے ارمنوں کے سوا ان بالکل کی طرح بلغاریوں کی یہ ہوس خام کبھی پوری نہیں ہو گی تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ جیسا کہ عام خیال ہے یہ فساد برپا ہو گیا ۔ تو نہ صرف ترکی کیلئے مزید مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ترکی حکومت یورپین طاقتوں کی باہم جنگ جدال سے فائدہ اٹھانے کی جو توقع رکھی بیٹھی ہے وہ بہت کچھ مشکوک ہو جائیگی ۔ بلکہ اغلب قیاس ہے کہ وہ اس دفعہ یورپین میگزین کو چنگاری کا بھی ضرور کام دے جائیگا ۔ اس معاملہ پر خود کچھ اور لکھنے کی بجائے ایک انگریزی اخبار کی تحریر کا خلاصہ درج کر دینا زیادہ مناسب ہے ۔ اور اس سے پہلے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فقط یورپین سرحدوں پر ہی فوجی جمعیت کو مضبوط اور قلعوں کو مستحکم نہیں کر رہی بلکہ ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ یمن کے کمانڈر نے انطفائے فساد کیلئے مزید ۹۶ ہزار فوج تاکیدی اور ضروری تاکید کیساتھ طلب کی ہے ۔ فوج کی طلبی کی صداقت میں ہمیں کوئی شبہ نہیں ۔ مگر جو غرض ظاہر کی جاتی ہے وہ کبھی باور نہیں کی جا سکتی یمن میں کامل امن قائم اور تمام فتنہ و فساد فرو ہو چکے ہیں ۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہ فوج کسی اور ہی غرض کیلئے منگوائی جا رہی ہے ۔

پائنیکا ایک نامہ نگار جنوری ۱۸۹۹ء کو لکھتا ہے کہ گو سر دست دنیا کا پولیٹکل مطلع پہلے کی نسبت کسی قدر صاف ہے ۔ مگر پیشگوئی کا خیال بدستور غالب ہے اور تقریباً ہر کس و ناکس کو یہ یقین ہو رہا ہے کہ عالمگیر جنگ ۔ بالکل قریب پہنچ گئی ہے ۔ دنیا کا مرکز قسطنطنیہ جو غربی یورپ کے دار الخلافوں کی نسبت عمدہ طور پر واقعات آئندہ کا پتہ معلوم ہوتا ہے اسیطرح یہ مسئلہ امر ہے کہ خارجی معاملات پر کسی شخص کی رائے جو پیسک کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کی رائے کے برابر چیدہ و برجستہ نہیں ہوتی یہی قابل شخص واقعات آئندہ کی نتیجہ نگاری کی نسبت نہایت مایوسی ظاہر

اگر فوجی افسر کسی میدان اور پُرجوشی نے کسی اطمینان بخش انتظام کو عمل میں لانے کی کر دیا ہوتا۔ تو ظن غالب ہے کہ اُن سخت خیالی مشکلات کی موجودگی میں جو اُس وقت حادث ہو رہی تھیں۔ بمشکل ایسا عزم کیا جاتا۔ اِسی مجبوری کی وجہ سے وزیر اعظم ڈیلیا نیس

(بقیہ صفحہ ۱۰۸) ناز اُس سے تنفر ہو کر رہا ہے۔ وہ صاف کہتا ہے کہ میں پیغمبرانہ پیشینگوئی کرنے والا نہیں۔ لیکن حالات موجودالوقت کو دیکھ کر مجھے مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے انجام سے پہلے ایک عالمگیر جنگ ہوگی۔ وہ یہ باور کرنے کے لئے کافی وجوہات رکھتے ہیں کہ وہ انجام قریب پہنچ گیا ہے اور کہ وہ عالمگیر جنگ جو دنیا پر ایسی تباہیاں برپا کریگی۔ کہ کبھی پہلے دیکھی یا سُنی نہیں گئیں اب زیادہ دور نہیں ہر ایک اُس کیلئے تیار ہے اور تمام دنیا یکساں اُس کی مصایب میں مبتلا ہوگی۔ یورپ میں عالمگیر جنگ بپا ہونے کے مرادف ہوگا کہ ہر ایک براعظم اور ہر ایک سمندر میں لڑائی برپا ہو جائیگی۔ اِس عالمگیر جنگ سے ایشیا اور افریقہ اور جزائر کے مسلمان و بت پرست اپنے فاتحوں کے خلاف کھڑے ہو جانے اور پھر سابقہ وتیرے اختیار کرنیکا ارادہ اُٹھائینگے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ یورپ نے کل دنیا کو صرف اپنی ہی تباہی کیلئے اور نیز کل روئے زمین پر بربادی اور مصیبت پھیلانے کیلئے فتح کیا ہوگا۔ ابھی تک ترکی اور ایران اور دیگر کئی موقعوں پر اسلامی طاقت معدوم ہو اور محض اسلئے موجود ہے۔ کہ یورپین طاقتوں نے اپنے اپنے ذاتی اغراض کیلئے اُس کو موجود رہنے دینا پسند کیا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ طاقت ابھی زبردست قوت ہے اور جب یورپین عالمگیر جنگ کی طفیل وہ ایکدفعہ دول یورپ کے دباؤ سے آزاد ہو گئی تو کل ایشیا اور افریقہ پر خون کا دریا بہا دیگی۔ آخر میں یہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ انجیل و توریت کی پیشینگوئیوں کی درست تاویل خواہ کچھ ہو یورپین جنگ عالمگیر سے دنیا پر جو تباہیاں وارد ہونگی۔ اُن کی درست مناسب توضیح آسمانی کتاب سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور کسی کتاب میں اُن کا پورا پورا نقشہ نہیں دکھایا گیا۔ اور کسی ایسے نتیجہ کا متوقع رہنا جو عین فطرت اللہ کے مطابق ہے غلطی پر مبنی نہیں ہوگا۔

ٹائمز کے نامہ نگار کی رائے کا خلاصہ ملک پائنیر کا نامہ نگار لکھتا ہے معلوم یقین ہے کہ اِس عالمگیر جنگ کا شعلہ پہلے جزیرہ نمائے بلقان سے اُٹھیگا تقریباً ایک نسل سے ہم ہر سال مقدونیہ میں آتش فساد کے مشتعل ہو جانیکی متوقع چلے آ رہے ہیں۔ جو پہلے متصلہ ممالک اور پھر کل یورپ میں پھیل جائیگی۔ اِس فساد کے برپا ہونیکا وقت بظاہر حال بالکل قریب پہنچ گیا ہے۔ وائنا میں انگریزی اخبارات کے جسقدر نامہ نگار ہیں۔ وہ تقریباً سب کے سب ہمیں آنیوالی خطرہ کیلئے تیار رہنے کے واسطے متنبہ کر رہے ہیں۔ ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ امسال موسم بہار میں جزیرہ نما بلقان میں ضرور فساد برپا ہو جائیگا جسکی بہت سی خبریں مل رہی تھیں۔ روس اور آسٹریا کی متواتر اور بے ریا دھمکیوں اور تنبیہوں کے باوجود مقدونیہ کے شورہ پشت مفسد دیگر مربیوں کی امداد و تحریک سے اپنی تیاریوں میں سرگرمی کے ساتھ معروف ہیں آسٹریا چاہتی ہے کہ حالت موجودہ قایم رہے۔ اور روس امن کا خواہاں ہے یعنی دونوں کا مدعا ایک ہی ہے اسلئے وہ دونوں اپنی طرف سے پوری کوشش کرینگے کہ امن یا حالت موجودہ میں خلل نہ پڑے۔ اگر ان دونوں سلطنتوں میں اب بھی وہی دلی ارتباط ہوتا جو اب سے دو برس پہلے تھا۔ تو یہ ارتباط ضرور امن قایم رکھ سکتا۔ مگر افسوس ان دونوں میں اب وہ یکجہتی نہیں رہی۔ وہ ایک دوسرے کو آپس میں کئی شکایتیں ہیں۔ اِدھر مسئلہ کریٹ کے تصفیہ سے بلقانی ریاستوں کی حرص و طمع بہت تیز ہو گئی ہے اُن کو خیال ہے کہ پرنس جارج کی گورنری جزیرہ کریٹ کے یونان سے ملحق ہونے کا پیش خیمہ ہے یعنی باوجودیکہ دول یورپ نے لڑائی سے پہلے فریقین کو بڑے زور سے مطلع کر دیا تھا کہ کسی فریق کو فتح سے نا...

نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ وہ فوجی اصلاح کا حامی ہے اور اُسنے بادشاہ کو یاد دلایا کہ انہوں نے ایڈریس میں جو پارلیمنٹ کے افتتاح کی موقع پر دیا گیا تھا غیر معمولی اخراجات اور اس امکان کیطرف اشارہ کر چکا ہے کہ شاید بجٹ میں خرچ آمدنی سے زیادہ پایا جائیگا۔ دینے والا ہمارا ضرور ...

نہیں اٹھانے دیا جائیگا۔ یونان کو جو کچھ وہ چاہتا تھا مل گیا۔ اور اُدھر اُسے شکست فاش سے کوئی دیرپا نقصان نہ پہنچا۔ چنانچہ اب بلگیریا کیطرف سے اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ اگرچہ بلغاری گورنمنٹ بڑے زور سے بیان کرتی ہے کہ وہ مفسدان مقدونیہ کی کمیٹی کو کوئی ترغیب نہیں دے رہی۔ لیکن مشرقی پالٹیکس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس مقدونوی تحریک کا صدر مقام ریاست مذکور میں ہی ہے اور کہ شہزادہ فرڈیننڈ اور اسکی گورنمنٹ اس تحریک کے روکنے سے عاجز ہیں۔ بلگیریا کی سازش کا اس سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ روسی گورنمنٹ نے شہزادہ کو تہدید کی ہے کہ اگر اس نے مقدونیہ کی کسی بغاوت میں مدد دی تو روس اسکی کبھی مدد نہیں کریگا مگر کریٹ کے معاملہ میں ایسی تنبیہ کی کچھ وقعت نہیں ہو سکتی۔ مزید برآں بلگیریا میں ملک سے باہر بھی عام خیال ہے کہ بلغاری فوج مقابلہ میں ترکی افواج سے بہتر ثابت ہوگی اور غالباً اسی توقع پر بغاوت بلگیریا کی سازش کیوجہ سے ترکی گورنمنٹ بمقدار کثیر سامان جنگی خرید رہی ہے لیکن اگر یہ بغاوت برپا ہوگئی اور یونان کیطرح اسمیں بھی ناکامیابی ہوئی تو یہ یقینی امر ہے کہ یورپین ہمسایہ مغلوب فریق کی طرفداری نہیں کریگا بلکہ ہمسایہ سلطنتیں بھی دخل نہیں دینگی کیونکہ ایک تو ریپبلک فرانس عنقریب بلقان کے جلد جلنے والی آگ کو زیادہ بھڑکانا نہیں چاہتی دوسرے مصلحت کے اقتضا سے کوئی سلطنت بھی مشغول کارزار نہیں ہونا چاہتی۔ دوسرا آسٹریا اور ٹرکی کے تعلقات ہمیشہ خوشگوار اور اسکے برعکس بلقانی ریاستیں آسٹریا کی بدخواہ رہی ہیں اگر دول یورپ میں اتحاد قایم ہو تو شاید ان بغاوتوں کا سد باب ہو سکے مگر اندیشہ ہے کہ ان اتحاد کی حقیقت معلوم ہوچکی ہے بلکہ یہ عام خیال پھیل رہا ہے کہ کریٹ کا انتظام کرنیوالی چار طاقتوں میں بھی یکجہتی موجود نہیں بلکہ اسکے برعکس ان چار اور بالخصوص انمیں سے دو میں سخت بے اعتباری ایک دوسرے کی نسبت پھیلی ہوئی ہے اسکے ساتھ ہی یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ بقول سول ملٹری گزٹ بڑے دن کے بعد پنجاب کے ان اضلاع سے جہاں اونٹ پیدا ہوتے ہیں ابتک ہزاروں اونٹ بسرعت تمام خرید کئے جا چکے ہیں اور افسران ٹرانسپورٹ اب تک اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہیں اس وسیع خریداری پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں (دکیل ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء)

مقدونیہ کی مفسد پارٹی کی نسبت ٹائمز راوی ہے کہ اسنے موسم بہار میں سوئٹزرلینڈ کے مقام جنیوا میں ایک کانگرس منعقد کرنیکی دعوت دی ہے اور ممبروں کو بھیجی ہے اس انجمن کا ہیڈکوارٹر جیسا کہ کسی دوسری جگہ لکھا گیا ہے صوفیا میں ہے تازہ ترین ولایتی اخبارات کی تحریروں سے مترشح ہوتا ہے کہ دول یورپ میں سے کسی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ و رواج کیلئے ٹرکی پر زور ڈالا جائے جسکے جواب میں ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وائنا کی روایت کے مطابق روس نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اور لکھا ہے کہ مقدونیہ کے مسئلہ کے تصفیہ کیلئے سب سے مناسب یہی تدبیر ہے کہ بابعالی کو ایک یورپین کمیشن کی نگرانی میں وہاں اصلاحات ضروریہ کے رواج کیلئے کہا جائے۔ اس نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلگیریا و دیگر بلقانی ریاستیں اسکو تیرہ سے سخت ناراض ہی ہیں اور ان سب کا دول یورپ کے موثر طریق سے مداخلت کرنے پر مجبور کرتے کیلئے پہلے خود فوجی مداخلت کرنیکا مصمم ارادہ ہے اسکے برعکس یہی اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ روس نے دول کو اطلاع دی ہے کہ وہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے بابعالی سے درخواست کئے جانیکو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ایسا کرنے سے مقدونوی مفسدوں کا حوصلہ بڑھ جائیگا اور خواہ مخواہ فساد برپا ہو جائیگے۔

یہی اخبار مقدونوی سازش کے متعلق متذکرہ صدر حالات لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ شمالی البانیہ کے صوبہ کوسووا کے والی نے (بقیہ)

کے لئے روپیہ بہم پہنچا لیا گیا تھا لیکن بادشاہ نے صرف اسی اظہار پر کفایت نہ کی بلکہ اوس نے خواہش ظاہر کی کہ کل قوم کو ان نئے ارادوں اور تجویزوں سے مطلع کیا جائے ڈیلیانیس نے تھوڑی سی رد و کد کے بعد اس سے بھی اتفاق رائے کر لیا۔ اور ۲۸ دسمبر ۱۸۹۱ء کو بادشاہ کے احکام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں وزیر اعظم کو مطلع کیا گیا :-

بنام وزیر اعظم

جناب من

گذشتہ موسم بہار میں جو عام تمرینات اور قواعدیں کرائی گئیں تھیں انسے انکو پہلے سے بڑی پیمانہ پر دوہرانیکی ضرورت واضح ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ یونانی فوجکی ترتیب و انتظام کا واحد و یکہ مقصد مدعا صرف یہ ہو کہ اسکی تکمیل کیجائے اور اسے اپنے منصب کے قابل شایان بنایا جائے۔ لہذا میں ایک مستقل کیمپ کا قایم کیا جانا نہایت ضروری تصور کرتا ہوں تاکہ فوج اس کیمپ میں ان تمام ضمنات سے سبکدوش اور یکسو ہو کر جو اسے شہروں میں پیش آتی ہیں اپنا کل وقت اپنی فوجی علم کے حصول۔ بڑی بڑی تمرینوں اور قواعدوں کے کرنے اور ضروری عملی تربیت اور نشو و نما کی تکمیل پر صرف کر سکے اور ان مقاصد کے حصول کے سوا اسے کوئی اور شغل نہو اس حصول کیلئے میں دس لیکر بارہ ہزار تک آدمیوں کی نبرد آزما جمعیت فراہم اور فوج سواران کی کمیونکو پورا کرنے کیلئے ردیف فوجکا کارکن فوج کیساتھ کام دینے کے واسطے طلب کیا جانا اشد ضروری سمجھتا ہوں۔ ان مقاصد کو مدنظر رکھکر میں اعلیٰ افسروں کی ایک کمیشن کا مقرر کیا جانا مناسب تصور کرتا ہوں یہ کمیشن فیصلہ کریگی کہ ہماری فوج کیلئے کونسی رائفل سب سے بہتر اور مفید ہوگی۔ پھر اس فیصلہ کے مطابق گورنمنٹ پسند شدہ رائفل کی خریداری شروع کریگی مجھے پختہ یقین ہو کہ یہ مقاصد ان مدابیر اور ان تدابیر سے منتج شدہ فیصلوں سے بخوبی حاصل ہو جائینگے کئی برسوں سے یونانی فوج کئی ایسے کاموں میں مشغول رہی ہے جو فی الحقیقت اسکے منصبی کام کے دایرہ سے خارج ہیں۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہماری فوج ان خارجی کاموں سے کنارہ کش ہو کر جہانتک ملک کے مالی وسایل دستگیری کر سکیں اپنے اصل فرض اور حقیقی کام یعنی اپنی طاقت و قوت کی فزونی اور غیر منقطع عملی تربیت و مشق کیطرف متوجہ ہو جائے مستقل کیمپ کا قیام جو کام میں اپنی گورنمنٹ کو سپرد کرتا ہوں میری اس دلی خواہش و تمنا کے پورا ہونیکا جو میں اپنے ملک کی فوجی طاقت کے استحکام و بہتری کے متعلق رکھتا ہوں مبارک بنیادی ستون ہوگا۔

سرپرآوردہ البانوی روسا کو بلا کر ان سے درخواست کی تھی کہ وہ البانوی آبادی سے ہتھیار رکھوانے میں مدد دیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایسا کئے جانیکے مخالف ہیں اور اس امر کی کوئی وجہ اور ضرورت نہیں دیکھتے کہ کیوں البانویوں سے ہتھیار لے لئے جائیں انکا جواب قسطنطنیہ بھیجدیا گیا ہے۔ البانویوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ ہر دو جلد میں درج ہیں۔ یہ دونو کتابیں دفتر اخبار وطن لاہور سے مل سکتی ہیں۔

صوفیہ کی مقدونوی مفسدوں کی کمیٹی نے موسم بہار میں مقدونیہ میں فساد کرانے کیلئے جو خطوط جابجا بھیجے تھے انکا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تازہ ترین ولایتی اخبارات مظہر ہیں کہ کریٹ پر پرنس جارج کی تقرری سے سلطان المعظم روس سے بہت بگڑ گئے تھے حالات دیکھکر روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اپنی گورنمنٹ کو متواتر اسکی تلافی کیلئے لکھنا شروع کیا چنانچہ روس نے سلطان کو پھر اپنے موافق بنانے کے لئے مقدونوی مفسدوں کی تحریک سے

شاہ صاحب کے اس فرمان سے تمام ملک میں بیحد شکر گزاری اور جوش پیدا ہوگیا جس دن یہ شایع ہوا اسپیلن دارالخلافہ کے سب منتخب اخبار نگرو پولیس نے اسپرسپل بحرک گیا یونانی سمجھ بیٹھے تھے کہ ان کا کوئی بادشاہ نہیں رہ گیا۔ مگر انہیں اُن کا بادشاہ

نااُمید اٹھایا۔ اثنے میں لفٹو بلگیریا کی گورنمنٹ اور نیز شہزادہ فرڈیننڈ نے کو اچھی طرح سے سمجھا دیا کہ اگر مقدونیہ میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی گئی۔ یا گورنمنٹ مذکور نے عملی امداد دی یا خود خاموش رہ کر در پردہ ایما سے ایسا فساد ہوجانے دیا تو اُس کے حق میں اچھا نہ ہوگا اسی مضمون کی تنبیہ بعد میں آسٹریا اور جرمنی نے کر دی۔ مگر ان دھمکیوں کے باوجود بھی بلگیریا کی گورنمنٹ کی راست سے سیٹھک جانیکا اندیشہ تھا لیکن ترکی گورنمنٹ کی مستعدی دیکھکر جس نے ہزار سے زیادہ چیدہ سپاہ خاص مقدونیہ میں بھیجنے کے علاوہ بلگیریا اور سرویا کی سرحدوں پر زبردست فوج جمع کر دی ہے نہ صرف بلگیریا بلکہ سرویا کو بھی ہوش آگیا ہے۔ بلکہ دوسری طرف مقدونیہ کے عیسائیوں نے بھی آرمینیوں کے فساد سے عبرت پکڑ کر اجنبی مفسدوں اشتعالک انگیزوں کو جو انہیں اکسانے کے لئے کل صوبہ میں بکھرے ہوئے تھے۔ اپنے اپنے دیہات سے نکال دیا ہے۔ اور اُن کو متنبہ کر دیا ہے کہ اگر وہ پھر واپس آئے تو اُن کو حکام کے سپرد کر دیا جائیگا اسیطرح شمالی اضلاع کی عیسائیوں نے اجنبی مفسدوں کے مطبوعہ اشتہارات مقامی حکام کے سپرد کر دئے ہیں۔ یہی کاروائی دیگر اضلاع کے باشندوں نے بھی کی ہے۔ اور اس سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ موسم بہار میں مقدونیہ میں شورش ہونیکا اب بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے اور گو صوفیہ کی مفسد کمیٹی بہت کچھ کوشش کر رہی ہے۔ مگر اُس کو اِس مدعا میں کوئی کامیابی نہ ہوگی۔ بلگیریا رومانیا اور سرویا میں مقدونوی جس سرگرمی کیساتھ فیاضانہ مشاغل میں مصروف ہیں وہ اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ بلگیریا کے مقدونوی ۰ ہزار پونڈ۔ رومانیا کے مقدونوی ہم ہزار پونڈ اور سرویا کے مقدونوی ۰ ہزار پونڈ اپنے ابنائے وطن کو اکسانے کیلئے ہر سال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ مگر باب عالی کی مستعدی اور مدتذکرہ صدر ہر سہ دول یورپ کی یہ دھمکی کام کر گئی ہے۔ کہ اگر بلگیریا اور سرویا کو شکست ملی تو ان سے فتح ترکوں کو مفتوحہ علاقہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت دیجائیگی۔ وہ یونان اور کریٹ کے معاملہ سے نہ بھولے رہیں۔ بلگیریا میں مقدونوی قوم کے باشندوں کو اگرچہ انکی تعداد صرف ایک لاکھ ہے اس قدر غلبہ حاصل ہے۔ کہ بلگیرین فوج میں ۷۵ فیصدی مقدونوی افسر ہیں۔ اور وہ بھی ان بلقانی ریاستوں کی ذاتی طمع وحرص کے علاوہ اپنی قوم کو ترکوں سے آزاد کرانے کیلئے اِن ریاستوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ مگر خاص مقدونیہ کے باشندوں کی دور اندیشی اور عقلمندی یہاں کی مفسدانہ کوششوں کو مشکل بار ور ہونے دیگی۔ (وکیل مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۹۹ء)

مقدونیہ کے متعلق اس ہفتہ میں موصول شدہ ولایتی ڈاک میں جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ آپس میں متضاد یعنی۔ ایک دوسری سے مختلف بہت کچھ ہیں۔ ٹایمز کا نامہ نگار ہفتہ ماقبل کی تحریر کی تائید کر کے لکھتا ہے کہ صوبہ مذکور میں بغاوت پھیلنے کا اب بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے ترکی گورنمنٹ نے وہاں کافی سے زیادہ فوج بھیجدی ہوئی ہے اور روس و آسٹریا نے ہمسایہ بلقانی ریاستوں کی اچھی طرح سے گوشمالی کر دی ہے اسکے برعکس پاینیر کا لنڈنی نامہ نگار بہ ہفتہ مختتمہ ۵ فروری کے اکثر آزاد یورپین اخبارات کی آرا کا خلاصہ دیکر لکھتا ہے کہ اس ہفتے پھر تشویش بہت بڑھ گئی ہے کہ دیکھئے موسم بہار میں بلقانیہ کی زمین کیا گل کھلاتی ہے؟ اُس کے بیان کے مطابق صرف مقدونیہ میں ہی فساد و ہنگامہ ہونیکا اندیشہ نہیں بلکہ کل جزیرہ نمائے بلقان میں اس کا مادہ کھول رہا ہے گو زیادہ تر تشویش مقدونیہ ہی کی نسبت ہے ۔

پھر دستیاب ہوگیا ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمام محبان قوم اور شیدایان ملک اس شاہی اپیل کی سچے دل سے تصدیق و تائید کرینگے۔ اور اگر دھڑہ بندی اور فریقانہ رقابت نے اپنے نام مبارک قوم رکھنے سے تمام کھیل نہ بگاڑ دیا تو کامل امید ہے کہ آج کی ذات سے فوج کی خدمات پھر اُس کے

(تتمہ صفحہ سابقہ) اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ اس خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ مقدونیہ آتشگیر مواد سے لبریز ہو رہا ہے جسکے بھڑک اٹھنے کیلئے فقط ایک چنگاری لگنے کی دیر ہے۔ یہ درست ہے کہ مقدونیوں کو اور ایک سال کیلئے خاموش رکھنے کے واسطے غیر معمولی کوششیں کیجا رہی ہیں۔ روس اور آسٹریا اپنے اقتدار کو امن قایم رکھنے کیلئے انتہائی درجہ تک استعمال میں لانے پر عازم ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے بھی ان سلطنتوں کو قیام امن کیلئے بلگیریا اور سرویا پر دباؤ ڈالنے کی تاکید کی ہے چنانچہ روس نے بابعالی کو اطمینان دلا دیا ہے کہ جزیرہ نمائے بلقان میں کوئی شورش نہیں ہوگی۔ اور وہ حتی الامکان بلغاری گورنمنٹ کو ہر قسم کی تحریک کے روکنے کی سخت تاکید کر رہا ہے۔ ادھر اسی غرض کیلئے آسٹریا سرویا کو فہمایش کر رہی ہے۔ یونان بھی سچے دل سے چاہتا ہے کہ کسیطرح یہ سال بخیریت گذر جائے۔ لیکن دوسری طرف جو قومیں اس مدعا کے بخلاف کام کر رہی ہیں کچھ بھی وہ کم طاقت نہیں رکھتیں۔ بقول نامہ نگار مذکور مقدونیوں کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی ہے اور اُن میں ایسے سرباختہ آدمیوں کی کمی نہیں جو دول اجنبیہ کو مداخلت پر مجبور کرنے کیلئے خود چھیڑ خانی پہلے سے شروع کر کے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ کریں۔ اسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلغاری اور سروی گورنمنٹ صورت حال کی اہمیت سے ناواقف نہیں مگر بہت کچھ بابعالی کے طریق عمل پر منحصر ہے۔ اگر مقدونیوں نے بغاوت کا اقدام کیا۔ اور ترکی افواج نے اُسے اُسی سختی سے فرو کیا جو ارمنوں کی بغاوت کے انطفاء میں برتی گئی تھی۔ تو پھر آگ پر تیل پڑ جانے میں کوئی شک نہیں رہیگا۔ اور اُس وقت بلگیریا اور غالباً نیز سرویہ میں کوئی ایسی گورنمنٹ جو مقدونیوں کی حمایت سے خواہ اس حمایت کیلئے ترکی سے علانیہ اعلان جنگ ہی کیوں کرنا پڑے کچھ بھی احتراز کرنا چاہتی ہو آٹھ دن بھی قایم نہیں رہ سکیگی شہزادہ فرڈی نینڈ واقعات آئندہ کی طرف سے سخت فکر میں مبتلا ہے اور خدا سے دعا مانگتا ہے کہ باغیوں کی کسی شتابکاری یا ترکی افواج کی سختی سے کسیطرح نوبت جنگ و جدال تک نہ پہنچے۔ اگر ایسی لڑائی ہوگئی تو اُس سے اُس کو فائدہ تو کچھ نہیں پہنچ سکتا اور سخت نقصان یقینی ہے اگر وہ اپنی کل رعایا کی برہمی کے دوران میں خاموش رہا اور اُن کی سرغنائی کرنے سے کنارہ کش رہا تو غالباً بلگیریا میں انقلابی تحریک شروع ہو جاویگی جس کا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُس کو تاج و تخت سے برطرف کیا جائے۔ اور اگر وہ رعایا کے ساتھ شامل ہو گیا تو روس اُس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیگا۔ مزید برآں شہزادہ مذکور اور اُسکے وزراء کو ایک یہ بھی تردد ہے کہ اگر ایک طرف ترکی اور دوسری طرف سرویا اور بلگیریا میں لڑائی ہو جائے تو ممکن ہے روس بلگیریا کو مدد دینے سے پیشتر ایسی شرایط پیش کرے جو اُسے کبھی گوارا نہ ہو سکتی ہوں۔ نامہ نگار مذکور کی رائے میں روس اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے مقدونیوں کو مزید ترغیب ہو جائیگی مقدونیہ میں عملی اصلاحات کی ترویج کیلئے بابعالی پر زور ڈالنے کے معاملہ میں دوسری طاقتوں کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دینے میں غلطی کی ہے کیونکہ جب مقدونیوں کو یہ معلوم ہوتا کہ دول یورپ اُنکی بہتری کیلئے کوشش کر رہی ہیں تو اُن کو ڈھارس بندھی رہتی۔ اور وہ فساد پر آمادہ نہ ہو سکتے بعکس انہیں اصلاح حال سے مایوس ہو جانے سے ممکن ہے کہ وہ سرباختہ ہو جائیں ؛

اسی اخبار کا نامہ نگار متعینہ اوڈیسہ (واقع جنوبی روس) ایک عجیب داستان سناتا ہے۔ وہ لکھتا ہے پچھلے دنوں ایک پنشن یاب اہلکار روسی صیغہ خارجیہ سے جو مختلف عہدوں پر دس برس جزیرہ نمائے بلقان میں رہ چکا ہے۔ میری گفتگو ہوئی جسمیں اُس نے بڑے وثوق سے بیان کیا کہ روس اور ریاستوں کے تعلقات میں بہت تغیر واقع ہو گیا ہے۔ جنوب مشرقی یورپ کی سلیو اب زار سے بالکل منحرف ہو گئی ہیں۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ

حقیقی فرائض بھی مِلجائینگی۔ اور اسطرح فوج میں انصرام و میدان بھی ترتیب سے مجتمع ہو جائیگی۔ اور پھر آخر کل قومی جدو جہد میں ساری جماعت ہو جائیگی" ۔ مگر
قومی مسرت کے جوش و خروش پر سر آمدہ یورپین اخبارات کی آنکھ سے جنہوں نے اس شاہی پیغام کو نہایت شوق کی نظر سے

کہ اگر پچھلی جنگ روم و یونان میں روس ہمکو جنگی کی علانیہ دھمکی دیکر نہ روک دیتا۔ تو سلیو انسل آبادی متفق و متحد ہو کر ترکوں کو حدود
یورپ سے باہر نکالدیتی۔ ایسی بے نظیر موقعہ سے بھی صرف روس نے فائدہ اٹھایا۔ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ اسوقت بلگیریا، سرویا، مانٹی نیگرو اور
رومانیا نے جو اتفاق رائے کا ربند ہو رہی تھیں برطانوی گورنمنٹ سے اُسکا عندیہ دریافت کیا تھا۔ اور اُس نے اُن کو یقین دلایا تھا کہ اگر یہ کل
ریاستیں ٹرکی کے خلاف یک قلم کھڑی ہو جائیں تو انگلستان بالکل مخالفت نہیں کریگا۔ اور حمایت کے پہلو پہ رہیگا۔ مگر ایسی حمایت ان ریاستوں
کے حق میں دوستانہ ہوگی۔ الغرض اس مجوزہ عام محاربہ کے راستہ میں صرف ایک روس حایل ہے جسکی بدولت اُس کا اقتدار جزیرہ نما سے
بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ اور اُسکی جگہ آسٹریا اور انگلستان نے لیلی ہے۔ شہزادہ مانٹی نیگرو جو بلقانی ریاستوں کا میر مقدم بنا ہوا ہے۔ اور جسے
زار اسکندر ثالث روس کا اعداء الکلفتا دوست کہا کرتا تھا۔ اس جنگ کے وقت سے روس کا سخت مخالف ہو گیا ہے۔ پھر اس بھی
مدبر نے ظاہر کی بنا پر مناسب موقع پہنچ جانے پر جزیرہ نما بلقان کی ریاستیں روسی نصیحت یا روسی امداد کی کچھ پروا کئے اپنی متفقہ کوشش
سے مقدونیہ کے مسئلہ کو بالآخر حل کر سکینگی ۔

ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وانا کے بیان کے مطابق بلقان میں ٹرکی کے ہی خلاف نہیں بلکہ آسٹریا کے خلاف بھی کھچڑی پک رہی ہے۔ وہ لکھتا ہے
کہ مقدونی تحریک کے علاوہ جزیرہ نمائے بلقان میں کہیں اور بھی پانی مرہا ہے تمام علاقہ میں ایک عام جوش پھیلا ہوا ہے جسمیں روس و آسٹریا کی دھمکی
سے کچھ کمی ہونیکی بجائے پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اخبارات کے نامہ نگاروں کی مراسلتوں کی تصدیق پرائیویٹ خط و کتابت سے بھی ہو رہی ہے
سرکاری طور پہ جو حالات بتائے جاتے ہیں۔ وہ ایک حد تک بیشک اطمینان بخش ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ذمہ دار حکام کا فرض ہے کہ جبتک ممکن ہو
تشویشناک خبروں کو مشتہر نہ ہونے دیں۔ اور طمانیت و سکون بخش روایتیں مشتہر کرتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ حالت بالکل ہی نازک نہیں ہو گئی۔
لیکن پھر بھی ایک حد تک اُسکی نازک اور تشویشناک ہونے میں کلام نہیں۔ مفسدہ پردازی کے مستقل اور دائمی عناصر معاملہ کو انتہائی درجہ تک پہنچانے
پہ تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اگر ایک دفعہ شعلہ بھڑک اٹھا تو اُس کا وہیں تک محدود رہنا بالکل دنیا میں پھیلتا تا دم عالم کو غیر متوقع ہوگا۔ اس
مسئلہ سے تین سلطنتیں یعنی روس۔ آسٹریا اور اٹلی قریب ترین تعلق رکھتی ہیں۔ اس تحریک کو جاپ البانیوں تک پہنچ گئی ہے۔ اٹلی کبھی لاپروائی
کی نظروں سے نہیں دیکھ سکتی۔ اسوقت البانوی مسلمانوں اور البانوی عیسائیوں میں جسکا باعث زیادہ تر ترکی کارستانی ہے۔ کامل مغائرت
موجود ہے۔ الغرض بلقان کے قضیہ نامرضیہ میں البانوی عنصر نے بھی بہت بڑا حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ مزید برآں سرویا اور مانٹی نیگرو میں کھلی
اجنبیت پیدا ہو گئی ہے۔ روسی سفیر متعینہ مانٹی نیگرو کی نسبت جو رخصت پر آگیا ہے یا آنیوالا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ پھر واپس نہیں جائیگا۔ مانٹی نیگرو
آسٹریا سے بھی سخت برافروختہ ہو رہا ہے (مانٹی نیگرو کے قصبہ) انٹیشی میں جو کھلم کھلا کی حمایت میں ایک نیا اخبار بنام نوی بیبی جلد ہی نکلنے والا ہے۔
یہ اخبار بڑی اعتماد کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ اسی سال کے دوران میں آسٹروی مقبوضات بوسینا و ہرزی گوینا سے (جو ۱۸۷۸ء میں برلن کانگرس نے آسٹریا
کو دلوائے تھے) نکالدئیے جائینگے لیکن مذکورہ اسباب پر بھی بہ اصرار دعویٰ رہا ہے کہ کل سروی قوم شہزادہ نکلس (والئ مانٹی نیگرو) کے زیر حکومت

دیکھا کس قدر پانی پڑ گیا۔ ان اخبارات نے یونان کو متنبہ کیا کہ اُسے پہلے اپنی مالی ذمہ داریوں کو یاد کر لینا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی اُسے بالصراحت آگاہ کیا گیا کہ ہر ایک ایسی پولیٹیکل عمل سے جس سے دنیا کے امن میں خلل پڑے غالباً ہمیشہ مشکلات پیش آئینگے اور بعد مشکل حاصل

(بقیہ صفحہ سابقہ) باقی کل حکومتوں سے آزاد ہو کر متفق و متحد ہو جائے۔ اور اُسے یقین ہے کہ ایسی ریاست اسی سال میں روس کی امداد سے قایم ہو جائیگی۔ وہ حالت موجودہ کو قیام کی خواہش کو بالکل لغو بتا کر لکھتا ہے۔ اگر یورپین مدبر یہ چاہتے ہیں کہ علاقہ کی تقسیم امن و صلح سے ہو جائے تو مسئلہ مذہبی مسائل کو ترمیم کر کے کوئی صورت پیش کرنی چاہئے۔ لیکن جبتک ہماری سبھی علاقوں میں آسٹروی حکومت کی بیرحمانہ تباہی و بربادی مسلط ہے جبتک یہ حکومت ہمارے خدا ہمارے مذہب ہمارے مزاروں اور ہمارے آباؤ اجداد کی بیحرمتی کیلئے مسلط رہیگی اور جبتک اُسکی طوائف الملوکی مفادات قائم ہے صلح و امن کی بحث ہی نہیں آسکتی۔ اخبار مذکور آسٹروی حکومت یہود اثانی اور اُسکے ارکین کو نہایت دیدہ دلیری کے بھائی بتاتا ہے۔ وہ صوبجات بوسنیا اور ہرزیگوینا سے ہی آسٹرویوں کے نکالنے کی وجہ سے نہیں ہرائے بلکہ صوبہ ڈلیشیا کا بھی ایک حصہ اُسے لینا چاہئے وہ لکھتا ہے کہ جو ۴۰ ہزار البانین کے چیدہ جوانوں پر روس نے شہزادہ مانٹی نیگرو کو بطور تحفہ بھیجی تھیں و مختصر ہیں کارآمد ثابت ہونیوالی ہیں شہزادہ مذکور سرویا سے بہتر فوج میدان جنگ میں لاسکتا ہے۔ اُسکی فوجیں صرف مانٹی نیگروی سپاہی ہی نہیں ہونگے بلکہ ترکی اضلاع کے سربا شندے بھی شامل ہونگے۔ یہ حالات تحریر کرنیکے بعد ٹائمز کا نامہ نگار اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ یہ تحریک مقدونی تحریک سے بالکل مختلف ہے تاہم خاص طور کے قابل ہے لیکن بظاہر حال امید نہیں پڑتی کہ بجز اُس کے شہزادہ مذکور جسے اس تحریک کا بانی مبانی بتایا جاتا ہے کوئی خاص وجاہت نہ رکھتا ہو۔ وہ روس اور آسٹریا کی نازہ حیثیں جو کہ اور تنبیہ کے علی الرغم مذکورہ سرداروں کی تعمیل پر اصرار کریگا اخبار سپکٹیٹر کے نامہ نگار متعینہ وائنا کی تحریروں سے بھی مندرجہ بیانات کی بہت کچھ تصدیق ہو رہی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ان روایات کی باوجود کہ مقدونی بالکل خاموش رہنا چاہتے ہیں۔ اور کتنے کہ ہر قسم کی شورش کو رفع کرنے کیلئے کافی مضبوط ہیں اس خبر کا بتکرار مشہور ہونا کہ مقدونیہ میں موسم بہار میں ضرور بغاوت ہوگی۔ طبعی طور پر اس بے امنی کے محرک عناصر کے دریافت حال کی متعلق دلوں میں زبردست کرید پیدا کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا روس کا یہ بیان بالکل نیک نیتی پر مبنی ہے کہ اگر بلگیریا اور سرویا نے سر اُٹھایا۔ تو ترکوں کو ان کی سرتوڑ کی پوری آزادی ہوگی۔ ان سوالات کا جواب بہت کچھ اُس تحریک سے مل سکتا ہے جو بوسینا اور ہرزیگوینا بلکہ نیز ڈلیشیا کے متعلق مانٹی نیگرو میں ہو رہی ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک بوسنوی پناہ گزین مسمی محمد سپاہی نے بیان کیا تھا کہ وہ اُس دعوت میں جو مانٹی نیگرو کے ولیعہد نے دی تھی شریک تھا۔ اس دعوت میں بلغاریہ بغیر ولیعہد مذکور بوسینا کے مستقبل گورنر کی حیثیت میں جام صحت کیا۔ اور حاضر الوقت مانٹی نیگروی عہدہ داروں نے ۱۸۹۹ء میں (البانیہ کے صدر مقام) سکوٹری میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہونیکی حلف اُٹھائی۔ نامہ نگار مذکور کی رائے ہے کہ زار و مفالبا اُسکے وزیر خارجہ کونٹ مورادیف کی نیت بھی بالکل خالص ہے لیکن روسی ایجنٹ متعینہ جزیرہ نمائے بلقان کی عادات ہنوز وہی ہیں جو پہلے تھیں۔ وہ اپنے ملک کی سرکاری اور غیر سرکاری پالیسی کو یکساں نہیں سمجھتے اُن کا اعتقاد ہے کہ یہ دونوں پالیسیاں باہم متضاد ہونی چاہئیں۔ مانٹی نیگرو کو اس بلقان میں فساد ہونیکی توقع ہے اور وہ بنفسہٖ خود یا کسی اور کی تحریک پر اس فساد کو بپا کر دینے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کریگی۔ ان کل باتوں کا مختصر الفاظ میں اسکے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ روس دو رخی چال چل رہا ہے۔ وہ خرگوش کے ساتھ بھاگ رہا ہے اور کتوں کے ساتھ مل کر شکار کھیل رہا ہے۔

لہ شہزادہ مذکور نے مع بیوی و فرزند اکبر ۱۳ ر اگست ۱۸۹۹ء کو قسطنطنیہ آکر جلالت مآب امیر المومنین کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور ایک ہفتہ آستانہ میں انعامات و الطاف سلطانی سے متمتع ہو کر واپس اپنے ملک کو گیا۔ وہاں اُس نے ایک نامہ نگار سے ذکر کیا کہ مذکرہ بالا مضمون کی تمام افواہیں غلط ہیں۔

ہو اور غلطی [illegible] جو سلامت سے اظہار نفرین کیا جائیگا اور اسکی یقیناً مخالفت و مزاحمت کیجائیگی لیکن ان تنبیہوں کے باوجود ہی اصلاح کو فوراً ہی لانیکا کام قابل تعریف سرعت کے ساتھ فی الفور شروع کر دیا گیا۔ اس سرعت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ فرمان شاہی سے دس دن کے اندر ہی ڈیلیانیس نے اسکی تعمیل میں کیمپ کی قیام ۱۸۹۷ء کے موسم بہار میں تمرینات کرانے فوج ریزرو کی دو جماعتوں کو یعنی بیس ہزاروں کیلئے ان تمرینات میں شامل ہو کر واسطے گھروں سے بلانے اور گھوڑوں کی خریداری کے اخراجات کیلئے مطلوبہ قرضوں کی تجاویز کا مسودہ تیار کر لیا۔ مطلوبہ قرضوں کی کل میزان صرف ۳۰۰ لاکھ فرینک (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) تھی اور بیان کیا گیا کہ وہ ۱۸۹۷ء کی فاضل آمدنی سے ادا کر دی جائینگی۔ کیمپ کے قیام کیلئے جسمیں ۳۰ اسی ہزار لیکر ۳ ہزار تک فوج کی سمائی ہو جائے قصبہ نفیس کا مضافاتی موضع آغا تھیوڈوری پسند کیا گیا۔ ریزرو دن کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ پہلے وہ ریزرو طلب کئے جائیں جو ۱۸۸۷ء اور ۱۸۹۱ء میں کارکن فوج میں جو بخدمت کے قاعدہ سے داخل ہوئے تھے۔ ان دونوں جماعتوں کے بعد ۱۸۹۲ء کے ریزروں کو بھی بلانیکی مزید تجویز کیگئی۔ ان احکام کی تعمیل فروری کے اخیر میں ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی [illegible] ریزروں کو بھی نسبت [illegible] بلایا جاتا تھا مستقل کیمپ میں اسقدر فوج کی گنجایش کا اندازہ کیا گیا۔ وہ انفنٹری جنتیں ایک رجمنٹ کیولری توپخانہ کی۔ دو کمپنیاں انجنیروں کی اور دو دستے ٹیلیگراف کا سلسلہ قایم کرنیوالی پلٹن کے مع ضروری اسٹاف یونان ان تدبیروں میں لگا ہوا تھا کہ دوسری طرف واقعات نے بالکل ہی مختلف صورت اختیار کر لی۔ سال ماقبل میں فوج توپخانہ نے معمولی جنگی تمرینات دمشق کے قواعد مئی ۱۸۹۶ء کو شروع انقرہ کے قریب بمقام استرا کی تھیں۔ اور دارالخلافہ کی فوج پیدل نے جون کے وسط میں اور ۷ اگست ۱۸۹۶ء کو انقرہ کے قریب جوار میں اور انجنیروں نے جون کے اخیر میں کی تھیں اور کل اقسام فوج یا اشتراک ستمبر کے پہلے ہفتہ میں لاریسا کے قریب نواح میں کی تھیں ⁂

۱۸۹۶ء کے ختم ہونیکے قریب جب ترقیوں کی فہرست شایع کیگئی تو اس سے واضح ہو گیا کہ یونانی افسروں میں نظام و مہارت بالکل ناپید ہے۔ اکثر افسروں کو ترقی کے ناقابل محض ہونیکے باوجود ترقی کی توقع تھی سو جو فہرست مذکور سے باطل ہو گئی اور بنابرین کئی افسروں نے استعفے داخل کر دئے۔ یکم دسمبر کو اس بیدلی اور ناراضگی کا عام مجمع کے اجتماع کی شکل میں اظہار کیا گیا۔ جو اظہار ایک طرح سے کل افسروں کی علانیہ خفگی کے اعلان کے مساوی تھا۔ انفنٹری کیولری۔ اور فوج کے انتظامی محکموں کے تقریباً چودہ سو افسروں نے فوجی کلب کی ممبری سے ولیعہد کے پاس استعفے بھیجدئے۔ ولیعہد اس کلب کا پریسیڈنٹ تھا اور اسی نے اس کو افسروں میں برادرانہ ارتباط اور اخوت و موانست بڑھانے کیلئے قایم کیا تھا۔ استعفے داخل کرنیکی یہ وجوہات بتائی گئیں کپتانوں اور اول و دوم درجہ کے لفٹننٹوں کو ترقی دینے میں انصاف و باقاعدگی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ آرٹلری اور انجنیروں کے صیغہ کے افسروں کے مقابلہ پر انفنٹری کیولری اور انتظامی محکمہ کو افسروں کو

(بقیہ صفحہ سابقہ) وہ ایک طرف تو بلقان کی تحریک کو علانیہ طور پر دکتوسی سلطان کے ساتھ بنائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف در پردہ ترغیب و حوصلہ دلاتا ہے تو ایسی تحریکیں کیونکر خوش کر رہی ہیں اور ایسے حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کے امن کے قیام کیلئے عمدہ آثار ہیں ⁂ (وکیل ۲۰ مارچ ۱۸۹۹ء)

البانیا کے مسلمان رؤسا نے جلالتمآب امیر المؤمنین کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی ہے کہ وہ مقدونیہ میں بغاوت ہونے پر ۲ ہزار مجاہدین سے اور لڑائی برپا ہو جانیکی صورت میں ایک لاکھ فوج سے اپنے خلیفۃ المسلمین کی خدمت کرینگے۔ ان کے ساتھ صرف یہ رعایت کیجائے کہ یہ فوج اپنے ہی سرداروں کے ماتحت رہنے دی جائے ⁂ (وکیل ۲۳ مارچ ۱۸۹۹ء)

کم تنخواہ ملتی ہے۔ اول الذکر دونوں صیغوں کو فوجی پولیس کی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہے۔ پچھلی ترقیوں کی دیگر ناانصافیوں کے
علاوہ ایک عجیب کارروائی کی گئی ہے کہ کئی افسروں کو جو دربار کی خدمت میں مامور ہیں معمولی ترقیاں دی گئی ہیں۔ اور یہ آخری شکایت کی گئی ہے کہ تمام فوجی
نظام عالمگیر انحطاط کا مسودہ ہو رہا ہے۔ اس کارروائی کی بہ نسبت اعلیٰ افسروں نے مخالفت کنندگان کے سرغناؤں سے ربط ضبط پیدا کرنے کی کوشش کی مگر
ابھی باقاعدہ نامہ و پیام اور گفتگو شروع نہ ہونے پائی تھی کہ بادشاہ نے فوج کے سردار اعلیٰ کی حیثیت میں مذکورہ صدر فرمان وزیر اعظم کی طرف
صادر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس طرح سے نہ فقط مطلوبہ فوجی اصلاح و ترقی کیلئے راستہ صاف کر دیا بلکہ افسروں کی علانیہ بغاوت کا بھی انسداد کر دیا
اس فرمان شاہی سے افسروں کی شکایات میں بیشک کسیقدر تخفیف ہو گئی تھی مگر کافی تلافی نہ ہوئی تھی چنانچہ افسروں کا کامل طور پر خوشنود کرنے کیلئے گورنمنٹ کو
انکی مرضی کے مطابق مجبوراً کئی مزید احکام صادر کرنے پڑے۔ بادشاہ اور اسکے لڑکوں نے افسروں میں اور ان کے اتحاد و اتفاق نیز واجب فرض شناسی کی صفت پیدا کرنے کیلئے
کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر وہ اس مدعا میں چنداں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ یونانی افسروں کی بے ادبی، بیجا سرکشی، سینہ
زوری اور ناشائستگی کی اصل جڑ قومی کیرکٹر، وہ شہریوں کی ناواجب گرم بازاری اور اخبارات کی غیر محدود آزادی ہیں۔ اور
جبتک ان چیزوں کی درستی و اصلاح نہ ہو آشتی آمیز سو آشتی آمیز تدابیر بھی کوئی مفید ثمرہ نہیں بخشینگی +

اب ہم یونانی فوج کے ان چند اعلیٰ افسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنکو تعداد و نظام اور آراستگی سب باتوں میں بدرجہا زیادہ قوت
رکھنے والے دشمن کے ساتھ معرکہ آرائی کرنیکا مشکل کام تفویض کیا گیا تھا۔ کسیقدر خاندانی اور کسیقدر ذاتی وجوہات کے لحاظ
سے ولیعہد شہزادہ قسطنطین ڈیوک آف سپارٹا جسکی عمر اس وقت ۲۹ برس کی تھی سرکردہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا اس تقرری
کی نامعقولیت صاف ظاہر ہے۔ اسکی عمر ایسی گراں عنان اور اہم ذمہ داری کے اٹھانیکے قابل نہ تھی۔ (یونان کا شاہی خاندان گو ڈینش
قوم کا ہے۔ لیکن یونان میں پیدا ہونے اور وہیں پرورش پانے کے علاوہ) یہ شہزادہ اس وجہ سے بھی یونانیوں کی نظروں میں بڑا
عزیز ہے اور وہ اس کو بالکل یونانی ہی سمجھتے ہیں کہ اس کا نام قسطنطین ہے جو نام یونانی قیاصرہ کے طویل العہد خاندانوں کی
فہرست میں عجیب جادو بھری تاثیر رکھتا ہے۔ اس نام کا پہلا قیصر وہ تھا۔ جسنے سالہا سال شاندار دار الخلافہ آباد کیا اور
آخری وہ ہیرو تھا جو شہر کی حفاظت کیلئے مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا تھا۔ ولیعہد قسطنطین (قدیم[1] طرز سنین شماری کے مطابق)
۲۱ جولائی (مطابق ۲ اگست ۱۸۶۸ء) کو بمقام ایتھنز پیدا ہوا۔ اور قابل جرمن عالم فوڈرز سے بنظیر علمی تعلیم و تربیت حاصل کی۔
۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کو بالغ ہونے پر اسے فوج پیدل کی پہلی رجمنٹ میں کپتانی کا عہدہ دیا گیا جسکے بعد اس نے جرمنی کے شہر لیپسک میں
اصول قانون اور علم سیاست مدن (پولیٹیکل سائنس) کی تکمیل کی بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۸۹ء وہ بمقام ایتھنز پرشیا کی شہزادی صوفیہ سے
جو قیصر فریڈرک ثالث کی تیسری بیٹی اور موجودہ جرمنی قیصر کی ہمشیرہ[2] ہے بیاہا گیا۔ یہ شہزادی ۱۴ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی اور مئی ۱۸۹۱ء

---

[1] یہ طرز روس اور یونان میں یعنی ان ممالک میں جن میں یونانی مذہب کی حکومت ہے مروج ہے۔ اس میں اور طرز جدید میں ۱۲ دنوں کا فرق ہے +

[2] اسکے تبدیل مذہب یعنی پراٹسٹنٹ سے کلیسائے یونانی کے ہو جانے سے قیصر اس سے حالانکہ پہلے اس کو نہایت عزیز رکھتا تھا خفا ہو گیا لیکن ستمبر ۱۸۹۹ء
میں قیصرہ ہند قیصر کی نانی اور والدہ کی کوشش سے باہم صفائی ہو گئی +

میں باضابطہ کلیسائے یونانی (اپنے خاوند کے مذہب) میں داخل ہوئی۔ وہ دو لڑکوں اور ایک لڑکی کی ماں ہے۔ ولیعہد جو عموماً ایتھنز کے قریب قلعہ وکلیہ میں رہتا ہے۔ کئی مرتبہ اپنے باپ کی لمبی سیاحتوں پر ملک سے باہر جانیکے موقع پر نائب السلطنت رہ چکا ہے۔ وہ اسوقت لفٹننٹ جنرل کا عہدہ رکھتا ہے اور ایتھنز کا کمانڈنٹ ہے۔

بادشاہ کا دوسرا بیٹا پرنس جارج جو سنہ مدی میں عام مشہور ہے بحری فوج میں ہے اور اُس کا تیسرا بیٹا پرنس نکلس جو سنہ ۱۸۷۲ء میں مقام ایتھنز پیدا ہوا فوج توپخانہ میں داخل ہوا جس میں وہ کپتانی کا عہدہ رکھتا ہے۔ فروری سنہ ۱۸۹۷ء کے وسط میں وہ آرٹا کو روانہ ہوا جہاں جلد ہزار فوج پیدل و رسالے اور بیٹریاں فی الفور اُس کے زیر کمان جمع کیگئیں۔ یہ شہر صوبہ ایپائرس کی سرحد پر واقع ہے۔

ولیعہد کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اُس کا مہر صاحب (ہیڈ چیمبرلین) ساپونٹ ساکیس تھا۔ مگر یہ اب تک کوئی نہیں سمجھ سکا کہ اُس میں اِس عہدہ کی کونسی قابلیت دیکھی گئی تھی یا موجود تھی۔ زمانہ امن میں ساپونٹ ساکیس محض ہیڈ چیمبرلین یا بالفاظ دیگر شاہزادہ ولیعہد بہادر کے ذاتی جنرل اسٹاف یعنی ذاتی خدام اور غلاموں کا افسر اعلیٰ اور شاہی باورچی خانہ کا اعلیٰ منتظم تھا۔ چنانچہ جب وہ میدان جنگ میں اپنے آقا کے ارکان حرب (جنرل سٹاف) کا افسر اعلیٰ ہوا تو اُس وقت بھی وہ شاہی باورچی خانہ اور شاہی سامان و اسباب کی نگرانی اور نگہداشت میں بدستور سابق بڑی سرگرمی سے مصروف رہا۔ اور اس موقع پر یہ بیان نکرنا صریح ناانصافی ہوگی۔ کہ مخالف وموافق سب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کل یونانی محاربہ میں جس صیغہ کا انتظام تھا بہت مکمل و آراستہ رہا۔ وہ یہی شاہی باورچی خانہ تھا اور کم از کم اس بات کا کریڈٹ ساپونٹ ساکیس صاحب بہادر کو ضرور ملنا چاہیئے اُس کو اس نئے منصب میں شاہزادہ کے پیلاؤ زیلق اور نائب حاجی پطروس سے بہت مدد ملتی رہی۔ اس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسے اعلیٰ درجہ کے بسر طعام یا بالفاظ دیگر جنرل سٹاف آفیسر متعلق صیغہ باورچی خانہ) کی حیثیت میں نہ صرف جنرل سٹاف پر جس کا صدر ساپونٹ ساکیس تھا۔ بلکہ خود شاہزادہ بہادر پر بھی اپنی منصبی منزلت سے بدرجہا زیادہ فائق اقتدار وقابو حاصل تھا۔ ساپونٹ ساکیس کے ساتھ ہی حاجی پطروس کو بھی ہر ایک نامہ نگار لاریسا اور فرسالہ کی مصائب کا بانی مبانی بیان کرتا ہے چنانچہ پے در پے شکستوں کی خبریں پہنچنے پر یونانی پبلک جو وحشی فن خانساماں گری کی قدرشناس نہ تھے ساپونٹ ساکیس اور حاجی پطروس سے بالخصوص سخت ناراض ہوگئی۔ اور وہ دونو محاربہ کے دوران میں کیمپ سے واپس بلائے گئے۔ ساپونٹ ساکیس کی عمر پچاس سے متجاوز ہے۔ اور اُسکی ظاہری شکل و شباہت اور وجاہت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو لارڈ چیمبرلین میں ہونی چاہئیں۔ متین و شستہ صورت۔ اخلاق پیشہ دنیا داروں۔ ایسے چہرہ پر ضد یا خود رائی کا نام ونشان تک ناپید۔ چھوٹی چھوٹی خوب بلدار مونچھیں۔ رخساروں اور ٹھوڑی پر خوب گھٹے ہوئے۔ اور بالوں کی سیاہی نہایت احتیاط کے ساتھ قایم رکھی گئی ہوئی ہے۔ جب وہ خود تکلم کرتا ہے اور یہ بتا دینا نامناسب نہ ہوگا کہ وہ خاص غنائی ہوئی آواز سے بولتا ہے تو اُسکے بشرہ پر تحیرانہ لاپرواہی برستی ہے اور جب اُسے مخاطب کیا جائے تو اُس کے چہرہ پر امیرانہ استغنا پایا جاتا ہے۔ اُسکی پیشانی اوپر کیطرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جس سے اُس کا سر بھدا سا ہوگیا ہے۔ ساپونٹ ساکیس کو بنی مسکاؤ عدم افسرانہ ٹوپی خوب سجتی ہے کیونکہ اس سے اُسکے چہرہ کا زاویہ دلفریب پیرایہ میں سمجھا جاتا ہے اُس کے

رفیق حاجی الطروس ہیں وہ تمام لوازمات مردانہ حسن کو مجتمع ہیں جو یونانی لیڈیوں کی مذاق کو مطابق ایک بانکے افسر میں ہونا چاہئیں
اُسے گویا ان لیڈیوں کے خیال کے مطابق کنہیا سمجھنا چاہئے۔ اُسکا قد لمبا جسم بھرا ہوا۔ اور چہرہ کا فرحیانہ بشرہ۔ لنبی خوب مضبوط اور
بھری ہوئی خدارناک اور ٹیڑھی ٹھوڑی جو چھوٹی ہے اور زیادہ نمایاں ہو رہی ہے۔ الغرض اس شایستہ و لذیذ اور تقریباً کامل حسین شخص کو صرف
ایک نظر دیکھ لینے سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں زبردست غنیم ہو نہ سہی کم از کم زنانہ نشست گاہوں اور محفلوں
کے باامن میدان میں کمزور جنس (فرقہ اناث) پر فتوحات حاصل کرنیکا خوب عادی ہو۔ اگرچہ بظاہر حال کل ذمہ داری بادشاہ نے اپنے سر پر
لی تھی مگر وہ اصل یونان کی جنگ جویانہ اور رعب پالیسی کا ذمہ دار وزیر اعظم ڈیلیانیس ہی تھا۔ وہ یونان کے شمالی حصہ کے قصبہ کلاوریٹا
میں ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوا۔ وہ پہلے وزیر سیفارجیہ وزیر سررشتہ تعلیم اور صیغہ مال رہ چکا ہے۔ برلن کانگرس میں یونان نے جو سفیر بھیجے تھے
انہیں کا سرغنہ تھا جس سفارت میں وہ فرانس کی پر جوش تائید سے فائز المرام ہوا۔ اور کانگرس نے یونان کو مزید علاقہ دیا جانا منظور کیا تھا جب
بتاریخ ۶ مئی ۱۸۸۶ء دول عظام نے یونان کو الٹی میٹم دیکر یونانی بنادر کے بحری محاصرہ کا اعلان کیا تھا تو وہ اُس وقت بھی وزیر اعظم تھا۔
مگر جب یہ واضح ہو گیا کہ ہتھیار ڈالدینے اور جنگی کاروائیوں سے باز آجانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ تو ۹ مئی کو مستعفی ہو گیا تھا
ڈیلیانیس ادنیٰ طبقوں میں نہایت ہر دلعزیز ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وہ عام میل جول رکھتا ہے اور اُنسے بے تکلفانہ گفتگو کرنے سے احتراز
نہیں کرتا۔ اور حالانکہ اُسے اپنی ناعاقبت اندیش تدبیروں کی بدولت ۲۹ فروری ۱۸۹۲ء کو پھر وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہونا پڑا۔
بادشاہ اُسکی خدمات کی دل سے قدر کرتا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح سے جانتا ہے کہ دربار کی پالیسی عوام
کی خواہش اور امیدوں کو پورا نہیں کی اب بھی ۱۸۷۷ء اور ۱۸۸۶ء کی نسبت جن دو موقعوں پر فرانس علانیہ دربار اتھنز کا موید و معاون
تھا کوئی زیادہ توقع نہیں ہے +

یونان کا دوسرا مشہور قومی مدبر رالیس ہے وہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء کو تھسلی سے اتھنز واپس آیا صوبہ مذکور میں اُسے یونانی افواج کی کامل بدنظمی
اور ناقابلیت کا ذاتی مشاہدہ سے بخوبی تجربہ ہو گیا تھا یہی وجہ تھی کہ فریق مخالف کا رکن ہونے کے باوجود اُس نے اتھنز کے عوام کو مجمع
خاطر اور خاموش رہنے کی بڑے زور سے نصیحت کی۔ اور ان کوششوں میں یہاں تک کامیاب ہوا کہ اُس نے سرکش اور بدلگام شہریوں کے مجمع بدتمیزی سے
سوداگروں کو وہ اسلحہ واپس دلادئیے جو وہ دوکانوں سے لوٹ لیگئے تھے +
پے درپے ہزیمتوں سے وزیر ڈیلیانیس کی وزارت مستعفی ہو گئی تھی۔ رالیس نے نئی وزارت قائم کی ۳۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو شہر مذکور نے باضابطہ
حلف اُٹھائیں اور یکم مئی کو نئے وزیر اعظم رالیس نے پارلیمنٹ کے سامنے اپنا پروگرام پیش کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ فوج کی از سر نو ترتیب اور اصلاح کی
جائیگی اور جبتک باعزت صلح پر خاتمہ نہ ہو لڑائی کو جاری رکھا جاویگا۔ مستعفی وزیر اعظم نے نئی گورنمنٹ کو اُس عام کے حصول میں غیر محدود اور بلا شرط
پوری پوری امداد دینے کا یقین دلایا اور بعد ازاں پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا +
ڈمیتری اس رالیس کا باپ ایک مشہور وکیل تھا۔ اور وہ شاہ اوتھو کے عہد میں کئی مرتبہ وزیر بھی رہا تھا۔ ڈیمی تری اس نے

ف یہ جرمن کی ریاست بیریا کے شاہی خاندان سے تھا۔ اس کا پورا نام اوتھو فریڈرک لڈوگ تھا ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں فوت ہوا +

پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کی جس سے فارغ ہو کر وہ اتھنز کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہو گیا۔ اور ساتھ ہی وکالت کا کام بھی کرتا رہا پہلے وہ مشہور یونانی سیاسی تری کوپس کا سرگرم حامی تھا۔ مگر ۱۸۸۵ء میں اس سے جدا ہو کر اُس نے اپنی علیحدہ ایک تیسری پارٹی قایم کر لی۔ وہ کئی دفعہ سررشتہ تعلیم اور سررشتہ عدالت عامہ کا وزیر رہ چکا ہے۔ اُس کی عمر ۶۰ برس کی ہے اور ضلع اٹیکا میں بہت ہی ہردلعزیز ہے۔ اور اس ضلع کی طرف سے بارہا پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو چکا ہے ۔

یونانی فوج کے سرآوردہ افسروں میں سے کرنیل واسوس اپنی مستعدی اور دور اندیشی کی وجہ سے خاص ذکر کے قابل ہے مختلف نازک موقعوں اور مشکل حالات میں حوصلہ و استقلال قایم رکھنے کی بدولت اُس کی بہت ناموری ہو گئی ہے ۔

کرنیل مذکور یونانی فوج کے قابل ترین افسروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اُس نے فوجی تعلیم کی تکمیل ممالک غیر میں کی تھی۔ عمر میں پچاس برس سے زیادہ ہونے کے باوجود اُس کے سپاہیانہ استقلال اور پامردی میں کبھی لغزش نہ ہوئی۔ شجاعت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ بسا اوقات یہ شجاعت احمقانہ تہور تک پہنچ جاتی رہی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا فصیح ہونے کے علاوہ کئی زبانوں اور بولیوں میں ماہر ہے۔ اس مہارت سے اُس کو جزیرہ کریٹ میں ایک طرف باغیوں کے سرغناؤں اور دوسری طرف دول عظام امرا بحر کے ساتھ اپنے کار مفوضہ کو سرانجام پہنچانے میں بہت مدد ملی۔ یہ عام مشہور افسر جو گویا کریٹ میں یونانی قوم کی امیدوں اور امنگوں کا مجسم پتلا تھا۔ درحقیقت یونانی نہیں ہے بلکہ مانٹی نیگرو ی ہے۔ اُس کا باپ مسمی واسو یا جو کہ مانٹی نیگرو کے قبیلہ بیلو پاؤ لووک سے تھا۔ جو چودہ برس کی عمر میں اپنے وطن مالوفہ زنا گورا (جبل اسود) کو چھوڑ کر تلاش معاش کیلئے یونان پہنچا۔ تھوڑا عرصہ بعد ۱۸۲۱ء کی مشہور بغاوت یونان پھوٹ پڑی۔ نوجوان مانٹی نیگرو ی اپنے نئے ہم وطنوں کے ساتھ جنہوں نے آزادی کیلئے جان توڑ کر کوشش شروع کر دی تھی شریک ہو گیا۔ اور فلاسفہ و حکماء کی سرزمین پر جسے اب اُس نے اپنا وطن بنا لیا تھا شجاعت و مردانگی کے ایسے کارنامے دکھائے کہ یونان کی شہریت و وطنیت کے حقوق حاصل کر لئے۔ اور کچھ زمین پر بھی اُس کا قبضہ ہو گیا۔ وہ اُسی جا آباد ہو گیا۔ اور پھر ایک یونانی عورت سے شادی کر لی۔ یہ دونوں اُس کرنیل تیمولیون کے والدین تھے جسے شاہ اوتھو کا تخت سے مستعفی ہونے کے بعد عام شہرت اور بہت دلعزیزی حاصل ہوئی تھی۔ کرنیل مذکور کی آسٹرین سفیر متعینہ اتھنز بیرن ٹسٹا کی بیٹی سے بتقاضائے الفت و محبت فریقین شادی ہو گئی۔ اس شادی سے جو بیٹا[1] متولد ہوا۔ وہ وہی تھا جو پچھلے برس ۱۸۹۷ء میں بطور مجاہد کریٹ گیا تھا۔ کرنیل مذکور کی ایک بیٹی شاہ کے سابق پرائیویٹ سکرٹری کے بیٹے کے ساتھ بیاہی ہے جلنے تک شاہزادی صوفیہ کی خواصوں کے زمرہ میں ہی تھی۔

اس محاسبہ کے دوران میں جن افسروں نے اپنے ملک کی دلاوری و عقلمندی سے قابل تعریف خدمت کی۔ اُن میں کرنیل سمولنسکی[2] سابق وزیر جنگ کرنیل مانوس۔ اور لفٹنٹ کرنیل لیمبری تاس (جو بعد میں میعد کے سٹاف کا اعلیٰ افسر رہا) خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں ۔

[1] یعنے کرنیل واسوس ۔ [2] اس افسر کی نسبت یونانیوں کی بھی یہی رائے تھی۔ مگر لیمبری تاس اپنی باضابطہ رپورٹ میں جو ۱۸۹۹ء کے شروع میں چند صفحوں پر شائع ہوئی ہے۔ کرنیل مذکور پر بھی نافرمانی اور ناقابلیت کا الزام لگاتا ہے ۔ مترجم

فصل پنجم یونان کا بیڑہ جہازات

بقول جرمن شاف افسر لڑائی کے چھڑ جانے پر یہ عام خیال تھا کہ یونان کو اپنے بیڑہ سے بہت مدد ملیگی - اور ہر ایک کو توقع تھی کہ وہ نہ فقط بری فوج کے لئے آمد و رفت کے بڑے بڑے راستوں اور خطوط کے قائم رکھنے کا ہی کام دیگا (یعنے اسکی پناہ میں فوج براہ سمندر ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت و سرعت پہونچ جایا کریگی - اور اسے کمک و سامان پہونچتا رہیگا) بلکہ اپنی بری فوج کو غنیم کے علاقہ پر جابجا بحری فوج اتار کر یورشیں کرتے رہنے - ترکی سواحل کے قلعوں پر گولا باری کرنے اور سب سے بڑھ کر مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کی یونانی آبادی کو ترکوں کے برخلاف اکسانے رہنے سے بہت مدد پہونچانیکا باعث ہوگا - اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر یونانی بیڑہ کے کماندر مستعد اور قابل ہوتے تو وہ یہ کام بآسانی کرسکتا تھا - اوسکے جہازات اور ساز و سامان[1] دونوں کاموں کیلئے نہایت مناسب تھے - چنانچہ اگر بیڑہ سے بری فوج کے ساتھ ملکر کام لینے کی تجویز تناسب کے ساتھ کیجاتی اور پھر تجویز بہ ہنر و لیاقت سے عملدرآمد کیا جاتا تو ممکن تھا کہ یہ شراکت اوس فوقیت کی تلافی کردیتی جو ترکی فوج کو بلحاظ تعداد یونانی فوج پر حاصل تھی - مزید برآں اگر یہ بیڑا غنیم کو جارحانہ کارروائیاں اور بہادرانہ یورشیں کرنے میں کامیاب ہوجاتا - تو اس سے یونانیوں میں زبردست اخلاقی طاقت کا مجمع ہونا ثابت ہوجاتا -

یونانی بیڑہ سرکاری طور پر مصافی بیڑہ اور بیڑا برائے حفاظت ساحل میں تقسیم کیا گیا تھا - اول الذکر میں تین زرہ پوش برجدار جہاز کروزر میالیس - دو ٹرانسپورٹ (باربرداری) کے جہاز - چار گن بوٹ - تارپیڈوں کا گودامی جہاز - موسومہ کناریس - اور بارہ تارپیڈو کشتیاں تھیں تینوں زرہ پوش جہاز سب باتوں میں مشابہ ہیں - ہر ایک کا وزن[2] ۴۸۸۵ ٹن طول ۱۰۲ میٹر (...) اور درمیانی عرض ۱۶ میٹر (... فٹ) اور ہر ایک کے انجنوں کی طاقت ۶۷۰۰ گھوڑوں کی ہے - یہ توام چرخوں کے ذریعہ جہاز کو ۱۷ ناٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا سکتے ہیں - ان پر سطح آب تک ۱۲ انچ دبیز مرکب فولاد کی زرہ چڑھی ہوئی ہے - توپ خانہ بھی اتنی ہی دبیز زرہ رکھتے ہیں - اور تختہ جہاز یعنے چھت پر دو انچ دبیز فولادی چادر چڑھی ہوئی ہے - ہر ایک پر سات ... کی تین تین وزنی توپیں دو دو سامنے (دائیں کیطرف اور ایک ایک دنبالہ کیطرف علاوہ بریں ہر ایک پر پانچ پانچ چھ چھ انچ ...

[1] کل دنیا کو شروع محاربہ میں فاضل مصنف کی طرح یہی خیال تھا کہ یونانی بیڑہ خوب آراستہ ہے چنانچہ جب اس نے ... میں ... نمایاں ... تو اکثر لوگ اس پر سخت متعجب ہوئے تھے مگر جنگ ختم ہونے پر بیڑہ جہازات کے ... کی سرکاری رپورٹ اور تحقیقات ... جسے ... کیلئے مفصل شائع نہیں کیا گیا واضح ہوگیا کہ بیڑہ کی ... کے متعلق دنیا کا خیال غلط تھا - کئی جہازوں پر ... کی ضروری مقدار بھی موجود نہ تھی - اور ... باوجود گودام کھروں سے ... نہ ہوسکے مترجم

[2] جہاز کے وزن سے ... مراد ہے کہ وہ کل ... اٹھا سکیگی - جس میں اس کا ذاتی وزن بھی شامل ہوتا ہے ...

۲-۱/۲ ۴- انچ قطر کی جلد چلنے والی توپیں اور سولہ سولہ مشین (کلدار) توپیں مزید برآں ہر ایک کے ساتھ تارپیڈو چلانے کی تین تین نالیاں ہیں۔ یہ تینوں فولاد سے بنے ہوئے ہیں۔ دو ۱۸۸۹ء میں اور تیسرا ۱۸۹۰ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا۔

بیڑہ کے اس حصہ کے باقی جہاز بلا زرہ ہیں۔ اور انکے تختے بھی بلا چادر ہیں۔ کروز مجیدیہ پر چار ۴-۱/۲ انچ قطر کی لمبی کرپ توپیں۔ چار ہلکی اور دو کلدار توپیں نصب ہیں۔ مزید برآں دو چھوٹی چھوٹی تارپیڈو کشتیاں بھی اس پر موجود رہتی ہیں یہ جہاز ۱۸۹۰ء میں اتارا گیا تھا۔ وزن ۱۷۷۰ ٹن رفتار ۱۵ ناٹ (میل) اور انجنوں کی طاقت ۲۲ سو گھوڑوں کی ہے چار گن بوٹوں میں سے ہر ایک پر ۴-۱/۲ انچ کی ایک ایک کرپ توپ اور تارپیڈو گوداحی جہاز پر دو کروپ توپیں ہیں تارپیڈو کشتیوں پر صرف کلدار توپیں ہیں۔ ان کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے۔ مگر چونکہ وہ ۱۸۸۱ء اور ۱۸۸۵ء میں بنی تھیں اب نہ جدید ترین ساخت کی نہ گنی گئی

محافظ ساحل بیڑہ میں سب سے زبردست جہاز آہن پوش اگن بوٹ یا سلمیں جارجیس ہے۔ اس کا طول ۲۴۵ فیٹ عرض ۴۳ فیٹ وزن ۱۱۰۳ سو ٹن۔ رفتار ۱۲ میل فی گھنٹہ ہے وہ کم از کم ۲۴۵ فیٹ گہرے پانی میں چل سکتا ہے اور گو حفاظت ساحل کے لئے خاص کیا گیا ہے مگر کھلے سمندر میں دور دراز مسافت طے کر سکتا ہے۔ اس پر دو کرپ توپیں ۱۲ سنٹی میٹر (۸-انچ) قطر کی اور چار مشینی توپیں نصب ہیں۔ اس کی عمر ۲۵ برس کی ہے لیکن پھر بھی کارآمد متصور ہو سکتا ہے۔ اس سے کمتر درجہ کی جہاز بلا زرہ گن بوٹ موسومہ آسور اکیا اور اکسانیون ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک ۱۰- انچ قطر کی کرپ توپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں اول الذکر ۱۸۹۰ء میں اور دوسرا ۱۸۹۰ء میں اتارا گیا تھا اور وہی رفتار رکھتے ہیں جو انسے پرانے زرہ پوش اگن بوٹوں کی ہے علاوہ اس بیڑہ میں تین چھوٹی چھوٹی سرنگ لگانیوالے جہاز موسومہ اگیا، یا موئم واسیا۔ اور نا پاک تیا ہیں جو اس کام کیلئے جو انکے نام سے ظاہر ہو رہا ہے ۱۸۹۲ء میں اتارے گئے تھے۔ مزید برآں چھ اول درجہ کی۔ دو دوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں۔ اور دو ناردن فلٹ کی قسم زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں۔

کاروٹ قسم کا جہاز موسومہ ہلیاس۔ کہنہ آہن پوش کاروٹ اڈلکا۔ ایک چوبی جہاز ۱۸۶۹ء کی ساخت۔ اور ایک چھوٹا سا دو مستول بادبانی جہاز تعلیمی جہاز ہیں۔ ہلیاس پر افسروں کی جماعت کے طلباء کو علمی تعلیم دیجاتی ہے اس پر دو چھ انچ کی کرپ ایک جلد چلنے والی اور دو مشینی توپیں ہیں۔ متذکرہ صدر جہازوں کے علاوہ بارہ اگنبوٹ اور شاہی کشتی موسومہ انفی ٹرائٹ ٹرانسپورٹ کاموں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں سے سات اگنبوٹ ۱۸۶۲ء کی ساخت ہیں اور بنا بریں انکو ایک حد تک تازہ اور نئی ساخت کی کہا جا سکتا ہے انکے نام ہیں شیلوس۔ القیرس۔ یوروٹوس۔ پی نیوس۔ کرشیا کلی اور ایدون ہیں۔ یہ سب فولادی ہیں۔ اور ہر ایک پر دو دو ساڑھے تین انچ کی کرپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں۔ رفتار نو سے دس میل تک ہے۔ باقی ماندہ پانچوں نہ المنفعت نمونہ کے ہیں۔ دو ۱۸۵۶ء سے بیشتر کی ساخت ہیں۔ کرشیا کلی اور ایدوان صرف ۸۶ - ۸۰ ٹن کی ڈونگیاں ہیں۔

فصل ششم ٹرکی کا نظام فوجی

۷۸-۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم کے بعد (بقول افسر مذکور) ٹرکی کی مدافعانہ طاقت کو عموماً اوسکی واقعی مقدور و منزلت سے بہت گھٹا کر بیان اور قیاس کیا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ جنگ مذکورہ سے کچھ عرصہ بعد سلطنت کے اندرونی حصص میں مختلف اضلاع میں بغاوت برپا ہو جانے پر جب زبردست فوجی جمعیت کو فراہم کرنا ضروری ہو گیا۔ تو ترکی فوج کی کمزوری از حد ہویدا ہو گئی۔ مزید براں طریقہ اجتماع سپاہ بھی کئی اہم معاملات میں نہایت ناقص ثابت ہوا۔ اور جب سریع اجتماع کی ضرورت پڑی تو یہ طریقہ بالکل ناکارہ گیا اور کچھ کام نہ دے سکا۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ٹرکی میں قوت مدافعت اور طاقت قیام کی ہمیشہ اسقدر مقدار موجود رہی ہے کہ اوسکے ذریعہ سے وہ نہ صرف اندرونی بلکہ بیرونی تصادم و صدمات کی مقاومت کر سکتی ہے۔ علاوہ بریں اس قوت و طاقت نے ثابت کر دیا ہے کہ جب کبھی قوم و ملت کے وجود کیلئے خطرہ حادث ہو جائے۔ تو وہ بلا استثناء ہر ایک موقعہ پر غیر مترقبہ جوہر مردانگی دکھانے اور خلاف توقع کوشش کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

موجودہ ترکی نظام فوجی کی بنیاد عام جبریہ خدمت کی بنیاد پر قائم ہے۔ مگر عملی طور پر نفس الامر میں اس قاعدہ کو ایسے ادھورے طریق سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ کہ اس سے نہایت اہم بے ترتیبیاں اور بد انتظامیاں منتج ہوتی ہیں۔ قانوناً صرف مسلمان ہتھیار باندھ سکتے ہیں اور بنا بریں سلطنت کی غیر مسلم کثیر التعداد آبادی فوجی خدمت سے مستثنے ہو گئی ہوئی ہے مگر اس بارہ میں قانون بھی مجبور ہے۔ مذہب اسلام دیگر مذاہب کے معتقدوں کو ہتھیار باندھنے کا استحقاق نہیں دیتا[۱]۔ علاوہ بریں کنسکرپٹوں (یعنے جبریہ بھرتی عائد شدگاں) کو بھرتی کرتے وقت ان میں سے اسقدر کو خدمت سے معاف کر دیا جاتا ہے کہ اس سے یہی نہیں کہ عام آزردگی ناراضی اور بیدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ بھرتی شدگاں کے قبائل کیلئے معاش کی دقت اور بسر اوقات مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ بحالات موجودہ جبریہ خدمت کا بوجھ تقریباً کل ہم میدانی دیہات کے رہنے والوں پر پڑتا ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ مضبوط اور قابلترین نوجوان زراعت و کشتکاری سے ہٹائے جا کر فوج میں لے لئے جاتے ہیں[۲]

---

۱ میں اس موقعہ پر مذہباً جواز یا ناجواز کے مسئلہ پر بحث نہیں کر سکتا۔ مگر اس بیان سے اختلاف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قانوناً عیسائی یا غیر مسلم بالجبر شتنے نہیں رکھے گئے۔ ہاں فوجی خدمت ان پر لازمی نہیں کی گئی لیکن فرمان گلخانہ اور خط ہمایوں کی رو سے عیسائی اگر چاہیں تو فوج میں داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر ان کی بجھ پر شاید حب وطن اس قدر غالب نہیں کہ وہ اپنی ذاتی آرام اور دولت کمانیکے پیشوں کو چھوڑ کر سپاہ گری اختیار کریں۔ فوجی خدمت کا بوجھ صرف اکیلے مسلمانوں پر پڑنے سے بیشک اونکی ذاتی آرام و آسایش ثروت و ترقی نسل کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے اور اسکی وجہ سے صنعت و حرفت اور زراعت وغیرہ میں جو ملکی اور ذاتی خوشحالی و تمول کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں جیسا کہ چاہیئے مصروف نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ طریقہ گو نہایت اہم فوائد کا خالی نہیں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ قوم سے سپہگری کا مادہ مفقود نہیں ہو سکا اور انکی جفاکشی صبر و تحمل اور حب الوطنی میں کوئی فرق نہیں آسکا اور یہ انہی اوصاف کی بدولت ہے کہ چند در چند نیو بستہ اور عجیب اعداء کی صدیوں کے سر توڑ کوششوں کے باوجود ٹرکی کا وجود دنیا سے ناپید نہیں ہوا ہے اس مسئلہ کی تمام پہلوؤں اور نیز حالات موجودہ پر تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد میں مفصل بحث کر چکا ہوں شائقین سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مترجم
۲ سلطان عبدالمجید سے پہلے مسلمانوں کیلئے بھی فوجی خدمت ایک طرح سے اختیاری تھی۔
(بقیہ صفحہ ۱۲۴)

ترکی فوج جن لوگوں سے تیار کیجاتی ہے۔ انکی جسمانی بناوٹ اور ساخت نہایت عمدہ ہے۔ وہ مضبوط توانا سادگی پسند۔ اور عملی خانگی تربیت و معاشرت اور مذہب نے انکو تابعداری کرنے پرہیزگاری نفس کشی اور سخت اتقا کا معتاد بنا دیا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ماہر ہاتھوں (یعنی قابل افسروں) کی ماتحتی و نگرانی میں نہایت خوفناک ہتھیار بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مذہب جو ترکی سپاہی کی معاشرت اور روزمرہ زندگی میں اہم جزو ہے۔ وصف تابعداری اور نظام و ترتیب کو پیدا اور مضبوط کرنیکے لئے نہایت زبردست ذریعہ ہے۔ سپاہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہونے ایام رخصت کی میعاد سے زیادہ عرصہ گھر ٹھہرے رہنے کی خطا سہو درگذر ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن نماز سے غیر حاضر ہونے کی خطا کبھی معاف نہیں ہوتی اور بڑی سختی سے سزا دیجاتی ہے۔ مذہبی احکام کی ہرجگہ بڑی تقید سے تعمیل کرائی بلکہ کیجاتی ہے۔ مگر ناظرین اس سخت مذہبی پابندی سے ترکوں کا مذہبی لحاظ سے متعصب ہونا قیاس نہ کریں۔ اس پابندی اور تعصب میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔

لفٹننٹ جنرل وان ڈرگولز پاشا جو ترکی نظام فوجی کے جزو و کل سے بخوبی واقف ہیں۔ اور جو جنگ و امن دونوں زمانوں میں ترک افسروں اور سپاہیوں کی اوضاع و اطوار اور عادات و کیرکٹر کو بڑے غور سے پرکھتا رہا ہے۔ اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے۔ کہ زمانہ حال کی شکستوں کے باوجود ترکی فوج پر مایوسی اور مردہ دلی مستولی نہیں ہو سکی۔ وہ اپنی سابقہ فتوحات کو نہیں بھولی۔ ان کی یادیں ابتک تازہ ہیں۔ جو اس کے حوصلوں اور امنگوں کو بڑھاتے رکھتی ہے۔ غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج ترک بھی محسوس کرتا ہے کہ وہ مختلف الانواع قوموں کی مجمع بے تمیزی پر حکومت کرنیوالی قوم کا فرد ہے اور ان محکوم قوموں پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے۔ فیلڈ مارشل مولٹکے نے بالکل درست کہا ہے "کسی ترک سے دریافت کرو اسے اس امر کی اعتراف سے ذرہ بھر تامل نہ ہوگا۔ کہ علم و ہنر دولت و ثروت طاقت و قوت و ہمت و اولوالعزمی میں یورپین اس کی ابنائی وطن سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اس اعتراف کے باوجود اس کے دل میں کبھی اس بات کا وہم و گمان تک نہ گزریگا۔ کہ اسقدر خوبیاں رکھنے کے باوصف بھی کوئی فرنگی کسی مسلمان کے برابر ہو سکتا ہے"

یہ درست ہے۔ کہ ایسا گمان بسا اوقات خود رائی کا نامناسب اور مضر وصف پیدا کرنیکا موجب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلم امر ہے کہ اگر سپاہی کو اپنی ذات پر ایسا گمان ہو تو اس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں۔ اگر سپاہی کے دل میں یہ پختہ یقین جما ہوا ہو۔ کہ وہ ایک برگزیدہ و مقبول قوم کا فرد اور نائب ہے۔ تو اسی سے اس میں خود بخود یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ میرا سب سے اوّل یہ فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو بلند قومی منصب و افتخار کے قابل ثابت کروں

ترکی سپاہی کو اپنی ابتدائی خانگی تربیت اور طرز معاشرت سے فوجی تعلیم و تربیت اور پابندی کو قابل بننے میں بہت مدد ملتی ہے اس تربیت و معاشرت کی یکرنگی ہی بجای خود نہایت مفید چیز ہے۔ غریب سے غریب دہقان یا گلہ بانی کی بچے کو بھی ویسی ہی احتیاط

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس سلطان نے اسے انکے لئے لازمی کر کے معافی کا معاوضہ تقریباً ایکہزار روپیہ مقرر کر دیا۔ سلطان حال نے نقد معاوضہ کی قاعدہ کو بالکل منسوخ کر دیا ہے قسطنطنیہ کے مسلمان سلطان محمد فاتح کیوقت سے کوشش سے چلے آتے تھے۔ اب ان کیلئے بھی اس خدمت کو لازمی کرنیکی تجویز ہو رہی ہے جو غالب وجہ بار گراں خلافت سے منظور ہو جائیگی

اور انتظام کے ساتھ آداب مجلس اور اخلاق معاشرت سکھائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ امراء اور متمولین کی اولاد کو۔ اس غریب کے بیٹے کو بھی بعینہٖ وہی آداب بجالانے کی نقرات۔ دوسرے کو مخاطب کرنے کے وہی طریقے۔ خیریت و مزاج پرسی وغیرہ کے متعلق رسمی و رواجی سوالات کی وہی جواب۔ والدین کے آنے پر موِدبانہ کھڑے ہو جانے یا جبتک بڑا مخاطب نہ کرے مجلس میں خاموش بیٹھے رہنے وغیرہ وغیرہ قسم کے وہی عادات اور چہرہ پر وجاہت و خودداری اور وقار کے بشرہ کو قائم رکھنے اور اس پر کسی طرح کی کوئی علامت ہیجان و مسرت وغیرہ کی ظاہر نہ ہونے دینے کی وہی عادت سکھائی جاتی ہے جو کہ ایک امیر کے فرزند کو۔

اسطرح سے بڑوں اور عالموں کا ادب اور بزرگوں اور حکام کی تابعداری کرنا کہ ادب کرنیوالا اپنی خودداری ذاتی حیثیت اور مساوات کے احساس کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور یہ بات ترکوں میں پائی جاتی ہے۔ ایسی خوبیاں ہیں کہ جس نے بھی جمہور اور اقوام کو آپس میں متحد و متفق کرنے کی راہیں بہت حد تک ہموار کی ہیں ... اقوام کے مجمع میں جنس ترک گھرے ہوئے ہیں بالکل الگ تھلگ اور منفرد ہوں گے ...

ترکوں میں یہ قابلیت ہی نہیں کہ وہ دیگر ممالک میں اجنبی حکومت کے ماتحت ہمیشہ کیلئے زندگی بسر کر سکیں۔ اگر کسی ترک کو یہ صورت پیش آ جائے تو وہ خود بخود اپنی طبیعت و تربیت سے مجبور ہو کر اپنا وطن اور علاقہ ترک کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی سے جو صوبے آزاد یا الگ ہوتی ہیں گو اکثر صورتوں میں اس تغیر حکومت سے ذاتی خوشحالی اور تمول کو بڑھانے میں بہت آسانیاں ہو جاتی ہیں مسلمان وہاں سے بتدریج مہاجرت کر جاتے ہیں۔ اتنک صرف ایک روسی حکومت اپنی مسلمان رعایا کو حالات متغیرہ پر رضامند بنانے اور اپنے وطن مالوف سے وابستہ رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یا اب کچھ عرصہ سے آسٹریا کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ جس کو بوسنیا میں ایسی ہی کامیابی ہوئی ہے[1]۔

بالآخر ترکی کے متعلق بحث کرتے وقت اُس بے انتہا اقتدار کو بھی بالالتزام مدنظر رکھنا واجب ہے۔ جو اور اسباب یا بادشاہ کی ذات تو الگ رہی محض اسکے نام کو ہی اپنی رعایا پر حاصل ہے۔ حکمران بادشاہ بحیثیت فرمانروا خواہ ہردلعزیز ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں اس کے احکام مسلمانوں کی نظروں میں قانون بلکہ احکام قضا و قدر کے برابر ہوتے ہیں۔ وہ احکام ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں۔ وہ ایک ایسی طاقت ہیں جسکی کوئی مزاحمت اور جسکے برخلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔ جب سلطان کسی معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کر دے تو پھر تمام بحث مباحثہ ختم ہو جاتا ہے اور اسکی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو خانگی معاشرت تک میں دخل حاصل ہے۔ اور ذرہ ذرہ سے معاملہ میں کامل اثر رکھتی ہے یعنی عام معاشرت کے متعلق جس امر کو سلطان ناپسند کرے اُس سے گھروں کی محفوظ چار دیواری اور حرم کے اندر بھی بالعموم اجتناب

[1] اس کی تصدیق ایک حال کے ہی واقعہ سے بخوبی ہو رہی ہے۔ دسمبر گذشتہ میں سلطان المعظم جب قیصر قیصرہ جرمنی کو وداع کر کے محل سلطان کو واپس جا رہے تھے تو جہاں جہاں سے جو سڑکوں کے دونو طرف اور مکانوں کی چھتوں پر پرے باندھ کھڑی تھی خوشی کے نعرے مارنے اور تالیاں پیٹنی شروع کیں۔ آخر الذکر حرکت کو جہاں پناہ نے اسلامی آداب کی شان سے بعید تصور کیا اور غازی عثمان پاشا سے جو بالمقابل بیٹھے تھے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ غازی موصوف نے اردلی کو ایک جھنڈی کو بلا کر یہ امر بتا دیا۔ اور چند لمحوں میں منشاء سلطانی سے کل حاضرین کو اطلاع ہو گئی۔ اور پھر کسی نے تالی نہ بجائی۔ مترجم

[2] چند مہینے گذشتہ نے اس قول و قیاس کی تردید کر دی ہے۔ روسی صوبجات کازان کریمیا قاف وغیرہ اور بوسنیا سے بھی پچھلے برس سے مسلمان سلطنت

کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں بنظیرِ وصف ضبط نفس کے ساتھ راضی برضا رہنے کی صفت بھی بالاستحکام راسخ ہے عموماً ہر مسلمان فرد منشا ایزدی یا بالفاظ دیگر نوشتہ قسمت پر فی الفور راضی وشاکر ہو جاتا ہے۔ ان اوصاف کے علاوہ بقول گولز پاشا ترکی سپاہی کے سب سے بڑی اور نہایت کارآمد اوصاف یہ ہیں۔ کہ وہ سادگی اور اعتدال پسند اور سلامت رو ہے۔ قوم کے نوجوانوں میں مے نوشی کی برائی بالکل عنقا ہے۔ اور عشرت پسندی کے لوازمات جو یورپ کے نوجوانوں کے حصہ کثیر کی عمریں برباد کرنے کا باعث ہو رہی ہیں تقریباً مفقود ہیں۔ فوج میں داخل ہونیکے وقت تک ترکی سپاہیوں کی طرز معاشرت سادہ اور صحت بخش ہوتی ہے اور گو انکی بسر اوقات عموماً مفلسانہ ہوتی ہے۔ مگر یہ افلاس ویسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نہایت گنجان آبادی رکھنے والی مغربی یورپ کی اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی بدولت وہاں کے اکثر رہنے والے چھوٹی عمر میں ہی فکر معیشت اور دقت معاش کی وجہ سے خایف اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ ترک کی کمر محنت ومشقت سے جیسا کہ ہمارے صنعتی شہروں کے باشندوں کا حال ہے قبل از وقت خم نہیں ہو جاتی اور وہ نسبتاً بہت ہی زیادہ عمر تک ہتھیار باندھنے اور میدان کارزار میں شریک ہونیکے قابل رہتا ہے۔[1] فوج میں زیادہ تر وہ لوگ داخل کئے جاتے ہیں۔ جنکا آبائی پیشہ دہقانی شبانی اور صید وشکار چلا آتا ہے۔ طبقہ صناع اور کاریگران میں سے شاذ ہی کوئی شخص عساکر عثمانیہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اکثر سپاہی اوائل عمر سے اسلحہ کے استعمال سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور فوجی خدمت کے زمانہ میں اونکو عموماً اسی طرز معاشرت اور طریق بسر اوقات کا اعادہ وتکرار کرنا پڑتا ہے جس سے وہ اپنی خانہ بدوش طرز زندگی یا سفر وسیاحت کی بدولت پہلے ہی سے مانوس ہوتے ہیں۔ نئے رنگروٹ کو باقاعدہ سپاہ میں داخل ہونیکے قابل بنانیکے لئے بہت کم مشق وقواعد اور تربیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترکی صیغہ جنگ بالکل خام رنگروٹوں کو شروع ہی سے تربیت یافتہ اور قواعد داں سپاہیوں کی پلٹنوں میں داخل کر دینے سے کبھی نہیں جھجکتا۔ فن حرب کی اسرار ونکات کے متعلق جن تھوڑی بہت باتوں کے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں نئے رنگروٹ چند دنوں میں کہن خدمت رفقا سے خود بخود سیکھ لیتے ہیں۔

جو رنگروٹ فوج نظام (یا کارکن فوج) کے ساتھ کام دینے کیلئے طلب کئے جاتے ہیں انکو دو صنفوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک صنف کے لوگ تین برس فوج نظام میں۔ تین برس ریزرو (احتیاط) میں۔ آٹھ برس لینڈوہر (ردیف) میں اور چھ برس لینڈ سٹرم (مستحفظ) میں کام دیتے ہیں۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ دوسری صنف کے رنگروٹ پانچ سے لیکر نو مہینوں تک نظام میں رکھے جاتے ہیں۔ بعد ازاں انہیں اس شرط پر گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ کہ جب ضرورت ہو وہ کارکن فوج میں شامل ہونیکے لئے بلائے جائینگے۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد بیس ہزار مقرر ہے۔ ان اعداد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر سال تقریباً ۷۰ ہزار آدمیوں کو فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے مگر چونکہ سب کو یکساں میعاد کیلئے خدمت نہیں دینی پڑتی۔ اسلئے فوجی خدمت

---

[1] چند مہینے ہوئے دمشق میں ایک ترک سوا سو برس سے زیادہ عمر کا ہو کر فوت ہوا۔ اس نے نوے برس تک کی فوجی خدمت کی تھی۔ ایسی مثالیں ترکی میں شاذ نہیں ہیں۔ بلکہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مترجم ومولف

[2] سلطنت عثمانیہ میں ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار نوجوانوں پر باستثناء خاندانوں کے قابل کفالت فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے۔ ان میں سے تقریباً ۲۰ ہزار جسمانی کمزوری یا ناقابلیت کی وجہ سے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ بیس ہزار اس لئے

(بقیہ ص ۱۲۷)

کی قابلیت بھی سب میں یکساں مقدار در مدار کی پیدا نہیں ہوتی ۔ انکی علاوہ مستوجبان خدمت اشخاص کی ایک اور بھی جماعت ہے جسمیں تیس ہزار آدمی ہیں جو صرف ۱۵۰ - انوار ونکو مشق و قواعد سیکھتے ہیں ۔ جرمنی میں بھی پہلے ایک اسی طرح کی جماعت تھی اس صنف کے اشخاص صرف بھرتی کو کام میں مدد دینے کے لئی گھروں سے بلائے جاتے ہیں ۔

زمانہ امن میں ترکی فوج کی جمعیت وہائیاں اور سینکڑی چھوڑکر سوا دو لاکھ اندازہ کیجا سکتی ہے ۔ ریزرو سپاہ کی اور اجتماع افواج سے یہ تعداد تین لاکھ اسی ہزار ہو جاتی ہے ۔ وہ ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی جو گودا موں ۔ فوجی چھاؤنیوں اور چوکیوں پر پیچھے رہینگے ۔ انسے ماسوا ہونگے ۔

لینڈ وہر (ردیف) کی چھ لاکھ اشخاص میں سی ابھی تک صرف دو لاکھ اسی ہزار کو اور لینڈ سٹرم (مستحفظ) ... میں سے صرف ایک لاکھ اسی ہزار کو قواعد وغیرہ سکھائی جاتی ہے ۔ اس حساب سے بزمانہ جنگ فوج کی انتہائی جمعیت کا اندازہ ۸ لاکھ کیا جا سکتا ہے ۔

سلطنت عثمانیہ چھ جنگی اضلاع میں منقسم ہے ۔ بزمانہ امن ہر ایک میں کارکن فوج کا ایک ایک آرمی کور رہتا ہے ۔ بزمانہ جنگ اس کے علاوہ ہر ایک ضلع لینڈ وہر افواج دو دو اور لینڈ سٹرم سپاہ کا ایک ایک آرمی کور بہم پہونچاتا ہے ۔

کارکن فوج میں سر دست رائفل برادرونکی ۱۵ پلٹنیں ۔ دو دو پلٹنونکی دو دو رجمنٹیں ذوالعوفی طرز کی ۔ چار چار پلٹنوں کی ۴۳ اور تین تین پلٹنونکی تین انفنٹری رجمنٹیں اور علاوہ برین سترہ پلٹنیں (جو کسی آرمی کور میں شامل نہیں) یعنی جملہ ۲۹۷ پلٹنیں ہیں ۔ دوسری اور تیسری آرمی کوروں کی پلٹنوں کی نام نہاد جمعیت آٹھ آٹھ سو آدمیوں کی ۔ اور باقی ماندہ آرمی کوروں اور ڈویژنوں کی پلٹنوں کی بارہ بارہ سو آدمیوں کی ہے ۔ مگر فی الحقیقت اس قدر آدمی کبھی نہیں ہوئی ۔ تعداد مقررہ سے

زائد صفوف سابقہ بری ہو جاتی ہیں کہ کل خاندان کے گذارہ کا دار و مدار انہیں پر ہوتا ہے ۔ چالیس پچاس ہزار اول کنٹنجنٹ یعنی فوج نظام میں پوری مدت کیلئے لئی جاتے ہیں اور بیس پچیس ہزار دوم کنٹنجنٹ ہیں یعنی انکو ایک دو ماہ قواعد سکھا کر شروع ہی سے فوج ریزرو میں داخل کر دیا جاتا ہے ۔ محاربہ یونان کے شروع ہونے پر ایک معتبر فرنچ اخبار نے ترکی فوج کی جمعیت حسب ذیل لکھی ہے ۔ فوج نظام پانچ لاکھ تیس ہزار ہے جنمیں سے اڑہائی لاکھ پورے قواعد داں اور تربیت یافتہ ایک لاکھ تین ہزار نیم تربیت یافتہ اور ڈیڑھ لاکھ کم یا مطلقاً غیر تربیت یافتہ ہیں ۔ فوج ردیف چھ لاکھ ہے جنمیں سے دو لاکھ اسی ہزار پورے قواعد داں اور باقیماندہ نیم یا مطلقاً غیر قواعد داں ۔ فوج مستحفظ جسمیں سے نصف پورے قواعد داں ہیں تین لاکھ ۔ ہزار میزان کل ۱۴ لاکھ نوے ہزار جنمیں سے سات لاکھ ۱ ہزار پورے قواعد داں ایک لاکھ تیس ہزار کسیقدر کم قواعد داں اور چھ لاکھ پچاس ہزار نیم یا غیر قواعد داں ۔ ترکی سپاہی کے اوصاف ایسے مشہور نہیں کہ انکی زیادہ تشریح کی ضرورت ہو ۔ یہ درست ہے کہ ترکی طاقت اسوقت ایسی نہیں جیسی کہ بیس برس گذشتہ کو تھی اور جنگ کے رگ و ریشہ یعنی زر نقد کی بھی کمی ہے لیکن اسی بلور رکھنا چاہئے کہ یورپ میں کسی جنگ عظیم کے برپا ہونے پر ترکی تلوار اب بھی دول یورپ کی مساوات کو قائم رکھنے کو وقت بہت بڑا اثر رکھیگی ۱۲ ۔ تعداد پیدل فوج پلٹنونکی ہے ۔ اب یمن و حجاز کے باشندوں و خانہ بدوش قبائل پر بھی فوجی خدمت لازمی ہو گئی ہے یا ہونیوالی ہے ۔ مزید توضیح کیلئے دیکھو کتاب احسانات حمیدیہ کلمۃ الحق و مرقع الاسلام ۔ جلالتمآب نے کارکن اور احتیاطیہ فوج پیدل میں چند ملوہ ہو ڈ ۸۰ پلٹنوں کے نام اضافہ کا حکم دیا تھا جسکی تعمیل ہو چکی ہے

جمعیت کچھ کم ہی رہتی ہے کیولری پانچ چھ سو گھوڑوں کی ۹ سو سکواڈرنوں پر مشتمل ہے۔ آرٹلری فوج (توپخانہ) میں پانچ ڈویژن
اسپی توپخانہ کے اور تین ڈویژن (جو ۲۴ سو کمپنیوں) پر منقسم ہیں۔ اسپی اور کوہی توپخانہ کی ہیں۔ اور کل ڈویژنوں میں چھ چھ
توپوں کی پندرہ اسپی ۹۶ اسپانی اور ۵۴ کوہی باتریاں ہیں۔ قلعہ کے توپخانہ میں چار چار اور تین تین پلٹونکی ۸ بٹالین ہیں
دستۂ انجنیر اور میں چار سپانی پلٹنیں، تین کمپنیاں سفرمینا کی اور پانچ کمپنیاں قلاعی پیادہ فوجوں (ڈسپلنری سپاہیوں) کی ہیں۔
مذکورہ صدر افواج کے علاوہ ایک ڈویژن ٹرین یا باربرداری کا اور چار پلٹنیں میگزینی یعنی توپخانہ متعلق سلح خانہ کی ہیں
یہ کل افواج آرمی کوروں میں مرتب ہیں جنکے صدر مقام شہر بائے قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل۔ مناسطر۔ ارض روم[1]۔ دمشق۔ بغداد
اور یمن ہیں اور بھی طرابلس غرب میں اور کریٹ[2] میں ایک ایک ڈویژن الگ رہتا ہے۔ جو کسی آرمی کور کے تابع نہیں ہے
پہلے چھ آرمی کوروں میں سے ہر ایک میں دو انفنٹری ڈویژن، تین بریگیڈوں کا ایک ایک کیولری ڈویژن۔ اور دو دو
رجمنٹوں کے تین آرٹلری بریگیڈ جو تین تین باٹریوں کے ڈویژنوں اور ایک اسپی ڈویژن پر مشتمل ہیں۔ ایک ایک پلٹن انجنیروں کی
اور تین تین سامان قطاری ڈویژن کے ہیں۔ ایک انفنٹری ڈویژن میں ایک پلٹن رائفل برداروں کی علاوہ دو بریگیڈ اور
ہر بریگیڈ میں دو سے لیکر تین تک رجمنٹیں ہوتی ہیں۔ ساتویں آرمی کور میں فوج سواران اور توپخانہ نسبتًا بہت کم ہے۔
چونکہ چھٹے آرمی کور کی نظام سپاہ کی فوج سواران ایک مکمل کیولری ڈویژن بنانے کے لیے کافی نہ تھی کردکو کے ضلع
میں ایک قسم کی ملیشیا کیولری وہاں کے کرد قبائل کی امداد سے عساکر حمیدیہ کے نام سے تیار کی گئی ہے جس میں چھ چھ سو
سواروں کی چھ رجمنٹیں[3] بنائی جاتی ہیں۔

جب کل اقسام کی فراہمی کا حکم صادر ہو تو پہلے چھ آرمی کوروں میں سے ہر ایک فوج ردیف کے چار ڈویژن بہم پہنچاتا ہے
جسکے لئے ضروری سٹاف زمانہ امن میں بھی قائم رکھا جاتا ہے۔ اور ساکن فوج سے ان ردیفی ڈویژنوں کے لیے مطلوبہ کیولری
اور آرٹلری بہم پہونچا دیجاتی ہے۔ ہر ڈویژن کو کیولری کے علاوہ ایک ایک آرٹلری رجمنٹ مل جاتی ہے۔ ردیفی پلٹنوں کی جمعیت چھ
سو سے لیکر ایک ہزار آدمیوں تک کی ہوتی ہے۔ فوج مستحفظ چھ سو سے لیکر ایکہزار تک آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی پلٹنوں میں منقسم
ہے اس فوج کے آدمیوں سے (زمانہ جنگ) قلعہ داری اور چھاونیوں وغیرہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے ترکی فوج پیدل مارچنگ میں بڑی

---

[1] گو یہ مقام چوتھی آرمی کور ہی نہیں بلکہ کل سلطنت میں سب سے زیادہ فوجی اہمیت رکھتا ہے لیکن وہ صدر مقام نہیں جو کہ کور کا صدر مقام
قصبہ ارزنگیان میں ہے مترجم [2] افسوس یہ کتاب لکھے جانیکے چند ماہ بعد یہ جزیرہ ترکی کے فوجی قبضہ سے بالکل آزاد ہو گیا ہے اور ڈویژن چھوٹ
اب اس میں ایک کمپنی بھی ترکی فوج کی مقیم نہیں ۱۸۹۸ء کی آخری سہ ماہی میں ترکی افواج نے جزیرہ مذکور کو تقریبًا بالکل خالی کر دیا جو زیادہ تر مقدونیہ
اور البانیہ کو بھیجی گئی۔ مترجم [3] ایک واقفکار اور باخبر مصری اخبار کا بیان کرتا ہے کہ حبکی پلٹنیں اور چھوٹے جنگی اضلاع میں دو لاکھ سے زیادہ سوار عساکر
حمیدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ طرابلس الغرب میں بھی جہاں دو برسوں سے تقریبًا کل آبادی حفاظت ملک و ملت کیلئے مسلح کی جارہی ہے
اور خدام روان بنائی جارہی ہے چند مہینے سے عساکر حمیدیہ کی بنا قائم کر دی گئی ہے۔ اور اب تک (مارچ ۱۸۹۹ء) تقریبًا چار ہزار سوار تیار ہو چکے ہیں

رائفلوں سے مسلح ہے۔ جنگ سوم وروس میں اُس کے پاس یہی رائفل تھی۔ نشانہ درستی اور آتشبازی کی سرعت دونو باتوں کے لحاظ سے یہ ہتھیار نہایت ہی کارآمد اور قابل تعریف ہے۔ موجودہ صدی کے آٹھویں عشرہ کے ختم ہونے کے قریب ترکی گورنمنٹ نے آٹھ کارتوسوں کا میگزین رکھنے والی ماسر رائفل سے اپنی فوج کو مسلح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پانچ لاکھ رائفلوں کی خریداری کا حکم نافذ ہوگیا۔ مگر ۱۸۹۰ء میں جب دیگر تمام یورپین سلطنتوں نے چھوٹی نالی کی رائفلوں کا استعمال شروع کیا۔ تو ترکوں نے بھی اُسی قسم کی رائفلوں کو پسند کر کے دو لاکھ کی خریداری کا حکم دیدیا۔ یہ رائفل جسے ترکوں نے اختیار کیا ہے۔ بلجیم فوج کی رائفلوں سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اور اکثر باتوں میں آسٹریا کی فوج کی مان لیشر رائفل سے ملتی جلتی ہے۔ آخرالذکر رائفل ترکی سپاہیوں کے لئے نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ اُس کے استعمال میں کسی زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں اور دیرپا بھی اچھی ہے +

چھوٹی نالی کی رائفل کی خریداری سے پہلے پانچ لاکھ رائفلیں اور اُن کے کارتوس قسطنطنیہ میں موصول ہو چکے تھے۔ اور عنقریب اُن کی تقسیم شروع ہونیوالی تھی۔ مگر جدید رائفل کی وجہ سے اُنکی تقسیم ملتوی کر دیگئی۔ یہ رائفلیں ابتک میگزینوں میں بند ہیں۔ اور تاحال صرف ایک ایک دو دو کرکے تقسیم کیگئی ہیں +

توپخانہ کے اسلحہ کے متعلق مختلف رپورٹیں مشہور ہیں۔ ترکی میدانی توپخانہ میں ۸ سنٹی میٹر (۳ء۱۵ انچ) قطر کی بھی باتریوں میں ۷ء۵ سنٹی میٹر (تین انچ) کی اور کہیں باتریوں میں ۶ء۵ سنٹی میٹر (۲ء۵ انچ) کی توپیں ہیں۔ چار آرمی کوروں میں چھ چھ توپوں کی چھ چھ باتریوں کی چھ چھ رجمنٹیں ہیں۔ بغداد کے آرمی کور میں سترہ باتریاں اور یمن کے آرمی کور میں سات باتریاں ہیں +

توپخانہ کی تین اقسام میں سے میدانی توپخانہ برجستگی، خوش اسلوبی اور تیاری میں بلاشک وشبہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اُسے یہ فوقیت پہلے اجنبی اتالیقوں (گلز کوسی۔ وینٹ وغیرہ) متذکرہ صدر جرمن افسر سٹو پاشا کی طفیل جو چالیس خوت ہوا ہے۔ حاصل ہوئی ہے۔ یہ نیک مرد سالہاسے دراز کے مسلسل اور انتھک جد وجہد سے آخر ترکی توپچیوں میں پرشوق امنگ وجودت کی روح پھونکنے میں باحسن وجوہ کامیاب ہوگئے۔ دیگر فوجی صیغوں کے ترکی افسروں کے برعکس جو اپنے اپنے صیغوں میں اجنبی اتالیقوں کی اتالیقی کا کوئی مفید اور نمایاں اثر نہیں پاتے۔ اس صیغہ کے ترکی افسر جرمن اتالیقوں کے احسانات کے صدق دل سے معترف ہیں۔ اور حق الامر بھی یہی ہے۔ کہ کسی اجنبی کو متذکرہ صدر اتالیقان توپخانہ کے برابر اقتدار ورسوخ حاصل نہیں رہا +

کروپ نے ۱۸۶۶ء کے محاربہ (پرشیا و آسٹریا) کے ختم ہوتے ہی اپنی ساختہ اقواپ کو ترکی میں رواج دلانیکی کوشش شروع کر دی

مله محاربہ یونان کے دوران میں ایڈریانوپل کی افواج کیلئے اِن رائفلوں کی مقدار کثیر قسطنطنیہ سے بھیجی گئی تھی۔ اور شمالی کی دو عثمانیہ فوجوں سے بھی چند ایک پلٹنیں انسے مسلح تھیں۔ مترجم سله یہ مشہور جرمن کارخانہ دار ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۸۷ء میں مر گیا۔ اُسکا کارخانہ ابتدائی حد تک وسیع کر کے اُسے دیکھ کر عقل دنگ ہو جاتی ہے +

تھی۔ شروع شروع میں صیغہ توپخانہ کے انسپکٹر جنرل طلیق پاشا نے جسنے انگلستان میں تعلیم و تربیت پائی تھی۔ اور جتا بین انگریزی کارخانہ آرمسٹرانگ کی توپوں اور ہر ایک انگریزی چیز کا بڑا مداح اور طرفدار تھا اُسکی بھی مخالفت کی۔ مگر آخر کرپ اِس مخالفت پر غالب آگیا۔ اور ساتویں عشرہ میں کرپ توپوں کے استعمال کا قطعی فیصلہ ہو گیا۔ چنانچہ اس وقت میدانی توپخانہ کیلئے کلیۃً اور قلعوں کے لئے اکثر توپیں کرپ کے کارخانہ سے ہی منگوائی جاتی ہیں +

یونان سے لڑائی چھڑ جانے کے تقریباً یقینی احتمال کے علاوہ جزیرہ نما بلقان میں اور دشمنوں کے بھی پیدا ہو جانے کے گمان غالب کی وجہ سے تمام دنیا کی نظریں یورپین ٹرکی کے اول و دوم و سوم تینوں آرمی کوروں کی طرف جنکے ہیڈکوارٹر علی الترتیب قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل و مناستر میں ہیں منعطف ہو گئیں۔ آخر الذکر آرمی کو باقی دونوں کی نسبت یونان سے چنانچہ قریب ترین موقع پر ہونا تھا۔ وہ لڑائی سے بہت عرصہ پہلے کا جنگی پیمانہ پر مضبوط و مستحکم کر دیا گیا تھا۔ دس پلٹنیں قسطنطنیہ کے یعنی اول آرمی کور سے ۱۰ پلٹنیں اور پانچویں دمشق والی آرمی کور سے علاوہ ۲۲ پلٹنیں بطور کمک بھیجی گئی تھیں۔ خود اس تیسری آرمی کور میں اپنی حسب ذیل فوج تھی۔ دو انفنٹری ڈویزن (ہر ایک چار انفنٹری بریگیڈ یعنے ۸ انفنٹری رجمنٹیں یا ۲۴ پلٹنیں) دو پلٹنیں ہائی لینڈ کی [illegible]۔ چھ رجمنٹیں یعنے پانچ پانچ رسالوں کی چھ رجمنٹوں یا تین بریگیڈوں کا ایک کیولری ڈویزن [illegible] بریگیڈ میدانی توپخانہ کے جو ۳۰ - ۳۶ باتریوں کے دو ڈویزنوں میں منقسم تھے۔ ایک ڈویزن توپخانہ کا ایک پلٹن پاؤنیروں کی ایک پلٹن قطار برداری کی اور ایک ٹیلیگرافی کمپنی۔ تیسری آرمی کور کی اس سپاہ کی فراہمی و اجتماع کے ساتھ ہی یورپین علاقہ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے نظام فوج اور نیز ردیف سپاہ کے بھیجے جانے کا حکم صادر کیا گیا۔ تاکہ یونان کے خلاف میدان جنگ میں لانے کے لئے اسی ہزار فوج مہیا ہو جائے +

ترکی سپاہ کی فوجی تربیت یورپین معیار کے مطابق کیا من حیث المجموع اور کیا من حیث الانفراد بیشک ناقص اور نامکمل ہے۔ مگر اس سے محاربہ و کارزار کیلئے ترکی فوج کی تیاری اور قابلیت کے متعلق غیر مفید نتیجہ نکالنا کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ اکثر سپاہی ایسے قبائل کے ہوتے ہیں جو بچپن سے ہی اسلحہ سے مانوس اور انکے استعمال کے عادی ہو چکے ہیں۔ بعض قبیلوں کے آدمی تو گویا پیدائشی سپاہی ہوتے ہیں جنمیں صرف اپنے ہمسایوں سے ہمیشہ مصروف پیکار رہنے بلکہ حکام سے بھی بھڑتے رہنے اور قزاقی کی مشق و کثرت کی بدولت جنگی مادہ قائم اور اوصاف فوجی ہر وقت تازہ رہتے ہیں۔ بیقاعدہ معرکہ آرائی تو ان لوگوں (یعنے کردوں اور البانیوں وغیرہ) کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ وہ گویا بنے ہی اسی کیلئے ہیں +

اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ باقاعدہ محاربہ میں جو نسبتاً بڑے پیمانہ پر ہو گا کار آمد نہیں ہو سکتے۔ اگر ان کو موجودہ فوجی ترتیب سے بہرہ اندوز کیا جائے۔ تو وہ ایسے محاربہ میں بھی ویسے ہی کارآمد ہو سکتے ہیں جیسے کہ بیقاعدہ

لڑائیوں میں ترکی میں توپخانہ کی سالم سالم بیٹریوں اور انفنٹری کی سالم سالم پلٹنوں سے جو تنزل ہو، تو اسکی تلافی
ہے۔ وہ بچاؤ کے پہلو پر ہوگا یا جمعیت کثیر لڑنے ضرورتوں کو تو شاید کفایت کر سکے مگر ان دو نوع کے ... آمیزش
کیلئے بمشکل کارآمد ہو سکتی ہے۔ فوج کیولری کی نہ میدان جنگ پر نہ بچاؤ کے لیے اور نہ اتفاقی اغراض کیواسطے
موجودہ زمانہ کے جدال کی ضرورتوں کے حسب حال ہے۔ برعکس اسکے یومیہ معمولی کام روزانہ نہایت عمدگی اور کمالیت
کے ساتھ سرانجام کیا جاتا ہے۔ حتے کہ چھوٹے چھوٹے غیر اہم کاموں کی تعمیل کی نگرانی بھی نہایت احتیاط کے ساتھ
کسی افسر کے ذمہ کر دی جاتی ہے۔ یومیہ فرائض میں اردلیانہ سنتریانہ اور بیدیدی چوکی کی خدمت بہت اہم سمجھی
جاتی ہے۔ اور بہت سا وقت آدمیوں کو ان خدمات پر لگانے پر صرف ہوتا ہے۔ باقی ماندہ وقت راشنوں کی تقسیم
پانی کے لانے اور ہمچوں قسم دیگر متفرق کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ ترکی سپاہ عموماً دن میں دو دفعہ صبح و شام توہمد
کرتی ہے۔ جسمیں وقت مقررہ اور نقشہ مجوزہ سے ایک قدم تجاوز نہیں کیا جاتا۔ وقت کی ٹھیک پابندی کا جیسے کہ
ہم یورپین لوگ عام متعاد ہو رہے ہیں۔ اور نیز ہم لوگوں کی طرح اپنے کام کو مسلسل توجہ سے کرنے کا بالکل نام و نشان
نہیں پایا جاتا۔ لیکن صفت فرمانبرداری اور سیٹلی کی کوئی کمی نہیں۔ اور کسی طرح کی بدعنوانی یا نافرمانی بالکل ہی
شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ یقینی امر ہے۔ کہ تابعداری میں پرجوشی اور شوق یا استقلال ...
کہ جیا ہئے نہیں ہوتی +

ترکی سپاہیوں کی فوجی تربیت بھی اس حد تک نہیں پہنچی۔ کہ صادر شدہ حکم کی تعمیل میں سخت سے سخت اور عظیم سے عظیم مشکلات کے
حائل ہونیکی بھی پروا نہ کر کے اپنی طرف سے ہر ایک طرح کی جان توڑ کر کوشش کریں۔ ترکی سپاہی غیر متزلزل اور مزاحمت کنندہ کا دٹ
کو بلا تکلف خدا کی مرضی پر مبدل کر کے اسپر غالب آنیکی کوشش کرنے سے کچھ جھجک سا جاتا ہے۔ ایسی صورتمیں اسپر ایک واہی جوش فوراً کا
خاصہ سے مستولی ہوجاتی ہے۔ ناکامی کا رنج اسے زیادہ دیر تک نہیں ستاتا۔ بلکہ جلد تسکین ہوجاتی ہے۔ مگر باینہمہ اگر افسر قابل اور لائق
ہو تو وہ فی الفور اپنی سپاہ میں دھک پر شوق اور بتطیر جانبازی کی روح پھونک سکتا ہے۔ ترکوں میں جیسا کہ ان اقوام کا جو تہذیب کے
کمتر درجہ پر ہوں خاصہ ہے۔ شجاعت اور ہمت سے بیباکی ان دونو اوصاف کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے گو
بظاہر انکا چنداں نمایاں تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک فرد کی نسبت یہ فرض کر لیا گیا ہوا ہوتا ہے کہ اسمیں یہ خوبیاں موجود ہیں جنکے
نشو و نما میں مذہب سے بہت مدد ملتی ہے۔ مسلمان موت پر تاسف تو کرتا ہے مگر اسکا کوئی بیہودہ مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔ نہ لمبا چوڑا
ماتم منایا جاتا ہے کیونکہ موت سے اسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو یہ وقت یہ امر ملحوظ رہتا ہے کہ موت ایک طبعی اور اٹل امر ہے حسرت
کے متعلق اسکے حوصلہ اور صباحت و وقار میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اسکا عمل ایسا منضبط رہتا ہے کہ باقی اقوام کو بھی اس خوبی کی تقلید
کرنا واجب ہے۔ اگر اسکے کسی دوست پر کوئی مصیبت وارد ہو تو مسلمان اسے ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے "خدا تجھے اس سے بدتر بلا سے
محفوظ رکھے" جو سپاہی دو دو دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا موت ہوا اسکا قوم مبارک شہید کہتی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص انکے اعتقاد

میں فی الفور بہشت میں داخل ہوتا ہے +

یہی وجہ ہے کہ ترکی سپاہی خواہ سخت خطرہ میں مبتلا ہو جائے یا کثیر التعداد دشمنوں میں گھر جائے نہیں بلکہ یقینی تباہی او ہلاکت کی موجودگی میں بھی کبھی اوسان نہیں ہارتا۔ اُسکا یہ وصف معتبر شہادتوں سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ یہ وصف جبکہ وہ بچاؤ کے پہلو پر لڑ رہا ہو حیرت انگیز اور نتیجہ خیز کارنامے دکھانیکی قابلیت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ بچاؤ کے پہلو پر ہونیکی صورتمیں پرجوش مستعدی کی نسبت تحمل اور ثبات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا ترکی سپاہی کے حق میں صریح ناانصافی ہوگا کہ وہ حملہ میں ابتکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور صرف بچاؤ کے پہلو پر کارآمد ہو سکتا ہے۔ جس شخص نے پلیونا[1] کے محاربات کے تفصیلی حالات پر غور کیا ہوگا وہ کبھی ایسی غلط فہمی میں نہیں پڑیگا۔ اور باآسانی اسکی تردید کر سکیگا۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ترکوں نے جس جلادت و شجاعت سے مقام مذکور کے جنوب مغربی مورچوں کو روسیوں سے چھین کر فتح کر لیا تھا۔ اُس سے اس غلط خیال کی پوری پوری تردید و تکذیب ہوتی ہے +

نوشتہ تقدیر یا منشاء الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور راضی برضا رہنے کا اسلامی وصف تاریک اور روشن دونوں رخ رکھتا ہے۔ ایکطرف یہ وصف اُنمیں اعلےٰ ترین فوجی خوبیاں صبر و تحمل عزم بالجزم جنگی پرجوشی اور موت کی بیباکی پیدا کرتا ہے اور بڑھاتا ہے اور دوسری طرف کاہلی اور لاپروائی اور لااُبالی ہونیکی عادات بھی جو ترقی کی جانی دشمن ہیں پیدا کر سکتا ہے ایک اور خرابی بھی اسی قسم کی ہے جو ایک حکم الٰہی پر نامناسب و بیجا حد تک عمل کرنیسے پیدا ہو رہی ہے قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے کہ "بہتوں کی رائے میں ایک کی رائے سے زیادہ عقلمندی ہوتی ہے" پھر کیا تھا ادنےٰ سے ادنےٰ معاملہ کیلئے بھی کمیشن مجلس مشاورت کا ہونا لازمی بنا دیا گیا ہے اور خفیف سے خفیف معاملہ کا بھی کونسل مجیدیہ کمیشنوں کمیٹیوں معاین مجلسوں الغرض ہر قسم موزون عقلمندی و دانائی کے طومار در طومار میں جنکے خدا معلوم کیا کیا نام وضع کر رکھے ہیں پیش ہونا لابدی ہے اور اس طریق سے انصرام مہام سلطنت میں جسقدر توقف حادث ہوتا ہوگا وہ صاف ظاہر ہے +

ترکی فوج کے متعلق ایک اور عجیب امر یہ ہے کہ اُسکی طاقت کی حقیقی بنیاد اور اسکا اصلی مغز فوج لینڈ وہر (ردیف) ہی ہے جنرل فان گولٹز پاشا اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ وہ تمام جرنیل جو پچھلے محاربہ میں شریک ہوئے مصافی یا کارکن سپاہ پر ردیف فوج کو ترجیح دینے میں متفق اللسان ہیں۔ اس فوج کے سپاہیوں کی عمر بالعموم ۲۷ و ۳۲ کے درمیان ہوتی ہے۔ جس عمر میں ہی جا کر انکی نہایت ہی سادہ اور صحت بخش طرز زندگی اور دہقانی بسر اوقات کیوجہ سے ترکی دہقان کی طاقت پورے شباب کو پہنچتی ہے چنانچہ ردیف کے سپاہی دراز قد و جسیم و مضبوط ہوتے ہیں اور بےنظیر ذاتی شجاعت اور حیرت انگیز طاقت تحمل و برداشت رکھتے ہیں کارکن فوج کیطرح وہ بھی ناکافی قواعد مشق کر لینے پانیکی وجہ سے طبعی طور پر میدان جنگ میں کسیقدر خسارہ اُٹھاتے ہیں لیکن یہ معلوم ہو کہ مغربی و مشرقی لوگوں کی عادات کا مخالف

[1] یہ تفصیلی حالات کتاب محاربات پلیونا میں جو دفتر رکمیں سے ملسکتی ہے مندرج ہیں ترکوں کی جلادت و قابلیت پر میں تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کر چکا ہوں جو ستمبر سنہ ۰۳ تک ماہ بماہ شایع ہو کر ہم نے مصر کی طرف [illegible] شدہ ہے

کی وجہ سے مشق و قواعد اُنکے لئے ایسی لازمی نہیں جیسی کہ ہم اہالی یورپ کے لئے +

چونکہ اِس کام کیلئے مکمل سٹاف موجود ہے ردیف پلٹنوں کے جمع کرنیمیں کوئی دقت پیش نہیں آتی ۔ سلطنت کو فوجی اضلاع میں تقسیم کرنیکے جدید انتظام کی بدولت جسپر چند گذشتہ برسوں سے عملدرآمد ہو رہا ہے حکم طلبی سے ساتویں دن ردیف کے سپاہی کوچ کے لئے ہمہ تن تیار اپنے اپنے ہیڈکوارٹر میں جمع ہوسکتے ہیں ۔ اکثر اضلاع اب دارالخلافہ سے تار برقی سلسلہ سے منسلک ہیں اور تار برقی لائینوں کی تکمیل کا کام ہر طرف بسرعت جاری ہے[۱] +

---

[۱] اس محاربہ میں ٹرکی نے اپنی بری و بحری افواج کو جس صفائی و سرعت اور باقاعدگی سے جمع و فراہم کیا اُسکی کچھ حقیقت ناظرین کو مارچ ۱۸۹۷ء کے اخیری ہفتہ کی اجتماعی کارروائی سے معلوم ہوجائیگی جسے ٹیوانٹ ہرلڈ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء میں نے بالفاظ ذیل تحریر کیا ۔

(منگل ۲۳ مارچ) سرحد یونان پر سلطنت عثمانیہ کے تمام حصوں سے متواتر فوجیں چلی جارہی ہیں الاسونا کی باتریاں ہر روز توپخانہ کی مشق کررہی ہیں جرنیل حقی پاشا تیسری ڈویژن کی کمان لینے کیلئے ہیڈکوارٹر سے ڈسکٹ کو روانہ ہوگئے جہاز حفظ رحمٰن کی مرمت شروع ہوگئی ہے (جو ۲۸ مارچ کو مکمل ہوگئی) آہن پوش جلالیہ پر انجنوں کے پرانے بائیلر تبدیل کرکے نئے چڑھائے جارہے ہیں جلالیہ جہاز تقریباً ہمرنگ امرتیں حفظ رحمٰن کے مشابہ ہے صرف یہ فرق ہے کہ اسکی آہنی چادر سات انچ موٹی ہے ۔ آندھی کی وجہ سے اتوار کو دن کوئی جہاز اسعد فوج لیکر روانہ نہیں ہوسکا ۔

(بدھ ۲۴ مارچ) سینٹ میں مراحل میں فوج کیلئے چار بارکیں نئی تعمیر کیگئی ہیں ۔ ذخیرہ اسلحہ خانہ بحری میں چند تارپیڈو کشتیاں دوسرے دن کی سمندر جانیکیلئے تیار کیجارہی ہیں ۔ ۳ گھوڑے عنقریب ینیپیہ (واقع قسطنطنیہ) بارکوں سے تبیہ و امداد کیلئے روانہ کئے جائینگے مقام قرق دہ (واقع اناطولی) کو ۵۵ سپاہی بمعہ پچھ ۔۔۔ ایک ٹرین مرادلی سے سالونیکا کو روانہ کی گئی جلیح روڈسٹو کے ریزرو سپاہی جنکی تعداد بارہ پلٹن ہے اور دوسری آرمی کور سے متعلق ہیں ساعر میگزین رائفل کا استعمال سیکھنے کیلئے گھروں سے طلب کئے گئے ہیں ۔ صوبہ البانیا کے شمالی صدر مقام سقوطری کی مستقل آٹھ پلٹنوں میں عنقریب ایک ہزار فوج کا اضافہ کیا جائیگا ۔ (یہ مقام سرحد مانٹی نیگرو کے قریب ہے) ۔

فرمان شاہی صادر ہوا ہے کہ اس سال کے رنگروٹ بلا کسی توقف کے ٹھیک تاریخ معینہ پر بھرتی کئے جائیں اور اسکے بعد فوراً اپنے اپنے اردو کو روانہ کردئے جائیں ۔

میجر ابراہیم لودی آفندی دوسری آرمی کور کو کمانڈ کو اینٹیکا تک پانا کیلئے دس ہزار مارٹینی ہنری رائفلیں اور تیس لاکھ کارتوس لیکر کل شام اینڈیا نوپل سے بذریعہ ٹرین سالونیکا کو روانہ ہوئے ۔ روڈسٹو کے بندر میں کل بارکش مویشی کی تعداد عظیم جو بندر عنی بولی سے (بحیرہ اسود کا جنوبی ساحل پر واقع ہے) لائے گئے تھے اتاری گئی ۔ بعض مویشی بحری سفر کیوجہ سے شکستہ حال تھے ۔ جو جہاز فوج لیکر روڈسٹو پہنچے ہیں اُنکو بندرگاہ میں داخل کرنیکیلئے دودخانی کشتیاں مامور ہیں شروع اجتماع سے ۲۱ مارچ تک اس بندرگاہ میں ۱۴۰۷۰ سپاہی یعنی ۲۸ پلٹنیں جہازوں سے اتاری گئیں بیان ہوا ہے ایک سپاہی کو چار دن کا راشن جسمیں بہت بسکٹ ۔۔۔ دیکر روانہ کیا سپاہیوں ۔۔۔ بھی

فوج میں اعلیٰ افسروں کی تقرری کا قاعدہ سلطان عبدالحمید کے وقت سے جنہوں نے فی الواقع جوانمرد اور مستعد باپ محمود کی اصلاحی کام کا سلسلہ جاری رکھا تھا، نتیجہ ہے اعلیٰ افسر گو تعداد میں تھوڑے ہیں۔ مگر انکی ناموری بڑی ہے۔ انکی فہرست میں عثمان پاشا محمود حمدی پاشا مدحت درضا پاشا ایسے جوانمردوں کے نام شامل ہیں جنکی ہمت و کوشش اور قابلیت ولیاقت سے عثمانیوں میں ترقی کا جدید دور شروع ہوا۔ کل سلاطین کی نسبت سلطان عبدالعزیز کا عہد واقعی بڑے اور قابل آدمی پیدا کرنے میں خاص فوقیت

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۴۴ بٹلینیں ماسر میگزین رائفلوں کا استعمال سیکھنے کیلئے طلب کی گئی ہیں سب سے اول وار دیلو کی رجمنٹ تونیہ کا بریگیڈ اور بالوق انڑو قرا حصار کی پلٹنیں بلائی جائینگی ترکی اخبار اقدام لکھتا ہے کہ جہاز حمیدیہ کے کپتان نے جو ترکی سلحخانہ میں تیار ہوا تھا تار دیا ہے کہ میرے آہن پوش نے فی میل ساڑھے چودہ میل سفر طے کیا۔ یہ رفتار جنگی جہازوں کی اوسط رفتار سے نصف میل زیادہ ہے۔

(جمعرات ۲۵ مارچ) دخانی جہاز قیلانی ایک ہزار ردیف چالیس بحری سپاہی سامان جنگ کئی صندوق اور بارگش مواشی کی مقدار عظیم لیکر بندرگاہ قواق میں پہنچا جہاں بحری سپاہیوں کو اتار کر فوج کو اتارنے کیلئے روڈ وستو کو روانہ ہوگیا۔ منگل کو طرابزون فوجی سالار عونیہ (واقع ایشیائے کوچک) کو ردیف تعدادی ۲۵۰۰ بذریعہ ریل مرادلی سے سالونیکا کو روانہ کئے گئے۔ سالونیکا کو ردیف سپاہی جو دوسری آرمی کور سے متعلق ہیں۔ سب کے سب الاسونا پہنچ چکے ہیں۔ اور سیاق (?) اضلاع کی اسی ردیف پلٹنوں میں سے ساٹھ وہاں پہنچ چکی ہیں۔ باقی جہاز کے ان کے پہنچنے پر ٹرکی کی جنگی تیاریاں مکمل ہو جائینگی۔

(جمعہ ۲۶ مارچ) سرحد پر فوج سلطان کی سات بٹالین جمع ہیں۔ ماسر لیتاب (?) کے آٹھ صندوق اور ۱۰ صندوق کارتوس کے ڈارڈنیلز کو روانہ کئے گئے ہیں۔

امیرالمومنین نے تمام ردیف سپاہیوں کو جو طلب کئے گئے ہیں۔ انکم ٹیکس سے بری کر دیا ہے۔ توپخانہ کی نو بائٹریاں ایک لفظ کی اطلاع پر فوجی سے سرحد جانیکو تیار ہیں۔ دوسری آرمی کور (ایڈریانوپل) کی افواج میں ابتک ۷۰ ہزار ماسر رائفلیں تقسیم ہو چکی ہیں۔

سرحد پر جمع شدہ فوج کو ڈاردنلز کے ہیڈ کوارٹر کے درمیان سلسلہ تار برقی قائم کر دیا گیا ہے۔ دخانی جہاز قاسم پاشا کو جو ڈاردنیلز میں مقیم ہے فی الفور جنگی بیڑہ جہازات کو جا ملنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیڑہ ابھی تک اپسا کوس (?) میں لنگر زن ہے۔ کل جمعرات کو ۲۲۸۳ سپاہی اور کئی صندوق سامان جنگ کے سپیشل ٹرین نمبر ۱ سے سالونیکا کو روانہ کئے گئے۔

مسلح جہاز ستانکوئی (?) کو جو جزیرہ لنوس کی حفاظت پر مامور ہے۔ سالونیکا کے ساحل پر گشت کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ سقوطری واقع البانیا کی پلٹنوں کو جنگی جمعیت میں کر دئے جانیکا حکم ہوا ہے۔ مطلوبہ آدمی اس سال کے رنگروٹوں سے لئے جائینگے۔ الاسونا اور گریونیا کی پل و سڑک بنانیکی فوجی کمپنیاں اس نواح کی تمام فوجی سڑکوں اور ضروری پلوں کی مرمت کر رہی ہیں حکام الاسونا کو قریب تو جکے (?) زرشید (?) پانی کیلئے کنوئیں مصنوعی چاہات کل کے ذریعہ تیار کرنیوالے ہیں۔ الاسونا میں اسوقت سات لفٹنٹ جنرل اور چار بریگیڈیئر جنرل موجود ہیں۔ رسالہ نیز پولیس کی تعداد کافی نہ ہونیکی وجہ سے فوجی حکام نے ہر ایک پلٹن کیلئے علیحدہ علیحدہ تو اچیاں (?) بنائے جانیکا حکم دیا ہے۔ اور اس کام کیلئے تصدیق ہو چکی

رکھتا ہے حال کے محاربہ کے تقریباً تمام کمانڈروں - ادہم سپہ سالار عمر نشاط حمدی حاجی خیری حقی اور حفظی پاشا نے پہلے پہل اسی عہد میں امتیاز و ناموری حاصل کی تھی ترکی افسروں کو نہایت معقول اور عمدہ تعلیم ملتی ہے - اور اپنے پیشہ کے متعلق بالخصوص نہایت عمدہ تربیت پائے ہوتے ہیں قسطنطنیہ کے حربی سکول کے طلبا کو جرمنی اور روسی اور فرانسیسی اور بحری کالج کے طلباء کو انگریزی لازمی طور پر سیکھنی پڑتی ہے - ان طلبا کو تین مدرسوں یا مدارس میں جو ۹ جماعتوں میں منقسم ہیں تعلیم پانی پڑتی ہے - جماعتیں رشدیہ ۷ اعدادیہ اور حربیہ ہیں جنمیں آخری ۶ فوجی کالج ہیں - اس سے افسروں کی تعلیم و تربیت کی عمدگی اور برجستگی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے - عام سپاہی یا ادنے افسر بھی بالکل ہی ناتعلیم یافتہ نہیں ہوتے - قیام مدارس کا سسٹم گو جدید ترین یورپین نظام مدارس کے ساتھ بخوبی لگا نہیں کھا سکتا - مگر پھر بھی بہت معقول کام دیتا ہے - اگر ترکی سپاہیوں کو ایک طرف مدارس میں ایسی اچھی تعلیم و تربیت نہ ملی ہو - اور دوسری طرف قواعد و مشق نے اُن کو خاصہ تیار نہ کر دیا ہو تو وہ نہایت احتیاط اور غور و فکر سے تیار کیگئی ہدایات کی کبھی تعمیل نہ کر سکیں - ترکی نے فوجی حیثیت میں جو ترقی کی ہے اُس کا درست اندازہ معلوم کر سکنے کیلئے کرنیل سیف اللہ بک بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے - اُس کی نسبت وان ڈر گولتز

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سوداگر ابراہیم کو دیا گیا ہے بقول اقدام اب جنگی تیاری مکمل ہوگئی ہے - اور افواج قاہرہ اسلام و خلافت کی خدمت میں اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے اب صرف حکم سلطانی کے منتظر ہیں محکمہ توپخانہ ناصرہ کے دو افسر ۲ مارچ کو سامان جنگ اسلحہ خریدنے کے لئے جرمنی کو روانہ ہوئے - پچھلے دنوں ترکی سلحہ خانہ میں ۲۶ توپیں تیار ہوئی ہیں - اخیر مارچ کو اُن کی آزمایش کیگئی جس میں سب طرح سے مکمل پائی گئیں -

جرنیل وان ڈر گولٹز مشیر فوجی سلطنت علیہ عثمانیہ نے فوج کے اجتماع میں کار نمایاں کیا ہے - اعلحضرت امیر المومنین نے جنگ روس دوم ۱۸۷۷ء کے قیصر ولیم اول شہنشاہ جرمنی (قیصر حال کے دادا) کو عثمانیہ فوج کی ترتیب و درستی کے لئے ایک لایق افسر کی خدمات مستعار دینے کے لئے لکھا - قیصر موصوف نے جرنیل صاحب کو منتخب کر کے ارسال کیا - یہ جرنیل وان مولٹکی (نامور جرمن سپہ سالار فاتح فرانس بہ جنگ ۱۸۷۰ء) کے لایق ترین شاگرد ہیں - وہ اپنے ساتھ اور بھی چند جرمنی افسر لیتے آئے - صاحب موصوف نے ترکی سپاہیوں کی جبلی شجاعت اور جنگی اوصاف اور سلطنت عثمانیہ کی فوجی استعداد کی نسبت جو رائے ہے وہ بست سالہ عہد حکومت سلطان عبد الحمید میں درج ہے - فوجی اجتماع کے شروع ہوتے ہی جرنیل موصوف مع بیس دیگر جرمن افسران کے سرحد یونان کو روانہ ہو گئے - ۵ ہسنئے جرمن افسر حال میں جرمنی سے آکر ترکی فوج میں شامل ہوئے ہیں جنکے عہدہ کی خبر اوپر درج کیگئی ہے -

منرات بحریہ عثمانیہ نے دانت ڈینڈ یلز اور باسفرس کے قلعوں کے درمیان پانی کے نیچے تارپیڈو بچھا دئے ہیں اور دول اجنبیہ کے جہازوں کو بحر داخل کرنے سے روکنے کیلئے تارپیڈو کشتیاں اور جہاز مناسب موقعوں پر مامور کر دئے گئے ہیں *

سنہ فوجی مدارس کے تین اقسام ہیں - رشدیہ - اعدادیہ اور حربیہ مزید تفصیل کیلئے دیکھو وقعات مدم *

پاشا نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔ اگر یونان کے ساتھ جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ تو یا میں سپہ سالار ہونگا اور سیف اللہ[1]
میرا نائب۔ یا سیف اللہ سپہ سالار ہوگا اور میں اُس کا نائب۔ سیف اللہ پاشا ٹرکی کی جدید ترین فوجی تعلیم
کا تربیت یافتہ نونہال ہے۔ اور یہ عام مسلمہ امر ہے۔ کہ اگر ترکوں کے پاس سیف اللہ نہ ہوتا۔ تو وہ تھسلی کے
سنگلاخی اضلاع میں بمشکل ایسی حیرت افزا کامیابی حاصل کر سکتے۔ اگر ادہم پاشاہ کی کامیابیوں کی بنظر غور
پڑتال کیجائے تو ثابت ہوجائیگا کہ جس اُستاد کی طفیل وہ حاصل ہوئی ہیں۔ وہ سلطنت ٹرکی سے باہر کا ہے۔ یہ بمارک جو ابتد آجمنی

[1] اس موقع پر پاشائے موصوف کی ناموری کے چند اسناد درج کر دینا ... ہوگا۔ جو دکیل مورخہ
۵ رجولائی ۱۹۱۲ء نے مستند یورپین و ترکی اخبارات کی معتبر سند پر اس طرح تحریر کئے تھے۔

جنگ روم و یونان میں ادہم پاشا کے بعد سب سے زیادہ ناموری نوجوان سیف اللہ بے کو نصیب ہوئی
ہے جنکو اب ٹرکی کا جنرل دان مولکی پکارا جاتا ہے۔ جنرل دان مولکی پرشیا کا وہ مدبر سپہ سالار تھا۔ جس نے
۱۸۷۰ء کی لڑائی میں فرانس کی عظیم الشان فوج کے پرخچے اڑا دئے تھے۔ جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ شروع ہونے
سے بہت عرصہ پہلے ہی اُس نے دشمن کے ملک کا چپہ چپہ علاقہ اور اُس کے تمام مورچے اور قلعہ بندیاں اچھی طرح سے
دیکھ لی تھیں۔ یہی کام اس لڑائی میں سیف اللہ بے نے کیا ہے۔ چند برس ہوئے وہ ترکی سفیر متعینہ ایتھنز کے جنگی
اتاچی تھے۔ مگر اُنہوں نے اپنا وقت سفارت خانہ میں بیکار بیٹھ کر ضایع کرنے کی بجائے یونانی سرحد کا ہر ایک مقام
تمام ناکے اور درے اور کل کارآمد مقامات کو مہینوں دورہ کر کے اچھی طرح سے دیکھ بھال لیا۔ اور اُن کی عکسی تصویریں
اتار لیں۔ سیف اللہ بے کی اسی واقفیت تامہ کی طفیل تھا۔ کہ ترکی فوج ناقابل گذر دروں اور وادیوں میں سے
بآسانی گذر گئی۔ سلطنت عظمے عثمانیہ کا یہی ایک افسر ایسا نہیں جس نے اپنے وقت کو ایسے ضروری کام پر
صرف کیا ہے۔ بلکہ اگر سلطنت علیہ کو کسی اور ہمسایہ یا بعید سلطنت سے جنگ کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ تو
اُس وقت کل دنیا کو واضح ہوجائے گا۔ کہ ٹرکی کا صیغہ جنگ اس غنیم کے ملک کے بھی ہر ایک نشیب و
فراز سے پورا باخبر ہے۔

پر حاوی ہوتا ہے ۔ بالکل واجب طور سے ٹرکی پر بھی صادق آسکتا ہے ۔ کیونکہ یہ بخوبی مسلمہ اور مانا ہوا امر ہے کہ ترکی فتوحات ہر جگہہ اور ہر محل پر جرمن فوجی اتالیقی کا ہی جو سلطنت عثمانیہ میں کی گئی شاندار انعکاس ہیں اور ہر موقع پر اسی اتالیقی کا باشان نتیجہ جلوہ فگن تھا۔

محاربہ یونان میں جو ممتاز جرنیل شامل ہوئے ۔ ان میں سے ایک جرنیل جو اس محاربہ میں عملی طور پر کمانڈر نہیں بنا تھا ۔ بلا ریب مشہور آفاق اور عالمگیر شہرت و نیک نامی کا مالک و قابض غازی عثمان پاشا شیر پلیونا ہے ۔ ساٹھ برس ہوئے وہ بمقام اماسیہ پیدا ہوئے تھے ۔ اور اون کی نسبت یہ کہنا فی الحقیقت غلط نہیں ہوگا ۔ کہ انہوں نے اپنے ملک سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا اور وہ صرف دو دفعہ روس کی قلمرو میں داخل ہوئے ہیں ۔ پہلی مرتبہ اوس وقت جب کہ سب لفٹنٹ کی حیثیت سے وہ عمر پاشا کے زیر کمان ۱۸۵۵ء میں جزیرہ نمار کریمیا کے مقام یوپاٹوریا کی لڑائی میں شریک ہوئے اور پھر اس لڑائی سے بعد اس نامور سپہ سالار کے ساتھ صوبہ ابخاسیا[1] کے سواحل کو گئے اور دوسری مرتبہ اسوقت جب کہ پلیونا کے فتح ہوجانے پر اسیر جنگی کی حیثیت میں گئے تھے۔ ۱۸۶۰ء کی بغاوت دروساں کے انطفا کے بعد عثمان پاشا کپتانی کے درجہ پر فائز ہوئے ۔ ۱۸۶۷ء میں کریٹ کی بغاوت فرو کرنے والی فوج میں شامل رہے ۔ اور لفٹنٹ کرنیل کے عہدہ پر ترقی پاکر سٹاف میں داخل کئے گئے ۔ بحیثیت کرنیل ردیف پاشا کے زیر کمان ۱۸۷۱ء میں یمن میں معرکہ آرا رہے ۔ ۱۸۷۵ء

[1] یہ صوبہ بحیرہ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے ۔ اور کریمیا کی طرح گذشتہ صدی میں ترکوں کے ماتحت تھا۔

کے موسم خزاں میں جرنیل ڈویزن اور پاشا بنائے گئے۔ ۱۸۷۶ء کے محاربہ روم وسرویا میں ان کی زیرکمان فوج جو ویدن میں مقیم تھی۔ ترکی سپاہ کی فوج ہراول تھی۔ اس محاربہ میں بمقام ولیسکی اگورا ورسیت شار موصوف نے قابلیت اور فنون سپاہ گری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سن مذکور کے نومبر میں سلطان المعظم نے اونہیں مارشل (مشیر) کا رتبہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء کے موسم بہار میں جب روس وروم میں لڑائی شروع ہوئی تو وہ اس وقت ۳۵ ہزار فوج سمیت ویڈن میں مامور تھے۔ اس مقام سے اونھوں نے روسی فوج حملہ آور کو پہلو سے جا دبوچنے کے لیے) رومانیا پر حملہ کرنے کی تجویز کی۔ مگر اعلے حکام سے منظوری نہ ملنے کیوجہ سے انہیں جارحانہ پہلو اختیار کرنے کیلیے مجاہدانہ عزم مجبور ہو کر دست بردار ہونا پڑا۔ مگر جب روسی فوج حملہ آور کا قلب ودی انترا سے گذرتا ہوا اٹرنو وا تک پہونچ گیا۔ اور ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء کو درہ شیپکا کے راستہ کوہ بلقان کو بھی عبور کر گیا تو عثمان پاشا ناگہان بمقام پلیونا نمودار ہو کر روسی کی فوج حملہ آور کے میمنہ اور عقب کی سلامتی کو معرض خطر میں ڈالدیا۔ اور بتاریخ ۲۰ جولائی روسی جنرل شیلڈر شولڈنر کو اور بتاریخ ۳۰ و ۳۱ جولائی روسی جرنیلان کریدنر اور شاخسکوئی کو شکست دی۔ اور گو بعد میں رومانوی فوج نے پاشا موصوف کو وہ مورچے جو گریوتزا میں تھے چھین لئے۔ مگر خاص پلیونا پر جیسے مورچوں کے سلسلہ در سلسلہ سے خوب مستحکم بنایا گیا تھا۔ روسی اور رومانوی دونوں فوجوں کے حملوں کی کچھ پیش نہ جانے دی۔ جولائی کی جان گداز لڑائیوں میں فتحیاب رہنے کے صلہ میں بادشاہ نے انہیں غازی کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا۔ مارچ ۱۸۷۸ء میں روسی نظر بندی سے رہائی ملنے پر اپنے ملک میں واپس آتے ہی غازی موصوف نے عثمانیہ فوج کی اصلاح و ترتیب جدید کا کام شروع کر دیا۔ اور ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۵ء تک وزارت حربیہ کے عہدہ پر مامور رہے۔ ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء کی بلغاری شورش کے دوران میں ۲۴ مصافی ڈویزن یعنے تین لاکھ فوج حیرت انگیز قلیل عرصہ میں۔ جزیرہ نما بلقان میں جمع کر دیگئی تھی۔ اگر مارشل موصوف کی اعلے انتظامی قابلیت۔ فوجی مستعدی خداداد استعداد ترتیب و نسق اور بیشتر جنگی مہارت جو جرمن اتالیقوں کی تجاویز کو نصف راہ میں ہی استقبال کر کے جا ملتی تھی ممد و معاون نہ ہوتی تو یہ شاندار نتیجہ کبھی مرتب نہ ہو سکتا۔

ادہم پاشا عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کا مسلمہ مظفر و منصور سپہ سالار عمر میں ۵۰ برس سے متجاوز نہیں۔ مارشل موصوف کی شکل ہی سے انکی انتھک مستعدی اور بیشتر قوت برداشت و جفاکشی کا پتہ ملتا ہے۔ جسم دبلا پتلا اور چست و چالاک۔ قد میانہ سے کسی قدر نکلتا ہوا۔ آنکھیں فولاد شگاف رفتار و حرکات سبک و لچکدار۔ اونکی نسبت ایک مبصر کا یہ قول بالکل صداقت پر مبنی ہے کہ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے فتوحات پر شیخی بگھارنے کے بغیر اپنے کام میں مصروف ہو سکتا ہے ۱۸۷۷ء میں محاربہ روم وروس

سلہ غازی عثمان کے فوجی کارناموں اور انکے صبر و استقلال اور عزم مردانہ اور شجاعت دلیرانہ کے کرشموں کی حالات تفصیل معلوم کرنے کے لئے مطالعہ کرو کتب محاربات پلیونا و محاربات ویڈن۔

کے شروع ہونے پر وہ کرنیلی کا عہدہ رکھتے تھے۔ پلیونا کے محاربات کے دوران میں وہ کچھ عرصہ عثمان پاشا کی زیر کمان ایک بریگیڈ کے کمان افسر رہے تھے اور اسی اثنا میں بھی سلطان المعظم اور وزارت جنگ کو انکی طرف خاص توجہ ہو گئی تھی۔ (البانیا کے صوبہ) قوصوہ کا گورنر جنرل ہونے پر مارشل ممدوح اپنے زیر حکومت صوبہ میں ویسا ہی عمدہ انتظام قائم کرنے میں ساعی رہا جیسا کہ بوسینیا میں آسٹری ہنگری حکومت نے کیا ہوا تھا۔ مگر وہ اس عہدہ پر اتنا عرصہ نہ رہے کہ انکی مساعی جمیلہ سے کوئی دیرپا نتیجہ مترتب[1] ہو سکتا۔

مقدونیہ اور تھسلی کی سرحد پر جمع شدہ ترکی افواج کی کمان ملنے پر مشیر ممدوح یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے اور دوسرے دن کی شام کو آلاسونیا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم جا کیا۔ جنگ کا اعلان ہوتے ہی سپہ سالار موصوف نے بتاریخ ۱۷ و ۱۸ اپریل ملونا کے مشہور درہ اور اسکے قرب و جوار کی بلندیوں کو چوٹی کرٹی کی گھاٹی سمیت فتح کر کے ۱۹ اپریل کو اپنے کالم کا ہراول تھسلی کے ہموار میدان میں بڑھا دیا اور ۲۳ ار کو بمقام قراوہ توپخانہ کی باہمی مبارزت اور پھر جنگ مائی کے بعد یونانی فوج کو درہم برہم کر دیا۔ ایک طرف یونانی فوج کو میمنہ کی طرف سے گھیر لینے کے خطرہ میں مبتلا رکھ کر دوسری طرف اس قابل فوجی شاطر نے بتاریخ ۲۴ اپریل ٹرناووس اور ۲۵ اپریل کو لاریسا پر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۷ ار کو وہاں اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا۔ ۵ مئی کی صبح معرکہ آرائی کے بعد اس نے فرسالوس کو محصور کر لیا۔ جس پر یونانی فوج تقریباً کل تھسلی کو خالی کر گئی۔

۷ مئی کو حقی پاشا کا زیر کمان ڈویژن ولسٹینو میں داخل ہوا۔ اور ۸ مئی کو ترک وولو پر قابض ہو گئی۔ ان متواتر کامیابیوں کے صلہ میں ادہم پاشا کل عثمانیہ افواج کے جو یونانیوں کے مقابلہ کیلئے جمع کی گئی تھی۔ کمانڈر انچیف (سردار اکرم) بنا دیئے گئے۔

ادہم پاشا کی سٹاف کا اعلیٰ افسر عمر رشدی پاشا تھا۔ یہ افسر دھیمی اور متفکر طبیعت کا آدمی ہے۔ برائے ترکی سٹاف افسروں کی طرح خود مستعدانہ سبقت کرنیکا شائق نہیں۔ اسے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتا ہے کہ اسکے معاملات اور کاروبار مفوضہ کے انصرام میں کسی طرح کی رکاوٹ یا بے ترتیبی پیدا نہ ہو سکے۔ عمر رشدی محاربہ کے انصرام میں اعتدال اور حزم و احتیاط کو مدنظر رکھنے کی تاکید کرنے والا عنصر تھا۔ وہ اس بات کا بڑا حامی تھا کہ ہر ایک پہلو پر خوب سوچ سمجھ کر کارروائی کی جائے بجز دلیرانہ عزائم اور بیباکانہ فوجی چالوں کا بہت مخالف تھا۔ ۱۸۷۷ء کی محاربہ میں اس نے مشرقی علاقہ ڈینوب کی عثمانیہ فوج میں محمد علی کے زیر کمان نہایت مستعدی سے کام دیا تھا اور سٹاف کا افسر اعلیٰ مقرر ہو گیا تھا۔ متحمل، بردبار اور شریفانہ طبیعت اور مختلف الانواع و گوناگوں قابلیت و لیاقت کیساتھ وہاب العطیات نے اسے انتھک محنت و مشقت کا جوہر بھی عطا کر رکھا ہے۔ انہی خوبیوں کی بدولت سلطان المعظم اسے عساکر عثمانیہ میں یکے بعد دیگرے ممتاز عہدوں پر مامور فرماتے رہے ہیں۔ صدی کی آٹھویں عشرہ میں وہ بحیثیت کرنیل تھسلیا کی قلعہ بندی و حفاظت کی کمیشن کا ممبر بنا۔ پھر اول اردو کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اور بعد ازاں پانچویں اردو (مقیمہ دمشق) کا کمانڈر ہوا۔ عمر نے اس محاربہ میں اپنے منصبی فرائض کو کمال حزم و احتیاط اور عزم و استقلال سے سرانجام دیا۔ اسکا خاص کام اور فرض یہ تھا کہ فوج کے عقب میں آمد و رفت کے راستوں کو کھلا رکھے اور انہیں کسی طرح کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دے۔ اسکا سب سے بڑا ممد و معاون سیف اللہ پاشا تھا۔ جو اکثر اوقات اپنی

[1] ۱۸۹۵ء میں البانیا کوچک کے ارمنی باغیان مقیم سیتون کی سرکوبی کا کام بھی انہی کو سپرد کیا گیا تھا۔

اپنے افسر اعلیٰ (عمر رشدی) سے بالکل متضاد اوصاف رکھتا ہے۔ اور بلا ریب ٹرکی کے نہایت قابل۔ ماہر ترین اور از حد سرگرم اور مستعد سٹاف افسروں کے زمرہ میں داخل ہے۔ حیرت انگیز جنگی قابلیت کیساتھ ہی اسمیں خداداد ڈپلومیٹک (مدبرانہ و معاملہ فہمی کی) قابلیت بھی موجود ہے۔ اور مزید براں بیکار دنیادار ہے۔ اور حسب اقتضائے وقت جس رنگ کی ضرورت ہو اسے فلسفیانہ بلا تکلف اختیار کر سکتا ہے۔ باغلب وجوہ یہ قابل نوجوان کشیدن عجیب بے نظیر سفیر بنیگا۔ اور تدبر و سیاست کے میدان میں حیرت انگیز ترقی اور ناموری حاصل کریگا۔ وہ فرانسیسی روسی یونانی۔ فارسی اور عربی زبانوں کا کامل استاد ہے۔ اور خاص شاعرانہ استعداد رکھتا ہے۔ گو اسکی پر جوش اور زندہ دل طبیعت بعض اوقات اسے اپنی آرا کی تائید میں کسیقدر افراط تک پہنچا دیتی ہے۔ سیف اللہ نے روسی محاربہ میں بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹرز سٹاف میں کام دیا تھا۔ محاربہ مذکورہ کے بعد وہ اس مشترکہ کمیشن کا جو دول یورپ نے بلگیریا کی حد بندی کیلئے مقرر کی تھی ممبر رہا۔ اور عرصہ دراز تک ہیڈ کوارٹرز سٹاف میں مامور رہا۔ کچھ عرصہ نپالڈی کے حربیہ کالج میں گون پاشا کے ماتحت پروفیسری بھی کی۔ اور گیارہ برس سے زیادہ ایتھنز کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اتاشی (نائب) رہا۔ قدرت نے جفاکشی کی بے نظیر قوتیں عطا کر رکھی ہیں اور وہ بمنصب ناتھک پیدل چلنے والا ہے۔ جنگی اتاشی ہونیکے زمانہ میں وہ تقریباً تمام یونان میں پیدل پھر نکلا۔ اور ملک اور باشندوں کے حالات سے ٹھیک ٹھیک اور کامل واقفیت حاصل کرلی۔ اس واقفیت نے اسے پچھلے محاربہ میں بڑا کام دیا۔ اور اسکی بدولت اسکے اعلیٰ افسر کو اس سے نہایت بیش قیمت مدد ملی۔ لاریسا کے قبضہ کے بعد سلطان المعظم نے پاشا کا رتبہ عطا کر کے اسے قصبہ مذکور کا گورنر بنا دیا۔ محاربہ کے دوران میں اسے ہیڈ کوارٹرز میں روز افزوں رسوخ و اقتدار اور ناموری حاصل ہوتی گئی۔ جسقدر اجنبی نامہ نگار اور افسر میدان جنگ میں موجود تھے۔ وہ سب سیف اللہ پاشا کے نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع ہونیکا اعتراف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جس کسی نے جب کبھی اوس سے کوئی امر دریافت کیا۔ یا کسی معاملہ میں اوس سے مشورہ لیا۔ اوسنے حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ اور اپنے محاسن جمیلہ و اخلاق حمیدہ سے سبکو گرویدہ بنا لیا۔ فوجی کارروائیوں کو سرانجام پہنچانیکا کام سیف اللہ پاشا اور انور پاشا دونوں کے سپرد تھا۔ انور پاشا بھی جیدہ اور قابل ترین ترکی سٹاف افسروں میں سے ہے۔ اسنے تھسلی میں اپنی سریع اور دلیرانہ کارروائیوں سے خاص امتیاز حاصل کیا اور بلا شک اسکے لئے بھی شاندار زمانہ استقبال موجود ہے۔ یہ نوجوان ہیڈ کوارٹرز کے لائق ترین منتظمین میں سے تھا۔ وہ کئی برس حربیہ کالج میں تاریخ کا مدرس پروفیسر اور پھر تیسری جیش (مقیمہ مناستر) کے جنرل سٹاف میں مامور ہو کر سٹاف کے فرائض سیکھنے میں مشغول رہنے کی باوجود برابر سپاہی رہا ہے۔ اس کئی برسوں کی عدم مشق سے اسکی سپاہیانہ مہارت اور چستی میں کوئی فرق نہ پڑ سکا۔ اسے بالخصوص محاربہ مذکورہ کے دوران میں اس معاملہ میں بڑی کامیابی ہوئی کہ اسنے اپنی سی امنگ۔ دوسرے افسروں میں بھی پیدا کر دی اور تمام ڈویژنوں کمانڈروں

سنہ ۱۸۹۸ء کی محاربہ امریکہ و ہسپانیہ کی کارروائیوں کے مشاہدہ کیلئے سلطنت عثمانیہ نے اسی نوجوان کو امریکہ روانہ کیا تھا جہاں سے وہ ستمبر میں کئی مہینوں کے بعد قسطنطنیہ واپس آیا۔ اور مفصل رپورٹ وزارت حربیہ میں پیش کر کے دولت علیہ کو بحری طاقت کی ازدیاد پر خاص توجہ دلائی۔ گذشتہ اکتوبر قیصر ولیم ثانی نے بھی سیاحت قسطنطنیہ کے دوران میں خلیفۃ المسلمین کو بری فوج کی طرح بحری طاقت کو بھی مضبوط و مستحکم کرنیکی دوستانہ تاکید اور سفارش کی۔ جنگ یونان کے وقت سے جلالتمآب کو خود بھی اسطرف خیال ہو گیا تھا۔ ان دونوں سفارشوں نے مزید توجہ دلا دی اور انہی دنوں کریٹ

بقیہ صفحہ ۱۴۱

میں اتحاد کی روح پھونکدی جس سے وہ اپنے اعلیٰ افسروں کی تجاویز کو قابلیت اور ذہانت کیساتھ عمل میں لانے اور تجاویز مذکورہ کو پہنچانے پر قادر ہوگئے۔ شروع محاربہ میں انور پاشا لفٹنٹ کرنیل تھے اسکے خاتمہ پر بجلدوی خدمات حسنہ جرنیل کے رتبہ پر فائز ہوگئے کچھ عرصہ وہ وائنا کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اتاشی بھی رہے تھے۔

اب میں عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کے اعلیٰ افسران کے مجمل حالات درج کرتا ہوں۔ اول ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان تھا۔ پاشا موصوف کی عمر ۵۵ برس کی ہے۔ وہ جنرل سٹاف کالج کا پرانا طالب العلم ہے۔ طبیعت کی اکھڑپن اور ضدی ہونیکی وجہ سے اسکی کئی دفعہ افسروں اور ماتحتوں سے بگڑ چکی ہے۔ اسی محاربہ میں لفٹنٹ کرنیل تھا۔ اور پلٹن کے کمانڈر کی حیثیت میں مقام ایلسونا مامور رہا تھا۔ بعدازاں حجاز کی پیمائش کنندہ کمیشن کا اعلیٰ افسر ہوا۔ اور کچھ عرصہ سٹاف میں رہا۔ لفٹنٹ جرنیل کے عہدہ پر ترقی یاب ہوکر وہ پہلے اس یعنی ڈویژن کا جو بروصہ سے آیا اور پھر اسکوپ کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ آخر الذکر ڈویژن اسی کے زیر کمان محاربہ روم و یونان میں شریک ہوا جسکو لیکر پاشا موصوف نے بمقام ڈومی نیک وڈ اسی درہ ملونا پر قابض ہونے کیلئے بہادرانہ معرکہ آرائی کی۔ البتہ اسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ فرسالوس اور ڈوموکوس کی معرکوں میں وہ اپنے ڈویژن کو بسرعت یونانی فوج کے میسرہ پر نہ بڑھا لیگیا جس فروگذاشت کی وجہ سے یونانیوں کو اور زیادہ اچھی طرح سے پامال کرنیکا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

دوم ڈویژن کی کمان سلیم نشاط پاشا کی تحویل میں تھی۔ اس کی عمر ۵۰ برس کی ہے۔ وہ اس محاربہ سے پیشتر بھی کئی فوجی کارنامے دکھا چکا تھا۔ وہ نہایت ہی ذہین۔ باخبر تیز فہم اور جری اعلیٰ افسروں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ عام قیاس بالکل درست ہے اسے دیگر اعلیٰ افسروں پر ایک خاص فوقیت یہ حاصل تھی کہ اس کے زیر کمان ایک بریگیڈ ماسر رائفلوں سے مسلح تھا۔ نشاط پاشا محاربہ روس میں ڈینوب کے مغربی علاقہ کی عثمانیہ فوج میں مصری شاہزادہ حسن کے زیر کمان جنرل سٹاف کا اعلیٰ افسر تھا۔ بعدازاں جب روسی فوج نے قسطنطنیہ پر پیشقدمی شروع کی تو اسے میدان چاٹلجہ کے مورچوں کی استحکام کا کام سپرد کیا گیا۔ اور من بعد دار الخلافہ کی حفاظت کیلئے دیگر مورچوں اور گڑھیوں کی تعمیر کی نگرانی کرتا رہا۔ جب ۱۸۸۵ء میں یونان کے برخلاف فوج فراہم کرنیکا فیصلہ کیا گیا تو وہ بروصہ کے ردیفی ڈویژن کو لیکر الاصونا پہنچ گیا تھا۔ گذشتہ محاربہ میں بالاکسیر کا ردیفی ڈویژن اسکے زیر کمان تھا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یورپین طاقتوں کی صریح نامنصفانہ کارروائی بلکہ جبر و شہ زوری نے کسی سفارش و تاکید کی بھی ضرورت نہ رکھی سلطان المعظم پر بمنزلہ حق الیقین واضح ہوگیا کہ انکی بحری اور ساحلی مقبوضات کی سلامتی صرف بحری طاقت کے استحکام پر منحصر ہے اور وہ پوری سرگرمی سے جیسا کہ ایک آئندہ نوٹ سے ظاہر ہوجائیگا اسطرف مصروف ہوگئے۔ لیکن اس سے یہ قیاس لیا جائے کہ جناب ممدوح پہلے بالکل ہی غافل تھے۔ برعکس انکے سالانہ مالی گنجائش کے مطابق پہلے بھی کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے یہ کام گنجائش پر منحصر تھا اور اسے ترین ضرورتوں میں شمار نہیں ہوتا تھا۔ اب جسطرح ہو گنجائش نکالی جاتی ہے اور اس کام کو کئی دوسری ضرورتوں پر مقدم کر دیا گیا ہے۔ سلطان المعظم کی سابقہ بحری پالیسی پر میں تعارف واقعات کے رقم ایک طویل حاشیہ میں بحث کر چکا ہوں۔ مترجم۔ ایشیا کوچک کا ایک ملحق اور قصبہ جو بروصہ سے بجانب جنوب واقع ہے

۱؎ جولائی ۱۸۹۹ء میں پاشا موصوف جو یونان کی سرحد کی قومی فصیل پر ہی تھے کسی شخص کی گولی چلانے سے سخت مجروح ہوئے مگر جلد صحتیاب ہوگئے سلطان المعظم نے علاج کیلئے آستانہ سے خاص سلطانی ڈاکٹر بھیجا تھا۔

تیسری ڈویزن کا کمانڈر ممدوح پاشا بھی ابتدا میں جنرل سٹاف سے تعلق رکھتا اور اسکے مستعد اور قابلترین ارکان میں سے تھا۔ روسی محاربہ میں بھی اسے جبکہ وہ لفٹنٹ کرنیل تھا۔ خاصی ناموری حاصل ہوئی تھی۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ چوتھی آرمی کور سٹاف کا چیف ہوا۔ اور بعد ازاں ارض روم میں ایک برگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس کمان کے زمانہ میں اسے روسی ترکی ایشیائی سرحد پر قلعہ بندی اور خوب مستحکم فوجی گڑھیاں کی تیاری و تعمیر کی نگرانی کا کام بھی سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہدہ سے وہ فوج کی ترتیب جدید کے کام میں مدد دینے کیلئے وزارت حرب کے دفتر میں بلا لیا گیا تھا۔ محاربہ یونان میں اسکی ماتحت برو صہ کا ردیفی ڈویزن تھا جسکو لیکر اسنے بمقام ملیروس اور وسینوس یونانی مورچوں پر کمال دلاوری سے حملہ کیا۔

چھٹے ڈویزن کا کمانڈر حمدی پاشا تھا۔ جو فوج حملہ آور کے انتہائی میسرہ پر رہکر تھریس میں بڑھتے وقت کار آیا اور روکیلیو وغیرہ مقامات پر خوب بہادری سے لڑا۔ حمدی مستعد سپاہی اور کارکن آدمی ہونیکی شہرت رکھتا ہے سنہ ۱۸۸۵ء کہ ان جانگداز معرکوں میں جو درہ شیپکا پر ہوئے اسے اپنی غیر معمولی استقامت و استقلال اور با حوصلگی کی وجہ سے خاص ناموری حاصل ہوئی۔ ٹرکی کے ایشیائی اور افریقی مقبوضات یعنی وان۔ ارض روم اور طرابلس الغرب میں مختلف عہدوں پر مامور رہنے سے اپنے ملک کے حالات سے وسیع واقفیت اور مختلف الانواع و گوناگون قسم کا معقول فوجی تجربہ حاصل کرنیکا موقع ملگیا۔ جب یونان سے لڑائی شروع ہوئی وہ طرابزون کی ردیفی ڈویزن کا کمانڈر رہا جہاں سے کہ ملنی سپے النوز جمع شدہ فوج میں پہنچگیا۔

چوتھی ڈویزن کا کمانڈر میجر جنرل حیدر پاشا مارشل اسمٰعیل پاشا کا بیٹا تھا۔ اوسنے اپنے باپ کی سعی سفارش سے بہت جلد ترقی کی ہے۔ نسبتاً چھوٹی سن عمر میں ہی سٹاف میں کام کرنے کے بعد وہ کرنیل درسلطان المعظم کا ایجوٹنٹ ہوگیا۔ اسکے بعد اسکی ترقی کی رفتار نسبتاً سست رہی۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا رہا کہ وہ اعلے حکام کو فراموش ہوگیا ہے۔ اس لڑائی سے پہلے وہ کسی محاربہ میں شریک نہ ہوا سنہ ۱۸۹۷ء میں بزمانہ مناسب ہی وقت پر جنیل کے رتبہ پر فائیز ہوا۔ اور سالونیکا کے ردیفی برگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس برگیڈ کیساتھ وہ میدان کارزار کو گیا۔ اور عمر رشدی کی ترقی پاکر چیف سٹاف افسر مقرر ہونے پر عمر رشدی کی جگہ پانچویں ڈویزن کا کمانڈر بنا دیا۔ سطور مندرجہ صدر سے ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ تقریباً تمام سر برآوردہ افسر جنرل سٹاف میں رہ چکے تھے اور عساکر عثمانیہ میں محض اپنی برجستہ علمی تعلیم حربی اور فوجی خدمت کے ذاتی تجربہ اور وسعت معلومات کے طفیل بتدریج اعلے مراتب پر فائیز ہوئے تھے صرف تیسری ڈویزن کا کمانڈر ممدوح پاشا ایسا افسر ہے جسنے معمولی سپاہی کے درجہ سے ترقی کی۔ اوسنے سنہ ۱۸۷۷ء میں بمقام پلیونا بے نظیر شجاعت و بسالت دکھائی۔ مگر جوران کے دروزیوں کی بغاوت کیوقت تک اسکی حیرت انگیز فوجی قابلیت پورا نشوو نما پا اسکی اور دنیا پر بخوبی مبرہن ہوسکی۔ اس بغاوت پر اوسنے سنہ ۱۸۹۵ء میں بشرکت ابراہیم پاشا غالب آکر ملک کے اس حصہ کی خوفناک اور دور تک پھیل گئی ہوئی بدامنیوں کو یکبارگی دبا دیا۔ باغیوں کی دل بادل پر اپنی مستعدی اور مہارت سے اسطرح فی الفور غالب آجانیکی عمدہ مثال

سلہ اس آخری بغاوت کے حالات جو پہلی مرتبہ سنہ ۱۸۹۵ء میں اور دوبارہ جولائی و اگست سنہ ۱۸۹۶ء میں ہوئی بست سالہ عہد حکومت کی ایک ضمیمہ میں مفصل درج ہیں آخری کے لفظ سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ دروزیوں کی یہ پہلی بغاوت نہ تھی سابقہ شورشوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ میں مندرج ہیں۔ مترجم

اسے جنرل کے رتبہ پر فائز کیا گیا اور حوران کا گورنر بنایا گیا ۱۸۹۶ء میں وہ وہاں سے البانیا کو تبدیل ہو کر دیرا کا گورنر بنایا گیا کیونکہ اس علاقہ کے شورہ پشت اور جنگجو باشندوں کو قابو میں رکھنے کیلئے زبردست دل و دماغ اور فولادی پنجہ رکھنے والے حاکم کی ضرورت تھی محاربہ روم و یونان میں اول سے آخر تک متعدد دستہ اکارڈنگ ڈویژن اسکے ماتحت رہا۔

توپخانہ کا کمانڈر رضا پاشا تھا۔ یہ نوجوان اور بخوبی تعلیم و تربیت یافتہ جرنیل اپنے منصب کی متعلق درست و بحیطا علمی قابلیت رکھنے کے علاوہ اعلے افسر کے فرائض سے بھی پورا پورا واقف ہے وہ گولڈن ہارن (شاخ زریں یعنی خلیج قسطنطنیہ) کے مدرسہ توپخانہ کا پرانا طالبعلم ہے کمان ملنے پر اسکی عمر چالیس برس سے متجاوز نہ تھی۔ وہ ابھی بہت ہی کم عمر تھا کہ اوسے مزید تعلیم و مطالعہ کیلئے چار برس جرمنی میں بسر کرنیکا حکم ملا۔ اور اسکے ساتھ ہی ۲۷ ویں فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ کی) رجمنٹ میں ایک افسری کے عہدہ پر مقرر کر دیا گیا توپخانہ کے معاملات کے متعلق اسکی واقفیت لیاقت اور مہارت کسی قابلترین یورپین افسر توپخانہ سے کم نہیں۔ اسکی تعلیم و تربیت کامل ہے اور جدید ترین اصولوں اور قواعد سے بخوبی ماہر ہونیکے علاوہ بہادر اور مستعد آدمی ہے۔ لڑائی شروع ہونیکو تھی کہ اوسنے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں فوج توپخانہ کو ایسی عمدگی اور کمالیت سے ازسرنو مرتب اور درست کر لیا کہ فوج مذکور نے زیادہ تر ماتحت افسروں کی عمدہ تربیت اور انکے اس صف کی بدولت کہ وہ صادر شدہ احکام کی فی الفور تہ کو پہنچ جاتی تھی۔ محاربہ میں شاندار کار نمایاں دکھائے

صوبہ ایپرس میں تجربہ کار نبرد آزما احمد حفظی پاشا اعلے کمان افسر تھا۔ اسکی فوجی ناموری کا سکہ روسی محاربہ کے وقت سے بیٹھا ہوا ہے۔ اسوقت وہ عثمان پاشا کی زیر کمان فوج کے ایک ڈویژن کا کمانڈر تھا۔ اور اپنی فوج سے پلیونا اور اورخانیہ کی نیابی مقام دوبنیک کی عجیب شاندار طریق سے محافظت کی تھی۔ اس بہادری کی طفیل اسکا نام شیر دوبنیک پڑ گیا تھا۔

اس محاربہ کے بعد وہ لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فائز ہوا ۱۸۸۱ء میں یانینا (جنوبی البانیا یا ایپرس کی صدر مقام) کا گورنر اور ۱۸۸۶ء میں اس عہدہ کے ساتھ ہی ترکی افواج مقیمہ سرحد یونان کا کمانڈر بھی بنا دیا گیا۔ محاربہ روم و یونان کے شروع ہونے پر اسکی عمر ستر برس کی تھی جنمیں سے پچاس برس افسر اور تقریباً بیس برس لفٹنٹ جنرل رہا۔

بذیل ان تین کمانڈروں کا ذکر کیا جاتا ہے جو محاربہ کے دوران میں سرحد ایپرس پر کمانڈر تھے یہ کمانڈر لفٹنٹ جرنیلان مصطفیٰ پاشا۔ عثمان پاشا۔ اور محمد سعد الدین پاشا تھے۔

مصطفیٰ پاشا کی ملازمت کا حصہ کثیر وزارت جنگ کے فوجی اور انتظامی سررشتوں میں بسر ہوا تھا۔ جہاں وہ کسیقدر انفنٹری و سٹاف اور کسیقدر کمسریٹ کی ترتیب جدید اور درستی کے کاروبار میں مصروف رہا ۱۸۸۶ء میں انکو ایک دیفی برگیڈ کا کمانڈر مقرر ہوا۔ اپنی عملی خدمت کے متذکرہ صدر شعبوں میں جنمیں کام کرنیوالے کی نسبت طبعی طور پر یہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ وہ فوج کے حالات و معاملات سے صحیح علم و واقفیت رکھتا ہے۔ اوسنے کامل اصلاحات کی بنیاد قایم کر دی ۱۸۹۳ء میں ارمنی بغاوت کی چھوٹ پڑنے پر مصطفیٰ پاشا اوسکے انطفا پر مامور کیا گیا۔ اور اس کام کو تھوڑے سے عرصہ کامیابی کیساتھ سرانجام پہنچا دینے کے صلہ میں

له اسکی مفصل کیفیت کے لئے دیکھو محاربات پلیونا حصہ سوم

لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فایز کیا گیا۔ گذشتہ محاربہ یونان شروع ہونے پر وہ اپنا ڈویژن لیکر ایا ٹرس گیا لیکن ابھی پہنچا ہی تھا کہ اس کی ایک دو پلٹنوں کا ایک حصہ باغی ہو گیا۔ جس پر وہ نظر بند ہو کر قسطنطنیہ بھیجا گیا۔

لفٹنٹ جنرل عثمان پاشا جبکہ وہ بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر سٹاف میں تھا۔ دو برس روسی رجمنٹوں میں کام سیکھنے کے لئے روس بھیجا گیا تھا۔ اور ان دو برسوں کے بعد سینٹ پیٹرز برگ کی عثمانیہ سفارت میں اٹاشی مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس نے ڈارڈینلز کی قلعہ بندی اور استحکام میں قابل تعریف خدمت دی۔ اور اس کے صلہ میں اوس علی کمیشن کا ممبر بنا دیا گیا جس قلعہ بندیوں کے نقشے اور تجاویز سپرد تھیں۔ محاربہ یونان کے آغاز پر وہ لفٹنٹ جنرل اور ڈویژن کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ اوس نے اپنی افواج سے کامیابی کیساتھ کام لیا اور بالخصوص معرکہ یوروسین نہایت قابلیت اور شجاعت دکھائی۔

لفٹنٹ جنرل محمد سعد الدین پاشا ہیڈ کوارٹر سٹاف کا رکن اور سرزیگو دینا میں مجیب پاشا کا ایڈیکانگ تھا۔ پھر محاربۂ روس کے آخری حصہ میں سلسٹریا کے قریب شریک کارزار رہا۔ محاربہ کے بعد جسکے دوران میں وہ ۲۶ برس کی چھوٹی سی عمر میں کرنیل کے رتبہ پر فایز ہو گیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ وزارت حرب کے سررشتہ میں مامور رہ کر اس کے مالی صیغہ میں کام کرتا رہا۔

ارمنی بغاوت کے دوران میں وہ امپیریل کمشنر کی حیثیت میں وان کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ جلد رعایا کی پرجوشی و تشویش کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان خدمات کے صلہ میں سلطان المعظم نے اوسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس علی حمایل عطا فرمائی۔ محاربہ یونان میں اسے ایک ردیفی ڈویژن کی کمان تفویض کی گئی جو لوروکی لڑائی میں عثمان کے ڈویژن کیساتھ شریک تھا۔ فریقین میں جنگ ملتوی ہو جانے پر وہ پھر سررشتہ حرب میں اپنے پرانے کام پر چلا گیا۔[1]

فصل ہفتم۔ ترکی بیڑہ جہازات

جرمن افسر کا بیان ہے کہ بری افواج کے علاوہ ٹرکی کی بحری طاقت کو بھی گو اوسنے محاربہ میں بہت ہی خفیف کام دیا اوس کی فوجی قوت کا اندازہ کرتے وقت مد نظر رکھ لینا واجب ہے۔ ترکی نیوی (دونمہ۔ بحری طاقت یا بیڑہ جہازات) میں

[1] اس باب کے خاتمہ پر ایا ٹرس کی ترکی فوج کی نسبت ایک واقفکار اور منصف مزاج انگریز کی رائے جو سالہا سال کی تجربہ او مشاہدہ کے بعد قایم کیگئی تھی درج کر دینا بیمحل نہ ہوگا انکا نام کپتان نارمن ہے۔ اور ولایت کے ایک ماہوار رسالہ میں ترکی فوج کی موجودہ حالت کا سنہ ۱۸۹۷ء کی حالت سے بالوضاحت مقابلہ کیا ہے۔ ان کی تحریر مصداق الفضل ما شہدت بہ الاغیار نہایت قابل وثوق ہو سکتی ہے۔ صاحب موصوف نے دو برس ہوئے اسوقت کی فوج کی حالت پر ایک رسالہ شایع کیا تھا جس میں انہوں نے یقین کیساتھ تحریر کیا تھا کہ ترکی فوج ان اصلاحات کے طفیل جو اعلیٰ جنگی کمیشن کی نگرانی میں جسکی میر مجلس خود اعلیٰ حضرت امیر المومنین ہیں اور جو برابر یلدز کوشک میں اجلاس کرتی رہتی ہے۔ برابر کیگئی ہیں کسی آئندہ لڑائی میں خواہ اسکا مقابل کوئی ہو اپنی شجاعت و کار آزمودگی کا پورا ثبوت دیگی جو اب محاربہ روم و یونان کے نتیجہ سے خوش ہو گئے ہیں۔ ان کا بیان بالکل درست ثابت ہوا۔ کپتان ممدوح اس جنگ میں ترکی فوج مقیمہ صوبہ ایا ٹرس کے ہیڈ کوارٹر کیساتھ تھے اور انہوں نے صورت

آہن پوش جہازوں میں توپوں کی حفاظت کیلئے بمپ پروف خانے ہیں۔ انکی نام مسعودیہ[ل] حمیدیہ و آثار توفیق ہیں۔ اول الذکر

بقیہ صفحہ سابقہ) کی لڑائیوں اور محاربوں کے حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں جس میں انہوں نے ترکی فوج کی اس ترقی کا ذکر کیا ہے۔ جو اس کو پچھلے بیس برس میں حاصل ہوئی ہے۔ ۱۸۷۷ء کی ترکی فوج کی نسبت وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ محاربہ روم و روس میں ترکی فوج کے اہم نقص یہ تھے کہ اسٹاف کا اس میں نام و نشان تک نہ تھا اور افسر بالکل ناقابل اور جاہل تھے۔ مختار پاشا (سپہ سالار افواج آرمینیا) کے ساتھ کوئی اسٹاف نہ تھا۔ اور نہ کوئی ایسا افسران کے ساتھ تھا۔ جو دشمن کی جمعیت اور ملک کی قدرتی کیفیت کو معاینہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ بہت تھوڑے افسر نقشہ کو پڑھ سکتے تھے۔ اور نقشے بھی بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے بھی وہ آسٹریا کے چھپے ہوئے۔ میدان جنگ میں تاربرقی سے کوئی کام نہ لیا گیا تھا۔ کیمپ سے فاصلہ پر پکٹ اور پہرے بٹھا دیے جاتے ہوں تھے۔ ڈویژنوں برگیڈوں اور رجمنٹوں کی کمانڈر اپنی فوجوں سے کام لینے اور ان سے فوجی نقل و حرکت کرانے کی فن سے ناآشنا تھے۔ اور کیمپوں کے صاف رکھنے کیلئے کوئی کوشش نہ کی جاتی تھی۔ میدان جنگ کیلئے تقریباً کوئی ہسپتال موجود نہ تھا۔ اور مجروح سپاہیوں کے اعضاء قسطنطنیہ سے منظوری ملنے سے پہلے قطع نہیں کئے جا سکتے تھے۔ میدان جنگ میں فوجی خزانہ بالکل خالی تھا۔ اور کمسیریٹ کا انتظام کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ۱۹۱۲ء میں کل نقشہ بدلا ہوا ہے۔ ڈویژنوں کی کمانڈر عثمان پاشا و ابراہیم پاشا یہ دو افسر صوبہ ایپائرس کی فوج پر مامور تھے۔ جنکا مارشل ادہم پاشا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جو اعلےٰ تعلیم یافتہ اور علمی و عملی دونو طرح کے فن جنگ میں پوری ماہر تھے۔ اور انکو اسٹاف افسر ایسے چالاک اور ذہین تھے۔ کہ کسی فوج میں ان سے بہتر نہیں دکھائی دیتے۔ فوج جانینا کے دونو ڈویژنوں کے اعلےٰ اسٹاف افسر میجران اسد و صالح بک کئی برس جرمن فوج میں رہ چکے تھے۔ اور ٹوپی کی چوٹی سے لیکر بوٹ کی ایڑی تک ہر جوڑ بند انکی سپاہی گری کا شاہد تھا۔ تمام رجمنٹوں کے افسروں اور اسٹاف افسروں کو ملک کی نہایت درست نقشے تقسیم کئے گئے تھے۔ جو [illegible] کے پیمانہ پر تھے۔ ڈویژنوں کی کمانڈروں کے پاس اس نقشہ کے علاوہ ایک ایک نہایت ہی عمدہ نقشہ رنگین [illegible] کے پیمانہ پر تھا۔ ان سے عمدہ نقشے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ محکمہ تار نوجونکہ مرزاہ تھا اور گو عیسائی باغی اکثر تاروں کو کاٹ جاتے تھے۔ تاہم محکمہ مذکور نہایت قابل تعریف درستی اور سرعت سے کام دیتا رہا۔ پکٹ اور دور کے پہرہ کے فرائض کو نظام فوجیں بخوبی سمجھتی تھیں۔ اور صوبہ مذکور کے تینوں برگیڈوں کے کیمپ صفائی و پاکیزگی میں اپنی آپ ہی نظیر تھی۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے لئے پانی پینے کا الگ الگ انتظام تھا۔ پاخانے نہایت احتیاط سے بنائے گئے تھے۔ اور ہر روز صاف کئے جاتے تھے۔ میدانی فوجی ہسپتال ہر ایک ڈویژن کے ہیڈکوارٹر میں موجود تھے ایک بمقام پریویزہ میں تھا۔ فلیاٹیس میں ایک بمقام پلاکا اور پانچ جانینا میں تھے ان سب میں بالمجموع دو ہزار بیمار اور مجروح سما سکتے تھے۔ مگر [illegible] کا مقام ہے کہ طبی ڈاکٹروں پر سپاہیوں کی جانوں کا بھار نہ پڑے۔ قطع اعضاء کیلئے قسطنطنیہ سے اجازت منگوانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بیس ہسپتال کی اعلےٰ طبی افسر کی رائے پر منحصر تھا۔ جانینا کی ہیڈکوارٹر کا فوجی خزانہ بھرپور تھا۔ اور عثمان پاشا ہر وقت نہ فقط ان دیہاتیوں کو جنکے خورد و نوش بربادی کیوجہ سے لئے جاتے تھے ادا کر سکتے تھے۔ بلکہ فوج کیلئے جو بھیڑ بکریاں خریدی جاتی تھیں۔ ان کی قیمت بھی فی الفور ادا کر دیتے تھے۔ سپاہی بھی روپیہ سے خالی نہ ہوتے تھے۔ انکو بھی تنخواہ برابر ملتی رہتی تھی اور گو البانوی طبعاً لوٹ مار کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر دوم آرمی کور (اردو) کے سپاہی نہایت احتیاط و التزام کے ساتھ ہر ایک چیز کی جس کی انہیں ضرورت ہوتی تھی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ مئی کے آخر میں جانینا (بقیہ بر صفحہ ۱۴۷)

[ل] دیکھو صفحہ ۱۴۷

جہاز ۱۷۱۰ ٹن اٹھانیکی قابلیت رکھتا ہے وہ سنہ ۱۸۷۵ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا اسپر بارہ توپیں منہ کیطرف سے بھرنیوالی آمسٹرانگ قسم کی تین انچ قطر کی کرب ۴ جلد جلنے والی اور کلدار توپیں نصب ہیں اوسکی زرہ کی آہنی چادریں ایک فٹ دبیز ہیں ۔ مگر آثار توفیق کیطرح اس کی چادریں بھی آہنی ہیں تینوں جہازوں کی رفتار فی گھنٹہ تیرہ ناٹ ہے ۔ حمیدیہ اور آثار توفیق اس سے چھوٹے ہیں اول الذکر کا وزن (یعنے وزن اٹھانے کی قابلیت) ۲۰۰۰ ٹن اور آثار توفیق کا ۵۰۰ ٹن ہے ۔ لیکن حمیدیہ ۹ انچ دبیز مرکب چادروں سے محفوظ ہے اور اوسکی تمام بھاری توپیں کرپ قسم کی ہیں اس پر ۱۰ انچ قطر کی دو چھ انچ کی چھ ۲ ½ انچ کی اور دو مشینی توپیں ہیں آثار توفیق پر آٹھ ۹ ½ انچ کی دو آٹھ انچ کی چار جلد چلنے والی اور سات کلدار توپیں ہیں ۔ آثار توفیق اور مسعودیہ کو مصافی جہاز سمجھا جاسکتا ہے مگر چاروں آہن پوش بر جدار جہاز عزیزیہ محمودیہ عثمانیہ اور اجانیہ لڑائی کی مقاصد کیلئے محض ناکارہ ہیں کیونکہ انکی زرہ بہت ہی پتلی ہے البتہ باربرداری کے کام کیلئے بہت کارآمد ہیں ایک (بقیہ صفحہ سابقہ) سے آگے بڑھنے کیوقت فوج میں باربرداری کا انتظام نہایت مکمل تھا ۔ ہر ایک پلٹن کے ساتھ دو سو یا دو پانچ سو خچریں تھیں ۔ اور مقامات سرویا فلیا وغیرہ قصبوں کارروان ہائے اور رجانیا میں ڈپو قائم کر دئے گئے تھے ۔

اسکے بعد کپتان نارمن تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ گورنمنٹ عثمانیہ نے اس محاربہ میں عثمانیہ فوج کا بہترین اور قابل ترین حصہ نہیں بھیجا تھا چار رسالے کے سوا اور کوئی رجمنٹ باقاعدہ فوج نظام کی سلطان المعظم نے میدان جنگ کو روانہ کی یہ میدان کیلئے ردیف فوج نے جیتا ہے نظام فوج اپنی چھاؤنیوں اور بارکوں ہی میں مقیم رہی تھی ۔ اگر سرویا بلگیریا بھی یونان کے ساتھ شامل ہو جاتے (گو جبتک یونان صوبہ مقدونیہ کا دعویدار ہے ۔ یہ دونوں قومیں اسکی بجائے زیادہ تر سلطان کی طرفدار رہینگی) تو ترکی کو اس کی کچھ پروا نہ ہوتی اس نے ان دونوں ملکوں کی سرحد پر بمنزل ایک سو تیس پلٹن نظام فوج تیار رکھی تھی جو سب کی سب مارٹینی ہنری رائفلوں سے مسلح تھی ۔ اب گو باب عالی کو ان دونوں ملکوں کے ساکت رہنے کا یقین تھا ۔ مگر اسے یونان ایسے حقیر دشمن کے ساتھ مقابلہ پر نظام فوج روانہ کرنیکی کوئی احتیاج نہ تھی ۔

پس ترکی نے ثابت کردیا کہ وہ یونان ایسے ملکوں کو صرف بائیں ہاتھ کی ضرب سے تباہ کرسکتی ہے ۔ کیونکہ ردیف اور نظام کی وہی نسبت ہے ۔ جو ہندوستان کی گورہ فوج کو پولیس کے رنگروٹ سے ہے ۔

سلہ ترکی بیڑہ جہازات کی کمزوری کی متعلق محاربہ کے دوران میں یورپ میں اور بالخصوص انگریزی اخبارات بہت کچھ لاطائل ہر زیان بکتے رہتے تھے ۔ جنکی اکثر غلط روایات کی اوسی زمانہ میں میں نے اخبار دکن میں متعدد واقعات کو پیش کر کے کافی تردید کردی تھی ۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہ تھا کہ یورپین اخبارات کی کل مدوحیں ہی بالکل غلط نہ تھیں ۔ ترکی بیڑہ کی کئی جہازات قابل اصلاح و درست تھے ۔ جنکی درستی کا کام حضور سلطان کے حکم و منشاء سے جنگ مذکورہ کے دوران میں ہی شروع کردیا گیا ۔ اور اب تک اس معاملہ میں بڑی سرگرمی سے کام کیا جارہا ہے چنانچہ متعدد جہازات کی درستی خاص سلطانی کارخانہ میں ہوچکی ہے ۔ اور کئی نئے جہاز اور تارپیڈو کشتیاں بھی اسوقت تک تیار ہوچکی ہیں ۔ مزید برآں ترکی بیڑہ کے دو بڑے جہاز مسعودیہ اور آثار توفیق از سر تا پا جدید طرز پر مسلح اور درست کئے جانیکے لئے جنوری ۱۸۹۹ء میں شمال مغربی اٹلی کے بندرگاہ جنوا کی کارخانہ انسا کنڈو میں بھیجے گئے ۔ اور خدا نے چاہا تو تھوڑے عرصہ میں ترکی بیڑہ کو پھر سابقہ عظمت اور طاقت حاصل ہو جائیگی ۔ مترجم

سلہ انگریزی بیڑہ کے وہ جہازات اول درجہ کی کہلاتے ہیں جو ۹۵۰۰ ٹن یا اس سے زیادہ وزن اٹھانیکی قابلیت رکھتے ہوں اور ۱۸ ناٹ فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ رکھتے ہوں

دو ہزار آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔ فریگیٹ[1] حمیدیہ ترکوں کی بحری صناعی و کاریگری کا نمونہ ہے۔ اس کی تعمیر ۱۸۷۴ء میں عبد العزیز کے عہد میں شروع ہوئی۔ اور بمشکل تمام کہیں ۱۸۸۵ء میں جا کر ختم ہوئی۔ لیکن جب اوسے موجودہ سلطان کے سعید و مغفور نام سے موسوم کر کے سمندر میں اتار دیا گیا۔ تو انجنیری اور عمارتی نقصوں کی وجہ سے بے قابو ثابت ہوا۔ بنا بریں اسے پھر دوسرے جہازوں نے کھینچ کر کارخانہ میں پہونچا دیا۔ جہاں وہ تب سے اپنی زندگانی[2] فلسفیانہ غور و فکر اور سوچ بچار میں بسر کر رہا ہے

[1] فرانگیٹ اس جہاز کو کہتے ہیں۔ جو کاروٹ اور مصافی جہاز کے بین بین ہو۔ بالفاظ دیگر اسے چھوٹا مصافی جہاز سمجھنا چاہیئے

[2] برعکس ازیں جیسا کہ میں ترکی کی موجودہ حالت میں لکھ چکا ہوں۔ مسٹر ویلی نے سٹیٹ مینز اَیر بک بابت سال ۱۸۹۶ء میں حمیدیہ کے کارخانہ یا آرسینل سے باہر نہ نکلنے کی وجہ یہ بتائی تھی۔ کہ اس کی تسلیح (توپیں وغیرہ نصب کرنے) کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا۔ یہ جہاز اس بیڑہ میں جو ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو گولڈن ہارن سے دردانیال کو گیا شامل تھا۔ اس بیڑہ کی روانگی اور اس کے جہازات کے حالات ڈیلی نیوز مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۷ء کی مندرجہ ذیل نوٹ سے ظاہر ہے۔

قسطنطنیہ کے بندرگاہ گولڈن ہارن شاخ زریں سے ۲۰ مارچ کے سہ پہر کو چھ عثمانیہ آہنی جہاز اور تین تارپیڈو کشتیاں ملقب امیر البحر حسن رامی پاشا کے زیر فرمان روانہ ہوئے۔ لاکھوں تماشائی ان کی روانگی کو دیکھنے کے لئے بندرگاہ کے سواحل اور مکانوں کی چھتوں اور دریچوں پر جمع تھے۔ اور ان کے جوش کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ روسی سفیر اور کئی اور سفرا بھی موجود تھے۔ جہازوں کے گذرنے کیلئے پونے چار بجے گولڈن ہارن کے دونوں پلوں کو درمیان سے اٹھا دیا گیا۔ اور پلوں کے دونوں جانب فوجی پہرا کھڑا ہو گیا۔ ۱۸۷۷ء کی لڑائی کے بعد اب پہلی دفعہ ترکی بیڑہ نے اپنے مستقر سے حرکت کی ہے۔

سب سے پہلے مسعودیہ آہن پوش نے حرکت کی اور اسکے کپتان نے اس کو نہایت سلیقہ اور چابکدستی سے پل کے درمیانی راستے سے جو بہت تنگ تھا گذارا۔ یہ جہاز ترکی بیڑہ میں سب سے بڑا ہے۔ اسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن ہے اور اس پر بھاری توپیں نصب ہیں اسے تیار ہوئے اگرچہ ۲۰ برس گذرے ہیں۔ لیکن پھر بھی اول درجہ کا جنگی جہاز شمار ہوتا ہے۔ نئے روغن سے اس کی ٹیپ ٹاپ اور طمطراق اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک چھوٹی سی مگر پھرتیلی تارپیڈو کشتی گذری۔ اور پھر حمیدیہ آہن پوش جو ترکی سلحخانہ میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ مسعودیہ سے بہت چھوٹا ہے۔ اس کا وزن ۶۴۰۰ ٹن ہے اور صرف ایک چمنی دھواں نکلنے کی رکھتا ہے۔ پل کے قریب پہنچکر اسکے پل سے ٹکرانے کا اندیشہ ہو گیا۔ لیکن کپتان نے پھرتی کر کے جہاز کو پچھلی طرف لوٹا لیا۔ اور پھر سیدھا کر کے پل میں سے نکالا۔ حمیدیہ کے بعد آہن پوش عثمانیہ تیز رفتاری کے ساتھ بندرگاہ سے نکلا۔ اس کے پیچھے ایک تارپیڈو کشتی اور ایک تارپیڈو کروزر روانہ ہوئے۔ پھر آہن پوش عزیزیہ۔ عثمانیہ اور عزیزیہ دونوں ایک جیسے جہاز ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۶۴۰۰ ٹن رفتار فی گھنٹہ ۱۲ میل۔ ہر ایک پر ۲ کروپ اور ۱۲ آرمسٹرانگ فلٹ توپیں ہیں۔ یہ دونوں جہاز کل بیڑہ میں سب سے نئے اور پھرتیلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بعد جہاز نجم شوکت گذرا۔ یہ ۲۴۰۰ ٹن وزنی ہے۔ آسٹریا میں تیار ہوا تھا۔ سابق الذکر جہازوں سے مختلف طرز کا ہے۔ اس جہاز کے گذرتے وقت بارش ہو جانے سے اکثر لوگ منتشر ہو گئے۔ مگر تماشائیوں کی تعداد میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا۔ سب سے آخر دریائی آگنبوٹ [illegible] جس کا وزن ۲۰۰۰ ٹن ہے بیڑہ گولڈن ہارن سے نکلا کہ ہمسرا ہو کر [illegible]

یہ چار جہازات معزّزیہ ۔ محمودیہ ۔ عثمانیہ اور رحمانیہ میں سے ہر ایک پر دو زنی توپیں دو دو آہن پوش یعنی زرہ دار برجوں
پر جنکی زرہ کی چادریں دس دس انچ دبیز ہیں نصب ہیں ہر ایک پر دو ۹½ ۔ ۱۰ انچ کی آٹھ ۶ انچ کی ۔ چھ چار انچ کی چار جلد
چلنے والی اور سات مشینی توپیں ہیں جو سب کی سب کرپ قسم کی ہیں ۔ علاوہ بریں جہاز پر ایک چھوٹی تارپیڈو کشتی بھی رہتی ہے
اور ہر ایک میں دو تارپیڈو نالیاں لگی ہیں ۔

انکے علاوہ ریدار جہاز عبد النفاد قابل ذکر ہے ۔ جو آہن پوش کروزر (گشت کنندہ جہاز) کا کام دیگا ۔ اس کا وزن ۳۸۰۰ ٹن
ہے انجن ۱۵۰۰۰ گھوڑوں کی طاقت کی ہیں ۔ جو جہاز کو توام چرخوں سے چلا ئینگے ۲۱ ۔ ۳ پر جدید ترین قسم کی بہت سی توپیں نصب
ہیں ۔ ایم سی بیک کے بیان کے مطابق یہ جہاز ابھی تک زیر تعمیر ہے مگر مکمل ہونے پر جدید ترین قسم کا اور ہر طرح سے ترکی بیڑہ کا ایک
مضبوط اور بکار آمد جہاز ہوگا ۔ اور اس کے اضافہ سے بیڑہ کو بہت تقویت مل جائیگی ۔ ان بڑے جہازوں کے علاوہ سات چھوٹی آہن
پوش گنبوٹ[۱] فتح بلند ۔ مقدم خیر ۔ عون اللہ ۔ معین ظفر ۔ اجلالیہ ۔ آثار شوکت ۔ اور نجم شوکت ہیں ۔ انکے وزن دو ہزار سو لیکر ۲۰۰
ٹن تک ہیں ۔ اور رفتار ۱۰ سے لیکر ۱۳ ناٹ فی گھنٹہ ۔ یہ گراں وزن منہ کی طرف سے بھری جانیوالی آرمسٹرانگ ۔ درمیانی جسامت کی
کرپ ۔ ہلکی جلد چلنے والی ۔ اور مشینی توپوں اور نیز دو ازمات تارپیڈو سے مسلح ہیں ۔ زیادہ سے زیادہ ان سے صرف حفاظت ساحل کا کام
لیا جا سکتا ہے ۔ مگر چونکہ ان کی زرہ کی چادریں ۵ ۔ انچ سے بھی کم دبیز ہیں وہ جدید ترین قسم کی توپوں کے سامنے زیادہ
عرصہ نہیں ٹھہر سکتے ۔

ترکی کے پاس دو مہر برجوں کا ایک مانی ٹر[۲] (مدور جہاز) موسومہ حفظ رحمن بھی ہے ۔ اسکا وزن ۲۰۰۰ ٹن ہے زرہ چند انچ
دبیز نہیں رفتار صرف بارہ ناٹ فی گھنٹہ ہے ۔ ۱۸۶۸ء کی ساخت ہے اور منہ کی طرف سے بھری جانیوالی آرمسٹرانگ توپوں سے مسلح ہے آہن
پوش جہازات کے بیڑہ کے ساتھ دو دریائی گنبوٹیں فتح اسلام ۔ و صمدیہ ۔ اور آہن پوش گنبوٹ برُیکا بھی ذکر کرنا لازم ہے
اول الذکر دونوں جہاز صاف نال کی توپوں سے مسلح ہیں ۔ اور ہر ایک کا وزن ۳۳۰ ٹن ہے ۔ برُیکا کی ساخت ۴۰۰ ٹن کی ہے
اور وہ ۴ انچ کرپ ۔ دو جلد چلنے والی اور دو گلدار توپوں سے مسلح ہے

متذکرہ صدر آہن پوشوں کے علاوہ ترکی کے پاس تارپیڈو جہازات کا بھی معقول بیڑہ ہے ۔ اسمیں تین تارپیڈو گنبوٹ (موسومہ
نصرت ۔ پلنگ دریا ۔ شاہین دریا) جدید ساخت کی ہیں ۔ دو جرمنی کے کارخانہ گارڈن کی ساخت ہیں ۔ اور ایک جسکی رفتار ۱۸ و ۲۲
ناٹ کے درمیان ہے قسطنطنیہ کے سلطانی کارخانہ بحری کی ساخت ہے انکے علاوہ دو تارپیڈو غرق کنندہ جہاز (موسومہ
برق افشاں و طیار) ۱۵ اول درجہ کی ۔ ۶ دوم درجہ کی اور ایک سوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں اور دو زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں
برق افشاں اور طیار جرمنی کے سیڈ کیل کے کارخانہ جرمانیا کی ساخت ہیں انکی رفتار ۲۶ ناٹ ہے تارپیڈو کشتیوں میں سے بھی اکثر جرمنی کے

---

[۱] فراگیٹ سے چھوٹا جنگی جہاز جسپر عموماً توپوں کی صرف ایک قطار ہوتی ہے ۔

[۲] ترکی بیڑہ کی کئی مانی ٹر جنگ ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں دریائے ڈینیوب اور بحیرہ اسود کی ناکہ بندی میں روسی تارپیڈو نے غرق کر دیئے تھے ۔ مترجم

مختلف کارخانوں کی بنی ہوئی ہیں۔ اور جدید ترین طرز کی ہیں۔ بالفاظ دیگر ترکی بیڑہ کا جدید اور تازہ ترین ساخت رکھنے والا حصہ یہی بیڑہ تارپیڈو داں ہے

بلا زرہ جہازات میں سے جو موجودہ زمانہ کی بحری لڑائی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ترکی کے پاس آٹھ اول دوم و سوم درجہ کے کروزر ہیں کہ ان میں سے چار جہاز کارآمد ہیں۔ کیونکہ گو باہر کی طرف ان پر کوئی زرہ نہیں لیکن اندرونی طور پر وہ ڈیکوں (چھتوں) کی فولادی اور گاؤدم ہونے کی وجہ سے بہت کچھ محفوظ ہیں۔ ان آٹھ جہازوں کے علاوہ ۸۷۔ اول و دوم اور سوم قسم یا درجہ کی اگنبوٹ کشتی پیچدار اور چپو دار چرخ سے چلنے والے دخانی جہاز (سٹیمر) جو دیدبانی اور دیکھ بھال کا کام دیتے ہیں چند تعلیمی اور کئی ایک باربرداری کے جہاز بلا زرہ جہازوں کی ترکی بیڑہ میں موجود ہیں۔ سوخوم[1] قلعہ کی مہم کے بعد جو ہوبرٹ پاشا مال

---

[1] سوخوم قلعہ بحیرہ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر سینٹ پوٹی سے چالیس بیالیس میل بجانب شمال واقع ہے۔ مسٹر او سیو تاریخ محاربہ روم و روس میں اس مہم کی حالات بالاجمال یوں لکھتے ہیں۔ روسیوں نے ۲۴ مئی ۱۸۷۷ء کو پچاس ہزار فوج لیکر دس ہزار ترکی فوج سے جس کا کمانڈر شاف حملہ آور انکو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ اردہاں کو فتح کر لیا۔ مگر ۱۴ مئی کو ترکوں کو بھی سوخوم قلعہ میں نمایاں فتح حاصل ہو چکی تھی ۱۲ مئی کو چار آہن فراگیٹ چار بڑی باربرداری کی جہاز۔ ایک خبررساں کشتی مع دس ہزار فوج پانچ باتری توپخانہ اور پچاس ہزار رائفلوں کے جو وہی باشندوں میں تقسیم کرنے کے لئے ساتھ لیجائی گئی تھیں۔ پوٹی سے چالیس میل اوپر ابخاسیہ کے ساحل پر نمودار ہوئی۔ یہ سب جہاز و فوج فضلی پاشا کے زیر کمان تھی۔ ساحل کے قریب پہونچکر ترکی فوج خشکی پر اترنی شروع ہو گئی۔ سوخوم قلعہ کی کمانڈر نے یہ دیکھ کر کچھ فوج حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس طرف بھیجدی مگر اسی دن رات کے وقت جسقدر ترکی فوج خشکی پر اتری تھی۔ وہ پھر جہازوں پر سوار ہو گئی۔ اور دوسرے روز علی الصباح یہ بیڑہ قصبہ سوخوم قلعہ کے سامنے نمودار ہو گیا۔ یوم ماقبل کی کارروائی سے اس فوج کا حصہ کثیر شہر سے باہر جا چکا تھا۔ ترکی امیر البحر پاشا نے شہر پر گولہ باری کی جس کا غنیم چنداں استقامت سے جواب نہ دے سکا۔ بعد ازاں امیر البحر نے ایک ہزار چرکس خشکی پر اتار دی اور انہوں نے آبادی کے مسلمان حصہ کی مدد سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر کچھ باقاعدہ سپاہی چند علماء سمیت چرکس قبائل میں جو پہلے سے باغی ہو رہے تھے۔ روسیوں کے برخلاف جہاد کا وعظ کرنے کے لئے جہاز سے بھیجدیے گئے۔ ترکوں کو اس فتح سے ابخاسیوں کی بغاوت کو مزید تحریک مل گئی۔ اور انہوں نے کئی جگہ روسی افواج کی متفرق دستوں کو شکستیں دیکر بھگا دیا۔ اس ملک کے باشندے یعنی ابخاسی چرکسوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور اس جانگداز و بہادرانہ جدوجہد میں جو شیر کوہ قاف شامل روسیوں کی حکومت کے برخلاف کر رہا تھا۔ انہوں نے بہت مدد دی تھی۔ یہ لوگ گو باقاعدہ لڑائی میں چنداں کارآمد نہیں۔ مگر متفرق و بیقاعدہ طرز و طریق جدال اور جھاڑیوں وغیرہ کی پناہ میں رہ کر لڑائی کرنے میں عجیب مہارت رکھتے ہیں۔ ناظرین کو اس عبارت سے مہم کے مجمل حالات کے ساتھ یہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ محاربہ روس کے مورخ نے اس مہم میں ہوبرٹ پاشا یا کسی اور انگریز افسر ملازم باب عالی کی شراکت و شمولیت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ پر تعجب ہے کہ ہمارے مورخ نے کس طرح مہم کی نسبت یہ لکھدیا ہے کہ وہ انکی زیر کمان گئی تھی۔ اس تقسیم کے ساتھ ہی ابخاسیوں کی بغاوت کے متعلق یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ گو شروع شروع میں اس سے بہت سی امیدیں تازہ ہو گئی تھیں مگر بالآخر محاربہ کے اختتام سے پہلے ہی روسی اس کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے

ماں تھوپ بک اور انکی سٹاف کے زیر کمان (جس سٹاف میں بھی انگریزی قوم کے افسر تھے) ۱۸۶۸ء میں بھیجی گئی تھی۔ ترکی آہن پوش بھی پھر کبھی مجتمع نہیں ہوئے بلکہ بعد ازاں کوئی ضرورت پیش آنے پر ایک ایک جہاز اکیلا سفر کرتا رہا ہے۔ کبھی دو چار اکٹھے مل کر نہیں پہلے۔ نہ کبھی دو چار کو ایک بیڑہ میں جمع کرکے مشق و قواعد کرائی گئی ہے۔ چنانچہ اگر اب صف آرائی کرکے دو چار سو اکٹھی مشق اور فوجی نقل و حرکت کرائی جائے تو بحری خدمت کی طبعی قابلیت اور استعداد کے باوجود جو ترکی بیڑہ کے ملاحوں سپاہیوں اور افسروں میں پائی جاتی ہے کسی طرح کی مشق و قواعد کا عادی نہ رہ جانیکی وجہ سے بلا شک وشبہ تصادم وغیرہ کی ضرور نا مبارک حادثے ہوں۔ سلطانی بیڑہ کی مجبورانہ گوشہ نشینی میں سنین گذشتہ میں شاذ و نادر ہی خلل پڑتا رہا ہے اور وہ خلل بھی اسی پر محدود رہا ہے کہ کبھی کبھی کوئی تارپیڈو کشتی تن تنہا سمندر کو روانہ ہوگئی۔ اس بیکاری اور عزلت نشینی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جب کبھی متعدد جہازوں کو یکجا باہر بھیجنے کی ضرورت پڑتی رہی ہے جیسے کہ اسوقت پیش آئی تھی جبکہ جرمن قیصر جہاز ہوہن زولرن پر ۱۸۸۹ء میں قسطنطنیہ گیا تھا۔ اور چند ترکی جہازوں کا اسکی استقبال اور پیشوائی کیلئے آگے جانا لازمی امر تھا۔ تو غیر معمولی جد و جہد کرنا پڑتا رہا ہے

بقیہ صفحہ سابقہ جس پر ترک سوخوم قلعہ اور دیگر متعدد مقامات کو خود بخود خالی کرکے واپس چلے گئے۔ ترکوں کی اس کوشش کے مقابلہ پر روسیوں نے بھی اپنی عیسائیوں کو بغاوت پر کھڑا کر دیا تھا۔ لیکن اس بغاوت کا انجام بھی ابخاسیوں کی بغاوت ایسا ہی ہوا۔ مترجم

سلہ جرمنی نویسندہ کا یہ بیان ہرگز مبالغہ آمیز نہیں۔ چنانچہ جنگ یونان کے دوران میں جب متعدد آہن پوشوں کو بندر سے نکالنے کا حکم صادر ہوا تھا۔ تو کئی ہفتے تیاری میں صرف ہوگئے۔ اور گولڈن ہارن کے پلوں میں سے جہاں جہازوں کے گذرنے کیلئے راستہ کر دیا جاتا ہے۔ انکو نہایت احتیاط سے نکالا گیا تھا۔ اور چونکہ کئی برسوں کے بعد اب پہلی مرتبہ ان آہنی قلعوں نے حرکت کی تھی۔ آدھا شہر اس نظارہ کے دیکھنے کے لئے گولڈن ہارن کے دونوں کناروں پر جمع ہوگیا تھا۔ مگر اب جیسا کہ میں کسی حاشیہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ کیفیت نہیں رہ گئی۔ آہن پوش بیڑہ کا حصہ کثیر اب سمندر میں مامور ہے۔ اور صرف تھوڑے سے جہاز لنگرگاہ میں باقی ہیں جو مرمت ہونے کے بعد عنقریب باہر نکل آوینگے یہ اسی تبدیلی کا اثر تھا۔ کہ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں جب قیصر جرمنی دوبارہ قسطنطنیہ گیا تو اس کے استقبال کیلئے ترکی جہاز بھیجنے میں باب عالی کو کوئی خاص تردد نہ کرنا پڑا۔ اس قابل جرمن فوجی افسر نے ایک جگہ ترکوں کی جہازی صناعی پر طنز کی ہے۔ جسے بالکل بے بنیاد تو نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن حد مناسب سے ضرور بڑھی ہوئی ہے۔ ترکوں نے یہ درست ہے کہ موجودہ انجنیری اور صناعی وغیرہ میں یورپین اقوام کے برابر ابھی تک ترقی نہیں کی لیکن اب وہ غافل نہیں رہ گئے اور ہم پلہ بننے کی لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔ حمیدیہ جہاز میں تھوڑا سا نقص رہ جانے سے اوسکا سمندر پر ٹھیک قابو میں نہ رہ سکنا گو ایک طرف ترکی صناعت کی ابھی تک کچھ ناقص و ناکمل ہونیکا پتہ دے رہا ہے لیکن ساتھ ہی اس سے انکی اسقدر مہارت بھی واضح ہو رہی ہے کہ ترکوں میں عظیم الجسامت جہازوں کو بنانے کی قابلیت پیدا ہوگئی ہے۔ مزید برآں جرمنی افسر کی تحریر سے یہ کسی طرح منکشف نہیں ہوتا۔ کہ ترک جہاز مذکور کے نقص کو درست نہیں کر سکے۔ سلطانی کارخانہ کے چشم دید حالات اور ترکوں کی جہازی صنعت کی موجودہ کیفیت ایک نامور ہم وطن مسلمان سیاح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے اپنے سفرنامہ شام و روم میں جو تحریر کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ترکوں نے اس صنعت میں بھی قابل تعریف مہارت پیدا کر لی ہے

فصل ہشتم میدانِ کارزار

اپنے تنازعات و اختلافات کو فیصل کرنے کے لئے دونو مخالف عساکر جس ضلع میں ایک دوسری سے بالمقابل ہوئے۔ وہ ترکی صوبجات جنوبی مقدونیہ و اپائرس اور یونانی صوبجات تھسلی و توسیس پر مشتمل تھا۔ کوہستان پنڈس کا سلسلہ اس علاقہ کو دو مختلف میدانہائی کارزار میں تقسیم کرتا ہے انہیں سے زیادہ اہم تھسلی کا میدان جنگ ہے جو تقریباً سارے کا سارا ہموار اور مسطح ہے۔ برعکس ازیں دوسرا میدانِ جنگ یعنی علاقہ اپائرس نہایت کوہستانی اور نا بہ جنگی کاروایوں کیلئے کم مناسب ہے۔ جرمن افسر لکھتا ہے۔

تھسلی اور اپائرس کے درمیان جسقدر سڑکیں ہیں وہ محض پگڈنڈیاں ہیں اور پنڈس کے درمیں سے گزرتی ہیں اپائرس کے ساتھ خشکی کے راستوں کی اس عدم موجودگی کی وجہ سے ترکی یونان کے مقابلہ پر جو سمندر کے راستوں پر پورا پورا اقتدار رکھتا تھا۔ صریح خسارہ پر تھی۔ اور اسی مجبوراً تمام کمکیں مناسطر کے راستہ اپائرس کو بھیجنی پڑی تھیں۔

پنڈس کی مشہور دری یہ ہیں۔ درہ زیگاس جو یانینا اور اور گریوینا سے بسمت سودو تریکالہ کو جاتا ہے۔ درہ جو مانلتا جو گریوینا سے کالاباکا کو جاتا ہے۔ کالا بانکا یونان کی شمالی ریلوے کا جو دولو سے تریکالا اور کالا باکا کو جاتی ہے۔ انتہائی سٹیشن ہے۔ درہ زعد گیا جو کوزیانی سے الاسونا کو جاتا ہے اور درہ اوزیراس۔ سلسلہ پنڈس کا ادنیٰ حصہ نہیں جو درہ زیگاس سے بجانب شمال ہے ساٹھ میل سے زیادہ کی مسافت میں آمد و رفت کے راستے ابھی تک بری حالت میں ہیں۔ تریکالا اور گریوینا کے درمیں محض پگڈنڈیاں ہیں۔ جن پر صرف زین سواری سے گذرا جا سکتا ہے۔ اور مناسطر کو یانیا کی سڑک کا ابھی تک صرف کچھ حصہ تیار ہوا ہے بنا بریں صرف دو ضلعے فوجی کارروائیوں کے مناسب ہیں ایک تو ضلع اپائرس جہاں پھر بھی ان کارروائیوں

نے زمانہ آئندہ میں انہی مشکلات سے پھر دوبارہ تکلیف اٹھانے سے محفوظ رہنے کیلئے باب عالی نے ایک طرف سالونیکا سے الاصونا تک اور دوسری طرف مناسطر سے یانینا اور پریویسا تک ریلوے لائن بنانیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور عنقریب ان پر کام شروع ہوا چاہتا ہے۔ مگر افسوس یہ لائنیں بھی یورپین سرمایہ سے یورپین اجارہ داروں کی معرفت تیار ہونگی جس سے تفسیما ریل کے فوائد میں تو کمی نہیں ہو سکتی۔ مگر پولیٹیکل و ملکی و قومی لحاظ سے ایسے سرمایہ کا استعمال سینکڑوں نہایت اہم اور خوفناک قباحتوں سے خالی نہیں۔ اجنبی سرمایہ کو اپنے ملک کی فائدہ بخش کاموں سے متمتع ہونے دینے اور خود نامردوں اور بزدلوں کی طرح سے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کی قبیح ترین ذلت و بدنامی جو کل قوم پر وارد ہوتی ہے علیحدہ رہے۔ سفر ماضی کو خیرباد کہکر اور اس ذلت عامہ سے آئندہ حتی الامکان ملک و قوم کو محفوظ رکھنے کے لئے پندرہ سولہ مہینے ہوئے۔ وکیل امرتسر نے مشترکہ قومی سرمایہ سے ریلوے لائن تیار کرنے کی تجویز مسلمانانِ عام باشندگانِ سلطنت عثمانیہ اور امیر المومنین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور جہاں تک ہو سکا۔۔۔

کیلئے کٹھن اور صعب ترین مشکلات اور رکاوٹیں موجود ہیں اور دوسرا ضلع تھسلی جو ایک چھوٹا سا دیگچہ نما میدان ہے یہ میدان مغرب کیطرف لنڈس سے مشرق کی جانب کوہ اولمپس اور کوہ اوسا کے سلسلہ سے شمال میں سلسلہ مذکورہ کی ٹوٹی ہوئی شاخوں سے اور بجانب جنوب کوہسار اوتھریس اور سر بفلک دشوار گذار جبال اوانٹیا سے گھرا ہوا ہے

تھسلی پر اب تک جسقدر حملے ہوئے ہیں وہ تقریباً کے سب سمندر کی بجائے شمال کی طرف سے پہاڑوں کو عبور کر کے کئے گئے ہیں اسکی وجہ شمالی سرحد کی طبعی بناوٹ ہے مشرق میں کوہ اولمپس۔ بڑی عمارتوں کی بیرونی کونہ پر کی پشتہ دار مینار نما دیوار کی شکل میں سمندر کی طرف اٹھتا چلا گیا ہے اور جا بجا عمیق وادیوں اور گھاٹیوں سے پٹا ہوا ہے بنا بریں کنارہ سمندر کی برابر کی سڑک جو اس سلسلۂ کوہ کی عمودی ڈھلانوں پر سے گذرتی ہے پہاڑی نالوں اور آبشاروں کے متلاطم اور پر آشوب سیلابوں کی وجہ سے نہایت خطرناک ہو رہی ہے۔ اور اسکے راستے آنیوالوں کی مزاحمت اوس موقعہ پر جہانکہ یہ سڑک وادی ٹمپہ میں داخل ہوتی ہے۔ نہایت آسانی اور کامیابی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

مغربی کونہ پر پشتہ دار مینار نما دیوار کا کام ست زوروا کا کوہی سلسلہ دے رہا ہے۔ دستر نیزا کی دریائی وادی سے اوپر کی طرف جنوبی مقدونیہ کو ایک خاصی قابل گذر سڑک جاتی ہے۔ یہ سڑک گریوینا سے ایک درہ کو جاتی ہے جو سطح سمندر سے ۵۰۰ فیٹ بلند ہے اس سڑک کی راستہ ست زوروا سے اپائرس کو صدر مقام یانینا پر پیشقدمی کرنا یا تھسلی کے مغربی میدان میں سے ہو کر تریکالہ پر بڑھنا ممکن ہو گیا ہوا ہے۔ یہ سڑک وہی درہ زیگاس ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

ان دو نو کوہی پشتونکی دونو شمالی سرے ان پہاڑوں کی دیوار سے آپس میں ملے ہوئے ہیں جو مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ خامبیا اور بوماسیا کے دشوار گذار و مہیب پہاڑ ہیں جنمیں سے ڈسکاٹا اور تریکالا کی درمیان صرف پگڈنڈیاں سی گذرتی ہیں۔ صرف اوس موقعہ پر جہانکہ اولمپس کا مغربی دامن ان پہاڑوں سے ملتا ہے معقول نشیب پایا جاتا ہے۔ یہ نشیب اوسجگہ واقع ہے۔ جہاں وادی زراغیبر و سٹیرنا سے بارہ یا تیرہ میل کی فاصلہ پر رہ جاتی ہے۔ اور مقام سردیا (قراقریا) اس سڑک سے ملحق ہوتا ہے جو سطح سمندر سے ۱۳۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع درہ پورتاس سے گذرتی ہے جب ترکوں نے (سنہ ۱۸۹۷ء)

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی اشاعت و کامیابی کیلئے کوشش کی۔ مگر مسلمان ایسے نہیں سوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں۔ انہیں تو صور اسرافیل ہی جگائے تو جگائے۔ ہاں دریائے رحمت الٰہی جوش زن ہو جائے اور مردی از غیب بروں آید و کاری بکند اور پھر ہوش میں آئیں تو دوسری بات ہے۔ لیکن اس اتمام یاس کے باوجود وکیل امرتسر اور دیگر محبان قوم و ملت اخبارات کے مضامین جو اس تجویز کے متعلق لکھے گئے تھے اس کتاب کے آخری حصہ میں گذشتہ دو اڑھائی برس کے مشہور واقعات کے ساتھ جو سلطنت عثمانیہ اور اسکے ملحقات اور توابعات میں گذری ہیں امید ہے کہ درج کر دیئے گئے ہیں۔ شاید اس کتاب کے ناظرین کو ہی کچھ حصہ پر اونکا کچھ اثر ہو جاوے۔ اور وہ بقدر استطاعت خود اپنی گرہ سے ہی اس مبارک کام پر روپیہ لگانے پر ہی آمادہ نہ ہو جائیں بلکہ اس کی کامیابی اور اشاعت عامہ کیلئے کسیطرح کی کوشش کرنے سے دریغ نہ کرینگے تو می ننگ و عار اور بیرتی سے جو انمردی اور اولوالعزمی کے نقش ثانی تصور کریں والله الموفق و علیہ التکلان

میں تھسلی یونان کے حوالے کی گئی تو انہوں نے دریائے زنجیرا کا کل علاقہ اس اور اس کا قصبہ ارتھیری ختم متصل نہیں ہونے
دیا تھا۔ جنہیں قابض رہنے سے انکو یہ آسانی اور موقع حاصل رہا کہ وہ سرویا کو قاعدۃ الجیش بنا کر براہ دریائے کور کے جنوبی
پہاڑی کنارہ کنارہ ڈومی نیکو اور ڈماسی جا کر مغرب کی طرف سے تربانوا اور لاریسا پر پیشقدمی کریں یا الاصونا اور درہ
ملونا اور ریانی کے راستے مشرق کی طرف سے ان دونوں شہروں پر حملہ کر دیں۔

سرحد بجانب جنوب تین سو میل تک کے بعد پر دریائے سالمبریا (پینیاس) وادی ٹمپ میں بہ رہا ہے
اور سکا دریا یونان و تھسلی کے شمالی سرحد کے تقریباً بالکل متوازی ہے۔ یہاں سرحد سے مراد پولیٹیکل ملکی سرحد ہے۔ یونانی
زبان بولنے والی آبادی کی سرحد اس سے چالیس میل اوپر ہے۔ دریائے سالمبریا پر بڑے قصبے ترکالا اور لاریسا
واقع ہیں۔ ان کی آبادی پندرہ سے لیکر سولہ ہزار تک ہے۔ دریائے سالمبریا کی پائینی حصہ کے شمال میں بالکل قریب کوہ اولمپس کہ
علاقہ میں ۹۷۵۰ فیٹ بلند کھڑا ہے۔ یہ مشرق کی طرف خلیج سالونیکا سے اور بجانب غرب سالم دریا کی شاخ سٹاپو
ردس یا زغیرہ سے گھرا ہوا ہے۔

سٹاپوردس کی ایک چھوٹی سی شاخ پر جو سیدھی اولمپس سے نکلتی ہے الاصونا کا چھوٹا سا قصبہ جسکی اس
محاربہ کی طفیل عالمگیر شہرت ہو گئی ہے واقع ہے۔ اسکے مسلمان باشندے دو سو گھروں میں دریا کے بائیں کنارہ پر اور
یونانی الاصل باشندے پچاس گھروں میں دریا کے دائیں کنارہ پر آباد ہیں۔ یونان اور ٹرکی کی پولیٹیکل سرحد کے دونوں طرف
الاصونا کی طرح اکثر دیہات اور قصبوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی مخلوط آبادی ہے لیکن محلے جدا جدا ہیں

وادی ٹمپ عجب دلفریب مقام ہے جسکی دلکش منظر کو کناروں تک لبریز بہتے ہوئے پہاڑی نالوں سے ہر وقت تازگی
اور شگفتگی پہنچتی رہتی ہے۔ دونوں طرف کے پہاڑ درختوں اور مختلف قسم کی گھاسوں سے ڈھپے رہتے ہیں۔ چٹانوں سے
عشق پیچاں اور دوسری قسم کی بیلیں چمٹی ہوئی ہیں۔ اور ڈھلانوں پر جا بجا احتیاط و شوق سے نصب و کاشت کردہ
بادام و انار کی درختوں کے تازگی بخش باغ کھڑے ہیں۔ اور ان کے بیچوں بیچ صاف و پاکیزہ پانی کے چشمے جاری ہیں
جن سے ہر جگہ ہوا کمال فرحت و خوشگوار و صحت بخش ہو رہی ہے۔

وادی ٹمپ کے دہانہ سے چند میل آگے جانے پر حسن بابا کا گاؤں خود بخود لحاظ کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔ یہ گاؤں
کوہ کساوس (اوصہ) کی دامن میں ایک محدود میدان پر آباد ہے۔ اس میں ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے۔ جسے
گاؤں کے بانی حسن نام ایک شخص نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ مسجد نہایت دلفریب موقع پر سرو اور صنوبر کے عنبار زیاد درختوں کے جھنڈ
میں واقع ہے۔ اور چاروں طرف کیلے کے درختوں اور پاکیزہ معطر روشوں سے گھری ہوئی ہے۔ شاہراہ دریائے پینی اسکے دائیں
کنارہ کی برابر حسن بابا کے بیچ سے گذرتی ہے اور بنا بریں لاریسا سے سالونیکا کو جانے والے مسافر عموماً اس کی سیر کئے بغیر نہیں رہتے

۱؎ یہ درہ سمندر سے ۸۰۰ فیٹ بلند ہے۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حسن بابا زمانہ قدیم کے شہر قصبہ الاٹھیا کی موقع پر آباد ہے حسن بابا سے آگے سڑک گھنے درختوں کی ایک خوبصورت جنگل میں سے گذرتی ہے۔ ان کے تنوں سے جنگلی بیلیں ہار کیطرح لپٹی ہوئی ہیں۔ اور گھنے سایہ کی تاریکی میں دریا اس فرحت بخش اور روح افزا وادی میں سے ایسی خاموشی اور متانت کے ساتھ گذرتا ہے۔ کہ گویا وہ اپنی منزل مقصود اور آرامگاہ میں پہونچ گیا ہے۔ پانی بظاہر ایسا ساکن اور بے حرکت نظر آتا ہے۔ کہ دیکھنے والے کو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر کنارہ جو ایسا وہ درختوں کی جڑوں سے نکل رہا ہے۔ اکثر جگہ دریا کے کنارے خوبصورت گھاس اور اس درخت سے جسے یورپ میں پاک شجر کہتے ہیں ڈھنپے ہوئے ہیں۔

قدیم اہالی تھسلی یہاں ہر سال اوس مہیب زلزلہ کی یادگار میں جس نے تمام علاقہ کو ویران کر کے کمپ کی گھاٹی بنا دی تھی۔ جشن منایا کرتے تھے۔ کیونکہ گھاٹی مذکورہ کے پر زور سیلابوں اور چشموں نے لاریسا کے خوبصورت میدان کو پھر پہلے جیسا زرخیز بنا دیا تھا۔ جشن کے موقعہ پر قرب و جوار کے قصبات کے تمام باشندے وادی ٹمپ میں جمع ہوتے۔ اور ہر جگہ دیوتاؤں کے سامنے خوشبودار اشیا جلائی جاتیں۔ دریا پینی اس کشتیوں سے جو لگاتار ادہر ادہر چکر لگاتی ہیں ڈھنپ جاتا۔ اور مقصد خنکلوں۔ مرغزاروں اور دریا کے کنارہ پر بیٹھ جاتیں۔ اس جشن میں ایک عجیب خصوصیت یہ تھی کہ اس میں غلاموں کو مالکوں کے ساتھ پوری آزادی اور مساوات کی ساتھ ملنے جلنے کی ہی اجازت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ مالک خادم ہو جاتے تھے اور غلام مخدوم۔

ترکوں کو تھسلی پر حملہ کرتے وقت ان دو اضلاع میں جنمیں سے لاریسا و وکوریلونسے لائن اور رودولیکا لیکا۔ لائن براہ فیرو سوئیشنو اور تریکالا گذرتی ہے۔ کسی طرح کی طبعی رکاوٹ یا تکلیف و دقت حائل نہیں ہوتی۔ ان اضلاع میں ایسی کی طبعی بناوٹ دشوار گزار اور بکھری ہوئی نہیں جیسی کہ جزیرہ نما کی دیگر اضلاع کی کیفیت ہی۔ مزید براں ان لائنوں کے دو طرفہ اراضی زیر کاشت اور مزروعہ ہے۔ جس سے حملہ آوروں کو بشرطیکہ عقلاں کو عمداً برباد نہ کر دیا گیا ہو کافی رسد اور چارہ بہم پہونچ سکتا ہے۔ ضلع سالونیا بالخصوص نہایت زرخیز ہے۔

لاریسا اور الاصونا کے درمیان جو مخالف افواج کے ہیڈ کوارٹر تھے حسب ذیل راستے جو متعدد نوبی وتھسلوی سرحد سے گذرتے ہیں۔ موجود ہیں۔

اوّل۔ ایک پگڈنڈی وادی ہیری آس سے۔ ڈوم نیک۔ ڈماسی ہوتی ہوئی درہ اورینی میں سے جہاں سی یونانی علاقہ شروع ہوتا ہے۔ بوغاسی ٹرنا دوس اور لاریسا کو جاتی ہے۔ یہ راستہ بہت لمبا ہے۔ پگڈنڈی کہیں دریا ہیری آس سے دائیں کنارہ پر سے گذرتی ہے۔ اور کہیں بائیں پر سے۔ اس کے مشرق میں کوہ کتری کا سلسلہ جو کوہ اولمپس کی شاخ ہے۔ موجود ہے۔

[illegible] ورٹرنا دوس کے درمیان سے چھٹا ہے۔ وہ اول الذکر پگڈنڈی سے جدا ہوتا ہے

اور سکوپیا سے سات میل بجانب مشرق کوہ پارنا و کوہ پاپلیواڈیا کے درمیان درہ ملونا سے گذرتا ہے۔ ترکی جانب درہ کی بلندی سطح سمندر سے ۱۸۵۵ فیٹ ہے۔ اور چڑھائی بہت سخت و عمودی ہے۔ مگر لارادوس کیطرف اترائی نسبتاً آسان و سہل ہے۔ یہ درہ عین سرحد پر واقع ہے۔ سوم اور چہارم وہ خراب اور دشوار گذار راستے ہیں جو الاصونا سے کریا وجا صکل سے جھیل نیرزو کو جاتے ہیں۔

پانچویں سڑک سمندر کے عمودی ساحل کے کنارہ کنارہ اولمپس کے مشرق میں جندکا ٹیرنیا سے پلاٹا مونا (واقع مقدونیہ) کو اور وہاں سے سالونیکا کی دہانہ کو جاتی ہے۔

سطح زمین کی بناوٹ ہر جگہ ایک جیسی ہے۔ چند وادیاں و سنگلاخ جن پر صرف کہیں کہیں درخت ہیں۔ جا بجا پہاڑی نالی اور کھڈیں۔ دریں گاہ بالکل خشک۔ اور کبھی بہت ناک تیزی سے بہتے ہوئے سیلابوں کی وجہ ناقابل گذر۔ راستے خستہ حال اور دونوں طرف کی چوٹیاں گنجی اور بے شجر یہی کیفیت درہ ملونا کی ہے۔

۱۸۹۷ء میں اس علاقہ کی سرحد کی تعیین نے انجام ترکی کے حق میں کیگئی تھی۔ مینا کوما اور جیلیا کی ترکی باتریاں درہ ملونا کے دو نہایت اہم ترین دہانوں کی بخوبی حفاظت کر رہی تھیں۔ مینا کسا کی باتریاں درہ ملونا کی بلند ترین چوٹی پر جہاں سے کل وادی نظر میں رہتی ہے۔ نصب تھیں۔ اور مٹی کے دمدموں اور شہتیروں سے خوب محفوظ کر دیگئی ہوئی تھیں۔ جیلیا لمنا سی کے قریب ہے۔ دو [illegible] کی باتریوں میں ۳ انچ اور چھ انچ قطر کی کروپ توپیں تھیں۔ ان دونوں کی علاوہ درہ ملونا کے شمالی سرے پر بمقام سیکورا کی بھی ایک ترکی باتری موجود تھی۔ اور سرحد کے کنارہ کنارہ تمام اہم اور کارآمد بلندیوں پر فوجی چوکیاں اور گڑھیاں بنی ہوئی تھیں مگر یونانی جانب پر فقط معدودی چند گڑھیاں تھیں۔ ایک تو کریشوا کی گڑھی جسے مٹی کے دمدموں سے مستحکم کیا گیا تھا۔ درہ ملونا کی حفاظت کیلئے موجود تھی۔ یا باقی کل سرحد پر درہ ریوینی کی حفاظت کیلئے بمقام سمپولس زرکوس کی متعدد بلندیوں پر مختصر سی مورچہ بندی کر دیگئی ہوئی تھی۔

شمالی یونان کے دریا جنگی لحاظ سے چنداں وقعت نہیں رکھتے۔ موسم گرما میں وہ عموماً کم و بیش خشک ہو جاتے ہیں اور بنا بریں اس موسم میں وہ دشمن کی پیشقدمی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے ہیں۔ موسم سرما میں پانی کنارے تک بھر جاتا ہے۔ اور بہت تیزی سے بہتا ہے۔ لیکن چونکہ ان دریاؤں کا پاٹ کچھ زیادہ نہیں ان پر بآسانی پل بنائے جا سکتے ہیں۔ مشہور دریا یہ ہیں۔ سالمبریا جو شمال میں مغرب سے مشرق کیطرف بہتا ہے۔ چھوٹا سا سرحدی دریا آرٹا جو مغرب میں ہے۔ اور اس پر پوٹاموس جو جنوب میں بہتا ہے۔

دو لوسے لاریسا اور دولوسی ہاتر یکالا کالباکا تک کی دو فو ریلوی لائنوں نے یونانی فوج کو بڑا مدد دیا۔ یہ اخیر تھسلی سے مختصر سی لاریسا کو جو نہایت ہی اہم اور کارآمد ریلوے لائن تیار کیجا رہی تھی۔ اس پر روپیہ کی گنجائش نہ ہونے سے ۱۸۹۶ء میں کام بند ہو گیا تھا جو اب تک شروع نہیں ہوا اور لائن بدستور نامکمل پڑی ہے۔ چھ تازہ [illegible] میں

اس نقشہ کو مکمل دکھایا گیا ہے ۔ تھسلی غیر مساوی وسعت کے دو بڑے میدانوں میں منقسم ہے جن میں سے ایک
شمال میں ہے ۔ اور دوسرا جنوب میں ہے ۔ ان میدانوں کو پہاڑی سلسلہ جدا کرتا ہے جس کی بلندی
فٹ تک بلند ہیں اور جنوب میں پہاڑی سلسلہ کوہ اوتھرس ہے ۔ یہ دونوں میدان ایک دوسرے سے جدا کرتے
ہیں ۔ شمالی میدان کو بجانب شمال کیمبونین پہاڑوں کی سرحد سے گھیرا ہوا ہے ۔ مغرب سے اوسا اور پیلیان کے
پہاڑ جدا کرتے ہیں ۔ یہ تینوں طرف سے بلند کوہستانی سلسلوں سے محیط ہے ۔ اور دو لو۔ کاروستا وتریکالا کی طرف فراخ
گھاٹیاں اور جنوب مغرب میں تنگ دریں ہیں

تھسلی میدان کے جنوبی حصہ میں فرسالیا یا فرسالوس کا مشہور قصبہ دریائے پینیوس کے کنارہ ایک پہاڑی کے
شمالی ڈھال پر ایک زرخیز میدان میں واقع ہے ۔ قدیم اکروپولیس کے کھنڈرات اس پہاڑی کے طویل دیوار
کرارہ پر کھڑے اس کی سابقہ عظمت و شوکت کا پتہ دے رہے ہیں ۔ جنوب کی طرف اس پہاڑی کا تقریباً سیدھا ڈھلاو سطح
میدان سے جا ملتا ہے ۔ وولو تریکالا ریلوے فرسالوس میں بھی لاریسا لامیہ کی سڑک سے تقاطع کرتی ہے اس اتصال
سے فرسالوس کی قدر و منزلت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے ۔

شمالی سرحد کی سربفلک کوہی دیوار کی طرح جنوب میں سلسلہ کوہستان اوتھرس فراخ و عریض فصیل کی مانند مغرب
کی طرف سے شاندار دوہری اہرام کی شکل کے مخروطی کوہ ٹمفرسٹوس (ویلوشی) سے شروع ہو کر مشرق میں خلیج وولو
تک چلا گیا ہے ۔ اس سلسلہ کی سطح مرتفع جس پر جا بجا پہاڑیوں کے سلسلے کھڑے ہیں ۔ سیر حاصل اور سرسبز ہے اور
اس کی ڈھلوان طرفیں جو چاند نما ہیں ۔ تقریباً عمودی ڈھال کھاتی ہوئی نشیبی میدانوں سے جا ملتی ہیں ۔ مشرقی جانب
سطح مرتفع سپرکیوس کی زرخیز ساحلی وادی کے دو طرفہ سلسلوں میں جا کر ختم ہوتی ہے ۔ شمال کی طرف اس سلسلہ کو کئی ندیاں
منقطع کرتی ہیں ۔ دریائے اینیپیوس (فنارلی) اور اس کے دو مغربی معاون ڈومو کوئی کوس اور پیلیا سی سلسلہ
سے نکلتے ہیں ۔ وادی اینیپیوس کے پہلو بہ پہلو جو سڑک المیرو کے ساحلی میدان کو جاتی ہے وہ بہت کٹھن ہے ۔ لاریسا سے
براہ لامیہ اتھنز کو جو سڑک جاتی ہے وہ ڈومو کوئی کوس کی وادی سے گذرتی ہے اس وادی اور سڑک کی ایک عمودی بلندی
پر ڈومو کوس کا شہر واقع ہے جو اس دلفریب نظارہ کی وجہ سے جو شہر ناظرین کو کل تھسلی اور اس کے وسیع میدانوں کا جو
بجانب مشرق پیلی اون اور اوسا اور کسلوس کی بجانب شمال اولمپس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں سے اور بجانب
مغرب ویلوشی اور اگرافیا کی سربفلک جبال پنج پر اور ان سے گھرے ہوئے ہیں ہو سکتا ہے ۔ عام شہرت رکھتا ہے ۔ یہ شہر ایک
بلند کھڑی کرارہ کی پشت پر زین کی طرح بیٹھا ہوا ہے ۔ اسمیں سو دو سو مسلمان اور یونانی آباد ہیں ۔ اور لامیہ فرسالہ سڑک کا ایک
مشہور پڑاؤ ہے ۔ ڈومو کوس سے لامیہ سے کچھ اوپر طویل خاصی سیدھی سڑک درہ فورکا کو جو جبال اوتھرس کا پست
ترین درہ ہے جاتی ہے ۔ لامیہ اس درہ سے آٹھ گھنٹوں کی مسافت پر ہے ۔ یہ سڑک بہل تو بہ نہیں مگر ملک کے حالات

ذرائع وسائل کے لحاظ سے خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ سلسلہ اوتھریس میں جس کی بلندی ۵ ہزار سے لیکر ۷ ہزار فیٹ تک ہے ہی ایک درہ چنداں فراخ و وسیع ہے۔ باقی سب دری محض پتھریلی کوہی پگڈنڈیاں ہیں یہ کل پگڈنڈیاں بلا استثناء ایکدوسری سے ملنے کے بغیر سطح مرتفع پر سے شمالاً و جنوباً گذرتے ہیں۔ برسات کی موسم میں ان پگڈنڈیوں سے گذرنا تقریباً ناممکن ہوجاتا ہے۔ اور الغرض بندرگاہ سٹائیلس سے تھسلی کو سامان حرب و رسد اور کمک بھیجنے کیلئے خشکی کے راستے بھی صرف یہی ہیں۔ سلسلہ اوتھریس اور اوتی تاکی درمیان وادی سپرکی اس میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک عام معقول سڑک گذرتی ہے۔ یہ دری یولی سے لامیہ کو اور وہاں سے سٹائیلس کو جاتی ہے۔ اکثر پہاڑی پگڈنڈیاں اس سڑک سے تقاطع کرتی ہیں۔

اس لحاظ سے سٹائیلس کا بندر بہت وقعت رکھتا ہے کہ وہاں ہر قسم کی کمک سمندر کے راستہ پہنچ سکتی ہے۔ ہر قسم کا سامان حرب و رسد سمندر کے راستہ یہاں پہونچایا جاتا ہے۔ اور پھر بار کش جانوروں پر درہ فورکا یا سلسلہ اتھریس کے دیگر دروں میں سے آگے بھیجدیا جاتا ہے۔ فورکا کے علاوہ سلسلہ مذکورہ سے شمال سے جنوب کو تین ایسی پگڈنڈیاں گذرتی ہیں جن پر گھوڑا چل سکتا ہی اور دور مغرب میں ایک اور راستہ پہاڑ دمنیتی کو جاتا ہے

ترکوں کو کمک وغیرہ بڑے فاصلے سے پہونچانی پڑتی رہیں۔ مگر ایک تو خود صوبہ تھسلی ہی سے فوج حملہ آور کی ضروریات کا کچھ حصہ پورا ہو سکتا تھا۔ اور دوسری انہوں نے یونانیوں کی طرح اس معاملہ میں غفلت نہیں کی تھی۔ بلکہ شروع ہی سے وسائل باربرداری کا خوب احتیاط سے انتظام کر لیا تھا۔ مزید برآں اس ملک میں جو فریقین کی افواج کا تختہ مشق اور جولانگاہ بنا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ آمد و رفت کے کافی راستے موجود تھے۔ اور گو ریلوے لائنیں یونانیوں نے بیکار کر دی تھیں۔ اور اسلیئے ان سے کوئی فریق فائدہ نہ اٹھا سکا تھا۔ مگر اس سے بظاہر کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ شمال کی طرف سے حملہ کرنیوالی فوج کے راستہ میں الغرض پیشقدمی کرتے وقت آخری قدرتی رکاوٹ جبال اوتی تاکا کا سلسلہ ہے جو وادی سپرکی اس کے جنوب میں واقع ہے۔ اور جبال اتھریس کی جنوبی جانب سے بہت زیادہ بھیانک بکھرا ہوا اور دشوار گذار ہے۔ جبال اوتی تاکی پہاڑوں کی مجموعہ موسومہ کالی ڈرومس اور خلیج لامیہ کے درمیان تنگ ناے پالی کا مشہور درہ کوہستانی سلسلہ میں سے گذرتا ہے زمانہ قدیم میں تھسلی سے وسطی یونان کو صرف یہی راستہ فوج گذر سکتی تھی۔ سلسلہ اس لیے جنگی لحاظ سے یہ بی انتہا وقعت رکھتا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کی یہ وقعت بہت کچھ کم ہو گئی ہے۔ کیونکہ سیلابوں اور طوفانوں سے ساحل کی بناوٹ بہت متغیر ہو گئی ہے۔ موسم سرما میں تو اب بھی زمین دلدلی ہو جاتی ہے۔ لیکن گرما میں بالکل خشک ہو جاتی ہے۔ اور بنا بریں گو برسات میں کثیر التعداد فوج کیلئے اوپر گذرنا مشکل اور وقت طلب ہے لیکن [illegible] اسیطرح درست نہیں ہو سکتا۔ لہذا تھرموپائلی غنیم کی پیشقدمی کو روکنے کے لیے بدستور سد سکندر کا کام [illegible]

فصل نہم مخالف افواج کی صف اولین

یونانی فوج

یونانی فوج فروری اور مارچ ۱۸۹۷ء میں ہی محاربہ کیلئے تیار اور اوسکی جمعیت جنگی معیار و پیمانہ تک بڑھا دیگئی اور اس کا کچھ حصہ تھسلی میں پہونچگیا تھا۔ اور بقول جرمن سٹاف افسر ساتھ ہی کئی نئے انتظام بھی کر لئے گئے تھے۔ کل رجمنٹیں جو پہلے تین تین کی تھیں۔ چار چار بٹلینوں کی کر دی گئی تھیں۔ مگر اجتماعی کارروائیوں کے دوران میں بار برداری کی قطار کے ناقص انتظام اور گھوڑوں کی قلت سے بہت تکلیف اور دقت کا سامنا رہا۔ ریزروں کی پہلی طلبی کے وقت سے ہی اس معاملہ میں بہت کچھ کوشش کیگئی تھی۔ مگر پھر بھی اس خرابی کا کامل دفعیہ نہ ہو سکا تھا۔

جنگ کا اعلان ہونے پر سپاہ کو مصافی فوج کی صفوف میں مرتب کیا گیا۔ تمام اعلے کمانوں پر افسر مامور کئے گئے اور تمام اعلے افسر ہیڈکوارٹر میں جمع ہو گئے

یونانی افواج متعینہ تھسلی کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی

سپہ سالار۔ شہزادہ قسطنطین ولیعہد یونان　　ہیڈکوارٹر لاریسا

حاضر باش ایجوٹنٹ	کپتان حاجی پطروس
اعلے سٹاف افسر	کرنیل ساپونٹ ساکیس
میجر جنرل	ڈریسی نوس
ایضاً	پاپاڈیا مانوپولوس
میجر	کلیس
"	زوگرافوس
چھ لفٹنٹ	جو افسران توپخانہ تھے
اعلے کمسریٹ افسر	لفٹنٹ کرنیل گالامینس
اعلے طبی افسر	ڈاکٹر ڈایامانٹوپولوس

اول ڈویژن[1] فوج پیدل کا	کمان افسر جنرل ماکریس
اول انفنٹری بریگیڈ	کمان افسر کرنیل دیمیو پولوس
اول انفنٹری رجمنٹ	دو بٹلینوں کی
تیسری	" "
دوم انفنٹری بریگیڈ	کمان افسر کرنیل انتیانادیس
ہفتم انفنٹری رجمنٹ	
ہشتم	

افواج ذیل بھی اول ڈویژن میں شامل تھیں

چار بٹلین رائفل برداروں (امیونی سپاہیوں) کی۔

[1] پہلے اس ڈویژن میں دو بریگیڈ اور ہر بریگیڈ میں تین تین صدر رجمنٹیں تھیں

ایک رجمنٹ سواروں کی۔

چار میدانی اور تین کوہی باتریاں۔

اوّل ڈویژن لاریسا اور اس کے قرب وجوار میں مقیم تھا۔ اور اس کی بعیدی چوکیاں سرحد کی پہاڑی دروں پر قابض تھیں۔ یہ ڈویژن یونانی فوج کا دستہ ایمن تھا۔

دوم ڈویژن کمان افسر۔ جنرل مارومیکالیس
سوم انفنٹری برگیڈ۔ کمان افسر کرنیل ماسٹراپاس
دوم انفنٹری رجمنٹ
چہارم 〃 〃
چہارم انفنٹری برگیڈ۔ کمان افسر کرنیل کاکلامانوس۔

پنجم انفنٹری رجمنٹ
یازدہم انفنٹری رجمنٹ
چار پلٹنیں دمنبری ۵-۸-۹-۱۰ رائفل برداروں کی۔
دو رجمنٹیں سواروں کی
تین میدانی اور دو کوہی باتریاں

یہ ڈویژن تریکالا اور کالاباکا میں مقیم تھا۔ اور تھسلوی فوج کا دستہ یسار تھا۔ اپریل کے مہینہ میں دونوں ڈویژنوں کو ریزرو اور مستحفظ فوج کی ۸ پلٹنیں ۸ ہزار ملکی مجاہدین اور ۸ ہزار اجنبی والنٹیر بطور کمک آملے۔ اجنبیوں نے اپنی علیحدہ علیحدہ پلٹنیں بنائی ہوئی تھیں۔ کامل طور پر یونانی سپہ سالار کی ماتحت نہ بنائی گئی تھی۔ اپریل میں جمعیت یونانی فوج تھسلی میں جمع ہوئی۔ اسکی تفصیل وجمعیت حسب ذیل تھی۔ فوج پیدل ۲۴۵۰۰ فوج مستحفظ ۱۵ ہزار۔ ملکی مجاہد ۸ ہزار۔ فوج سوار اور توپخانہ وغیرہ ۸ ہزار مجاہدین شاسپو قسم کی رائفلوں سے مسلح تھی۔

ترکی فوج یونان کے ساتھ مشکلات اور پیچیدگیاں شروع ہونے پر ترکی نے تیسری جیش مقیمہ مقدونیہ کی جمعیت جس کا ہیڈکوارٹر مناستر میں ہے جنگی پیمانہ تک بڑھادی تھی۔ اور اسے اور بھی کمک بھیجدی تھی۔ دس پلٹنیں پہلے جیش (قسطنطنیہ) اور ۱۳ پلٹنیں پانچویں جیش (دمشق) سے جملہ ۲۳ پلٹنیں بطور کمک اس میں بھیجدی گئی تھیں۔ تیسرے جیش مقیمہ مقدونیہ کی افواج کی فراہمی کے ساتھ ہی یورپ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے فوج ردیف کے بلائے جانے اور یونان کے مقابلہ پر میدان جنگ میں اسی ہزار فوج بھیجنے کے احکام صادر کئے گئے تھے

یہ فوج اپریل کے شروع میں اپنے اپنے موقع پر جمع ہو گئی۔ اور اس کی کمانیں بہ تفصیل ذیل تقسیم کی گئیں۔

سپہ سالار۔ فیلڈ مارشل ادہم پاشا

اعلیٰ افسران سٹاف۔ جرنیل ڈویژن عمر رشدی پاشا۔ سیف اللہ پاشا و کنعان بک

اعلیٰ افسر توپخانہ۔ جرنیل برگیڈ رضا پاشا

اعلیٰ کمیسریٹ افسر۔ جرنیل برگیڈ حمدی پاشا

اوّل ڈویژن۔ کمانڈر خیری پاشا۔ یہ ڈویژن اوّل اوّل سلسلہ جبال میں بمقام ٹرنک۔ پھر بمقام ملوگسٹا

[illegible] بمقام [illegible] میدانوں میں صف آرا ہوا

دوم ڈویژن کمانڈر [illegible] پاشا [illegible] سلسلہ جبال میں بمقام سکو بلا جہاں اس کا سارا وقت جنگ کرنے [illegible] میں صرف ہوتا [illegible] بعد ازاں جوں جوں فوج بڑھتی گئی جنگلے آگے صف آرا ہوتا رہا۔

یہ دونوں ڈویژن [illegible] کا [illegible] تھے۔

سوم ڈویژن کمانڈر [illegible] پاشا [illegible] سلسلہ جبال میں بمقام الاصونا جمع ہوا [illegible] یہ دونوں ڈویژن فوج حملہ آور کا قلب

چہارم ڈویژن کمانڈر حیدر پاشا - اولاً بمقام الاصونا جمع ہوا [illegible] محمد پاشا کا زیر کمان تھے - الاصونا سے یہ دونوں اعلان

بریگیڈ جو کسی ڈویژن میں شامل نہیں کیا گیا تھا - اس ڈویژن کے ساتھ رہا تھا۔ جنگ ہونے پر قرار درہ (درہ ملونا)

اور پہلے بمقام الاصونا جمع ہوا تھا۔ سے گزر کر میدانوں میں داخل ہوئے

پنجم ڈویژن کمانڈر حقی پاشا پہلے ڈسکاٹا کی پہاڑوں میں جمع ہوا پھر قرار درہ یا درہ ملونا سے گزر کر تھسلوی میدانوں میں داخل ہوا۔ پہلے یانیا اور الاصونا کی مجتمعہ افواج میں رشتہ مواصلت قائم رکھنے کا کام دیتا رہا پھر فوج حملہ آور کی قلب میں شامل کر دیا گیا۔

ششم ڈویژن کمانڈر حمدی پاشا - پہلے لنشو کا ریدکاریا - یا خاصکوئی کی پہاڑوں میں جمع ہوا - پھر یانیا کے کوہستانی چوکیوں کے ساتھ لگاتار مشغول پیکار رہا - اور آخر کار میدان میں داخل ہو کر مقام دلیلر کو فتح کیا - یہ ڈویژن [illegible] کا [illegible] تھا۔

ہفتم ڈویژن کمانڈر حسنی پاشا - یہ ڈویژن پہلے کاترینا میں جمع ہوا - پھر وہاں کی حفاظت کیلئے کافی فوج چھوڑ کر وادی ٹمپہ کے راستے میدان میں داخل ہوا - یہ ڈویژن جو یساری بازو کا دوسرا جزو تھا - جدید [illegible] مرتب کیا گیا تھا اور اس کا کچھ حصہ چھوٹی نالی کی میگزین رائفل سے مسلح تھا۔

کیولری ڈویژن کمانڈر سلیمان پاشا - یہ ڈویژن ہر اول میں رہتا تھا

کل فوج مقیمہ وادی الصونا یہ علاقہ تھسلی { ساڑھے سات ڈویژن فوج پیدل / ایک ڈویژن فوج سواران - } یعنے تقریباً چالیس ہزار -

ریزرو آرٹلری - نو باتریاں - جو رضا پاشا کے زیر کمان الاصونا میں تھیں - متعلقہ ڈویژن میسرہ کی حفاظت کے لئے کاترینا میں مقیم تھا - یہ متعدد نوی فوج کوہ اولمپس کے ڈھلانوں پر نہایت محفوظ و مضبوط اور بکمال احتیاط تیار کئے گئے مقام میں فوج کے بازو پر اس غرض سے مقیم تھی - کہ اگر یونانی سمندر کی طرف سے آکر ترکی علاقہ میں اترنے کی کوشش کریں تو انکو اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکنے دے - ہر ایک ڈویژن کے نام نہاد جمعیت یہ مقرر کی گئی تھی - کہ اس میں چار باتریاں اور [illegible] ۰۰ ۷۵ آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی سولہ پلٹنیں ہوں - مگر کل ڈویژنوں میں یہ اصول قائم نہ رکھا گیا - چنانچہ

انتہائی ہیرہ ڈویژن مقیمہ کاثرناکی جمعیت ان متعدد دستوں کی وجہ سے جو اسے اپنی پیشقدمی میں پیچھے چھوڑنے پڑتے تھے کبھی بارہ ہزار سے متجاوز نہ ہوئی تھی۔

کیولری ڈویژن میں ۲۵ رسالے اور چار اسپی باتریاں تھیں

ان بڑی جماعتوں (یعنے ڈویژنوں) سے علاوہ فوج پیدل کی کئی چھوٹی چھوٹی جماعتیں سرحد کی حفاظت پر مامور تھیں۔ اس کام کیلئے جسقدر دستے بھیجے جاتے تھے وہ سب کے سب سرحدی گڑھیوں اور چوکیوں میں جو زمانہ امن میں بھی کل سرحد کے برابر قائم رکھی جاتی ہیں قیام کرتے تھے۔

محاربہ کی ابتدا

اپریل کے پہلے دنوں میں تھسلی اور مقدونی سرحد پر بہت جوشی اور تحریک پھیل رہی تھی یونانی ان لوگوں کی تحریک باہم مذہبی اور ہمقومی کے جوش سے دیگر ممالک کے علاوہ خاص ٹرکی کے صوبجات مصر وشام وایشیا کوچک سے بھی کئی ہزار یونانی مجاہد یونان پہونچگئے تھے۔ مگر ایسی پاگلانہ سرمستی سے کئی مآل اندیش یونانی بچے رہے اور وہ مدد کرنی سہی ہی مجرد نہ رہے بلکہ ابنائے قوم کو بھی نیک صلاح ومشورہ دینے سے دریغ نہ کرتے رہے۔ چنانچہ بندر روڈوسٹو کی ایک یونانی تاجر نے اپنے ایک عزیز کو جو لاریسا میں رہتا تھا حسب ذیل خط محاربہ سے پہلے ارسال کیا

"برادر عزیز تیرا خط ملا - اور میں اس سے واقف ہوا کہ تو نے اہالی کریٹ کی امداد کیلئے ۱۰۰ درہم مالیت کا عطیہ دیا ہے - خدا تمہیں اس ہمدردی اور حسن نیت کا بدلا دیوے میں تجھے بتلا دیتا ہوں کہ تمہارے ملک میں مفلوک الحال کریٹوں کی امداد کیلئے روپیہ جمع کرنے کی غرض سے جو انجمن قائم ہوا وہ اپنی وضع میں بالکل جعلی ہے۔ اور وہ میں ایسے لوگ ہیں جو صرف اپنی ذاتی منافعہ کیلئے کام کر رہے ہیں بڑی قلیل میں لگی یہ ہے کہ انہوں نے فقط دیا ہے تو روپیہ کریٹوں کے واسطے جمع کیا اور اس کے عوض دس ہزار بندوقیں اور کئی لاکھ کارتوس خریدکر اشقیار کریٹ کے پاس بھیجدیئے۔ جن سے انہوں نے ایسے ایسے جور وستم کئے کہ تمام شریف یونانیوں کو شرمسار ہونا پڑا۔ انہوں نے اس پر کفایت نہ کی بلکہ صوبہ کریٹ کے غریب مسلمانوں کی بھی جو تعداد میں پندرہ سو سے متجاوز نہیں طرح طرح بیحرمتی کی ان کی ٹوپیاں سر پار اتار کر قدموں کے نیچے کچلیں۔ اور بالکل بے قصور محض اس وجہ سے کہ وہ غیر مذہب رکھتے ہیں۔ ان کو تکلیفیں پہونچائیں جس سے لاچار ہو کر اکثر شریف مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی کیا یہ طفلانہ حرکات اور سفیہانہ کرتوتیں ہمارے لئے باعث شرم نہیں کیا ہم ترکوں کے ملک میں رہنے سے سنتے ہوسکتے ہیں جو کچھ متقید انکے ملک میں ہیں۔ تیرا عمزاد بھائی نقولا اور اس کی اولاد سمرنا میں اور تیرا دوسرا بھائی یوحنا اور اس کا بیٹا مصر میں ہے اور تمام بلاد عثمانیہ ہماری قوم سے بھری پڑی ہیں۔ اگر ہم تیری طرح پاگل ہو جائیں تو ہماری کیا حالت ہو۔ میں اپنی قوم کی یہی شرارتیں دیکھکر وہاں سے نکل آیا۔ اور عثمانی رعیت بنگیا تھا تم لوگ عنقریب سخت مصیبت میں گرفتار ہونیوالے ہو کیونکہ ہر روز ہمارے پاس سے عساکر عثمانیہ گزر رہے ہیں اور مجھی کبھی خیال نہیں تھا کہ بلاد عثمانیہ میں ایسے لشکر موجود ہیں میں ادہر خط لکھ رہا ہوں اور دوسری طرف میری آنکھیں ان نوجوان ترکی سپاہیوں کے رعب وجلال اور ہمت وطاقت کا نظارہ کر رہی ہیں جو ابھی بندرگاہ سالونیکے آئے ہیں مصروف ہیں
کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اخبار نویسوں اور خطیبوں سے جنہوں نے جنگ جنگ پکار کر یونان کو بتلا دیا کہ ترکی ضرور بتلا لیگا انکو کیسا کہ جنگ تیار ہے اور اسے لباس سرخ پہنا دیا ہے۔ سرحد پر جاکر ان بہادروں کو دیکھو جنکو تم کہتے تھے کہ عنقریب ان کی کمر

سفیدوں اور قزاقوں کے گروہ در گروہ مقدونوی آبادی کو ترکی فوج کی عقب میں علم بغاوت کے بلند کر دینے کی ترغیب دینے اور ترکوں کو ایذا پہونچانے اور مشتعل کرنے کے لئے متواتر یورشیں اور گشت و خون کرتے رہے۔ مگر ترکی کمانڈران نامردانہ یورشوں کو ان یونانی یورشوں کی مفصل کیفیت ناظرین کو ترکی اخبارات کی مندرجہ ذیل اقتباس سے معلوم ہو جائیگی مگر اسکے اندراج سے پیشتر ترکی افواج کی عالی ظرفی رحمدلی اور سخاوت کریمانہ کی ایک حیرت انگیز واقع کو انگلستانی اخبار لنڈن مورخہ ۲۰ اپریل کی سند پر یہاں درج کر دینا نامناسب نہوگا۔ ۱۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو یونانی لشکر میں سے ایک جماعت کثیر نے حدود ترکی عساکر عثمانیہ کی ایک چوکی دستہ پر حملہ کیا اور واپس آیا تھا بعد میں یہ یونانی شدت جوع سے بیتاب ہو رہے تھے۔ دشمنوں نے ترکوں کی بلا تردد ان کو بجائے شکم سیر واپس کر دیا۔ یورشوں کی کیفیت حسب ذیل ہے۔

ترکی اخبار اقدام کو تمام الاصونا سے مندرجہ ذیل تار مورخہ ۹ اپریل موصول ہوئی۔ جو یونانی فوجیں کرینیا میں جمع تھیں۔ وہ اچانک سرحد سے عبور کر آئیں۔ ترکی افسر نے پہلے انکو واپس چلے جانے کے لئے زبانی نصائح کی مگر ان کے انکار کرنے پر افواج قاہرہ نے جنکی شجاعت کل دنیا میں مشہور ہے سلطنت کی حقوق کی حفاظت کیلئے حملہ کو روکا۔ اور یونانیوں کی گولیوں کی جواب میں عثمانیہ توپخانے بمب کی گولے چلائے اور رائفلیں بھی سر کیں۔ یونانیوں کا بہت ہی سخت نقصان ہوا۔

الاصونا ۱۰ اپریل۔ جو لڑائی کل شروع ہوئی تھی۔ وہ ابھی تک جاری ہے۔ یونانیوں کا بے اندازہ نقصان ہوا ہی ٹھیک تعداد ابھی معلوم نہیں ہوئی۔ مارشل ادہم پاشا نے کورٹ مارشل مقرر کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی جنگ کے لئے تیار کر دئے گئے تھے۔ پھر لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہیں ترکی افسروں نے تمام انتظام کما حقہ کر لیا ہے۔ ابھی خبر موصول ہوئی ہے کہ یونانی افواج ڈسکٹ تستو وادی سپلیو کیطرف ترکی علاقہ پر حملہ در ہو رہے ہیں۔ غنیم نے ترکی چوکی ہائے نگرانی بمقام کرینیا پر بھاری جمعیت کی ساتھ حملہ کیا ہے۔ یہ نہایت ہوگیا ہے۔ ترکی ... بقاعدہ فوج نے حملہ کیا ہے۔ دمکرہ وغیرہ پر حملہ کرنے والوں کی نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ کرینیا میں گو ترکی فوج کم تھی۔ مگر حملہ آوروں کو بہت نقصان ہوا پیچھے ہٹا دیا۔ ترکی دستہ کا صرف ایک سپاہی شہید ہوا۔ شب گذشتہ ۹ اپریل یونانیوں نے پھر جنگ کی تیاری کی۔ مگر ان کی نقل و حرکت برقی روشنی کے ذریعہ معلوم کر لیگئی۔ اور ان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

۹ اپریل کی لڑائی میں یونانیوں کو فاش شکست ہوئی۔ ترکوں نے ۱۰ سپاہی اور ایک افسر کو گرفتار کر لیا جس وقت یونانی سرحد عبور کر کے اس طرف داخل ہوئے۔ ترکی افسر نے نگرانی کنندہ دستوں کو پیچھے ہٹا لیا۔ تاکہ یونانی اچھی طرح سے آگے بڑھ آئیں پھر دو گھنٹوں کے بعد نیم دائرہ کی شکل میں غنیم کے بھاگنے کا راستہ بند کر لیا۔ یونانی جان توڑ کر لڑے مگر کچھ پیش نہ گئی۔ شب گذشتہ سات سو یونانی دو جہازوں سے پلاٹپسا کی خشکی پر اترے اور آج صبح کو نگرانی کی چوکیوں پر حملہ کیا۔ ایک جہاز غرق کر دیا گیا۔ چند اہل جہاز قتل اور باقی گرفتار کئے گئے۔

الاصونا ۱۱ اپریل شام۔ چھ سو کی ایک یونانی دستہ نے آج ارتا کی قلعہ پر حملہ کیا مگر پسپا کئے گئے۔ پہلے پہر پانچ سو یونانی

اور بلیبیانہ کارروائیوں کو نہایت تحمل اور بردباری سے دیکھتے اور صرف ان بزدلانہ اور متمردانہ حملوں کو روکنے پر اکتفا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ یونانیوں کی پورشوں اور تاخت و تاراج کی اصل مقصود و مدعا میں کوئی شک و شبہ نہ رہ گیا اور کل دنیا پر واضح ہو گیا کہ وہ محض اسلئے کچا رہی ہیں کہ پہلے مقدونیہ میں علانیہ بغاوت کی آگ مشتعل کر کے پھر جزیرہ نمائے بلقان کی کل اقوام میں جنگی حملہ آور ہوئے تھے ان کو بھی شکست ملی۔ لیکن مقرر حملہ کی ہر وقت انتظار ہے۔ یونانیوں نے مقام گراشا کی جنگی چوکیوں کو آگ لگانے کی کوشش کی جسپر سخت لڑائی شروع ہو گئی۔

بمقام ڈسکٹ کئی یونانی مقتول و مجروح ہوئے۔ نشاط پاشا اور حقی پاشا ایسے موقعوں پر ہیں جہاں غنیم بآسانی حملہ کر سکتا ہے۔

محکمہ جنگ نے تیسری اردو بقیہ مناسطر کی ریزرو فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر کے بمقام اسکب۔ کسودو اور پری زرند مقیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بریگیڈیر جنرل عثمان پاشا (غازی عثمان سے مراد نہیں) یاور اعلیٰ حضرت مقام جنینا کی ڈویژن کی سٹاف کی اعلیٰ افسر مقرر ہو کر مقام مذکور کو روانہ ہو گئے ہیں۔

معرکہ آرا فوج کی پہلی تین ڈویژنوں میں بارہ ہزار فوج پیدل۔ چند دستے فوج سواراں میں میدانی اور ایک کوہی باتری ہے۔ چوتھے ڈویژن میں ۱۱۰۰۰ فوج پیدل چند دستے سوار چار میدانی اور ایک کوہی باتری ہے چھٹے ڈویژن میں بارہ ہزار پیدل اور توپخانہ و سوار پانچویں کی برابر ہیں اسکے علاوہ دو اور ڈویژن ہیں جن میں سے پہلی میں چار رجمنٹ سواراں دوسری میں آٹھ رجمنٹ توپخانہ ہے۔ کل معرکہ آرا فوج کی تعداد علاوہ امدادی فوج کے ۷۲ ہزار پیدل ۲۰ دستے سواراں اور ۱۵۶ توپیں ہیں۔

الاصونا۔ ۱۱۔ اپریل۔ جمعہ۔ ۹۔ اپریل) سے لیکر یونانیوں نے رات اور دن دو تو وقت ترکی فوج پر مختلف موقعوں پر متواتر حملے کئے ہیں۔ مگر ایک انچ زمین پر قابض نہ ہو سکے۔ شنبہ کی رات کو ترکی پہرہ داروں نے مقام کو میری پور کی نواح میں برقی روشنی کی مدد سے چار ہزار یونانیوں کو بڑھتے آتے دیکھا۔ جسپر وہ فوراً مقابلہ کیلئے تیار ہو گئے۔ لڑائی برابر اڑھائی گھنٹہ ہوتی رہی جسکے بعد اکثر یونانی بھاگ گئے۔ اور باقی اور زیادہ عرصہ تک لڑتے رہے۔ غنیم کی بہت سپاہی قتل ہوئے جنمیں ایک اعلیٰ افسر بھی شامل تھا۔ اس رات چار ہزار یونانیوں نے ڈسکٹ کی قریب سرحد عبور کی۔ مگر بیس منٹ کی لڑائی کی بعد بھگا دئے گئے۔ پانچ یونانی زندہ گرفتار ہوئی۔ چوتھے ڈویژن کی سپہ سالار کی پاس بھیجدئے گئی۔ صبح کے وقت تین دستے بمقام پلی ہوا ترکی علاقہ میں داخل ہوئے ترکی افواج نے بھگا دیا۔ ۱۰ کو تقریباً ایک ہزار یونانیوں نے پھر سیلیو پر حملہ کیا مگر نقصان عظیم کی ساتھ پسپا کر دئے گئے ۱۱ کو یونانیوں نے کر یا پر پھر حملہ کیا۔ اڑھائی گھنٹے لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار سرحد سے پیچھے ہٹا دئے گئے۔ اقدام رزوی ہے۔ کہ ڈسکٹ پر پانچ ہزار یونانیوں نے حملہ کیا سرحد پر ترکی فوج تھوڑی تھی وہ پیچھے ہٹ آئی ترکی جرنیل نے یونانیوں کی بڑھتے چلے آنے پر لوگوں کی واپسی کو روکنے کیلئے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ غنیم اس چال کو سمجھ کر اپنی مخدوش حالت سے واقف ہو گیا اور اس نے ترکی مورچہ بندی پر بڑی تندی سے حملہ کر دیا۔ لڑائی تین گھنٹہ ہوتی رہی۔ آخر کار یونانی دو ہزار مقتول و مجروح چھوڑ کر واپس ہٹ گئی۔ اور ترکی فوج نے محض رحم کھا کر بھگوڑوں کو گرفتار نہ کیا

تحریک سپیا - یونان کو عالمگیر جنگ پر آمادہ کردیا جائے

جب ترکوں نے اس دلیرانہ دعوت کا حملہ کی صورت میں جواب دینا پسند نہ کیا اور انکی کو وقار تحمل و شکیبائی میں فرق نہ پڑا تو انکو اسکے مقاصد کے حصول کیلئے باقاعدہ یونانی فوج کے افسروں کی نگرانی اور ماتحتی میں ٹھیک جنگی اصول کے مطابق باقاعدہ فوجی حملے شروع کردئے گئے۔ اس قسم کے پہلے حملے ۹ اور ۱۰ اپریل کو کئے گئے۔ یونانی بے قاعدہ سپاہیوں اور مجاہدین کے دل بادل دو حصوں میں منقسم ہوکر ترکی علاقہ میں گھس گئے ایک حصہ ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف داخل ہوا۔ ایک کا مدعا یہ تھا کہ ترکی سرحدی چوکیوں کے دستوں کو لڑائی پر اکسائے اور دوسرے کا مدعا یہ تھا کہ مشرقی میدان کارزار کے ترکی ہیڈکوارٹر (الاصونا) اور مغربی ہیڈکوارٹر واقع ایپائرس کے رشتہ مواصلت کو دو موقعوں پر حملہ کرکے منقطع کردے اور اس میں کامیاب ہو جائے تو ترکی علاقہ میں آگے بڑھتا جائے پہلے مدعا میں قطعاً ناکامی اور دوسرے میں جزوی کامیابی ہوئی

اس بے قاعدہ معاون مجاہدین کا اعلی منتظم اور سربراہ ایک بہادر و بلند حوصلہ یونانی افسر تھا اسکندر میلو نام تھا۔ اسنے اپنی ماتحت سپاہ کو سولہ حصوں میں منقسم کیا۔ اور اس کا فرض یہ مقرر کیا۔ کہ وہ ترکی عساکر کے پہاڑوں پر اور عقب میں جسقدر دور پہونچا سکے پہونچکر عیسائیوں کی حوصلہ افزائی کرنے سے عام قومی بغاوت برپا کرائیں۔ اور ساتھ ہی غنیم کی فوج مقیمہ سرحدی [illegible] ستائیں اور تنگ کرتے رہیں۔ اس میں سے جو جماعتیں مشرقی و مغربی ہیڈ کوارٹر کے رشتہ مواصلات کو منقطع کرنے اور غنیم کی صفوف [illegible] گذر جانیکے لیے بھیجی گئی تھیں انکا [illegible] سے مقابلہ ہوا۔ اور دو حصہ کثیر کے سر پھوڑ کر واپس آگئیں۔

اس واقعہ کے چند دن بعد یونانی مورچوں سے پھر دوسری دفعہ اور پہلی سے زیادہ جمعیت کے ساتھ پیشقدمی کیگئی جسکا بالصراحت یہ مدعا ظاہر ہوتا تھا کہ ترکی افواج کے باہمی رشتہ کو معرض خطر میں ڈالا جائے۔ یہ کوشش ۱۵ اپریل کو کیگئی۔ اس تاریخ کو زبردست [illegible] اضلاع بر قلی اور [illegible] جو الاصونا سے جانب شمال دس میل کے فاصلہ پر ہیں۔ روانہ ہوئے۔ انکو امید تھی کہ اول تو ان اضلاع میں ترک سپاہی نہیں ہونگے اور اگر ہونگے بھی تو تھوڑے سے ہونگے مگر انکی توقع غلط ثابت ہوئی ترکوں نے انکی حرکات کو دیکھ لیا تھا انہوں نے متمردوں کی خوب خاطر تواضع کی۔ جس سے یونانی بہادر بگٹٹ رفتار سے [illegible] سپین اور [illegible] کی پہاڑیوں کو جو عین سرحد کے قریب واقع ہیں پیچھے ہٹ گئے۔ سرحدی لائن سلسلہ [illegible] پر جاتی ہے۔ سلسلہ مذکور کے اس موقع سے جہاں وہ درہ جو [illegible] میدان کو جاتا ہے قریب ہے۔ ترکوں نے [illegible] کا تعاقب کرکے باہیں توقع کہ مذکور کا محاصرہ کرلیا کہ شاید اسیران جنگ سے وہ اس امر کو ثابت کرسکیں کہ یونانی باقاعدہ سپاہ نے حملہ کیا تھا یہ لڑائی رفتہ رفتہ سرحد کے برابر دونوں طرف پھیل گئی اور خوب شور و شغب اور آتشبازی ہوئی مگر فریقین میں سے کسی کو کچھ نقصان نہ پہونچا نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوا۔ ۱۶ اپریل کو لڑائی زیادہ تیز ہوگئی اور گذشتہ دنکی نسبت فریقین کے زیادہ آدمی میدان کارزار میں آئے۔ یہ لڑائی سارا دن اور ساری رات جو چاندنی تھی ۱۸ اپریل یعنی پنجشنبہ کی صبح تک ہوتی رہی۔ [illegible]

الیسٹر سنڈسے - الیسٹری الوار جو جیسا کہ بیس جنرل نے کہ ہوتا ہے اتفاقیہ کہ وقت فریقین کی بیدی گوشہ و ماندہ ہو جانے سے لڑائی ملتوی ہوگئی مگر باین عزم کہ ۱۹- اپریل کو بروز دوشنبہ پھر شروع کیجائیگی -

ان لڑائیوں سے البتہ ایک نتیجہ ضرور مرتب ہوگیا - ترکوں نے یہ امر بخوبی ثابت کردیا کہ یونانی باقاعدہ فوج کے آدمی انہیں شامل رہے ہیں - اور ترکی افواج صرف مجاہدین اور مفسدین سے معرکہ آرا نہیں ہیں اس امر کے پایۂ تصدیق کو پہونچ جانیکا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی گورنمنٹ نے یونان کے برخلاف جنگ کا اعلان کردیا -

ولیعہد قسطنطین اور انکے جنرل اسٹاف نے چار رات پہلے اختیار کرنے کے بعد اسپارٹی ورونکی مخالفت کی پہلو پر رہنے کا عزم کیا - تاکہ غنیم کو اپنی پوری طاقت سے کام لینے کا موقع نہ مل سکے اور اس طرح ترکی فوج کے عقب میں بغاوت برپا کردینے کیلئے مہلت مطلوبہ ملجائے -

فصل دوم قبضہ جبال کیلی و معرکہ آرائی

ادہم پاشا نے یونانی فوج کے [illegible] احکام حاصل ہوجانے پر بتاریخ ۱۸- اپریل پیشقدمی کا حکم دیدیا - بقول شاف [illegible] کو سلسلۂ [illegible] طرف سے اپنی [illegible] فوج [illegible] سرحد [illegible] شروع کردیں اس تجویز کے عمل میں لانا اس [illegible] سرحد [illegible] اور [illegible] ختم ہوتے ہیں ممکن ہی نہیں بلکہ [illegible] ادہم پاشا [illegible] عقب میں پہونچ سکتی تھی

ان مقامات کو فتح کرنیکے لیے [illegible] چار [illegible] پہلو پر کارروائی [illegible] حملوں [illegible] قبضہ کرلیا تھا اور [illegible] ادہم پاشا نے [illegible] طرف سے حملہ کیا - [illegible] کالم نے جس میں دوم و چہارم ڈویژن تھے [illegible] پانچواں ڈویژن تھا - [illegible] پر حملہ کیا - [illegible] گذر کر غنیم کے عقب میں جانیکے لیے [illegible] طرف جانیکا حکم ہوا - اور ہدایت کیگئی کہ اس دستہ کی [illegible] ڈویژن [illegible] ٹرناووس کیطرف [illegible] میں چھٹا ڈویژن [illegible] ترکی پیشقدمی [illegible] ٹرناووس کو دشمن کی نظر سے اوجھل رکھنے کا کام سپرد کیا گیا

اس چار جانہ کارروائی کی بدولت [illegible] کئی منفرد لڑائیاں ہوئیں [illegible] اور [illegible] ضمنی معرکہ آرائیاں

ہا اسی ۲۲ - اپریل تک نہایت استقلال ثابت قدمی اور مستعدی سے جو باہمی مذہبی اور قومی تعصب اور عناد نے اونمیں پیدا کردی تھیں ہوتی رہیں تاکہ ناظرین کو ان معرکہ کی کیفیت بالوضاحت معلوم ہو سکے میں انکو تین حصوں میں تقسیم کئے دیتا ہوں۔ خط محاربت کی مشرقی حصہ میں کوہ اولمپس اور درہ میزرو کی قبضہ کیلئے لڑائی ہو رہی تھی قلب میں تمام کوشش کا ماحصل درہ ملونا تھا - اور مغرب میں پینئے ترکی مہینہ پر درہ ریوینی اور اسکی متعدد گھاٹیاں اور وادیاں مابہ المقصود تھیں اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان معرکوں میں فریقین نے شجاعت و مردانگی کی پوری پوری داد دی جسے دیکھکر بے تعلق ناظرین بھی عش عش کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے - یونانیوں نے ان دروں کی جو انکی ملک اور وطن کے پھاٹک تھے قابل تعریف پامردی اور تندہی سے محافظت کی اور اس محافظت میں کئی دن تک کامیاب رہنے سے انکو شکست کی پوری توقع اور اسکے ساتھ ہی یہ توقع پیدا ہو گئی - کہ فتوحات ہماری ہمسایوں سے بغاوت کرا دینی کیلئے زبردست تحریک اور مثال کا کام دینگی - اور کہ وہ عنقریب فاتحانہ حیثیت سے مقدونیہ میں داخل ہوکر اپنی آزاد شدہ بھائیوں سے مصافحہ جا کرینگے - مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم یہ ہوس ہوس خام اور توقع توقع باطل ثابت ہوئی - ترکی پلٹنیں بے نظیر استقلال اور ثابت قدمی سے جو اوصاف فطرت اور رسم و رواج نے ہر فرد ترک سپاہی میں پیدا کر رکھی ہیں ان کو ہی موچوں پر جنکی یونانی سرباختہ ہوکر حفاظت کر رہی تھی - حملہ کرنیکے لئے آگے بڑھیں -

معرکہ کا حملہ یونانی پوزیشن کی مرکز پر ہوا - دوم و چہارم ڈویژن ایک رسالہ سواراں اور چھ بانزیاں لیکر (جملہ ۱۵ ہزار آدمی) دو گھنٹے کو نج پر الاصونا سے درہ کیطرف جسکی چڑھائی کا زاویہ تقریباً تیس درجہ ہوگا ہے روانہ ہوئی - زمین کی طبعی بچاؤ یونانیوں کے حق میں بہت مفید تھی - کیونکہ شمالی طرف کی چڑھائی اور اترائی نہایت سیدھی اور کھڑی ہے - درہ کی سرے پر دو کرسیاں چھوٹے دستوں کے قیام کیلئے تھیں بالمقابل کھڑی تھیں جن میں یونانی پیدل گڑھی ہیں چند یونانی توپیں جمع ہو رہے تھے - اور لگھے ہوا تیکے لئے چند توپچی رائفل بردار دستی وردی پہنا کر بسرعت تمام وہاں پہونچائے گئے تھے - لڑائی کے شروع ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد ان توپچیوں نے سامنے کی ترکی گڑھی پر چھپی والی گولی پھینک کر آگ لگا دی - جس پر ترک اوسے خالی کر کے پیچھے ہٹ گئے - اور یونانیوں نے فی الفور قابض ہوکر اوسے خاکستر بنا کر زمین کے ساتھ ہموار کر دیا اسی موقعہ سے دوسری دن از سرنو حملہ کیا گیا - اور یونانی توپیں ایک چھوٹی سی عمارت پر جو سوختہ گڑھی سے کسیقدر عقب میں ترکی علاقہ کیطرف ایک بلندی پر کھڑی تھی سیدھی کر دیگئیں -

اس بلندی پر ترکوں نے لڑائی شروع ہونیسے پہلے کی کئی باتریاں جمع کرلی ہوئی تھیں - ان باتریوں نے ایک اور ہمسایہ باتری کی مدد سے جسنے قابل قدر کام دیا - یونانی توپوں کا موںھ بند کیا اونکی جارحانہ کاروائی کا بہیں پر خاتمہ کر دیا - اس ترکی کامیابی کے مقابلہ پر یونانیوں نے گریزو والی کی سرحدی قلعہ کی قریب ترین گڑھی دھاوا کرکے فتح کر لی - اور بعد ازاں یہ غیر منفصل لڑائی کچھ عرصہ تک فریقین میں ادہر ادہر ہوتی رہی تھی کہ معرکہ آرائی کو جو ۲۲ گھنٹہ سے لگاتار جاری تھی - اور زیادہ دیر تک قائم رکھنی کی بابت جنگ کنندگان میں سکت نہ رہی دونو طرف سے چھوٹی اسلحہ (رائفلوں کی آتشبازی)

بند ہو گئی - اور صرف توپوں کی گرج لڑائی کے جاری ہونیکا پتہ دیتی رہی۔ جنگی آتشبازی میں کوئی فرق نہ پڑا۔ بلکہ یونانی مورچہ پر گولہ باری کرنیوالی ترکی توپوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ اور اپنی توپوں کی گولہ باری کی اثر کو بذات خود مشاہدہ کرنیکے لیے ادہم پاشا رئیس توپخانہ کی کمانڈر رضا پاشا سمیت ان بلندیوں پر جو ملونا کی اوپر تھیں تشریف لیگئے ترکی توپچی قابل تعریف استقلال و تحمل اور قادر اندازی سے گولہ باری کر رہے تھے۔ دونوں کے درمیانی فاصلہ کسی جگہ سات ہزار قدم کہیں ۸ ہزار اور بعض جگہ اس سے بھی زیادہ تھا۔ لیکن اس بعد مسافت کی باوجود گولے ایسے درستی سے نشانہ پر بیٹھتے تھے۔ کہ ترکی گولہ اندازوں کی تیز نظری درست مشاہدہ اور مہارت کی پوری تصدیق ہو رہی تھی

ترکی توپوں کی نسبتاً زیادہ شدید گولہ باری نے تھوڑی ہی دیر میں یونانی گڑھیوں اور انکی ملحقہ مورچوں و دمدموں کو جنمیں یونانی فوج پیدل موجود تھی تودہ خاک بنا دیا۔ اور انکی باتریوں کو چپ کرا دیا۔ اور اسطرح سے درہ کی شجاع محافظ ان موقعوں کو جنپر وہ پہلے قابض تھے۔ بتدریج چھوڑتے جانے پر مجبور کر دئے گئے۔ الغرض ۱۷ اپریل کی سہ پہر تک گڑھی کریشووا کو بھی جو معرکہ آرائی کی آخری جدوجہد کا مرکز رہی تھی یونانیوں نے خالی کر دیا۔ اور گھاٹی کی جنوبی ڈھلاؤ کی پسپا ہونے مورچوں کے سوا کل درہ ملونا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا۔ وہ تمام انگریز نامہ نگار جو ان دنوں کی لڑائی کی جزو و کل کیفیت کو مشاہدہ کرتے رہے تھے متفرق ہو کر لڑائی کرتے اور صف آرا ہو کر مشغول پیکار ہوتے وقت دونوں صورتوں میں ترکی سپاہ کی نظام و ربط ترتیبی اور غنیم کی آتشباری کی سامنے ثابت قدم اور مطمئن خاطر رہنے کی تعریف کرتے ہیں جب میدان کارزار کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ اور جنگ کنندہ سپاہیوں کی متفرق جماعتوں اور دستوں کی تمام کوششیں ایک ہی مدعا پر مجتمع ہو گئیں۔ تو ترکی سپاہیوں میں از سر نو جوش تیزی و مستعدی پیدا ہو گئی ظاہر ہونے لگا اور اہالی کی ردیفی سپاہیوں میں عجب جوش نمایاں تھا ہر ایک فریق کی یہی کوشش تھی کہ مردانگی و جانبازی میں دوسرے سے سبقت لیجائے یہ جوش آخر اسوقت تک غالب رہا درہ کو فتح کرلینے کی بعد سپاہیوں میں مسلسل معرکہ آرائی کی وجہ سے ہاتھ پاؤں ہلانیکی بھی سکت نہ رہی مگر افسروں نے بھی کچھ کم جانبازی نہ دکھائی۔ بلکہ سپاہیوں کو خود شاندار نمونہ بنکر دکھلایا اور اپنی مثال اور نظیر سے انمیں جانثاری اور شجاعت کی روح پھونک دی اور ایسے شاندار کام کرائے جنہیں دیکھکر حیرت ہوتی تھی فوج کی سپہ افسر ونمیں سے ایک کی شاندار شہادت نے ان سپاہیوں میں جو قومی و مذہبی حمیت کی وجہ سے اپنی ولولوں کی علانیہ اظہار کی چنداں عادی نہیں جہانگیر جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ یعنی تیسری جنرل بریگیڈ حافظ پاشا تھا جو اپنی اول افسر کی سنت و سماحت کے باوجود ضعیف سیلاب تند کیطرح درہ میں داخل ہوا وقت گھوڑے سے اترا اور بذات خود کام ہو گیا کہا ہے کہ یاد رہا اپنی سپاہیوں سے جدا ہو کر منظور کیا اور آخر ایک پھٹنے والی گولے کی ٹکڑے کی لگنے سے جام شہادت نوش کر گیا (نشاط پاشا بجائے دوسرے بریگیڈ کے کمانڈنگ افسر میجر جنرل جلال پاشا بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ مترجم

لہ اس جانباز خادم قوم وملت کی تصویر دوسری صفحہ پر لگی ہے۔ اسکا اصلی نام عبدالازل پاشا تھا مگر حافظ قرآن کریم ہونیکی باعث عموماً حافظ پاشا پکارے جاتے تھے بوقت شہادت انکی عمر ۸۰ برس کی تھی شہادت سے پہلے کہے وہ زبان تھے جس نے اسی برس دین کی خدمت میں بسر کی ہیں ایک ۲۳ معارک میں شریک ہو چکا ہوں موقعہ پر شہادت کی تمنا تھی شاید اسی خداوند کریم اب پورا کر دیگا جلال پاشا اور عبدالازل پاشا کو ابنا ... مستحق مدارک نشین

درہ ملونا سے گذرنے والی سڑک پر ترکوں کا قبضہ ہو جانے سے یونانیوں کے مقبوضہ گریوینا کی ہوا سے حفاظت کیلئے بڑی مشکل ہوگئی - وہاں دو ہزار یونانی متعین تھے جنکو پانچویں ترکی ڈویژن کی سپاہ نے بتدریج اس اہم نقطہ کی چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا ۲۰ اپریل کی صبح کو یونانیوں نے گریوینا کی طرف ہٹنا شروع کر دیا اور ادھر ترکوں نے درہ ملونا کی متعدد بلندیوں پر قبضہ کر لیا پا یا ادھیا اور ان کی گرفت پھر حملہ کر دیا اور باقی کیطرف بڑھے - مگر اس پیشقدمی سے انکو یونانی بریگیڈ زیرکمان ڈیپولو نے پیچھے ہٹا دیا - ۱۸ سے ۱۹ اپریل کو درہ ملونا اور گریوینا کے ارد گرد جو لڑائیاں ہوئیں ان میں ترکوں کی تین پلٹنیں (تقریباً ۲۴ ہزار آدمی) اور ۱۲ بیٹریاں شامل ہوئیں - ان کے مقابلہ پر یونانی صرف ۱۶ ہزار کے قریب تھے - ایک اجنبی نامہ نگار کا بیان ہے کہ ان معرکوں میں ترکوں کے ۹۰ شہید اور ۲۰۰ مجروح ہوئے مگر یونانیوں کا اس سے بدرجہا زیادہ نقصان ہوا یہ بصیروں کا قول ہے کہ ترکی لوگوں نے غنیم پر سخت بربادی وارد کی - انکے گولے گویا جاندار تھے - اور ٹولی پر کام دیتے تھے - اونچی موقعہ پر جا کر پہنچتے جہاں اچھی کسیطرح کی پناہ یا اوٹ موجود ہوتی تھی -

اس قدر میدان کی لڑائی کے ساتھ ہی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ادہم پاشا یونانیوں کو انکے پیچھے مع خط مراجعت کیطرف پیچھے دھکیل دینے میں کامیاب ہوا - بازو پر بھی ویسی ثابت قدمی اور عزم بالجزم کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی نسبتاً بہت زیادہ مشکلات پیدا ہوئیں ادہم پاشا کی زیرکمان چھٹی ڈویژن کو پیش آئیں - اس بازو کا میدان جنگ محافظین کے حق میں احمد مفید تھا - وہ نہایت مضبوط اور مورچوں کے پیچھے بلند اور دور تک گریوینا کے موقعہ پر کھڑے تھے جہاں اور نیز یونانی کوہستانی شکاری غنیم پر پیچھے درپیچ ہو کر آتشباری کر رہے تھے - یہاں (یعنی مقام نیز ادس) ایک ہزار مجاہدین کے علاوہ ۶ ہزار یونانی سپاہ کرنیل مانوس کی زیرکمان درہ کی دونوں طرف ناقابل گذر مسیر المحصول بلندیوں پر قائم تھی - اور ترک کوہ اولمپس کے دامن میں کھڑے تھے - اور موقعہ کی تنگی اور بلندیوں کی چڑھائی کیوجہ سے غنیم کے مضبوط موقعہ پر زبردست حملہ کرنیکے پہلے اپنی صفوں کو پھیلا کر مرتب کرنے سے معذور رہے - چنانچہ دونوں فریق ۲۰ اپریل تک پہاڑ کی گھاٹیوں میں اسیطرح بالمقابل قائم رہے کوئی فریق دوسرے پر کسیطرح کا غلبہ حاصل نہ کر سکا

یہی بازو میں ادسطرف کی درہ تنگی دونوں طرف بلندیوں پر جو لڑائیاں ہوئیں - وہ بھی ترکی کے حق میں نتیجہ رہیں - اور چونکہ حقی پاشا کا ڈویژن متردد رہا اور اسنے پیشقدمی میں جلدی اور مستعدی سے کام نہ لیا - یونانی ڈویژن زیرکمان جنرل ماریسکالیس نتیجہ اس پر انحصار کا حصہ کثیر تھا - یہ کہ پیشقدمی کیطرف چلا گیا اور ان ہی مقاموں پر اسی وقت پہونچ گیا - کہ ان جانگداز معرکوں میں جو ۱۹ اپریل کو شروع ہوئے شریک ہو گیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر یونانیوں نے

۱؎ ملونا ایسے موقعہ پر تھے - کہ وہاں سے ایک ادنیٰ مدافعت کو بہلو پر چار حملہ آور دونیر بہاری ہو سکتا تھا - کوہستانی ممالک اور بکھرے ہوئے دروں اور دشوار گذار گھاٹیوں اور بلندیوں پر محافظین کی تھوڑی سی تعداد بھی کثیر التعداد اور زبردست حملہ آوروں کو جیسا کچھ نقصان اور تکلیف پہونچا سکتی ہے اسکی کیفیت ناظرین کو ۱۸۷۷ء کی احمد مختار پاشا کی روس کی گذشتہ کی پہلی جنگ سے جو معاہدہ کر کے ہم تیرہ سو برس سے معلوم ہو گئی ہوگی - مترجم

غنیم کو سامنے کیطرف ہی مشغول رکھنے کیلئے فی الفور بوغاسی کی ترکی گڑھی پر حملہ کردیا۔ اور ساتھ ہی اسیوقت درہ ریوینی کیطرف بڑھکر اس سے عبور کر گئے۔ اور وماسی کے میدان میں اپنی صفیں مرتب کرکے ان بلندیوں پر اپنا توپخانہ نصب کردیا جہاں سے مقام دیغیا کی ترکی باتری پر جو وادی شمالی سرے پر واقع تھی گولہ باری ہو سکتی تھی۔ جب یونانی دیغیا کی مشرق میں کوہ کیترکی ڈھال کو مختلف موقعوں یا کریبوں پر دو کوہی باتریاں نصب کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ تو پھر ترکوں کی طرف سے درہ کو فتح کرنے یا اس میں سے گذرنیکی تمام کوششیں بیکار تھیں۔ ایک انگریز نامہ نگار کا جو یونانیوں کیطرف موجود تھا بیان ہے کہ گو ترکی باتریونکی چھ انچ اور ۱/۲ ساڑھے پانچ قطر کی کرپ توپیں کسیطرح کی پناہ یا آڑ کے بغیر یونانی گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کی زد میں ہونیکے باوصف مشین جیسی باقاعدگی سے کام کر رہی تھیں۔ مگر ان کی آتشباری سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ انکی نشست درست نہ تھی۔ اور گولے گر کر پھٹتے نہ تھے۔ چنانچہ ترکی توپیں بتدریج خاموش کرادی گئیں اور لڑائی بلانتیجہ ختم ہوگئی ۱۹ اور ۲۰ اپریل کو کوہستان کے اس حصہ میں جو لڑائی ہوئی۔ اوسے توپخانوں کی مبارزت کہنا چاہیئے۔ جس میں یونانی فائق ثابت ہوئے۔ اور دونو فریق اپنے اپنے موقعہ پر قائم رہے۔ کسی کو دوسرے پر کچھ غلبہ حاصل نہ ہوا۔ اس طرف اٹھارہ ہزار ترک ساڑھے بارہ ہزار یونانیوں کے بالمقابل تھے۔ آخر الذکر کا خوب محفوظ موقعہ پر ہونیکی بدولت نسبتاً بہت خفیف نقصان ہوا۔ انکے صرف ایکسو قتل و مجروح ہوئے۔ مگر ترکوں کا اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔

فوج حملہ آور کے سپہ سالار ادہم پاشا نے جب دیکھا کہ جناحی ڈویژن ۲۰۔ اپریل تک کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکے۔ اور نہ آگے بڑھ سکے ہیں تو اس نے آئندہ کیلئے یہ نقشہ تجویز کیا۔ کہ درہ ملونا پر قابض ہوتے ہی علے الفور غنیم کے قلب کو کوہستان سے پیچھے ہٹایا جائے تاکہ بازوؤں کی افواج کو آگے حرکت کرنیکا موقعہ مل جائے۔ یہ تجویز پہلی تجویز سے بالکل متضاد تھی۔ اول الذکر کا تو یہ منشا تھا۔ کہ جناح یعنی بازو میدیسن اور کالاماکی کے دروں کو فتح کرکے یونانیوں کے بازو کے اوپر سے گذر کر انکی عقب میں لارلیسا نہ پہنچ جائے۔ قلب میں مدافعت کے پہلو پر رہ کر غنیم کو مصروف رکھا جائے۔ جس تجویز پر جناحی فوج کے ناکام رہنے سے عمل نہ ہو سکا۔ اگر ترکی جناحی فوج ایسی پیشقدمی بسرعت اور بالعزم کرتی۔ تو وہ باغلب وجود غنیم کے جسم کے نازک ترین حصہ پر کاری زخم لگانے میں کامیاب ہو جاتی۔ ترکی فوج کے حصہ اعظم نے تمام فوجی کارروائیاں نئی تجویز کے مطابق ہی کیں۔

۲۱۔ اپریل کو دونو فریق درہ ملونا کے جنوب میں ایکدوسرے کے بالمقابل ایستادہ تھے۔ یونانی ماتی میں اور ترک وہانہ جیال کے قریب قرہ درہ میں۔ بایں ہئیت کذائی دو صبح اقامت دونوں میں ۲۱۔ اور ۲۲ اپریل کو جانگداز معرکے ہوئے جنمیں یونانیوں نے غنیم کو پھر پہاڑوں میں نیچے دھکیل دینے کیلئے اوسکے دست ایمن پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کی۔ ان معرکوں کا ایک حیرت انگیز اور موثر واقعہ تین سو چرکس سواروں کی اکتشافی دوڑ تھی۔ یہ سوار مشہورانہ جانبازی اور عجب پرجوش متوکلانہ باعتمادی سے غنیم کے قلب پر گھوڑوں کو سرپٹ دوڑتے ہوئے جا پہنچے۔ لعد اویرانی قادر اندازوں کی گولیوں کا نشان ہو گئے۔ انمیں سے صرف ایک غریب واپس پہنچا۔

یونانیوں نے ماتی میں اپنی پوزیشن دمادنہ سا مورچوں، خندقوں اور گڑھوں سے خوب مضبوط کر لی ہوئی تھی۔ ان کا بائیں بازو ہاریسیکا پیس کی زیر کمان تھا جسکا ڈویزن جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے اسپرا قلعہ سامنے قلب میں ملا لیا گیا تھا۔ یساری بازو کا کمانڈر کرنیل سپراپاس تھا۔ ان دو ڈویزنوں کے چودہ ہزار آدمیوں کے علاوہ ۳۶ توپیں اور دو رسالے قلب میں ایک مناسب موقعہ پر قائم تھے۔ اس طرف ترکوں کے صرف نو ہزار آدمی، تین رسالے اور ۱۲ توپیں تحسین پاشا کی زیر کمان تھیں۔ درہ ریوینی کے ناکوں کی محافظت پر کرنیل سمولنسکی مامور تھا۔

۱۷ و ۱۸ اپریل کے معرکوں کا خلاصہ چند لفظوں میں یہ ہے کہ یونانیوں نے جنکا مقام گریزیوں زبردست کمک پہونچ گئی تھی، یہ کوشش کی کہ درہ ملونا کے راستہ ترکوں کیلئے پیچھے ہٹنے کا راستہ چھوڑیں یعنی اس درہ کے راستہ ان کی خط مراجعت کو منقطع کر دیں۔ مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ ترکی سپاہ کو کافی کمک پیچھے سے پہونچ گئی تھی۔ اور وہ ہر طرح کی جارحانہ کشش و حرکت کو روکنے کے قابل ہو گئے تھے۔

دوسرے دن ۲۰ اپریل کو نشاط پاشا نے ڈویزن نے جسکی ۳۰ توپیں مدد کر رہی تھیں بعزم دلیرانہ یونانیوں کے یمینی بازو پر حملہ کیا۔ اس سپاہ بالخصوص البانویوں نے جو سب سے پہلے تھے اور کل تعداد انہیں پر پڑا تھا جس تندی و تیزی سے یہ حملہ کیا، اس سے انکی سپاہیانہ پرجوشی و شجاعت کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔ ترکوں کے بڑے بڑے دستوں کی حرکات سے جو پہاڑوں پر سے یونانیوں کے مورچوں کیطرف اتر رہے تھے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ فیصلہ کن لڑائی ہوا چاہتی ہے۔ یونانی پوزیشن ٹرناوس کی سڑک کے آرپار مثلث کے قاعدہ کیطرح قائم تھی اس مثلث کی چوٹی درہ ملونا کا دہانہ تھا۔ جہاں پچھلے چند دنوں میں گھمسان کا رن ہوا تھا۔ ترکوں کا "پان ڈلی بائی" (موقع اقامت) جہاں سے انہوں نے حملہ کیا۔ اس بلند زمین پر تھا۔ جسپر موضع قرہ ویالو واقع ہے۔ اس موضع کو توپخانوں کی آتشباری سے اس حملہ سے پہلے ہی بہت نقصان پہونچ چکا تھا۔

یونانی فوج پیدل پہاڑی کی تیری کی پیچھے جو میدان میں کھڑی ہے۔ اور پچاس فٹ سے زیادہ بلند اور نوسو فیٹ سے اوپر طویل ہے۔ محفوظ بیٹھی ہوئی تھی۔ پہاڑی کے سامنے ساڑھے چار سو گز کے فاصلہ تک قادر انداز رائفلچیوں کے گڑھے کہدے ہوئے تھے اور دائیں بائیں باتریاں نصب تھیں۔ پہلی ترکی فوج پیدل اور سواران نے ملکر حملہ کیا جسے یونانیوں نے باسانی پسپا کر دیا۔ بعد ازاں توپوں کی مبارزت شروع ہوئی جو صبح کے آٹھ بجے سے لیکر سہ پہر کے پانچ بجے تک جاری رہی۔ ترکی گولے رعد کیطرح گرجتے ہوئے میدان کا زار پر سے گذر رہے تھے۔ مگر شست نادرست ہونے کیوجہ سے یونانیوں پر گر نہیں سکے اسلئے ایک کھیت میں جسپر تازہ تازہ قلبہ رانی کی ہوئی تھی باشتیاق تمام اور اس کثرت سے گرتے رہے کہ گو انکی خوب معقول فصل جمع کرنیکے لئے اس کھیت پر مزید قلبہ رانی کرنیکی بالیقین احتیاج نہیں ہوگی۔ یونانی توپخانہ میں تین میدانی اور ایک کوہی باتری تھی۔

دیلہ (مقام) جہاں افواج مرتب صف آرا کیجاتی یا جہانسے وہ کالموں (صفوں) میں آگے بڑھتے۔ مترجم

پہلے توپ بندی سے آتشباری کی۔ مگر جب اسکے گولہ اندازوں نے شست درست کر لی اور لشکر غنیم کی سافت کا صحیح اندازہ ہو گیا۔ تو وہ بھرکر تمام اپنی کام میں مشغول ہو گیا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد یونانی امدادی فوج جسمیں اٹھائی ہزار آدمی تھے۔ اور دو کوہی بائتریاں۔ لوسفاکی کی بلندیوں سے گرید دالی پر جہاں ترکوں کا مینی دستہ قائم تھا۔ آتشباری کرنے لگ گئیں۔ گھنٹوں تک بڑی شدومد سی گولہ باری ہوتی رہی۔ جسمیں زیادہ تر پھٹنے والے گولوں سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ترکوں نے ایکہزار سے زیادہ گولی چلائی۔ مگر یونانیوں کا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا۔ اونکی طرف میں آدمی قتل و مجروح ہوئے۔ ایک مقتول اور تین مجروح افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ سہ پہر کے تین بجے کے قریب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ ترکوں اپنے توپخانہ کا حصہ کثیر وادی لگارا کو چھوڑنا اور ہنکر اکھے پا گئیں ہیں ہے ہٹا لیئے ہیں۔ ترکوں نے بالخصوص تین انچ قطر کی کرپا توپوں کی یونانی کوہی بائتریوں پر بڑی زور سے گولہ باری کی یہ باتری انتہائی بلیسرہ پر سیدا لیں لگی تھی وہ ترکی گولہ باری کی کچھ پرواہ نہ کرکے لگاتار اور بدرستی تمام گرید دالی پر گولے پھینکتے رہے۔ اس توپی مبارزت میں یونانی آتشباری کی استقامت و مستعدی باعث حیرت انگیز اور نتیجہ خیز تھی۔ تین بجے کے قریب یونانیوں نے یہ دیکھکر کہ ترکی گولے زیادہ تر لگارا کی طرف سے آرہے ہیں اپنی توپوں کا رخ بھی اوسطرف کر دیا اور ترکوں کو اوسطرف کوئی معقول جمیت فراہم نہ کرنے دینے کیلئے اندھا دھند توپوں کی شلکیں اور باڑھیں شروع کر دیں لیکن چالاک وہوشیار ترکوں نے اونکے علے الرغم سجالات موجودہ جو کچھ کاروائی ہو سکتی تھی کر لی۔ اونکی فوج پیدل اسطرح آگے بڑھی کہ گویا وہ اپنے توپخانہ کو پیچھے لانیکے لئے تیار ہے مگر یہ صرف بہانہ تھا۔ اسکی آڑ میں وہ درہ تحمیہ سکندالانہ کی منصوبہ بندی سے دامن کے سرعت آگے بڑھ کر موضع ولیل پر عین وقت پر قابض ہو گئی کیونکہ دوسری طرف اسی غرض کیلئے کرنیل مار و میکالیس دو پلٹن فوج پیدل اور تین رسالے لیکر موضع مذکور کیطرف بڑھا چلا آرہا تھا مگر ترکوں کی کامیاب سبقت وپیدستی پر کرنیل مذکور ایک گولی سرکئے بغیر بعجلت تمام پیچھے ہٹ گیا۔ تقریباً ٹھیک اسیوقت لوسفاکی کے یونانی کمانڈر نے ہیلیوگراف کے ذریعہ اپنے سپہسالار کو جو لاریسا میں تھا خبر دی کہ ترک اسکی پوزیشن کو عقب سے آلینے کی کارروائی کر رہے ہیں۔ اور اسے فی الفور کمک نہ پہنچائی گئی تو پھر اسپر مراجعت کا راستہ بند ہو جائیگا ترکوں کی ان دو کارروائیوں کی وجہ سے جبنے باقی میں یونانی پوزیشن دونو طرف سے معرض خطر میں پڑ گئی تھی سپہسالار نے جو بمقام لاریسا ہیڈ کوارٹر میں تھا کل فوج کی عام مراجعت کی تیاری کا عزم کر لیا۔ اور شاہ یونان سے بذریعہ تار ہدایات کی لئے استصواب کیا۔ شاہ نے اتھنز سے حسب ذیل جواب دیا "اگر ممکن ہو تو لاریسا پر قابض رہو ورنہ حسب اقتضاء حالات عمل کرو۔" اسپر شہر کو چھوڑ دینیکا ہی فیصلہ کر لیا گیا۔ اور حالانکہ اس سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے کئی رجمنٹوں اور تین باتریوں کی کمک جنمیں شاہزادہ نکلس کی باتریاں بھی تھیں ٹرناووس سے میدان جنگ کو بھیجی گئی تھیں شام کے قریب مراجعت شروع ہو گئی مشغول کارزار افواج میں ایسے وقت کی جبکہ بظاہر فتح کا پانسہ اونکے حق میں پڑنے والا تھا مراجعت کا حکم ملنے سے عام نارضگی اور سراسیمگی پھیلگئی دشمن کے تھوڑی ہی پیش قدمی سے جا بجا یہ افواہ پھیل گئی تھی خبر گرم ہو جاتی تھی کہ ترک مراجعت کا راستہ بند کر کے گرد و نواح میں بڑھے چلے آرہے ہیں۔ کامل پریشانی اور ابتری پڑ گئی۔ مراجعت کا

ملہ ایک آلہ جسکے ذریعہ سے سورج کی روشنی میں عکس ڈالکر دور تک نامہ پیام کیا جا سکتا ہے۔ ملہ مقصد ملتقائل یا ضیع الاست

حکم ملنے پر جنابیں کمپنیوں میں منتشر ہو گئی تھیں۔ اور چونکہ حکم نہایت تاکیدی تھا۔ مراجعت کیوقت گڑبڑ پڑ گئی۔ اور جبکہ فوج بہت بارودی گاڑیوں اور ٹرانسپورٹ کی قطاروں کی لمبی صفیں بہ تعجیل وسرعت لاریسا کیطرف سڑک سڑک چلی جا رہی تھیں یہ شور بلند ہو گیا کہ ترک سوار تعاقب میں چلے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی کئی سفر و کمپنیاں دائیں ہاتھ پیچھے کیطرف مڑ کر رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں باڑھیں سر کرنے لگ گئیں۔ جنسے کسی ترک کو تو کوئی نقصان نہ پہونچا۔ اگر کوئی ہوتا تو نقصان پہونچتا۔ البتہ قبل اسکے کہ اونکی افسر اس غلط اور بے بنیاد تشویش اور غلط فہمی کو دور کر سکیں ان باڑھوں سے انکے اپنے ہی کئی ساتھی جو عقب میں چلے آ رہے تھے قتل و مجروح ہو گئے۔

ٹائمز کے نامہ نگار نے رات ٹرناووس میں جسکے باشندے اوسے چھوڑ کر بھاگ گئے ہوئے تھے بسر کی صبح اس نے وہاں ایک متنفس نہ پایا۔ لاریسا کی سڑک پر اوسے کوئی آدمی دکھائی دیا۔ لاریسا پہونچنے پر اوسنے شہر میں عجب ہڑبونگ اور مایوسی کا عالم دیکھا۔ ہر دم نئی فوجیں پہونچ رہی تھیں۔ کوچہ و بازار میں سامان جنگ کی گاڑیوں کی قطار در قطار ہر جو دریا کیطرف جا رہی تھیں۔ راہگذروں کیلئے کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہوا تھا۔ باشندے جوق در جوق گاڑیوں اور خچروں پر اپنے مال و اسباب کو بار کئے ہوئے شہر سے نکلے جا رہے تھے۔ اور مردوں۔ عورتوں۔ اور بچوں کی ایک لمبی قطار رسالہ اور وولو کی سڑک پر چلی جا رہی تھی۔ یہ نظارا واقعی نہایت رقت انگیز تھا۔ باشندوں کے دلوں میں جو اٹھارہ برس پہلے ترکوں کے ماتحت تھے طرح طرح کے وہم اور وسوسے دوڑ رہے تھے۔ اور عالم تصور میں اون کے دماغ اون مظالم و جبر و ستم کے نقشے بنا رہے تھے جو ترکوں کے ہاتھوں پڑنے سے جنکا وارد ہونا وہ یقینی سمجھے ہوئے تھے۔ یونانیوں کی تشویش اور بھاگڑ کے قصہ کو یہیں چھوڑ کر میں پھر میدان کارزار کیطرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کہ دیکھوں ترکوں نے کیا کارروائی کی اور اونکی کس کارروائی کی بدولت یونانیوں میں بھاگڑ پڑی تھی۔

حیف حملہ ترکی افواج کی صف معرکہ آرائی کے میسرہ پر جسنے تیز روا اور انالیپسس کی گھاٹی میں حمدی پاشا شروع میں مدافعین کی دلیری معقول انتظام مدافعت اور موقعہ کی دشوار گذاری کیوجہ سے درہ کو فتح نہ کر سکا۔ مگر جب ادہم پاشا نے کمک بھیجدی اور اسکی سپاہ کی جمعیت یونانی مدافعین کی مقدار سے بہت بڑھ گئی تو اسنے پھر پیشقدمی کی اور اوسنے یونانی برگیڈ زیر کپتان کاکلاماونس کو مع یونانی مجاہدین کو جو اسکے بالمقابل تھی پہاڑ کی چوٹی کے قریب جا رہے تھے بہت دور پیچھے دھکیل دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اور یونانیوں کو ایسی سخت شکست دی کہ انکی صفیں بالکل پراگندہ ہو گئیں اور وہ سراسیمہ وار میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔ کچھ تو کوہ اوسا کے مشرق کیطرف کو ساحل کو گئے۔ اور کچھ بحال تباہ لاریسا کو ہٹ گئے۔ ۲۲ اپریل کو چھٹے ڈویژن نے اور آگے بڑھکر ان اضلاع پر جو جبال ریپسانی مدرہ کے متصل تھے قبضہ کر لیا۔ اور ۲۳ اپریل کو ڈویژن مذکور کا ہراول مسک لورا اور دیلر میں پہونچ گیا جہاں سے یونانیوں کا اصل خط مدافعت کا میمنہ بالکل قریب تھا۔ ملتی کی خونریز مگر غیر منفصل لڑائی جسمیں ترک یونانیوں کو اونکی مضبوط پوزیشن سے جو پہاڑوں کے دہانہ کے متصل قائم کی گئی تھی نہیں نکال سکے تھے جیسا کہ لکھا جا چکا ہے سلسلہ بیان رجعت نیزیل کے بعد مجھ کو منع ملکہ ہر ایک کمپنی جسمیں شامل تھی جدا جدا ہو گئی۔

اس جگہ ہوئی تھی۔ ساتویں ڈویزن جو کیٹرینا اور پلاٹامونا کی درمیانی ساحل کی حفاظت پر مامور تھا ابھی رستے ہی میں
پاشا لنگ زیرکمان چھٹے ڈویزن کو آملے تھے۔ چنانچہ ۲۳ اپریل کو کوہ رسانی سے ہوکر دریار یٹیاس تک پہنچ گئی اور پانچ
ہمراہ ہم پاشا کی فوج کا حصہ اعظم یعنے چھ ڈویزن انفنٹری کی ایک آزاد بریگیڈ اور ایک ڈویزن فوج کیولری جمع تھا
ترکی جنرل نے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن حملہ کرنے کیلئے کل تیاریاں اور انتظام کرلئے۔ حملہ کا نقشہ یہ تجویز کیا گیا کہ کل
مجتمع ہوکر پہاڑ پر سے میدان کی طرف اتریں۔ اور بصورت کامیابی ٹرناوس پر قابض ہوکر ہیڈ کوارٹر وہاں قائم کیا جائے
مگر چونکہ مجوزہ کارروائی کا پہلا حصہ (یعنے میدان میں داخل ہونا) تجویز کا زمینہ ہونے سے پہلے ہی سرانجام پاگیا اس لئے ادہم پاشا نے
اب یہ مناسب سمجھا کہ فوج کو ایک دن (۲۴ اپریل) آرام دیکر اسدن اپنی فوج کی تمام ایسے دستوں کو جو دور دور بکھرے
ہوئے ہیں۔ اور نیز کمسریٹ سامان جنگ اور بارکش جانوروں اور گاڑیوں کی کالموں کو یکجا مجتمع کرلیا جائے اور پھر دوسرے دن
(۲۵ اپریل کو) سب سے اول لاریسا کی طرف پیشقدمی شروع کردیجائے۔

محاربہ کے پہلے حصہ پر جو نو دن ہوتا رہا نظر ثانی کرنے سے یہ رائے قائم ہوتی ہے کہ یونانی اپنی کوہستانی پناہ کی پناہ میں بالکل مدافعت کے پہلو پر رہے اور غنیم کے برخلاف جو متعدد کالموں میں مرتب ہوکر نقل و حرکت کر رہا تھا کسی طرح کی جارحانہ کارروائی نہ کی اس احتراز کی وجہ شاید یہ خیال ہو کہ اگر دشمن کے مقابلہ پر جو تعداد میں بہت فوقیت رکھتا ہے کسی جگہ خفیف سی ہزیمت بھی ہوگئی تو مقدونیا کے باشندوں کو پھر بغاوت کرنیکی جرأت نہ ہوگی۔ اور سرویا، بلغیریا اور مانٹی نیگرو کے میدان میں اتر آنے کی توقع بھی معدوم ہو جائیگی اور چونکہ معاونوں اور رفقا کی مدد کو حاصل کرنا نہایت ہی لازمی اور ضروری ہے بنابریں خفیف سی شکست کے احتمال سے بھی محترز رہنا واجب ہے۔

اگر ہمارا یہ قیاس درست ہو تو غرض مذکورہ بالا کو مدنظر رکھکر دیکھنے سے تسلیم کرنے میں کسی کو عذر نہیں ہوگا کہ یونانی افسران مارکو میکالیس، سمولنز، ماکریس اور ماکری نوس نے جو مختلف پوزیشنوں کی محافظت کیلئے متعین کئے گئے تھے احکام مصدرہ کی حزم و احتیاط اور پامردی سے تعمیل کی لیکن دوسری طرف سپہ سالار اس الزام سے بھی بری الذمہ نہیں ہو سکتا کہ اس نے اپنی فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک وسیع علاقہ میں منتشر کردیا جس سے فوج مذکورہ کی مختلف دستوں میں وہ اتصال اور ربط نہ رہ گیا جو نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے اور بدیں وجہ کسی ایک مقررہ موقعہ پر نمایاں فتح کا امکان بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ حالانکہ کسی ایسی ہی فتح سے ان لوگوں پر جن سے امداد و اعانت کی توقع تھی حوصلہ افزا اور جوش بڑھانے والا اثر پڑ سکتا تھا۔ اس غلط چال کے علاوہ یونانیوں کو اس سے بہت نقصان پہنچا کہ انہوں نے ترکی فوج کی اخلاقی طاقت اور شگفتگی اور اسکی کل فوجی انتظام اور جنگی نشو و نما اور ارتقا کا درست اندازہ نہ کیا تھا۔ یونانی اعلیٰ افسروں کی نگاہ سے یہ امر نظر انداز ہوگیا تھا کہ ترکی نظام جنگی اب وہ نہیں جو ۱۸۷۷ء کے روسی ترکی محاربہ کے وقت تھا اور کہ اس وقت سے وہ نہ صرف فوجی تعلیم و

ل یعنے جو کسی ڈویزن میں شامل نہ تھا

نسبت اون معاملات تفتیش میں بھی بلکہ تعمیرانہ و جانبازانہ پایہ میں بھی بہت ہی مختلف ہو گیا ہے۔ انکی ترقی اسی غلط فہمی
میں مبتلا تھے کہ ترکی سپاہی صرف مدافعت کی بابت ہی کام دیتا ہے۔ اور وہ صرف خوب مضبوط اور محفوظ مقام میں ہی اپنا
فرض کو جانبازی اور سرفروشی سے ادا کرسکتا ہے۔ اوس سے مضبوط مورچوں اور کہیں بلندیوں پر دلیری اور ثابت قدمی
کے ساتھ حملہ کرنے کی کبھی توقع نہیں ہوسکتی۔ وہ ایسے کام کہ اوس سے سرانجام پانے کی توقع ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اول کوہی
دروں پر بالعزم حملہ کرنا اور پھر زمیاس وسالمو ریا وغیرہ دریاؤں کی پناہ میں بیٹھے ہوئے یونانیوں مورچوں پر حملہ آور ہونا۔ یہ
ایسے کام ہیں۔ جو کبھی ترک سپاہی کی حسب مذاق اور اوسکو پسند خاطر نہیں ہوسکتے۔ یہ درست ہے کہ اوسکو مذہب نے اوس میں قانون
اور حکم کی بلا عذر اور کامل متابعت کی صفت راسخ کردی ہوتی ہے۔ مگر ویسے ہی اوس کی طبعی سرشت اوسے فوراً میدان جنگ
میں سبقت کرنے یا پرجوش اور مستعدانہ پیش دستی کی قابلیت نہیں رکھتی۔

یونانیوں کی غلط چالوں اور کارروائیوں کے حصہ کثیر اور انکی تباہیوں اور ذلت کا موجب اونکی یہی متذکرہ صدر غلط
فہمی تھی۔ جو ترکی سپاہی اور ترکی نظام حربی کے متعلق اونمیں ہو رہی تھی۔

محاربہ کی پہلی نو دنوں میں ترکی فوج کے کل آدمیوں نے بلا استثنا ایسی جانفشانی اور جد و جہد سے کام کیا۔ کہ یہ امر پوری
طرح سے پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا کہ اگر ترک نظام و ترتیب استقلال بہادری بشرطیکہ نفس جنگی سپرٹ۔ راستگی اور اطمینان
خاطری میں یونانیوں سے افضل نہیں تو کم از کم اونکی بالکل ہم پلہ ہیں۔ بیہودہ ہر طرح سخت بے آرامی تشنگی و فاقہ
اور محنت شاقہ کو دن تھے۔ ترکوں کا جو صدہا زخم خوردہ بہ سینہ سہنا تھا۔ اور وہ خوشی ان تمام تکلیفوں کو برداشت کرتے تھے

ناظرین فصل دوم میں پڑھ چکے ہیں کہ ۲۳ اپریل ۱۸۹۷ء بار ثلث الاصونا پہونچتے ہی سرحد کیطرف سے توپوں کی رعد وار گرج
سنکر اسیوقت اوسطرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہ درہ ملونا کی معرکوں اور ادہم پاشا کی کارروائیوں اور پیشقدمی کے حالات
اپنی کتاب کے فصل پنجم و ششم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں

ادہم پاشا و درہ ملونا

الاصونا سے درہ ملونا تک کی ہموار چٹیل سڑک پر ایسی گرمی میں سفر کرنا نہایت تعب بخش کام تھا۔ سوار و مرکب دونوں یکساں حرارت۔ ماندگی سفر اور بھوک سے بیچین ہو رہے
تھے۔ گرد و غبار بیحساب اور حرارت آفتاب ناقابل برداشت تھی۔ اور کل سڑک سپاہیوں۔ بارکش گھوڑوں اور گاڑیوں
سے جگہ جگہ نا متناہی لگا ہوا تھا۔ بھری ہوئی تھی۔ توپوں کی آواز بند ہو چکی تھی۔ اور جیوں جیوں ہم پہاڑ کے نزدیک
قریب پہونچتے جاتے یہ خیال پختہ ہوتا جاتا تھا کہ اوس دن کی لڑائی ختم ہو چکی ہے۔

(۱) انگریز افسر کا نام گو جرمن مصنف نے بوضاحت بیان کئے ہیں۔ مگر ان کی حسب منصب کوئی ذکر نہیں کیا۔ زمانہ جنگ کیوقت یورپین اخبار
ذاتی قومیت کے متعلق عجیب غریب روائتیں مشہور کی تھیں کسی نے جرمن الاصل بتایا اور کسی نے یونانی الجنس۔ مگر یہ سب من گھڑت جدت طرازیاں
تھیں۔ غازی عثمان اور اکثر قابلترین فوجی افسروں کی طرح ادہم پاشا بھی خالص اصلی ترک ہیں۔ بقیہ بر صفحہ ۱۷۵

ادہم پاشا سے پہلی ملاقات

کیلئے آتا ہوا ملا۔ اوسنے دریائے ملونا کو پار کر لیا تھا۔ درہ کی دامن کو بالکل قریب ہیں ٹائمز کا نامہ نگار مسٹر بگیو کول

اوسیوقت اپنا نام ظاہر کرکے اوس سفارش کیلئے

بڑھ ہیں شکریہ ادا کیا جو ہیں نے اس وقت کی تھی جبکہ محاربہ سے عین کچھہ دن پہلے ترکوں نے اوسے بمقام سالونیکا روک لیا تھا

اور آگے جانیکی اجازت نہ دیتے تھے۔ اوسنے ہمیں جنگی کارروائیوں کے مجمل حالات بتا کر کہا کہ منیر تھوڑے ہی دور پیچھے

چلے آتے ہیں۔ مسٹر بگیو کی رفاقت ہمیشہ نہایت خوشگوار معلوم ہوتی رہی۔ اوسنے اپنے نامہ نگارانہ فرائض کو بھی نہایت احتیاط

اور جلدی سے سرانجام دیا وہ رسالہ گارڈ روز میں چھپ چکا ہے۔ اور ترکی نہایت عمدہ بولتا ہے۔ یہ دونوں امور اوسکے حق میں بہت کار آمد ثابت

ہوئے۔ محاربہ پر اوسنے جو کتاب لکھی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ اوسکے ہمراہ ہم آگے بڑھے اور چند منٹوں میں ادہم پاشا جنکے پیچھے بہت ارکانی

(بقیہ صفحہ سابقہ) ادنکے یونانی الاصل ہونیکی دلیل ایک طرف سے نہایت ہی مزیدار دی تھی وہ لکھتا ہے۔ کہ اگر مشیر موصوف یونانی

ہوتے۔ تو ان کا قدم ہر روز ایتھنز کیطرف بڑھنے کی بجائے ایسی ہی ہوا ہوتا جیسے کہ قسطنطنیہ کیطرف پیچھے کو ہٹتا۔ خیر اس بحث کو چھوڑ کر ہم اونکے

اصلی حالات ایک ترکی اخبار سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

مشیر موصوف ترہاوا آفندی چرکس کے فرزند ہیں ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ انکی والد حسین بیگ رئیس اعظم بنی کوی کی غلام تھے۔ اور

آخر کار دربار سلطانی میں خاتم بردار سلطانی کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوئے مشیر ممدوح کی والدہ بھی خالص چرکسی قبیلہ ابیچی سے

تہیں۔ اور انکو ماموں ولایت دوزجہ میں اب بھی موجود ہیں۔ انہوں نے قسطنطنیہ کی جنگی مدرسہ میں تعلیم پائی۔ فارغ التحصیل ہونے پر مشیر

صفوت پاشا والی حجاز وزیر پریسیڈنٹ کونسل حربیہ کے اڈیکانگ مقرر ہوئے۔ اس حیثیت میں یوزباشی کے درجہ پر ترقی کی بعد ازاں

بیکباشی کے رتبہ پر خاص سلطانی گارڈ میں منتقل ہوئے۔ اور قائمقامی کا درجہ پاکر تک وہیں رہے۔

جنگ سوم روس کیوقت وہ امیر آلا کا درجہ رکھتے تھے۔ پلیونا کی معرکہ میں غازی عثمان پاشا کو انکی شجاعت و بسالت اور

ثابت قدمی سے بہت مدد ملی۔ آخر کار اپنے سردار کے ساتھ روسی لشکر کے ہاتھ اسیر ہوئے۔ صلح ہوجانے پر جب دار الخلافہ واپس آئے

تو محکمہ عسکریت میں آستانہ علیہ کی کمانڈر ہوئے۔ اور کچھ مدت کی بعد رتبہ فریق پر ترقیاب ہو کر محل ہمایونی شاہی گارڈ کی دوسرے

دستہ کی کمانڈر ہوئے۔ بعد ازاں کریٹ کی فوجی گورنر بنائے گئے۔ جہاں لاریسہ کے راستے تشریف لیگئے۔ اور جبتک جزیرہ میں رہے وہاں

کامل امن رہا۔ اسکے بعد صوبہ البانیا کی ولایت قوصوہ کی گورنر اور بعد ازاں ولایت حلب کی ردیف فوج کی کمانڈری پر مامور ہوئے

آرمینیوں کی پچھلی بغاوت میں باغیان زیتون کی سرکوبی انکے سپرد کیگئی۔ اس خدمت کے صلہ میں مارشل یا مشیر کا رتبہ جلیلہ حاصل

کیا۔ اسکے بعد جو خدمت انہوں نے کی ہے۔ وہ کل دنیا کو معلوم ہے۔

سلطان المعظم کو انسے نہایت محبت ہے۔ اور اونکو بھی حضرت جہانپناہ سے اسقدر اخلاص ہے۔ کہ بہت تہوڑے کو انکے برابر ہوگا۔ شتابکاری

اور تعجیل سے اونکو کمال نفرت ہے ایک کام کو بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ اہم معاملات میں مشورہ لینا انکا شعار ہے۔ اور احکام

مذہبی کے سخت پابند ہیں +

افسر چلے آرہے تھے۔ ملاقات ہوگئی۔ مسٹر نگہم نے پاشا موصوف کو ہمارے نام بتائے جس پر انہوں نے فی الفور نہایت تپاک سے مصافحہ
سلامت کرتے ہوئے ہمیں اپنے ہمرکاب افسروں سے متعارف کرایا۔ مارشل نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن کی لڑائی میں کامیابی حاصل ہوئی
دشمن کو بازو پسے ہو کر ٹھیرنے کیلئے کوئی جا نہیں ملی ہمارے دستے لگاتار آگے بڑھتے جا رہے ہیں اور امید ہے کہ ہماری کل فوج
عنقریب پیشقدمی کر کے تھسلی کے میدان میں داخل ہو جائیگی۔ مشیر ممدوح نے یہ بھی کہا کہ عام ٹرانسپورٹ بالخصوص سامان جنگ
اور گولہ بارود کی باربرداری کے متعلق بہت مشکلات لاحق رہتے ہیں۔ چونکہ سڑک کو میں بچشم خود معائنہ کر چکا تھا۔ اس بیان
کی صداقت میں مجھے کسیطرح کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ہمنے اپنے گھوڑوں کو لوٹا لیا۔ اور ادہم پاشا کی ہمراہ الاصونا آگئے
انکی سٹاف کے افسروں سے میری طویل گفتگو ہوئی جس سے مجھے جلد معلوم ہوگیا کہ پیشقدمی کی سست رفتاری تمام آزردگی کی
چپقلش رہی ہے۔ اور نسبتاً کم عمر اور نوجوان افسر شنبہ اور پنجشنبہ کی لڑائیوں میں درہ ملونا اور کل سرحد پر فتح حاصل ہو
جانیکے باوجود پیشقدمی میں توقف ہونے کا مطلب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور بہت چیں بجبیں ہو رہے ہیں

اوس زمانہ میں اکثر اخبارات نے بتایا تھا کہ اس توقف کا باعث وہ ہدایات تھیں جو مجلس سلطانی (یعنی سلطان
المعظم کی مشاورت) قسطنطنیہ سے موصول ہوئی تھیں۔ مگر یہ توجیہ مجھے بالکل ہی غیر اغلب اور بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ سپہ سالار کے
کیلئے کئی معقول وجوہات موجود ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ توقف و تساہل پر نہایت سختی سے اعتراض کرنیوالوں میں ایک
خود سلطان المعظم کا وہ یاور تھا جسے جلالتمآب نے فوج میں روانہ کیا ہوا تھا۔ اوسنے مجھے نہایت تلخی اور آزردگی کے ساتھ کہا کہ میں
نہیں سمجھ سکتا کہ اس شاندار فوج کو جسکے سپاہی دنیا بھر میں شجاع ترین ہیں کیوں پانچ دن یہاں بیکار بٹھا رکھا گیا ہے
حالانکہ اسوقت تک تو سپہ سالار لاریسا میں ہونا چاہئے تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس توقف کو خود سلطان المعظم نے بھی بلا شک و شبہ
ناپسند کیا تھا۔ اور اسی ناپسندگی کے باعث جلالتمآب نے غازی عثمان پاشا کو ادہم کی جگہ لینے کیلئے سالونیکا روانہ کیا تھا۔ اور
مسلمہ یقینی امر ہے کہ ہمہ زا پرپیل کی پیشقدمی اور عین بروقت قبضہ تھسلی نے بھی ادہم پاشا کو بدنامی اور ذلت سے بچا لیا تھا۔ اگر ایسا
وقوع میں نہ آتا۔ تو وہ ضرور یکایک معزول کر دئے جاتے۔ ٹرانسپورٹ کی مسلمہ دقتوں اور مشکلات کی علاوہ اس توقف کی اگر کوئی
اور چیز بھی باعث تھی تو وہ ادہم پاشا کی بدرجہ غایت احتیاط ہے۔ وہ پرانی طرز کا فوجی افسر پایا تھا۔ دیگر نہایت محتاط اور سوچ
سمجھکر چلنے والا جنگی شاطر و مدبر ہے۔ اور کوئی کارروائی کرنے سے پہلے اس امر کیطرف سے پورا پورا اطمینان کر لینا چاہتا ہے کہ
ہر چیز اپنے اپنے موقعہ پر بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اس سریع اجتماع افواج اور اچانک و خطرناک دہاووں اور ضربات کے زمانہ
میں ایسی کارروائی کی نسبت کچھ نہیں تو کوئی کلام ہی نہیں اور کسی مستعد اور دلیر جنرل کے مقابلہ میں جسکے پاس سپاہ بھی
عمدہ ہو اوسکا ناکامیاب ثابت ہونا بھی امکان میں داخل ہے۔ ادہم پاشا کی تدبیر اوس کی عملی کارروائی سے بہتر ہے

مسٹر شیوٹ کی نکتہ چینی

ممکن ہے کہ تسلسل کارروائی کے فقدان اور توقف کا باعث جو امر متعدد بار احتیاط
میں صاف ظاہر ہو گئے تھے خود مشیر کے کسی ذاتی کوتاہی کے بجائے زیادہ تر اوس کے

ماتحت افسروں یعنے جرنیلان ڈویزن کے عیوب ہوں۔ تمام غیر ترک مشاہدہ کنندگان کی عام رائے تھی۔ کہ ادہم پاشا کی فوج کے ماتحت جرنیل کم لیاقت تھے۔ اور اپنے فرائض کے حسب حال قابلیت نہ رکھتے تھے مسٹر جی اے سٹیونس اخبار ڈیلی میل کے قابل نگارنے ایک مراسلت میں جو ۱۱ جون کے اخبار میں شائع ہوئی۔ اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی۔ ترک دنیا بھر میں بہترین سپاہی اور بدترین افسر رکھتے ہیں ترکی سپاہی رستم صفت تحمل و صبور۔ خاموش سے خاموش اور شیر دل سے شیر دل شجاع ایسے بیخوف اور فرشتوں ایسے مطیع و منقاد اور با انتظام و تربیت یافتہ ہیں۔ وہ اپنے افسر کی ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ نیک لڑکے استاد یا والدین کی۔ اگر افسر نے اونہیں صرف یہ کلمہ "ططوقو ہمنہ" (ہاتھ نہ لگانا) کہدیا ہو تو سپاہی خواہ بھوک سے بیتاب ہو رہے ہوں نانبائیوں کے بازار میں سے کسی دکان کیطرف نظر اوٹھا کر دیکھنے کے بغیر چپ چاپ گزر جائینگے۔ البانوی ترکی سپاہیوں سے بہت مختلف ہیں وہ اون سے نسبتاً پست قامت اور زیادہ پاکیزہ و ستھرے ہوتے ہیں اور انکی تیزی طبع اور مزاج کی سرکشی کی کوئی حد و غایت نہیں۔ مگر ترکوں یعنے ترکی سپاہیوں کی تو یہ کیفیت ہے کہ اوسی حال میں جس میں کہ وہ اب ہیں بغیر کسی مزید تعلیم و تربیت کے اچھے افسروں سے دنیا میں جو کام چاہیں سرانجام کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس اچھے افسروں کی ہی انہیں کمی ہے۔ ترکی افسر جاہل سست مرتشی اور عموماً بزدل ہیں سارے ہی ایسے نہیں۔ اس قاعدہ کلیہ سے کئی مستثنےٰ بھی ہیں اور جو مستثنےٰ ہیں وہ افسری قابلیتوں میں دنیا بھر میں نظیر نہیں رکھتے اکثر افسر لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ اسی مفصل میں اور ایسا تو شاذ کوئی ہوگا جو اپنے آدمیوں کو خود آگے ہو کر سیدھا دشمن کے مقابلہ پر بڑھا سکے۔ البتہ اشد جاہل ہر افسر کمال شجاع ہیں توپخانہ نسبتاً عمدہ و بہتر تعلیم یافتہ ہیں۔ مگر انکی جوانمردی کا یہ عالم ہے کہ میں نے بچشم خود تقریباً دس بارہ افسروں کو آتشباری کی زد سے پہلو بچاتے دیکھا ہے جرنیلوں بالخصوص جرنیلان ڈویزن کی حالت تو بالکل مایوسی بخش ہے۔ وہ سرکش سست الوجود باہم ملکر کام کرنے کے بالکل ناقابل اور خود اپنی توپونکی تعداد تک سے جاہل ہیں جس حالت میں کہ اونہیں یونانیوں پر راہ مراجعت مسدود کر دینا واجب تھا مگر یہ لوگ ازیں یونانی ملوں پچ جاتے رہے۔ یہ افسر ایسے خوش ہوتے جیسے کہ خورد سال بچے کسی بڑی بھاری کامیابی پر ہوتے ہیں وہ بلا تصنع بالکل بچوں سے دشمن کو پامال کر دینے اور اوسے مراجعت پر مجبور کر دینے میں کوئی فرق تمیز نہیں کر سکتے تھے۔

مجھے مسٹر سٹیونس کی رائے سے جو ترکی افسروں کے حق میں بہت ہی سخت ہے اتفاق نہیں۔ البتہ یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ۱۷ اپریل کی ملونا کی لڑائی اور ۲۳ اپریل کی فتح لاریسہ کے بعد ۳۰ اپریل کے معرکہ ولسٹینو سے پہلے اور ۱۷ مئی کے معرکہ ڈومو کوس میں جو جنگی کاروائیاں کیگئی تھیں۔ اون میں اصلاح و ترقی کی بہت گنجائش تھی ان موقعوں پر جو غلطیاں اور توقف سرزد ہوئے وہ ڈویزن اور بریگیڈ کے کمانڈروں کی کوتاہیاں اور فروگذاشتوں کا نتیجہ تھے۔ ڈوموکوس اور ولسٹینو میں قبل از وقت معرکہ آرائی ہو جانیکے غلطیوں کے متعلق یہ عذر کیا جا سکتا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کی رپیٹنگ رائفلوں اور دور تک زد کرنے والے اسلحہ کی موجودگی میں سپاہیوں کو قابو میں رکھنا مشکل امر ہے لیکن اگر بریگیڈ اور رجمنٹی افسر قابل ہوتے۔ تو ایسا ظہور

---

[1] یہ قابل ادیب اور غضب کا جادو نگار۔ لارڈ کرزن کے ہمراہ ہندوستان کے حالات و عجائبات اور رسم و رواج سے اپنے اخبار کے ناظرین کو مطلع کرنیکے لئے انگلستان سے آیا۔ اور کئی مہینہ رہ کر ولایت گیا ہے اسکے برعکس جرمن شاف افسر فون ڈر گولٹز نے ایک جرنیل ڈویزن کی نسبت ظاہر کیا

میں نہ آتا۔ ان دونو مقاموں پر ترکی فوج لڑائی کی نیت سے نہیں بڑھی تھی۔ صرف جمعیت عظیم انکشافات اور دیکھ بھال کی غرض سے پیشقدمی کی گئی تھی۔ جو پیشقدمی دونو موقعوں پر افسر کی غلطی یا ناواقفی یا پر جوشی سے واقعی جنگی حملوں کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔

ادہم پاشا سے مکالمہ

ترکی سٹاف اور دیگر انگریز نامہ نگاروں میں سے چار میری پہلے ہی دن ملاقات ہوئی۔ یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا دیکھ کر کہ توقف بالکل بیجا اور نامناسب ہے میں نے اس رات کھانیکے بعد مشیر سے ملاقات کی۔ اور اس کے سٹاف کے کئی افسروں کے سامنے جو میری معروضات سنکر بہت ہی خوش ہوئے۔ ادہم پاشا سے کمال دوستانہ پیرایہ میں طویل گفتگو کی۔ میں نے مشیر ممدوح کی تدبیر جنگی پر کسی طرح کی نکتہ چینی کرنیکی جرأت کرنے کو بغیر محض پولیٹیکل پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اور عرض کیا کہ توقف سے نہایت سخت خطرات کے حدوث کا اندیشہ ہے۔ یہ درست ہے کہ بلگریا و سرویا بالفعل خاموش ہیں مگر عنقریب وہ اجتماع افواج پر مائل ہو سکتے ہیں اور اسوقت دو نئے دشمن ترکی کے برخلاف میدان میں اتر آئینگے۔ یہ خطرہ یہیں تک محدود نہیں ایک اور دشمن بھی جو یونانی ریاستوں سے بدرجہا زیادہ خطرناک ہے تاک میں بیٹھا ہے۔ اور اسکی طرف سے کبھی اطمینان اور بیفکری نہیں ہو سکتی۔ اور وہ اگر کسی وقت بالکل اچانک سلطنت عثمانیہ کے عین مرکز اور قلب یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کر دے تو کسی کو تعجب نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں ہمدردی انسانی کا بھی یہی اقتضا ہے کہ اس محاربہ کو جو مجبوراً ترکی کے گلے پڑا ہے جلد ختم کیا جائے۔ سریع و کامل فتحیابی سے دونوں فریقوں کے بہت کم آدمی ضائع ہونگے اور سپاہیوں اور باشندوں کے مصائب میں معتدبہ تخفیف ہو جائیگی۔ میرے ان دلائل کی معقولیت اور سچائی کو ادہم پاشا نے بالکلیہ تسلیم کیا اور کہا کہ میری بھی یہی خواہش ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو سکے محاربہ کو بسرعت فتح و نصرت پر ختم کروں۔ اسی غرض سے میں آج بہت رات گئے اپنے سٹاف سمیت ایک نازک اور بعیدی موقعہ کے معائنہ کیلئے جاؤنگا تاکہ یہ اطمینان کروں کہ آیا تمام سامان فیصلہ کن پیشقدمی کیلئے تیار اور درست ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ چند دنوں میں ہم لاریسا پر قابض ہو جائینگے۔ مشیر ممدوح کے ان ارشادات سے اور کل سٹاف اور نیز مجھکو بے انتہا خوشی ہوئی اور جب میں پاشا موصوف کی خدمت سے رخصت ہوا۔ تو بعد ازاں پرائیویٹ طور پر ان سب افسروں نے متذکرہ صدر معروضات کے متعلق بڑا شکریہ ادا کیا۔ اور مجھے بڑی گرمجوشی سے مبارکباد دی۔

ترکوں میں تکمیل ثمرات فتحیابی کی ناقابلیت

ادہم پاشا پرانی طرز کے قابل جرنیل ہیں اسوقت انکی عمر ۶۵ برس کے قریب ہے۔ وہ اعلے درجہ کے جنگی شاطر و ماہر اصول حرب محتاط و باحزم ملاطفت پرور اور کمال رحیم مزاج و انسانیت گار ہیں۔ آنکھیں روشن و دلآویز چہرہ ہر وقت متین و سنجیدہ البتہ تبسم کیوقت اور بھی شگفتگی اور درخشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ بوقت تبسم اُن کی آنکھوں کی چمک اور انداز دہن میں ایک عجیب قسم کی سحر تاثیر دلفریبی پائی جاتی ہے۔ پاشا موصوف نے اپنی رحمدلی اور اعلے منتظمانہ قابلیتوں کا ثبوت

صرف تھسلی ہی میں نہیں رہا۔ بلکہ زیتون کے واقعہ کے دوران میں بھی بخوبی دے چکے تھے۔ تھسلی میں ان کی افواج کا چلن اور برتاؤ واقعی قابل تعریف تھا۔ اور زیتون میں تو انہوں نے بنظیر عفو اور درگذر سے کام لیا تھا۔ وہاں کے ارمنی باغیوں نے پانچسو ترکی رنگروٹوں کو کمال سفاکی اور بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ مگر اس عالی حوصلہ رحم دل سپہ سالار نے پھر بھی انکی جان بخشی کر دی تھی۔ اگر اودہم پاشا میں کوئی نقص ہے تو وہی جو فطرتی طور پر کل ترکوں میں راسخ معلوم ہوتا ہے یعنے وہ فتح پانے پر اوس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور اوسکے ثمرات و نتائج کو مکمل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بالعموم ترکی جرنیل اپنی کامیابی کو ایسی صریح اور پے در پے ضربات سے جو دشمن کو پراگندہ ہونیکے بعد پھر سنبھلنے اور منتشر فوج کو پھر مرتب و فراہم کرنے اور اوسے حوصلہ دلانیکا موقع نہ ملنے دیتیں مکمل کرنے کی قابلیت رکھتے معلوم نہیں ہوتے۔ مشہور آفاق غازی عثمان پاشا میں بھی تھا۔ ایسا ہی نقص موجود تھا وہ اگر ہمت کرتے تو سنہ ۱۸۷۷ء کی ہیبتناک نہایت سخت ہزیمت روسیوں کے بعد پراگندہ لشکر روس کو دریائے ڈنیوب میں دھکیل سکتے تھے۔ یہ غلطی سنہ ۱۸۳۹ء میں دریائے توم کے علاقہ میں سرزد ہوئی یعنی محمد علی پاشا کو جسنے روسیوں کو کئی موقعوں پر سخت شکستیں

سلہ سر ایشمیڈ بارٹلٹ نے واقعات و حالات متعلقہ پر اطمینان خاطر اور دلجمعی سے غور کرنے کے بعد یہ رائے قائم نہیں کی۔ اور غالباً مسٹر ہیوٹسن کا رائے سے متاثر ہوکر یہ الفاظ لکھدئے ہیں کہ غازی عثمان روسیونکی ہزیمت سے فائدہ اٹھا کر انہیں دریا پار اسلئے نہیں بھگا سکے تھے کہ انہوں نے تکمیل فتح کی کوشش نہ کی تھی۔ یا کرنا نہ جانتے تھے یا قابلیت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ محض اسلئے کہ اس کام کیلئے اون کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ اون کی فوج صرف پلیونا پر رہ کر دشمن کے حملوں کے روکنے کیلئے کفایت کر سکتی تھی مگر پھر بھی غازی ممدوح نے کوشش کرنے سے دریغ نہ کیا تھا لیکن جیسا کہ پہلے سے ہی ظاہر تھا۔ اونکو جارحانہ کارروائی میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ پر مسٹر ہربرٹ نے محاربات پلیونا میں مفصل بحث کی ہے۔ غالباً اس جوانمرد عیسائی مجاہد اسلام و معاون عثمانیاں کی کتاب سر موصوف کی نظر سے نہیں گذری۔ ورنہ وہ غازی عثمان پر یہ الزام نہ لگاتے۔ محاربہ یونان میں بھی دشمن کی ہزیمت سے بالعموم پورا فائدہ نہ اٹھانیکی وجہ ناقابلیت نہ تھی۔ بلکہ ترکوں کی عالی ظرفی و درگذر اور چند پولیٹکل اسباب جو یونانیونکو بالکل پامال کر دینے سے مانع تھے۔ اور نیز غنیم کی کمال بے بضاعتی۔ ایسا کئی دفعہ ہوا۔ کہ البانویوں نے یونانیوں کا صرف پتھروں سے مقابلہ کیا۔ اور ایسا کرتے وقت یہ کہا کہ ایسے نامردوں پر بندوقیں چلانا ہتھیاروں کی ہتک کے خلاف اور کارتوسوں کو مفت برباد کرنا ہے۔ یہ زندہ و مردہ یکساں ہیں۔ پھر ان کو ہلاک کر دینے سے کیا فائدہ پتھروں سے انکو پسپا کر دینا ہی کافی ہے۔ بعض ترکی افسروں نے بیشک چند غلطیاں سرزد ہوئیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں ہر تدبیر کا تیر بہدف ہونا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا اور انسانی طاقت کے دائرہ سے خارج ہے۔

سلہ تاریخ سر ایشمیڈ بارٹلٹ کے اس بیان کی بھی تائید نہیں کرتی۔ یہ درست ہے کہ محمد علی کو چند فتوحات حاصل ہوئی نہیں مگر جب وہ علاقہ توم سے بلایا گیا تھا۔ اسوقت سے چند یوم پہلے وہ دلیسیمدو سیہ کی فوج کے مقابلہ پر ستمبر ۱۸۳۹ء کے تیسرے ہفتہ میں صریح ناکام رہا تھا بلکہ شکست یاب ہوا تھا۔ چنانچہ جنگ روم و روس کے مورخ نے اوسکی نسبت اس موقعہ پر یہ الفاظ تحریر کئے ہیں کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جن امیدوں اور توقعوں کے ساتھ اوسے موسم گرما میں سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا گیا تھا۔ وہ بالکل پوری نہ ہوئیں۔

دی تھیں عین اوس وقت جبکہ وہ ولیعہد روسیہ (جو بعد میں زار اسکندر ثالث ہوا) کی فوج پر آخری قطعی فیصلہ کن حملہ کرکے اوسے باغلب وجوہ ہزیمت و نابود کرنیوالا تھا۔ واپس بلا لیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک احمق و بزدل سالخوردہ پاشا کو بھیجدیا گیا جسنے محمد علی کے بعد پھر ایکدفعہ بھی جارحانہ حرکت نہکی۔ غالباً فواد پاشا ہی جس شاندار ترکی جرنیل نے دسمبر ۱۸۷۷ء میں بمقام بلینا ایک سالم روسی بریگیڈ کو اسیر جنگ بنا لیا تھا۔ ایک ایسا ترکی افسر ہے جسنے اپنے آپ کو جارحانہ کارروائی کیلئے نہایت مستعد اور زور آور ثابت کیا ہے۔ اگر یونانی فوج کا جبکہ وہ ۲۵ اپریل کو لاریسے سے سراسیمہ وار بھاگی تھی۔ لگاتار مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا۔ تو وہ پھر با نظام اور بترتیب جماعت نہ رہ جاتی۔ اور تاریخ مذکورہ کے بعد چار ہزار یا اس سے زیادہ جو بہادر و شجاع عثمانیہ سپاہی شہید و مجروح ہوئے۔ وہ نہوتے۔

ترکی کوارٹر جنرل (ارکان حرب) میں چند اعلےٰ درجہ کے ایسے افسر موجود ہیں کہ یورپ کی کوئی فوج نہیں جو ان کی موجودگی پر فخر نہ کرے۔ انمیں اکثر نے جرمنی میں جنگی تعلیم پائی ہے اور جرمن بولتے ہیں۔ اسیوجہ سے یہ عام خیال جو غلط محض تھا عام طور پر پھیل گیا تھا۔ کہ بہت سے جرمن افسر ترکی فوج کے ساتھ تھے۔ حالانکہ صرف ایک جرمن افسر گریکوف پاشا جو نہایت ہی سجیلا سپاہی ہے فوج مذکورہ کے ساتھ تھا۔ اور وہ بھی صرف سات دن رہکر مجھسے پہلے واپس چلا گیا تھا۔ اور یہ عرصہ بھی اسنے ہیڈکوارٹر میں بسر کیا تھا۔ سیف اللہ پاشا۔ مصطفےٰ ناطق بک۔ ثابت بک۔ حسن بک۔ نجیب بک۔ انور بک اور رضا پاشا جو آرٹلری کا کمانڈر ہے نہایت لائق اور اعلےٰ تربیت یافتہ افسر ہیں۔ بالخصوص سیف اللہ پاشا نے میدان جنگ میں فوجی کارروائیونکی ہدایت و رہنمائی کرنے اور کوچ کے وقت نظام و باترتیبی قائم رکھنے میں نہایت مستعدی و قابل تعریف لیاقت سے کام دیا۔ ترکی سپاہیونکی نیک چلنی خوش اطواری اور صفت فرمانبرداری کی میں بڑے زور سے شہادت دیتا ہوں میں نے اور بہر ایک انگریز نامہ نگار نے جو ادہم پاشا کی فوج کے ساتھ تھا اپنے دستخط کرکے ایک طویل ٹیلیگرام سر فلپ کری انگریزی سفیر متعینہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) ولیعہد روسیہ کی فوج کے برخلاف گو اسے شروع شروع میں کامیابی ہوئی۔ مگر آخر میں وسیع کامل ناکامی ہوئی۔ اور زار اسنے عثمان پاشا کو بمقام پلیونا اور سلیمان پاشا کو بمقام درہ شپکا گسیطرحکی مدد پہونچائی"۔ اس معزولی سے کچھ عرصہ بعد وہ صوفیا کی ترکی فوج کا کمانڈر بنایا گیا اور سلیمان پاشا نے اوسے بحیثیت سپہ سالار حکم بھیجا تھا۔ کہ الینا کے حملہ میں فواد پاشا کی اسطرحسے مدد کرے کہ اپنی جگہ سے وہ بھی روسیوں پر حملہ کرے مگر اسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اور اس عدم تعمیل کیوجہ سے سلیمان پاشا اور اوسکے نائب فواد پاشا کو نہایت جوانمردی اور قابل تعریف تدبیر سے الینا کو روسیوں سے فتح کرلینے کے پہر فوراً بعد بتاریخ ۱۸ دسمبر ۱۸۷۷ء چھوڑ دینا پڑا۔ اور روسی اوس اہم مقام پر جو بلقان کے وسط میں واقع ہے۔ دوبارہ قابض ہوگئے۔ مصطفےٰ کامل آفندی مورخ جنگ روم و یونان محمد علی کو جنگ روم و روس کی اکثر تباہیوں کا موجب بتاتا ہے۔ اور مسٹر ہیڈ نے بھی اوسکی نسبت اچھی رائے ظاہر نہیں کی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر شیلڈ ایسے واقفکار اور باخبر سے ایسی اہم غلط بیانی کسطرح سرزد ہوگئی ہے۔ محمد علی جرمن الاصل تھا۔ وہ اپنے ملک سے چھوٹی عمر میں بھاگ آیا۔ اور کئی دریائی سفر کرنیکے بعد قسطنطنیہ میں آکر مسلمان ہوگیا۔ اوسکے حالات محاربات پلیونا کے کسی صفحہ میں درج ہیں۔

۵ یہ بھی درست نہیں۔ فواد پاشا نے سالم روسی بریگیڈ کو اسیر نہیں کر لیا تھا۔ بلکہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیا تھا۔ ہاں یہ درست ہے

قسطنطنیہ کو بھیجا جسمیں ہم نے عساکر عثمانیہ کی قابل تعریف نیک کرداری اور خوش چلنی کی کامل تصدیق کرکے خونریزی و غارت اور تاخت و تاراج کے ان الزامات کی جو یونانی اس فوج پر اندھا دھند لگا رہے تھے پوری تردید و تکذیب کی۔ لاریسا کے فتح ہونے پر تین سرکردہ ترکی افسر سیف اللہ پاشا، مصطفےٰ ناطق بک اور نجیب بک ساری رات خاص پٹرول (پہرے) لیکر شہر میں صرف اسلئے گشت کرتے رہے کہ کہیں کوئی واردات تاخت و تاراج کی نہ ہو۔ ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی تمام عیسوی معابد پر پہرے بٹھا دئیے کہ کوئی انہیں خفیف سا نقصان بھی نہ پہونچا سکے اور نہ اونکی کوئی بیحرمتی ہو سکے۔

مشیر کے پاس سے واپس آکر جب میں نے اپنے دوست نامہ نگاروں کو علی الصباح تیار ہو جانیکی تاکید کی تو وہ سب کے سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ انکو سابقہ تجربہ سے ترکی حرکات عسکریہ میں کمال احتیاط اور سرعت بیجا پر نظر رکھے جانیکا کامل یقین ہو چکا تھا اور وہ جانتے تھے کہ بہت سویرے کبھی کوچ نہیں ہوگا۔ تاہم میں نے خادم کو مجھے پانچ بجے صبح کیوقت بیدار کر دینے کا حکم دیدیا۔ اور پھر اپنی دن بھر کی کارروائی پر خوش و خرم خوابگاہ کو چلا گیا۔

تھسلی میں داخل ہونا

ہم دوسرے دن صبح کے چھ بجے تیار ہو گئے مگر ترکی ہیڈ کوارٹر نو بجے کے قریب ملونا کیطرف روانہ ہوا جس سے نامہ نگاروں کے قیاس اور رائے کی معقول تصدیق ہو گئی۔ ادہم پاشا بہت رات گئی دبابہ بھال کو گئے تھے۔ اور یہ امر انکی دیر کے چلنے کی معقول وجہ ہو سکتا تھا۔ ہم آہستہ آہستہ فراخ و ہموار سڑک پر کول (درہ) کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہوا کے پروں پر سوار گاہ بگاہ گولہ باری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ مگر آتشباری باقاعدہ نہ تھی۔ کبھی کبھی کوئی گولہ چل رہا تھا۔ سڑک صرف پہاڑ کے نیچے قریب جا کر بلند ہونی شروع ہوتی ہے۔ جہاں وہ یکبارگی بالکل عمودی شکل میں تقریباً نو سو فیٹ کے طول میں کول ڈمی ملونا کے مشہور درہ کی چوٹی تک بلند ہو گئی ہے۔ سڑک کا جو حصہ درہ کو جاتا ہے وہ بہت ہی خراب حالت میں تھا۔ اور کہیں کہیں جگہ گھوڑوں تک کیلئے اس پر سے گذرنا قریباً محال تھا۔ راستہ میں ہمیں ایک باتری ملی جنگی ہر ایک توپ کو گھوڑوں کے علاوہ پچاس پچاس آدمی اور کھینچ رہے تھے۔ کچھ سپاہی آگے سے کھینچکر اور کچھ پیچھے سے دھکیل کر ایک ایک انچ ہر توپ کو تیس تیس گز اوپر چڑہا رہے تھے۔ اور جسطرح ملاح لنگر اٹھانے کیوقت کرتے ہیں ہر دفعہ زور لگاتے وقت باہم ملکر نعرے لگاتے جاتے تھے۔ چوٹی پر پہونچتے ہی ہمیں پہلی مرتبہ جدال و قتال کے ہولناک نتائج و ثمرات کی علامتیں تین سخت مجروح سپاہیوں کی شکل میں دکھائی دیں۔ ان کو ہسپتالی خیموں میں جو درہ کے ایکطرف نصب تھے پہونچایا جا رہا تھا۔ انمیں سے ہر ایک کیطرف تو دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ شل کی گولی سے اوسکا نچلا جبڑا الگ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہوا تھا جس سے چہرہ بالکل اینٹھ گیا تھا اور شکل سخت جسمانی تکلیف کا پتہ دے رہا تھا۔ دوسرے کے پھیپھڑوں میں گولی لگی تھی۔ وہ ہشاش بشاش نظر آتا تھا مگر چہرہ پر مردنی چہا رہی تھی۔ تیسرے کی دونوں رانوں میں سے گولی نکل گئی تھی۔ وہ اس معرکہ میں جو دامن کوہ میں ہو رہا تھا مجروح ہوئے تھے۔ چونکہ وہ چلنے سے عاجز ہو گیا تھا اوسکو سپاہی پر ڈال کر اوپر لائے تھے۔ جب اوسے نیچے اتارنیکے لئے اوٹھایا گیا تو اوسے سخت درد ہوا۔ ہسپتال میں مجروحین کیلئے عمدہ بستر اور کافی ڈاکٹر و خادم موجود تھے جو اس موقعہ پر اور بدوران محاربہ

دیگر بسترکو نہیں سخت مجروح ترک بھی جس صبر و تحمل اور بظاہر کسی طرح کی تکلیف یا اذیت کے بغیر لیتے لیتے شفر زین سوار بلکہ پا پیادہ طے کرتے رہے وہ واقعی نہایت ہی حیرت انگیز تھا۔

مشیر ایک بڑے خیمے میں جو سامنے ہو سڑک کے داہنی ہاتھ ایک بلند چوٹی پر نصب کیا گیا تھا کھڑے ہوگئے۔ اس خیمہ کے بائیں طرف ایک اور بڑا خیمہ نامہ نگاروں اور دیگر غیر مصاف کنندگان کیلئے نصب تھا۔ ادہم پاشا نے ازراہ مروت و عالی ظرفی اپنے لئے وہ خیمہ پسند کیا۔ جو دونوں میں چھوٹا تھا

چشمہ قرہ درہ

اس موقعہ پر کھڑے ہوتے ہی ایک عجیب کیفیت بخش منظر ہماری نظروں کے سامنے نمودار ہوگیا سامنے تا حد نظر تھسلی کا زرخیز میدان پھیلا ہوا تھا۔ دور فاصلہ میں قصبہ دوماکوس کی جھلملی سی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ اور دریا زیریاس (جسکا پرانا نام پرو دیاس تھا) کا خشک گذرگاہ فراخ و عریض براق سڑک کیطرح میدان میں مغرب سے مشرق کو چلا جا رہا تھا۔ اس سامنے کے رخ پہاڑیوں کی ایک شاخ سے مرغزار اور درختوں کا ایک خوبصورت سبز قطعہ موضع دیلر کیطرف پھیلتا چلا گیا تھا۔ اور جانب کوہ سے شفاف پانی کا ایک چشمہ نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جو مشرق کیطرف بہتا ہوا تشنہ کام میدان میں فرحت بخش سبزی و روئیدگی کا خط کھینچ رہا تھا۔ اس چشمہ کے قریب ترکی باتریاں کھلی جگہ میں نصب تھیں۔ اور گو وہ اسوقت خاموش تھیں۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں اونمیں عجیب ہلاکت بخش زندگی نمودار ہو جانے والی تھی۔ سامنے کے رخ دائیں ہاتھ پہاڑیوں کی ایک لمبی شاخ تقریباً عین جنوبیہ رو بہ میدان کو بڑہی چلی گئی تھی اس شاخ کی وجہ سے ہم ترکی میمنہ کی حرکات کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

معرکہ ماتی و دیلر

عین بائیں ہاتھ کیطرف بھی پہاڑیاں میدان کی آگے بڑہی ہوئی تہیں۔ جنکی وجہ سے ہم ترکی میسرہ کی کارروائی کو بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ البتہ زبانی بتانے سے معلوم ہوا۔ کہ ان میدان کیطرف جاتے ہوئے دکھائی دینے پر ہی حمدی پاشا یونانی میمنہ کو پیچھے سے جا دبوچنے کیلئے آگے بڑہا جا رہا ہے۔ یونانی توپخانہ قرہ درہ سے دو میل بجانب جنوب ایک مستطیل پہاڑی کے گرد جو بلا تعلق تنہا میدان میں کھڑی تھی نصب تھا مگر جب تک اس نے گولہ باری شروع نہ کی توپوں کی تمیز کر سکنا مشکل کام تھا۔

ترکی فوج کی پیشقدمی کے متعلق جمعہ نہایت مبارک دن ثابت ہوا۔ اسدن دو خوب تیز لڑائیاں ہوئیں۔ ایک میں فریقین کے توپخانوں نے دور سے باہم مبارزت کی جو یونانی اسے معرکہ ماتی پکارتے ہیں دوسری ایک چھوٹے پیمانہ پر باضابطہ لڑائی تھی جسکو ترکوں نے موضع دیلر جو عین میمنہ پر واقع تھا یونانیوں سے ہونک سنگیں رہا کر کے چھین لینے پر ختم کیا۔ حمدی پاشا جو ترکوں کے انتہائی میسرہ پر تھا مقام قریب سے لگاتار بڑہا چلا آرہا تھا۔ ادہر سے ان یونانیوں کو جنہوں نے کوہ اولمپس کے قریب ترکی علاقہ پر یورش کی تھی کامل شکست دیکر پسپا کر دیا تھا۔ اور اب تھسلوی میدان میں بڑہ آیا ہوا تھا۔ اس کا میسرہ دریا بینی اس پر تھا۔ ہو میمنہ حیدر پاشا کی فوج سے متصل تھا جسکو دن لڑائی کا زیادہ حصہ اسی لشکر کو لڑنا پڑا۔ اسکی کمان وہ ملوناکے

دامن سے موضع دیلیز تک پھیلی ہوئی تھی۔

محاربہ کے پہلے دور کی یہ اول فیصلہ کن لڑائی تھی۔ لاریسا اور تھسلی کے حصہ کثیر پر اسکی بدولت فی الفور قبضہ ہوگیا جن لوگوں نے ۲۳ اپریل کو معرکہ ہائے ماتی و دیلیز کو دیکھا وہ اونکی غدر و منزلت اور اہمیت کو تخمین نکر سکے اور اگر انہیں سے کسی نے کیا تو اونکی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ بہرنوع یہ یقینی امر ہے کہ ترکی ہیڈ کوارٹر کو یہ علم نہ ہوا تھا کہ یونانیوں کو ان معرکوں میں کامل و اکمل ہزیمت و شکست ملی ہے ورنہ ادہم پاشا اس رات الاصونا واپس جاکر نہ سوتے اور بوہت نہ یونانی فوج کو نہایت سخت اور پامال کن تعاقب کے بغیر دریائے مینی اس سے پار ہو جاتی اور ملوہ بچ جانے نہ دیا جاتا۔

یونانی گڑھیونکی تسخیر

ترکی قلب ممدوح پاشا کے زیر کمان تھا۔ جسکا علاقہ دورہ ملونا سے مغرب رویہ ان پہاڑی چوٹیونکے برابر پھیلا ہوا تھا جو ترکی و یونانی قلمرو میں حد فاصل ہیں یہاں علاوہ اپریل کو سخت لڑائی ہوتی تھی۔ ترک چوبیس گھنٹوں سے زیادہ عرصہ تک لگاتار لڑتے رہنے کے بعد ان بلندیوں کو فتح کرسکے تھے۔ پہاڑیوں کے بلند ترین کرارہ کے برابر فریقین کی گڑھیاں دوش بدوش موجود تھیں اور بعض گڑھیوں پر نہایت سخت معرکہ آرائی ہوئی تھی ایک یونانی گڑھی کا قبضہ چار دفعہ باہم منتقل ہوا۔ تین یونانی گڑھیاں جو پہاڑیوں کی چوٹی پر ملونا سے عین بجانب غرب تھیں ترکوں نے بمواہ سنگین فتح کیں۔ بہادر حافظ پاشا ہیں اپنے سپاہیوں کے آگے آگے جاتا ہوا شہید ہوا تھا۔ ترکوں کے فقط اون لوگوں کی تعداد جو شہید ہوئے تھے ڈیڑھ سو تھی۔ یونانیوں کا اس سے بھی زیادہ نقصان ہوا۔ مقتولین بالعموم دفن کردئے گئے۔ مگر بعض لاشیں سرسری طور پر پتھروں سے ڈہانپی گئیں۔ کیونکہ زمین نہایت سخت تھی اور گڑھے کھودنا بہت مشکل اور دقت طلب کام تھا۔ چنانچہ کئی لاشیں پتھروں کے نیچے سے برابر نظر آرہی تھیں جو زبان حال سے جدال و محاربہ کے ہیبت ناک نتائج کی تشریح و توضیح کر رہی تھیں۔

معرکۂ دیلیز

توپوں سے مبارزت میں پہلا گولہ پونے دس بجے چلا۔ اور دوپہر کے پون بجے تک بلا توقف پیہم گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کی طرف چھ باتریاں جو اڑہائی میل کی صف میں پھیلی ہوئی تھیں مصروف کارزار تھیں یونانیونکی طرف چار یا پانچ باتریاں تھیں جو ڈیڑھ میل کی لمبائی میں بتدریج اٹھتی ہوئی بلندیوں پر مناسب موقعوں پر نصب تھیں ترکی گولہ اندازہ سے باہر معلوم ہوتے تھے ہمنے بچشم خود کئی گولے عین یونانی باتریوں پر جاکر گرتے دیکھے۔ یونانی گولہ باری کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہو جائیگا۔ کہ تین گھنٹوں کی مسلسل آتشباری سے صرف تین ترک زخمی ہوئے۔ یونانیوں کے نقصان کا اندازہ معلوم نہیں ہوا۔ تاہم وہ ضرور بہت زیادہ ہوگا۔ یونانی افسرونکی باہمی محبت اور اخوت کے حسین واقعہ کا اخبارات میں بڑا چرچا ہوا تھا۔ وہ اسی موقعہ پر گذرا تھا۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ ایک یونانی افسر کو ترکی گولہ سے مہلک زخم پہونچا۔ اور جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ اسکے رفیق افسر نے ترکی گولوں کی بوچھاڑ کی کچھ پروا نہ کرکے اس کا آخری بوسہ لے لیا۔ میدان کارزار کے اس حصہ میں کسی فریق نے پیدل فوج سے حملہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی

معرکہ دیلیر

حیدر پاشا کے ڈویژن کے میسرہ پر بھی صبح سے ترکی توپوں اور دو یونانی باتریوں میں جو یونانیوں کی صف جنگ کے میمنہ پر تھیں مختصر سی توپی مبارزت ہوتی رہی اور اسکے ساتھ کبھی کبھی رائفلی باڑھ کی آواز بھی سنائی دیجاتی رہی مگر دوپہر تک کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ ڈیڑھ بجے کے قریب دیلیر کی طرف سے جدھر حیدر پاشا نے پیشقدمی کر کے یونانی میمنہ کے الٹ دینے کی کوشش کر رہا تھا سخت رائفلی آتشباری کی آواز سنائی دی اور تقریباً دو گھنٹوں تک فریقین میں سخت لڑائی ہوتی رہی۔ باڑھ پر باڑھ چلتی رہی۔ اور ہوا اسکی آواز دوملونا تک جہاں ہم نہایت شاندار موقعہ پر بیٹھے لڑائی کا رنگ دیکھ رہے تھے پہونچاتی رہی۔ آتشباری تین بجے کے قریب بند ہو گئی۔ جس سے ہم نے قیاس کر لیا کہ ترکوں نے دیلیر فتح کر لیا ہے۔ مگر واقعات مابعد سے واضح ہو گیا کہ یونانی اوسوقت تک صرف ناف دیہہ نکالے گئے تھے۔ اور وہ ابھی گاؤں کے مغرب اور جنوب کیطرف چند مکانات پر برابر قابض تھے۔ ترکی ہیڈ کوارٹر کے ساتھ جسقدر نامہ نگار تھے۔ وہ یہ کہکر پانچ بجے سے پہلے الاصونا کو روانہ ہو گئے۔ کہ ہم آج کے دن کی لڑائی کے حالات اپنے اپنے اخبارونکو لکھنے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ مشیر نہ گئے تھے ہمنے ٹھہرے رہنے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے ٹھہرے رہنے کی ایک یہ بھی وجہ تھی۔ کہ ہم نامہ نگاروں کیطرح لڑائی کے مشاہدہ سے شکم سیر نہیں ہو گئے تھے۔ اس جلدی نہ کرنے کا ہمیں صلہ بھی مل گیا۔ وہ یہ تھا کہ ہمنے فیصلہ کن آخری ترکی حملہ کو جسنے محاربہ کے پہلے دور کو ختم کیا۔ اور تھسلی کی یونانی فوج میں قابل افسوس اور مضحکہ خیز بھاگڑ اور سراسیمگی ڈالدی۔ اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا۔ چھ بجے کے قریب پھر یکبارگی رائفلی آتشباری نہایت زور شروع ہو کر تقریباً آدھا گھنٹہ ہوتی رہی۔ بعد ازاں چند سوار ٹولیاں آئیں جو خط مراجعت کی حفاظت کر رہے تھے۔ یونانی میدان میں پیچھے ہٹتے دکھائی دیئے۔ اور اسکے بعد لڑائی ختم ہو گئی۔ شام کو الاصونا واپس جا کر میں نے نامہ نگاروں سے ذکر کیا۔ کہ ترکوں کی اس فتح سے یونانیوں کیلئے اپنی موجودہ پوزیشن (موضع اقامت) کو قائم رکھنا میری رائے میں ناممکن ہو گیا ہے۔ مگر اس بات کا کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ کہ جبکہ ہم یہ باتیں کر رہے تھے۔ یونانی غزالان رم شدہ کی طرح اندھا دھند سراسیمہ وار بھاگے چلے جا رہے تھے۔

دیلیر ٹرناووس کے شمال مشرق میں واقع ہے گو بنی اس کے قریب واقع ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اس قدر کثیر التعداد فوج جیسی کہ ادہم پاشا کے ساتھ تھی۔ بآسانی ٹرناووس اور نیز لاریسا کی یونانی پوزیشن کو گھیرے میں لیکر یونانی فوج کیلئے مراجعت کا راستہ بند کر سکتی تھی۔ مزید براں خیری پاشا کے ڈویژن کی پیشقدمی سے جو بمقام ڈماسی سے بڑھ رہا تھا جنوب مغرب کیطرف یونانی میسرہ کے بھی احاطہ میں آجانیکا اندیشہ تھا۔ پس ایسی صورت میں یونانی جرنیل دیلیر کے فتح ہو جانے پر پسپا ہو جانے میں بالکل درست چال چلے تھے۔ اسیوجہ سے لاریسا کو چھوڑ دینا بھی بالکل درست تھا۔ کیونکہ اب اس کی حفاظت بکامیابی نہیں کیجا سکتی تھی۔ اگر حفاظت کی کوشش کیجاتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شہر کی کل محافظ فوج ترکوں کے ہاتھ اسیر ہو جاتی اور غالباً شہر بھی گولہ باری سے منہدم ہو جاتا۔ لیکن ٹرناووس کی سڑک پر ۲۳ اپریل کی رات کو جو بیشرمانہ اور ذلت بخش بھگدڑ ہوئی۔ اور نیز اس پاگلا دینے والی سراسیمگی کیلئے جو ۲۴ اپریل کو بروز شنبہ لاریسا میں پھیلی۔ اور کل فوج مع اکثر باشندوں کے دُم دبا کر بھاگ گئی۔ کوئی وجہ پیش نہیں کیجا سکتی مگر جیسی یونانیوں کی یہ مجنونانہ وحشت اور سراسیمگی حیرت انگیز تھی۔ ویسی ہی ترکی ہیڈ کوارٹر کا یونانی بھاگڑ سے بیخبر بعض ہونا

اور تعاقب مردانہ کی مطلقاً کوئی کوشش نہ کیا جانا بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھا۔ حتی کہ اگر ان سیکڑوں عظیم مردانہ اور با اختیار
خود قابل تعریف مستعدی سے کام لیا جاتا تو تسلی بخش طور پر بجائے اس کے عساکر عثمانیہ کے بڑھنے سے پیشتر غالباً دریجوہ اور پانچ
دن درہ ملونا کے قرب و جوار میں ضائع کئے جاتے۔

ارکوطاو قتیری

اسی دن پہاڑی سوسوکر تیری کیطرف سے بھی جو ہمارے دائیں ہاتھ تھی سخت آتشباری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ یہ بلند اور دشوار گذار پہاڑی ملونا سے پانچ میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے۔ یونانی اس کی چوٹی پر قابض تھے۔ اور ان کو وہاں سے ہٹانے کی کئی کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ پہاڑی مذکورہ بظاہر ناقابل تسخیر نظر آتی تھی۔ ۲۰ اپریل کو ترکی فوج پیدل اور یونانیوں میں سارا دن سخت آتشباری ہوتی رہی۔ ترک پہاڑی کی مشرقی جانب کے چٹانوں کے پیچھے چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے تھے۔ اور یونانی چوٹی پر تھے۔ ترک انہیں نکال سکتے تھے اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے تھے۔ یہ [illegible] طرح [illegible] تھا۔ کرایفودوں کی چند رجمنٹوں نے ادہم پاشا سے خاص طور پر پہاڑی کو تن تنہا فتح کرنے اور [illegible] بطور خود [illegible] کی اجازت طلب کی [illegible] چونکہ یہ لوگ پہاڑی لڑائی میں بڑے مشاق ہیں وہ [illegible] اس مہم میں ضرور کامیاب ہو جاتے [illegible] فتح ہو جانے سے [illegible] کی ضرورت نہ رہی۔ اپنی باقی فوج کے میدان کو ہٹ جانے کی وجہ سے یونانیوں [illegible] شاہ حصار ملونا کے سامنے کے [illegible] معرکہ آرائی ہوتی [illegible] کی وجہ سے ہم اتفاقی آتشباری کی آواز نہ سن سکے۔

مسٹر ولیم [illegible] کے [illegible] کے بعد جو اس نے قصبہ کونگ گرانٹ کے [illegible] پر پیچھے [illegible] کا کیا تھا غالباً پھر کسی شخص کو [illegible] جملہ حالات کے دیکھنے کا ایسا عمدہ موقعہ نہیں ملا جیسا کہ ان لوگوں کو حاصل تھا۔ جو شہزادہ ادہم پاشا کے ساتھ درہ ملونا کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑائی کا کل منظر نقشہ کی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے کھچا ہوا تھا۔ اور اگرچہ ترکی توپیں ہم سے دو میل کے فاصلہ پر تھیں مگر ہم ان کی آتشباری کو اچھی طرح سے دیکھ رہے تھے۔ ہوا ایسی شفاف اور صاف تھی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ توپیں صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ توپوں کے چلنے کے بعد جو دھواں انکے منہ سے نکلتا تھا اور یونانی و ترکی گولوں کے پھٹنے سے جو گرد و غبار اور دھواں اٹھتا تھا۔ اسے ہم بخوبی دیکھ اور سن سکتے تھے۔

ترکی سپاہیوں کے بےنظیر جنگی و اخلاقی اوصاف

ہمارے دیکھتے دیکھتے کئی مجروح عجیب و غریب مشرقی گدھوں اور پر لائے گئے۔ ان جانوروں کی زینیں عجیب قسم کی تھیں اور ان کی بوجھ بھی عجیب گوناگوں قسم و ہیئت کے تھے۔ ان مردہ اور قریب المرگ انسانوں کے مشاہدہ سے محاربہ کا

---

۱ ولیم [illegible] رسل پہلا اخباری نامہ نگار ہے جو میدان جنگ کو گیا۔ یہ ٹائمز کا نامہ نگار ہو کر محاربہ کریمیا میں شامل ہوا تھا۔ اور انگریزی کیبنٹ کی [illegible] استعفیٰ [illegible] فوجی حالات [illegible] تحریر کرکے تمام [illegible] کو اسطرف متوجہ کر دیا تھا۔ یہ لڑائی [illegible] محاربہ جرمن و فرانس کے دوران میں بھی [illegible]

تاریک ترخ بیباختہ بڑی شدومد کے ساتھ جو اس خمسہ کے سامنے نمودار ہوجاتا تھا۔ ہم صبور و متحمل سپاہیونکی میل در میل
لمبی قطاروں کے پاس سے جو کوفتہ و ماندہ آبلہ پا بھاری بھاری بوجھ اوٹھائے ہوتے تھے بارہا گذرے۔ مگر کبھی کسی کو اُف کرتے یا پیچھے
پھیر کر واپس جاتے نہ دیکھا۔ بیشک دنیا بھر میں کوئی سپاہی ترکی سپاہیوں ایسے صابر جفاکش اور بہادر نہیں ہیں۔ ترکی سپاہی کی
خوراک دیکھو تو وہ محض تنکے پر گذارہ کر رہا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر تم حیران رہ جاؤگے منزل کیسی لمبی ہے لمبی ہو وہ برابر بڑھتا چلا جائیگا
کہیں پیچھے ہٹنے سے دریغ نہیں اور خطرناک سے خطرناک مورچے پر اوسے کھڑا کردو اسکے قدم کبھی نہ ڈگمگائینگے۔ ترکی سپاہی کمال با صبر
سلامت رو سادہ مزاج۔ ایماندار اور ایسے بہادر ہیں کہ اونکی بہادری حد مناسب سے بھی تجاوز کر گئی ہوئی ہے۔ قراقیر یا الاصونا کی
سڑک پر جو اسی میل سے زیادہ طویل ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی گذرے مگر ایک فرد سے بھی کوئی نامناسب حرکت سرزد نہیں ہوئی سب
کا رویہ ایسا شائستہ رہا کہ یورپین فوج کا بھی غالباً ویسا اچھا نہ پایا جاتا۔ یونانی خاندان بدستور رہے جن ایام الاصونا میں مقیم رہے
کسی نے اونکی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اونکے بچے بلاخوف و خطر سپاہیوں میں کھیلتے کودتے رہتے۔ تمام نامہ نگار بڑے زور اور گرمجوشی
کیساتھ ترکی سپاہیوں کی شجاعانہ بہادری اور ناقابل تعریف جفاکشی اور تحمل کے معترف تھے۔ ان نامہ نگاروں میں سے پانچ انگریزی اخبارات
کے نامہ نگار تھے۔ ان نامہ نگاروں نے ہی نہیں بلکہ ہر یورپین نے جسنے ترکوں کو کسی محاربہ میں دیکھا یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اونکے اعلے جنگی اوصاف
اور بینظیر جوش اطواری کی جیسی زبردست اور قابلانہ شہادت مسٹر آرچیبالڈ فوربس نے دی ہے ویسی اور کوئی نہیں دیسکا۔ یہ فاضل
ادیب اور قابل وقائع نگار ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں جو صحیحات بلگیریا و رومیلیا میں روسیوں کے ساتھ رہا تھا۔ یہ امر قطعی
نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ ترکی سپاہیوں کے بدنام کرنیوالوں نے کبھی اونہیں دیکھا نہیں جسطرح ہم اونہیں مقدونیا اور تھسلی
میں دیکھ چکے ہیں۔ اگر ان الزام دہندگان نے بھی کبھی اونکو اسطرح دیکھا ہوتا۔ تو ترکوں کے پاؤں دھو دھو کر پیتے۔

مسٹر آرچیبالڈ فوربس مشہور فوجی نامہ نگار نے نومبر ۱۸۹۳ء کے رسالہ نائینٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) کے صفحات ۷۶۵ و ۷۶۶
پر ترکی سپاہ کی نیک چلنی اور اوصاف مردانہ کی نسبت حسب ذیل شہادت تحریر کی تھی "دریائے لوم سے لیکر دریائے وِد تک اور ڈینیوب
سے لیکر بلقان تک میں نے اپنے تمام سفروں میں کسی شخص کو یہ شکایت کرتے نہ سنا کہ اوسے سالگذشتہ کے واقعات کی بدولت ترکوں
کے ہاتھ سے نقصان پہونچایا گیا تھا۔ حالانکہ اس بارہ میں میں نے نہایت جدوجہد اور تگ و دو کی تفتیش و تحقیقات کی میں نے کسی مرد
کو تلوار سے زخم خوردہ نہ پایا نہ کسی عورت کے بیحرمت ہونیکی داستان سنی میں اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر یہ وثوق سے کہہ سکتا
ہوں کہ اگر کسی عورت کیساتھ ناجائز سلوک کیا گیا ہوتا۔ تو وہ بلاتکلف اپنا ماجرا بیان کردیتی۔ ہر بلغاری کسان کے کھیت

سلہ ہمیں یہاں بھی سر رشید سے اتفاق نہیں۔ ترکی سپاہی کی خور و پرداخت میں خواہ کیسا تغافل برتا جائے۔ مگر اس کی غذا کا خاص خیال رکھا جاتا ہے
اور حتی الامکان اوسے کبھی فاقہ نہیں آنے دیا جاتا۔ ہاں اونکی طبعی سادگی اور سادہ طریق پرورش کیوجہ سے اوسکے لئے باورچی اور کہانے کا کوئی لمبا چوڑا اہتمام
اور سامان نہیں کرنا پڑتا۔ اور یہی تعداد کو بڑھانے کیلئے شہر کی خیمہ و حمراہ کا نقش ساتھ رکھنے کی احتیاج نہیں ہوتی ۱۲ اس جادہ نگار و منصوبہ
و [illegible] کا سلطان [illegible] ترکی اور روس کے سو برس کے تعلقات اور محاربہ سلطنت عثمانیہ کے مارچ متعلقہ اور جناب ابراہیم بیگ کے خداوار کے متعلق حال میں ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے

جب

میں اسکا پچھلے برس کا بھوسہ برابر موجود ہے - اور اونکے مکانات کی چھتوں کا پھوس بتا رہا ہے کہ وہ تازہ نہیں بلکہ برسوں کا پرانا ہے - دو سالہ بچھڑے مال اور اونکے شیرخوار بچے ساتھ مرغزار میں چرتے دکھائی دے رہے ہیں - اور بلغاریوں کی بیلوں اور جاموسوں کی شکل و شباہت بتا رہی ہے کہ وہ کچھ عمر کے ہیں - اور اونکی بیویوں کے پانی بھرنیکے مٹی کے برتنوں کی شکل صورت بتا رہی ہے - کہ وہ کئی برسوں سے استعمال میں آ رہے ہیں - صرف دیہات کے رہنے والے بلغاریوں کے متعلقات اور مال اور املاک ہی اسبات کا ثبوت نہیں دے رہے کہ اونکی معاشرت میں کسیطرح کا دخل نہیں دیا گیا - اور اونکے مال و اسباب کو کسی نے تاخت و تاراج نہیں کیا بلکہ شہری آبادی کے متعلقات سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے - کہ اونکو کسیطرح کی اذیت نہیں پہونچائی گئی "

بالفاظ دیگر ترکی کو سخت سے سخت اشتعال ملنے کے باوجود - اور باوجود اس امر کے کہ روس نے بظاہر محض بلغاریوں کی خاطر اعلان جنگ کیا تھا - اور انہی کی حمایت کا بہانہ کر کے ترکی پر حملہ کیا تھا - اور ترکی سلطنت کو معدوم کرنیکی کوشش کر رہا تھا - نیز اس عام معلوم امر واقع کے باوجود کہ روسی گماشتے کے دل بادل عیسائی رعایا سے بغاوت کرانے کیلئے اپنی طرف سے کوئی کوشش باقی نہ رکھ رہے تھے - باوصف ان سب باتوں کے ۱۸۷۶ء میں ترکی آبادی یا ترک یا بقاعدہ سپاہیوں کی طرف سے بلقان کے شمالی علاقہ میں جہر متی - یا قتل ہتے کہ تاخت و تاراج تک کے ایک واحد واقعہ کا بھی ارتکاب نہ ہوا - اور وہ برابر کمال ضبط و تحمل سے کام لیتے رہے - مگر جب پانی سر سے گزر گیا - اور کہیں مسلمان آبادی پر بلغاری عیسائیوں اور کاسکوں کی سفاکی اور سیاہکاری حد برداشت سے تجاوز کر گئی - اور ترکوں کو کافی سے کافی اشتعال مل چکی - تو پھر آخر اسوقت انہوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کر دیا -

جنگ کا اعلان اپریل ۱۸۷۷ء میں ہوا - کل بلگیریا ترکی سپاہ سے بھرا پڑا تھا - اور بظاہر کل معاملہ کے یہی بلغاری باعث و موجب تھے - تاہم ناگفتنی ترکوں نے اونکو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچائی - کچھ عرصہ بعد روسی ڈینیوب سے عبور کر کے لڑائی شروع ہو گئی - ترک پیچھے دھکیل دئے گئے - اور بظاہر حال ترک بازی بالکل ہار بیٹھے - مگر پھر بھی مسلمانوں نے کوئی زیادتی نہ کی - بلغاری عورتوں اور بچوں سے کوئی بدسلوکی نہ کی گئی - اور بلغاری مردوں سے کسیطرح کا تعرض نہ کیا گیا - الغرض پے در پے کئی مہینے گزر گئے - اور ایک واحد عیسائی پر بھی جبر نہ کیا گیا - اسبارہ میں مسٹر آرچی بلڈ فوربس کی شہادت سے بڑھکر کسکی شہادت مستند ہو سکتی ہے - وہ مذکورہ صدر رسالہ کے صفحات ۷۶ ، ۷۵ و ۷۰ پر حسب ذیل تحریر کرتے ہیں "

"جب تک روسی ڈینیوب کے جنوبی کنارہ پر اپنے قدم جما لئے - تو ترکی سپاہی بالکل چپ چاپ کسی بلغاری مکان کے سامنے کسی درخت کی ٹہنی توڑنیکی خفیف ترین حرکت تک ارتکاب کرنے کے بغیر بیشتر کو خالی کر گئے - انکے ملکی بھائی یعنی ضبطیہ پولیس کے اہلکار دن کسیطرح کسی ذرہ سی ناشائستہ یا جابرانہ فعل کے مرتکب ہونیکے بغیر اونسے پہلے چلے گئے ہوئے تھے - فوج سے جدا شدہ سپاہیوں کے دستے کسانوں کی بستیوں میں سے ہوتے ہوئے پیچھے ہٹے - مگر کسی سپاہی نے کسی بلغاری کی ایک مرغی تک چرانے یا اوس سے بالجبر ایک بیضہ تک لینے کا ارتکاب نہ کیا - ایک ترکی فوج کبھی ان قصبہ جیلا کے گرد نہ رن ہو کر نا ہوئے

روانہ ہو گئی اور جوالا تک اوسکے عقبی دستے میں کا اہتمام تھا چند سپاہی تھے۔ مگر الاسونی شہر کو ذرہ بھر بھی جانی یا مالی تکلیف نہ پہونچی چنانچہ
سے جب ترکی فوج روم کو پسپا ہوئی۔ تو خط حاجت کے تمام راستہ میں بجز بلغاریوں کے مال کے کسی کو ضرر نہ پہونچا۔ رومیوں کی مشتعل
پر جب ترک باشندے شہر دوا کو چھوڑ گئے۔ اور اوسکے بعد ترکی سپاہ وہاں سے بھاگ گئی تو ٹھیک اوسی وقت مسلمان باشندوں یا
فوج نے جیسا جوش انتقام جنگی سختی سے کی کسی کے مال و اسباب کو لوٹ لیگئے۔ الغرض ڈینوب اور بلقان کے درمیانی علاقہ
کو خالی کرتے وقت ترکوں کی طرف سے کوئی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہوئی۔ بلغاریوں نے اس شریفانہ برتاؤ کا کیا معاوضہ دیا
اسکے حالات پھر بعد میں لکھے جائینگے"

میں رات دو ملونا پر ہی اپنے خیمہ میں بسر کرنا چاہتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ دوسرے دن بہت سویرے پیشقدمی شروع ہو کر کل سرحد کے برابر برابر قطعی فیصلہ کن جنگ برپا ہوگی۔ اور اوسکے مشاہدہ سے محروم نہیں رہنا چاہتا تھا۔ مگر مشیر نے مجھے انکے ساتھ الاصونا واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ دوسری بے آرامیوں کے علاوہ یہاں تمہیں غذا بھی کافی نہیں مل سکیگی۔ ہم سب شام کی جھٹ پٹی تاریکی میں ہیڈکوارٹر کو جو الاصونا میں تھا چلے گئے۔ ادہم پاشا اوسد نکلی فتوحات اور کامیابی پر بہت خوش نظر آتے تھے۔ انہوں نے دوسرے دن بہت سویرے پیشقدمی کرنے کا وعدہ کیا۔ ترکی کیمپ میں کسی شخص کو اسکا خواب و خیال بھی نہ تھا کہ یونانی فوج رات کو کالعدم غائب ہو جائیگی۔ چہ جائیکہ اوس بھاگڑ اور افراتفری کا جو عام واپسی کے وقت سے ہی یونانی فوج میں مچ گئی ہوئی تھی کوئی وہم و گمان ہوتا

از ملونا تا لاریسا

جمعہ کی لڑائی کے نتائج ترکی ہیڈکوارٹر کے شاف کی توقع سے بہت زیادہ باوقر اور اہم ثابت ہوئی۔ یونانی نہ صرف ان بلند کاروں اور دشوار گذار دروں پر قبضہ قائم نہ رکھ سکتے تھے۔ جو دونوں ملکوں میں حد فاصل کا کام دیتے تھے۔ بلکہ ترکی کالموں کو بھی مختلف دروں کے راستہ تھسلی کے ہموار میدان میں داخل ہونے سے نہ روک سکتے تھے۔ الغرض ۲۳ اپریل یا جمعہ کی لڑائی سے لاریسا کی قسمت کا بھی فیصلہ ہو گیا تھا۔ بلکہ اگر ترک ذرا مستعدی اور جلدی سے کام لیتے تو محاربہ بھی عملی طور پر ختم ہو گیا تھا۔ ہر چند کہ یونانی اندھا دھند پیچھے ہٹتے چلے جا رہے تھے۔ اور بلا جدال لاریسا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا اور غنیم بحال خستہ و تباہ سخت یاس اور پریشانی کے عالم میں تین گروہ میں منقسم ہو کر دو کو (غلوس) فرسالوس (تپالجہ) اور ترنکالہ کو ہٹ گیا۔ اگر فی الفور تعاقب کیا جاتا تو تھسلی کی یونانی فوج غالباً بوجہ سرپٹ دوڑی جا کر تھرمپولی کے تاریخی درہ پر پہنچ دم لیتی۔ کیونکہ ملک کی طبعی بناوٹ ایسی ہے کہ وہ اور کہیں دشمن کے مقابلہ کیلئے نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اور صرف انہی دروں پر [illegible] میں کوئی سکت اور نظام باقی رہ گیا ہوتا۔ ملک کو بچانے کیلئے اوسے مفید موقع مل سکتا تھا۔ یونانیوں کی اچانک پسپائی کا باعث وہ جناحی پیشقدمیاں ہوئی تھیں جو ایکطرف بجانب میسرہ حمدی پاشا نے نیزہ وس سے اور دوسری طرف بجانب میمنہ خیری پاشا نے داماسی سے کی تھی جیسے کی الاصونا میں [illegible] شاندار تسخیر کے موقع پر جو حیدر پاشا نے کی تھی۔ یونانیوں کو ترکی فوج پہلوں کی شہ زوری اور اوصاف جنگی کا ذاتی تجربہ ہو گیا تھا۔ اور اس تجربہ کے تکرار کی اونکے دلوں میں کوئی تمنا نہیں رہ گئی تھی

ہم شنبہ کو صبح کے آٹھ بجے پھر اوسی بے آب شہر گرد آلود بھیانک سڑک پر الاصونا سے درہ ملونا کو روانہ ہوئے۔ اور مارشل سے تھوڑی ہی دیر بعد چوٹی پر پہونچ گئے۔ کل جنرل اسٹاف گہرے صلاح و مشورہ میں منہمک تھا۔ سڑک کے کنارہ ایک پتھر پر نقشے بچھے ہوئے تھے۔ اور سب اونپر غور و فکر سے آپس میں صلاح و مشورہ کر رہے تھے۔ وہاں پہونچتے ہی ہمیں معلوم ہو گیا کہ یونانی ہر طرف سے یک لخت پیچھے ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اور کہ کل ترکی فوج عام شقہ ہی کیا ہی چاہتی ہے۔ لیکن مارشل حسب معمول ہر قسم کی تعجیل سے محترز رہے چنانچہ جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پیچ در پیچ پتھریلی اور تقریباً عمودی پہاڑی پگڈنڈی کے راستہ جو تسلی کو جاتی تھی۔ آگے بڑہے اوسوقت ٹھیک ساڑھے گیارہ کا عمل تھا۔ ہر ایک چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اور سب کی زبان سے بے تقرر نکل رہا تھا "لاریسہ کو چلو۔ لاریسہ کو چلو"۔ تقریباً دو گھنٹوں کی سواری کے بعد ہم میدان کے اوس آگر نالہ کے کنارہ پر پہونچے جسکی خوبصورتی کا ہم کل پہاڑی کی چوٹی سے اعتراف کرتے رہے تھے۔ اوسکا شفاف فرحت بخش آب لال چٹانوں سے جوش مار کر نکلنے کے بعد دو طرفہ مرغزاروں کو دور تک سیراب کرتا چلا گیا تھا۔ بر لب آب سرسبز و تازگی بخش درختوں کا ایک چھوٹا سا نخلستان کھڑا تھا۔ جمعہ کے دن ترکی توپیں اسکے قریب نصب کی گئی تھیں۔ گرمی کمال شدت سے پڑ رہی تھی اور پتھریلی زمین پر سورج کی جلتی ہوئی کرنوں کا انعکاس آنکھوں کو چوندھیا رہا تھا۔ ندی کے کنارہ پہونچتے ہی سوار و راہوار سب نے سیر ہو کر پیاس کی آگ کو فرو کیا۔ اور درختوں کے سایہ کے نیچے ذرا استانے کیلئے ٹھیر گئے۔

مشیر و ٹرناووس

مشیر نے پھر درہ کو واپس چلے جانیکا قصد ظاہر کیا۔ مگر بلا توقف ٹرناووس تک تو بڑے چلے جانیکی بڑے زور سے التجا کی۔ اور عرض کیا کہ قصبہ مذکور پر ترکی کیولری قابض ہو چکی ہے اور کہ جو دن ضائع جانے دیا جائیگا۔ وہ ترکی کے حق میں سخت مضر ہوگا۔ مشیر کے اسٹاف کے قابل ترین ارکان بالخصوص ثابت بک اور حبیب بک یاور سلطانی نے بھی اس رائے کی بڑے زور سے تائید کی۔ جسپر ایک سایہ دار درخت لیموں کے نیچے دیر تک صلاح و مشورہ ہوتا رہا۔ اور بالآخر جب مارشل اٹھکر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور اوسکا موتھ ٹرناووس کیطرف پھیر دیا۔ تو ہم سب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ قصبہ مذکور یہاں سے دس میل تھا۔ سڑک اچھی تھی مگر نہایت گرد آلود اور گرمی غضب کی پڑ رہی تھی دھوپ میرے سر میں گھس گئی۔ اور میں بمشکل زین پر بیٹھا رہ سکا۔ تاہم اوسکے سوا کسی طرح کا خطرہ یا دقت حادثہ نہ ہوئی۔ دشمن کا کہیں نام و نشان نہ پایا گیا۔ اور ہمارے دائیں ہاتھ کی پہاڑیوں کی چوٹیاں ترکی فوج پیدل کے کالموں سے جو آگے بڑھے جا رہے تھے منتشر ہوئی تھیں۔ راستہ میں ہم نے یونانی بھاگڑ کی کوئی زیادہ علامتیں نہ دیکھیں حالانکہ جو کیفیت یونانی ہزیمت کی ہمرکاب انگریز نامہ نگاروں نے لکھی تھی۔ اوسکے لحاظ سے یہ علامتیں بکثرت تمام پائی جانی چاہیے تھیں۔ ٹرناووس کے مکانات اور مینار جب نمودار ہونے لگے ہمنے گھوڑوں کو تیز کر دیا۔ اور تین بجے شہر کے مضافات میں داخل ہو گئے۔ اسمیں داخل ہوتے وقت مشیر نے مجھے ایک نہایت خوبصورت گلاب کا پھول عطا کیا۔ ہمنے شہر کے اندر جو بر لب دریا زیر یاس ایک مختصر سا خوبصورت مقام ہے کسی قدر چکر لگائے۔ دریا بالکل خشک پڑا تھا۔ مارشل نے چاروں طرف کل علاقہ کی بڑے احتیاط سے دیکھ بھال کی۔ کہ کہیں دشمن کا کوئی نشان تو نظر

نہیں آتا۔ مگر کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ آخر کار گرمی مجھ سے اور زیادہ برداشت نہ ہو سکی۔ ہمارا گذر ایک خوشنما خوبصورت مکان کے سامنے سے ہوا۔ اوسکی نچلی منزل کا دروازہ جو نہایت سرد تھی کھلا ہوا تھا۔ میں گھوڑے سے اتر کر اندر داخل ہو گیا۔ اور ایک کہنہ چارپائی پر جو وہاں پڑی تھی لیٹ گیا۔ اور دوسرے دن آٹھ بجے صبح تک لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد مشیر نے اپنے ایک یاور کی معرفت کہلا بھیجا۔ کہ اونکا کیمپ چشمہ قرہ درہ کے کنارے نصب کیا گیا ہے۔ وہ رات وہیں جاکر بسر کرینگے۔ تمہارے لیے بھی وہاں ایک خیمہ الگ کر دیا جائیگا۔ مارشل نے ٹرناووس میں شب باش ہونا مناسب نہ سمجھا تھا۔ کیونکہ دشمن کا ٹھکانا ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا۔ مگر میں نے اپنی میں واپس جانیکی سکت نہ دیکھی۔ علاوہ بریں میں جانتا تھا کہ دوسرے دن مجھسے یہ نہیں ہو سکیگا کہ اسی مسافت کو پھر طے کر کے ٹرناووس اور لاریسہ تک کی دس میل کی مسافت مزید طے کر سکوں۔

ایک جرمن افسر کی مہربانی

جرمن جنرل اسٹاف کا ایک پنشن یافتہ افسر بیرن وان سونن برگ نے جس کی نسبت عام خیال تھا۔ کہ اوسے قیصر جرمنی نے خاص اپنی طرف سے لڑائی کے مشاہدہ اور اسکے حالات کی رپورٹ کرتے رہنے کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ کمال شفقت و نوازش سے ہمارے ساتھ ٹھہرنے اور حفاظت کے انتظام کرنیکا ذمہ لیا اور پھر نہایت قابلیت اور حسن لیاقت سے جو جرمنوں کا قومی خاصہ ہو رہی ہے۔ ان چھ سواروں کو جو ہماری خدمت و حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ دو دستوں میں تقسیم کر دیا کہ ہر ایک دستہ چار چار گھنٹے گشت کرے۔ اور رووف نے ایک اور نیز اپنے اسکورٹ کے افسر سرور بیک کو ہر دو گھنٹوں کے بعد پٹرولوں کا معائنہ کرتے رہنے کا حکم دیا۔ بیرن نے بذات خود بھی رات میں تین دفعہ گشت کی۔ مگر کسی طرح کا کوئی حادثہ نہ گذرا۔ اوس رات ٹرناووس میں جو خون گرا وہ صرف مرغیوں اور بیلوں کا تھا چھ خاندانوں کے سوا باقی کل یونانی آبادی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی ہوئی تھی۔ ان خاندانوں سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا گیا تھا۔ شہر میں مرغیاں اور کبوتر بکثرت اور چند مویشی بھی موجود تھے۔ یہ جانور کوفت زدہ اور گرسنہ سپاہیوں اور نیز ہمارے لیے ایسے موقعہ پر خاص نعمت الٰہی تھی۔ ایلیا نے نہایت خوشگوار چوزوں کا شوربا پکایا۔ جسے میں نے خشکہ کے ساتھ کھایا اور سیر ہو کر خوب میٹھی نیند سویا۔ جس سے میری طاقت اور سکت پھر عود کر آئی۔

دوسرے دن ہم دس بجے لاریسا کیطرف سپر گرمیکوف پاشا کے قابض ہو جانیکی خبر ہمیں تھوڑی دیر پہلے مل گئی تھی روانہ ہوئے۔ ہماری جماعت میں میری اور ایلس کے علاوہ بیرن سونن برگ۔ رؤوف بیگ۔ ایلیا اور چھ سوار تھے۔ مارشل ابھی تک قرہ درہ میں ہی تھے۔

ترکی رحمدلی

بے زبان جانوروں سے ترک جیسی مہربانی اور رحمدلی سے پیش آتے ہیں۔ اوسکا ہمیں راستہ میں عینی ثبوت مل گیا۔ ایک چھوٹا سا بزغالہ جو ماں سے جدا ہو گیا تھا۔ سڑک پر متحیر چلاتا پھرتا تھا۔ ایک سپاہی کو رحم آگیا۔ اور اوسنے اوسے خرجی میں ڈال کر زین پر رکھ لیا۔ دریا پینیاس کے پل کے سرے پر ہمیں چند لطف انگیز سنتریوں نے روک لیا۔ وہاں ہماری ایک طویل القامت قوی ہیکل خوش صورت شاندار معمر ترکی کرنیل سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی گرم جوشی اور خوش اخلاقی سے جو تمام پرانی طرز کے تربیت یافتہ ترکوں کا خاصہ ہے ہمسے ملا۔ اور جب اس نے مجھ کو درد کیلئے چلاتا سنا۔ تو اوسی وقت

ایک بکری منگوا کر بچہ کو دودھ پلوایا۔ یہ باشکوہ معمر افسر پلیونا کے محاربوں میں سخت زخمی ہوا تھا۔ اور ریوم ناقبل ریلار کی لڑائی میں بھی اوسے خفیف سا زخم پہونچا تھا۔ اس نے قہوہ سے ہماری تواضع کی۔ ہم اوسکے پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک نفیر صورت یونانی عورت وہاں آگئی۔ اور بہ نشتی شکایت کی کہ میرے بچے اس گاؤں میں ہیں جو پل سے دو میل بجانب جنوب ہے۔ مگر سنتری کیسکو پل پر سے گذرنے نہیں دیتے۔ کرنیل نے عورت کو بدست خود کچھ کھانا دیکر ایک کارپورل کو حکم دیا۔ کہ اوسے بچوں کے پاس پہونچا آئے۔ نکان زدہ کارپورل کیلئے جو سایہ میں بیٹھکر دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا اس حکم سے سخت مصیبت نازل ہو گئی۔ مگر اوس کی پیشانی پر کوئی بل نہ پڑا۔ اور فی الفور عورت کو ساتھ لیکر فارغ و رضامند روانہ ہو گیا۔ ہم لوگ نہیں دو میل کے فاصلہ پر جا ملے تھے۔

کارپورل اور عورت کی روانگی سے چند منٹ بعد ایک اردلی سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا کرنیل کیلئے تحریری احکام لایا جسکا مضمون یہ تھا۔ کہ ترکی فوج کی کل صف پیشقدمی کرکے لاریسہ کو بڑھے۔ یہ حکم ملتے ہی بمسرت تمام بگل بجایا گیا۔ اور کرنیل کی رجمنٹ پانچ منٹ میں صف بستہ و مرتب ہو گئی۔ راستہ میں ایک عجیب واقعہ گذرا۔ لاریسا جب چار میل کے فاصلہ پر رہگیا۔ تو بیرن نے گھوڑے کو تیز کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اور کہا کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ سب اکٹھے چلیں۔ اوس نے جواب دیا کہ مجھے حتی الامکان جلد پہونچنا ضرور ہے۔ میں نے کہا۔ جلدی کی کوئی خاص وجہ تو نہیں نظر آتی۔ پھر دریافت کیا کہ تمہیں کیوں لاریسا ایسی جلدی پہونچنا ضرور ہے۔ اس سوال پر اوس نے اپنا راز ظاہر کر دیا۔ اور جواب دیا۔ کیونکہ میں جرمن ہوں مجھے سب سے پہلے لاریسا پہونچنا چاہئیے۔ یہ سنکر میری رگ حمیت بھی مشتعل ہو گئی۔ میری قومی غیرت کبھی گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ دوسری قوم کا کوئی شخص ایسی تعلّی کی لے۔ . . اور میں اوسے بازی جیتنے دوں۔ میں نے اوس سے کہا اگر یہ بات ہے تو چلو دیکھیں کون بڑھتا ہے یہ کہکر میں نے بھی گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اور اوسے سرپٹ چھوڑ دیا۔ دوڑ میں میرا گھوڑا افضل ثابت ہوا۔ میں تھوڑی دیر میں بیرن سے آگے نکل گیا۔ اور تخمیناً تین منٹ اوس سے پہلے میں اوس پل پر جو لاریسا سے متصل ہے پہونچگیا۔ مگر میں نے اوسے عبور نہ کیا۔ بلکہ بیرن کے آنے کا انتظار کیا۔ اوس نے شب گذشتہ مجھ سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا تھا۔ اور میں اوسے خفیف نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حتیٰ کہ اگر اوس نے لاریسا پہونچنے کیلئے اپنے جرمن ہونیکی دلیل پیش نہ کی ہوتی تو میں کبھی یہ دوڑ نکرتا۔ جب وہ آ پہونچا تو ہم دونوں دوش بدوش پل پر سے گذر کر شہر میں پہونچے۔ کچھ ہی دیر پہلے گریکوں نے پل کے نیچے سے ڈاینامیٹ نکلوا کر پھنکوا دیا تھا۔ مگر سیکوف کے سوا ہم پہلے غیر ترک تھے جو لاریسا میں داخل ہوئے بلکہ ترکی فوج پیدل بھی ہم سے پیچھے پہونچی۔ میرا اردلی کے سوا اور انکسن دس منٹ بعد پہونچے۔ بیگر و بیرن نامرنگار وغیرہ مختلف جماعتوں میں تقریباً ایک گھنٹہ بعد آئے۔ ان میں سب سے پہلے مسٹر بکھم نامہ نگار ٹائمز اور مسٹر ریڈن نامہ نگار ہارننگ پوسٹ پہونچے۔ لفٹنٹ اور ٹلونکی ایجنٹ اور رجمنٹ سے پہلے سٹڈ کرو سمبر بلٹین بالکل قریب پہونچگئی تھی۔ اور بآواز بلند خوشی کے نعرے لگاتی پل کے نعلی مرغزاروں پر سے تیزی سے بڑھتی چلی آرہی تھی۔

ترکوں کی خوش اطواری

ہر جگہ ترکوں نے نہایت ہی قابل تعریف اور شایان حیرت انتظام قائم رکھا۔ اور رعایا کے جان و مال کی سلامتی میں کسیطرح کا خلل نہ پڑنے دیا۔ لاریسا میں ہر گلی کوچہ کے سرے پر سنتری پہرہ پر کھڑے کر دیے گئے۔ اور کسی کو بجز بازاروں کے سوا اور کسی کوچہ شارع پر گذرنے کی اجازت نہ تھی۔ مختلف مقامات پر جو پہرے

متعین تھے۔ اونکو تاکیدی حکم تھا کہ جس سپاہی کے پاس ذرا سا بھی لوٹ کا مال دیکھیں اوسے فوراً گرفتار کرلیں۔ علاوہ
ازیں سپاہیوں کے حق میں واقعی بڑی سختی تھی مگر اونمیں سے بعض نے جو بھوک سے بیتاب ہو رہے تھے گوشت کے ٹکڑے یا معمولی اشیائے خوردنی
اوٹھا لئے تھے وہ اونسے چھین کر پھینکوا دئے گئے۔ ان چیزوں سے جنکو اونکے افسر (جو خود سپاہی تھے) حسرت بھری نگاہ سے دیکھ رہے
تھے تھوڑی ہی دیر میں زمین پر ڈھیر لگ گیا۔ یونانیوں کے مقابلہ میں ترکوں کو جو نہایت سخت اشتعال دلایا گیا تھا اور جہاں کے باشندے
ترکوں کا یہ شریفانہ برتاؤ اور حسن انتظام واقعی حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا کسی یورپین فوج کا برتاؤ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ
بہت کم کا ویسا بھی پایا جاتا ہے۔ اس نظم کا حسب دلخواہ اثر ہوا اور بہت کم سپاہیوں نے کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔ اکثر یونانی باشندے بھاگ گئے تھے جو
تھوڑے سے باقی تھے جو یونانی حکومت کے آخری دو دنوں کی نسبت ترکی قوت و محافظت میں بہت اچھے رہے۔ کیونکہ یونانی
احکام شہر سے بھاگتے وقت تمام قیدیوں کو رہا کرکے اونہیں رائفلیں دے گئے تھے۔ ان پرندگان جیل خانہ نے یونانی باقاعدہ سپاہیوں کی فوج کے
اوباشوں کے ساتھ ملکر امن پسند باشندگان شہر کا ناک میں دم کر دیا تھا اور لوٹ مار کا بازار خوب گرم کر رکھا تھا۔ یونانیوں نے بعض مقامات پر بعض
عورتوں کی بے حرمتی کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ یہ سب باتیں ہمیں بلا تجانب عیسائی باشندوں نے بتلائیں اور وہ آشکارا کہتے ہیں۔ ایک پادری اور
ایک اطالین نے بتلایا کہ ترکی ہیڈ کوارٹر کے سامنے تو تحفظ و امان کا انتظام کیا ہر ایک کو شش ممکن تھی کہ یونانی سپاہیوں کو چھوڑ دیا جاوے
وہاں بھی بلا واسطہ بیدخل کر دیئے گئے۔ لاریسا میں ترکی کے صرف دو دن ہوئے۔ ہم بہ اطمینان جو شخص بے گناہ تھے ان سے ایک شہر کے ہاتھ
تنگ کل راستہ میں تین یا چار لاشیں دکھائی دیں۔ دو یونانی سپاہیوں کی تھیں اور تیسری غیر فوجی شخص کی معلوم ہوتی تھی۔ ہم نے
چند یونانی اسیران جنگ لائے جاتے دیکھے تین سپاہی۔ ایک کپتان۔ اور دو غیر منظم یعنی باقاعدہ فوج کے سپاہی تھے۔ یہ سب پست
قامت۔ بیہودہ کمزور جسم اور ذلیل شکل تھے۔ اگر یونانی فوج کے باقی لوگ بھی ایسے ہی تھے۔ اور یہ اسیران سپاہ کا سچا نمونہ تھے۔ تو پھر ترکی سپاہ
مضبوط جسم خوش شکل قوی الاعضاء اور ناقابل المغلوب عثمانی شیروں کے سامنے اونکا ایک لحظہ بھی ٹھیر سکنا اور بجز تعجب انگیز
نہیں ہو سکتا۔ اور اسی سے یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یونانی گورنمنٹ اور قتیلی شیطان یا اپنے ہاتھوں نے بلا وجہ ایک ایسے
غنیم سے جو ہر لحاظ سے غالب و فائق تھا قصداً خود ابتدا کر کے لڑائی چھیڑی۔ کسی اہم مسئولیت اور ذمہ داری عاید ہو رہی ہے۔ غرض
لاریسہ میں دس بڑی توپیں پانچ ہزار گراس رائفلیں ہر قسم کے سامان جنگ کی وافر مقدار اور خوب معمور گودام و ذخائر ہاتھ لگے۔

لاریسا میں ورود

پینیاس کے طویل پل سے گذرنے کے بعد ہم بڑی بازار کے سرے پر عین مسجد کے نیچے جو پل اور دریا کے قریب نہایت
پر فضا موقع پر ایستادہ ہے تھوڑی دیر کھڑے رہ کر ترکی فوج پیدل کو شہر میں داخل ہوتے دیکھتے
رہے۔ پیدل پلٹن بہ پلٹن شہر میں داخل ہو رہے تھے۔ سپاہیوں کے چہرے غبار آلود اور گرمی کی شدت سے عرق عرق ہو رہے تھے
مگر انداز سب کا متکبرانہ اور شجاعانہ تھا۔ بینڈ فاتحانہ سرین بجا رہے تھے مگر افسوس ترکی جھنڈوں کے بینڈ صرف برائے نام
ہیں اور یورپین افواج کے بینڈوں کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ بہرحال ترکوں کی یہ خوشی بیجا نہ تھی۔ انہوں نے

+ اگست سنہ ۹۹ء میں جلالتمآب نے اس نقص و کمی کی بھی اصلاح کر دی ہے۔

ایک اہم مقام تھسلی کا دارالخلافہ فتح کیا تھا۔ اور ترکی علم پھر دوسری دفعہ لاریسا پر لہرا رہا تھا۔ ہمارے قریب مسلمان باشندوں کا
ایک بڑا مجمع ہو گیا تھا۔ ترکی فوج کی آمد پر اونکی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی تھی۔ پچھلے چند دن (یا عرصہ) جب سے یونانی
حاکم شہر نے قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور یونانی باقاعدہ فوج شہر کو اونکی رحم پر چھوڑ کر چلی گئی تھی) غریب مسلمانوں کے
سختی سے گذرے تھے۔ وہ کسی نہ کسی طرح ہماری خدمت کرنے کے بڑے مشتاق اور آرزومند پائے گئے۔ کسی نے ہمارے گھوڑوں کو تھامے
رکھنے کیلئے درخواست کی۔ اور کوئی شراب اور روٹی لانے دوڑ گیا۔ مسٹر ویلیڈن نے جو چابکدست فوٹوگرافر ہے۔ اس موقعہ پر بھی
جماعت کی جبکہ ہم سلطان کے یاور ہمت گھوڑوں پر بیٹھے ترکی فوج پیدل کے بامسرت داخلہ کو دیکھ رہے تھے۔ تصویر اتار لی۔

یونانی مال و اسباب کی حفاظت

مصطفیٰ ناطق بیک لاریسا پر پہلا ترکی گورنر مقرر ہوا۔ اوس نے فی الفور ہماری رہائش کے لئے انتظام کر کے ہمیں بیرن سوونن برگ مسٹر بھم اور مسٹر ویلیڈن کو
ایک مکان میں اتارا۔ لاریسا میں یہ سب سے بہتر مکان تھا۔ اور پرنس قسطنطین بھی وہیں فروکش ہوا تھا۔ جس کے رہائشی کمرے کاروبار کے
کمروں سے متصل تھے۔ اس سے عاقبت اندیش بیرن کو چیز تردد تو نہ ہوا۔ تاہم اوسنے احتیاط کر لینا مناسب سمجھا۔ اوسنے اپنے سامنے
مکان کے تمام دروازوں کو سربمہر مقفل کرا کر کمال احتیاط سے کنجیاں اپنے پاس رکھ لیں۔ بہترین کمرہ خوابگاہ جو بہ تکلف آراستہ تھا
ہمیں دیا گیا۔ اس میں دو پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ اور ہر قسم کے کپڑے جابجا بکھرے ہوئے تھے۔ جس سے واضح ہو رہا تھا کہ
اوسکے پہلے مکین طلوع فجر کے قریب نہایت افراتفری کے ساتھ رخصت ہوئے تھے۔ اونکو دیکھکر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ
یہ کسی یونانی بنکر (صراف) کا ملک نہیں ہیں۔ بیرن کی خوابگاہ میں جو ہمارے کمرہ سے متصل تھی تین کتابیں پڑی تھیں یہ سب فرانسیسی
زبان میں تھیں۔ ایک ناول نویس یوجین سو کی کتاب "اسرار پیرس" تھی۔ اور باقی ناول "نانا" اور "نپولین سوم کی خفیہ تاریخ" فرانس کے ناول
نگار زولا* کی تصنیفات تھیں۔ جیسے بقول بیرن موصوف موجودہ یونانیوں کی تہذیب و علمی مذاق کا پورا پورا اندازہ ہو رہا تھا

ہمیں پیاس سے بہت تکلیف ہوئی۔ قریبی کنوئیں کے پانی کا ذائقہ اور بو مشتبہ تھی۔ اوسے ہمنے پینا منظور نہ کیا۔ اور شراب بہت دیر
کے بعد ملی۔ ترکی حکام نے فی الفور لاریسا کے بڑے ہوٹل اولمپی کے تہخانوں کو جنمیں بے اندازہ شراب بند تھی سربمہر مقفل کر دیا تھا
ہمنے حکام کو کہا۔ کہ ہم ہوٹل کے نرخ سے قیمت ادا کر دیتے ہیں۔ اوسے ہوٹل کے حساب میں بمد امانت جمع کر لیا جائے۔ اور ہمیں تھوڑا
دیدیا جائے۔ انہوں نے مہروں کا توڑنا منظور نہ کیا۔ ہوٹل کا مالک اکثر دوکانداروں کیطرح یونانی فوج کے ساتھ بھاگ گیا تھا
لیکن جب ترکوں کی خوش اطواری کا عام علم ہو گیا۔ تو یہ لوگ بتدریج واپس آ گئے۔ اور اسوقت اونمیں سے اکثر کو معلوم ہوا کہ
اونکی دوکانوں اور مکانوں کو ترکوں کے آنے سے پیشتر رہا شدہ قیدیوں اور بیقاعدہ فوجیوں نے لوٹ کھسوٹ لیا تھا۔ شہر میں
جو یونانی باشندے اپنے مساکن میں موجود رہے۔ اونہیں ترکوں نے کوئی اذیت نہ پہنچائی اور اونکے مال و متاع کو کسی نے ہاتھ تک نہ لگایا

* جیسے بیہودہ یا بالکل گندہ ہے۔

فصل یازدہم تھسلی میں پیشقدمی اور اوسپر تصرف

جرمن افسر اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ادہم پاشانے ۲۴ اپریل کو منیم کی پوزیشن پر مجتمع طاقت سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب تاریخ مذکور کو اوسکی فوجیں آگے بڑہیں۔ تو ہراول دستے دشمن کو اپنے سامنے مضبوط پوزیشنوں میں قائم پانیکی بجائے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لاریسا کی طرف ہٹ گیا ہے اور اپنی تمام کوہستانی پوزیشنوں کو چھوڑ گیا ہے۔ یونانی ولیعہد کے حکم سے راتوں رات ایسی تیزی اور تعجیل کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ کہ صبح تک میدان کارزار میں اونکا نام ونشان باقی نہ رہ گیا تھا۔ خیری پاشا کے ڈویژن نے جو ڈماسی سے بڑہا تھا نے الفور ٹرناووس پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکی ہیڈ کوارٹر قرقر کو منتقل کر دیا گیا۔ اوہر حقی پاشا کے ڈویژن کو جو ڈسکاٹا سے بڑہا تھا زیکالا اور سالموریا کے ریلوے پل پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم بھیجا گیا ٹرناووس کو ترکی سپاہ نے تقریبًا بالکل اجڑا ہوا پایا۔ مگر حالانکہ یونانی سپاہ تین ہفتے مقیم رہی تھی۔ سامان رسد اور رسد کے بڑے بڑے گودام ابھی تک وہاں موجود تھے۔ سامان رسد میں زیادہ تر بسکٹیں۔ اچار۔ انگوری شراب۔ برانڈی۔ اور آٹا وغیرہ اجناس کی وافر مقدار پائی گئی۔ ادہم پاشانے شہر کیلئے ایک مقامی حاکم مقرر کر کے اوسکے دوکانوں کی حفاظت اور ہر طرح کی لوٹ مار اور تاخت تاراج نہ ہونے دینے کیلئے پہرہ لگادینے کا حکم دیدیا۔ ترکی سپاہیوں نے بتعمیل حکم شراب کے وافر ذخیرہ بڑی محنت کے ساتھ گوداموں اور تہ خانوں سے نکال کر باہر پھینکدئے۔ اور پھر کسی مسلمان کو اوسے منہ لگانے کا خیال تک نہ آیا رفتہ رفتہ وہ یونانی سپاہی جو ادہر اودہر چھپے ہوئے تھے۔ لرزاں و ترساں جان بخشی اور امان کی التجائیں کرتے ہوئے حوصلہ کر کے باہر نکلنے لگ گئے اور کہا کہ یونانیوں میں یہ مشہور کیا گیا تھا کہ جو آدمی فاتحین کے ہاتھ لگا وہ زندہ نہیں رہیگا۔ ترکوں نے اونکو تشفی و دلاسا دیکر مطمئن خاطر کیا۔ پھر کھلا پلا تازہ دم کر کے اونہیں رہا کر دیا۔ پہرہ اور گشت کا کام باقاعدگی کیساتھ اور با ترتیب انصرام پاتا رہا۔ اور گرجوں اور کنیسوں کا پورا پورا احترام اور ادب کیا گیا۔ ترکوں کے سامنے اب دوسرا مرحلہ لاریسا کی فتح کا تھا۔ جس کی نسبت عام مشہور اور معلوم تھا۔ کہ وہ مورچوں اور دمدموں سے خوب محفوظ و مستحکم کر دیا گیا ہوا ہے۔ اور تمام اہم ناکوں اور موقعوں پر کرپ توپیں نصب ہیں۔

لاریسا کا نظارہ نہایت ہی دلکش اور خوبصورت ہے۔ چاروں طرف شگفتہ و سرسبز باغ ہیں۔ اور مسجدوں کے مینار کرجے۔ اور خوشنما پل اوسکے نظارہ کی دلفریبی کو اور بھی بڑہا رہے ہیں۔ مسجدیں تو بہت ہیں اور گرجے تھوڑے ہیں۔ مگر اکثر مسجدیں اب بیکار پڑی ہیں۔ وہاں کے بازاروں میں تھسلی و مقدونیہ کے تمام نمونے دکھائی دیتے ہیں۔ اِن دونوں کی قطع وضع نہایت دلچسپ ہے۔ اور اونکی گاڑیاں ابتک زمانہ قدیم کی گاڑیوں سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ جنمیں بیل جتا کر چلا

اور دیگر وحشی پیداواروں کی خرید و فروخت سے ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاریسا کی شراب بالخصوص بہت مشہور ہے اور انگوریوں کی عرفت کا عام رواج ہے۔ چھبیس برس ہوئے۔ لاریسا کی آبادی تیس ہزار تھی۔ اب صرف بیس ہزار باشندے آباد ہیں۔ پانچ ہزار مسلمان۔ تین ہزار یہودی اور باقی کلیساء یونانی (آرتھوڈاکس چرچ) کے معتقد عیسائی۔

کوہستان سے پیچھے ہٹ جانے کے بعد لاریسا میں ۲۵ ہزار یونانی فوج جمع ہو گئی تھی۔ اور مدافعت کیلئے شہر کا محل وقوع نہایت مناسب اور مفید تھا۔ دونوں بازو دریا سالموریا کی پناہ میں تھے۔ اور زمین کی طبعی بناوٹ اور سطح بالخصوص بچاؤ کی کارروائی کیلئے خوب موافق تھی۔ اور انہی فوائد کے لحاظ سے ترکی سپہ سالار کو یقین تھا کہ گوماتی کی لڑائی کے بعد جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ فریقین میں بہت مسافت حائل ہو گئی ہے۔ پھر بھی لاریسا پر یونانی جان توڑ کر مقابلہ کرینگے۔ ترکوں کی پیشقدمی پر مراجعت کو جاری نہیں رکھینگے۔ اس موقعہ پر گرمیکو پاشا اتالیق توپخانہ عساکر عثمانیہ کے تحریر کردہ بیان کو درج کرنا بیجا نہوگا پاشا موصوف توپخانہ کے ساز و سامان کی نگرانی اور فوج کی عام حالت پر رپورٹ کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے میدان کارزار کو بھیجا گیا تھا۔ سپہ سالار کی اجازت سے وہ غنیم کی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیلئے ۲۵ اپریل کو دس کمزور سے رسالے جنمیں کل چودہ سو سوار تھے۔ اور ایک اسپی توپخانہ کی باتری لیکر لاریسا کیطرف روانہ ہوا۔ اور سات بجے صبح کے قریب اس سنگی کلان پل پر پہونچ گیا جو لاریسا کے سامنے سالموریا پر بنا ہوا ہے۔ گر جس دلیرانہ اعتمادی سے اوسنے لاریسا کو فتح کیا۔ اوسکی کیفیت خود جانیں کے الفاظ میں بیان زیادہ مناسب ہوگا جو حسب ذیل ہیں

"یونانی میدان جنگ سے ایسی افراتفری اور گھبراہٹ کے ساتھ فرار ہوئے۔ کہ گویا اونہیں کسی فیصلہ کن لڑائی میں کامل شکست ملی ہے۔ حالانکہ جو لڑائی ہوئی تھی وہ ایک معمولی سی لڑائی تھی۔ درہ ملونا کے فتح ہو جانیکے بعد میں ایک رجمنٹ سوار لے کے ساتھ ٹرناوس تک بلا مزاحمت استکشاف کرتا چلا گیا اور چونکہ وہ مقام خالی پڑا تھا میں نے اوسپر قبضہ کر لیا۔ رات کو جو ایڈیشنل جیسے دالیشر کے ہوہار کی اتوار کی رات تھی وہیں شب باش ہوا۔ اخر پچھلی رات اڑہائی بجے صبح کے قریب لاریسا کیطرف روانہ ہو گیا پیچھے سے کمک پہونچ جانے پر میرے پاس ساڑہے چودہ سو سوار یعنے کیولری کی تین رجمنٹیں اور ایک اسپی باتری ہو گئی تھی۔ روانگی سے تھوڑی دیر بعد ہمیں رسالہ کا ایک کپتان ملا۔ جو لاریسا کی فصیل تک پہونچکر واپس آیا تھا اوسنے ہمیں خوشخبری سنائی۔ کہ وہاں عجیب خوفناک گھبراہٹ اور ہیبت چھائی ہوئی ہے۔ اور سب لوگ بے تحاشا بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سنکر میں نے حالات موجودہ وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور شہر مذکور تک بڑھے چلے جانے کا عزم کر لیا۔ اور دل میں سوچ لیا۔ کہ اگر وہاں غنیم کی زبردست جمعیت موجود ہوئی جسے مغلوب کرنا ہماری طاقت سے باہر ہو تو پھر لڑائی نہ کرینگے اور محض استکشافی کارروائی پر اکتفا کر کے واپس آجائینگے۔ جب ہم شہر کے قریب پہونچے تو کوئی ... ہے۔ کہ یونان کے ساتھ الحاق ہو جانیکے بعد اکثر مسلمان اور کئی یہودی وطن مالوف سے جہاں وہ صدیوں آباد تھے۔ بلا و عثمانیہ کو ہجرت کر گئے تھے

پہنچے تو نیزہ اتصلی آتشباری سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ آتشباری کرنیوالے آدھ چار سو قیدی تھے۔ جنکو یونانی جیل سے رہا کر کے مسلح کر گئے تھے۔ ہمنے اوسیوقت ایک پھٹنے والا گولہ سر کر کے گویا بزبان حال اونکو بتا دیا۔ "لو ٹھہرو۔ کوئی چھچھوراپن نہ دکھاؤ۔ ہمارے پاس توپخانہ موجود ہے"۔ گولا سر ہوتے ہی آتشباری بند کر کے ادہر ادہر روپوش ہو گئے۔ میں اگلی پل پر چڑھنے لگا ہی تھا کہ ایک معمر آدمی میری طرف دوڑتا ہوا آیا اور اوس نے بآواز بلند پکار کر کہا۔ پاشا خبردار پل کے نیچے سرنگ لگی ہوئی ہے۔ اس پر میں نے تیس سپاہیوں کو توپیں لیکر کشتیوں کے پل کے راستے جسے یونانیوں نے عارضی طور پر بنایا تھا گذرنے کا حکم دیا۔ اور خود پیرمرد کی نصیحت کے باوجود سنگی پل کے راستے ہی گیا۔ اور بخیریت دوسرے ساحل پر پہونچکر پانچویں پلٹن کے میجر سہیل بک کو ڈائنامائٹ کے بکسوں کی تلاش کرنیکا حکم دیا۔ اوسنے تین بکس دستیاب ہوئے جو پانی میں پھینکوا دئے گئے۔ میں ابھی دریا کے کنارہ پر ہی تھا کہ جس پیرمرد[1] نے مجھے خبردار کیا تھا۔ وہ ایک یونانی بدمعاش کی گولی سے شہید ہو کر فرش خاک پر گر پڑا۔ میں نے قاتل کو گرفتار کر لیا اور حکم دیا۔ کہ اوسے دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولی مار دیجائے۔ مگر میرے آدمیوں نے مجھے بتایا۔ کہ اسیر جنگ کو موت کی سزا دینے کیلئے سلطانی اجازت کا پہلے حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اور اس رحیمانہ ترکی قانون کی طفیل یہ سفاک جانبر ہو گیا۔ لاریسا میں داخل ہوتے ہی بیچارہ مسلمان خوشی کے نعرے مارتے ہوئے ہمارے استقبال کو آئے۔ ان بیچاروں کو مسلح یونانی بدمعاشوں کے ہاتھوں طرح طرح کے جور و ظلم برداشت کرنے پڑے تھے۔ میں نے اوسیوقت اپنے نائب کرنیل مصطفے بک کو لاریسا کا عارضی فوجی کمانڈر اور گورنر مقرر کر دیا اور یہ اوسکی مستعدی۔ خوش اخلاقی اور احسان و مروت کی طفیل تھا۔ کہ لاریسا میں علے الفور امن قائم ہو گیا۔ شہر بالکلیہ دست برد تاخت و تاراج سے محفوظ رہا اور جسقدر خاندان بھاگ گئے تھے وہ سب واپس آگئے۔ لاریسا خوبصورت شہر ہے۔ میں ولیعہد کے محل میں گیا۔ اوسے دیکھکر صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ مکیں بڑی جلدی اور گھبراہٹ سے نکلے ہیں۔ خطوط اور کاغذات ادہر ادہر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے ایک خط اٹھا کر پڑھا۔ وہ اس شکایت کے جواب میں۔ کہ فوج کیلئے سامان رسد کافی نہیں۔ جنگ ز لکھا تھا۔ لاریسا کی فتح میں ہمارا ایک آدمی کا نقصان نہ ہوا۔ ادہم پاشا دو دن بعد ۲۰ اپریل کو بروز شنبہ پہونچے اور اون کے پہونچنے پر میں قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔ راستہ میں بمقام سالونیکا میری غازی عثمان پاشا سے ملاقات ہوئی۔ جو سردست بمقام مذکور میں قیام فرما ہیں۔ میں پھر میدان جنگ کو واپس نہیں جاؤنگا۔ ایک نامہ نگار نے پاشا موصوف سے سوال کیا۔ کیا لاریسا خوب محفوظ اور قلعبند تھا۔ گرمیکو پاشا نے جواب دیا۔ "یونانی لاریسا میں سب کچھ چھوڑ گئے تھے۔ جسکی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ دونوں دریا کے درمیان جو تینوں بڑی سڑکیں لاریسا کو جاتی ہیں۔ ان پر نہایت پائدار مورچے بنے ہوئے تھے۔ مگر یونانی انکو سراسیمہ ہو کر خالی کر گئے۔ اور ہر ایک چیز پیچھے چھوڑ گئے۔ صرف توپیں وہاں موجود نہ تھیں۔ یہاں میں ضمناً یہ بتا دینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ کہ یونانیوں کا دستہ انجنیران پوری پوری تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ لاریسا کی قلعبندیوں میں سنگی زینوں کے راستہ عمودی فصیلوں پر چڑھتے وقت چھ ہوا دستی میٹر تعز کی کرپ توپیں پائیں۔ جنکے وہ پرزے جن میں کارتوس رکھا

[1] بیلا تھا۔ خلیفۃ المسلمین نے اس واقعہ کی اطلاع پاتے ہی پیرمرد کے پسماندگان کیلئے معقول ماہی وظیفہ مقرر فرما دیا۔ مترجم

پہونچانے کیلئے سوراخ ہوتا ہے۔ اتار لئے گئے ہوئے تھے۔ یہ پرزے بعد میں ریلوی لائن کے پاس سے دستیاب ہوئے
ان توپوں کے علاوہ سامان حرب اور کارتوسوں کی وافر مقدار اور سامان رسد، اجناس، چارہ، میڈیکل سامان اور ادویات
کے وسیع ذخیرے ہمیں غنیمت میں ملے۔ اگر ان چھ توپوں سے کام لینے کیلئے صرف ماہر گنر ہی موجود ہو جاتے کوئی اور
فوج نہ ہوتی۔ تو پھر بھی ہم بالکل پامال ہو جاتے۔

اسی نامہ نگار سے انور پاشا نے ترکی فوج کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی "جو فوج اسوقت میدان جنگ میں موجود
ہے۔ وہ ان تمام فوجوں سے جنہیں پہلے ترکی میدان کارزار میں بھیجتی رہی ہے افضل و اعلیٰ ہے۔ اسکے افراد صفت و
ثنا سے بالکل مستغنی ہیں انکی تعریف ہو ہی نہیں سکتی" افسروں کی نسبت پاشا موصوف نے کہا کہ وہ سب عمدہ ہیں وہ
تمام افسر جو گولر پاشا کی تعلیم و تربیت کے فیضان یافتہ ہیں اسوقت میدان جنگ میں موجود ہیں سیف اللہ پاشا جنرل سٹاف
کا قابل تعریف اعلیٰ افسر ہے۔ اور تقریباً تمام کمانڈر بالخصوص حقی پاشا۔ کرنیل انور بے۔ اور سابق کمانڈر توپخانہ جواب جرمنی کو
گیا ہوا شاندار افسر ہیں موجودہ کمانڈر توپخانہ علی رضا پاشا جسنے ترکی توپخانہ کو اعلیٰ ترین توصیف حاصل کرنیکے قابل بنانے
کیلئے آٹھ ہفتے دن رات کوشش کی ایسا دلاور افسر ہے کہ جہاں کہیں گولہ باری کی سب سے زیادہ بارش ہوا کرتی وہ اسجگہ موجود
پایا جاتا تھا۔ سپاہیوں کی اخلاقی حالت نہایت عمدہ ہے۔ ایکدفعہ ہمارا گذر ردیفی سپاہیوں کی ایک نئی پلٹن پر ہوا۔ میرے
ایجوٹنٹ (نائب) مصطفیٰ بک نے ان سپاہیوں سے پوچھا "تم اپنے خاندانوں سے جدا ہونے اور واپس نہیں ہونے" جواب ملا "تمہاری
اور واپس ہونے سے کیا مراد ہے۔ پھر اکثر نے یکزبان ہو کر کہا۔ ہمارے نہ ہے نصیب کہ ہمیں اپنی ناچیز جانیں اپنے بادشاہ کی خدمت میں
نذر کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے" اسیوقت دوسرے نے پکار کر کہا "کیا ہم اس مقدس حق
اور اسی سعید دن کیلئے پیدا نہیں ہوئے تھے" سلطنت عثمانیہ کے مسلمانوں کی حب الوطنی۔ اور جانثاری کا اسی سے اندازہ ہو جائیگا

یہ حب الوطنی و جان نثاری اور مذہبی خدمت کا شوق اور جوش مردوں تک ہی منحصر نہیں ۱۲۹۴ھ کے محاربہ روم و روس میں ایک عرب خاتون
اپنے قبیلے کے کئی سو سوار لیکر شریک کارزار ہوئی تھی۔ اور ایک لڑائی میں اسی شیر دل خاتون کی شجاعت و بسالت اور قائدانہ شعور
کی بدولت ترکوں کو روسیوں پر نمایاں فتح حاصل ہوئی تھی" اس نوعمر دوشیزہ کا نام فاطمہ تھا۔ اور متذکرہ صدر لڑائی ۲۵
اگست ۱۸۷۷ء کو آرمینیا کے کوہساروں میں بمقام قزل تپہ (سرخ پہاڑی) پر ہوئی تھی۔ محاربہ یونان میں بھی کئی غیور عثمانیہ
مستورات نے میدان جنگ میں جانا چاہا تھا۔ مگر امیر المومنین نے اس محاربہ کو ایسا نہ سمجھا۔ کہ عورتوں کو بھی جان نثاری کا
موقعہ دیا جائے۔ البانیا کے مسلمانوں کی حب الوطنی کے مزید حالات سر ایشمیڈ بارٹلٹ کی تحریر سے جو دوسرے حصہ میں مندرج
ہیں معلوم ہو جائینگے۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی کا دریا تمام مہذب اسلامی ممالک میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ موجزن ہو رہا تھا۔ نجد کے امیر
محمد ابن الرشید مرحوم نے ۱۲ لاکھ سوار دینے اور شاہ ایران نے معقول فوج سے مدد کرنیکی درخواست کی۔ اور شمالی افریقہ و مصر کے اکثر ممالک سے
ہزاروں نوجوانوں نے غزا میں شامل ہونے کی اجازت چاہی۔ مزید براں سلطنت عثمانیہ اور مصر میں اعانت حربیہ کیلئے تھوڑے دنوں میں کئی لاکھ پونڈ

کہ پریزرنڈ (رومانیا کے مشہور شہر) کا ایک ستر سالہ رئیس پانچ بیٹوں سمیت بطور مجاہد محاربہ میں شریک ہوا۔ وہ بارہ گھوڑے ساتھ لایا تھا جنکو اوسنے فوج سواراں کے لیے سرکار کو نذر کر دیا۔ اور اپنی نسبت کہا کہ ہم پیدل بھی بخوبی لڑ سکتے ہیں (یہ قصہ بسرعنوان حاجی بقیہ صفحہ سابقہ) جمع ہوگیا۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمان زبانی ہمدردی سے بڑھ کر کچھ نہ دکھا سکے۔ جنکو یونان و مصر کے باشندوں کی حب الوطنی کے حالات بتا کر وکیل نے بایں الفاظ غیرت دلائی تھی۔ (از وکیل مورخہ ۲۲۔ اپریل ۱۸۹۷ء)

یونان اور مصر والوں کی حب وطنی۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غیر مذہب کی رعایا کے کم از کم سمجھدار افراد خواہ وہ حکمران فریق سے خوش ہوں یا ناخوش۔ حکومت کو خوش رکھنے اور اوسپر اپنی وفاداری کا اظہار کرنے کے لیے ہر ایک مناسب موقعہ سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ محکوم قومیں جو مردہ اقوام کی ذیل میں داخل نہ ہوگئی ہوں۔ دنیا پر اپنی زندگی اور حب قومی اور غیرت وطنیہ کی موجودگی کو واضح کرنے سے کبھی نہیں چوکتیں۔ بلکہ بعض وقت قومیت اور وطنیت کے خیالات و جذبات یہاں تک بڑھ جاتے ہیں۔ کہ گو وہ محکوم قوم حکمراں فریق سے عملی مخالفت شروع نہ کر دے۔ لیکن پھر بھی اپنے ہم مذہب و ہم ملت یا ہم وطن کی دستگیری کرنا جنسے اون کی حکومت کے تعلقات معاندانہ ہوگئے ہوں۔ اپنا اہم فرض سمجھتی ہے۔ چنانچہ یہ تینوں کیفیتیں اس وقت سلطنت عظمٰے عثمانیہ کی یونانی رعایا میں جو زندہ قوموں میں داخل ہے پائی جاتی ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ کہ ترکی سلطنت کو اگر کوئی اندیشہ ہے تو یورپ کی عیسائی سلطنتوں سے اور انہی کی دستبرد سے بچنے کیلئے اوسے اپنی فوجی استعداد کو ہر وقت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔ مگر باینہمہ جب سلطنت عظمٰے نے ردیف فوج کے سامان حرب کیلئے چندہ کی فہرست کھولی تو اکثر یونانیوں نے (جو مسیحی المذہب ہیں) اس چندہ میں شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کی اور روپیہ دیا۔ حتٰے کہ اسوقت بھی جب کہ خود یونان کے ساتھ لڑائی ہو جانیکا قوی احتمال ہے اور ٹرکی اوسکے مقابلہ کے لیئے سرتوڑ تیاریاں کر رہی ہے۔ ترکی اخبار صباح لکھتا ہے۔ کہ طرابزون کے یونانی باشندوں نے خرید [illegible] کے چندہ میں چندہ دینے کی اجازت مانگی ہے۔ اور اوس کی فراہمی کیلئے اپنے شہر کے نائب صدر پادری کے زیر صدارت انجمن قائم کر دی ہے۔ دوسری طرف اپنی قومی ہمدردی کا ثبوت اسطرح دے رہے ہیں۔ کہ جرمنی سے محض اسوجہ سے ناراض ہو کر کہ اوسنے ترکی کی تائید کرکے یونان کی مخالفت کی اور کریٹ کے متعلق یونان کو دوسری طاقتوں سے بڑھ کر دھمکی دی ہے قسطنطنیہ اور سمرنا کے یونانی تاجروں نے اس سے تمام تجارتی تعلقات منقطع کر دیئے ہیں۔ سمرنا ایشیائے [illegible] کا تجارتی صدر مقام ہے۔ اور قسطنطنیہ نہ صرف یورپین ٹرکی بلکہ کل جنوب مشرقی یورپ میں تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے۔ اور چونکہ سلطنت عظمٰے عثمانیہ کی تجارت کا زیادہ تر حصہ یونانی تاجروں کے ہاتھ میں ہے۔ گویا انہوں اس طریق عمل سے ترکی کی محکوم یونانی رعایا نے جرمنی کو جتا دیا ہے۔ کہ وہ یونانی رعایا کو مردہ نہ سمجھے۔ وہ اس گستاخی کو جو یونان سے کیگئی ہے محسوس کر رہے ہیں اور اونکا ترکی جواب دہی پیرایہ میں دینے پر تیار ہیں۔ قومی ہمدردی کا تیسرا درجہ (جو انتہائی نہیں ہے) وہ ہے جو ٹرکی کی براہ راست ماتحت صوبہ شام کے عیسائی یونان کیلئے چندہ جمع کرنے اور ٹرکی کی بالواسطہ ماتحت یا خراج گذار ملک مصر کے یونانی یونان کے مجاہدین اور روپیہ سے مدد کرنے کے لئے دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر وائے بر حال مسلمانان

زواقع مقدونیہ) کے ایک متمول نے مجروحین کی بار برداری اور خبرگیری کا انتظام اپنے خرچ سے کیا۔ ہر جگہ مجروحین کی فراخ حوصلگی کے ساتھ روٹی پارچات تمباکو لیمونیڈ اور نقدی وغیرہ سے تواضع کیجاتی تھی۔ دنیا کے [illegible] آج وہ نقیبہ جیسے سابقین) وہ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ جو خواب عدم سے کسی طرح کم نہیں۔

افریقہ کی اسلامی ریاستوں کے مسلمان جہالت نا واقفیت۔ اور عدم استطاعت کا بہانہ کر سکتے ہیں۔ روس کی مسلمان رعایا اور اسیطرح چین اور جاوا کے مسلمان اپنے حکمرانوں کی جابرانہ پالیسی کا یا اگر کوئی اور عذر پیش کردیں۔ تو ایک خفیف حد تک معذور بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانان ہند کے پاس کیا حجت ہے۔ انگریزی گورنمنٹ نے انکو تعلیم سے مستفید کیا ہے جس سے وہ نہ فقط اپنی بلکہ کل مسلمانوں کی پستی سے واقف ہو گئے ہیں گورنمنٹ موصوف نے انکو اوس حد تک کامل آزادی دے رکھی ہے جسکی کہ کوئی رعایا مستحق ہو سکتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری حکمران جماعت اپنے طرز عمل اور اپنی تعلیم و تلقین سے بالواسطہ اور بلا واسطہ دونوں طرح سے اپنی محکوم رعایا کو قومی ہمدردی اور اخوت کا برسوں سے سبق سکھلا رہی ہے۔ یہ اسی خوش نصیب اور با اقبال قوم کے فیضان حکومت وصحبت کا اثر ہے۔ کہ ہماری ہمسایہ قومیں ان تمام اوصاف سے جنسے ہر ایک قوم کا اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لیے متصف ہونا ضروری ہے بہرہ ور ہو گئی ہیں۔ ہمارے ہی مصری مسلمان بھائی ۱۵ برسوں کی انگریزی حکومت کی بدولت مردوں کی صف سے نکل کر زندوں کی قطار میں شمار کئے جانے کے قابل ہو گئے ہیں جس قدر میں یہ بابرکت حکومت سینکڑوں برسوں میں بھی قومی سپرٹ۔ قومی ہمدردی۔ اور قومی اتحاد و ائتلاف اور قوم کا درد پیدا نہ کر سکے کیا انکو من حیث القوم زندہ قوم کہا جا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ تاہم بخلاف امید اسکے افراد سے ہم ابھی یہ امید رکھنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ شاید اپنے مصری بھائیوں سے انکی دینداری کے حالات پڑھنے سے اون میں سے بھی کسی کی عرق حمیت متحرک ہو جائے۔ اور وہ مسلمانان ہند کو من حیث الافراد بھی مردہ ہو جانے کی سند ملنے سے بچالیں۔

ہمارے ناظرین کو یہ غالباً معلوم ہوگا۔ کہ سن گذشتہ میں صرف چند محب ملک و ملت مصری اخبارات نے کئی لاکھ روپیہ اپنے مسلمان سے مفلوک الحال مسلمانان کریٹ کے لیے جمع کر کے جزیرہ کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اکیلے اخبار المؤید کو تقریباً دولاکھ روپیہ دو تین مہینوں کے اندر وصول ہوا۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے نومبر گذشتہ میں خروج ردیف کے اسلحہ کی خرید کیلئے مسلمانوں کو چندہ ادا کرنے کا حکم دیکر دسکو ایک طرح سے مسلمان رعایا پر لازمی کر دیا تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مشتہر ہونے پر مصر کے ایک عربی قبیلہ آل عبد اللطیف نے پانچسو پونڈ دار الخلافہ کو روانہ کیے۔ اسکے بعد مصر میں بھی ہندوستان کی طرح چند ماہ تک مسلمانوں نے بالکل کروٹ نہ بدلی۔ اونکی یہ غفلت اور لاپروائی دیکھکر سخت افسوس ہو رہا تھا مگر انگریزی حکومت کی تاثیر سے قومی سپرٹ مصریوں میں سرایت کر چکی تھی۔ البتہ اوسکو نمایاں کرنے کے لیئے کسی تحریک کی ضرورت تھی۔ یہ تحریک اونکو مصداق عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد یونان کے تنزیر پا ہونے پر یونانی ساکنین مصر کے اپنی ریاست اور باغیوں کے لیے چندہ جمع کرنے سے پوری طرح ہو گئی۔ ملکی اخبارات نے اپنے ملک کو یاد دلا کر یہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا

بھیجے۔ استنبول میں چند نوواردہ پولیٹکل طلبہ بھیجوا کو انہی بلا مزاحمت قبضہ کا قصد تھا۔ جسپر چونکہ ظاہر کرنیکی بجائے انہوں نے اپنی تحقیقاتیں شروع کر دیں اور انور پاشا آپ نے لوٹا دینا منظور کر لیا۔ اگر یہ تجویز ہو حال یہ ہے اوکی بار کیا کب تک

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ۔ بلکہ تحقیقات ناکراپنی خلافت عظمےٰ کی امداد و اعانت پر اپنا مال شروع کیا اور یہ انہی کی بنا دیا کہ اس تحریک کی مالی امداد ہی مقصود نہیں ہے بلکہ بڑا مدعا اپنی ہمدردی اور جذبات اخوت کا اظہار ہے۔ آخر یہ بات مصریوں کی جہت اور ذہنیت پر کیا خواہ کی یہ اپیل سنتے ہی مصر کے تمام اکناف و اطراف میں ہمدردی کا دریا موجزن ہو گیا۔ قاہرہ میں جہاں دس پانچ دوست مل بیٹھے تھے انہوں نے وہیں اپنی جیبیں خالی کر کے سینکڑوں روپے جمع کر لئے۔ اور انجمن اعانت کی بنا ڈالکر چندہ کی فراہمی شروع کر دی اور تھوڑے عرصہ میں نوجوانان قاہرہ نے کمیٹیاں قائم کر لیں۔ جن میں سے ایک نے جیسا کہ پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا جا چکا ہے۔ خدیو الکارم کی خدمت میں حاضر ہو کر اونسے سرپرست بننے کی درخواست کی۔ جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ ۲۲ مارچ سے لے کر ۳۰ مارچ تک قاہرہ اور دیگر امصار مصر میں جو کارروائی فراہمی چندہ کے متعلق ہوئی ہے۔ وہ پچھلی ڈاک میں موصول شدہ اخبار المؤید کے حوالے سے ذیل میں درج کر دیجاتی ہے۔ جسسے ہمارے ناظرین مصریوں کی عالی ہمتی اور فیاضی کا خود اندازہ کر لینگے۔

صاحب الدولت سابق وزیر اعظم ریاض پاشا کے مکان پر ایک جماعت کثیر نے جمع ہو کر زیر صدارت وزیر موصوف اعانت عساکر عثمانیہ کے جمع کرنے کے لئے بڑی کمیٹی قائم کی جس نے شوال ۱۳۲۹ھ بروز جمعہ ۲۲ مارچ چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور اسی دن چودہ سو چالیس پونڈ مصری (ایک پونڈ مصری ۲۰ شلنگ یعنے تقریباً ۱۵ روپیہ کے برابر ہوتا ہے) جمع ہو گئے۔

۲۳ مارچ کو صاحب السعادت محمد لطفی پاشا پریسیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل مصر کے مکان پر بنا ظہر کے بعد علماء کرام۔ اعیان دولت اور تجارۃ الانتز ۔۔۔ کے جم غفیر نے مجلس منعقد کی۔ جسمیں شیخ جمال الدین آفندی۔ قاضی قضاۃ مصر۔ شیخ ۔۔۔ الفراوی شیخ الجامع الازہر و مفتی دیار مصر۔ سید عبد الخالق سجادہ ۔۔۔ سید علی البیلاوی نقیب اشراف دیار مصر۔ شیخ سلیم البشری امام مالکی وغیرہ وغیرہ علماء کبار۔ حسین پاشا و ثابت پاشا وغیرہ سابق وزرا۔ اسمعیل پاشا محمد وکیل مجلس شوریٰ۔ قوانین۔ احمد بلیغ پاشا چیف جج عدالت عالیہ اپیل و دیگر عہدہ داران اعلےٰ شامل تھے۔ سب سے اول لطفی پاشا نے چندہ کی ضرورت پر مختصر تقریر کی۔ اونکے بعد قاضی اکبر نے ارشاد فرمایا کہ مساعدت دولت علیہ اور نصرت مولانا خلیفہ ذات و مال سے اب مسلمانوں پر فرض مہتم ہو گئی ہے۔ جامع ازہر کے شیخ اعظم نے ارشاد کیا۔ کہ عوام الناس کو دولت علیہ کی مساعدت پر آمادہ کرنا جو آج کل مسلمانوں پر فرض عین ہے۔ حضرات علماء پر واجب ہے۔ سب سے آخر دولت و ریاض پاشا نے تقریر کر کے بیان کیا کہ قبل ازیں ۱۴۴۰ پونڈ جمع ہو چکے ہیں۔ اب چندہ کی کارروائی شروع کیجائے۔ اسپر سب سے پہلے جناب قاضی مصر نے پچاس پونڈ مصری عطا فرمائے۔ بعد ازاں دیگر حاضرین نے حسب توفیق زر چندہ لکھایا۔ جس سے کل تعداد ۲۱۸۰ پونڈ مصری ہو گئی۔ اس کارروائی کے بعد مختلف محلوں میں شاخیں قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی۔ اور شیخ الازہر کی تحریک پر منظور ہوا۔ کہ ہر ایک شاخ میں جامع ازہر کی طرف سے ایک ایک شیخ شامل ہوا کرے۔ چنانچہ اوسی دن یہ سب کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

بعد افسوس یہ حال بہت ۱۹۱۲ء کے شروع وقت ہو گئی۔ لہ حکومت مصر نے بشبہ ۔۔۔ کہ پھر انکو موقوف کر دیا۔ توضیح کیلئے دیکھو کتاب

اس سے بڑھ کر استقلال و عزم مردانہ کیا ہوگا۔ کہ سخت سے سخت مجروح بھی ہسپتال پہونچائے جانے سے انکار کرکے پھر میدان کارزار کو پلٹ جاتے ۔ جرنیل سے لیکر ادنے ترین سپاہی تک سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور بے نظیر شجاع ہیں۔ الغرض

بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عزت لو علی بیگ۔ رضا فرزند شاکر پاشا مرحوم جیش المظفر العثمانی کی خدمت کیلئے عنقریب سرحد یونان کو روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دیگر نوجوان بھی اس جوانمرد کی تقلید کرینگے۔ (المؤید ۱۲ مارچ) مندرجہ بالا رقم کے علاوہ احمد رشید پاشا نے ۲۵۰ پونڈ مصری اور محمود بک سجان ممبر مجلس شوریٰ القوانین اور اعیان ضلع اسیوط نے پچاس پونڈ چندہ دیا

دولتلو غازی مختار پاشا عثمانیہ ہائی کمشنر متعینہ مصر نے ۱۵ مارچ کو زیر صدارت ریاض پاشا فراہمی چندہ کیلئے مجلس کبریٰ منعقد ہونے کی خبر اعلیحضرت کو بذریعہ تار دی۔ جسکے جواب میں بارگاہ ہمایوں سے ریاض پاشا ممدوح ممبران انجمن کبریٰ و ممبران سب کمیٹی ہا اور چندہ دہندگاں بلکہ کل امت مصریہ کا بذریعہ تار شکریہ ادا کرکے کمال خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔ اور ساتھ ہی بنک عثمانیہ کی مصر والی شاخ کو حکم دیا گیا کہ کل زر جمع شدہ بغیر کمیشن لینے کے وصول کر لیا کرے۔۔ دولتلو غازی عثمان مختار پاشا نے چندہ دہندگان کی آسانی کیلئے ایک ریال سے لیکر سو ریال تک کے عثمانیہ نوٹ منگوائے ہیں۔ ایک ریال کی قیمت بیس قرش ہے۔ اور بغرض تسہیل انگریزی پونڈ کی قیمت ایکسو بیس قرش اور مصری پونڈ کی ۱۲۳ قرش قرار دی ہے (المؤید ۱۶ مارچ)

۱۵ مارچ کے سہپہر کو سعادت لو ریاض پاشا۔ شیخ کبیر جامع ازہر۔ عمر لطفی پاشا و دیگر اعیان دولت خدیو اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ وہ بھی اس کار خیر میں شریک ہوکر ممبران انجمن کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدیو معظم ڈپیوٹیشن سے بکمال تواضع پیش آئے۔ اور عنقریب چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد ڈپیوٹیشن پرنس حسین کامل پاشا (خدیو اکرم کے چچا) کے مکان پر گئے۔ اور وہاں بھی خاطر خواہ کامیاب ہوئے۔ بعد ازاں پرنس ابراہیم حلمی پاشا (خدیو کے دوسرے چچا) کے دردولت پر حاضر ہوکر معقول امداد کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ الغرض ڈپیوٹیشن خاندان خدیویہ کے تمام ارکین کے پاس فرداً فرداً گیا اور سبنے اس کار خیر میں بڑی خوشی سے شریک ہونا منظور کیا۔ البتہ خدیو اکرم کے بہنوئی پرنس جمیل پاشا طوسن اور خدیو کے برادر خورد پرنس محمد علی اپنے مکان پر نہ تھے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں کو گئے ہوئے تھے ۔ اونکی طرف دولتلو ریاض پاشا نے خط لکھدئے۔ جو یقین کامل ہے۔ کہ بسرعت باجابت ہونگے۔

غازی احمد مختار پاشا کی حرم محترم نے فنڈ زراعانت میں پانچسو پونڈ انگریزی چندہ دیا ہے۔ دولتلو غازی موصوف بذات خود پہلے ایکہزار پونڈ عطا کر چکے ہیں۔ احمد فواد پاشا عزت نے ۲ سو پونڈ اور امارت مآب فاطمہ خانم آفندی فاضل حرم پاشائے موصوف نے تین سو پونڈ اور خانم کی والدہ مکرمہ نے ایک سو پونڈ۔ اور پاشا ممدوح الشان کے برادر خورد عزیز بک عزت نے ۔۔۲ پونڈ اور حرم محترم نے ۲۰۰ پونڈ یعنی اس خاندان نے سترہ سو پونڈ (۲۶ ہزار روپیہ) چندہ دیا۔ اور عبد الحمید پاشا صادق اور محمود بک حرم رستم زادہ نے ایک ایک سو پونڈ اور احمد کامل بک نے سنمگاہ قمح سے بیس پونڈ (۱۵ مارچ کو) المؤید کے دفتر میں روانہ کئے تھے۔ محکمہ اوقاف کے حاکم اعلیٰ احمد آفندی فواد نے انجمن فراہمی چندہ کو تار دیا ہے۔ کہ میں چھ ماہ تک اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ فنڈ اعانت میں دیا کرونگا (۲۰ مارچ) فواد پاشا کی تحریک پر دیگر ملازمان نے بھی تنخواہ کا پانچواں حصہ دینا شروع کر دیا ہے۔۔ دولتلو ریاض پاشا

ان بہادروں کی نبرد آزمائی - جانبازی - سرفروشی - سپاہگری - اور شجاعت و مردانگی کا منظر واقعی نہایت ہی شاندار اور حیرت افزا تھا - ایسی ایسی پہاڑیوں پر جہاں گھوڑے اور خچر بھی بمشکل چل سکتے تھے یہ ترک اپنی جان پر کھیل کر توپوں کو تقریباً برف

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے تمام سب کمیٹیوں کو فوراً ہی چندہ میں سعی موفور کی تاکید کرنے کیلئے جوش بڑھانے اور غیرت دلانے والے الفاظ میں خطوط تحریر کئے ہیں - اور سب کمیٹیوں کی تعداد بڑھانے کی بھی تاکید مزید کی ہے - چنانچہ ۱۰ مارچ کو پہلی ۲۳ کے علاوہ ۶۵ اور سب کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں - ان میں سے ایک کمیٹی کے صدر اگوسٹ سنیز تغییہ مصر ہیں ۱۵ مارچ کو قصبہ البسوط میں عالی ہمت مسلمانوں نے جلسہ کرکے چندہ کی کارروائی شروع کی - نصرت و امداد سلطنت علیہ کے مسلمانوں پر فرض ہونیکے متعلق اکثر علماء کرام نے تقریریں کیں - پہلے دن ہی ۲۳۵ پونڈ مصری چندہ جمع ہوا قصبہ منصورہ میں اسی تاریخ ۱۰ پونڈ چندہ جمع ہوا ۱۱ مارچ کو عالیجناب خدیو المکرم نے اڑھائی ہزار پونڈ مجلس کبیر کے سکرٹری کو ارسال فرمائے - مصر کی مخدرات کو بھی یہ دیکھکر کہ یونانیوں کی عورتیں اپنے ہموطنوں کیلئے چندہ جمع کر رہی ہیں اور ملکہ یونان نے بذریعہ تار انکا شکریہ ادا کیا ہے سخت غیرت آگئی ہے - اور اکثر خاتونان عفت مآب نے چند دنوں سے بطور خود اپنی ملاقاتوں سے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا - یہ سب عالی خاندان بیگمات ۱۵ مارچ کو دولتلو ریاض پاشا کی حرم کے پاس جمع ہوئیں اور انکو صدرۃ الانجمن النساء بنا کر ہر ایک نے اپنی اپنی واقف عورتوں سے روپیہ جمع کرنے کا عہد کیا - چنانچہ ۱۸ مارچ کو اس انجمن نے بتیس پونڈ المؤید کو روانہ کئے - مندرجہ بالا سب کمیٹیوں کے علاوہ مدرسین جدیا کماہ باقون اور کارسی بانوں نے بھی علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں قائم کی ہیں - جن سے کمیٹیوں کی تعداد ۲۸ مارچ کو ۹۳ ہو گئی - نوجوانان مصر نے پرنس ابراہیم پاشا مرحوم کے فرزند امیر جلیل محمد بیگ حامد الدین کی زیر صدارت اپنی علیحدہ کمیٹی بنائی ہے - ۲۰ مارچ تک جنرل کمیٹی قاہرہ کو ۳۵۰۰ پونڈ مصری وصول ہوئے - (المؤید ۲۰ مارچ) مصر کے قصبہ شرقیہ اور ... روضہ میں وہاں کے علماء اور تاجروں نے اعانت عسکریہ عثمانیہ کیلئے انجمنیں قائم کی ہیں - رقم جمع شدہ کی میزان اگلے ہفتہ بتائی جائیگی -

ریاض پاشا عمر لطفی پاشا بلیغ پاشا و دیگر معزز اراکین انجمن مذکور نے ۱۸ مارچ کو خدیو کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول رقم چندہ عطا کرنے کا شکریہ ادا کیا -

امیر جلیل پرنس عزیز بیگ برادر عم زاد خدیو عساکر عثمانیہ میں داخل ہونے کیلئے مصر سے جا رہے ہیں - پرنس ممدوح نے جرمنی میں فوجی تعلیم پائی ہے - اور جرمن و انگریزی فوج میں داخل رہ چکے ہیں - دولتلو پرنس حسین پاشا عم خدیو کے بہنوئی نے ۳۰۰ اور انکی حرم نعمت اللہ خانم آفندی نے دو سو پونڈ دئے ہیں - ۲۰ مارچ کی صبح تک صدر انجمن کو ۵۰۵ پونڈ مصری وصول ہوئے - مصر کے قصبات آروہ - منا - طنطا اور ابو قرقاس میں اعانت عسکریہ کے لئے ۱۸ مارچ کو انجمنیں قائم ہوئیں ابو قرقاس کی انجمن نے پہلے دن پچاس پونڈ جمع کئے -

دولتلو ریاض پاشا میر مجلس انجمن کبیر نے مصر کے ہر شہر اور ہر قریہ کے مسلمانوں کو نام اعلان جاری کرکے بعنوان آیۂ کریمہ تعاونوا علی البر والتقوی سے یہ بتلایا کہ تعلی الاشرف الدخال سان کہ تمام مسلمانوں کو حضرت سرور کائنات کا یہ حکم سنا کر

کی سطح تک کھینچ لیجاتے - اور ایک تماشہ کیلئے سنانا یا کسیطرح کا حرف شکایت زبان پر لانا تو کجا - لطائف و ظرائف اور ہنسی مذاق سے ایکدوسرے کا حوصلہ بڑھاتے ہنسے کھیلتے اور گاتے ہوئے بلا تردد و تکلف اور چڑھے جاتے - جانبازی ہمت کی اور زندہ دلی میں ہمارے البانوی بالخصوص سب سے بڑھے ہوئے تھے - اور انکا دشمن پر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ البانوی سفید ٹوپی کو دیکھتے ہی یونانیوں کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے - اور انکے جسم پر لرزہ پڑجاتا تھا - وہ قومی گیت اور رجزیں گاتے اور اچھلتے کودتے خوشی کے ترانے لگاتے ہوئے کارزار میں شریک ہوتے تھے یونانیوں پر ثابت ہوگیا تھا کہ یہ شیر موت کی کچھ حقیقت ہی نہیں سمجھتے چنانچہ انکی سفید ٹوپیوں کو نظر آتے ہی یونانیوں میں عجب مضحکہ خیز اور خوفناک بھاگڑ اور افراتفری پڑجاتی اور وہ تمام ستی پتی بھول جاتے" لاریسا میں جہاں بعد میں ترکی پہرہ لہرانے اپنا ہیڈکوارٹر قائم کیا - فاتحین کو چھ چار انچ کی کروپ توپیں اور ایک میدانی بانسری دیگر اسباب و اجناس کے علاوہ غنیمت میں ملی -

"ترک جیسا کہ حالات متذکرہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ کوہی دروں میں سے میدان میں کوئی ایسا نقصان اوٹھائے بغیر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے تھے - وہ ان دروں سے گذر چکے تو اپنی فوج کو مجتمع کرکے لاریسا میں

بقیہ صفحہ سابقہ) المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا) دولت علیہ عثمانیہ کی امداد و معاونت کی تحریک و تحریص ہی ہے (المؤید ۱۵ - اسن ۱۳۱۵ ھ)

ان چند سطور کو پڑھکر مسلمانان ہند سبب اپنی غفلت اور بے پروائی کیطرف خیال کریں - تو ہمیں کوئی کلام نہیں کہ وہ اپنے دلمیں خجل اور نادم تو ضرور ہونگے - یہ درست ہے کہ مسلمانان ہند اسوقت قحط و افلاس اور دیگر علاوہ ہندوستان کے اندر کی پھنسے ہوئے اور اپنی ہمسایہ قوموں کی نوازشوں کی وجہ سے بہت کچھ بے بس اور ناچار ہو رہے ہیں لیکن اگر وہ سچے مسلمان ہیں اور کچھ ایمان رکھتے ہیں - تو انکو آیہ کریمہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ۰ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین (سورۃ عنکبوت رکوع ۱) پر توجہ کرنی چاہئے اور اسے حوصلہ پکڑ کر ان آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے - اور انسانی فتنوں اور مصیبتوں سے گھبرا کر آیۃ کریمہ ومن الناس من یقول آمنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (سورۃ عنکبوت پارہ ۲۰ رکوع ۱) کا مصداق بننے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں - اور ہر ایک مصیبت اور مشکل کا مردانہ مقابلہ کرکے زندہ قوم کے آثار ہونے کا ثبوت دینے سے پہلو تہی نہ کریں - وما علینا الا البلاغ ۔

المؤید مورخہ ۱۵ اسن میں یہ عجیب خبر بعبارت ذیل شائع ہے جسکو ہر شخص سے معلوم ہوگا کہ مسلمانان ہند کے اغنیا کی بابت ہمیں ایک دولت علیہ کی اعانت کیلئے پانچ لاکھ پونڈ (دس لاکھ روپیہ) چندہ دیا ہے - اور امیر المومنین کی خدمت مبارک میں تار دیا کہ ہم بوقت ضرورت خدمت کیلئے اپنی کل جان و مال اور املاک نثار کرنیکو مستعد ہیں پس مبارک ہو یہ مروت اور مبارک ہو یہ حمیت - اللہ انکو اسکی توفیق نہایت درجہ ثابت رکھے - اور انکو یہیں کیا دینے چاہئے پھر یہ خبر تو غلط ہی کہ ایسے ہمنے نہیں دیکھی مگر ہمکو نہایت افسوس سے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کل ہندوستان بھر میں اول تو ہمیں کوئی ایسا سلطان عنی نظر

[illegible] (left margin note, written vertically)

داخل ہوئی اور اس تجیابی کے بعد محاربہ کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔ جسکے حالات شروع کرنے سے پہلے یونانی افواج کی تازہ ترین کارروائیوں کی اجمالی کیفیت بتا دینا ضروری ہے۔

یونانی فوج نے باستثناء مجاہدین اور بیقاعدہ سپاہیوں کے دستہ کے جابالی بردو معرکہ آرائی میں قابل تعریف مستقل استقلال اور جوانمردی دکھائی۔ مگر میدان تھسلی کیطرف ہٹ آنیکا حکم ملنے کے وقت سے سپاہ کے حوصلے بیطرح پست ہو گئے۔

ولیعہد ۲۳ اپریل کا ہی ٹرناوس سے لاریسا چلا گیا تھا۔ جہاں اوسیدن سہ پہر کے دو بجے کے قریب سخت گولہ باری کی آواز سنائی دی۔ مگر اس سے لاریسا میں کسیطرحکا اضطراب یا تشویش پیدا نہ ہوئی کسی کو خطرہ کا وہم وگمان بھی نہ تھا اور ایک عظیم مذہبی رسم کی بجا آوری کیلئے زور شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ چھ بجے ولیعہد نے بزدکننہ افواج کو ٹرناوس ہٹ آنیکا حکم بھیجدیا۔ جسے سنکر سپاہ حیران رہ گئی۔ حکم مذکور کی کوئی وجہ اُس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ نہ اوسے کوئی وجہ بتائی گئی۔ اسوقت بمقام ماتی بارہ ہزار یونانی بارہ ہزار ترکوں کے بالمقابل موجود تھے۔ تاریکی بڑھنے کیوقت تک مراجعت باقاعدہ رہی فوج سوار پیچھے چلی تھی۔ جب وہ فوج پیدل کے عقب میں پہنچی تو یونانیوں نے تاریکی میں اونہیں ترک سوار سمجھ لیا۔ اور نیز آتشباری شروع کر دی۔ جس سے ناقابل بیان گھبراہٹ اور سراسیمگی پھیلگئی۔ اور تاریکی نے اس میں اور اضافہ کر دیا سپاہی ہتھیار پھینک پھینک کر بے تحاشا ٹرناوس کیطرف اٹھ دوڑے۔ اور چاروں طرف یہی آواز سنائی دیتی تھی۔ "ترک آپڑے۔ ترک آپڑے" ٹرناوس پہونچکر بھی اس طوفانی تیزی میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ خوف نے سپاہیوں کو جامۂ انسانیت سے معرا کر دیا۔ وہ عورتوں اور بچوں کو کمال بیدردی ورلاپروائی سے ادہر اودہر دہکیلتے ہوئے بازاروں میں سے بگٹٹ دوڑے جا رہے تھے۔ افسرونکی تمام کوششیں بیسود تہیں۔ کوئی اونکی نہیں سنتا تھا۔ گرد وغبار نے تاریکی کو اور زیادہ کر دیا ہوا تھا۔ اور سب چیزیں اوسکے پردہ میں نہاں ہو رہی تہیں۔ بھگوڑوں کا پہلا حصہ جنکا رنگ درو باختہ اور مردوں کی سی شکلیں تہیں۔ آدھی رات کے قریب لاریسا میں پہونچا جنکے بعد پھر تو ایک تانتا بندھ گیا۔ سوار بلا اسپ پیدل بلا اسلحہ اندہا دہند شہر میں گھسے چلے آ رہے تھے۔ جنکو دیکھکر شہر والونکے بھی رہے سہے حواس گم ہو گئے۔ یہ طوفان ابھی زوروں پر تھا۔ کہ ایکہزار مجروحین ریلوے اسٹیشن پر لائے گئے۔ دریں اثنا ولیعہد نے جنگی کونسل منعقد کی اور شہر کی حفاظت کرنیکا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کے مطابق فوج کو پھر مجتمع کرنیکے لئے منڈی میں بگل بجائے گئے۔ مگر بیس سپاہی بھی حاضر نہ ہوئے۔ اس خبر سے کہ ترک شہر کے سامنے پہونچگئے ہیں تشویش وپریشانی دوبالا ہو گئی۔ اس افواہ سے شہریوں اور فوجیوں پر جو پاگلانہ وحشت اور ہیبت طاری ہو گئی۔ قلم اسے بیان کرنے کا یارا نہیں رکھتا۔

تہوڑی ہی دیر بعد ایک اور غلط افواہ مشہور ہو گئی کہ ولیعہد شہر سے چلا گیا ہے۔ جس سے تشویش وسراسیمگی کے ساتھ ہی تمام نظم اور اونکا نظام درہم برہم ہوگیا اور بڑا حصہ منتشر ہوگیا۔

بقیہ صفحہ سابقہ) اور بفرض محال اگر کوئی ہو بھی۔ تو ایسی فیاضی اور عالی ہمتی کا وجود مسلمانان ہند کی جماعت میں ملنا بیشک ناممکن ہے۔ اور بنا بریں المؤید کی روایت پر ہمیں شک ہی نہیں۔ بلکہ اُس کو محض بے بنیاد کہنا پڑتا ہے۔

ناراضگی اور غیظ و غضب کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ ہر ایک شخص ریلوے سٹیشن کیطرف اٹھ دوڑا۔ اس دوڑ میں سب سے زیادہ تیز قدمی الحالیین مجاہدین نے دکھائی۔ ان جوانمردوں نے عورتوں تک کو ادھر ادھر پٹک دیا۔ اور دیوانہ وار ٹرین میں جو چلنے کو تیار تھی گھس گئے۔ یہ وحشیانہ حرکت دیکھکر باشندوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ انہوں نے مجاہدین پر بندوقیں سر کیں۔ جسکا اونکی طرف سے بھی ترکی بترکی جواب دیا گیا۔ بالآخر ولیعہد چار ہزار سپاہی جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جنکو ساتھ لیکر وہ فرسالہ کیطرف سٹرک سٹرک روانہ ہو گیا۔ اور کرنیل سمولنسکی کو جو ریونی میں مامور تھا حکم بھیجدیا۔ کہ وہ سپہ سالار کو فرسالہ آملے۔ بھاگڑ میں بہت سے یونانی سپاہی ایسے بدحواس ہو گئے۔ کہ انہوں نے لارسیا میں بھی دم نہ لیا۔ بلکہ سیدھے وولو تک بھاگے چلے گئے۔

ایک انگریز نامہ نگار ٹرناووس سے لاریسہ کیطرف یونانی پسپائی کی کیفیت حسب ذیل دلچسپ پیرایہ میں بیان کرتا ہے اوس نے یونانی فوج کی اس بھاگڑ کو بچشم خود معائنہ کیا تھا۔

"صبح میں لاریسہ کو جانے والی شاہراہ کے راستہ مردہ اور قریب المرگ آدمیوں اور گھوڑوں سے متواتر ٹھوکریں کھاتا ہوا واپس گیا۔ تو میں نے راستہ میں نہایت ہولناک منظر مشاہدہ کئے۔ زمین سامان جنگ کے صندوقوں شکستہ گاڑیوں ساز و سامان کے بکسوں۔ بستروں۔ سپاہیوں کے کمبلوں اور کھانے پکانے کے برتنوں سے جو خود پھینکدئے گئے تھے یا چھوٹ گئے تھے۔ اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو اوپر سے گذرے تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ پٹی پڑی تھی۔ توپوں اور سامان حرب کی گاڑیاں دوسری گاڑیوں کے ساتھ کھڑی چھوڑ دیگئی ہوئی تھیں اور ان سے بے ترتیبی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہوا تھا کئی گھوڑے بے سوار آوارہ پھر رہے تھے۔ کہیں کوئی بے اسپ سپاہی کسی گھوڑے کو کسی نہ کسی طرح پکڑنے کی کوششیں کرتا تھا۔ اور کہیں کوئی سپاہی راہ چلتے سوار کے پیچھے چھلانگ مار کر بیٹھ جاتا تھا۔

مجھے کئی میل اس طوفان بے تمیزی اور بے سروسامان ہجوم غفیر کے ساتھ جو یکبارگی دیوانہ ہو گیا ہوا تھا راستہ طے کرنا پڑا۔ اکثر افسروں نے اس ترتیب قائم کرنے کیلئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی۔ انہوں نے انتشاری کو بند کرنے کیلئے بگل بجوا اور بھاگڑ تھامنے کیلئے بہت جد و جہد کیا۔ ان کے برعکس کئی افسر ایسے بھی تھے جنکے ہوش و حواس بالکل جاتے رہے تھے اور ٹھیک اپنے سپاہیوں کیطرح خوفزدہ ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔ ایک مستقل مزاج افسر کو میں نے بچشم خود اپنے آدمیوں کو سمجھانے کیلئے بڑی کوشش کرتے دیکھا۔ وہ پستول کا کندہ اٹھا کر اپنے آدمیوں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور باواز بلند انکو ہالٹ ہالٹ (ٹھیر جاؤ ٹھیر جاؤ) کا حکم دیا۔ مگر دہشت زدہ سپاہیوں کا ریلا کسی آندھی یا سیلاب کے روکنے کے برابر تھا۔ جنرل ماورومیکالیس نے جو ولیعہد کو پاس لا رہا گیا ہوا تھا شہر سے کچھ دور رہا پس آ رہنگی ہی سپاہ کو روکنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لاریسا سے دو میل ورے سٹرک ایک نار پر سے گذرتی ہے وہاں ایک افسر فوج پیدل کی نصف کمپنی کو مرتب کرنیکی کوشش کر رہا تھا۔ کہ پیچھے سے گھوڑوں کا سیلاب اور جنبان بے تمیزی جسکی تندی میں بھاری سیلاب کیطرح لحظہ لحظہ اضافہ ہوتا جاتا تھا ایسی تیزی سے پیہم بڑھا چلا آ رہا تھا کہ اس کی تاب تصادم کیوجہ سے افسر مذکور کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔

"لاریسہ کے قریب سٹرک دریا سالمبریا (پینی اس) کو ایک پل پر سے گذرتی ہے۔ یہاں گاڑیوں توپوں گھوڑوں اور آدمیوں

کا ایسا الجھاؤ پڑا ہوا تھا کہ گھنٹوں تک اس سے گذرنا ناممکن رہا۔ جب میں لاریسا میں داخل ہوا تو بازاروں اور کوچوں میں عجب ہڑبونگ دیکھی۔ توپخانہ، پیدل فوج، فوج سواران، غرض ہر قسم کے سپاہیوں کی ٹولیاں بے سر و سامان دبے سخت زمین پر لیٹی ہوئی تھیں۔ اور بگلوں کی آوازوں یا زبانی احکام کو جو صفوں میں مرتب ہو جانے کیلئے دئیے جا رہے تھے کوئی شخص کچھ بھی سمجھ رہا نہیں۔ نظام دائمی کا خاتمہ بالخیر ہو چکا تھا۔ شہر میں رات کے دو بجے مراجعت کی خبر پہنچی۔ اور انہوں نے بھی اسی وقت ہنگامہ انگیز طریقہ فرار اختیار کی جس سے بھیڑ کی مجنونانہ دہشت اور طوفان بے تمیزی کے عناصر میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور اس سیلاب عظیم نے متلاطم سمندر کی پُر آشوب امواج بلاخیز کی طرح اندرون ملک کی طرف رخ کر لیا۔ لاریسا سے بجانب جنوب کئی رقت انگیز واقعات مشاہدہ کئے جا سکتے تھے۔ خوفزدہ باشندے اندھا دھند دوڑے جاتے فوج کے منتشر دستوں سے مل رہے تھے۔ وہیں سونے چاندی کے برتنوں اور زیورات کو جنہیں وہ گھروں سے اٹھا کر ساتھ لائے تھے ناکارہ اور ناچیز بوجھ سمجھ کر راستہ میں پھینک دیتے تھے۔ دو سال بچوں کو اٹھائے چلی جا رہی تھیں۔ باشندوں کا بلا مبالغہ سب مال و متاع ضائع ہو گیا۔ قصبہ ٹائل کے غضب آلود اور بپھرے ہوئے باشندوں نے چند بھگوڑے یونانی افسروں کو گرفتار کر لیا اور انہیں گولیوں سے اڑا دینے کا عزم کیا۔ اجنبی نامہ نگاروں نے مداخلت کر کے ان کی جانیں تو بچا دیں مگر رہائی نہ دلا سکے۔ باشندوں نے انہیں ایک دباغ کی جھونپڑی میں بند کر کے مقفل کر دیا۔ کئی میلوں کی مسافت طے کر لینے کے بعد بھی ترک سر پر آ پہنچا کی آواز ہیبت، خوف اور دہشت پھیلا دینے کو کفایت کر جاتی تھی یہ احمقانہ بھگدڑ اگرچہ ایک حد تک تعاقب کنندہ کے خوف سے پیدا ہوئی تھی ترکوں کے حق میں بلاشبہ نہایت مفید تھی۔ انکے سامنے ایک ایسی فوج تھی۔ جو زیادہ تر ملیشیا کے آدمیوں سے مرکب تھی اور ابھی حال ہی میں اسکی جمعیت تعداد مطلوبہ تک بڑھائی گئی تھی اور جسکے افسر پیشہ آدمیوں پر ناکافی اقتدار رکھتے تھے۔ اور جسکے سپاہی غیر مشکفی تعلیم و تربیت یافتہ تھے۔ ایسی بیدل اور بے نظام فوج میں نامسعود حوادثات کے ظہور پر افسروں اور سپاہیوں دونوں کا حواس باختہ ہو جانا لازمی امر تھا یونانی فوج کی قوت مدافعانہ پہلے ہی کچھ ایسی زبردست نہ تھی۔ متذکرہ صدر تشویشناک مراجعت بجانب لاریسہ سپاہیوں کو اپنے افسروں پر اعتماد نہ رہ جانے۔ اور خود افسروں میں پولیٹیکل اغراض متضاد کی بدولت رنجش پیدا ہو جانے سے یہ طاقت اور بھی کمزور ہو گئی۔ اور یونانی فوج آئندہ کارآمد ہو سکنے کے قابل نہ رہ گئی۔ صرف فوج ہی نہیں بلکہ مجاہدین کے حوصلے اور امنگیں بھی طبعی حد پر اپنی پہلی ہزیمت اور ناکامیوں کے بعد بالکل پست ہو گئیں۔

سر ایشمیڈ بارٹلٹ اپنی کتاب کے فصل ہشتم و نہم میں محاربہ پر ایک سرسری نظر اور محاربہ کے دوسرے دور کے عنوان سے فتح و قبضہ لاریسا تک کے مفصل حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:-

محاربہ پر ایک سرسری نظر

میری رائے میں محاربہ متذکرہ بالا کی عام نظر ثانی کیلئے یہ موقع مناسب ہوگا۔ جزئیات اور تفصیلی حالات عام طور پر معلوم ہیں۔ محاربہ کا عینی سرگزشت لکھنے والا جس نے بچشم خود نہیں دیکھا۔ انکو حالات یونانی و ترکی دونوں افواج کا بیک چشم دید شاہد ہو کر تحریر کردہ بیانات سے نہایت احتیاط اور تنقید کے ساتھ اخذ کئے گئے ہیں۔ اسکا کم یہ نتیجہ و نیز مصالح و مواد موجود ہے

کہ اگر صورت تو نہیں فریقین کے طبعی تعصبات متضاد اسلامک والا سلوبیا ہونگی وجہ سے بہت ہی اختلاف بیانی پائی جاتی ہے تاہم اونسے صداقت کو اخذ کر لینا مشکل نہیں ہے
مارچ کے شروع میں ہی یہ واضح ہو گیا تھا کہ یونانی گورنمنٹ ترکی کو لڑائی پر اکسانیکا عزم بالجزم کر چکی ہے۔ اسنے کریٹ میں نیل و آتش

نے نہیں بلکہ فروری کے پہلے ہفتہ میں ہی یہ امر واضح ہو گیا تھا مگر تب تک بھی انترالیب الارا کو باہمی تصفیہ ہو جانیکا کامل یقین تھا جو افسوس پورا نہ ہوا۔ اور یونان کو ترکوں کی تیغ
سے ایسا سبق ملگیا جو اسے کریٹ کی عملی آزادی کے باوجود سالہا سال تک فراموش نہ ہوگا۔ اوس وقت کی پولیٹیکل حالت کی نسبت جو عام رائے تھی۔ اسکا اندازہ ناظرین
کو مندرجہ ذیل مضمون سے جو ہمنے ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو کیل میں تحریر کیا تھا معلوم ہو جائیگا۔ "ٹرکی یونان اور دول یورپ جنوب مشرقی یورپ میں پولیٹیکل مطلع بہم
تاریک ہو رہا ہے۔ اور یہ تاریکی ایسی وحشت نمودار ہو رہی ہے کہ بوجہ بیپے مفصل حالات معلوم ہوئے بغیر اس وقت اسکے حقیقی اسباب و بواعث کا دریافت کرنا مشکل امر ہے۔ تاہم جہاں
تک قیاس کام دے سکتا ہے اس طوفان کی تہ میں بھی قبضہ مصر کا مسئلہ پنہاں نظر آتا ہے جنوری کے اخیر دنوں فرانس نے قضیہ مصر کو اٹھایا ہے کہ تم براہ راست مصارف جنگ
سوڈان کیلیئے انگلستان سے قرض نہیں لے سکتے۔ دو تین روز بعد روس فرانس سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور چند دن بعد تاریں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ کریٹ
میں بد امنی شروع ہو گئی ہے۔ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۶ کے اخبار میں ہم نے اون رعایات سلطانی کا ذکر کر کے جو باشندگان کریٹ کو عطا کیگئی تہیں۔ ناظرین کو یہ
خوشخبری سنائی تھی کہ "جزیرہ مذکور میں اب پورا امن و امان ہو گیا ہے" اور ساتھ ہی عیسائی سلطنتوں کی سابقہ چالوں کو مد نظر رکھکر دعا مانگی تھی کہ خدا کرے
عیسائی دول اس امن کو برقرار رہنے دیں" افسوس جو اندیشہ اس عاجزنے جملہ میں ظاہر کیا گیا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ کیونکہ ام باغیان کریٹ جنہوں نے عنایات
شاہی کے دھوکے میں زبانی اطاعت و وفاداری کی قسمیں کھائی تہیں ابھی کچھ بھی نچنت نہ بیٹھے تھے کہ پھر عہد و پیمان کو چٹ کر کے بغاوت ہو دیا (جیسا کہ اغلب قیاس ہے نکمان
ہے) کسی اجنبی طاقت یا طاقتوں کی اغوا سے پھر بیجا سکنت و مظلومیت کی دکھانے پر کمربستہ ہو گئے۔ شروع فروری سے اس نائرہ فساد کی مشتعل ہونیکے
متعلق تار کی خبریں پہنچنے لگیں۔ پہلے بتایا گیا کہ مسلمان زیادہ قتل کیے گئے۔ اور عیسائیوں نے اکثر دیہاتوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ترکی
بہ ترکی جواب دینا اور عیسائی نگاہ دول اجنبیہ کو جہازوں کو بہا گنا شروع ہوتا ہے۔ اور ۱۲ فروری کو یونان نے بیچ میں آپڑنے سے یہ معاملہ ایک مہیب شکل اختیار کر لیتا ہے
کریٹ کے پچھلے فساد میں زار روس کا سلطان المعظم کو باغیوں کی سرکوبی نہ کرنے دینا۔ بلکہ اونسے اہالی کریٹ کو منہ مانگی رعایتیں دلا دینا مسٹر کرزن نائب وزیر خارجہ انگلستان
کا پارلیمنٹ میں موجودہ فساد و کو ابتداء عیسائیوں کی تسلیم کرنا اور سب سے بڑھکر شاہ یونان کا جو انگلستان کے شاہی خاندان کی نسبت جرمنی و روس و ڈنمارک کے
شاہی خاندانوں کیساتھ ذاتی یا سیاسی ہو کر تعلق سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ کریٹ پر جنگی جہازات اور سرحد ٹرکی پر فوج کا بھیجدینا یہ کل امور ایسے ہیں
جو بظاہر قیاس کے منافی ہیں۔ کہ موجودہ فساد کا باعث بھی مسئلہ مصر کا نکمت تصفیہ ہے۔ اسکا دوسرے لفظوں میں مطلب ہو سکتا ہے کہ انگلستان کو اس فساد میں کوئی دخل ہے یا
مگر جن لوگوں نے کم از کم مسئلہ آرمینیا کو شروع ہونے کے وقت ہی سے انگریزی پالیسی پر غائر نظر تعمق غور کیا ہو گا۔ وہ مصارف جنگ سوڈان کیلئے پردہ میں مسئلہ مصر
کو چھڑتے ہی کریٹ میں فساد ہو جانیکو اسطرح انگریزی پولیٹیکل شاطروں کا ہتھکنڈا سمجھینگے۔ جس طرح دو اور دو کو چار سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہم کئی دفعہ
ظاہر کر چکے ہیں اور اب تک کسی واقعہ سے ہماری رائے میں تغیر پیدا نہیں ہو سکا کہ روس نے پطر اعظم کی وصیت کی اس حصہ کی تعمیل کو جو فتح قسطنطنیہ کے
متعلق ہے۔ وصیت کے دوسرے حصہ کی تکمیل تک ملتوی کر دینا مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھا ہے اور اسکے ساتھ ہی اوسکو یقین واثق ہو گیا ہے کہ آخرالذکر
مدعا کے حصول کیلئے سلطنت عثمانیہ کا قیام و موجودہ حدود قوت لوازمات سے ہے۔ اسلیئے بر خلاف سابق جبکہ وہ خود سلطنت عثمانیہ میں بغاوتیں کرایا کرتا تھا
اب اوسکی پالیسی یہ ہو گئی ہے کہ ٹرکی کی طاقت کو اپنے خطرناک دشمنوں میں صرف ہونے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اسی پالیسی کو مد نظر رکھکر اسنے

کو فتح عظیم دیدینے کی بڑی ہمسند ہیں ترکی جہازات بار برداری پر گولہ باری کرنے اور سرحد تھسلی پر افواج جمع کرنے سے اس عزم کا ثبوت دیدیا۔ بجواب ترکی گورنمنٹ نے ترکی مقدونیہ کی آدمی کو ترکی افواج کو جمع کر دیا اور پاشائی فوجیں جمع ہونے ہو گئیں تمام تیاریاں ہو گئیں اور بالآخر مارچ کے اخیر تک یونانی سرحد کے قریب ... بمقام الاصونا اور اس کے اردگرد ادہم پاشا کے زیر کمان

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم سے رفع فساد کیلئے عیسائی باغیوں کو چند ایسی رعایتیں دلوادی تھیں جنسے سلطانی حقوق میں بھی کوئی فرق نہ آسکے۔ اور باغی بھی خوش ہوجائیں اسکے اس شورہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ باغیان کریٹ سے کوئی خاص ہمدردی تھی بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی پوچھے تو یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ آرمینیا کا فساد برابر دو برس جاری رہا اور گورنمنٹ ٹرکی کو اسکے فرو کرنے میں بہت کچھ فوجی طاقت اور زر صرف کرنا پڑا کریٹ کیطرح وہاں بھی روس نے کیوں صفائی نہ کرادی اسکا جواب بہت سہل ہے۔ روس یا سمجھتا تھا کہ آرمینیا ایک ایسا مقام ہے جو سمندر سے بہت دور اور سلطانی ممالک محروسہ کے اندرونی حصہ میں واقع ہے۔ جہاں سے بیرونی ملک کے ممالک غیر سے باغیوں کو مجاہدین اسلحہ حرب یا روپیہ پیسہ سے چنداں معتدبہ امداد نہیں پہنچ سکتی اس صورت میں بغاوت کوئی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی اور اسکو بزور شمشیر ہمیشہ کیلئے فرو کر دینا ہی بڑی کفایت شعاری۔ دانشمندی اور مصلحت ہے۔ برخلاف اسکے کریٹ میں ممالک اجنبیہ سے باغیوں کی مدد کیلئے آدمی اور سامان حرب بکثرت داخل ہو سکتا ہے اور وہاں باغیوں کو بزور شمشیر بغاوت فرو کرنے میں وہی مشکلات اور دقتیں پیش آتیں جو کریٹ جیسے جزیرہ کے باغیوں کی سرکوبی میں ہسپانیہ کو پیش آ رہی ہیں۔ اس صورت میں اگر وہ اعلیحضرت کو کریٹ کے مفسدہ کو فوجی طاقت سے فرو کرنے کا مشورہ دیتا تو اس سے بڑھ کر مخالفین سلطنت عثمانیہ کیلئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہو سکتی تھی۔

دوسری وجہ بھی ہمارے قیاس کو باطل نہیں کر سکتی مسٹر گزین کو عیسائیان کریٹ کو مفسدی تسلیم کرنے سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ اس ابتدائی تحریک خود انگلستان نے نہیں کی تھی بلکہ ممکن تو یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی سازش کو چھپانیکے لئے وزراء انگلشیہ نے باغیوں کی نسبت یہ فقرہ کہدینا مناسب سمجھا ہے۔ تاکہ دنیا کو یقین ہو جائے کہ جب انگلستان اہالی کریٹ کو ملزم بنا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ اُس کو اس مفسدہ کے برپا ہونے میں کوئی دخل نہیں تیسری وجہ کی تردید سے پہلے شاہ یونان کی قرابت اور یونان کی فوجی طاقت و مختصر تاریخ بتادینا ضروری ہے۔ وہ پرنس آف ویلز کا سالا شاہ ڈنمارک کا بیٹا اور زار روس کا ماموں ہے۔ اسکی بیوی زار روس کی رشتہ میں پھوپھی ہے۔ اور اسکے ولیعہد کی بیوی قیصر جرمن کی ہمشیرہ ہے۔ یونان تین صدیوں تک وینس کی جمہوری ریاست کے ماتحت رہنے کے بعد پندرہویں صدی کے وسط میں مقبوضات عثمانیہ میں داخل ہوا۔ اول اول ۱۷۷۰ء میں اور دوبارہ ۱۷۹۰ء میں عیسائیان یونان نے آزاد ہونیکے لئے بغاوت کی اور آخر تیسری بغاوت میں جو ۱۸۲۱ء سے شروع ہوکر ۱۸۲۹ء میں ختم ہوئی۔ روس فرانس اور انگلستان کی مدد سے یونان آزاد ہوگیا۔ اور ۱۸۳۲ء میں جدا ایک علیحدہ ریاست بنا دیا گیا ۱۸۳۳ء میں پہلے بادشاہ کو جسنے ۲۹ برس حکومت کی تھی خارج کرکے دول ثلاثہ نے ۱۸۶۳ء میں شاہ حال کے والد کو جو اب شاہ ڈنمارک ہے۔ یونان کا بادشاہ بنایا جسنے اپنی جگہ اپنے دوسرے بیٹے جارج (شاہ حال) کو یونان کا تخت سونپ دیا۔ اُسکو خزانہ یونان سے ۱۱ لاکھ ۲۵ ہزار فرانک صرف خاص کیلئے ملتے ہیں اور فرانس اور روس اور انگلستان کی طرف سے بھی چار چار ہزار پونڈ سالانہ ملتا ہے۔ یونانیوں کو حسب تقاضائے فطرت انسانی آزاد ہونیکے وقت سے ہی اپنی ریاست کی توسیع کی خواہش ہے۔ چنانچہ جنگ معظم و روس کے بعد ۱۸۷۸ء میں (جبکہ روس نے ابھی یہ جدید پالیسی اختیار نہیں کی تھی ورنہ انگلستان اور فرانس میں ایک کمیشن ہوا) سلطان المعظم نے جو کہ سرعنہ اصلاح میں انگلستان بنا تھا یونان کو تھسلی کا تقریباً کل صوبہ اور اپائرس کا کچھ حصہ ٹرکی سے جبراً دلوا دیا۔ اسی سے یونان کی حرص و طمع میں اور زیادتی ہوگئی۔ اور ۱۸۸۵ء میں جب صوبہ شرقی رومیلیا بغاوت کرکے بلگیریا سے ملحق ہوگیا تو یونانیوں کو توسیع حدود کا پھر خبط سوجھا۔ اور ٹرکی کو بلگیریا کے معاملات میں مصروف اور پہلے جیسا ہی کمزور تصور کرکے حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کردیں اور یورپ بھی جو کہ بیٹھا تماشا دیکھ رہا تھا سرحد

تخمیناً پچاس ہزار ترکی فوج جمع ہوگئی۔ بارشل نے اس موقعہ کو ہیڈ کوارٹر کیلئے پسند کرنیمیں بڑی عقلمندی ظاہر کی کیونکہ وہ اوس زاویہ کے اندر جو سلسلہ کوہ پنڈس کے یکبارگی جنوب کو خم کھاجانے سے بن رہا ہے واقع ہے اور خواہ یونانی شرق حصہ مقدونیہ پر حملہ کرتے یا مغربی حصہ پر دونو صورتوں میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہونیکی جرأت نہ پڑی۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے جو محض اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنیکے لئے آرمینیا کے بیوقوف ہم مذہبوں سے محض کشتی اور نکھرامی شروع کرائی تھی یہ دیکھا کہ اس شورش سے مطلب برآری نہیں ہوئی ۱۸۹۶ء کے اوائل میں کریٹ کے عیسائیوں نے بھی بغاوت کرادی کہ جو کئی مہینے رہی تو یونان کی گورنمنٹ (گو رعایا اور فوج میں سے بمنشاء خود کئی شخص باغیوں کیساتھ جو یونانی الاصل والمذہب ہیں جا ملے) خود بالکل خاموش بلکہ اپنے ملک سے مجاہدین کی روانگی کو روکنے کیلئے ساعی رہی۔ مگر اب فساد کے شروع ہوتے ہی گورنمنٹ یونان کا با این بے بساطی جسکی تفصیل ہم آگے کرینگے جزیرہ کریٹ کو جہاز اور تارپیڈو بھیجدینا۔ جنہوں نے وہاں پہنچکر بلطائف الحیل ترکی علم کی سلامی اتارنے سے بہتیرا بچنا چاہا مگر نہ بچ سکے اور علانیہ کہدیا کہ ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اگر تعجب خیز ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ یونان اپنی تنگ ظرفی کیوجہ سے آخر اس شخص کی دام تزویر میں گرفتار ہوگیا ہے جو عرصہ سے دوسری سلطنتوں کو کئی دفعہ منہ کی کھانے کو باوجود سلطنت عثمانیہ کے برخلاف اکسانیکی کوشش کرتا ہے۔ اور حالات تک باوجودیکہ ممالک عثمانیہ کے تمام اندرونی صوبوں میں کامل امن ہوگیا ہے اور سلطان نے خودبخود ضروری اصلاحات نافذ کردی ہیں۔ نئے نئے مسودے تراشنے سے بس نہیں کرتا۔ انگریزی پالیسی اور ڈپلومیسی کا جادو ایسا زبردست ہے اور اسمیں اژدہے کی آنکھوں کیطرح ایسا جذبہ مقناطیسی ہے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور سلطنتیں یا قومیں بعینہ اسیطرح جسطرح کہ چھوٹے چھوٹے جانور خود بخود اسکے منہ کیطرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ انگریزی ڈپلومیٹک افعی کا شکار بنجاتی ہیں اور اسکے گزند سے صرف وہی بچ سکتے ہیں جو اس سے زبردست ہو یا اس سے بنا پہلو بچائے رہے۔ اسلئے اگر یونان پر جسکا بادشاہ پہلے ہی سے انگلستان کی شاہی خاندان کا قرابتدار اور خزانہ انگلشیہ کا وظیفہ خوار ہے اس کا جادو چلگیا ہو اور وہ طمع ولالچ میں آکر انگریزی پالیسی کا آلہ بنگیا ہو تو کوئی عجب بات نہیں مگر یہ کم قدر آلہ اس پالیسی کو اس سے زیادہ کام نہیں دیسکتا کہ یورپ کی توجہ کو کچھ عرصہ کیلئے مصر کیطرف سے منعطف کردے

یونان کے پاس کل پانچ چھوٹی چھوٹی آہن پوش جہاز ہیں جنہیں درحفاظت ساحل کا کام دینے والے اور تین کروزر قسم کے ہیں بیٹل شپ (بحری جنگ کرنیوالا جہاز) کوئی نہیں۔ تینوں کروزر میں تقریباً پانچ پانچ ہزار ٹن ہیں اور وہ جو بہت ہی پرانے ہیں پونے دو ہزار اور دو ہزار ٹن ہیں۔ تارپیڈو کشتیوں کی تعداد ستر ہے جنمیں چھ درجہ اول کی اور گیارہ درجہ سوم کی ہیں۔ بری فوج کی تعداد بحالت امن ۲۸۸۰۰ آدمی ۹۷۳۴ گھوڑے اور ۱۲۰ توپیں ہیں جو بحالت جنگ ایک لاکھ ہوسکتی ہے۔ بحری فوج کے ملاحوں اور بحری سپاہیوں کی تعداد ۵۰۱۳ ہے۔ ان اعداد سے صاف ظاہر ہے کہ یونان ٹرکی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ ٹرکی طاقت میں دوسرے جہازوں کے علاوہ ۱۰ بڑے آہن پوش جہاز (جنمیں سے ایک ہزار ٹن کا۔ ایک ۹ ہزار ٹن کا اور ۸ چھ ہزار چار چار سو ٹن کے ہیں) اور ۳۰ تارپیڈو کشتیاں ہیں اور جو میدان جنگ میں ایک ہفتہ کے اندر دس لاکھ فوج لاسکتی ہے۔ سمندر یا خشکی میں ایک گھنٹہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اسلئے بجائے یونان کی شوراشوری سے متردد ہونیکے جگاد دول یورپ۔ کو یہ کہدینا مناسب سمجھا ہے کہ تم اس سے توقف کرو جسے ایک خاص معاملہ کیطرف سے تمہاری توجہ ہٹانے کیلئے کھڑا کیا گیا ہے۔ راہ راست پر لانیکی کوشش کرو۔ گورنمنٹ عثمانیہ کو اس اطمینان سے اسکے پھڑا ہوا ہونے کو بھی مطمئن رہنا چاہیئے کہ کریٹ اور یونان کا قضیہ باغلب وجوہ طول نہیں پائیگا۔ جسطرح یونانی جزیرہ کو آخر اپنی نہایت محسوس ہو پڑا وہ البانیہ کی حکام سے یہ دھمکی ملی کہ اگر اس نے عثمانیہ علم کی سلامی نہ اتاری تو کیپا کی ناقابل فتح کی جاوے گی۔ جو اسکے تحت اثر کو پہنچا دیا جائیگا ترکی نشان کی سلامی اتارنی پڑی۔ اسیطرح چند دن کے بعد وہ یونان کو واپس آجائیگا۔ اور

اور اپنی مقبوضہ ریاست پاس ہونا جاتا تھا۔ نیز برٹش تحفظ و معدونیہ کی شاہراہ پر دہ ملوناکی قریب واقع ہونے کی وجہ سے وہاں سے جا رحانہ پیشقدمی بھی باآسانی ہوسکتی تھی۔ یونانی البانیہ اور ترکیا میں اور نیز سرحد اپارس پر بمقام آرٹا اپنی فوجیں جمع کرتے رہے۔ محاربہ کیلئے سب سے زیادہ تحریک ایک زبردست اور وسیع الاثر خفیہ انجمن موسومہ اتھینکی ہٹیاریا (قومی انجمن) سے ملی تھی۔ یہ انجمن گویا حکومت کے اندر ایک اور حکومت تھی۔ اور ایک وقت یونانی پالیٹکس اور سیاست کی عنان تقریباً صرف اوسی کے قبضہ میں تھی۔ اوسکے ارکان میں یونانی پارلیمنٹ کے بے شمار ممبر اور یونانی فوج کے کثیر التعداد افسر شامل تھے۔ محاربت ماقبل کی سنہ ہا ہی میں وہ باضابطہ گورنمنٹ سے زیادہ طاقتور تھی۔ اُس کے خفیہ احکام کی تعمیل سے انحراف کرنیکا کسی کو یارا نہ تھا۔ اُس پورش کنندہ جماعت نے جسکے گریونیا پر حملہ کرنے سے ہی آتش حرب مشتعل ہوئی تھی۔ اسی خوفناک انجمن نے مسلح تیار اور ترکی علاقہ میں بھیجا تھا۔

اتھینکی ہٹیاریا

یہ اتھینکی ہٹیاریا بلاشبہ نہایت ہی خوفناک اور شدید شرارت انگیز جماعت تھی۔ اس خفیہ انجمن میں یونان کے تقریباً نصف نوجوان شامل تھے اور اس کے سرغنہ اور محرک نہایت ہی حریص شہرت وطامع اور ساتھ ہی تقریباً بالکل غیر ذمہ دار تھے۔ یعنی بظاہر انصرام مہام سلطنت سے کسیطرح کا باضابطہ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرح کی مسئولیت اور جوابدہی سے آزاد تھے۔ اس انجمن کے دباؤ کیوجہ سے شاہ اور شاہی خاندان کو بھی سازش میں مجبوراً شریک ہونا پڑا اور اس خوفناک تحریک کا مقدم منشا یہ تھا جس کو وہ قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔ انجمن نے حکم صادر کیا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہلاکت میں غرقاب ہونے سے بچا لینگے۔ اور اتحاد کی کوششوں سے باغیان کریٹ بھی تھوڑے عرصہ کے بعد فتنہ وفساد سے باز آجائینگے۔ لیکن غالب ہے کہ اس قضیہ سے فارغ ہوتے ہی دول یورپ اصل مادہ فساد یعنی قضیہ مصر کا جو یورپ کے امن و امان کو ہر وقت خطرہ میں ڈالنے کا موجب بن رہا ہے۔ ضرور قطعی تصفیہ کریگے یا تو انگریزوں کے مستقل قبضہ کی ضرورت کو تسلیم کر لینگی۔ اور یا اُن کو صلح و نرمی یا سختی و دباؤ سے مصر کو چھوڑنے پر مجبور کرینگی۔

بہرحال اس معاملہ کا دوسرا رخ بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے (گو اس امکان کے ظہور پذیر ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہیں) یونان کو ایسی زبردست تحریک و ترغیب دی گئی ہو کہ اپنے سودائے خام سے باز نہ آئے۔ اس صورت میں ٹرکی کو جو جنگ بھی ویسی ہی طیار ہے جیسی کہ نرمی اور آشتی سے معاملہ کو سلجھانے کے لئے یونان کی سرکوبی کرنی پڑیگی۔ اور جب ایک دفعہ نائرہ حرب مشتعل ہوگیا۔ تو تمام یورپ میں جو اس وقت خشک بارود کا میگزین بنا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے آگ لگ جائیگی جو بتدریج کل دنیا میں پھیلکر کئی تختوں کو نیست و نابود۔ اکثر تاجداروں کو بے تاج اور خدا کی ہری کھیتی کو تباہ کرے گی۔

واللہ عاصمنا من حسک البلیات

نے انقرہ [illegible] ہو گئے۔ اور ان کا [illegible] وقت کریٹ والوں کی [illegible]
کریٹ میں مصیبت زدہ [illegible] اور گورنمنٹ یونان [illegible] تھسلی پر فوج کی جمعیت کثیر جمع کرنی شروع کر دی
حقیقت میں یونان کو [illegible] ترکی شہنشاہی [illegible] زبردست طاقت رکھتی ہے۔

ایشیائے کوچک اور مصر کی یونانی آبادی کو بھی جہاد پر آمادہ کرنے میں [illegible] بڑی سرگرمی اور تندہی سے کوشش
کی۔ اور [illegible] سلطان المعظم کی [illegible] یونانی رعایا [illegible] قسطنطنیہ سمرنا اور اسکندریہ سے سینکڑوں
بلکہ ہزاروں یونانی لونڈے اور نوجوان جہاد میں شریک ہونے کیلئے یونان کو چلے گئے۔ ترکی حکام نے ان مشتاق جہاد تنی مغرور
کو روکنے کی چنداں کوشش نہ کی۔ مگر غالباً ترکی [illegible] یونانی مجاہدین کو قدر عافیت معلوم ہو جائیگی
البتہ [illegible] کی یونانی آبادی میں جو اپنے حکمرانوں سے [illegible] یونانی
گورنمنٹ کی کوششیں بار آور نہ ہوئیں۔ اپائرس کی یونانی آبادی میں [illegible]

جوں جوں محاربہ میں یونان کو شکست [illegible] تھسلی [illegible] اور ثابت ہو گیا کہ [illegible] پالیسی ملک
کے حق میں نہایت ہی تباہی [illegible] ہو گئی۔ [illegible] سے ایسی [illegible]
[illegible]
دی۔ اس [illegible] ذکر کیا گیا ہے۔

نازک وقت یہ صاف ظاہر تھا کہ جب مارچ کے آخر میں برف پگھل جائیگا اور [illegible] صاف ہو جائینگی تو وہ وقت
دونوں ملکوں کے تعلقات کے حق میں نہایت نازک ہوگا چنانچہ دونوں طرف فوجوں کی جمعیت بہت بڑھا دی
گئی تھی۔ اور کشیدگی کی [illegible] تیز ہو گئی تھی۔

سرحد کا سلسلہ جس کے برابر برابر دو فوجیں بالمقابل پڑی تھیں دو سو میل سے اوپر تھا یہ مشرق کی طرف سرحدی قصبہ [illegible]
کے قریب بحیرہ [illegible] سے شروع ہو کر بجانب غرب بحیرہ اڈریاٹک [illegible] تک پھیلا ہوا تھا۔ تمام سرحدی علاقہ کا
سلسلہ کثیر نہایت کوہستانی اور گھرا ہوا تھا صوبہ تھسلی کی تقریباً کل سرحد پہاڑوں کے کناروں کے برابر برابر چلی گئی تھی اور
پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ترکی و یونانی گڑھیاں ایک دوسرے کے بالمقابل موجود تھیں۔ سرحد اپائرس کے جنوبی حصہ کے محاذ آرٹا
کے قریب یونانی علاقہ نسبتاً ہموار اور کھلا تھا۔ ترکوں کی طرف دو شہر مرکز مقدونیہ اور تھسلی کیلئے الاسونا اور اپائرس
کے لئے یانینا تھے۔ یونانیوں کی طرف محاربہ کے شروع میں علی الترتیب تھسلی کیلئے لاریسا اور اپائرس کیلئے آرٹا ہیڈ کوارٹر تھے

کاظم پاشا مگر ترکی فوج کا حقیقی [illegible] اور اس میں حرکات عسکریہ [illegible]
قسطنطنیہ سے [illegible] کا سلسلہ مکمل ہوا تھا [illegible] فوجی [illegible] اور رسد [illegible]
وغیرہ کو آگے بھیجنے کا کام ایک نہایت ہی قابل اور ہوشیار افسر کاظم پاشا کے ہاتھ میں تھا۔ اسے ملکی گورنر رضا پاشا

دالی سالونیکا سے بھی قابل تعریف امداد ملتی رہی۔ اس قابل افسر کی کارگذاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً دو لاکھ فوج مع تمام ضروری سامان حرب و رسد کے جو پہلے سے [illegible] بارکش کے بغیر اور حیرت انگیز صفائی اور درستی و باترتیبی کے ساتھ عین اوقات مقررہ پر حدود کو پہونچ گئی۔ بلحاظ انتظام [illegible] تعریف و شمار کا مستحق ہے۔ سالونیکا مناسطر ریلوے لائن کا سٹیشن فرجیک [illegible] سالونیکا سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ فوجی نقل و حرکت کیلئے انتہائی سٹیشن تھا۔ وہاں سے بذریعہ سڑک باربرداری شروع ہوتی تھی۔ اور ہر ایک چیز بارکش جانوروں یا بیڈول سی گاڑیوں اور چھکڑوں پر الاصونا جو [illegible] میل کے فاصلہ پر تھا پہنچائی جاتی تھی۔ مگر پھر بھی اصل قاعدۃ الجیش سالونیکا ہی تھا۔ اگر ترکوں نے بحری طاقت کو کمزور نہ ہو جلنے دیا ہوتا اور سمندر کے راستہ فوج و سامان بھیجتے۔ تو ریل اور خشکی کے راستہ کی نسبت اوسکا نصف سے بھی کم وقت اور روپیہ صرف ہوتا۔

یونانیوں کیطرف دراصل قاعدۃ الجیش وولو تھا۔ یہ بارونق بندر جو اتھنز سے ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۸۳ میل لمبی لائن کے ذریعہ لاریسا سے اور اسی ریلوے لائن کے ذریعہ فرسالوس ترکالا اور کالاباکا سے ملا ہوا ہے۔ دونوں لائنیں ولسٹینو میں ملتی ہیں۔ جو وولو سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس اتصال کیوجہ سے جیسا کہ محاربہ میں ثابت ہوگیا۔ جنگی لحاظ سے نہایت اہم مقام ہے۔ بحری غلبہ کیوجہ سے یونانی بآسانی و سرعت اپنی فوجیں جمع کر سکے۔ اونکی تمام افواج سمندر کے راستہ پائرس سے وولو بھیجی گئیں۔ اور وہاں سے ریل پر تھسلی کے اندرونی مقامات کو گئیں۔ اتھنز سے سرحد کو جو خشکی کا راستہ جاتا ہے وہ طویل ہونے کے علاوہ ناقص بھی بہت ہے۔ اگر سمندری راستہ کھلا نہ ہوتا تو یونانی بمشکل فوجیں فراہم کر سکتے۔ اس سے آسٹریا کی تجویز کی جو اوسنے مارچ ۱۸۹۷ء میں وولو اور پائرس کے بحری محاصرہ کیلئے پیش کی تھی کمال معقولیت بالبداہت واضح ہو سکتی ہے۔ اس محاصرہ سے یونانی اجتماع افواج سے بالکل معذور ہو جاتے۔ اور بالفاظ دیگر کوئی محاربہ ظہور میں نہ آتا۔ اور اس سے بڑھکر یونان کے حق میں کوئی بھی ہمدردی اور مہربانی نہیں ہو سکتی تھی۔ بنا بریں رڈیکل فریق اور حامیان یونان کی اوس خفیف سی تحریک کے خوف سے جو انگلستان میں برپا ہو گئی تھی انگریزی گورنمنٹ کا محاصرہ کی شرکت کو نامنظور کرنا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔

دونوں افواج کی جمعیت

افتتاح محاربہ پر تھسلی اور اپائرس کی سرحد پر تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار عثمانیہ اور نوے ہزار یونانی فوج جمع تھی۔ تمام عثمانیہ فوج کا سپہ سالار ادہم پاشا تھا۔ جس کا ہیڈکوارٹر ۲۰ اپریل تک الاصونا میں رہا۔ فوج مقیمہ اپائرس رشتہ مواصلت میں طبعی رکاوٹوں کے حائل ہونیکی وجہ سے ایک طرح سے ادہم پاشا کی کمان سے باہر تھی۔ اوسکے اعلےٰ کمانڈر احمد حفظی پاشا اور مصطفےٰ تھے۔ اول الذکر کا ہیڈکوارٹر یانینا کے مشہور قدیمی قلعہ میں اور آخر الذکر کا مقام لورس تھا۔

لڑائی شروع ہونیکے وقت براہ راست ادہم پاشا کے زیر کمان جملہ اقسام کی نوے ہزار فوج تھی۔ جو حمدی۔ حقی۔ نشاط۔ خیری۔ ممدوح۔ اور حیدر پاشا کے ماتحت چھ ڈویژنوں میں منقسم تھی۔ یونانی افواج مقیمہ تھسلی کا نام نہاد سپہ سالار ولیعہد تھا۔ اوس کے

[illegible] اور یونانی علاقہ میں [illegible] شمالی حد [illegible] اور دونوں طرف کی فوجیں [illegible] تھا اور کہیں کہیں [illegible]

[illegible] سرحدی علاقے میں ہمیشہ [illegible] میں کرنیل [illegible] ۱۵ ہزار فوج تھی۔

[illegible] تاریخ سلطان المعظم اور ان کی گورنمنٹ نے بالآخر اعلان جنگ کا فیصلہ کر لیا [illegible] کل سرحد پر [illegible]

اور [illegible] علاقہ پر بالخصوص گریونا اور [illegible] کی طرف [illegible] کی تھیں اہل [illegible] انتقام کی طرف [illegible]

[illegible] یونانی [illegible] مقام کی [illegible] باقاعدہ فوج کے سپاہی بھی شامل تھے ان [illegible] ترکی کو جو اشتعال دلایا گیا وہ [illegible]

برداشت سے [illegible] نہیں ہو سکتا کہ سلطان المعظم اعلان جنگ میں بالکل حق بجانب تھے

ان [illegible] کے متعلق حالات نہایت عجیب [illegible] نامہ نگار [illegible] کے وقت یونانی [illegible] میں موجود تھے اور ان کی تحریر کردہ حالات کی [illegible]

[illegible] اپریل کو [illegible] غیر باقاعدہ سپاہیوں کی جماعت [illegible] کے [illegible] کے قریب مقام [illegible] کی صبح ہوئی [illegible] کیا

[illegible] ہتھیار [illegible] نے مرتب کیا [illegible] کہ ایک انگریزی [illegible] کی یونانی [illegible] انجمن کا سر [illegible] رکن تھا [illegible] کی تیاری [illegible]

[illegible] تھیں [illegible] کے متعلق [illegible] بالعموم [illegible] فوج [illegible] کی [illegible]

[illegible] یونانی فوج [illegible] ہتھیار [illegible] دونوں طرف [illegible]

[illegible] تھے [illegible] کی تحت [illegible] اور [illegible] سرحد [illegible] تھے [illegible]

[illegible] یونانی [illegible] تھی ان کی فتح و نصرت [illegible] اور [illegible] منقسم ہو گئی یونانیوں [illegible] ایک [illegible] ترکی افواج کی

باہمی [illegible] کو منقطع کرنے [illegible] کے قریب سرحد [illegible] گزر [illegible] سرحد سے پانچ میل [illegible] ترکی موقع [illegible] شمال مشرق

میل کے فاصلہ پر [illegible] سے بجانب شمال مشرق ۱۵ میل کے فاصلہ پر [illegible] ضلع کا صدر شہر [illegible] سے [illegible] زیادہ [illegible] آباد ہیں

گریونا پر یورش کے [illegible] باشندگان [illegible] بغاوت بلند کرنے [illegible] تحریری اعلان [illegible] مگر باشندوں کی [illegible]

[illegible] کی کامیابی [illegible] چھوٹی چھوٹی ترکی [illegible] ترکی سپاہیوں کو شہید کر کے [illegible] بعد از

[illegible] پر جناب عثمانیہ نظام کی ایک کمپنی مقیم تھی حملہ کیا اور [illegible] ہتھیار رکھ دینے کا پیغام بھیجا اس نے صاف انکار کر کے جواب دیا [illegible] میرے سپاہی

اطاعت [illegible] فرائض کی تعمیل میں ہلاک ہونے کو ہر گز ترجیح دیتے ہیں [illegible] اپریل کی رات تک [illegible] کے تمام حملوں کو ناکامیابی [illegible]

[illegible] بعد ازاں [illegible] نقصان [illegible] یونانی سپاہیوں [illegible] کے ایک نامہ نگار نے تاریخ [illegible] اپریل [illegible]

[illegible] برف پر سے گذر کر میں میدان کارزار کو گیا [illegible] ایک [illegible] گاؤں کے [illegible] واقع [illegible] باقاعدہ [illegible] کے گرد غیر منظم دستے

منقسم ہو کر [illegible] اور [illegible] تھے مگر [illegible] اور پہر کو [illegible] کے لئے [illegible]

قائم [illegible] گولیاں [illegible] اوپر سے گزر رہی تھیں اسوقت تک [illegible] اسیر کر لئے گئے [illegible] کا خیال ہے کہ کل [illegible]

ہے میرے خیال میں [illegible] قریب [illegible] اس لڑائی میں [illegible] یونانی قتل ہوئے۔ البتہ زخمی بہت ہوئے۔

[illegible]

[illegible]

چنانچہ جہاں کہیں خطرہ ہوتا ہے ... [illegible] ... مستعد تر ہیں ... [illegible] ... یونانی

ہوگئی جس کی وجہ سے ایک عرصہ تک سرحد کی چوکیوں پر ترکوں کا قبضہ رہا ... [illegible] ... پاشا کے زیر کمان تھی ... [illegible] ... دیڑھ سو سے زیادہ آدمی کٹ گئے

جہاں تک ان کی ٹانگوں میں دم تھا ... [illegible] ... یونانی علاقہ کی طرف بھاگ گئے ... [illegible] ... شخص ... جو اٹلی کی پارلیمنٹ کو ... [illegible] ... ابلکار تھے

نے کئی زیبان ... [illegible] ... گرم علاقہ کے رہنے والے ... [illegible] ... سردی اور بارش کی زیادہ برداشت نہ کر سکے ابھی تک زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی ان

میں سے ... [illegible] ... اپریل کو ہی باقی لشکر سے پہلے اپنی جماعت سے جدا ہو کر ... [illegible] ... کالا باکا کو ہٹ گئے۔

یونانیوں کی تعلی بازی [illegible] ... ہم پہلی ... [illegible] ... ابھی حملہ کا نتیجہ جو ... [illegible]

سب سے اول ... [illegible] ... کی گئی ... میں بتایا گیا کہ ایک ... ترکی ... [illegible] ... ہے۔ گریونیا فتح کر لیا گیا ہے اور ترکی افواج کو درمیان یونانیوں نے ... [illegible]

... [illegible] ... جدا جدا حصوں میں کر دیا ہے۔ ایک یونانی اخبار نے ... [illegible] ... پہنچ گیا ... [illegible] ... شروع ہو گئی ہے اور کامیابی

کے ساتھ شروع ہوئی ہے سفارتی ... [illegible] ... مصالحت آمیز خط و کتابت ... [illegible] ... مراسلات ... [illegible] ... ہو گیا ہے ... [illegible] ... آواز ... [illegible] ... شروع

کر دیا ہے جس آواز کو لازمی طور پر سب ... [illegible] ... سنینگے"

مگر یہ سب بیہودہ ... [illegible] ... اور فریب ... [illegible] ... چنانچہ جب ... [illegible] ... اصل حقیقت ... معلوم ہوئی ... [illegible] ... بے اندازہ خوشیاں ...

کی تھیں ... [illegible] ... لوگوں کی طبیعتیں ... [illegible] ... ٹائمز کے نامہ نگار نے بتاریخ ۱۵ اپریل ... [illegible] ... تحریر کیا ... [illegible] ... کی ناکامی سے عام

... [illegible] ... ہو گیا ہے اور نیز ... [illegible] ... اور شکایات ... [illegible] ... گورنمنٹ کو ... [illegible] ... اور گو ... [illegible]

سر انجام ... [illegible] ... رہی ہے ... [illegible] ... امید تھی کہ اس کی تیار کردہ جماعت کو باقاعدہ فوج سے مدد ملیگی اور ... [illegible] ... مقابلہ جدید ... [illegible]

اخبارات کل حکام کے برخلاف بڑی سختی کے ساتھ ... [illegible] ... بیان ہے کہ شاہی دربار ... [illegible] ... گورنمنٹ میں ایک ... [illegible] ... بے اعتباری ... [illegible] ... قوم

... [illegible] ... جاتی ہے۔ مگر ... [illegible] ... حکمران متذبذب اور ... [illegible] ... میں وہ کوئی ... [illegible] ... قائم نہیں کر سکتے۔ یہ اخبارات ... [illegible] ... کر رہے ہیں کہ کیسے

... [illegible] ... ہزار یونانی ... [illegible] ... واپس ہٹنے پر مجبور ہو جائیں ... یونانی فوج ... [illegible] ... مگر ... [illegible]

... [illegible] ... اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی"

... [illegible] ... یونانی وزیر اعظم نے ... [illegible] ... باقاعدہ فوج کے افسروں یا سپاہیوں کی موجودگی سے انکار کیا ... [illegible] ... ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ...

... [illegible] ... برعکس ... [illegible] ... روایت ہے کہ خود یونانی کمانڈر نے ... [illegible] ... اور ... [illegible]

... [illegible] ... کے ساتھ ہی اور بھی کئی ... [illegible] ... یونانیوں نے ترکی قلمرو ... [illegible] ... اپریل کی ... [illegible] ... کے بیانات کے مطابق یونانیوں نے حسب ذیل ...

(۱) ... [illegible] ... پر ... [illegible] ... ہزار یونانیوں نے ... کی طرف پیشقدمی کی۔ (۲) ... [illegible] ... پر حملہ ... [illegible] ... حالات اوپر درج

ہو چکے ہیں۔ (۳) ... [illegible] ... پر ... [illegible] ... شمال مغرب ... [illegible] ... میل کے فاصلہ پر ہے۔ چوتھی ... [illegible] ... سے ... [illegible]

شمال میں واقع ہے ... [illegible] ... والی پوزیشن ... [illegible] ... تفصیلی حالات معلوم ... [illegible]

ان بے قاعدہ حملوں سے ترکی میں سخت ناراضگی پھیل گئی اور باب عالی نے ان کے متعلق ایک باضابطہ شکایتی مراسلہ

دونوں حکومتوں میں جنگ ہو جانا یقینی تھا مگر سلطان اعظم جنگ کی ابتدا اپنی طرف سے کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے چنانچہ ۱۵ اپریل کو معاہدہ وقت گذشتہ ہو گیا۔ انگریزی اخبارات کی رائے تھی کہ یہ معاملہ بھی ادھورا ہی رہ کر صلح طے ہو جائیگا۔ بہت تھوڑے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ تنازعہ باضابطہ محاربہ پر ختم ہوگا مگر کوئی یورپ کی سلطنت [illegible] توقع تھی کہ ان کی دونو بڑی غیر جانبدار سلطنتیں کی اتنی بیباک ترکی فوج کے ساتھ بجز چند کوئی نامہ نگار بھیجا گیا تھا۔ صرف دو اخبارات ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ادہم پاشا کے کیمپ میں موجود تھے۔ راشٹر ایجنسی کا قابل نامہ نگار مسٹر [illegible]۔ انگریزی اپریل کے شروع میں ادہم پاشا کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا۔ کریٹ کی یورش کی خبر سنکر بشیر بلا توقف مزید میدان کارزار کو جانیکا عزم کرلیا۔ اور ۱۰ اپریل کو اپنے ملک سے روانہ ہو گیا۔

محاربہ کے تین دور ترکی محاربہ تھسلی کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ میدان کارزار کی طبعی بناوٹ اور جغرافی حیثیت کے تین دوروں میں منقسم ہے۔ پہلا دور اعلان جنگ اور ان معرکوں پر مشتمل ہے جو سرحدی گذاروں پر حد فاصل پہاڑوں کے قبضہ کیلئے ہوئے۔ یہ دور ۱۶ اپریل روز جمعہ سے شروع ہو کر جمعرات ۲۲ اپریل کو ختم ہوا جب کہ تمام ترکی افواج نے یونانیوں کو کوہستانی دروں سے نکال کر تھسلی میدان کے دامن پر اپنے قدم جمائے۔

دوسرا دور بازمانہ [illegible] کی لڑائیوں اور درہ ریوینی کی تسخیر پر جو قبضہ ٹرناووس و لاریسا کا باعث ہوئیں مشتمل ہے۔ اور ولسٹینو کی پہلی لڑائی بھی اسی میں شامل ہے۔ یہ ۲۳ اپریل جمعہ سے شروع ہو کر ۳ مئی [illegible] شنبہ کو ختم ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں ادہم پاشا نے کھلے میدان میں یونانی فوج کی قوت مدافعت کو قطعی طور پر پامال کر کے دار الخلافہ اور تھسلی کے کل شمالی نصف پر قبضہ و تصرف کر لیا۔ اور یونانی افواج بعجلت تمام ولسٹینو۔ فرسالہ۔ و تریکالہ کی لائن کو ہٹ گئیں جہاں انہیں مورچہ بند ہو جانے دیا گیا۔ ادہم پاشا تسخیر لاریسا ۲۵ اپریل روز یکشنبہ سے لیکر ۵ مئی تک جبکہ انہوں نے یونانیوں کی تمام جدید لائن پر حملہ کیا عملی طور پر بیکار رہے۔ ۳۰ اپریل کو روز جمعہ حقی پاشا نے ولسٹینو پر جو ناکام حملہ کیا وہ مشیر کی خلاف مرضی وقوع میں آیا تھا۔ مشیر کا مدعا صرف یہ تھا کہ یونانی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیجائے۔ مگر یہ دیکھ بھال خونریز جانگداز معرکہ آرائی تک طول پکڑ گئی۔ یہ درست ہے کہ ترکوں کا گولہ بارود بہت کچھ خرچ ہو گیا تھا۔ اور دیگر ذخائر کے جمع کرنے میں بھی بہت دقتیں در پیش رہی تھیں لیکن ان سب باتوں کے لحاظ کے بعد بھی میری رائے میں دس دن کا توقف بہت ہی زیادہ تھا۔

تیسرا دور محاربہ کا باقیماندہ حصہ پر مشتمل ہے جو ۵ مئی سے شروع ہو کر ۲۰ مئی کو ختم ہوا۔ جس عرصہ میں [illegible] فرسالوس اور ڈومکو سے [illegible] کر کے یونانی کل جنوبی تھسلی سے نکالدئے گئے۔ سب سے زیادہ اور جانگداز لڑائیاں اسی دور میں ہوئیں۔ اور اسی میں ترکوں کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ ولسٹینو اور فرسالوس کی لڑائیوں میں انکے اتنے شہید اور مجروح ہوئے کہ اتنے باقی کل محاربہ میں نہ ہوئے۔ ان معرکوں میں یونانیوں کا بھی بہت نقصان ہوا

ترکوں کی پوزیشن لڑائی شروع ہونیکے وقت چھ ترکی ڈویژن جن میں تخمیناً نوے ہزار آدمی تھے سرحد پر یا سرحد کے قریب موجود تھے۔ پہلا ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان ڈومینک میں۔ دوسرا

نشاط پاشا کے زیر کمان سکوٹیا میں سوم و چہارم حصص دیپ پاشا کے زیر کمان الاصونا میں پنجم ایتھم پاشا کے زیر کمان ... سکوٹیپ جنوب مغرب میں بمقام ڈسکاٹا - اور ششم اسعد پاشا کے زیر کمان ٹھیو قریہ میں تھا - علاوہ بریں فوج سوار ان کا ایک فرقہ ڈویژن سلیمان پاشا کے زیر کمان بمقام ہمرانی اور بارہ بٹالین کا ڈویژن توپخانہ رضا پاشا کے زیر کمان الاصونا پہنچا - ڈویژن آٹھواں ڈویژن بھی محاربہ کے ختم ہونے سے چند دن پہلے وہاں جمع کر دیا گیا تھا - ان علاوہ اور دس ہزار آدمیوں کا ایک اور دستہ اسلام پاشا کے ماتحت ڈسکاٹا میں متعین کیا گیا تھا - دو ڈویژن حفظی پاشا اور مصطفے پاشا کے زیر کمان اپائرس میں تھے ان میں تیس ہزار کے قریب فوج تھی -

تمام ترکی فوج پیدل مارٹینی ہنری رائفل اور نیبی سنگین سے جو نہایت ہی کار آمد ہتھیار ہے مسلح تھی صرف نشاط پاشا کے (دوم) ڈویژن کا ایک بریگیڈ منسی ماسر رائفل سے مسلح تھا - اس بریگیڈ کو ڈوموکوس کی لڑائی میں بہت نقصان پہنچا ساتویں اور آٹھویں ڈویژن بھی جو بعد میں فراہم ہونے کی وجہ سے شریک کارزار نہ ہوئے - ماسر رائفل رکھتے تھے - بیرونی (وردی) نیلگوں - چھوٹا کوٹ و پتلون سرخ تھے - پاؤں میں چمڑے کی بنی ہوئی جوتیاں تھیں - جو وردیاں میں نے دیکھیں ان میں سے اکثر بوسیدہ اور کہن سال تھیں چنانچہ محاربہ کی آخری دنوں میں سپاہی بالعموم یونانی وردیوں کی مختلف حصے جو انہیں غنیمت میں ملی تھیں استعمال کرتے رہے - البانویوں کے سر پر سفید رنگ کی فیس تھی - جو سر پر خوب جم کر بیٹھتی ہے گراں کوٹ عام تھے - مگر ہر ایک سپاہی کے پاس نہ تھے - ہر ایک سپاہی کے پاس کندھے پر ڈالنے والی کارتوسوں کی پیٹی - اور ٹین کی بوتل پانی رکھنے کے لئے تھی - اپنا دیگر سامان سپاہی حسب پسند وضع میں پیٹھ پر رکھتے تھے -

اس ترکی فوج کا بہت ہی تھوڑا حصہ نظام یعنے کارکن فوج باقاعدہ سے تعلق رکھتا تھا - تین چوتھائی ردیف یعنی ریزرو فوج کے سپاہی تھے - جنکی عمریں ۲۵ اور پچاس کے درمیان تھیں زیادہ تر تیس اور پینتیس برس کے درمیان عمر رکھتے تھے - یہ ردیفی سپاہی نہایت مضبوط - خوب تنآور اور کمال جفاکش دیہاتی لوگ تھے - جو بھاگنے کا نام نہ جانتے تھے - اور بیماری بھی شاذ و نادر ہی غالب آسکتی تھی - البانوی آٹھ دس ہزار کے درمیان تھے - مجھے جسقدر ترکی پلٹنوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا - وہ علاقہ وار تقسیم کے اصول پر بھرتی کیگئی ہوئی تھیں - اور جس جس قصبہ یا ضلع سے آئی تھیں اونکے نام سے پکاری جاتی تھیں ... میں نے بہتیرا پلٹنیں نہایت شاندار دیکھیں - مگر طرابزونی پلٹن خاص طور پر قابل تذکرہ ہے اوسکے سپاہیوں کو دیکھ کر طبیعت کو خاص فرحت ہوتی تھی - وہ ہماری گرینیڈیر گارڈ پلٹن کے سپاہیوں ایسے طویل القامت اور مضبوط جسم تھے - اور جفاکشی میں تو اون سے بدرجہا فائق تھے

عثمانیہ کیولری } فوج کیولری تعداد میں بہت تھوڑی مگر اوصاف اور خوبیوں میں بینظیر تھی - اوسکے تمام آدمی طویل القامت شہ زور اور عمدہ شہسوار تھے - گھوڑے دیکھنے میں پست قامت اور لاغر اندام مگر بلا کے جفاکش ثابت قدم - اور مضبوط اونکے قد چودہ پندرہ ہتھ کے درمیان تھے - انمیں عربی خون کی بکثرت آمیزش

تھی جس محنت شاقہ کو انہوں نے ہفتوں بلکہ مہینوں تک بلا تکلف برداشت کیا اور جسکے انگریزی گھوڑے چند دنوں میں تباہ
راہی ملک عدم ہو جاتے۔ یونانیوں کو خیال تھا کہ ترکی کیولری چرکسوں سے مرکب ہے کیونکہ سواروں کے سر پر سیاہ رنگ بڑے
کی کھال کی ٹوپیاں یا قلپاقیں تھیں اور اس خیال کی وجہ سے انکے دلوں میں ترکی سواروں کی سخت دہشت بیٹھ گئی ہوئی تھی
لیکن حقیقت یہ تھی کہ سوا جنسے زیادہ چرکس نہ تھے۔ سواروں کے پاس بھی تلوار رائفل اور کندھے پر ڈالنے والی کارتوس
پیٹی تھی۔ اور وردی یہ تھی۔ چھوٹا کوٹ پتلون۔ اور لمبے بوٹ۔ اونکی زینیں پرانی طرز کی اور چوبی تھیں۔ اور رکابیں عجیب
عجیب وغریب طرز و وضع کی مشرقی فیشن کی بڑی بڑی۔

ترکی توپخانہ نہایت عمدہ تھا۔ توپیں سوا انچ قطر کی کرپ اور بارہ پونڈ وزنی گولا چلانے والی تھیں۔ خود توپیں اور
انکے متعلق گاڑیاں بہت اچھی حالت میں تھیں گھوڑے خوب مضبوط اور دیوقامت تھے۔ فی بیٹری چھ توپیں ساتھ گھوڑے
اور [illegible] آدمی تھے۔ مگر ترکی توپخانہ نے [illegible] قابل تعریف دار [illegible] نہ دکھائی۔ بقول مسٹر بگلم افسر کافی تربیت یافتہ
اور گو نشانہ بازی میں ماہر نہ تھے مسٹر موصوف یونانی توپخانہ کی نسبت عمدہ رائے رکھتے ہیں۔ مگر جب تک میں میدان کارزار میں رہا
بلکہ اوسکے بعد بھی یونانی توپخانہ کی کارگذاری بہت ردی رہی تھی۔ ایسی توپخانہ کی تین بیٹریاں (نو پونڈ توپوں کی)
کیولری ڈویژن کی ساتھ تھیں۔ اور تین بیٹریاں کوہی توپوں کی خچروں پر تھیں۔ توپخانہ کا افسر اعلیٰ [illegible] پاشا گو اعلیٰ تربیت
یافتہ نہایت ذہین و مستعد اور اول درجہ کا لائق افسر تھا۔ مگر توپخانہ نے بہت کم عملی و مفید کام کیا۔ فوج کا دستہ سفرمینا بھی
چنداں مضبوط اور قابل نہ تھا۔ طبی سٹاف اور انتظام شفاخانہ جہانتک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اچھا تھا۔ جنیوا کے جرمن
اور ڈاکٹر جنہیں میں نے دیکھے وہ قابل اور دلی شوق سے کام کرنے والے آدمی تھے۔ اور آلات جراحی عمدہ اور ادویات مسکنہ کا
ذخیرہ کافی تھا۔ لیکن ڈسٹینو کی دوسری لڑائی اور معرکہ ڈوموکس میں سامان ناکافی پایا گیا تھا۔

ترکی فوج کا جنرل سٹاف (ارکان حرب) عمدہ تھا۔ اکثر قابل ترین افسر جرمنی میں تعلیم و تربیت پائے ہوئے تھے۔ اور جرمن و
فرانسیسی بلا تکلف بول سکتے تھے۔ وہ تیز فہم مستعد ماہر اور محب وطن جنٹلمین تھے۔ دنیا میں کوئی ایسی فوج نہیں
جو انکی موجودگی کو باعث فخر نہ سمجھے۔ جرنیلان ڈویژن عموماً کم لیاقت تھے۔ اور اونکے سٹاف بھی ویسے اچھے نہ تھے
جیسے کہ ہونے چاہئیں تھے۔

یونانی فوج

یونانی فوج تعداد میں ترکی فوج کے دو ثلث تھی تھیسلی و اپائرس میں کسی وقت نوے ہزار سے زیادہ یونانی
فوج جمع نہ ہوئی۔ یونانی فوج پیدل فرانسیسی ساخت کی گراس رائفل سے مسلح تھی۔ اون کی وردی یہ تھی
نیلگوں چھوٹا کوٹ کشادہ پتلون۔ اور فرانسیسی طرز کی ٹوپی۔ فوج نظام کا حصہ کثیر پست قامت۔ نحیف الجثہ [illegible]
[illegible] اعتدال سے بالکل مبرا تھا اور [illegible] (کوہستانی) گھاگرہ پلٹن کیطرح ایک قسم کا لنگدار گھاگرہ پہنتے ہیں اور ان
کی ٹوپی ترکی فیز سے بہت ملتی جلتی ہے۔ انمیں سے بعض خوبصورت جوان اور بلا کے قادر انداز تھے۔ کئی موقعوں پر

پانسو سواروں تک ہوتا - ویسٹیڈ اور رسالہ میں یہ لوگ خوب تربیت یافتہ تھے - یونانی انفنٹری بھی ہوتی تھی - ترک ابھی چھ سو گز کے فاصلہ پر ہوتے
کہ یونانیوں کا سلسلہ ٹوٹ جاتا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا۔

یونانی توپخانہ تعداد میں کم مگر ویسا ہی اچھا تھا جیسا پایا جاتا تھا توپیں کروپ کی تھیں افسر خاصہ تربیت یافتہ تھے - فوج کیولری نہ ہونیکے برابر تھی - ٹرانسپورٹ اور رسد رسانی کا انتظام بالکل ناقص اور ہسپتال کا انتظام بھی ذخیروں میں ناکافی تھا - ملکی فوج کے علاوہ تقریباً پانچ سو اجنبی مجاہدین کا ایک دستہ تھا جس میں زیادہ تر اطالین اور انگریز تھے - اکثر اطالین کا رویہ شروع سے آخر تک تو نہایت بزدلانہ تھا - مگر بعد میں بہت سنور گئی - انگریز مجاہدین نے معقول شجاعت و متانت دکھائی - بے قاعدہ افواج جن کو انہیں کی ہتیار پانو ترتیب کیا تھا - محض دردسر اور الٹی شرمندگی کا باعث تھیں وہ جسطرح نشیبیاں نکالتے اور نشیلی تھے جب آگے ہوتے تھے اسیطرح میدان مصاف سے پیچھے ہٹنے میں سب سے پہلے رہتے تھے اونکی یہ خاصیت ایسی عام مشہور ہوگئی تھی - کہ جو جنگی نامہ نگار یونانی فوج کے ساتھ تھے - وہ جس وقت ان بے قاعدہ سپاہیوں کو مصاف سے پیچھے ہٹتے دیکھتے اسیوقت سمجھ جاتے کہ لڑائی کا اختتام اب قریب ہے - اعلیٰ یونانی افسروں میں سے صرف جنرل اسمولنسکی نے نمایاں کارگذاری دکھائی - عام مطعون کرنیل مانوس کو اگر افسر سے کافی کمک پہنچتی رہتی - تو غالباً وہ بھی اچھی کارگذاری دکھا سکتا۔

ترکی فوج کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار میں نے مسٹر کلائیو بگھم کی قابل تعریف مختصر سی کتاب سے اخذ کیے ہیں مسٹر موصوف کے بیان کے مطابق ایک ترکی ڈویژن میں تخمیناً آٹھ یا نو ہزار آدمی یا چھ چھ ہزار آدمیوں کے دو دو بریگیڈ ہوتے ہیں ہر بریگیڈ میں تین تین ہزار آدمیوں کی دو دو رجمنٹیں اور ہر رجمنٹ میں ساڑھے سات سات سو آدمیوں کی چار پلٹنیں اور ہر پلٹن میں چار چار کمپنیاں ہوتی ہیں - مزید براں ہر ڈویژن میں سواروں کا ایک رسالہ - تین باٹریاں (فی باٹری چھ توپیں و اسی آدمی) اور تخمیناً ایکسو چالیس نفر صاف کنندہ ہوتے ہیں - کیولری رجمنٹ میں ایک ہزار سوار یا دو دو سو سواروں کے پانچ رسالے ہوتے ہیں اور ایک آرٹلری پلٹن میں تین باٹریاں یا اٹھارہ توپیں۔

ترکوں کی صحت

ترکی فوج کا عجیب ترین خاصہ یہ ہے - کہ ترکی سپاہیوں کی صحت بالعموم نہایت اچھی رہتی ہے - وہ ایسی آبادی سے لئے جاتے ہیں - جو جنگی کاموں کیلئے دنیا بھر میں بہترین ہے - وہ یورپ اور ایشیا کے غافل دہقانوں سے جو آسودگی اور سلامت روی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے - بھرتی کئے جاتے ہیں - وہ بچپن سے سادہ روٹی اور صاف پانی پر پرورش پاتے ہیں مخدرات و منشیات کو کبھی چھوتے تک نہیں - اور گوشت بھی کم کھاتے ہیں اس سادہ غذا کے علاوہ وہ کھلے علاقوں اور عمدہ آب و ہوا میں رہتے ہیں - شہروں کی غلیظ اور مضر آب و ہوا سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا - ان بواعث سے ترکی دہقان کی جسمانی ترکیب و بناوٹ ایسی مضبوط ہو جاتی ہے کہ تکان یا بیماری اس پر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور وہ قلیل ترین خوراک پر مستانہ کارنامے دکھا سکتا ہے - امراض متعدی و

تناسل اور اوسکے خطرناک نتائج بالعموم ترکوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا۔

ترکوں کی شجاعت و ثابت قدمی

شجاعت ترکوں کا قومی و نسلی خاصہ ہی نہیں مذہبی شعار بھی ہے وہ نسلاً بعد نسل ان جواں مردوں کی پشت سے چلے آتے ہیں جو خوف یا دشمن کے مقابلہ سے منہ پھیرنے کا نام تک بھی نہ جانتے تھے عثمانی ماں کے شکم سے ہی جدی حمیت و بسالت ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے جس مادر زاد شجاعت کو رشتہ مذہب سے اور تقویت پہنچ جاتی ہے۔ اوسکا مذہب اوسے تعلیم دیتا ہے کہ جو عثمانی اپنے مذہب دین و ملک کی حمایت میں لڑتا ہوا میدان جنگ میں شہید ہو۔ دائمی آسائش و آرام اور خلد بریں اوسکے معاوضہ میں ملتا ہے۔

مجاہد بلقانی کے دوران میں عساکر عثمانیہ کو معقول غذا ملتی رہی۔ بقول مسٹر بگھم انہیں ہر روز چاول شوربا۔ گوشت اور پنیر ملا کرتا تھا۔ صرف دو کو جانتے ہونگے جو سپاہی بیماری سے ناقابل ہوئے۔ اونکی تعداد نصف فیصدی سے زیادہ نہ تھی یعنی دو سو میں سے صرف ایک بیمار ہوا۔ کل شفاخانے بالخصوص سالونیکا اور سرفجی کے ہسپتال نہایت پاکیزہ اور خوب آراستہ تھے۔ ڈاکٹر اور خدام بھی اعلیٰ تربیت یافتہ اور بڑے محنتی آدمی تھے مسٹر اڈر گارڈنسٹٹ اور عثمانیہ بنک نے بنام شفاخانہ ہلال احمر جو شفاخانہ بھیجا اوسنے نہایت عمدہ کام دیا۔ اور ترکی سپاہی بڑے شوق سے خود وہاں معالجہ کراتے رہے۔ مختلف یورپین ممالک کی انجمنہائے صلیب احمر کیطرف سے بھی دونو فوجوں کے ساتھ شفاخانہ کھولدئے گئے ہوئے تھے جس صبر و تحمل سے ترکی مجروحین زخم و جراحت کی سخت سے سخت تکلیف اور درد کو برداشت کرتے تھے۔ اوسکو دیکھکر بلا مبالغہ حیرت ہوتی تھی اجنبی شفاخانوں کے ڈاکٹروں نے اس مضمون کی سینکڑوں روائتیں اور واقعات شائع کئے ہیں کہ ترکی مجروح تکلیف دہ جراحی عمل کی وقت بھی اف نہ کرتے تھے مسٹر بگھم عثمانیہ سپاہیوں کی شجاعت و بسالت پر حسب ذیل لکھتا ہے۔ مگر میری رائے میں اونہے اس شجاعت کا باعث و موجب بتانے میں ٹھیک انصاف سے کام نہیں لیا۔

معترجنٹی افسروں کی حصہ کثیر میں یا تو کم ثروت ترکی جنٹلمین ہیں۔ جو اگرچہ اپنے فن میں کوئی زیادہ قابل نہیں مگر نہایت خوش اخلاق اور خاص صے شجاع ہیں۔ اور زیادہ کہنہ سال پختہ کار۔ اور قوی البنیان لوگ ہیں۔ جو تیس چالیس برس کی فوجی خدمت کے بعد سپاہی یا سارجنٹ کے درجہ سے بتدریج کپتانی اور میجری کے رتبہ پر فائز ہوتے ہیں آخر الذکر کی خیالات اور اطوار اور طریقے اب تک سارجنٹوں ایسے ہیں۔ مگر اونکو اپنے سپاہیوں پر بڑا اقتدار حاصل ہے اور شجاع اور جفاکش تو ایسے ہیں کہ ہم اسکا کبھی درست اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ بلکہ حق الامر یہ ہے۔ کہ لفظ شجاعت کو ترکوں کیطرف منسوب ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جہانتک میں غور و فکر کرنے کے بعد سمجھ سکا ہوں میری رائے میں ذہنی طور پر ترکوں میں خوف کو محسوس کرنے کی حس ہی موجود نہیں اور وہ خطرہ کی کچھ پرواہ ہی نہ سمجھتے۔ برعکس ازیں البانوی اس بارہ میں بہت محتاط ہے حتی الامکان گولی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور آڑ کے فوائد کو خوب سمجھتا ہے

[illegible]

اعلان جنگ — [illegible]

[illegible] بڑھ گیا ہو [illegible] ترکی کی [illegible] چلے جانے کے لئے

[illegible]

[illegible] یہ موضع وادی چپ (تھسالی) میں [illegible] کے قریب [illegible]

میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور [illegible] فریقین میں یہاں با قاعدہ لڑائی ہوئی جس میں حافظ پاشا کے [illegible]

بارہ پلٹنیں شریک ہوئیں اور [illegible] یونانی پسپا کر دیئے گئے۔ در حقیقت [illegible] کی یونانی [illegible] سے تمام

کل سرحد پر لڑائی جاری تھی۔

معرکہ ملونا — اس لڑائی کے ختم ہوتے ہی تمام سرحد پر نائرہ حرب یکبارگی مشتعل ہو گیا۔ اور مشرق کی طرف سرحد سے لیکر جنوب مغرب میں [illegible] تک پچاس میل کی مسافت میں دونوں فوجوں کے درمیان جا بجا [illegible]

معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تقریباً ہر جگہ یونانیوں نے پیش دستی کی۔ اور شروع شروع میں انکو جزوی کامیابی

بھی ہوئی۔ درہ ملونا میں جہاں لڑائی کا سب سے زیادہ [illegible] انہوں نے ترکی گڑھیوں کا [illegible] کر لیا

[illegible]

[illegible] حسب ہدایت [illegible] کر کے [illegible]

پہاڑی چوٹیوں کی [illegible] بھگا دیا۔ یہاں درہ کی چوٹی پر نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ ترکی فوج نے ترکی گڑھی سے [illegible]

پچاس قدم سے ایک دشمن کا [illegible] دشمن کا حلقہ اٹھا دیا۔ اور [illegible]

جو یونانی گڑھی تھی اسکا قبضہ چار [illegible] قطعی طور پر [illegible] یونانی

اچھے لڑے۔ وہاں عموماً [illegible] (کوہستانی) ترکوں کے مقابل تھے۔ جو باقی یونانی سپاہ سے قد و قامت اور شجاعت میں

بہت [illegible] ملونا میں یونانیوں پر فیصلہ کن حملہ ممدوح پاشا کرد (سوم) [illegible] نے درہ کی بائیں جانب [illegible]

آگے بڑھ گیا۔ حافظ پاشا کے زیر کمان بریگیڈ نے تین گڑھیاں جو خاص ملونا کی گڑھی سے بجانب جنوب مغرب تھیں بزور سنگین فتح کیں۔

درہ ملونا کے معرکوں میں فریقین کا نقصان کثیر ہوا۔ ترک دو سو سے زیادہ شہید و مجروح اور یونانی کم از کم پانسو قتل و زخمی

ہو گئے۔ الغرض ملونا کی مقتول و مجروح یونانیوں کی تعداد کا اندازہ ایک ہزار کا کیا گیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ترکوں کا

نقصان اس سے بھی زیادہ بتلاتے تھے۔ شجاع و دلاور جرنیل حافظ پاشا اس موقعہ پر اپنے بریگیڈ کے آگے آگے

جاتا ہوا شہید ہوا۔ [illegible] نامہ نگار نے اس جواں مرد کی مردانہ موت کے حالات حسب ذیل تحریر کئے۔ اس لڑائی کے

مقتولین میں جنگ روم و روس کا ایک بہادر حافظ پاشا بھی شامل ہے۔ اسی برس کا پیر مرد ہونے کے باوجود اسکا جوش

جوانوں سی بڑھا ہوا تھا۔ وہ برہنہ سر اپنے سپاہیوں کے آگے آگے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ جب گولیاں سپاہیوں کے سروں سے گذرنے لگیں تو اردلی سے عرض کیا "آپ گھوڑے سے نیچے اُتر آئیں"۔ شیر دل حافظ نے جواب دیا "میں دسی محاربوں میں گھوڑے سے نہ اُترا۔ اب کیوں اُتروں؟ بہیرے بچو۔ بڑھے چلو"۔ ایک منٹ بعد گولی اُسکے بائیں بازو پر لگی جسکی چند مخلوں کے لیے اُس کا ذہن الجھ گیا۔ اُسکے شاف نے پھر گھوڑے سے اُتر کر واپس چلے جانیکے لئے عرض کیا۔ مگر بے سود۔ چند منٹوں کے بعد ایک دوسری گولی نے دائیں بازو کو پارہ پارہ کر دیا۔ تیسری گولی پیام اجل تھی۔ وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے حوصلہ افزا فقرے کہہ رہا تھا کہ گولی عین حلق پر آ لگی۔ اور ریڑھ کی نس کو توڑ دیا جس سے طائر روح فی الفور قفس عنصری سے پرواز کر گیا"۔

ڈیلی نیوز ایسا متعصب اخبار بھی اس بیاسی سالہ شجاع و جوانمرد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُسکے الفاظ حسب ذیل تھے "کیا شجاعت و بسالت کی کوئی کہانی اُس داستان سے بھی زیادہ موثر اور رقت انگیز ہو سکتی ہے۔ جو آج صبح موصول ہوئی ہے۔ اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حافظ پاشا کسطرح شہید ہوا۔ یہ شیر دل اسی سالہ پیر مرد تھا۔ اکثر جوانمردوں اور بہادروں کے حالات مظہر ہیں کہ میدان جنگ میں اُنکی پر جوشی اور دلاوری اور جہاں معرکہ کارزار ہو وہیں پہنچ جانیکے باوجود اُنہیں کوئی صدمہ و آسیب نہیں پہنچتا رہا۔ اس بہادر کے ساتھ اسکے برعکس معاملہ گذرا جو بدرجہ غایت موثر اور تاسف خیز ہے۔ آخری گولی اس مجروح و خستہ جانباز کیلئے پیام رحمت تھی اُسنے اُسکی تکالیف کا فی الفور خاتمہ کر دیا۔ اور اُسے اُسی شاندار شہادت کا مرتبہ بخش دیا جسکا وہ متلاشی تھا۔ اور جسکی ہی خاطر اُسنے کمان کو چھوڑنا منظور نہ کیا تھا۔

حمدی پاشا و معرکہ قریہ

انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا نے بتدریج اُن یونانیوں کو جنہوں نے ترکی قلمرو میں داخل ہو کر قریہ پر حملہ کیا تھا۔ پسپا کر دیا۔ الاصونا سے اُسے دو پلٹن فوج پیدل اور توپخانہ کی کمک بھیجی گئی۔ ۲۲۔ اپریل تک یونانی نیز روس اور ضلع ریپانی سے یکسر پیچھے ہٹ گئے تھے اس مراجعت کنندہ یونانی فوج کا ایک حصہ دریائے پینی اسکے اُس پل سے جو وادی ٹمپہ کے پائیں تھا عبور کر کے جنوب شرق کے رخ ساحل کے برابر برابر دلوکو ہٹا۔ اور گذرنے کے بعد پل کو توڑتا گیا۔ سری گرفتاری اور مشکلات کا باعث بھی تنگ ہوئی تھی۔ یونانی میمنہ کا حصہ کثیر درہ ریپانی کے راستہ قلب لشکر کو جو ٹرناوس کے سامنے دلیلہ۔ باقی کے درمیان صف آرا تھا ہٹ گیا۔

اُن بلندیوں پر جو جنوب مغرب میں ملونا سے دواسی تک پھیلی ہوئی تھیں۔ تین دن تک متفرق لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں نشاط پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکومپا اور خیری پاشا کا ڈویژن مقیمہ دواسی پہلے تو یونانی حملوں کو روکنے میں مصروف رہا۔ پھر اُنہوں نے یونانی حملہ آوروں کو سکومپا اور ریوینی دروں کے راستہ تھسلوی میدان کو پیچھے ہٹا دیا۔

کوہی سلسلہ جو حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ ملونا سے تخمیناً پندرہ میل تک یکبارگی جنوب کیطرف کو جھک گیا ہے

اور قطبہ ٹرنا دوس اُس ہموار میدان میں واقع ہے جو اس عظیم کوہی جھکاؤ کے جنوب مغربی دامن سے شروع ہوا ہے پس جس وقت سے خیری پاشا درہ ریوینی سے میدان میں داخل ہونیکے قابل ہوگیا - یونانی قلب لشکر کی حالت جو ٹرنا دوس سے دس میل بجانب شمال ماتی سے ولیا تک پھیلا ہوا تھا نازک اور مراجعت اشد ضروری ہوگئی تھی - پہلے شروع شروع میں تو خیری پاشا کو سمولنسکی کے پرزور حملے کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو ہی سنبھالے رہنا کسی قدر مشکل ہوگیا تھا مگر دوسرے کمانڈروں کی ناکامی سے سمولنسکی کی کامیابی بھی خاک میں ملگئی - اور ۲۳ اپریل کو اُسے مجبوراً اپنا دستہ درہ ریوینی کے راستہ لاریسا ہٹا لیجانا پڑا - نشاط پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکوپیا - داسی لوو آونا کے درمیان کی گڑھیوں اور کڑاروں سے یونانیوں کو نکالنے میں مشغول رہا جس سے وہ ۱۲ کو فارغ ہوا - اس تاریخ صرف ایک مقام یعنے کرتیری کی سربفلک اور تقریباً صعب الحصول چوٹی جسکے پائیں میں ٹرنا دوس واقع ہے - یونانیوں کے قبضہ میں رہ گئی - ۱۷ - اور ۲۳ کے درمیان ترکوں نے اسپر کئی دھاوے کئے - مگر بے سود - ۲۰ - اور ۲۱ - کو اُسپر لگاتار آتشبازی کیجاتی رہی - اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا پہاڑی کی طرفین عمودی ہی نہیں - یونانیوں نے اسپر خوب مستحکم مورچے بھی تیار کر لئے ہوئے تھے - چنانچہ ترکوں کے ان فضول حملوں میں دو سو سے زیادہ شہید و مجروح ہوئے - کرتیری کو فتح کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ترک اسے محصور کر کے بلا خدشہ آگے بڑھ سکتے تھے - کیونکہ گو وہ درہ سکوپیہ کے ناکہ پر واقع تھی - مگر ٹرنا دوس کے شاہراہ کی اُس مقام سے کوئی حفاظت نہ ہوسکتی تھی - نہ وہ وہاں سے کسی طرح زد میں تھی - بالآخر یونانی اس موقعہ کو ۲۴ اپریل کی رات کو جس رات کہ وہ بے تحاشا وسراسیمہ وار لاریسا کو بھاگے تھے خالی کر گئے -

یونانی فوج مقیمہ تھسلی } محاربہ کے شروع میں یونانی فوج مقیمہ تھسلی جو تعداد میں ساٹھ ہزار سے متجاوز تھی دو ڈویژن میں منقسم تھی - جنکے ہیڈکوارٹر لاریسا اور تریکالہ میں تھے - جنرل مقریس اور ماورومیکالیس انکے کمانڈر تھے - یونانی گو تعداد میں ترکوں سے کم تھے - مگر ایک تو وہ پہاڑی سرحد کے اندرونی جانب پر تھے دوم اُنکے پاس ترکوں کی نسبت عمدہ وسائل نقل و حرکت و آمد و رفت موجود تھے - اُنکے سمندری قاعدۃ الجیش وولو سے دونو بڑی قواعد الجیش تک ریلوے جاتی تھی - چنانچہ اگر یونانیوں میں اسقدر لیاقت یا شجاعت ہوتی کہ وہ ترکوں کے طویل اور متفرق خطوط مدافعت کے کسی ایک موقعہ پر کل طاقت مجتمع کر کے پرزور حملہ کر دیتے تو بأغلب وجوہ ترکوں کے حق میں اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوتا - مگر یونانی افسر نالائق محض تھے - اور یونانی جنرل سٹاف کی یہ حالت تھی کہ اُسے سبقدستی چھوڑ محافظت کے پہلو کیلئے بھی کوئی نقشہ یا پلین تجویز نہ کی ہوئی تھی - بقول مسٹر بنٹ برلی جنرل مقریس کے زیر کمان بمقام لاریسا اور اُس سے شمالی علاقہ میں ۳۵ ہزار فوج تھی - نامہ نگار مذکور اس جنرل کی بہت تعریف کرتا ہے - اور لکھتا ہے کہ وہ خوش طبع ہوشیار اور مستقل مزاج افسر تھا - اُسکی عمر ساٹھ سال سے متجاوز - اور قد لمبا تھا - شاہزادہ ولیعہد کے سپہ سالار اعلے ہوتے پر وہ سٹاف کا افسر اعلے بنایا گیا - جنرل ماورومیکالیس بھی طویل القامت اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر رکھتا ہے - بقول مسٹر

برخلاف وہ انتظامی معاملات میں بڑا سخت گیر ہے۔ مگر عملی لیاقت حربیہ میں متقریں سے کم ہے۔

ولیعہد و جنرل سمولنسکی

مسٹر نکور شاہزادہ قسطنطین کی کم لیاقتی کا ذکر کرکے یونانی کمانڈروں اور جنرل سٹاف کو سخت مطعون کرتا ہے کہ وہ لاریسا کو محفوظ و مورچہ بند یا اسکی سرکوں کی ناکہ بندی کرنے سے سخت مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہوئے۔ ولیعہد پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ اُسنے کسی لڑائی میں عملی حصہ نہ لیا۔ مگر میرے خیال میں ایسا کرنا سپہ سالاری کے فرائض میں داخل نہیں۔ مسٹر برے جنرل سمولنسکی کی جو پولین الاصل اور ۶۳ سالہ ہے بہت تعریف کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اُسنے صرف سات کمزور پلٹنوں سے ایک ہفتہ تک ایک سالم ترکی ڈویژن کو درہ ریوینی میں داخل نہ ہونے دیا۔ اور صرف اُسوقت اپنی جگہ سے ہٹا۔ جبکہ دوسری یونانی فوج ۲۲ اپریل کو دہشت زدہ و سراسیمہ ٹرناووس سے فرار ہوئی۔ جنرل مذکور کی قابلیت اور کامیابی کی نسبت میری ذاتی رائے بھی اچھی ہے۔

مسٹر برے کی رائے

مسٹر برے مراجعت کی ایک غلط حکم کے متعلق بھی جو ولیعہد نے ۱۹ اپریل کی دوپہر کو صادر کیا تھا عجیب داستان سناتے ہیں۔ بظاہر اُسپر مشکل اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ مگر یونانی افسروں بالخصوص ہیڈکوارٹری سٹاف سے ایسی عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی رہی تھیں کہ اگر یہ داستان بھی درست ہو تو کچھ عجیب نہیں۔ مسٹر موصوف کا بیان ہے کہ تین گھنٹوں کے ہی بعد اُس حکم کو منسوخ کرکے پھر آگے بڑھنے کا حکم نافذ کیا گیا مگر درمینوا فوج کرتسووالی کی پہاڑی کو چھوڑ چکی تھی۔ اور دوسرے دن ترکوں سے اُسے پھر فتح کرنے کی کوشش میں جنرل ماوروسیکالیس کے دو ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ مسٹر برے نے اپنی تحریروں میں دیلیر کے عوض موضع درہ لی لکھا ہے جو صریح غلط ہے۔ درہ لی موضع بابا کے قریب وادی ٹمپی کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور دیلیر ماتی سے تخمیناً تین میل بجانب شرق اور ٹرناووس سے نو میل بجانب شمال مشرق واقع ہے۔

۲۳ مئی کی شام کو ادہم پاشا کی فوج کے دیلیر پر قابض ہونے سے ہی یونانی میمنہ شکست یاب ہوا تھا۔ اور لاریسا کی طرف مراجعت کرنا لازمی ہوگیا تھا۔ مراجعت یونانی فوج کو کمال تباہی سے بچانے کے لئے بیشک ضروری تھی۔ مگر اسکے اندھا دھند بھاگڑ میں مبدل ہو جانے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی۔

مسٹر موصوف جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں یونانی فوج کے نظام اور اسکے افسروں کے متعلق حسب ذیل رائے تحریر کرتے ہیں۔ "جنرل کریس نے اپنی ۲۵ ہزار فوج کو لاریسا اور ٹرناووس کے درمیان مقیم رکھا حالانکہ وہ اس سے غنیم پر جو ایک دوسرے سے میلوں دور دروں کے دہانوں پر مقیم تھا۔ حملہ کرنے کا کام نہایت آسانی سے لے سکتا تھا۔ یہی نہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا تھا۔ وہ ادہم پاشا کے الاصونا سے روانہ ہونے سے بہت پیشتر اپنی فوج وادی ٹمپیہ میں سے گذار کر کوہ اولمپس کی شرقی ڈھالوں کے دامن دامن ترکی قلمرو میں داخل ہو سکتا اور یونانی بیڑہ کی مدد سے ترکوں کے میسرہ پر مؤثر حملہ کر سکتا تھا۔ یونانی دریا پینی اسکے خروشاں دھارے کو جا بجا چٹانوں اور درختوں سے

سڑک کرلاریسا اور تھیسلی کے حصہ کشیہ کی حفاظت کا عارضی انتظام کرسکتے تھے۔ایسا کرنے سے ملک کے کچھ حصہ پر دریا کا پانی پھیل جاتا جو ترکوں کی پیشقدمی میں بہت کچھ حارج ہوتا۔اگر پل توڑ دئے گئے ہوتے تو ترک دریا سے بآسانی عبور نکرسکتے۔اسی طرح اور سکیڑوں انتظام کئے جا سکتے اور کئے جانے چاہییں تھے۔مگر نہ کئے گئے۔جنرل اور مینکالیس بھی اپنی پوزیشن سے ترکوں پر جو بوراسی سے کالا باکا تک دہانوں یا پڑوں کی ترکی جانب پر مقیم تھے۔جنا جی حملہ کرتا تھا جو انہنے نہ کیا۔حالانکہ جتنا ترکوں سے لڑائی کا وہ مشتاق تھا۔ایسا کوئی اور یونانی نہ تھا۔یونانیوں میں لڑائی کیلئے جو جوش پھیلا ہوا تھا۔اسکی کیفیت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔مگر یا پنہمہ اشتیاق محاربہ کیلئے جسے خود انہوں نے برپا کیا۔ان جوانمردوں نے کوئی معقول تیاری کی اور نہ پہلے تلیار اس جھد ہارمیں کو دے کہ انکے پاس نہ کوئی خبر رسانی کا صیغہ تھا۔نہ نقشہ اور دوربینیں تھیں اور نہ سگنلنگ آئینوں پر آفتابی شعاعیں ڈالکر مقررہ علامتوں کے ذریعہ باہم گفتگو کرنا) کے لئے کافی سامان تھا۔اور افسر ایسے نالائق کہ ان سے بدتر کبھی کسی فوج کو نصیب نہیں ہوئی۔کل کاکیشی (سفید رنگ) اقوام میں سپاہی جہاں تک مجھے تجربہ ہوا تقریباً یکساں اوصاف رکھتے ہیں۔فوجوں کی باہمی قدر و منزلت اور کارزاری قابلیت میں جو کچھ فرق ہے وہ صرف افسروں اور تربیت کی وجہ سے ہے۔جس ملک کی فوج کے افسر اچھے اور تربیت عمدہ ہوئی۔وہ قابل ہو گئی۔اور جسکے ویسے نہ ہوئے وہ برے اور نالایق بنگئے۔یونانی افسر جبتک ترکی گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع نہ ہوتی بظاہر خوب جوانمرد دکھائی دیتے مگر اسوقت ترکی تمام ہوجاتی اور فی الفور محفوظ جگہ جا چھپتے۔بیشک بعض ان میں ایسے بھی تھے جو اسوقت ثابت قدم رہتے۔اور بہادری سے اپنا فرض ادا کرتے۔مگر ایسے بہت ہی تھوڑے تھے اور وہ بھی جب کوئی گولہ انکے قریب جا کر پھٹتا تو نہایت عجز خاص سے اپنے جسموں پر صلیب کا نشان بناتے اور اپنے خطرہ سے متردد سے معلوم ہوتے تھے۔

مسٹر ڈلن کی رائے مسٹر ای جے ڈلن یونانیوں کا مشہور خیرخواہ اور دوست جولائی ۱۸۹۷ء کی رسالہ کنٹمپوریری ریویو میں یونانی فوج پر بالفاظ ذیل سخت لعن طعن کی ہے۔

"یونانی گورنمنٹ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یونانی فوج کو کارزار کے لئے مطلقاً کبھی تربیت نہیں ملی۔ اکثر اعلے افسر ایسے اوصاف کی وجہ سے مقرر اور ترقی یاب ہوئے ہیں جو میدان کارزار اور کیمپ کی بجائے درباروں اور ایوانوں یا تفریحی جلسوں کے زیادہ حسب حال ہیں۔اور کہ چند شاندار مستثنیات کے علاوہ ایسے افسر شاذ ترقی کرسکتے ہیں اور نمایاں کارگذاری کی توان سے قطعاً امید نہیں ہوسکتی۔وہ بخوبی جانتے تھے کہ وقتاً فوقتاً تکمیل تعلیم کے لئے جو نوجوان افسر ممالک غیر کو بھیجے جاتے رہے ہیں۔وہ بلا استثناء سفارشی نہ تھے۔سب کے زبردست اور بارسوخ دوست اور لواحق پیچھے ملک میں موجود ہوتے تھے اور ذاتی لیاقت یا دماغی و ذہنی یا جنگی اوصاف کی بجائے زیادہ تر ان ہی لوگوں کی سفارش پر بھیجے جاتے تھے اور بنا بریں وہ ممالک غیر کی تعلیم واقامت سے کوئی فائدہ اٹھانے کی قابلیت ہی نہ رکھتے تھے۔ وہ اس سے بھی بخوبی واقف تھے کہ یونان میں جنگی تمرینات کا کوئی نام و نشان نہیں جانتا۔اور کہ فوج کے کسی صیغہ کو بھی ان فرائض کے ایک شمہ تک کا سرانجام

کر سکتا نہیں سکھایا گیا - جو اُسے بوقت جنگ کیا گئی بہت بڑے پیمانہ پر سر انجام دینے پڑینگے - یونانی فوج کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ اُس میں نظام و اطاعت کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا - جو اونے افسر سیکھنے کے شائق اور امتیاز حاصل کرنیکے موقعہ ملنے کے خواہاں ہوتے - اُن سے اُنکے اعلے افسر بطور قاعدہ کلیہ بزمانہ امن کمال کج خلقی سے پیش آتے - اور یہ اعلے افسر بجائے خود ہر وقت اپنے اعلے افسروں پر نکتہ چینی ہی نہ کرتے رہتے - بلکہ یہ یقین رکھتے کہ جو بدتر سے بدتر الزام بھی اُن پر لگائے جا رہے ہیں - وہ بالکل درست ہیں - ایسے یقین کا عام چلن پر بہت بُرا اثر پڑ سکتا اور پڑتا ہے اسے بیان کرنیکی احتیاج نہیں - اصل بات یہ ہے کہ بری و بحری فوج کو ہمیشہ انتخابی مشین کا اہم جزو سمجھا جاتا رہا ہے - اور وزراے اسکے افسروں وغیرہ کی رایوں کی مدد سے اپنا اپنے فریق کو برسر حکومت رکھتے رہے ہیں - قوم روپیہ ادا کرتی ہے - اور وزیر اعظم اُسکو خرچ کرنیکے لئے آدمی منتخب کرتا ہے اور پھر یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ وہ اُسے کس طرح خرچ کرتے ہیں - بلکہ اس اصول پر چلتا ہے کہ خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلنے دو - ان لوگوں میں سے بعض شاہی خاندان کی سفارشوں پر مقرر اور ترقی یاب ہوتے ہیں اور بعض بارسوخ اشخاص کی دھمکیوں یا درخواستوں پر قابلیت اور لیاقت کی لحاظ سے کہ اچھی اوصاف کے افسر فاتح ہو سکتا ہے بہت کم منتخب کئے جاتے ہیں -

تمام سرحدی گراروں اور کوہی دروں پر ترکوں کے قابض ہو جانے سے لڑائی کا پہلا دور ختم ہوا -

محاربہ کا دوسرا دور

محاربہ کا دوسرا دور ۲۳ اپریل سے شروع ہو کر ۴ مئی کو ختم ہوا - ماتی دیلر کی لڑائیاں بتاریخ ۲۳ اپریل یونانی فوج کی بھاگڑ و مراجعت ٹرنادوس لاریسہ - تریکالہ اور تمام شمالی تھسلی پر ترکوں کا قابض ہو جانا اس دور میں شامل ہے -

معرکہ ماتی و دیلر

۲۳ اپریل بروز جمعہ - ادہم پاشا مع سٹاف دن کے ساڑھے نیچے درہ ملونا پہنچے - اور دو گھنٹے نقشے دیکھتے اور کارروائیات مستقبلہ کی تجویز کرتے رہے - تمام نامہ نگاروں کو عام حکم ملچکا تھا کہ اُس دن کوئی تار نہیں بھیجا جا سکیگا - جس سے اُنہوں نے قیاس کر لیا کہ آج کوئی اہم کارروائی ہونیوالی ہے - اُنکا یہ قیاس درست ثابت ہوا - تھوڑی دیر بعد اطلاع پہنچگئی کہ انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا ریپانی سے میدان تھسلی میں داخل ہونیوالا ہے اور انتہائی میمنہ پر خیری پاشا ... ریونی میں ندکوس یا ٹرنادوس کی طرف بڑھ رہے ہیں -

بارہ بجے ۱۸ اپریل کو ممدوح پاشا تیسرا ڈویژن ایک مستقل بریگیڈ زیر کمان محمد پاشا اور کیولری ڈویژن لیکر درہ ملونا میدان میں اُتر گیا تھا - وہاں اُسنے چشمہ قرہ درہ سے چار میل بجانب غرب اپنی افواج کو صف آرا کیا اور ۲۲ ۲۰ کو فریقین کے توپخانے بے اثر سے گولہ باری کرتے رہے - حقی پاشا ۲۰ اپریل کو ایک بریگیڈ لیکر ڈسکاٹا سے ملونا پہنچگیا - حیدر پاشا اپنے (چوتھے) ڈویژن سے درہ ملونا کی سڑک کو درست اور توپخانہ کے گذرنے کے قابل بناتا رہا - مستقل بریگیڈ انتہائی میسرہ پر تھا - وہ اُسی دن چھٹے ڈویژن زیر کمان حمدی پاشا سے ملحق ہوگیا -

۱۱ بجے سے شروع ہو کر چار بجے تک شدت کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی - ترکوں کے پاس چھ اور یونانیوں کے پاس پانچ بیٹریاں تھی

مخالف توپخانوں میں تین ہزار گز کا فاصلہ تھا۔ ترکی توپیں قرہ درہ کے آب وخشک کے عین آگے کھلے میدان میں صف آرا
تھیں۔ یونانی باتریاں اُس شاخ کوہ کے کنارہ سے شروع ہوکر جو کہ تیری کے جنوبی دامن سے میدان کو چلی گئی ہے۔ دائیں ہاتھ
دلیلر کے قریب پھیلی ہوئی تھیں۔ وسط میں ایک مستطیل سی بلندی موجود تھی جس سے اُن یونانی توپوں کو جو وہاں نصب تھیں عمدہ
پناہ ملی ہوئی تھی۔ آتشباری پر بارود اور گولوں کا تو بہت خرچ ہوا۔ مگر نتیجہ کچھ نکلا۔ ترکوں نے چار گھنٹوں کی گولہ باری
سے یونانی توپیں بے پناہ تھیں۔ اپنے صرف تین آدمی مجروح ہوئے تسلیم کئے۔ دوپہر کے وقت انتہائی میسرہ پر بھی گولہ باری شروع
ہوگئی۔ جس کے ساتھ تفنگ (رائفل) آتشباری بھی شامل تھی۔ یہ آتشباری دیہات قرہ چالی اور دلیلر میں اور ان کے اردگرد
ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دلیلر میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ اور تمام موضع جل گیا۔ اتی اور دلیلر دونوں جگہ آتشباری
۳ بجے کے بعد بند ہوگئی۔ مگر اُس وقت یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آیا کسی فریق کو کچھ غلبہ حاصل ہوا ہے کہ اتنے میں ساڑھے چھ بجے
کے قریب رائفل باڑیں پہلے سے زیادہ تیزی اور شدت کے ساتھ شروع ہوگئیں۔ اس آتشباری کا کل زور چند متفرق
مکانات پر جو دلیلر کے جنوب اور مغرب میں تھے مجتمع تھا۔ چند منٹوں کے بعد مجھے پیدل آدمیوں کو گھروں اور باغوں سے
جلد جلد نکل کر دریا کی طرف جو دلیلر کے جنوب میں بہتا ہے۔ اور کچھ سواروں کو جنوب مغرب کی طرف ہٹتے جاتے دیکھا۔ یہ
یونانی انفنٹری اور کیولری کی مراجعت تھی۔ ادہم کی افواج کی اس فتح نے یونانی میمنہ کو اُلٹ دیا اور اُن کے لئے عام ہزیمت
کو لازمی بنا دیا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ میں نے اس کل معرکہ کو درہ ملونا کی چوٹی سے ایسی وضاحت کے ساتھ دیکھا
کہ گویا میرے سامنے نقشہ بچھا ہوا تھا۔ روئٹر کا نامہ نگار ۲۳۔ اپریل کی سہ پہر کو یونانیوں کے ساتھ تھا۔ اُس نے معرکہ ماتی
و دلیلر کی جو کیفیت تحریر کی ہے وہ متذکرہ صدر کیفیت کے بالکل مشابہ ہے۔ جسے میں نامہ نگار مذکور کے مراسلہ کو پڑھنے سے
پہلے لکھ چکا تھا۔ بقول اُس کے یونانیوں کے میمنہ میں بمقام دلیلر آٹھ بٹالین یعنی دس ہزار آدمی جنرل ماور ومیکالیس کے زیر کمان میسرہ
میں بمقام ماتی پانچ پلٹنیں یعنی پانچ ہزار سپاہی اور توپخانہ میں چھ باتریاں یعنی ۳۶ توپیں تھیں۔ مزید براں پانچ رسالوں کا ایک
کیولری بریگیڈ تھا جس میں غالباً پانچ سو آدمی تھے۔ اور تین کی ایک پلٹن قلب میں ایک پست سی پہاڑی پر موجود تھی۔
ترکوں کی جمعیت کا اندازہ وہ نو ہزار کرتا ہے۔ اور توپوں کی تعداد ۱۲ بتاتا ہے۔ ساری دوپہر ماتی کے سامنے فریقین میں سخت توپچی
مبارزت ہوتی رہی۔ ایک بجے تین ترکی پلٹنوں نے قرہ چالی سے حرکت کرکے دلیلر کے قریب موضع کوتاری پر جو یونانی میمنہ
پر تھا حملہ کیا۔ یونانی فوج زیر کمان میکالیس نے دیہ مذکور کی جوانمردانہ محافظت کی۔ یونانیوں کو کمک پہنچ گئی۔ اور وہ گو ترک
تقریباً اڑھائی ہزار گز آگے بڑھ آئے۔ کوتاری پر برابر قابض رہے۔ چار بجے ترکوں نے یونانی میسرہ پر پھر گولہ باری کی مگر
یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ترکی باتری کو خاموش کرا دیا۔ کوتاری کا نام موسلر بھی ہے۔

فیصلہ کن کارروائی دوسرے مراسلہ میں یہی نامہ نگار توضیح مزید کرکے لکھتا ہے کہ چار بجے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ لڑائی
ختم ہوگئی ہے۔ ترکوں نے دو باتریوں سے کوتاری اور دلیلر پر پھٹنے والے گولے چلائے

اور انکی پیدل فوج نے دو پلٹنوں کی کمک پہنچ جانے پر کوتادی اور دلیلر پر پھر حملہ کر دیا۔ یونانی ہیڈ کوارٹر کو یہی خیال رہا کہ ترک پسپا کر دئے گئے ہیں کہ اتنے میں ترکی سواروں کی ایک جماعت کوتادی کی پشت پر کے جنگلوں میں سے برآمد ہو کر ان ترکی سواروں سے آملے جو ریپانی اور درہ ملی سے آئے تھے بالفاظ دیگر حمدی اور خیری کے ڈویژنوں کا باہمی مصافحہ ہو گیا۔ اسی وقت دلیلر اور کوتادی کو گولوں سے آگ لگ گئی۔ اسوقت شام ہو گئی تھی۔ نامہ نگار نے سوچا کہ باقی لڑائی کل صبح ہوگی۔ وہ واپس چلا گیا۔ مگر یونانی رات کو ہی پیچھے ہٹ گئے اور ان میں وہ بھاگڑ پڑ گئی جسکا حال بچہ بچہ کو معلوم ہے۔

صرف اس لڑائی کی کیفیت درست درست یونانی فوج کے ہمراہی نامہ نگار بھیج سکے۔ اور کسی لڑائی کے ویسے درست حالات انہوں نے تحریر نہ کئے۔ یا نہ کر سکے۔ اس بیان میں صرف ایک غلطی ہے جو آخری ترکی حملہ کے نتیجہ کے متعلق ہے۔ دلیلر کو فی الحقیقت ترکوں نے سات بجے ہی فتح کر لیا تھا اور اسی فتح اور حمدی کے ڈویژن کی آمد نے لڑائی اور نیز شمالی تھسلی کی قسمت کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اسکے بعد یونانیوں کے لئے اپنی فوج کو سلامت رکھنے کے واسطے مراجعت ضروری ہو گئی تھی۔ اس دن کی لڑائی میں ترکوں کی طرف تخمیناً اڑھائی سو شہید و مجروح ہوئے۔ اور یونانیوں کی طرف تین اور چار سو کے درمیان۔

اس دن ہم بہت رات گئی مشیر کے ساتھ الاصونا واپس گئے۔ جہاں اس طوفان بے تمیزی سے بالکل بےخبر جو یونانی فوج میں برپا ہو رہا تھا آرام سے سوئے رہے۔ میرے خیال میں یونانیوں کے لئے مراجعت کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا۔ پانچ ترکی ڈویژن مع کیولری و آرٹلری جنکی جمعیت کسی طرح ستر ہزار سے کم نہ تھی۔ لاریسا پر حملہ کرنے یا کھلے میدان میں جنگ کرنے کے لئے بآسانی یکجا فراہم ہو سکتے تھے۔ ترکی توپخانہ تعداد اور مہارت میں بہت فائق تھا کیولری گو تھوڑی مگر خوب مضبوط اور یونانیوں کے معدودے چند سواروں سے بدرجہا زیادہ طاقتور تھی۔ مزید براں ایک چھٹا ڈویژن بالکل قریب تھا۔ اور بشرط ضرورت بلا تردد موقعہ پر پہنچ سکتا تھا۔ انکے مقابلہ پر یونانی لاریسا کی حفاظت کے لئے کسی طرح پچاس ہزار سے زیادہ فوج جمع نہ کر سکتے تھے۔ اور ان کے لئے شکست یقینی تھی جس شکست کا تمام یونانی فوج کی کامل بربادی یا گرفتاری کے سوا اور کوئی مطلب نہ ہوتا۔ البتہ دو باتیں سمجھ میں نہیں آئیں۔ ایک یہ کہ ۲۳ اپریل کی رات کو یونانی فوج میں وہ حیرت انگیز بھاگڑ کیسے پڑی۔ اور دوم یہ کہ ترک فراری یونانیوں کے پیچھے پیچھے کیوں نہ رہے۔ اور انکی بھاگڑ سے کیلئے انہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔

لاریسا سے یونانیوں کی بھاگڑ

مسٹر برلے ۲۴ اپریل کے رسالہ فورٹ نائٹلی میں یونانی بھاگڑ کی کیفیت بالفاظ ذیل تحریر کرتے ہیں۔ "کل فوج کوچ پر تھی اور میدان جنگ سے پانچ چھ میل آگے بڑھ گئی تھی یعنے ٹرناوس کے قریب پہنچ گئی تھی۔ کہ یکبارگی اسپر بلا وجہ متوحشانہ ہیبت مستولی ہو گئی۔ کوئی تو اسکی وجہ کچھ بتاتے ہیں اور کوئی کچھ۔

یونانی کیولری اور آرٹلری خیالی خطرہ سے بچنے کے لئے بے تحاشا اپنی فوج پیدل کی صفوں کو چیرتی ہوئی اندھا دھند لاریسا کو اٹھ دوڑی۔ تاریکی میں کمال گڑبڑ پڑ گئی۔ رائفلیں سر ہو گئیں۔ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئی۔ آدمی اور حیوان قدموں تلے

روندے گئے اور گاڑیاں اُلٹ دی گئیں جو تھوڑی دیر بعد بجکنا چور ہو گئیں تمام فوج مختلف دستوں میں منقسم ہو کر بالکل ایک مجمع بے تمیزی بن گئی ۔ اور سب کے سب جہانتک اُنکی ٹانگوں میں بل تھا سڑکوں اور کھیتوں پر سے پاؤں سر پر رکھکر اُٹھ دوڑے ۔ ہتھیار کارتوس اور سامان از سرتاپا پھینک دیا گیا ۔ افسر بطور قاعدہ کلیہ سپاہیوں سے زیادہ حواس باختہ ہو رہے تھے ۔ وہ بھگوڑوں سے آگے آگے جا رہے تھے ۔ اور جبتک فرسالہ یا دولنہ پہنچے دم نہ لیا ۔ ایک افسر حیرت انگیز بیشرمی کے ساتھ یہ کہتا جاتا تھا کہ لاریسا پہنچکر سپاہیوں کو روکا جا سکے گا ۔ مگر وہاں پہنچکر بھی کوئی معقول کوشش نہ کی گئی ۔ اور بھگوڑے پچھلی رات شہر میں سے ہوتے ہوئے اندھا دھند فرسالہ کی طرف بھاگے جاتے رہے ۔ بہت سے کسی یونانی کو جنگی قانون کے مطابق اس بیشرمانہ بزدلی یا کسی اور شہابہ ہی صریح بزدلی اور فراری کی پاداش میں گولی سے ہلاک کیا جاتا نہ دیکھا تاکہ دوسروں کو کسیقدر عبرت ہوتی ۔ جو کچھ عرصہ پہلے یونانی فوج تھی ۔ وہ اب نالایق بھگوڑوں کا ایک مجمع رہ گئی تھی جسے ترکی کیولری کے تعاقب کئے چلے آنیکا پختہ یقین ہو رہا تھا ۔ حالانکہ میلوں تک کسی ترک کا نام و نشان موجود نہ تھا ۔ اس یقین نے اُن میں وہ طاقت پیدا کر دی تھی ۔ جسے صرف مایوسی اور سراسیمگی ہی پیدا کر سکتی ہے ۔ وہ چوبیس گھنٹوں میں پچاس ساٹھ میل سفر پیدل طے کر گئے ۔ لاریسا اور علاقہ متصلہ کے باشندے اس بلا ناگہانی سے ہی مبہوت و ششدر ہو گئے تھے کہ فوجی و ملکی حکام نے اُنکی رہی سہی ہوش اُڑا دی ۔ وہ اُنکو کسیطرح کی اطلاع یا نصیحت کرنیکے بغیر خود چلتے ہوئے اور اُنہیں اُنکے حال پر چھوڑ گئے کہ جو مناسب سمجھیں کریں ۔

یونانی فوج کسطرح بچ گئی

ادہم پاشا نے ۲۳ اپریل (جمعہ) کو یونانی فوج کی مراجعت کو منقطع اور اُسکا تعاقب نہ کرنیکی یہ وجہ مسٹر سٹیونس ڈیلی میل کے نامہ نگار کو بتائی ۔ اگرچہ تشفی بخش نہیں مگر دلچسپ ضرور ہے " میں حیران ہوں کہ یونانی کیوں اپنی پوزیشن چھوڑ گئے ۔ وہ قدرتاً نہایت مضبوط تھی اور اُسکو اور زیادہ مستحکم کرنے کے لیے انہوں نے کئی ہفتے اور لاکھوں روپیہ خرچ کئے تھے ۔ اُن کا بیان تھا کہ وہ لڑائی کے بڑے خواہاں ہیں اور ہم اُنکے ساتھ لڑنے کو تیار تھے ۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا وہ کیوں بھاگ گئے ۔ مجھے اُن کی فراری کا بہت رنج ہے ۔ اگر وہ صرف چھ گھنٹے اور ٹھیر جاتے تو میں اُنکو بالکل پامال کر دیتا "

ادہم ایسے کم سخن کے لیے جو باتیں کرنے والا نہیں بلکہ کام کرنے والا آدمی ہے یہ تقریر بہت ہی طویل تھی ۔ اُنکا کمال سادگی کے ساتھ یہ تعجب ظاہر کرنا کہ یونانی اُنکے حلقہ میں گرفتار ہونے سے پیشتر بکمال عیاری کیوں نہ وہ بچ گئے ۔ مجھے بہت ہی دلچسپ معلوم ہوا ۔ اگر اُن کے چہرہ پر کچھ بھی مسکراہٹ کے آثار پائے جاتے ۔ یا وہ آنکھوں کو ایسا کہتے وقت کچھ بھی جھپکتے تو میں سمجھتا ۔ کہ وہ از راہ ظرافت یہ کلمہ کہہ رہے ہیں ۔ برعکس ازیں مسٹر موصوف نے نہایت متانت کے ساتھ آہستگی تمام ارشاد فرمایا ۔ " ہمارے البانوی رجمنٹوں کی ایک بہت بُری عادت ہے ۔ وہ گانے کے بڑے مشتاق ہیں ۔ اور کوچ کے وقت برابر گاتے جاتے ہیں ۔ اُن کی چھ پلٹنیں یونانیوں کے خط مراجعت کو منقطع کرنے کے لیے ایک گاؤں کی طرف بڑھ رہی اور حسب معمول گاتی جا رہی تھیں کہ ایک پادری نے اُن کی آواز سُن لی ۔ اور یونانی افسر کو عین بروقت متنبہ کر دیا ۔ ورنہ اس وقت وہ سب ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے "

ادہم پاشا اور اُن کا ہراول ابھی آہستہ آہستہ علوناسے تھیسلی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہراولی سواروں نے شنبہ کی صبح کو کوٹرناووس پر قبضہ کرلیا۔ انھوں نے شہر کو یونانی فوج اور باشندوں دونوں سے خالی پایا۔ صرف چھ خاندان باقی تھے جن کو کوئی اذیت نہ پہنچائی۔ ادہم پاشا کوٹرناووس جانے پر رضامند کرلئے گئے۔ اور وہاں وہ ۲۴ کو دوپہر کے ۲ بجے پہنچ گئے۔ مگر جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے۔ رات وہاں بسر کرنا مناسب سمجھکر شام کو قرہ درہ واپس کرچلے گئے۔ جہاں اُنکے خیمے نصب کردئے گئے تھے۔ اور تار کا سلسلہ بھی وہاں تک بڑھا دیا گیا تھا۔ وہاں سے لیکر ٹرناووس اور لاریسہ تک یونانی تار کا سلسلہ صحیح سالم موجود تھا۔ یونانیوں نے واپسی کے وقت سڑکوں یا سلسلۂ تار کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔

۲۴ کی شام کو گرمبکوف پاشا نے جو ایک نہایت قابل جرمن افسر اور ترکی توپخانہ کا انسپکٹر جنرل ہے۔ ایک رسالہ سواران ساتھ لیکر بغرض انکشاف پیش قدمی کی۔ اور اُسے اس کے دوران میں معلوم ہوگیا کہ یونانی لاریسا سے بھاگ گئے ہیں چنانچہ دوسرے دن علی الصباح وہ اور سیف اللہ پاشا ایک بائسی اسپی توپخانہ کی اور کئی رسالے لیکر لاریسا کو روانہ ہوگئے شہر کے قریب پہنچکر اُنھوں نے شہر میں تفنگبازی کی آواز سنی جسپر گرمبکوف نے چند گولے شہر پر چلائے جانے کا حکم دیا اور پھر دونوں افسر دریا پینی اس کے کلاں سنگی پل سے گذر گئے۔ پل کے نیچے یونانی ڈائنامیٹ کی گئی تھی۔ ایک نیکبخت باشندے نے اُن کو اس کی اطلاع کردی۔ اور گرمبکوف کے حکم سے ثابت بک نے اُسے وہاں سے ہٹاکر پانی میں پھنکوادیا

دنیا بھر میں بہترین سپاہی

باقی دیلر لڑائی کے موقعہ پر ہیں اور گرمبکوف چند ترکی پلٹنوں کے پاس سے جو میدان تھسلی میں داخل ہورہی تھیں گذرے۔ اسوقت اُس نے مجھے مخاطب کرکے کہا "تم ان کوفتہ وماندہ۔ غبار آلودہ بوسیدہ پا [illegible] اور تقریباً لاشے پر گذارہ کرنیوالے اور بیحد قانع وصبور غریب سپاہیوں کو دیکھ رہے ہو۔ صاحب من میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ دنیا بھر میں بہترین سپاہی ہیں"۔

لاریسا کے مسلمان اور یہودی باشندوں نے نہایت گرمجوشی سے ترکوں کی آؤ بھگت کی اور بتایا کہ جمعہ دن سے جبکہ ملکی گورنر نے تمام قیدیوں کو رہا کرکے اُنہیں بندوقیں دیدیں۔ شہر میں عجب ہڑبونگ برپا رہی ہے۔

ادہم پاشا کو کامل قبضہ ہوجانے کے بعد اسکی خبر ہوئی ہم لکھتے ہیں۔ وان سوتن برگ ایلیس اور ہمارا اسکورٹ (اتوار کو دوپہر کے ایک بجے گرمبکوف سے چار گھنٹے بعد لاریسا پہونچے اور عین اُسیوقت سلطان المعظم کا یاور نجیب بک اور منیر کا ایک یاور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے پہنچگئے لاریسا یعنی اس (کوسنم) کے داہنے کنارہ پر آباد ہے۔ دریا نہایت تیزی کے ساتھ شہر کی مغربی اور شمالی جانبوں سے ٹکراتا ہوا بہتا ہے شہر کے متصل اُسکا پانی عمیق اور دھارا بہت تیز ہے اور دونوں طرف خوبصورت درختوں کی قطاریں اور سرسبز مرغزار موجود ہیں۔ سبز جامع مسجد سے جو لب دریا ایستادہ ہے پل۔ دریا اور اس سے پرلی طرف کے زرخیز میدانوں کا نظارہ جن کو یہ قدیم دریا سیراب کرتا ہے۔ کل یونان میں نہیں تھیسلی بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ شہر کی عمارت بھی نہایت خوبصورت ہے کچھ مکان پرانی طرز کے اور کچھ نئی طرز کے ہیں جا اول الذکر

ایسے دلچسپ نہیں۔ محلسرا۔ قدیم حرم سرا رشاہی (اسکی سرا)۔ قوناق۔ جو بڑے چوک میں واقع ہے۔ بنک اور ڈاکخانہ (گورنر کا محل) یہ سب بڑے بڑے عالیشان مکانات ہیں۔ فرنچ طرز کے مطابق مربع شکل کے بڑے بڑے بنگلے بھی بیشمار ہیں جنمیں سے بعض میں ترکی خاندان رہتے ہیں۔ تھسلی کے زمین کے حصہ کثیر پر ابھی تک مسلمانوں کا ہی قبضہ وتصرف ہے۔ مسجدوں کے بھی ابھی تک کئی مینار ایستادہ ہیں جو تھسلی پر صدیوں تک ترکوں کا قبضہ رہنے کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان میناروں سے جہاں کہیں وہ ہوں منظر کی دلفریبی میں جو اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ سیاحان مشرق سے پوشیدہ نہیں۔ اکثر مینار یونانیوں نے گرادیئے ہیں۔ جب سارے مینار کھڑے تھے۔ اسوقت شہر کی خوبصورتی۔ ایسے بہت ہی بڑھی ہوئی تھی۔

لاریسا کی کیا حالت تھی

ہمنے لاریسا کو شہر خموشاں پایا۔ تمام مکان بلا مکین تھے۔ اکثر کے مالک انکو باحتیاط تمام مقفل کرگئے تھے اور دروازوں کے آگے کوئی نہ کوئی روک رکھ گئے تھے۔ ان مکانوں کے کل دریچے بھی بند تھے۔ بعض کے دروازے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور اندر تمام اسباب بکھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ شمال مشرقی جانب کا محلہ بالکل تاراج اور منہدم پایا گیا۔ یہ کل یونانی قیدیوں اور بیقاعدہ سپاہیوں کی کارروائی تھی۔ جن بدذاتوں نے یوم وشب گذشتہ اپنے ہمقوم مردوں اور عورتوں کو بھی ستانے اور بیحرمت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے جو کچھ ہاتھ لگا اُسے لوٹ لیا تھا۔ سٹیشن پر ہر قسم کا اسباب بکھرا پڑا تھا۔

سلہ ترکی سپاہ کی خوش اطواری۔ فوجی مستعدی اور بےنظیر تیاری اور یونانیوں کی بداطواری کے متعلق ٹائمز ایسے متعصب اخبار کے نامہ نگار کو بھی شروع اپریل میں حسب ذیل اعتراف کرنا پڑا۔

"ترکی مورچے نہایت مضبوط اور ناقابل فتح ہیں۔ فوج کا سامان پوشاک سب طرح سے مکمل ہے اور سپاہی نہایت تربیت یافتہ اور ہوشیار ہیں۔ انکو برابر قواعد کرائی جاتی ہے وہ نہایت بشاش وخوش اور لڑائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ کئی پلٹنوں نے کہدیا ہے کہ ہم تنخواہ نہیں لینگے۔ اور جب تک ضرورت ہوگی ملک و مذہب کی خدمت میں جنگ کرینگے۔ یونانی ضلع آرٹا کے مقابل ۲ ہزار ترکی فوج جمع ہے تمام سرحد پر پہاڑوں کی چوکیاں مقرر راہ گذار دروں کی حفاظت کیلئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر زبردست باتریاں نصب کی گئی ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مقدونیہ کے دہقان بغاوت کردینگے۔ وہ لوگ بالکل خاموش اور بڑی خوشی سے ترکی افواج رسد رسانی میں مصروف ہیں۔ ترکی سپاہ بخوبی جانتی ہے کہ اگر اُسے اجازت دیدیجائے تو وہ ۱۵ دن کے اندر یونانیوں کے ایک ایک سپاہی کو تھسلی سے باہر نکالدیگی۔ سرحد مقدونیہ و یونان پر کوئی بچے جمع نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک لاکھ جرار و نبرد آزما اور تجربہ کار بہادروں کا مجموعہ ہے۔ اکثر افسر نوجوان ترکی جماعت سے ہیں جو جانثاری میں دوسرے افسروں سے کم نہیں۔ ادہم پاشا سپہ سالار کو فیلڈ مارشل کا اعلی ترین فوجی عہدہ ملنے میں ابھی عمر میں صرف ۲۰ برس کے ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و روس میں پلیونا کے محاصرہ کے زمانہ میں شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے ماتحت تھے وہ ایک پلٹن کے کرنیل اور پھر ایک دستے کے قائم مقام بریگیڈیر ہوگئے۔ اور بےنظیر شجاعت اور کمال استقلال و تحمل کی وجہ سے بڑے نامور ہوگئے۔ ترکی نظام

دہشت زدہ باشندے۔ شنبہ کو جبکہ ہراساں و خوفزدہ سپاہ کا سیلاب شہر میں اُمنڈ آیا تھا ہزاروں کی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے تھے۔ خود سٹیشن اور اُسکا متصلہ میدان بیشمار صندوقوں۔ تھیلوں۔ ٹوکریوں اور ہر قسم کے رسد رسانی و خزانہ ہی فوج ایسا معقول ہے کہ باوجودیکہ بذریعہ سمندر، ریل و سڑک طویل مسافت طے کرنی پڑتی ہے ہیں (۲۶) اپریل صرف الاصونا میں ایک لاکھ سپاہیوں کے لئے پندرہ دن کی خوراک و ساماں جمع ہو گئے ہیں۔ عبدالکریم پاشا والی مناسطر اپنے صوبہ میں امن قائم رکھنے میں بڑی مستعدی دکھا رہے ہیں بمقام سوروچ انہوں نے کئی اہلکاروں کو فوجی رسد رسانی کے متعلق نامعقول سخت گیری کرنے پر قید کر دیا۔ اور اکثر قزاقوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

" یونان میں یونانی ترکوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں۔ اور اُنکی بے حرمتی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے وہ لوگ ترکی ٹوپی کو دیکھکر ایسے جل بھن جاتے ہیں کہ کسی ترک راہ گذر کے سر پر اسے دیکھتے ہی اُسے فوراً اُتار کر پاؤں کے نیچے کچلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسکے برخلاف ترک اپنے علاقہ میں اپنی جبلی شرافت اور سچی تہذیب کا پورا ثبوت دے رہے ہیں یہاں کے فوجی صدر مقام الاصونا میں یونانی عیسائی بکثرت آباد ہیں۔ جنکے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ اور اُنکی عورتیں بلاخطر گلی کوچوں میں پھرتی ہیں۔ کوئی اُنکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ حتی کہ وہاں خود یونانی قونصل تک ابھی موجود ہے۔ اور یونانی جھنڈا اُس کے مکان پر لہرا رہا ہے اور ترک اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے"

کیا دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی عالی حوصلگی دکھا سکتی ہے۔ ترکوں کی یہ عالی ظرفی ملک کی یونانی رعایا تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ جیسا کہ ناظرین کو تاروں کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا۔ اُنہوں نے یونانی شہروں میں بحیثیت فاتح داخل ہو کر بھی حیوانی مادہ کو اپنی طبعی انسانیت پر غالب نہیں ہونے دیا۔ مگر اس امر کا اُنکو کافی موقعہ بھی نہیں ملا کیونکہ ہمارے نگو انڈین اخبارات کے بہادر۔ رحمدل اور فرشتہ سیرت یونانی بمصداق چور کی داڑھی میں تنکا۔ اپنے مسلمان ہموطنوں پر جور و ستم کرنیکا خمیازہ ملنے کے خوف سے ترکی افواج قاہرہ کے تھسلی میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو خالی کر کے جنوب کی طرف بھاگ گئے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ بزدل مکڑے ملک کو چھوڑ کر نہ بھی فرار ہوتے تو بھی اُنکو کوئی اذیت یا تکلیف نہ پہنچتی۔

ایک دوسرے انگریزی اخبار کا نامہ نگار ایلاسونا سے ترکی فوج کے چشمدید حالات ۲۰ اپریل کو اس طرح لکھتا ہے۔ "میں نے کا سد برا سے جو ایلاسونا سے قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے اُتر کر ۲۰ میل تک سڑک پر سفر کیا جو نہایت عمدہ حالت میں ہے ساری اراضی اچھی طرح مزروعہ ہے اور موسم کھلا برف بہت کچھ پگھل گئی ہے۔ صرف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر باقی ہے۔ راستہ میں میں نے یابوؤں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھیں جن سے ترکی فوج کی باربرداری کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ جانور نہایت سخت تعجب خیز طور پر جفاکش۔ بڑے بڑے بوجھ اُٹھا کر بعض اوقات چالیس چالیس میل ایک دن میں طے کر جاتے ہیں۔ پیدل سپاہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر ہر طرح قابل اور جفاکش ثابت کیا ہے کیونکہ ترکی جوان نہایت باقاعدہ کوچ کرتے ہوئے دو دن کا لگاتار سفر کے بندوقوں اور کارتوسوں کے گٹھوں سے لدے ہوئے مقام مقصود پر تازہ دم پہنچے ہیں۔ جس جس دستہ سے میرا گذر ہوا ہر ایک جوان نہایت تحمل ہو رہا پورا سپاہی سر سے پیر تک نظر آرہا تھا جو جنیا دا کا میں

پولنڈوں اور ترکوں کے ملبہ سے پٹا ہوا تھا بدبخت شہری اپنا کل منقولہ اسباب ساتھ لیگئے تھے۔ مگر حکام نے بھرپور ریلوں میں اسباب ساتھ نہیں رکھنے دیا تھا۔ اور شہریوں کو سب سامان پیچھے چھوڑ جانا پڑا تھا جسے رہا شدہ قیدیوں اور بھگوڑے سپاہ کے نقلا نے جو نیز شہر کی لوٹ میں شامل ہو گئے تھے۔ لوٹ لیا۔ بلکہ میں ایک بڑے ٹرنک پر مشہور دانگر یز خاتون) مسٹر اور مسٹر چاٹ کا نام موٹے موٹے حرفوں میں نقش تھا۔ ایک انگریز نامہ نگار نے خاتون مذکور کی اس دلچسپ یادگار کا بصرت تمام فوٹو اتار لیا

لاریسا میں ہر جگہ یونانیوں کی دہشت زدہ بھاگڑ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ بدمعاشوں نے صرف متذکرہ صدر محلہ کو ہی لوٹ کر از سرتا پا خالی نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ دیگر محلوں کے اکثر مکان بھی لوٹ لئے تھے۔ بارکوں کا کچھ حصہ بھی جلا ہوا تھا ڈاکٹر و خدام تک یونانی مجروحین کو ہسپتالوں میں لاوارث چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ترکوں کو دس قلعہ شکن توپیں صحیح سالم قلعہ سے پانچہزار سے زیادہ گراس رائفلیں اور سامان حرب کی کثیر مقدار غنیمت میں ملی۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ادہم پاشا نے اپنی فوج کو یونانیوں کی تقلید اور پیروی سے روکنے کے لئے پورا پورا انتظام کیا۔ البتہ البانویوں نے جو ہمیشہ سے شورہ پشت اور سرکش چلے آتے ہیں۔ پہلی رات کسیقدر لوٹ کھسوٹ کرنیکی کوشش کی مگر ہیڈ کوارٹری سٹاف نے انکو فی الفور روک لیا۔ کئی ارنوطوں کو بید کی سزا دیگئی اور دو کے لئے گولیوں سے مار دئے جانیکا حکم صادر کیا گیا۔ مگر اس نہایت ہی سنگین سزا کو بعد میں معاف کر دیا گیا۔ اسوقت لاریسا میں جس قدر یورپین موجود تھے۔ وہ بلا استثنا اس امر کی شہادت دینگے اور تصدیق کرینگے کہ مشیر اور اُن کے سٹاف نے نظام و امن قائم رکھنے کیلئے نہایت

لہ یہ خاتون انگلستان سے یونانی مجروحین کی تیمار داری کے لئے یونان گئی تھی۔

بقیہ صفحہ سابقہ۔ سپاہیوں کی فاقہ کشی اور بے لباس موشی اُڑی تھیں وہ بالکل لغو اور سراسر جھوٹ ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انکی وردیاں اعلےٰ درجہ کی مکمل تھیں اور خوراک کا سامان بے نقص او ریکلف سب سے بڑھکر تعجب ناک سپاہیوں کا پرلے درجہ کا جوش اور سرگرمی تھی۔ بجائے اسکے کہ لوگ مضطرب آزردہ یا لاپرواہ ہوتے۔ لڑائی کے واسطے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ دیہات اور ملکی خدمات پر مامور لوگوں کی بیشمار عرضیاں دن بدن چلی آرہی ہیں۔ بدیں درخواست کہ ہمکو بطور والنیٹروں کے فوج کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت ملے کل ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے میرا گذر ہوا جہاں پچاس تنومند جوانوں نے مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونے کے واسطے درخواست کی۔ کراویا اور ایلاسونا کے درمیان سرنجی سے آدھے راستہ پر میں گورنر کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے ٹھیرا۔ یہاں ایک وسیع ہسپتال تیار ہو رہا تھا۔ یہاں کئی ایک کرپ توپیں بھی معہ سامان گولہ بارود کے موجود تھیں۔ یہاں پہنچکر میں فوجی صدر مقام میں لیجایا گیا۔ جہاں ادہم پاشا کمانڈر انچیف غایت درجہ کی خوش خلقی سے میرے ساتھ پیش آئے۔ پاشا موضع میں ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم ہیں۔ داڑھی رکھتے ہیں۔ میانہ قد اور عمر کوئی ۵۰ سال کی ہوگی چہرہ سے متانت بہر غایت خوش نمایاں ہے اور بھوری آنکھوں سے فہم و فراست ٹپک رہی ہے تھوڑی فرانسیسی بول لیتے ہیں۔ اور اپنا مطلب اچھی طرح بتا کر سکتے

قابل تعریف اور بیجد کوشش کی میں اس امر کی حلفاً شہادت دیسکتا ہوں۔ کہ جبتک بھی تھسلی میں رہا۔ ترکی فوج ہر قسم کی تاخت و تاراج سے قطعاً محترز رہی۔ اور رعایا پر خفیف سا تشدد بھی نکیا گیا۔ اکثر ملاقوں میں دشلاً جھیل قرلا کے کناروں پر کثیر ارفی دیہات موجود تھے جو ہر قسم کے مویشی بھیڑ بکری۔ اور مرغیوں وغیرہ سے بھرے ہوئے تھے پچھلے دنوں ترکی سپاہیوں کو رسد کیطرف سے بہت دقت رہی۔ اور اُنہیں بہت کم غذا دستیاب ہوتی رہی۔ مگر حالانکہ اُنکی آنکھوں کے سامنے یہ بہتات اور افراط موجود تھی۔ اُن میں سے ایک شخص نے بھی کبھی رعایا کی کسی چھوٹی سی چیز تک کو ہاتھ نہ لگایا۔

ولیعہد یونان شاہزادہ ولیعہد بہادر کی نسبت ہمنے لاریسا میں عجیب وغریب داستانیں سنیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اُسے بہت برا مشورہ ملا۔ میرے خیال میں غالباً خود شہزادہ ہی شتابکارانہ اور احمقانہ مراجعت کا اس قدر ذمہ وار نہیں جس قدر کہ اُسکا کوئی منظور نظر تیز وطرار یاور۔ مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی فراموش کرنا زیبا نہیں کہ ہزیمت فاش اور متوحشانہ بھاگڑ کے وقت تمام نظام وانتظام اور ادب واحترام مفقود ہو جاتا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ یونانی سپاہیوں میں کئی سرباختہ اور ناراض آدمی موجود تھے۔ یونانیوں کا بھی فرانسیسوں کیطرح یہ معاعدہ اور خاصہ ہے۔ کہ خواہ اُنہیں اپنی ذاتی بزدلی اور نالائقی کی بدولت شکست ملی ہو۔ وہ کل الزام افسروں پر تھوپتے ہیں۔ اور یہ پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ "ہمیں ان لوگوں نے برباد کیا۔" الغرض خود سری اور رواجب یا ناواجب خفگی یہانتک بڑھ گئی تھی۔ کہ بقول مسٹر برنے کئی سپاہیوں نے ولیعہد اور اُسکے سٹاف کی طرف بندوقیں سیدھی کر دیں۔ اور کسی قدر امن وانتظام قائم ہونے تک بھگوڑے سپاہیوں کے کینہ حصہ کے غیظ وغضب سے تاج وتخت یونان کے ولیعہد اور سپہسالار کو بچانا ضروری ہو گیا۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے ولیعہد بتاریخ ۲۴ اپریل اپنی فوج کو چھوڑ چھاڑ کر چنپت ہو گیا۔ گو یہ ضرورت ایسی نہ تھی کہ اس نامردانہ کارروائی کے لئے وجہ ہوسکے۔

شنبہ کو علی الصبح جو ٹرین سب سے پہلے سٹیشن سے چھوٹی۔ اُس پر شہزادہ اور اُسکا سٹاف سوار ہو گیا۔ اور بدنصیب شہری جنسے تمام گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں باہر نکالدئے گئے۔ نفقط شہزادہ اور سٹاف ہی اس ٹرین پر سوار ہوئے بلکہ اُنکے گھوڑے بھی اس ٹرین پر سوار کرا دئے گئے۔ اور کل جماعت براہ ولیسٹنو فرسالہ کو روانہ ہو گئی جو ریل کے راستہ لاریسا سے پچاس میل سے زیادہ ہے۔ گر خشکی کی سڑک کے راستہ جو بالکل سیدھی جاتی ہے اور نہایت عمدہ حالت میں تھی۔ صرف ۲۲ میل ہے جس مسافت کو گھوڑوں پر بآسانی تمام چار گھنٹوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔ فوج کے خوف وہراس کو کم اور بھگوڑوں کو پھر مرتب کرنے کی کچھ کوشش کرنا۔ شاہزادہ بہادر کے فرض منصبی میں ہی داخل نہ تھا۔ بلکہ اُسکے مرتبہ اور شان کا بھی یہی اقتضا تھا۔ اگر اُس سے یہ نہ ہوسکتا تھا تو کم از کم اتنا تو کرتے کہ وہ اور اُسکا سٹاف سڑک سڑک بھگوڑوں کے ہمراہ فرسالہ کو جاتا۔ جہاں بعد میں ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاہزادہ کے مشیروں نے یونانی سپاہیوں کی خفگی سرباختگی اور بیحواسی دیکھکر ڈر سے

ایسا کرنے کا مشورہ دیا اور بحالات موجودہ یہ مشورہ عین دانائی پر مبنی تھا۔ مگر اُسے بہادرانہ کوئی نہیں کہیگا۔ یونانیوں کی نالائقی اور بدذاتی میں مطلقاً کلام نہیں۔ ایاپیرس کی ہزیمتوں کے بعد قوم وسپاہ نے کرنل مانوس سے جو وحشیانہ سلوک کیا اُس سے اسی واقعہ اور دیگر معاملات حرب کے متعلق ایک نامہ نگار نے اپنے خیالات حسب ذیل ظاہر کئے تھے۔

"ترکی جرنیلوں کے مقابلہ میں یونانی جرنیلوں کی نا قابلیت) پچھلے خط میں تحریر کر چکا ہوں کہ میدان جنگ سے ضروری خبریں ملنے کی بڑی امید ہے سو ایسا ہی ہوا ہے کیونکہ جس وقت میں خط روانہ کر چکا۔ اُسکے تھوڑی ہی دیر بعد یہاں کے اخباروں میں بڑے بڑے موٹے حروف میں "ادہم پاشا کی واپسی" چھپا ہوا دیکھا چونکہ تمام نامہ نگار کو جو کہ ترکی فوج کے ہمراہ ہیں ادہم پاشا کی قابلیت حسن تدبیر کی تعریف میں ایک ساتھ رطب اللساں ہیں۔ اسلئے انکے اچانک واپس بلائے جانے سے اسکے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ترک تباہ کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے واپس کرنے کی دیوانگی ایسے وقت میں جبکہ فتح وشکست میں شک ہوا اور پھر ایسے جرنیل کو واپس طلب کرنا جس نے اپنی فوج کے ذریعہ سے تمام معترضین سے تعریف لی ہو کسی بڑی مصیبت کے آثار معلوم دیتے ہیں۔ یورپ کا مرد بیمار جو اپنی اس آخری کوشش میں اپنی زائل شدہ طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہے پھر ایک دفعہ سلطانی محل کی بدکرداری اور سازش سے اپنی سعی میں ناکام رہیگا ادہم پاشا کی جگہ پلیونا کے بہادر غازی عثمان پاشا کی تقرری نے عین طوفان میں گھوڑے نہوڑانے کے خوفناک خطرہ کو کم نہیں کیا۔ تاہم مشیران سلطنت نے قسطنطنیہ میں ادہم پاشا کے تنزل کا بیڑا اُٹھا لیا ہوا تھا۔ جس توقف کی وجہ سے ادہم پاشا کے دشمنوں نے اسے نا قابلیت اور بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ وہ صرف اسلئے تھا کہ یہ زبردست آدمی ترکی فوج کی قوت کو ایک مرکز میں لاکر اپنے دشمن پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ادہم پاشا کو طلبی کا پیغام پہنچا۔ لیکن وہ پیغام فتح کی خوشخبری سُنکر منسوخ کر دیا گیا جس وقت اس کام کا انتظام مکمل ہو گیا تو یونانیوں کو جو جوکیوں کی فتح کو بڑی رنگین عبارتوں میں تحریر کر رہے تھے معلوم ہو گیا کہ جنگ ایک سائنٹیفک اصول پر بنایا گیا ہے۔ انکے جرنیل ترکی فوج کے جرنیل کے مقابلہ میں ہیچ۔ اور انکی فوج ترکی کے سامنے ناکارہ جیسا کہ وہ درہ ملونا پہ توپوں کے گولوں سے تباہ ہوکے بھاگے ویسا ہی وہ میدان ٹرناوس سے پیٹھ دکھا گئے۔ وہ لاریسا کی حفاظت نہ کر سکے اور اس بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ انہیں سر اور پاؤں کی خبر نہ رہی اور تھسلی کے زرخیز علاقہ پر ادہم پاشا قابض ہو گیا۔ اس بے سروسامانی اور پراگندگی سے رہا سہا کام بھی بگاڑ دیا۔ درہ ردنی میں جس طرح یونانیوں کی فوج میسرہ نے ترکوں کی فوج کو روکے رکھا اگر ان کا قلب بھی اسیطرح ادہم پاشا کے قلب کا مقابلہ کرتا رہتا جو پہاڑ کے سانپ جیسے درّوں دیواروں میں پیچ کھائے ہوئے تھا تو اسکا واقعات جنگ پر بڑا ضروری اثر پڑتا اگر یونانی اُس درہ میں ادہم پاشا سے لڑتے اور اس درہ کی سلسلہ رسل ورسائل کو جسکا ہیڈ کوارٹر لاسونا ہے توڑ دیتے تو ادہم پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہو جاتی۔ نہیں۔ اگر وہ صرف اڑے ہی رہتے تو اس صورت میں بھی اسکا سلسلہ رسل ورسائل کبھی خطرہ سے خالی نہ تھا۔ لیکن جب یونانی فوج کا قلب پیچھے ہٹا دیا گیا تو یونانی فوج میسرہ کے سلسلہ رسل ورسائل کو توڑ دینے کا خطرہ جاتا رہا۔ کرنل سماعکی جو درہ ردنی میں یونانی فوج کا کمانڈر تھا ایک بہادر اور ہنرمند جرنیل ثابت ہوا۔ اسنے بھاگ جانے کے پہلے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک اور حکم ہوا جس کی اسنے تعمیل کی اور اپنی فوج کو

بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ یونانیوں کی بدمعاشانہ سیہ کاری اور خباثت کیا کچھ کر سکتی ہے - انگریز و دیگر تمام اقوام کے اجنبی نامہ نگاروں اور نیز اطالین و انگریز مجاہدین کی متفقہ شہادت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یونانی ہزیمت یابی پر بالخصوص سخت بزدل مجنون ظالم اور نامعقول ہو جاتے ہیں

بقیہ صفحہ گذشتہ) باقاعدہ واپس یونانی فوج میسرہ کی مدد کے لئے آ حاضر ہوا -

"تنزل" ولیعہد کونسل - گورنمنٹ - ایتھنز - یونانی افسر - باقاعدہ یا بے قاعدہ فوج والنٹیئر انہیں سے کوئی ایک یونانی فوج کے لاریسا سے بھاگ جانیکا ذمہ دار ہو - تاہم یہ ایک نہایت ہی شرمناک اور افسوسناک واقعہ تھا جس سے تاریخ یونان کے صفحے ہمیشہ کیلئے سیاہ رہینگے - اس بھاگ جانے کو یا شکست کو مراجعت کے لفظ سے پکارنا اسے ایک ایسے نام سے نامزد کرنا ہے جس سے اسکا کچھ تعلق نہیں تمام یونانی فوجوں نے کئی موقعوں پر اس اندھی اور دیوانہ گھبراہٹ سی تکلیف اٹھائی ہو - جنگ فرانس و پرشیا میں ایک موقعہ پر جرمن فوج اس گھبراہٹ سے بھاگ اٹھی کہ اسنے دیکھے منہ اٹھائے جانا قبول کیا لیکن مقابلے کیلئے اپنے قدم نہ جمائے - نیز انگریزی افواج میں بھی کئی بار ایسی ہلچل پڑ چکی ہے - ایک کارسپانڈنٹ جو ان پناہ گزینوں اور انکے حیوانوں میں جنکو سوڈانی عرب لوگ جب چاہتے کوٹنے لگتے اور جا بجا مارتے ہوئے چارپایوں کی طرح سے ہانکتے ہوتے انگریزی جرنیل بیک نیل کے ضربیہ سے سواکن کی طرف بے بار بھیجتے شامل تھا - بیان کرتا ہے کہ ان کی حالت ایسی متوحش اور سہمی ہوئی تھی جیسی کہ ان باقاعدہ اور بیقاعدہ فوج - والنٹیئر عام ملکی - مرد عورت اور بچوں کی تھی - جبکہ وہ ایک دوسرے پر گرتے اور گرے ہوؤں کو پاؤں سے روندتے - گروہ در گروہ لاریسا سے فرسالہ کی طرف بے سروسامانی سے بیحواس ہو کر بھاگ رہے تھے - اور طرفہ یہ ہے کہ نہ ہی تو کوئی دشمن انکا تعاقب کر رہا تھا اور نہ ہی کوئی دشمن میلوں تک انکی نظر میں پڑتا تھا - ترکوں کے خون کی پیاسی یونانی فوج جنہوں نے سلاطین یورپ کی نصائح کی کچھ پرواہ نہ کی تھی - لاریسا میں سر کے بل گری - یہ اپنی سب سے مضبوط مورچوں کی حفاظت نہ کر سکی - اور ترکوں کے مقابلے سے صرف اسواسطے خوف زدہ ہو گئی کہ چند آدمیوں نے رات کے وقت باواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا تھا "ترکوں نے ہمیں آلیا" یہ امر ہے جسکو مراجعت کے نام سے پکارا جاتا ہے +

؎ اس جنگ روم و یونان کی ایک بڑی بھاری خصوصیت یہ ہے کہ لڑائی کے حالات قریبًا مفقود الخبر ہیں - جس وقت واقعی جنگ ہو رہی تھی - اس وقت فوج جانبین میں کوئی نامہ نگار موجود نہیں تھا - گو پہاڑی ٹٹوؤں پر سوار ہو کر دروں کے مشکل گذار رستوں پر چڑھنے کے نقشے - محب وطن دہقانوں کے جنگی جوش کے بیشمار بیانات اور طرفین سے زخمیوں اور قیدیوں کے ساتھ طرز سلوک کی بیحساب تفصیلیں شائع کی جا چکی ہیں - مگر جہاں تک جنگ کے حالات جو ہمیں تاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں - وہ صرف سرکاری رپورٹوں اور خطوں سے اخذ کرکے درج اخبار کئے جاتے ہیں - جنگ اکثر اوقات توپ سے شروع اور سنگینوں کے حملے پر ختم ہوتا رہا ہے - اور عمومًا ضمنی طور سے لکھی حالت میں معلوم نہیں ہوتا کہ نامہ نگار بوقت جنگ کسی طرف موجود ہوں - انہوں نے اپنے اپنے اخباروں میں کوئی ایسا مضمون نہیں بھیجا جس سے وہ اپنا عندیہ خاطر خواہ ظاہر کر سکتے ہوں - ڈیلی نیوز نے جسے آرچی بالڈ فوربس کے زمانہ سے لیکر آج تک اس کام پر ناز رہا ہے - شاید اوروں کی نسبت کچھ زیادہ لکھا ہو - گو ریو اور ٹائمز کے نامہ نگار روئی جو لاریسا میں بال بال بچ گئے تھے - اس تعلقہ کی بہت خوفناک تصویر کھینچی ہے تاہم اس مختصر سی لڑائی میں یونانیوں کی شکست اسقدر حیران کن نہ تھی جس قدر جنگ کے نامہ نگاروں کی فراری - اسکا باعث غالبًا یہی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جنگ سرحد پر بہت سے مقامات پر چھڑی ہوئی تھی - اور نامہ نگار اکثر اس مقام پر جاتے تھے جہاں کہ لڑائی کا زور ہو

محبّان یونان کی حسرت وپرغضبی

جب لاریسا کی فتح کی خبر انگلستان میں موصول ہوئی تو محبّان یونان انگریزوں کے گھروں میں ماتم برپا ہوگیا۔ انکے دماغ مختل ہوگئے اور عجیب و غریب ہذیان بکنے لگ گئے۔ بطور مثال ۲۶ اپریل ۹۷ء کی اخبار ڈیلی کرانیکل کے ایک لیڈنگ آرٹیکل کا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کیلئے ہندوستان کے اکثر اینگلو انڈین اخبارات کو حزن واندوہ کا بھی اُسوقت کوئی حد وحساب نہ رہ گیا تھا۔ انکو بہادر یونانیوں سے جنکو بیجیت کے پہلوان تصور کیا گیا تھا بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر جب ایک ہفتہ میں ہی یہ کل اُمیدیں خاک میں ملگئیں تو ولایتی اخبارات کیطرح وہ عجب مضحکہ انگیز ہذیان بکنے لگ گئے جس میں کچھ تو یونانیوں پر طیش ظاہر کیا جاتا اور کچھ پیچ وتاب کھا کھا کر کبھی ترکوں کو کوسنے دئے جاتے اور انہیں بلقانی عیسائی ریاستوں کے اتحاد کی دھمکیاں دیجاتیں۔ بطور نظیر اس موقعہ پر متذکرہ صدر اخبارات کے چند مضامین مع اُن ایڈیٹوریل ریمارکس کے جو خادم قوم وملت وکیل امرتسر نے اُن پر تحریر کئے بجنسہ ذیل میں درج کردئے جاتے ہیں

یونان کے شکست اور ایک انگریزی اخبار کا نوحہ جنگ روم ویونان کے چھڑنے سے پہلے ہی جیسا کہ ہم ترکوں کے مفصل اور سچے حالات ہدیہ ناظرین کرچکے تھے۔ اُن سے بخوبی واضح تھا کہ یونان ترکوں کے سامنے مطلق کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور جو الیسی ہمت اس شجاع قوم عثمانی کی ظاہر کی تھی اس سے بھی ثابت تھا کہ حضرت امیر المومنین اپنی طاقت سے بہت کچھ دبائے رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی باعث انہوں نے متواتر یونان کی حمایت پر دول یورپ کو لکھا کہ اس کو سمجھا دو۔ مگر حماقت کی گرہی نے عراقی کو لات مارنے کی جرأت کرہی دی۔ اور باوجود اسکے کہ ترکوں نے دول یورپ کی درخواست پر اس شوریدہ سر قوم کی پہلی خطا معاف کردی تھی اور اسوقت تک عام حملہ کا حکم نہ دیا جبتک کہ یونان کی باقاعدہ سپاہ باغیوں کے ساتھ ملکر ترکی کی سرحد عبور نہ کرآئی تھی۔ اور صرف اسی پر اکتفا کیا تھا کہ عثمانی جوانوں نے انکو ایک جنگل میں گھیر کر انکے ہتھیار چھین لئے۔ اور انکو مار بھگایا تھا مگر آخرکار ترکوں کو مجبوراً خود ہی اس نکمی سی بے حقیقت قوم کو سزا دینے کیواسطے جنبش کرنی پڑی۔ مگر وہ بھی اس طرح کہ جب یونانی اپنے سفلہ پن کے جوش سے اُبل کر سرحد عبور کر آئے تو ترکی سپاہ پہلے خود بخود پیچھے ہٹ آئی صرف اس غرض سے کہ دول یورپ کو بعد میں کوئی عذر نہ باقی رہے کہ پہل ترکوں کی طرف سے ہوئی تھی لیکن آخر کار وہی مثل ہوئی۔ ودکمزور کا غصہ زیادہ مار کھانے کی نشانی۔ ترکوں کو حرکت کرنی پڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج ترک مقام وولو کے قریب موجود ہیں جہاں سے ایتھنز دار السلطنت یونان صرف ستر میل کے قریب رہ گیا ہے۔

یورپین پریس اور نیز ایجنسیوں نے اس موقع پر بھی معمولی اور عادی طرفداری تعصب اور غلط بیانی سے کام لیا۔ مگر صداقت چھپی نہیں رہسکتی۔ لاہور کا روزانہ سول ملٹری گزٹ بھی یونانیوں کی اس زک پر بہت کچھ جھنجلایا اور کھسیانا ہوکر خود ہی یونانیوں پر لعن طعن کررہا ہے۔ اور ان پر ہنسی اُڑا رہا ہے۔ مگر دراصل یہ اس نے ایک مرثیہ لکھا ہے۔ جس میں برابر سخت درد دل اور قلق کے ساتھ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور وہ کسی مقام کی طرف اسوقت تک کوچ نہ کرتے تھے جبتک انہیں معلوم نہ ہوتے کہ جنگ کا دلچسپ کرشمہ کیا ہوگا اور جونہی کہ ادہم پاشا نے کسیطرف مارچ کیا وہ چڑھا ہوا یونانیوں کے قلب تک جا پہنچا اور لڑائی ختم ہوگئی جو کچھ ترقی رہجاتا تھا وہ نامہ نگاروں کے حصے آتا تھا۔ یعنی ایک مقام پر تو وہ شکست کے حالات بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر جنگ کے باقیماندہ مہیب آثاروں کا ذکر چھیڑتے ہیں

کیلئے یہاں درج کردیا جاتا ہے اُس سے اُنکو معلوم ہوجائیگا کہ ان نیکبختوں کا مذہبی جنون اور سودا کس درجہ تک بڑھ گیا تھا "وحشیوں کا دل بادل کیولری او زمانہ حال کے مہلک ترین اوزار توپخانہ کو لئے ہوئے لگاتار [illegible] چلا جا رہا" بقیہ صفحہ ما بقہ تعصب اور طرفداری کی سخت بو آرہی ہے - اسلئے جو کچھ ترکی بیڑہ کی نسبت لکھا ہے اسکی نسبت ہمارا صرف اسقدر لکھدینا کافی ہوگا کہ اخبار وکیل کے پچھلے نمبروں میں کل حقیقت کا حصہ ہدیہ ناظرین ہوچکی ہے - ہم اس انگریزی اخبار کی توجہ کا لفظی ترجمہ بلفظہ درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین واقعات سے خود اس کے نشیب و فراز کا اندازہ کرکے اپنے واسطے نتائج نکال سکیں اور وہ ترجمہ یہ ہے

یونان کی دھجیاں اُڑگئیں - چھوٹے سے بہادر یونان نے جس نچلے پن کو نہایت بڑے مشورہ سے اپنے اُس جابر کی مزاحمت کی جسپر یورپ کی تمام بڑی بڑی سلطنتیں بھی حملہ کرنے میں تامل کرتی تھیں - ہر ایک شخص کو گوارا [illegible] ہوگی [illegible] ناکامیابی کے آثار شروع ہی سے میدان کارزار سے مستقل طور پر یونانیوں کا پیچھے ہٹنا اور ساتھ ایک [illegible] طاقت کا قلع قمع ہوجانا اس [illegible] یونانی [illegible] نظارہ ہے - جو ابھی پچھلے ہفتے ہی دنوں میں اپنے دار السلطنت کی سڑکوں پر جنگ کے [illegible] جوش سے اُبل رہی تھی - سب سے بڑھکر بدقسمتی یہ ہے کہ ناگفتنی ترکوں کی [illegible] فتح و نصرت کے کارنامہ کا اثر آجکل کے رو سے نتیجہ خیز ہوگا یہ ہوگا کہ انکی وقعت بحیثیت ایک جنگی طاقت کی اور انکی منزلت اور رتبہ مشرقی یورپ میں بہت ہی بڑھ جائیگا چنانچہ یونان کی حماقت کا صریح نتیجہ یہی ہے کہ اسکی جنگی شہرت بالکل نیست و نابود ہوگئی اور پولیٹیکل حیثیت سے اسکے سر پر تباہی اور بربادی وارد ہوگئی - لڑائی چھڑنے سے پہلے ہمنے کہدیا تھا کہ اس جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونان میدان بحری میں فوقیت لیجائیگا لیکن اگر ترکوں کو مجبوراً ثالثوں نے نہ روکا تو خشکی میں وہ یونان کا قلع قمع کردیں گے - مگر یہ پیش بینی تو آجکل ہمارے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ ہماری پیشینگوئی اس قدر تمام تر اور اسقدر سرعت سے پوری ہوجائیگی خصوصاً رویٹر جو طرفداری یونان کی کرتا رہا ہے - اور جو صاف ظاہر ہے اس سے یونانیوں کی قطعی تباہی اور بربادی زیادہ واضح اور صریح ہے - لڑائی کے پہلے ایک دو دن تک تو ایسے حالات ہمارے سننے میں آئے جنسے معلوم ہوا کہ یونانیوں نے اپنی استادانہ مراجعت میں اپنی جنگی محل وقوع برقرار رکھنے میں معجزہ دکھلایا ہے - مگر اس کے کوائف بالکل صاف تھے لیکن اگر ہم نقشہ پر فوجوں کی حرکات و سکنات کو تلاش کریں جیسی کہ وہ اب تک معرض تحریر میں آئی ہیں تو یہ امر ہر جگہ ہمکو واضح ہوگا کہ سمندر میں ہر مقام پر ساتھ فتح یونانیوں کے ہاتھ رہی ہے مگر وہ اس فتح کو دراصل ساحل بحر سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکے اور خشکی پر ہر جگہ ترک ہی حملہ آور ہوتے ہیں - اور جو حرکت انہوں نے کی ہے اسمیں آگے ہی بڑھے ہیں - اس آخری قاعدہ کی ایک مستثنا صورت یہ ہوئی ہے کہ یونانی اپیرس میں جنیا کے مقابل پڑے ہیں - مگر جس کی نسبت ہم سنتے ہیں کہ یونانیوں کو جہاں بھی آگے بڑھنے میں منزل مقصود کے آدھے ہی رستہ میں ترکوں نے نہایت سرعت سے روک دیا - آغاز جنگ پر ہی جیسا کہ ہمنے کہدیا تھا تمام سرحد اس سرے سے اُس سرے تک مغرب پر یویسا سے لیکر وسط میں گویا مشرق میں کو ونیا تک میدان کارزار تھی - مگر جس روز سے درحقیقت لڑائی شروع ہوئی یونانیوں کے حملہ آور گروہ جنوں سے دراصل گیونیا پر خود حملہ کرکے ترکی کو مجبور کیا اب تا فقرہ معلوم ہوا ور ترکوں نے اپنی تمام حملہ آور طاقت میلونا کے پاس درہ ملونا پر جمع کردی - اور یونانیوں نے اپنی طاقت پوینیا و فوج خلیج آرٹا اور اپیرس پر

یہ ہے آج کی خبر لیکن خدا کا شکر ہی کہ جنگی پہلو سے جیسا کہ ہم بعد میں بتائینگے۔ یہ امر ایسا برا نہیں جیسا کہ ہمدردی انسانی اور تہذیب کے لحاظ سے ہی۔ البتہ آخر الذکر امور کے لحاظ سے یہ امر نہایت ہی خطرناک اور سخت رنجدہ ہی حکمران ترک (جلالت مآب سے مراد ہے

بقیہ صفحہ سابقہ) اب سب سے پہلے ترکوں کی سنیے کہ اول ہی ہم انکو ایلاسونا پر دیکھتے ہیں۔ جو انکی اپنی سرحد سے پار ہے۔ اور یہاں سے وہ تیار ہس اور کرانیا کے جنوب مشرق سے درہ ملونا کے راستہ آگے بڑھنے کی دھمکی دے رہے ہیں پھر کئی دن کی سینہ توڑ لڑائی کے بعد یکایک سنتے ہیں کہ ترک ایلاسونا کی جانب جنوب مغرب ٹرناووس پر آپہنچے۔ اور گو رپورٹرں نے اس معاملہ کو اچھی طرح واضح نہیں کیا۔ اس سے اور نیز یونانیوں کے نہایت سرعت سے لاریسا کو ہٹ جانے سے جو ٹرناووس کی جانب جنوب واقع ہے صاف ظاہر ہے کہ ترکوں نے ایک اور ہی طرف سے سرحد میں گھسکر اور غنیم کے عقب پڑجانے سے یونانیوں کی ایک پہلو کی فوج کو ہی الٹ دیا۔ چنانچہ اس طرح پھر ایک مرتبہ اس زمانہ میں بھی وہی فن جنگ کی استادی کھیلی گئی جسکا اظہار تھرماپولی پر ہوا تھا مگر لیونیڈاس کے برعکس اس زمانہ کے یونانیوں کا وہ دل و گردہ ہی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو غنیم کے نرغے میں پھنسا دیں۔ اور میدان کارزار میں شمشیر بکف ڈھیر ہوں۔ لیکن یونانیوں کی مراجعت صرف لاریسا ہی تک ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ مشکل ہی اس شہر تک پہنچے ہوں گے کہ ہم سنتے ہیں کہ آگے بڑھتے ہوئے غنیم (ترکوں) کے خوف سے ہی نکلکر بیٹھ رہا اور نیز سر اور خیرہ فوجی سامان کا چھوڑ کر اس طرح بھاگے کہ زمانہ حال کے یونانی شجاع ڈیمیرس ٹیک آف سیاہ تا آگے آگے اور ساری فوج پیچھے پیچھے۔ پھر یہ سرکت ہو گئے چلکر ایک اور لفظا زرکس اور نیز نقشہ سے واضح ہے۔ ترکی فوجیں اب زرکوس پہنچگئی ہیں جو لاریسا کا جنوب مغرب کا پہلو پر واقع ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کو ہرگز یہ پسند اور مطلق گوارا نہیں کہ اپنی مراجعت میں حملہ آوروں کو اپنے آپ سے ایک قدم بھی آگے جانے دیں۔ یہ معلوم کرنا دلچسپ ہوگا کہ یہ کامیاب استادی فن جنگ کی کہاں تک ترکی کمانیڑ ان کا حصہ ہے جن میں سے ایک کو اس تھوڑے سے وقفہ میں ہی اتحت بنا دیا گیا ہے۔ (اشارہ ہے ادہم پاشا کے ایجوٹنٹ جنرل اور القوی عثمان پاشا کے کمانیر ہونے کی عزت) اور کہاں تک یہ جرمن افسروں کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے جنہوں نے ترکی فوج کو تعلیم و تربیت دی ہے۔ بہرحال خواہ کچھ ہو اس فوج نے اپنی شہرت پھر یورپ میں ثابت کر دی ہے کہ وہ تمام سرزمین مغرب میں سب سے بڑھکر اعلے درجہ کی لڑنے والی ہے۔ کیونکہ خود جرمن فوج بھی اس تھوڑے سے وقت میں جو اسکو ملا ہے اس سے بڑھکر کچھ نہ کر سکتی۔ یونانیوں کی ہزیمت کا دوسرا پڑاؤ فرسالہ ہے۔ جو صوبہ تھسلی میں نصف علاقہ سے بھی کچھ آگے ہے۔ چنانچہ اس طرح سے ایک ہفتہ میں ہی آدھا صوبہ یونانیوں کی ہاتھ سے نکلگیا۔ اور یہ خود اپنے ہاتھوں ایسی تباہی اور بربادی کا طوفان اپنے سر پر لائے ہیں۔ جس کے روکنے کے واسطے کوئی معجزہ درکار ہے اور ان پچھلے چھ دن کے معرکہ میں ان محبان وطن کے واسطے اگر کوئی بات قابل فخر و مایہ ناز نہ ہو تو اتنا تو ہے کہ انہوں نے مراجعت کا کچھ بہت اچھا کیا ہے

لہ وسلہ درہ تھرماپولی وہ مشہور درہ یونان کا ہے۔ جس میں ۴۸۰ قبل مسیح ایک ہزار یونانیوں زیر کمان یونانی جنرل لیونیڈاس اور تمام فوج سلطنت ایران میں مشہور لڑائی ہوئی تھی تین دن تک معرکہ گرم رہا یونانی مطلق زیر نہ ہوئے۔ مگر آخرکار چوتھے دن ایک شخص نے دغا کی ایرانی فوج کو پوشیدہ راستہ سے پہاڑ کی دوسری طرف نکال لیگیا اور اس طرح ایرانیوں نے جن کی تعداد لاکھوں تک تھی۔ ایکدم یونانیوں کو اس درہ میں دونو طرف سے بند کرلیا۔ تمام یونانی ڈھیر ہوگئے کہتے ہیں کہ صرف ایک شخص زندہ بچا تھا۔ لیونیڈاس بھی ٹھیک آخر سپاہی کی طرح لڑا تھا

ناظرین معاف رکھیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ مترجم) جسے تمام اچھے آدمی کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ہر جوزن و بچہ صغیر و کبیر مرد و عورت سب کو بکسر قتل عام کرانیوالا ثابت ہوچکا ہو جس کی یہ ناگفتنی وحشت روز روشن کی طرح ہویدا ہوچکی ہے۔ جو انسان (حاشیہ صفحہ سابقہ) اب ہم بحری لڑائی کو لیتے ہیں۔ اور ہمارے خیالات پر یکایک تغیر لاحق ہوجاتا ہو یونانی بیڑہ نے مرحد کی ہر ایک حد پر یمین کی سکے پار اپنی طاقت جمع کردی اور اپنے حیطہ زد میں یونانی ہر مقام پر کامیاب ہوتے رہے۔ یہ ہم سنتے ہیں کہ ترکی بیڑہ اب تک ڈارڈ نیلز (دردانیال) میں کھڑا ہے۔ کیونکہ کپتان اُسکو سمندر میں چلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اخبارہ میں بھی آغاز جنگ سے پہلے ہی ہم لکھ چکے ہیں کہ ترکی جہازوں کو گولڈن ہارن میں پچھلے ۱۱ برسوں سے کیڑے کھا رہے ہیں۔ مگر ہمکو یہ امید نہ تھی کہ یہ جہاز اس قدر ناقابل ثابت ہونگے۔ نتیجہ یہ کہ یونانی بیڑہ کی مطلق مزاحمت نہ ہوئی۔ اور مشرقی ساحل پر اس بیڑہ نے جو سرعت احکام لیکر روانہ ہوا تھا۔ پلاٹموا اور لتو خوری کے شہروں پر قبضہ کیا۔ اور ترکوں کے انتظامات کسمریٹ کو برباد کردیا۔ اگر یونانیوں نے اپنی طاقت کا تمام تر حصہ سے بڑھکر اندازہ نہ کیا ہوتا تو اب تک نہ وہ صرف اسی قابل ہوگئے ہوتے کہ ترکی سلسلہ رسل و رسائل ہی کو منقطع کردیتے بلکہ اس قدر کافی فوج خشکی پر اُتار دیتے جو اُن کے عقب میں بہت ہیبت ناک ثابت ہوتی۔ کسی بیڑہ کا بسلسلہ حد واقعہ ساحل بحر پر سے ایک فوج کے ساتھ متحد ہوکر کام کرنا حملہ کرنے کا ایک نہایت ہی خوفناک طریق ہے جس کا تصور میں آنا ممکن ہوسکتا ہے۔ خشکی پر ترکوں کی برتری بدرجہ اتم اس سے بڑھکر کسی اور امر سے ثابت نہیں ہوسکتی کہ وہ نہایت جرأت سے اتنی گنجایش دیکھ سکتے تھے کہ اُنہوں نے اپنا سلسلہ رسل و رسائل تمام تر غنیم کے بیڑہ کی زد میں کھلا چھوڑ دیا۔ اور ادہر خشکی پر یونانی فوج کا یہ حشر ہوا کہ جدہر ترکوں نے رخ کیا۔ اس کے پیر اُکھڑ گئے۔ اور جو اس باختہ ہوگئی۔ یہ بھی اغلب ہے کہ ایک ایسی فوج کو جس کے انتظامات کسمریٹ ایسے خفیف ہوں جیسی کہ ترکی فوج کے اور جس کا گذارہ اُس لوٹ مار پر ہو جو اس کے سامنے آجائے۔ بحکمہ کسمریٹ کے تباہ ہونے سے بھی چنداں وقت نہیں لاحق ہوسکتی۔

اب ہم مغربی ساحل کی طرف پھرتے ہیں اور ادہر بھی یونانیوں کا طریق جنگ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ یونانی فوج نے ترکی قلعہ پر دیسا کو خاموش کردیا۔ اور سمندر کے کنارے کنارے جزیرہ کارفو کے مقابل بڑھی اور یونانی خشکی کی فوج کے ایک پہلو کی بھی پشت پناہ بنی جو جنینا کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مگر یہاں پھر ثابت ہوا کہ ترکی سپاہ کا دل و گردہ تمام مجموعہ استادی فن جنگ سے برتر واقع ہے۔ یونانیوں کا نہایت شجاعت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ انھوں نے شکست فاش کھائی۔ اس طرح صاف ظاہر ہے کہ اپنے بیڑہ کی مدد یونانیوں کو سرحد کے ہر ایک کنارہ پر بلحاظ فن جنگ کے فائدہ رہا ہے۔ مگر اس فائدہ سے ترکوں کی جنگی قوت کی برتری کے مقابلہ میں کچھ نہ تھم آیا۔ ہمارے مشفق ریوٹر کئی موقعوں پر ہمکو بتلا چکے ہیں کہ ترک بلحاظ توپ خانہ۔ رسالہ اور تعداد کے یونانیوں سے بدرجہا بڑھکر ہیں مگر یونانیوں کو ہر طرح معذور رکھنے کی تمام خواہش کو مد نظر رکھکر بھی اس میں کچھ کلام نہیں کہ ساٹھ ہزار فوج سے جو خود اپنے ہی پہاڑوں اور پہاڑی قلعوں اور کمینگاہوں میں جمع ہو۔ اور جس کے پہلو پر ایک خوفناک بیڑہ ہو جس کے سامنے غنیم کا عقب تمام تر اس سرے سے اُس سرے تک زد میں کھلا ہوا ہو یہ توقع ہونی چاہیے کہ وہ اچھی طرح لڑتی نہ یہ کہ سیدھی گھر کو جاتی۔

اگر یونانیوں نے ذرا ضعیف سا بھی کچھ عرصہ تک مقابلہ کیا ہوتا تو ریاستہائے بلقان میں شورش فساد کے آثار صاف ظاہر تھے۔ اور ہر طرح

صورت سخت وحشی و درندہ حیوان ہی ۔ جسکے نام کو ہی سنکر بدن پر لرزہ پڑجاتا ہے ۔ جس پر ابھی اگلے دن انگلستان کے وزیر اعظم سے ¹
سخت غضب الٰہی وارد ہونیکی پیشگوئی کی تھی جس کی ظالمانہ سرشت کو لگام دینے کیلئے عین اسوقت بھی کل یورپ نہایت جا[illegible]

¹ لارڈ سالسبری کی اُس تقریر کی طرف اشارہ ہے جو اُس نے نومبر ۱۸۹۵ء کو لارڈ میئر کے سالانہ دعوتی جلسہ میں مقام گلڈ ہال کی تھی ۔
تقریر مذکور یارکس بدت سالہ عہد حکومت میں درج ہے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۵) اغلب تھا کہ ترکی فوج کے عقب کی آبادی اس موقعہ پر اپنے ظلم کرنے والوں (ترک) کی برخلاف علم بغاوت بلند
کرتی ۔ بلگیریا کا اپنی فوجیں جمع کرنے کی دھمکی دینا اور رومانیا میں بٹالین کا بغاوت کرنا ۔ ایک ایسے طوفان پر دال ہیں جو ترکوں کے پسپا ہونے
کی پہلے ہی آثار یونان کے سر پر پھوٹ پڑتا ۔ جس طرح بزدل یونان سرنگون ہوا ہے ۔ اس سے کوئی موقعہ اس امر کی پختگی کا نہ ملا اور اب
یہ کہہ سکتے ہیں کہ بلگیریا فوجیں نہیں جمع کرے گی ۔ طاقتوں نے مداخلت کی ضرورت پر غور کرنا شروع کر دیا ہے پہلے یہ قرار دادتھی کہ یورپ
کی تمام طاقتیں اسوقت تک بے لوث اور علحدہ رہیں ۔ جب تک کہ کوئی فریق خود درخواست نہ کرے ۔ انگلستان واقعات کا رخ پلٹنے کا
خیال کرکے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال کرکے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال ہے کہ یونان کو ابھی اور سبق سیکھنے کی ضرورت ہے
تاکہ وہ آیندہ نصیحت و تربیت کو تابعیت سے قبول کرنا سیکھ جائے ۔ طاقتوں کی مداخلت اتنی تاخیر سے ہوئی کہ اب اس دلچسپ سوال کی گنجایش ہی نہیں
باقی رہی کہ وہ مداخلت کیا ہوگی ۔ اب ہم سب جو کچھ جاننا چاہتے ہیں ۔ وہ یہ ہے کہ اب ترک بھی اپنے مظفر و منصور کوچ میں رک جائیں گے
یا نہیں ۔ کم از کم ممکن ہے کہ کامیابی سے نہال ہوکر یہ اس سے انکار کر دیں اور اس انکار کا یہ مطلب ہوگا کہ ترکی کے مقابلہ پر ایک متحدہ عام
جنگ ہوگی ۔ اور سب سے بدتر یہ ہوگا کہ طاقتوں میں نفاق اور پھوٹ پڑجائے گی ۔ اور تمام یورپ تہ و بالا ہو جائے گا ۔ بہرحال ہم اب
انجام کے آغاز پر پہنچ گئے ہیں ۔ اور امید ہے کہ یہ انجام یورپین جنگ کی صورت نہیں اختیار کرے گا ۔ ہر شخص چند روز آئندہ تک کے واقعات کا
انتظار کرے گا کہ دیکھیے پانسہ کس کی طرف پلٹتا ہے ۔ مگر خواہ کسی طرف پلٹے ۔ یونانی اب اس معاملہ سے مٹ گئے ۔ اور انکی جنگی شہرت
ایک مرتبہ پھر تمام یورپ کے واسطے باعث ہنسی اور تمسخر بنگئی ہے ۔

مصر روزانہ اخبار رسل مورخہ ۲ مئی میں ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع ہوا ہے جس کے دیکھنے اور پڑھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ اخبار مذکور یونان کی شکست اور ترکوں کی فتح سے اس قدر کھسیانا ہو رہا ہے کہ اس کے حواس بجا نہیں رہتے اپنا زہر اگلتا
اور ترکوں کو کوستا ہے اور غصے کی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مسمریزم کے معمول کی طرح وہ اپنا اور اپنی ہم مذہب سلطنتوں کا عندیہ اور
ارادہ نہ چھپا سکا اور بہادر اور باکمال عادل ترکی نے اسکے اپنے ہی منہ سے وہ باتیں دریافت کرلیں جن کو پہلے (گو وہ عام طور پر کل
سلطنتوں کو معلوم تھیں) وہ ظاہر کرنا پسند نہ کرتا تھا ۔ دل کا ما فی الضمیر کھلے طور پر ظاہر کر دینا بعید از مصلحت خیال کرتا تھا لیکن جو برتن
میں ہوتا ہے ۔ وہی اس میں سے نکلتا ہے ہزاروں میں الگ ہیں چھپا سکے ۔ آخرش یہ بھید خود انہیں حضرات کے منہ سے افشا ہوتا تھا اور ہو گیا
خدا کارساز و مسبب الاسباب ہے جس قوم اور سلطنت پر اپنا قہر نازل کرنا چاہتا ہے وہ خود ہی ان میں سے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ
بظاہر تو وہ بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن انجام کار سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں ہوتا ۔ یہ راز افشا ہوا ان

اور قطعی فیصلہ کن تجاویز و تدابیر کے سوچنے میں مصروف بتایا جاتا ہے۔ یہ شخص فرجان وخندان اپنے ڈیکٹیوں اور موذی جلادوں کو ایک چھوٹی سی عیسائی قوم کو پامال و معدوم کرنیکے لئے لگاتار بھیج رہا ہے اور ڈوطافتور عیسائی بادشاہ ایک طرح سے علانیہ (بقیہ صفحہ گذشتہ) گوسول نے دیگر اقوام کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کی ہیں لیکن اس اندھے متعصب کو یہ نہ سوجھا کہ جس وقت اس خلیفۃ المسلمین کے حکم پر چلنے والے بندے اس بھید سے (جس سے وہ قریبًا قریبًا پہلے ہی آگاہ ہیں) واقف ہوجائیں گے تو وہ اپنی تقویت اور دین متین کی حفاظت کے لئے کیا کیا کچھ نہ کرینگے لیکن جب الٹے دن آتے ہیں ایسی ہی انشا ہو ہی جایا کرتی ہیں بقول حضرت داغ سے تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی ۔ بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی ۔ دیگر آپ نے جہاد کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن ہم بڑے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ریاستیں جنکا نام لیکر نفظ جہاد وہ اپنی قلم سے نکال رہا ہے اور بیان کرتا ہے کہ وہ محض کسی پولیسی کی وجہ سے اس سچی جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس بے تعلقی کا اندازہ حضور نے غلط قیاس کیا ہے وہ ریاستیں جانتی ہیں کہ پرانے جہادوں کے کیا نتائج ہوئے تھے اور کس طرح اُنکے رچرڈ شیر دل بادشاہ انگلستان جو کل دول یورپ کی فوجیں جمع کرکے بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوڑانے کے لئے صلاح الدین پر حملہ آور ہوا تھا) صلاح الدین کی فوج ظفر موج کے سامنے لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ کھڑے ہوئے تھے

ہم سول سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ آیندہ جہاد کے مسئلہ کو نہ چھیڑیں۔ غالبًا آپ کو یہ تو معلوم ہی گیا ہوگا کہ ۱۳ لاکھ بدوں نے جہاد کیلئے حضرت سلطان المعظم امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سے درخواست کی ہے اور نیز ایران کی ۱۹ ہزار فوج خادم الحرمین الشریفین کی خدمت کیلئے سرحد آرمینیا پر منتظر احکام کھڑی ہے۔ کہیں ایسا نہو کہ دول نصاریٰ کو لینے کے دینے نہ پڑجائیں۔ اور بیچاری نازنین لیڈیاں ہارپ (سارنگی) کی تاریں خوشی کی راگ بجانے کی بجائے اپنے سروں کے بالوں کی تاریں بنائیں اور جیسا کہ ٹلوڈن کی شکست سے تمام سکاٹ لینڈ ماتم کدہ ہورہا تھا۔ تمام یورپ ان پری پیکروں کے بینوں اور نوحوں سے مرثیہ خانہ بنجائے۔

ہم اپنے معزز معاصر سے التجا کرتے ہیں کہ اُن کی یہ آہ و زاری اور شیون بکا کسی کام نہ آئیں گے۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ بجائے ایسے مضامین شایع کرنے کی اس معاملہ کے سلجھانے کی تدابیر پبلک کے سامنے پیش کریں۔ چونکہ دوسرے شخص کا مافی الضمیر خود اسی طرز کلام سے ادا ہوسکتا ہے لہذا ہم سول کا ترجمہ بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"**عثمانیوں فتح**" ڈومو کوس سے (یونانی افواج کا) مراجعت کرنا اور سلطان کا جنگ کو روکدینا۔ سہ ہفتہ جنگ کا اختتام خیال کیا جا سکتا ہے۔ اگر تمام طاقتیں بالاتفاق کارروائی کریں تو اب صرف غنیمت کی تقسیم باقی ہے۔ اگر کوئی واقعہ جنگ کو اسکی موجودہ حدّ سے چھٹانیوالا پیش نہ آگیا تو غالبًا یہ کارنامہ تاریخ میں ہفتہ جنگ کے نام سے یاد کیا جاویگا۔ کیونکہ جیسا کہ ہمنے لاریسا سے اچانک مراجعت کے وقت لکھا تھا۔ یونان کی ہزیمت علانیہ تسلیم کر لی گئی تھی اور ترکوں کی فضیلت تسلیم ہوچکی تھی۔ اور جو کچھ کہ اس کے بعد واقع ہوا محض تباہی کا تکملہ ہونا تھا۔ اس تردد و ختم جنگ کے عرصہ میں کوئی بہتر واسطہ ترکوں کے ادھے تدبر کے معلوم نہیں ہوئی جو غالبًا یونانیوں کی غیر متوقع کی وجہ سے کہ سلامتی کا کوئی موقعہ قابو میں نہ لا سکے۔ یعنی ہمیں ترکوں کی طرفداری کا ایک بڑا سبب ترکوں کی فوج

اُسکی امداد کر رہی ہیں بلکہ اُن میں سے ایک نے تو اپنے افسر اولین صف جنگ میں لڑنے کے لیے بھیج رکھے ہیں۔ خدا کی شان اور نیرنگی قسمت سے آج یہ صورت پیش نظر ہے جسپر کوئی عیسائی مشکل سے اعتبار کر سکتا ہے۔ مسلم و حبشی جو صدیوں کی بہادرانہ مساعی اور جد و جہد سے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کا کثیر التعداد ہوتا ہے سلطنت عثمانیہ ایک لاکھ ستر ہزار یونانی فوج کے مقابلے میں جسمیں کل قابل جنگ آدمی شامل ہوں سات لاکھ فوج میدان جنگ میں لا سکتی ہے - البتہ ٹرکی تھسلی کی دور دراز سرحد پر اپنی تمام فوج اکٹھی نہیں کر سکتی - تاہم یہ ظاہر ہے کہ اس جگہ یہ فوج نسبتاً یونانیوں سے بہت زیادہ ہے یعنی اسی ہزار کے مقابلے میں دو لاکھ یعنی ایک کے مقابلے میں دو سے زیادہ - ادہم پاشا نے اپنی اس زیادتی کو ہر موقع پر پورے پورے طور سے استعمال کیا ہے - بار بار درہ ملونا ٹرینو - لاریسا - ولیسٹر نیو - فرسالہ - اور آخرش ڈوموکوس پر فوج کے اس طرح پر پھیلا دینے سے کہ یونانی فوج اس میں گھر جائے اور اُن کا عقب خوف زدہ ہو جائے کی حکمت پر عملدرآمد کیا ہے اور ہر ایک موقع پر صرف خوف ہی کافی ہوتا رہا ہے -

اب ذرا اتعد کے یونانی پہلو پر چلیے - ظاہر ہے کہ محض ایک مجنون ہونے کے باوجود بھی اُنہوں نے پیشتر اسکے کہ وہ لڑائی کرتے ضرور اس فوج کے اندازہ کا مقابلہ کرنے کے لئے قطعی خیال کر لیا ہوگا - انکا طریقہ دیباگی احاطہ تجسس سے بہت دور نہیں ہے ترک سرحد تھسلی پر اپنے موروثی دشمنوں سے جو کسی وقت یونان کی طرح ترکوں کے غلام اور انکی رعایا تھے - اور اب یونانیوں ہی کی طرح اُن کی ہر ایک مشکلات سے فائدہ اُٹھانے اور گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے اور اپنے ذہن نشین فواید کے حاصل کرنے کے لئے مشتاق رہتے ہیں گھرے ہوئے ہیں - سرویا - بلگیریا اور ماﺅنٹی نیگرو بھی ٹرکی پر حملہ کرنے کے وہی بواعث رکھتے ہیں جو یونانی رکھتے تھے - ہر ایک جگہ اپنی حدود کے پرے یونانی اپنے ہزارہا ہم مذہب اور ہم ملک آدمیوں کو دیکھتے تھے کہ ایک اجنبی کافر اور ظالم گورنمنٹ کا جوا پھینکنے کیلئے بڑی بے صبری سے تلملا رہے ہیں اور اُن کا ایک ہی وقت اس نئے جہاد میں شریک ہونا اس امر پر محمول ہے کہ قومی رضا کو اُنکے سرداروں اور وزراء کی ڈپلومیٹک دور اندیشی نے روکے رکھا جو کہ اپنے مریدوں کے باقاعدہ احکام کے جو یورپ کے بادشاہوں ہی میں سے ہیں فرماں پذیر ہیں - رومانیا جرمنی کے احکام کا پابند ہے - بلگیریا اور ماﺅنٹی نیگرو روس کے - اور سرویا روس اور آسٹریا کی سرپرستی میں ہے - لیکن آغاز جنگ کے وقت یونانی یہ امید کرنے کے ہر طرح سے حقدار تھے کہ لوگوں کے جذبات اور سچے دین کا جوش اور صدیوں کی موروثی نفرت بادشاہوں کی ڈپلومیسی یا دور اندیشی کے مقابلے میں بہت زبردست ثابت ہوگی - اگر ریاستہائے بلقان ایک ہی وقت اپنی قسمت یونان کے ساتھ وابستہ کر دیتیں تو جنگ کسی اور صورت میں واقع ہوتا -

رومانیا کی فوج بوقت امن ۵۰۰۰۰ ہزار ہے اور ضرورت کے وقت ..... فوج میدان میں لا سکتا ہے - بلگیریا کی فوج بحالت امن ۴۰۰۰۰ اور جنگ کے وقت ۱۲۰۰۰۰ ہو سکتی ہے - سرویا بھی اسی طرح ۲۰۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰۰ فوج تیار کر سکتا ہے - ماﺅنٹی نیگرو کے پاس جو ریاستہائے بلقان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے کوئی باقاعدہ فوج نہیں - لیکن وہ ضرورت کے وقت ۲۴۰۰۰ ہزار بیقاعدہ فوج مہیا کر سکتا ہے - اس طرح پر یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ پانچ ریاستیں ملکر ٹرکی کی فوج سے جو وہ میدان میں لا سکتی ہے کہیں زیادہ ہو سکتی ہیں - مزید براں ترکوں کو دشمنوں کے ملک میں جنگ کرنا پڑے گا - جبکہ تمام صوبجات ان کے پیچھے بغاوت کر رہے ہونگے

بلقان کی تمام حصوں سے پیچھے ہٹا دے گئو تھے - اب پھر یورپ میں فاتحانہ حیثیت سے پیشقدمی کر رہی ہیں - ہلال صلیب کو دیکھ کے چلا جارہا ہے - مسیحی دنیا کا مقدس نشان اب نشان فتح و ظفر نہیں رہ گیا قسطنطین (بانئی قسطنطنیہ) کو فرشتوں نے آتشین صلیب

بقیہ صفحہ گذشتہ کوئی قیام ممکن نہ ہوگا اور سلسلہ رسل و رسائل مسدود ہوگا - اور کوئی بیڑہ جہازات خوراک اور ذخیرہ بہم پہنچانے کیلئے موجود نہ ہوگا - یونانیوں کی پالیسی ظاہر تھی - یہ صرف ایک ٹھیراؤ تھا جب تک ریاستہائے بلقان میں قومی جوش پختہ نہ ہوجائے بعد وہ کھلے طور سے اُن کی طرف ہونے کا اظہار نہ کردیں - یہ بات قریب ہوجاتی اگر یونانی اپنے خیال کے لحاظ سے استقلال سے مقابلہ کرتے اور آرٹیسا کو پلیونا کر دکھاتے - لیکن جس کھلبلی نے یہاں اُن کو تابو کیا - یہ اُن کی کوشش کے لئے سخت مہلک تھی - اور من بعد وہ اپنی حالت سنبھالنے کے ناقابل ہوگئے - اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یونانیوں نے محض محتاج استقلال ہونے کی وجہ سے وہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا ہے جس کی وہ کبھی اُمید کئے ہوئے -

اب یہ سوال کرنے کا وقت ہے کہ مشرق کا مرد بیمار اس دلیرانہ جانداری کے غیر متوقع اور ناخوشگوار اظہار سے کیا حاصل کر پائے سلطان واقعی وہ وہ مطالبات کرنے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہے بہت مغرور نہیں - تاہم اس کے تمام صوبہ تھیسلی سولہ کروڑ روپیہ اور رعایات بین الاقوام کی منسوخی کے مطالبات کیسقدر نہایت ہی قابل گرفت ہیں - صرف سوال یہ ہے کہ کونسی سلطنت اس واقعہ کو کافی سخت قرار دیکر بند کریگی اور وہ کچھ خود بخود اس سوال میں اُلجھ جائیگی یا کونسی دو سلطنتیں ایسا کرینگی - ایک پرجوش اخبار نے پچھلے دنوں بیان کیا ہے کہ اتحاد یورپ کیا ہے تین مطلق العنان - دو غلام - احمقیت جنول - اور یہ بالکل بجا کہا ہے مطلق العنانوں میں ایک آسٹریا اور غلاموں میں سے ایک اٹلی اتحاد ثلاثہ کے رو سے جرمنی سے ملے ہوئے ہیں - فرانس روس کا غلام ہے اور انگلستان لارڈ سالسبری کی اس قسمیہ پولیسی کی وجہ سے کہ وہ تن تنہا کچھ نہیں کرینگے - جبتک سلطنتیں متفق نہوں رکا ہوا ہے اس لئے صرف یہی دو نوجوان شہنشاہ ہیں جو اس واقعہ کیلئے کسی کام آسکتے ہیں - اس کا کافی ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ سلطان نے سفیروں کے متفقہ نوٹ پر کوئی نوٹس نہیں لیا اور زار روس کے پہلے ہی اشارے سے اس نے فوراً جنگ بند کردی ہے جرمنی نے سلطان کو اول درجہ کے مدبر دیئے اور روس نے مہربانی سے ریاستہائے بلقان کو روکے رکھا - بات یہ ہے کہ یہ دونوں مطلق العنان اپنی دستکاریوں کے نتائج سے کافی طور پر پڑ رہے ہیں؟

اس مہینے کی ایک معاصر میں ایک نامہ نگار قسطنطنیہ سے دار الخلافہ کی حالات کی اندرونی جانب کے علاقہ تعلیم اور سلطان سے ذاتی واقفیت کیوجہ سے عبدل کا یورپ کی عام رائے سے بہت ہی علیحدہ نظارہ پیش کرتا ہے لیکن یہ بھی اقرار کرلیا جاتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو اپنی تازہ کاروائیوں اور جنگ کی سخت تجویزوں سے اپنی پالیسی کو فتحمند انجام کیساتھ نہایت مستقل رہا ہے -

یہ نامہ نگار خیال کرتا ہے کہ عبدل اول درجہ کا ڈپلومیٹ ہے جس کی پیش نظر ایک بڑا خیال رہتا ہے یعنی ہر ایک امیں اسلام کا خلیفہ بننے کا خیال - اسی مطلب کے لئے آرمینیا - ایشیائے کوچک اور خاص قسطنطنیہ کے بازاروں میں عیسائیوں کے قتل کا انتظام کیا گیا ہے - ان واقعات سے اس نے پھر ایک دفعہ اپنی مسلمان آبادی میں جوش پیدا کردیا ہے اور انہیں اسکا خیال دلا دیا ہے کہ عیسائی مسلمانوں کے

دیکر بشارت دی تھی کہ "اس نشان کی بدولت ہر وقت فتح و نصرت تیرے ہمرکاب رہیگی" آج یونانیوں کیلئے جیساکہ تمام یورپ مشاہدہ کر رہا ہی عیسےٰ مسیح کی صلیب یہ معنے رکھتی ہے۔ اس کی بدولت تو شکست اب ہوگا قتل کیا جائیگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جو ایک جنگی دین ہی قدرتاً دشمن ہیں۔ دس ہزار عیسائی خاص قسطنطنیہ میں سفیروں کی آنکھوں کے سامنے قتل کردیے گئے اور کوئی شخص سزایاب نہ ہوا۔ پ ... اور دوسری جگہ پر اس کی کامیابی نے صرف اسکی اپنی ہی ملک کے مسلمانوں کی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تعریف کو اپنی جانب کھینچ لیا ہی۔ نیز ہم نے ہندوستان ہی میں ابھی ابھی قدرتی اس تعریف کی گڑبڑاہٹ کو جس سے اس فتحمند ٹرکی کو مبارکباد دیکتی ہی سنا ہے۔

قصہ کوتاہ سلطان نے ایک دینی جوش کی پالیسی اختیار کی ہی اور طاقتیں اس کے مقبوضات کو گاہے گاہے علیحدہ کرنے سے بے نقص رکھکر اس بات کے دیکھنے میں مصروف رہی ہیں کہ اس پالیسی نے مشرق کے مرد بیمار کی رگوں میں نئی زندگی پھونکدی ہی۔ ٹرکی کے چھڑ جانے سے پیشتر مصر کے نامہ نگار نے تحریر کیا تھا کہ فوج کبھی ایسی مسلح نہ تھی اور نہ میدان میں ایسی مہم کیساتھ ڈالی گئی تھی۔ اور نہ ہی اس طرح پر اسباب بہم پہنچایا گیا تھا۔ جیساکہ گذشتہ چند ہفتوں کے عرصہ میں ڈارڈنیلز کی مورچہ بندیاں گذشتہ دو سال کی نسبت اب دگنی مضبوط ہیں اور دیگر سرحدی قلعجات کرپ توپوں سے خوب مسلح کئے گئے ہیں۔ سطح قسطنطنیہ کی چٹلا لائن کی مورچہ بندیاں جو بحیرہ اسود سے دیگر مارمورا تک پھیلی ہوئی ہی مضبوط اور مسلح ہیں۔ سلطان کا یہ مدعا ہے کہ جنگ کو روکے رکھے اور اپنی تمام تجاویز ڈپلومیٹک ہنرمندی سے بنا ہی چلا جائے لیکن وہ جنگ کی ضرورت کیلئے تیار ہی اور اس نے یقین دلادیا ہی کہ جنگ کی تیاری کرنا امن کی ایک ضمانت تھی۔" سلطان کبھی ایسا مضبوط نہیں ہوا۔ جیساکہ وہ اس وقت ہے گذشتہ تین ہفتوں کے واقعات سے اس اندازہ کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہی۔ اور اگر سلطان گذشتہ تین ہفتوں سے پیشتر مضبوط تھا تو وہ اب کیا ہی جبکہ یونان تین ہفتوں میں فتح کرلیا گیا ہی۔ اور اس کی فوج کی جنگی شہرت پھر اعلےٰ درجہ پر قائم ہوگئی ہی؟

اب یہ سوال پوچھنا باقی ہی کہ ان دو شہنشاہوں میں سے ہر ایک کو اس نئی اور مشرق میں خوفناک سلطنت کو دلیری دینے سے اور کیا حاصل کرنا ہی۔ وہ بیحساب فوجوں سے کھلائے گئے ہیں جو کہ بالکل ان کے دائرہ قدرت سے باہر ثابت ہوگئی ہیں۔ اور اب وہ دونوں ایک ہی وقت اس نتیجہ پر پہنچتے معلوم ہوتے ہیں کہ اب انہیں زیادہ زبردست ٹرکی سے کچھ حاصل کرنیکی اُمید نہیں ہے جونہی کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ یہ خیال کیا جاتا ہی کہ لارڈ سالسبری بھی ان کی تائید کریگا۔ اور جونہی کہ یہ تینوں سلطنتیں متفق ہوگئیں تو پھر یہ ناممکن ہے کہ سلطان کسیطرح سے سوائے اس ڈپلومیسی کے جس سے وہ آجتک اپنا کام لیتا رہا ہے اُنکی مخالفت کرے۔ یہ صرف اُسیوقت تھا کہ وہ کسی ایک یا دوسری سلطنت کو مداخلت کرنے کے مخالف کرسکتا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ سلامتی میں تھا۔ ایک طرح اس کی کامیابی اتحاد کیواسطے نجات ہی۔ تین مطالبوں میں سے جو اسنے کئے ہیں رعایات بین الاقوام کی منسوخی صرف یونان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اسلئے وہ غالباً قبول بھی کرلیجائے گی۔ تاوان جنگ ایک کروڑ پونڈ یا سولہ کروڑ روپیہ کی رقم سے ٹرکش فوج کو زیادہ مضبوط بنانا ہوگا۔ اور اسلئے غالباً طاقتیں اس کی مخالفت کرینگی۔ مایم ریلی کا یہ اظہار کہ وہ کوئی تاوان جنگ ادا نہیں کرینگے

ایشیا پہنچایا جائیگا - اور تاخت و تاراج کیا جائے گا" انگلستان بھی ان طاقتوں میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہیں شامل ہے پس ہم انگریز لوگ بھی اس جرم کبیرہ میں شریک ہیں "

بقیہ صفحہ سابقہ) محض فضول ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ادا کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے اور واقع نہیں ایک کروڑ پونڈ طلب کرنے میں تاوان جنگ کی ادائگی کے واسطے بہت سی مشکلات پیش آئینگی - اسلئے اس کا غالباً نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک قلیل سی رقم کیواسطے طرفین میں مصالحت ہو جائے گی - باقی رہا قبضہ سو تھسلی تو سوال ہی میں نہیں لیکن تا حال پہاڑیوں کے قبضے کی بارے میں سوچ و فکر کیگئی ہے - اور کیونکہ الاسونا پہلے ہی ٹرکی کو دیدیا گیا تھا - اور وہ ہی فی الحقیقت سرحد کی کنجی ہے اسلئے اسطرف تھوڑی سی سرحد پر کوئی خاص اعتراض نہیں - اب جبکہ تمام طاقتیں متفق ہیں یہ ناممکن ہے کہ وہ اس سے زیادہ منظور کرینگی جبتک ترکی اپنی غنایم ختم کی حاصل کرنے کیلئے لڑائی کرنے پر تیار نہ ہو لیکن یہ بھی اسیطرح ناممکن ہے - تاہم غنیمت کی اس طرح تقسیم کے بیچیدار موقعے جھگڑے کیواسطے بعض حالات میں پھر ابھر آنیوالے ہیں اور جبتک کوئی ایک امر بغیر فیصلہ باقی رہگیا - اسوقت یورپ کے لئے ایک مخدوش مادہ رہیگا

رائٹر ایجنسی حسب معمول جیسا کہ اسلامی ممالک کے متعلق اسکا خاصہ ہے - اس لڑائی میں بھی عجب بے تکے پن کے ساتھ خبریں بھیجتی رہی ہے جس پر انگریزی اخباروں کو بھی سخت زجر و توبیخ کرنی پڑی - بطور نمونہ ایک اینگلو انڈین اخبار کی تحریر درج کیجاتی ہے بزم اغیار میں ہم نے اسے اوج پہ درد دل لاکھ چھپایا نہ چھپا - ریوٹر جسنے ترکوں کو کوسنے اور برا بھلا کہنے پر ادھار کھایا ہوا ہے - جنگ یونان و ٹرکی کے متعلق ایسی بے سروپا اور لغو خبریں ارسال کرتا رہا ہے اور ابھی تک کر رہا ہے کہ خود انگریزی اخباروں نے بھی اسے لعن طعن کرنا اور ڈانٹ بتانا شروع کر دیا ہے - چنانچہ ۲۳ مئی کے روزانہ ہمعصر سول میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ ہم بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں :-

" اتھرس کے پہاڑ جہاں یونانی پسپا ہو کر آخرکار ہٹ آتے - ڈومو کوس کے جنوب جھیل نزیرو کے ٹھیک دوسری جانب تھرموپلی کے کسی قدر شمال مغرب میں واقع ہیں - اس طرح تین ہفتوں کے عرصہ میں جسمیں کہ لڑائی ختم ہوئی ہے - یونانی تمام طول و عرض تھسلی سے یعنی ٹمپ کی گھاٹی سے لیکر تھرموپلی کی گھاٹی تک عملاً اور قطعاً نکال دئے گئے ہیں - اب یہ دونوں تاریخی نام ناپاک کئے جاتے ہیں اب چونکہ جنگ اختتام پر ہے اور جنگ ملتوی بھی کر دی گئی ہے اسلئے یہ لکھنا یہاں نامناسب ہوگا کہ کس طرح ریوٹر نے جنگ کے بارے میں ہر ایک تار خبر بھیجنے میں یونانی طرفداری کو مد نظر رکھا ہے ہر ایک موقع پر جنگ کی ٹھیک تہ پر پہنچنے کیلئے ہر ایک تار کی جو اس ملک میں آتی رہی ہیں کم از کم تین دن تک چھان بین کرنی پڑی ہے پہلے روز یونانیوں کا بے انتہا دلیری کے بعد شجاعت سے لڑنا اور ترکوں کا پسپا ہونا بیان کیا گیا ہے - دوسرے روز ترکوں کے کثیر التعداد ہونے اور یونانیوں کے گھر جانیکے بعد وہی یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دن بھر اپنے قدم مضبوطی سے جمائے رکھے اور آخر شب کسی مصلحت فن جنگ کی غرض سے مراجعت کر گئے لیکن تیسرے روز طوعاً و کرہاً یہ لکھنا پڑا ہے کہ یونانی شکست فاش کھا کر بے سروسامانی کی حالت میں بھاگ کھڑے ہوئے اور ترکوں نے بڑی سرگرمی سے انکا تعاقب کیا -

ہم نے لاریسا اور اس کے قرب و جوار میں ایک ہفتہ بسر کیا سوز اٹیس میں موضع غرلی میں جو ولشینو سے ۸ میل
کے فاصلہ پر ہے سویا۔ میدان متصلہ اور اردگرد کی کوہستانی گھاٹیوں کی کئی دفعہ سیر کی۔ وادی مذکور کی سیر میں ہمارے ساتھ
مسٹر مانٹگمری اور مسٹر جین ڈی سپنٹ گوگسٹن بھی تھے سابق الذکر جو اخبار اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار تھا نہایت ہی قابل اور
محقق ہے۔ وہ ترکی نہایت وضاحت سے اور یونانی ایسی بول سکتا ہے جو سمجھی جاسکے۔ بنا بریں وہ شائقین سپاہیوں
اور یونانی دہقانوں سے بلا تکلف گفتگو کر سکتا تھا۔ غیر زبانوں کا علم سیاح بالخصوص نامہ نگار کیلئے جیسا کچھ مفید ہے اسکے
بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسٹر مذکور نہایت دلیر آدمی ہے۔ وہ ہر طرف بیباکانہ چلا جاتا۔ آخر ایک دفعہ یونانیوں نے اسے
اسیر کرلیا۔ اور اسکے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ شروع شروع میں ترک اسے بہت بے اعتباری کی نظروں سے دیکھتے رہے
کیونکہ وہ ایشیاء کوچک میں پیدا ہوا تھا۔ اور ترکی ایسے لہجہ سے بولتا تھا جو ارمنی لہجہ کہلاتا ہے۔ مگر در اصل وہ پرانا اناطولی
لہجہ و تلفظ تھا۔ اسوجہ سے ترکوں کو اسکے ارمنی نژاد ہونیکا شک ہو گیا تھا اور قسطنطنیہ سے مشیر کو اس اشتباہ کی اطلاع
دیگئی تھی۔ مگر میں نے مشیر اور اسکے ساتھ کی غلط فہمی اور شبہ کو دور کر دیا۔

آسٹرین نامہ نگار

بیرن پنڈر گرگلیشین جو آسٹرین اخبار فریم ڈن بلاٹ کا نامہ نگار تھا۔ کمال خوش طبع۔ رونق محفل۔ نہایت آزاد منش۔ ظریف مزاج۔ بیحد مستعد اور صد ما سے زیادہ تند اور بیباک
تھا وہ ہمیشہ لڑائی کے موقعہ پر اگلی صف میں اور تا بمقدور سخت خطرہ کے موقعہ پر رہتا۔ کریٹ میں اسے باغی عیسائیوں
نے دو مرتبہ گرفتار کر لیا تھا۔ اور ایک دفعہ اس کے گولی سے ہلاک کر دیئے جانے میں کوئی شبہ نہ رہ گیا تھا وہ تھسلی میں نہایت مختصر

بقیہ صفحہ سابقہ} ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ یہ یونان کیساتھ دوستانہ ہمدردی ہو تو ہو لیکن یہ ہوا کی بات نہیں ہے یہ اس عجیب ترین مرکب
کی ایک جزو ہے جسے برٹش کیریکٹر یا مقتضائے طبیعت انگریزان کہا جاتا ہے جو بعض بعض صورتوں میں تو بہت ہی پختہ ہے اور بعض بعض
صورتوں میں بودی اور قیاسی باتوں کیطرف اس حد تک مائل ہو جاتا ہے کہ صحیح اور بدیہی باتوں کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے وہ ہنر کی
قدر دانی میں مکتب کی چھوکریوں کی بھونڈی بھینڈی گڑیوں کی لعبت چینی پر ترجیح دیتا ہے جو اس [illegible] معلوم ہوتی ہے گویا
اب بولی۔ اور گاہ اخلاقی معاملات میں اس قدر نابلد بنجاتا ہے کہ سیدھے سادے قانونی امر کو صاف طور پر سمجھنے سے بھی کنارہ کشی کر جاتا ہے
چونکہ ریوٹر کو اس امر سے بخوبی آگاہی ہے کہ انگریزوں میں بہت ایسے لوگ ہیں جو یونان کی فتح کو پسند کرتے ہیں اسلئے
ان کو خوش کرنے کیلئے جہاں تک اس سے ہو سکا یہی تحریر کرتا رہا کہ یونانی فتح پا رہے ہیں اور خواہ مخواہ ذرا اور وقت دونو
کے سر پر چڑھ رہا ہے۔ ریوٹر کی خبروں کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی زہرہ جبین لوگوں کو پھسلانے کیلئے دام فریب بچھاتی ہے اور کوئی شخص اسکے
دھوکہ میں نہیں آتا۔ کیونکہ صاف صاف بلکہ بے تکلفی اقرار کر لیا کہ یونانی سرکردہ نالائق بدمعاشوں کا ایک گروہ ہیں اور انکے سپاہی زیادہ تر نہایت ہی
برے آوارہ گرد بدلوں کے جتھے سے کم نہیں اور نیز یہ کہ انکی خاطر خواہ گوشمالی ہو گئی ہے اور وہ بہت بری طرح کچلے گئے ہیں۔"
ہو رہی کو جو ارسطان میں کہ ریوٹر کے جھوٹ کی خبری قلعی کھلتی ہے کہ یونانی کی مصلحت فن جنگ سے دو مو کوس پر نہیں تھے بلکہ تمام یونانی فوج کو شکست فاش ہوئی

سامان کے ساتھ آیا۔ اُسکے پاس گھوڑا زین۔ یا ہتھیار کچھ نہ تھا جرمن نامہ نگاروں کو انگریزی نامہ نگاروں کی طرح بیش قرار تنخواہیں نہیں ملتیں اور وہ اپنے انگریزی رفقاء کے لوازمات عیش و راحت کو سخت تعجب و حیرت اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ہیرلڈ شاک حسد سے اعلےٰ و ارفع تھا۔ اُس کی طبیعت ہر وقت مسرور و مبتہج اور پیشانی خندہ رہتی۔ اُسنے محاربہ کے آخری واقعات کو بھی اچھی طرح سے دیکھا۔ مگر آخر مسٹر ہانگمری کیساتھ تلمیروس کے قریب یونانیوں کے پنجہ میں پھنس گیا۔

لاٹیلسے وادی شپہ بہت مسافت پر ہے۔ جب ہم گئے اُس وقت دھوپ بھی بہت تیز ہوگئی تھی۔ رؤدف بے اور چار سوار ہمارے ہمراہ تھے۔ اُسوقت وادی مذکور میں کوئی ترکی دستہ متعین نہ تھا۔ وہ ترکی بعیدی چوکیوں سے بہت بعید تھی اور بدوران محاربہ ہم سے پہلے صرف ایک مرتبہ ترکی فیس اس پُر لطف نہایت خوشگوار وادی میں دکھائی دی تھی۔ بے نظیر مستعد و چالاک اور ہر جا حاضر و ناظر سیف اللہ بک ہم سے پیشتر لاریسا سے سا غیبی (جاکراس) تک جا کر واپس لوٹا تھا جاتی دفعہ میں راستہ میں کئی یونانی دہقان بسرعت تمام لاریسا کو جاتے ملے۔ وہ اُن سطح مرتفع سے جو وادی شپہ کے بالکل زیر دوس کے قریب ہیں آرہے تھے۔ اور یہ شکایت کرتے جارہے تھے کہ ولاک (والیشی) اور کھیگ (ارنوط) پہاڑوں سے اُتر کر اُنکے دیہات میں گھس گئے ہیں اور مویشی و پارچات لوٹ رہے ہیں۔ اُنہوں نے کسی کو کوئی جسمانی اذیت نہیں پہنچائی مگر جو کچھ پسند آتا ہے اُسے نہیں چھوڑتے۔

میری دانست میں تاراج کنندگان میں والیشی کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ خالص البانویوں کا ہی کوئی دستہ تھا جو بطور خود کچھ لوٹ کھسوٹ کرنے کیلئے فوج سے جدا ہوگئے۔ یہ دہقان ادہم پاشا کے پاس یہ درخواست کرنے جارہے تھے کہ دیہات کی حفاظت کیلئے ترکی سپاہیوں کا پہرہ بٹھا دیا جائے موضع بابا میں جو وادی کے دہانہ پر ایک کلاں بستی ہے ہم کو صرف مرد باشندے ملے۔ بابا کے پادری کو ساتھ لیکر وہ ہمارے استقبال کو آگے آئے اور بڑے تپاک سے ہماری آؤ بھگت کرکے باینخیال کہ ہم ترک افسر ہیں باضابطہ طور پر اطاعت کا اقرار کیا اور پھر محافظت کی درخواست کی۔ ان دیہاتیوں پر ابتک کسی نے یورش نہ کی تھی۔ مگر وہ دیہات ملحقہ پر ارنوطوں کی غارت و تاراج کی خبروں سے بہت سہم رہے تھے۔ اور اُن کے خوف سے وہ اپنی تمام عورتوں اور بچوں کو قصبہ امبی لاکیا میں جو اوسا کی بغلک چوٹی پر واقعہ ہے بھیجدیا تھا۔ ارنوڈ دریا کے شمالی کنارہ پر چند میلوں کے فاصلے پر سے جاتے تھے۔ پھر واپس آکر اسی رات ہم نے ادہم پاشا کو کل ماجرا سنایا۔ مگر مشیر ممدوح نے ہمارے کہنے سے پہلے ہی دیہاتیوں کی درخواست پر نظام سپاہیوں کی ایک کمپنی وہاں متعین کردی ہوئی تھی۔ ایک ہفتہ بعد جب دوسری مرتبہ ہمارا گذر وادی میں سے ہوا تو یہ سپاہی وہاں مصروف تھے اور باشندے اُنکے برتاؤ سے بطرح خوش و مطمئن تھے ہم وادی کے نیچوں بیچ وہاں تک جہاں سے کہ وہ پکے بعد دیگرے نہایت خوبصورت مرغزار میں پھیلنی شروع ہوجاتی ہو بڑھے گئے۔ مگر چونکہ بہت دیر ہوگئی تھی ہم اس کے پل تک نجا سکے اور بنا بریں یہ تحقیق نہ کرسکے کہ آیا پل کے توڑدئے جانے کی خبر درست ہے۔ دامن وادی سے ہم سات گھنٹوں میں لاریسا واپس پہنچے۔ اسوقت آدھی رات ہوچکی تھی۔ اسپ و اسپ سوار دونوں سخت تکان زدہ ہورہے تھے۔

ترکی و یونانی نقصان

مسٹر کلائیو بنگھم ٹائمز کے نامہ نگار کی روایت کیمطابق جنہنے ترکی ہیڈ کوارٹر سٹاف میں بہت ہر دلعزیزی پیدا کرلی تھی۔ اور بسا اوقات آسے نہایت ہی اہم خبریں اور خفیہ حالات بتادئے جاتے تھے۔ ۲۵ اپریل یعنے لاریسا کے قبضہ تک ترکوں کے صرف چار سو شہید اور مجروح ہوئے۔ یونانیوں کے نقصان کا بھی مسٹر مذکور تقریباً اسی قدر اندازہ کرتا ہے لیکن اگر چار سو سے صرف مقتولین ہی مراد ہوں اور مجروحین اُن میں شامل نہ ہوں۔ پھر بھی یہ تعداد قابل اعتبار نہیں عقل کبھی باور نہیں کرسکتی کہ پچاس میل لمبی سرحد پر ملونا۔ کرتیری۔ ریونی اور ولیلر وغیرہ کی جو جانگداز اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اُن میں ترکوں کے صرف چار سو آدمی ضائع ہوئے۔ اگر یہ تعداد درست ہے تو اُن لڑائیوں کے نہایت ہی سخت ہونے کے متعلق جو حالات دونو فوجوں کے ہمرکاب نامہ نگار اخبارات میں شائع کرتے رہے تھے اُن کی صداقت پر سخت حرف آتا ہے میرے خیال میں لڑائی کے پہلے دور میں فریقین کا نقصان دو ہزار سے کم نہ ہوا جن میں سے تخمیناً پانچ پانچ سو آدمی دونو طرف سے قتل ہوئے۔ اور باقی زخمی۔

ادہم کی بہا شناسی

ادہم پاشا کو جب فتح لاریسا کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے فوج کی ترتیب جدید کیلئے ۲۵ اپریل کو احکام نافذ کردیئے۔ خیری پاشا اور اول ڈویژن کو زرکوس پر جو لاریسا سے بجانب جنوب غرب اور ترنکالہ کی نصف راہ میں واقع ہی بڑھنے کا حکم ملا۔ نشاط پاشا اور دوسرے کو خیری پاشا کے پس پشت پیشقدمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ممدوح پاشا اور تیسرے ڈویژن کو لاریسا جانے کی ہدایت کردی گئی۔ اور پانچویں اور چھٹے ڈویژنوں کو (جو حمدی کے زیر کمان تھے) لاریسا کے بائیں ہاتھ کیطرف سے چکر کاٹ کر شہر سے پانچ میل بجانب جنوب کھلے میدان میں ڈیرہ ڈالنے کا حکم ملا۔ حیدر پاشا اور چوتھے ڈویژن کو جس نے ملونا کی لڑائی میں سب سے زیادہ کام دیا تھا۔ درہ میں اور اسکے اردگرد رہنے دیا گیا۔ کیولری ڈویژن کو بھی بجانب جنوب پانچویں اور چھٹی ڈویژن سے آگے کھلے میدان میں [illegible] کا حکم دیا گیا۔

مگر افسوس جو کارروائی سب سے مقدم اور ضروری تھی۔ وہ نہ کی گئی یعنی ولسٹینو پر جو یونانیوں کے نئے خط مدافعت پر نہایت اہم مقام تھا فی الفور بجمعیت کثیر پیشقدمی کرنی چاہیئے تھی جو نہ کی گئی۔ وہاں دولو۔ فرسالو اور لاریسا کی [illegible] ملنے پہاڑی دروں اور لاریسا کی تسخیر کی خبر پہنچنے پر چلا گیا تھا۔ سلطان نے بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء الاصونیہ لشکر ہمایوں کے کمانڈر انچیف مارشل ادہم پاشا کو بوجہ اُن کی بہادری اور غیرت اور عاقلانہ خدمات اور صداقت کے نشان امتیاز اور بوجہ غیر شجاعت و شجاعانہ اور عاقلانہ خدمات کے الاصونیہ لشکر ہمایوں کے پہلے ڈویژن کے کمانڈر جنرل خیری پاشا اور دوسری ڈویژن کے کمانڈر جنرل نشاط پاشا اور تیسرے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حیدر پاشا اور پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جنرل حقی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمدی پاشا کو مرصع نشانِ عثمانی عطا فرمائے گئے۔ اسی تاریخ سے ایک دن پہلے عثمانیہ بنک کے جنرل منیجر سیر گلدوسنٹ کی درخواست پر عثمانیہ بنک کو پچاس مجروحین کی تیمارداری کا سامان کھنے والا فوجی ہسپتال میدان جنگ میں کھولنے کی اجازت دیگئی مگر بعد میں بنک کو اس شفاخانہ کو بست بڑھانا پڑا چنانچہ ایکیلے دومکوس کی محاربہ میں ہی کئی سو مجروحوں کی تیمارداری و ابتدائی مرہم [illegible]

ملتی ہیں۔ ولسٹینو کے فتح ہوتے ہی [illegible] و لو تقریبًا اور فرسالوس قطعًا بے پناہ ہو جاتا۔ اور یونانی کبھی اُن کو بچا نہ سکتے اور
اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر ترک فی الفور ہماری جمعیت کیساتھ ولسٹینو پر حملہ کر دیتے تو باغلب وجوہ بلا مزاحمت اس کمال
اہم موقعہ پر قابض ہو جاتے۔ دس دن بعد حملہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ ادہم پاشا کو ولسٹینو سے یونانیوں کو نکالنے پر کئی سو بہادر
آدمی ضائع کرنے پڑے ہیں میں مشیر کی خدمت میں یہ عرض کرنے سے نہ چوکا کہ وہ اپنی فوج میسرہ کو بلا توقف ولسٹینو اور [illegible]
پر بڑھا دیں۔ مشیر ممدوح نے فرمایا میں تمہاری صلاح سے اختلاف نہیں کرتا۔ مگر میری تجویز یہ ہے کہ بظاہر [illegible] جنگ
اور جلد جلد پیشقدمی نہ کرکے یونانیوں کو کھلے میدان میں جمکر لڑائی کرنے کا حوصلہ دلاؤں۔ یہ بتانا فضول ہے کہ یہ تجویز
بالکل خود بیہودہ تھی۔ یونانی شجاعت اور اوصاف سپاہیانہ میں ناقص اور اُن سے معرّا ہیں۔ مگر عیاری اور
مکاری میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ وہ ایسی بیوقوفی کب کرسکتے تھے کہ اپنے محفوظ پہاڑی موقعوں اور مورچوں
کو چھوڑ کر کفِ دست ہموار میدان میں ادہم پاشا کے مقابلہ پر آجاتے اور اُسے یہ موقعہ دیتے کہ وہ انہیں بالکل معدوم
کردے۔ ادہم پاشا کا یہ خیال عجب مضحکہ خیز تھا کہ وہ بیکاری سے یونانیوں کو دام فریب میں پھنسا سکیگا۔ کیا وہ اندھے تھے
اور یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ پاشائے موصوف کے پاس نوّے ہزار شاندار عثمانی موجود ہیں۔ اور نیز کیا وہ میدان تھسلی کے
دامن پر ترکوں کے جوہر بہت ہی اچھی طرح سے نہ دیکھ چکے تھے کہ پھر کھلے میدان میں اُنکے سامنے آنیکی جرأت کرتے۔ ایلس
جیسے کم عمر لڑکے کو بھی یہ خیال نہایت عجیب معلوم ہوا۔ اور ہم سب بھی جبکہ ایک ازحد متین اور کم گو شیر نے خلاف معمول
بڑے جوش میں آکر اپنی تجویز کی توضیح و تشریح کی بمشکل تبسم کو روک سکے۔ اسوقت میرے اور ایلیس کے سواء دو نامہ نگار بھی
مشیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے خیال میں مشیر کے توقف کی دراصل یہ وجہ نہ تھی۔ اور نہ ہی اسوجہ کو وہ خود بھی درست
وجہ سمجھکر کہہ رہے تھے۔ بلکہ ہمارے تقاضا پر جو دلیل معذوری کی انہیں سب سے پہلے سوجھ گئی وہی بتادی۔ فی الحقیقت
اس کا سبب کچھ اور ہی اور اس عذر سے بدرجہا زیادہ اہم تھا۔ ممکن ہے وہ اصلی باعث سامان حرب اور گولہ بارود کی
قلت تھی۔ ادہم ایسا خوش اخلاق اور فراخ دل آدمی ہے کہ میری رائے میں وہ جواب دینے سے انکار کرکے دوسرے کی دلشکنی
کرنا کبھی پسند نہ کریگا کسی نہ کسی حجت سے اُسے خوش کردینا ضروری سمجھتا ہے

اس موقعہ پر یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ادہم پاشا سے بڑھکر شریف اور کامل جنٹلمین کبھی عالم خیال میں
بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ وہ عثمانی شرفا کا بہترین و کامل نمونہ۔ باوقار۔ رحمدل۔ کم گو۔ رہنمایانہ اور ساتھ ہی کمال
خوش طبع و ظریف مزاج ہے۔ ہر شخص ادہم کا ثناخوان اور اُسپر فریفتہ تھا۔ وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے وعدہ پر
تم کامل بھروسہ کرسکتے ہو۔ اور جو اپنے عزت و ناموس پر ذرا سے الزام یا بہتان کو بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ میں نے
اسے نہایت ہی انتھک کام کرنیوالا دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کبھی سوتے ہی نہیں۔ وہ دو بجے رات گئے
اور پانچ پانچ بجے صبح کے سویرے کے وقت میں نے اسے بیدار اور کام میں منہمک دیکھا۔ صرف ایک دفعہ میں نے انکو آرام کرتے ہوئے پایا

میں اُنہیں ملنے گیا۔ سہپر کا وقت تھا۔ اور گرمی نہایت تیز پڑ رہی تھی۔ میں نے یاد بہت کہا کہ تیز دھوپ ہے اصرار کیا انکو چونکہ آرام کرنے کیلئے عرض کیا تھا۔ وہ میری درخواست قبول کر کے ذرا لیٹ گئے ہیں۔ اگر آپ اسوقت آنکھیں بیدار کریں تو کمال مہربانی ہوگی"۔ میں ساری دنیا کے معاوضہ پر بھی ایسے جفا کش اور شیر دل جنگجو سپاہی کے آرام میں کبھی مخل ہونا منظور نہ کر سکتا تھا۔ پھر ایسی صورت میں کب گوارا کر سکتا تھا جبکہ یونہی شوقیہ ملاقات کو گیا تھا۔ ادہم کی شب بیداری کا اس سے کچھ اندازہ ہو جائیگا۔ کہ حضرت نعیم پاشا کو دلستینو پر حملہ کرنے میں ناکامی ہوئی۔ اور وہ پسپا کر دیا گیا۔ تو مسٹر مانٹگمری اور ملیس قاصد سے پہلے مارشل کے پاس پہنچ گئے۔ اُس وقت رات کا ایک بجا تھا۔ مارشل نے فی الفور انکو اندر بلا لیا۔ اور آدھا گھنٹہ ایک طرف بڑی توجہ کیساتھ اُن سے لڑائی کے کل حالات جزو کل سنتے رہے اور دوسری طرف نقشہ کو دیکھتے رہے۔ ابھی سورج طلوع نہ ہوا تھا کہ بارہ ہزار سپاہ کا ایک سالم ڈویژن نعیم کی ہزیمت خوردہ بریگیڈ کی کمک کیلئے سڑک پر چلا جا رہا تھا۔

ترکوں کی خوش اطواری

میں نے اپنی اقامت کے کل دوران میں صرف ایک موقعہ پر ادہم پاشا کو آزردہ پایا۔ اُسوقت انہوں نے مجھے بتایا کہ سفراء دول نے مل کر سر فلپ کری کو غنیم بنا کر باب عالی سے شکایت کی ہے کہ عثمانیہ سپاہی تھسلی میں سخت ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ ایسی صریح بے بنیاد اور جھوٹی شکایت کے ادہم پاشا ایسے محتاط صاف باطن اور بے نظیر منتظم جنرل کو سخت رنج پہنچنا طبعی امر تھا۔ مگر باینہمہ اُن کے رنج و خفگی میں غضب و غصہ کی آمیزش پھر بھی بالکل موجود نہ تھی اُن کی خفگی ویسی ہی تھی جیسی کہ شریف آدمیوں کی نہایت کمینہ اور از سر تا پا غلط الزام دہی پر ہوتی ہے تھسلی میں ترکی فوج کا برتاؤ ایسا قابل تعریف رہا تھا کہ جس قدر انگریز صحافی فوج مذکور کے ساتھ تھے۔ اُنہیں بھی یہ جھوٹا الزام سنکر ادہم پاشا سے بھی بڑھکر طیش و غصہ آگیا۔ ہم سب نے فی الفور یکجا جمع ہو کر ایک طویل ٹیلیگرام سر فلپ کری کو بھیجدیا۔ اور اُس میں بیان کیا کہ ہم حلفاً و ایماناً اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ترکی فوج ایسی خوش اطوار کوئی فوج ابتک ہمارے مشاہدہ سے نہیں گذری۔ عیسائیوں پر خفیف سا جبر و ستم بھی نہیں کیا گیا۔ بلکہ یونانی حکومت کے وقت سے بہت زیادہ اہتمام و احتیاط سے اُن کی حفاظت و خاطرداری کیجا رہی ہے۔ کسی گاؤں۔ قریہ یا قصبہ میں کوئی لوٹ کھسوٹ نہیں ہوئی۔ نہ کسی عیسائی کو جسمانی تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اس امر کی تصدیق خود یونانی باشندے کر رہے ہیں اور وہ ترکوں کے معاملہ سے ہر طرح خوشنود ہیں۔ لاریسا میں جو تھوڑی بہت تاخت و تاراج ہوئی۔ وہ خود یونانی قیدیوں اور اراذل کی کارروائی تھی۔ جسکا ترکوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی کامل انسداد کر دیا۔ ابتک صرف ایک یونانی قریہ دلیلر میں آتشزدگی کا واقع ہوا ہے۔ مگر وہ بھی صرف لڑائی کا نتیجہ تھی۔ بلا مبالغہ ترکی سپاہ کا رویہ کمال حیرت انگیز طور نہایت ہی قابل تعریف رہا ہے۔ ایسی خوش اطواری شاید کبھی مہذب سے مہذب یورپین فوج سے بھی ظہور میں نہ آئی"۔ یہ تار فرانسیسی زبان میں بھیجی گئی۔ کیونکہ تار بابوؤں کو صرف اُنہیں تاروں کے بھیجنے کی اجازت

تھی جو فرانسیسی یا ترکی بیان ہوں یا وہ انہیں زبانوں کو سمجھ سکتے تھے۔ اسپر حسب ذیل اشخاص کے دستخط تھے۔ ای اشمیلڈ
بارٹلٹ ممبر پارلیمنٹ، بگلا نیگھم نامہ نگار ٹائمز، جارج آر مانٹگمری نامہ نگار سٹینڈرڈ، ڈبلیو بنی نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف۔
ملاحظہ متعلقہ صفحہ ۲۴۴ و کلی فتح ام درمان کے موقعہ پر ۳ ستمبر ۱۸۹۸ء کو اور اس کے بعد جو بہیمانہ حرکات مصری و سوڈانی پلٹنوں
گورہ افواج اور ان سب کے انگریز افسروں سے ظہور میں آئیں۔ وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں رہ گئیں۔ اور خود کئی شریف النفس
انگریز ان پر دلی نفرت کیساتھ سخت لعن طعن کر رہے ہیں۔ ہزاروں مجروح درویشوں کی بیمار داری اور مرہم پٹی کیجگہ
کمال بیدردی کیساتھ میدان جنگ سے گذرتے وقت ان کو سنگینوں اور گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد
کئی دن رات لوٹ مار کا بازار گرم رہا۔ عورتیں علانیہ بے حرمت کیگئیں اور کسی گھر میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تک نہ چھوڑا گیا۔ نقد
اور قیمتی اشیا کا تو کیا ذکر ہے۔ مہدی کی لاش کو ۱۳ برس بعد قبر سے اُکھاڑا گیا۔ کسی بہادر جنرل گارڈن متوفی کے جانثار بھتیجے
نے اس کا سر کاٹ لیا۔ کسی شریف و رحمدل انگریز نے ہاتھوں کی اور کسی نے پاؤں کی انگلیاں اپنے حسین بدن معشوقوں کو
ولایت لیجا کر اپنی بہادری کے ثبوت میں دکھانے کیلئے کاٹ لیں۔ اور پھر باقی جسم کو سخت بے حرمتی کے بعد دریائی جانوروں کی خوراک
کیلئے نیل میں پھینکوا دیا گیا۔ مسجد کو حالانکہ کل شہر میں ایک ہی مسجد تھی۔ اور اس عام خونریزی قتل عام و عالمگیر تباہی کے بعد بھی
اسمیں پچاس ہزار مسلمان باقی رہ گئے تھے فوج کی قواعد گاہ اور میگزین بنا لیا گیا۔ اور پھر لطف یہ کہ ان حرکات پر نادم ہونے کی بجائے
انکی ضرورت و معقولیت ثابت کرنے کیلئے عجب سوفسطائیانہ دلائل پیش کی جاتی ہیں۔ لارڈ کچنر پاشا والی سوڈان و خرطوم بڑے
فخر سے اقبال کرتے ہیں کہ ہاں مہدی کی لاش ہمارے ہی حکم سے ذلیل کیگئی تھی۔ اور ملکوتی صفات لارڈ کرومر انکے اس فعل کی
بڑی گرمجوشی سے تائید کر رہے ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ اسی گلیڈسٹون کے بیٹے کو جو محض روایات کی بنا پر ترکوں کو ظالم اور وحشی
پکارا کرتا۔ اور یورپ کو انہیں یہاں سے نکال دینے کی نصیحت کرتا تھا۔ اب خود اپنے ہمقوم افسروں اور افراد کے ان الیشائفعال
پر علانیہ تبرے بھیجنے پڑے ہیں۔ اور مسٹر ڈسمنڈ و بنٹ وغیرہ حقیقی اور خالص عیسائی ان شیطانی کرتوتوں پر تہ دل سے نفرین
بھیج رہے ہیں۔ ترکی سپاہ کے برتاؤ کے متعلق متذکرہ تار کے مقابلہ پر مظالم ام درمان کی نسبت مسٹر جی این بیٹ کی تحریر بجنسہ
یہاں درج کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ اس تحریر کے شائع ہونے پر چند دیگر انگریز نامہ نگاروں اور ایک جرمن تاجر نے جو معرکہ کے
ساتھ تھے اس کی تردید کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ان تردیدوں کی متذکرہ صدر اقبال سے اب کوئی وقعت نہیں رہ گئی۔ اس
موقعہ پر "وحشی و ظالم و سفاک" درویشوں کی نسبت یہ بتا دینا بے محل نہ ہوگا کہ ان کی وحشت و سفاکی کی بدولت تو انکے یورپین
قیدی سولہ برس کی حراست کے بعد بھی زندہ و صحیح سالم پائے گئے۔ اور کئی (جیسا کہ مہم سوڈان کے محرک سلاطین پاشا سے
سلوک کیا گیا) قیدیوں کو خلیفہ اور مہدی نے اعلیٰ مدارج عطا کر کے۔ غلام کنیزیں۔ اور انعام و اکرام عطا کئے اور مہذب
و شائستہ فاتحین نے۔ ام درمان میں تقریباً کسی درویش کو اسیر ہونے کیلئے زندہ ہی نہ چھوڑا۔ اور اس معرکہ سے پیشتر اتبارا (اٹبرہ)
کی لڑائی میں جو اسیر ہوئے تھے انکو ایسی سخت حراست میں رکھا ہوا ہے گویا وہ نہایت ہی خوفناک جرایم پیشہ بدمعاش ہیں۔ مسٹر بنٹ

ایچ۔ اے گوین۔ نامہ نگار راشٹر یکیتی۔ جی ڈبلیو سٹیونس نامہ نگار ڈیلی میل۔ ہملٹن ویلڈن نامہ نگار مارننگ پوسٹ*

بقیہ صفحہ گذشتہ کی تحریر معہ ایک ہمعصر کی رائے کے حسب ذیل ہے۔

درویشوں کو انکے پہلے حملہ میں شکست دیکر جب ہماری فوج ام درمان کیطرف بڑھی تو میں بھی کرنل لیوس کی دیسی بریگیڈ کے ہمراہ تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ بائیں طرف جبل فرغام کے نشیب میں انگریزی کیمپ کے شاگرد پیشہ اور دیسی ملازم سفید پوش مجروحین جنگ میں جنکو ہماری اتواپ یا لی مٹفورڈ بندوقوں کی گولیوں نے زخمی کر دیا تھا پھرتے ہوئے نظر پڑے۔ یہ لٹیرے رائفلوں بھالوں اور سونٹوں سے مسلح تھے۔ جو خدا جانے انکو کسطرح ملگئے تھے۔ بد قسمت زخمی جو نزع کی حالت میں جسطرح ہو سکا رینگ کر اپنے جسم کو موسم گرما کی سخت دھوپ سے بچانے کیلئے چٹانوں اور جھاڑیوں کے سایہ میں لیگئے تھے۔ ان دیسی ملازموں نے بڑی بیرحمی سے ان کو سونٹوں اور گولیوں سے روانہ عدم کیا۔ یہ بزدل ملازم درویشوں سے اس قدر ڈرتے تھے کہ زمین پر پڑی ہوئی لاش کے قریب جانے سے پہلے اسپر چند گولیاں سر کر دیتے تھے اور جب اس طرح اطمینان ہو جاتا کہ وہ بالکل بیجان ہے تو اسکے قریب جا کر اسلحہ اور کپڑے اسکے جسم سے اتار لیتے۔ چونکہ یہ پس و پیش کی احتیاط کے بغیر بے پروائی سے زخمیوں پر گولیاں چلاتے تھے اسلئے اکثر گولیاں ادھر ادھر نکل کر خود ہمارے سپاہیوں کیلئے باعث خطر ثابت ہو رہی تھیں۔ چنانچہ وارو ک رجمنٹ کے چار آدمی ان بے پناہ گولیوں سے مجروح ہوئے۔ واقعی بے لگام شاگرد پیشہ کا انگریزی سپاہ سالار کی آنکھوں کے سامنے اسطرح قتل و غارت کا بازار گرم کرنا نہایت شرمناک تھا۔

یہ قتل عام صرف عربی زخمیوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ مجروحوں کے قتل کرنیکا حکم عام دیدیا گیا تھا۔ خواہ ایسا حکم دیا گیا تھا یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ سوڈانی شاگرد پیشہ نے اپنی راہ میں بیسیوں زخمیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ درویش چند گزوں کے فاصلہ پر ریت پر پڑے تھے۔ ان پر بیدردی سے گولیاں چلائیں سنگینوں کے وار کئے گئے انکو نیزے کے بھالوں سے روانہ عدم کر دیا گیا۔ ایک حبشی نے ایک نوکدار بھالا اٹھایا اور یہ دیکھکر کہ ابھی اسکے مالک میں کوئی دم باقی ہے آلہ زور سے اسکے چہرے میں چبھو دیا اور پھر اپنا بوٹ اسکے سر پر رکھکر زور سے اس خون آلودہ آلہ کو نکالکر آگے بڑھا۔ وہ عرب جو کسقدر فاصلہ پر دم توڑ رہے تھے تو انکو گولیوں سے چھید کر روانہ عدم ہوئے۔ بعض اوقات اس قدر قریب سے گولیاں چلائی جاتی تھیں کہ زخمیوں کے گوشت کی جلنے کی بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ سوڈانی ملازم ایسی لاشوں پر سنگینیں آزماتے تھے جنکی روح بہت عرصہ پہلے پرواز کر چکی تھی۔

اس کشت و خون کے عمل میں آنے سے کسی کو مجال انکار نہیں لیکن اسکے متعلق تین سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا زخمیوں کو ہلاک کرنا ذاتی [illegible] کیلئے تھا؟ اسپر مسٹر بینیٹ حسب ذیل ریمارک کرتے ہیں۔

محاربات سوڈان کے تجربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلح زخمی درویش کے قریب پہنچنا خطرے سے خالی نہیں۔ ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں جنمیں زخمی دشمنوں نے انگریزی سپاہیوں کو نشانہ اجل بنایا یعنی خود ایک گورا کو جو زمین پر زخمی پڑا تھا۔

دمن مخالف ہو۔ ترجمہ جرمن مصنف و شلف نمبر نے لڑائی کا پہلا دور قبضہ الریما پر ختم کیا ہو۔ سر ارشیبلڈ ہارٹلٹ مختم الریما کو دوسرے دور میں شامل کرتے ہیں۔ مگر میں نے جرمن نویسندہ کی تقسیم کو صحیح سمجھکر موصوف کی تقسیم کا خیال نہیں کیا۔ اور انکی بقیہ جانب بہت گیری نشتر کی تھے اور انگریزی دستہ پر گولی چلاتے تھے۔ لیکن کوئی نقصان پہنچانے کے بغیر ہمارے سروں کے اوپر سے نکل گئی۔ ایک اور موقعہ پر ایک درویش نے دفعتاً اٹھکر پے در پے کئی مصری سواروں پر ہتھیار سید کئے قبل اسکے کہ اسے روانہ عدم کیا جاتا تھا۔ وہ سات آدمیوں کو مجروح کرچکا تھا۔

بہرکیف ایسی مثالیں جنہیں زخمی درویشوں سے ہماری فوج کو گزند پہنچی۔ نہایت کم ہیں۔ پس ان شاذ و نادر واقعات کے زخمیوں کے قتل عام کا حکم دیدینا کسی طرح بھی جائز متصور نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک شخص جو سوڈان کے محاربات کا کسیقدر بھی تجربہ رکھتا ہوگا۔ وہ تسلیم کریگا کہ اگر کوئی زخمی کسی سپاہی کو نشانہ اجل بنانے کیلئے بندوق اٹھائے یا بھالا مارنے کا ارادہ کرے تو سپاہی پر اسکا خون مباح ہوجاتا ہو۔ لیکن غیر مسلح نہتے اور بیکس و بےبس زخمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارنے کے جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کیجاسکتی۔ افسوس ہے کہ ام درمان میں بعد جنگ ایسی ہی خوفناک حالت دیکھنے میں آئی۔ اور مجروح درویشوں کو جو میدان میں غیر مسلح بحالت زار پڑے تھے۔ ان پر نہایت بیدردی سے سنگین آزمائی گئی اور انہیں نشانہ بندوق بنایا گیا۔

دوسری دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ درویش ہمیشہ قابو پانے پر ہمارے زخمیوں کو قتل اور مقتولوں کی اعضاء جدا کر دیتے تھے۔ بلاشبہ انگریزی فوج کا یہ عذر بظاہر صحیح ہے لیکن کیا تل الکبیر کے سامنے ہماری اس قبیح حرکت کی خبر درویشوں کو پہنچی ہوگی کہ گو انہوں نے زخمیوں کے اعضاء تو جدا نہیں کئے مگر ان کو قتل ضرور کرڈالا اور وہی الزام انگریزی فوج پر بھی لگا سکتے ہیں۔ مزید براں ایک مہذب شائستہ فوج جو ایک یورپین سپہ سالار کی ماتحتی میں ہو۔ اس سے ایسی حرکات کا وقوع میں آنا اسکی شان سے بہت مستبعد ہو۔ نیز اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مہدی اور اسکے خلیفہ نے کسی یورپین یا گورے چمڑے کے قیدی کو حالانکہ انہوں نے خود اسکے برخلاف ہتھیار اٹھائے تھے قتل کرنا پسند نہیں کیا۔

ایک زخمی درویش اسوجہ سے کہ دشمن کے ہاتھ سے کٹنے کی موت مرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ نہایت خوفناک ہوجاتا ہو اور قبل اسکے کہ بیرحم سنگین اسکے جسم میں داخل ہوکر اسکی زندگی کا خاتمہ کردے وہ ایک اور کافر کو قتل کرکے ثواب حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہو لیکن مجھے اس خیال کو صحیح تسلیم کرنے میں کلام ہو۔ اگر جنگ تل الکبیر اور سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہم زخمیوں سے ایسی بدسلوکی نہ کرتے تو زخمی ہم سے مہذبانہ سلوک کی توقع رکھکر کبھی ہمارے سپاہی کی بندوق یا بھالے سے جان لینے کی کوشش نہ کرتے۔ ایک افسر جسے میں جانتا ہوں بظاہر مقتول درویشوں کی قطاروں کے قریب سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے گذر رہا تھا کہ اتنے میں ایک درویش نے جو سخت تکلیف اور مشکل سے اپنے آپکو اٹھا کر افسر مذکور کی طرف بندوق چھتیائی جب افسر نے چلا کر اسے بندوق کو ہاتھ سے رکھدینے کیلئے کہا اور زخمی کو بھی یقین آگیا کہ وہ اسکی جان لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تو اس نے فوراً بندوق پھینکدی اور عبا کا دامن اٹھا کر آثار موت کی مسکراہٹ سے اپنے جسم کا نصف نچلا حصہ دکھلایا۔

کتاب کا ترجمہ بھی فتح لاریسا تک حصہ اول میں شامل کر لیا ہے آغاز کاربہ سے لیکر [illegible] ہیں تک کے واقعات کا جو دلچسپ خلاصہ ڈکسن نے متعدد آرٹیکلوں میں شائع کر کے ساتھ ہی ساتھ اکثر عام غلط فہمیوں اور نادرست روایتوں کی بھی اصلاح کر دی تھی بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ [جسے توپ کے پھٹنے والے گولے نے تقریباً دو حصوں میں کاٹ دیا تھا۔

مسٹر بینٹ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ لڑائی میں کچھ مان و جلوا تھوڑا تھی تقسیم ہوتا ہے اور قتل و خونریزی سے کچھ چارہ نہیں فی الواقع جبتک انسانی نیچر موجودہ حالت پر رہیگی۔ اسوقت تک فتح کے نشہ یا دشمن کی پرزور مدافعت کیجا تیں قوا عد جنگ کو ملحوظ رکھنا نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ انسان کے خون میں گرمی اور حدت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور انسان قتل و خونریزی پر بالطبع راغب ہوتا ہے۔ اسد بان ان زخمی درویشوں کے قتل کے بارہ میں دشمن کے اعلیٰ درجہ کی جنگی جوش و خروش یا سخت مدافعت میں سے کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔

ایک ایسی لڑائی میں جسمیں انگریزی فوج کا دو فیصدی اور درویشوں کا ساٹھ فیصدی نقصان ہوا ہو۔ انگریزی فوج کو اس قسم کے وحشیانہ جوش کے اظہار کیلئے کوئی وجہ تراشنے کی گنجائش نہیں ملسکتی۔ نہایت سخت اور طول طویل خونریز لڑائی کے بعد کسی مہذب سپاہ کا خوفناک دشمنوں کے خون کا پیاسا بنجانا ممکن ہے لیکن یہاں تو حالت ہی مختلف ہے نہ تو سخت لڑائی ہی ہوئی اور نہ انگریزی فوج کا کچھ زیادہ نقصان ہوا۔ اگر کسی شخص کی انگریزی سپاہ کے صرف پانچ سو آدمیوں کے نقصان پر درویشوں کے چھبیس ہزار سپاہیوں اور افسروں کے مقتول و مجروح کرنے سے بھی تسلی نہ ہو تو اسی انسان کا ہمکو خونخوار شیر کہنا چاہئے۔ دوئم یہ کہ کیا قاتل سوڈانی تھے؟ اسپر مسٹر موصوف لکھتے ہیں کہ اس بزدلانہ کام کا حصہ صرف کالے سپاہیوں پر بس نہ تھا۔ بلکہ خاص ہمارے انگلستان کے سولجروں نے بھی اس غیر سپاہیانہ کام میں حصہ لیا۔ میں نے ایک ضعیف العمر اور سفید ریش بوڑھے ترک کو دیکھا جو دہنی ٹانگ میں زخم کھا کر چت پڑا ہوا تھا۔ اسنے بظاہر خلیفہ کی بقیہ سپاہ کیساتھ اور میدان سے بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ مگر زخم نے اسے ہلنے نہ دیا۔ اسکے آگے ذرا پیچھے اس کا لڑکا جسکی عمر سترہ سال کی ہوگی اسی قسم کے زخم سے زمین پر پڑا تھا۔ باپ بیٹا دونوں نہتے تھے۔ باوجود اسکے ایک ہائلینڈر گورے سپاہی نے اپنی صف سے آگے بڑھکر بڑے کے سینہ میں اپنی سنگین بھونکدی۔ مظلوم درویش نے بیٹے کے رحم کیلئے گڑگڑا کر التجا کی اور دوبارہ ضرب سے بچنے کیلئے جوش دیوانگی میں دونوں ہاتھوں سے سپاہی کا خنجر پکڑ لیا۔ اسطرح اسکے اپنے جسم کے خون سے اسکے دونوں ہاتھ رنگین ہوگئے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ قتل عام سپہ سالار کے حکم سے وقوع میں آیا تھا؟ اگر یہ بات نہ تھی تو کیا انہوں نے اس افسوسناک قتل کے انسداد کے بارہ میں ذرا بھی اشارہ نہیں کیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے اگر سپہ سالار کے حکم سے اس سفاکی کا ارتکاب کیا گیا تھا تو مجھے اسکے روکنے کے متعلق افسروں کی کوشش فضول اور غیر مؤثر ہوتی بخلاف اسکے مجھے یقین ہے کہ افسر زخمیوں کے [illegible] قتل کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اگر انہیں اپنے منشا کے مطابق کارروائی کرنے کی آزادی ہوتی تو وہ اس قتل کو روکتے۔

مسٹر بینٹ دو تحقیق افسروں کی مثالی ہمدردی کی مثال دیکر رقمطراز ہیں۔

انہیں بھی ناظرین کی مزید دلچسپی اور آگاہی کیلئے اس پہلے حصہ میں جس سے وہ متعلق ہیں ایزاد کر دیا جاتا ہے۔ مئی ۱۸۹۸ء تک اور بعد کی مقابلوں کے حالات جو ۲۰ اپریل تک ہوئے دوسرے حصے میں درج کئے جائینگے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے بعض دیگر برٹش افسر اور سپاہیوں نے بھی ان درویشوں پر جو ہماری انتواپ کے گولوں سے زخمی ہوئے تھے شفقت ظاہر کی۔ جبکہ ایک مندرجہ بالا شقی القلب یورپین سپاہی لیمٹفورڈ بندوق کی سنگین اس عمر زخمی کی چھاتی میں جھونک رہا تھا لڑکے نے سر اٹھا کر تھراتی ہوئی نگاہوں سے اس بزدلانہ قتل کی کارروائی کو دیکھا اسنے اپنے ہاتھ ملتجیانہ وضع رکھکر یہ تصور کر لیا کہ عنقریب اسکا بھی کوئی دم میں یہی انتظام ہونیوالا ہے میں آگے بڑھا اور اس لڑکے کو چند بسکٹ دیئے ایک اور پلٹن کے سپاہیوں نے اسے پانی کا گھونٹ پینے کیلئے دیا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیکر پوچھا کہ میرا باپ بھی قتل کیا گیا ہوگا میں سوال کا جواب دیسکا۔ لڑکا تقریباً ایک میل تک میرے ساتھ لنگڑاتا ہوا گیا۔ بعدہٗ وہ ان قیدیوں کے گروہ میں شامل کر دیا گیا جنکو گرفتار کرکے امدرمان لے جا رہے تھے۔

اگر سردار کچنر کو زخمیوں کی عذاری اور دغابازانہ گولیوں کے سر ہونیکا اندیشہ تھا تو وہ اپنی سپاہ کو میدان کے ان قطعات سے جہاں زخمی درویش بکثرت پڑے تھے بچا کر لیجا سکتے تھے۔ ایک رستہ چھوڑکر دوسری راہ اختیار کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ چونکہ دشمنوں کے فائر کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں پہنچتے تھے اسلئے ہمارا نقصان اٹھائے بغیر ایک ایسی راہ اختیار کر سکتا۔ جہاں نسبتاً مجروح کم پڑے ہوئے ہوتے۔ ممکن تھا۔

امدرمان پر قبضہ کر لینے کے بعد ہماری توپوں نے مفروروں پر گولے برسانے شروع کر دیئے اسپر مسٹر بنیٹ لکھتے ہیں۔

تسخیر امدرمان کے متعلق ایک اور بھی نہایت قابل افسوس واقع ہوا جب ہم درویشوں کے آخری حملہ کو شکست دیکر تیزی سے امدرمان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تو وہ بازار امدرمان کے جنوبی دروازوں کو جاتے تھے مفروروں سے بھرے ہوئے تھے۔ بکار اسواروں اور پیادہ درویشوں کے پیادہ دستوں کے پیچھے بہت سے دیسی باشندے جنکا لڑائی سے کچھ تعلق نہ تھا اور کثیر التعداد زن و مرد اور بچے اونٹوں گھوڑوں اور گدھوں پر اپنا اسباب لادے عجب سراسیمگی سے جنوبی رخ کیجانب رواں تھے۔ انسانی ہجوم اور چارپایوں کی کثرت سے طوفان بدتمیزی برپا تھا اور دیوانہ وار بھاگے جانیکی وجہ سے ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا۔ عین اس حالت میں ہزار توپ کو حکم دیا گیا۔ توپچی بلند مقام سے اچھی طرح مفروروں اور شہر کی دیواروں کو دیکھ سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے تامل ان بازاروں پر جو انسانوں اور حیوانوں سے معمور تھے آگ برسانی شروع کر دی ایک بازار جو دریا کو جاتا تھا اسپر میکسیم توپ کے اس کثرت سے گولے پڑے کہ گویا گولوں کا طوفان آگیا۔ اور بدقسمت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ہزار سالہ مردوں میں جا ملے۔

فی الواقعہ فاتح لشکر بجا ہے کہ وہ دشمن کی مفرور فوج پر آگ برسائے یا سواروں سے تعاقب میں بھیجے لیکن جب کثیر التعداد وہ بے تعلق اشخاص اور عورتیں و مرد و بچے مفروروں کے ساتھ شامل ہو جائیں تو ایسی حالت میں انتہا سے گذرنا اور توپ کے گولے باری کرنا ایک نہایت مذموم فعل ہے کرایہ پر دوسروں کا پانچ لاشیں امدرمان کے بازاروں میں پڑی ہوئی شمار کی ہیں

جنگ روم و یونان — یونان کی خودسری اور دول یورپ کی باہمی نااتفاقی آخر اپنا رنگ لا کے رہی اور ۱۷ اپریل ۱۸۹۷ء سے روم اور یونان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی ٹرکی کو قانون بین الاقوام کے رو سے اسوقت یونان پر حملہ کر دینے کا حق حاصل ہو گیا تھا جبکہ فروری گذشتہ میں یونان کے جہازات مخالفانہ نیت سے کریٹ کے سمندر میں اور اسکی کچھ فوج خود جزیرہ میں داخل ہو گئی تھی لیکن سلطان المعظم نے ایک وقت معین و مناسب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جن میں سے بس عورتوں کے سوا معصوم بچوں کی بھی لاشیں تھیں دو عورتیں اور ایک آدمی دریا کے کنارے کھڑے تھے۔ ایک توپچی انہیں دیکھ کر بولا کہ میں ابھی اس مرد کو ان عورتوں سے جدا کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی میکسم توپ سے ٹاٹا کی آواز آئی۔ دھواں صاف ہونے کے بعد ہم نے دیکھا تو وہ تینوں مرے پڑے تھے۔

دو عورتیں ایک درویش کی لاش پر رنج و اندوہ کے آنسو بہا رہی تھیں کہ ایک غیر کمیشن یافتہ افسر نے دیدہ و دانستہ ان میں سے ایک عورت کو ریوالور سے ہلاک کر ڈالا۔

ان امور کے تذکرہ کے بعد یہ لکھنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ دریائے نیل کی بائیں طرف لانسر دستوں نے پیشقدمی کے وقت فاقہ کش دہقانوں سے بلا قیمت سامان رسد حاصل کیا۔

یہ سنکر غالباً کوئی شخص متحیر نہ ہوگا کہ امدرمان پر قبضہ کرنیکے بعد تمام شب سوڈانی سپاہ آزادی سے شہر میں گشت کرتی رہی رات بھر گولیاں چلنے کی آواز آتی رہی جب کوئی سوڈانی سپاہی رائفل ہاتھ لیکر لوٹنے کے ارادہ سے نکلتا ہے تو اسے کسی کے ننگ و ناموس۔ جان و زر کا ذرا بھی پاس نہیں ہوتا۔ تین روز تک مفتوحہ شہر لٹتا رہا شہر میں داخل ہونے والے دیکھتے تھے کہ سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں لوٹ کے مال و اسباب سے لدی ہوئی جا رہی تھیں تین ستمبر کو مجھے دو یورپین سپاہیوں کے قریب سے گذرنے کا اتفاق ہوا جو زبردستی کسی کو روپیوں کا ایک تھیلا چھین کر کیمپ کی طرف جا رہے تھے۔ ایک دیسی ملازم اپنے آقا کے واسطے کچھ قیمتی کپڑوں کے تھان چند مصری بچھونے اور ایک ہاتھی دانت لایا اسکے آقا نے کہا کہ اگر اسے ہاتھی دانت کی قیمت معلوم ہوتی تو وہ نصف درجن سے کم نہ لاتا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کے بیت المال (خزانہ) میں اسے داخل ہونیکا موقعہ مل گیا تھا۔ گارڈ کی موجودگی یا اسکے اغماض سے دیسی اور یورپین سپاہیوں نے ایک ایسے شہر کو خوب جی بھر کر لوٹا جسکی حوالگی کو انکے سپہ سالار نے باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا تھا ایکدن دھوپ کی گرمی ایسی تیز تھی کہ میں چند لمحوں کے لئے سایہ دار جگہ میں ٹھیرنے پر مجبور ہوا بازار کے ایک مکان میں داخل ہو کر میں نے ایک بوڑھے آدمی سے نصف گھنٹہ کے آرام کیلئے بچھونے کی درخواست کی۔ یہ بستر و اور بکرے کی کھال اس گھر کی کل کائنات تھی۔ جسے غارتگر پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

امدرمان میں لوٹ کھسوٹ سے زیادہ قبیح حرکات ظہور میں آئیں۔ ۸ ستمبر کو ایک عرب سپاہی میرے خیمہ میں آیا اور شکایت کی کہ

تک خونخوار دو تیتے رہنے کی اپنی قدیمی اور نہایت ہی ضروری پالیسی پر کاربند رہکر دول یورپ کو انکی صلاح و مشورہ اور مجوزہ
اصلاحات کا ناکارہ پن جتانے کیلئے خاموشی اختیار رکھی لیکن ساتھ ہی یونان کی اس دست اندازی کے جواب میں اپنی دفاعی طاقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وہی سپاہی میری بیوی کو معہ چھوٹے بچہ کے زبردستی اپنے کمپ میں لیگئے ہیں۔ جو تین میل کے فاصلہ پر
لب دریا واقع ہے۔ میرا نوکر اس معاملہ سے آگاہ تھا۔ اس نے عورت کے بیان کی تائید کی میں نے عرب کو کچھ چاول اور بسکٹ دئے۔ اور اسے
سلاطین پاشا کے پاس اس غرض سے بھیجدیا کہ اگر اس سے ہوسکے تو وہ اس کی دادخواہی کرکے اور عورت اور اسکا بچہ عرب کو
واپس دلادے نیز میرے ملازم نے بتایا کہ گذشتہ شب اسکے ایک دوست کو اس وجہ سے ایک سوڈانی سپاہی نے مار ڈالا کہ اس نے روپیوں کی
تھیلی دینے سے انکار کیا تھا۔

جہاں تک ایک چشم دید بیان دوسرے بیان کی بالکل تردید کرتا ہے۔ وہاں تو ناظرین مجبور ہیں کہ ان میں سے ایک کو جھوٹا
سمجھیں لیکن خیال ہوتا ہے کہ مسٹر بینٹ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ بالکل جھوٹی اور بے بنیاد داستان لکھتا کہ جس میں اسکی
اپنی قوم کے سپاہیوں اور افسروں پر بیرحمی اور سفاکی کا الزام عائد ہوتا تھا۔ نہ اس کی طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی داستان
کے بیان کرنے میں مبالغہ اور جوش سے کام لے رہا ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ لڑائی میں حلوا نہیں بٹتا اور علاوہ اسکے ہر سپاہی کا
حق ہوتا ہے کہ اگر فریق ثانی کا سپاہی اسپر حملہ کرے تو وہ اسکو مار ڈالے۔ چہ جائیکہ مجروح سپاہی حملہ کرے اور اسکو دوسرا نہ مار ڈالے
لیکن اسکا اعتراض اس بات پر ہے کہ نہ صرف سوڈانی شاگرد پیشہ ہی کو کھلم کھلا بندوقوں اور نیزوں سے مجروح نہتوں اور بے بس
درویشوں کو بلا تامل مار دیا گیا۔ بلکہ خود گورے سپاہی مجروحوں کو قتل کرتے رہے جس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فوجی افسروں کی
مرضی کے سوا ایسا نہیں ہوسکتا۔ اتنی بات تو کپتان ٹیڈمین نے بھی مانی ہے کہ میدان جنگ کے مجروحوں کو مارنے کے سوائے چارہ نہ تھا
پھر اسنے جنرل کچنر کی تائید کیسے کی۔

مسٹر بینٹ کی یہ رائے نہایت معقول ہے کہ جب مفتوح درویشوں کو یقین تھا کہ وہ بہر نوع دشمن کے ہاتھ پکڑے جاکر موت
مارے جائینگے تو ایسی حالت میں اگر کھسیانے ہوکر انہوں نے مرنے سے پہلے اپنے خیال کے مطابق اور ایک آدھ کافر کو مار کر مرنے
.... کا ارادہ ٹھان لیا تو بالکل قدرتی بات تھی البتہ اگر انہیں یقین ہوتا کہ دشمن
کی قیدمیں پڑکر وہ مارے نہیں جائینگے۔ تو انکے مجروح گولیاں نہ چلاتے۔ اسنے یہ بھی لکھا ہے کہ فاتح فوج کے کھسیاتے ہونے کی کوئی وجہ
نہ تھی کیونکہ انہیں سے فیصدی دو کے زیادہ جان کا نقصان نہیں ہوا تھا بمقابلہ مفتوح کے ساٹھ فیصدی نقصان جان کے۔

....

...اسلئے مہذب فاتح فوج کو وحشی سوڈانیوں سے ضرور زیادہ شائستگی رحمدلی اور انسانیت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ سول اینڈ ملٹری
گزٹ سو اخبار کی تاویل صحیح کرتا ہو۔ ہر شخص جو مذکور الذکر (مسٹر بینٹ) کا آرٹیکل پڑھے واضح ہوتا ہے کہ اسنے ایک بیجا شبہ
ہر کیلئے ذریعے ان معاملات کی نسبت پیدا کرلی جو جنگ کے بعد پیش آئی نہ بہت سی مثالیں منسی کی دیکھی تھیں۔ اور اس کی

و مستعدی ظاہر کرنے کی غرض سے سرحد تھسلی پر فوج فراہم کرنا شروع کر دیا۔ اور اس پالیسی کو مدنظر رکھکر جس کو ہم کئی دفعہ واضح کر چکے ہیں۔ یونانی مفسدین اور باقاعدہ فوج کے عام آدمیوں کے لباس میں علانیہ پیش قدمی کرتے رہے کیونکہ جنگ میں بھی صرف مدافعت پر حصر رکھا۔ اور یورپ نو عالم آشوب جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ہیجو قوت یونان کو ہوش میں لانے کا کام دول یورپ کے سپرد کیا جس کو بظاہر انہوں نے اپنے ذمہ بھی لیا لیکن جنگ کے چھڑ جانے

بقیہ صفحہ سابقہ) اور اسکی رائے میں یہ اس تمام دغابازی اور مذہبی دیوانگی سے بڑھکر تھیں کہ جس کی بدولت یہ تندی عمل میں آئی۔ وہ ایک انگریزی سپاہی کی نسبت وحشیانہ حرکت کی مثال بیان کرتا ہے۔ اور یہاں کو اس بہت سے دقیقہ ہمدردی اور مہربانی سے جو سپاہیوں نے دشمن سے مرعی رکھے تھے اور جنکو وہ تذکرۃً بیان کرتا ہے زیادہ مخصوص معلوم ہوتی ہے۔ اسکے بعد یہ اخبار لکھتا ہے کہ جنگ کے خطرات اور حالات نواحی نے راقم مضمون کے فیصلہ پر اثر کیا ہے کہ جسکی مسٹر برلی اور جرمن اتاچی پوری تردید کر دیتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں پوری تردید مسٹر بینٹ کے بیان کی ابتک نہیں ہوئی جیسا کہ کنٹمپریری ریویو کے مٹر کل سے واضح ہے اور یہ خیال اور بھی مسٹر بینٹ کے مضمون کی تائید کرتا ہے کہ جنرل کچنر شاید ہی ایسے مہم خرطوم کے ہمراہ جنگی نامہ نگاروں کا لیجانا پہلے پہل نامنظور کرتے تھے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اس جنگ کی تمام تجاویز بہت مدت پہلے سے ذہن نشین کر چکے تھے جبتک مسٹر برلی اور کپتان سٹیڈمین کے مفصل مضامین نہ دیکھے جاویں یہ سب ابتدائی شکل معلوم ہوتی ہے کہ میدان امدرمان میں زخمی درویش لڑائی کے بعد قتل کئے گئے ہیں۔

مگر پائنیر جو زیادہ معقول اور متین اخبار ہے وہ اسبات میں سول اینڈ ملٹری گزٹ کی خیالی توضیح کے بالکل خلاف رائے دیتا ہے وہ لکھتا ہے کہ کیوں کپتان وان تیڈمین جرمن اتاچی کی شہادت انگریز نامہ نگاروں سے زیادہ قیمتی اور معتبر ہونی چاہئے جیسا کہ صورت موجودہ میں پیش آتا ہے کہ یہ کپتان بھی ہمیں جنگ امدرمان کے بعد مجروحین کی کیفیت ویسی ہی بتلاتا ہے جیسی کہ ہمارے اپنے نامہ نگار نے بتلائی تھی۔ سوڈانی اور مصری سپاہیوں کو لاریب ایسی حرکات عمل میں لانے کی اجازت ہوگئی کہ جو ناقابل بیان خوفناک ہیں لیکن غالباً سوڈانی دشمن کے طریقے جنگ کے بعد بہر شیطانی اور وحشیانہ ہیں کہ اس بارہ میں صاف انکار کرنا نہ موثر اور نہ عقل کی بات ہے۔ امدرمان میں کیا پیش آیا اسکے متعلق ہمارا نامہ نگار جبکہ جنگ کے ایک ہفتہ بعد تک وہاں رہا تھا بیان کرتا ہے کہ جنگ کے بعد پہلے چار روز تک تو کالے سپاہی بالکل ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اور یہ تمام عرصہ امدرمان میں رہے" وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جب بڑی بڑی سرکاری عمارتوں مثل سلاح خانہ و بیت المال پر پہرے لگائے گئے تھے تو مہدی کی قبر اور خلیفہ اور مہدی کے گھروں کی حفاظت نہیں کی گئی جو جلدی ہی توڑ دئے گئے اور ان کی ہر چیز لوٹ لی گئی۔ الغرض یہ امید رکھنا کہ ایسی حالات میں کئی ایسی چیزیں واقع نہیں ہو سکتیں جو انگریزی ناظرین کو صدمہ پہنچائیں غیر متوقع امید ہے۔" تو گویا اس ساری سامرکہانی کا مطلب یہ نکلا کہ واقعی درویش مجروحوں کو میدان جنگ میں سخت بیرحمی سے قتل کیا گیا ہے اور سپاہیوں نے دھوکوں کی تجارت یا کم از کم اغماض سے ایسا کیا گیا ہے جو کسی مہذب فوج کیلئے یقیناً شرمناک کارروائی ہے۔

نے ثابت کردیا ہے کہ ان سلطنتوں کی اغراض اب ایک دوسرے سے ایسی متضاد اور مغائر ہوگئی ہیں کہ وہ کوئی کام یکدلی
اور متفق الرائے نہیں کرسکتیں۔ اسلئے کمال یقین سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہی دول عظام میں سے جو بظاہر سب ملکر یونان کو سمجھاتی یا
اسپر دباؤ ڈالتی رہی تھیں، چند ایک ضرور درپردہ یونان کی پیٹھ ٹھونکتی رہی ہیں۔ اسوقت تک ایسی سلطنت کا نام انگلستان
بتایا جاتا ہے۔ اور دوسری سلطنتوں کے افعال بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں۔ تاہم دول یورپ کی ایمانداری اور دوستی
پر کلیتہً بھروسہ کرلینا سخت غلطی ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو نتیجے انکے طریق عمل سے ہمیں قابل تعریف شئے ثابت کیا اور جہانتک انسانی عقل کا
قیاس کرسکتی ہے یا انسانی فطرت پر بھروسہ ہوسکتا ہے۔ یہ سلطنت اب کسیوقت سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کو بچا نہیں سکیگی۔ خیر یہ بحث تو پھر کبھی چھیڑی جائیگی
ہمیں اسبات کا سخت افسوس ہے کہ کل مسلمانوں کو ہونا چاہیے کہ یونانی مفسدین کی شورہ پشتی اور کریٹ میں مسلمانوں کے لگاتار کشت
وخون نے سلطان المعظم کو آخر اپنی پالیسی چھوڑنے پر مجبور کردیا اور جب انکو یہ یقین ہوگیا کہ زیادہ دیر تک خاموش رہنا مگر
صوبجات ممالک محروسہ میں سے بھی جہاں یونانی رعایا کی آبادی کچھ کم نہیں ہے شورش برپا کردینے کا موجب ہوگا۔ اور یونانی حملہ آوروں کی
گوشمالی نکرنیسے سخت سے سخت خطرات پیدا ہونیکا قوی احتمال ہے تو حضرت امیر المومنین نے افواج قاہرہ کو ترکی بترکی جواب دینے کا حکم دیدیا۔ میدان
جنگ سے جو خبریں اس ہفتہ موصول ہوئی ہیں وہ تاروں کے کالم میں درج ہیں۔ میدان جنگ سے صحیح خبروں کا پہنچنا مشکل امر ہے ہر ایک فریق اپنے حق میں مفید خبریں
مشتہر کرتا ہے لیکن ہمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ترکی افواج بہت جلد یونان کی فوج کا جو اسوقت سب کی سب سرحد پر جمع ہے قلع قمع کرکے صوبہ
تھسلی پر قابض ہوجائیگی اور اسپر قبضہ ہوتے ہی ظن غالب ہے کہ اول تو خود یونان یورپ سے صلح کرادینے کا ملتجی ہوگا ورنہ یورپ کی
کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور بیچ بچاؤ کرکے ترکوں کو خاص ایتھنز تک پیشقدمی کرنیسے روکدیگی۔ یورپ کیطرف سے ایسا ہونا کوئی نئی بات
نہیں ۱۸۷۶ء میں سرویا نے جب بغاوت کرکے ترکی علاقہ پر حملہ کیا تھا اور ترکی افواج نے بہت جلد اسکو ہزیمت پر ہزیمت دیکر
اسکے دار الخلافہ بلگریڈ پر پیشقدمی شروع کردی تھی تو جھٹ روس نے بیچ میں کودکر عارضی صلح کرادی تھی ہاں اسوقت اتنا فرق ضرور ہے کہ
یورپ کی بعض دول عظام ایک دوسرے کیساتھ جنگ کرنے پر بھی بظاہر تلی بیٹھی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ اس چھیڑچھاڑ کی آڑ میں آپس میں گتھ
جانے کیلئے کوئی بہانہ ڈھونڈھ لیں۔ اکثر لوگ تعجب سے کہتے نظر آتے ہیں کہ ترکی کی سرحد پر کئی لاکھ فوج جمع ہے اور یونان کی کل
فوجی کائنات صرف پچاس ساٹھ ہزار ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود آٹھ دس دن گذر جانیکے ترکی فوج کل یونانی لشکر کا کام
تمام نہیں کرسکی اسکا اصل جواب یہ ہے کہ یونانی فوج مضبوط پہاڑی مقامات میں قلعبند ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسے مضبوط
مقامات سے حملہ آور فوج اسکی تعداد خواہ کسیقدر زیادہ ہو گھنٹوں یا دنوں میں بچاؤ کرنیوالی فوج کو نہیں نکال سکتی۔ اسکے واسطے کچھ مہلت
درکار ہوتی ہے۔ جو اب قریب الاختتام ہے عساکر عثمانیہ کو سرحدی مقامات سے ختم کرنے اور یونانی فوج کا ستیاناس
کرنے میں ابھی اور پانچ سات روز صرف کرنے پڑینگے۔ اسکے بعد ایتھنز یا صوبہ موریا کے جنوبی کونہ تک کل مطلع صاف ہے اور یونان کی
حملے کے سیلاب کو روکنے سے بالکل عاجز و بے بس ہوگا۔ تاروں میں ناظرین کئی خبریں اس مضمون کی بھی پائینگے کہ یونانی بیڑے
مختلف ترکی بندرگاہوں کو برباد کررہے ہیں۔ ان خبروں کے غلط ہونے کی وجوہات ان خبروں کیساتھ ہی تاروں کے کالم میں

خرچ کر دی گئی ہیں۔ آج کی تاروں میں یہ رپورٹ بھی ہے کہ ایک اور شورش چھپا ہی کہ ترکی بیڑہ جہازات جو ۲۰ اپریل کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا ابھی تک درہ دانیال میں پڑا ہوا ہی۔ اور اسکے کپتانوں نے رپورٹ کی ہی کہ ہمارے جہازات سمندر میں جانیکے قابل نہیں ایسی ناظرین اسلامی تعجب سے پڑھینگے کہ جب ہوا بیڑہ مذکور کا نصف حصہ سالونیکا اور دوسرا سمرنا میں پہنچیگا نہیں جبکہ ترکی کے اہم پیش جہازات جو پچھلے پیشے سمندروں میں کر رہے ہیں اسکی کیفیت درج کر دیگئی ہی۔ اگر ترکی جہاز سمندر میں نکلنے کے قابل نہیں تو وہ کتنی جلدی سے کریٹ میں کسطرح پہنچ گئے اور کیونکر وہاں یونانی جہازوں کو گرفتار اور برکی یا تعجب پر گولہ باری کی ہی۔ برخلاف ان رپورٹوں کے جنگی خبر پہونچ رہا ہے کہ ترکی پیش جہاز کے کپتان یا نیالی نے رپورٹ کی ہی کہ میرا جہاز جنگی جہاز کی اوسط رفتار سے نصف میل تیز چلا ہی۔ اسی جہاز کی کیفیت ہے جو ۱۸۸۵ء میں تیار ہونے کے بعد اب پہلی مرتبہ سمندر کو گیا ہی تو جو جہاز قبل ازیں سمندر میں سینکڑوں مرتبہ گشت کر چکے ہیں۔ انکی نسبت یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد ہو سکتا ہی اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔

آج ہی کی تاروں میں ناظرین شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے سپہ سالار مقرر ہونے کی خبر دیکھینگے۔ اس تار کا یہ مطلب نہیں کہ مارشل ادہم پاشا اس منصب جلیلہ کے قابل نہیں پائے گئے یا یونان کی طاقت ایسی بردست ہے کہ اسکے زیر کرنے کیلئے غازی عثمان پاشا جیسے کمانڈر کی ضرورت پائی گئی ہی۔ غازی عثمان پاشا کا نام ہی دشمنوں کا دل ہلا دینے کیلئے کافی ہی اب ان کی بذات خاص موجودگی کا جو اثر پڑیگا وہ محتاج بیان نہیں لیکن جہاں تک قیاس ہو سکتا ہی اس نامور ہیرو کی تقرری ان وجوہات سے نہیں ہوئی۔ بلکہ غالباً اسلئے کہ سرحد یونان پر اسوقت تقریباً کئی لاکھ فوج جرار جمع ہو چکی یا ہو جانیوالی ہے اور اس قدر جرار فوج کی اعلیٰ کمان جو ہماری ہندوستان کی تمام فوج سے تعداد میں زیادہ ہو صرف ایک مارشل پر چھوڑ دینی کبھی مناسب نہیں۔ اسکے واسطے نہایت تجربہ کار معتبر اور بلند مرتبہ افسر چاہئے جو عثمان پاشا سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا یہ جنگ صرف ترکی اور یونان تک محدود رہتا ہی یا کہ اس عالمگیر جنگ کا جس کا کل دنیا کو کھٹکا ہے پیش خیمہ ثابت ہوتا ہی۔ اسکے متعلق پیش از وقت کوئی رائے زنی کرنے کی نسبت واقعات کا منتظر رہنا انسب معلوم ہوتا ہی اور بصورت موجودہ اس امر کی کوئی نجیبہ رائے قائم کر سکنا بھی قریباً محال ہی (از وکیل ۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء)

مصر میں سلطان المعظم کی مالی امداد کیلئے بڑے جوش کے ساتھ چندہ جمع ہو رہا ہی بقول معصر جامع العلوم ایک ہمارے ملک کے بردے اپنا ہی پیٹ پالنے والے مسلمان ہیں کہ کروٹ تک نہیں لیتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ بالکل نادار ہیں لیکن جب کبھی روپیہ صرف کر کے دنیا کے کمانے کی امید ہوتی ہے۔ تو پھر انہی مفلسوں کے پاس کہاں سے دولت اُبل پڑتی ہی کوئی انہیں عیاشی کا نیا طریقہ بتا دے تو بیوی کا پاجامہ بھی بیچ ڈالیں لیکن اب دین کی خبر تنبیہ رکھا ہو تو ان کی جوتی سے اس غفلت کے جرم میں دنیاوی نتیجہ تو کچھ عرصہ بعد انکو خود ہی معلوم ہو جائیگا لیکن عاقبت کی بات معلوم کرنا بھی کوئی دشوار نہیں ہی۔ آخر مصری بھی تو مسلمان ہی ہیں یا کوئی فرشتہ ہیں؟ اسکندریہ کے ایک تاجر نے اپنی کل نقدی و اسباب طلائی نقد

میں دیدیا۔ یہاں کوئی حبہ دینا بھی گوارا نہیں کرتا۔ وہاں ہر مسجد صندوق رکھدیئے گئے۔ اگر یہاں بھی رکھدیئے جائیں تو کیا کوئی آفت آتی ہی۔ مگر یہ کام تو جب ہو کہ خدا نے اپنی توفیق دی ہو۔

ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار ۲۳ اپریل کو لندن سے جنگ روم و یونان کے متعلق ایک خط لکھتا ہوا جسمیں وہ تصدیق کرتا ہی کہ آخری مرتبہ یونانی سرحد روم و یونان کو جب عبور کر آئے اور انہیں سے جس قدر زخمی اور قیدی ترکوں کے ہاتھ آئے انہوں نے خود اقرار کیا کہ ہمارے کمانیر یونانی باقاعدہ فوج کے افسر تھے۔ ترکوں کو اس سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوشی ہونیکی معقول دلیل ملگئی جب قابل تعریف تحمل سے ترک ان شورش انگیز اور سفلہ پن اور چھچھورا پن سے اُبلتے ہوئے یونانیوں کے مقابلہ پر خود اپنا بچاؤ کر رہے تھے۔ اس میں کچھ کلام نہ تھا۔ انہوں نے صرف ایک شرط کی تھی کہ یونان کی باقاعدہ فوج ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک نہ ہو۔ چونکہ یہ شرط ٹوٹ گئی اسلئے انجام کار لڑائی کی نوبت آئی۔ یہاں اکثروں کا خیال ہے کہ تہنی کی تحریک پر ترکوں نے لڑائی شروع کی۔ یونانی باقاعدہ فوج کے افسروں کی موجودگی نے حملہ آوروں میں شریک تھی معقول عذر ترکوں کیواسطے پیدا کر دیا اور ترکی فوج آگے بڑھی۔ ابھی چند سال ہوئے انگریزوں میں یہ کہنا ایک عام رواج تھا کہ ترکی فوج بالکل ٹوٹی پھوٹی اور نکمی ہے اس میں تو کبھی کسی کو کلام نہیں ہوا کہ ترکوں میں سپاہ گری کے قابل تعریف اور بے نظیر جوہر موجود ہیں مگر کسی شخص کو بھی یہ امید نہ تھی۔ اور نہ کوئی اسکے واسطے تیار کیا تھا کہ سب سے پہلے جو نامہ نگاران جنگ ادہم پاشا کے کیمپ میں پہنچینگے انکی تحریروں سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ ترکی فوج در اصل و حقیقت کیسی ہے جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ اسکے پاس کپڑے نہیں ہیں اسکے سپاہی بھوکے مرتے ہیں اور انکی تنخواہ مدت سے نہیں ملتی ہے۔ انہوں نے جو حالات بھیجے ہیں انکو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے جس شجاعت اور جوانمردی کا میدان کارزار میں اظہار کیا جو جنگجو سپاہ بھی اس سے بڑھکر ثابت نہ ہو سکی۔ وہ توپخانہ ترکوں کا جس کو سمجھا جاتا تھا کہ اسمیں زنگ لگے ہوئے ہیں گھوڑے بالکل نادار اور گولہ بارود نام کو نہیں۔ سب وہ کیا بن گیا؟ کوہی باتریاں میدانی قلعہ شکن توپیں گھوڑے زبردست سپاہی اور جانور سب عمدہ سے عمدہ اعلےٰ درجہ کی حالت میں اور اعلےٰ سے اعلےٰ بارود اور شایستگی اور تربیت بے نظیر اب رہی پیدل فوج۔ اسکی نسبت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ پہلے ہی دن کی لڑائی میں جس دلاوری سے اسنے یونانیوں کے مورچے یکے بعد دیگرے سنگینوں کی نوک پر رکھکر فتح کر لئے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ابتک اس میں وہ جرأت معہود اور دلاوری۔ اور بہت دور نہیں ہوئی ہے جسکے بل پر عثمان پاشا کو بے نظیر عالیشان مگر بے ثمر فتح روسیوں پر حاصل ہوئی تھی۔ ملونا کی لڑائی میں جو جنگ کی کامیاب ابتدا ترکوں کیواسطے ہوئی اور جس سے ان کی نمایاں فتح کا آغاز ہوا۔ سرزمین کی حالت کے باعث طرف توپخانہ اور پیدل فوج سے ہی کام لے سکے۔ مگر یونانیوں کی خوب ہی درگت بنی۔ اور بُری طرح پٹے جنکے پاس توپخانہ ہی سرے سے نہ تھا۔

وہ ملونا کا ترکوں کے ہاتھ میں آنا تھا کہ یونانیوں کے صدر مقام لاریسا اور وولو تک اور اگر ادہم پاشا کو پسند ہو تو خود ایتھنز تک بے حجاب اور بغیر خطر ترکوں کیواسطے سڑک صاف ہو گئی۔ ترک جوں جوں آگے بڑھتے گئے اپنے صدر مقام سے

دور ہو نے لگے۔ برخلاف یونانیوں کے جو اپنے صدر مقام سے قریب ہوتے گئے۔ مگر اس سے بھی یونانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے اور آگے بڑھکر بھی ترکوں کا ہی پلہ بھاری رہا۔ ادہم پاشا کیساتھ جو نامہ نگاران جنگ تھے کل تمام دن انکی طرف سے کوئی خبر وصول نہیں ہوئی۔ گو پرائیویٹ تار جب دیر بدیر آتی رہیں۔ مگر اسکے برخلاف یونانیوں کو کبھی ناگوار نہیں کہ اپنی خبریں خوب رنگ آمیز اور چکنی چپڑی عبارت میں سپید و سیاہ ملا کر بھیجیں۔ برخلاف اسکے ترکوں کیطرف سے اس خاموشی کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ انکو رک ملی۔ اور وہ اپنی شکست کی مصیبت بھری خبریں چھپانا چاہتے تھے۔ نہیں بلکہ ادہم پاشا کی یہ عین دانائی تھی کہ اسنے قبل از اختتام جنگ خبروں کا بھیجا جانا روک دیا تھا ورنہ یہ خیال بھی تھا کہ ترکی فوج کا نقشہ عمل حرب عام طور پر معلوم نہ ہو جائے سارا دن برابر لڑائی جاری رہنے کی خبر موصول ہوتی ہے اور یورپ نہایت اضطراب سے جنگ ٹرنادوس کے نتیجہ کا منتظر ہے جسپر اسکی قسمت کا بہت کچھ دارومدار ہے۔

ٹرنادوس کی لڑائی تو ایک طرف ایک یونانی بیڑہ سربمہر احکام لیکر روانہ ہوا ہے۔ ان احکام میں یہ لکھا ہو کہ ڈارڈینیلز میں گھس جاؤ۔ اور قسطنطنیہ پر گولہ باری کرو۔ اخیر یہ تو باتیں بہت دور کی ہیں۔ مگر ترکوں کا خیال تھا کہ جنگی بیڑہ کا لحاظ رکھکر چین و جاپان والی تعلیم پیش آئے مگر افسوس کہ ترکی بیڑہ یونانیوں کیواسطے آسان لقمہ ثابت ہوا۔ ریاستہائے بلقان کی طرف سے بہت کچھ خوف تھا۔ مگر ابتک انہیں سے کسی نے کوئی خلاف امن حرکت نہیں کی۔ البتہ عام طور پر یہ ہے کہ بلگیریا نے اس موقع پر ٹرکش گورنمنٹ پر مقدونیہ میں بلغاری پادریوں کے تقرر کیواسطے زور دیکر فوجیں جمع کرنیکی دھمکی دی ہے لیکن بابعالی نے اسکا جواب نہایت ہوشیاری اور دانائی سے دیا ہے اور ساتھ ہی یہ فہمایش کر دی ہے کہ بھلا ایسے مطالبہ کیواسطے یہ کوئی وقت ہے یہ باتیں فرصت کی ہیں۔ ذرا یونان کیساتھ لڑائی ختم ہونے دو پھر اسکا فیصلہ بھی کرینگے۔ اب بلگیریا ستھا بلقان کیطرف سے بھی اسی قسم کا اندیشہ ہے۔ یا تعجب کہاں تک انکی تعدیات دراز ہو گا۔ آخر اسکی کوئی حد ہے اور یہی یورپ کی عالمگیر جنگ کی کلید ہے۔

پبلک اپیل کہ آرمینیا و کریٹ کے فسادوں اور جنگ یونان میں سینکڑوں مسلمان مظلوم ہزاروں مستورات بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم رہ گئے ہیں۔ باغیوں نے قصبے کے قصبے اور قریے کے قریے جنمیں مسلمان رہتے تھے پھونک کر خاک سیاہ کر دئے مسلمان خانہ ویران غفت مآب مسلمانوں کے معصوم بچے۔ بیخانمان ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جنکی دستگیری اور امداد ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔ عیسائی اپنے عیسائی بھائیوں کیلئے تمام دنیا میں چندے جمع کر رہے ہیں۔ گرجوں میں فتح یونان کیلئے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ مگر افسوس! ایک ہمارے ملک کے مسلمان ہیں کہ روپیہ سے امداد کرنا تو درکنار درگاہ رب العالمین میں اپنے مظلوم بھائیوں کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا سے بھی دریغ کرتے ہیں۔ مصر کیواسطے اگر ہندوستان کی مسجدوں میں مسلمان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کیلئے صندوق رکھدئے جائیں تو ایک معقول رقم فراہم ہو سکتی ہے۔ اور تو اور اگر عید الضحے کے اس موقعہ پر قربانی کی کھالیں ہی مظلوم بیکس بیوگان و یتیمان سلطنت روم کیلئے دیدیجائیں تو ہزاروں روپے کی رقم جمع ہو جاتی ہے۔ علاوہ انکی قربانی اس سے بہتر اور کھالوں کے مصرف کا نہیں ہو سکتا کہ مظلوم و مجاہدین فی سبیل اللہ مسلمانوں کے معصوم بچوں اور بیکس بیواؤں کے کام آئیں

مسلمانوں کو چاہیئے کہ اگر انمیں کچھ جوش اخوت ہو اور وہ دل سے ثواب کے طالب ہیں تو قربانی کی سب کھالیں اس کار خیر میں دیدیں جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ قربانی کی کھالیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں۔ انکو باضابطہ رسید دفتر ہذا سے بھیجی جائیگی اور مجموعی رقم رسید باضابطہ ٹرکش قونصل جنرل متعینہ بمبئی سے منگوا کر مشتہر کیجائیگی۔ جو صاحب کھالیں دفتر ہذا میں ارسال فرمائینگے انکی تحریر پر مزدوروں کو حق الخدمت بھی دیا جائیگا۔ بیرونجات میں جو صاحب اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں وہ کھالوں کو فروخت کرکے نقد روپیہ دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ بارسوخ اصحاب بالخصوص خریداران اخبار وکیل کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی کھالیں جمع کرنے سے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

ہمنے تجویز کی ہے کہ اب کے عید الضحٰے کی نماز کے موقعہ پر امرت سر کی عیدگاہ میں مسلمانان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کے امدادی چندہ کیلئے صندوق رکھا جائے۔ اُمید ہے کہ اور شہروں کے مسلمان بھی اسکی تقلید کرکے سعادت دارین حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہمعصر چودھویں صدی میں لکھتا ہے کہ بمبئی کے ہندوؤں میں زیادہ دلچسپی سے اس بات کا مشورہ ہو رہا ہے کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کو مال کی فتح کی مبارکباد کا تار ایشیا کی ہندو پارٹی کیطرف سے بذریعہ صیغہ خارجیہ کے نام روانہ کیا جائے۔

اور ہمعصر جامع العلوم مراد آباد جسکے ایڈیٹر ماسٹر ارشاد صاحب ہیں بہت زور سے ترکوں کے امدادی چندہ کی تحریک کر رہا ہے۔ اور نہایت پرجوش الفاظ میں مسلمانوں کو حمیت و غیرت دلا رہا ہے۔ مگر افسوس! مسلمان نام کے مسلمان ہیں کہ چندہ دینا اور مبارکباد کے تار بھیجنا تو درکنار خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا مانگتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ البتہ سندھ اور مدراس سے جو دعا اس ہفتہ ہمارے دفتر میں پہنچی ہیں۔ اور جس دلی جوش اور خلوص صداقت سے اعلیحضرت سلطان المعظم کیلئے وہاں دعائیں مانگی جاتی ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں ابھی بہت کچھ نور ایمان باقی ہے۔ ایک منظوم دعا جو سندھ سے موصول ہوئی ہے اسکے چند اشعار ہم ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور استقامت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنو تم اب بدرگاہ خدا — ہاتھ اُٹھا کر سب کے سب ملکر دعا
اپنے دل کو جانب حق کر رجوع — التجا کیجو خدا سے باخضوع
کرو سلطانِ عالیشان کی — حضرت سلطان بن سلطان کی
جو کہ ہے خادم تیرے در کا خدا — اور ہے خادم مدینہ خیر الوریٰ
واسطے صدیق و صادق بوبکر — روم کے سلطان کو دے فتح و ظفر
واسطے عثمان بن عفان کے — شادماں خاقان بن خاقان رہے
اُمیت — واسطے نازنینِ جنت فاطمہ

ساتھ میرے تم بھی اب شامل رہو — میں دعا کرتا ہوں تم آمیں کہو
یا الٰہی یا آلہ العالمین — مہر ختم انبیا فخر مرسلیں
یعنی سلطان الزمان عبدالحمید — ابن شاہ نامور عبدالمجید
اسکا ہو حامی و ناصر یا خدا — واسطے شافع اُمم روز جزا
واسطے عادل عمر کے یا آلہ — کر شہنشاہ روم کے دشمن تباہ
واسطے حیدر امام المتقین — با ظفر ہووے امیر المومنین
سلطنت ترکی ہو دائم قائمہ — از وکیل مورخہ [illegible] مئی سنہ ۱۸۹۷

جنگ روم و یونان کا پہلا عشرہ

مشہور مثل ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے یہی نوبت یونانیوں پر گذری ہے۔ یورپ کے "مرد بیمار" کی تو سانس نہیں گویا اکھڑی جا رہی ہے۔ اور یورپین پریس کی راستبازی کا نتیجہ تھا کہ دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ ترک بھوک کے قلاش ہو رہے ہیں سپاہیوں کو تنخواہ نہیں ملتی۔ وردیاں بالکل نہیں۔ توپیں زنگ آلودہ ہیں۔ بس ایک حملہ ہوا نہیں۔ اور یونانی ترکوں کو معہ بوریے بدھنے کے بغداد تک نکال باہر کر دینگے لیکن ع اب بھی اس آنکھ میں تھوڑی سی شرم باقی ہے۔ اب وہی متعصب یورپین پریس کان دبا کر مجبوراً اخلاقی طور پر اپنے جھوٹ اور دھوکا دہی کا اقرار کر رہی ہے۔ یونانیوں کی جو تہذیب اور شائستگی بھری صفات معرکہ کے متعلق ظاہر ہوئی ہیں۔ انکی نسبت سب سے پہلے ہم ایک انگریز نامہ نگار قاہرہ کی چٹھی سے چند فقرے یہاں اخذ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ یہاں یونانیوں میں انتہا درجہ کا جوش ہے۔ دھڑا دھڑ روپیہ جمع ہو رہا ہے۔ میدان جنگ سے یونانیوں کی طرف جو تار آتا ہے سراسر جھوٹ سے لبریز ہے اور یونانیوں کا اسپر ایمان ہوتا ہے۔ یورپین پریس میں ان خبروں کی تردید ہوتی ہے اور جو اصلی حقیقت معاملہ کی یورپین پریس ظاہر کرتا ہے اسپر یونانی لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ اور اپنی قوم کی طرف سے موصول شدہ جھوٹی اور سراسر غلط خبروں پر کامل اعتبار رکھتے ہیں۔ دار السلطنت ایتھنز سے جو خبر آتی ہے اور جنپر یہاں کے یونانی خوب جی کھول کر رقمیں صرف کرتے ہیں وہ "بے شرمی اور بیحیائی کے درجہ جھوٹ ہوتے ہیں"۔ ان خبروں کا نتیجہ یہ تھا کہ جس شخص کو اصل معاملہ معلوم ہو۔ وہ ان سے سمجھ جاتے اور کچھ یقین نہیں کر سکتا کہ پریویسا فتح ہو گیا یونانی جینینا کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور سرحد ترک و جینینا کے مابین جسقدر علاقہ ہے سب یونانیوں کے باپ دادا کی ملک بنگیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پریویسا کو یونانی بازوؤں کے ہاتھوں نہایت خفیف سا نقصان پہنچا تھا کہ ترکی توپوں نے تمام یونانی بیڑہ کا منہ پھیر دیا اور ترک دی آرٹا کا ترکوں کے قبضہ میں آنا بالکل معمولی بات ہو گئی۔ کرنل منوس کے ماتحت مقام پنٹی پکاڈیا پر یونانیوں کو ترکوں نے خوب ہی جگہ بجگہ گرایا۔ یہ مقام جینینا اور آرٹا کے عین وسط میں ہے۔ اب ہم یہاں (قاہرہ میں) آخری جنگ کی خبر آنیکے منتظر ہیں جسکا مطلب یہ ہوگا کہ فرسالہ پر یا اسکے جوار میں فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ ترکوں نے وولو پر قبضہ کر لیا۔ آرٹا فتح ہو گیا۔ اسباب ترکی فوج ایتھنز پر حملہ آور ہے۔

اسکے بعد یہی نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ایک اخبار فرنسیسی زبان میں شائع ہوتا ہے جس کے معاون اور سرپرست یونانی ہیں۔ اسمیں ایک بیرسٹر صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "ترکوں کو سرحد یونان اور لاریسا روکنا اور وہاں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا سراسر غلطی تھی۔ اصلی مقام جہاں انکو روک کر یونانی افواج لڑنیکا خیال تھا" لیکن اب اسکے بعد سنئیگے کہ مناسب مقام ترکوں کے روکنے اور مدافعی جنگ کرنیکا ایتھنز تھا۔ اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں کہ ترک باقی تمام ملک یونان غصب کر لیتے۔ بہرحال یونانیوں کو پایہ تخت پر تمام جمعیت فراہم کرکے مقابلہ کرنا اچھا تھا۔ آخر میں نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ جو ہزار یونانی والنٹیر یونانی سپاہ کی جو شکست کی تو ایپائرس میں چلی گئی یہاں البانوی باقاعدہ فوج سے انکی

مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ البانوی افسر نے اپنے جوانوں کو مخاطب کرکے کہا ان لوگوں کیلئے کارتوس خراب کرو صرف تلوار سے انکی خبر لو چنانچہ البانین نے ۱۷ اسو یونانی معہ انکے لفٹیننٹ کے کاٹ رکھدیئے۔ اور بمشکل ۳ سو جان بچا کر بھاگ سکے!

یہ ذکر بھی کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ شاہ یونان سے حال ہی میں ایک فرنسیسی اخبار کے نامہ نگار نے ملاقات کی ہے شاہ نے بہت کچھ کھسیانا ہوکر سوالوں کے جواب دیئے ہیں اور اپنی فوج کی نامردی پر بہت واویلا کی ہے مگر ایک بات خاص طور پر بیان کی ہے کہ جو کچھ بعض یورپین سلطنتوں نے میرے ساتھ کیا اسکی قلعی کھولنے کا ابھی موقع نہیں ہے۔ اور جسوقت وہ راز ظاہر ہونگے تمام دنیا کو وہ چالبازیاں اور فریب معلوم ہوجائینگے جنکا میں شکار بنا ہوں!

غرض سرحد پر ترکی فوجیں جمع تھیں اور یونانی بزدلانہ سلوں سے انکو تنگ کررہے تھے۔ مگر ترکوں کا تحمل تھا کہ سوائے اپنے بچاؤ کے انہوں نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا صرف اسلئے کہ قسطنطنیہ سے لڑائی کا حکم ابھی تک موصول ہوا تھا اور ہر بات کی اطلاع باب عالی کو اطلاع دیجاتی تھی کہ یہ کاروکا دن بدن مشکل ہوتا جاتا ہے۔ مگر حضرت سلطان المعظم اپنی حسب عادت تحمل اور بردباری کو حتے الامکان ہاتھ سے نہ دینا چاہتے تھے۔ آخرکار ۱۷ اپریل کو ٹرکی کی سفیر متعینہ ایتھنز نے وزارت صیغہ خارجیہ یونان کو ذیل کا نوٹ پیش کیا یونان کی زیادتی اور چھیڑ کے باعث دونوں سلطنتوں میں سفارتی تعلقات قطع ہوگئے ہیں۔ یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ و دیگر قونصلوں کو سلطنت عثمانی سے چلے جانیکا حکم ملا ہے۔ اور اسیطرح ترکی سفیر متعینہ یونان کو قسطنطنیہ واپس آنیکا حکم موصول ہوا ہے۔ اس اعلان کے بعد تمام رعایا یونانی کو لازم ہے کہ ۱۵ دن کے اندر ترکی عملداری سے چلی جائے عثمانی رعایا کو بھی جو سرزمین یونان میں سکونت پذیر ہے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی پندرہ دن کے اندر عملداری مذکور چھوڑدے۔

۱۷ اپریل کو سفیران عثمانی کو جو یورپ کی اور سلطنتوں کے دربار میں متعین تھے ایک گشتی مراسلہ بھیجا گیا جسمیں مفصل کیفیت واقعات تازہ کی مندرج تھی۔ اور یونانیوں نے جو گرانبار پرورش کی تھی اسکا ذکر تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ یونانی باقاعدہ سپاہ ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک تھی۔

اس گشتی مراسلہ میں اس امید کا اظہار کیا گیا تھا کہ طاقتہائے یورپ اپنی انصاف کو مدنظر رکھکر اس بارہ میں متفق ہونگی کہ جنگ کی تمام ذمہ داری یونان کے سر ہے۔ اور آخر میں یہ درج تھا کہ ٹرکی کو فتح کی مطلق خواہش نہیں۔ بلکہ ایک امر تازہ ثبوت اسکی امن پسندی کا یہ ہے کہ وہ اپنی فوجیں سرحد سے ہٹانے پر رضامند تھی۔ اگر یونان اپنی فوجیں سرحد اور کریٹ سے بلالے۔

اب ۱۷ اپریل کو سرحد پر جو حالت تھی وہ اس دن شام کی ایک تار سے واضح ہوجاتا ہے جو ایلاسونا سے جو درہ ملونا کے دامن میں واقع ہے ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار نے بھیجا تھا۔ اور جسکی نقل یہ ہے میں ابھی کارزار سے آیا ہوں جہاں تمام دن کشت و خون ہوتا رہا ہے جسکو میں دیکھتا رہا۔ چونکہ میں تین گھنٹہ سفر کرکے کارزار پر پہنچ گیا لڑائی جاری تھی۔ اور میں حمدی پاشا کے خیمہ کے پاس سے اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ پانسو سوتیس یونانی عصر کے وقت کے کنارہ پر جمع تھیں وہ پہاڑیوں پر جمع ہوئے تھے جو ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں اور جنکے درمیان ایک تنگ کا فیصلہ ہے۔ یونانیوں کی حیثیت جسمیں یونان کی باقاعدہ فوج شامل ہے رات آٹھ بجے سرحد پر آئی۔ اور وادی کو تنگ

بڑھتی چلی گئی۔ مگر آج علی الصباح ہم ترکی بٹالین نے انکی خوب خبر لی اور انکو سرحد پار بھگا دیا۔ مگر یونانی ادھر سے نکلکر ایک دوسری پہاڑی پر پہنچ کر جم گئے اور وہیں سے پھر لڑائی شروع ہوئی حملہ آوروں میں ایک معقول تعداد سسلی کے والنٹیروں کی بھی ہے۔ دو گھنٹہ کے بعد یونانیوں نے ترکوں پر حملہ کیا۔ ترکی سپاہی نہایت مستقل رہے اور بغیر کسی قسم کا اظہار جوش کے اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ اور صرف اپنا بچاؤ کرتے رہے۔ اور اس طرح انکا کم نقصان ہوا میرے سامنے تھوڑی ہی دیر میں ۲ زخمی افسر اور ۵ افسروں کی لاشیں فوج سے باہر نکالی گئیں ایک مستقل تعداد مقتولوں کی معلوم نہیں کیونکہ ہسپتال میں صرف زخمی لائے جاتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے میں گاڑی پر واپس ہوا۔ راستہ میں اور بھی زخمی لوگ ہسپتال میں لائے جا رہے تھے میں ابھی گاڑی ہی میں تھا کہ حمدی پاشا کے پاس ادہم پاشا کا ایک تار پہنچا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ جنگ کا اعلان ہو گیا ہے اور کل صبح حملہ کیا جائیگا۔ اس خبر پر ترکوں کا جوش قابل دید تھا۔ اور جنگ کے تک ہرّا کے نعروں سے تمام پہاڑ گونج رہے تھے۔

رپوٹر کا خاص نامہ نگار اپنے ایک تار میں جو اُسنے اسی دن سہ پہر کو درہ ملونا کے دامن سے روانہ کیا تھا ۱۸ تاریخ کی جنگ کی کیفیت اس طرح بیان کرتا ہے۔ اس وقت درہ ملونا پر قبضہ کرنے کیلئے میدان کارزار گرم ہے اور سخت کشت و خون ہو رہا ہے مگر ترک نہایت استقلال سے قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ اب تمام لب کوہ پر یونانیوں کے پاس صرف دو مورچے رہ گئے ہیں۔ ساڑھے دس بجے ادہم پاشا نے ریزرو فوج بلا لی اور انکو درہ کے دامن میں چوکیاں لگا دی گئیں۔ دو مرتبہ توپخانہ بالا لے جانے کیواسطے ترکوں نے کوشش کی مگر زمین کی ناموافقت سے ناکامیابی ہوئی۔ طرابزون، البانیا اور سالونیکا کی رجمنٹیں اسوقت لڑ رہی ہیں۔ ترک نہایت برقراریِ اطمینان اور قائم المزاجی سے لڑ رہے ہیں ان میں بیہودہ جوش یا غضب کا بالکل نشان تک نہیں ہے۔ سرتاپا متانت ہی متانت ہے۔ اور قدم قدم پر بےنظیر شجاعت اور دانائی ظاہر ہو رہی ہے ۳ گھنٹے گذر گئے ہیں اور لڑائی برابر جاری ہے۔ ترکی توپخانہ سے اعلیٰ درجہ کی مشاقی اور تجربہ کاری ظاہر ہو رہی ہے ترکی توپوں سے تین میل اور ۷ گز پر نشانہ بیٹھنا تعجب ناک ہے نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں ترکوں کے قابل لوگوں نے یونانیوں کے پیر اُکھاڑ دیئے۔ ۹ گھنٹے ہو گئے ہیں کہ میدان کارزار گرم ہے۔ شام سر پر آگئی۔ اور ابھی تک کشت و خون جاری ہے۔ ترکوں کا نقصان بہت ہی خفیف ہے ۳۰ جوان مرے ہیں اور کوئی ۵۰ زخمی ہوئے ہیں حالانکہ غنیم کیطرف صرف ایک ہی پہاڑی پر ۱۰۰ لاشیں گنی گئی ہیں۔ ہسپتال کا انتظام قابل تعریف ہے۔ ترکی سپاہی کہتے ہیں کہ یونانی شراب میں متوالے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد انکو شراب پلائی جاتی ہے جو یہاں سے صاف نظر آ رہا ہے۔ نہ یقین جان ہار کر کوشش کر رہے ہیں کہ سب سے اونچی کیواسطے عمدہ جگہ مل جائے۔

یہی نامہ نگار ۹ بجے رات کو لکھتا ہے۔ ۸ بجے ترک عملی طور پر تمام درہ پر متصرف ہو گئے۔ ادھر اُدھر کی پہاڑیاں بھی اُنہوں نے تسخیر کر لی ہیں۔ جنگ میں جو بہادری اور استقلال ترکوں نے دکھلایا ہے اسکی تعریف کا حق نہیں ادا ہو سکتا میں ترکوں کی مستقل مزاجی اور شجاعت کا اظہار دیکھکر حیرت سے تصویر بنا ہوا تھا۔ لڑائی کے عین زور شور کے موقعہ پر بھی انکا استقلال اور متانت اور دلاوری قابل تعریف تھی۔ بطور مثال کے میں اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں ۲ ترک سپاہی حملہ آوری کا کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی فوج سے جدا ہو گئے تھے۔ سامنے سے یونانی گولوں اور گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ اولوں کیطرح گولے پڑ رہے تھے مگر باوجود کے

اور فوج کے علیحدہ ہوجانیکے یہ نہایت خود اختیاری اور استقلال سے آگے بڑھتے گئے۔ ایکے گولی لگی اور گرا۔ دوسرے اور تیسرے کے بھی گولی لگی اور گر گئے مگر چوتھا اسیطرح اپنی طبیعت پر قابو کئے ہوئے اور استقلال سے اپنی جان کی ذرہ بھر بھی پرواہ کئے بغیر آگے ہی بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ یونانی پسپا ہوگئے۔ ایک نامہ نگار ٹمانڈ انجیف کی نسبت لکھتا ہے کہ لڑائی جسوقت عین زور شور پر تھی منظر نہایت دلچسپ اور قابل دید تھا۔ ادہم پاشا معہ اپنے شاندار اسٹاف کے نہایت نمایاں اور خوبصورت مجمع نظر آرہا تھا اردلی رپورٹیں لاتے اور احکام لیجاتے ہیں محو تھے۔ اور گاڑیاں زخمیوں سے بھری نہایت سرعت سے لیجائی جاتی تھیں۔ سپاہیوں کے ہیبتناک چہرے بارود سے سیاہ ہو رہے تھے اور اکثر وں کے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ ادہم پاشا نہایت متانت اور استقلال سے اپنی دوربین کے ذریعہ لڑائی کے ہر ایک پہلو پر اور ہر طرف برابر نظر دوڑا رہا تھا میں نے دیکھا کہ بہت سی رپورٹیں میدان جنگ میں مصروف افسروں کے پاس سے موصول ہوتی تھیں۔ کاغذ کے چھوٹے چھوٹے پرچوں پر جن پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ افسر اور سپاہی یکساں بارود اور گرد میں لتھڑے ہوئے تھے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پر انہوں نے حملے کئے۔ اور آخر کار فتح کر کے چھوڑا۔

ریوٹر کا نامہ نگار رسکے بعد لکھتا ہے صرف ایک یونانی بٹالین جو عقب میں تھی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر باقی ہے جس پر حملہ کرنے کی اب ترک تیاری کر رہے ہیں اور یہ تین بیٹریاں پہاڑی توپوں کے مقابل میں آگے بڑھی جا رہی ہیں۔ تمام سپاہی نہایت خوش و خرم ہیں اور کھیل رہے ہیں۔ بچوں کیطرح ہنستے اور گاتے توپیں چڑھاتے لئے جا رہے ہیں۔ ایک بیٹری پہاڑ پر بھاگتے ہوئے یونانیوں پر نیچے میدان میں گولہ باری کر رہی ہے جس سے بکثرت یونانی مر رہے ہیں میں اپنی آنکھوں سے انکو یونانی بٹالین میں گر کر چھپتے دیکھتا ہوں جو ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جا رہے ہیں۔ آج صبح ترکے میں ترکی لین میں گیا پہلا مورچہ پر یوسف آفندی پر جمع ہوئے تھے یہ تمام ترکی فوج میں ہر دلعزیز افسر ہیں پہلے بھی میں ان سے ملا تھا اور ابھی جنگ نہیں ٹھہری تھی۔ ایک چھوٹی کمان انکے پاس تھی۔ اور مجھسے غایت درجہ کی خوش خلقی اور مروت سے پیش آتے تھے اب یہ مجھسے کہنے لگے کہ ۲۰ گھنٹے کامل ہوئے کہ لڑائی میں مصروف ہوں۔ نہ کھانا کھایا ہے۔ نہ پانی پیا ہے۔ شام کو دو بٹالین انکو زیر کمان یونانیوں کے مورچہ پر حملے کی تیاری کر رہی تھیں کہ انہوں نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے چند الفاظ کہے اور آخر میں بولے بس اب جنکو خدا تعالے نے ہمت دی ہے وہ حملہ کرنیکو میرے ساتھ آئیں اتنا ہی کہنا کافی ہوگیا اس فقرہ نے جادو کا کام کیا۔ سپاہی نعرہ لگاتے مورچہ پر جا پہنچے۔ بلا گجر یان بھی جو بارود گولی لانیمیں مصروف تھے اسوقت خنجر ہاتھ میں لیکر جوش میں محو ہوکر انکے ساتھ شامل ہوگئے۔ چنانچہ اسطرح ان جوانوں نے بڑھ کر کے سنگینوں کی نوک پر مورچہ فتح کر لیا۔

پاس ہی بلندی پر ایک مورچہ تھا اور یونانی نہایت دلیری سے تمام دن اسکو غنیم کی دستبرد سے بچاتے رہے۔ ۲ گھنٹہ تک

نہایت خونریز لڑائی جاری رہی۔ مگر آخرکار یہ بھی سنگینوں کی نوک پر فتح ہوگیا۔ ترکوں کی حملہ آوری فن جنگ کے قواعد کی
بے نظیر مثال تھی جس سے نہایت درجہ کی شان کا اظہار ہوتا تھا۔ سپاہی نعرہ مارکر دمدموں پر چڑھتے چلے جاتے تھے۔ اور بے شمار بہادر قربان ہوکر
اپنے ہمراہیوں کا انتظار کرتے تھے معلوم ہوتا تھا۔ یونانی ڈٹے رہے یہانتک کہ جب ترک تیس گز کے فاصلہ پر رہ گئے۔ تو بھاگ کھڑے
ہوئے۔ صرف اس حملہ میں ترکوں کے ۴۰ جوان کام آئے اور ۲۰۰ زخمی ہوگئے۔ اس وقت کسی اور مقام پر ایسی سخت لڑائی نہیں ہوئی
ترکوں کو شیخ حافظ پاشا کی شہادت پر بہت فخر ہو رہا ہے۔ ۶۰ برس کے بوڑھے تھے کہ شوق شہادت میدان میں کھینچ لایا۔
اپنے دستے کے آگے آگے گھوڑے پر سوار دونوں ہاتھ پھیلائے چلے جاتے تھے۔ اور سامنے یونانیوں کی توپوں کا نیچہ میں ہاتھ اٹھاکے دل سے
عرض کیا الٰہی اگر گھوڑے سے اترونگا تو انتشار ہوگا۔ لاپروائی سے بولتے ہوئے باہم رو میروں کے ساتھ جب ترک تھکے ہوئے
تو گھوڑے سے اترے نہ تھے۔ اب کیونکر ... مقابلہ کے وقت بائیں بازو پر گولی لگی۔ گرے اور آگے بڑھ گئے اور تھوڑی دیر میں اترا
دوسری گولی داہنے ہاتھ میں لگی۔ مگر اس بڑھاپے میں اس شیخ کی ہمت اور دلاوری نے مجروح ہونے سے اتنا پایا کہ گوارا کیا۔ یہانتک کہ تیسری گولی
عین حلق پر لگی۔ اور اس مرد میدان نے جام شہادت نوش کیا۔

ملونا سے آگے بڑھکر ادہم پاشا نے جو تار حضرت خلیفۃ المومنین کی خدمت میں ارسال کیا۔ کا ترجمہ بھی یہاں درج کرنا خالی از
دلچسپی نہوگا۔ وہ تار یہ ہے۔ اب ہم لاریسا سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر ہیں۔ ہم نہایت گھمسان کی لڑائی لڑ چکے ہیں۔ ۵۰ ہزار ترک
سینہ سپر ۶۰ ہزار یونانیوں کے سامنے ڈٹے رہے۔ ہماری سپاہ نے بہادری کے عجیب کرشمے دکھلائے ہیں امید ہے جلد ہی فتح
عظیم کی خوشخبری ارسال خدمت کرونگا۔

ایک نامہ نگار ۲۰ اپریل کو ملونا سے بذریعہ تار خبر دیتا ہے کہ ترک درہ ملونا پر قبضہ کر چکے ہیں اور یونانی میدان میں پیچھے ہٹتے
جا رہے ہیں۔ صدر مقام کا صاف ... ترکوں کی پوزیشن ... ادہم پاشا ... اپنی اعلیٰ قابلیت
فن جنگ کا ثبوت دے رہے ہیں اسکی تجویزیں اور تدبیریں ... نہایت عمدہ ... ثابت
ثابت ہوئی ہیں۔ صدر مقام کو شاف کیا ہے۔ مگر نقشہ جنگ کی مفصل کیفیت ... باعث بیسر
تیار کی جنداللہ بھی بھیجی گئی ہے ... یونانیوں کے توپخانہ کو برابر پیچھے ہٹا رہی ہے تمام میدان
کا نقشہ ایسا معلوم ہوتا ہے ... تمام ترکی سپاہیوں میں سرگرمی اور عام شوق جنگ بھرا ہوا ہے۔ ... ایک شان
ہوں۔ اسپ سوار ... صدر مقام ... کارزار میں برابر رپورٹوں اور احکام کے لانے اور بھیجنے کا کام
کر رہے ہیں۔ یہ پیغام بسا وقت کسی افسر یا رجمنٹ کو حکم دیتے ہیں۔ اور جواب کیواسطے چند لمحہ ٹھیرتے ہیں۔ ... بچا کے
گولیوں اور گولوں کی زد سے محفوظ ... ہیں۔ اور جواب لیکر ... ہیں۔ غنیم
کو یہاں آکر ... ترکوں نے ملونا تک تار لگا لیا ہے۔ ترکی رسالہ نے یونانی ... توڑ دیا۔

ایک دوسرا نامہ نگار ترکوں کی شرافت اور تہذیب کا مثال کے طور پر بیان کرنا مناسب ہوگا ... فاتح جس میدان سے ... ہیں بیٹھی

مقتولین کے کپڑے اتار کر لیجاتے ہیں۔ مگر ترک جب وہاں پہنچتے ہیں نہایت احترام سے انکو اٹھا کر سایہ دار مقامات پر دفن کر دیتے ہیں آج رات ترکی فوج تھسلی میں ان خیموں میں آرام کریگی جو یونانی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔

اے روبہک چرا ننشستی بجائے خویش ✦ با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

جب سے عساکر عثمانیہ نے ملوناپاس پر قبضہ کر لیا ہے وہ برابر یونانیوں کی قلمرو میں بڑھے چلے جاتے ہیں اور اب تھسلی کا دار السلطنت اونکے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ پچھلے ہفتہ میں کچھ جنگ ہوئی۔ مگر لاریسا بلا کسی کشت و خون کے ترکوں کے ہاتھ آگیا۔ اور یونانی مارے ڈر کے بھاگ گئے۔

جمعہ کے دن علی الصباح ترکوں نے مقام ماٹی پر حملہ کیا۔ اسکو قصبہ یا قریہ تو نہیں کہہ سکتے البتہ ایک مختصر سا پہاڑی مقام ہے۔ جس میں ایک چھوٹا سا گرجا واقع ہے۔ اور چند سرد اور شیریں پانی کے چشمے بھی موجود ہیں۔ لڑائی صبح سے شام تک متصل جاری رہی۔ اور یونانی فی الجملہ میدان میں اڑے رہے ولیعہد یونان (کمانڈر انچیف) اور پرنس نکولس بھی میدان جنگ میں موجود تھے اور کہا جاتا ہے کہ پرنس نکولس نے بہت کچھ جوانمردی دکھائی۔ یونانیوں کے میمنہ کا سردار کرنیل میور اسچلس تھا جسکے تحت میں آٹھ ہزار پیادہ فوج تھی۔ اور میسرہ کا کمانڈر کرنیل سٹراس تھا جس کے زیر کمان پانچہزار جوان تھے۔

توپخانہ میں ۳۶ توپیں تھیں جو مائی کی سڑک سے دیلسٹینک فوجی آئین کے مطابق لگی ہوئی تھیں۔ علاوہ اس فوج پیادہ کے پانچ دستہ سواروں کی فوج کے تھے جنکی تعداد بھی پانچہزار سے کم نہ تھی۔ اس کے مقابلہ میں ترکوں کی کل پیادہ فوج نوہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور فقط تین ہزار رسالہ کے سوار تھے اور توپیں ۲۲ تھیں (ریوٹر کا کارسپانڈنٹ اب دنیا کو کیا منہ دکھائیگا۔ جو ترکوں کی ہر ایک فتح کو انکی کثرت تعداد سے منسوب کرتا تھا) طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتشباری مسلسل طرفین سے جاری رہی۔ مگر قریب ایک بجے ترکوں نے یونانیوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اور شام کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے انکا میمنہ اور میسرہ بڑی جوانمردی کیساتھ توڑ دیا۔ اور قلب لشکر میں بھی سخت تزلزل واقع ہوگیا۔ اس موقع پر ترکوں کے سواروں نے واقعی بسالت اور جوانمردی کی داد دی اور ایسے متواتر حملے کئے کہ معاندین کے چھکے چھوٹ گئے۔ اگرچہ لڑائی کم و بیش رات تک جاری رہی۔ مگر شام کو قریب چھ بجے کرنیل میور اسچلس نے کرنیل سمولینسکی کمانڈر ریویئی کو ایک تار اس مضمون کا دیا "مجھے شکست ہوئی ہے۔ اور کزاکلر کیجانب جا رہا ہوں تم اپنی عقل و قیاس کے مطابق کام کرو" لڑائی کی یہ صورت دیکھکر ایک مجلس کل افسران فوجی کی منعقد کی گئی۔ جس کے صدر انجمن ولیعہد یونان تھے (انجنیں اصحاب رابا بد رسوے انجنیں) انجنہوں نے یہ قرار دیا کہ ٹرنوا کیطرف بھاگ جانا اقرب مصلحت ہے چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا (اور وہ فوجیں جو قسطنطنیہ میں اپنا علم گاڑنے گھر سے نکلی تھیں نہایت ذلت کیساتھ کمال سراسیمگی میں الٹے پاؤں بھاگ گئیں) مقام ویلسینو پر جو جنگ ہوئی اسکی یہ صورت ہے کہ عساکر ترکی کے کمانڈر نے جب دیکھا کہ مخالف کا میسرہ کسیقدر نسبتاً کمزور ہے تو اس نے یہ عقلمندی کی کہ ایک دستہ فوج پیادہ کے ساتھ فقط اسی پر حملہ کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان پر یک لخت نہ جا پڑے۔ بلکہ بخلاف اسکے دو دو کر کے سپاہی انپر یکے بعد دیگرے حملہ آور ہوں جسکا فائدہ یہ ہوا کہ یونانیوں کا توپخانہ اور بارود

مفت ضائع ہو گیا کیونکہ ترکی سپاہی جو دو دو کر کے حملہ پر جا رہے تھے اپنے آپ کو فوجی قاعدہ کے مطابق بچائے جاتے تھے برخلاف اسکے یونانی جو پرا باندھے ہوئے سامنے کھڑے تھے ترکوں کے توپخانہ کی زد سے بالکل نہ بچ سکے اور ترکوں کی ایک گولی بھی ضائع نہ گئی۔ ترکی افسر کی اس ہوشیاری اور یونانیوں کی حماقت کا یہ نتیجہ ہوا کہ انکی صفیں بالکل ٹوٹ گئیں اور اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور بہت سراسیمگی اور بدحواسی میں انہیں میدان جنگ سے بھاگنا پڑا اور ترکوں نے بڑی پھرتی اور سرعت سے یکے بعد دیگرے اُنکے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اتنی بڑی لڑائی میں ترکوں کے فقط دس جوان کام آئے اور ۱۴۰ زخمی ہوئے اور یونانیوں کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد بہت زیادہ ہے میسرہ کا یہ انتظام کر کے ترکی کمانڈر نے دو دستے پیادہ فوج کے قلب لشکر پر بھیجدیئے جنہوں نے جا کر انکو نہایت کشت و خون کیساتھ پسپا کیا جب قلب اور میسرہ پر یونانیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں تو ترکوں نے آسانی کیساتھ پاس کے دو قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ یونانیوں کی یہاں تو یہ گت ہوئی اب اُس فوج کا حال سنیئے جو مقام ندیرو سے ہٹی تھیں۔ اُنہوں نے اوّل مقام ڈماسی میں سخت شکست کھائی جب وہاں سے پس پا ہوئی تو چاہا کہ ویکلا پر قبضہ کریں مگر وہاں سے بھی ترکوں نے مار کر بھگا دیا۔ حمدی پاشا جس نے پچھلی دو شکستیں دی تھیں۔ ان بھگوڑوں کا تعاقب کرتا ہوا اپنے صدر مقام کاریا سے مارشل ادہم پاشا کی فوج میں جا ملا اور دونو جنرلوں نے باتفاق ہمدگر سنیچر کے روز صبح کیوقت ٹرنبوس پر قبضہ کر لیا۔ جسے یونانیوں نے ایک دن پہلے بوقت شب بلا کسی حملہ کے ڈر کے مارے خالی کیا ہوا تھا۔ اُس روز یعنی سنیچر کو تار ادہم پاشا نے قسطنطنیہ کو بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں سلیڈاکی کا پہاڑ جو ٹرناکا ر آ ند مقام شمال میں واقع ہے۔ ہمارے سپاہیوں نے ۳۰ ماہ حال کو لے لیا ہے۔ حمدی پاشا کی فوج کل مقام کاریا سے آکر مقام ملاری میں ہماری فوج سے آ ملی ہے اور ہماری فوج نے قصبہ ٹرنبوو پر جو لارسیا سے دو گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے آج کے روز قبضہ کر لیا ہے۔

ادہم پاشا نے جو دوسرے روز یعنی اتوار کو سرکاری طور پر قسطنطنیہ کو مراسلہ بھیجا تھا اُسکے الفاظ یہ ہیں۔ " لارسیا حضرت اقدس کے قدموں کے تلے ہے۔ ہمارے دستہ سواران نے اُس پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی مارے خوف کے چھوڑ بھاگے ہیں اور ہمکو بہت سا سامان جنگ اور بارود یہاں ہاتھ لگا ہے" - ادہم پاشا خود متعجب ظاہر کرتے تھے کہ یونانیوں نے ایسا مضبوط مقام کیونکر اسطرح چھوڑ دیا۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس حکمت عملی کا ثمرہ ہے جو ترکی کمانڈر نے بعد فتح ویلیر کی تھی اور وہ یہ تھی کہ مارشل ادہم پاشا نے بعد فتح ویلیر یہ حکم دیا تھا کہ ترکی میسرہ اپنے آپکو ایک حلقہ کی صورت میں قائم کر کے یونانیوں کے عقب کو روکے۔ تاکہ اُنہیں واپس جانا نہ ملے مگر البانیا کے سپاہی جو سخت جوشیلے ہیں اور خاموشی کیساتھ حملہ آور ہونا خلاف وضع ملکہ موجب عار سمجھتے ہیں انہوں نے بجائے اسکے کہ اس حکم کی تعمیل اندھیری رات میں چپ چاپ کریں یہ کیا کہ کوچ کیوقت پر آواز بلند گانا شروع کیا جسکی آواز سے یونانی خبردار ہوگئے۔ اور بجائے گھیرے میں پھنسنا دیکھکر محض اس آواز سے ایسے بوکھلا کر بھاگے کہ صبح کیوقت انکی [illegible] ایک بھی موجود نہ تھا مارشل ادہم پاشا نے بطریق استہزاء دوسرے دن اپنی زبان سے یہ بھی کہا۔ کہ ان البانیا کے سپاہیوں کی [illegible] نے مٹیا بود کی اور یونانیوں کو بھاگنے کا موقعہ ملگیا" ورنہ میں آج شب کو ضرور کر دن پرنس کو اپنے خیمہ میں

بھاگ کھڑا ہوا اور انہیں ناچار میدان سے ساتھ ڈنر کھانا پڑا" بعد فتح لاریسا اگرچہ یونانیوں کے پاس شاباشیا کی چوٹی تھی۔ لیکن جب انہوں نے لاریسا کا حال سنا تو وہ ایسے بیدل ہوئے کہ بھاگتے ہی بن آئی۔ اس مقام پر بھی ترکوں کو بہت سامان غنیمت اور اسباب حرب اور خوراک ہاتھ آیا۔

اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ جو یونانی فوج کے ساتھ ہے۔ وہ لاریسا کی فتح کی نسبت اس طرح پر قمطراز ہے جو سراسیمگی اور بے ترتیبی لاریسا سے واپسی کے وقت یونانی فوج میں واقع ہوئی ہے۔ وہ غلط فہمی کے سبب سے وقوع میں آئی۔ کمانڈر انچیف اور اُن کے سٹاف نے جب دیکھا کہ ترکی رسالہ ہمارے میمنہ کا ستیاناس کر رہا ہے۔ اور وہ متواتر حملوں کی تاب نہیں لا سکے۔ بلکہ اُنکے پاؤں اُکھڑنے والے ہیں۔ تو انہوں نے حکم دیدیا کہ شام ہوتے ہی فوجیں لاریسا میں واپس آجائیں یہ حکم بذریعہ برقی روشنی کے اس یونانی فوج کو بھی پہنچا یا گیا۔ جو پہاڑوں پر پڑی ہوئی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے شب کے یہ حکم پہنچا اور فوج نے اُسی وقت حرکت شروع کی۔ سپاہیوں کا یہ حال تھا۔ کہ سارے دن کے تھکے ماندے بھوک اور تشنگی سے عاجز ہو رہے تھے۔ علاوہ ان سب باتوں کے ترکوں کے توپخانہ نے انکا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ایسی بدحواسی کی حالت میں وہ اس برقی روشنی کے حکم کو یہ سمجھے کہ ترکوں نے کُل پہاڑی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سمجھنا ہی ان کی بدحواسی کی لئے کافی تھا۔ کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ترکی رسالے بڑھے چلے آتے ہیں۔ اس آواز سے ان کے رہے سہے اوسان خطا ہوگئے۔ او سراسیمگی اور بے ترتیبی اور بدحواسی کمال کے درجہ کو پہنچ گئی زیادہ غضب یہ تھا کہ اندھیری رات میں جب دوست و دشمن کو تمیز کرنا ناممکن تھا۔ اپنے سایہ سے بھی ڈر لگتا تھا۔

اس پاس کے علاقہ میں ایک دستہ سپاہیوں کا لاریسا میں ایک بجے رات کے پہنچا۔ اُن کے پہنچنے کی خبر لاریسا میں دفعتاً پھیل گئی اور شہر کے باشندے اسیوقت اپنا اپنا بوریا بدھنا باندھکر بھاگ گئے کو تیار ہوگئے صبح کی وقت کروان پرنس بھی بسواری ریل لاریسا کو روانہ ہوئے دکیوں نہ ہو

از صدف گوہر شاہوار نباید بیروں ۔ بصفا شیکہ تو از خانہ بدست آئی

اُسی روز یعنی اتوار کو صبح کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے لاریسا پر قبضہ کر لیا یہاں ترکوں کو چھ بڑی توپیں اور بہت سا اسباب حرب اور خوراک علاوہ ایک پہاڑی توپخانہ اور بہت سے قیدیوں کے ہاتھ لگا۔ ترکی کمانڈر نے داخل ہوتے ہی مختلف جوانب میں سواروں کے دستے یہ حکم دیکر روانہ کیے کہ اگر یونانیوں میں سے کوئی بقیۃ السیف رہ ہو تو ان کا قضیہ بھی پاک کر دیں فیلڈ مارشل ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی سخت احکام جاری کر دیئے کہ کوئی سپاہی کسیکا مال وغیرہ نہ لوٹے اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے اس حکم کی یہانتک تعمیل ہوئی کہ ایک ترکی سپاہی جسے ایک قمیص ایک کھلی ہوئی دکان سے ہاتھ لگی تھی خود گرفتار کیا گیا۔ او قمیص مالک کو حوالے کی گئی۔ یونانی زخمیوں کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ ریڈکراس ہاسپٹل کے سپرد کئے جائیں۔ اور اُن سے ترکوں نے نہائیت انسانیت اور رحمدلی کے ساتھ سلوک کیا

یہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب چار سو قیدی ترکوں کے پاس ہیں۔ اور چار پانچ سو شہر کے باشندے بھی لاریسا میں ہیں۔ جن کے ساتھ ترکوں کا برتاؤ نہائیت قابل تعریف ہے۔

ان لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ تین دن پہلے سے یونانی سپاہیوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا ہوا تھا۔ اور اُن کی شورہ پشتی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اکثروں نے بیکس عورتوں کی عصمت میں بھی خلل اندازی کی۔ اور اس معاملہ میں انہیں ہم مذہبی کا پاس بھی نہ رہا۔ اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ جب وہ سپاہی آپس میں کسی امر پر بگڑ جاتے تھے تو علانیہ آپس میں جنگ ہو جاتی تھی اور کشت و خون کی نوبت پہنچ جاتی تھی

• اسی کارسپانڈنٹ کی رائے ہے کہ لڑائی کا پہلا مرحلہ تو طے ہو چکا ہے اور متخاصمین کی حالت اور جوانمردی دیکھکر یہ رائے قائم کرنا کچھ مشکل نہیں کہ یونانیوں کیلئے مناسب بلکہ ضروری یہ ہے کہ وہ اس شوخ چشمی سے باز آئیں اور اپنے آپکو ترکوں کے رحم پر چھوڑ دیں چھوڑ دیں جسقدر روپیہ سرکاری بنک وغیرہ کا ہاتھ لگا ہے اُسکا یہ انتظام ہؤا ہے کہ صندوقوں میں مقفل کر کے مہریں لگائی گئی ہیں اور اس کام کیواسطے ایک مجلس مسلمانوں کی قائم کی گئی ہے۔ جس کے سپرد یہ اہتمام ہؤا ہے پیر کی صبح کو سب عیسائی دکانداروں نے اپنی اپنی دکانیں کھولیں وہ سب معاملہ کی یہ صورت دیکھکر رضامند تھے۔

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ جو عساکر عثمانیہ کے ساتھ لارلیسا میں داخل ہوا تھا لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ یونانی باشندے سب کے سب بھاگ گئے ہیں۔ مگر حسن اتفاق سے ایک ایسا شخص مجھے وہاں ملا۔ جس سے کسی قدر حالات معلوم کر سکا اس نے بیان کیا کہ ہفتہ کی شب کو متواتر لوگ بھاگتے رہے فقط چند والنٹیرہ رہ گئے تھے جو اس تاک میں رہے کہ اپنی فوج نکلے تو ہم لوٹ مار شروع کریں چنانچہ ایسا ہی کیا کہ جہاں اپنی فوج نے قدم باہر نکالا وہیں ان بدبختوں نے جھاڑو پھیرنی شروع کر دی جیلخانوں کے دروازے کھولدیئے اور وہاں سے جسقدر بدمعاش آزاد ہوئے وہ بھی اُن کے ساتھ تاخت و تاراج میں شریک ہو گئے اور خوب جی بھر کر شہر کے باشندوں کو لوٹا جب عیسائیوں کیساتھ یہ سلوک کر چکے تو مسلمان باشندگان پر بندوقیں چلانی شروع کیں۔ مختصر یہ ہے کہ یونانیوں نے بہت برا سلوک مسلمانوں سے کیا۔ یہاں تک کہ جب کبھی ان میں سے کوئی بازار میں جاتا تھا۔ تو یہ اُنکی ٹوپیوں کے پھُندنے جبراً اوکھاڑ لیتے تھے اسی کارسپانڈنٹ کی تحریر کے رو سے ظاہر ہے کہ لارلیسا سے یونانیوں نے جمعہ کی شب سے بھاگنا شروع کیا تھا۔ کیونکہ بجرد اس کے کہ انہیں ویلک کی شکست کی خبر ملی اُنہوں نے بھاگنے کی ٹھان لی تھی مشہور ہے کہ کراؤن پرنس نے ہر چند چاہا کہ ذرا ٹھہریں مگر کسی نے نہ مانا۔

اسی کارسپانڈنٹ کا بیان ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے مستحکم مقام سے یونانی یوں بھاگ نکلے جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور نہیں ہو سکتی کہ ان کے حواس بالکل پراگندہ ہو گئے تھے۔

آگے چلکر ٹائمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ لارلیسا بذاتہ کوئی ایسا مقام نہیں جو ترک جیسے شجاع سپاہیوں کی زد کی ایک عرصہ تک تاب لا سکتا جنکے سواروں کی پھرتی اور جنگی توپخانہ کی اعلےٰ مشاقی ثابت ہو چکی تھی۔ البتہ اب جو ہیڈ کوارٹر یونانی فوج نے قائم کر لیا ہے یعنی فرسالا وہ ایسا مقام ہے جہاں یونانی کچھ عرصہ تک اڑ سکتے ہیں یہ مقام ایک بڑا تاریخی مقام ہے یہیں خلیفہ قیصر شاہ مقدونیا کو رومیوں نے شکست دی تھی اور پھر اسی جگہ سیزر نے سینٹ کی فوجوں کو جو پمپی کے تحت کمان تھی زیر و بالا کیا تھا حق یوں ہے کہ اس دو تو پہ بھی اس جگہ نے اپنے پرانے شعار کو نہ چھوڑا اسی طرح سابق میں بیرونی دشمنوں نے یہاں کے

باوشاہوں کو شکستیں دی تھیں ویسا ہی اب کے بھی ترکوں نے یونانیوں کو زک دی۔ ان حسابوں یونانی اپنے آبا و اجداد کی غلطی اُٹھا رہے ہیں۔

اب مقام فرسالا پر چالیس ہزار یونانی فوج جمع ہے اور مورچہ بندی عام رائے کے مطابق سرحد کی مورچہ بندی سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ غازی عثمان پاشا واپس بلائے گئے ہیں ظاہر جب ابتدا میں صورت کسیقدر تشویش ہوگئی تھی تو اُنکا تقرر بحیثیت سردار اکرم عمل میں آیا تھا۔ مگر جب دوسرے روز فتح پر فتح ہونے لگی تو ادہم پاشا کی خاطر کو پیش نظر رکھکر اُنہیں واپسی کا حکم آگیا۔ اور غازی موصوف کو یہ حکم مقام دیربا پر ملا جہاں سے وہ سلونیکا میں تشریف لیگئے۔ اب وہ اُسی مقام پر احکام مزید کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

ترکوں کو شوق شہادت اس درجہ تک ہو رہا ہے کہ ایک لڑائی کے موقعہ پر المباسیا کی دو رجمنٹیں دور نکل گئیں تو اُن کے افسروں نے ہرچند اُنہیں واپسی کا حکم دیا اور یہ سمجھایا کہ ایسے مقام پر جہاں دشمن کثیر تعداد میں قریب ہے اور ہماری کمک بہت مسافت پر ہے زیادہ رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ مگر اُنہوں نے یہ کہکر کامل شبانہ روز وہیں مقام کیا کہ ”ترکوں کیلئے لڑائی سے واپس آنا اُن کی وضع کے خلاف ہے“۔

یونانی افواج کا بھاگنا

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ مقام ایتھنز سے لکھتا ہے میں بسبب چند وجوہ کے یہاں آگیا ہوں ورنہ میں یہیں سے ان حالات کو لکھونگا جو میری آنکھوں کے سامنے وقوع میں آئے ہیں جب میں پہلا خط جمعہ کے روز مقام ٹرنوو سے لکھا تھا اُس روز دن بھر میں طرفین کی نبرد آزمائی دیکھتا رہا اسمیں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کا میسرہ قلب لشکر قائم رہا مگر ترکوں نے میمنہ کا ستیاناس کر دیا تھا اور برابر دو میل تک موضع کوٹاوی میں مارتے مارتے آگئے تھے جب شام کے چھ بج گئے تو عام خیال یہ تھا۔ کہ اب لڑائی میں کچھ وقفہ پڑگیا ہے مگر ہمارے دیکھتے دیکھتے ترکوں کی دو رجمنٹوں نے مقام کوٹادی اور دیبلر پر سخت آتشباری شروع کر دی اور اسی جانب سے اُنکی ایک اور رجمنٹ جنرل ماوروچیل کی فوج پر آتشباری کرنے لگی۔ اور ایک پہاڑی توپخانہ دیبلر اور کوٹا کے درمیان نصب کر دیا۔ اسی اثنا میں یونانیوں کی آتشباری میں ضعف کے آثار نظر آنے لگے اور ہمارا خیال یہ تھا کہ فریقین کا سارا دن ہی اکارت گیا اور کوئی فیصلہ نہ ہوا مگر یکایک کوٹادی کے عقب کے جنگلوں میں سے ترکوں کا ایک زبردست رسالہ گھوڑے اُڑاتا ہوا نمودار ہوا۔ اور میدان میں آکر دیگر چند سواروں کے دستوں سے جو ظاہر ہے ریلی سے آرہے تھے شامل ہوگیا۔ ان سواروں نے جو برق و باد کیطرح آرہے تھے آتے ہی موضع کوٹاوی اور دیبلر میں آگ لگا دی اور ایک آن کی آن میں جہاں تک نظر کام کرتی تھی سوا ہے آگ کے شعلوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا

اب مجھے یقین ہوگیا کہ کل صبح پھر لڑائی شروع ہوگی چنانچہ اسی غرض سے میں شب کو موضع ٹرنوو میں چلا گیا اور وہاں جاکر ایک مکان میں جا ٹھہرا جو ایک ویرانہ میں واقعہ تھا: میرے ساتھ لفٹننٹ وسٹرن بھی تھا جو سویڈن سے بغرض شمولیت جنگ آیا ہوا تھا جب رات کے گیارہ بجے تو میرے دل میں خیال آیا کہ سونے سے پہلے ایک نظر میدان جنگ کو دیکھ لوں چنانچہ میں باہر نکلا اور سیر کرنے لگا اتفاقاً میری نظر ایک بارود کی گاڑی پر پڑی جو میدان جنگ کیطرف سے واپس آرہی تھی مجھے دیکھکر تعجب ہوا کہ یہ بارود سے لدے چھکڑے کیوں واپس آرہے ہیں جب میں نے اُسکی وجہ لوگوں سے پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہاں عرصہ ہوا یہ حکم آگیا ہے کہ ترک

کورتسوالی سے در والیاس کے سرحد تک چھ میل کے فاصلہ پر ہے جسکو ترک کر نے ہوئے آ رہے ہیں اس لئے اس مقام سے فوراً بھاگ جانا چاہیے چنانچہ تعمیل حکم کی گئی یونانی فوج بھاگ گئی جس وقت یونانیوں نے فارسالا خالی کر دیا تو پہلے ہی تغیر ہو گئی تھیں - رہا قلب اور میمنہ سو وہ لاریسا کی طرف ترکوں کی ناکہ سے پہنچ سے نزدیک تھا کرون پس اور جنرل سیکرس وہاں پہلے ہی سے پہنچکر اپنے ڈیرے ڈال چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سب ٹھیک ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے یہ حکم ہوا تھا کہ ہمالک غیر کے والنٹیر لاریسا کیطرف بھاگ جائیں - چنانچہ وہ فوجی آفیسر کے مطابق نصف شب کو وہاں پہنچے -

اس بھاگنے کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یونانیوں کے میمنہ کو جو تحت کمان کرنیل میوز تھا ترکوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا - اور انکو ترکوں کے بڑھ جانے سے واقعی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور میسرہ کو جو کورتسوالی کے بازوں پر تھا ترکوں نے پہلے ہی شکست دی تھی - چونکہ میری گاڑی خط وغیرہ لیکر پہلے ہی لاریسا کو روانہ ہو چکی تھی اس لئے میں نے اور دلیسٹران نے عزم کر لیا کہ ہم پیادہ ہی جائینگے ابھی ہم کوئی میل بھر چلے ہونگے کہ اسٹینڈرڈ لندن نیوز کے کارسپانڈنٹ گاڑی میں سوار ہمیں ملے - اُس نے مجھے اپنی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور ہم نے اسکی دعوت کو قبول کیا - کوئی ایک یا ڈیڑھ گھنٹے ہونگے کہ ہمیں اسی راستہ میں یونانی سپاہی بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے انکی حالت ناگفتہ بہ تھی پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے چار دن کی شبانہ روز سخت شاقہ ونیز ترکوں کی سخت آتشباری نے اُنہیں بالکل بیکار کر رکھا تھا - اُن کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں اور ہوش و حواس بالکل مفقود تھے - وہ ایسے دبک کر چپ چاپ جا رہے تھے - گویا انکے منہ میں زبان ہی نہیں - حالانکہ یہ انکی عادت کے خلاف ہے - رات سخت اندھیری تھی اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا فقط جنوب و مشرق کی طرف موضع کو ٹھادی اور دیلیر میں جو آگ لگ رہی تھی - وہ ہمارے لئے روشنی کا سہارا تھا - راستہ میں کہیں کہیں یونانی توپخانے اور اسکے متعلق گاڑیاں اور خچروں کی قطاریں اور ہزاروں اسباب کے صندوق دکھائی دیئے جو ترکوں کی زبردست آتشباری سے جو ایک بہادر سے بہادر فوج کو عاجز کر دینے کی قدرت رکھتی ہیں بے ترتیب پڑے تھے ان کے ساتھ ہی بہت سی گاڑیاں دکھائی دیں جن میں یہاں کے باشندے کھچا کھچ بھرے تھے انکے شور واویلا سے کلیجہ دہلتا تھا بیکس عورتوں اور معصوم بچوں کی حالت نہایت درد انگیز تھی - اور اس طوفان بے تمیزی میں فوجی اور غیر فوجیوں میں کوئی تمیز نہ تھی - سب کے سب بکمال بیقاعدگی اور پریشانی کے ساتھ بھاگنے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے - اس مصیبت میں اور وقتی رنگروٹوں کی مایوسانہ چیخیں زخموں پر نمک کا کام دیتی تھیں جس مقام پر فرسالا اور ٹرنوو کی سڑکیں ملتی ہیں وہاں بہت سے آدمی جمع ہو گئے - اور بباعث قلت مکان آس پاس کے مزروعہ کھیتوں کا سخت نقصان ہوا -

اب یہ بگھوڑے اپنی جانکاہ مصیبتوں کو بھول گئے اور بجائے اپنے حال پر توجہ کرنے کے افسروں کو ان کی نالائقی کے واسطے گالیاں دینے اور ملامت کرنے لگے اور وہ وہ لعنتیں اور پھٹکاریں دیں کہ جن کا کوئی ٹھکانا نہیں

اسوقت ہماری گاڑی نہایت آہستگی کیساتھ ہزاروں ناکردہ گناہ اور مسکین عورتوں اور بچوں میں سے گذر رہی تھی جنکے سر پر اسباب کی گٹھڑیاں لدی ہوئی تھیں - اور جو کمال بے ترتیبی اور سراسیمگی سے اپنی جانیں بچانے کے لئے نکلے تھے - ان میں سے بعض

تو وحشت زدہ ہو کر بھاگتے جاتے تھے اور بعض ایسے خوف اور ہراس کے قدم تک نہ اُٹھا سکتے تھے۔ یہاں پر ہمیں ٹائمز کا کارسپانڈنٹ
ملا اور ہم نے اُسے اپنی گاڑی میں بٹھالیا۔ کیونکہ اُسکا اپنا گھوڑا اور سارا اسباب کھو گیا تھا۔ اور وہ خود بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک
پہنچا تھا۔ میں نے اُسے اشارہ سے دکھایا کہ یونانی درہ بوغاز پر برقی روشنی کے ذریعہ سے اپنے سپاہیوں کو واپسی کا حکم دے
رہے ہیں میں ابھی یہ دکھا نہ چکا تھا کہ اتنے میں ایک سخت شور ہوا جسنے فوج کے رہے سہے اوسان بگاڑ دیئے یہ آواز اس سڑک کیطرف کے آس پاس
کے کھیتوں سے آرہی تھی جہاں عاً فلوکے قافلے مفلوک یونانیوں کے جا رہے تھے پہلے تو کوئی مفہوم اس آواز کا معلوم نہ ہوا۔ مگر بعد میں
جب آواز قریب تر ہوگئی تو یہ سنائی دیا "کہ ترک ہم پر آپڑے" ابھی اس وحشتناک خبر کے حق و باطل قرار دینے کا وقت ہی نہ ملا تھا۔ کہ اتنے میں کوئی
دس بارہ گھوڑے بے سواروں کے بگٹٹ دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے جو ہمیں طرف سے سر توڑ آ رہے تھے اور اُن کے ساتھ بہت سے
سپاہی بھی تھے جو کمال بدحواسی میں باواز بلند کہتے جاتے تھے کہ "بھاگو بھاگو ترک آپہنچے" ایسے وقت میں جبکہ تاریکی اپنے پورے جوبن پر تھی
اور بھاگنے والوں کے دل پہلے ہی سے اندر ہی اندر بیٹھے جاتے تھے اور ہوش و حواس غائب ہو رہے تھے۔ اور عقب میں کوئی دستہ سپاہ
کا بھی نظر نہ آتا تھا جسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کہہ سکیں اس ہولناک آواز نے صور اسرافیل کا کام کیا جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ سب
کے سب یکبارگی آگے کو ٹوٹ پڑے اور وہ بے ترتیبی عمل میں آئی جسکا معرض بیان میں آنا ناممکن ہے لوگ کمال بیرحمی سے جانوروں کو
تیز چلنے یا آگے سے ہٹ جانے کیلئے مار رہے تھے۔ عورتیں اور بچے اور جوان و سپاہی ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے
اور ہر ایک دوسرے پر بھاگنے میں سبقت کرتا جاتا تھا سینکڑوں اس چپقلش میں زمین پر گر پڑے اور گاڑیوں گھوڑوں اور آدمیوں کے تلے
آکر کچلے گئے۔ بیسیوں چھکڑے جن میں فوجی سامان اور دیگر خانہ داری کے اسباب بھرے تھے الٹ گئے اور اُنکے ساتھ ہی گھوڑے بیل خچریں گدھے
کیسے کیسے لقمۂ اجل ہوئے۔ ہماری گاڑی پر بھی دو سپاہیوں نے سوار ہونیکا ارادہ کیا جب ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے چاہا
کہ اپنی بندوقوں سے ہمیں مار ڈالیں چنانچہ جب دھمکی دیکر سوار ہوئے تو اُن کے بوجھ سے ہماری گاڑی جسپر آگے ہی فوق العادت بوجھ
لدا ہوا تھا اُلٹ ہوگئی اور ہم سب کے سب گر گئے اور گاڑی بالکل چکنا چور ہوگئی میری ٹانگ میں ضرب آئی مگر اُسی حال سے افتاں و خیزاں
چل پڑا۔ یہاں میرے سب ساتھی اندھیرے میں مجھسے جدا ہوگئے فقط ایک ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مجھے مل گیا باقی نہ معلوم کہاں ہے
اسوقت یہ جگہ میدان محشر کا نمونہ تھا جسے قیامت صغرےٰ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں بدحواس سپاہی بلکہ آس پاس کے زمیندار بے محابا
اپنے ہموطنوں پر گولیاں چلانے لگے۔ چاروں طرف سے بندوقیں چل رہی تھیں اور مظلوم عورتوں اور بے زبان حیوانوں کے سینے اُن کے
آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے درہ شپکل اور پلونا کے مشہور و معروف کشت و خون دیکھے ہیں ولیکن یہ غضبستان
بے تمیزی جو یہاں آکر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عمر بھر یاد رہیگا۔ تمام میدان میں ان بزدلوں کی بندوقوں سے چراغاں ہوگیا تھا۔
میں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا ایسے وقت میں ساتھ قائم رکھنا ضروری سمجھکر اسے ایک کھائی کیطرف سڑک کے ایک کنارے پر
لیگیا۔ مگر وہاں ابھی دم لینے کی مہلت نہ ہوئی اور لوگ ہم پر آپڑے اور ایسا دبا کیا کہ ہم دونوں خندق کے اندر گر پڑے اور دس بارہ
آدمی مجھ پر آپڑے۔ جب میں نے مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کھڑا ہوا تو یکایک ایک سپاہی نے بلا وجہ مجھ پر اپنی

بندوق خالی کر دی۔ اور اگر میں عمداً اپنے آپ کو گرا نہ دیتا تو یقیناً مر گیا ہوتا یہ گولی فقط تین انچ میرے سر سے اوپر گذری۔

خیر جان تو بچ گئی۔ مگر رفیق سفر معلوم کدہر کو چلا گیا۔ یہ ایسا وقت نہ تھا کہ میں اُسکی تلاش یا انتظار کرتا ناچار تن بتقدیر ہیں جدہر کو منہ اٹھا چل پڑا۔ کبھی خندق میں گر پڑتا تھا کبھی باہر نکل آتا تھا۔ اور سرسبز و تر کھیتوں میں جوان یزدیلوں کے ہاتھ سے ویران ہو چلے تھے جا پہنچا تھا۔ غرضکہ اسی بیم و رجا کی حالت میں افتاں و خیزاں میں دو زنگ سے نکل گیا۔ حالانکہ چاروں طرف سے توپوں کی بوچھار ہو رہی تھی یہ حالت کوئی تیس منٹ تک رہی اسکے بعد مغرب کیطرف سے بگل کی آواز آئی جس میں بندوقوں کے فیر کا مار روکے گئے۔ مگر ایسے طوفان بے تمیزی میں ایسے حکموں کی جو تعمیل ہوا کرتی ہے وہ ظاہر ہے۔ چنانچہ مدت مدید کے بعد خدا خدا کر کے گولیاں بند ہوئیں اور بیچارے حواس باختہ رہگذروں کو فی الجملہ اطمینان کی صورت دکھائی دی یہ دارو گیر فقط کسی خاص مقام پر محدود نہ تھا بلکہ پندرہ میل تک یہی عالم تھا چنانچہ میں برابر دیکھتا گیا۔ راستہ میں انسانوں اور حیوانوں کی لاشوں کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ اور ہزاروں صندوق بارود و اسباب حرب کے کمال پریشانی اور بے ترتیبی سے پڑے ہوئے تھے ساتھ ہی اُلٹے ہوئے چھکڑے گاڑیاں لوگوں کے بستر سپاہیوں کے کمل اور بیشمار ٹین کے استعمالی بکس زمین پر جابجا نظر آتے تھے۔ خاصکر اسوقت سخت پریشانی ہوتی تھی جبکہ کوئی گھوڑا دوڑتا ہوا کسی ٹین کے بکس سے ٹکرا جاتا تھا۔ اور اُسکی آواز سے ڈر کر کودنے لگ جاتا تھا تو اسکے ساتھ اور جانوروں کا بدلگام ہونا اور بیچارے بچوں یا مفلوک الحال عورتوں کا بدحواسی میں دوڑنا اور بسا اوقات جھپٹ میں آکر دب جانا واقعی آٹھ آٹھ آنسو رولاتا تھا جسقدر توپیں اور بارود کے صندوق رستہ میں پڑے ہوئے تھے وہ رہگذروں کی طے مسافت میں اور سد راہ ہوئے سواروں نے گھوڑوں کے تنگ اسغرض سے کاٹ ڈالے تھے۔ کہ وہ پورے زور سے دوڑیں اسپر قیامت یہ ہوئی کہ اکثر پیادے گھوڑے کی طمع سے سواروں کو قتل کر کے آپ گھوڑے پر چڑھ جاتے تھے۔ بعض یونانی افسروں نے اگرچہ گلا پھاڑ پھاڑ کر سپاہیوں کو ٹھیرنے کا حکمدیا۔ مگر صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانے میں۔ کرنیل ہارموچل جو پہلے سے لاریسا میں پہنچا ہوا تھا۔ اگرچہ یہ حال سُنکر واپس آیا مگر اُسکی بھی کچھ پیش نہ گئی .... ایک اور افسر لاریسا سے دو میل اسطرف محض اسغرض سے آیا کہ لوگوں کو اطمینان دلائے چنانچہ ایک کمپنی کے نصف سپاہیوں نے ایک مقام پر ڈیرہ بھی کیا مگر باقی اسی حال سے لاریسا تک پہنچے۔

جب میں لاریسا میں پہنچا تو شہر میں سخت شور اور اضطراب تھا ہزاروں سپاہی بلا لحاظ کسی فوجی آئین یا اپنے افسروں کے حکم کے جہاں سینگ سمائے اُسیطرف کو بالکل بے مہار چلے جاتے تھے اور جہاں اطمینان کی جگہ نظر آئی وہیں پڑ رہتے تھے یہاں کے لوگوں کو رات کے دو بجے اس تباہی کا علم ہوا۔ اور اسیوقت اپنے اپنے مکان سے نکل کھڑے ہوئے ایک اطالیہ کے والنٹیر نے عالم بدحواسی میں اپنے آپ کو بندوق مار کر مار ڈالا فقط ترکوں کا نام ان کی وحشت اور ہراس کا موجب ہو جایا کرتا تھا۔ جہاں کسی نے لفظ ترک منہ سے نکالا اُنکے ہوش اڑ جاتے تھے۔ رات بھر یہی عالم رہا۔ البتہ جب پچھلے پہر چاند نے اپنی صورت دکھائی تو کسی قدر امن کی صورت ہو گئی تھی مگر صبح تک کم و بیش اضطراب رہا لیکن صبح ہوتے ہی وہ وحشت اور دیوانگی تو دور ہو گئی۔ البتہ اُس کا

اثر اتنا باقی رہا کہ اب لوگ ادھر ادھر بازاروں میں پھرنے لگے اور آیندہ تدبیر کرنے پر مائل ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس امر کا صحیح اندازہ بہت مشکل ہے کہ کتنے آدمی اس دار وگیر میں کام آئے بعض ۰۰۰۵ بعض ۰۰۰۰۱ تخمینہ لگاتے ہیں۔ لیکن صحیح تعداد قائم کرنا بہت مشکل ہے البتہ اتنا لکھنا خالی از مبالغہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں لاشوں سے لدی ہوئی جا بجا نظر آتی تھیں۔

پانچ خباروں کے کارسپانڈنٹ اس مصیبت میں گرفتار ہوئے تھے۔ اور حسن اتفاق سے پانچوں صحیح و سالم جانبر ہوئے ان میں ایک تو ٹائمز کا اور دوسرا اسٹنڈرڈ لنڈن نیوز کا۔ اور تیسرا مانچسٹر گارڈین کا اور ایک سویڈن کے ایک خبار کا اور پانچواں جس تھا۔ ڈیلی کرانیکل کے کارسپانڈنٹ نے یہ ہوشیاری کی کہ رات بھر ٹرنو میں رہا اور جہاں سویا تھا۔ اس مکان کی کھڑکی پر یونین جیک (نشان انگریزی) اس غرض سے لٹکا دیا کہ جب ترک آئینگے تو مجھے انگریز سمجھکر چھوڑ دینگے۔ وہ ہم سے کسی قدر بعد لاریسا میں پہنچا۔ السٹرٹیڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ کی سب تصویریں نقد و جنس اور اسباب غارت ہوگیا۔ اور وہ فقط ایک مینی ووگوش لاریسا تک پہنچا

صبح کیوقت ایک فرانسیسی بھگوڑے نے لاریسا کے چوک میں یہ شور مچانا شروع کیا کہ یونانیوں کی اس واپسی میں ایک فوجی حکمت مد نظر تھی۔ خیر یہ اسکی فضول گوئی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ جہاں جہاں یونانیوں نے ترکوں کا مقابلہ کیا ہے وہاں وہ مستعدی سے لڑتے رہے مگر ان کا جنرل ترکی جنرل کی لیاقت اور تدبر کے پایہ کا نہ تھا۔

؎ کہاں اُس نوجوان کے نازکی طاقت تمہیں مومن ابھی سرمشق نو ہو جو چرخ پیر تو کھینچو

اُس کی چال زبردست پڑی اور یہ میدان ہار گیا۔

اسوقت افسروں نے یہ کوشش کی کہ اپنی پراگندہ فوج کو حتی الامکان ترتیب دیکر جنوب و مغرب کے راستہ فارسلا پر بھیجدیں چنانچہ بہت سے بھوکے سپاہیوں کو بے آب و دانہ روانہ بھی کر دیا بعض اُن میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے روٹی کا ٹکڑا جمعہ کے دن سے نہیں چکھا تھا

اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ سرحد کی ساری لائن جو سمندر سے مقام ریونتی تک تھی وہ یونانیوں کے ہاتھ سے نکل گئی ہے البتہ ریونتی سے لیکر اپیرس تک ابھی یونانیوں کا قبضہ ہے۔ اگر ادہم پاشا کو یہ خبر ہوتی تو وہ ضرور اپنے سواروں کو آگے بڑھاتا اور ریلی کیطرف وولو اور لاریسا کی ریلوے لائین قطع کر دیتا مگر چونکہ ایسا نہ ہوا۔ اس لئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اسکو خبر نہ تھی یا کوئی اور گہری حکمت ہوگی اتنے میں ایک تار اس مضمون کا آیا کہ زخمی سپاہیوں کو ایک سپشل ٹرین وولو بھیجدو۔ اور ایک اور سپشل ٹرین بھی کرون پرنس مع اپنے سٹاف کے فارسلا کو براہ دمشقیر روانہ ہوئے۔

جسوقت یہ خبر عام ہوئی کہ لاریسا سے بھاگنا چاہئے اُسوقت کیحالت سخت درد انگیز تھی اور رات کا سماں پھر آنکھوں میں آگیا۔ اور وہی نقشہ بعینہ دکھائی دینے لگا ہزار ہا باشندے عالم یاس میں دم بخود کھڑے تھے زبانیں تالو سے لگ گئی تھیں بعض عورتیں اپنے بچے گلے پکڑ کر لوگوں کو دکھاتے تھے جس سے انکی مراد یہ تھی کہ ترک آکر ہمارے گلے کاٹ ڈالینگے مگر اسوقت اس حسرتناک نظارہ پر ترس کھانے یا غور کرنیکی فرصت کسے ممکن تھی۔ آنا فانا ہزاروں آدمی شہر سے باہر فارسلا کی سڑک پر فوج کے غول سخت سراسیمگی کیحالت میں نظر آتے تھے

بعض خوش نصیبوں کو اسباب اور بچوں کے لئے گاڑیاں اور چھکڑے مل گئے تھے مگر اکثر عورتیں اور ننھے ننھے بچے یا پیادہ اسباب کی گٹھریاں سر پر لادکر روتے چیختے اور دھاڑیں مارتے جا رہے تھے اور ہر ایک کی زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ ہائے بیچارے یونان تیرا کیا حال ہوا جس سے یہ مراد تھی کہ وہ فقط اپنی تباہی نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ قوم کی غارت خیال کر رہے تھے۔

اسکے بعد ایک اور سپیشل ٹرین وولو کیطرف روانہ ہوئی جسمیں فقط چھکڑے لگے ہوئے تھے۔ اس گاڑی میں قریب تین ہزار باشندے سوار ہوئے جنہیں اعلیٰ ادنیٰ کی کچھ تمیز نہ تھی تاہم کے والنٹیروں نے اپنے ذمہ اُن لوگوں کی حراست لی جو بباعث ضعف یا ناتوانی اس ٹرین میں سوار نہ ہو سکتے تھے۔ اُسوقت ان بیکسوں کی مایوسانہ نگاہیں دیکھنی ہی تعلق رکھتی تھیں۔ جو بار بار پھر کر وحشت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ کہیں سرکیشیا کے سوار نہ آ پڑیں بہت سے لوگ بلا انتظار کسی ریل کے اوّل وقت یا پیادہ چلے گئے اُنہیں سے جہانتک ممکن ہوا راستہ میں ایک گاڑی پر سوار کئے گئے جو مقام وولو سے محض اسی غرض سے روانہ کیگئی تھی۔ ڈیڑھ بجے دن کے لاریسا بالکل خالی ہوگیا چونکہ لاریسا میں انتظام رسل رسائل مفقود تھا۔ اسلئے میں وہاں سے وولو چلا گیا جو چالیس میل کی مسافت پر واقعہ ہے۔ جہاں میں سنیچر کے روز قریب سہ پہر پہنچا۔ وہاں جاکر میں نے ویسی ہی وحشت اور اضطراب کا معاینہ کیا جو لاریسا میں تھا۔ ہزاروں آدمی جانیں بچانے کیخاطر لحظہ بلحظہ جمع ہوتے جاتے تھے اور عام طور پر یہ بات شہرت پذیر تھی کہ ترک تھوڑی دیر میں یہاں پہنچا چاہتے ہیں۔ بندر میں سوائے ایک سرکاری جہاز کے اور کوئی سٹیمر نہ تھا۔ اور یہ جہاز بھی اُسی جا محض زخمیوں کو سوار کرکے ایتھنز لیجانیکے واسطے آیا ہوا تھا۔ البتہ چھوٹی چھوٹی بہت کشتیاں تھیں جن میں متموّل اور آسودہ آدمیوں کو اُنکے اسباب سمیت جگہ مل گئی جو جزیرہ یوبیا اور دیگر جزائر کیطرف بھاگ گئے اُن لوگوں کو باوجود جدوجہد کے سرکاری جہاز کی ڈیک پر بھی جگہ نہ مل سکی۔ میں نے چاہا کہ وولو سے تار بھیجوں۔ مگر یہ نہ ہوسکا اسلئے میں نے عزم کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر کسی ایسے مقام پر جاؤں جہاں سے خط و کتابت ممکن ہو۔ چنانچہ ایک کشتی بھی مل گئی لیکن جب میں اسکے اندر بیٹھ گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے بڑے زور سے شور و غل کیا کہ باہر آجاؤ یہ کہتے ہی بہت سے آدمی حملہ کرکے میری کشتی کے اندر آگئے اور مجھے زور سے باہر نکالا۔ اُن کی غرض اس سے یہ تھی کہ جب ہم جان بچا نہیں سکتے تو کسی اور کو کیوں ایسا موقع ملے چنانچہ انہوں نے زور سے آواز دی "ہم سب ایک ساتھ مرینگے"

اسوقت مسٹر مرلنی انگریزی وائس کونسل نے مسٹر ایجرٹن سفیر انگریزی متعینہ ایتھنز کو تار دیا کہ یہاں صورت بہت نازک ہوگئی ہے اور اُن سے درخواست کی کہ ایک جنگی جہاز ہماری حفاظت کے لئے بھیجدو

اب زخمیوں کو دونوں ہسپتالوں یعنی فوجی ہسپتال اور مسٹر ڈلی اور مس رائیڈر اور ڈنبر کے ہسپتال سے گھاٹ پر لیگئے اسمیں بھی خوف تھا کہ کہیں سے جہاز پر بھی یونانیوں کیطرح حملہ نہ کریں اسلئے اُسے دو بندرگاہ میں لیگئے اور زخمیوں کو ڈاکٹروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار کرکے وہاں تک پہنچایا یہ جہاز جس کا نام تھسلیا تھا نو بجے شب کے وولو سے روانہ ہوا جہاں فقط چھ زخمی سپاہی مس رائیڈر اور ڈنبر کے چارج میں رہے۔ مگر بعد میں یہ لوگ بھی انگریزی کونسل کے پاس آگئے اور مسٹر نڈلی نے یہ تو عطا کیا کہ ہر ایک ہسپتال میں جو انگلی ہمدردی کی رات کو لوگوں کے وحشت اور اضطراب کی وہی حالت رہی اور دوسرے روز اتوار کو جانا تھا کے

یونانیوں کا ایسٹر تھا لیکن لوگوں نے کوئی خوشی کا اظہار نہ کیا جو اس دن کو ہمیشہ رہتا ہوا کرتی تھی اس روز حالانکہ ایک توپ بھی ساریسیا سے پہنچگئی۔ مگر لوگوں کی دہشت میں کچھ کمی نہ ہوئی

اس توپ کو کوئی گھوڑا یا کوئی اور جانور کھینچکر نہ لایا تھا بلکہ چند آدمی اور بہت سے لونڈے لئے آتے تھے اور ایک سپاہی ان سب کا نگران تھا۔ بعد میں چند توپیں دوسرے جہازمیں روانہ کی گئیں اس سے لوگونکو کوئی اطمینان نہ ہوا۔

رات کیوقت بہت سی کشتیاں غایب ہوگئیں۔ چونکہ مجھے کوئی اطمینان نہ تھا کہ پیریس میں کس وقت پہنچ سکوں اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر لوس میں جو جزائر اوری میں واقع ہے چلا جاؤں جب میں وہاں پہنچا تو بخط مستقیم ایڈی سوس میں چلا گیا۔ وہاں ایک اور کشتی لی جس پر سوار ہوکر مقام کالیکس میں پہنچا اسکے بعد پھر ایک اور کشتی لی اور اس میں بیٹھکر او روپس میں پہنچا یہاں سے براہ خشکی میں ایتھنز میں پہنچا اور حالت میری یہ تھی کہ کامل چار روز اور پانچ شب میں میں نے اپنے کپڑے یا بوٹ نہیں اوتارا تھا۔

ایک انگریز والنٹیر کے مشاہدات

اخبار ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ ایتھنز حسب ذیل تحریر کرتا ہے مجھ کو جنگ مائی کے دلچسپ حالات ایک ایسے شخص سے بہم پہنچے ہیں

جو خود لڑائی میں شریک تھا۔ یہ شخص ایک انگریز والنٹیر تھا جو اب ایتھنز کے ہسپتال میں ایک زخم سے بیکار ہوکر پڑا ہوا ہے۔ اور یہ زخم اُسی جنگ کی شب کا تھا۔ اُس کا بیان ہے کہ بیرونی والنٹیر لاریسا کی بارکوں میں بدھ کی شام تک ٹھیرے ہوئے تھے وہاں ایک ہفتہ تک ان کا قیام رہا اور وہ سب کے سب اس بیوجہ تعویق سے اُکتا گئے آخر الامر نصف شب کے وقت کوچ کا حکم آگیا اور لوگ خوش خوش روانہ ہوئے مگر انہیں کیا خبر تھی۔ کہ آگے کیا ہوگا رستہ سخت ناہموار تھا۔ اور جابجا پتھر و سنگریزے پڑے تھے اور سب کے سپاہی آبلہ پا ہوگئے تھے بعضونکا تو یہ حال ہوا کہ اس آبلہ پائی کے سبب سے وہ آگے جانے سے مجبور ہوگئے کہ وہیں رہ جائیں طلوع آفتاب کے وقت یہ لوگ ایک ایسے مقام پر پہنچگئے جو یونانیوں کے مورچہ منصوبہ مقام مائی کے مغرب میں واقع تھا۔ ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ ترکی توپخانہ سے آتشباری کا آغاز ہوا۔ مگر چونکہ یہ والنٹیر پہاڑیوں کی آڑ میں تھے اسلئے وہ گولوں کی زد سے محفوظ رہے دونو طرف سے توپیں چلتی رہیں مگر تعجب یہ ہے کہ یونانی افسر بکثرت مارے گئے یہانتک کہ ہر پانچ پانچ کشتوں میں ایک افسر ضرور ہوا کرتا تھا۔ جمعرات کو فقط توپ کی لڑائی رہی اور ایک بندوق بھی فریقین میں سے کسی نے نہیں چلائی شب کو یونانیوں نے اپنی پیادہ فوج کو چند مستحکم مقامات پر نصب کر دیا کیونکہ احتمال تھا کہ ترک شبخون کرینگے جب آتشباری بند ہوئی ہم نے چاہا کہ ذرا آرام کریں مگر خیمہ وا کے نہونیکے سبب سے اپنی کمبل لیکر زمین پر پڑ رہے جہاں سے بہت بری حالت میں اٹھے بدن پر لرزہ تھا۔ اور سردی کی مارے ہڈیاں ٹھٹھر گئی تھیں۔ دو دفعہ رات میں شور ہوا کہ ترکی فوجیں ہماری پیادہ فوجوں پر حملہ کر رہی ہیں پہلی لڑائی تو نہایت مختصر تھی فقط بیس ہزار گولیاں چلیں دوسری میں ترکوں کو ہزیمت ہوئی۔ اور انہیں واپس جانا پڑا اور صبح کیوقت یعنی جمعہ کی صبح کو معاملات کی صورت میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا تھا۔ اور دونو فریق اپنے اپنے مقامات پر قایم تھے طلوع آفتاب کیوقت فریقین کے توپخانہ نے آتشباری شروع کی۔ مگر ترکوں

کے توپخانے سے چنداں نقصان نہ ہوتا تھا جب دن ڈھل گیا تو ترکوں نے اُن پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا جو ہمارے مقابل میں واقع تھیں اور جن کی نسبت عین یقین تھا کہ تھسلی ہیٹریا کی غیر آئین فوج کے قبضہ میں ہیں۔

ہمیں صاف دکھائی دیتا تھا کہ سواروں کے دستہ برابر آتے جاتے ہیں لیکن بعد مسافت کی وجہ سے اُن کے نقل و حرکت کا صحیح اندازہ مشکل تھا۔ مگر ترکوں کا یہاں تک پہنچ جانا ہمارے لیئے کوئی آسان امر نہ تھا ہم بخوبی جانتے تھے کہ آج شب میں معاملہ فیصلہ ہو جائیگا تخت یا تختہ۔ شام تک ترکوں نے ہماری پیادہ فوج پر برابر آتشباری جاری رکھی اور ہمیں مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ میرے خیال میں ہماری جمعیت دس ہزار کی تھی اور ترکوں کے پچیس ہزار جوان تھے۔

قریب شام ہمیں حکم ملا کہ کوچ کیلئے تیار ہو جاؤ ہمیں یقین تھا کہ حملہ کا حکم ہوا ہے مگر یہ حکم سب دھوکے کی ٹٹی تھی کیونکہ بجائے ترکوں پر حملہ کرنیکے لاریسا میں مراجعت کا حکم ہوا۔ اس حکم سے صاف ظاہر ہے کہ یونانی کیسے بزدل ہیں۔ اور یہ حرکت کیسی رذیل اور بزدلانہ تھی کہ بامقابلہ اسطرح رات کے اندھیرے میں چوروں کیطرح بھاگا جاوے۔ جب شام پڑی تو ہم نے حرکت قہقری شروع کی اور کوئی دس بارہ میل تک انتظام اور سلیقہ کیساتھ جاتے رہے۔ لوگ سخت تھکے ماندے اور چور ہو رہے تھے۔ اگرچہ یہ صورت دیکھکر سخت دل شکست ہو گئے۔ وہ اس بزدلانہ ہزیمت سے سخت نفور تھے۔ اور یہ پسند کرتے تھے کہ وہیں کھیت رہیں اور یہ رسوائی کا کلنگ اپنے ماتھے پر نہ لیں جب لاریسا بہت قریب آگیا تو عقب سے کسی نے شور کیا کہ ترک آپڑے یہ آواز سُننا تھا کہ فوجیوں کے حواس مفقود ہو گئے۔ اور عالم خود رفتگی میں انہوں نے بے محابا اپنے ہی رفقا پر گولیاں چلانی شروع کردیں

ہمارا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ مجھ سے ایک [illegible] نے کہا ہوا تھا کہ اصل میں یہ شور اسلیئے ہوا تھا کہ ممالک غیر کے والنٹیروں [illegible] یونانی سوار پر بیجا حملے کئے تھے میں نے چاہا کہ اس امر کو صاف کروں چنانچہ میں نے اسکی کیفیت پوچھی تو جواب ملا یہ بالکل غلط ہے کسی غیر ملک کے والنٹیروں نے ایسا نہیں کیا البتہ دو والنٹیروں نے ایک یونانی سوار پر حملہ ضرور کیا تھا۔ مگر وہ بھی دیدہ و دانستہ نہیں تھا وجہ یہ تھی کہ تاریکی اور صف میں دوست دشمن کی تمیز مشکل سے ہوتی تھی جب یہ گولیاں چلنے لگیں تو پھر سخت چپقلش ہوئی آدمی گھوڑے بچھڑے بیل گدھے اور خچر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے کوئی سلیقہ کوئی ترتیب کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہ تھا ایک طوفان بے تمیزی تھا جو امنڈا چلا آتا تھا۔ اس طوفان کو موانع کی پرواہ نہ تھی شاہراہ اور قرب و جوار کی مزروعہ زمینیں مطلق محفوظ نہ تھیں ہمارے افسر کپتان بیچ نے حکم دیا کہ ایک جگہ [illegible] قائم ہو جائیں اور جن جن نے یہ حکم سنا انہوں نے تعمیل بھی کی۔ مگر دس بارہ آدمیوں کی صف ایسے [illegible] کے آگے کیا حقیقت رکھتی تھی ابھی صف قائم بھی ہوئی تھی کہ پیچھے ایک ایسی رو کا ریلا آیا کہ سب تتر بتر ہو گئے۔ تب دیکھا کہ [illegible] دو [illegible] اسلیئے [illegible] اپنا [illegible] کا [illegible] پر پھینکدیا اور خود [illegible] ایک وقت اور [illegible] ساتھ [illegible] شام [illegible] غائب تھا اسلیئے مجھے پیادہ ہی نشیب فراز زمینوں اور [illegible] راستے میں بہت سی ٹھوکریں کھائیں اور بارہا گر بھی پڑا۔ مگر [illegible] بھاگتا ہانپتا لاریسا [illegible] ایک گھوڑے کے نیچے سے [illegible] ایک ایسا مقام تھا

جہاں تک دریا کا تعلق ہے ہو گرچہ ان دنوں میں خشک پڑا تھا میں بخوبی جانتا تھا - کہ مجھے ضرب آئی ہے مگر ایسے نازک وقت میں پڑ رہنا حزم و احتیاط سے بعید نہ تھا - یا یوں کہیں کہ خود اپنی مرگ کا بلانا لینا تھا اسلئے ہزار دقت سے قدم بہ قدم اپنے تئیں گھسیٹ کر کھاتا میں لا سکا میں جا پہنچا یہاں حالت کیا بیان کروں کہ کس درجہ کی بدانتظامی اور بدسلیقگی تھی خیر جس وقت میں ایک بازار میں افتاں و خیزاں جا رہا تھا تو یکلخت غول کے غول سپاہیوں نے ایک شفاخانہ کا رخ کیا اور مجھے بھی اس میں دھکیل دیا وہاں جا کر میں نے شراب پی جب وہاں سے نکلا تو رستہ میں ایک مکان مجھے دکھائی دیا میں بے تکلف اسکے اندر چلا گیا اور ڈیوڑھی کے پاس فرش پر انداز پر بیٹھ گیا - چونکہ تکان راہ اور ضرب کے درد کے مارے چور ہو رہا تھا - مجھے وہیں نیند آگئی جب کچھ عرصہ کے بعد میں بیدار ہوا تو اب مجھے معلوم ہوا کہ میرے زخم خوردہ ٹانگ میں بالکل جنبش نہیں خوبی قسمت سے مجھے وہاں ایک انگریزی اخبار کا کار سپانڈنٹ دکھائی دیا - وہ مجھے دیکھتے ہی ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا - ابھی اسے گئے ہوئے کوئی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ وہ اپنی گھوڑی کو سرپٹ دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور یہ ہولناک خبر سنائی کہ میں کیا کروں ترک آگے بڑھے آتے ہیں - میرا اس جگہ پر مزید قیام خالی از خطرہ نہیں اسلئے میں جاتا ہوں میں نے ہمت کر کے اپنی ہاتھ بڑھائی اور اسکی گھوڑی کی گردن میں ہاتھ ڈالکر ساتھ چلنے کو تیار ہوا - اسنے بھی ناچار گھوڑے کو تیز کیا اور میں اس بیتکلفی سے اسکے ساتھ چل پڑا آگے چل کر حسن اتفاق سے ایک اور انگریزی کار سپانڈنٹ صاحب کے پاس ایک بائیسکل تھا - اس نے مجھے اس پر بٹھا دیا اور میں نے ایک ٹانگ سے اسے چلایا اور اسطرح خدا خدا کر کے ریلوے سٹیشن پر آپہنچے یہاں وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور میں ایک گاڑی میں بیٹھ گیا - ریلوے سٹیشن پر ایک ہولناک مجمع تھا - فوجی اور ملکی افسر عورتیں بچے دیہاتی اور شہری سب ملے جلے تھے اور گاڑی میں جگہ حاصل کرنیکے لئے ایکدوسرے جان کے دشمن بنے ہوئے تھے سپاہی نہایت بزدلی کمینہ پن سے معصوم بچوں اور بیکس عورتوں کو زد سے نکال نکال کر آپ انکی جگہ لے لیتے تھے بے قاعدگی اور سراسیمگی اس زور پر تھی کہ جو سپاہی سٹیشن پر نگرانی اور انتظام کیلئے متعین ہوئی تھی وہ بجائے پہرہ دینے کے خود ہی گاڑیوں میں کود پڑے اور جنہیں اندر جگہ نہ مل سکی وہ بے تکلف چھتوں پر جا بیٹھے اور جنہیں شومئی اعمال سے چھت بھی میسر نہ ہوئی - انہوں نے یہ کمال کیا کہ ان بالانشینوں پر بے دریغ گولیاں چلائیں (رہا ہے ہمدردی اور اتحاد حب قومی) اور ان چھت نشینوں نے بھی ان کا جواب گولیوں سے بخوبی دیا - اور اسطرح گاڑی سٹیشن سے چلی گویا روتا ہوا گیا یا ایک میدان کارزار تھا جو حرکت کر رہا تھا - جو لوگ اس گاڑی میں نہ جا سکے انکی مایوسی اور بزدلی نہایت سخت دردانگیز تھی - ان کے چہرہ پر مردنی چھا گئی اور اس وحشت میں [illegible] اسوقت سے ہونے لگا - جب گویا کہ توپوں کی آواز شہر کے نواح کے قریب تر آنے لگی - کیونکہ یقین ہو جاتا تھا - کہ ترک اب بالکل متصل آگئے ہیں - بہت سے افسر اور سپاہی تھسیلیا میں جانے کے لئے والسٹینو میں اتر پڑے جب ہم وولو میں پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر قریب ایک ہزار آدمی کے محض اپنے احباب اور عزیزوں کے نیک و بد کے حالات دریافت کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے میں وہاں سے ریڈ کراس ہاسپٹل کے اہتمام میں چلا گیا جہاں مجھے بہت آرام ملا -

ہمارا خاص کار سپانڈنٹ مقام [illegible] سے تحریر کرتا ہے کہ کل (جمعہ) بوقت ۲ بجے صبح کے ترکوں کو معلوم ہوا کہ ساری رات کوچ کر کے چلتا تھا - کہ اس درے کے اگلے سرے پر قبضہ کرے جو ترک خود بخود چھوڑ گئے تھے کہ یکایک ترکوں نے جنگی جمعیت سات ہزار جوانوں کی تھی اس پر حملہ کیا - یونانی فوج باوجود بھوک اور پیاس کے شام کے سات بجے تک مقابلہ میں کھڑی رہی مگر جب شام ہوئی تو بارود

اور سامان جنگ بھی پاس نہ رہا تو ناچار پیچھے ہٹنا پڑا۔ یونانیوں کے ڈیڑھ سو سپاہی کام آئے اور زخمی بھی بہت ہوئے آج صبح ہفتہ کو یونانی دو رجمنٹیں پیادوں کی اور ایک ایرڈلی رجمنٹ اور چھ توپیں پھر میدان میں لائے اور ترکوں نے خود بخود پھر یہ مقام چھوڑ دیا ہے۔ ترکوں نے سب یونانی قیدیوں کو مسخ اور قتل کر دیا ہے مگر قسطنطنیہ میں اس آخری خبر کی تکذیب نہایت حقارت سے کی جاتی ہے (العہدۃ علے الراوی)

افواج شتینہ جنینا کے کمانڈر نے قسطنطنیہ میں یہ تار دیا ہے کہ ہفتہ کے روز ساڑھے سات گھنٹے کی سخت لڑائی کے بعد ہماری فوج نے قلعہ بیش بونار پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں یونانیوں نے مورچہ بندی کر رکھی تھی اور جس جگہ پر وہ ہماری سرحد مقام نوروس سے عبور کر کے قلعہ نشین ہو گئے تھے بعد اس فتح کے ہماری فوج نے مقام مینتی پیگوڈیا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ یونانیوں کے تین سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے اور ۲۱۹ زخمی ہوئے اور ۲۲ زندہ گرفتار ہوئے اور ترکی سپاہیوں میں سے ۱۵ شہید اور تین زخمی ہوئے اور ہماری فوج کو بہت سی بندوقیں اور سامان حرب ہاتھ لگا۔

اب یونانیوں نے قرب و جوار کی مقامات پر مورچہ بندی کی ہے ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں اسبانیہ کے سپاہی کسی بات پر بگڑ بیٹھے تھے اور شہریوں کو بھی دھمکایا تھا مسلمانوں نے نکلنا شہر چھوڑ دیا ممالک غیر کے قونصلوں سے اطلاع ملی کہ عیسائیوں کی حالت نہایت نازک ہے اور ہمیں بھی اپنی جان کا خطرہ ہے کیونکہ والئ شہر کے باشندوں کو بندوق اور بارود نہیں دیتا تاکہ ان الاہالیان کی مرد وکو نکال باہر کریں اس پر سفیران ممالک غیر نے بابعالی میں درخواست کی کہ بہت جلد شہریوں کی حفاظت کا انتظام کیا جاوے لیکن اب تو بھی سپاہی رستے پر آ گئے ہیں۔ اور بجا آوری احکام پر آمادہ ہیں رواہ رے انصاف یہاں تو بنی نوع انسان کی ہمدردی نے فرشتہ طینت سفیروں کو بابعالی میں درخواست دینے کے لئے مجبور کیا کیونکہ عیسائیوں کو خطرہ تھا نہ کہ وہ مسلمانوں کو قتل و غارت کریں اس وقت وہ صفات ملکی کہاں گئے تھے جب سر بازار مسلمانوں کی ٹوپیوں کے پھندنے اکھاڑتے تھے اور انہیں برا گالیاں دیتے تھے سچ ہے۔ ؎ تم وہ ظالم کہ تم ستم کو نشاں کہتے ہو ہم یہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو

اتھنز کی حالت اگرچہ ایپرس کی طرف سے پختہ خبریں موصول نہیں ہوئیں مگر پھر بھی یہاں کی حالت سخت نازک ہے مجلس وزراء نے شہر کے باشندوں کے پاس درخواست کی کہ سب مسلح ہو کر سرحدی فوج کی امداد کریں اور سنا ہے کہ فقط اتھنز میں تیس ہزار بندوقیں جمع ہو گئیں وزیر صیغہ داخلیہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام قلمرو میں فوجی جماعتیں قائم کی جاویں سرحد پر نئی فوجیں بھیجنے کا اہتمام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے اور اتھنز کی پولیس بھی اس کام کیلئے مسلح ہو رہی ہے شہری پولیس بھی غالباً بھیجی جاتی ہے۔ مگر چونکہ قیدیوں نے جیلخانوں کے قفل توڑنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے یہ تجویز بالفعل موقوف رہی۔ مرضع کالکیس کے قید خانہ سے ایک سو قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگ گیا ہے۔ شاہ یونان نے جمعہ کے روز ایک فرمان جاری کیا ہے۔ کہ نیشنل گارڈ کے دو دستے جو ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۴ء میں قائم ہوئے تھے مسلح ہو جائیں۔

۲۳ اپریل یونانیوں کا گڈ فرائیڈے تھا اسدن حسب معمول ہزار آدمی شب کو کنسٹیٹیوشن چوک میں پادریوں کی سواری

کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے اور شاہ بھی اپنی ملکہ سمیت گرجے میں نماز پڑھنے چلے گئے لشوفت کا سماں واقعی دیدنی تھا جب مسٹر دیولین کی فرقہ کے پادریوں نے .... وہاں آواز بلند بازار میں کھڑے ہو کر فوجونکی فتح وظفر کیلئے دعا مانگی لوگ چپ چاپ اس دعا کو سنتے رہے مگر کبھی کبھی کوئی نوحہ وبکا کی آواز جو عزیزان رفتہ کی یاد میں بے اختیار نکل جاتی تھی ساری مجلس کو درہم برہم کر دیتی تھی مگر دوسرے دن یعنی ہفتہ کو جب مقام ماٹی کی تباہی کا حال معلوم ہوا۔ تو ساری خوشی جو یونانی جہازونکی کارروائیوں کی کہی جاتی تھی ملیامیٹ ہو گئی اور بجائے خوشی اور فرحت کے بیدلی اور یاس ہر ایک کے چہرے پر نظر آنے لگی اور ہر ایک متنفس کے دل میں ایک عجیب وحشت اور ہراس پیدا ہو گیا یونانی بھی عادات اور خصائل میں فرانسیسیوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں وہ اخبارات جو ابھی کل ہی بادشاہ کی تعریف اور ستایش میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور کہتے تھے کہ اسکی بدولت ہمیں یہ دن نصیب ہوا ہے کہ ہم میدان میں ایک صلیبی جنگ از سر نو تازہ کرنیکے قابل ہو گئے ہیں آج بر ملا اُسی بادشاہ اور اُسکے ولیعہد بلکہ کل خاندان شاہی کو برا بھلا کہنے سے عار نہیں کرتے اور بعض تو ولیعہد پر بطرح دل کے بخار نکال رہے ہیں یم ریلی کا قول ہے کہ لاریسا اور ٹرنیو و یونانیوں نے محض ولیعہد کے سٹاف کی ناقابلیت کیوجہ سے چھوڑ دیا ہے

جنرل گبر انڈی بھی بہت سی اٹالین والنٹیر ساتھ لیکر ہفتہ کے دن پہنچگیا ہی لوگوں نے بڑے تپاک سے اُس کا استقبال کیا ہے

دول عظام

عام خیال ہی کہ اگرچہ بعض سلطنتیں سچے دل سے چاہتی ہیں کہ یونان کا معاملہ صلح وصفائی سے انجام پذیر ہوا اور آنچ نہ لگی مگر انھیں تامل اسی بنا ہی کہ جبتک یونان خود درخواست صلح نکرے اور اپنی فوجیں کریٹ سے واپس نہ بلائے تب تک اس بات کا صورت پذیر ہونا ناممکن ہے۔ جرمنی کا ایک سرکاری اخبار لکھتا ہے اگر یورپ کی دول عظام پھر صلح کرانے پر مایل ہو تو بنظر حالات ماضیہ یہ ضرور ہے کہ یونانیوں سے ضمنی اقرار لیا جاوے کہ وہ دول عظام کی تجویز کے لفظ بلفظ کاربند ہونگے۔ روما دار السلطنت اٹلی میں معتبر اور مستند آدمیونکی رائے ہی کہ یونانی عمداً اس لڑائی کو اس غرض سے طول دینگے کہ شاید دول یورپ میں کچھ بدمزگی یا اختلاف پیدا ہو جائے

کونٹ مرلولیف وزیر خارجہ روس نے جو مراسلہ دول یورپ کے نام بھیجا ہی اسمیں یہ ذکر کیا گیا ہی کہ دو باتونکا لحاظ رکھنا ضروری ہے اوّل کوئی سلطنت جنگ ترکی و یونان میں مداخلت نکرے۔ دوم جو فیصلہ دول یورپ نے کریٹ کے بارہ میں کیا ہی وہ بدستور بحال و برقرار سمجھا جائے۔

پیرس میں بدھ کے روز ایک نیم سرکاری خبر حسب ذیل شایع ہوئی ہی۔ عام طور پر یقین کیا جاتا ہی کہ صلح کی کوشش بڑی سرگرمی سے جاری ہے اور پیرس لنڈن سینٹ پیٹرزبرگ اور روم (اٹلی) کے وزرا کسی اچھے موقع کے منتظر ہیں کہ معاملہ صفائی پذیر ہو جائے جرمنی کو ہر ایک معاملہ سے برابر اطلاع دیجاتی ہے اور وہ بھی دوستانہ مداخلت سے ناراض نہیں اور یہی حال سلطنت آسٹریا کا ہی۔

مسٹر اڈ فلمور نے اپنی ایک تقریر میں جو اس نے بمقام بولٹن ہفتہ گذشتہ میں کی تھی یہ بیان کیا ہے کہ میں حال میں مسٹر گلیڈسٹون کے پاس ملنے گیا تھا انھوں نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تم جہاں جاؤ لوگونکو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ یہ لڑائی قطعاً ان چھ سلطنتوں نے کرائی ہے یونانیونکو تھسلی میں لڑنیکا شوق نہ تھا ان سلطنتوں نے کریٹ سے وہی سلوک کیا جو خونریز کیا کرتے تھے اور انھوں نے ہی یونانیونکو تھسلی سے نکال کر باہر کیا ان چھ سلطنتوں نے حمیت شرافت بلکہ انسانیت کا خون محض امن قایم رکھنے کیلئے کیا مگر پھر بھی لڑائی ہوئی کوئی اس مخبوط الحواس پیر فرتوت سے پوچھے کہ تیری حمیت شرافت اور انسانیت ہو اُدین کیس کے کس کونے میں سوختہ تھی جب خیبر اور چشم اور جیسا یونانی بلا وجہ ترکوں کی قلمرو میں حملہ آور ہوئے تھے اور جب

یہ نامرد معصوم بچوں اور عاجز بیکسوں کو محض اس الزام پر کہ وہ مسلمان ہیں بیدریغ قتل و غارت کرتے رہے اور نیز پچھوٹے منہ سے ایک کلمۂ خیر نکلا تیرا منشا شاید یہ تھا کہ ترکوں کے ہاتھ سے سارا ملک یکے بعد دیگرے او نیز سے بھائیوں کی گیند بھیلیوں نکل جاوے۔ مگر شاید تجھے معلوم نہیں ہے چراغ را کہ ایزد برفروزد کسے کو تف زند ریشش بسوزد

ہمیں ناظرین کے انتخاب پر تعجب آتا ہے کہ اُس نے اپنے اخبار میں دول عظام کا عنوان جما کر دو سلطنتوں کی رائے کا اظہار کر کے اُنکی نیابت میں اس ہفتہ اول النسب اور سطر و سطر ہیاسے ہوئے بڑھتے ہوئے نیز یہاں کو بھی جگہ دی ہے حالانکہ ایسی رائے کے اظہار کا زیادہ تر موزوں موقع وہ تھا جہاں لنڈن کے پاگلخانوں اور وہاں کے ساکنین کے حالات تفنن طبع کیلئے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔

قسطنطنیہ — ریوٹر کا کارسپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ حسب ذیل لکھتا ہے اس ہفتہ میں عزت بک کا تنزل ایک ایسا واقعہ ہی جو فی الجملہ کسی قدر سوقت دلچسپی ظاہر و جلیس تنزل کی یہ ہی کہ عزت بک نے ادہم پاشا کی دو تاروں کو سلطان کی خدمت میں بر وقت گوشگذار نہ کیا۔ ان تاروں ادہم پاشا نے بارگاہ عالی میں یہ عرض کیا تھا کہ یونانیوں نے ہماری قلمرو میں حملہ کیا ہی اسلئے میری حالت نازک ہوگئی ہی مجھکو اجازت عطا ہو میں اُنکا مقابلہ کروں عزت بک نے ان تاروں کو محض اس غرض سے دبا رکھا کہ اس اثنا میں شاید مصالحت ہو جاوے۔ بعض کا یہ بیان ہی کہ عزت بک کے تنزل کا باعث وزیر صیغہ جنگ ہوا ہی۔ وجہ یہ ہی کہ عزت بے نے ڈائریکٹر محکمہ تار کو لکھا کہ جسقدر تار ادہم پاشا کیطرف سے آیا کریں وہ بجائے وزیر صیغہ جنگ کے میرے پاس بھیجی جائیں۔ ہمارا یونانی کارسپانڈنٹ خبر دیتا ہی کہ ایڈمرل ہومی پاشا نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہی کہ اگر جہاز و تکو ڈاردنلز سے عبور کا حکم ہوا تو میں اپنا استعفا داخل کر دونگا۔ کیونکہ وہ جنگ کے قابل نہیں (اول تو یہ خبر یقیناً غلط ہی اور راوی بھی معتبر ہی۔ لفظ یونانی اسکی صداقت کی کافی شہادت ہی اور اگر بفرض محال صحیح ہو تو اس عیسائی امیر البحر کی نامردی اور نمکحرامی قابل صد نفرین ہی۔ نامردی اسلئے کہ لڑائی کا نام سنتے ہی بھاگنے کو تیار ہوا اور نمکحرامی اسلئے کہ اگر جہاز نکمے تھی تو آپ نے کونسا جوہر دکھلایا تھا کہ جہاز ترکوں کی نذر کیا تھا جسکے معاوضہ میں آجتک بیٹھی ہوئی تنخواہ کھاتا ہی)

بابعالی نے جمعہ کے دن ۱۹۲ اور بلیئیں پٹرو کی طلب کیں اُسی دن دول عظام کے سفیروں نے جمع ہو کر یہ قرار دیا کہ بابعالی کی خدمت میں لکھا جاوے کہ یونانی رعایا جو صیغہ خارجیہ و ہسپتالوں اور قونصلوں اور کلیساؤں کے پاس ملازم ہی انہیں سلطنت عثمانیہ میں رہنے کی اجازت دیجاوے اور نیز یہ بھی قرار دیا کہ اگر انہیں اخراج ہی کرنا منظور ہو تاہم کسیقدر نرمی برتی جاوے۔ فقط قسطنطنیہ میں چالیس ہزار اور کل قلمرو عثمانیہ میں دو لاکھ یونانی آباد ہیں جمعہ کے دن قسطنطنیہ کی تمام مساجد میں یہ نوٹس پڑھکر سنایا گیا تھا کہ امن پسند یونانیوں سے کوئی مسلمان مزاحم نہ ہو کیونکہ وہ تو بھی ہمسایہ ہی۔ جو سعد پر کام کر رہی ہیں دیا اس شخص کا کام ہے جسے گلیڈسٹون نے دیو صورت انسان کا خطاب دیا تھا محمد عربی علیہ السلام کی ہی تعلیم ہی اور اسکے خلیفہ برحق کیلئے یہی عملدرآمد موزوں تھا۔ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اگرچہ عثمانیہ سرکاری دفتروں میں سفارتوں کی یہ بیجا دست اندازی یا سفارش ناگوار گذری مگر بابعالی نے اتنا منظور فرما لیا ہی کہ جو یونانی قونصلوں کے پاس ملازم ہیں ہسپتالوں میں نوکر ہیں یا ڈاکخانوں میں ہیں وہ بلاد عثمانیہ میں رہ سکتے ہیں (اس سے ظاہر ہے کہ مذہبی مقامات کے مجاور یا صیغہ خارجیہ کے متعینین موقوف اور جلاوطن ہو گئے ہیں اور واقعی ایسا ہونا اقتضائے حکمت اور حزم تھا۔)

ہمارا کارسپانڈنٹ متعینہ اسلامبول لکھتا ہی کہ ترکوں کے پاس اسوقت روپیہ کی کمی نہیں ان کا خزانہ معمور ہے پانچ لاکھ پونڈ قرضہ کا

انتظام انہوں نے لاپیشہ ہوسوں کے بچاس کی کفالت پر کیا ہے اور تین لاکھ پونڈ نقدی چندہ میں سے باقی خزانہ میں نقد موجود ہے ۔ اور یہ چندہ فقط فوج کی امداد کیلئے ہوا تھا ۔

۲۸ اپریل کو تیس جانباز انگریز بجنٹ النیبرا بنگر روانہ ہوئے اور اس کمیٹی نے جو لنڈن میں اس کام کیلئے مقرر ہے انکا سفر خرچ ادا کیا خاص لنڈن کے ایک رئیس والے نے پچاس آدمیونکے سفر خرچ ادا کرنیکا وعدہ کیا ہے بکنگھم کی لارڈ میر کو سرکاری طور پر حکم آیا ہے کہ جسقدر آدمیونکو تم یونان کیلئے بھرتی کرتے ہو یہ قانون انگلستان کے رو سے ناجائز ہے بہ سنکر سب النیبرو نے اپنا عزم روانگی فسخ کر دیا ہے اور جو چلے گئے بلکہ میدان میں جاکر وہ کارنمایاں کئے جنکا ادنی نمونہ اسی اخبار میں دیا گیا ہے اسکی معافی نہ معلوم اس ایکٹ کی کس دفعہ سے اقتباس ہوگی

بلگیریا اور سرویا

بلگیریا والوں نے درخواست کی تھی کہ سلطنت عثمانیہ مقدونیہ میں پانچ اور برات عطا کرے اور نیز انکو سکنت در مینسترمیں تجارتی ایجنٹ مقرر کرنیکی اجازت دیجائے سلطان المعظم نے رضامندی ظاہر فرمائی ۔ مگر روسی سفیر نے بلگیریا والونکو ڈانٹ بتائی کہ یہ وقت ایسی درخواستونکا نہیں اور علاوہ برایں اگر اسکا نتیجہ کچھ برا ہوا تو اسکا خمیازہ بلگیریا کو اٹھانا پڑیگا

آخر الامر سلطان المعظم نے فرمایا کہ بعد اختتام جنگ یہ معاملہ پیش ہوگا ۔ کران پانچ مقامات میں تین میں یہ حق دیا جائے

سرویا کے وکیل متعینہ باب عالی کو حسب کے دن حضرت سلطان المعظم نے شاہی فرمان اس مضمون کا عطا کیا ہے کہ ولایتہائے مناستیر اور سلانیکا میں ایک ایک مدرسہ کھولیں ۔

یوم الجمعۃ المسلمین

ایک مشہور مقولہ ہے اور اسکا عملدرآمد بالعموم بلاد اسلامیہ میں بلکہ جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں کم و بیش ہوتا رہتا ہے مگر امرتسر کے مسلمانونکو ۲۰ مئی ۱۸۹۷ء کا جمعہ مدت تک نہ بھولیگا کیونکہ اسدن جو انہوں نے سلطانی فتح کی خوشی میں منائی ہے اسکی کیفیت مدت العمر انکے دماغ میں تازہ رہیگی ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو ہماری مطبع سے شیخ غلام محمد مالک اخبار وکیل کیطرف سے ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کیا گیا کہ بمبئی کی مسلمانوں کی تقلید میں یہاں بھی مسلمان اس فتح عظیم کے حصول پر بارگاہ الہی میں شکریہ ادا کریں اور حضرت سلطان المعظم کی خدمت اقدس میں مبارکباد کا تار روانہ کریں اس اشتہار کا شائع ہونا تھا کہ لوگونکی عقیدتمندی اور ارادت نے حقیقی جوش کی صورت اختیار کی اور ہزاروں ارادتمند غول کے غول اس ثواب آخرت میں شامل ہونیکے لئے نہ فقط میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں (جہاں جمع ہونیکی دعوت تھی) جمع ہوئے بلکہ دیگر مساجد میں بھی بکثرت جمع ہوئے ۔ مگر میاں صاحب مرحوم کی مسجد کا نظارہ واقعی قابل دید تھا اس دو منزلہ عالیشان مسجد میں حسب فرش و فروش اور سائبان وغیرہ ضروریات لگائے گئے تھے جسکا اہتمام ہمارے مکرم مسٹر محمد امام الدین تاجر دکھو رہے میڈیکل ہال کے سپرد تھا ۔ اور جنہوں نے اپنے کار متوقعہ کو نہایت سلیقہ اور قابلیت سے انجام دیا اور اس مبارک کام کے انتظام اور انصرام میں اپنے ضروری بیچ کے کاموں کو محض حمیت قومی کے لحاظ سے نظر انداز فرمایا جزاک اللہ ۔

ابھی بارہ بجنے کو تھے کہ لوگونکی آمد شروع ہوئی لو بڑے زور سے چل رہی تھی اور آفتاب نصف النہار بھی بارش الخم کی افواج قاہرہ کیطرح پوری گرمیوں پر تھا مگر یہ ارادتمندوں کی حقیقی ارادت اور عقیدتمندی کیلئے یہ کیا اس سے دوگنی حرارت

بھی مانع نہ ہوسکتی تھی چنانچہ لوگوں نے مطلق اس گرمی کا خیال نہ کیا۔ ورشہر کے بڑے حصے اور مقامات بعیدہ سے آکر وقت پر بلکہ وقت سے پہلے شامل ہونے اُنکے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ ہمارے بھائی سی تمازت اور حدت حرارت میں بے آب و دانہ تیس تیس گھنٹہ دشمنوں کو مارنے اور زخم سے لڑنے اور توپوں بندوقوں کی زد اُٹھاتے پہاڑوں پر چڑھے رہتے ہیں۔ مسجد کے بیس بائیس زینے چڑھنے میں یہاں کیا تکلیف ہوگی ابھی ایک میں کچھ عرصہ باقی تھا کہ مسجد باوجود وسعت ہونے کے تل رکھنے کو جگہ نہ تھی چنانچہ اوّل مولوی غلام رسول صاحب دہلوی نے وعظ فرمایا جس میں انہوں نے رمضان کے حقوق نہایت قابلیت اور متانت سے بتوضیح بیان کئے بعد ازاں فریضہ نماز سے فارغ ہوکر مولوی ولی محمد صاحب ہوشیار جالندھری نے ممبر پر جلوہ افروز ہوکر سامعین کو انہی کی تحریص اور ترغیب نہایت موثر الفاظ میں کی اور آیۂ کریمہ فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ کی تفسیر بڑی معقولیت سے فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین و امیر المؤمنین کی بقایائے عمر و دولت اور فتح و نصرت کیلئے نہایت عجز او جوش سے دعا کی گئی۔ اس وقت کی رقت اور خضوع اور خشوع واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ بیساختہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہے جاتے تھے مختصر یہ کہ اسکے بعد مولوی غلام حسین صاحب نے پھر اُٹھکر سامعین کو تار کا مضمون جسکا روانہ کرنا تجویز تھا سنایا۔ سب نے بالاتفاق اُس پر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ جمہور نے اُس وقت یہ قرار دیا کہ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں یہ تار روانہ کیا جاوے۔

بعد ازاں مولوی عبد السبحان صاحب نے اپنی دلاویز وعظ سے حاضرین کو داخل حسنات کیا اتنے میں نماز عصر کا وقت آگیا اور کل حاضرین نے مولانا و بالفضل اولانا مولوی غلام رسول صاحب مفتی اور امام مسجد کے پیچھے فریضہ عصر ادا کیا۔ اور بعد از نماز عصر بھی دعا اُسی خضوع و خشوع کے ساتھ مانگی گئی۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے بقایائے دولت کیلئے دعا مانگی گئی۔ جسکے سایۂ عاطفت میں ہمیں یہ آزادی حاصل ہے کہ ہم خلیفۃ المسلمین کے ساتھ اس طرح علی الاشہاد اظہار عقیدتمندی اور خلوص کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہ مبارک مجمع قریب چھ بجے شام کے رخصت ہوا۔ اگرچہ لوگوں کا جی ابھی سیر نہ ہوا تھا اور بیٹھنے کو اور بہانہ چاہتے تھے۔ شام کے وقت شہر کی بہت مسجدوں بلکہ مسلمانوں کے مکانوں پر روشنی کیگئی۔ اکثر مساجد میں وعظ کی مجلسیں بھی زور شور سے ہوئیں۔

مجلہ بابت [illegible] حصہ اوّل

ختم شد

فہرست کتب

مفروضہ مظالم آرمینیا یہ کتاب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب کی تالیف ہے۔ اس میں عالیدماغ اور فاضل مؤلف نے معاملات متعلقہ ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر بدلائل شایستہ و براہین بائستہ بحث کی ہے۔ تمام صاحبان نے جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہی نہایت زور سے انکی جامع اور بسیط ہونیکی تعریف کی ہی اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق پولیٹیکل حالات سے کامل آگاہی دے سکے اب تک کوئی تالیف نہیں ہوئی ہے عہد ہارون عہد محمد حسین ستمی خانو خطوط نپولین بوناپارٹ۔ تقریر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی شامل کردیا ہی ہر انصاف پسند کو علی العموم اور مسلمانوں کو علی الخصوص یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہئے۔ (۱عہ)

واقعات روم یہ کتاب ایک ایماندار امریکن انگریز کی تصنیف ہے جسکو مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد نے اردو میں ترجمہ کیا ہی۔ اس کتاب میں مجملاً وہ تمام ترقیاں درج ہیں جو موجودہ سلطان کے عہد میں ہوئی ہیں۔ اس میں لائق مصنف نے کوئی صیغہ بغیر ذکر کے نہیں چھوڑا دیوے کے حال ہی سے شروع کیا ہے اور تمام ضروری محکموں کی کیفیت نہایت وضاحت سے سمجھائی ہے اس میں فاضل مترجم کے نوٹ اصل کتاب کے لطف کو دوبالا کئے دیتے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھنے کیوقت غور سے پڑھنے والا ایسا محو ہوجاتا ہے کہ گویا وہ خود ٹرکی میں بیٹھا ہوا ہر صیغہ اور محکمہ کی پڑتال کر رہا ہے اس کتاب اور مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ کے دیکھنے کے بعد روم کے متعلق حالات بہت ہی کم معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہی جو وہاں خود جاکر دیکھنے سے تعلق (۱۲) ہے

محاربات پلیونا یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں سترہ برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں داخل ہو کر غازی عثمان پاشا ہیر پلیونا کے تحت پلیونا کے قیامت تک یاد رہنے والے قیامت خیز معرکوں میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں بزبان انگریزی تحریر کی تھی اس کتاب کا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد نے ابنائے ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے آگاہ کرنیکیلئے اردو زبان میں کیا ہے اور حسب ضرورت جابجا مفید حواشی بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔ مزید براں پلیونا کے چاروں محاربوں کے نگین نقشے بھی دیدیے ہیں۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ قیمت فی حصہ (۱عہ)

قسطنطنیہ اس کتاب میں اسلامی دار الخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت وہاں کی پبلک عمارات اور شاہی عمارات دلفریب سینری اور منظر اور ترکوں کی موجودہ طرز معاشرت اور خلقی اوصاف دربار سلطانی وارکین دربار کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً آرمینیوں کی طبعی خباثت بھی واضح کردی گئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح اور مؤرخ مسٹر موریس کرافورڈ اور لیڈی بیکسمور صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن ڈمنڈ ویر ایڈورڈ ڈاسی اور دیگر مستند یورپین و ٹرکی مؤرخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت عہ

مفصل فہرست آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت ارسال کی جاتی ہے۔

منیجر اخبار وکیل امرت سر

تمام شد

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے۔)

محاربات تھیسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصون مین

جسمین ایک حصہ مین شافی مصری کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور نامہ نگار و نویسندہ
سر ایلشمید بارٹلٹ کی کتاب کارزار تھیسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ
اور حواشی اور متعدد دلچسپ و کار آمد ضمیمے ایزاد کر دیے گئے ہین اور تمام نامور بادشاہون او
چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین اور میدان کارزار و مختلف لڑائیون کے
نقشے درج کر دیے گئے ہین۔

مترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد و جہار ضلع گوجرانوالہ

حصہ دوم

حمیدیہ پریس لاہور مین مولوی محمد انشاء اللہ
مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

فہرست مضامین محاربات تھیسلی حصہ دوم

تینون حصون کی فہرست تصاویر پہلے حصہ مین درج کیگئی ہے۔

حصّہ دوم

تاریخ جنگ روم و یونان

محاربہ تھیسلی کا دوسرا دور

فصل دوازدہم (۱۲)

ازلاریسا تا فرسالہ۔

سب سے پہلا بڑا شہر لاریسا بقول جرمنی مورخ پہلا بڑا شہر تھا جس پر فاتح و منصور ترکی فوج قابض ہوئی ترکی سپہ سالار اور اسکے افسرونکو اسبات کا بڑا خیال تھا کہ شہر میں جو ناگہان اور غیر مترقبہ طور پر ہاتھ آگیا تھا سپاہ کیطرف سے کسیطرح کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور حتی الامکان باقیماندہ باشندوں کی مرضی اور خوشنودی کے برخلاف کوئی امر ظہور میں نہ آنے دیا جائے +

ترکوں کی خوش اطواری اور البانیوں کی مشنری اجنبی نامہ نگاروں کو توقع تھی کہ ترک شہر میں داخل ہوکر جبر و ستم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے۔ ان کی یہ توقع بالکل غلط ثابت ہوئی۔ وہ باتفاق رائے فاتحین کے ہر طبقہ و جماعت کی خوش اطواری۔ نیک چلنی اور حسن حرکات کے معترف اور انکے کامل نظام با ترتیبی کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔ اور تحریر کرتے ہیں کہ باشندوں کی مال و اسباب اور املاک کی حفاظت کیلئے جو معدودے چند پولیسی انتظام اور تدابیر ضروری تھیں انکو بھی نہایت اعتدال اور ایسے طریقہ سے کہ کسی کو ناگوار نہ گذریں عمل میں لایا گیا جونہی کسی سپاہی کو کوئی ایسی چیز لیجاتے دیکھا جاتا جس پر لوٹ کا مال ہونیکا شبہ ہوتا تو اُسی فی الفور افسر روک لیتے اور اسکو مال غنیمت جہاں سے اٹھایا تھا وہیں واپس جاکر رکھ آنے یا جہاں افسر سے سوا اُسی جگہ رکھدینے کا حکم دیتے۔ خوبصورت و شہرہ آفاق البانیوں کی عورتیں عمداً شہر سے باہر رکھی گئیں۔ کیونکہ ایسے طمع خیز

ـہ اچانک بل پڑتا ہے

موقعوں پر ان سے اپنی طبیعتوں پر پورا پورا قادر رہ سکنے کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ناظرین اس کمزوری سے البانویوں کی نسبت کوئی بُری رائے نہ قایم کرلیں۔ وہ اس بارہ میں بہت کچھ معذور ہیں۔ انکی حصہ کثیر کو ابھی تک تہذیب و شایستگی کی ہوا نہیں لگی۔ اور وہ ایسے علاقوں کے باشندے ہیں جو ہنوز اُسی حالت میں ہیں جس حالت میں قدرت نے ان کو ابتدا میں پیدا کیا تھا۔ شایستگی و تمدن کا ابتک وہاں تقریباً کوئی دخل نہیں ہوا ✦

یونانیوں کے سراسیمہ بھاگ گئے کے نشان

جنرل سٹاف کے افسروں نے تلادنگ شہر اور اسکے مضافات متصلہ میں گشت کی۔ جس کے دوران میں انکو محقق ہوگیا کہ دیرہ وزیر یونانی فوج کی سراسیمگی اور بیچواسی کی نسبت جو قیاس کیا گیا تھا وہ بالکل درست تہا۔ وہ سب حیران تھے کہ یونانیوں نے مقابلہ کے بغیر شہر کو کیوں چھوڑا! وہ نہایت محفوظ موقعہ پر واقع تہا۔ سامنے کیطرف دریا سالموریا کو ستم، نہایت مستحکم پناہ کا کام دے سکتا تھا۔ مورچوں اور فصیلوں پر بارہ قلعہ شکن توپیں معمولی باتریوں کے علاوہ موجود تہیں۔ مناسب موقعوں پر سپاہیوں کیلئے گڑہے کہدے ہوئے تھے۔ اور کوئی کار آمد موقعہ مورچوں سے جو نہایت عمدہ بنے ہوئے تہو خالی نہ تہا۔ مزید برآن سالموریا کے پل کو منہدم کرنے کے لئے سب سامان تیار رہا۔ مگر یونانیوں پر کچہہ ایسی دہشت متسلط ہوگئی کہ سب کو چہوڑ چہار کر بھاگ گئے۔ اور کسی چیز سے فایدہ نہ اٹھایا۔ میدانی فوجی اسپتال مجروحین کے علاج معالجہ کیلئے ابھی پورے طور سے مرتب اور آراستہ بھی نہ کئے جا سکے تہے کہ موجودہ نئی کی مکمل و وافر جدید ترین لوازمات سمیت اوسی نیم مرتب حالت میں چہوڑ دیئے گئے۔ انگریزی اور فرانسیسی ساخت کے صندوقوں سے بسپتالی بسترے۔ ادویات اور آلات ابھی کچہہ نکالے گئے تھے۔ اور کچہہ صندوقوں میں ہی بند تہے۔ جو سامان نکالا جا چکا تہا اوس کے بھی عجب بے ترتیبی کیساتھ جابجا انبار لگے ہوئے تہے۔ بیش قیمت سامانِ مرہم پٹی نفیس ملبوس۔ فلالینوں وغیرہ سے نوواردوں نے تولیوں اور جہاڑنوں کا کام لیا۔ یونانی فوج کے اعلےٰ افسر شہر کے بہترین مکانات میں فروکش ہوئے تھے۔ جہاں وہ اپنے نقشے اور تمام خط و کتابت تک پیچھے چھوڑ گئے۔ ناظرین خیال رکہیں کہ یہ کل بیچواسی ان بہادروں پر گریکوف پاشا کی چہوٹی سی فوج کے نمودار ہونے پر جس میں چار سو کے زیادہ سوار نہ تہے مستولی ہوئی تہی! ✦

غازی عثمان پاشا کی تقرری کی خبر اور ادہم پاشا کی رائے صورت معاملات پر

اسی دن ترکی ہیڈکوارٹر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ شیرِ پلیونا غازی عثمان پاشا دونوں افواج مقیمہ ایپائرس و تھیسلی کے اعلےٰ کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ مگر لاریسا کی فتح اور یونانیوں کے متوحشانہ بھاگنے کی وجہ سے اس خبر سے ترکی ہیڈکوارٹر میں کوئی ہلچل نہ پیدا ہوئی۔ اور نہ مارشل ادہم پاشا کو کسیطرح کی کچہہ تشویش لاحق ہوئی۔ پاشا موصوف نے ایک اجنبی نامہ نگار کو شرف ملاقات عطا کرکے معاملات کی صورت حال بیتکلف اور کھلم کھلا اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی:-

"یونانیوں کو اگرچہ کامل زک نہیں ملی۔ مگر وہ ایسے شکستہ دل اور بے اوسان ہوگئے ہین کہ وہ لاریسا کو جیسے حال میں انہوں نے

نے مستحکم اور مورچہ بند کیا تھا۔ بچانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور توپین اور سامان گودام پیچھے چھوڑ کر فرسالہ کو ہٹ گئے۔ ایسا کرنے سے
انہون نے تھسلی کے کل میدان اسکے قصبات لارسیا۔ ترنیاو کاردتسا اور بنزوولو کی سڑک کو جو یونانیون کا حقیقی قاعدہ اڈنش تھا
ہمارے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے۔ اس سڑک کا یونانیون کے تصرف مین نہ رہ جانا ہمارے لیے جنگی لحاظ سے جیسا کچھ
قابلقدر اور مفید ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ اسی بندرگاہ کے راستے کل یونانی فوج ترکی سرحد کو بھیجی گئی تھی۔ اسی کے راستہ
یونانی سپاہ کو کمک اور رسد وغیرہ پہنچتی رہی تھی۔ اور بندرگاہ کا راستہ جنوبی یونان سے سلسلۂ رسل و رسائل قائم رکھنے
کیلیے سب سے قریب اور آسان ہے۔ یہ درست ہے کہ وولو پر ابھی ہمارا قبضہ نہیں ہوا۔ اور یونانی اسی طرف اور اسی طرق سے پیچھے
ہٹے ہیں کہ اس سڑک کی جو درہ [illegible] گھاٹیوں میں سے گذرتی ہے کچھ عرصہ حفاظت و مدافعت کر سکتے ہیں۔ اور خود شہر کی حفاظت یونانی
جہاز کر سکتے ہیں۔ لیکن وولو۔ لارسیا ریلوے لائن ہمارے تصرف میں ہے پس یونانی اب اس لائن سے بھی جو متذکرہ صدر لائن
کو ویلسٹنو میں ملتی ہے۔ اور فرسالہ کے پاس سے گذرتی ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے پس بالفاظ دیگر ترکی فوج اس وقت تھسلی
کی جو یونان کا زرخیز ترین اور سب سے بارونق صوبہ ہے۔ پوری پوری مالک ہے۔ اور اس کی پوزیشن اور وضع اقامت
ایسی ہے کہ یونانیون کے دوسرے خط مدافعت پر حملہ کرنے سے پیشتر سرحدی درون کے راستہ جس قدر اور جس طرح چاہے کمک
منگوا سکتی ہے"۔

فرسالوس

ترکی ہیڈکوارٹر میں یہ پہلے ہی سے معلوم ہو گیا تھا کہ یونانی فرسالوس کے قریب ایک مستحکم مورچہ بند موقعہ
کو ہٹ گئے ہیں۔ اور بنزوولو کے شمال مغرب میں اس موقعہ پر بھی جہان ویلسٹنو کا ریلوے اتصال ہے جمعیت
کثیر قابض ہیں۔ فرسالوس اس معرکہ کا میدان جنگ ہونے کی وجہ سے جس میں قیصر جولیس سیزر نے ۲۲ ہزار فوج سے اپنے رقیب پامپی
کو جس کے پاس دگنی فوج تھی ۴۸ قبل مسیح میں شکست دی تھی قدیم الایام سے مشہور چلا آتا ہے۔ وہ جیسا کہ پہلے بتایا جا
چکا ہے بے شجر اور بھیانک سلسلۂ کوہستان اوتھریس کی ان شاخون پر واقع ہے جن کے قریب سے وہ زرخیز میدان شروع
ہوتا ہے جسے دریائی پی اس سیراب کرتا ہے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ جس میں چھ ایک ہزار باشندے آباد ہیں۔ ایک مدور مخروطی شکل پہاڑی
کے دامن سے لیکر تقریباً چوٹی تک منزل بمنزل چلا گیا ہے۔ یہ پہاڑی تخمیناً تین سو ساٹھ فیٹ بلند ہے۔ شہر سے اوپر وسطی
زمانہ کا ایک مدور شکل برج کھڑا ہے جس سے ترک تھسلی کو یونان کے حوالہ کرنیکے وقت تک زندان کا کام لیتے رہے تھے۔ اس برج پر کھڑے
ہونے سے تمام شہر اور میدان کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ نگاہ میدان سے گذر کر جانب شمال اولمپس کی چوٹیوں پر اور جانب
شمال مشرق اوسا اور پیلین کی چوٹیوں پر جا ٹھیرتی ہے۔ زمانہ قدیم کی عمارات تقریباً معدوم ہو گئی ہیں۔ صرف قلعہ کوہ پر ایک
پرانی زیر زمین عمارت کے کھنڈرات اور قدیم قلعہ کی دیوسار دیوارون کے نشان باقی ہین۔ کسی زمانہ مین فرسالوس تھسلی
کے مقتدر ترین اور نہایت ہی آباد شہرون مین داخل تھا۔ اس کی سابقہ عظمت و جلال کا اب ایک شمہ بھی باقی نہیں رہ گیا۔
وولو کے بندر کیساتھ وولو۔ تریکالہ۔ کالاباکا لائن کے ذریعہ سے رشتہ مواصلت قائم ہو جانیسے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اور اس سے

اس کی رونق و خوشحالی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ تھسلی قسطنطنیہ سے بہت دور ہے۔ غبار آلود شاہراہ جو لاریسا سے شروع ہو کر میدان میں سے ہوتی ہوئی آگے بڑھتی ہے فی الحقیقت اچھی حالت میں ہے۔ فرسالے سے وہ چوبدار چٹانوں کے پہاڑوں کے گرد چکر لگاتی ہوئی ڈومکوس کو اور وہاں سے وسطی یونان کو بڑھی چلی جاتی ہے فرسالہ سے اس شاہراہ کے راستہ ڈومکوس سات گھنٹوں کی مسافت ہے۔

یونانیوں نے اسی کوہستانی علاقہ میں جو میدان فرسالہ کے وسط میں واقع ہے اپنی پوزیشن نہایت عمدہ موقعہ پر قائم کی۔ اس کا سمت [illegible] سے ملحق تھا اور میسر پہاڑی سلسلہ کے متوازی [illegible] ہو گیا تھا۔ بمقام ویلسٹنو ان بلندیوں نے جو پلا وتھیہ کی پارکوں اور شہر کے درمیان تھیں۔ اور [illegible] کی پہاڑیوں نے یونانیوں کو مدافعت کے لئے بڑا کام دیا۔

بلا تردد و نقصان لاریسا پر قابض ہو جانے سے طبعی طور پر ترکی کمانڈروں کو غنیم کا فی الفور تعاقب کرنے کی ترغیب ملی۔ تاکہ یونانیوں کی گھبراہٹ اور بے ترتیبی سے فائدہ اٹھا کر بشرط امکان تمام یونانی فوج کو مزید جدال و قتال سے بیکار کر دیا جائے۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ پیشقدمی کسطرف اور کس مدعا کیلئے ہونی چاہیے۔

سب سے اہم مدعا پیش نظر تھا کہ یونانیوں کو وولو کی بندرگاہ سے ہٹا دیا جائے۔ یونانیوں کی مصافی کارروائیوں کا بڑا دار و مدار اسی مقام پر تھا۔ یونانی فوج کی خبر رسانی [illegible] تھا۔ اور اسی مقام پر [illegible] رستہ مزید کمکیں پہنچ جانے سے یونانی فوج کا حوصلہ اور طاقت پھر سنبھل سکتی اور اس کے [illegible] ہو سکتے تھے۔ بالفاظ دیگر دشمن کی مدافعت و مقابلہ کے تمام امکان کو شگوفہ میں ہی مٹا دینے کیلئے لاریسا کے قبضہ کے بعد فی الفور جمعیت کثیر کا وولو پر روانہ کرنا نہایت ضروری تھا۔

ویلسٹنو مصافی و تدبیری لحاظ سے جس مقام کو سب سے اول مسخر کرنے کی کوشش کی جانی لازمی تھی وہ ویلسٹنو تھا۔ یہ مقام تین ریلوے لائنوں کا محل اتصال اور اس [illegible] سڑک کے ناکہ پر واقع ہے جو تھسلی میدان سے پہاڑوں میں سے ہوتی ہوئی بندر وولو کو جاتی ہے۔ اسکی جنگی اہمیت [illegible] بہت اضافہ ہو گیا ہے کہ وہ دوسری پوزیشن کو مراجعت کرتے وقت اس موقع سے تعاقب کنندہ غنیم کی [illegible] شکست خوردہ فوج کو بچانے کے لئے مزاحمت کی جا سکتی ہے۔ اگر ترک لاریسا سے بخط مستقیم فرسالہ پر پیشقدمی کرتے تو ویلسٹنو یونانیوں کے قبضہ میں ہونے کی صورت میں ترکی [illegible] کیلئے نہایت خطرناک مقام ہو سکتا تھا۔ بنا بریں ولیعہد قسطنطین نے ان تمام فوائد سے متمتع ہونے کیلئے جو وولو کے کارآمد مقام سے حاصل ہو سکتی تھی۔ ویلسٹنو پر قابض رہنا ضروری تصور کیا۔ یونانی بیڑہ وولو کے بندر میں لنگر انداز تھا اور تمام ریلوے لوکوموٹیو انجن وہاں جمع تھے۔ ترک پہلے ان سے کوئی رولنگ سٹاک اگاڑیاں و انجن [illegible] ہونے کی وجہ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ بمقام ویلسٹنو اور اس کے ارد گرد یونانی یونانی افواج اسلحہ سے تقسیم کی گئیں کہ وہ اون تمام مستحکم [illegible] پر جو باہم ملکر نعل اسپ کی شکل بناتی ہیں قابض ہو گئیں۔ ایک پہاڑی اس نعل کی وسطیین ہے۔ وولو کی سڑک ویلسٹنو سے [illegible] ہوتی ہے [illegible] اس پہاڑی کے [illegible] واقع ہے جس پر ترک قابض تھے۔ اور دوسری طرف ویلسٹنو ہے جو ترکی پوزیشن سے نظر نہیں آتا تھا۔ اس پہاڑی کو متصل جبل خرلہ

کا شفاف پانی ایک زرخیز و سرسبز گھاٹی مین چمک رہا ہے جھیل کی چارون طرف گھنے جنگل موجود ہین جن مین کہین کہین رخنے پڑے ہوئے ہین - اور ان رخنون مین سے دیہاتی مساجد کے مینار جلوہ دکھاتے رہکر نظارہ کی دلفریبی کو اور بڑھا رہے ہین - پلاتوپتہ کی بارکین ویلسٹنو سے شمال مشرق مین ہین - ریلوے سڑک ہی نہین بلکہ وہ شاندار جنگی شاہ راہ بھی جو دولو کو جاتی ہے - ان بارکون کی زد مین ہے - اور یہ بین لحاظ یہ مقام بندر اور اس کے اسٹورون کی حفاظت کیلئے نہایت اہم اور کارآمد تہا - پلاتوپتہ بارکون کے قریب ایک سڑک دولو کی سڑک سے جاملی ہے جو براہ چپتی خلی ہالمیروس کو اور وہان سے براہ سوربی بندر نیامنزلہ کو جاتی ہے - سینو سیفالیہ کی بلندیان سلسلہ کوہستان قرہ طاغ سے متعلق ہین - ادہم پاشا نے فی الفور ایک اشکنا فی جماعت لاریسا سے غنیم کے تعاقب مین بھیجدی ؂

ولسٹنو پر پہلا مقابلہ

فریقین مین نئی پوزیشنون پر قایم ہونیکے بعد پہلا مقابلہ ۲۷ اپریل کو ہوا - سلیمان پاشا کے زیر کمان جو کالم دولو کی طرف بھیجا گیا تھا - اس کا بمقام ویلسٹنو دشمن سے تصادف ہوگیا - اس کالم مین چار پلٹنین - آٹھ نہایت کمزور رسالے (تیرہوین و چودہوین کیولری رجمنٹ) ایک کوہی اور دو آہی باتریان تھین دو رسالے ہراولی دستہ کی کمک کو آگے بھیجے گئے - انکو یونانیون نے پسپا کردیا اور پاؤ گھنٹہ بعد کیولری برگیڈ پر سامنے کی طرف دولو کی سڑک سے اور بائین ہاتھ کی طرف پلاتوپتہ سے گولہ باری شروع ہوگئی جس کے جواب مین ترکی توپخانہ نے بھی گولہ باری شروع کردی - یونانی گولہ اندازون نے اس موقعہ پر عمدہ قادراندازی دکھائی - ان کے پہلے گولے بھی عین ترکی توپون پر آکر گرے مگر پہٹا ایک بھی نہ - اس درست نشانہ بازی سے مجبور ہوکر ترکی باتریون کو تین حصون مین منقسم ہوجانا پڑا - تاریکی شروع ہوگئی تھی - اور یونانیون کا میسرہ ترکی کیولری کی مراجعت کا راستہ مسدود کرنیکے لئے رضالوم کیطرف بڑہ رہا تھا - پس توپون کو بچانے کے لئے اب بسرعت تمام انہیں پیچھے ہٹا لیجانا نہایت ضروری ہوگیا تھا - کیونکہ مراجعت کیلئے صرف ایک ہی پل موجود تھا باتریون کو مراجعت کا موقعہ دلانے کے لئے تیرہوین رجمنٹ پھر غنیم کے قلب اور سلیمان پاشا اس کے میسرہ کیطرف بڑہا - دریں لا باتریان سرپٹ رفتار سے پل پر سے گذر گئین جن کے بعد اول تیرہوین اور چودہوین رجمنٹ باہستگی واپس ہٹین - ترکی کیولری جرکسون کے طریق سے لڑی یعنی پشت توسن پر ہی رہ کر آتشبازی کرتی رہی جس سے طبعی طور پر دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچا یا پہنچا تو بہت خفیف لیکن اشد خطرہ کے باوجود ترکی سوارون کے حوصلے برابر قائم رہے - اور انہون نے حیرت انگیز بسالت وشجاعت دکھائی - دشمن کے سامنے سے وہ نہایت آہستگی اور لاپروائی کیساتھ پیچھے ہٹے - صرف اس وقت گھوڑون کو کسیقدر تیز کیا - جب کہ ان کے اور دشمن کے درمیان ایک گاؤن حائل ہوگیا وہ غربی کی مشرق کیطرف گئے - وہان انہین بروصہ کی ردیف پلٹن ملی - جس نے فی الفور طابیہ یعنی مورچہ بنانا شروع کردیا - اور اسکی پناہ مین کوفتہ ودماندہ فوج نے جسے ابھی تک کھانا اور پانی نہ ملا تھا - آرام کیا ۲۸ اپریل کو اتمد کی ردیف پلٹن ایک میدانی باتری سمیت بطور کمک پہنچ گئی - ۲۹ کو کرنیل محمود بک غازی مختار پاشا عثمانیہ چیف کمشنر مصر کا بیٹا پہنچگیا - اور اس کی زیر ہدایت ۲۹ و ۳۰ کو غنیم کے مورچون پر حملہ کیا گیا - کرنیل محمود نے

نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام کیا۔ مگر دریزونا غنیم کو بھی جو ابھی تک نہ ہٹا۔ دد کو ریلوے لائن پر متصرف تھا کہ از کم آٹھ پلٹنوں کی کمک پہنچ گئی تھی۔ اس نے ۲۰۔ اپریل کی دوپہر کو ترکی میمنہ کو گو ترک بکمال دلاوری سے لڑے۔ پسپا کر دیا جس پر میسرہ کو بھی جو پلاؤ پتہ اور رضا لوم کی طرف تھا پیچھے ہٹا لینا پڑ گیا۔ اس پسپائی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد ترکوں کو دس پلٹنوں اور دو باتریوں کی کمک پہنچ گئی۔ مگر ترکی کمانڈروں نے فیصلہ کیا کہ جب تک فرسالہ فتح نہ ہو جائے۔ اب ویلسٹینو پر پھر حملہ نہ کیا جائے۔ ۲۰۔ اپریل کی لڑائی میں کرنیل محمود بک نے شجاعت و استقامت اور جوانمردی و بسالت کا عجیب شاندار اور قابل ذکر نمونہ دکھایا۔

محمود کا حملہ۔ فوج پیدل کو کچھ موقعہ دلانیکے لئے اپنے اعلے افسروں سے دشمن کے ایک مورچہ پر جو پہاڑی کے کنارہ پر تھا۔ اپنی رجمنٹ سواران کے ساتھ حملہ کرنے کی اجازت طلب کی جس کو اجازت ملنے پر اُس نے حملہ کر کے فتح کر لیا۔ ابتدا میں اس کا بیش قیمت گھوڑا دشمن کی گولیوں سے ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ جوانمرد پیدل اپنے سواروں کے آگے آگے بڑھا گیا۔ ایک یونانی کپتان نشانہ باندھ کر پیہم اس پر گولیاں چلاتا رہا۔ مگر کرنیل کا بال بینکا نہ ہوا۔ بالآخر ایک اناطولین کارپورل سوار نے اس کپتان کا کام تلوار سے تمام کر دیا لیکن افسوس خود بھی شہید ہو گیا۔ کپتان کی بندوق بھری ہوئی تھی۔ کارپورل نے بحالت غضب ایک ہاتھ سے اس بندوق کو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے بندوق والے پر جو اسکے پیارے افسر کو نشانہ بنا رہا تھا تلوار کا ہاتھ صاف کیا۔ رائفل اس چھینا جھپٹی میں سر ہو گئی۔ اور اسکی گولی نے بہادر و جان نثار کارپورل کو وہیں جام شہادت پلا دیا۔ محمود کے اس حملہ میں گھوڑوں کے علاوہ ۳۲ سوار شہید و مجروح ہوئے۔ مگر جب وہ مورچہ پر قابض ہو گیا۔ تو تین طرفوں سے اس پر رائفلی بوچھار شروع ہو گئی۔ اور پھٹنے والے گولے بھی پڑنے لگ گئے۔ اس سے مجبور ہو کر اُسے لاچار واپس ہٹ آنا پڑا۔ مگر گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کے باوجود ترکی سوار قابل تعریف باترتیبی سے پیچھے ہٹے۔ بے ترتیبی اور گھبراہٹ کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔

پلاؤ پتہ کی سطح مرتفع نے یونانیوں کی پوزیشن کو مدافعت کیلئے ایسا مستحکم کر دیا ہوا تھا۔ کہ ترک اُسے توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ریلوے اور میدان دونوں اس بلندی کی زد میں تھے۔ پلاؤ پتہ کے مسخر ہو جانے پر یونانی۔ ریلوے لائن سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ اور انکی فوج کو رسد وغیرہ پہنچنے کا رستہ بند ہو جاتا جس سے وہ سخت نرغہ میں مبتلا ہو جاتی۔ کیونکہ جس کوہستانی علاقہ میں وہ موجود تھی۔ وہاں سے بہت ہی کم رسد و چارہ دستیاب ہو سکتا تھا۔ پلاؤ پتہ کی اس اہمیت کیوجہ سے ترکوں نے اسے بہر نوع فتح کرنیکا عزم کر لیا ہوا تھا۔ گو وہ یقیناً جانتے تھے کہ اُسے فتح کرنیکی کوشش میں بہت نقصان اٹھانا پڑیگا۔ مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جب ایک دفعہ یہ فتح ہو گیا۔ تو دولو خود بخود ان کے قبضہ میں آجائیگا۔ جہاں انہیں صرف تھوڑی سی ہی فوج رکھنی پڑے گی۔ میسرہ کی باقی کل فوج فرسالہ پر بازو کیطرف سے حملہ کرنیکے لئے فارغ ہو جائے گی۔ ویلسٹینو پر اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں وہ در اصل خفیف سی معرکہ آرائیاں تھیں چشم دید شاہدوں کا بیان

ہے کہ یونانی گولہ باری کی نشانہ بازی اچھی نہ تھی۔ اور ان کے گولے بھی نہ پھٹتے تھے۔ مگر ترکوں کی آتشباری خوب موثر اور نہایت سریع تھی۔ ترکوں کے گولنداز نسبتاً بہت زیادہ باحوصلہ اور قادر علی النفس تھے۔ یونانیوں کی طرح وہ بے حوصلہ اور مضطرب نہیں ہو جاتے تھے۔

ان معرکوں میں کل چار یا پانچسو آدمی ضائع ہوئے۔ ان میں بھی پہلی لڑائیوں کی طرح مصاف کنندگان کے زیادہ تر انتہائی جوارح اور اعضاء کو چٹانوں کے ٹکڑوں اور پرچوں سے جو گولوں کے لگنے سے اُڑتے تھے زخم پہنچے۔ یونانیوں نے ایسی تابڑ توڑ آتشباری کی تھی کہ تعجب ہوتا ہے کہ ترکوں کا ایسا خفیف نقصان کیسے ہوا۔ کرنیل محمود بک کیولری کے جوانمرد کمانڈر نے ایک جنگی اتاشی سے ذکر کیا کہ تقریباً دو میل مربع رقبہ پر گولیوں کی پیہم بارش ہوتی رہی تھی۔

اس بہادر افسر کا گھوڑا اس دلیرانہ حملہ میں جو اُس نے یونانی پوزیشن کے بازو پر کیا تھا۔ ہلاک ہو گیا۔ اور وہ بھی گھوڑے کے ساتھ زمین پر گر پڑا۔ اور بصد مشکل جانبر ہوا تھا۔

ویلسٹینو کی اس باستقلال اور معقول حفاظت و مدافعت کا فخر کرنیل سموسکی کو حاصل ہے۔ جو اس کامیابی کی طفیل کرنیل واتھوس اور کرنیل مانوس کا ہمسر ہو گیا۔ اور اعلیٰ تعریف و توصیف کا مستحق ہے ؛

جنگ فرسالہ

ادہم پاشا کو لاریسا سے پیشقدمی کرتے وقت بشرط امکان اپائیرس کی ترکی فوج سے تعلق و ارتباط قائم رکھنے کیلئے اپنی افواج کو بجانب غرب پھیلا دینا ضروری تھا۔ لیکن علاقہ کے کوہستانی دشوار گذار اور صعب المرور ہونے اور نیز اس وجہ سے کہ بڑی بڑی مسافتیں طے کرنا تھیں۔ اسلئے اسطرف فوجیں بڑھاتے وقت نہایت احتیاط کو مدنظر رکھنا لازمی ہو رہا تھا جس حزم و احتیاط کا ترکوں کے میمنہ کی کارروائیوں پر بھی طبعاً بہت اثر پڑا۔

ترکی سپہ سالار کا منشاء یہ تھا کہ غنیم کے میسرہ کو ملیٹ دینے سے اسے فرسالہ کی پوزیشن چھوڑ دینے پر مجبور کرے۔ اس غرض کیلئے حقی پاشا کا ڈویژن جو شروع میں تھیسلی اور اپائرس کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل و تعلق باہمی کو قائم اور آمد و رفت کے رستہ کو کھلا رکھنے کیلئے ڈسکاٹا میں مقیم کیا گیا تھا ٹرناوس اور لاریسہ کی فتح کے بعد بسرعت لاریسہ بلوا لیا گیا۔ جہاں وہ ڈبل کوچ کرتا ہوا پہنچا۔ دوسرے طرف اوّل ڈویژن زیر کمان خیری پاشا کو جسنے کوہستان میں بمقام ڈماسی لڑائی کی تھی۔ زرکوس۔ ترنجالہ کاروشا اور مسکولی پڑی پر قبضہ کر لینے کے بعد فوج کا انتہائی میمنہ بن کر آگے بڑھنے اور مقام پوزارالی سے یونانیوں کی پوزیشن بمقام فرسالہ کے میسرہ کو معرض خطر میں ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ اسکے ساتھ ہی پانچ ڈویژنوں نے ادہم پاشا کی زیر کمان سامنے کیطرف سے فرسالہ پر پیشقدمی کی۔ مگر میمنہ حسب مراد رفتار سے پیشقدمی نہ کر سکا۔ علاقہ کٹھن اور کوہستانی۔ اور باشندے ترکوں کے دشمن تھے۔ مزید برآں ملکی افواج کی باربرداری کے انتظام کی مشکلات سے اور زیادہ دق تنگ ہو گیا۔ فوج کو رسد کے معاملہ میں تھیسلی کے زرخیز علاقہ بالخصوص دلفریب وادی ٹمپہ سے بہت مدد ملی۔ جو رسد و سامان کا نہ ختم ہونیوالا مخزن پائی گئی۔

ٹرناوس اور لاریسہ کے تباہی بخش واقعات کے بعد یونانی فوج میں عظیم تغیر و تبدل کئے گئے۔ تقریباً تمام جرنیلوں کیجگہ نئے

آدمی بھیجے گئے۔ اور اعلےٰ سٹاف افسر ساپونٹ سارا کی جگہ ایک جنرل سٹاف افسر لفٹنٹ کرنیل لامبرشیں کمانڈر انچیف کے زیر فرمان عمل پیراہ ہونیکے لئے مقرر کیا گیا۔

یونانی فوج کا حصہ کثیر ان بلندیوں پر جو فرسالہ سے بجانب شمال ہیں قائم تھا۔ ادہم پاشا کی فوج ان کی طرف بہت آہستگی کے ساتھ بڑھی۔ چنانچہ فوج ہراول کے سوار کہیں ۴ مئی کو جاکر ایک طرف سوباسی اور دوسری طرف مسکولوردولی پہنچے۔ سوباسی فرسالہ سے بجانب شمال آٹھ میل کے فاصلہ پر اور آخرالذکر مقام وہاں سے بجانب غرب ۷ میل کے فاصلہ پر فرسالہ تریکالا لائن پر واقع ہے۔

دوم پنجم و ششم ڈویژن ان سواروں کی اوٹ میں اُن سے تھوڑی دور پیچھے یونانی پوزیشن کے شمال و شمال مغرب میں جمع تھے اور باقی فوج ابھی فرسالہ سے تقریباً ایک دن کی مسافت پر تھی۔ ترکی فوج حملہ آور کا میمنہ کا مغرب کیطرف بہت دور تک پھیلا ہوا تھا جس سے انہوں کو بھی صاف نظر آرہا تھا۔ کہ ترک میدان کارزار پر یونانیوں کے بازو پر سے چکر کاٹکر عقب میں جا پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ مصافی تدبیر اوّل ڈویژن کی شاطرانہ چال سے علاوہ تھی۔ ۴ مئی کو یہ ڈویژن پوزارا کی جو فرسالہ سے چودہ میل بجانب غرب ہے پہنچگیا ہوا تھا۔ جہاں سے اسنے مسلسل پیشقدمی کرکے یونانی پوزیشن کے عقب میں پہنچنا تھا۔ متذکرہ صدر تینوں ڈویژنوں کے پیچھے چہارم و ہفتم ڈویژن بشرط ضرورت کام دینے کیلئے ریزرو میں تھے۔

ترکی فوجکی صف اوّلین نے بتاریخ ۵ مئی علی الصباح چار بجے کیوقت حرکت شروع کی مارشل کا منشاء تھا کہ فیصلہ کن حملہ ۶ مئی کو کیا جاوے تاکہ خیری پاشا کو یونانیوں کے میسرہ پر پہنچنے کیلئے کافی وقت ملجائے۔ مگر ۵ مئی کو جب وہ میدان جنگ میں پہنچے تو پیدل فوج غنیم سے گتھ چکی تھی۔ فرسالہ لاریسا سے تخمیناً بائیس میل بجانب جنوب ہے۔ یونانی ان پہاڑیوں کی ڈھلوانوں پر جو میدان فرسالہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں نہایت عمدہ موقعہ پر قائم تھے۔ اور وہاں خوب مستحکم مورچے تیار کرلئے ہوئے تھے۔ ان کے دونوں بازوؤں پر جنگل موجود تھا۔ اور توپخانہ کا زیادہ حصہ میمنہ پر نصب تھا۔ شروع شروع میں یونانی گولے خوب نشانہ پر گرے غالباً اُن کے گولندازوں نے گذشتہ چند دنوں میں اپنے نشانوں کو خوب پختہ کرلیا۔ اور مختلف مسافتوں کو اچھی طرح اندازہ لیا تھا مگر دوپہر کے قریب ترک شجاعانہ دھاوا کرکے غنیم کو اسکی پوزیشن سے ہٹادینے میں کامیاب ہوگئے۔ اور یونانیوں نے ترکی حملہ کی تاب نہ لاکر ان بلندیوں کی طرف جو میدان کے دوسرے کنارہ پر تھیں مسلسل ہٹنا شروع کردیا اس پسپائی کیوقت وہ ترکی توپوں کی صاف زد میں رہے۔ اور بالخصوص انکی میمنہ کو بہت نقصان پہنچا۔ مگر انکے "ریر گارڈ" دستہ عقب نے باقی فوج کو بچانے کے لئے مردانہ وار اپنے تئیں قربان کردیا۔ پسپائی کے شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ بھر کی فرصت نہ دی انکی آتشباری ایک لمحہ کیلئے مدہم پڑی یا بند ہوئی۔ جب حملہ آور بلندیوں کے بالائی کنارہ پر جہاں سے کل میدان زیر نظر تھا پہنچے تو دشمن کی سراسیمگی و بیچارگی اور اپنے دوسرے دستوں کی مسلسل پیشقدمی دیکھکر ان کے حوصلے اور بھی تیز ہوگئے دائیں بائیں دونوں طرف ترکی فوج پیدل کے کالم سیاہ گھٹا کیطرح آگے بڑھے جا رہے تھے۔ اور زیر پا فرحت بخش میدان

تنگ ہوگئی ہے اور اوسکے پیچھے اوتھریس کے سیاہ و مہیب پہاڑ سر بفلک کھڑے ہیں تمام میدان یونانیوں سے جو بسرعت قدم اٹھائے جارہے تھے بھرا ہوا تھا سب کا رخ ایک سنگی پل کیطرف تھا جو ایک چھوٹے سے نالہ پر بنا ہوا تھا۔ ورنیولا ترکی توپخانہ آگے بڑھکر جا بجا نہایت عمدہ موقعوں پر قایم ہوگیا تھا۔ اور بھگوڑے یونانیوں کے کالموں پہ گولہ پر گولہ پھینک رہا تھا۔ ہر گولہ کے گرنے پر جب گرد و غبار کا طوفان سطح زمین سے اوٹھتا تو بھگوڑوں کی رفتار اور تیز ہوجاتی۔ اون کی عقبی دستے سپاہیونکے کھڑے ہونے کیلئے گڑھے کھود لئے تھے جہاں سے وہ مسلسل آتشباری کرتا رہا لیکن ترکی فوج پیدل کی کثرت آخر انکی بہادرانہ مدافعت پر غالب آگئی ترک اونکو یکے بعد دیگرے ایک سے دوسری پوزیشن کو دھکیلتے گئے۔ ترکوں کی شیرانہ شجاعت واقعی قابل دید تھی اونہوں نے کسی پناہ یا اوٹ کی حفاظت کو منظور نہ کیا اور بلا توقف و قیام برابر بڑھتے چلے گئے حتی کہ رائفلیں سر کرنے کیلئے کسی وقت گھٹنے کو بھی زمین پر نہ لگایا چلتے چلتے آتشباری کرتے رہے جب کہ یونانی پل پر سے گذرنے کیلئے جمع ہو رہے تھے ایک ٹرین فوج لیکر دولو کیطرف سے آرہی تھی ایک پھٹنے والا گولہ اس ٹرین کو لگا جس سے یونانیوں کو بہت نقصان پہونچا جس وقت یونانی بتدریج پل سے گذر گئے اور دریا اونکے اور انکے تعاقب کنندگان کے درمیان حائل ہوگیا۔ تو اون کے نیم مردہ جسموں میں پھر کسیقدر جان پڑگئی اور لڑائی میں بھی تھوڑا سا وقفہ پڑگیا لیکن ادہم پاشا نے اس فتح کے بعد بلا توقف فرسالہ کیطرف بڑھنے جانیکا عزم کرلیا وہ ایک باتری لیکر میدان میں اتر آئے۔ رائفل بردار کی ایک صف آگے کردی اور غنیم پر پھر حملہ کردیا جس کے دوران میں ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ اسدن پہلے ایسی سخت لڑائی نہ ہوئی تھی ایک چھوٹے سے موضع پر جو بجانب میمنہ تھا۔ ایسی تابڑ توڑ آتشباری کیگئی کہ ترکی سپاہی دھوئیں میں نظر نہ آتے تھے۔ رہی سہی کثیر گولوں نے پوری کردی اور ترک موضع پر قابض ہوگئے۔ یونانی فرسالہ کیطرف ہٹ گئے اور حملہ کرنیکے فی الفور پیچھے ترکی پلٹنیں صف آرا کردیگئیں۔ سورج غروب ہونا شروع ہوگیا تھا مگر جب تک دن کی روشنی رہی۔ ترک شہر پر برابر گولے پھینکتے رہے۔ باتری پر باتری پیچھے سے چلی آکر شہر کے گرداگرد قایم ہورہی تھی حتی کہ چاروں طرف سے شہر توپخانہ کے حلقہ میں آگیا۔ بالآخر تاریکی نے گولہ باری کو بند کرادیا اور یونانی تاریکی سے فایدہ اوٹھاکر اپنی کل پوزیشنوں کو خالی کرگئے اور پہاڑوں میں پناہ جالی کیونکہ مراجعت کا رستہ معرض خطر میں تھا اور ترک فرسالہ ڈوموکوس کی سڑک پر قابض ہوچکے تھے۔ دوسرے دن جب حمدی اور ممدوح کے ڈویژن فرسالہ کی متصلہ بلندیوں پر قابض ہوگئے تو پھر حمدی پاشا کی ڈویژن کو بریگیڈ زیرکمان حسن پاشا نے خود شہر پر بھی قبضہ کرلیا شہزادہ ولیعہد بہادر کا کل سامان چھ توپیں اور بہت سامان حرب غنیمت میں ملا۔ ایک اجنبی افسر جو موقعہ پر موجود تھا ۵ و ۶ مئی کے محاربات ولیشنو فرسالہ کی کیفیت جنگی بصر کے پہلو سے اسطرح بیان کرتا ہے "ممدوح شاغر حمدی او ممدوح کے تینوں ڈویژن متوازی صفوں میں آگے پیچھے اسطرح سے صف آرا ہو کر کہ ایک ڈویژن سب سے آگے دوسرا اوس سے کچھ پیچھے دائیں ہاتھ اور تیسرا اور تھوڑے سے فاصلہ پر پہلے کے بائیں ہاتھ تھا میمنہ کیطرف سے بڑھے یہ تینوں اسطرح جدا جدا مرتبہ ہو کر یونانیوں

کی پوزیشن کی طرف بڑہے اوسکو انہوں نے قرہ ومری تکیہ اور فرسالہ کی سڑک کے برابر برابر جو موضع تاتاری سے میدان کیطرف اُترتی ہے۔ مائیغلی گڑہوں سے مستحکم کیا ہوا تھا یونانیوں کی جمعیت وہاں چار اور آٹھ پلٹنوں کے درمیان تھی۔ اور ہر ایک باتری میسرہ پر نصب تھی۔ سہ پہر تک بسلسل گولہ باری اور آتشباری ہوتے رہنے کے باوجود یونانی اپنی جگہہ پر قابض رہنے کے بعد آخر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئے اور وہ کامل باترتیبی کے ساتھ بلندیوں کے کنارہ سے میدان کو ہٹے۔ انکے تعاقب میں صرف حسن پاشا کا بریگیڈ تین میدانی باتریاں اور ایک کوہی باتری لیکر آگے بڑہا۔ ترکی گولے خوب نشان پر گرتے رہے۔ جو عموماً یونانی دستہ عقب کو (سکرمشرون یعنی ڈھیل کر اور متفرق ہوکر لڑنے والوں) کی پتلی سی صف پر پھٹتے دکھائی دیتے رہے۔ لیکن باین ہمہ دوسرے دن جب ہم اوس موقعہ سے گذرے تو گولہ باری کے مؤثر ہونے کی کوئی علامتیں نہ دیکھیں ہمنے کسی مجروح کو سڑک کے رستہ واپس جاتے نہ دیکھا اور مقتولین کی بھی بہت کم تعداد دیکھی۔

پس ان لڑائیوں میں زیادہ نقصان ہونیکی روایتوں کو کسیقدر مشتبہ سمجھنا مناسب ہے باضابطہ طور پر ترکوں کے نقصان کی تعداد ۳۰۰ ظاہر کیگئی تھی میدان میں بھی حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کیلئے یونانیوں نے ایک پوزیشن تیار کی ہوئی تھی۔ موضع ورتیسلی کو محفوظ کرکے اوسکے گرد رائیفلی گڑہے کہود لئے گئے تھے۔ آٹھ تازہ دم پلٹنیں اور ایک باتری میمنہ کے عقب میں جمع کیگئیں اور اُسیوقت چار پلٹنوں کا ایک کالم اوس پہاڑی سے جو فرسالہ کے عقب میں ہے میدان میں اُترآیا۔ الغرض وہاں تقریباً ۲۴ پلٹنیں یا دو انفنٹری ڈویژن موجود تھے لیکن رات نے اس تصادم کا خاتمہ کردیا۔ اس معرکہ کو لڑائی نہیں کہا جا سکتا وہ محض تصادم تھا۔ صبح کو جب ترک آگے بڑہے تو انہوں نے فرسالہ کو خالی پایا۔ یونانی ڈوموکوس کو ہٹ گئے تھے۔

ویلسٹینو کا دوسرا معرکہ اوسیدن جبکہ قرہ دمری پر لڑائی ہوئی ویلسٹینو میں بھی لڑائی ہوتی رہی تھی ہرادلے دستہ کو معرکہ کے بعد جس میں ترکوں کو زک پہنچی تھی۔ اونہوں نے حقی پاشا کو کل ڈویژن کو جمع کرلیا تھا۔ یونانی وادی کے جنوب مغربی گوشہ میں ایک نہایت مستحکم موقعہ پر جہاں سے میدان اور دولو کی جنگی سڑک اونکی زد میں تھی قابض تھے۔ رائیفلی گڑہوں اور مورچوں سے اس موقعہ کی طبعی استحکام کو ایسا مضبوط کرلیا تھا کہ سامنے کیطرف سے حملہ کرکے اوسے فتح کرنے کی کوشش کا نتیجہ خواہ حملہ کنندہ قوم کی جمعیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوتی سخت نقصان اوٹھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا تھا وہاں نو ہزار سے زیادہ یونانی فوج مقیم تھی کیونکہ ممالک اجنبیہ کے قونصلوں نے دولو کو ترکوں کے سپرد کرتے وقت بیان کیا تھا کہ نو ہزار سپاہ وہاں سے جہازوں پر سوار ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ فوج خشکی کے رستہ بھی بجانب جنوب الکیروس کو ہٹی تھی۔ خالی کارتوسوں کی مقدار سے جو انبار کے انبار لگے ہوئے تھے ثابت ہو رہا تھا کہ حقی پاشا کی فوج پیہم و مسلسل آتشباری کرتی رہی تھی۔ جو عمودی بلندیوں پر ساتھ ساتھ حفاظت کی خندقیں کھودتی ہوئی آگے بڑہی تھی چٹانی زمین پر قدرے قلیل آلات و اوزار سے یونہی خندقیں کھودنا

سہل کام نہ تھا چہ جائیکہ دشمن بھی اوپر سے تابڑ توڑ گولوں اور گولیوں کی بوچھار کر رہا ہو مگر فرسالا کی فتح نے اونکو طویل معرکہ آرائی سے بچالیا۔ اس فتح سے ترک فرسالا کیطرف سے ولسٹینو کو عقب میں پہنچکر یہاں کی یونانی فوج کی مراجعت کا رستہ بند کرنیکے قابل ہوگئے تھے بس اگر یونانی ولسٹینو کو خالی نکرتے اور مزاحمت و مدافعت پر قایم رہتے تو اونکا نتیجہ کامل بربادی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ سات مئی کی رات کو محدوح پاشا کا کل ڈویژن حقی پاشا کو حملہ میں مدد دینے کیلئے فرسالا کو بھیجا گیا۔ مگر یونانی اسکے پہنچنے سے پہلے پسپا ہوچکے تھے چنانچہ اسی تاریخ کی شام کو ادہم پاشا چلتی ہوئی ولسٹینو کو ریلوے سٹیشن پر نشیب باشی پہنچے

یونانیوں نے فرسالہ کی متصلہ پوزیشن کو چھن جانے پر زیادہ تر اون معرکونکی وجہ سے جو ترکوں کے میمنہ پر ہوئے فرسالہ کو خالی کیا تھا اور یونانی میسرہ اس لئے پسپا ہوا کہ خیری پاشا کی پیشقدمی سے عقب کیطرف ہٹنے کا رستہ مخدوش ہونے لگا تھا۔ یونانیونکا بیان ہے کہ مراجعت کمال باترتیبی سے کیگئی ہیں لیکن اس بیان کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ مراجعت کی شروع ہی سے صلاح و تجویز کرلیگئی ہوئی تھی تاہم ایسی پوزیشن پر قایم ہونا جسپر مستقل طور سے نہیں بلکہ صرف عارضی طور پر قابض ہونیکا ارادہ ہو جنگی آداب کی لحاظ سے ہمیشہ سخت غلطی متصور ہوتا ہے۔ اس پوزیشن پر عارضی طور پر قابض ہونا صرف اوس صورت میں مناسب معقول ہوسکتا تھا کہ اگر ترکوں نے ٹرناوس اور لاریسہ کی بھاگ کا مستعدی کے ساتھ سر توڑ تعاقب کیا ہوتا کیونکہ ایسی صورت میں فوج کی بچی ہوئی منتشر کردہ فوج اور اوس کی پراگندہ صفوں کو مرتب و جمع کرنے کیلیے سب سے پہلے محفوظ موقعہ سے فایدہ اُٹھانا قرین مصلحت ہی نہیں بلکہ ایکطرح سے لازمی ہوتا۔ مگر ترکوں نے کوئی تعاقب نہ کیا تھا اور ایسی صورت میں پہلے ہی سے پسپائی کا ارادہ کرکے اس موقعہ پر قایم ہونا گویا خود فوج کو مزید مراجعت اور شکستہ دل بنانا تھا۔ یونانی کمانڈروں کو ایسے موقعہ پر قایم ہونا لازم تھا جہاں سے وہ جمکر مقابلہ کرنیکا ارادہ رکھتے تھے اور جسے وہ اس غرض کیلیے مناسب تصور کرتے تھے۔

یونانیوں کو فرسالہ کے موقعہ پر قایم ہونے سے صرف یہ فایدہ پہنچا کہ کرنیل سمولنسکی کیلیے ولسٹینو پر قابض رہنا آسان ہوگیا اور خوش قسمتی سے اوسے وہاں ایک ایسی فوجی کامیابی حاصل ہوگئی جسنے اسی ماتحت اور دیگر معدودے چند واقعی قابل یونانی افسروں کا ہمسر بنادیا۔

کرنیل سمولنسکی کی مراجعت کا حکم ۵ مئی کی شام کو وصول ہوا۔ اور اوسنے آلمیرو (کرتا سنی) کیطرف ہٹنا مناسب سمجھا۔ یہ مراجعت فرسالہ کی متصلہ پوزیشن سے دست بردار ہوجانیکا لازمی نتیجہ تھی۔ یونانی فوج کا بڑا حصہ ڈوموکوس کیطرف ہٹا جہانکی پہاڑی پر نے افسوکی توپیں نصب کردیگئیں۔ جب ۶ مئی کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہوگیا کہ یونانی تا حال بلا اوپٹہ پر بالاستحکام قابض ہیں تو ترکوں نے اونکو وہاں سے نکالنے کیلیے نہایت ہی تحمل اور مستعدی دکھائی۔ ایکطرف فرسالہ کے قریب کے ڈویژنوں میں سے ایک کو دو بجے سہ پہر ولسٹینو کو روانہ ہوجانیکا حکم دیا گیا۔ دوسری طرف جو فوجیں ٹرناوس کے راستہ لاریسہ پہنچ رہی تھیں۔ اونکو ولسٹینو کے حملہ میں شریک ہونے کیلیے فی الفور روانہ کیا

اور یہ فیصلہ ہوگیا کہ ۸ مئی کی دوپہر کو تین ڈویژن غنیم کی پوزیشنوں پر حملہ کریں۔ ترکوں نے ان دنوں میں اتنی لنبی مسافتیں طے کیں کہ اونکا خیال کرکے حیرت ہوتی ہے۔ ۸ مئی کو علی الصبح ولسیٹنو اور رضالوم (ریزومایلوس) کو درمیان دو ڈویژن حملہ کیلئے بالکل تیار کھڑے تھے۔ اور تیسری کا عنقریب پہنچ جانا قطعًا یقینی تھا مگر عین حملہ کے وقت معلوم ہوگیا کہ سب تیاریاں فضول تھیں۔ چالاک وعیار غنیم پھر ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

حقی پاشا[۵] کا ڈویژن قلب لشکر کے میسرہ کی حفاظت اور ولسیٹنو کے قریب کے دروں پر قابض رہنے کے لئے ولسیٹنو کے قریب مقیم رکھا گیا۔ اس ڈویژن کی کچھ فوج نے بطور رسکیسر دستہ جبل پیلی اون پر گشت کرکے ہالمیروس کی سڑک پر قبضہ کرلیا اور بمقام الکیشی اپنے ہراول کو مقیم کردیا۔ اس قبضہ کی بدولت ادن ڈہلوان سطحوں پر جو ہالمیروس کیطرف نشیب کہاتی جاتی ہیں۔ دستہ مذکور اور ایک یونانی بریگیڈ میں جسکے ساتھ دو یا تین باتریاں تہیں خفیف سی لڑائی ہوئی یونانی ہالمیروس کو میدان کو دہکیل دیئے گئے مگر ترک اونکا تعاقب نکرسکتے تھے کیونکہ یونانی بیڑہ جہازات کا حصہ کثیر ہالمیروس کے سامنے لنگرانداز تھا۔ ۸ سے ۱۰ مئی تک ترکی میسرہ پر صورت معاملات یہ رہی جو اوپر مذکور ہوچکی ہے۔

۱۱ مئی کو ترکی افواج فرسالہ کے گرد جمع ہوگئیں اور اونکو اسطرح سے تقسیم کیا گیا۔ اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم و ششم ڈویژن پہلی صف میں۔ ممدوح وخیری کے ڈویژن دوسری صف میں اور حیدر پاشا کا ڈویژن قلب کے عقب میں بمقام تکیہ رکھا گیا۔ ہیڈکوارٹر بھی تکیہ میں تھا۔ اور بعیدی چوکیوں کی صف جنمیں صف اولین کے ڈویژنوں سے آدمی مامور کیئے گئے تھے میل سوا میل فرسالہ کے جنوب میں تھی۔ دس بٹالین تریکالہ پر قابض ہونے کے لئے بہیجدی گئی تھیں۔

ساتواں ڈویژن (زیر کمان حسنی پاشا) جو پہلے کاٹرینا میں رکھا گیا تھا۔ تمام و کمال لاریسہ میں جمع ہوچکا تھا۔

[۵] حقی پاشا بسالار ادو دوم (فریق سوم) جنگ سے پہلے صدر جندارمہ (یعنی پولیس کمشنر) سلطنت عثمانیہ تھے۔ ۱۸۳۳ء میں فوج میں داخل ہوئے۔ مدرسہ حربیہ سے نکلتے ہی عہدہ لفٹنٹ سے ممتاز ہوئے۔ حقی پاشا مانٹی نیگرو کی لڑائی پر روانہ کیئے گئے تھے وہاں وہ اپنی کمپنی کے استوار و محکم مقام پر حملہ آور ہوئے جس کا نمایاں کے صلہ میں عہدہ کول آغاسی یعنی ایجوٹنٹ میجر پر ترقی پائی ۱۸۵۵ء میں سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ اور عہدہ میر آلائی لفٹنٹ کرنل سے ممتاز ہوئے۔ اسکے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم کے دوم چمبرلین مقرر ہوئے اور ۱۸۶۶ء میں ہمراہ رکاب ہمایون سلطانی بطور اول چمبرلین سفر یورپ میں شریک رہے ۱۸۷۱ء تک ارض روم کی کونسل کے چہارم درجہ کے رکن رہے ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء کے معرکہ میں بمقام قارص حقی پاشا نے جنگ الاجہ داغ میں نمایاں بہادری ظاہر کی جسکے صلہ میں میر لوا یعنی بریگیڈیر جنرل کے عہدہ سے ممتاز ہوئے ۱۸۷۸ء میں قسطنطنیہ کو واپس آئے۔ اور جندارمہ دپولیس کی صدارت سے سرفراز اور عہدہ فریق یعنی ڈویژن جنرل سے ممتاز ہوئے۔ حقی پاشا ایرانی وضع کے آدمی تھے لیکن اول درجہ کے ریاضی دان ناظم اور بہت باکمال شجاع اور ہمدرد ملک و قوم تھے افسوس کہ جنگ سے چند ماہ بعد بمقام تہسیلی اکتوبر ۱۸۹۷ء میں رحلت ہوگئی۔

اور درہ ملونا سے ٹرناوس تک کے راستہ کی حفاظت کا کام نوذار و یکلی دستون کے سپرد تھا۔ الغرض ساتوں ڈویژن اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم، ہفتم لاریا۔ وولو۔ فرسالہ میں مثلث کی شکل میں مقیم تھے۔ میمنہ تریخالہ میں تھا جہان ایک مضبوط بریگیڈ مامور تھا۔

سپاہ کو ۵ مئی سے ۱۱ مئی تک کے مسلسل جدوجہد اور صعب محنت کے بعد کافی آرام ملگیا تھا۔ مزید برآن جارحانہ کاروائی کو جاری رکھنے کیلئے کمان میں ایک ایسا تغیر ہوگیا تھا جسے سب نے نہایت پسند کیا یعنی مشیر ادہم پاشا کل ترکی افواج مقیمہ تھیسلی وایپائرس کے اعلے کمانڈر بنا دئے گئے تھے۔ اور اس تغیر سے فوجی کارروائیوں کے انصرام کے متعلق وہ ربط و اتحاد حاصل ہوگیا تھا جسکی اشد ضرورت تھی۔ اور اس امر کی پختہ توقع ہوگئی تھی کہ اب پھر جارحانہ کارروائیوں کے شروع ہونے پر دونون فوجین ایک ہی مدعا مد نظر رکھکر ایک دوسرے کے دوش بدوش کارروائی کرینگی۔

ترکی صف اولین فرسالہ سے وولو تک پھیلی ہوئی تھی۔ اسکے بالمقابل یونانی ڈوموکوس سے ہالمیروس تک قابض تھے ڈوموکوس میں اونکا ایک کمزور آرمی کور (دو ڈویژن)، اور ہالمیروس میں انفنٹری کا ایک مضبوط بریگیڈ۔ ایک رسالہ۔ دو یا تین باتریان اور بیڑہ جہازات کا زبردست حصہ موجود تھا۔ جو یونانی فوج ۷ مئی کو ولسٹینو میں مقیم تھی اور اُسی دن رات کے وقت وولو سے جہازوں پر سوار ہوگئی تھی اُسکا کچھ حصہ ڈوموکوس کی فوجکی کمک کو بھیجدیا گیا۔

یونانی فوجکی نسبت بالکل بجا طور پر یہ قیاس کیا جاسکتا ہی کہ اوسوقت اوسکی حالت کچھ اچھی نہ تھی جس فوجکا مفتوں سے پسپائی کے سوا اور کوئی کام نہ رہا ہو۔ جو اس اثنا میں یکدفعہ جو اس باختہ بھی ہوچکی ہو جسے اپنے افسرون پر کوئی بھروسہ نہ رہگیا ہو۔ اور جسمیں تربیت و نظام جنگی کا نام و نشان نہ ہو جسکا حصہ کثیر تعجیل و جلدی میں جمع اور مسلح کئے گئے افراد پر مشتمل ہو اور جسکے افسر فریقانہ دھڑہ بندیونکی جذبات کا شکار ہوں۔ اور اور توکئی جلون اور الفاظ سے مانوس ہوں مگر فرض کے نام سے بھی ناواقف ہوں۔ ایسی فوجکو بھلا کس طرح جنگی اغراض کیلیئے کافی کارآمد سمجھا جاسکتا ہے ان خیالون کی کے ساتھ اون امور کو بھی مستزاد کر دینا ضروری ہے کہ سامان حرب کے محفوظ ذخیرہ میں نمایان قلت اور توپون کی تعداد میں بہت کمی ہوگئی تھی کیونکہ ہر مراجعت کیوقت گولہ بارود کی معتدبہ مقدار اور ایک یا دو باتریان پیچھے چھوٹ جاتی رہی تھیں تجربہ کار اور تربیت یافتہ افسرون کے فقدان کیوجہ سے یونانی سادہ ترین جنگی اصولون کی خلاف ورزی کے مسلسل مرتکب ہوتے رہتے تھے۔ بطور مثال ایک امر کا بتا دینا کفایت کریگا۔ بعیدی چوکیان بالعموم صف مصافی سے اتنے فاصلہ پر بٹھائی جاتی تھیں کہ اون کو پسپائی کے وقت اپنی فوج کو جا ملنے کیلیئے بالکل بلا امداد لنبے لنبے فاصلے طے کرنے پڑتے تھے سپاہیوں کے آرام و آسایش کا بھی کوئی کافی انتظام نہ تھا۔

ٹرناوس اور لاریا کیطرح فرسالہ اور ولسٹینو میں بھی یونانی اپنی مراجعت کے راستہ کو کھلا اور سمندر سے تعلق قایم رکھنے میں کامیاب رہی۔ اس وقت تک ترکون نے ان دونوں باتوں کیطرف کچھ توجہ نہ کی وہ صرف

اسی پر قانع ہے کہ غنیم کے ایک بازو پر کثیر فوج جمع کر دینے سے اسے پسپائی پر مجبور کر دیا جائے اونہوں نے دشمن کی مراجعت کا رستہ بند کر کے اسے مکمل تباہ یا اسیر ہو جانے پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کی اگر خیری پاشا کا ڈویژن فرسالہ پر ٹھیک مقررہ وقت پر پہنچ جاتا تو یقیناً ولی عہد بہادر کی فوج کا کام تمام ہو جاتا۔ اسیطرح اگر ولسٹینو و کردشک پر حملہ کیا جاتا تو سمندر سے تعلق ہو جانے کیوجہ سے یونانیوں کی ترکی تمام ہو جاتی۔

غنیم پر بلحاظ تعداد فائق ہونیکے باوجود ترکوں نے اسکا کوئی نمایاں ثمرہ نہ اوٹھایا۔ یونانی بیڑہ جہازات کمزور ہونے کیوجہ سے اونکو جارحانہ کوئی مدد نہ دے سکا اور بنا برین یونان اپنی بحری طاقت کی طفیل جو اونکو متحرک قاعدہ الجیش اور اسباب حرکات کا کام دیتی رہی۔ بجز بعد دیگرے نیا مامن ڈھونڈ لینے اور فیصلہ کن نبرد آزمائی سے بچتے رہنے میں کامیاب ہوئے رہے۔ اگر یونانیوں کے پاس تربیت یافتہ و خوب منتظم فوج ہوتی جو تعداد میں خواہ زیادہ نہ ہوتی مگر مسلسل حرکت اور معرکہ آرائی کی مشقت و تکلیف کا باستقامت مقابلہ کرنیکی قابلیت رکھتی تو وہ اس فوقیت سے بےنظیر اور بیش بہا فائدہ اوٹھا سکتے سمندر کے ساحل پر جابجا عمیق خلیجیں موجود ہیں یونانی جہازات ان خلیجوں میں داخل ہو کر بآسانی تمام خشکی پر فوج اتار سکتے تھے جو جمعیت کثیر ترکی فوج کے ہراولی دستوں پر مسلسل حملہ کرتی رہکر اون کو پسپا کر سکتی تھی اور جب پیچھے سے ان دستوں کو کمک پہنچ جاتی تو جھٹ جہازوں پر سوار ہو کر غائب ہو سکتی تھی۔

یونانیوں نے مراجعت کیلئے دو مختلف راستے اختیار کرنے میں بھی غلطی کی۔ اونہوں نے کچھ فوج فرسالہ کیطرف ہٹائی اور کچھ وولو کیطرف اگر وہ سب کے سب وولو ہٹتے تو محاربہ کا حقیقی قاعدہ اساس اونکے قبضہ میں رہتا جو ریلوی لائنوں کا محل اتصال اور ایسا بندرگاہ تھا کہ فوج کو براہ راست وہاں تک کمک اور رسد وغیرہ پہنچ سکتی مگر غالباً اونہوں نے یہ سمجھا کہ ایسا کرنے سے ایتھنز کا رستہ غنیم کیلئے کشادہ ہو جائیگا۔

اگر وہ ایتھنز کی ہی حفاظت کرنا چاہتے تھے تو انہیں واجب تھا کہ وولو کی سڑک کو کھلا چھوڑ دیتے اور لامیہ کی طرف ہٹتے کیونکہ ایتھنز کو صرف یہیں سے ہو کر رستہ جاتا ہے۔ معلوم نہیں وولو کا چند دن پہلے یا پیچھے غنیم کے قبضہ میں چلا جانا کوئی وزن نہیں رکھتا تھا۔ مگر اسمعاملہ میں بھی یونانیوں سے غلطی ہوئی۔ وہ ایتھنز کا رستہ فرسالہ سے بند نہیں کر سکتے تھے بلکہ صرف کوہستان اوتھریس سے دلسٹینو اور ریلا دیسہ کی پوزیشن جیسا کہ تجربہ نے ثابت ہو گیا نہایت مستحکم تھی اور کل یونانی فوج کی وہاں سمائی ہو سکتی تھی۔ اگر اعلیٰ کمان کرنیل ناوس کے سپرد کیجاتی۔ اور کل فوجی طاقت وہاں مجتمع ہوتی تو ما غلب وجوہ ادہم پاشا کبھی اوسکو بازو پر چھوڑ کر ایتھنز کیطرف بڑھنے کی جرات نکرتے بلکہ پہلے دشمن کو اس پوزیشن سے ہٹا لینا ضروری تصور کرتے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر طبعاً مستحکم و محفوظ پوزیشن میں جسے مورچوں وغیرہ سے بآسانی اور بھی محفوظ کیا جا سکتا تھا معقول فوج موجود ہوتی تو ترکی فوج برابر کئی دن تک متواتر حملہ کرتے رہنے کے بعد بھی بمشکل اس مدعا میں کامیاب ہو سکتی۔

مگر یونانیوں کی غلطی سے واقعات نے بالکل مختلف روش صورت اختیار کی۔ ترکی فوج وولو پر قابض ہو گئی۔ اور ریلوے کے رولنگ اسٹاک کو جو تمام وہاں جمع تھا تلف کر دینا ان کی مرضی پر منحصر ہو گیا وولو کے قبضہ کے بعد انتہائی احتیاط اور بہت سوچ بچار کے بعد ڈوموکوس اور دربند فورکا کو فتح کرنے کی تیاریاں کیگئیں۔ وولو کا قبضہ اپنے متعلقہ واقعات کی وجہ سے ایک خاص قسم کا واقعہ تھا۔ وہ اس طرح سے ترکوں کے قبضہ میں آیا۔

فوج ابھی وہاں سے روانہ ہوئی تھی لیکن جنگی جہاز جو ہمہ وجوہ لڑائی کے لیے تیار ہے تا حال بندرگاہ میں موجود تھے شہر ایسے باشندوں سے بھرا ہوا تھا جو ایکدوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ یونانی جنگی جہازوں کے علاوہ یورپین طاقتوں کے جنگی جہاز بھی پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے بحری سپاہیوں کے دستے خشکی پر اتار دیئے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ فلاں شخص شہر کا مالک ہے مختلف پارٹیاں اور فریق ایکدوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار تھے۔ ایک نامہ نگار اپنے روزنامچہ میں صورت حال کی یہ دلچسپ کیفیت درج کرتا ہے۔

"شہر میں داخل ہونے پر وہاں عجب دلچسپ سماں نظر آیا۔ انگریزی۔ فرانسیسی و اطالین بحری سپاہیوں کی ٹولیاں دس دس پندرہ پندرہ کی جماعت میں اپنے اپنے قومی جھنڈوں کو اوٹھائے اپنے ہم وطنوں کو حسب ضرورت امداد دینے کے لیے بالکل تیار بازاروں میں کھڑی تھیں۔ برٹش ایجنسی کا کارندہ یونین جیک (انگریزی علم) کے سایہ میں خوش خوش ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ انگریزی علم ہمارے سر پر لہرا رہا تھا۔ اگر یونانی جہاز شہر پر گولہ باری کرتے تو ہم نے بفور انگریزی کشتیوں پر سوار ہو کر انگریزی گنبوٹ "وڈ ایڈک" پر چلے جاتے اور پھر اس انگریزی سرزمین سے بالکل محفوظ و مطمئن خاطر اس دلچسپ نظارہ کی سیر کرتے"

ادہم پاشا نے وولو کا ان چار قونصلوں کی معرفت جو انہیں بمقام ویلیسٹینو ملے تھے یونانی امیر البحر کو کہلا بھیجا کہ وہ وولو میں بامن امان داخل ہونا چاہتے ہیں پھر نجیب بیگ کو سفید جھنڈا دیکر روانہ کیا گیا میں اوس کے ہمراہ تھا جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو اوسکے باشندوں نے باہر آکر نہایت ادب و احترام سے ہمارا استقبال کیا دروازہ میں داخل ہونے تک لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا۔ اور بالآخر ہمارے گرد بڑا مجمع جمع ہو گیا سب کے سر ننگے تھے اور اداسی کی بجائے زیادہ تر خوشی اون کے چہروں سے ٹپک رہی تھی۔ ویکٹری بازار تک مجمع کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی پہلے پہل تو ہمیں "ٹون ہال" کا پتہ نہ ملسکا مگر آخرش میرا قواص جو یونانی بول سکتا تھا پوچھتا پوچھتا ہم وہاں تک لے گیا ہم نے اسمیں داخل ہو کر کہا کہ ہم برگوماسٹر (شہر کے مجسٹریٹ و میر مجلس میونسپلٹی) کو ملنا چاہتے ہیں مگر وہ نہ ملا تھوڑے سے انتظار کے بعد ایک کوئی جو برگوماسٹر کی عدم موجودگی میں قائم مقام کرتا ہے پہنچ گیا۔ نجیب بیگ نے اسے مارشل لا کا اعلان دکھایا۔ اسمیں ادہم پاشا نے یہ لکھا تھا کہ شہر کے تمام باشندے ترکی پناہ میں لے لئے گئے ہیں اور انکی جان و مال کی حفاظت کیجائیگی وہ حسب دستور سابق با امن و امان اپنے اپنے روزگار میں مصروف رہیں۔"

"جب ماسیو گوئی اعلان کو پڑھ چکا تو ہم سب اسی آواز بلند لوگون کو سنانے کے لیے جھروکہ پر آگئے میںنے مدت العمر میں پہلے کبھی ایسا رقت انگیز نظارہ نہ دیکھا تھا ہم نے زرد رو اور اوپر کو اوٹھائے ہوئے چہروں کا متلاطم سمندر دیکھا جو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے والے الفاظ کو سننے کے لیے چون گوش روزہ دار بر آواز اللہ اکبر عجب بے صبری کے ساتھ منتظر کھڑے تھے۔ قایمقام نے اعلان کو بلند پڑہنا شروع کیا مگر اوسکی آواز ایسی پست تھی کہ کوئی مطلب نہ سمجھ سکا۔ لوگون نے پکارنا شروع کیا "بلند آواز سے پڑہو ہم کچھ نہیں سن سکتے تھے" اسپر ماسیو گوئی نے از سر نو پھر شروع سے با آواز بلند پڑہنا شروع کیا اور اس دفعہ مطلب لوگوں کے ذہن نشین ہوتا گیا اور جب اونکو اعلان کا مدعا معلوم ہو گیا تو کل انبوہ نے بے اختیار خوشی کی ایک لمبی سانس لی۔ اور پھر یکبارگی سب بیساختہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ پکار اُٹھے "خداوند کریم سلطان کی عمر دراز کرے۔ ترکو۔ دیر تک سلامت رہو" اعلان کے پڑہے جانے کے وقت ہمیں تین یونانی جنگی جہازوں کی سیاہ شکلیں بندرگاہ میں دکھائی دیتی رہی تھیں۔ یونانی امیر البحر کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ اسپر نجیب بک نے مجھے اور دو اور نامہ نگارونکو یونانی کمانڈر کا فیصلہ معلوم کرنے کے لیے اوس کے جہاز پر بھیجا لیکن ہمیں گھاٹ پر ہی دول اجنبیہ کے جہازوں کے کپتان امیر البحر کا پیغام لیے آتے ملگئے اوسنے کہلا بھیجا کہ "جب تک مجھے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ ترکوں نے فی الواقع بامن و امان شہر پر قبضہ کیا ہے میں بندرگاہ میں رہونگا" یہ سنکر نجیب بک نے سپہ سالار کیطرف سے جواب دیا کہ "سلطان المعظم کی افواج ایسے شہر کے باشندوں کی جنہنے اطاعت قبول کر لی ہو حفاظت کرنا اچھی طرح سے جانتی ہیں پولیس کے فرایض ادا کرنے کے لیے صرف ایک بٹالین شہر میں داخل ہو گی۔ باقی فوج باہر خیمہ زن رہیگی امیر البحر براہ مہربانی تشریف لیجائیں۔ ورنہ ہم اوسکی موجودگی سے جو نتایج پیدا ہونگے اوسکے ذمے وار نہیں ہونگے"

فصل دوازدہم

جنگ ڈوموکوس ارشل ادہم پاشا نے ۱۴ مئی کو فرسالہ میں اور اوسکے ارد گرد زبردست جمعیت فراہم کر لی۔ اس کے علاوہ میمنہ و میسرہ میں بمقام تریکالہ و ولسٹینو ایک ایک زبردست ڈویژن موجود تھا پندرہ مئی کو ہیڈ کوارٹر کے افسروں نے غنیم کی پوزیشن کی گرد آوری کی جس کے دوران میں انکو

[1] اس کی فتح پر ادہم پاشا نے جلالت مآب کی خدمت میں ۲۹- اپریل کو یہ تار ارسال کیا تھا:- آج ۲۹- اپریل کی شام کے ۶ بجے تریقالہ کو فوج ظفر موج نے فتح کر لیا اور شہر میں داخل ہونیسے پہلے خبر ملی کہ یونانیوں نے دو سو دایم الحبس قیدیونکو رہا کر دیا اور ۹ ہزار بندوق معہ دیگر سامان حرب کے اہالیان شہر بغرض حوالہ کر چلتے ہوئے کہ اونسے ترکونکا مقابلہ کریں (باقی حاشیہ صفحہ ۱۳۷)

معلوم ہوا کہ وہ ڈوموکوس کے شمال میں ایک نہایت مضبوط موقعہ پر قایم ہے اوسکی پوزیشن کا سامنا چھ میل میں پھیلا ہوا ہے اور چاروں طرف مورچوں اور رائفل گڑہوں کی چھ قطاریں اوپر نیچے تیار کر لیگئی ہیں۔

۱۷ امئی کو اس پوزیشن پر حملہ کرنیکا حکم صادر ہوا۔ اور مندرجہ ذیل افواج کو پیشقدمی کی ہدایت کیگئی بجانب میمنہ خیری پاشا کا ڈویژن ایک کالم میں ڈوموکوس کی شاہ راہ کے دائیں ہاتھ ہرشی عمر اور یکر ملرکر رستہ سیویا اور سکاریتا کو اور نشاط پاشا کا ڈویژن جس میں تین بریگیڈ کر دیئے گئے تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کے دونوں طرف آگے بڑھے۔

قلب میں حمدی پاشا کا ڈویژن جس میں دو بریگیڈ تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کی مشرق میں ورنیا ورواتی سکاریا۔ اور کروسوبا کے راستے پورناری پر بڑھے۔

میسرہ پر ممدوح پاشا کا ڈویژن قرہ چالی (کرتسالی) اور گرکلی کے رستہ غنیم کے میمنہ اور خط مراجعت کی طرف جائے۔ اور حیدر پاشا کا ڈویژن قلب کی عقب میں رہکر پیشقدمی کرے۔

حملہ کی تاریخ سے ایک دن پہلے یعنے ۱۶ امئی کو حقی پاشا کو ہالمیروس پر پیشقدمی کرنیکا حکم ملچکا تھا۔ تاکہ وہ سترہ مئی کو ہالمیروس کے شمالمغرب میں قرہ دانتی کے قرب وجوار میں غنیم پر ایک ساتھ حملہ کرنے کیلیے اپنی کل فوج سمیت ادہم پاشا کا اگر ہاتھ بٹا سکے۔

میجر خالکنر وان سوتن برگ کی یادداشتوں کی مطابق جسے جرمن گورنمنٹ نے باضابطہ طور پر حالات جنگ کی خبر دیتے رہنے کے لئے ترکی فوج میں بھیجا ہوا تھا۔ ان تینوں ڈویژنوں نے جنہوں نے ایک ساتھ غنیم پر حملہ کرنا تھا، امئی کو علی الصبح چار اور پانچ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) کیدان (کمانڈر) پہلوفرق کا خیری پاشا شہر میں داخل ہوا اور یہ اشتہار شائع کیا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اندر رستے شخص اپنے آلات حرب ہماری تحویل میں دیگا وہ منزا پائیگا اور جسکے پاس فوجی ذخیرہ ہو یا جسکو اسکی اطلاع ہو وہ حاضر کرے ورنہ انکار کرنیوالا ابھی مستوجب سزا ٹھیرایا جاویگا۔"

قصبہ مذکور اور قصبہ فاردیچہ کے کل باشندوں نے بلا تمیز مذہب و قومیت سفراء دول کی پاس انہی دنوں اپنی حالت زار اور ظلم کے متعلق حسب ذیل عریضہ ارسال کیا۔ "پندرہ سولہ برس سے ہم لوگ یونانیوں کے دست ظلم سے تنگ اور انکو جور و تعدی سے سخت مجبور ہو گئے تھے اوس پر طرہ یہ ہوا کہ جب یونانی لشکر ترکوں کے ہاتھ سے ہزیمت اوٹھا کر فرار ہونے لگا تو بھاگتے بھاگتے ہی ہمارے سرسبز کھیتوں اور ہر قسم کے مال و اسباب کو تباہ و برباد کر کے ہکو بے عزت کیا۔ ہرچند ہم چیختے چلاتے رہے لیکن ہماری فریاد و زاری پر کوئی متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ یہانتک کہ ترکی لشکر آ پہنچا اور تب ہمکو امان ملی۔ یہ قوم ہماری زراعت کی محافظ ہماری ننگ و ناموس اموال و متاع کی نگہبان اور حفظ صحت کیلئے پوری پوری ساعی ہے پس ہماری درخواست ہی کہ ہماری ردی حالت اور ترکی عساکر کے ترحم اور معدلت کی حکایات اپنے اپنے بادشاہوں کو سنا دیں اور عرض کریں کہ آئندہ ہمیشہ کیلئے ہمکو یونانی گورنمنٹ کے حوالہ نکریں اور انکے دست تعدی سے نجات دلانیمیں ساعی ہوں"

بجے کے درمیان حرکت کی۔ جنرل موصوف کی تحریر کردہ حالات باقی کل نامہ نگاروں کی تحریر پر بہ صفائی بیان، عملی تجربہ و مہارت
سلامت وضاحت اور اہم معاملات کو نظر انداز نہ ہونے دینے میں بہت ہی فوقیت رکھتے ہیں۔ دس بجے صبح کے وقت
خیری پاشا کی ڈویژن کا ہراول مین تہامی میمنہ پر بمقام سیوپا غنیم کے سر پر پہنچ گیا۔ اگرچہ وہاں یونانیوں کی ایک تھوڑی سی
کمزور و نحیف اور بوسیدہ کمپنی موجود تھی۔ مگر خیری پاشا نے اون کے مقابلہ کے لیے ایک سالم انفنٹری رجمنٹ کو صف آرا
کیا اور اسطرح نہایت قیمتی وقت کا ایک گھنٹہ ضائع کیا گیا۔ کیونکہ اس صف آرائی اور فضول تیاری کی وجہ سے
وہ گیارہ بجے سے پہلے سیوپا پر قابض نہ ہو سکا۔ حمدی پاشا کے ڈویژن کا ہراول بھی دس بجے کے قریب دشمن کے مقابل پہنچ گیا
اور اس طرف بھی شام تک آتشباری کی آواز برابر سنائی دیتی رہی۔ قلب میں حمدی و نشاط اور نیز میمنہ پر خیری پاشا کو اسدن
حسب ذیل صورت پیش آئی۔ نشاط کے ڈویژن کا ہراول غنیم کی پوزیشن کے سامنے جو ڈوموکوس کے مقابل تھی دوپہر کے قریب پہنچا
اور سوا ۱۲ بجے غنیم کی سب سے بالائی صف پر چار انچ قطر کی چار کرپ توپوں سے اسپر گولہ باری شروع کر دی۔

خیری پاشا کے ڈویژن نے سیوپا کو فتح کرنے کے بعد ۳ بجے کے قریب غنیم کی چار پلٹنوں اور کئی میدانی باتریوں سے
جو سفلاری اور بالانتی کی درمیانی بلندیوں سے اتر کر میدان میں صف آرا ہوتی تھیں۔ زور آزمائی شروع
کی یہ بلندیاں ڈوموکوس کے قریب بائیں ہاتھ کی طرف واقع ہیں۔ اسیوقت یونانیوں کی دوسری صف نے نشاط کی فوج پیدل
پر تین باتریوں سے گولہ برسانا شروع کر دیا۔ سوا تین بجے نشاط کی ہراول باتری کمال شجاعت کیساتھ پیشقدمی کر کے یونانی
توپخانہ سے ۲۸۰۰ سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی۔ ساڑھے تین بجے دوسری ترکی باتری اس سے جا ملی اور چار بجے تک وہاں ۱۱
باتریاں جمع ہو گئیں۔ جو ترکی قلب سے یونانیوں پر رات پڑ جانے تک مسلسل گولہ باری کرتی رہیں۔

تین بجکر ۴۰ منٹ پر نظام بریگیڈ یعنے ایڈریانوپل کی ۱۴ ویں و پندرہویں رجمنٹیں (جو ماسر رائفل سے مسلح تھا)۔
یونانیوں کی چہارم سوم دوم و اول صفوف کی انفنٹری پوزیشنوں کے اوس موقعہ پر جہاں یہ صفیں یا مورچوں کی قطاریں
آپس میں بلکہ اندر کیطرف زاویہ بنا رہی تھیں حملہ کرنیکے لیے ناقابل اعتبار و حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ اسطرح بڑھا کہ کبھی تھوڑی
دیر کے لیے ٹھیر جاتا پھر یکبارگی تیزی کیساتھ دوڑ کر کچھ فاصلہ طے کر لیتا۔ حملہ کیلئے صرف ایک رجمنٹ صف آرا ہوئی دوسری
ریزرو میں رہی۔ پیشقدمی سڑک کے دائیں ہاتھ کے علاقہ میں کیگئی۔ جب حملہ کنندہ بریگیڈ یعنی رجمنٹ نے سوا ایک ہزار گز کا
فاصلہ طے کر لیا تو اسپر توپوں و رائفل آتشباری کی اندھا دھند بارش شروع ہو گئی۔ غنیم کی پوزیشن ابھی تیرہ سو گز کے فاصلہ
پر تھی۔ جب اس رجمنٹ نے بلا کمک امداد طے کرنا تھا غنیم کے بے انتہا تغلبیہ فوقیت کے باوصف یہ شجاع رجمنٹ مردانہ وار آگے
بڑھتی گئی حتی کہ غنیم صرف چار یا پانسو گز کے فاصلہ پر رہ گیا۔ وہاں پہنچکر رجمنٹ مذکور بے نظیر استقلال و ثابت قدمی سے
اپنے موقعہ پر قائم ہو گئی۔ ایک متنفس نے پیٹھ نہ دکھائی اور سب کے سب تاریکی پڑ جانے تک ایک قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس
رجمنٹ میں چھ چھ سو آدمیوں کی چار پلٹنیں تھیں جن میں سے چھ سو اور آٹھ سو کے درمیان اس حملہ میں شہید ہوئے۔

شام کے چھ بجے کے قریب اب پہلی مرتبہ بریگیڈ کی دوسری رجمنٹ اپنی رفیق رجمنٹ کی مدد کیلئے آگے بڑہائی گئی تب تک ایک سپاہی بھی حالانکہ وسکے اسقدر آدمی ضائع ہوچکے تھے اوسکی مدد کو نہ بھیجا گیا تھا۔ دینولا خیری نے بھی بالآخر غنیم کو اپنے سامنے سے پسپا کرکے نشاط کے میمنہ پر اپنی فوجکو از سر نو صف آرا کیا۔ اور ادہر نشاط کی دوسری ڈویژن نے پورناری کو فتح کر لیا۔

شام کے سات بجے کے قریب نشاط کا تیسرا بریگیڈ صف آرا ہوکر آگے بڑھا۔ ترکونکو یقین تھا کہ یونانی اونکے حملہ کے جواب میں متذکرہ صدر رجمنٹوں پر بالمقابل دہاوا کرینگے۔ اور اسی بالمقابل حملہ کو روکنے اور اسکا مقابلہ کرنے کیلئے تیسرا بریگیڈ آگے بڑھایا گیا تھا مگر بہادر یونانیوں نے کوئی حملہ نہ کیا۔

توپی مبارزت تاریکی کے بعد تقریباً سوا نو بجے بند ہوئی۔ یونانیوں کی پوزیشنوں میں ساری رات الاؤ جلتے رہے مگر ۱۸ مئی کی صبحکو معلوم ہوگیا کہ وہ تمام موقع چھوڑکر رفوچکر ہوگئے ہیں۔ اور یہاں بھی اپنی توپیں پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اونہیں اس لیے پسپا ہونا پڑا۔ کہ ممدوح پاشا اون کے بازو پر پہنچ گیا تھا۔

حمدی پاشا کی ڈویژن کا مقابلہ دس بجے کے قریب وردالی کے قرب و جوار میں ہوا جہاں سے اُسنے یونانیوں کو دستہ مقدم کو اپنی بڑی اور اصل پوزیشن کیطرف ہٹا دیا۔ اس ڈویژن نے کسیقدر تساہل اور سستی کے ساتھ حرکت کی مگر شام کے قریب وہ پورناری تک پہونچ جانے میں جو ڈومو کوس کے شمال مشرق میں ہے کامیاب ہوگیا۔ اور ۱۸ مئی کی رات کو یونانی میمنہ پر شب باش ہوا۔ حمدی کا ہمسایہ میسرہ پر ممدوح پاشا تھا جو صبح کیوقت غنیم کو سپا مُلسے نکالکر پھر گرگلی پہنچ گیا تھا اور اسطرح درہ فورکا سے وہ بھی اُسیقدر فاصلہ پر تھا جتنے فاصلہ پر کہ یونانی تھے اور اسی امر نے یونانیونکو ۱۸ مئی کی درمیانی رات کو ڈومو کوس سے چلے جانے پر مجبور کیا۔ اگر چہ جاتے ہوئے ترکونکو دہوکا دینے کے لئے الاؤ وغیرہ روشن چھوڑ گئے جنکی روشنی سے اس مرتبہ بھی ترک دہوکہ کھاگئے اور یہی سمجھتے رہے کہ یونانی برابر موجود ہیں اونکو کہیں صبحکے پانچ بجے اسبات کا پختہ علم ہوا کہ یونانی پوزیشنیں خالی پڑی ہیں۔

میجر فاکنر نے اس لڑائی کے حالات متذکرہ صدر فوجیانہ اختصار کیساتھ تحریر کئے ہیں جنکی مقابلہ پر ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی مطول و مشرح دلچسپ تحریر کا درج کردینا نامناسب نہوگا۔ نامہ نگار مذکور یونانی ہیڈ کوارٹر کے ساتھ تھا۔ ۱۸ مئی کی لڑائیوں کی کیفیت قلمبند کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہے کہ یونانیونکو یقین تھا کہ اب اور لڑائی نہیں ہوگی۔ اور دربا طن اون کو توقع تھی کہ فریقین میں نامہ و پیام شروع ہوگیا ہے جسکا نتیجہ التوائے جنگ ہوگا۔

نامہ نگار مذکور جب یونانی لشکر میں پہنچا تو اُسنے فوجکے عقب میں صورت حال نہایت ہی ابتر پائی سپاہی بے ترتیب و خستہ حال بارش اور کوہی سردی میں بے پناہ فرش خاک پر لیٹے ہوئے تھے خیموں کا سایہ اور بچاؤ بھی اونکے لیے موجود نہ تھا شرکین گاڑیونسی جنپر مجروح۔ بیمار اور سامان و گودام بار تھے اٹی ہوئی تھیں اور تمام کمال بیچوآسی کے ساتھ دشمن کے پہنچنے سے حتی الامکان فی الفور دور نکلجانے کے لیے ادہر اُدہر دوڑ رہے تھے۔ دریولا کے تین سڑکوں کے رستے جو خاسی دیاری کی چوٹیوں پر سے ہوتی ہوئیں فرسالہ سے جنوب کو آتی ہیں۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے انمیں سے مغرب کیطرف

کی مواضع ریاضی و درہ زالی سے درمیانی موضع تاارلی ہی اور مشرقی قزلار سی گذرتی ہی۔ آخر الذکر مشرک کر رستہ جو ترکی کالم چلا آرہا تھا اوسی جنرل سمولنسکی کے دستہ کو ولیعہد کی فوج سی منقطع اور یونانیوں کے میمنہ کو معرض خطر میں ڈالنے کا حکم تھا ولیعہد اون پہاڑی سلسلوں سی ایک کر کراو ٹرے اور ڈھلوانوں پر جو جبال کاسی یاری سی بجانب جنوب میں متصرف تھا۔ موضع ڈوموکوس اسی سلسلہ کی وسط میں ہی اور اوس سی چند میل بجانب شرق کت زیری اور کیتی کی ہیں۔ یونانی میسرہ درہ اگوریانی کے دہانہ پر قابض تھا۔ لامیہ فرسالہ کی ریلوی لاین اس درہ میں سے بن رہی تھی۔ یونانیوں کو ان بازو کو درہ مذکور کے چھن جانیکا اندیشہ تھا۔ یونانی پوزیشن نعل کی شکل میں تھی جسکا دایاں بازو دوسرے سی چھوٹا تھا۔ جس کنارہ پر یونانی میسرہ (یا پچھ ہزار پیدل) قایم تھا۔ اوسکی بلندی پر تین کوہی باتریاں نصب تھیں۔ پوزیشن کی قلب یعنی بمقام ڈوموکوس اوسکی متصلہ پہاڑیوں پر بتدریج میدان کیطرف ڈھال کھاتی ہیں ۵ میدانی باتریاں۔ چند کوہی تو پیں اور بارہ لیکن بارہ ہزار تک پیدل فوج موجود تھی میمنہ پر چار میدانی باتریاں اور چند کوہی توپیں جابجا نصب تھیں۔ کیتی کی اور کت زیری میں چھ چھ توپیں تھیں۔ اس بازو پر بارہ ہزار فوج پیدل تھی متذکرہ صدر سپاہ کی علاوہ ۶ ہزار انفنٹری ڈومو کوس کی مغرب میں ایک پہاڑی اثنانی کو ٹہلا و پر ریزرو میں تھی۔ اور دو چھوٹی قطر کی کرپ توپیں بھی مندرجہ بالا توپخانہ سے علاوہ تہیں۔ اونمیں سے ایک پرانے قلعہ پر جو شہر سے اوپر ہے نصب تھی۔ اور دوسری ڈومو کوس کی شرق کیطرف کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر جہاں سے کل میدان زد میں تھا الغرض یونانیوں کی کل جمعیت ۳۵ و چالیس ہزار کے درمیان تھی پانسو سوار بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ ترکی فوج حملہ آور میں غالباً پچاس ہزار آدمی تھے جنرل مارو میکالیس یونانیوں کی قلب کا اور ماکریس میمنہ کا کمانڈر تھا۔

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے۔ دہوپ کی روشنی میں ڈومو کوس کی بلندیوں سی ترکی پیشقدمی کا نظارہ فی الواقع نہایت ہی شاندار اور دلفریب تھا۔ پانچ سالم فوج پیدل کی آگے آگے جو بل کھاتی ہوئی قطاروں میں آگے بڑھی آرہی تھی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلے آرہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد دو بڑا اولی ترکی باتریاں اپنی فوج پیدل کی مزید پیشقدمی کو دشمن کی آتشباری سی پناہ دلوانیکی لیے یونانیونکی پوزیشن کے بالمقابل ایک موقعہ پر کہڑی ہوگئیں ادہر دونوں کرپ توپوں نے سب سے پہلے کل توپخانہ کو گولہ باری شروع کرنیکا اعلان کر دیا اور دونوں طرف سی دہواں دہار گولہ باری شروع ہوگئی جسکی تیزی میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا گیا یونانیونکو ترکوں پر صرف یہی فوقیت حاصل نہ تھی کہ وہ بلند سطح پر تھے بلکہ اونکے گولندازوں نے گزشتہ چند دنوں میں کل مسافتوں کا نہایت احتیاط کیساتھ اندازہ کر لیا ہوا تھا چنانچہ اونکو اپنی توپونکی شست اتنی درست کرنیمیں کوئی دقت پیش نہ آئی توپونکی آتشباری کے علاوہ کوہستانی ...... اور بیرونی ہی ...... کر ہو نیکی وجہ سے ...... جنگ کا شعلہ آناً فاناً ایک سرے سی دوسرے سرے تک کل صفوں میں پہیلگیا اور دونوں طرف کی توپخانہ نے بعد دار گرجنا شروع کر دیا یونانیونکی آتشباری زیادہ موثر تھی کیونکہ ایک تو اونکے گولنداز باطمینان محفوظ جگہ سے توپیں چلا رہے تھے۔

دوسری اونکو اپنی تعیناتی ادہر ادہر ہٹانیکی ضرورت تھی بنا بریں ترکی لشکر شروع اور انکی مددکنندہ دستونکو بہت نقصان اٹھانا پڑا اسپہر کے چار بجے کے قریب ترکوں نے پہلے سے زیادہ ثبات و مردانگی سے یونانی میمنہ پر دبا دا شروع کر دیا۔ ترکی باتریاں شہر کے دونوں بازو ونپر نمودار ہوکر آہستہ آہستہ آگے بڑہنے لگیں اور ساتھ ہی انکی پناہ میں فوج پیدل نے متوازی صفوف میں باتریوں سے بجانب غرب قابل تعریف استقامت و عزم دلاورانہ کے ساتھ اون مورچونپر جہاں اویزونی اور اطالین والنیٹر قابض تھے آتشباری کرتے ہوئے آگے بڑہنا شروع کر دیا۔

اطالین مجاہدین کا اصل کمانڈر ریکیوٹی گارٹی بالڈی اسوقت غیر ملکی یونانیوں کی پلٹن میں تھا۔ اور اسکی جگہ سپیرانی برسرکار تھا۔ یہ مجاہدین اویزونیوں کی کمک کیلئے ان مورچوں کو بھیجے گئے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر لڑائی نہایت حدت اور تیزی کے ساتھ ہوئی۔ ترک بے نظیر استقلال و پامردی سے آگے بڑہے آرہے تھے اور ادہر اطالین اونپر کمال اطمینان و استقامت کے ساتھ گولیوں کی سچ مچ تابڑتوڑ بارش کر رہے تھے۔

نامہ نگار اطالین مجاہدین کی شراب فروش عورت کی جو اسوقت تیمارداری کا کام کر رہی تھی بہت تعریف کرتا ہے وہ لکھتا کہ یہ چھوٹی سی پھرتیل عورت جو کمال لاپروائی کے ساتھ گولوں اور گولیونکی مسلسل بوچھار میں پھرتی رہی جو کوئی زخمی ہوکر گرتا جھٹ اوسکی مدد جا کرتی جسکے پاس کارتوس ختم ہو جاتے اوسے کارتوس پہنچا دیتی اور خود سب طرح سے محفوظ مضمون ہو رہی سرخ جاکٹ نے اسکی ملاحت و دلفریبی کو اور دوبالا کر دیا ہوا تھا۔

ورینولا ترکی میسرہ بتدریج آگے بڑہا چلا آرہا تھا۔ اور انکو قلب نے بھی بڑہنا شروع کر دیا تھا جنرل مارومیکالیس نے جھٹ پٹ تین ہزار آدمی ریزرو فوج سے ڈوموکوس کی پوزیشن کے استحکام کیلئے بھیجدیئے اوسوقت کل یونانی فوج مصروف کارزار تھی ترکون نے یونانیوں کے میسرہ پر بھی درہ اگوریانی کو چھیننے کیلئے نہایت تیزی کے ساتھ دباوا کر دیا جو تھا شام کے سات بجے لڑائی دونوں طرف سے مدہم پڑگئی اور غروب آفتاب تک بتدریج بالکل بند ہوگئی۔ صرف دونوں کی توپیں ترکی صفوںپر گولی برساتی رہیں کہ اتنے میں یکبارگی یونانی کیولری جسنے لڑائی میں بہت کم حصہ لیا تھا میدان سے نکلکر درہ فورکا کی سڑک سڑک پیچھے ہٹتی جاتی دکھائی دی۔

اس وقت تک اون تمام لوگوں کا جو لڑائی کو یونانیوں کی صف کے قلب سے دیکھتے رہے تھے یہی خیال تھا کہ حملہ آور اپنی شجاعت کثرت کے باوصف یونانی پوزیشنوں کی صف کو نہیں توڑ سکے۔ اور لڑائی کا قطعی فیصلہ کرنیکے لیئے کل بھی ضرور لڑائی ہوگی یہ شاہد اس امر پر بھی متفق الرائے تھے کہ جس استقامت و پامردی کے ساتھ نوعمر سپاہی اور وہ لوگ جو باقاعدہ تربیت یافتہ سپاہی نہیں۔ آج لڑے ہیں۔ وہ بھی بے انتہا تعریف کی مستحق ہے مگر دریں اثنا ترکوں نے کثرت تعداد کی طفیل سے پہر کے دو اور تین کے درمیان یونانیوں کے انتہائی میمنہ کو جو کیتی کی ہے تہ و بالا کر دیا تھا اور وہاں کی سپاہ تھوڑے سے مقابلہ کے بعد موضع بوزی کی طرف ہٹ آئی تھی وہاں پہنچکر جنرل ماکریس نے کمک کے پہنچ جانے تک جسکے لیئے اسنے سخت تاکید کر بھیجی تھی دشمن

کا مقابلہ کرنیکی کوشش کی مگر کمک کے نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ زیادہ دیر موضع مذکور میں نہ ٹھیر سکا اور بسرعت تمام واپس ہونے آنے پر مجبور ہوگیا۔ رات کو آٹھ بجے اوسکی فوج میں ایسی بھاگڑ پڑ گئی کہ ڈوموکوس کی پوزیشن پر قایم رہنا ناممکن ہوگیا چنانچہ پاکرسی کی پسپائی کی خبر سنتے ہی کل فوج کو مراجعت کا حکم دیدیا گیا۔ فرسالہ اور ٹرناوس کی مراجعت کیطرح اس مراجعت کیوقت بھی رستہ چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ سڑک گودام و سامان حرب کی چھکڑوں چھیرو خونگی گاڑیوں اور ٹرانسپورٹ و کمسریٹ کی جانوروں وغیرہ سے ہی ناہیں رکی ہوئی تھی۔ بلکہ ہزاروں باشندے بھی اس خوف سے کہ ترکوں کے قابو میں آجانے پر اونکی بڑی گت بنیگی سراسیمہ وار دوڑے چلے جا رہے اور پریشانی و بے ترتیبی کو اور زیادہ پریشان بنا رہے تھے ۔

انگریزی نامہ نگار کی تحریر میں جو اسلئے بیشک بہت دلچسپ ہے کہ اوسنے بچشم خود ڈوموکوس کی لڑائی کا مشاہدہ کیا تھا تو یونانیوں کی بہت تعریف کیگئی ہے اور ایسا کہنے میں اوسپر طرفداری کا الزام بھی وارد نہیں ہو سکتا۔ اوسنے وہی کچھ دیکھا جو قلب میں گذرا اور یہ مسلم امر ہے کہ اس موقعہ پر ترکوں کی نسبت یونانی بہت کچھ فایدہ میں تھے اور اونکو اپنی پوزیشن کے طبعی و مصنوعی استحکام کی وجہ سے ترکوں پر بہت فوقیت حاصل تھی۔ نامہ نگار مذکور اپنی تحریر کے خاتمہ پر ولیعہد کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ وہ ایک متصلہ پہاڑی کی چوٹی سے ایک مکان کے جھروکہ سے جہاں اوسکا ہیڈ کوارٹر تھا لڑائی کو دیکھتا رہا اور پھر صبح آیندہ کو گاڑی پر سوار ہو کر کچھ سوار اونکو اردل میں لیے ہوئے تارانتزا کو روانہ ہوگیا رستہ میں لامیہ نہ ٹھیرا جہاں کے بلحاظ حالات موجودہ اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کرنا چاہیے تھا ۔

۱۸ مئی کو ترکوں نے سامنے کی طرف سے ڈوموکوس پر قبضہ کر لیا جہاں اونہیں اسلحہ[1] و سامان حرب کی مقدار کثیر دستیاب ہوئی ہمنے قلب یعنی خیری نشاط و حیدر کی ڈویژنوں کو درے سے اوترکر اوسمیں داخل ہوتے ہیں۔ وہ ڈوموکوس کی متصلہ پہاڑیوں کو واقعی جبال اوتھریس سے جدا کرتا ہے۔ ان پہاڑیوں پر سے میدان لامیہ کو جو دری جاتے ہیں ۔ اون میں سب سے اہم درہ فورکا ہے ۔

۱۸ کی شام کو ممدوح اور حمدی کے ڈویژن درہ کے سامنے ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے اسپر یونانی ابھی تک قابض تھے جنگ جخرودی کی لڑائی کے بعد ترکوں نے شمالی سرے کو اندر داخل دیا۔ ۱۸ و ۱۹ مئی کی درمیانی رات کو حمدی کی ڈویژن کی تین بلٹین غنیم سے بالکل متصل اپنے دیدبانی کے فرایض پر مامور تھیں ترکی فوج کی ہیئت مجموعیہ اسوقت حسب ذیل تھی :- خیری نشاط اور حیدر کو تینوں ڈویژن ڈوموکوس اور وردینی کے درمیان تھے۔ حمدی اور ممدوح کے ڈویژن ان سے آگے وردینی، پالاآس اور فورکا میں بشکل مثلث قایم تھے یہ دونوں ڈویژن بالخصوص

[1] معارکہ ڈوموکوس میں ترکوں کو زمینوں۔ وردیوں اور سامان جنگ و رسد کے علاوہ حسب ذیل غنیمت ملی۔ بارہ قلعہ شکن توپیں ۱/۲ ۱۰ سنٹی میٹر یعنی ۴ ۱/۲ انچ قطر کی، چھ کوہی توپیں ۱/۲ ۶ سنٹی میٹر یعنی ۳ انچ قطر کی ۹۵ گاڑیاں گولہ بارود کی ۔ ۱۰۳۴۴ چھوٹے بڑے گولے بارہ ہزار صندوق رایفل کارتوسوں کی ۳۶۱۹ گراس قسم کی رایفلیں اور ۵۹ گاڑیاں باربرداری کی :-

محمد نجیب پاشا کا جو میسرہ پر تھا مغرب کیطرف بہت آگے نکلجانیکی وجہ سے باقی فوج سے ایکطرح سے بالکل جدا ہو گیا تھا۔

۱۹ مئی کو علے الصبح حمدی کے ڈویژن کی بعیدی چوکیوں کو معلوم ہو گیا کہ درہ فورکا خالی پڑا ہے جسپر شاہراہ کے رستہ لامیہ کی طرف نے الفور پیشقدمی کیجانیکا حکم صادر ہو گیا ۱۹ مئی کی دوپہر کو بالکل اچانک اور غیر مترقبہ طور پر دشمن سے ایک اور مقابلہ ہو گیا۔ جبال اوتھریس کی جنوبی شاخوں کے آخری سلسلہ کے مقام تارنتابیں جو لامیہ سے دو میل شمال میں ہے غنیم کی دس بلٹینیں معہ دو یا تین باتریوں کے ایک نہایت مستحکم موقعہ پر متصرف پائی گئیں۔ درہ فورکا سے مراجعت کرجانے کے بعد غنیم کی یہ نئی اسٹریٹیجی جنگی لحاظ سے کسیطرح سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ کیونکہ اگر یونانیوں کا منشا مزاحمت کرنیکا تھا تو مفروض ہے کہ لامیہ کے متصلہ علاقہ کی نسبت درہ فورکا بدرجہا زیادہ مناسب و کارآمد تھا۔ اوس کے قرب و جوار کی طبعی بناوٹ سے اون کو مدافعت میں زبردست مدد مل سکتی تھی۔ مزید برآں اس پسند کردہ پوزیشن سے لڑائی شروع ہوجانے کے بعد مراجعت کرنا ایسا مشکل تھا کہ عقل کبھی باور نہیں کر سکتی تھی کہ یونانی وہاں ٹھیر کر مقابلہ کرنے کی کوشش کرینگے۔ پسپائی کے وقت اون کو لامیہ کے میدان سے گذرنا پڑتا جہاں ترکی باتریاں جو یقینا بلند اون کے آخری سلسلہ پر فی الفور نصب کردیجاتیں اونکو فی الواقع بھون ڈالتیں۔ یہ معاملہ اس لحاظ سے بھی نہایت حیرت انگیز ہو رہا تھا کہ یونانیوں کو جنہوں نے رات کی تاریکی سے فایدہ اوٹھاکر مراجعت کرتے رہنے میں واقعی کمال کر دکھایا تھا۔ ایسی جرات کہاں سے پیدا ہو گئی ہے کہ ایسے موقعہ پر مقابلہ کے لیئے تیار ہو گئے ہیں۔ جہاں سے وہ تاریکی سے پہلے بآسانی بے دخل کر دیئے جا سکتے تھے۔

یہ بلا مبالغہ عقدہ مالا ینحل تھا مگر جیسا کہ میجر ناکلر نے لکھا ہے صفرا اطا دیقراط کے بہادر فرزندوں نے تھوڑی ہی دیر میں اسے حل کر دیا۔ چھ ترکی بلٹینیں جن میں زیادہ تر البانوی تھے اور وہ سب آگے تھیں۔ حملہ کیلیئے صف آرا ہونے لگ گئیں۔ ترکی باتریوں نے موقعہ بموقعہ قایم ہونا شروع کر دیا اور یونانیوں پر مسلسل آتشباری کی بوچھاڑ شروع ہو گئی جو برابر دو گھنٹہ ہوتی رہی۔ پیچھے سے لگاتار تازہ دم افواج کی کمکیں پہنچ رہی تھیں۔ اور سپاہی افسر حملہ کا تہیہ کر رہے تھے کہ یکبارگی سب کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ غنیم کو مراجعت کا رستہ بند ہو گیا ہے اور چار بجے کے قریب کل نقشہ یکلخت بدلگیا۔ ایک گاڑی جسپر سفید جھنڈا نصب تھا اون یونانی صفوں کے قریب پہنچی جو باقی فوج کو لامیہ کیطرف بحیثیت مراجعت کر جانیکا موقعہ دلانے کیلئے بطور دستہ عقب کام دے رہی تھیں جب اس گاڑی نے درمیانی فاصلہ کو طے کر لیا تو اوس سے لامیہ کا گورنر مع اون معتمد افسروں اور اہلکاروں کے نیچے اتر آیا۔ اون کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی خاص کام کے لیئے آئے ہیں۔ گورنر جنابا یہ شاد وقعو کے ساتھ بوریا سے یونان گیا تھا۔ در اصل ایتھنز میں وکالت کا کام کیا کرتا تھا اور جنابہ کو شروع میں لامیہ کا گورنر

مقرر کیا گیا تھا۔ وہ یہ خبر لایا کہ ٹرکی نے اصولاً التوائے جنگ کو منظور کر لیا ہے اونہوں نے کہا مجھے ۱۹ مئی کی صبحکو ایتھنز سے اس امر کی باضابطہ اطلاع موصول ہوئی جسکے ساتھ مجھسے یہ درخواست کیگئی تھی کہ میں یونانی ہیڈ کوارٹر کو فی الفور اس سے مطلع کر دوں مینے خبر ملتے ہی جو گاڑی پہلے نظر پڑی اوسے بیگاری پکڑ لیا اور اوسکو ایک گدیلے کا سفید غلاف پھاڑ کر سفید جھنڈا بنا لیا۔ ترکی سٹاف کا افسر اعلےٰ سیف اللہ پاشا حسن اتفاق سے موقعہ پر موجود تھا اوسنے گورنر کے پیغام کے جواب میں کہا کہ اس صورت میں آتشباری کو بیشک فی الفور بند کر دینا ضروری ہوگیا ہے لیکن لڑائی کے باقاعدہ التوا کیلئے ولیعہد کیطرف باضابطہ درخواست کا موصول ہونا ضروری ہے۔ فریقین میں کل گفتگو جرمن زبان میں ہوئی کیونکہ یونانی گورنر اور سیف اللہ دونوں اس زبان کو کامل اُستاد تھے اور اس کے ذریعہ ایک دوسرے کا مطلب بہتر طور پر سمجھ سکتے تھے۔

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ شہزادہ بہادر اپنے میمنہ کو شکست یاب ہوکر پسپا ہو جانے پر ڈوموکوس کی مضبوط پوزیشن کے خالی کیے جانیکا حکم صادر کرنیکے بعد سترہ مئی کی رات کو اسپیشل گاڑی پر تارت ساکو ہٹ گئے تھے۔ وہاں سے اُسنے اور جنوب کیطرف بمقام الاماناتا اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا تھا چنانچہ اُسے التوائے جنگ کی منظوری کی خبر ۱۹ مئی کی دوپہر سے پہلے نہ ملسکی اس خبر کے موصول ہوتے ہی فی الفور چند ہیڈ کوارٹر کے افسر میدان کارزار کو بھیجے گئے کہ ترکی کمانڈروں سے طبقہ جیاد کے تعین کیلئے گفتگو کریں۔

چشم دید شاہدوں کا بیان ہے کہ لڑائی کو التوا پر مصاف کنندہ صفوں کا نظارہ بعینہ ویسا تھا جیسا کہ زمانہ امن کی تمرینات اور مشق و قواعد کیوقت "ہالٹ" (کھڑے ہو جاؤ) کے حکم پر فوج کا ہوتا ہے دونوں طرف کی سپاہی جو ابھی ایک دوسرے پر آگ برسا رہے تھے۔ بسکٹوں اور سگرٹوں وغیرہ کے تحایف ایک دوسرے کو دینے کیلیے فی الفور ایک دوسرے کی طرف لپک پڑے اور جسطرح بن پڑا اشاروں کنایوں سے باہم بات چیت لگ گئی ہر ایک کے چہرہ پر یہ مسرت آمیز طمانیت برس رہی ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ ایک دوسرے کو گولیوں کا نشانہ بنانیکی مجبوری سے آزاد ہوگئے ہیں اور بالعموم سب نے یہ رائے ظاہر کی کہ وہ لڑائی سے سخت آزردہ ہو رہے تھے۔ یہ طبعی انسانی خوشی کہ اب اونہیں ایک دوسرے کو ذاتی دشمن نہیں سمجھنا پڑتا۔ باقی سب جذبات پر غالب آرہی تھی۔ اور التوائے جنگ کے ساتھ ہی قومی بغض اور مذہبی منافرت بھی یکبارگی سرد و خاموش ہوگئی تھی۔

ترکوں نے اس میل جول میں نہایت شرافت دکھائی اونہوں نے فاتح ہونیکا کوئی گھمنڈ نہ دکھایا۔ نہ یونانیوں پر کسیطرح یہ آشکارا ہونے دیا کہ وہ اونکو حقیر سمجھتے ہیں۔ برعکس ازین اون کی معمولی متانت و ثقاہت کے ساتھ اوسوقت مردانہ شرم و حیا اور خود ضبطی بھی شامل ہوگئی ہوئی تھی اور اون کے بشروں سے ہی صاف واضح ہو رہا تھا کہ خود ستائی و فخر و مباہات کا اونکے دل و دماغ میں نام و نشان تک موجود نہیں نہ وہ کسیطرح اوس فوجکو جسے بدوران محاربہ ہر موقعہ پر اونہوں نے شکست دی تھی کسیطرح بھی حقیر ذلیل سمجھتے ہیں:—

فصل سیزدہم (۱۳)

درہ فورکا اور سلسلۂ وتھرس کے معرکے اور یونانی و ترکی افواج کی فوجی کارنامے

القواری جنگ سے قبل کے دو تین دنوں میں یونانی کمانڈر عجب مشکل میں مبتلا رہے۔ جنگ ڈومو کوس کے بعد ولیعہد دانی کو علی الصبح کل فوج سے جدا ہو کر تا آساکر

اور وہاں سے ۱۹ مئی کو لاما چلا گیا۔ ان دونوں تاریخوں کو معرکوں میں کوئی حصہ نہ لیا۔ اسکا یہی نتیجہ ہوا کہ یونانی کمانڈر مذبذب پڑ گئے۔ بلکہ لامیہ میں بھی عجیب تشویش اور بیتابی چھا گئی۔ جب وہان کے باشندوں نے فوجکو قریب بے ترتیبی کی عالم میں پیچھے ہٹتے دیکھا۔ تو انکا حصہ کثیر بایں یقین کہ اب ترکون کا مزید مقابلہ نہیں ہو گا۔ اور کل علاقہ انکے حوالہ کر دیا جائیگا۔ سراسیمہ وار شہر سے بھاگ گیا۔ ان متوحشانہ بھاگنے والے باشندے اور ان کی گاڑیاں فوج کے ساتھ خلط ملط ہو کر اسکی صفوں میں گھس گئیں۔ جس سے فوجکے لئے راستہ چلنا مشکل ہو گیا۔ درہ فورکا کی مراجعت کیوقت یونانی فوجکی جو کیفیت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو جائیگا :-

بتاریخ ۱۹ مئی انفنٹری کی چوتھی رجمنٹ کو اس درہ پر قبضہ کرنیکا حکم دیا گیا جو اندی تمرہ کے راہب خانہ کے قریب سلسلہ اوتھریس سے گذرتا ہے۔ عدم لیاقت یا وقت کافی نہ ہونے کیوجہ سے اس حکم کی بروقت تعمیل نہ ہو سکی جب رجمنٹ وہان پہنچی تو اس نے ترکونکو درہ پر قابض پایا۔ آداب جنگ کا اقتضا تو یہ تھا کہ یونانی فی الفور غنیم پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکالدینے کی کوشش کرتے۔ مگر یونانی ایسے بیوقوف نہ تھے کہ اپنی جانوں کو یون ضائع کرتے برعکس ازین انہوں نے قابل تعریف دانشمندی سے کام لیا۔ وہ غنیم کی شکل دیکھتے ہی پاؤں سر پر رکھکر بے تحاشا اڑ دوڑے۔ اور جیسا کہ اس بخت تحار میں پہلے کئی مرتبہ ہو چکا تھا۔ اس بھاگڑ میں بھی سپاہیوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے جو تیز رفتاری میں حائل ہوتا تھا اپنے اسلحہ زمین پر پھینکدیئے اور کل رجمنٹ عجیب متوحشانہ سراسیمگی و بیتابی کے ساتھ پہاڑیوں کی گھاٹیوں سے لامیہ کو جو بارہ میل کے فاصلہ پر میدان سپرکیوس میں واقع ہے دوڑی گئی۔

ترکون نے ان بھگوڑونکا کوئی تعاقب نہ کیا۔ مگر وہ جنکا دم پھولا ہوا اور حواس غایب تھے ہر جگہ یہ جھوٹی خبر مشہور کرتے آئے کہ ترک تعاقب کئے چلے آ رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی شہر میں عالم ہڑبونگ برپا ہو گئی اور کئی جگہ شہریوں اور فوجیوں میں مقابلہ بھی ہو گیا۔ ہیڈ کوارٹر لامیہ میں تھا۔ یہ خبر سنکر اسکے افسرون کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وہ درہ فورکا کی طرف بھاگ گئے۔ مگر چند گھنٹوں کے بعد خبر کی بے بنیادی معلوم ہو جانے پر پھر لامیہ واپس آ گئے۔ ... کرنل ... کی سوانح سے ...

قابل قدر موقعہ ہے۔ اوسکی ایک طرف خلیج لآمیہ کی ارد گرد کی دلدلی نشیب زمینیں ہیں اور دوسری طرف سر بفلک پہاڑ جنپر سے صرف پک ڈنڈیاں گذرتی ہیں۔ اس درہ کو فتح کرنیکے لیے اب بھی حملہ آوروں کا کثیر التعداد ہونا ضروری ہے۔

اٹھارہ مئی کو معرکہ درہ فورکا اور ۱۹ مئی کا معرکہ جو سلسلہ اوتھریس کی خاتمہ کے قریب ہوا۔ صرف عقبی دستوں کی مصافات تھی زیادہ دیر تک مقابلہ کرنا یونانی کمانڈروں کا شعار نہ تھا۔ ان معرکوں سے اونکا مدعا صرف یہ تھا کہ فوج کا باقیماندہ حصہ کو بخیریت پسپا ہونے اور درہ تھرموپائلی پہنچکر اوسپر قابض ہوجانیکا موقعہ ملجائے تاہم ولیعہد کریسنٹ کو ارٹر کی سقدر پیچھے (الامانا تک) ہٹا دیئے جانیکا فوج پر اچھا اثر نہ پڑا۔ اور اوسمیں اور فوج میں جیسا کہ چاہیئے تعلق نہ رہا۔ اس واقعہ کے متعلق ایک انگریز نامہ نگار نے اپنی مراسلت کو خاتمہ پر یہ عبارت تحریر کی "شاہزادہ بہادر نے حتے الامکان بہت جلد الامانا پہنچنے کی کوشش کی اور وہانسے وہ قصہ دنیا میں شایع کیا جو موجودہ یونان کی تاریخ میں منحوس ترین داستان ہے"۔

یونانیوں کا بیان ہے کہ اون کے چھ سو آدمی ڈوموکوس میں قتل و زخمی ہوئے۔ ترکوں کا اس سے تگنا نقصان ہوا ہوگا انگریز وقایع نگار کی تحریر میں نوعمر یونانی سپاہیوں کی شجاعت اور ثابت قدمی کی تعریف ناظرین کی نظر سے گذر چکی ہے لیکن ترکوں کی نسبت بھی کل شاہد باتفاق رائے بیان کرتے ہیں کہ حملہ ڈوموکوس میں اونہوں نے اون کٹھن مہموں کو جو اون کے ذمے ڈالی گئیں ایسی جانثاری سرفروشی اور استقامت سے پورا کیا جو فی الواقع بے نظیر تھی۔ پندرہ سے لیکر بیس میل تک کی مسافت طے کرنیکے بعد کل ڈویژن نے بغیر اسکے کہ اونہوں نے کوئی زیادہ عرصہ دم لیا یا باقاعدہ طور پر کھانا کھایا ہو ایسی پوزیشن پر حملہ کر دیا جو نہایت ہی مضبوط و مستحکم تھی۔ اور جہاں سے کل میدان بھی عبور کرکے وہانتک پہنچنا تھا زد میں تھا۔ یہ پوزیشن طبعی طور پر اور مورچوں سے بھی مضبوط و مستحکم نہ تھی بلکہ وہاں بیشمار توپخانہ بھی موجود تھا۔ جسے جا بجا مناسب موقعوں پر خوب محفوظ جگہوں میں جہاں سے دشمن دور ہی سے دیکھتا اور پھر تباہی بخش آگ برسائی جاسکتی تھی۔ نصب و تقسیم اور توپوں کی سیدہ درست کرنے اور مسافتوں کو ناپنے کے لیے یونانیوں کو کافی وقت ملگیا تھا۔

ان وجوہات کیوجہ سے ترکی توپخانہ کو اپنی انفنٹری کی امداد و دستگیری کرنے اور اوسے ایسے موقعہ پر پہنچا کر قابل بنانیکے لیے جہاں سے وہ یونانیوں پر موثر طریق سے آتشباری کرسکے ۲۰۰۰ سو گز کے فاصلہ پر سے ہی گولہ باری شروع کردینی پڑی تھی۔ جن حالات کی موجودگی میں ترکوں نے اپنے توپخانہ کو پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل کیا۔ اور پھر بتدریج پیشقدمی کرتے ہوئے دشمن پر گولہ باری کی اونکے لحاظ سے انکی یہ کارروائی کامل تعریف و توصیف کی مستحق ہے اور اس سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ ترکی توپخانہ کے افسر دگولنداز موجودہ زمانہ کی جنگ و جدال کی ہر ایک ضرورت و مطالبہ کو پورا کرنے اور جیسا موقعہ پڑے فی الفور اوسکی حسب حال اپنی وضع بدل لینے اور اسمیں بلا تکلف پورا اترنے کی پوری پوری قابلیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ عام معلوم امر ہے کہ بزمانہ امن ترکی توپخانہ کو چاند ماری کی بہت کم مشق کرائی جاتی ہے اور عموماً فوج توپخانہ کو قواعد و تمرینات کرانے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس مزید ہزیمت یابی سے شکستہ دل ہوکر ولیعہد نے (اپنے پھوپھی زاد بھائی) زار سے بذریعہ ٹیلیگرام التجا کی کہ وہ مداخلت کرکے جنگ ملتوی کرادے۔ ترکوں کی جمعیت ہم سے چوگنی ہے اور اونکا مزید مقابلہ کرسکنا ناممکن ہے۔ زار نکلس نے اس درخواست کو منظور کرکے فی الفور خاص اپنی طرف سے ایک ٹیلیگرام سلطان المعظم کیخدمت میں ارسال کیا۔ اور اوسمیں جلالت مآب کی [illegible] اور حب امن کا نہایت خوشامد آمیز الفاظ میں واسطہ دالکر التوائے جنگ کی درخواست کی۔ عبدالحمید نے بجواب زار کی تلطف آمیز فقرات کا شکریہ ادا کرکے خواہش ظاہر کی کہ زار جنگ ملتوی ہی نہ کرائیں۔ بلکہ کوشش کرکے فریقین میں صلح بھی کرادیں۔ اودہر اوسیوقت ادہم پاشا کو جنگ ملتوی کردینے کا حکم بھیجدیا گیا۔

ایتھنز سینٹ پیٹرزبرگ، قسطنطنیہ اور ترکی ہیڈ کوارٹر میں یہ ٹیلیگرافی نامہ و پیام قابل تعریف سرعت و تعجیل کے ساتھ ۱۹ مئی کی دوپہر تک ہوتا رہا۔ اسی تاریخ سہ پہر تک کیوقت لامیہ کے گورنر کو التوائے جنگ کی منظوری کی اطلاع ایتھنز سے موصول ہوگئی مگر یونانی اس اثنا میں بھی اپنی شرارتوں اور تعلی بازی سے باز نہ آئے۔ ایم تھیوٹو کی وزیر داخلیہ اور ایم بوٹاکس پاس وزیر محکمہ مذہبی اٹھارہ مئی کو لامیہ پہنچے اور وہاں اونہوں نے فوجکو گورنمنٹ کیطرف سے قائمقام ہوکر لمبا چوڑا لکچر سنایا جسمیں اسے اوسکی بزرگوں کی بہادریوں کو یاد دلاکر اپنی جگہ پر قایم رہنے کا حوصلہ دلایا گیا۔ اور جرأت دلانیوالے الفاظ میں تھرموپائلی کی تاریخی درہ کی جوانمردانہ حفاظت کرنیکی تاکید کیگئی۔ کرنل سمولنسکی جو بصلہ خدمات حسنہ جرنیل بنادیا گیا تھا۔ بتعمیل حکم سوپلی اور ہالیروس سے حرکت کرکے بتاریخ اٹھارہ مئی باقیماندہ فوجکو آملا اور ولیعہد نے اسے درہ تھرموپائلی کی محافظ فوجکی کمان سپرد کردی۔

جس روز سے ہیڈ کوارٹر بہت ہی پیچھے ہٹاکر الامانا میں قایم کیا گیا تھا۔ اسی دن سے یونانی فوجکی مختلف دستے یونانی [illegible] عجب غصہ اور تردد میں مبتلا ہوگئے تھے کیونکہ بعد مسافت کیوجہ سے وہ سپہ سالار کے ساتھ بآسانی نامہ و پیام نہیں کرسکتے تھے۔ اس وقت سے پیدا شدہ پریشانی میں فوجکی عاجلانہ وسراسیمہ وار مراجعت بتاریخ ۱۹ مئی جبال اوتھرس میں عقبی دستہ کی ہزیمت بانہ مدافعت باشندگان لامیہ کی بھاگڑ اور التوائے جنگ کے متعلق کسی خبر کی عدم موصولی سے جو [illegible] اضافہ ہوگیا تھا۔ اسے ناظرین بآسانی قیاس کرسکتے ہیں اکثر کو علم تھا کہ التوائے کے لیے باہم نامہ و پیام ہورہا ہے اور وہ اوسکی نتیجہ کا کمال بیصبری کے ساتھ انتظار کررہے تھے۔

بالآخر جب اوسکی خبر جبال اوتھریس میں پہونچگئی تو ترکی ہیڈ کوارٹر اوسیوقت ۱۹ مئی کی شام کو ڈموکوس کو ہٹ گیا اور دوسرے دن وہاں فریقین میں التوائے جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہوگیا جسکا مضمون حسب ذیل تھا:-

فریقین میں ۱۷ دن کیلئے جنگ ملتوی کیا گیا ہے۔ اس میعاد کے ختم ہونے پر پھر اوسکی تجدید ہوسکتی ہے۔ دونوں کی اندر بالمقابل افواج کے مابین آٹھ سو میٹر (تقریباً ۸۶۶ گز) عریض یہ طبقہ حیادت کا علاقہ حد فاصل کی حیثیت قایم کیجائیگی اس کام کو دونوں فریق کے دو دو سٹاف افسر ودل خارجیہ کے جنگی اتاشیوں کی مدد سے سرانجام دینگے۔ بدوران معاہدہ [illegible]

آٹھ سو میٹر (تقریباً ۸۷۰ گز) عریض "طبقۂ حیادت" یا علاقہ حد فاصل کی حدبست قایم کیجائیگی۔ اس کام کو دونوں فریق کے دو دو سٹاف افسر دول خارجیہ کے جنگی اٹاشیوں کی مدد سے سرانجام دینگے۔ بدوران [۵۱] حدبندی کوئی فوج سامنے کی طرف یا بازوؤں پر کسیطرح کی حرکت نہ کریگی"۔

یونانی ڈیلیگیشون کے ساتھ فرنچ سفیر کا جنگی اٹاشی میجر بیرن وان ومپفن اور ترکون کیطرف سے اتھک جوالمزید سیفد الله پاشا مع چند افسرون کے کمیشن میں شامل ہوا جنہوں ۱۲ مئی کو یہ کام شروع کر دیا تعیین حدبست کے بعد پہلا کام یہ کیا گیا کہ طبقۂ حیادۃ کے قریب نظام اور خوب تربیت یافتہ سپاہ کو مقیم کیا گیا۔ لامیہ چونکہ طبقۂ حیادۃ میں رکھا گیا۔ اسپر کسی فریق کی فوج قابض نہ رہی۔ دوسرا یہ کام کیا گیا کہ اطالین مجاہدین کو یونانی فوج سے جدا کر دیا گیا۔ یہ لوگ بلاشبہ دوموکوس کے محاربہ میں کمال شجاعت سے لڑی تھے اور انکو تین سو آدمی ضائع ہو چکے تھے لیکن ۱۸ مئی کو عقبی دستہ کی لڑائی میں یونانی قابل نفرت بزدلی اختیار کی انکو دشمن کی زد میں مبتلا چھوڑکر خود رفوچکر ہو گئے تھے۔ ترکون نے انکا کسیقدر احاطہ کر لیا تھا۔ اور وہ بڑی مشکلوں کے ساتھ بہی مخصوصہ رہا ہوئے تھے۔ اس کمینہ برتاؤ کی وجہ سے انکے دلوں میں یونانیوں کی طرف سے سخت کدورت بیٹھ گئی تھی۔ اور محاربہ کے آخری چند گھنٹوں میں اس کدورت کی وجہ سے انکی آپس میں کئی دفعہ کھٹ پٹ ہو گئی تھی۔

یونانیوں نے ۱۹ مئی کی لڑائی جو تھیسلی میں آخری معرکہ آرائی تھی اور جس میں ترکوں کے تین سو شہید و مجروح ہوئے تھے۔ باغلب وجہ اسلئے کی تھی کہ التوائی جنگ سے پیشتر جو وہ جانتے تھے کہ عنقریب ہونیوالا ہے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ علاقہ اپنے تصرف میں رکھکر لامیہ کو سامنے کسی موقعہ پر انعقاد معاہدہ التوائی جنگ کا انتظار کریں۔ تاکہ لامیہ انکے قبضہ میں باقی رہے مزید برآن اس موقعہ پر ترکون کا مقابلہ کرنیسے باقیماندہ فوج انکے تعاقب سے محفوظ تر موپائیلی پہنچنے کے قابل ہوگئی۔ مگر یہ سب کچھ اسی شیخی پر کیا گیا تھا کہ التوائی جنگ کا حکم بروقت پہونچ جائیگا اور ترکوں کو انکے عقبی دستہ کو منہدم کرنے کا موقعہ نہیں ملسکیگا۔ انکی خوش قسمتی سے ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انہوں نے سوچ رکھا تھا۔

ترکی چیف سٹاف افسر نے غنیم کا حد متانت سے زیادہ پاس و لحاظ کیا کہ ایک یونانی اہلکار کے سفید جھنڈا لئے ہوئے پہنچ جانے پر لڑائی بند کرا دی۔ اُسے چاہیئے تھا کہ جب تک سپہ سالار التوائی جنگ کو منظور کرکے ضروری احکام نافذ نہ کرتا۔ لڑائی کو برابر جاری رہنے دیتا۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ پیشتر اسکے کہ مشیر یہ احکام صادر کرسکتے یونانیوں کا عقبی دستہ بحال تباہ و پراگندہ لامیہ کو پسپا کر دیا جاتا۔ اور فی الفور تعاقب کرنے پر شہر ترکون کے قبضہ میں آجاتا۔

محاربات تھیسلی پر سرسری غور کرنیسے ایک یہ نتیجہ مترتب ہوتا ہے کہ محاربہ تین مختلف دوروں میں منقسم ہے جنمیں سے ہر ایک میں علاقہ کا ایک حصہ ختم کرنیکے لئے چند معرکے ہوئے پہلا دور پندرہ اپریل کو جبکہ یونانی فوج نظام نے بارغاز کارروائی شروع کی شروع ہوکر ملونا دوس و لاریسہ کی مراجعت اور یونانیوں کے فرسالہ۔ ویلا و تیہ اور وتسیتو کی پوزیشنوں میں قایم ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرا دور لاریسہ سے ترکوں کی پیشقدمی بجانب فرسالہ یعنی ۲۵ اپریل سے شروع ہوکر یونانیوں کی مراجعت

[۵۱] التوائے جنگ۔

بجانب ڈوموکوس ہالمیروس اور ترکوں کو بتاریخ ۱۸ مئی و ۲۰ مئی پر قابض ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ تیسرا دور ۱۷ مئی کے معرکہ ڈوموکوس
یونانیونکی مراجعت بجانب سرحد ٹرکی اور وہاں سے بجانب جبال اوتھرلیس پر جہاں یونانیوں نے آخری مقابلہ کیا ختم ہوا۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ یونانی فوج بالکل ناتیار محاربہ کو نکل میں اُتری تھی۔ اجتماع فوج کا کوئی باضابطہ و مکمل
موجود نہ تھا۔ اس امر کا کوئی انتظام نہ کیا گیا کہ مشغول کارزار فوجکو جسقدر نقصان پہونچے۔ انکی تلافی کیلئے پیچھے سے نئے
رنگروٹ پہونچتے رہیں۔ مختلف دستوں میں بہت ناقص رشتہ مواصلت موجود تھا۔ سپاہیونکا ساز و سامان ناکافی اور افسر
بہت کم تھے۔ مزید برآں یونانی فوج تھیسلوی سرحد پر تقریبًا تقریبًا دو مساوی حصوں میں تقسیم کر دیگئی تھی۔ جو ایکدوسرے سے
ناقابل گذر کوہستانی علاقہ میں کئی دنوں کی مسافت پر تھے۔ پھر ہر ایک حصہ نے بجائے خود اپنی افواجکو کل سرحد پر پھیلا رکھا تھا
جو طول میں تقریبًا ۱۵۰ میل تھی۔ سرحد پر ایسی ترتیب صف آرائی نہ حملہ کیلئے کارآمد ہو سکتی تھی اور نہ بالعزم مدافعت کیواسطے
دوم اسی ایک غلطی کیوجہ سے لازمی طور پر کوہستانی دروں کی حفاظت کے متعلق متواتر غلط احکام صادر ہوئے۔ تعداد میں انکے
ترکوں سے کم۔ پھر مختلف چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم اور اونکے افسر تقریبًا مفقود۔ ایسی صورت میں یونانیونکی مقبوضہ مستحکم
پوزیشنوں کے طبعی استحکام کے باوصف انکا متواتر شکستیں کھاتے جانا کیا کبھی تعجب خیز ہو سکتا ہے۔ تاہم اسمیں کلام
نہیں کہ یونانی سپاہی من حیث الافراد قابل تعریف شجاعت اور استقامت سے لڑے۔

محاربہ کے انصرام پر کلی طور سے رائے ظاہر کرنیکا ابھی وقت نہیں پہنچا۔ اور اُسپر جن غلطیوں کا الزام لگایا جاسکتا ہے انپر
ابھی بحث کرنا مناسب نہیں لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ شکستوں کا سب سے بڑا باعث یہ تھا کہ کمان کے اعلیٰ ترین مناصب پر
ناقابل اشخاص مامور کیے گئے تھے۔ محاربہ کی تاریخ میں ذمہ داری کے عہدوں کی تقرریاں ایک دلچسپ واقعہ ہیں اور گو انپر قطعی رائے
ظاہر کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ مگر واقعات معلومہ کے مقابلے سے یہ امر صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یونانی گورنمنٹ اس سے محض ناواقف
تھی یا اس نے عمدًا اس سے اغماض کیا کہ انصرام محاربہ کیلئے سب سے مقدم چیز کیا ہے۔ بسا اوقات یونانی کمانڈر ایسے چکر میں آجاتے تھے
کہ سر و دم میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ سر دست اس نقص سے بخوبی آگاہی ہو گئی ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آگاہی دیرپا ہوگی؟ محاربہ کے
افتتاح ہی سے گورنمنٹ پر یہ زور دیا جا رہا تھا کہ سمولنسکی کو اعلیٰ کمان تفویض کیجائے۔ صرف وہی ایک شخص ہے جو میدان کارزار میں یونان کے
ناموس کو بدنامی سے بچا سکتا ہے۔ بالآخر اس مطالبہ کو مان لیا گیا۔ اور رالی نے اپنی ضائع شدہ ہر دلعزیزی کو پھر کسیقدر بحال کرنے
کیلئے ریونی اور ولسٹینو کے شجاع کو سپہ سالار بنادیا۔ اس دباؤ کی وجہ سے بعد محاربہ کے یونانی شہزادوں پر بڑی سختی سے حملے کیے گئے
یونان کے روزانہ اخبارات نے شاہی خاندان کو ذلیل و بےحرمت کرنے کیلئے محاربہ کیوقت سے ایسے سخت مضامین اور کارٹون شائع کیے کہ دیگر
اقوام مشکل باور کر سکتی ہیں کہ کبھی ویسے مضمون شائع ہوئے ہونگے۔ ایک کثیر الاشاعت تحقیری اخبار نے محاربہ میں ترکی کے فوائد کی
سرخی سے ایک کارٹون شائع کیا جسمیں ایک سالم ٹرین مرغیوں۔ ترکاریوں اور سامان بادہ پیمائی سے بھری ہوئی دکھلائی گئی ہے جس میں
شہزادہ ولیعہد کے سامان کیطرف اشارہ تھا جو فرسالہ کی مراجعت کے وقت وہاں سے بھیجا گیا تھا۔ ایک تیج اخبار موسومہ "رومی اوس"

مطلب تھا "تعاقب کرو آؤ تم مجھے نہیں پکڑ سکو گے میں تم سے تیز بھاگ سکتا ہوں" سال ما قبل بمقام مارتھان (یونان کا ایک شہر) چند مختلف اقوام کے افراد میں پیدل دوڑنے کی بازی لگی تھی جس میں یونانی فوقیت لے گئے تھے اس نظم کے آخر میں اس معاملہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا تھسلی کے ایک ممبر پارلیمنٹ مسٹر فیلاریتوس نے بطریق استہزا نہیں بلکہ سخت متانت اور خفگی کے ساتھ اخبار "امپیرس" میں مضمون شائع کر کے مطالبہ کیا اگر لڑائی کو جاری رکھنے کا واقعی منشا ہے تو ولیعہد کو سپہ سالاری سے برطرف کر دیا جائے سرکاری طور پر جو یہ مشہور کیا گیا ہے کہ شہزادہ فرسالہ کی لڑائی میں اول سے آخر تک شامل ہو کر لڑتا رہا تھا وہ بالکل غلط ہے یہ اول ہی سے فرسالہ کے ایک مکان کا ایک دریچہ تھا جہاں سے شہزادہ بہادر مع متعلقین دوربین سے مسلح ہو کر لڑائی کر رہے تھے یہ مکان خاندان "کستوبی" کا تھا شک ہے تو دریافت کر لو۔ اخبارات نے شاہی خاندان پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ وزارت کے بھی گرد ہو گئے حتیٰ کہ بعض ایسے اخبارات نے بھی جو معمولاً وزیر اعظم (رالی) کے مخالف نہ تھے اسے سخت سرزنش اور لعن و تشنیع کی کہ وہ اپنی سابقہ تجربوں اور وعدوں کو باوصف شاہی خاندان کا غلام ہو گیا ہے اور آزادانہ محب وطن اور رزمیہ پالیسی کو چھوڑ بیٹھا ہے اخبار "اکرو پولیس" نے ایم رالی کو متنبہ کیا کہ "تم نے وزارت کو شروع تو بہت اچھی طرح سے کیا تھا کہ جب بد سلوک سابق جس کو ڈیلیانیس نے رائج کیا تھا۔ بادشاہ کا ایجوٹنٹ وزارت کے ایوان شوریٰ میں اس غرض سے داخل ہو کر وزرا کی جلاس میں شامل ہو تو تم نے اسے کمرہ سے نکال دیا مگر افسوس اس پہلے کے بعد پھر تمہارے ضمیر پر بھی پردہ پڑ گیا۔" اگر ایسی فوج جس نے کل محاربہ میں ایک فتح بھی حاصل نہ کی ہو اور صرف ہزیمتیں اور شکستیں ہی کھاتی رہی ہو اور جس نے لاریسا و ولسٹینو وغیرہ ایسی نہایت عمدہ اور خوب مستحکم مقامات دشمن کے حوالے کر دیے ہوں۔ اگر وہ بالآخر تمام اخلاقی ارتباط و نظام اور رسک و حوصلہ سے معرا ہو گئی ہو تو اس پر کیا کسی کو کچھ تعجب ہو سکتا ہے ترکوں نے اپنی کل کارروائیوں کو پہلے اچھی طرح سے سوچا اور وزن کیا اور پھر دانشمندی و استقلال سے ان کو عمل میں لائے۔ بادی النظر میں بضرور پایا جاویگا کہ کس قدر تامل و تاخیر سے کام لیا گیا مگر متعلقہ کو لحاظ سے یہ دونوں باتیں بالکل بجا ہیں شروع شروع میں ترکی سپہ سالار کو پوری آزادی حاصل نہ تھی قسطنطنیہ سے مسلسل ہدایتیں صادر ہوتی رہیں اور پھر عثمان پاشا کو روانہ کیا مگر جب ادہم پاشا کو کامل اختیار مل گئے تو انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ قابل تعریف کمانڈر ہیں۔ انہوں نے ایسے موقعوں پر جہاں سے تھسلی پر با آسانی حملہ ہو سکتا تھا غنیم کی فوج سے زیادہ فوج جمع کی اور پیشقدمی کے وقت تمام دستوں کو خوب قابو اور نظر میں رکھا اور ہر ایک ڈویژن کے کمانڈر کو بالوضاحت جتا دیا کہ تم نے یہ کام کرنا ہے البتہ یہ درست ہے کہ پاشائے موصوف نے غنیم کو تباہ کرنے کی بجائے اسے صرف پیچھے دھکیلتے جانے پر ہی اکتفا کیا یہ نقص اس امر سے ہی بالخصوص صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ ترکوں نے ہر جگہ غنیم پر اپنے میمنہ سے فیصلہ کن حملہ کیا یہ کام اپنے میسرہ سے جس سے بہت سی کمک پہنچ گئی ہوئی تھی یونانیوں کے میمنہ کے برخلاف نہ لیا حالانکہ یونانیوں کا سمندر کے ساتھ تعلق اسی طرف تھا اگر پاشائے موصوف غنیم کو فرسالا کے سامنے مصروف رکھ کر دمینولا ایک زبردست فوج جس کے ساتھ کیولری اور توپخانہ بھی کافی ہوتا۔ ڈومکوس کی طرف یونانیوں کی مراجعت کی راہ بند کرتا اور اسی طرح ان کو اپنی قاعدۃ الجیش اور مرکز تا سے براہ راست تعلق رکھنے سے محروم کر دینے کیلئے یونانیوں کے میسرہ پر حملہ کرتا تو باعث جو معاملات کی لحاظ سے ایسا کرنا زیادہ مناسب مفید ہوتا۔

ڈومو کوس کی محاربہ کے بعد بھی غنیم کو مزید تعاقب سے یہی نتیجہ حاصل ہوتا یعنی اونکی مراجعت کا رستہ بند ہو جاتا لیکن یونانیوں نے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ اس مصیبت کو نہ دیکھا اونکی کمال عقلمندی سے زبردست انتظام کر لیا ہوا تھا وہ انتظام کیا تھا یہ کہ لڑائی جنگ کیلئے نامہ و پیام شروع کر دیا تھا جسکی منظوری عین موقعہ پر پہنچگئی بنا بریں میدان جنگ پر جو مصافی فوقیت حاصل ہوئی وس سے حسب توقع شاطر فوائد نہ اٹھائے جا سکے

جرمن سٹاف افسر لکھتا ہے کہ اس عام بحث کو چھوڑ کر جزئیات کے متعلق صرف یہی بتا دینا کافی ہے کہ ترکی فوج جسکی طبیعت خوب شگفتہ اور حوصلے خوب بڑھے ہوئے تھے ہر موقعہ پر کمال شجاعت جانبازی اور طمانیت کے ساتھ لڑی جو امر اس درجہ سے اور بھی زیادہ قابل تعریف ہو رہا ہے عساکر عثمانیہ کو عموماً ایسے موقعوں پر دھاوا کرنا پڑا جو نہایت مستحکم طور پر مورچہ بند تھے اور اونکی حفاظت جانتوڑ کر کیجاتی تھی

ایک بریگیڈ کی بجائے اگر کل انفنٹری ۷۶۵ ملی میٹر (۲/۱ انچہ قطر کی نال رکھنے والی) ماسر رائفل سے مسلح ہوتی تو ترکوں کو بہت کم نقصان اوٹھانا پڑتا یونانیوں کی گراس رائفل جو ماسر رائفل سے زد بھی کم رکھتی ہے اور نسبتاً بطی الرمے (جلد جلد فایر نہ کرنے والی) بھی ہے ہنری مارٹینی رائفل کے ہم پلہ تھی جو ترکی انفنٹری کے پاس تھی اونکی بڑی سے بڑی زد ایک ہزار میٹر (تخمیناً ۱۱۰۰ گز) ہے۔ فریقین کے توپخانے قریباً یکساں تھے یعنی دونوں میں کروپ توپیں تھیں مگر اونکا گولہ بارود ناکافی تھا پھٹنے والے گولوں پر عموماً شاید درست مقدار کے نہ لگائے جاتے۔ اور دونوں فوجوں کی نشانہ بازی بھی اچھی نہ تھی جسکا ثبوت اسی امر سے ملتا ہے کہ مجروحین میں سے صرف ایک فیصدی ایسے مرتے تھے جو پھٹنے والے گولوں سے زخمی ہوئے گھوڑچڑھی دونوں فوجوں میں ایسی تھی جو اپنے فرائض منصبی کو درست ادا کر سکے۔ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ گھوڑے ادنے قسم کے تھے تاہم ترکی سوار باقاعدہ کام کرنے اور منفرد ہو کر خبر رسانی کا کام دینے کے دونوں فرائض موجودہ طریقہ حرب کے اصول کے مطابق ادا کرتے رہے۔ ترکی فوج میں کمسریٹ کا انتظام معقول تھا کیونکہ ترک سادہ مزاج ہوتے ہیں اور اونکی ضروریات بہت ہی کم ہیں اسکا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک سپاہی کو یومیہ خورد و نوش کیلئے صرف پاؤ بھر آٹا درکار ہوتا ہے مزید براں فوج کے ساتھ بارکش مویشی بافراط موجود تھے ہر ترکی بٹلین کے ساتھ دو سو اور ہر بیٹری کے ساتھ ڈیڑھ سو گھوڑے تمام سامان حرب۔ اسباب خیمے اور افسروں کا اسباب اوٹھانے کیلئے ہوتے ہیں ان جانوروں کی قطاریں ہر وقت متحرک رہتیں اور لاریسا سے جہاں یونانی گورنمنٹ نے آٹے کی وافر مقدار جمع کر رکھی تھی مسلسل ضروری سامان فوج کو پہنچاتی رہیں۔

یونانی کمسریٹ کی حالت ناگفتہ بہ تھی ہر ایک چیز عین اوس وقت جبکہ ضرورت آپڑتی بہم پہنچانیکی کوشش کیجاتی تھی چنانچہ جب فوج کو لگاتار بسرعت مراجعتیں کرنی پڑیں تو عدم تیاری کیوجہ سے کمسریٹ کا شیرازہ بالکل پراگندہ ہو گیا۔

انتظام شفاخانہ کے متعلق یہی بتانا کافی ہوگا کہ عثمانیہ بنک نے ایک فوجی شفاخانہ میدان جنگ کو بھیجا جو لاریسا میں قائم کیا گیا اس میں مجروحوں و مریضوں کی رہائش کی گنجائش تھی یونانیوں کو یونان کی انجمن صلیب احمر[1] اور جرمنی کی انجمن صلیب احمر نے بہت مدد دی جرمن انجمن نے ایک سو مریضوں کی تیاری کا سامان بھیجا اور اوسکی ڈاکٹر سٹائیس کے قریب بمقام حاجیا مانیا میں پہنچے

[1] روس سوئٹزرلینڈ وغیرہ کئی ممالک کی انجمن ہائے صلیب احمر اور قسطنطنیہ کی انجمن ہلال احمر کیطرف سے بھی سرکاری فوجی شفاخانوں کے علاوہ کئی شفاخانے ترکی مجروحین کے علاج کیلئے میدان جنگ میں قائم کئے گئے تھے اور بالآخر ایک ہسپتال خاص سلطانی محل یلدز کے احاطہ میں تیار کیا گیا جسکا آگے ذکر آئیگا

تین مختصر کام کرتے ہیں۔ اس شفاخانہ میں دو اعلیٰ ڈاکٹر چھ تیمار دار عورتیں دو اسپشل اسسٹنٹ تھیں جنہوں نے کل تین سو زخمیوں کا معالجہ کیا

فصل چہاردہم

مسٹر ایلس ایشمیڈ بارٹلٹ واقعات متذکرہ صدر کے متعلق اپنی کتاب کی فصل نہم و دہم میں حسب ذیل لکھتے ہیں:۔

ویسٹنو کی پہلی لڑائی ہم نے کئی دفعہ لاریسا سے فرسالو جانیکی خواہش ظاہر کی کیونکہ یہ خبر مشہور ہو رہی تھی کہ یونانی اس پوزیشن کو خالی کر گئے ہیں مگر مارشل نے ہمیں جانے دیا اور فرماتے رہے کہ علاقہ غیر محفوظ ہے صاف نہیں۔ پھر وعدہ کیا کہ جس وقت لڑائی ہونیوالی ہو گی تمکو پہلے اطلاع کر دیجائیگی حسن اتفاق و خوش قسمتی سے میں نے بتاریخ ۲۹ اپریل جمعرات کے دن ریلوی سڑک کے برابر لاریسا سے ویلسٹنو جانیکا فیصلہ کیا اور علی الصباح دوسرے دن روانہ ہو گیا جس سے مجھے ویلسٹنو کی پہلی لڑائی دیکھنے کا موقعہ ملگیا۔ یہ گو چھوٹے سے پیمانہ پر ہوئی۔ مگر محاربہ کی نہایت ہی سخت جانگداز اور خونریز ترین لڑائیوں میں سے ایک تھی۔ سپہ سالار کا منشاء نہ تھا کہ لڑائی ہو۔ انہوں نے صرف بہ جمعیت کثیر ایکسکشاف کی جانیکا حکم دیا تھا مگر کچھ تو محمود بک کی متہورانہ پرجوشی سے اور کسیقدر خود حقی پاشا کا تا سوم ڈویژن یا اسکے نائب نعیم پاشا بریگیڈر کی خود رائی کیوجہ سے جو فی الواقع اس قعہ پر کمانڈر تھا۔ اکتشافی مہم تھوڑی ہی دیر میں زبردست حملہ کی صورت میں بدلگئی جسمیں تمام قسم کی سپاہ (پیدل سوار و توپخانے) نے حصہ لیا۔ ترکوں نے بے نظیر شجاعت حیرت انگیز استقامت سے حملہ کیا مگر آخر سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے ترکوں کے پاس ایک بریگیڈ فوج پیدل اور ایک کیولری ڈویژن تھا جسمیں تخمیناً ایک ہزار سوار تھے۔

مسٹر بینیٹ برلے کی روایت مسٹر بینیٹ برلے نے جو سٹینڈرڈ کیساتھ تھا غلط لکھا ہو کہ اس پہلی حملہ میں ترکوں کی جمعیت چالیس ہزار تھی اور خود ادھم پاشا و غازی عثمان پاشا کمانڈر تھے (ادہم پاشا ہمدان غزلی (گرلی) یا اسکے قرب و جوار میں بھی نہ تھے اور عثمان سالونیکا سے ہی نہ آئے تھے۔ تاہم مسٹر ہملے نے ۳۰ اپریل کو معرکہ ویلسٹنو کو دوسری کی دوسری لڑائی ہے جسمیں ترکوں کی ۱۶-۱۸ ہزار کی جمعیت صف آرا تھی غلط ملط کر دیا ہم دونوں سید انجنگ میں تھے اور مصروف کارزار ہر ایک پلٹن کو عین لڑائی کے موقعہ پر اور نیز گرلی کو مراجعت کر جانیکے بعد دیکھا تھا۔ اس معرکہ میں یقیناً ۲ ہزار سے زیادہ ترک شامل تھے اس سے زیادہ ہم مذکورہ کیلئے بہم ہی نہیں پہنچ سکتے تھے کیونکہ جو سب سے پہلی کمک پچھلی رات لاریسا کے قریب سے روانہ کیگئی تھی وہ شنبہ کو نو بجے صبح کیوقت گرلی پہنچی تھی۔ اور جس وقت سالم کا نمبر دوم ڈویژن گاؤں اور اسکے قرب و جوار میں خیمہ زن ہوا۔ اسوقت معرکہ بہت ڈھل چکی تھی۔

لاریسا سے گرلی ۱۰ میل و گرلی سے ویلسٹنو ۱۰ ۔ یہ دو میل راستہ (۱) ۔ [illegible] نہایت محکم [illegible]

[illegible] جو سلسلہ پر جو تقریباً دن رہا رہتی کی اعلیٰ [illegible]

ہیں یونانیوں نے مرکزی کرارہ کے علاوہ ان شاخوں میں بھی کئی ایک مورچے تیار کر رکھے تھے ولسٹینو سے دو میل بجانب شمال غرب موضع کیفالووریسی شاخی سلسلوں کی ایک نشیب میں واقع ہے اسکو ترکوں نے ۲۹ کو فتح کر کے ۳۰ کی شام تک بمیر باستقلال مردانہ قبضہ قایم کر رکھا اپنی پوزیشن کے قلب کے متصل ایک چھوٹی سی وادی پہاڑی پر بھی یونانیوں نے مورچے تیار کر کے وہاں ایک بیٹری نصب کر رکھی تھی لاریسا والو ریلوے لاین ولسٹینو میں ہو کر گذرتی ہے وہاں سے ایک شاخ عین بجانب مشرق ویلو تک جو دو سری طرح ہے اور دوسری بجانب جنوب مغرب ختم ہوتی ہے فرسالوس (دیتالیجہ) کو جاتی ہے ولسٹینو پہاڑیوں کے دامن میں نہایت خوشنما اور دلفریب موقع پر واقع ہوا اور چاروں طرف سے درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ ولسٹینو کے عین سامنے بجانب شمال تیز و میلوس کا معقول آبادی رکھنے والا قریہ ہے ۳۰ اپریل کی پہلی لڑائی میں ترکی بیڈ کوارٹر یہیں تھا۔ وہ کرکی سے بجانب جنوب مشرق چھ میل اور ولسٹینو سے بجانب شمال ساڑھے تین میل ہے۔ تیز و میلوس کے سامنے اور دائیں ہاتھ ایک خوب گھنا اور سایہ دار جنگل ہے جو ولسٹینو کیطرف دو میل تک چلا گیا ہے اسکا عرض دو سو میں آٹھ سو گز تک جا بجا مختلف ہے۔ ترک اگر چاہتے تو پیشقدمی کے وقت اس سے خوب کام لے سکتے تھے مگر انہوں نے اوس سے کسی لڑائی میں فائدہ نہ اوٹھایا۔ یونانیوں نے اسمیں بھی مورچہ بندی کی ہوئی تھی۔ ۳۰ اپریل کو اسکا جنوبی حصہ یونانیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسکا علم ہمیں سہ پہر کے قریب ہوا۔ اور بری طرح سے ہوا ہمارے تلف ہونے میں تھوڑی ہی کسر باقی رہ گئی تھی

محمود کی غلطی

لڑائی ۲۹ اپریل کو اسطرح شروع ہوئی تھی کہ فرنچ محمود بیک نے ولسٹینو کیطرف پیشقدمی کی اُسکے سوا تھی یا شاکی ڈویژن کی دو پلٹنیں ایک بیٹری اور دس سالین سے پیچھے یعنی تخمیناً چھ سو سوار تھے اسکا منشا تھا کہ سینو سیفالو کی بلندیوں کے برابر ولسٹینو کے جنوب مغرب سے گذر کر یونانیوں کے میسرہ کو پلٹ دے اور پھر یہ ہو سکا تو وہ یونانیوں کے عقب میں ریلوے سٹیشن پر پہنچ جائے مگر تیوسی کو بیل سولنسکی کی جمعیت کا اندازہ کرنے میں سخت غلطی ہوئی کرنیل ایکس کے بقول مسٹر برلے جو بمقام ولسٹینو یونانیوں کے ہمراہ تھا دس ہزار اور میرے خیال میں کم از کم بارہ ہزار قوت تھی اسمیں کوئی شک نہیں کہ سمولنسکی کو جمعہ کے دن زبردست کمک پہنچ گئی تھی جسے خود کئی ٹرینیں فرسالوس سے ریلوے سٹیشن پر لاتی تھیں محمود بیک کے پہنچ جانے سے تھوڑی ہی دیر بعد یونانیوں نے بڑی تیزی کے ساتھ جارحانہ کارروائی شروع کر دی۔

۲۹ کو خفیف سی لڑائی ہوئی محمود بیک دو پلٹنیں لیکر کرکی سے بجانب غروب ولسٹینو کیطرف روانہ ہوا اور شہر سے بجانب غرب دو میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا پیدل فوج سینو سیفالو کی کراروں کے برابر برابر یونانیوں کے میسرہ کو الٹنے کی کوشش کرنیکو آگے بڑھی فوج سوار دستے پائینی ہموار علاقہ کی گرد آوری کی اور پیچھا کرتے یونانی قریوں سے تھوڑی ہی مبارزت کی محمود نے کمک طلب کی اور حقی نے ایک اور پلٹن بھیجدی۔ دوسرے دن لڑائی علی الصبح شروع ہو گئی۔ ترکوں نے موضع کیفالو پر قبضہ کر لیا اوسوقت محمود بیک سے ایسی حیرت انگیز مہورانہ حماقت سرزد ہوئی کہ کیواری کو اوس سے سخت نقصان پہنچا اور اُسدن ترکوں کو ہزیمت ہی زیادہ تر اسکی وجہ سے ہوئی اوسنے ترکی سواروں کو درمیانی پہاڑی کے یونانی مورچہ پر جہاں فوج پیدل قایم کی تھی حملہ کرنیکا حکم دیا سوار دستے بڑی جوش سے اس حکم کی تعمیل کی وہ تابڑتوڑ آتشباری کے باوجود گھوڑوں کو سرپٹ چھوڑ کر تند و تیز کیطرح اوپر کو دوڑے محمود سب آگے تھا

انہوں نے ایک مورچہ پر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور محمود نے اپنے ہاتھ سے ایک یونانی کپتان کو جو اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہ لیتا تھا اور ریوالور سے کئی سواروں کو نشانہ بنا چکا تھا تہ تیغ کیا لیکن ایک اور مورچہ جو پہلے سے بہت زیادہ مضبوط تھا ابھی سامنے کھڑا تھا۔ اور صرف وہیں سے نہیں بلکہ دونوں بازوؤں سے بھی سواروں پر غضب کی آگ برس رہی تھی جس سے مجبور ہو سواروں کو پیچھے ہٹنا پڑا اس حملہ میں پچاس سوار شہید و مجروح اور تقریباً نصف گھوڑے ناکارہ ہوئے۔

یونانیوں کا بیان

اخبار سٹینڈرڈ کا خاص نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اس حملہ کے متعلق ذیل لکھتا ہے:— ساڑھے دس بجے کے قریب تقریباً پندرہ سو ترکی سواروں نے اوس یونانی بیٹری کو ہٹانے کی کوشش کی جو موضع ولسیتو پر حملہ کنندہ ترکی انفنٹری میں خوفناک تباہی برپا کر رہی تھی سواروں کا یہ حملہ تہورانہ اور احمقانہ تو ضرور تھا مگر ساتھ ہی کمال شاندار اور ایسا تحیر انگیز کہ اوسکا نظارہ کبھی مدت العمر تک فراموش نہیں ہو سکتا۔ سوار پہاڑ کی ڈھلوان سطح پر سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہماری توپوں کی طرف چڑھے آ رہے تھے اور اونکی درخشاں تلواروں کی لمبی قطار دھوپ کی روشنی میں عجیب چکاچوند کا عالم پیدا کر رہی تھی جب وہ قریب پہنچ گئے تو باتری نے توپیں عین سیدھی کر کے انپر چھرے دار گولے اور فوجی پیدل جو توپوں کے سامنے زمین پر لیٹی ہوئی کمین میں بیٹھی تھی تابڑ توڑ والیلی بارھیں مارنا شروع کر دیا سوار اس بلائے ناگہان کے نازل ہونے پر یکبارگی گھوڑوں کی باگیں روک لیں جس سے گھوڑے پیچ و تاب کھا گئے اور گھبراہٹ لگ گئی اتنے میں ایک ترکی پیدل دستہ جو موضع ولسیتو کے مضافات سے بسرعت تمام آ رہا تھا انجانب پیش ان جانباز سواروں کی مدد کو پہنچا اور شروع کر دی پھر انہوں نے فی الفور فیصلہ کر لیا کہ ہمیں یہ کرنا چاہیئے وہ کاوا کاٹ کر پلٹ گئے اور دستی بندوقوں کی [illegible] پیادوں کی پہاڑی سے میدان کو پھر اوسی مقام کو ہٹ گئے جہاں سے اونہوں نے حملہ کیا تھا یونانی توپوں سے پسپائی کے وقت بھی اونہیں بہت نقصان پہنچا جو بھی سوار پیچھے پلٹ کر ولوی میں منتشر ہوئے یونانی فوج پیدل اور گولنداز دونے خوشی کا بلند نعرہ مارا جنرل سمولنسکی اور اسکا سٹاف بھی جو اس تہورانہ حملہ کو بغور دیکھ رہے تھے خوشی کو ضبط نہ کر سکے وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ نعرہ میں شریک ہو گئے اور جنرل کا کمال جوش کیساتھ یہ بلند پکار اٹھنا "امید ہے میر سپاہی اب ان خوفناک ترکی سواروں کو دیکھ لیں تو انہیں سمجھ ہو گی جیسا کہ اب تک اونکی سمجھ رہے تھے" یونانی سواروں کو تعاقب کیلئے عجب بے چینی ظاہر کر رہے تھے جنکو افسر مشکل روک سکے سوار پیچھے پھرتے ہی جنرل سمولنسکی نے یونانی باتری کی شجاعانہ مدافعت کی کامیابی کی خبر بذریعہ تار ولیعہد کو دی جسنے فرسال سے جواب میں سپاہ کو مبارکباد کہلا بھیجی پیغام مبارکباد توپخانہ دیوار سے تھوڑی دیر بعد پہنچا"

محمود کی اس کرتوت پر سعید کو ادہم میں سخت ناراضگی ظاہر کرنی پڑی۔ دفت ادہم پاشا کی دوری ڈویژن کا جو پہلی بری ہی کمزور تھا بہترین حصہ اوس لڑائی کو تا قائم ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ نشاط کی بریگیڈ نے بھی محمود کی ہی حکم سے ڈومو کو میں وہ تہور سے حملہ کیا تھا جس میں اسکی ۵ فیصدی شہید مجروح ہوئے تھے اگر یہ روایت درست ہے تو سلطان المعظم کا یہ نوعمر پادشاہ اس نقصان عظیم کا جو تفصیل میں فضول عساکر عثمانیہ کو اوٹھانا پڑا ادمہ دار ہے یعنی کم از کم پندرہ سو آدمی اوسکی بے جوشی و تہور کی نذر ہوئے۔

ے جنرل [illegible] کو [illegible] ایک کارپورل کو جسکا نام [illegible] یونانی [illegible] اتنی [illegible] لکھتا ہے۔

نعیم پاشا کے سوار ونکو پسپائی کیوقت کیفالو اور اوسکے قرب و جوار کی پیدل فوج نے دشمن کی تاخت و آتشباری سے محفوظ رکھا تھا۔ اب یونانیوں نے اب بتعداد کثیر اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے اس پیدل فوج پر حملہ کیا سرمست یونانیوں نے اُسپر تابڑ توڑ باڑھیں چلائیں مگر خوشی و سرمستی نے اون کے حواس بیجا نہ بننے دیئے تھے۔ ان باڑھوں سے ترکوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ دریتولا حقی پاشا نے بریگیڈیر نعیم پاشا کے زیر کمان چار پلٹنیں اور دو باتریاں ریزومیلوس پر قابض ہونے اور یونانیوں کو انتہائی میسرہ سے پیچھے ہٹا دینے کے لئے اپنے میسرہ کیطرف روانہ کردی ہوئی تھیں۔ یونانی اسطرف پلاّ وستہ کے دامن اور اون کی ڈھلوانوں میں جو دلسینو کیطرف بلند ہوتی جارہی تھے اور نیز ان پست کراروں پر جو شہر مذکور کے بائیں ہاتھ تھے بجمعیت کثیر خوب محفوظ مورچوں میں مقیم تھے۔ یہ سوچکر کہ منیٰ ریزومیلوس کے گھڑیال کے مینار سے کل لڑائی کا مشاہدہ کماحقہ ہوسکیگا ہم اوسپر چڑھ گئے اور لڑائی کے آخری چار گھنٹے وہیں بیٹھے رہے۔ یہ مینار ساٹھ فیٹ بلند تھا۔ نعیم پلاّ وستہ اور ریزومیلوس کے درمیان ہموار زمین پر تھا۔ اوسکے پاس دو باتریاں اور دو رسالے تھے ان باتریوں نے ۱۷ اپریل کی لڑائی میں کوئی کام نہ دیا۔ اور رسالے بھی مزروعہ کھیتوں میں جو ریزومیلوس اور جنگل کے وسطی حصہ کے درمیان تھے بیکار پھرتے رہے دو پیدل پلٹنوں کا کچھ حصہ ریزومیلوس میں اور اوسکے سامنے مقیم تھا اور باقی حصہ جنگل میں سے بڑھ رہا تھا۔ دوسری دونوں پلٹنیں اوسکے داہنی طرف جو پیشقدمی کر رہی تھیں۔ یہ بعدان پلٹنوں نے پلاّ وستہ کی ڈھلوان سطح کے مورچوں کو بلہ کرکے فتح کرنیکی کوشش کی مگر یہ بلہ بھی مجموعی طور سے کچھ کم مشکل یا احمقانہ نہ تھا۔

دوپہر کے قریب ہم گھوڑوں پر سوار بریگیڈیر نعیم پاشا کے پاس گئے وہ کمال بیفکری کے ساتھ لڑائی کی رفتار کو جو دونوں طرف میسرہ اور انتہائی میمنہ پر بڑی تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی دیکھ رہا تھا۔ یہ دونوں معرکے ایکدوسرے سے بالکل جدا الگ نہایت شدت کے ساتھ ہو رہے تھے اونمیں کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ایک معرکہ ہم سے جنوب مشرق میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پیلی آن کے دامن میں اور دوسرا بجانب جنوب مغرب اڑھائی میل کے فاصلہ پر کیفالو کے ارد گرد ہو رہا تھا۔ ترکی قلب میں کوئی لڑائی نہ ہو رہی تھی۔ وہاں کی فوج ریزومیلوس سے نصف میل بجانب جنوب صف آرا ہوکر خاموش کھڑی تھی نعیم پاشا پچاس ایک برس کی عمر کا پست قامت اور بے حیثیت سا افسر ہے۔ رنگ خاکستری سانولا ہے۔ اوسکی شکل و شباہت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے سپاہی کے درجہ سے ترقی کی ہے۔ وہ بکشادہ پیشانی اور خوش [illegible] کیساتھ پیش آیا مگر چونکہ نہ وہ اور نہ اوس کے سٹاف کا کوئی افسر ترکی کے سوا کوئی اور زبان جانتا تھا گفتگو بے تکلف نہ ہوسکی نعیم کے پاس کوئی دوربین نہ تھی۔ اونہوں نے میری دوربین لیکر دونوں معرکوں کو جو اسکے یمین و یسار پر ہو رہے تھے تھوڑی دیر نہایت غور سے دیکھا پھر اُسنے فوراً ایک اردلی کو پلاّ وستہ کیطرف بھیجدیا جسکی روانگی کا نتیجہ جلد منکشف ہوگیا۔ یساری بازو کی دونوں پلٹنیں چیونٹیوں کیطرح پہاڑیوں کی عمودی سطحوں پر یونانیوں کی آتشباری کے باوجود جنہوں نے ان ڈھلوانوں پر یکے بعد دیگرے مورچوں کی قطاریں تیار کی ہوئی تھیں چڑھنے لگ گئیں۔

خطرناک گشت دھوپ نہایت تیز تھی۔ اوسدن جیسی دھوپ میں نے مدت العمر میں نہ دیکھی تھی پلاّ وستہ کے بے شجر و بے سایہ ڈھلوانوں کے تپتے ہوئے پتھروں سے مجروح سپاہیوں کو بے انتہا اذیت پہونچی ہوگی اوسکا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ میں دو گھنٹے

[illegible]

اس تمازت کو برداشت نہ کر سکا اور ایک توپ گاڑی کے نیچے پناہ لینے کی کوشش کی جسمیں کامیاب نہ ہو سکا وہاں پہلے ہی تین
انکے لوگ موجود تھے میں باہر نکل آیا اور مسٹر ماشگمری کی معرفت نعیم پاشا سے سرسبز و خوشگوار جنگل میں جو ہمارے دائیں ہاتھ
موجود تھا جانے کی اجازت چاہی پہلے تو وہ رضامند نہ ہوا مگر آخر اجازت دیدی اور ہم یعنی میں مسٹر ماشگمری۔ ایلیس اور چار سوار
ادہر روانہ ہو گئے ہمارا لفٹننٹ رؤوف بک باقی اسکورٹ کے ساتھ پیچھے رہا ہم راستے میں دو رسالوں کے پاس سے جو کشت زار میں
خاموش کھڑے تھے اور نیز کچھ فوج پیدل سے جو ہمارے دائیں ہاتھ آہستہ آہستہ آگے جا رہی تھی گذرے جنگل میں داخل ہوتے ہی میں
گھوڑے سے زخمیوں کی طرح گر پڑا اور ایک درخت صنوبر کے ٹھنڈے سایہ کے نیچے خوب مزے لیکر لوٹنے لگ گیا مسٹر ماشگمری
اور ایلیس نے کہا کہ ہم جنگل میں سے گذر کر دوسری طرف کے علاقہ کی گرداوری کرنا چاہتے ہیں مینے بھی سمجھا اور انہیں اجازت دیدی اور دو
سوار انکے ساتھ کر دیئے وہ خوش خوش اس مہم پر روانہ ہو گئے اور میں سو گیا ایک گھنٹہ بعد تمام گرد و پیش آتشباری ہونے سے میری
آنکھ کھل گئی اور اٹھکر کیا دیکھتا ہوں کہ ترکی لشکر عین میرے سامنے ایک لمبی صف بلند ہوئے درختوں کی اوٹ سے دشمن پر جو نظر
نہیں آتا تھا بارش میں چلا رہے ہیں اوسوقت مجھے اپنی جماعت کیطرف سے سخت تردد لاحق ہو گیا کیونکہ وہ اسی طرف گئی تھی جدھر
اب ترک بندوقیں بھر بھر کے چلا رہے تھے میں سوار ہو کر انکے پیچھے جنگل جنگل جانے ہی لگا تھا کہ ریزو میلوس کیطرف سے وہ جنگل کے وسط
سے نمودار ہو گئے۔ اور مینے صدق دل سے کلمہ شکر پڑھا وہ تھوڑی دیر میں بخیریت میرے پاس پہونچ گئے اونہوں نے بیان
کیا کہ جنگل سے گذرتے وقت ہمنے کئی مورچے دیکھے مگر یونانی کوئی نہ دیکھا۔

درحقیقت بہت سے یونانی جنگل کے جنوب مغربی دامن میں کمینگاہ میں لیٹے ہوئے تھے مگر چونکہ وہ اپنے قلب لشکر سے جو کیفالو
کے سامنے تھا کسیقدر فاصلہ پر تھے اونہوں نے آتشباری کرنے سے اپنی موجودگی کی خبر ہونے دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور
میری چھوٹی سی جماعت انکی نظر عنایت اور لطف کریمانہ سے محفوظ رہی۔ وہ کیفالو کیطرف تقریباً ایک میل تک
بڑھی گئی۔ اور پھر دانائی سے کام لیکر جنگل کے نسبتاً محفوظ حصہ میں سے ہوتی ہوئی واپس آگئی۔

ہمیں جلد معلوم ہو گیا کہ جنگل میں اور زیادہ ٹھیرنا خطرے سے خالی نہیں ہم ترکی لشکر کی پہلی صف میں تھے۔
نیز ان سبکو بھوک بھی بہت لگی ہوئی تھی ہم اپنا کھانا سر ۔ ہتیار کنیہ میں چھوڑ آئے تھے سب کی یہی صلاح ہوئی کہ وہاں
چلکر کھانا کھایا جاوے واپسی کیوقت ہمیں ترکی پیدل فوج کی چند بٹالینیں لشکر ترکی کی کمک کیلئے جنگل کو جا رہی تھیں جنگل میں
آتشباری خوب تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی کیولری کے دو توپخانے ماتیا لسنے کی مدد پہاڑی کی یونانی باتری کو محفوظ
ہو چکے تھے جسے نعیم پاشا اور اسکے اسٹاف کی جھنگولوں سے ابھی ابھی تو لفتح کرنا شروع کی تھی۔ آہستہ آہستہ درختوں کیطرف
چلے جا رہے تھے جیسے مینا پر تین نامہ نگار مسٹر جیل مسٹر گوین اور مسٹر سیٹونس بیاژ پر وہ وہاں سے ساڑھے پانچ بجے
تک لڑائی کو بچشم خود دیکھتے رہے جو چھ بجے تک یکساں شدت کے ساتھ جاری رہی پہلی اونکیلئے وقفہ ہوئے درپے رائفل کا ٹیلہ
کی آواز آتی رہی کیفالو کیطرف سے گو آواز ویسی بلند نہ آتی مگر مقدار میں وہ بھی کم نہ تھی کیفالو کے سامنے کے مورچوں سے

یونانیوں نے بالقصد بے شمار کارتوس چلائے ہونگے کیونکہ وہ حالانکہ غنیم اُنکی زد سے بہت دور تھا لگاتار باڑہ پر باڑہ چلاتے رہے۔ پلاوپتہ پر بھی آتشباری نہایت سخت تھی جو نسبتًا زیادہ نقصان رساں ثابت ہوئی کیونکہ وہاں بالمقابل افواج ایک دوسرے کی بہت قریب تھیں۔

پیلی اون دھالم اسطرف وولو کی جانب ترکوں نے جس پہاڑی پر حملہ کیا وہ کم از کم دو ہزار فیٹ بلند اور اُسکی سطح نہایت عمودی اور چٹاندار تھی ایسی پہاڑی پر یونہی چڑھنا بڑا مشکل کام تھا۔ چہ جائیکہ ایسی صورت میں جبکہ اوسکی چوٹی پر سے غنیم مورچوں کے پیچھے سے اندھا دھند آگ برسا رہا ہو ایسی صورت میں اُسپر چڑھنا یقینًا ناممکن تھا اور غالبًا ترکوں کے سوا دنیا بھر میں اور کوئی فوج ایسا کرنیکی کوشش کرتی لیکن نعیم کی پلٹنیں حیرت انگیز ثبات بالاستقلال سے ایک چٹان سے دوسری چٹان پر کودتی ہوئیں عمودی پہاڑی پر چڑھ ہی گئیں اور گو اونکو سخت نقصان پہنچ رہا تھا مگر بالآخر چوٹی پر پہنچ گئیں جہاں افسوس کوئی پناہ نہ تھی جسکی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہوگیا تاہم وہ اپنی جگہ پر قایم رہکے بارہ بجے سے چھ بجے تک دشمن پر آتشباری کرتے رہیں۔ ساڑھے چار بجے یونانیوں نے جنکو بہت سی کمک پہنچ گئی تھی سب موقعوں پر بالخصوص پلاوپتہ سے ترکوں کو پیچھے ہٹانے کیلئے جان توڑ کوششیں کیں۔ رائفل آتشباری کی باڑہیں مسلسل اور ناقابل برداشت حدت و تیزی کیساتھ پڑ رہی تھیں یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یونانی بالمقابل دباؤ ڈال رہے ہیں اور ترک انکے مقابلہ پر اپنی جگہ پر قایم رہنے سے عاجز ہو رہے ہیں تاہم یونانی سکرمشر دن کو مورچوں سے کود کر ڈھلوان سطح پر نیچے کیطرف دوڑتے ہوئے اور پھر دوسری کرارہ پر چڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے اونکا کچھ حصہ شاخی کراروں کے درمیانی نشیبوں میں جمع ہو کر جنگل کیطرف بڑھا آرہا تھا۔ باقی فوج سپاہ سالار کیطرف جو کہ انکے پانچ ہزار گز کے فاصلہ پر تھے اور نیز ترکی انفنٹری بھی معہ کیفالوری کے پے در پے باڑہیں چلا رہی تھی۔ پلاوپتہ کیطرف بھی آتشباری اسی حدت کے ساتھ مگر زیادہ موثر طریق سے جاری تھی۔ رائفل باڑہ ہونکی مسلسل کڑک کانوں میں گونج رہی تھی آنکھیں یہ مشاہدہ کر رہی تھیں کہ یونانی بلند ترین چوٹیوں سے سیلاب کیطرح اوس چوٹی کیطرف جہاں ترک چٹان اور پتھروں کے پیچھے بیٹھے ہوئے یونانیوں کی تابڑ توڑ بوچھار کا بالاستقامت جواب دے رہے تھے امڈے چلے آرہے ہیں امید صاف نظر آرہا تھا انکی فوج نے جسکام کا بیڑا اوٹھایا ہے اسکے لئے اونکی جمعیت بہت ہی تھوڑی ہے عثمانیوں کی پہاڑیوں اور پیلی اون کی چٹانی بلندیوں کو چھ کمزور سی پلٹنوں سے فتح کرنا ایسا کام تھا جسے رستم و اسفندیار یا خالد و ضرار ہی انجام نہیں دیسکتے۔

پانچ بجے کے قریب یونانیوں نے ریزومیلوس کے گاؤں پر گولہ باری کی اور انکے دو گولے عین ترکی اسباب کے چھکڑوں اور توپ گاڑیوں کے بیچ میں گرے۔ یہ سامان و مویشی گرچہ کے نیا انکے قریب جمع تھے نعیم پاشا نے اسکا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ یونانی توپیں سو گز کے فاصلہ پر دستوں کی نیم اوٹ میں تھیں اور نیز ان گولوں سے چنداں نقصان بھی نہ ہوا تھا چھ بجے کے قریب یونانیوں نے اپنے بعیدی سکرمشروں کو پیچھے ہٹانا اور موضع کے گرد جمع ہونا شروع کر دیا۔ اور فوج پیدل گروہ گروہ اور چند سوار جو انتہائی بسر پر پہاڑیوں کی بعیدی شاخوں کی آڑ میں نظر سے پنہان تھے ریزومیلوس کیطرف آتے ہوئے دکھائی دینے لگ گئے۔

جب ہم ساڑہے چھ بجے روانہ ہوئے اوسوقت ترک ہٹ آرہے تھے مگر کامل وقار اور تمکنت کے ساتھ اونکو گرمی کی حدت سے سخت تکلیف پہنچی تھی اور کارتوس بھی تقریباً ختم ہو گئے تھے لیکن پھر بھی کہیں سات بجے کے قریب جاکر ترکی انفنٹری بلاھو پیترا اور کیفالیسے سے پیچھے ہٹی۔ اور کامل باقاعدگی اور استقامت کے ساتھ ریزو میلوس ہیں سے کرکی کو واپس گئی۔ یونانیوں نے مستعدی کے ساتھ کوئی تعاقب نہ کیا۔

ترکی مجروح میں سخت حیران ہوں کہ ترکیشوں کی اس دہلی لڑائی کے ترکی مجروحین کہاں گئے اونکی تعداد یقیناً بہت ہونی چاہیئے تھی میں نے بہت کم دیکھے کیفالو کیطرف تو غالباً جو مجروحین کو اونکے ساتھی اوٹھالائے مگر بلاھو پیترہ کی عمودی ڈھلوانوں پر سے انہیں ساتھ لانا ناممکن محض تھا اور یہ یقینی امر ہے کہ وہاں کئی سو ترک مجروح ہوئے تھے لیکن مجھے اس امر کی کوئی شہادت نہیں ملی کہ یونانیوں نے ان مجروحین کو اسیر کر لیا تھا اور اونکی مرہم پٹی کی تھی اور لازمی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان مجروحین کا کیا حشر ہوا دوسرے دن ہمنے ایک نہایت بیہودہ نظارہ دیکھا جس سے طرح طرح کے شبہات پیدا ہوتے ہیں اور خیال گذرتا ہے کہ ان بیکس مجروحین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا ہوگا۔

ہم لڑائی کے خاتمہ تک ٹھیرنا چاہتے تھے مگر مسٹر گوین نے کہا دیکھو ترکی نظام فوج کا ونکو چھوڑ کر کرکی کو جارہی ہے اور رسالہ اور دو دن کی ایک پلٹن پیچھے رہ گئی ہے۔ یہ کوہستانی اگرچہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہیں۔ مگر با انتظامی اور ضبط علی النفس اون خوبیوں کی فہرست میں داخل نہیں اگر انکو ہماری گھوڑے پسند آجاتے تو یقیناً ہمارا بھی وہی حال ہوتا جو لاریسا کی بھاگڑ کے وقت یونان فوج کے ہمراہی انگریز نامہ نگار و نکا ہوا تھا کہ یونانی سپاہیوں نے بلا تامل اونکے گھوڑوں بلکہ گاڑیوں پر بھی تصرف کر لیا تھا۔

تاہم مراجعت کنندہ ترکوں میں بے ترتیبی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ ایسی لاپروائی اور بیفکری سے پیچھے ہٹے جارہے تھے گویا کسی چھوٹی سی تفریحی مہم پر گئے تھے اور سارا دن جو جانگداز لڑائی کرتے رہے تھے وہ ہوئی ہی نہ تھی۔ یونانی اگرچہ اپنے مستحکم مورچوں کی پناہ میں خوب لڑے تھے مگر وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ حملہ کرنیکی صورت میں مورچوں سے نکلکر کھلے میدان میں جانا پڑیگا جہاں ترکوں کا مقابلہ کبھی نہیں ہو سکیگا۔ چونکہ ہمکو ترکی سپاہیوں کی شاندار اوصاف اور نیز یہ امر معلوم ہے کہ بالخصوص جب مدافعت کے پہلو پر ہوں تو انہیں مغلوب کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے ہم جنرل سمولنسکی کی قناعت اور خاموشی پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے ورنہ ضرور یہ رائے دیتے کہ اسے اسی شام اپنے حملہ کو خوب موثر کرنا اور نعیم کے کل بریگیڈ کو اسیر کر لینا یا تباہ کر دینا واجب تھا بیس بیس میل تک کوئی ترکی کمک موجود نہ تھی سمولنسکی کے پاس نعیم کی نسبت دگنی سے زیادہ فوج تھی جسے بہت کم نقصان اوٹھانا پڑا تھا اور فتح سے اوسکے حوصلے خوب بڑہے ہوئے تھے برعکس اسکے ترک کسیطرح شکستہ دل اور پست ہمت نہ ہوئے تھے تاہم اونہیں سخت نقصان پہنچا تھا اور وہ سخت کوفتہ و ماندہ اور گرسنہ تھے لیکن جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ بایں ہمہ سمولنسکی کا تعاقب نہ کرنا بھی مستحق ملامت نہیں ہے جیسی فوج اوسکے پاس تھی ویسی کے ساتھ کھلے میدان میں ترکوں پر حملہ کرنا نہایت خطرناک اور جوکھم کا کام تھا اور اگر حملہ میں ناکامی ہوتی تو اسکا نتیجہ بہت برا ہوتا ہاں اگر سمولنسکی کے پاس شجاع اور بخوبی منتظم فوج ہوتی تو نعیم کا بریگیڈ

یقیناً تباہ ہو جاتا۔ اخبار ڈیلی نیوز مورخہ ۲۸ مئی میں اوسکے خاص نامہ نگار کی طرف سے اس معرکہ کے متعلق جو مراسلت شائع ہوئی اوسکا
آخری حصہ یہ ہے: "دمکل کے محاربہ میں میرے اندازہ کے مطابق یونانیوں کا حسب ذیل نقصان ہوا: چودہ قتل ہوئے ایک افسر اور ایک
سارجنٹ بھی اس تعداد میں شامل ہے اور ایک سو بیالیس زخمی ہوئے۔ یہ لوگ زیادہ تر ترکی انفنٹری کی آتشباری سے ہلاک و مجروح ہوئے اور بہت ہی
کم ترکی گولوں سے جنمیں سے اکثر تو یونانی صفوں سے باہر گرتے رہے اور جو معدودے چند اندر گرے اونمیں سے بہت ہی تھوڑے پھٹے چونکہ دشمن آج
کے وقت لاریسا کی طرف اسقدر پیچھے ہٹ گیا کہ نظروں سے غائب ہو گیا لیکن آج باطمینان خاطر کل کے میدان جنگ کی گشت کی جہاں میمنہ کو
الٹنے کی کوشش میں ترکوں کو ہماری انفنٹری اور اوبزیٹوں کی تباہی بخش آتشباری سے جو پہاڑیوں کی ڈھلوان سطحوں پر قابض تھے
یقیناً سخت نقصان پہنچا ہوگا۔ گندم کے کھیتوں کی لمبی قطاروں میں جابجا لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنمیں سے اکثر نے یونانی فوج کی وردی کے
کچھ حصے پہنے ہوئے تھے جو غالباً اونکو لاریسا کے گوداموں سے ملے ہونگے۔ یونانی میسرہ پر جو دستینو سے اوپر تھا۔ ترکی کیولری کا حملہ
محض باگلانہ فعل تہا۔ ترکی سواروں نے دو مورچوں کے بالمقابل جس پہاڑی کی عمودی ڈھال پر چڑھنے کی کوشش کی میں اسکے پائیں میں
کھڑا ہوا اس حملہ کو دیکھتا رہا تھا۔ ان مورچوں میں دو سو سپاہی مقیم تھے غنیم نے جو شہامت و بسالت دکھائی یونانی اوسکے صدق دل سے معترف
ہیں سکے قریب ترین یونانی مورچہ سے دو گز کے فاصلہ تک بہت تھوڑے سوار پہنچ سکے تھے پہاڑی کے نیچے نسبتاً زیادہ ہموار زمین پر بھی گندم کے
سرسبز کھیتوں میں جابجا سواروں اور گھوڑوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اگر یونانی سپہ سالار چاہتا تو کل ایک تازہ دم رجمنٹ
فرسالہ سے سیدھے رستہ ترکوں کی مراجعت بجانب کرلی کا رستہ بند کرنیکو بھیج سکتا تھا اور اسطرح وہ تمام فوج جو کل کے حملہ میں شریک ہوئی
تباہ یا گرفتار کر لیجا سکتی تھی۔ سپہ سالار نے ایسا نہ کیا اور سمولنسکی کی فوج دو دن رات مورچوں اور خندقوں میں رہنے سے ایسی
تھکان زدہ ہو رہی تھی نیز اوسکی جمعیت اتنی تھوڑی تھی کہ وہ کوئی موثر جارحانہ حرکت نہ کر سکتی تھی"

کرلی پہنچکر یہ پتا تحقیق ہوا کہ ادہم پاشا سفر کرکے لاریسا جانیکی بجائے دمیکا کا عزم کر لیا مگر مسٹر بانگہری اور ایلس ایسی
چلے گئے کیونکہ اوسدن ہم نہایت عمدہ کھانا تیار کیے جانیکا حکم دے آئے تھے اور اون دونوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی رات
کی تاریکی اور سڑک پر جابجا زخمیوں اور بارکش جانوروں کی قطاریں ملنے کیوجہ سے اونہیں سڑک پر بہت دیر ہو گئی۔
تاہم وہ نعیم کے قاصد سے پہلے پہنچ گئے اور آدھی رات سے کچھ بعد لڑائی کے حالات مفصل ہم نے ادہم پاشا کو جاسنائے مشیر
نہایت شفقت کے ساتھ ملا اور فی الفور زبردست کمک کرلی کو روانہ کر دی ✦

مہمان نوازی عثمانیہ

دومیلا میں بمقام کرلی ایک آسودہ حال ترک کے مکان میں شب باش ہوا اوسکا نام حسن آفندی تھا۔ اور اوسکا مکان ایک خاص
خوشنما بنگلہ تھا۔ آفندی نہایت ذکی اور کمال متواضع شخص ثابت ہوا اوسنے دو دن بڑی تکلف کے
ساتھ میری مہمانداری کی اور خوراک و مکان کے کرایہ کیلئے ایک حبہ لینا بھی روادار نہ ہوا میں نے بہت منت سماجت کی کہ وہ خوراک کا
خرچ لے لے۔ اوسنے ایک نہ مانی۔ حتیٰ کہ میں اوسکے نوکروں کو بھی تھوڑا انعام لینے پر بمشکل رضامند کر سکا اور یہ بھی صاحب
خانہ کی غفلت میں۔ یہ واقعہ شاذ نہ تھا بلکہ مضافات میں عثمانیہ قوم کے کل افراد کا یہی قدیم دستور ہے۔ وہ جانوں کی

حیثیت سے بڑھکر مدارات کرتے ہیں اور معاوضہ میں ایک کوڑی لینا گوارا نہیں کرتے ـــ

سلیمان پاشا کمانڈر کیولری بھی اسی مکان میں سویا۔ وہ لحیم و شحیم طاقتور اور کسیقدر سادہ مزاج شخص ہے انگریزی یا فرانسیسی نہیں بول سکتا اُسکا سر اور باقی جسم گرد و غبار سے لتھڑ پتھڑ ہو رہا تھا کہانے سے پہلے وہ پورے پانچ منٹ ہاتھ منہ دھوتا رہا۔ لیکن افسردہ دل سا ہو رہا تھا اور اُسکی بہے افسر دگی بیجا بھی نہ تھی میاں مٹھو کی جولانی طبع نے اُسکی فوج کا ایک طرح سے ستیاناس کر دیا تھا ہم دونوں کے علاوہ سلطان المعظم کا ایک نوعمر اور چست و چالاک یاور بھی وہیں فروکش ہوا۔ وہ ابھی پہنچا تھا اور بلا امید لقمہ پر آ پڑا جنٹلمین تھا اُسکی ساتھ کئی خوانچیاں اور بوریے تھے ازکرم عنایت جن میں مکمل سامان تھا۔ عثمانیہ فوجیں ایسی تکلف کے سامان بالکل نادر تھے۔ یہ جوانمرد آسایش و تکلف و حتی الامکان محترز رہتے ہیں۔ لیکن تقدس کی مقتضیات جب ہی موجود تھی جو خانہ اباالاک مکان کی دوامی مہمان تھے وہ سبز عمامہ پہنے ہوئے تھے یہ اس امر کی علامت ہے کہ صاحب عمامہ حج کر آیا ہے۔ ملا کی بہ دوسری معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بھی کسیقدر بنظر اشتباہ دیکھ رہا ہے جب تک ہم کھاتے رہے اوس وقت کا زیادہ حصہ اوسکا منہ خشک ہونے ملنے میں گذرا مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور میرے حق میں یا میری خلاف دعا مانگتا رہا تھا میں نے اوس سے فرانسیسی اطالین اور جرمن ہر ایک کے بعد دیگرے گفتگو کرنیکی کوشش کی مگر ہر دفعہ اُسنے سر ہلا دیا جسکا یہ مطلب تھا کہ وہ ان زبانوں میں سے کسیکو نہیں سمجھتا۔ ترکی افسر نے اوسکی طرف کچھ توجہ نہ کی مگر میں نے حسن آفندی کی معرفت اوس سے کہانے میں شریک ہونیکی درخواست کی اور وہ بخوشی شامل ہو گیا میں جملہ مذاہب کے نفس کش مذہبی مقتداؤں کا ادب و حرمت کی نظر سے دیکھتا ہوں چنانچہ اگر کبھی پادری ہیو پرائس ہیوز صاحب ہی کسی غیر ملک کو محاربہ میں ملجاتے تو میں اونسے بھی اسیطرح پیش آتا گو میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ نسبت اوکلیسا برطانیہ کی یادریگار احترز رہے۔ لیکن سب سے زیادہ ہی کھانے میں ایک ایسا نوعمر ترکی افسر بھی شریک تھا جو بیشک رونق محفل تھا۔ وہ ایک پیادہ کا ایک یادہ تھا مجھے سخت افسوس ہے کہ میں اُسکا نام بھول گیا ہوں وہ اول نہایت ہی ذکی اور کمال خوش طبع افسروں میں سے ایک تھا جن سے تھسلی میں ہماری ملاقات ہوئی ـــ

کہانا سادہ مگر بافراط تھا بریاں گوشت اور جوزوں کی ہنیاں رکابیاں میز پر چنی گئیں چند میں خوب تیز مصالحہ ڈالا گیا تھا اور وہ میز کے وسط میں رکھی گئی تھیں ہم کاٹتے لیکر اون کا ہو بیٹھ ٹوٹ پڑے اور جو بوٹی پسند خاطر ہوتی اوڑیا جو خود بخود کانٹے سے لگ جاتی تھے اوٹھا اوٹھا کر کہانے لگے۔ ابتدا تلی ہوئی مچھلیوں سے کیگئی اور شیرینی پر کہانے کو ختم کیا گیا خوش قسمتی سے میرے پاس سرخ شراب کی ایک بوتل موجود تھی جسکو ملا کے سوا سب نے خوب مزے لیلیکر نوش کیا ـــ

کرلی مسٹر مانٹگمری اور آلیس نے پختہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اُسی رات گھوڑے بدلکر زین سوار یا گاڑی پر واپس لوٹ آوینگے مگر وہ کوئی نہ آیا جس سے مجھے سخت تردد پیدا ہو گیا کیونکہ اوس رات مشر کو بیر بیٹیا۔ دوا رفتہ مزاج لوگ موجود تھی جنکے جیب جچو میں گھوڑے پر سوار ہو کر لاریا کیطرف روانہ ہو گیا سپاہیوں کا انبوہ معہ ازنبوہ سڑک پر کرلی کیطرف چلا آرہا تھے جنکو دیکھکر یہ واضح ہو رہا تھا کہ اد ہم پاشا نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یونانی پھر و لیشنو پر ترکوں کو ہزیمت نہ دیسکیں میں نے مختلف پلٹنوں کے کمان افسر کرنیلوں سے دریافت کیا کہ آیا انہوں نے میری جماعت کو رستہ میں دیکھا ہے مگر کرلی سے دس میل کے فاصلہ پر جب تک

ــہ نیز یہ کہ صاحب ہدایت کے کہیں گو اپنے نفس کا مکر شرہ قناعت سے ہو جاؤں یا یہ کہ میں تجارت سے ہو جاؤں تب یہ ایک مانع ہو ۔ ومن کیتھولک عقیدہ کا یادری ہے

میں حقی پاشا سے ملا ان کو کوئی خبر ملی حقی پاشا کو پتا لگا کہ انہوں نے ایمی کو شب گزشتہ لاریسہ کے متصل دیکھا تھا یہ سنکر میں آگ بگولا ہو گیا اور تقریباً چاہیں اور گیا ہونگا کہ سامنے سے حسن پاشا گاڑی اور ایلس سج سج کمال بشاش ہی کے ساتھ کرلی کیطرف آتو نظر آ گئے انہوں نے میرے تردد و پریشانی کا سبب پوچھا مجھ سے بھی شکریہ ادا نہ کیا بلکہ کہا تم جا رہے ہو آدھی پاشا سے ملو کھانا نہایت لذیذ تھا خوب سیر ہو کر کھایا۔ وعدہ بالکل بھول گیا تھا چست ہو کر سو گئے میں نے اوسی وقت حلف اٹھائی کہ پھر کبھی متردد نہ ہونگا۔

ہم سب کرلی کیطرف روانہ ہو گئے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد ترکی پکٹوں کے گرد چکر لگایا۔ یہ پکٹ کرلی کے گرد اگرد مشرق جنوب مشرق اور جنوب میں نہایت مناسب موقعوں پر قائم کیئے گئے تھے۔ اور اون کے سنتری خوب ہوشیار تھے جب ہم پرانے دوستوں یعنی پرنس ریڈیپلین کے ارنوطوں کے پاس پہنچے تو وہ ہمارے گرد جمع ہو گئے اور طرح طرح کی فوجی لوٹ یونانی خودیاں وغیرہ گراس رائفلیں پستول تلواریں اور کارتوسی پیٹیاں خریداری کے لیئے پیش کیں یہ چیزیں انہیں میدان جنگ سے دستیاب ہوئی تھیں اور وہ جانتے تھے کہ انگلش کو اسلحہ جمع کرنیکا شوق ہے اُس نے اس قسم کی بہت سی یادگاریں خریدیں۔ مگر انگلستان کو واپس جاتے وقت اونکا حصہ کثیر ہمارے یونانی گرفتار کنندگان نے ناجائز طور پر ضبط و غصب کر لیا۔

گشت سے فارغ ہو کر ہم نے حقی پاشا سے کرلی سٹیشن میں جہاں وہ مقیم تھے ملاقات کی۔ وہ کم گو۔ روشن چشم ملنسار۔ نہایت مہمان نواز اور مسافر پرور جنٹلمین ہیں۔ پاشا موصوف نے قہوہ سے ہماری تواضع کی اور فی الفور اپنے فوجی ڈاکٹر کو بلوا کر آئین کے سر پر پٹی بندھوائی اس سے پہلے ہمیں رخصت نہ دی۔ دوسرے دن پاشا موصوف نے لاریسا واپس جانے کیلئے اپنی گاڑی مجھے پیش کی کیونکہ میرا گھوڑا تھک گیا ہوا تھا جب وہ گاڑی آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک معمولی قسم کی بالا کمانی چوبیہ گاڑی ہے جس میں زرا عمدہ قسم کا چارہ ڈھونے والا چھکڑا کہنا زیادہ مناسب ہو سکتا تھا۔ تاہم پاشا کی نوازش میں کوئی کلام نہیں میں سوار ہونے ہی لگا تھا کہ ایک نامہ نگار نے بھی اپنی گاڑی میں بٹھلا لیا۔ اور مجھے حقی پاشا کی گاڑی کی یہ آزمائش نکرنی پڑی کہ سفر میں کیا کام دیتی ہے۔

استکشاف علی الصبح ہم ایک کی استکشافی جماعت کے ساتھ ریز و میلو اور لسیٹو کیطرف گئے اس کام پر دو پلٹنیں بھیجی گئیں ایک ارنوودوں کی پرنس ریڈیپلین اور دوسری پنج نظام کی تھی یہ سلسلۂ کی قاعدے ہو گئی پھیلا کر دار صف باندھکر آگے بڑھیں جنوب کیطرف اونکا سرا ریلوے لائن کے متصل تھا جو پہاڑیوں کے گرد سے گذرتی ہے اور دوسرا جانب شمال جھیل ترلہ کے قریب تھا چھ سواروں کی ایک چھوٹی سی جماعت جو ایک فعدار اور ایک کپتان کی تحت تھی آگے آگے تھی ہم ان سواروں کے ساتھ تقریباً ریز و میلو تک گئے۔

وہ نہایت احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے ہر پانچویں دسویں منٹ جہاں کہیں انہیں کوئی ایسا موقعہ نظر آتا جسکے پیچھے غنیم کے لیئے چھپنا ممکن ہو سکتا ہو وہ فوراً ٹھہر جاتے۔ بجانب جسر و جبل کے قریب ایک گاؤں میں ایسے لوگ دکھلائی دیئے جو یونانی بیقاعدہ سپاہیوں کے مشابہ تھے۔ دو سوار گاؤں کی جستجو اور پڑتال کیلئے بھیجے گئے جس طرف ہمارے قریب تھی ادھر گاؤں کے گرد ایک بیڈول سی دیوار موجود تھی اور عین بائیں بازو ایک گورستان تھا جسکی چار دیواری بہت بلند تھی یونان میں ایسے گورستان بافراط ہیں جو انہیں اس کو انکی بجا صعب یواریوں سے خوب پناہ لسکتی ہے جب کہ یہ سوار بالاستقلال گاؤں کیطرف بڑھے چلے

تھے ہمیں نہایت تردد رہا کہ وہ بخیریت واپس آسکیں۔ ایک سیدہ اوس دروازہ کیطرف گیا جو دیوار میں تھا اور دوسری جگہ کاٹ کر گانوں کی دائیں طرف ہمیں ہر لحظہ یہ توقع تہی کہ ان جانباز سوار و نیز اب گولیاں برسیں۔ مگر کوئی گولی نہ چلی یونانی معمولی گذریئے ثابت ہوئے اور ہم سیدھے ریزو میلو کیطرف روانہ ہوگئے اور وہ ہماری آگے آگے ہولیے۔

سواروں کھیتوں میں سے گذرنے کیلیے جو تندارہ صدر جنرل کر دائیں ہاتھ تھے ہمسے جدا ہوگئے تھے وہاں پہنچتے ہی اونہوں نے کسی چیز کا بڑی سرگرمی کے ساتھ تعاقب کیا مگر پکڑنے پر معلوم ہوا کہ وہ معمولی یونانی دہقان تھا جو کھیت کی لمبی لمبی فصل میں چھپا ہوا تھا میری خیال میں وہ جاسوس تھا جسنے عمدًا سادہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مگر اسے چھوڑ دیا گیا اور کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی۔

کرلی کے قریب یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے کئی گانوں لوٹ لیے تھے مسٹر مانٹگمری نے جو سی کے اشٹینڈرڈ میں اسکے متعلق حسب ذیل تحریر کیا:۔ "آج صبح کے سات بجے میں ایک سنسان جماعت سواران کیساتھ میدان سے گذرا۔ ہمنے یونانی موضع حاجی سی کو بالکل خالی پایا کیونکہ کل سہ پہر کو پچاس یونانی پہاڑ دنسو اتر کر یونانی باشندوں کو مملوکہ و مقبوضہ پچاس مویشی چھین لیگئے تھے۔ ٹرنادوس کی پہاڑی کے وقت سے یونانیوں نے تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا ہے جس سے میدان کے دہقان سخت غضب آلودہ ہو رہے ہیں اور علانیہ واویلا کر رہے ہیں کہ ہمارے ہم مذہب ہمقوم ہمسے ترکوں کی نسبت بدرجہا بدتر اور ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں یہی کیفیت موضع سرمک لی (چوماقلی) کی تھی۔ اسمیں ایک سو گھر دنکی آبادی ہے سڑک کی دونوں طرف میدانمیں گھاس خشک کھڑی ہے مگر اسے کاٹنے اور جمع کرنے والا کوئی نہیں۔ حالانکہ وہ پندرہ دنوں سے قابل درو ہے یہ موضع حمدی پاشا کے ڈویژن سے پانچ کیلومیٹر بجانب جنوب ہے جب میں وہاں گیا اوس سے پہلے کوئی ترکی فوج وہاں داخل نہیں ہوئی سگر ایک بھی باشندہ وہاں موجود نہ تھا صرف چند چور یا پانچ کتے اور کسیقدر سور دکھائی دیتے تھے سوروں نے خالی مکان میں بسیرا کر لیا ہوا تھا۔ ویرانی کیوجہ یہ تھی کہ جو قیدی لاریسا کی جیلخانہ سے رہا کر دیئے گئے تھے وہ راستہ میں سرمک لی سے گذرے تھے اور وہاں کے ہر ایک گھر کو لوٹ لیا تھا سڑک اور مکانوں کے گرد خالی کارتوس پڑے ہوئے تھے جس سے ثابت ہو رہا تھا کہ قیدیوں کو گانوں پر متصرف ہونے کیلیے دیہاتیوں سے تھوڑی سی لڑائی کرنی پڑی تھی۔ مگر کہیں کوئی لاش یا خون کا دھبہ دکھائی نہ دیئے جس سے خیال گذرتا ہے کہ شاید قیدیوں نے محض گانوں کی لوٹ کی خوشی میں کچھ تشلکین کی ہوں۔"

وحشت البربانیم ریزو میلو میں ہمنے ایک عجیب ہیبت انگیز اور متنفر خیز نظارہ دیکھا ایک ترکی سپاہی کی لاش بری طرح سے جھلسی اور جلی ہوئی ایک چھوٹی سی دیہاتی گاڑی یعنی ارابہ پر جو نیز تقریبًا جلی ہوئی تھی پڑی تھی آگ گاڑی کے نیچے روشن کیگئی تھی اور اوسکی شعلوں سے گاڑی اور اوسکا سوار دونوں تقریبًا خاکستر ہوگئے تھے۔ سپاہی کی ٹانگیں گھٹنوں سے نیچے صحیح سلامت تھیں اور اسکی وردی اور حقیقت میں گوشت کے تھوڑے سے حصہ سے ہمیں اوسکا عثمانی سپاہی ہونا متحقق ہوگیا تہا۔ اوسکے گھٹنے پر زخم موجود تھا ممکن ہے کہ کسی اور جگہ پر بھی ہو جسکا نشان جلنے کیوجہ سے معدوم ہوگیا ہو یہ ثابت کرنا ہمارے امکان سے باہر تھا کہ اس مجروح کے نیچے جب آگ روشن کیگئی تھی تو آیا وہ اوس

وقت زندہ تھا مگر جملہ قرائن سے پایا ہی جاتا تھا۔ یونانی اخبارات کمال بیجا نہ انداز سے ترکوں پر طرح طرح کے الزامات لگاتے رہتے تھے کہ وہ ناگفتہ بہ مظالم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور بالخصوص یونانی مجروحین سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ اونہوں نے یہ انتہا درجہ کا دروغ روایت مشتہر کی کہ ترکوں نے تاریخ ۳۰ اپریل جمعہ کے دن یونانی مجروحوں کو کنیسہ میں زندہ جلا دیا تھا جسے کہیں آگے اسکی کامل تردید کر دی گئی کیونکہ بحقیقت وہ کنیسہ خالی پڑا تھا۔ کنیسہ میں کوئی مجروح نہ تھے۔ اور عمارت کے اندرونی حصہ کو خفیف سی نقصان پہنچنے کے ماسوا تمام عمارت بالکل صحیح سلامت کھڑی تھی اندرونی حصہ کو یہ نقصان پہنچا ہوا دیکھا گیا کہ منبر الٹ دیا گیا ہوا تھا۔ اور دیواروں کی بعض تصویریں دیواروں سے اکھاڑ دی گئی ہوئی تھیں مجھکو کامل یقین ہے کہ دراصل خود یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے ترکون کو بدنام کرنے کے لیے ایسا کیا کیونکہ ہر جگہ ترکی سپاہیوں نے معابد کا بہت ہی احترام کیا۔ مزید برآن یہ نقصان ایسا خفیف اور جزوی تھا کہ کوئی دشمن لوٹنے پر کبھی کفایت نکرتا۔ اس سوختہ لاش کو دیکھکر ترک بالخصوص البانوی سخت غضب آلودہ ہو گئے۔ اور اکثر نے بزدل یونانیوں سے اسکا پورا پورا انتقام و بدلہ لینے کی قسم اوٹھائی۔

ناربیت پذیر ارنود کی ہم پھر اپنے برلنے ٹھکانے یعنی مینار پر چڑھ گئے اور وہاں سے بہت اچھی طرح اسکتانی مہم کی کارروائی کو دیکھتے رہے دائیں ہاتھ ارنودوں کی آدھی پلٹن کھیتوں میں سے جنگل کیطرف بڑھی جا رہی تھی اور تابڑ توڑ رائفلی آتشباری سے واضح ہو رہا تھا کہ جنگل یونانیوں سے بھرا ہوا ہے جہاں بڑے معرکہ کی لڑائی ہوتی رہی ایک بیقاعدہ ارنود سپاہی جو بقول خود بریزنڈیلٹن سے تعلق رکھتا تھا اور جسنے اوسے کئی مختلف مقامات پر دیکھا تھا جس سے آیندہ نہایت خوبصورت و تنآور شخص تھا اور اُسکے چہرہ سے ثابت ہو رہا تھا کہ وہ بہت صاف دل ہے لیکن وہ یونانیوں سے لڑنے کا بہی کچھ کم مشتاق و شیدا نہ تھا لیکن جنگل کی سخت آتشباری سے وہ آج بڑا گھبرایا ہوا تھا اوسنے کہا کہ میرے تمام ساتھی جنگل میں ہلاک ہو رہے ہیں اور ترکوں نے عمداً اونکو اسی غرض کیلئے وہاں بھیجا ہے۔ آلبے نے جو یونانیوں کی نشانہ اندازی کی نسبت کوئی عمدہ رائے نرکھتا تھا۔ اوسے بڑی تسلی دلائی اور کہا خاطر جمع رکھو تمہارے ساتھی بالکل بخیریت ہونگے لیکن اسکو اطمینان نہوا اور تھوڑی ہی دیر میں جلد جلد چلا گیا اور پھر سو سوا اپنی ہم قوم ارنودوں کو جمع کر کے جنگل میں گھس گیا جہاں انکے پہنچنے پر آتشباری پہلے سے دوگنی ہو گئی۔

بجائے اسکے وہ سو ارنود ایک یونانی مورچہ کیطرف جو تاحد نظر دکھائی دیتا تھا بڑی تیز قدمی کے ساتھ بڑھے اور صفین پھیلاکر یونانی خندقوں سے آٹھ سو گز کے فاصلہ تک برابر دوڑے گئے جب وہ وہاں پہنچے تو مورچہ سے یکایک ایسی گولی باری شروع ہوئی جیسی دیکھکر کئی رفقا کو خیال گذرا کہ یہاں البانوی تباہ ہو گئے نصف البانوی زمین پر گر پڑے اور باقی جو زیادہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگ گئے جو گر پڑے تھے اونکی نسبت قیاس کر لیا گیا کہ وہ ہلاک یا زخمی ہو گئے ہیں کہ اتنے میں یکلخت کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ پیشقدمی کرنے لگ گئے اونہیں کھڑا ہوتے دیکھکر مجھے تعجب اور کمال خوشی ہوئی وہ دراصل بندوقیں سر کرنے کیلئے زمین پر بیٹھ گئے تھے یونانی گولیوں سے ایک بھی زخمی یا شہید نہ ہوا تھا اس مزید حرکت میں البانیوں نے دو تین سو گز اور طے کر لئے اور یونانی اونکا

[illegible] سمندر پر پہنچو وہاں البانوی ایک جھونپڑی سے گرا ہوا [illegible] اور فریقین ایک گھنٹہ تک [illegible]

[illegible] جالاتے رہے [illegible] سمندر کے عظمت [illegible] دونوں نے [illegible]

[illegible]

[illegible] گفتگو کی [illegible]

[illegible]

کی نسبی [illegible] جنگل والے البانوی [illegible] واپس آگئے [illegible]

دونوں جماعتوں سے ایک آدمی ہلاک ہوا [illegible] اور اس سے یونانیوں کی [illegible]

کا بیہودہ اور بالکل ناقص ہونا صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ دونوں جماعتوں کی واپسی پر ہم مینار سے نیچے اُتر آئے اور درختوں کے ایک جھنڈ کے سایہ میں دوپہر کا کھانا کھایا اس وقت تین بجے کا عمل تھا اور ہم باطمینان بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں چاروں طرف غیر معمولی سناٹا [illegible]

شمالی جانب سے آہستہ آہستہ باہر نکل [illegible]

آ رہی ہیں [illegible] اپنی پارٹی کو تعجیل واپس پہنچنے کا حکم [illegible] آہستہ آہستہ [illegible]

روانہ ہو گئے [illegible]

حملہ نہیں کیا جاتا [illegible]

[illegible]

[illegible]

لاریسا میں آخری دن [illegible] گفتگو [illegible] رہی اسی گفتگو کے دوران میں ہم پاشا سے یونانیوں کو بیکار رہنے سے میدان میں نکلنے کی ترغیب دلانے کی عجیب [illegible] سنائی تھی۔ پاشا موصوف نے کہا کہ یہ سب سے پہلے کوئی معرکہ کی کارروائی نہ ہوگی [illegible] نہایت ضروری کام ہے [illegible] بہ تاسف تمام کل صبح سالونیکا روانہ ہو جانے کا انتظام کر لیا مجھ کو وادی ٹیمپ کو پھر اور [illegible] کا تھیسالیا۔ اور [illegible] کی ساحلی راستہ کو دیکھنے کی بڑی خواہش تھی جہاں سے الاصونا اور [illegible] کی [illegible] جیسے فوجیں وغیرہ [illegible] گذرتی رہتی تھیں مذکورہ صدر راستے سے جانے کا فیصلہ کیا۔

ولسٹینو محاصرہ کا تیسرا اور آخری دور [illegible] ولسٹینو سے شروع ہو کر [illegible] مئی کو [illegible] دومکوس اور ۱۹ مئی کو معاہدہ التوائے جنگ پر ختم ہو گیا [illegible] پہلے دونوں دور کی نسبت لڑائی [illegible] پیمانہ پر اور زیادہ سخت ہوئی۔ تمام یونانی پوزیشنیں بالخصوص ولسٹینو اور ڈومکوس کی نہایت مستحکم تھیں۔ جوں جوں یونانی خا

اپنے ملک کے چاروں طرف دھکیلے چلے جاتے رہے۔ اونکی فوج بیجا تقسیم ہو گئی تھیں اور حسب الوطنی کا تقاضا بھی زور کے پکڑ گیا ہے [illegible]

اپریل [illegible] جب کہ سمولنسکی کا ترکیم کو بریگیڈ کو نقصان کثیر کے ساتھ پسپا ہونا پڑا [illegible] کا اخراج کر جو علی بہت بڑ گئی تھیں جنرل کی

حوصلہ [illegible] وہ مستقل و مناسب نظم کو منتخب کر کے سلسلہ و موقع بند کر لینا اور اپنی سپاہیوں میں حوصلہ و جرأت پیدا

[illegible] ساتھ [illegible] سوائے کہ ہزیمت ہو و سر [illegible] آخر کو لاریسہ و [illegible]

[illegible] کی [illegible] اور [illegible] سے پانچ ہزار آدمی ہو گئے

یونانی [illegible] دو لومیو قریب الہلاک تھی [illegible] میں چھپا ہوا تھا [illegible]

[illegible] اگر [illegible] زیادہ ہوتا وہ فوراً اسطرف کو [illegible]

۳۰ اپریل کی لڑائی میں [illegible] بیچ بیس آدمی [illegible] پاشا نے ولیسٹو اور فرسالہ پر ایک ساتھ

حملہ کرنیکا عزم کیا تاکہ اگر یونانی [illegible] پر [illegible] ہو جانے سے دوسرے مقام کے

بازو کو پیٹ دیا جاوے چنانچہ پاشا [illegible] فرسالہ کیطرف روانہ کر دیا اور

ایک ڈویژن ترکی [illegible] آگیا۔ اور

ایک کثیر التعداد فوج جو الاصونا سے بچا [illegible] بالکل طرف [illegible]

بقول مسٹر بیگم ہیم [illegible] سے وعدہ کیا تھا [illegible] میں [illegible]

پاشا [illegible] ولیسٹو [illegible] سمولنسکی نے

[illegible] سمولنسکی نے اپنی ۵ ہزار سپاہ کے ساتھ [illegible] ہوچکا تھا [illegible]

[illegible] پہاڑی توپیں نصب کر دی تھیں [illegible] اور [illegible] کی درہ پاس پہاڑیاں جو قدرتاً [illegible]

[illegible] سمولنسکی مورچوں اور دمدموں سے اور محفوظ اور ایسی مستحکم کر لیگئی تھیں کہ سامنے کیطرف سے بغیر نقصان کثیر اٹھائے

بغیر حملہ نہیں ہوسکتا تھا۔ مسٹر بیگم ہیم نے ولیسٹو کی دوسری لڑائی کے حالات بہت مجمل لکھے ہیں حالانکہ محاربہ کی [illegible]

لڑائی نہیں سخت ترین لڑائیوں میں سے ایک تھی۔

ترکوں نے حملہ کرنے سے پہلے سمنہ پر جو سری کو پہنچ جانیکا انتظار کرلینا مناسب سمجھا تاکہ حمدی کا ڈویژن سیو سیفالہ کی کراروں کے برابر

پیشقدمی کر کے یونانیوں کو میسرہ کو الٹ دینے سے بجوبی سمولنسکی کی فوج کو مشرق کیطرف ہٹادے۔ اور بشرط امکان عقب میں پہنچکر

فوج مذکور کی مراجعت کا رستہ بھی بند کردے ۴ مئی کو غیر منفصل جزوی سی لڑائی ہوئی یونانیوں نے اسمیں فاتح ہونے

کا دعوی کیا شاید اس لیے کہ ترک پوری مستعدی سے حملہ کرنے کے بغیر پیچھے ہٹ گئے تھے۔

۵ مئی کو حقی پاشا کیفالو سے یونانی قلب کے میسرہ کیطرف بڑھا اور آٹھ ہزار پیدل فوج اور پانچ باتریاں اس موقعہ پر تقسیم کر مقابل

صف آرا کیں آتشباری جو اس وقت ہو رہی تھی نہایت سخت تھی انگریزی جہاز ڈرائڈ کا کمانڈر کپتان بلیم یونانیوں کے سب سے اگلے مورچہ میں تھا اوس نے مجھ سے ذکر کیا کہ یہ قیاس میں نہیں آ سکتا کہ کبھی اس سے زیادہ سخت کوئی آتشباری ہو سکتی ہے یا کوئی فوج اوس سے زیادہ شجاعت و بسالت دکھا سکتی ہے جو ترکوں نے بیشقدمی کے موقعہ پر دکھائی ہم اُس دن بندر وولو میں ایک یونانی جنگی جہاز میں نظر بند تھے اور ابجے سے بیکر ساڑھے چار بجے تک لڑائی کا شور و غوغا سنتے رہے تھے اوس سے زیادہ مہیب جو کہ کبھی قیاس میں نہیں آ سکتی گولہ باری جو نہایت سخت اور مسلسل نہ تھی بلکہ رائفل کی آتشباری بھی غضب ڈھا رہی تھی میدان جنگ سے متواتر فتح و نصرت کی خبریں چلی آ رہی تھیں جن سے یونانی پھولے نہ سماتے تھے سموینسکی نے خبر دی کہ میں نے ترکوں کے سات متواتر حملوں کو پسپا کر کے غنیم کو سخت نقصان پہنچایا میرے سپاہی دشمن کے خون میں تیر رہے ہیں۔ مگر اصل کیفیت یہ تھی کہ جب ۵ مئی کی شام کو لڑائی بند ہوئی تو اسوقت تک ترکوں نے یونانیوں کے مورچوں کی دو قطاریں فتح کر لی ہوئی تھیں۔ اور تیسری قطار سے صرف چار سو گز کے فاصلہ پر تھے یونانی مورچوں کی کل چار قطاریں تھیں ہاں یہ درست ہے کہ ۵ مئی کی لڑائی میں یونانیوں کا چنداں زیادہ نقصان نہ ہوا جسکے برعکس ترکوں بالخصوص البانیوں کو جو حملہ کنندہ فریق تھے بہت نقصان پہنچا یونانیوں کے پانسو سے زیادہ قتل و مجروح نہ ہوئے۔ دوسرے دن ۶ مئی کو سموینسکی ولیسٹینو کو چھوڑ کر بجانب جنوب ہالمیروس کیطرف ہٹ گیا اوسے ایسا کرنے کے لئے ولیعہد کا حکم پہنچ گیا تھا لیکن اگر حکم نہ بھی پہنچتا تو بھی فرسالہ کے فتح ہو جانے اور باقی یونانی فوج کے ڈومو کوس کو ہٹ جانیکی وجہ سے مراجعت اسکے لئے ضروری ہو گئی تھی اگر وہ ولیسٹینو پر قائم رہتا تو ترک ادھر سے بڑھکر اُسے احاطہ میں لے لیتے اُس نے مراجعت کا قابل تعریف انتظام کیا کسیطرح کی بے ترتیبی نہ ہونے پائی اوسکا عقبی دستہ شجاعانہ استقامت کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ پر قائم رہا۔ اور اسطرح ترکوں کو سموینسکی کی فوج کی روانگی سے ۳ گھنٹے بعد تک علم نہ ہوا کہ اونکا دشمن پیچھے سے نکل گیا ہے یہ دستہ ۶ مئی کی رات تک یلاؤسیتو کی سرنگ کے نزدیک تھا بعض تا پہر رات کے وقت وولو جاکر وہاں سے جہاز و نیز لائیم چلا گیا الامہ تا پنا، سموینسکی فرسالہ سے ولیسٹینو پہنچ ممدوح پانا تیس اڈورین لیکر ۹ مئی پیلی کی شمال مشرقی جانب سے ہوتا ہوا وولو کے قریب پہنچا جہاں غنیم کی کوئی قابل جمعیت نہ آئے پر وہ ولیسٹینو اور دیانسی فرسالہ کو ہٹ گیا۔ یہ دستہ ڈومو کوس کے معرکہ میں شریک ہوا تھا۔

وولو میں اضطراب و بےچینی

کے درینو وولو میں خوفناک تشویش مستولی ہو رہی تھی یونانی سپاہ اور بھگوڑے ہر روز ۶ مئی کو (جمعہ شنبہ) ولیسٹینو سے بندرگاہ میں لگاتار داخل ہوتے رہے تھے جہاز و نیز سوار ہونے کے لئے آپس میں کئی دفعہ دنگا مستی ہوئی جسمیں غیر فوجی آبادی بالخصوص عورتوں بچوں اور مجروحین کو بہت نقصان پہنچا ھد سے کو انگریزی قونصل مسٹر مرکن نے مجھ سے رات ملاقات بیان کیا کہ وولو میں سخت بےچینی پھیل رہی ہے اور بیچینی کی تفصیل کو کے ترکوں کے شہر کیطرف بڑھنے پر سخت مشکلات پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اونکو ایکطرف آگ اور دوسری طرف پانی ہوگا یعنے ایک طرف یونانی جنگی جہاز بندرگاہ میں موجود ہونگے اور دوسری طرف شہر میں ارنود بھرے ہونگے۔

مینے مسٹر مرکن کو تشفی دلائی کہ ترکی سپاہ کے اطوار نہایت خوش اطوار ہے اوس سے شہر والوں کو کوئی تکلیف نہیں پہونچیگی پھر اُسے نصیحت کی کہ جونہی لڑائی ختم ہو ادہم پاشا کے پاس قاصد بھیجکر اوس سے ترکی بیڑہ کو اردی شاف اور تمام سپاہ کی حفاظت د

حمایت کی التجا کیجائے۔ تونصلوں نے اس مشورہ کو پسند کیا اور ۸ مئی کو علی الصبح ویسٹینو روانہ ہو گئے جہاں مشیر اون سے بشفقت پیش آئے اور حفاظت مطلوبہ کا انتظام کر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ انور بک کو وولو پر قبضہ کرنے کیلئے دو بٹالین اور ایک رسالہ دیکر فی الفور روانہ کر دیا اور اُسکی ہاتھ اہالی شہر کیطرف یہ اعلان بھیجدیا کہ اگر انہوں نے بلا مقابلہ اطاعت قبول کر لی تو انکو جان و مال کی حفاظت کیجائیگی۔ انور بک نے اعلان مذکور شہر داروں کے جم غفیر کو بآواز بلند پڑھکر سُنایا جو اُسے سُنتے ہی باغ باغ ہو گئے اور سلطان المعظم کی درازی عمر کیلئے زور شور سے نعرے لگائے۔

وولو میں ترکوں کے داخلہ کے حالات مسٹر شیونس[1] نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں تحریر کئے ہیں جن لوگوں نے موجودہ یونانیوں کو دیکھا ہے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ مسٹر موصوف نے اپنی تحریر میں مبالغہ کو بالکل دخل نہیں دیا۔ اونکا بیان ہے کہ یونانی باوجودیکہ اسقدر بھاگ سکتے تھے بھاگ گئے ہوئے تھے پھر بھی بازاروں میں دو رویہ بیشمار لرزاں و ترساں باشندوں کی صفوف صف بستہ کھڑی تھیں جنکو یہی توقع تھی کہ بس وہ اب ایک آن کی مہمان ہیں۔ ترک داخل ہوتے ہی سب کو تہ تیغ کر دینگے بعض نے خاص موقع کیلئے ترکی ٹوپیاں پہن لی ہوئی تھیں اور جب انور بک داخل ہوا تو فرنگیانہ ٹوپیوں کیطرح سلام بجالانے کیلئے اونکو سروں سے اٹھا اٹھا کر ہلا رہے تھے گویا یہ یاد نہ رہا کہ ترک کبھی ٹوپی سر سے نہیں اُٹھاتے۔ کئی ہماری گھوڑوں کو تھامے رہنے کیلئے دوڑے آئے سلطان کی [illegible] کے ساتھ تین نامہ نگار، دو قواص اور ایک سوار شہر میں داخل اور اسپر متصرف ہوئے تھے۔ باشندے بارنگ و متحیر اس حملہ کنندہ جماعت بیکراں کے پیچھے پیچھے ٹون ہال کیطرف چل پڑے۔ اہالی شہر ایسے خوف زدہ ہو رہے تھے کہ کچھ عرصہ تک بلا مقابلہ قبول اطاعت کی دستاویز پر دستخط کرنے کیلئے شہر کا کوئی رکن دستیاب نہ ہو سکا آخر ایک معزز ملگیا۔ اور اُسنے دستاویز پر دستخط کر دیئے جسکے بعد سلطان کے یاور نے جھروکہ میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ امن پسند اور سلامت رو باشندوں کی بیلا لحاظ مذہب و ملت کامل حفاظت کریگا۔ اسکو سنتے ہی ڈرپوک اور دہشت زدہ یونانیوں میں پھر از سر نو جان پڑ گئی۔ اور وہ عثمانیہ رحم و کرم سے ایسے خوش ہوئے کہ بیساختہ سلطان المعظم کی درازی عمر و ازدیاد اقبال کیلئے نعرے مارنے لگ گئے اور وہی یونانی جو صبح کیوقت ذات شوکت سمات کو ظالم و سفاک کہہ رہے تھے اب صدق دل سے اوس کیلئے دعائیں کر رہے تھے۔

تونصلوں کو تھوڑا سا اس امر سے اندیشہ تھا کہ کہیں یونانی جہاز ترکوں کے داخل ہونے پر شہر پر گولہ باری شروع کر دیں مگر امیر ارفیق قدیم امیر البحر ساشیلوس ایسا بیوقوف نہ تھا کہ چند ترکوں کو نقصان پہنچا سکنے کی توقع پر ایک یونانی شہر کو برباد کر دیتا وہ اوسی شام المیروس کو روانہ ہو گیا ترکی سپاہ کا جن دیگر مقامات کیطرح وولو میں بھی قابل تعریف رہا۔ وولو اور ویسٹینو ترکوں کو سامان حرب و رسد کی وافر مقداروں کے علاوہ چھ توپیں غنیمت میں ملیں یہاں تک وولو میں اب پہلی مرتبہ یونانیوں نے ایسی چیزوں کو جو غنیم کے کارآمد ہو سکتی تھیں کسیقدر تلف کیا اونہوں نے بحری کل تار برقی سلسلہ نکو کاٹ دیا۔ اور لوکوموٹو ریلوے انجنوں کو توڑ پھوڑ دیا۔

[1] یہ صاحب لارڈ کرزن کے ہمراہ لوسپتہ میں ہندوستان تشریف لائے اور یہاں کے متعلق کئی عجیب مضامین سلسلہ وار لائیت کو اخبارات میں شائع کئے

ویسٹنو کی دوسری لڑائی کی درست حالات معلوم کرنا کسیقدر مشکل کام ہے اسکی کیفیت سب سے بہترین پیرایہ میں نفش [illegible]

رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار نے جو یونانی فوج کے ساتھ تھا تحریر کی ہے جسے یہاں بجنسہ درج کر دیا جاتا ہے :-

ترکوں کا حملہ پہاڑی کاراڈاون کی شمال مغربی جانب شروع ہوا یہ پہاڑی موضع ویسٹنو کے عین اوپر واقع ہے ترکوں نے ایک پہاڑی پر جہاں سے کاراڈاون کسیقدر زیر تھی ایک بھی بیٹری نصب کی ہوئی تھی اور اسپر یونانیوں نے متعدد کر کے صدمہ پہاڑی پر ایک کوہی بیٹری قایم کی ہوئی تھی۔ لڑائی کی ابتدا ان دونوں بیٹریوں کی اور تھوڑی ہی دیر میں یہ واضح ہوگیا کہ ترکوں نے حاجی بیسی سے یونانی پوزیشن پر اور تیز سیلوٹ سے وادی ویسٹنو اور [illegible] پر حملہ کرنیکا ارادہ ترک کر کے اب یونانی میمنہ کو یونانی میسرہ سے جدا کرنے اور یونانیوں کو ایکطرف [illegible] بطرف حسب ضرورت فوج بھیجنے کے قابل نہ چھوڑنے اور ریلوے لائن کو بمقام ایوالی منقطع کرنیکا ارادہ کیا ہے۔

اس جدید نقشہ حملہ کی وجہ سے جنرل سمولنسکی کو اپنی صف کا رخ عین شمال یا شمال مغرب رویہ کرنا پڑا۔ یہ کام ادنے سی تبدیلی سے طے کر لیا۔ کاراداون پہاڑی اور متصلہ بلندیوں کی یونانی بیٹریوں نے حسب معمول قابل تعریف کام دیا۔ اور ترکوں کو ویسٹنو کیطرف آگے بڑھنے دیا۔

ایک اور دو بجے کے درمیان ترکی فوج پیدل کاراداون پر حملہ کرنے کے لیے اپنی طرف کی بلندیوں سے آگے بڑھی اور یونانیوں پر آتشباری شروع کی جسکا یونانی فوج پیدل نے ترکی بترکی جواب دیا۔ گولہ باری خوب زور پر تھی کہ بارش بڑے زور سے شروع ہوگئی۔ اور ترک مطلع کی تاریکی سے فائدہ اٹھاکر آگے بڑھ آئے مگر یونانی پیدل فوج بارش میں بھی برابر لگاتار باڑھیں چلاتی رہی تھی بارش کے تھمنے پر یہ غلط خبر اڑی کہ ترکی سوار حملہ کئے چلے آرہے ہیں۔ اس سے یونانی پیدل فوج کی صف چند لحظوں کیلئے ڈگمگا گئی چند جگہوں سے وہ شکست ہوگئی اور سپاہی پیچھے ہٹ گئے مگر افسروں نے انکو پھر قابو میں کر لیا اور آتشباری بلا توقف اسی زور و شور سے ہوتی رہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ترک ایک سرے سے دوسرے سرے تک پسپا کر دیئے گئے۔

۵ بجے کے قریب ترکوں کو غالبًا لاریسہ سے اور کمک پہنچ گئی یونانی فوجیں اسوقت یہ مشہور ہو رہا تھا کہ غازی عثمان پاشا ترکوں کو کمانڈ میں۔ وہ ایک پہاڑ کے پہلو پر جمعیت کثیر جمع نظر آرہے تھے جہاں پر وہ یونانی میسرہ بالخصوص ویسٹنو کی سامنے کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور سطح مرتفع پر حملہ کرنیکے لیے حیرت انگیز باقاعدگی اور خوبصورت صف بندی کے ساتھ آگے بڑھے ترکوں کو پاس توپخانہ تھوڑا تھا اور انکی کوہی بیٹری نے بھی عمدہ کام نہ دیا تاہم انکی پیدل فوج قابل تعریف باقاعدگی سے باڑھ پر باڑھ چلاتی ہوئی باقاعدہ صفوں میں آراستہ آگے بڑھی آئی لیکن انکی آتشباری بالکل بیکار تھی گولیاں کہ ہوائی میں ہی جاکر یونانی صفوں سے بہت پرے جا گرتی ہیں۔ ان موقعوں پر یونانیوں کی دوسری آٹھویں رجمنٹ مقیم تھیں جنہوں نے ثابت قدمی کیساتھ اپنے موقعوں پر قایم رہکر باڑھ پر باڑھ چلاتی رہیں جنسے کئی صفیں کئی دفعہ ڈگمگا گئیں اور یونانی توپخانہ بھی قابل تعریف کام دے رہا تھا اسکے گولے یکے بعد دیگرے ترکی صفوں میں گر رہے تھے اس بوچھاڑ کی تاب نہ لاکر ترک تھوڑی دیر کیلئے پیچھے ہٹ گئے اور تازہ کمک سے آراستہ ہوکر یونانی باڑھوں اور گولوں کی اندھا دھند بارش سے بالکل لاپرواہ ہوکر ثابت قدمانہ طریق سے آگے بڑھے

لیکن اسدفعہ بھی اونکو چلتے رُک جانا اور پھر لغزش کھا کر ہٹ جانا پڑا۔ پہاڑیونکی سطحیں مردوں اور زخمیوں سے پٹ گئیں
ترکوں نے دو مزید پلٹنونکی کمک پہنچ جانے پر پھر تیسری مرتبہ کارا داؤں اور دوسٹینو کی متصلہ پست پہاڑیونکے سلسلہ کا
جوانمردانہ حملہ کیا جنرل سمولنسکی دوسرا اسکوبیلاف[ا] بنا ہوا اپنی فوج میں برقوش پھرتی سے ادھر اُدھر چکر لگا رہا تھا۔ اور اپنے
سپاہیونکو اونکے بزرگوں کے کارنامے یاد دلا کر تاکید کی کہ بشرط ضرورت وہ آخری دم تک لڑتے رہیں اور جب تک تھسیلی کی
مقدس سرزمین انکے خون سے سیراب نہو جائے لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھائیں۔ یہ الفاظ جادو کا کام کر گئے سپاہیوں میں فی الفور
بے انتہا جوش بھر گیا اور باقاعدہ و بیقاعدہ کل سپاہی حتّٰی کہ غیر مصافی لوگ بھی رُفیلوں کو خوب مضبوطی سے پکڑ کر ترکی
توپونکی عموماً بے تکی گولہ باری کے علی الرغم ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ اپنی پوزیشن کی حفاظت کیلئے جمع ہوگئے۔

بالآخر یونانی صفیں بہادر ترکوں پر چند باڑھیں چلانیکے بعد مورچوں کی پناہ سے باہر نکل آئیں اور وحشیانہ پرجوشی سے غنیم
پر حملہ کر دیا جس سے لحظہ بھر کیلئے ترکوں کے قدم ڈگمگا گئے۔ اور پھر وہ اپنی طرف کے پہاڑی سلسلوں کی پناہ جالینے کیلئے بے ترتیبی کے
ساتھ پیچھے ہٹ گئے اور یونانیونکو اس معرکہ میں شاندار فتح نصیب ہوئی صفوں کا رخ بدلنے کے باوجود اور حالانکہ دشمن کی تعداد
غالباً اون سے زیادہ تھی۔ یونانی شام کے وقت برابر ہر موقعہ پر بدستور قابض و متصرف تھے۔ ترک دن بھر کی لڑائی میں انکو پیچھے
سے پیچھے نہ ہٹا سکے تھے دونوں فریق لڑائی پر ایسے تلے ہوئے تھے کہ اگر رات نہ آجاتی تو وہ ابھی بس نہ کرتے سمولنسکی نے اس
کمال مستحکم موقعہ کو منتخب کر کے نہ صرف اپنی قابلیت کا کامل ثبوت دیدیا۔ بلکہ یونانیوں کی عزت بھی رکھ لی۔ مزید برآں
اس معرکہ میں یونانیوں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اُنمیں اعلے درجہ کے سپاہیانہ اوصاف موجود ہیں۔ اور کہ اگر افسر
قابل ہوں تو وہ بھی بڑی شجاعت سے لڑ سکتے ہیں جنرل سمولنسکی کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ ترکوں نے ابھی اونکی
خلاصی نہیں کی چنانچہ اُسنے اپنی پوزیشن کے استحکام کیلئے کمک کی درخواست کردی فریقین کے نقصانات کا اندازہ کرسکنا سخت نامکن ہے

۶ مئی کے معرکہ کے متعلق ایک نامہ نگار نے حسب ذیل تحریر کیا "دوسرے دن پہر چھ بجے سے لڑائی شروع ہوگئی صبح کی نورانی روشنی
میں میدان جنگ کا نظارہ کمال دلفریب تھا پائین میں پست پہاڑیوں سے محیط مدور میدان موجود تھا جسکی صرف شمال جانب
جہاں وہ تھسیلی کے میدان عظیم سے ملصق ہوتا ہے پہاڑیوں سے خالی تھی۔ اور افق میں جھیل قرلہ کا درخشان
پانی اور کوہ اولمپس کی برف پوش چوٹیاں چمک رہی تھیں۔

کارا داؤں کے شمال مغرب میں بارہ چودہ ہزار ترک پہاڑیوں کے ایک سلسلہ پر قابض تھے انکی کوہی باتری بلند ترین
چوٹی پر اور ایک میدانی باتری دوسٹینو کے مشرق میں ایک اور پہاڑی کی چوٹی پر نصب تھی سلسلہ کارا داؤں پر
فرسالہ کی سڑک جسکی مغربی جانب کی زد میں ہے۔ یونانی انفنٹری صف آرا تھی اور دوسٹینو سے اوپر کی سطح مرتفع پر میدانی
توپوں کی ایک باتری نصب تھی۔ اس پوزیشن اور مشرقی جانب کے میدان کے درمیان کی تین چوٹیوں پر کوہی باتریاں اور
دوسٹینو سے شمال المشرق کیطرف کے میدان میں ایک یونانی میدانی باتری نصب تھی جو ترکی فوج کے میسرہ کو سخت نقصان پہنچاتی رہی کارا داؤں

[ا] روسی جنرل جسنے ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس بالخصوص پلیونا کے معرکوں میں قابل تعریف شجاعت دکھائی رہنے بعد ازاں ترکستان اور ترکمانی علاقہ میں نمایاں

اور ٹیدو غالہ کی درمیانی وادی کے دہانہ پر جو یونانی صفیں تھیں وہ برابر قایم رہیں بدھ کی رات کو جنرل سمولنسکی نے اپنے جدید میسرہ کی فوج کو
ٹک پہنچادی تھی اور اسکی انفنٹری نے پیشقدمی کرکے کاروادون کے کرارونکی چوٹی اور اسکی میدان کیطرف کی یعنی شرقی جانب پر قبضہ کرلیا تھا۔

ترکوں نے سب سے اول سطح مرتفع والی یونانی باٹری پر حملہ کیا یہاں چھ سے نو بجے تک تیزی کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی
ورینولاتر کی فوج پیدل نے کیولری کی آڑ میں میدان کیجانب یونانی میمنہ پر حملہ شروع کردیا۔ اُسکی ترکی انفنٹری نے اون یونانی
صفوں پر جو وہ متیقن تھیں [illegible] بڑی مستعدی سے حملہ کیا۔ ترکوں کی ایک کوہی باٹری نے فاصلہ پر ایک بلند چوٹی پر [illegible] تھی۔ اور
ایک میدانی باٹری میدان کیطرف کی یعنی شرقی ڈھال پر نصب تھی۔ ان دونوں نے انفنٹری کو حملہ میں مدد دی مگر یونانی انفنٹری نے
جو کرارہ کی پشتہ پر تھی اور کاؤں سے مشرق کیطرف کی باٹری نے جو نہ کہ خوفناک آگ برسا رہی تھی اس حملہ کو نہایت بہادری سے تھپا دیا

گیارہ اور بارہ کے درمیان ترکوں نے یونانی میسرہ سے قلب کو منقطع کرنے کے لیے تہورانہ حملہ کیا۔ ترک ایک کرارہ پر
اور یونانی اونکے بالمقابل ایک پہاڑی پر قابض تھے اور دونوں کے درمیان ایک عمیق گھاٹی حائل تھی۔ ترکی میمنہ
کی باٹری نے یونانی انفنٹری کے بیچواس کرنے کے لیے سختی کے ساتھ گولہ باری کی۔ مگر اکثر گولے دور گرے اور جو صف میں گرے
اونمیں سے بہت کم پھٹے۔ لیکن ورینولا یونانی انفنٹری نے ضرب نشانہ باندہ کر باڑھیں چلانے سے ترکی صفوں کو چھلنی
بنادیا۔ اور ادھر سطح مرتفع والی یونانی باٹری نے اور بھی تباہی برپا کردی۔

سوا بارہ بجے ترکی انفنٹری مقابل کی پہاڑی پر کی یونانی پوزیشن پر حملہ کرنے کے لیے اپنی موجودہ گھاٹی میں داخل ہوئی مگر
یونانیونکی رایفلی آتشباری نے اونکی صفونکو پراگندہ کردیا۔ ادھر کچھ بعد بگڑے چا گولوں نے عین انہوں میں گرکر خوفناک
بربادی کی باقیماندہ بہ اُس نالہ کیطرف جو کرارہ کے سرے پر تھا اور جہاں وہ پہلے قابض تھے پیچھے ہٹ گئی۔ بارہ اور ایک کے درمیان
ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتشباری مدہم پڑگئی مگر سوا ایک بجے میمنہ و میسرہ پر اُسی زور شور سے شروع ہوگئی۔ میسرہ کیطرف کی سطح مرتفع
والی یونانی باٹری نے دو گولے پھینک کر ایک ترکی کوہی باٹری کو خاموش کردیا جسکی دو توپیں ایک لونبے ایک تھ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں۔

ترکوں نے دیوالی ہی کے ٹک پہنچ جانے پر کارادادون کی غربی جانب کے گرد چکر کاٹ کر یونانی میسرہ پر سختی کے ساتھ حملہ کیا۔ وہ
فرسالہ ریلوی لاین کیطرف بڑھے تاکہ اُسی تودہ میں ترکی انفنٹری نے شاندار استقلال و ثبات سے پہاڑی کی ڈھالوں پر چیونٹیوں کیطرح
چڑھائی جہاں سے اونسے یونانی لشکر مقدمہ کی پہلی صف کو پیچھے ہٹا کر اون سے دو کوہی توپیں چھین لیں۔ مگر یونانیونکی دوسری صف
نے اپنی موقعہ پر قایم رہکر ترکونکو مزید پیشقدمی سے روک دیا۔ جو ایک مخفی باٹری کی مدد سے جو پہاڑ میں نظروں سے اوجھل تھی۔
یونانی میسرہ کو سینٹ جارج کے راہب خانہ کیطرف ہٹا دینا اور جنرل سمولنسکی کے ڈویژن کو فرسالہ کے ڈویژن سے جدا کرنیکی
کوشش کر رہے تھے۔ دو بجے میسرہ کے مشرقی حصہ کے سوا کل صف پر آتشباری بند ہوگئی اور اس حصہ میں کبھی کبھی باڑھیں چلتی
رہیں ترکی کمانڈر نے اب ایک اور کارروائی شروع کی جسکے لیے غالباً وہ سارا دن تیاری کرتا رہا تھا۔

میں اور ٹیدو غالہ کی چوٹی پر جو درہ [illegible] کے دہانہ کی شرقی جانب ہے بڑھ گیا وہاں سے اپنے ترکی سواروں کی جماعتیں کو

جھیل قرلہ کے ساحل کے برابر سرپٹ گھوڑے دوڑائے جاتے دیکھا۔ اونکے دائیں ہاتھ یونانیوں کی میدانی پوزیشن کیطرف توپخانہ کی لمبی قطار بڑھ رہی تھی ادہر موضع حاجی بیسی اور پہاڑیوں کے درمیانی علاقوں سے ترکی انفنٹری کے کالم عزم بالجزم کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے ۔"

"تین بجے ترکی توپ خانہ نے موضع ریزومیلو کے درختوں سے الگ کھلے میدان میں قایم ہوکر یونانی قلب پر جو ولیسٹینو اور وریٹ کے درمیانی میدان میں تھا گولہ باری شروع کردی اور یہ فی الفور معلوم ہوگیا کہ توپخانہ میں گران وزن توپیں بھی شامل ہیں۔ غالبًا یہ وہی تھیں جو ترکوں کو لاریسا میں ملی تھیں۔ ان توپوں سے انہوں نے یونانی پوزیشن کے شمالی حصہ میں خوفناک تباہی کردی پانچ بجے یونانی باتریوں کا گولہ بارود قریب الاختتام ہوگیا جبکہ جنرل سمولنسکی نے حکم دیدیا کہ توپخانہ کا حصہ کثیر بتدریج وولو کیطرف ہٹا دیا جائے اس حکم کی تعمیل کے دوران میں ترکوں نے بڑی توپوں سے پہلے سے زیادہ تیزی و سرعت کے ساتھ گولے برسانے شروع کردیئے۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد موضع ولیسٹینو اور نیز مغربی جانب کی کراو پر قابض رہنا ناممکن ہوگیا کچھ عرصہ بعد ترکوں نے شمال اور مغرب کیطرف سے بہ ثبات مردانہ پیشقدمی کی اور ساڑھے سات بجے ولیسٹینو پر قابض ہوکر اوسے آگ لگادی ریلوے پل کو اڑا دیا۔ اور ویسٹینو فرسالہ لاین کو کاٹ دیا۔"

"یونانی فوج کامل طور پر بخیریت پیچھے ہٹ آئی اور وولو کیطرف جانیوالی پہاڑی سڑک ترکوں کیلئے بالکل کھل گیا میمنہ کیطرف یونانیوں نے اپنا توپخانہ سہ پہر سے ہی ہٹانا شروع کردیا تھا۔ اور ایک پوری میدانی باتری اور نیز چند کوہی توپیں بخیریت وولو پہنچ گئی تھیں جہاں انکو جو جنگی جہاز وہاں بندر میں موجود تھے چڑھا دیا گیا رات سخت تاریک تھی مراجعت کنندگان کی سہولت و راہنمائی کیلئے پہاڑوں کی اطراف پر الاؤ روشن کردیئے گئے تھے جن سے سڑک کا پتہ ملتی ہے بعینہ بڑی مدد ملی بارہ سے زیادہ توپیں پیچھے چھوڑ دیگئیں یا ترکوں نے چھین لیں۔"

تخمینًا دس بجے مجروح ایک ٹرین پر وولو پہنچے گران وزن توپوں کی ایک ترکی باتری نے ٹرین پر چھ سات گولے چلائے مگر اوسے کوئی نہ لگا میری خیال میں اکثر مجروح میدان جنگ میں ہی چھوڑ دیئے گئے مقتولین کی تعداد کا درست اندازہ نہیں کیا سکتا تاہم یہ یقینی امر ہے کہ یونانیوں کی نسبت ترکوں کا زیادہ نقصان ہوا کیونکہ جب تک ترکوں نے دس سنٹی میٹر توپوں سے کام نہ لیا یونانیوں کی گولہ باری سے زیادہ موثر تھی دو تین بجے کے قریب جنرل سمولنسکی کی پراگندہ و ہزیمت خوردہ فوج دو جدا جدا حصوں میں منقطع کردیگئی دستہ یسار کو جنرل مذکور نے پرسیفلار کے رستہ ہالمیروس کو ہٹا یا جہاں اُسے یونانی بیڑہ جہازات کی امداد کی توقع تھی مگر یہ دستہ کیسی ترتیب کے ساتھ ہٹا اسکی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

"دستہ یمین یعنی اوسکا بقیۃ السیف بحال خستہ و تباہ وولو کیطرف گیا۔ رات کی تاریکی میں پہاڑوں سے گذرتے وقت اس مراجعت و پسپائی کی بھی ویسی ہی مٹی پلید ہوئی جیسی کہ ٹرناوو سے لاریسا کیطرف کی مراجعت کی ہوئی تھی اوس مراجعت کیطرح ہمیں ہی بے تحاشا بندوقیں سر کیگئیں مگر خوش قسمتی سے یہ ہی آدمی ایکطرف نہ چھوٹ گئی تھیں کیونکہ اسوقت کسی غنیم کے تعاقب کا خوف دامنگیر نہ تھا صرف بے قاعدہ سپاہی متعصب پہاڑیئے کبھی کبھی ہوا پر بندوقیں چلا دیتے رہے جمعرات کی رات اور بدھ کے دن وولو میں

عجب متوحشانہ سراسیمگی برپا رہی تمام باشندے مال و اسباب لیکر بازاروں میں نکل آئے اور کوہ پیلی آنکی اطراف وجوانب میں بیسیوں دیہات کے دہقانی شہر میں گھس آئے جس سے اور زیادہ گڑبڑ مچ گئی۔ لوٹیرے بھی فوراً بسرعت پہنچ گئے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار سب طرح خوب گرم ہو گیا بندرگاہ میں پانچ جہاز موجود تھے جنہوں نے سینکڑوں باشندے مال ومتاع لیکر سوار ہو گئے اور ہزاروں چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں متصلہ جزائر کو چلے گئے گھاٹوں پر اور بازاروں میں اسقدر شور و غل تھا کہ انگریزی اور فرنچ قونصلوں نے مشترکہ بیڑہ پر جاکر اسکے کماندر سے درخواست کی کہ باقیماندہ باشندوں کے جان و مال کی حفاظت اور شہر کو لوٹیروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کیلئے انگریزی اطالین فرنسیسی اور آسٹرین بحری سپاہیوں کی چند دستے شہر میں بھیجیں کی درخواست کی تاکہ لوٹیرے شہر کو ترکوں کے پہنچنے سے پہلے ہی جن کی آمد کی ہر لحظہ توقع ہو رہی تھی تاخت و تاراج کر کے بالکل صفایا نہ کر دیں۔

"میں اس شہر میں جو بندرگاہ سے سب سے آخر روانہ ہوا سوار ہوا ۱۸۰ مرد و عورتیں اور بچے جہاز میں اس طرح بھرے پڑے تھے جس طرح ٹوکری میں چھوٹی مچھلیاں بھری ہوتی ہیں ان بیانات کو جو کچھ اوپر بیان ہو چکے ہیں اگر کسی اسکا بآسانی قیاس کیا جا سکتا ہے"

جنگ فرسالہ جس دن ختمی پاشا نے ولیسٹینو پر حملہ کیا اسی دن یعنی ۵ مئی کو ادہم پاشا نے بذات خود دو ڈویژنوں کی فوج سے بمقام فرسالہ حملہ کیا۔ وہاں یونانیوں کی جمعیت ۲۵ - ۳۰ ہزار کے درمیان تھی مشیر کے پاس تین ڈویژن یعنی اتنا اعداد اور محمدی کی علی الترتیب دوم سوم و ششم ڈویژن تھے ۵۰ ہزار آدمی تھے اور چوتھا یعنی خیری پاشا کا ڈویژن بجانب غرب کارڈیسہ سے چلا آرہا تھا۔ فرسالہ (جبالیجہ) لاریسہ سے ۲۳ میل بجانب جنوب دریائی اپی اسیر اوس میدان کے شمالی نصف میں واقع ہے جو بیتو سیفالی کی پہاڑیوں سے شروع ہو کر بجانب جنوب جبال اوتھریس تک چلا گیا ہے فرسالہ کوئی بڑا محفوظ مقام نہیں کیونکہ بجانب مشرق ولیسٹینو کیطرف سے اسکے عقب میں پہنچا جا سکتا ہے۔ کارڈیسہ سے خیری پاشا کی پیشقدمی کا بھی علم ہو جانے سے غالباً یونانی ہیڈ کوارٹر اسٹاف نے دومکوس کو ہٹ جانا جو نسبتاً بہت زیادہ محفوظ مقام ہے۔ فیصلہ کر لیا تھا۔

معرکہ فرسالہ کو لڑائی نہیں کہا جاسکتا وہاں درحقیقت صرف یونانیوں کے عقبی دستہ (دمدار لشکر) اور ترکوں کے ہراولی دستہ (پیشدار لشکر) میں لڑائی ہوئی شروع شروع میں جبکہ ترکوں نے کھلا میدان طے کر کے اون پہاڑیوں پر جو فرسالہ سے چار میل بجانب شمال ہیں حملہ کیا تو انہیں بہت نقصان اٹھانا پڑا یونانی توپخانہ نے اسموقعہ پر خوب کام دیا اور انکی رائفلوں کا نشانہ بھی معمول سے اچھا ہی رہا مگر جب ترک پہاڑیوں کے قریب پہنچ گئے تو پھر یونانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اونکو یہ خوف لاحق ہو گیا کہ کہیں خیری پاشا کا ڈویژن کارڈیسہ سے آکر مراجعت کا راستہ بند نہ کر دے دو گھنٹوں کی آتشباری کے بعد وہ ریلوے لائن کو ہٹ گئے جہاں انکی دو پلٹنوں اور بعد و باتریوں نے ترکوں کو دو گھنٹوں تک قریب آنے نہ دیا اسموقعہ پر اونیروں کی دو کمپنیوں اور غیر ملکی مجاہدین نے قابل تعریف استقامت و شجاعت دکھائی جب ترکوں کو اور زیادہ روکنا ناممکن ہو گیا تو وہ بتدریج پیچھے ہٹتے گئے اور پھر انہی میں اسکے واحد پل سے گذرنے کیلئے بسرعت پیچھے ہٹے۔ ایکے قریب دو ہزار سے زیادہ یونانی سپاہی تھے جنمیں ترکی توپخانہ نے بسبب ہلاکت و بربادی ۔۔۔ اوسکی بابت اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں اس نظارہ کے متعلق مسٹر ولیم بیل کی حسب ذیل تحریر شائع ہوئی :-

"یونانیوں نے ترکوں کا حملہ کرنا دیکھ کر اون بلند پہاڑیوں کیطرف جو میدان سے اٹھ رہی ہیں پیچھے ہٹنا شروع کر دیا مگر ایسا کرتے وقت

اونکو ترکی انفنٹری کی آتشباری کا بری طرح سے آماجگاہ بننا پڑا۔ اونکی میمنہ کو بالخصوص بہت نقصان پہنچا اور وہ ودارنٹ یا عقبی دستہ نے باقی فوج کو بچانے کے لیے بیدریغ اپنی جانیں نثار کیں جب ہم اوس زمین پر پہنچے جسے مراجعت کنندہ غنیم نے خالی کیا تھا تو وہاں ہتھیار مرے پائے انمیں کئی نہایت ہی خوبصورت سڈول جسم گھنگریالے بالوں والے قوی نیان نوجوانوں کی لاشیں تھیں ان کی شکلیں پرانے زمانہ کے یونانی سنگتراشونکی بنائی ہوئی دیوتاؤں سے بہت کچھ ملتی جلتی تھیں۔ افسوس ایسی قیمتی جانیں حصول رائگان گئیں۔ مراجعت شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ کیلئے فرصت نہ دی نہ اپنی آتشباری میں کچھ فرق آنے دیا۔ کرارہ کی چوٹی پر پہنچکر عجیب شاندار نظارہ آنکھوں کے سامنے نمودار ہو گیا۔ دائیں بائیں ترکی انفنٹری کے کالم بڑھ رہے تھے۔ زیر پا خوبصورت میدان سبز مخمل کیطرح بچھا ہوا تھا اوسکا عرض چار میل کے قریب تھا اور دائیں ہاتھ دور تک چلا گیا تھا۔ دو لوکے قریب پہنچکر اور نیز اون پہاڑیوں کے دامن میں جو شہر فرسالہ کو احاطہ کیے ہوئے ہیں یہ تنگ ہو گیا ہے۔ اوس سے پرے اور تھریس کے دیوار جیسے سیاہ اور عمودی پہاڑ کھڑے تھے۔ تمام میدان یونانیوں سے بھرا ہوا تھا جو بسرعت اوس سنگی پل کیطرف جو میدان کے وسط میں ایک چھوٹے سے نالہ پر ہے چلے جا رہے تھے اونکی صفونکی ترتیب کہیں اچھی اور کہیں ناقص تھی۔ ترکی توپخانہ نے آگے بڑھکر نہایت بلند موقعوں سے بھاگتے ہوئے دستوں پر پے درپے گولے برسانا شروع کر دیئے۔ ہر گولہ کے گرنے پر بھگوڑوں کی تیز رفتاری میں اور اضافہ ہو جاتا مگر اونکی عقبی دستے نے جابجا ٹیلے سے مورچے تیار کر لیے ہوئے تھے جنکی اوٹ سے وہ پیہم باڑھیں چلاتا رہا لیکن ترکوں کی انفنٹری کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ اسکے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھیر سکا اور ترک اسے ایک موقعہ سے دوسرے موقعہ کو پیچھے دھکیلتے چلے گئے۔ ترکوں کی شجاعت پر سارا ہوا سوقت عش عش کر رہے تھے اونہوں نے کسی پناہ کی آڑ لینا بہادروں کی شان سے بعید سمجھا اور لگاتار سیدھے ہی بڑھتے چلے گئے بندوقیں سر کرتے وقت بھی گھٹنے ٹیکنے کا نام نہ لیا۔

ترکی توپخانہ کی کارگذاری کے متعلق رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار مسٹر گوین نے حسب ذیل تحریر کیا۔ آج کی لڑائی بالکل خلاف توقع ظہور میں آئی۔ ادہم پاشا کا صرف یہ منشا تھا کہ آج اپنی فوج کو غنیم کی پوزیشن کے سامنے جمع کر کے کل اسپر فیصلہ کن حملہ کیا جائے مگر دونوں فوجوں کے مقدمتہ الجیش میں مٹ بھیڑ ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر میں لڑائی عام ہو گئی یونانی نہایت محفوظ موقعہ پر مقیم تھے۔ فرسالہ کے سامنے کا میدان چار میل عریض ہے اور اوسکے وسط میں ایک نالہ بہہ رہا ہے شمال کیطرف پست پہاڑیوں کا سلسلہ ہے اور شمال کیطرف سے آنیوالوں راستے اوسکی زد میں ہیں یونانی فوج ترکی حملہ کے انتظار میں اس سلسلہ پر خوب مضبوط مورچوں میں مقیم تھی لڑائی صبح کے نو بجے شروع ہوئی ہر اول دستوں میں ایک دو معرکے ہونیکے بعد یونانی توپخانہ نے آگ برسانی شروع کی اور اسکے گولے بہر عین نشانہ پر گرتے رہے مگر ترک دشمن کی آتشباری کے سامنے سینہ سپر ہو کر حیرت انگیز لاپروائی اور ثابت قدمی کے ساتھ آگے بڑھتے گئے۔ اسوقت یونانیوں سے سخت مہلک غلطی ہوئی وہ پہاڑیوں پر رہکر دشمن کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنیکی بجائے فوراً ہی میدان میں اتر گئے جو ہر جگہ سے ترکی توپخانہ کی زد میں تھا۔ البتہ یونانی انفنٹری کی ایک کمپنی نے قابل تعریف جوانمردی دکھائی۔ وہ دیر تک کثیر التعداد دشمن کا نہایت بہادری سے مقابلہ کرتی رہی لیکن چونکہ کوئی امدادی دستہ اوسکی کمک یا دستگیری کے لیے موجود نہ تھا اوسکی بیجا ثباتی اور استقامت محض فضول تھی۔ اور بجی

بالآخر حملہ آوروں کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ مراجعت خاصی باترتیبی سے کیگئی اور عقبی دستہ نے اوسکی کافی حفاظت کی جو کئی چھوٹی چھوٹی پوزیشنوں پر قابض ہو کر کچھ کچھ دیر ترکوں کی پیشقدمی کو روکتا رہا۔ ترکوں نے حسب معمول یہاں بھی تہور اور تیزی سے کام لیا مگر یہہ مقابلے بہت تھوڑی تھوڑی دیر کیلیے کئے گئے۔ یونانی عموماً سیدھے کھڑے رہکر بندوقیں سر کرتے رہے بہت تھوڑے ہی نے لیٹنے ٹیک کر یا لیٹ کر آتشباری کی۔ یونانیوں نے پہاڑیوں کو خالی کیا ہی تھا کہ ترکی توپخانہ نے اونپر قایم ہو کر غنیم کی صفوں میں قیامت برپا کردی اوس وقت کا نظارہ سخت درد انگیز اور ساتھ ہی شاندار بھی تھا۔ مراجعت کنندہ یونانی سب طرفوں سے سنگی پل کیطرف دوڑے جارہے تھے۔ دریا کو عبور کرنے کیلیے صرف یہی ایک رستہ تھا۔ یونانی انبوہ انبوہ ہردم بڑھتے ہوئے سیلاب کیطرح اس ایکموقعہ کیطرف جمع ہو رہے تھے اور ترکی بٹریاں اس جم غفیر پر پے در پے گولے برسا رہی تھیں جو عین نشانہ پر گرتے اور خوفناک تباہی برپا کرتے ہی۔ میدان کے وسط میں دریا کی شمالی کنارہ پر موضع ورسلی واقعہ ہے۔ دہاں ترکوں کا جواب چار وںطرف سے میدان میں داخل ہوگئے تھے۔ یونانیوں کی ایک زبردست جمعیت سے مقابلہ ہوگیا۔ یونانی ایک پہاڑی کے پیچھے چھپے ہوئے تھے دشمن کے قریب پہنچنے پر اونہوں نے لگاتار آگ برسانا شروع کردیا۔ مگر ترکوں نے کچھہ پروا نکی۔ اونہوں نے اپنی صفوں کو پھیلانیکی لیے بھی ایک لحظہ کا توقف نکیا اور حسب معمول شیروں کی طرح سیدھے بڑھے چلے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گولی چلائے بغیر محض اخلاقی اثر سے ہی گاؤں فتح ہوگیا یونانی یہ تہور دیکھکر ایسے خوف زدہ ہوگئے کہ وہ ترکوں کے قریب پہنچنے کا انتظار نکرسکے اور بسرعت تمام واپس ہٹ گئے گولیوں کی تابر توڑ بارش میں ترکوں کا دلیرانہ وار آگے بڑھے جانا بلا شبہہ کمال شاندار نظارہ تھا۔"

سنہ ۴۸ قبل مسیح میں جولیس سیزر نے ۲۳ ہزار سپاہ سے اسی میدان جنگ میں پامپی اور اوسکی ۵۲ ہزار فوج کو کامل شکست دی تھی۔ یونانی فوج کا حصہ کثیر لڑائی میں شامل ہوئے بغیر ۵ مئی کی رات کو ڈوموکوس کو ہٹ گیا۔ وہ فرسالہ سے پندرہ میل بجانب جنوب اور تقریباً ناممکن التسخیر پوزیشن ہے۔ فرسالہ میں ترکوں کو بہت توپیں اور سامان حرب کی وافر مقدار دستیاب ہوئی۔ ترکوں کے تخمیناً تین سو اور یونانیوں کے اس سے دگنے قتل و مجروح ہوئے اس لڑائی کے حالات بہترین پیرایہ میں مسٹر بانگلمری نے تحریر کئے ہیں جو انہی کے اخبار سٹینڈرڈ میں حسب ذیل شائع ہوئے۔

"انتارتاری صبح پنجشنبہ۔ یہ گاؤں نبغلر اور فرسالہ کے درمیان اوس پست سی سلسلہ پر واقع ہے جو میدان لاریسا کو میدان فرسالہ سے جدا کرتا ہے۔ کل صبح ترکی فوج تین کالموں میں فرسالہ کیطرف بڑھی۔ حمدی پاشا کا کالم جو وسط میں تھا موضع سورکب کے رستہ بڑھا۔ ممدوح پاشا میسرہ پر تھا ... ڈویژن بالکل اسی میں سے گذرا اور نشات پاشا کا ڈویژن جو میمنہ پر تھا بوغلار کی سڑک سے آیا۔ خیری آول ڈویژن میدان میں بہت آگے تھا ... کالموں کی روانگی کیوقت ... کے قریب پہنچگیا۔ ارادہ تھا عزم یہہ تھا کہ پہلے دن یونانیوں کو پہلی پوزیشنوں سے دریا کیطرف ہٹا دینے پر قناعت کیجائے اور شام لڑائی مزید فوج کے پہنچ جانے پر آئے۔ ہو مگر یونانیوں کی کمزور مدافعت پر ترک جو غنیم سے دست بگریباں ہونیکے بیتاب تھے آگے بڑھتے گئے جس سے تمام کی حرکت لڑائی سے بدلگئی اور ترکوں کو فتح عظیم نصیب ہوئی۔ فرسالہ پر قبضہ ہوگیا۔ یونانی ... حصہ ... کم ... گئی اور ... شہر ہے سامان حرب ... کی وافر مقدار چھوڑ گئے۔ نیالا مراجعت میں

پیچھے چھوڑ گئے دستیاب ہوئی سب سے اول ممدوح کا دشمن سے تصادم ہوا یونانی اون چند چھوٹی سی پہاڑیوں پر جو قرہ ومرسی سے تین اور فرسالہ سے تخمیناً ۸ میل شمال میں میدان تریخالہ کے حاشیہ پر واقع ہیں مقیم تھے تو یونانی سپاہیوں نے گولہ باری آغاز کی مگر یونانی جلد اپنی باتریوں کو پیچھے ہٹا لیگئے اور دس بجے کے قریب ممدوح قرہ ومرسی پر قابض ہوگیا۔ اب فریقین کی فوج پیدل مصروف پیکار ہوئی اور دیر تک مسلسل آتشباری کا ایک تانتا لگا رہا۔ یونانی پیچھے اور متصل پہاڑی کے جنگل میں بالاستقامت قابض تھے۔ تین گھنٹوں کی لڑائی کے بعد ہمنے ترکوں کو اوس پہاڑی کی چوٹی پر سے گذرتے دیکھا۔ اور یونانی وہاں سے قطعاً پیچھے ہٹا دیئے گئے پس ہمیں آگے بڑھ کر وہاں پہنچ گیا اور چوٹی سے فرسالہ کے ہموار میدان کا جو پہاڑیوں کے دامن میں تھا خوب نظارہ کیا شہر عین میرے سامنے تھا اوس وقت تین کا عمل تھا۔ اور تینوں ترکی ڈویژن صف بستہ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ نتاط کی بالمقابل کو دوسرے دونوں کی نسبت بہت زیادہ یعنی تقریباً دس ہزار یونانی فوج تھی مگر نسبتاً اوسکی بہت کم مزاحمت کیگئی۔

دُمہری کا ایک چھوٹی سی یونانی فوج نے جو تاناری میں اور اوسکے ارد گرد موجود تھی قابل تعریف مقابلہ کیا میں یہ خط اسی مقام سے لکھ رہا ہوں یہاں دلیرانہ مزاحمت کی طفیل یونانیونکا باقی لشکر کاس گوناری کو جو نتاط کے خط پیشقدمی کے سامنے تھا ہٹا جانیکے قابل ہوگیا تاناری سے ایک پلٹن پیچھے ہٹ کر اپنی پل کے آگے پل سے عبور کر گئی۔ مگر باقیماندہ سپاہ جو تقریباً دو ہزار تھی۔ این روی دریا کے میدانی ٹیکروں پر برابر قابض رہی میدان یہاں پہاڑیوں سے بالکل صاف تھا اور گو بعض اوقات دھوئیں کیوجہ سے نظر اچھی طرحسے کام نہ کر سکتی تاہم لڑائی کے تمام جزئیات صاف صاف نظر آتے رہے میدان میں یونانی جابجا چھوٹے چھوٹے دیہات میں توقف کرتے گئے جنپر جب تک کہ صرف رایفلی و توپی آتشباری ہوتی رہی وہ برابر قابض رہے مگر جب ترک اونکی باڑھوں کے علی الرغم بہ ثبات مردانہ اور بکمال ترتیب صفوں میں بڑھتے ہوئے قریب پہنچ جاتے تو یونانی فی الفور گاؤں خالی کر کے پسپا ہو جاتے کچھ عرصہ سے ترکی باتریاں اون پہاڑیوں پر قائم ہو کر جہاں سے انکی انفنٹری نے یونانیوں کو نکالا تھا۔ جہاں کہیں یونانی مجتمع ہوتے تھے گولے برسا رہی تھیں اور ایک کوہی باتری بالخصوص اوس گاؤں کیطرف جسپر یونانی قابض تھے نظر عنایت مبذول کئے ہوئے تھی۔ یونانی باتریاں بھی جواب دیتی رہیں مگر اونکی گولہ باری محض فضول تھی اونکے اکثر گولے پھٹنے کے بغیر نرم زمین میں دور تک دہنس جاتے تھے لیکن گو یونانی مسلسل پیچھے ہٹ رہے تھے اور ترکی باتریاں جن میں چند اب شراپنل گولہ چلا رہی تھیں اونپر لگاتار سخت آتشباری کر رہیں اور اونکو نقصان پہنچا رہی تھیں مگر اس میں اونکی جمعیت میں ابتری اور بھاگڑ کا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ وہ خاصی باترتیبی و باقاعدگی سے پیچھے ہٹے۔ ترکی ڈویژن اب دوش بدوش موضع ورسلی کیطرف جہاں یونانیوں کی معقول جمعیت موجود تھی بڑھے جا رہے تھے۔ اور کئی باتریاں حملہ میں اونکا ہاتھ بٹا رہی تھیں لیکن یونانی اب لڑائی سے کافی سیر ہو چکے تھے ترکی فوجکو اوسطرف بڑھتے ہی وہ جلد جلد چند باڑھیں چلا کر جو بعد سید ان سے ہوتے ہوئی آئی پل آکر پل کو ہٹ گئے جسکو عبور کرتے وقت ترکی گولوں سے اونکو یقیناً بہت سخت نقصان اوٹھانا پڑا۔ اب تاریکی شروع ہوگئی تھی لیکن ترکی انفنٹری فرسالہ کے قریب پہنچگئی ہوئی تھی جسپر صرف ہی باڑھیں چلا رہی تھی بلکہ باتریاں بھی اب گولہ برسا رہی تھیں —

حاشیہ: اس گولہ کا موجد جنرل شراپنل تھا۔ یہ ایسے پھٹنے والے گولے کو کہتے ہیں جسمیں گولیاں اور تھوڑا بارود ہوتا ہے فاصلہ مقررہ پر ان گولیونکو بکھیر دینے کیلئے پھٹا ہوتا ہے

بتدریج دونوں طرف سے آتشباری بند ہوگئی اور اتنے میں چند ترک جو بلا اجازت آگے چلے گئے تھے خبر لائے کہ یونانی شہر کو خالی کر رہے ہیں جسپر ترک فی الفور شہر میں داخل ہوگئے اور یونانیوں کی عقبی دستہ کو وہاں سے نوکدم بھگا دیا۔ سارا دن ترک ایسی ثابت قدمی و دلاوری سے لڑے کہ اونکا مقابلہ فی الحقیقت ناممکن تھا اونکی طرف سے کوئی نامناسب تعجیل و شتابکاری یا تیزی ظہور میں نہ آئی بلکہ متانت و استقامت کے ساتھ لگاتار یکساں رفتار سے آگے بڑہے اگرچہ غنیم کے گولے اور شل اونکی صفوں میں عموماً رخنے ڈالتے رہے تھے۔ یہ رخنے فوراً پُر کر دیے جاتے اور صف ساکت و خاموش اسطرح سے آگے بڑھی چلی جاتی کہ یہی نہیں کہ گویا سپاہیوں کو غنیم کی گولہ باری کی کچھ پرواہی نہیں۔ بلکہ یہ کہ فی الحقیقت ہی اونکو خبر نہیں کہ کوئی گولے برس رہے ہیں ایسے شجاعوں کے سامنے بھلا کون غنیم ٹھہر سکتا تھا۔ یونانی شروع شروع میں اچھے نہ لڑے۔ اونکی پوزیشن قدرتاً ہی محفوظ و مستحکم نہ تھی۔ بلکہ مصنوعی مورچوں سے بھی حسب معمول اسے خوب مضبوط کر لیا گیا ہوا تھا۔ مگر اونہوں نے بڑی بیدلی سے ترکی پیشقدمی کی مزاحمت کی لیکن میدان میں جاکر جہاں وہ ترکی باتریوں کی زد میں تھے وہ نسبتاً بہت زیادہ استقامت و پامردی سے اپنے اپنے موقعہ پر قایم رہے اور بعض پلٹنوں نے ایسا جوانمردانہ عزم و استقلال دکھلایا کہ محض اون کی طفیل باقی فوج باقاعدگی کے ساتھ مراجعت کر سکی۔

"از فرسالہ پنجشنبہ کی دوپہر۔ حمدی پاشا کا کل ڈویژن آج صبح کے چھ بجے شہر میں داخل ہوا۔ اور ادہم پاشا معہ سٹاف ابھی یہاں پہنچے شہر بالکل خالی پڑا تھا۔ باشندوں کا حصہ کثیر دو تین دن پہلے اور باقی لڑائی شروع ہوتے ہی فوج چلکر ہوگئے ہونگے کیونکہ لاریسا کیطرح یہاں کوئی ایسی علامتیں نہ پائی جاتی تھیں جنسے ثابت ہو سکتا کہ باشندے بتعجیل و سراسیمگی فرار ہوئے ہیں۔ اون مجروحین کی زبانی جو پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے ہمیں معلوم ہوا کہ یونانی شہر میں داخل ہوتے ہی شہر سے شروع ہوگئے۔ ترکی شراپنل و شیل گولوں نے اونکا ایسا ڈر اوڑایا کہ انہوں نے شہر میں توقف کرنیکا نام نہ لیا اور ڈوموکوس کو ہٹ گئے۔ دو شہر میں دو ہزار آٹھ سو شیں اور رائفلوں کے کارتوس اور بسکٹوں کی تعداد عظیم پیچھے چھوڑ گئے۔ ترک ان شیلوں سے کام لے سکیں گے کیونکہ اونکی توپوں کی جسامت بھی وہی ہے جو یونانی توپوں کی ہے۔

"یہ یقینی امر معلوم ہوتا ہے کہ مراجعت پہلے سے سوچی سمجھی ہوئی نہ تھی کیونکہ فرسالہ اور اوسکے مضافات میں نہایت ہی مضبوط و مستحکم مورچے تیار کیے گئے ہوئے تھے اور چونکہ متصلہ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر نصب شدہ باتریاں شہر کے تمام رستوں اور ناکوں پر خطرناک آگ برسا سکتی تھیں حملہ آور نقصان عظیم اوٹھائے بغیر اس پوزیشن کو فتح نہ کر سکتے تھے۔ میری رائے میں اس اچانک مراجعت کا اسوجہ سے عزم کیا گیا ہوگا کہ یونانی فوج ایسے اوسان اور شکستہ دل ہو رہی ہوگی کہ اسے مضبوط مقام کی پناہ میں بھی اور زیادہ لڑائی کر سکنے کا بھروسہ نہ رہا ہوگا۔ فرسالہ کی تسخیر سے یونانیوں کے لیے ولیسٹینو پر قابض رہنا ناممکن ہوگیا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ اگر اسے فی الفور خالی کر کے وہ مشرقی ساحل کی سڑک کے رستہ جنوب کیطرف نہ ہٹ گئے تو کوئی چیز اونہیں کامل تباہی سے نہ بچا سکے گی۔"

"دوکل کی لڑائی میں ہیڈ کوارٹر کے اعلیٰ سٹاف افسر سیف اللہ پاشا نے بالخصوص ممتاز و نمایاں شجاعت دکھائی جبکہ قوم سے کے سامنے کی پہاڑی پر لڑائی زور و شور سے ہو رہی تھی تین البانوی پلٹنوں نے نامناسب تیزی و تعجیل کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے یونانیوں کی توپوں اور رائفلوں کی آتشباری کا رخ اونہی کیطرف ہوگیا۔ اس مہیب بوچھار سے اونکے قدم لڑکھڑانے لگے ہی تھے کہ سیف اللہ

فی الفور میر الرزل صف کی کمان اپنے ہاتھ میں لیکر اُسے درست و ثابت قدم بنادیا۔ اور پھر پیشقدمی میں کچھ فاصلہ تک اس کے آگے آگے رہے اسی دن بعد ازاں موضع برکلی کے حملہ میں بھی پاشا موصوف نے آگے ہوکر البانویوں سے دھاوا کرایا۔"

فرسالہ و ولسٹینو کی تسخیر اور وولو کے قبضہ سے یونانیوں کا خط آمد و رفت بالکل متغیر ہو گیا۔ اب تک وولو قاعدۃ الجیش رہا تھا۔ اور تمام سامان و کمک براہ سمندر وولو تک آکر ریل پر ولسٹینو کے رستہ لاریسا۔ تریکالا اور فرسالہ کو بھیجا جاتا تھا۔ اب یہ امر نا ممکن ہو گیا اور لامیا یعنی اس کا بندرستائی لیڈا یونانی فوج کا جو المیردس کے جنوبی دہن سے ڈوموکوس تک پھیلی ہوئی تھی۔ جدید بحری قاعدۃ الجیش ہو گیا۔ مگر لامیا سے کوئی ریلوے لائن نہ جاتی تھی۔ مزید برآں یہ علاقہ نہایت دشوار گذار اور کٹھن ہے جس سے یونانیوں کو ۵ مئی کے بعد ٹرانسپورٹ میں سخت مشکلات درپیش آئی ہونگی مگر اس کے مقابل جسقدر یونانیوں کی مشکلات بڑھیں۔ اسیقدر ریلوے لائن کے تصرف سے ادہم پاشا کو ٹرانسپورٹ میں آسانی و سہولت ہوگئی۔

یونانی فرسالہ اور ولسٹینو میں ہزیمت کھانیکے بعد المیردس ڈوموکوس لائن کو ہٹ گئے۔ المیردس سے ولسٹینو بیس میل بجانب جنوب اور ڈوموکوس فرسالہ سے بجانب جنوب مغرب نبادرہ میل اور لاریسہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر لاریسہ۔ لامیہ کی شاہ راہ پر واقع ہے۔ المیردس سے ڈوموکوس بخط مستقیم ۲۵ میل ہے۔

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی کا مدعا یہ تھا کہ ڈوموکوس اور المیردس کے درمیانی کوہستانی علاقہ سے گذر کر یونانی فوج کو دو حصوں میں منقسم کردیا جائے۔ پاشا موصوف نے ولیعہد کی کل فوج پر مراجعت کا راستہ بند کردینے کیلئے ڈوموکوس کے میمنہ سے گذر کر اس کے عقب میں درہ فورنکا کے قریب لامیہ کی سڑک پر قابض ہونیکی بھی کوشش کی جنرل سموئنسکی المیردس میں اور ولیعہد ۳۵ ہزار فوج سمیت جو سڑک مورچوں کی پناہ میں تھی ڈوموکوس میں تھا۔ کل محاربہ میں یونانیوں نے عمدہ موقعے منتخب کرنے اور انکو ہنر و سلیقہ سے مورچہ بند بنانیمیں بلاشبہ بڑا کمال دکھایا جیسی انمیں انجنیرانہ قابلیت تھی اس سے اگر چوتھائی شجاعت و استقامت بھی ان میں موجود ہوتی تو باغلب وجوہ محاربہ کا وہ نتیجہ نہ ہوتا جو ہوا۔

۶ مئی کو ولسٹینو فرسالہ لائن سے یونانیوں کے اخراج کے بعد پھر بدستور سابق بیکاری و توقف کا پُر اسرار و ناقابل فہم دورہ آگیا۔ بعض ان توقفوں کا باعث یہ بتاتے ہیں کہ قسطنطنیہ سے یکے بعد دیگرے متضاد احکام موصول ہوتے تھے۔ بعض کی رائے میں گولہ بارود کی قلت انکا باعث تھی۔ اور دوسرے انہیں ترکوں کے قومی خاصہ تساہل و سہل انگاری پر محمول کرتے ہیں میری رائے میں اس آخری توقف کا باعث جو ۶ مئی سے ۱۵ مئی تک کیا گیا غالباً مذاکرات صلحیہ تھے جن کی سلسلہ جنبانی اسوقت شروع ہو گئی ہوئی تھی۔ ایم سالیس نے ۱۶ مئی کو مجھ سے ذکر کیا کہ دول عظام نے بلا درخواست خود بخود پیغام بھیجا ہے کہ اگر یونان چاہے تو وہ مداخلت کرنیکو تیار ہیں۔ اسکا صاف لفظوں میں یہ مطلب تھا کہ یونان نے در پردہ دول سے التجا کی ہے پس ممکن ہے ترکی گورنمنٹ نے مزید خونریزی نہ ہونے دینے کیلئے اپنے سپہ سالار کو سردست خاموش رہنے کا ایما کردیا ہو۔ فرسالہ سے واقعی پیشقدمی ۱۵ مئی کو کیگئی۔

اس مہلت سے یونانیوں نے ڈوموکوس کے طبعی استحکام کو انسانی ہنر و لیاقت و محنت سے اور مضبوط کرلینے کا فائدہ اٹھالیا جس سے

اوس حصن حصین کو فتح کرنا اور بھی مشکل ہو گیا۔ ۱۲ مئی کو حقی پاشا ویلیسٹینو سے بجانب جنوب آلمیروس کیطرف بڑھے جسکو جنرل سمولنسکی نے تقریباً بلا مزاحمت خالی کر دیا۔ مگر اُسنے ملکی اخبارات کو یہ تار بھیجا کہ میں آلمیروس کو خود نہیں چھوڑا بلکہ اپنے اعلیٰ حکام کے حکم سے آئی پیشقدمی بجانب آلمیروس کیوقت ایک بعید چوکی کے یونانی سواروں نے ہمارے دوست مسٹر مانٹگمری اور ریبرن کر نگلیسٹن کو گرفتار کر کے سخت بیحرمت کیا تھا۔ سمولنسکی لامیہ یا سوپی کیطرف جو ۱۵ میل بجانب جنوب مغرب تھا ہٹ گیا۔ ۱۴ مئی کو ترکی فوج تیمہ اپائریس کا ایک حصہ مت زدو سے مغربی تھسلی میں داخل ہوکر تریکالہ میں اسلام پاشا سے جو ادہم پاشا کی تہائی میمنہ کا کمانڈر تہا۔ آملا۔ مشیر دونوں دونوں صفوں کی ترکی افواج کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا ہوا تھا۔

بیکاری کے ان دس دنوں میں جنوبی تھسلی میں سامان رسد کی قلت عظیم سے بہت وقت رہی اور چونکہ یونانی دریائی پی اسکے جنوبی کوہستانی ویسے آباد علاقہ کو ہٹ گئے ہوئے تھے اونہیں ترکوں سے زیادہ قلت رسد سے تکلیف پہنچی۔

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی ادہم پاشا کی زیر کمان براہ راست اوسوقت پانچ ڈویژن فرسالہ میں موجود تھے حیدر پاشا چوتھا ڈویژن لیکر درہ ملونا سے آگیا تھا۔ ممدوح و حمدی تیسرا و پانچواں ڈویژن لیکر ویلیسٹینو اور وولو سے واپس آگئے تھے۔ اور نشاط و خیری دوم و اول ڈویژن سمیت ۵ مئی سے وہیں مقیم تھے۔ ان پانچوں ڈویژنوں میں توپخانہ اور سواروں سمیت ساٹھ ہزار آدمی تھے۔ یونانی فوجکو پامال کرنیکی کارروائی کے متعلق حقی پاشا کی حرکت بجانب آلمیروس پہلا مرحلہ تھی۔ مشیر کو امید نہ تھی کہ سمولنسکی ایسی جلد پسپا ہو جائیگا انکو خیال تھا کہ آلمیروس اور ڈوموکوس کی درمیانی علاقہ سے گذر کر ممدوح پاشا کی ولیعہد اور سمولنسکی کی فوجیں حائل ہو جانے تک حقی پاشا سمولنسکی کی فوجکو مشغول رکھ سکینگے۔ ممدوح ۱۵ مئی کو فرسالہ سے جنوب مشرق کیطرف روانہ ہوا۔ اور ۱۶ مئی کو عام پیشقدمی کی تیاریاں مکمل کر لیگئیں۔ پانچوں ڈویژنوں کا فرسالہ میں جائزہ لیا گیا اور سوار آگے روانہ کر دیئے گئے کل فوج شام کے سات بجے جنوب رویہ روانہ ہوئی اور پانچ گھنٹوں کے سفر کے بعد ڈوموکوس سے پانچ میل فاصلہ پر شب باش ہوئی۔ مسٹر بگہم کا بیان ہے کہ پہلے رات کیوقت دشمن پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا گیا تھا۔ مگر پھر اسے ترک کر دیا گیا۔

ترکی فوج پر پہنچنے سے پہلے ناشتہ کہا کر صبح کے چھ بجے پھر آگے روانہ ہو گئی۔ فوج حملہ کنندہ اسطرح مرتب کیگئی۔ ممدوح پاشا ڈوموکوس سے ۷ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق یعنی ترکی فوج کے میسرہ پر تھا اوس سے ورے حمدی پاشا کا ڈویژن تھا جسے یونانی میمنہ کو الٹنے کے لیے حکم ملا تھا کہ وہ ڈوموکوس سے تین چار میل بجانب مشرق گذر کر یونانیوں کیلئے لامیہ کیطرف مراجعت کرنیکا رستہ بند کر دے۔ اسکے بعد نشاط پاشا کا ڈویژن ڈوموکوس کے عین بالمقابل تھا۔ نشاط کے ماتحت اسلام پاشا کے زیر کمان ایک بریگیڈ فوج نظام کا تھا۔ یہ نظام فوج ایڈریانوپل سے آئی تھی۔ اور جدید ماسر رائیفل سے مسلح تھی۔ نشاط اور حمدی کے ڈویژن سے دو میل عقب میں حیدر کا ڈویژن ریزرو میں تہا۔ انتہائی میمنہ پر ڈوموکوس سے بجانب شمال مغرب خیری کا ڈویژن تھا۔

قلعہ ڈوموکوس کی مسٹر بگہم قلعہ ڈوموکوس کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:- "ایک وسیع و فراخ وادی ہے جو دس میل لمبی اور پانچ ایک میل چوڑی ہے اور کہیں کہیں اور رہیں کہیت موجود ہیں مگر زیادہ حصے

خود رو گھاس ہے۔ ایک سر بفلک پہاڑی اوپر کو اٹھتی چلی گئی ہے اس پہاڑی کا سامنا قدرتی منزلوں ہو جو ایک دوسرے کے اوپر بلند ہوتی چلی گئی ہیں بنا ہوا ہو شاہ راہ ان منزلوں کے گرد اگرد چکر کاٹتی ہوئی چوٹی تک چلی گئی ہے جہاں عین قلعہ کوہ پر ڈوموکوس کا شہر اور قلعہ واقع ہے۔ اور کل میدان اسکی زد میں ہے۔ نظارہ کی دلفریبی میں کوئی کلام نہیں مگر اوسوقت اوسکی طبعی استحکام کا خیال باقی سب باتوں پر غالب آ رہا تھا ایسی مضبوط و مستحکم پوزیشن غالباً ابتک بہت ہی کم جرنیلوں کو مدافعت کیلئے نصیب ہوئی ہوگی سب سے نچلی منزل پر پیدل فوج مورچوں کی تین یا چار قطاروں میں موجود تھی۔ فوج کی موجودگی کا علم صرف مورچوں کی سیدھائی سے ہو رہا تھا ان سے پرے ریزرو فوج کے دستی انبوہ در انبوہ کھڑے تھے ہر منزل کے پیچھے اور اوپر توپیں ہی توپیں نصب تھیں جنکی نالیں مورچوں کے جھروکوں سے دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ سلسلہ اسیطرح منزل بمنزل چوٹی تک چلا گیا تھا جہاں قلعہ کی فصیلوں پر چار گراں وزن قلعہ شکن توپیں چڑھی ہوئی تھیں "

ڈوموکوس کے حملہ میں ترکوں سے پے در پے غلطیاں سرزد ہوئیں مگر میرے پاس اس غرض کیلئے کافی شہادت موجود نہیں کہ میں یہ ثابت کر سکوں کہ ان غلطیوں کا جن سے فایدہ بہت کم اور نقصان بہت زیادہ ہوا۔ فلاں شخص ذمہ دار تھا حسب معمول ادہم پاشا کی شاطرانہ تدبیر اسموقعہ پر بھی نہایت اعلیٰ تھی تدبیر مذکور یہ تھی کہ حمدی ممدوح غنیم کے بازو سے اوسکے عقب میں پہنچکر مراجعت کا رستہ بند کر دیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی حسب معمول ڈویژنل کمانڈروں کی کاروائی اسموقعہ پر بھی ناقص رہی۔ اور نمیں سے ایک نہایت مہلک و خوفناک مگر محض فضول غلطی یہ کی کہ ڈوموکوس کی سر بفلک بلندی کو سامنے کیطرف سے اور واحد بریگیڈ سے حملہ کر کے فتح کرنیکی کوشش کی۔ اس حملہ کے متعلق کم از کم تین امر توضیح طلب ہیں (۱) کیوں اسلام پاشا کے ڈویژن کو تنہا ایسے مقام پر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا (۲) کیوں پھر اس بریگیڈ کو مزید پیدل فوج یا توپخانہ سے کمک نہ پہنچائی گئی۔ اور اُسے اسکے حال پر چھوڑ دیا گیا (۳) کیوں خیری پاشا نے شاطرکے میمنہ پر خاموش کھڑا رہا۔ اور اسنے آخر الذکر کو دیکر یونانیونکی توجہ کو اُسکی طرف سے ہٹانے کی کوشش نہ کی۔ انکے ساتھ یہ چوتھا سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیوں حمدی پاشا نے یونانی میمنہ پر مشغول کارزار ہونیمیں اسقدر دیر لگائی۔ بلکہ یہ پانچواں سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیوں ممدوح لامیہ کی سڑک پر قابض نہ ہو سکا وہ پندرہ کو روانہ ہوا تھا۔ اور براہ دوزی یقیناً ۱۸ ہی کی صبح تک یونانیونکی مراجعت کے رستہ پر قابض ہو سکتا تھا۔ حمدی پاشا کے توقف کی نسبت مسٹر بگھم یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اُسے نہایت مشکل کوہستانی علاقہ سے گذرنا پڑا تھا اوس نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی تھی۔ بالآخر پاشا موصوف کی نسبت مسٹر ممدوح یہ لکھتے ہیں ——

"یہ تقریباً محض حمدی پاشا کی ہی مستقلانہ و باصبور پیشقدمی کی طفیل تھا کہ ایک دن میں لڑائی ختم ہوگئی۔ اور دونوں فریق نے اوس تنہا خونریزی سے بچگئی جو دہاوا ہونیکی صورت میں یقیناً وقوع میں آتی" ——

معرکہ میں اولین حرکت حمدی نے کی جو پہلی وادی وادی ترکی سیرہ کیطرف اور پھر پہاڑیونمیں سے جنوب وسیہ قرہ جاق کیطرف بڑھا اوسکا ڈویژن تہوڑی دیر بعد پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں غایب ہو کر پھر کہیں شام کے چھ بجے نمودار ہوا۔ مگر درینولاگاہ کی آتشباری سے اوسکی موجودگی کا پتہ ملتا رہا خیری پاشا میسرہ پر تین میل سیدھا بڑھکر اوس نشیبی علاقہ میں جو ڈوموکوس کی شمال مغرب میں ہے

محفوظ و مصئون سارا دن بکار کھڑا رہا۔

فوج نظام کا شاندار حملہ حیدر پاشا مع چہارم ڈویژن اور رضا پاشا مع فوج توپخانہ ڈومو کوس سے چار میل بجانب شمال نشاط پاشا کے پیچھے ریزرو میں رہے۔ الغرض لڑائی کا کل بوجھ صرف نشاط پاشا کے دوم ڈویژن بلکہ اس کے بھی صرف ایک ہی برگیڈ پر پڑا۔ تمام شاہد متفق الرائے ہیں کہ یہ نہایت ہی ظالمانہ غلطی تھی جس کا ارتکاب محض بلا ضرورت کیا گیا۔ اور فضول سینکڑوں بہادر جانوں کو قربان کر دیا گیا۔ چھوٹی سی تمہیدی لڑائی کے بعد اسلام پاشا کا برگیڈ دو بجے یونانی پوزیشن کیطرف بڑھا۔ اس برگیڈ میں چھ بٹالینیں یعنی تقریباً پانچہزار سپاہی تھے۔ جو سب کے سب نوعمر تھے اور ماسر رائفل سے مسلح تھے۔ یونانی مورچوں سے تخمیناً دو ہزار گز کے فاصلہ پر انکو کھڑا کر دیا گیا۔ جہاں وہ کالم کی ہیئت چھوڑ کر لمبی صفوں میں مرتب ہوئی ہی تھی کہ یونانی توپخانہ نے اپنر شرپنل گولے برسانے شروع کر دیئے جنسے انکو بہت نقصان پہنچا۔ اس پر نشاط نے دو باتریوں سے یونانیوں پر گولے برسائے۔ مگر ان کا کچھ اثر نہوا۔ خیر ہی نے بھی اسوقت ایک واحد باتری سے چند گولے سر کئے۔ اس شاندار انفنٹری کیلئے جو یقینی موت کے منہ میں بھیجی گئی تھی۔ میدان کارزار میں کسیطرح کی پناہ یا آڑ موجود نہ تھی۔ زمین کف دست ہموار تھی جسپر صرف کہیں کہیں فصل دار کھیت موجود تھے صف آرا ہوکر ان نوعمر عثمانلی سپاہیوں نے بہ ثبات مردانہ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ توپ گولہ باری کیساتھ اب رائفلی آتشباری کی بھی اپر لاکٹ بخش بوچھاڑ ہونے لگ گئی مگر انہیں سے ایک آدمی کے بھی قدم نہ ڈگمگائے مسٹر نگہم کا بیان ہے "کسیوقت بھی اس صف میں کہیں بل نہ پڑا سپاہی تمام کارروائی کو گویا تفریحی مہم سمجھ رہے تھے۔ دراصل مرپنا زان تھے کہ تفریح مذکور میں انکو سب سے پہلے جانیکا حکم دیا گیا ہے"

مسٹر جی۔ ایے سٹیونس اس بہادرانہ حملہ کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"صف کے بڑھنے کی دیر تھی کہ یونانی صفوں سے نمونہ جہنم طوفان امڈ آیا۔ دائیں بائیں اور سامنے کے مورچوں سے حیرت انگیز تیزی کیساتھ باڑھ پر باڑھ شروع ہوگئی۔ یہ ایسی تابڑ توڑ پڑ رہی تھیں کہ انسان کو خواہ مخواہ یہ خیال گذرجاتا کہ ہمارا (ترکی) برگیڈ جو قربانی پر چڑھایا جا رہا تھا۔ ماسر رائفلوں سے مسلح تھیں۔ بلکہ یونانی ان سے مسلح ہیں کل مورچوں سے توپی و رائفلی آتشباری کے شعلے سرخ بجلی کیطرح چمک رہے تھے اور دھوئیں کے بادل اٹھ اٹھکر پہاڑیوں کے گرد جمع ہو رہے تھے لیکن بایں ہمہ نوعمر سپاہی آگے بڑھے گئے۔ یونانیوں کی تباہی برپا کن بوچھار در بوچھار کے سامنے انکی منتشر آتشباری کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھی مگر پھر بھی وہ آگے بڑھے گئے کہ اتنے میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یونانی میمنہ کے اولین مورچوں سے آدمی سراسیمہ وار پیچھے بھاگے جا رہے ہیں ہمیں بعد میں معلوم ہوا یہ اطالین مجاہدین تھے۔ جو اپنے مقتولین کو بھی وہیں چھوڑ گئے لیکن یونانی قلب سے پہلے سے زیادہ تیزی اور کثرت کے ساتھ آگ اور سیسہ برس رہا تھا تاہم یہ بہادر مسلسل بڑھے جاتے ہیں حتی کہ یونانی مورچے پانسو گز کے فاصلہ پر رہ گئے اور وہاں پہنچکر وہ کھڑے ہوگئے۔ یہ نشیب میں اور یونانی اوپر تھے جنکی آتشباری کے سیلاب بلاخیز نے یقیناً کسی آدمی کو سیدھا کھڑے نہ رہنے دیا ہوگا۔ لیکن پھر بھی یہ بے نظیر شجاع ایک قدم پیچھے نہ ہٹے اور برابر اپنی ماسر رائفلوں کو سر کرتے رہے"

یہ آتشباری کہیں چار بجے جاکر ختم ہوئی۔ اور اسوقت بھی غالباً اس لئے کہ دونوں فریق کے پاس کارتوس ختم ہوگئے ہونگے اسلام پاشا کا برگیڈ یونانی مورچوں سے پانچسو گز کے فاصلہ پر تو پہنچ گیا مگر اس پیشقدمی میں اسکے بارہ سو سے زیادہ یعنی کم از کم بیس فیصدی

آدمی ضایع ہوئے۔ ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ بعد دوپہر آنحا لیکہ ان کے ساتھی یعنے خیری کے اول ڈویژن والے عقب میں ایک بلندی کے پیچھے محفوظ کھڑے تھے۔ ان بہادروں کو دائیں بائیں اسطرح ہلاک اور زخمی ہوتے دیکھتے رہنا بلا شبہ نہایت ہی ظالمانہ اور دردانگیز منظر تھا۔

نشاط نے آخر ساڑھے چار بجے اپنے دوسرے بریگیڈ کو اڈیریانوپل کی رجمنٹوں کی کمک کیلئے آگے بڑھایا۔ چونکہ یونانیوں کے پاس اسوقت تک شراپنل گولوں کا ذخیرہ ختم ہوچکا تھا۔ یہ فوج پانچ بجے کے قریب بخیریت وبلا نقصان مصافی صف تک پہنچ گئی جس پر یونانی اپنے مورچوں کی پہلی قطار کو چھوڑ کر پہاڑی پر ہٹ گئے۔ اس مراجعت کیوقت یونانیوں کو نشاط کے ڈویژن کی رائفلی آتشبازی سے سخت نقصان پہنچا۔ ساڑھے پانچ بجے رضا پاشا بھی توپ خانہ لیکر پہنچگیا۔ اور انفنٹری کی آتشباری کے ساتھ اس نے بھی شیل درشراپنل غنیم پر پھینکنے شروع کردیئے یہ توپیں وقت مناسب پورے تین گھنٹے بعد شریک کارزار ہوئیں۔ مگر اس توقف کا الزام رضا پاشا پر لگانا مناسب نہیں۔ وہ نہایت مستعد اور کمال لائق وقابل افسر ہے۔ اور اسکی ہمیشہ پہلی صف میں رہنے کی خواہش ہوتی تھی۔

جو یونانی اس آتشباری سے بچ رہے انہوں نے مورچوں کی دوسری قطار میں پناہ جالی۔ یہ مورچے ڈوموکوس کی ڈھلوان سطحوں پر خوب موقعہ بموقعہ بنے ہوئے تھے۔ اور تقریباً ناممکن التسخیر نظر آتے تھے۔ اگر خیری پاشا ہی اپنا ڈویژن لیکر شامل ہوجاتا۔ اور کل ترکی توپ خانہ سے سرگرمی کا کام لیا جاتا۔ تو غالباً سامنے سے حملہ کرنے میں کامیابی ہوجاتی۔ لیکن اس صورت میں بھی حملہ کنندہ فوج کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا۔ اور اگر یونانی واقعی جوانمردی وثبات قدمی سے لڑتے تو شاید بالکل ہی ناکامی ہوتی۔

اس نازک وقت پر حمدی پاشا کے یونانیوں کے میمنہ پر پہنچ جانے سے اس سامنے سے حملہ کرنیکے جوکھم کو برداشت کرنیکی احتیاج نہ رہی۔ پاشا موصوف یونانی میمنہ کو جو کرنیل ماسٹراپاس کے زیر کمان تھا لگاتار پیچھے ہٹاتے آکر موضع کٹیا اور رقرہ زالی پر قابض ہوگیا تھا۔ حمدی کا ہراول دستہ مشرق کیطرف سے ڈوموکوس کے بالکل قریب سوا چھ بجے پہنچا۔ اور اُسنے پہنچتے ہی پائینی یونانی مورچوں اور نیز یونانی توپخانہ پر کمال تیزی سے آتشباری کرکے عام تباہی برپا کردی۔ کرنیل ماورومیکالیس سخت زخمی ہوا۔ اور یونانی بسرعت تمام ڈوموکوس کی پہاڑی کی بالائی منزلوں اور قلعہ کیطرف ہٹنے لگ گئے۔ قلعہ سطح میدان سے تین سو فیٹ بلند ہے۔ مگر افسوس حمدی اور نشاط دونوں کے ڈویژنوں کی سپاہ ایسی کوفتہ وتھکان زدہ ہورہی تھی کہ اس شام یونانیوں کی پسپائی سے فائدہ نہ اٹھا سکی۔ اور انکا تعاقب نہ کرسکی۔ ساڑھے سات بجے آتشباری ختم ہوگئی۔ اور تھکے ماندے ترک انہی پوزیشنوں میں شب باش ہوئے جنکو انہوں نے ایسی بہادری سے فتح کیا تھا۔ یونانیوں کو تاریکی میں دشمن کے پنجہ سے نکل جانیکا پھر موقعہ مل گیا۔ اور حسب معمول اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں انہوں نے ذرہ بھر درنگ نہ کیا۔ رات پڑتے ہی ولیعہد اور اسکے سٹاف نے مراجعت کا حکم دیدیا۔ اور یونانی افواج پاؤں سر پر رکھ بسرعت تمام رفوچکر ہوگئیں۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا معرکہ ڈوموکوس کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتا ہے:۔

ساڑھے گیارہ بجے ترک آگے بڑھتے آتے دکھائی دیئے۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے فرسالہ لامیا سڑک کے دائیں ہاتھ جو ڈوموکوس کے نیچے پہاڑیوں میں سے گذرتی ہے۔ اور میدان میں بخط مستقیم فرسالہ کو دکھائی دیتی ہے ایک باتری قایم کرلی۔ ساڑھے تین بجے تک تمکی توپیں یونانی توپوں کی طاقت معلوم کرنیکے لئے جا بجا مورچوں وغیرہ پر نصب تھیں متفرق طور پر آتشباری کرتی رہیں۔ اسوقت ترک اور تین باتریان

ترک اور تین باتریاں آگے بڑہا لائے۔ اور انکو پہلی باتری کے دوش بدوش قایم کر دیا اوہر اوسیوقت فوج پیدل نے واقعی پیشقدمی شروع کر دی پیدل بجمعیت کثیر فرسالہ کی سڑک سڑک جبال او تہریس کے دامن پر سے ہوتے ہوے ایک یکہ تنہا پہاڑی کیطرف جو کو ہاشتر کی شکل میں یونانیوں کے مورچوں کے سامنے تین میل کے فاصلہ پر پیدا ہیں بہی بڑہے کل میدان میں صرف یہی پہاڑی ایک عمدہ پناہ تہی ترکوں نے اوسکے پیچہے اپنی فوج جمع کی پہر صف آرا ہو کر آگے بڑہے۔ ترکی توپوں نے اس پیشقدمی سے پہلے مسلسل گولہ باری شروع کر دی تہی انکے جواب میں یونانیوں کی دونوں ۵ا سنٹی میٹر کی کروپ توپیں جنمیں سے ایک قدیم قلعہ پر اور دوسری متصلہ پہاڑی کی چوٹی پر تہی گولے برسانے لگ گئیں ترک اونکی خوب زد میں تہے اور اون سے ایسا عمدہ کام لیا گیا کہ ترک کچہ عرصہ پیشقدمی کو جاری نہ رکھ سکے۔ ترکی سواروں کے ایک دستہ نے سڑک سڑک آگے بڑہنے کی کوشش کی مگر متذکرہ صدر توپوں کی وزنی گولوں نے اونکو پراگندہ کر دیا۔ اور وہ بلا تاخیر پہر جہٹ پٹ پہاڑی کے پیچہے چلے گئے۔ اس سے یونانی کمال خوش ہوے۔ اور غنیم کی کیولری کی پسپائی پر نہایت زور و شور سے خوشی کے نعرے بلند کیے۔ مگر ترکی انفنٹری آتشباری کے علے الرغم لگاتار آگے بڑہتی آتی یکی بعد دیگرے بلٹنیں ثابت قدمی و پامردی سے یونانیوں کی اگلی صفوں کیطرف بڑہے اگرچہ یونانیوں کی ۱۱ میدانی و کوہی توپوں نے لگاتار گولہ باری کی باوجودیکہ دوموکوس کی پہاڑیوں پر نصب تہیں ان صفوں کو مورچوں کیطرف دہکیلتی گئیں۔ ترکوں کا مدعا یونانی قلب کو توڑنا اور لامیہ کی سڑک پر قابض ہونیکا نظر آ رہا تہا۔ اور اونہوں نے ایسے استقلال و اصرار سے حملہ کیا کہ مورچوں کی خندقوں کو تقریباً فتح کر لیا۔ اور یونانیوں سے دست و گریبان ہو جانے و بندوق سنگین اوپر دہا ہاکرنیکو تیار ہی تہے کہ تین سو اطالین مجاہدین نے زیر کمان سپریانی سو شلسٹ بازو پر سے ایسی تباہی بخش آتشباری صنوبر کے درختوں کی اوٹ سے جو برلب سڑک تہے شروع کر دی۔ اور ایسی استقامت سے اپنے موقعہ پر قایم رہے کہ ترکوں کو تہم جانا پڑا۔ آخر جب کارتوس نہ رہے تب اس دستہ کو پیچہے ہٹنا پڑا تو اوسوقت تک اسکی بارہ قتل اور ۱۰ زخمی ہوے۔ واپسی کے وقت جس مورچہ اور صف سے وہ گذرے وہیں کی یونانی فوج نے خوشی کے نعرے بلند کر کے اونکی حوصلہ افزائی کی۔ اونکے زخمی پہلے کے ہوے قریب ترین فوجی ہسپتال کو کسی کی امداد بغیر پہنچ گئے اور وہاں جاتے ہی فرش خاک پر گر پڑنیکی بجاے کمال بشاشت و شگفتگی کے ساتھ سگرٹ طلب کیے یونانی مجروحین کی شکستہ دلی اور رونی صورت کے مقابلہ پر اونکی باحوصلگی و بشاشت واقعی حیرت انگیز تہی۔ لڑائی ذاتیہ یونانی سپاہ کے حوصلوں کو پامال کرنا شروع کر دیا تہا۔ دو سو مجروح سپاہی صفوں سے نکلکر اوس میدانی شفاخانہ کو جو لامیہ کی سڑک پر سب سے پہلے چلے گئے وہاں ڈاکٹر دن اور سرجنوں پر اوسوقت کام کا بہت زور پڑ رہا تہا۔ اسیوقت کرنیل ماورومیکالس کمانڈر میسرہ کو گولی پڑی اور اوسکے بہتیجے کو جو اسکا یاور بہی تہا سر پر گولی لگی۔ آخر الذکر کی جان ہسپتال لیجاتے وقت رستہ میں ہی نکل گئی چہ بجے کے قریب یونانی قلب پر ترکی حملہ تدریجاً ختم ہو گیا اور سپاہ آہستہ آہستہ پیچہے ہٹ گئی۔ لیکن اسیوقت یونانی میمنہ پر جسکی حالات کو میں کچہ عرصہ سے بنظر تردد و تشویش دیکہہ رہا تہا۔ ترکوں نے بسرعت تمام فیصلہ کن حملہ کر دیا۔ کرنیل ماکریس کمانڈر میمنہ اس طوفانی سواد کو جمع ہوتا دیکہہ رہا تہا۔ اور بار بار کمک کیلیے درخواست کر رہا تہا جو اسے بہت توقف و تامل کے ساتہ بہیجی گئی۔ بالآخر ریزرو فوج میں سے تین ہزار سپاہ ۱۵ دن پہاڑیوں سے جو لامیہ سڑک سے پرے تہیں اوسکی مدد کو پہنچ گئیں مگر اس معمولی کمک بہی ویسے مستعد و زبردست حملے کے مقابلہ پر جو بیباک ترکوں نے اسطرف کیا تہا کچہ حقیقت نہیں رکہ سکتی تہی ترک بجمعیت کثیر ہمسر لامیہ سڑک کا رستہ بند کرنیکی لیے سیلاب بلاخیز کیطرح بڑہے چلے آ رہے تہے

ہمپر اب یہ راز کھلا کہ قلب ترکوں نے صرف یونانیوں کی توجہ کو منعطف رکھنے کے لیے محض بغرض فریب سے ہی حملہ کیا تھا۔ انکا
اصل مدعا یونانی میمنہ تھا یہ کیفیت دیکھکر باقیماندہ ریزرو فوج یعنی تین ہزار انفنٹری اور پانسو سوار سات بجے درہ فورکا کیطرف لامیہ سڑک کی
حفاظت کیلیے بھیجدیے گئے۔ ادہر اگلی صف کی فوجونکو اپنے موقعہ پر قایم رکھکر باقی فوج کی مراجعت باقاعدگی کے ساتھ شروع ہوگئی
صرف وزنی کرپ توپیں قلعہ اور پہاڑی کی چوٹی پر پیچھے چھوڑ دی گئیں۔ صف اولین کی فوجکو حکم دیا گیا کہ وہ آدہی رات کے بخاموشی تمام چپ چاپ
پیچھے ہٹ آئے۔ ولیعہد معہ شاف سواروں کا ایک دستہ لیکر اور فوجی ہسپتال سب سے پہلے مراجعت فرما ہوئے اور انکے تھوڑی دیر بعد کل فوج روانہ ہوگئی۔

درہ فورکا کا ترک

علی الصبح عثمانیہ سپاہیوں نے ڈومو کوس کو ناقابل تسخیر اور عمودی ڈھلوانوں اور چوٹی کو بالکل خالی
پایا مورچے بھی بالکل خالی پڑے تھے البتہ گولہ بارود کے صندوق اور سامان وافر موجود تھا جنگل
بھگوڑے یونانی پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ چار ان گران وزن توپیں بھی بدستور قلعہ پر موجود تھیں لیکن یونانیوں کا کہیں نام و نشان نظر نہ آتا تھا حمدی
پاشا کو جو حمدی کی میسرہ پر تھا حکم تھا کہ درہ فورکا کے نزدیک کسی جگہ قابض ہو کر وہ یونانیوں کی مراجعت کا رستہ بند کردے مگر بدقسمتی
سے دشوارگذار پہاڑیوں اور گھاٹیوں کے رستہ میں حایل ہونیکی وجہ سے وہ بروقت نہ پہنچ سکا صرف اوسکی ہراولی لشکر مشروں کی
یونانی فوج سے مٹ بھیڑ ہوئی۔ انتھک ہمیشہ آگے رہنے والا سیف اللہ پاشا اس رستہ میں موجود تھا وہ قریب ترین ڈویژن سے جسقدر فوج
بہم پہنچا سکا اوسے جھٹ پٹ جمع کرکے غنیم کے تعاقب میں روانہ ہوگیا ادہم پاشا ابھی بہت دور تھی۔ مگر حمدی کے ڈویژن سے سیف اللہ نے چار پلٹنیں
اور تین رسالے حاصل کرلیے ان چند سواروں اور ایک باتری کے ساتھ اسنے سڑک سڑک درہ فورکا تک جو ڈومو کوس سے بجانب جنوب مشرق دس
میل کے فاصلہ پر ہے دشمن کا تعاقب کیا وہاں اسنے غنیم کی زبردست فوج درہ پر قابض دیکھی جسپر اسے اپنی پیدل فوج (چار پلٹنوں) کے
آپہونچنے کا انتظار کرنا پڑا۔ یہ پلٹن ۱۸ مئی کو کہیں سہ پہر کے تین بجے جاکر پہونچی۔ انکے پہنچتے ہی سیف اللہ نے کل فوج سے دشمن پر حملہ کردیا
جو پیشقدمی میں بھی اوسپر مسلسل و سریع آتشباری کرتی رہی۔ یونانی دھاوا شروع ہوتے ہی فی الفور یہاں سے بھی فرار ہوگئے اور تقریباً
ناممکن الفتح درہ اور اوسکی چوٹیوں کو غنیم کے حوالہ کرگئے۔ لامیہ سے ورے یہ آخری حصن حصین اور قابل مدافعت مقام تھا جسکا قبضہ ملجانا
ترکوں کے حق میں نہایت ہی مفید تھا۔ دوسرے دن (۱۹ مئی) حمدی کا کل ڈویژن پہنچگیا اور وہ درہ میں سے گذر کر اوس میدان
میں جو درہ سے سمندر تک پھیلا ہوا ہے داخل ہوگیا۔

جب حمدی کا ڈویژن درہ فورکا سے نیچے اترا تو اوسنے یونانی فوجکے باقی حصہ کو لامیہ سے شمال میں صف آرا دیکھا۔ ڈومو کوس
کی سریع مراجعت کے دوران میں بیشمار سپاہی اپنی اپنی پلٹنوں سے ادہر ادہر منتشر اور فرار ہوگئے تھے چنانچہ ولیعہد کے پاس ڈومو کوس کی نسبت
نصف آدمی بھی نہیں رہگئے تھے۔ تقریباً پندرہ ہزار سپاہیوں کی ایک صف لامیہ سے تین میل شمال پہاڑیوں کی ایک پست
سے کنارہ پر پرا باندھے کھڑی تھی۔ دونوں فریقوں میں تھوڑی دیر بعد آتشباری شروع ہوگئی۔

لڑائی کے دوران میں لامیہ کے سول حکام نے کہلا بھیجا کہ ہم اطاعت ماننے کو تیار ہیں۔ ترک بامن و امان ہمارے شہر پر قبضہ کرلیں
سیف اللہ نے جوابدیا کہ جبتک شہر اور ترکوں کے درمیان یونانی فوج حایل ہے ہم کسطرح شہر میں داخل ہوسکتے ہیں ہاں شہر دا... اطمینان

فوج منکور کی ہزیمت کے بعد اگر انہوں نے مزاحمت نہ کی تو انہیں کوئی گزند نہیں پہنچیگا +

التوائے جنگ کا معاہدہ ۔ زوال کے قریب لڑائی خاصی تیز اور ایک سرے سے دوسرے تک عام ہوگئی لیکن دو بجے کے قریب یونانی آتشباری یکلخت بند ہوگئی ۔ اور یونانی قلب میں سفید جھنڈا بلند کردیا گیا ۔ اسکو دیکھتے ہی دونوں فوجوں میں بگلوں نے آتش کس یعنی آتشباری بند کردو کا حکم سنادیا ۔ اور دو یونانی افسر جھنڈا لیئے ترکی صفوں کیطرف بڑھے ۔ ادہر سے سیف اللہ پاشا نے ان سے ملاقات کی اور ۲۴ گھنٹوں کے لیئے التوائے جنگ منظور کرلیا ۔ اس پر کل یونانی فوج لامیہ کے پاس سے گذر کر جہاں اس نے ایک لحظہ توقف نہ کیا ۔ تہرموپیلی کی طرف ہٹ گئی ۔ ادہم پاشا ڈومو کوس ہی رہے تھے ۔ عارضی التوائے جنگ کی خبر انہیں وہیں پہنچائی گئی قسطنطنیہ سے بھی انکو معاہدہ ترک مخاصمت کے احکام موصول ہوچکے تھے ۔ دوسرے دن ۲۰ مئی کو علی الصباح ولیعہد کا ایک ترکی ہیڈکوارٹر میں وارد ہوا ۔ اور پندرہ دنوں کیلئے التوائے جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہوگیا ۔ سرحد ایپرس میں بھی آرٹا کے سامنے اسیطرح عہدنامہ کیا گیا ۔ ۳ جون کو پچھلی میعاد کے منقضی ہونے پر مذاکرات صلحیہ کے اختتام تک پھر اس معاہدہ کی تجدید کی گئی ۔ اور ہر فریق کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو چوبیس گھنٹوں کا نوٹس دیکر اس عہدنامہ کو منسوخ کرسکتا ہے ۔ تحریر معاہدہ کے بعد دونوں فوجوں کے سٹاف افسروں نے ایکغیر جانبدار منطقہ یعنی منطقہ طرفین ۔ حد فاصل کی تعیین کی ۔ ترکوں نے ۱۲ مئی کو لامیہ پر قبضہ کرلیا ۔ گرچہ اُسے حد فاصل مقرر کرنیوالے کمیشن نے یونانیوں کی طرف رکھا تو فی الفور اس سے واپس چلے گئے ۔ ایک مہینہ کی لڑائی میں جو تاریخ ۱۷ اپریل درہ ملونا کی لڑائی سے شروع ہوکر فی الحقیقت تاریخ ۲۰ مئی معرکہ ڈوموکوس پر ختم ہوئی ۔ ترکوں نے یونانیوں کو اس تمام علاقہ سے جو ۱۸۸۱ء میں انہیں ٹرکی سے دلایا گیا تھا ۔ تاانکہ یہ پرانی سرحد تک نکال کر دیا ۔ ایپرس میں فریقین کی وضع وہی رہی جو محاربہ کی ابتداء میں تھی +

فصل چہاردہم

جنگ ایپائرس ۔ خلیج آرٹا کے مغربی شہر پرویزا سے ایپائرس میں بقول جرمن مورخ ترکوں کو علاقہ کی طبعی بناوٹ کی وجہ سے مجبوراً[1] بچاؤ کے پہلو پر رہنا پڑا ۔ جارحانہ پہلو اختیار کرنے سے فی الحقیقت کچھ فائدہ نہ پہنچتا ۔ اس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا کہ ترکی فوج خلیج کا رنتھ تک پہنچ جاتی مگر واقعات کی عام رفتار پر اس سے کچھ اثر نہ پڑتا ۔ جنوبی ایپائرس میں سب سے اہم مقام پر یویسیا ہے ۔ اور علاوہ بریں مقامات سٹرویبیا ۔ ونیتی پیگاڈیا بھی خاصے اہم ہیں ۔ ترکی قلعہ پریویسیا ادس تنگ آبنا کے شمال میں واقع ہے جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے ۔ خلیج مذکور دور تک اندر چلی گئی ہے ۔ اور صوبہ اکارنینا کو کیسقدر ایپائرس سے جدا کرتی ہوئی پہنچ گئی

[1] یہ قصبہ چودھویں صدی کے شروع میں ترکوں کے قبضہ میں آیا تھا مفصل تاریخ کے لئے دیکھو تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم +

صرف یانینا کی سڑک کے ذریعہ عبور کیا جا سکتا ہے اس جزیرہ نما میں جو زیادہ تر کھلا میدان ہے پہاڑیوں کا ایک اور سلسلہ موجود ہے جس سے تمام علاقہ
زومیہا و اسپر ترکوں نے توپخانہ نصب کر رکھا تھا قصبہ پریویسا اور اسکے چھوٹے چھوٹے قلعے جیسے پانٹوکراٹو سینٹ جارج اور پالو پیاروگو کے
کے قریب ہموار ساحل پر واقع ہیں غنیم خالی کرنے پر کسی عمدہ موقعہ پر قایم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ پہاڑیوں کے بلند کرارہ کی ترکی توپوں کی
پوری پوری زد میں تھی شہر اور قلعے چاروں طرف سے زیتون کے درختوں کی پرانی گھنی جھنڈوں سے گھرے ہوئے ہیں -

آپایرس کے بڑے بڑے قصبے جنمیں یونانیوں کی آبادی زیادہ ہے یانینا بر آت - اور کورشیا ہیں صوبہ آکارنینا میں یونانیوں کا سب سے بڑا
قلعہ آرٹا ہے اسکے شمال اور جنوب میں سے چشمے بہتے ہیں جنسے وہ خاصہ مضبوط مقام ہو گیا ہے قصبہ آرٹا جو ایک علیحدہ حیثیت سے پرانا
شہر ہے مگر ایک عالیشان ترکی قلعہ رکھتا ہے میدان میں دریا آراکتھوس یا آرٹا کے کنارہ پر واقع ہے یہ دریا شہر کے گرد نیم دایرہ کی
شکل میں بہتا ہوا بجانب جنوب خلیج آرٹا میں جا گرتا ہے قصبہ آرٹا کے جنوب میں پہاڑیوں کا ایک سلسلہ تخمیناً پانسو فیٹ بلندی جو دفعتاً گر اک
کوبریناک قریب چلا گیا ہے اس کرارہ پر وسیع پرانی بارکیں موجود ہیں جنکے سامنے یونانیوں نے کئی باتریاں ۴½ انچہ قطر کی توپوں کی اور ایک
باتری چار چار انچہ قطر کی دو توپوں کی نصب کر رکھی تھی ایک باتری کا رخ آرٹا کے پل کیطرف دوسرے کا عمارت کیطرف اور ایک کا گریمی نتزا کیطرف تھا - اس سلسلہ
کے بالمقابل ترکی علاقہ میں پہاڑی ڈھلوانوں پر جو بتدریج شمال کیطرف اٹھتے چلے گئے ہیں عمارت گریمی نتزا اور دلاکیرنا واقع
ہیں - ان سب مقامات میں ترکی سپاہ اور توپخانہ موجود تھا اور ان سے شہر آرٹا اور یونانی باتریاں کامل طور پر زد میں
تھیں - اس نقص کی تلافی کے لیے یونانیوں نے اپنی طرف بمقام ٹیپا و مارکی ناٹا میں دو باتریاں نصب کر رکھی تھیں -

احمد حفظی پاشا جرنیل ڈویژن وسط مارچ سے ۲۸ ہزار فوج لیکر یانینا صوبہ کے صدر مقام میں جو تھے پہلا ڈویژن معہ سٹاف
یانینا میں اور دوسرا ڈویژن جنوبی علاقہ میں بمقام لوروس و فیلپیاڈیا مقیم تھا ترکی کماندر کے پاس کل فوج ۴۲ پلٹنیں انفنٹری (جنمیں سے
[illegible] کی تھیں) ۸ کوہی توپیں اور ۵ رسالے کیولری تھی آغاز محاربہ پر ترکوں کے پاس آرٹا کے بالمقابل ۷ ہزار آدمی اور بارہ توپیں مقام ملاکہ [illegible]
چار ہزار آدمی بمقام فیلپیاڈیا ۱۰ ہزار اور بمقام یانینا پانچہزار آدمی تھے - یونانیوں کے پاس کرنیل مانوس کے زیر کمان انفنٹری کی چار رجمنٹیں
(ششم نہم دہم و دوازدہم) رائفلیٹوں کی دو پلٹنیں (یکم و سوم) کیولری کی دوم رجمنٹ - دو میدانی اور تین کوہی باتریاں
آرٹا میں تھیں - بعد میں ان کو تین ہزار (ریزرو اور مستحفظ افواج) کے سپاہیوں اور دو ہزار مجاہدین کی کمک پہنچ گئی
جس سے کرنیل مانوس کے پاس کل فوج ۱۶ ہزار کے قریب ہو گئی -

یونانیوں کے دو بڑے مرکز آرٹا و فیلپیاڈیا تھے جو وادی آرٹا سے باہم ملے ہوئے ہیں یہاں جنگ رسد بندرگاہ کا پرینا کی - بہت آتا تھا - زیادہ تر
فوج آرٹا میں مقیم تھی جہاں پانچہزار آدمی تھے موضع فیلپیاڈیا میں جو آرٹا سے شمالی میل کے فاصلہ پر ایک بلندی پر واقع ہے تین ہزار فوج تھی
مدافعت کی دوسری صف میں جو کومیدولی سے خلیج آرٹا کے قریب بانی تک تخمیناً ساڑھے سات میلوں میں پھیلی ہوئی تھی چھ سے آٹھ ہزار
تک آدمی تھے دریا کے رستوں اور گھاٹوں کی حفاظت اور بصورت محاربہ فوجی حرکات کو دشمن سے مخفی رکھنے کیلیے دریا کے بائیں کنارہ پر تین چار
ہزار آدمی متعین تھے - آرٹا سے لیکر فیلپیاڈیا تک کوملونکی پر تمیس توپیں نصب تھیں جو زیادہ تر کوہی تھیں یونانیوں کے پاس کل ۴۸ توپیں

تھیں۔ یونانیوں نے جو موقعے پسند کیئے تھے وہ فی الجملہ عمدہ اور خاصے مضبوط تھے اور گئی ترکی موقعوں وہاں سے زد میں تھے یونانیوں نے اونکو موچوں اور توپوں سے بھی خوب آراستہ کر لیا ہوا تھا یونانیوں کے اندازہ کیمطابق ترکی فوجیں ۲۲ ہزار سے زیادہ آدمی تھی اور ۴۰ سے زیادہ توپیں تھیں جنمیں سے تین ہزار سپاہ اور ۱۰ توپیں قلعہ پریویسا میں مامور کیگئی تھیں۔ یہ قلعہ آبنائے پریویسا پر جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے واقعہ ہے۔ دریا کے دائیں کنارے بمقام کی ناوفلی پیڈیا ترکی عساکر کے اساس حرکات تھے۔ انکے علاوہ ایک ترکی پوزیشن آرٹا وپیٹا کے بالمقابل تھی عین آرٹا کے بالمقابل پل کے دہانہ پر ایک ہزار البانویوں کی ایک پلٹن متعین تھی۔ ایک اور پلٹن پل سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم تھی وہ اس فوج کی جزو تھی جسکا قلب سنارت میں تھا آبد گریمی نتر انک یونانی سرحد سے دو ہزار گز کے فاصلہ کے بعد پھیلی ہوئی تھی۔ ترکوں کی تیسری صف مدافعت جو یانینا کی سڑک کی حفاظت پر مامور تھی نیچے پیگاڈیا میں تھی۔ یونانی فوج کو باغیوں یا مفسدوں سے بھی بہت مدملی جنکی جمعیت کپتان اھینکی ہشیار پانے اپنی خرچ سے مرتب تیار کی تھی۔ اور اکثر ممتاز و متمول آدمی اون کے سرگروہ تھے کل دستہ کا سپہ سالار سکالٹ سوڈمیوس تھا جو ٹرکوپیس کی وزارت کے عہد میں ضلع اگری نیان کیطرف سے پارلیمنٹ یونان کا ممبر رہ چکا تھا تمام مفسدوں کی وردی اپنی علیحدہ تھی۔ مگر اونکا دستہ فوج باقاعدہ میں شمار نہ کیا گیا۔

تھسلی کیطرح اپائرس میں بھی ترکوں نے حملہ میں سبقت کی اور آرٹا پر گولہ باری کرنے سے لڑائی کا آغاز کیا انہوں نے شہر سے شمال مغرب کیطرف کی بلندیوں پر ساڑھے تین انچ قطر کی سولہ توپیں نصب کر کے تین دن رات گولہ باری کی پہلے دن بھی کئی گھنٹے گولہ باری کیجاتی رہی۔ آتشباری ایسے مؤثر طریق سے کی گئی کہ یونانیوں نے مشہور کر دیا۔ ترکی توپخانہ میں جرمن افسر ہیں اس گولہ باری کا ایک مدعا یہ بھی تھا کہ آرٹا کے پل اور نیز خود شہر پر حملہ کرنے کیلئے رستہ صاف کیا جائے۔

بتاریخ ۲۰- اپریل صبح کے چار بجے اون تمام ترکی باتریوں نے جو شہر کے مقابل نصب تھیں یونانی مورچوں پر گولوں کی بارش شروع کر دی۔ رائفلی گروہوں سے بھی جو دریا کے کنارہ کے برابر کھودے گئے ہوئے تھے بسرعت رائفلی باڑھیں سر ہونے لگیں۔ اوسوقت ترکوں کے ایک دستہ نے یونانیوں کی توجہ دوسریطرف ہٹانیکے لیئے ایک موقعہ سے دریا سے گذرنیکی کوشش کی اور دوسریطرف ایک زبردست دستے نے پل پر حملہ کر دیا مگر چونکہ محافظین کی جمعیت ہر جگہ معقول تھی ترک دونوں کوششوں میں ناکام رہے اور حملہ کنندہ دستوں کی جانبازی و شجاعت جن کے کئی افسر بھی شہید و مجروح ہوئے کوئی فائدہ نہ بخش سکی۔

۲۱- اپریل کی آدھی رات کو ترکوں نے تیسری مرتبہ پل پر حملہ کیا ترکوں کو امید تھی کہ رات کیوقت دشمن غافل ہوگا مگر اون کی توقع درست ثابت نہ ہوئی اور وہ اس حملہ میں بھی کامیاب نہ ہوئے متصلہ باتریوں نے حملہ کنندوں کا مونکو حتی الامکان مدد دی مگر اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا اور وہ رات کی تاریکی میں اپنے موقعوں کو واپس ہٹ آئے۔ دوسرے دن دس بجے کے قریب ایک لیانوی یونانیوں نے جھنڈی کے اشارہ سے مطلع کیا کہ ترک رات کو پیچھے ہٹ گئے ہیں اور تمام متصلہ دیہات اور قلعوں کو خالی کر گئے ہیں یہ اطلاع غلط نہ تھی حملہ کنندہ دستے فی الحقیقت تمام اگلے علاقہ کو چھوڑ کر دو قلب پیڈیا کو واپس چلے گئے تھے جب یہاں تو نکو جو اس قدر زیادہ تر یونانی ہیں اس مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ جوق در جوق آرٹا میں داخل ہو کر فتح کی مبارکبادی یا پاگلانہ پر جوش سی خوشی ظاہر کرنے لگے گو باشندوں نے

ترکی جنگی خانہ پر قبضہ کر لیا اور یونانی جھنڈا ترکی باتریوں اور جنگی خانہ پر بلند کر دیا گیا۔ جب چار ہزار یونانی فوج نے اون مورچوں اور باتریوں پر جنہیں ترکوں نے گولہ باری کیلیے تیار کیا تھا قبضہ کیا تو یونانی باشندوں اور فوجیوں کی پر جوشی و وارفتگی کا کوئی حد و حساب نہ گیا سب اس خیال و توقع میں سرمست ہو گئے کہ بس اپائرس میں ترکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ ومبدم "یاینا کیطرف بڑھو" کے آوازے بلند ہو رہے تھے سادہ لوح و سہل الاشتعال دہقانوں کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ فتح اپائرس کی آزادی کا پہلا زینہ ہے تین دن کی ترکی گولہ باری سے آرٹا کو کوئی قابل ذکر نقصان نہ پہنچا بہت کم گولے شہر تک پہنچے اور انمیں سو اکثر نہ پھٹے۔

کرنیل مانوس نے اُسیوقت تعاقب کا حکم دیدیا اپنے ڈویژن کا ایک حصہ لیکر اُسنے بمقام ہانی آرٹا کو عبور کیا۔ اور فلپ پیڈیا کیطرف روانہ ہو گیا۔ دوسریطرف ایک بریگیڈ اور پندرہ سو مجاہد بسمت سیگلینیا پر جو درہ نیٹی پیگا ڈیا سے بارہ میل بجانب جنوب ہے قبضہ کر لیا۔ آپ پیشقدمی پر وہ ترکی بریگیڈ جو ابتک آرٹا کے سامنے مقیم رہا تھا لوروس کیطرف ہٹ گیا اور وہاں فلپ پیڈیا کے رخ مقیم ہو کر ۲۲ اپریل تک یونانیوں کے حملہ کا انتظار کرتا رہا مختصر سی لڑائی کے بعد جسمیں ترکوں کی کئی سو آدمی اور چند توپیں ضایع ہوئیں وہ درہ نیٹی پیگا ڈیا کیطرف جو طبعًا نہایت مستحکم موقعہ ہے ہٹ گئی۔ ۲۳ اپریل کو مانوس نے فلپ پیڈیا پر قبضہ کر لیا اور اُسیوقت اُسے مزید خوشخبری موصول ہوئی کہ ترک عمارت پر جو آرٹا کے بالمقابل مضبوط ترین ترکی قلعہ تھا۔ اب اور زیادہ عرصہ قابض نہیں رہ سکتے درہ نیٹی پیگا ڈیا کیطرف مراجعت کر جانے اور وہاں تک تمام علاقہ کو خالی کر دینے کی خبر جب قسطنطنیہ میں پہنچی تو سخت حیرت اور ناراضگی پھیلگئی اور اُسیوقت یانینا کو تاکیدی احکام بھیجے گئے کہ درہ نیٹی پیگا ڈیا کو جو یانینا کی کلید ہے فی الفور کمک پہنچائی جائے اور اپائرس میں لڑائی کیلیے دوسرے ڈویژن اور مرتب کیے جاویں انہی دنوں یہ خواہ مخواہ مشہور ہو گئی کہ احمد فیضی سپہ سالار واپس بلا لیا جائیگا انکی فوج سپاہ کو باغی ہو جانیسے یانینا میں بھی سخت تشویش اور ہلچل پیدا ہو گئی اور اس بغاوت کیوجہ سے تمام فوجی حکام کی جو میدان جنگ سے دور بیٹھے تھے اور ہر توجہ منعطف ہو گئی بغاوت مذکور سے حملہ شدہ افواج نے خوب فایدہ اوٹھایا ۲۳ و ۲۴ - اپریل کو کرنیل مانوس کی افواج اور ان متعدد ترکی دستوں میں جو درہ میں آگے بھیجے گئے تھے نئی معرکہ آرائیاں ہوئیں مگر صورت معاملات کی عام حالت پر اون سے کوئی اثر نہ پڑا۔ ان دنوں کی کارروائیوں کا کل لب لباب یہ ہے کہ یونانی باہیں توقع و تمنا کہ رعایا باغی ہو کر اون کی اعانت کرے گی درہ کے دہانہ کے قریب مورچے تیار کر کے اونمیں مقیم رہے اور ترکوں کی افواج اور توپخانہ کو پراگندہ کرنے کے لیے جابجا ایکساتھ حملے کرتے رہے۔

۲۷ سے لیکر ۳۰ اپریل تک نیٹی پیگا ڈیا کے قریب جو معرکہ آرائیاں ہوئیں اونکی ابھی تک مفصل و معتبر حالات مشتہر نہیں ہوئے جسقدر حالات ابتک شایع ہوئے ہیں وہ ایکدوسرے سے متضاد اور مجمل سے ہیں۔ اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اور کئی معرکے اُسنے بچشم خود معاینہ کئے تھے اونکے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:-

"خلیج آرٹا کو جو پہاڑ احاطہ کئے ہیں اون سے دو سڑکیں ازجانب جنوب یانینا کو جاتی ہیں۔ ایک پریویسا فلپ پیڈیا ہوتی ہوئی لوروس [?] ہو کر گذرتی ہے یہ سڑک قابل گذر ہے اور جنگی اغراض کیلیے کارآمد ہوسکتی ہے دوسری آرٹا سے براہ خانو پولوس، قوموادس، اور قریباً اس نیٹی پیگا ڈیا کو جو درہ نیٹی پیگا ڈیا میں واقع ہے جاتی ہے۔ خانو پولوس سے پرے سڑک بہت مشکل اور دشوار گذار ہو گئی ہے اور دونوں طرف نہایت تنگ [?]

موجود ہیں دونوں سڑکیں قلعہ پنٹی پیگاڈیا میں جو دہانہ کے سرے پر ہے آپس میں ملتی ہیں قلعہ سے تخمیناً ڈیڑھ دو میل بجانب جنوب ان دونوں جنگی سڑکوں سے لو جو یانینا کو جاتی ہے ایک عمیق گھاٹی بغل کی طرف سے آملی ہے اس گھاٹی کے دونوں طرف سر بفلک پہاڑ کھڑے ہیں پانچ دن کی متفرق لڑائی کے بعد یونانی پنٹی پیگاڈیا تک بڑھ کر اوس پر قابض ہو گئے اونکی فوجیں طویل و تنگ پہاڑی درہ میں کسیقدر بکھری موجود تھیں اونکا منشا یہ تھا کہ جونہی پریویزا فتح ہو جائے یانینا کی طرف بڑھ کر اوسپر یونانی علم بلند کر دیں —

یونانی افواج کے منتشر ہونیکی وجہ سے ایک پلٹن جو موضع کوندوزا کی تک بڑھ گئی ہوئی تھی ترکوں کے قابو آگئی انہوں نے بتاریخ ۲۴ اپریل اوسپر اچانک حملہ آور ہو کر اوسکا قلع قمع کر دیا۔ پلٹن مذکور کے تین سو قتل دو سو زخمی اور ساٹھ اسیر ہوئے ۲۰ اپریل کو یونانی خانوپولوس کے قریب درہ میں۔ سے گذرنیوالی فوجی سڑک کے مشرق میں ایک ایسی پوزیشن میں قایم تھے جو طبعًا نہایت مضبوط تھی مگر اوسمیں یہ نقص تھا کہ ایک جنگل و اور پہاڑی کرارہ کی جو وادی کے دہانہ پر تھا۔ زد میں تھی اور ترک اس کرارہ پر قابض تھے یونانی پوزیشن کی کلید ایک سطح چوٹی کی پہاڑی تھی جسکی بناوٹ ایسی تھی کہ وہ ترکوں کے حملہ کے برخلاف قدرتی مورچہ کا کام دیسکتی تھی اور چونکہ یونانی وہاں بجمعیت کثیر موجود تھے وہ اوس سے معقول فایدہ اٹھا سکتے تھے یہاں کرنیل بوزاریس چھ ہزار فوج کیساتھ مقیم تھا تین ہزار یونانی ۶ توپوں سمیت اس سے جنوب میں دو کیلو میٹر دس امیل کے فاصلہ پر قوموز ادیس میں تھے اور اس مقام سے بجانب جنوب اور ایکہزار آدمی آٹھ توپوں سمیت تھے ریزرو فوج جسمیں چھ سو آدمی اور چار توپیں تھیں موضع قرداسارا س میں تھی۔ ۲۷ اپریل کو فریقین میں جزوی ہنگامہ آرائی ہوئی لیکن ۲۸ و ۲۹ کو ترکونکی جارحانہ پیشقدمی کی وجہ سے سخت معرکے ہوئے۔

یہ لڑائیاں ۲۰ اپریل کو علی الصبح شروع ہوئیں ابتداءً ایک ترکی بریگیڈ نے خانوپولوس کے قریب کی یونانی پوزیشن پر جہاں کرنیل بوزاریس تھا حملہ کر دیا لیکن اس حملہ سے کوئی نتیجہ مترتب ہوا یونانی پوزیشن میں پہاڑیوں کے کرارہ پر چھ سو اویزونی۔ چار ہزار یونانی سپاہ اور دو توپیں اور درمیانی بلندی پر چھ سو اور اویزونی معہ دو توپوں کے تھے۔ ترکی بریگیڈ میں چار ہزار سپاہ اور کچھ توپیں تھیں بریگیڈ مذکور نے اس موقعہ پر پے در پے حملہ کر کے کرارہ کو فتح کرنیکی کوشش کی یونانی کو پہلے دن اپنی جگہہ پر قابض رہی لیکن ترکوں کے عزم بالجزم اور متواتر حملوں سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ محافظین کو کمک کی سخت ضرورت ہے۔ اس ہراولی پوزیشن اور خانوپولوس کے درمیان ساڑھے چھ ہزار یونانی فوج اور تیس توپیں موجود تھیں بنا بریں بوزاریس کو باسانی تمام کمک پہنچائی جا سکتی تھی لیکن سخت تعجب ہے کہ کوئی کمک نہ بھیجی گئی ۲۹ کو ترکوں نے پھر بالفعل آتشباری شروع کی جو برابر دوپہر تک ہوتی رہی سہ پہر کے قریب آتشباری کی شدت و تیزی میں بہت اضافہ ہوا اس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ ترک پوری مستعدی و طاقت سے حملہ کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں مگر اسکے مقابلہ پر یونانی عجب حیرت انگیز کارروائی کر رہے تھے کمک تو خیر نہ پہونچی وہ پہر کے وقت نامعلوم وجوہات سے وہ یونانی توپخانہ بھی جو بلندی پر نصب تھا خاموش ہو گیا اور ساڑھے تین بجے ترکونکی یکبارگی تابڑ توڑ بالفعل آتشباری پھر شروع کر کے حملہ کرنیکے لیے یونانیوں کے میمنہ کے سامنے اپنے کالموں کو مجتمع کیا تو درمیانی بلندی کی یونانی توپیں بھی خاموش ہو گئیں اور بیس منٹ کے بعد بسرعت تمام خانوپولوس کی طرف ہٹ گئیں۔ البتہ کرارہ پر کے اویزونوں نے حملہ کنندگان کی تباہی خیز آتشباری کا جوانمردی جواب دیا اور اپنے سے دس گنا جمعیت کے مقابل پانچ بجے تک اپنی جگہ پر قایم رہے لیکن آخر انکو پہاڑی کے نیچے دھکیل دیا گیا مگر وہ پھر بھی

تعاقب کنندوں پر برابر باڑیں چلتے ہے کرارہ پر اویزوینو کی ایک سو آدمی ضائع ہوئے دریینولا ترک کرارہ پر قابض ہوکر اوس نئی یونانی پوزیشن پر
جو دریائی بلندی پر تھی آتش سوزندہ سا رہے تھے یونانی اب اور زیادہ مقابلہ نہ کرسکے اونکی ترکی تمام ہوگئی عام پسپائی کے بگل بجوا دیئے گئے
سوا پانچ بجے کل پوزیشنوں کو چھوڑ دیا گیا اور ترک خانوپولوس تک مزاحمت کنندہ اویزوینو کا تعاقب کرتے چلے گئے یونانی افسروں نے اپنی سپاہ
کی متوحشانہ بھاگڑ کو روکنے کی فضول کوششیں کیں کسی نے نہ سنا وہ کیا کہتے ہیں کل فوج اندھا دھند آرتا کے پل کی طرف دوڑی گئی مگر وہاں پہنچکر
کیا دیکھتی ہے کہ کل سڑک ہزاروں بھیڑوں اور دہقانیوں سے رکی پڑی ہے کل علاقہ میں جس سرعت سے عام ہجو اسی پسپائی کی ہے اوسکا ابھی اندازہ
ہوسکتا ہے کہ دیہاتی اپنا مال و اسباب لیکر بگٹٹ بھاگی جاتی فوج سے پہلے دریا کے قریب پہنچگئے۔ ریوڑوں اور گلوں کے انسانوں میں
خلط ملط ہوجانے سے بے ترتیبی پہلے ہی کچھ کم نہ تھی کہ دہقانوں کے جھگڑوں نے جو گانوں چھوڑ چھاڑ کر بھاگے چلے آرہے تھے فوج کے رستہ میں
اور سخت مزاحمت حائل ہوگئی اور بے ترتیبی و پریشانی کا کوئی پایاں نہ رہ گیا۔ آرٹا کا پل جہانسے یونانیوں نے جارحانہ کارروائی شروع
کی تھی مگر ایک حال خستہ و تباہ اوسکیطرف بھاگے جارہے تھے پتھر کا بنا ہوا ہے اوسکا عرض تین گز سے زیادہ نہیں اور تین محرابوں پر جو
ستونوں پر قایم ہیں کھڑا ہے پل کے دونوں طرف کی دیواریں اتنی بلند ہیں کہ مسافر کو پل پر سے گذرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ گویا
کسی گھاٹی میں سے گذر رہا ہے دریا اس موقعہ پر چنداں عریض نہیں اور اوسکا دھارا بھی کوئی ایسا تیز نہیں۔

۲۸ اور ۲۹ اپریل کی معرکون کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۳۰ اپریل کو ترکی قلمرو پر ایک یونانی سپاہی کا وجود باقی نہ رہ گیا۔ اور کرنل ماتوس کی بھی کل فوج
جو بعض اوقات سوم ڈویژن کہلاتی تھی۔ اس جارحانہ کارروائی میں ناکام رہنے سے سخت شکستہ دل اور نقصانات کثیر سے بہت کمزور ہوگئی
پریویسا اور نیکوپولس کے چھوٹے سے قلعہ پر بھی یونانی گولہ باری سے کچھ مترتب نہ ہوا مگر یونانی کمانڈر کے حوصلے پست نہ ہوئے اور وہ نئے منصوبے
باندھنے لگ گیا۔ ۳ مئی کو اڑھائی ہزار ایپائرسی مجاہد جنکو خاندان بوتزاریس نے مرتب کیا۔ ایتھنز سے ایپائرس کو گئے اور وہاں
سے جہازوں پر سوار ہوکر ایپائرس کیطرف روانہ ہوگئے ایک یونانی "میڈ آف آرلینز" (جون آف آرک)[1] بطور علم بردار مجاہدانہ
وردی پہنے اونکے ساتھ تھی اوسکی ٹوپی سیاہ اور کالر توسوں کی پٹیاں کندہ ہونیوالی پڑی ہوئی تھیں۔ اوسکا نام ہیلن کانسٹن ٹینی او
عمر ۲۲ برس کی تھی وہ نہایت قادر انداز مشہور تھی اور کہا جاتا تھا کہ اوسکا نشان شاذ و نادر خطا جاتا ہے اوسے بھی جون کی طرح الہام
ہوتے رہنے کا دعوی تھا۔ اور بزعم خود یونانی مجاہدین کی جانکا دل ترکوں کی نفرت و عداوت سے معمور تھے۔ محافظ و نگہبان وہی تھی۔

تھیسلی میں بھی یونانی افواج کو دومینولا پے در پے شکستیں ملچکی تھیں۔ ترک دولو پر قابض ہوچکے تھے اور یونانی دوموکو
کو بسرعت ہٹے جارہے تھے۔ ان وجوہات سے متاثر ہو کر یونانی گورنمنٹ آخر دیگر دول کی سفارتانہ امداد سے التوائے جنگ کی خواہاں
ہوگئی۔ لیکن معاہدہ التوائے جنگ کی انصرام سے پہلے اوسنے مناسب سمجھا کہ اگر ہوسکے تو تھیسلی کے معاوضہ میں کم از کم ایپائرس کیطرف
کچھ فتوحات حاصل کر لیجائیں اور بالخصوص پریویسا اور نیکوپولس کو جنپر پہلے گولہ باری ہوچکی تھی مسخر کرلیا جائے بلین عزم وزیر اعظم

[1] اس محب وطن اور جانباز دوشیزہ [illegible] مرعیہ تھی [illegible] انگریزوں [illegible] فرانس کے اکثر شہروں سے نکالدیا مگر آخر
ایک معرکہ میں [illegible] ہاتھ اسیر ہوگئی اور انگریزوں نے اوسے ۱۴۳۱ء میں بمقام روئین زندہ جلا [illegible] لیا۔

رالی نے کرنیل مانوس سے دریافت کیا کہ اگر اپایرس میں پھر لڑائی شروع کیجائے تو کیل فتح کی کچھ امید ہے اور کیا ایسی صورت میں
جب کہ ترک تھسلی پر قابض ہیں اپایرس میں لڑائی شروع کیجا سکتی ہے کرنیل نے دونوں سوالوں کا اثبات میں جواب دیا۔
اسپر کچھ نئی فوج فراہم کیگئی اور مذاکرات صلحیہ کے دوران میں حتی الامکان اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے اور ایک دو مقامات
غنیم سے معاوضہ میں حاصل کر لینے کے لیئے مزید کمک اور سامان جنگ اپایرس کو بھیجدیا گیا اور کرنیل مانوس نے اس مدعا کو مدنظر
رکھکر محاربہ کا نیا نقشہ تجویز کیا جسکا بڑا مقصد یہ تھا کہ یانیا پر یلغار کر کے نکیو پولس تک ترکی کمک نہ پہنچنے دیجائے اور جسقدر
جلد ممکن ہو سکے کوئی اہم موقعہ غنیم سے چھین کر اوس سڑک پر جو یانیا اور پرتیسا و نکیو پولس کے درمیان ہے قبضہ کر لیا جائے
یہ دونوں چھوٹے سے قصبے صوبہ کے انتہائی جنوبی گوشہ اور خلیج آرٹا کے دہانہ پر واقع ہیں۔

یونانیوں کی از سر نو جارحانہ کارروائی سے جو واقعات ظہور پذیر ہوئے مختلف نامہ نگاروں کے بیانات موازنہ و مقابلہ سے
اون کی کسیقدر درست کیفیت حسب ذیل استنباط کیجا سکتی ہے۔ یہ معرکے ۱۲-۱۳-۱۴ اور ۱۵ مئی کو دریا لوروس
اور دریا آرٹا کے درمیانی ضلع میں ہوئے۔ یانیا اور آرٹا کی شاہراہ اسی ضلع میں سے گذرتی ہے۔ اور اسمیں کئی
پہاڑی سلسلے موجود ہیں جن کی چوٹیاں فراخ اور جنگلوں سے ڈھنپی ہوئی ہیں۔ ان سلسلوں کے سامنے فراخ نشیب
اور گھاٹیاں ہیں اور یہی وجہ ضلع مذکور میں بچاؤ یا مدافعت کیلیے نہایت عمدہ موقعے موجود ہیں۔

۱۳ مئی کو سہ پہر کو کرنیل بیرکتاریس ایک کالم کے ساتھ جس میں ایک بریگیڈ فوج پیدل تین سکالے اور دو بیٹریاں تھیں عمارت کی
بلندیوں کیطرف بڑھا اور یار غنیم سے اسکی خونریز لڑائی ہوئی اوسیوقت ایک دوسرا کالم آٹھ بلٹنوں اور دو بیٹریوں کا کرنیل گوانی یوپولس
کے زیرکمان براہ کاپیس لوروس کے پل کیطرف بڑھا تاکہ ترک فیلیپیاڈہ پر پہلے سے قابض ہو جائیں تیسرے کالم کو کرنیل ڈوکاس کے زیر کمان مقام
پلاکا سے اوپر دریا آرٹا کو عبور کر کے مقام مذکور کی ترکی فوج کو وہیں روک رکھنے کا حکم دیا گیا اور مارکوبوٹساریس کی مجاہدین کو یہ
حکم ملا کہ یانیا کی سڑک پر کسی مضبوط مقام پر قابض ہو جائیں اور اگر ترک یانیا سے نکلکر اونپر دھاوا کریں تو انہیں پسپا کر دیں۔
بیرکتاریس کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ جو جو مذکور پوزیشن اوکو حصہ میں ملگئی ہے وہاں وہ بالکل مدافعت پر رہے تاکہ اگر ضرورت پیش ہو تو گوانی
یوپولس کے بریگیڈ کو جسنے مجاہدین اپایرس کی دستگیری و اعانت کیلیے لوروس سے عبور کر کے آگے بڑھنا تھا مدد پہنچا سکے۔

مگر بیرکتاریس نے بجائے سامنے مقامات مستحکم بنانے گوانی یوپولس اور گریو شنزا کی ترکی پوزیشنوں پر حملہ کر کے غنیم کے ساتھ نہایت سخت
معرکہ آرائی شروع کر دی۔ ان پوزیشنوں میں ترکوں نے خوب مضبوط مورچے تیار کر کے اونپر توپیں چڑھا دی ہوئی تھیں اور
وہاں ترکی فوج کی معقول جمعیت جو حال میں ہی ۸ ہزار سپاہ زیر کمان سعد الدین کی کمک پہنچی تھی مقیم تھی۔ نہایت سخت توپی
مبارزت کے بعد جس میں آرٹا کے متصل یونانی قلعوں کے توپخانہ نے بھی حصہ لیا اور یونانی جانوں پر کھیلکر حیرت انگیز استقامت
و پامردی سے غنیم کی صفوں میں کود پڑے اور اوسے پیچھے ہٹا دیا مگر ترک اور تازہ وارد کمکی فوج کے آپہنچنے سے پھر یکلخت پھیل گئی
حالانکہ یونانیوں کی چار انچ قطر کی توپوں نے بھی اب میدان میں آکر اونپر گولہ باری شروع کر دی تھی تھوڑی دیر بعد راستہ پر گئی اور

لڑائی ختم ہوگئی اس معرکہ میں یونانیوں نے فاتحانہ پیشقدمی کرکے کثیر التعداد فوج کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو قابل تعریف شجاعت و استقلال سے قایم رکھا۔ رات کی ساتھ ہی کوہستانی بارش موسلا دھار شروع ہوگئی۔ مگر توپی مبارزت کو پھر بھی نہ روک سکی۔ ایک پہاڑی پر ترکی اور دوسری پر جو پہلی کے بالمقابل تھی یونانی توپخانہ نصب تھا مگر آخر بہاڑی کہر نے اسکو بھی بند کرا دیا۔ بارش سردی اور بھوک سے دونوں فوجونکو اس رات سخت تکلیف پہنچی ہوگی۔ ۴ مئی کو بروز جمعہ صبح کے ۹ بجے بیرکتاریس نے گولفی نو پولس کو بریگیڈ سے ایک پلٹن کی کمک پہنچ جانے پر جارحانہ کارروائی پھر شروع کردی۔ اوسنے فوجکو تین کالمونمیں منقسم کیا۔ ایک کالم درہ کیا غلسے اور دو درہ مذکور سے پرے اور مشرق کیطرف سے خان پولس پر سامنے اور عقب سے حملہ کرنیکے لیے آگے بڑھے۔ حملہ معقول تیزی کیساتھ شروع ہوا۔ اور شروع شروع میں کامیابی کی بہت کچھ امید ہوگئی۔ یونانیوں کی بدقسمتی سے وہ بلندیاں جنپر ترک قابض تھے کثیف کہر میں چھپی ہوئی تھیں مگر ترک وہاں سے یونانیوں کی نقل و حرکت کو جو نشیب کے میدانوں میں تھے بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ جب بیرکتاریس کی فوج صف بستہ آگی بڑھی۔ دو ترکی باتریوں نے جن میں سے ایک میں چار انچ قطر کی گراں وزن توپیں تھیں یونانی کالمونکو دو طرفہ آماجگاہ بنالیا۔ ترکی پوزیشن میں مزید برآں تین کوہی توپیں بھی تھیں۔ انہوں نے یونانی توپخانہ پر مسلسل گولے برسانا شروع کرکے اُسے فی الفور خاموش کرا دیا۔ ایسے حالات کی موجودگی میں یونانی فوج پیدل کی بیباکانہ پیشقدمی اور مشہورانہ حملے کا ناکام رہنا صاف ظاہر تھا۔ البانوی رجمنٹیں ومیسن بندیوں کے پیچھے لیٹی ہوئیں اور پہاڑی کگراروں کی باتریاں حملہ کنندہ آوزینیول انفنٹری پٹنو نیزلگا تار گولوں اور گولیوں کی بوچھار کرتی تھیں۔ ایک انگریزی نامہ نگار جو لڑائی کا مشاہدہ کر رہا تھا یونانیونکی شجاعت و استقامت کی بہت تعریف کرتا ہے۔

سہ پہر کے چار بجے بیرکتاریس کے تینوں کالموں نے آخری حملہ کیا۔ بندوقونکی دہشتناک بوچھاڑ کی آواز اور اُسکی صدائے بازگشت اور گونج جو پہاڑیونکی اطراف سے گونجنے سے پیدا ہورہی تھی۔ گویا لڑائی کا آخری سین تھی پھر یکلخت ایسی موسلا دھار بارش شروع ہوگئی کہ گویا آسمان پھٹ گیا ہے کوہستانی علاقہ کی زمین اوس سے بالکل پانی اور ناقابل گذر ہوگئی اور آتشباری آہستہ آہستہ مدہم ہوکر آخر بالکل خاموش ہوگئی اور پانچ بجے تین دن کی لڑائی خاتمہ ہوگیا۔ دیونولا بارش بدستور رسیلا آور ہوتی رہی اور یونانی برابر اپنے مورچہ پر قایم رہے۔ یہ رات بھی فریقین کے حق میں نہایت عذاب کی رات تھی جسکی مصایب کا نقشہ ڈیلی نیوز کو نامہ نگار نے نہایت واضح اور موثر کھینچا ہے —

(۵ مئی) شنبہ کو صبح کی روشنی نمودار ہونے پر کہر و دھند دور ہوگیا جس سے میدان کارزار کا معائنہ کرنا پھر ممکن ہوگیا نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ مطلع صاف ہونے پر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ترک دائیں گوشہ پر کہودنے اور مورچہ بندیاں تیار کرنے میں بسرگرمی مصروف ہیں اور دوسری طرف اون کے سواروں کی کمپنیاں جابجا میدان کی گرد آوری کر رہی ہیں لیکن تین دن کی لڑائی اور بارش نے دونوں فریق کی حرارت کو سرد اور انکی سکت و ہمت کو زایل کردیا ہوا تھا کسی فریق کو عام معرکہ آرائی کی جرات نہ پڑی علاقہ مصاف پر بسیر بارش اور دھند ابھی تک سایہ ڈالی ہوئے تھیں۔ صرف کبھی کبھی کسی منفرد گولہ کی آواز سنائی دیجاتی تھی۔ یہ آوازیں گولفی نو پولس کے بریگیڈ کیطرف سے آرہی تھیں جسکی کوشش صرف تورس کے پاس کے قریب غنیم سے مختصر سی لڑائی کرنے پر محدود رہی ہے —

ان معرکوں میں یونانیونکو اپنی جگہ سے کچھ ایسا بہت نہ ہٹنا پڑا بلکہ عملی طور پر وہ برابر اونہی موقعوں پر قابض رہے جنپر شروع میں ہوئے تھے تاہم کرنیل مانوس نے حکم دیدیا کہ کل فوج رات کیوقت آرٹا پل کو واپس ہٹ آئے یہ مراجعت با ترتیبی سے عمل میں لائی گئی۔ کوئی توپ یا سامان جنگ پیچھے نہ چھوڑا گیا اور تقریباً کل فوج صبح کے پانچ بجے تک آرٹا کے قریب اپنے مقام تعیناتی کو جہاں سے وہ تین دن پہلے حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئی تھی پہونچگئی مگر منفرد دستے ابھی تک دریا کے دائیں کنارہ پر قابض رہے۔ ڈوک کے بریگیڈ کو بھی جو پلاکا کی ترکی فوج کے مقابلہ پر اس لیے بھیجا گیا تھا کہ اُسے دوسری ترکی فوج سے بے تعلق کردے کوئی کامیابی نہ ہوئی ان معرکوں میں جو تین دن تک جاری رہے یونانیوں کے سات سو مقتول و مجروح ہوئے ۱۵۱ مقتول اور ایک سو مجروح افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں یہ بتانا ابھی باقی رہتا ہے کہ یوشنار اپس کے دستہ مجاہدین کا کیا حشر ہوا۔ اوسے جیسے کہ پہلے لکھا گیا ہے ۔ پریویسا کی ترکی فوج کو وہاں سے نکلکر فلپ ہیڈیا کی طرف بچانے دینے کا کام سپرد ہوا تھا۔

یہ دستہ جس میں تقریباً تین ہزار آدمی تھے اپنی محافظ دیبی سمیت ۱۲ مئی کو دریا آورپس کے دہانہ پر جہازوں سے خشکی پر اُترا اور ترقی اون موقعوں پر قایم ہوگیا جہاں سے شمال کو جلنے والی سڑکیں نزد میں تھیں مگر ترکوں نے حملہ کرکے اونکو ایک موقعہ پر کامل شکست دی اونکی قلت تعداد کی وجہ سے شروع ہی سے یہی نتیجہ مترتب ہونیکی توقع تھی اونکی قسمت کا آخری فیصلہ بھی گیبرو کے معرکے نکیلیج ۔۔۔ ہوا۔ چار دن کی مسلسل لڑائی سے مصاف کنندگان میں سکت نہ رہی ساتھ ہی ۔۔۔ دونوں ذخیرہ بھی تقریباً ختم ہوگیا جسپر اونہوں نے ۱۵ مئی کی شام کو مراجعت کرجانیکا فیصلہ کرلیا ان معرکوں میں کیا ہی فریق کو کوئی فایدہ نہ پہنچا کرنیل گونفی نوپلس دستہ مجاہدین کو موجودہ مدد نہ پہنچائی اور مجاہدین کی مہم کا خاتمہ کامل تباہی پر ہوا۔ اس غفلت کی کوئی وجہ بتائی نہیں گئی۔

رات کیوقت خستہ ماندہ و فاقہ زدہ مجاہدین بحال پریشان ناگہاں کہ بیٹھتے جہازوں پر سوار ہونے کے لیے ساحل کیطرف چلے جارہے تھے کہ یکبارگی یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ترک تعاقب میں چلے آرہے ہیں ساتھ ہی ساحل کی طرف سے یہ مہیب خبر پہنچی کہ ۔۔۔ کشتی موجود نہیں اب اسکے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا تھا کہ اوس شاخ سمندر میں جو یونانی علاقہ کو ترکی سرزمین سے جدا کرتی ہے گذر جائیں اسوقت تمام نظام و ترتیبی کا خاتمہ ہوگیا سب خوف و ہراس سے ہیجان بھوک سے بیتاب و پارش سے شرابور ہورہے تھے اکثر گرفتاری سے بچنے کے لیے بے تحاشا سمندر میں کود پڑے عام شور و غوغا سے پریویسا کی ترکی فوج کو اون دستوں کو جو شہر سے لگے کر سفین کے گئے تھے اوپر توجہ ہوگئی۔ اور اصل حقیقت معلوم ہوتے ہی اونہوں نے بھگوڑوں پر فی الفور گولیوں کی تابڑتوڑ بارش شروع کردی جن سے اکثر یونانی پانی میں ہی طعمہ اجل ہوگئے۔ بقیۃ السیف بجان تباہ ۔۔۔ بلا اسلحہ و سامان نیم مردہ حالت میں جہازوں پر پہنچ گئے جنہوں نے اونکو اپایرس پہنچادیا۔ دستہ مذکور میں سے تین سو سپاہی قتل و مجروح اور سو مفقود الخبر ہوگئے یعنے محاربہ اپایرس کے آخری تین دنوں میں یونانیوں کے پانچسو قتل اور ایک ہزار زخمی و مفقود ہوئے بعد ازاں پھر کسی یونانی سپاہی نے ترکی سرزمین پر قدم نہ رکھا وہاں کو مخاصمت صرف باضابطہ گئی اور پھر کو فریقین ۔۔۔

[illegible marginal footnotes]

مگر وہ خود بخیریت جہاز پر پہونچگئی ۔ ۱۲

محاربہ اپایرس میں شروع ہی سے یونانیونکی قسمت گردش میں اور کوئی منحوس ستارہ اونپر جلوہ فگن رہا۔ بے نظیر ثابت قدمی شجاعت کی یا وصف یونانی کوئی مثبتہ فایدہ نہ اوٹھا سکے اور صرف یہ کر سکے کہ غنیم کو اپنے علاقہ میں داخل نہو نے دیا غالباً ابتک کسی محاربہ میں جو محاربہ اپایرس ایسا بے ثمر اور بلا منفعت رہا ہو کبھی اسقدر نقصان کثیر نہیں ہوا۔ اپایرس میں یونانی کمانڈر کی کوششیں اس امر پر منحصر رہیں کہ جہانتک ممکن ہو سکے زیادہ علاقہ پر تصرف کر کے اہم موقعوں پر قبضہ کر لیا جائے اور اس غرض کے حصول کیلئے اوس نے اپنی افواج کو جدا جدا حصوں میں منقسم اور منتشر کر دینے کی غلطی ہو گئی حالانکہ ترکونکو جو تعداد میں پہلے ہی اسکی فوج سے زیادہ تھی دو مزید ڈویژنوں کی کمک پہونچ گئی ہوئی تھی کرنیل مانوس کا مدعا و مقصد یہ تھا کہ ترکونکی یونانی رعایا کی امداد سے پر یویا نیکوپولس ینیٹی پیگاڈیا اور یانینا پر قبضہ کر لیا جائے اوسکی ہی یونانی گورنمنٹ کیطرح یہ رائے تھی کہ تھیسلی کے مقابلہ پر اپایرس کو ضرور فتح کر لینا چاہیئے تاکہ انعقاد صلح کیوقت عوض معاوضہ کر لیا جا سکے۔ اور ترک فتح کا کوئی پھل ملنے کا مطالبہ نہ کر سکیں۔

یہ امیدیں متذکرہ صدر غلطیوں اور فروگذاشتوں کیوجہ سے ہی نہیں بلکہ اسوجہ سے بھی باطل ثابت ہوئیں کہ رعایا نے جو کبھی حکم میں رہنا نہیں چاہتی تھی اپنے ہم مذہبوں اور ہم قوموں کا ساتھ دینا پسند نہ کیا۔ اور اپنے حال میں مگن رہی۔

معاہدہ ہدنہ کی تکمیل پر کرنیل مانوس کمان سے واپس بلا لیا گیا اور کورٹ مارشل کے ذریعہ اسکی تحقیقات تجویز کیگئی۔ اوسکی جگہ فاتح ریوینی وولسٹینو جنرل سمولنسکی کا بھائی کرنیل سمولنسکی اپایرس کی فوج کا کمانڈر بنایا گیا یونانی کمانڈر سے اوسکی گورنمنٹ نے جو سلوک کیا اوسکے عین برعکس ترکی سپہ سالار احمد فیضی پاشا کی کمال قدر افزائی کیگئی۔ جلالتمآب نے اُسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع حمایل عطا کر کے پاشا موصوف اور اوسکی زیر کمان فوجکو حسن خدمات کے صلہ میں شاہی سلام کہلا بھیجا۔

محاربہ کے دونوں میدانوں کے حالات کے خاتمہ پر ترکی فوج کے کل نقصانات کی تعداد درج کر دینا نامناسب نہو گا۔ ترکی وزیر جنگ نے اون کی تفصیل سرکاری طور پر حسب ذیل ظاہر کی: تھیسلی میں نو سو شہید اور ۴۲ سو مجروح اور اپایرس کے معرکوں میں ۹۱ شہید اور ۴۶۴ زخمی جملہ ۹۹۱ شہید اور ۴۶۶۲ زخمی ہوئے۔ شہدا میں دو پاشا، ۲۷ سٹاف افسر اور ۵۴ اعلی افسر کل ۸۴ یعنی ۹ فیصدی افسر تھے۔ جس سے بڑھکر ترک افسروں کی ذاتی شجاعت و بسالت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

مسٹر الشمیلڈ بارٹلٹ اپنی کتاب کے فصل پانزدہم میں محاربہ اپایرس کے حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:-

"محاربہ تھیسلی کی نسبت اون معرکوں کے حالات جو مغربی تھیئٹر یعنے اپایرس میں ہوئے بہت کم وضاحت کے ساتھ معلوم ہوئے ہیں وہاں ترکی فوج کے ساتھ صرف ایک انگریز نامہ نگار تھا اور یونانیوں کے ساتھ بھی کوئی زیادہ نامہ نگار نہ تھے برعکس اوسکے تھیسلی میں ترکی ہیڈکوارٹر کے ساتھ چھ سات اور یونانی فوج میں بیسیوں نامہ نگار تھے اور بنا بریں تھیسلی میں جسقدر واقعات گذرے اون میں سے ہر ایک کے متعلق کسی نہ کسی نامہ نگار کی تحریر ضرور موجود ہے اپایرس میں آغاز محاربہ پر ترکوں کے دو ڈویژن تھے ایک احمد حفظی پاشا کے زیر کمان یانینا میں اور دوسرا مصطفے پاشا کے ماتحت لوروس میں یونانیوں کا ایک ڈویژن کرنیل مانوس کے زیر کمان آرٹا میں مقیم تھا جسکی جمعیت متعدد کمکوں سے اتنی بڑھ گئی کہ کرنیل مذکور اپایرس پر حملہ کرنے کیلیے ۱۵ ہزار فوج کی گنجایش نکال سکا پہلے حملہ میں یونانیوں کو خاصی کامیابی ہوئی کرنیل مانوس اٹھارہ میل تک ترکی علاقہ میں داخل ہو گیا۔ جس سے یانینا میں بہت کچھ

تشویش پھیلگئی بلکہ مسٹر ڈلن تو یہانتک لکہتا ہے کہ اوسکے پاس اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ جو ترکی ڈویژن فلپ پیڈیا سے پسپا کیا گیا تہا۔ وہ سخت خوفزدہ و سراسیمہ حالت میں یانینا میں داخل ہوا۔ اور کہ اگر کرنیل مانوس بلا تاخیر تعاقب کو چلا جاتا تو وہ بآسانی تمام یانینا اور کل صوبہ اپائرس پر قابض ہو جاتا۔ مگر میری رائے میں کل معاملہ صرف یہہ ہے کہ یونانیونکو پہلی حملہ میں کامیابی ہوئی اور اونہوں نے فلپ پیڈیا پر قبضہ کر لیا مگر جب پیچھے سے ترکوں کو زبردست کمک پہونچگئی تو پہلا اونہوں نے درہ پنٹی پیگاڈیا میں یونانیوں کی پیشقدمی کو روک دیا اور پھر جارحانہ پہلو اختیار کر کے یونانیونکو بہ نقصان کثیر آرٹا کی طرف دھکیل دیا۔

صوبہ مذکور میں محاربہ کی صورت و رفتار حسب ذیل رہی۔ ۱۹۔ اپریل کو یونانیوں نے بہ جمعیت وافر دریا آراکتوس کو عبور کر کے اپائرس پر حملہ کیا۔ اور فریقین میں خونریز لڑائی ہوئی۔ اوسیدن ایک سابق ممبر پارلیمنٹ سکالٹ سوڈیموس نے ۲۵ میل بجانب شمال سرحد عبور کر کے مقام سیر اکو پر جو یانینا سے ۱۲ میل بجانب جنوب مشرق واقع ہے۔ قبضہ کر لیا۔ ۲۱ کو بہی لڑائی ہوتی رہی جسمیں یونانیونے تین ترکی بہاٹ فتح کر لیے اور بمقام ملا حسارنا ترکوں کو بالمقابل حملہ کو پسپا کرنیکا دعویٰ کیا دوسرے دن کرنیل مانوس فلپ پیڈیا تک جو آرٹا سے ۱۲ میل ہے بڑہ گیا اور ترک قصبہ مذکور کو خالی کر گئے پہر یونانی ٹیلگراموں نے اطلاع دی کہ ۲۳ کو پنٹی پیگاڈیا میں داخل ہو گئی تہی لیکن ساتہ ہی بیان کیا کہ ترک اوسی شام قصبہ کو پہر فتح کرنے کی کوشش کر رہے تہے اسی تاریخ کے ترکی ٹیلیگراموں نے خبر دی کہ اون کی فوج نے پنٹی پیگاڈیا کو پہر دشمن سے چہین لیا ہے۔

۲۳ اپریل کو بروز جمعہ یونانیوں کو بمقام پنٹی پیگاڈیا جو ہزیمت پہونچی اوسنے بعینہ اوسیطرح جسطرح کہ اوسیدن کے معرکہ ملونا نے تہسلی کو ترکوں کے قابو میں کر دیا تہا اپائرس میں یونانیوں کی پیشقدمی کے سیلاب کو ہمیشہ کیلئے روکدیا۔ یونانی اخبارات خوب رنگ آمیزیان کر کے لمبی چوڑی مبالغہ آمیز تاربرقیاں شایع کر رہے تہے مگر اونکی باوصف کرنیل مانوس یانینا کیطرف اور آگے نہ بڑہ سکا ۲۶ و ۲۷ اپریل کو پنٹی پیگاڈیا کے قریب سخت لڑائی ہوئی جسکی نسبت خود کرنیل مانوس نے اطلاع دی کہ وہ غیر منفصل رہی اوسنے اپنے عقب کی محافظت کیلئے کمک کی درخواست کی اور دو ہزار سپاہ کرنیل بیرک تاریس کے زیر کمان ایتھنز سے بہیجی گئی۔ ۲۷ اپریل کی شام کو آرٹا سے یونانی کمانڈر نے حسب ذیل معنی دار ٹیلگرام ارسال کیا "ہے کہ بعد دیگرے پنٹی پیگاڈیا، سکوروں، یانینا اور متزوو کیطرف بڑہتے جاکر اپائرس پر حملہ کرنے کی ابتدائی تجویز کی تعمیل یوم گذشتہ کے واقعات کیوجہ سے عارضی طور پر ملتوی کر دیگئی ہے"

اس تاریخ سے بعد اپائرس میں یونانیوں کو کوئی فتح حاصل ہونے کی پہر کوئی خبر سننے میں نہ آئی ۲۸ اپریل کو کرنیل مانوس کا ستلف مع توپخانہ آرٹا کو واپس آگیا اور متصلہ ترکی علاقہ کے عیسائی دہقانیونکا جم غفیر بھی شہر میں آمدآیا۔ مسٹر کلیمنٹ ہیرس[1] پنٹی پیگاڈیا

---

[1] یہ شخص انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ کریٹ کے امیر البحر ہیرس کا برادر زادہ تہا جو والنیٹیر ہو کر یونانی فوج میں شریک ہوا اور زخمی ہو کر ترکوں کے ہاتہ اسیر ہو گیا کچھ عرصہ تک اوسکی کسیکو خبر نہ ملی آخر اوسکا بہائی تلاش کیلئے خود اپائرس گیا اور وہاں سے اخبار ٹائمز کو جسکا نامہ نگار ایتہنز سے یونانیوں کے بہروسے ترکی فوج متعینہ اپائرس پر نہ فقط عیسائی بلکہ مسلمان رعایا پر بھی طرح طرح کے ظلم و ستم کرنیکا الزام لگا رہا تہا شروع جولائی سنہ ۱۸۹۷ء میں ترکی فوج کی خوش اخلاقی اور عدل کے متعلق حسب ذیل تحریر کیا ہے "میں ہزار ترکی فوجیں تین چار ہفتہ پہرتا رہا مگر میں نے ایک نا شائستہ حرکت نہ دیکہی۔ ورنہ مجہکو کبہی ایک لفظ بہی بد اخلاقی کا سننا پڑا"

دبش بیکار رہیں ہی مفقود الخبر ہوا تھا یونانیوں نے اپنی ایک بلیٹن کی شجاعت و بسالت کی تعریفوں کے جسنے ایک زخمی میجر اور ایک کپتان کی لاش کو غنیم کے تصرف میں نجانے دیا تھا طومار باندھ دیئے واپسی ہیں اور بالخصوص پلاکہ کے پل سے گذرتے وقت یونانیوں کے عقبی دستہ کو سخت نقصان پہنچا۔

۵ مئی کو ختفلی پاشا نے اطلاع دی کہ ترکی افواج آرتا کی بالمقابل قبل بروئی کی چوٹی پر قابض ہو گئی ہیں اتیھنز سے مراجعت کے متعلق سرکاری طور پر جو ٹیلیگرام بھیجے گئے تھے اونمیں کرنیل مانوس کو بانیو جہ معذور بتایا گیا کہ "وہ کئی دنوں سے کمک کیلئے تار بھیجر ہا تھا مگر اتیھنز میں اوسوقت ایسی پریشانی مستولی اور پولیٹیکل فریقوں میں اسقدر باہمی چپقلش ہو رہی تھی کہ اس بحران سیاسیہ کی وجہ سے جسمیں گورنمنٹ مبتلا ہو رہی تھی ان تاروں کیطرف کچھ توجہ نہ کیگئی۔ اور کمانڈر مذکور کو بالآخر مجبوراً واپس ہٹ آنا پڑا"۔

۲ مئی کو یونانی اخبارات نے شائع کیا کہ "۷ سو مجاہدین کا دستہ ایک نوجوان و بے حد حسین عورت کے زیر کمان اپائرس کو روانہ ہوا ہے" اس دستے کے متعلق پھر کوئی خبر نہ سنی گئی ۴ مئی کو کرنیل مانوس اپائرس سے واپس بلا لیا گیا۔ اور اوسکی جگہ کرنیل واسوس جسکی تمام عالم میں کریٹ کی بدولت شہرت بد پھیل گئی ہوئی ہے مقرر کیا گیا۔

یونانیوں نے ۱۱ مئی کو ۱۲ ہزار فوج کی جمعیت سے جو تین جماعتوں میں منقسم کیگئی تھی اپائرس پر حملہ کرنے کی دوسری کوشش کی دو بریگیڈ کرنیل بیرکتاریس کے زیر کمان فلپ پیڈیا اور لوروس کیطرف بڑھے اور تیسرے بریگیڈ نے کرنیل بوٹساریس کی زیر کمان خشکی کیطرف نیکوپولس پر یویسا کی عقب میں سے حملہ کیا اور سمندر سے یونانی آگبوٹوں نے اوسپر گولہ باری کی۔ انمیں سے دو بریگیڈوں نے ترکی فوج پر جو عثمان پاشا کی زیر کمان گبر و سے شرپونیا تک ایک مضبوط پوزیشن میں مقیم تھی حملہ کیا۔ اور ۱۴ و ۱۵ مئی کو گبروو میں جو آرتا سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے خونریز معرکہ آرائی ہوئی ایک بریگیڈ نے شمال کیطرف جاکر فلپ پیڈیا کی سڑک کو اور دوسرے نے مغرب رویہ جاکر دریا لوروس کے پل پر قابض ہونے کی کوشش کی ان حملوں کا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو کمک اور رسد پہنچنے کا راستہ بند کر دیں اخبار ڈیلی نیوز کی نامہ نگار نے جو یونانیوں کے ساتھ تھا ۱۴ مئی کو اونکی پیشقدمی کے متعلق حسب ذیل تحریر کیا۔

"یہاں کے فوجی حکام نے پھر دوبارا جارحانہ پہلو اختیار کرنیکا عزم کرکے منگل کی شام کو بتاریخ ۱۱ مئی اویزنیوں کی ایک بلیٹن پیدا ر توپوں (طوپ ناروہ) کی ایک باتری سمیت ارثاپل سے پار بھیجدی اور بدھ کی سہ پہر کو کرنیل بیرکتاریس نے آٹھ ہزار آدمیوں کا ایک بریگیڈ (نہم و دہم رجمنٹ) جندارمہ کا ایکدستہ تین رسالے اور دو باتریاں ساتھ لیجا کر عمارتی کی پہاڑیوں کے قلعہ پر تصرف کر لیا اور پھر اوس جنگلدار میدان میں جو ترکی چوکیوں کے بالمقابل تھا۔ دس ہندیاں تیار کر لیں۔ اوسیوقت ایک اور بریگیڈ جس میں نہم رجمنٹ اویزنیون کی تیسری بلیٹن اور دو باتریاں ہیں۔ کرنیل گولفی نوپولس کے زیر کمان متذکرہ صدر میدان کی دوسری جانب کی برابر لوروس کے اوس پل کیطرف بڑھا جسپر سے فلپ پیڈیا کو رستہ جاتا ہے یہ مقام یانیا پریویسا کی شاہراہ پر واقع ہے وہاں ترکیہ جمعیت کثیر موجود تھی ایک اور بریگیڈ موسوم دوم بریگیڈ کرنیل ڈوکاس کے ماتحت پلاکا کیطرف بھیجا گیا کہ بمقام پراماتا وا گ

سلہ ناظرین کو یہ بتانیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ جرمنی مورخ تاریخ بازطلبی اور جانشین کا نام او رہتا ہے یونانی گورنمنٹ نے ۴ مئی کو کرنیل واسوس کو کریٹ سے واپس آ جانیکا حکم دیا تھا غالباً اس حکم کی تاریخ سے سر ایشمیلڈ کو کرنیل مانوس کی واپسی کی تاریخ میں مغالطہ ہو گیا ہے ۔

تتا دریا آرٹا کو عبور کرکے پلاکہ کی ترکی فوج سے مصروف پیکار ہو۔ دوسری طرف بوٹ ساریس کو دو ہزار آدمی پر یویا کو بے تعلق کرنے اور وہاں کی فوجکو باہر نہ نکلنے دینے کے کام پر مامور کئے گئے ترک میدان میں بمقام فلپ پیڈیا پیٹر یونیا و خانو لپ لوس اور درہ پنی پیگاڈیا کے دہانہ پر اور ان دیہات کے بالمقابل میدان کی دوطرفہ بلندیوں اور نیز اون دو بلند پہاڑیوں پر جو میدان کی اسطرف ہیں اور انمیں سے ایک بارہ سو فیٹ بلند ہے اور اس ایک بغلی پہاڑی پر جو تین سو فیٹ بلند ہے مضبوط مورچہ بند مومعہ نیز قابض تھے اور توپیں بھی اون کے پاس بافراط موجود تھیں اُنہوں نے دو کوہی باتریاں بعید ترین پہاڑی سے لیکر میمنہ کیطرف کی بغلی پہاڑی تک جابجا تقسیم کر رکھی تھیں، اور دس سنٹی میٹر قطر کی توپوں کی ایک باتری سٹر یونیا میں تھی۔ میں یہ اندازہ نہیں کرسکا کہ ان مو قعوں پر کسقدر ترکی فوج پیدل مقیم تھی مگر اونکی آتشباری کی مقدار و شدت سے واضح ہو رہا تھا کہ اُسکی جمعیت ضرور معقول ہو گی

اخبار سٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے یونانیوں کی ناکامی کے حالات بتاریخ ۷ امئی حسب ذیل تحریر کیئے ''اپاریس کی تازہ ترین مصاف کے مندرجہ ذیل حالات مجھے سرکاری منبعوں سے معلوم ہوئے ہیں اس سے ناظرین کو بھی بخوبی معلوم نہیں ہو جائیگا کہ یونانی محاربہ کا انصرام کسطرح کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اونہیں وہ گڑ بڑ اور پریشانی بھی جو یونانی فوج میں مستولی ہو رہی ہے اور نیز اونکی کارروائیونکی رپورٹوں میں پائی جاتی ہے معلوم ہو جائیگی۔ بتاریخ ۱۳ امئی کرنیل گو لفی نو پولوس کو چار ہزار سپاہ دیکر دریا لوروس کے پل کو فتح اور پر یویا کے ساتھ ترکوں کا سلسلہ آمد و رفت منقطع کرنیکا حکم دیا گیا۔ کرنیل بیر کتاریس کو جسکے پاس یونانی فوج جنداسمہ اور پولیس کی چیدہ ترین اڑھائی ہزار آدمی تھے متذکرہ صدر مہم میں مدد دینے اور اوسکی پیٹھ کی حفاظت کرنیکا حکم ملا کرنیل بوٹ ساریس کو جو دو ہزار اپاریہ کی مجاہدین کے دستہ کا کمانڈر تھا بیڑا جہازات کی توپوں کی پناہ میں بمقام نیکو پولس خشکی پر اُترنے اور اُدہر کے ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف رکھنے کا حکم دیا گیا۔ کرنیل بوٹ ساریس نے اپنے کار مفوضہ کی درست تعمیل کر کے نیکو پولس کی متصلہ پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا مگر کرنیل بیر کتاریس نے ہدایات کی پیروی کرنے کی بجائے بایں خیال کہ میں بآسانی گبر ود کو فتح کرسکونگا اوسپر حملہ کر دیا۔ گبر ود نہایت مضبوط مقام ہے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقعہ ہے اور صرف ایک نہایت ہی دشوار گذار اور عمودی درہ کو رستہ وہاں تک پہنچا جاسکتا ہے وہاں دو ہزار ترک موجود تھے اور اونہوں نے درہ کو دمدمہ بندیوں سے خوب مضبوط کیا ہوا تھا مگر ان تمام مشکلات کے باوجود کرنیل بیر کتاریس نے ترکی دمدمہ بندیوں کی پہلی قطار کو دست بدست لڑائی کرکے فتح کر لیا اوسوقت رات پڑ گئی اور باقی لڑائی دوسرے دن پر ملتوی ہو گئی۔ دوسرے دن علی الصباح یونانیون نے پھر حملہ کر دیا اور رات کے ۸ بجے تک لڑائی ہوتی رہی۔ ترک درہ کے دہانہ سے پیچھے ہٹا دیئے گئے مگر یونانیوں بہت نقصان اُٹھانا پڑا کیونکہ بارش کی وجہ سے جو سارا دن ہوتی رہی عمودی سطح ایسی پھسلنی ہو گئی تھی کہ اسپر چڑھنا تقریباً ناممکن ہو گیا تھا۔ اس دن بیر کتاریس کو اپنے حملہ میں ناکامی ہوئی کیونکہ گو لفی نو پولوس آوروس کے پل پر غنیم کے ساتھ مشغول پیکار رہا اور بیر کتاریس کی مدد کو نہ آسکا کیونکہ اگرچہ گو لفی نو پولوس پر مدد پہنچانا فرض نہ تھا بلکہ بیر کتاریس کو اُسے مدد پہنچانیکا حکم دیا گیا تھا لیکن اگر وہ خود مصروف نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے رفیق کی مدد پر پہنچ جاتا پھر بھی اوسنے پل کو فتح کر لینے کے بعد کچھ کمک بھیجدی

لیکن اوس سے کیا ہو سکتا تھا ان متفقہ ممبروں کا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو دوسرے علاقہ سے بالکل متعلق کردیا جائے اور نیز یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ ترک جو ظلم و ستم کر رہے ہیں اونکو بند کرایا جائے تاریخ مذکور کی لڑائی کے خاتمہ کیوقت تک ان مقاصد میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہ ہو سکا تھا اور جب ۱۵ مئی کو بیرکتاریس گبردود پر پھر حملہ کا سلسلہ شروع کرنے ہی لگا تھا کہ یونانی گورنمنٹ کی تاکیدی احکام پہنچے جن کی تعمیل میں اوسے اور گولفی نوپولس کو پھر اونہی موقعوں کو ہٹ آنا پڑا جنپر وہ ۱۳ مئی سے پہلے قابض تھے۔ یونانی گورنمنٹ نے یہ احکام دول یوروپ کی سرزنش پر صادر کیے تھے طاقتوں نے اوسے ڈانٹ بتائی۔ کہ ایکطرف تو التوائی جنگ کی التجا کی جاتی ہے اور دوسریطرف خوسبقدستی کرتے ہو۔ بوٹ ساریس بھی نیکو پولس کی پہاڑیونکو چھوڑ آیا اور فوجکو جہازوں پر سوار کرکے سالاگورا جا اتارا۔ اور درحقیقت اُسیوقت سے جبکہ یونانیوں نے جارحانہ افعال سے محترز رہنے کا وعدہ کیا التوائی جنگ شروع ہو گیا۔

ان دونوں اور بالخصوص اوس حملہ کو جو گبردود پر کیا گیا تھا ترکوں نے غنیم کو نقصان عظیم پہنچا کر پسپا کیا۔ یونانیونکی ایک پلٹن تقریباً بالکل تلف ہوگئی ترک اس دفعہ نہایت مضبوط مستحکم موقعوں پر مورچہ بند تھے اور برعکس اوسکے یونانی نشیب اور کھلے میدان میں یعنی یہاں فریقین کیحالت معمول کے برعکس تھی۔ یونانیوں کے بیان کے مطابق اونکے سات سو سے کچھ زیادہ آدمی ضایع ہوئے مگر غالباً درست تعداد اس سے دگنی ہے۔ عثمان پاشا نے ۱۹ مئی کو اطلاع دی کہ یونانی کامل شکست کھا کر آرٹا کو ہٹ گئے ہیں عثمان نے ترکی فوج کے نقصان کا اندازہ تیس سو اور یونانیوں کے نقصان کا دو ہزار آدمی کیا اس ہزیمت کے بعد یونانی سپاہ[1] آرٹا کو ہٹ گئی اور پھر بعد ازاں اوسنے کوئی کاروائی نہ کی۔ کرنیل بوٹ ساریس کے بریگیڈ کو اوس خلیج کے پایاب پانی سے گذر کر جو پریویسا کے شمال میں ہے پیچھے ہٹنا پڑا۔ ان غریبوں کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ ۲۰ مئی کو ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے پتراس سے جو ٹیلیگرام بھیجا مندرجہ ذیل عبارت بوٹ ساریس کے دستہ کے متعلق اوس سے اقتباس کیجاتی ہے:۔

"مجھے بوٹ ساریس کے دستہ کا حصہ کثیر[2] تو راستہ میں ملگیا اور مجھے خبر معلوم کرنیکے لیے اور آگے نہ جانا پڑا مجھے معلوم ہوا کہ ہماری طرح (یعنے بیرکتاریس کے بریگیڈ کیطرح) اس دستہ کو بھی تین دن سخت لڑائی کرنی پڑی۔ لڑائی سریع پسپائی پر ختم ہوئی جو پسپائی آخر بھاگڑ کی شکل میں متبدل ہوگئی اور اُسمیں بیشمار جانیں ضایع ہوئیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ تین ہزار آدمیوں کا دستہ بتاریخ ۱۲ مئی بدھ کے دن لوروس کے دہانہ پر اُتارا گیا تھا شروع ہی سے اس مہم کو بے ترتیبی اور بدانتظامی کا آماجگاہ بنایا تھا جہازوں سے خشکی تک پہنچ کیلیے نہ ہونیکے برابر کشتیاں تھیں چنانچہ فوج کا حصہ کثیر مجبوراً اتر کر پاچلکر کنارہ تک پہنچا تاہم رات کیوقت اور پو پھٹے کی علی الصبح کل دستہ بخیریت و بلا مزاحمت خشکی پر پہنچگیا اور پھر اوسنے اوس دن تمام سرکونکی مناسب موقعوں پر جو پریویسا سے فلپ پیڈیا کو جاتی ہیں قبضہ کرلیا ان موقعوں پر جیسی کہ توقع تھی جمعرات کی سہپہر کو اور جمعہ اور شنبہ کو سارا سارا دن مشغول پیکار رہنا پڑا۔ دو ہزار ترکی فوج نے پریویسا سے نکل کر شدید توپی و رائفلی آتشباری کے بعد نبوک

[1] اس پسپائی کیوقت یونانی اپنی میدانی توپیں تین ہزار رائفلیں اور توپی سامان جنگ کے تین سو صندوق پیچھے چھوڑ گئے۔ ۱۲ الہ
[2] بقول ایک انگریز نامہ نگار اسمیں بارہ ہزار مجاہدین تھے اور بہلین سو بادر اسی دستہ میں ہی دیکھو ہسٹری گزٹ مورخہ ۲ جون ۱۸۹۷ء

سنگین یونانی پوزیشن پے در پے حملے کیے مگر ہر دفعہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیجاتی رہی۔ یونانی اپنے موقعوں پر قابض و قائم تھے
لیکن چونکہ اونہیں دہمدمیان تیار کرلینے کی فرصت نہ ملی تھی اونکا نقصان بھی بہت ہوا گو ترکوں کی نقصان کے مقابلہ پر تھوڑا تھا شب کو تمام
تک دونوں فوجیں بالکل تھک گئیں مزید برآں یونانیوں کو بھوک اور پیاس سے بھی سخت تکلیف پہنچ رہی تھی لیکن غالباً ان دونوں باتوں کی
ترکوں کو بھی ساتھ ہی شکایت تھی یونانیوں کا بیان ہے کہ البانوی سپاہی ایسی شجاعت و شہامت کے ساتھ لڑے کہ دیکھکر عقل دنگ ہوجاتی
تھی جان کی توان لوگوں کو مطلقاً پروا نہ تھی۔ بہرحال فریقین کی پوزیشن میں اوسوقت تک کوئی فرق نہ پڑا یونانی بدستور ابھی تک اپنی
اصلی موقعوں پر قایم تھے کہ بہت رات گئی عمارتی کیطرح یہاں بھی یونانی علاقہ کو ہٹ جانیکا حکم پہنچگیا اوسوقت ایک کمانڈر سی جسکا
نام ہمیں معلوم نہیں ہوا سخت غلطی ہوگئی اوسنے گو منہ و ماندہ گرسنہ و تشنہ اور بارش سے تربتر سپاہ کو نہایش کی کہ اگر مراجعت بسرعت نہ کیگئی
تو ترک رستہ بند کردینگے یہ سنکر لوگوں نے بیچھا ہی بھیجانا لازمی امر تھا تاہم وہ معقول باترتیبی کے ساتھ حاصل کو واپس ہی مصرف تقریباً دو سو
آدمی پیچھے رہے اونکو اوسوقت اطلاع نہیں پہنچائی جاسکتی تھی۔ ترکوں نے غالباً اونکو قتل کردیا ہوگا یا اسیر کرلیا ہوگا کنارہ پر پہنچکر تشویش
و پریشانی انتہائی درجہ تک پہنچگئی اسکی وجہ ترکوں کا تعاقب نہ تھا وہ تو خاموش بیٹھے تھے بلکہ یہ کہ کنارہ پر جہازوں تک پہنچنے کیلئے
کشتیاں بالکل نہ اردتھیں یہ کیفیت دیکھکر یونانی جانوں سے بالکل مایوس ہوگئے اور بالآخر وہ سمندر کی اوس شاخ میں جو
یونانی قلمرو اور اونمیں حایل تھی۔ کود پڑے اسکو طے کرنے میں اڑہائی گھنٹے صرف ہوئے۔ پانی سینہ تک تھا۔ یوسیٹیٔ پر جب ترکوں نے
یہ رنگ دیکھا تو پانی میں سے گذرنیوالوں پر پے در پے گولے برسانے شروع کردیے جن سے اون بیچاروں کی حالت اور بھی نازک اور
سخت مشکل ہوگئی اور زخمی ہوکر گرنے سے یا پھسلکر عمیق پانی میں جا پڑنے سے اکثر آدمی غرق ہوگئے۔ باقیماندہ جب آخرکار کنارہ سلامتی
پر پہنچگئے تو اوسوقت اون کی حالت واقعی قابل رحم اور درد انگیز تھی اول تو اپنے زخمی مجبوراً پیچھے چھوڑنے پڑے تھے اکثر کے اسلحہ گم ہوگئے تھے
اور سب کے سب سکت بے مردہ خاطر اور بکمال افسردہ و مایوس ہورہے تھے۔ کرنیل بوٹ زاریس کے آدمیوں کا بیان ہی کہ تین دن کی
لڑائی اور بھاگڑ میں اونکے ایک سو بیس قتل دو سو سے زیادہ زخمی جن میں سے چند مجبوراً پیچھے چھوڑ دیے گئے اور دو سو مفقود الخبر
ہوئے یعنی عمارتی کے معرکوں کے نقصانات کے سمیت آخری تین دنوں کی لڑائی میں یونانی فوج مقیمہ اپاریس کے تقریباً
پانسو قتل اور ایکہزار مجروح و مفقود الخبر ہوئے جن میں اکثر کو مردہ ہی تصور کرنا چاہیے۔ یہ نقصان فی الواقع بہت بڑا ہے
مگر اس سے فایدہ کیا ہوا؟ ہیچ! یا یہ ثابت کردیا گیا کہ دیکھو یونانی سپاہی مرنا کیا عمدہ جانتا ہے۔"

اس احمقانہ حملے سے یونانیوں کو اور بھی بہت نقصان پہنچا ترکوں نے محض اسی سے مشتعل ہوکر دوسوکوس پر حملہ کیا تھا
اسمیں کوئی شک نہیں کہ ۱۵ مئی کی رات تک ترکوں نے یونانیوں کو جنہیں ابتدا میں خفیف سی نصرت و کامیابی ہوئی۔ کامل طور پر
زک پہنچادی تھی اور اونمیں مقابلہ کی کوئی سکت باقی نہ رہنے دی تھی محاربہ اپاریس میں از اول تا آخر یونانیوں کے تین چار
ہزار آدمی ضایع ہوئے مقتولین ایک تہائی اور مجروحین دو تہائی۔ ترکوں کا ان سے زیادہ نقصان ہوا۔ اونکے ۱۵ سو
شہید و مجروح ہوئے اپاریس کی فوجی کارروائی کیطرح سے مطلق لحاظ کی بات نہ ترقی کیا اسی کو بیا کر اور ہمت ادہم پاشا کو زیر کمان کو گئے تھے

فصل پانزدہم (۱۵)

بحری معرکے یونانی بیڑہ نے بقول جرمن افسر خشکی کی فوجی کارروائیوں میں کوئی مدد نہ دی یا دی تو بہت ہی خفیف اوس کی ہمت و کوشش صرف متفرق و جزوی مہموں تک محدود رہی۔ اور ان مہموں کو بھی ایسی بری طرح سے انصرام دیا گیا کہ ملاحی و جہازرانی میں یونانیوں کو جو شہرت حاصل تھی اوسے بٹہ لگنے کے سوا اور کوئی نتیجہ اون سے برآمد نہ ہوا۔ آغاز مخاصمت کے وقت بیڑہ مذکور کو کامل آزادی حاصل تھی۔ اوس کے لئے سارا میدان کھلا پڑا تھا۔ اور ہر ایک کو بڑی توقع تھی کہ وہ خوب جوہر دکھائیگا مگر بری فوج کی طرح اسکے متعلق بھی وہی نامناسب بیمحل تقسیم و تقسیم کی غلطی کی گئی

مغربی بیڑہ نے جس میں پہلے صرف اگنبوٹ شامل تھے تھیسلی میں مخاصمت شروع ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد پریویسا پر گولہ باری کرنے سے بحری محاربہ کا افتتاح کیا پہلے کروزر میالیس اور اگن بوٹ ہاسیلی اس جارجیس اور پھر آہن پوش ٹساسا مشرقی بیڑہ سے جدا کرکے مغربی بیڑہ میں شامل کر دیئے گئے۔ ان جہازوں نے کھلے سمندر سے اور اگنبوٹوں نے خلیج سے پریویسا پر گولہ باری کی جس سے قصبہ مذکور اور اوسکے قلعوں کو خفیف سا نقصان پہنچا۔ ۱۸۔ اپریل کو سات سو آدمیوں کی ایک جماعت خشکی کی طرف سے بھی پریویسا کا محاصرہ کرکے اوسے فتح کرنے کے لئے خلیج کے شمالی ساحل پر بمقام وانتزا اُتاری گئی سمندر اور خشکی دونوں طرف سے ایک ساتھ حملہ کرنے کی صرف یہی ایک کوشش کل محاربہ میں کیگئی۔ دریںوا چند جہاز ساحل ابایرس کے ساحل کے برابر برابر شمال کو بھیجدیئے گئے اور اُنہوں نے ۲۱-۲۲- اور ۲۳- اپریل کو حاجی سرندا- مرتو- اور ترگہ کے بلا فصیل کھلے شہروں پر گولہ باری کی۔ حاجی سرندا جزیرہ کارفو کے شمال ساحل کے بالمقابل واقع ہے۔ یہاں چند سپاہی خشکی پر بھی اُتارے گئے جنہوں نے چند عمارتوں کو آگ لگادی مگر جلد ہی واپس ہٹ جانے پر مجبور کئے گئے +

مشرقی بیڑہ جسکے ساتھ چند مسلح تجارتی جہاز بھی تھے اور ان جہازوں پر بری فوج سوار تھی کہیں۔ ۱۲ اپریل کو جا کر یعنی مخاصمات کی باضابطہ شروع ہو جانیسے چھ دن بعد بندر رود لوس روانہ ہوا۔ اور پھر پلاٹاموںا۔ لفٹوکاریا اور کاٹرینا کے کھلے شہر پر جہاں ترکی فوج کے میگزین اور گودام جمع تھے گولہ باری کی۔ فوج صرف لفٹوکاریا میں اُتاری گئی جسے ترکوں نے دو طرفہ آتشباری کا نشانہ بناکر فی الفور ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس سے پہلے ۲۰۔ اپریل کو ایک جماعت نے خلیج لقمار کے ساحل پر اُتر کر ادی آغاج سالونیکا۔ ریلوے لاین کو توڑنیکی کوشش کی مگر یہ ابتک ثابت نہیں ہو سکا کہ اسکا نام کوشش میں یونانی بیڑہ کا بھی کچھ دخل تھا ــ

ترکونکو بڑا اندیشہ تھا کہ یونانی بیڑہ سالونیکا پر ضرور حملہ کریگا اونکو زیادہ تر اس حملہ کا اس لئے خوف تھا کہ وہاں اُسکے مقابلہ کیلئے ترکوں کے پاس ایک باتری کے سوا جو ۱۸۹۵ء میں ساحل پر نصب کیگئی تھی اور کوئی سامان موجود نہ تھا مگر یہ خوف باطل ہوا یونانی

یونانی تاریخ ۱۴- اپریل صرف قلعہ قراآبورنُن پر جو خلیج کردیانہ پر واقع ہے چند گولے جلد جلد برسانے پر قناعت کرکے پیچھے ہٹ گئی صرف ایکدفعہ ایک یونانی تارپیڈو کشتی نے گرداوری کرتے ہوئے سالونیکا تک بڑھے جانیکی جو ترکی اساس حرکات کا کمزور ترین مقام تھا جرأت کی مگر یونانی بیڑہ کبھی اوسکے سامنے نمودار نہوا وہ صرف ایک دفعہ راس کمندلے سے ۲۴- اپریل کو گذرتا ہوا دیکھا گیا یونانیوں نے اپنے بیڑہ سے صرف یہ فایدہ اوٹھایا کہ ۰ اسی کو اسنے سمولنسکی کی فوج نیامنزلے سے شالیمن پہنچادی- یا اوس فوج اور مجاہدین کے دستہ کی بقیۃ السیف کو جو ہاپئیس میں اُتاری گئے تھے مگر دریا لورس پر شکست کھا کر ساحل کو ہٹا دیئے گئے تھے جہازوں پر سوار کرلینے سے کامل تباہی و ہلاکت سے بچا دیا-

اس وقت سے بعد پھر مشرقی بیڑہ کی کسی کارروائی کی خبر سننے میں نہ آئی- حالانکہ تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ جو سرمہر احکام لیکر پرنس جارج کے زیر کمان سکیاتھوس سے روانہ ہوا تھا اسی بیڑہ میں شامل تہا اور حالانکہ یہہ بیڑہ دوسرے سے زبردست تھا اوس نے مؤخر الذکر کے برابر بھی کام نہ دیا الغرض یونانیوں نے اپنی بحری فوقیت سے ذرہ بھر فایدہ نہ اوٹھایا اگر یونانیوں میں شجاعت بھی اُسیقدر ہوتی کہ جسقدر وہ شیخی بازتھے تو غالباً اونکو متعدد فتوحات حاصل ہو جاتیں بیڑہ کو فضول و حصوں میں تقسیم کر دینے کے بعد بھی مشرقی بیڑہ دو ہو تعونپر فوجیں اُتارنے کیلئے کافی طاقت و استطاعت رکھتا تھا یہ موقعے دیدہ آغاج اور جالملی تھے آخر الذکر خلیج بورا پر واقعہ ہے حالانکہ موجودالوقت اور اونکا محل وقوع دونوں باتیں یونانیوں کو وہاں بیڑہ بھیجنے کی زبان حال سے دعوت کر رہی تھیں اول الذکر ساحل پر واقع اور دو ریلوے لائنوں کا محل اتصال ہے- اگر یونانی وہاں اُتر کر ان لائنوں کو اُکھاڑ دیتے تو سالونیکا اور قسطنطنیہ کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ جو اوسوقت نہایت ضروری اور اہم ہو رہا تھا عرصہ مدید کیلئے بند ہو جاتا- وہاں فوجی سٹور اور گودام بھی با فراط جمع تھے اور اونکو بھی برباد کردینا امکان میں داخل تھا جالملی میں بھی اُترنے سے اس لائن کو جو ساحل کے قریب گذرتی ہے بہت نقصان پہنچایا جاسکتا تہا اور دیدہ آغاج کے بعد یہ مناسب ترین موقعہ ایسی کوشش کیلئے تہا دونوں میں سے کہیں بھی خشکی یا سمندر پر یونانیونکو خفیف سی مزاحمت بھی نہ ہوتی-

مغربی بیڑہ کو بھی دو مقصد مدنظر رکھنے واجب تھے- ایک یہ کہ اوس فوج کی مدد سے جو خشکی پر اُتاری گئی تہی پریویسا کو فتح کیا جاتا اور دوم یہ کہ کارفو کے بالمقابل بمقام ساغیادا یا پرس کے ساحل پر فوجیں اُتاری جاتیں اگر یونانی آخر الذکر مقام پر جمعیت کثیر قابض ہو کر یانینا کو معرض خطر میں ڈالدیتے تو ایک تو اس سے کرنیل مانوس کو اپنی پیشقدمی میں بالواسطہ طور پر بہت مدد ملتی اور دوسرے ایسی عیسائی رعایا کو جو بغاوت پر آمادہ تہی کھل کھیلنے کا موقعہ ملجاتا-

۵ جون کو بحری مخاصمات کے متعلق بھی حسب ذیل شرایط پر التوائے جنگ کا معاہدہ ہو گیا :- (۱) یونانی جہازات عثمانی سمندروں کی حدود سے جو بروئے قانون ملل متعین ہیں نکلجائیں (۲) جو جہاز ترکی علم یا بیطرف دول کے علم رکھتے ہوں اور ترکی بنادر سے ادھر اُدھر جارہے ہوں یا بردئے ہرہ متعین شدہ حد فاصل کے اندر ہوں اون کی تلاشی نہ لیجائے (۳) ان بنادر سے ترکی فوج کو کمک یا سامان جنگ بھیجنے کا کام نہ لیا جائے (۴) ترکی بیڑہ ڈارڈنیلز سے باہر نہ نکلے (۵) مجمع الجزائر کے کسی جزیرہ کی فوجکو کمک نہ بھیجی جائے-

اسی تاریخ یا اس سے پہلے کیونکہ اس معاملہ کے متعلق ابھی تک یقین کیساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا یونانی گورنمنٹ نے کریٹ کی سرحدوں کی اطلاع کی

ترکی آدمیوں سے بھری ہوئی محاصرہ اٹھا دینے کا مطالبہ کیا ہے ایک کے سوا سب سفرا نے اوس مطالبہ مذکور کو مالا لیمو کی اصلاح دی آگرچہ
سفیر انگلستان کا ایکی متعلق اپنی گورنمنٹ سے ہدایات موصول نہوئی تھیں مگر اسمیں کوئی شک نہیں تہا کہ وہ دیگر دول کے منشا میں
متفق ہوئگے بعد میں اتھنز سے خبر آئی کہ یونانی وکلا نے جو صلح کی گفتگو کر رہے تھے محاصرہ کو اوٹھانیکی شرائط قبول کر لی
ہیں۔ اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ ہمارا دانی کی تمام اجازت و آزادی ہونے کی شرط اونپر مستزاد کر دی ہے۔

مسٹر ایشمیاڈ بارٹلٹ بحری کارروائی کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتے ہیں: "یونانی بیڑہ نے محاربہ میں کوئی بڑا کام نہ کیا
وہ ترکی بیڑہ موجودہ سے سمندر سے بہیچ افضل اور طاقتور تھا اور اسسے بڑی بڑی باتوں کی امید تھی ہر ایک کو بلکہ یقین تھا کہ
بجیرہ مجمع الجزائر کے ترکی جزائر میں سے چند ایک کہ جو واقعی قابل تسخیر تھے ضرور فتح کریگا اور پریوسا کو گولہ باری کرکے ترکوں کے سلسلہ آمد
کو بالکل درہم برہم کردیگا مگر پریوسا پہلا کام ہوا اور کاٹرینا پر گولہ باری کرنے اور بھر گرفتار کرلینے کے سوا یونانی بیڑہ نے اور کچھ کام نہ کیا ہوا
کو ایک یونانی سکواڈرن نے پریوسا پر گولہ باری شروع کرکے دوسرے دن بھی اوسی جاری رکھا یونانیوں کا بیان ہو کہ اونہوں نے دو ایک سوا باقی
کل ترکی قلعوں کو خاموش کرادیا اور شہر کو بھی بہت کچھ برباد کیا۔ برعکس اسکے ترکوں کا قول ہو کہ یونانی بیڑہ بے اثر گولہ باری کرنیکے بعد پیچھے
ہٹ گیا جسکی ایک جہاز کو ترکی گولہ باری سے بہت نقصان پہونچا یا کہ وہ قریب الغرق حالت میں واپس گیا انہیں سے خواہ کوئی سا بیان درست
ہو اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس معرکہ سے کوئی عمدہ نتیجہ مترتب نہوا۔ ۲۳ اپریل کو مغربی بیڑہ نے اغیا سرنتا ر حاجی سمرنیہ [1]

[1] انہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے اس وقت تھا ہر جزیرہ میں کافی ترکی فوج موجود تھی اور نیز جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ترکی بیڑہ ایسا ہی گیا گذرا تھا کہ اپنے ہی حوضا
کی بھی حفاظت نہ کرسکتا۔ ان جزیروں کی حفاظت اور تحصیل کے انتظام کے متعلق جو سرکاری اعلان باب عالی نے اپریل کے آخری ہفتہ میں شایع کیا تہا اوس
سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ترکی گورنمنٹ ان جزیروں کیطرف سے بہی متفکر تھی۔ اعلان کا مضمون حسب ذیل تہا۔ "شہر امپریل مجلس سلطان رحم
نے یہ معلوم کرکے کہ مرکب بیچہ اور مجمع الجزائر کے قرب جوار میں یونانی بحری ڈاکو فتنہ و فساد کرنیکی نیت سے آگئے ہیں حکم دیا کہ سلطانی بیڑہ میں بڑا
دہانہ دار ڈینیلز سے چند جہاز ان ڈاکوؤں کو گرفتار کرنیکے لیے بھیجے جاویں یکم مئی دن کے ایک بجے کمانڈر آبنائے نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ سلطانی آہن پوش
حفظ الرحمٰن تارپیڈو تباہ کرنیوالا جہاز رحیم دریا اور تین تارپیڈو کشتیاں ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ کیگئیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت بڑی گیارہ
ڈونگیاں معہ ڈاکوؤں کے گرفتار کرلیں جو اب ڈارڈینیلز کو لائی جارہی ہیں مفتوحہ صوبہ تہسالی کے داخلی انتظام کیواسطے وزرا نے باجلاس کونسل
جو تجاویز قرار دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی فوجی پولیس کے لیے الاسونا کیرتقریباً ساٹھ کا اور متصلہ اضلاع کی تحریر کار فوجی پولیس کے
آدمی جاینگے بغرض تکمیل اس پلٹن میں لاریسہ کے قرب جوار سے ایسے اشخاص اضافہ کئے جاویں گے جنہوں نے فوج مستحفظ میں کام کیا ہو
اگر اس قسم کے آدمی دستیاب نہ ہوئے تو بذریعہ رنگروٹ اسکو مکمل کیا جاویگا۔ سابق سفیر دولت عثمانی شہر کے نایب گورنر مقرر کئے جاوینگے
علی ہذا القیاس لاریسہ اور ٹریکالہ کے سفرا بہی اپنے اپنے ضلعوں کے نایب گورنر تعینات کیے جاوینگے۔ غیر ممالک سے تجارت کو ترقی دینے کی غرض
سے چنگی خانوں کا انتظام عنقریب متدین اور لایق افسروں کے سپرد کیا جائیگا حضرت سلطان رحم نے ان تجاویز کو منظور کر لیا ہے" دونوں مورخین
کا یہ بیان درست نہیں کہ سالونیکا کی حفاظت کے لیے کافی ذریعہ نہ تھا کیونکہ تارپیڈو فی الحقیقت نہیں بھیجے ہوئے تھے اسکی تردید کنندہ
نو دو سطر تحریر میں صحیح میں صحیح ہیں۔

کر کے ایسیل قصبہ پر جو ساحل پاریس پر واقع ہے۔ گولہ باری کر کے اسے چھین لیا اور وہاں چند ترکی گودام تلف کر دیے۔

انہی دنوں یونانیوں کو مشرقی بیڑے نے پلاٹامونا پر جو دریا پینی اس کے شمال میں پہلا قلعہ بند ترکی مقام تھا۔ گولہ باری شروع کی یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ایک ترکی چھاؤنی کو اڑا دیا اور سامان رسد کے گوداموں کو بھی برباد کر دیا۔ یہ واقع ۱۴ مئی کا ہے دوسرے دن اس بیڑہ نے کاترزا پر جو پلاٹامونا سے دس میل بجانب شمال ہے گولہ باری کر کے چند مکانوں کو منہدم کر دیا۔ مگر دونوں مقامات کو وہ بھی نقصانات بہت خفیف سا پہنچا۔

سالونیکالی کا جو بڑی تجارتی بندرگاہ اور شہر ہے اور بہم ترین بندرگاہ ہے فی الحقیقت محاربہ کا کل دوران میں یونانی بیڑہ کے رحم و کرم پر منحصر تھی صرف دو چھوٹی چھوٹی باتیں اس کی محافظت کے لیے موجود تھیں اور یہ روایت دراصل بالکل ٹھیک تھی کہ خلیج کے دہانہ پر بیشمار تارپیڈو بچھے ہوئے ہیں اجنبی قونصلیں اور اجنبی باشندوں کو سالونیکا کی سلامتی کی طرف سے ایسا تردد پیدا ہو رہا تھا کہ انہوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں سے یہ درخواست کر دی تھی کہ وہ انکی حفاظت کے لیے جنگی جہاز بھیج دیں۔ یونانی بیڑہ نے سالونیکا پر کیوں حملہ نہ کیا ایک راز سربستہ ہے[1] جو ابتک معلوم نہیں ہو سکا۔

فصل شانزدہم (۱۶)

محاربہ کے آخری دو نون دوروں کا اجمالی بیان

حصہ اول میں محاربہ کے پہلے عشرہ کے حالات جنہیں وکیل امریکہ نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں بالاختصار شائع کیا تھا بطور ضمیمہ درج کیے جا چکے ہیں۔ اس سلسلہ کو مکمل ایک ہی موقع پہ بعد دیگرے تین مختلف تحریریں اور روایتیں جمع کر دینے سے ناظرین کی واقفیت و آگاہی کے دایرہ کو وسیع کرنے اور انکے لیے کہ ذاتی رائے قایم کرنیکو واسطے اون کے روبرو وافر ترین ذخیرہ معلومات کا موجود ہو میں مسٹر ایلس بارٹلٹ کی کتاب کی باقی فصلوں کا جن میں لاریسا سے روانگی و گرفتاری یونانی امیر البحر کی روبہ بازی و عیاری۔ ایتھنز بیا کر شاہ یونان اور قسطنطنیہ پہونچکر امیر المومنین سے ملاقات کرنیکے حالات اور سلطان المعظم کا کیریکٹر۔ اون کے دربار کی کوائف قسطنطنیہ کی اہمیت اور خاتمہ درج ہے اور نیز جرمن مورخ کی کتاب کے باقیماندہ حصہ کا ترجمہ کرنے سے پہلے جسمیں انعقاد صلح اور تذاکرات صلحیہ کی مفصل کیفیت اور رضا پاشا سرعسکر کے حالات کے بعد لڑائی کے نتائج پر مفصل بحث کیگئی ہے ایک الگ فصل میں وکیل کی باقیماندہ تحریر واقعات جنگ کے متعلق ذیل میں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

[1] اسکی وجہ یہ تھی کہ یونانی بیڑہ درحقیقت سامان جنگ بالکل سادہ تھا اور بیچ فلک میں بجری ... بالکل خالی پڑے تھے اس امر کا چند مہینے بعد یونانی گورنمنٹ نے خود صاف صاف اعتراف کر لیا۔ (مترجم)

محاربہ کا دوسرا و تیسرا عشرہ

مسٹر دالانی لیس کو بادشاہ یونان نے موقوف کر دیا ہے اور مسٹر رالی اون کی جگہ صدر اعظم کئے گئے ہیں نئے صدر اعظم نے کرنیل وسیلوس کو کریٹ سے واپس بلا لیا ہے پس نئی وزارت نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ لڑائی جاری رہے بعد کہ عثمانیہ کا مقابلہ بمقام ویلسٹینو ہوا ہے جو مقام وولو سے قریب ہے اور وہاں تک یونانی حملہ نہیں کرتے بلکہ مدافعت پر ہی قناعت کرتے ہیں یہانتک کہ جن افواج یونانی نے ارتہ پر حملہ کیا تھا وہ بھی اپنی سرحد پر واپس آگئی ہیں مقام ویلسٹینو جو وولو اور فرسالہ کے مابین ایک بڑا مشہور مقام ہے - لڑائی چند دنوں تک جاری رہی اور اس عرصہ میں چند حملے یونانیوں کی صفوف توڑنے کے لیے کیے گئے مگر وہ سب بے کامیاب رہے۔

ایک کارسپانڈنٹ رقمطراز ہے کہ ترکوں کے ایک رسالہ نے جسمیں اٹھارہ سو جوان تھے چھ پہاڑی توپوں کے ساتھ ۲۷ تاریخ اپریل کو ویلسٹینو کے قریب سوار کا مقابلہ کیا انہوں نے ہر چند چاہا کہ ریلوے لائن کاٹیں اور یہ غرض حاصل کریں لیکن ایک یونانی فوج نے جسمیں چار سو پچاس آدمی تھے اور جنکے پاس چھ توپیں تھیں لڑائی کی مگر غرض حاصل نہوئی اور بعد میں یونانیوں کو فرسالہ سے امداد کمک پہنچ گئی تھی اس لڑائی میں یونانیوں کے تین افسر کام آئے اور ترک سپاہی تقریباً ۳۰۰ مر گئے ۲۹ تاریخ کو ترکوں نے دس ہزار پیادہ فوج اور ایک دستہ سواران اور ۱۲ توپوں کے ساتھ حملہ کیا مگر یونانیوں کی جمعیت بمقابلہ ترکوں کے اسموقعہ پر بہت زیادہ تھی اور یہی سبب ہوا کہ ترکوں کو ریلوے لائن کاٹنے میں کامیابی نہوئی اور دو گھنٹہ کی لڑائی کے بعد واپس آنا پڑا ۳۰ اپریل کو پھر ترکوں نے اپنی پیادہ فوجکو دو حصوں میں تقسیم کر کے ویلسٹینو کی ریلوی لائن کاٹنے کی نیت سے یورش کی اور وولو اور فرسالہ کا رستہ بند کر دیا اسموقعہ پر ترکوں کی سپاہ میں چودہ سو جوان تھے اور مقابلہ میں یونانی بارہ ہزار سے کم نہ تھے ترکوں نے باوجود قلت تعداد انتہائی قابلیت اور جوانمردی سے مقام کفیسیلو کو سنگینوں کی نوک پر فتح کر لیا فریقین کا اس جنگ میں سخت نقصان ہوا اسوقت ترکوں کا رسالہ میدان میں قیامت ڈھا رہا تھا اور یونانی رسالہ کے ساتھ مقابلہ میں مصروف تھا لیکن جسقدر نقصان پیادہ فوج کا ہوا اوتنا سواروں کا نہ ہوا کیونکہ لڑائی کا زور پیادہ فوج پر تھا دونوں فوجوں میں سخت گولہ اندازی ہوتی تھی جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں بعض جگہ فقط چار سو گز کے فاصلہ پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر صف آرا تھیں جب صبح نمودار ہونے لگا تو دور سے ترکوں کا قلب لشکر پیشقدمی کرتا ہوا دکھائی دیا لیکن چونکہ اب شام ہو گئی تھی اس سبب سے لڑائی میں عارضی طور پر وقفہ ہو گیا اور ایک ٹرین بھی وولو سے فرسالہ میں جوان تیار کر کے آگئی اور اس رات کو یونانی اپنے اپنے مقامات پر جمے رہے اور ترک موضع گر لی میں جو پانچ میل کی مسافت پر ہے باانتظار کمک واپس چلے گئے یکم مئی کو کل یونانی فوج جو فرسالہ میں تھی میدان جنگ میں پہنچ گئی اور لڑائی شروع ہوئی مگر نتیجہ کسی کے حق میں ظاہر نہ ہوا رات کو بھی چند مختصر مقابلے ہوئے جن میں یونانی پسپا ہوئے

بدھ کے روز ویلسٹینو پر لڑائی ہوئی یہاں ترکوں کی جمعیت دس ہزار سے کم نہ تھی انہوں نے اپنی فوجکو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو مقامات پر حملہ کیا اور چند گھنٹوں تک لڑائی جاری رہی مگر یونانی پیچھے نہ ہٹے یونانی کہتے ہیں کہ ہمنے ترکوں کو پیچھے ہٹا دیا تھا مگر ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا بہت بھاری نقصان ہوا کرنیل سمولنسکی کی یہ رائے ہے کہ میں اس مقام کو نہ چھوڑونگا اور اگر میرے پاس اور بیس ہزار آدمی آجاویں تو عجب نہیں کہ میں علاوہ [illegible] مقام

رکھنے سے ترکوں پر حملہ ہی کرسکوں واشنیو میں یونانیوں کو سو مارے گئے ۵۰ زخمی ہوئے لیکن یونانیوں کی سرکاری خبر ہے کہ ۵۰۰ ترک مارے گئے ہیں اور یونانی ۵۰ مارے گئے اور ۱۵۰ زخمی ہوئے ترکی سپاہیوں کی جسمانی قوت اور استقلال واقعی فوق الفطرت ہے چھ کے روز وہ پیدل از طلوع آفتاب آٹھ میل تک پیادہ پا چلے اور پہروں لڑائی میں مصروف رہے پھر بے شام پہنچی تو اور آٹھ میل کا سفر کیا مگر باوجود اسقدر زحمت اور تکلیف کے اون کے چہروں سے تکان کا پتا نظر نہ آتا تھا۔ ہم کو کوئی بھاری جہت رسد رسانی کو سامان مصروف ہے کیونکہ اون کی فوج مقام تھا قریب دس میل جہاں سے جا پہنچی ہے۔ ۱۰ میل آگے بڑھ آئی ہے ۲۵ تاریخ کو عساکر عثمانیہ نے مقام زرکاس پر قبضہ کر لیا یہ مقام لاریسا کی سڑک پر ترنالہ کے مغرب میں واقع ہے یہاں ترکوں کو بہت سامان غنیمت کا مال اور سامان حرب و سامان رسد وغیرہ دستیاب ہوا اگرچہ ایک دن ۲۳ سے پہلے ترنالہ پر بھی ترکوں کا قبضہ ہو گیا تھا مگر اونہوں نے خود ہی اوسے چھوڑ دیا تھا اور اس سبب سے فرسالا اور اوس کے درمیان پہر ریل کی لائن جاری ہو گئی ہے۔

یہ افواہ غلط ہے کہ ترکوں نے وولو پر قبضہ کر لیا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایڈہم پاشا نے ارادہ کر لیا ہے کہ بلا مقابلہ نہ لیا جائے اور فرانسیسی انگریزی اور اٹلی کے جنگی جہازات کے بروقت پہنچ جانے سے فی الجملہ اطمینان ہو گیا ہے اب یہاں دو سو فرانسیسی سپاہی شہر میں گشت کرتے ہیں ان جہازوں کے آنے سے کچھ رونق سی ہو گئی ہے ورنہ یونانی اسے کیا خالی کر چکے تھے اور عورتوں اور بچوں کو ایک جماعت کثیر یہ وہاں سے نکال لے گئی تھی لاریسا میں اب دکانیں کھل گئی ہیں یونانیوں کو قید یوں کے ساتھ ترک اچھا سلوک کرتے ہیں اور دیکھو جہاں کہیں شہر والوں کو ترکوں کے سلوک پر اعتبار ہوتا جاتا ہے۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ باشی بزوقوں نے بہت سی دوکانات اور مکانات کو لوٹا ہے اور گورنمنٹ یونان نے اس شکایت کا ایک مراسلہ بھی دول عظام کو نام جاری کیا ہے کہ ترکوں نے تھیسلی میں بہت سا مال و متاع تاراج کیا ہے ایک اخبار میں یہ شکایت بھی شایع ہوئی ہے کہ عساکر عثمانیہ نے لاریسا کا کل گرجا اونکو بے حرمت کیا اور لوگوں کے مکانات اور دوکانوں کو زیر و زبر کر دیا ہے اور خوب لوٹا ہے غنیمت کا مال چھکڑوں پر لاد کر روز الاسونہ کی طرف بکثرت روانہ ہوتا ہے اور بہیڑ بکری بیل گاؤں کے گلے براہ گہنگ ترک ہانکے لیے جاتے ہیں یہ خبر اڑی ہے کہ ترکوں نے یونانی قیدیوں کے ساتھ برا سلوک کیا ہے جس ترکی قیدیوں کو جو پیر کے روز مقام اپائرس میں اترے تھے لوگوں نے بہت کچھ دق ستایا اور اگر فوجی محافظ وہاں پر متعین نہ ہوتا اور ان کی حفاظت نہ کرتا تو عجب نہیں کہ اون کے ٹکڑے اڑ جاتے ہمارا خاص نامہ نگار لکھتا ہے کہ یونانیوں نے اوس بھاگڑ میں جو فوج کو مانی سے آتے وقت ہوئی تھی بڑی بے جوانمردی دکھائی اور اونہوں نے مطلق آثار وحشت کے ظاہر نہ کیے

جنگ اسپرسا — بقول ٹائمز ہمارا خاص نامہ نگار جو یونانی فوج کے ساتھ تھا نیچے لکھا دیا کے مفصل حالات جنگ لکھتا ہے کہ ۲۰ اپریل کو ترکوں کی چار ہزار پیادہ فوج توپخانہ سمیت اس مقام پر حملہ آور ہوئی جو وہ ہاتھ سے دے چکے تھے مگر یونانیوں نے بہادری سے مقابلہ کیا اس موقعہ پر یونانیوں کی جمعیت حسب ذیل تھی۔

"اونیزونی ۱۰۰ پیادہ وہ فوجی سوار ۳۰۰ اونہوں نے کمک کے آنے تک بڑے استقلال سے مقابلہ کیا کمک کے ساتھ توپیں بھی بعد دقت پہاڑ پر نصب کی گئیں ترک ظاہر ہے بہت نقصان اوٹھا کر پسپا ہوئے اور یونانیوں کا فقط ایک آدمی کام آیا اور چار زخمی ہوئے اس مستقل حملہ سے معلوم یہ ہوتا تھا کہ یونانیوں کو بالضرور دیگر امدادی افواج کی ضرورت واقع ہوگی لیکن نا معلوم جنرل اون کی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر ایسے بڑے اہم مقام کو جو فی الاصل جیتنا کا در وازہ ہے صرف چند سپاہیوں کے بہروسے پر چھوڑ دیا تھا ملک کا

لگتا ہے مجھ یقین تہا کہ ضرور ہی کوئی اور حملہ ہونیوالا ہے اسلیئے میں جمعرات کی صبح کو اپنے جہہ [illegible]
تہا ایسا ہی کہ دو ہی جوا ایک گہنٹہ کی مسافت پر واقع تھا معاینہ کیا جس مذکور کی [illegible]
اوسکی جمعیت ایکہزار جوانوں اور آٹھ توپونکی تھی جب میں اس سے پر پہونچا تو [illegible]
او چونی اور دو توپیں تھیں اندر خاص [illegible] پر مشرق کیطرف فقط دو پہاڑی [illegible]
پیادہ سپاہی تہی اور دو سو [illegible] موجود تھے اور ان [illegible] پاچ [illegible]
سخت عاجز کر رکہا تہا رسد کی قلت اور کام کی کثرت [illegible] نیم مردہ بنا رکھا تہا [illegible]
چھ ہزار پانسو آدمی اور توپیں تھیں اور توپونکو مناسب پر نصب کیا تہا ٹہیک چار بجکر ۵ منٹ [illegible]
آتشباری شروع کر دی یہ گولہ باری ترکونکی ایک بڑی فوج کیطرف تہی جو پہاڑ کی آڑ میں [illegible]
شک نہیں کہ یہ حملہ یونانیونکو اونکے مقبوضہ مقامات سے باہر نکالنے کیلئے کافی تہا مگر [illegible]
ایا پرس کی ساری فوج جنت نہ ہو جائیگی اور یونانیونکو فقط ایکرات کا [illegible]
جانکاہی و حاصل کئے تھے اور یہی اوسکا مایہ ناز تہا جو جنگ کے آغاز سے آجتک [illegible]
کی طرف سے توپ چلنا بند ہو گیا اور میں دیکہتا تہا کہ یونانی یکے بعد دیگرے پہاڑ سے نیچے بھاگ رہے تہے [illegible]
للکارتے ہوئے اوپر چڑھے رہے تہے اور جنگل سے برابر صدا آ رہی تہی کہ توپ مت چلاؤ جب کہ [illegible] اس طرح قبضہ کر لیا تو [illegible]
جو در پیش تہے سخت نازک ہو گئی اسلیئے ۵ بجکر ۵ منٹ پر ہمیں بھی مراجعت کا حکم ہوا اس حکم [illegible] کوئی وحشت یا قلق
ظاہر نہ کیا بلکہ چپ چاپ غصے سے بھری چل پڑے۔ البتہ چند کم عمر سپاہی جو پانچدن کی مسلسل لڑائی اور فاقے سے بیجان ہو گئے
تہے کسیقدر بدحواسی سے بڑبڑائے۔ میری رائے میں یونانی جان توڑ کر لڑے انکی تعداد تو بہت قلیل تہی اگر کوئی اور بہادر
بہادر فوج بہی ہوتی اور اونکی تعداد بہی خواہ کتنی ہی کثیر ہوتی تاہم ترکوں کے اس حملہ کی تاب نا لا سکتی گروہ کا کام تھا مجھ
یقین نہ تہا کہ دنیا بھر کا کوئی سپاہی خواہ وہ کتنا ہی جری کیوں نہ ہو اس سخت حملہ کا مقابلہ کر سکتا۔ لیکن یہ تعریف فقط
انہیں معدودے چند سپاہیوں کی ہے باقی فوج نے نہ معلوم کیوں یکلخت توپ بند کر دی حالانکہ اونپر کوئی آتشباری کا
نہ ہوئی تہی خدا جانے اونہوں نے کس بنا پر توپوں کا چلانا یک قلم بند کر دیا جب ہمارا کا سپاہ [illegible] بجکر شب کو [illegible]
پہنچا تو اسنے دیکہا کہ وہاں کی قلعہ نشین فوج بہی جو تین ہزار سے کم نہ تہی۔ ان بھگوڑوں کے ساتھ بھاگنے میں شامل ہو گئی اور اپنی
پیچھے توپیں ساتھ لیگئی اونہوں نے کہیں بہی مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ یک قلم سب کے سب بھاگے اور ایک فائر بھی نہ کیا ساری فوج میں ایک
عجیب ہلچل پڑی ہوئی تہی اور سپاہیوں کے چہرے سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ اونہوں نے تہیہ کر لی تہی کہ ہم مطلق نہ لڑینگے۔ وہ سب کو [illegible]
دیتے تہے کہ آرٹا کیطرف بھاگو۔ افسر و نکا یہ عالم تہا کہ وہ بہی تو جگر سا تہ جا رہے تہے اور اونکے چہرے پر ندامت و رسوائی برس رہی تہی
اور معلوم یہ ہوتا تہا کہ سپاہی اون کے بس میں نہیں۔ کل فوج ... تہی اب ان کے ساتھ دیہاتی بہی شریک ہو گئے [illegible]

بکری بھیڑ بیل گھوڑا اور دیگر جانور گلوں کے گلے لیکر ہانکے لیجاتے تھے عورتوں اور بچوں کی مصیبت یہ تھی کہ گٹھریاں بہت ہی بڑی بیچ میں ٹھونسی ہوئی تھیں اور وہ جنبش اور روتے ہوئے افتاں و خیزاں اس گرداب بلا میں بلا کسی خوف یا امید کے کھینچے جا رہے تھے اور جہاں کہیں راستہ میں گذرگاہ تنگ ہو جاتا تھا اوسوقت سخت چپقلش ہو جاتی تھی آدمیوں اور حیوانات کا عبور مشکل ہو جاتا تھا وہ بلا تمیز ایک دوسرے پر گرتے تھے اور ایسے موقعہ پر بہت سی خونریزی ہو جاتے تھے اور مال کا نقصان بھی ہو جاتا تھا۔

دیہاتی تو البتہ باعث واقفیت کے تدبر اور مدد سے فایدہ میں تھے مگر ادن غریب مہاجرین کا شہر کا شیخ [illegible] اخراج کرتا تھا جنکی اولاد آنا فانا اس بے ترتیبی میں آنکھوں سے غایب ہو جاتی تھی ایسے غضب یہ تھا کہ [illegible] مطلق خبر نہ تھی تھوڑے سے لیکچو معدودی چند آدمیوں کے پاس تھے وہ اتنی بڑی بھیڑ کی خوراک [illegible] کیسی صورت ہی نہیں ہو سکتی تھی [illegible] جو لوگ کہ اپنے گھروں میں آگ لگی ہوئی دکھائی دیتی تھی اور انکی نظروں کے سامنے کام [illegible] [illegible] [illegible] تک گریس کے مشرقی ساحل پر ایک یونانی کا نام و نشان تک نہ رہا حفاظت اللہ [illegible] [illegible] سامان حرب ہوا اور جو جس اتفاق سے ترکوں کی نذر ہی میں جا گئے ہوں ان [illegible] [illegible] [illegible] ہوں اسطرح ایک آن واحد میں حربوں سے بھاگ کر واپس آ گیا ہے کہا جاتا ہے کہ [illegible] کا کل نقصان ۲۰۰ آدمی کا ہوا مسٹر کلیمنٹ ہیرس انگلش [illegible] کی نسبت مشہور ہوا تھا کہ مارا گیا ہے ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے اور زخمی بھی ہے گورنمنٹ یونان نے پریسا کی گولہ اندازی بند کرا دی ہے کیونکہ سوائے نقصان بارود کے کوئی فایدہ وہاں مترتب نہ ہوا۔

ایتھنز کے حالات

۲۸ اپریل کو ایتھنز میں سخت تہلکہ پڑا ہوا اور اور اوسکی دو وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ بدہ کے دن مجلس وزرا میں کورم پورا نہ ہو سکا۔ اور دوسرا ایک فریق مخالف کے سرگروہوں نے چند تقریریں بھی عوام کے روبرو کیں ۲۹ تاریخ کو بادشاہ نے ڈیلانی کو عہدہ صدارات سے برطرف کر دیا کیونکہ اوس نے استعفا دینے سے انکار کیا تھا اوسکی بجائے ایم رالی صدر اعظم مقرر ہوا۔ اور دیگر صیغوں کے وزیر بھی مقرر ہو گئے جو سب کے سب ایم ڈیلے کے فریق اور ایم ٹریکوپی متوفی کے مقلدین میں ہی ہیں۔ انہیں میں ایم سکولودے جو وزیر صیغہ خارجہ مقرر ہوا ہے صلح پسند اور امن جو مشہور ہے۔

اس عزل و نصب کا سبب سوائے اسکے اور کوئی نہیں کہ عوام نے بہت کچھ شور و غوغا کیا اور انکا اعتقاد یہی کہ قوت حالت بہت برعکس ہے اٹھانا خالی از علت نہیں یقیناً کوئی نہ کوئی مخفی کارستانی عمل میں آئی ہے نظر بحالات شاہ یونان کا یہ فیصلہ کہ موجودہ وزارت معزول کیجائے دور اندیشی پر مبنی تھا نئی وزارت نے دو وزیر ونکو مقام فرسالیہ فوجکی حالت معاینہ کرنیکے لیے بھیجا اور انکی مراجعت پیر کی شب کو تمام ارکان مجلس الوزرا کا جلسہ منعقد رہا اور آخر الامر یہ قرار پایا کہ جنگ جاری رکھنا چاہیے کیونکہ یہ کہا گیا ہے کہ امداد بتعداد کثیر پہنچ گئی ہے اور فوجیں کے حوصلے پست ہو رہے تھے۔ وہ تیسوں میں ترکوں کی ہزیمت سے اب پھر برقرار ہو گئے ہیں اس مجلس نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کرنیل واسوس اور دیگر بعض افسر کریٹ سے واپس بلا لئے جاویں اور کرنیل واسوس بجائے کرنیل مانوس کے ایپرس کی کمان پر مامور ہوا ہے۔ اور کرنیل مانوس اور اُسکا سارا اسٹاف وہاں سے تبدیل ہوا ہے گورنمنٹ یونان نے اپنی وکلا متعینہ ممالک غیر کے نام پیرکو مراسلے اس مضمون کے بھیجدیئے ہیں کہ آیندہ اور سپاہی ممالک غیر کے بھرتی نہ کئے جاویں دقولی فعل ہر

ابھی مطابقت ہو فیصلہ تو یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ لڑائی جاری رہیگی - اور محل یہ یوں کہتی ہو کہ شروع آئی ہوگی کہ اپنی زمین کا اعلان ہو قصد جلد کیا جاوے مگر اب یہ کہنا بھی فضول ہی کیونکہ اسوقت ساری شیخی کرکری ہوچکی ہے - اور قلعہ چھوڑا گئی ہے اور ہاتھ جوڑتے ہیں اپنے آئی سے ان سپاہیوں میں خاندان شاہی کی شہزادونکی برخلاف سخت شورش پھیلی ہوئی تھی اور یہ شورش بھی چند اخبار دنیں کا ہے جو ابھی کل ہی تعریف کرتے کرتے آسمان پر چڑھاتے تھے بلکہ باوجود اسکے اب شاہی خاندان پر چند ان لعن طعن نہیں ہوتا اور لوگوں کا طیش تو نہیں کچھ دھیما آگیا ہے اور حرارت بہم ہو گئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یونان پر نفس اور تستو لاریسا سے مرتب کا حکم دیا جب تک شاہ زادہ ایسا حکم دینے پر مجبور کیا اونہوں نے اوسی پیچھے سمجھایا کہ ہم آپکی جان کی حفاظت کو بھی ذمہ دار ہیں جہاں ایک مراسلہ ... مرقوم ہے کہ اسوقت تھیبز میں ۱۸ ہزار رضاکار موجود ہیں جن میں وہ لوگ ہیں جو ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء سے فوجی خدمات سے بباعث اکبر سنی مستثنے کیے ہوئے ہیں - ان بیچارونکو بھی صف آرائی کا حکم ہوا ہے مگر اب مشکل یہ ہے کہ انکے پہننے کو وردیاں اور چلانیکو بندوق و بکار توس کہاں سے آئیں - چنانچہ جہانوں دکانداروں سے وہ بندوقیں قیمت پر مانگیں جو فرانسیسی افواج فرنگی تعداد پر پھینکدی تھیں ... نہیں بیچنے بیچ خوردہ فروش تاجر نال میں بغرض منافع لائے تھے یہ بقدر دو لاکھ عدد کے یہاں آئی ہیں اور انکی قیمت ۲ شلنگ ہیں ہو افسوس ہندوستان میں ہتھیار اور اسلحہ کی بکری ممنوع ہے - ورنہ انار کلی کی اترسی بھی چار پیسہ کی انیتی مگر کمائو کیا تو روپیہ بھنا یونانیوں کو یاد ایسا ہی ... کا علم رکھا ہے جسکے عوض میں انشاء اور ہاں پر پہنچا مانگو دام کہرے کہیتے اور ملینا فرمائے قیامت پر موقوف افسوس کہ پیتا پانی) مگر یہ انتظام بیچ و شرا ہے بھی نہیں ہوا تھا اور دوکاندار دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے کہ منگل کے روز تنگ ہو کے خود ہی لوٹ پڑے اور جو سامان کہیں تھا لگا آپ ہی آپ اڑا لیا کیونکہ یہ بمنزلہ بر عضو ضعیف میبارد مقام بطراس میں ایک فرانسیسی جہاز کو بھی لوگوں نے لوٹنا چاہا اس جہاز میں بھی کچھ مستعمل بندوقیں تھیں مالک نے جب حالت دیکھی تو خود ہی لوگوں کو مال بانٹ دیا اور ایتھنز شہر میں سخت کہرام مچا ہوا تھا بلکہ یقین تھا کہ انقلاب عظیم ہونیوالا ہے غول کے غول محل شاہی کے قریب جوار میں بطرح شور کرتے رہے اور سوداگر ونکی دوکانونکو بچا بالوٹتے رہے - بازار و نمیں علی رؤس الاشہاد شاہ اور اوسکی خاندان کے اراکین تصویر ونکو لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے تھے اور اونکی دھجیاں اڑا اڑا کر اپنے دلوکی بھڑاس نکالتے بائیس میں لوگونکا غصہ اور خیرہ چشمی اس حد تک پہنچ گئی کہ شاہی آرمز وہ نشان جو کسی خاص سلطنت اور خاندان سے مخصوص ہوا کرتا ہے کو اونہوں نے سر بازار ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا لوگونکا غصہ کمال کو پہنچ چکا تھا اور شور و شغب انتہا درجہ تک ہو گیا تھا کہ ایم ریلی نے آکر لوگوں سے بمنت کہا کہ تم اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ میں ابھی بادشاہ کے پاس جا کر اسکا انتظام قرار واقعی کرتا ہوں چنانچہ وہ اوسیوقت ایوان شاہی میں گیا اور دوسرے دن دس بجے اوسی کے کہنے پر ایک مجلس الوزرا منعقد ہوئی تھی

کریٹ کی حالت

ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام کانڈیا سے بذریعہ حسب ذیل رقمطراز ہے - میں یہاں ڈیڑھ ماہ کے بعد واپس آیا ہوں - اس عرصہ میں یہاں بہت سے تغیرات عمل میں آئے ہیں ہر طرف سے میں دیکھ رہا ہوں کانڈیا اور ریتھمو میں بالکل امن ہو گیا ہے دوکانیں کھل گئی ہیں اور دوکاندار اپنے اپنے کام پر آبیٹھے ہیں اب بندوقیں اور بندوقچی آپ سے آپ مفقود ہو گئی ہیں اب ہر وقت کی بندوق اندازی اور آتش زدگیوں سے فی الجملہ اطمینان ہے لوگ اپنے اپنے کام دہندے میں پھر لگ گئے ہیں اور جو کہ ادہر ادہر

... [illegible] ... کی جماعت ایک خاص مقام ... [illegible] ... اپنا اعتبار اور اقتدار ... [illegible]

... [illegible] ... حرف غلط ... [illegible] ... نتیجہ نکالنا محال ہے کہ ... حکومت ... [illegible]

... [illegible] ... وہ صاف نہیں کیا گیا ... [illegible] ... یقین ہے کہ دول یورپ ...

... [illegible] ... اتفاق ہے ... [illegible] ... مشکل ہے کہ ... یورپ کی سلطنتوں کی طرف سے ذرا

... [illegible] ... اور ... یونانی طرفداروں کا لوگوں پر بالعموم ... [illegible]

مختلف ممالک ... [illegible] ... فیصلہ کر لیا ہے کہ رعایا یونان کو جزیرہ میں اوسوقت تک بودو باش کا اختیار حاصل ہے

جبتک وہ امن سے رہیں اور کوئی شور و فساد نہ کریں اس عرصہ میں اون کی مخالفت ... [illegible] ... ہوگی ۔

ممالک غیر کا ... [illegible] ... باغیوں کے ... [illegible] ... کہ جو مقام ... [illegible] ... میں تھے پچھلے ہفتہ اطلاع دی ہے کہ ہم اون مزاحمت ... [illegible]

... [illegible] ... میں جو کریٹ ... اور اسکی فوج کے برخلاف ہماری تھی باغیوں کو اختیار ہے کہ وہ شہر ... [illegible]

... [illegible] ... اور اس صورت میں ایک ... اون کی حفاظت کیلئے ساتھ دیا جائیگا تاکہ کوئی ... [illegible]

... [illegible] ... باغیوں میں سخت مصیبت پھیل رہی ہے اور شہر ... [illegible] ... غضب کی ... [illegible] ... ترقی پذیر ...

... [illegible] ... ۰۰۰ ... [illegible] ... ۲۰۰۰ ... [illegible] ... ۰۰۰ ... [illegible] ... ۰۰۰ ... [illegible]

امداد سے پرورش ہو رہی ہے ۔

اتوار کو ... [illegible] ... نے ان باغی ... کو بلا کر کہا تھا کہ تم خود مختاری چاہتے ہو پسند کرو مگر اونہوں نے پھر وہی ضد کی کہ ہم یونان

سے الحاق چاہتے ہیں خواہ یونانی فوج ہماری سرحد سے نکل بھی جاوے ۔

ان باغیوں نے کینڈیا میں آبرسانی کا سلسلہ بند کر دیا ہے ۔

مصالحت کو اخبار ... کا ... مقام ... سے لکھتا ہے پہلے یہ مشہور ہوا تھا کہ غالباً روس انگلستان اور فرانس روم

اور یونان میں مصالحت کیلئے پیشقدمی کریں گے مگر روس میں یہ خیال ہے کہ ایسا کرنا کل دول عظام کو مناسب ہے کیونکہ ساری دول ابتک

اس معاملہ میں شریک رہی ہیں اور نیز اوسوقت مناسب ہے جب یونان درخواست کرے یہی رائے آسٹریا اور جرمنی کی ہے یہ کہنا محض

غلط ہے کہ آسٹریا یا جرمنی نے جنگ روم و یونان کے معاملہ میں کوئی علیحدہ کارروائی کی ہے جو دیگر دول سے جداگانہ ہو پیرس

میں نیم سرکاری طور پر اعلان ہوا کہ لارڈ سالسبری کی تجویز دربارہ اس امر کے کہ پیرس میں یونان اور روم کے معاملات

کے متعلق کانفرنس ہو نامنظور ہوگئی ہے اگرچہ دیگر طور پر اس باب میں گفتگو ہو رہی ہے ۔

قسطنطنیہ کو باب عالی نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یورپین علاقہ جات مملکت میں اور تین لاکھ فوج بڑھائی جاوے گویا مجموعی

تعداد فوج کی بشمول اون افواج کے جو اناطولیا میں مقیم ہے سلطنت عثمانیہ اب عنقریب پانچ لاکھ فوج یورپ میں مسلح کریگی ۔

اتوار کو ... چار ترکی جہاز جنمیں فوج بھری تھی بحیرہ ... کیطرف ... سے روانہ ہوئے ... [illegible]

دونوں شامل تھے ایک سو پندرہ گھوڑے البانیا کی فوج کو استعمال کے لیے نذر کیے۔

استنبول کے یہودیوں کی ایک جماعت نے درخواست کی ہے کہ ہم فوجکی وردیاں بلا اُجرت سینے کو تیار ہیں حساب کے رو سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۸۹۷ء اپریل سے آج تک یعنی ...کا زائد فوجی خرچ ۳۵ لاکھ پونڈ ہوا ہے آجکل کے پونڈ کی قیمت کے لحاظ سے یہ رقم قریب ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ کے ہوتی ہے اب ترکوں نے یونان کی زیادہ ستانی کی ہے اگر خرچہ جنگ بقدر ۷ کروڑ کے مانگا ہے کیونکہ یہ رقم ۷ مئی ۱۸۹۷ء تک کی تھی اس سے آجتک کئی لاکھ اور بھی صرف ہوا ہوگا۔ یہ مانا کہ یونان دیوالیہ اور مفلس و قلاش محض ہے مگر یا باندازہ رو اپرداری کے مسئلہ کو پیش نظر رکھتا ورنہ یہ روز بد کیوں دیکھنا نصیب ہوتا۔ اب تو ہمانمن خود کردہ را تدبیر نیست۔

جنرل وان ہنک (جو قیصر ولیم کی وزارت جنگی کے اعلیٰ افسر ہیں) نے گربیکیف پاشا کو حکم دیا ہے کہ وہ استنبول میں واپس آجائیں گربیکوف پاشا الاسونا میں محض توپخانہ اور سامان حرب کو ملاحظہ کرنے گئے تھے چونکہ انہوں نے میدان جنگ میں خاصکر لاریسہ کے قبضہ میں بہت کچھ حصہ لیا ہے اسلئے عام طور پر یہ بڑ ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اب تک انکا تعلق افواج جرمنی سے منقطع نہیں ہوا اور معرکہ میں کیوں اسطرح شریک ہوئے یہی حال دیگر جرمنی افسروں کا بھی ہے یہ افسر شہنشاہ جرمن نے عاریتًا سلطان کو دیا تھا۔

خدیو مصر اور سلطان کے تعلقات جریدہ سرکاری خبر دیتا ہے کہ سلطان المعظم کے صدراعظم نے خدیو مصر کو سرکاری طور پر فتح ترنوو اور لاریسا کی اطلاع دی۔ اور خدیو نے کمال نیازمندی اور عقیدت سے مبارکبادی کا اظہار کیا حضرت سلطان المعظم نے بجواب اسکے اظہار خوشنودی مزاج فرماکر ارشاد فرمایا کہ آئندہ سے سیکرٹری کو حکم ہوا ہے کہ آپکو وقتًا فوقتًا جس قدر فتوحات افواج قاہرہ کو فضل الٰہی سے ہوتی رہینگی باضابطہ اطلاع بھیجا دیگی۔

اس جنگ میں خاصکر یہ امر قابل بیان ہے کہ یونانیوں نے جو مراسلات میدان جنگ سے اپنے اعلیٰ افسروں کے پاس بھیجے ہیں وہ سب کے سب کذب اور افترا سے مملو تھے شکستوں پر شکستیں ہوتی جاتی تھیں مگر وہ یہی لکھتے رہے کہ ہمیں فتح ہوئی ہے مگر ۵ مئی کو تو انہوں نے کمال کیا اور اپنی اس کذب بیانی کو انتہا درجہ پر پہنچا دیا چنانچہ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ ایتھنز حسب ذیل لکھتا ہے۔

رات کو جب یہ خبر آئی کہ ولیسٹنو اور فارسلا پر ترکوں کو ہزیمت ہوئی تو یہاں بڑا جوش پھیلا کرنیل سمولنسکی نے لکھا تھا کہ ولیسٹنو میں ترکوں کی جمعیت دس ہزار آدمی سے زیادہ تھی جو دو حصوں میں منقسم ہو کر ہمپر آپڑی مگر ہمنے انہیں پسپا کیا اوسی روز سہ پہر جو مراسلت کرنیل مذکور کیطرف سے آئی اوسمیں درج تھا کہ چھ بجے سخت لڑائی کی اور میری فوجیں خون کر دیا چلے میں ۱/۲ ۷ بجے دن کے لڑائی بند ہوئی اور کرنیل مذکور نے ایک تار مضمون کا دیا کہ خدا تعالیٰ کی مہربانی سے ہمیں یہ فتح نصیب ہوئی ہے چار بجے پھر ترکوں نے حملہ کیا مگر کرنیل ذیہر انہیں پسپا کیا جب کرنیل کے پاس امدادی فوج پہونچی تو اسنے اب حملہ میں پیشقدمی کی اور بقول اوسکے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ اس لڑائی کو ختم ہونے پر اس نے کراون پرنس کو تار دیا کہ دشمن اگرچہ پسپا ہوگیا ہے مگر پھر ایک اور حملہ کا انتظار ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ترک فارسلا کے قلب لشکر پر اوس وقت حملہ آور ہوئے جس وقت اونہوں نے دوسری جانب ولیسٹنو پر حملہ کیا تھا صبح ہوتے ہی عساکر عثمانیہ کو میسری سے لوبجار کیطرف بڑھے اور کراون پرنس نے وزیر جنگ کو تار دیا کہ لڑائی ہونیوالی ہے تھوڑی دیر کے بعد سنہ ہزار

صاحب کے دوسرا تار اس مضمون کا دیا کہ جنگ واقعی شروع ہوگئی ہے اور یونانی اگلی مورچوں کو چھوڑ کر کمپ کیطرف ہٹ آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قریب دوپہر کے ہوا۔ اس جنگ کا انتظار برابر ایک دن سے تھا اور یونانیوں کی فوجیں صبح ہوتے ہی مقابلہ کیلئے تیار ہوگئی تھیں جب کراون پرنس میدان میں بذات خاص پہنچا تو سپاہیوں کو فی الجملہ کچھ ڈھارس ہی ہوگئی اور پرنس نکولس دکھائی دیا اور کراون پرنس کے بھی توپخانہ کے ساتھ میدان میں موجود تھا شام کے ۴ بجے تک لڑائی جاری رہی اوسوقت ترکوں نے آتشباری بند کردی رات کے آٹھ بجے کرنیل پالے نے جو کراون پرنس کی فوج کا چیف سٹاف افسر ہے رپورٹ جنگ تیار کی جسکا ماحصل یہ ہے آج ۴ بجے ترکوں نے ہمارے مورچوں پر حملہ کیا کل سے اون کی نیت یہ نظر آرہی تھی کہ ہماری میسرہ کو چیر کر نکل جائیں مگر آج خلاف توقع اونہوں نے اپنا ارادہ فسخ کرکے ہمارے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا چونکہ اونکی تعداد بہت زیادہ تھی اسوجہ سے ہماری طلیعہ کی فوج لڑتے لڑتے پیچھے کو ہٹ آئی اور اپنی فوجکے میمنہ کے مقابل ہی ایک مقام پر آکر جم گئی گولہ اندازی بھی ہوئی مگر تھوڑی دیر تک جاری رہی ترکوں کی پیادہ فوج اگرچہ نہایت تیار پر بڑی زور سے بڑھی آتی تھی مگر ہماری فوج نے اوسکی پیشقدمی کو روکا معلوم نہیں کہ ہمارا یا ترکوں کا نقصان کسقدر ہوا کراون پرنس اوسی میں جو تھا اور پیادہ فوجکی آتشباری کی زد میں کھڑا رہا اور پرنس نکولس فوجکے میمنہ میں سپاہیوں کو حوصلہ دیتا رہا اوسکی توپخانہ کے مقابلہ پر دشمن کے دو توپخانے ایستادہ تھے ہم اپنے مورچوں پر قابض ہیں کل غالباً پھر لڑائی ہوگی ترکوں کی جمعیت ہم سے بہت زیادہ ہے ہماری رسالے میں جس فوجکی ہماری میمنہ پر حملہ کیا تھا اون کی تعداد پندرہ ہزار سے کم نہ تھی علاوہ برآں روم ملخ کیطرح اونکی فوجیں نمبروار پہاڑوں سے آتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں ترکوں کا توپخانہ اور سوار دستہ ہم سے بدرجہا زیادہ ہیں صرف ایک دستہ سواران جو ہمارے ساتھ تھا وہ بھی پیچھے ہٹنے کی رکاب میں فتح کہا لا کے لیے گیا ہے (لعنة الله على القوم الكاذبين) چھ بجے سے لیکر آٹھ بجے تک یہ مرد آدمی یہ توطیہ تمہید لکھتا رہا۔ اور نہ معلوم کتنے کاغذ پھاڑ کر یہ مسودہ تیار کیا جس میں دبی زبان سے شکست کا اقرار کرنا پڑا اور جس کی لفظ لفظ سے تصنع ظاہر ہو رہا ہے مگر جسے ناہم بلکہ بمعہ وزیر جنگ فتح کی خبر سمجھکر پیرونسی باہر ہوگیا چنانچہ آگے ظاہر ہوگا فارسی مشہور مثل کہ تھی یہیں صادق آتی ہے خر گفت خرباد کرد

اس رپورٹ کے آنے پر گورنمنٹ نے کراون پرنس - پرنس نکولس اور کرنیل سمولینسکی کو جداگانہ مبارکباد کی تاریں بھیجیں وزیر صیغہ جنگ نے کل فوجکے نام جو فارسالا میں مقیم تھی مبارکباد کا تار علیحدہ روانہ کیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے اپنی طرف سے کراون پرنس اور فوجکو ایک علیحدہ تار اظہار مسرت اور مبارکباد فتح کا دیا فتح شادیان بجیا ذیکر روزمرہ میں جان بچا کر امان کی گود میں واپس آنیکو کہتے ہیں ایسی ہی فتحوں نے تو انہیں تین ہفتوں کے اندر خیر سے ایتھنز میں واپس پہنچا دیا ہے اور جو فوج بڑے طمطراق سے قسطنطنیہ کی فتح اور کریٹ کے الحاق کے لیے گھر سے نکلی تھی تھیسلی کو بھی ہاتھ سے دے بیٹھی۔)

ہر ایک شخص کو یقین تھا کہ آج ہی فارسالا اور ویلسٹینو کا قطعی فیصلہ ہو جائیگا۔ لوگ کل کی خبر دل سے بڑے خوش خوش اڑائے جاتے پھرتے تھے اور اپنی فوجی قوت پر بہت نازاں معلوم ہوتے تھے ہر ایک گرجا میں فتح کی دعا بڑے زور و شور بلکہ ساز و سامان سے گائی گئی اور دیروزہ فتح کا شادیانہ بڑے ساز اور آہنگ کے ساتھ بجایا گیا مگر لوگ ان رنگ رلیوں میں ہمہ تن مشغول تھے کہ یکایک یہ خبر برق خاطف کیطرح آ پہونچی کہ فوجیں فارسالا سے بھاگ کر دمکاس پر واپس آگئی ہیں۔

واقعات صلح

جب لڑائی عارضی طور پر ختم ہوگئی تو کروان پرنس نے ایک فوجی کونسل منعقد کی جسنے یہ قرار دیا کہ چونکہ ادہم پاشا کی فوج تخمیناً ساٹھ ہزار آدمی ہے اور ترکوں کی نقل و حرکت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسلا کو بالکل محصور کر لیں اسلیے مناسب وقت یہ ہے کہ یہاں سے جان چھوڑ کر ڈمکاس کو جانا چاہیے اور یہ واپسی نظر بحالات موجودہ اسوقت مناسب ہے اس فیصلہ کی اطلاع کرنیل سمولینسکی کو بھی دیگئی اور اوسکو اختیار دیا گیا کہ وہ خود اپنے لیے راہ فرار تجویز کرے یہ فیصلہ ہوتے ہی فوج کا نقل و حرکت شروع ہوگیا اور سپاہی ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگ گئے رات کیوقت ترکوں نے اپنی مجوزہ حرکت فارسلا کو محصور کرلینے کی شروع کی مگر جب صبح ہوئی تو انہیں معلوم ہوا کہ دشمن یہاں سے چلدیے ہیں ڈمکاس کے باشندے شہر سے بھاگ گئے ہیں کرنیل سمولنسکی رات بھر ویلسٹینو میں رہا صبح کیوقت ترکوں نے اوسکی فوج پر سخت حملہ کیا اور طرفین میں جنگ شروع ہوگئی مگر نتیجہ ابتک معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔

ترخالا کے باشندے بھی شہر سے نکل گئے ہیں اور میجر ٹریشی اپنے سواروں کا دستہ لیکر کل فوج کو ساتھ شامل ہونیکے لیے ڈمکاس کو چلا گیا ہے۔ آج شب کو یقین ہے کہ کرنیل ویسوس اور کرنیل کانسٹن آرگلس جو ازمیر سے واپس آیا ہے وغیرہ کرنیل واسوس تو صد دفعتیلا ہوئے ہیں اور کرنیل کانسٹن ڈمکاس میں چیف سٹاف ہوکر جاتا ہے کرنیل مناس آرٹلری کمان سے معزول ہوگیا ہے اور اوسکی جگہ کرنیل سٹیر وٹاف مامور ہوگیا ہے۔ بعد میں یہ افواہ اڑائی گئی کہ فارسلا سے فوجیں سیدھی ڈمکاس کو بھاگی ہیں کہ وہاں مشہور ہوگیا تھا کہ کرنیل سمولنسکی آیمرو کی جانب بھاگ رہا ہے۔

لڑائی ختم ہوگئی ہے اور یونان نے اپنی شکست کا اقرار کرلیا ہے اور دول عظام کی وساطت کو قبول کرلیا ہے کہ بیچ بچاؤ کر کے مصالحت کرادیں اور اونکی اس تمہیدی شرط کو بھی منظور کرلیا ہے کہ ہم اپنی فوجیں کریٹ سے واپس بلالیں گے ۵ مئی بروز چارشنبہ کو ترکوں نے فارسلا پر حملہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ دن بھر اونکا مقابلہ بلکہ مدافعہ ہوتا رہا یہانتک کہ اتھینز میں جو خبریں میدان جنگ سے اس روز آئیں انسے یہ ترشح ہوتا تھا کہ عساکر عثمانیہ سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوتے ہیں مگر شام کیوقت ترکوں نے کروان پرنس کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ اسے بھاگتے ہی بن آئی چنانچہ وہ رات کو ڈموکوس کیطرف بھاگ گیا جہاں جاکے اسنے دم لیا اور دوسرے دن صبح کو یعنی جمعرات کے روز ترکوں نے مقام فارسلا پر قبضہ کرلیا مفصل کیفیت اس لڑائی کی جو میدان جنگ سے اتھینز میں آئی ہے یہ ہے کہ کروان پرنس نے اپنی صفوں کو آئین جنگ کے مطابق ترتیب دیا اور ٹھیک دو بجے دن کو یونانی فوجیں آگے کو بڑھیں ترک جنکی جمعیت پچاس ہزار سے کم نہ تھی اوسیوقت کوہ ٹکوسے اترے اور اپنے توپخانہ کو مناسب مقامات پر نصب کرکے آتشباری کرنے لگے اس آتشباری نے یونانیوں کا سخت نقصان کیا علی الخصوص اوس حصہ لشکر کا جو ریلوے سٹیشن کے قریب جوار میں خیمہ زن تھا ترک برابر توپوں کی آڑ میں بڑھتے گئے اور اتنے وہ نکل آئے کہ یونانیوں کے ساتھ سینہ بسینہ ہوگئے یہ حال دیکھکر کروان پرنس نے واپسی کا حکم دیدیا۔ یہ بھاگنے والی فوج سامان حرب گولہ بارود وغیرہ اپنے ساتھ لے گئی ترکی افواج نے چلتے چلتے موضع تاتری کو جلا خاک سیاہ کرڈالا اور موضع دوسکی کو ایک یونانی پادری کو اوسکے بال بچوں سمیت تہ تیغ کیا اب یونانی فوجیں مقام ڈمکاس میں لڑنے پر تلی بیٹھی ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس قدر اخبار والے کارسپانڈنٹ یونانی فوجوں کے ساتھ تھے اونکو سب سے پہلے یونانی افسروں نے کاٹ جلتے ہوئے اور جب ملکہ فک کر لیتے تھے اوسوقت اپنے اپنے اخباروں میں بغرض اشاعت بھیج سکتے تھے ورنہ انگریز جو بالطبع آزادی پسند اور اخبارات میں راستبازی کے

عادی ہیں ایسے تصنع کی کیوں مرتکب ہونے لگے تھے اور طرح چھپا چھپا کر اصلی حالات پر کیوں پردہ ڈالتے ہر ایک فقرہ تلا ہوا بلکہ ہر ایک لفظ جنتری سے نکلا
ہوا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ناچار نتیجہ لکھنا پڑتا ہے مگر صرف مطلب ہزاروں پہلو بچا بچا کر ادا کیا ہوتا ہے چنانچہ ہماری رائے کی تصدیق آگے چلکر ان
کارسپانڈنٹوں کی تحریر سے ہوتی ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے لڑائی تو دیکھی مگر جو یونانی رسوخ یا دباؤ میں نہ تھے)

جن کارسپانڈنٹوں نے یہ لڑائی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی اونکا بیان ہے کہ یونانیوں نے یہاں جمکر مقابلہ نہیں کیا بلکہ ڈر کر ایک ایسا مقام
چھوڑ دیا جسکا فتح کرنا آسان نہ تھا یونانیوں کی جمعیت تیس ہزار تھی (تیس ہزار بھیڑیں بھی ہوتیں تو بلا سے پانچ چھ گھنٹے اور نہیں تو
رستہ ہی رک جاتا مگر ان جانباز قومی شہیدوں سے یہ بھی نہ ہو سکا مترجم) جب وہ بھاگے تو بہت سا ذخیرہ سامان حرب و خوراک اور چند
توپیں بھی پیچھے چھوڑ گئے ترکوں نے دو سو سے زیادہ زندہ گرفتار کر لیے (اگر ہماری سنیں تو انہیں چڑیا خانہ میں بھیجدیں تاکہ لوگ اونکی زیارت
کیا کریں وکیل) ڈمکاس کے باشندے موضع لامیا میں پہلے ہی بھاگ گئے تھے (جب ترک لامیا کا رخ کرینگے تو کہاں جاوینگے ہم میں

۵ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے ٭ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے ٭ وکیل)

ترکوں کا نقصان اس معرکہ میں فقط ۵۰ سپاہیوں کا ہوا اور ۵۰ زخمی ہوئے جب ترکوں کا میسرہ آگے کو بڑھا تو یونانیوں نے بڑی زور
کے ساتھ آتشباری کی نشانہ بہت ہی ٹھیک بیٹھتا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ یونانیوں نے خوب غور سے ان مقامات کی جانچ پڑتال کی
ہے کیونکہ جو گولہ انکی توپوں سے نکلتا تھا وہ خطا نہ کرتا تھا بلکہ بعض اوقات سخت نقصان کرتا تھا چنانچہ ایک موقعہ پر ایک گولہ کے صدمہ
سے تین سپاہی تو شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے لیکن باوجود اس قادر اندازی کے ترکوں کی پیشقدمی میں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی
وہ برابر اوسی استغنا اور ہمت کے ساتھ گلتے ہوئے بڑھتے چلے گئے ان نقصانوں کی اونہوں نے ذرہ بھر بھی پروا نہ کی

پیرس کے رعذکرون پرنس نے جب یہ اعلان شائع کیا یونانی فوجکو سپاہیو فوج دو سو کوس پیچھے آگئی ہے کیونکہ فارسلا میں استحکام نہ تھا
اور غنیم کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی مگر اب جو مقامات تمہارے قبضہ میں ہیں وہ ایسے مستحکم ہیں کہ امید نہیں کہ دشمن اونپر اپنا قابو پا سکے
خواہ اوسکی فوج بھی کتنی زیادہ کیوں نہ ہو مجھے یقین ہے کہ تم عنقریب اونہیں مار بھگاؤ گے اور خود حملہ کرکے اون کو تھسلی و یونان کی سرحد
کے پار کر دو گے یہ خیال رہے کہ تم اپنے وطن کا مقدس اہتمام اپنے ہاتھ میں رکھتے ہو اور تم اپنے شاہ اور قوم کی آبرو کیلئے میدان کارزار میں آئے ہو
تمہیں لازم ہے کہ دشمن کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دو میں بخوبی جانتا ہوں کہ تمہیں سخت تکلیف ہو رہی ہے اور مسلسل چند دنوں کی جنگ
سے تم تھک گئے ہو مگر ان مصیبتوں کو استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے کیونکہ تم اپنے ملک کی ناموس کیلئے لڑ رہے ہو

دہر کے ناصح برائے دیگران ٭ ناصح خود یافتم کم در جہان ٭ بیچارے بے تنخواہ سپاہیوں کو یہ لن ترانیاں ہانکی جاتی ہیں لیکن ان کا
ملاتین خود دوست ہے جب کبھی موقعہ پڑا میدان سے یوں غائب ہو جاتے ہیں جیسے جاڑوں کی چھپکلی یا گدھے کا سینگ اور اسپر طرہ یہ کہ جو بچتے
فوجیوں کو بھی بھاگنے کا حکم دے جاتے ہیں جسکی غرض سوائے اسکے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ اکیلا میں ہی سوا نہوں بلکہ مرگ انبوہ جشنے
دارد کی پیشینی صادق آوے اور پھر جہاں دس بیس کوس پرے جاکر دم لیا تو ننگ ناموس و مقدس اہتمام سب قومی وطن غیرت کچھ یاد آجاتا ہے
ہمارا کارسپانڈنٹ مقام ڈومکاس سے لکھتا ہے کہ میں ہفتہ کے روز اس درے سے گذرا جو لامیا سے نکل کر راستہ میں آتا ہے اب تک پرانی

سرحد بدستور موجود ہے کیونکہ ترکوں کے مورچے برقرار ہیں۔ لوگ سب کے سب بھاگنے پر تیار بیٹھے ہیں۔ ہزاروں بیل، گائے، بھیڑیں، گھوڑے اونٹ۔ اسباب خانہ داری کے چھکڑے قطار در قطار سمندر کیطرف کو جا رہے ہیں۔ ڈومکاس میں یونانی فوج کی جمعیت تین ہزار سپاہی ہے اور قلب لشکر ایک پہاڑی کے عقب میں واقع ہے جو سمندر سے ۴۰۰ فیٹ مرتفع ہے اور وہاں سے فارسالا کا میدان نیچے برابر دکھائی دیتا ہے کرنیل سمولنسکی کی سپاہ میمنہ کیطرف گورا کی سڑک پر خیمہ زن ہے اگرچہ سپاہیوں کا حوصلہ اور صحت اچھی حالت میں ہے مگر موسم کی اس ناقص حالت میں سپاہیوں کا صحیح و سالم رہنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔

ہفتہ کے روز شدت سے گرمی رہی اور اتوار کو پھر سخت بارش ہو گئی جس سے موسم میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا اور فوجوں میں جنکا شب و روز کا بسیرا فقط آسمان کے تلے ہے اس تغیر سے ضرور جسمانی نقصان پہنچا حضرت ابھی تو بڑا طاعون ادہم پاشا در بین کے لئے دور ہی سے تاک رہا ہے جب قریب پہنچیگا تو اوسوقت اسہال جاری ہونگے مگر یہ کہنا کہ اس بیماری کا بہانہ بھی خالی از غلط نہیں یہ بھاگنے کی پہلی بنیاد رکھی گئی ہے دکن کن ترکیبوں سے بزدلی کی جاتی ہے (وکیل)

پیر کے روز ٹائمز کا کارسپانڈنٹ بذریعہ تار کے خبر دیتا ہے کہ آج رات سے بارش مسلسل ہو رہی ہے جسکا قدرتی نتیجہ یہ ہو کہ بیماری بری طرح پھیل گئی اور شک ہے تو اسبات کا کہ دوا کافی موجود نہیں۔ دقت تو یہ ہے کہ ایسے وقت میں کمسریٹ کا اہتمام کیا جا رہے با وجودیکہ ضرور ہی بار برداری کا یابو اکثر مل اور ادویات کا ظاہرا کمسریٹ نے فوجیوں کے آرام کا مطلق خیال نہیں کیا اس سے ضرور ہے کہ بیچارے سپاہیوں کا حوصلہ پست ہو مگر انگریز کوشش کر رہے ہیں کہ ایتھنز سے ادویات ان بیماروں کے لئے منگائی جائیں اور یہاں پر عارضی ہسپتال قائم کئے جاویں (خواہ مخواہ اتنا درد سر کیا گیا۔ انکی بیماری تو ادہم پاشا کے آتے ہی زائل ہونیوالی تھی اور یہ بات کچھ نئی نہ تھی بار بار کے تجربوں نے مکرر ثابت کر دیا تھا کہ جہاں اونکی فوج نے آگے کو قدم بڑھایا وہیں یہ بھاگنے کے لئے لیس ہو گئی بلکہ جسمیں توانائی نہ ہو وہ گھٹنوں کے بل ہی تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر کہ گفتہ اند نکوئی کن ودر آب انداز۔ وکیل)

یونانیوں نے اس مقام کو بہت مستحکم بنا لیا ہے اور ان پچھلے چند دنوں میں بہت سے نئے مورچے بھی قایم کر لئے ہیں مگر سامان رسد رسانی کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ بار برداری کے جانور کم دستیاب ہوتے ہیں ترک اگرچہ دو گھنٹے کی مسافت پر آ پہنچے ہیں مگر ظاہرا حملہ کا بالفعل ارادہ نہیں رکھتے۔ یونانیوں کو تشویش ہے اور وہ برابر اپنے مورچے مضبوط کئے جاتے ہیں ڈومکاس کی صورت موجودگی کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عقب کیطرف سے حملہ کیا جاوے اور عجب نہیں کہ اگر عارضی وقفہ لڑائی میں ہو جاوے تو ترک جنگی جمعیت ساٹھ ہزار بیان کیجاتی ہے اوسیطرف سے حملہ آور ہوں اگر یقیناً یونانیوں کو یہاں شکست ہو گئی تو پھر یونانیوں کا خاتمہ ہے۔

جنگ ولیٹنو کے یہاں ترکوں کے بارہ سو جوان اس لڑائی میں کام آئے چنانچہ یونانیوں نے انہیں سے چھ سو قریب کے دفن کئے علاوہ برآں چار سو رسالے کے گھوڑے بھی مارے گئے اور یونانیوں کو فقط ۲۳۰ آدمیوں کا نقصان ہوا جن میں سے ۸۵ تو مارے گئے اور باقی زخمی ہوئے یہ تو یکم مئی کا واقعہ تھا دوسری مئی کو حقی پاشا نے پھر یورش کی اور ایک سخت مقابلہ کے بعد ترکوں نے پہلا مورچہ لے لیا اور یونانی اپنی دوسری [illegible] پسپا ہو گئے۔ جہاں ہی انہیں ٹھیرنے کی

جرأت نہ ہوئی۔ اور تاب نہ لاکر وولو کی طرف بھاگ گئی یہ لڑائی سخت ہوئی اور یونانیوں کے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رجمنٹ نمبر ۶ میں سے فقط ۲۰ آدمی سلامت رہے ترکوں کو یہ فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ انکے پاس میدانی توپخانہ موجود تھا برخلاف اسکے یونانیوں کے پاس فقط پہاڑی توپخانہ تھا علاوہ برآں انکے جنرل لوگ بڑی ہوشیاری اور تدبر سے کام کیا کرنیل سموئنسکی جمعہ کے روز اپنی فوج لیکر امیرو کو بھاگ آیا ہے اس بھاگڑ میں کوئی بے ترتیبی واقع نہیں ہوئی (اس جنرل کی تعریف میں متعصب اخبار نویسوں کے بہت دم چڑھے جاتے تھے اب جو اُس نے بھی اس ذلت کے ساتھ نیچا دیکھا تو کسی کے پھوٹے منہ سے ایک کلمہ بھی جنرل حقی پاشا کی توصیف میں نہ نکلا جس نے اوسے ایسا رگیدا کہ بچا کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ وکیل

بعد ازاں منگل کے روز اتھینز میں آمغنو کا ایک تار آیا کہ ادہم پاشا کا ارادہ ہے کہ وہاں بھی کرنیل سموئنسکی پر حملہ کرے جس کی خبر پاتے ہی کرنیل صاحب امیرو سے بھی بھاگے اور مقام سوروپی میں جو امیرو کے شمال میں واقع ہے جا کر پناہ لی (آخر یونانی ہی تو تھے یہ اپنے یہاں بندروں کے کیوں ہٹو بچتے آجکل کے یوروپین آئین جنگ کے رو سے پیچھے ہٹ آنا بھی فنون حرب میں داخل ہو اور ہر ایک ملٹری کالج میں جہاں اور اقسام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے وہاں اسکے طریق بھی سکھائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کرون پرنس نے اسکی مشق بہت ہی توجہ سے کی ہے اور اونکی نحوست سے یا یونانی ملٹری کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جنرل اور کرنیل اس فن میں بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہیں۔ مترجم) کرنیل سمٹیا صاحب نے تار دیا ہے کہ میں کرنیل سموئنسکی کی امداد کو جا رہا ہوں +

وولو کا قبضہ ہفتہ کے روز ترکی فوج کا ایک دستہ نے زیر کمان جنرل حقی پاشا وولو پر بھی قبضہ کر لیا یونانی سپاہ تو پہلے ہی اتھینز کو بھاگ گئی تھی مگر شہر کے باشندے وہیں رہے جب انگلش اور فرنسیسی قونصلوں نے مارشل ادہم پاشا کے پاس اونکی جان کی امان مانگی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور اونکی جان و مال میں کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی۔

یونانی امیر البحر نے جو خلیج وولو میں تھا۔ ادہم پاشا کی اس شرط کو قبول کر لیا تھا کہ میں یہاں سے ایرو کی طرف پیچھے ہٹ جاتا ہوں اور عساکر عثمانیہ سے مزاحم نہ ہونگا (یہ وہی جہازات کا بیڑہ ہے جو یونان تو یونان بلکہ کل عیسائی سلطنتوں کا مایۂ ناز ہو رہا تھا۔ اور شاید یہ وہی امیر البحر تھا جو سر بمہر احکام لیکر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکو گھر سے چلا تھا۔ ہ

خیال حوصلۂ بحر سے پزد ہیہات ۔ چہا ست در سر این قطرۂ محال اندیش

العظمۃ للہ جو شخص ڈارڈنیلز بلکہ گولڈن ہارن پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ اپنی ہی سرحد کے اندر خلیج وولو میں غنیم کے امیر لشکر کے روبرو اسطرح ہاتھ جوڑ کر اپنا پیچھا چھڑائے۔ اونکی ندامت کا بشرطیکہ اوسمیں یہ حس ہو اوس وقت کیا حال ہوگا ہماری عقل میں مادہ غیرت ہی اُسمیں نہ ہوگا۔ ورنہ خلیج وولو اتنی تنگ بھی تو نہ تھی کہ اوسکو ڈوبنیکو کافی نہو۔ مترجم)

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ راوی ہے کہ موضع رسیلیکے بعض زمینداروں نے مجھسے بیان کیا ہے کہ ترکوں کی فوج نے سارے گاؤں کو تاخت و تاراج کیا اور قریب ہے کہ مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیگر ہے کو اگرچہ جلا یا نہیں مگر بعض

تصویریں نصب تھیں اون سب کو اُکھاڑ ڈالا اور محراب وغیرہ سب کچھ مسمار کر دیا گائے بیل بھیڑ بکری بلکہ مرغیاں تک لگئے ہیں
یونانی گورنمنٹ کو اپیرس سے بھی ایسی ہی تاخت و تاراج کی خبر آئی ہے تھیسلی کے خط المغرب میں بھی ترکوں نے بعض گاؤں غارت کئے ہیں
اور دلسینو کے قرب و جوار میں بہت لوٹ مچائی ہو۔ ایسی خبریں فقط ریوٹر کے کارسپانڈنٹوں کو ملتی ہیں اور کسی کو نہیں ٹیریجر
ٹائمز کا رسپانڈنٹ مقام لاریسلے سے ۲۴ اپریل کو اسطرح خبر دیتا ہے جب کل میں شہر کے اندر ایک سواروں کے دستہ کے ساتھ
گیا تو مجھے یہاں کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی۔ ابھی غنیم کا ایک سپاہی بھی یہاں نہ آیا تھا کہ اسکے محافظین نے اسے غارت کیا
اکثر دوکانیں بند تھیں اور اکثر کے قفل ٹوٹے ہوئے تھے گھروں کا یہ حال تھا کہ جابجا لوٹ اور دست درازی کے ثبوت ملتے جاتے تھے
اسباب خانہ داری بڑی بے سلیقگی کے ساتھ ادہر ادہر بکھرا ہوا تھا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ جلدی ہی اسکا سبب ہوئی ہو مگر زیادہ
اسکا موجب رد تاخت و تاراج تھا جو خود وہیں کے بدمعاشوں نے ان بیکسوں پر اپنے ہاتھوں سے کیا کل شام بلکہ رات بھر ترکی افسران فسادیوں
کے فرو کرنے میں مصروف رہے اور انہیں اسمیں پوری کامیابی بھی ہوئی اسمیں شک نہیں کہ البانیا کے سپاہیوں میں سے ایک دو نے لوٹ مار
پر جرأت کی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوجسے علیحدہ کئے گئے اور سرباز احدو دو سپاہیونکو گولی سے مار دیا گیا کیونکہ انہوں نے باوجود اطلاع کے
احکام کی تعمیل میں تساہل کیا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب فوجیوں کے کان ہوگئے اور ترکی جنرل کے اس فعل نے ساری فوجوں پر اسکی ضابطہ کی
پابندی کا سکہ بٹھا دیا اور اس سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ ترکی فوجیں اس حد تک انتظام اور قواعد کو دخل دیتی ہیں کیونکہ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے
کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے ابھی ابھی ایک شہر بزور شمشیر فتح کیا ہو اس طرح سے روکا جائے کہ وہ کسی ایسی جائداد پر ہاتھ
نہ ڈالے جسے وہ شیر مادر سمجھے ہوا ہو اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ غنیم بھی اسمیں اپنا حصہ لیچکا ہو۔
اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری فوجیں بفضلہ ابلگی اور بے آئینی سے طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان رنگروٹوں نے بجائے فائدہ کے
ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس سے تکی لڑائی کی جسکے یہ لوگ عادی ہو رہے ہیں ایسے غنیم کے مقابلہ میں ذرا بھی پیش رفت نہیں
جا سکتی جسکی فوجیں آئینی ہوں اور جسکے جنرل آجکل کے فنون جنگ سے بدرجہ غایت ماہر اور مشاق ہوں۔
ایم لیوڑی سابق وزیر صیغہ بحریہ نے بہت سے مراسلے شایع کئے ہیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحری افواج کے افسروں نے وزارت کے
احکام کی تعمیل سے انکار کیا تھا۔ اور کوموڈور ستوری سنے یہ دھمکی دی ہے کہ میں بھی اس قسم کی دیگر مراسلے شایع کرونگا۔
کپتان برعایم پلاجوریڈ کراس سوسائٹی میں انگریز وں کیطرف سے وکیل ہو اور جنکا کام یہ ہو کہ یونانی رجمنٹوں کی خبرگیری کریں
ایکسو زخمی وولو سے یونان میں لایا ہے انہیں تین انگریز والنیٹر ہیں انگریز ونکو اٹھارہ والنیٹر تھے انہیں سے پانچ زخمی ہو گئے ہیں۔
جو مصیبت زدہ وولو اور دیگر نواح تھیسلی سے آئے ہیں وہ موضع سکیاس اور ادیو اور دیگر مقامات میں بستے ہوئے ہیں
اون کی حالت سخت درد انگیز اور واجب الرحم ہے۔ اکثر ونکو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی۔ اب مقام پائیرس سے ایک جہاز سامان
رسد لیکر ان کے لیے روانہ ہوا ہے تھیسلی کے علاقہجات سے پائیرس میں بہت سے آدمی آئے ہیں انہیں سے اکثر نہایت تباہ حالت میں ہیں
گورنمنٹ نے ایک مجلس انکی دستگیری کیلئے مقرر کی ہے اس کمیٹی نے ایک فہرست چندہ کی شایع کی ہے اسمیں شاہ یونان نے

چھبیس ہزار درہم اور ایم سنگروس[1] نے بیس ہزار درہم بطور چندہ دیئے ہیں۔ تفصیل میں ترکوں کو اس حملہ سے سخت نقصان ہوا ہی اگر قنصلوں ورد ہوشیں پہلے مصالحت نہ ہوئی تو چار کروڑ درہم کا نقصان ابتک ہو چکا ہے۔ ترکوں نے جو مال مویشی اور گھوڑے وغیرہ اسوقت تک لئے ہیں اونکی قیمت ایک کروڑ اسی لاکھ درہم اندازہ کیگئی ہے۔ ترکوں نے ایک دستہ پولیس کا انتظام اور نگرانی کیلئے لاریسا میں بھیجدیا ہے ترکوں کی قونصل جو مقامات وولو ترحالا اور لاریسا میں تھے وہی اون مقامات میں بطور قائمقام (ڈپٹی کمشنر) کام کرینگے۔

اسی قبضہ وولو کا حال ایک ورنامہ نگار رپورٹر کا جو ترکوں کی افواج کے ساتھ تھا۔ ۸ مئی کو اسطرح لکھتا ہے: مارشل ادہم پاشا کا ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی چند ایسے مقامات پر قبضہ کرے جنمیں سے شہر کی فتح آسانی کے ساتھ ہو سکے مگر پو پھٹتے ہی جبکہ ہم سب خیمہ میں بیٹھے ہوئے چاء پی رہے تھے تو ہمیں دو گاڑیاں دور سے آتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان گاڑیوں میں روسی فرانسیسی اٹالین اور انگریز قونصل متعینہ وولو سوار تھے انکے ساتھ چار خواص بھی تھے جنکے ہاتھوں میں اپنی اپنی گورنمنٹ کے نشان تھے بہت سے آدمی اونسے ملنے کو باہر نکل آئے۔ انکی زبانی معلوم ہوا کہ یونانی افواج نے وولو چھوڑ دیا ہے اور اب فقط وہاں امیر البحر جنگی جہازوں کے ساتھ بندرگاہ میں موجود ہے یہ قونصل اسی سے مل آئے تھے اور جب اونہوں نے اوس سے پوچھا کہ اب بنظر حالات موجودہ اُسکا کیا ارادہ ہے تو اوسنے اون سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مجھے اس امر کا اطمینان ہوجاوے اور وعدہ دلایا جاوے کہ ترک شہر کو غارت اور تاخت نکریں گے تو میں اپنے جہازات ہٹالونگا۔ ان قونصلوں کے ساتھ میں انگریزی اخباروں کے نامہ نگار بھی تھے میں نے حاضری کی دعوت کی اور بعد از فراغ طعام اون سے مفصل کیفیت یونانیوں کی شکست اور تباہی کی سُنی جو اونہیں بمقام وولو پیش آئی یہ ساری حالات سنکر میں نے اونہیں آرام کرنے کیلئے کہا کیونکہ وہ پچھلی دنوں کی مزاحمت سے سخت تھکے ہوئے تھے بلکہ ایک شب انگریزی سفارتخانہ میں پہرہ دیتے رہے تھے کسیقدر غور و تامل کے بعد مارشل ادہم پاشا نے اقرار کر لیا کہ میں شہر میں تاخت و تاراج نہ کرونگا یہ وعدہ لیکر یہ چاروں قونصل واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد اونکے ہمراہی چاروں خواص بھی پہنچے کہ ہم کو امان کا سفید علم دیکر بھیجے گئے ہیں ہم بھی اونکے ساتھ ہولیا اور وولو کے کسیقدر مناظر پر ہم اس امید میں منتظر کھڑے ہوگئے کہ ان قونصلوں میں سے کوئی ایک امیر البحر کا جواب لیکے آویگا مگر وہاں سے کوئی بھی نہ آیا یہ حال دیکھکر ہم شہر میں چلے گئے تھوڑے تھوڑے آدمی جمع ہوکر ہمارے سامنے آئے تھے اور نہایت ادب سے ہمیں سلام کرتے تھے۔ شہر کے دروازہ پر بھی ہمیں بہت سے آدمی مل گئے یہ سب ملکر ہماری رکاب میں بہت سے آدمیوں کا ہجوم ہوگیا جنکے سر ننگے تھے اور جنکے چہرہ پر بجائے غم کے خوشی کے آثار نظر آتے تھے (ترکوں کے قدیم نمکخوار تھے اور انکے آبا و اجداد تک انکے احسان کے ممنون تھے علاوہ برآن وہ اون کے تازہ سلوک اور انسانیت کا شہرہ سُن چکے تھے۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ ایک سچا مسلمان اقتضیٰ شجاع زیر دستوں کے ساتھ عادتاً رفق اور ملایمت سے پیش آتا ہے پس انکا خوش ہونا حق بجانب تھا۔ دکیا)

ہم آہستہ آہستہ محلہ ...شری میں پہنچے جو شہر کا سب سے بڑا محلہ ہے اسموقعہ پر ہمارے ساتھ کئی ہزار آدمی کا ہجوم ہوگیا تھا پہلے تو ہمیں ٹون ہال کا پتہ نہ لگا مگر بعد میں کسیقدر تلاش کے بعد پتہ چلا یہاں ہم مسٹر کی تلاش کی جو مطلق دستیاب نہوا آخرکار مسٹر گیوبلا جو میئر کی غیر حاضری میں اُسکی جگہ کام کرتا تھا ملا جسنے اُسے مارشل ادہم پاشا کا اعلان دکھایا جسمیں یہ لکھا تھا کہ باشندگان وولو عساکر عثمانیہ کی

[1] یہ یونانی کروڑپتی ۱۸۹۹ء کے شروع میں فوت ہوگیا وہ کروڑوں روپیہ ملک اور قوم کی بہتری کیلئے خیرات کر گیا ہے۔ م

حفظ و امان میں لئے جاتے ہیں وہ اپنی جان اور ناموس اور جائداد کو محفوظ و مصئون سمجہیں انہیں اختیار ہے کہ وہ اپنے معمولی کاروبار میں مصروف ہوں جب مسٹر گیو اس اعلان کے مطالعہ سے فارغ ہوا۔ تو ہم سب کے سب ٹون ہال کی برآمدے میں نکلی تاکہ عوام الناس کو بھی اسکے مضمون سے اطلاع دیجاوے کوئی نصف ہزار آدمی باہر انتظار میں کہڑے تہی میںنے مدت العمر میں یہ نقشہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہزار ہا آدمی باہر نقش دیوار بکر اس بیم و رجا کی حالت میں کہڑے اور فقط ایک لفظ کے سننے کو منتظر تھے جو اونکی قسمت کا فیصل کرنیوالا تہا مسٹر گیو کے اہل عملہ نے چاہا کہ اعلان کی تکرار کیجاوے مگر ازبسکہ اوسکی آواز پست تھی اس سبب سے سننا سخت دشوار تھا۔ لوگوں نے ہرچند لاکھ کان لگائی مگر سنائی کچھ نہ دیتا تھا اس سے اون کو دل شہر کرنے لگے اور اوہی گمان پیدا ہونے لگے جبر اونہوں نے باآواز بلند غل مچا کر کہا کہ ذرا بلند آواز سے پڑہو ہم سمجھ نہیں سکتے اسوقت بہی دو سے یونانی جہاز بندرگاہ میں دکھائی دیتے تھے اور امیر البحر کا جواب بہی ابتک نہیں آیا تھا آخر الامر جب لوگوں نے اعلان کا ماحصل معلوم کرلیا تو اون سب کے منہہ سے یہ صدا بیاختہ نکلی کہ خداوند کریم سلطان کی عمر میں برکت کرے اور ترکوں کو دیر تک سلامت رکھے۔

اب وقت تنگ ہو چلا تھا اور ترکی افواج کی آمد شروع ہوگئی تھی سپاہیوں نے شہر میں قدم رکھنا شروع کیا اور اگر یونانی جہاز اچانک ارادہ جنگ ظاہر کردیتے تو ترک اسی وقت شہر میں مورچہ بندی قایم کرلیتے۔

نجیب بے ابہی اور دیگر دو کارسپانڈنٹوں کو یونانی امیر البحر کے پاس اسکا منشا دریافت کرنیکو بھیجا کہ اوسکا ارادہ آشتی یا جنگ کا ہے جب ہم گئے تو ہمیں جہاز کے زینوں پر ایک کشتیبان ملا جو آگے ہی اسکا جواب لیے آرہا تھا اوسنے جواب میں یہ لکہا تھا کہ میں اوسوقت تک یہاں ہوں جب تک کہ ترک امن کے ساتھ شہر میں داخل نہ ہوں۔

جب نجیب بے نے یہ جواب سنا تو اوسنے جواباً مارشل ادہم پاشا کیطرف سے جواب دیا کہ عساکر سلطانی بخوبی باخبر ہیں اور وہ ہمیشہ اُس شہر اور شہر کے باشندوں سے نیک سلوک کیا کرتے ہیں جو بلا مقابلہ اطاعت قبول کرلیں۔ ہماری افواج قاہرہ میں سے فقط ایک دستہ انتظام شہر کیلئے داخل شہر ہوگا باقی فوجیں نواح شہر میں خیمہ زن ہونگی علاوہ برآں یہ بہی کہلا بھیجا کہ اگر اب بہی تم اپنے جہاز فی الفور یہاں سے نہ لیجاؤ تو اسکا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ اور عساکر سلطانی کسی مکروہ نتیجہ کے ذمہ دار نہ ہونگی چنانچہ اسکے مطابق عملدرآمد ہوا اور ترکوں نے بہی فقط ایک دستہ اپنی سپاہ کا شہر میں بہیجدیا۔ یونانی امیر البحر وقت تحریر خط کے ابہی تک یہیں ہے مگر کوئی ساعت کا مہمان ہے۔ اُسی دن کے خطوط سے جو شام کو نامہ نگاروں نے اپنے اپنے اخبارات کے نام روانہ کیے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سہ پہر کے وقت امیر البحر اپنے کل جنگی جہازوں سمیت چلا گیا تہا۔

تیرے گہر سے یوں لیکے ارماں نکلے ۔ جوانی میں جسطرح سے جان نکلے

جنگ لاریسہ کے متعلق اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام تیرناس سے ۲۰ مئی کو لکھتا ہے کہ میں اور میرا ایک رفیق اپنا اسباب موضع کولا میں جو ایک پہاڑی درہ کی بلندی پر واقع ہے چھوڑ گئے تھے جب ہم اس گاؤں میں آئے تو لوگ سخت آفت میں مبتلا تھے جب ہم سڑک پر پہنچے تو ہمیں موضع کرواس اور بہت سے گاؤں دکھائی دیے جن میں آگ لگی ہوئی تھی اور مکانات یکے بعد دیگرے جلرہے تھے یہ گاؤں میل سے زیادہ دور نہ تھے اس سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ ترک بہت قریب آگئے ہیں اور عیسائی کاشتکاروں کے مکانات جلارہے ہیں۔ اب اس گاؤں میں رہنا ہماری بلائے جان اور موت کے منہہ میں جانا تھا اسلیے ہم نے اون بیچارے زمینداروں کو صلاح دی کہ اپنا اپنا اسباب جو قلیل الحجم گراں قیمت کا ہو لیکر راتوں رات آرنا میں

پہنچ جاؤ ہمنے اونسے یہ بھی وعدہ کرلیا کہ جب تک تم تیار نہ ہو جاؤ ہم تمہاری راہ دیکھیں گے بلکہ اپنے گہوڑے بھی اونہیں اسباب لادنے کیلئے عاریتًا
دیدیے بیکس عورتیں روتی تھیں اور اسی حالتمیں جو کچھہ اون سے ہوسکا اونہوں اکٹھا کرکے گٹھر یونمیں باندھا جب اس سے فارغ ہوئیں
تو انہوں نے نہایت دردانگیز اور مایوسانہ نگاہوں سے اپنے مکانوں و ربا قیماندہ اسباب معاشرت کیطرف دیکھا جن کی نسبت اونہیں یقین کامل تھا
کہ ابھی طرفۃ العین میں جلکر خاکستر ہو جائیگا اور اونہیں پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ ایک جوان عورت کی مایوسی خاصکر قابل بیان ہے
کیونکہ اوسکی شادی عنقریب ہونیوالی تھی اس سبب سے اوسکا جہیز وغیرہ سب کچھہ تیار تہا اب چونکہ یہ بھاگڑ پڑی ہمیں ناچار اُسے اپنے جانِ
عزیز از ہمہ کہیں چہوڑنے پڑے چھوٹے چھوٹے بچے بستروں سے اُٹھائے گئے اور وہ اُٹھتے ہی اصلیت سمجھہ گئے اوسکی وجہ یہ ہے کہ بچپن ہی
سے اونہیں جب کبھی وہ والدین کو ستائیں تو اس طرح میں یہ کہکر چپ کرایا جاتا ہے کہ وہ ترکی سپاہی آئے خیر چون تعن کرکے ہم روشنی
لیکر گہر سے باہر نکل آئے اور دروازوں مقفل کرکے پہاڑکے درے میں اوترے ہمارے ساتھہ بہت سے آدمی تھے جن میں بعض تو ضعیف العمر تھے
اور بعض معصوم بچے انہیں سے اکثر نے جنہیں تھوڑی قوت بھی تھی اسباب کی گٹھریاں سر پر اوٹھائی ہوئی تھیں رستہ میں اور بھی آدمی ہمارے
ساتھہ شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ ہماری تعداد ساٹھہ آدمیوں تک پہنچی میں اور میرا رفیق سفر بہت دور تک پیادہ پا جاتے ہوے اور جب آخر کار
ہم گہوڑوں پر سوار ہوئے تو ہمنے اپنے ساتھہ اپنے مالک خانہ کی دو شیر خوار بچے بھی لے لیے۔ رات بہت اندھیری تھی اور پہاڑی رستے
بالکل ناہموار تھے ہم جلد جلد سفر نہ کرسکتے تھے بہت سے آدمی شمعیں اور لیمپ لیکر ہمارے قافلہ میں دور دور رہے گئے تاکہ اندھیرے میں کوئی
پیچھے نہ رہ جاوے اور راستہ بھی دکھائی دے ہمیں خوف تھا کہ دریکرسی پر ہمارے پہنچتے ہی ترک بھی آن پہونچیں مگر جب ہم پہنچے تو وہاں کوئی
متنفس عام اس سے کہ دوست ہو یا دشمن موجود نہ تھا یونانی بھگوڑے ہمارے آگے تھے اور ترک ہمارے پیچھے چلے آتے تھے اسوقت جب
میں نے اپنی داہنی طرف نگاہ کی تو آگ مشتعل نظر آئی کیونکہ ترکونکی فوج اب مقام فلیپاڈا پر تعاقب کرتے کرتے قابض ہوگئی تھی (یہ
شہر اسی لڑائی میں تیسری بار ترکونکے ہاتھہ آیا) اس شہر کا مابقی حصہ جو سابقہ تاخت و تاراج سے باقی رہا تھا۔ اب آگ کی نذر ہو رہا تھا
نصف شب ہوگئی تہی کہ ہمیں یونانیونکی وہ فوج ملی جو بھاگ رہی تھی انکی عجیب صورت ہو رہی تھی اور ہمیں انکی حماقت پر سخت تعجب آیا
کہ یہ کس بنیاد پر وہاں سے بھاگ آئے ہیں۔ نہ تو کوئی بے نظمی تھی نہ خوف نہ ہراس اور نہ کشت و خون تھا جو انکی اس بزدلانہ فرار کا موجب ہوا
تھا بلکہ اگر باعث تھا تو یہ تہا کہ اونہوں نے آپسمیں پختہ عزم کرلیا تھا کہ اپنے افسروں کی متابعت نہ کرینگے اور ترکوں کے مقابلہ میں ہاتھہ
نہ اُٹھائینگے چنانچہ اونہوں نے ایک گولی تک نہ چلائی اور بلا وجہ بھاگ گئے البتہ طلیبہ کی فوجیں اپنے فرائض کی انجام دہی میں
کوتاہی نہ کی رغالبًا وہ ان بھگوڑوں کے آگے آگے مشعل برداری کرتے ہوں گے۔

میں اور میرا رفیق دونوں حیرت میں تھے کہ اونکو کیا ہو گیا۔ یہ ہٹے کٹے ہیں اور انہیں دیکھنے کو یہ قوت بخوبی موجود ہے کہ دشمن کا مقابلہ
کرسکیں مگر باوجود اسکے صورت یہ تہی کہ چپ چاپ ہتھیار بغل میں دبائے بلا تمیز خورد و بزرگ افسر و سپاہی اندھیری رات میں بگٹٹ
بہ چلے جارہے تھے۔ اور افسر بھی عالم بے بسی میں یہ دیکھکر کہ سپاہی تابو میں نہیں ہیں کمال ذلت و رسوائی کے ساتھہ اونکے ساتھ چلے جاتے تھے مجھے
یقین آتا تھا کہ باوجود اس تن و توش کے انکے حوصلوں کو کیا ہو گیا ہے ہو سیرتے ہیں کہ دل لا در مست ورنہ صورتیں تو کچھہ کم نہیں تہیں بہادروں جیسی

بقول ٹائمز ہمارا کارسپانڈنٹ آگا سے پٹراس کو بذریعہ ریل پہنچا۔ اور وہاں سے اوسنے ہمیں یہ تار دیا ہے:-

پٹراس کے لوگ بھی سخت اضطراب میں ہیں غول کے غول ایک سخت اضطراب کیحالت میں شہر کے بازاروں میں دیوانوں کیطرح پھرتے ہیں اور جہاں کہیں دس پانچ اکٹھے ہوگئے وہیں ان متوحش واقعات کی موجبات اپنے اپنے قیاسات کے مطابق بیان کرنے لگجاتے ہیں۔ کوئی افسروں پر الزام دہرتا ہے کوئی شاہ کو کوستا ہے اور کوئی اوسکے اراکین خاندان پر دل کا بخار نکالتا ہے غرضکہ کوئی شخص نہیں بچا اونکے لعن وطعن سے محفوظ رہ سکے۔ اکثر فہمیدہ آدمیونکو خوف تہا کہ کہیں انقلاب سلطنت ہی نہ ہوجاوے۔ چنانچہ پچھلے اتوار کو جب گرجوں میں پادریوں نے شاہ کی مزید عمر اور بقائے سلطنت کیلیے دعا مانگی تو لوگ اسپر بہت بگڑے اور بادشاہ کے محل کو بھی جو اسی نواح میں واقع تہا بعض دہقانوں نے لوٹ لیا۔

کارسپانڈنٹ پھر جمعہ کے روز آرٹا میں واپس آیا اوس کا بیان ہے کہ میں نے رستہ میں ہزاروں باضابطہ فوج کے سپاہی اور ردیف اور والنیٹر دیکھے جو سرحد پر جارہے تھے اون میں حب قومی کا بہت کچھ ولولہ تہا مگر آرٹا والوں کے دل سخت افسردہ اور طبیعتیں خاص کر اسلیے بجھی ہوئی تھیں کہ اونہیں میدان کارزار میں ترکوں سے لڑنے کو افسر نہ بھیجتے تھے (ابھی ابھی یہی کارسپانڈنٹ لکھتا آیا ہے کہ فوج بنعل ہے اور افسر اونکی بزدلی اور کم حوصلگی کے ہاتھوں سے ناچار ہیں۔ اور اسی صفحہ بلکہ اسی کالم میں یہ دوسرا راگ الاپنے لگا ہے سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد وکیل) ترکوں کی جمعیت یہاں ان کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اور اونکی فوج دریا کے کنارے پر پڑی ہے باوجودیکہ بار بار اونہیں اشتعال بھی دیتے ہیں اور گاؤں پر گاؤں جلا رہے ہیں مگر پھر بھی انہیں اتنی ہمت نہیں کہ آگے بڑھکر اون سے دو دو ہاتھ کریں (ہاتھ کون کرے سٹہ چمن ہی اڑ گیا جسمیں بہار آنے کو تھی۔ وکیل)

چنانچہ جمعہ کے روز ترکوں نے موضع گریبٹرا کو جلا کر خاکستر کر ڈالا حالانکہ دو میل کی مسافت پر سامنے یونانیوں کے تین ہزار سپاہی اپنی آنکھوں سے یہ قیامت خیز حادثہ دیکھتے تھے مگر کسی نے چون تک نہ کی۔

اب ارٹا میں آئینی غیر آئینی فوج اور دیگر اطراف کے بھگوڑے بکثرت جمع ہوگئے ہیں۔ عام طور پر تپ محرقہ اور اسہال کا زور ہے دوکانیں سب بند تجارت بلکہ کاروبار تک بالکل مسدود ہے اب اونہوں نے قلعہ عمارت اور سیلگورا بھی چھوڑ دیا ہے اور ترکوں نے اپنا تسلط وہاں بھی بٹھا لیا ہے ترکوں کا جنرل عثمان حینیا سے تار دیتا ہے کہ یونانی یہاں سے شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں لڑائی میں اونکے ۱۰ آدمی کام آئے اور ترکوں کو تین ہزار بندوقیں اور تین صندوق گولہ اور بارود کے ایک پہاڑی توپ بطور غنیمت کے ہاتھ آئی۔ یونانیوں کے ایک بیڑہ جہازات نے بیر کو دن موضع سکیا پر گولہ اندازی کی یہاں ترکوں کا ذخیرہ خوراک ہے۔ آلبانیا کے عیسائیوں نے ایک اشتہار دیا ہے جسمیں عبارت ذیل درج ہے جو قابل توجہ ہے

جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مقدونیہ اور تھیسلی ہماری۔ وہ غلطی پر ہیں۔ بھائیو جو ہمیں یونانی سمجھے وہ ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اور ہمیں رنج دیتا ہے یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام اور نصرانیت کے پیشواؤں نے ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ کیا ہے یونانیوں نے علاقہ ارٹا اور تھیسلی پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اب اُنکے دانت ایپرس اور مقدونیہ کی ہوس ہے۔ مانٹینگرو نے سٹریچا اور انٹیوارکی دبا رکھے ہیں۔ ہماری باقی علاقہ پر آسٹریا بلگیریا اور سرویا کے دانت ہیں۔ یہ محض غنیم ہماری قلمرو میں دست اندازی کرباز نہیں ورنہ ہم بلوا سے اونکا مقابلہ

ایک ترکی جہاز کا گرفتار ہونا کہا جاتا ہے کہ یونانیوں نے ترکوں کا ایک جہاز مقام سُنڈوس کے پاس گرفتار کیا ہے اسمیں ساٹھ عربی سپاہی اور چھ افسر سوار تھے جہاز میں تین سو نہری مارٹینی رائیفلیں اور چودہ ہزار کارتوس تھی ہرچند سپاہیوں اور افسروں سے پوچھا گیا مگر وہ کچھ پتہ نہیں بتاتے کہ اونکا ارادہ کہاں کا تھا۔

اخبار پایونیر کو ایک کارسپانڈنٹ نے لنڈن سے ایک طویل خط ۱۳ مئی کو لکھا ہے جسکا ماحصل درج کیا جاتا ہے:-

"یونانی افواج کی بہت بُری گت ہو گئی ہے سپاہی بھوک کے مارے پسے جاتے ہیں۔ سردی کے مارے ٹھٹھر رہے ہیں کوئی لحظہ نہیں کہ ان کو کھانے سے فرصت ہو۔ حوصلے پست ہو رہے ہیں اور دلوں کی اُمنگیں بالکل مفقود ہیں اس قوت اور حوصلے کے ساتھ ان بھگوڑوں کا لشکر ڈومکوس کے پاس اُترا ہوا ہے جہاں ہر دم اور ہر لحظہ یہ اندیشہ سوہان روح ہو رہا ہے کہ ابھی فتحمند غنیم کی افواج قاہرہ آکر ہمیں پامال کر دینگی اور ہمیں ناچار اونکے سامنے اطاعت قبول کرنی پڑے گی کیونکہ سامان حرب جسقدر موجود تھا وہ تقریباً سب کچھ پہلے ہی چھین چکے ہیں اور تھسیلی میں سے کوئی لاکھ آدمی ہماری قوم کے پہلے ہی سے بے خانماں ہو چکے ہیں اور برق و باران کے طوفانوں میں بے آب و دانہ اور بلا ستر عورت کسی مقام امن کی تلاش میں دربدر اور سرگردان پھر رہے ہیں اور ترکوں نے تقریباً وہ سارا علاقہ از سر نو فتح کر لیا ہے جو اون سے ۱۸۸۱ء میں جبراً چھینا گیا تھا۔ اس فوج کو کہنا غلطی میں داخل ہے البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک غول پامال و پریشکستہ اور شکست خوردہ بھگوڑوں کا ہے جنکے پیچھے ترکی افواج بڑھی چلی آ رہی ہیں اور جبکی آگے ایتھنز دارالخلافہ یونان ہے انکے پاؤں کو ٹکنے کی جگہ نہیں اس ملک کا مالی اعتبار جو بیرونی ممالک میں تھا وہ بالکل تباہ ہو گیا ہے اور اندرونی آمدنی کے صیغے مثلاً حرفت صنعت تجارت اور زراعت وہ سب ان مالا یطاق مصایب اور متواتر صدمات کے سبب سے معرض زوال میں آگئے ہیں ایسی حالتیں اور ایسی جانکاہ مصیبتوں کو نرغہ میں گرفتار ہو کر ناچار یونان کو تن بتقدیر دول عظام کے سامنے صلح کا خواستگار ہونا پڑا۔

بروقت تحریر اس خط کے یونانی گورنمنٹ نے اپنے افسر کریٹ سے واپس بلا لیے ہیں اور کریٹ کی خودمختاری (جو سلطان چاہتے تھی) قبول کر چکی ہے۔ انکی ذلت اور رسوائی اوس حد کو پہونچ چکی ہے کہ اونہوں نے بلا کسی شرط کے اپنے نیک و بد کو دول عظام کے فیصلہ پر چھوڑ دیا ہے اور انہیں کامل اختیار ہے کہ جسطرح چاہیں ان بدبختوں کی قسمت کا فیصلہ فرمائیں (ان طاقتوں میں شہنشاہ جرمن بھی ہیں جنہوں نے آغاز جنگ کیوقت یہ فرمایا تھا کہ یونان کے قرار واقعی سزا نہیں دیجاتی ہے)

(اس حال کو پہونچ تری قسمت سے کہ اب ہم (بالیرم) راضی ہیں جو اعدا ہی کریں فیصلہ اپنا)

وہ اس سے پہلے صلح کے خواستگار نہ ہونیکا یہ بہانہ کرتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کرتے تو عوام الناس کیطرف سے سخت اندیشہ تھا اور جمہور رعایا نہ صرف وزارت کو تہ و بالا کرتی بلکہ عجب نہ تھا کہ خاندان شاہی میں انقلاب واقع ہوتا شاید اسی انقلاب کے ڈر کے مارے خاندان شاہی کا رکن رکین یعنی ولیعہد سلطنت کمانڈر انچیف بنکر میدان جنگ میں بھیجا گیا تھا۔ عذر بدتر از گناہ مسٹر نگر (؟) ایڈیٹر یہ مانا کہ ایم ریلی حال کا صدر اعظم اپنی ہم قوموں کی طبایع اور اون کے خصایل سے بخوبی آگاہ ہے مگر حق یوں ہے کہ یہ دلایل اب وضع کیے گئے ہیں جب شکست پر شکست ہوئی ہے ابتدا میں انکا خیال تک کسی کو نہ تھا۔

یہی یونانی جنہیں الماشورہ پست اور جنگ جو بیان کیا جاتا تھا اب ہمہ تن صلح کے خواہاں ہیں۔ ایک ہفتہ گذرا ہے کہ وہ خوش تھے کہ یورپ صلح کا نام لے اور ہم اپنی رضامندی ظاہر کریں بلکہ بطریق شکایت برملا کہتے تھے کہ کیوں یورپ کی سلطنتیں بیچ بچاؤ نہیں کرتیں خاص اتھنز کے آشتی مزاج اصحاب اس حیرت میں ہیں کہ کیوں ٹال مٹول میں صلح کی بات کو کھٹائی میں ڈالتی ہیں اور کیوں بہت جلد وقفۂ جنگ کو منظور نہیں کرتیں حالانکہ دو دن ہو چکے ہیں کہ دول عظام کے سفیروں نے باب عالی میں ضابطہ کے طور پر اسکی درخواست بھی کی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اسمیں بھی انہیں کا قصور ہے اگر آج یہ کریٹ کو خالی کر دیں اور اس سے کلیہ طور پر اپنا قطع تعلق کر لیں تو عجب نہیں کہ ترک بھی راہ پر آجاویں۔ یہ مانا کہ تھیسلی میں اونکا ستیاناس ہو گیا ہے اور اونکی جمعیت بالکل پراگندہ ہو گئی ہے مگر ایپرس میں ابتک انکا بیڑہ جہانات آگے بڑھ رہا ہے۔ مگر دکھا رہا ہے بات یہ ہے کہ دونوں فریق اس تاک میں ہیں کہ مصالحت سے پہلے جسقدر ممکن ہو ایک دوسرے کا خون نچوڑ لیں ترک یہ چاہتے ہیں کہ ڈمکاس لے لیں تاکہ جسقدر علاقہ انکے ہاتھ سے ۱۸۸۱ء میں نکل گیا اونکے قبضہ میں آجاوے اور اتھنز میں پہنچنے کے لیے کوئی امر انہیں سد راہ نہو اور اسمیں ایک اور فایدہ بھی متصور ہے وہ یہ کہ بصورت فتح ڈمکاس ترکوں کو اتنی قدرت ہو جائے گی کہ جو شرائط چاہیں خواہ وہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہوں منوا سکیں گے اگرچہ اب بھی وہ فاتح ہیں مگر اوس وقت اونکی حالت بدرجہا غالب ہو گی ناظرین کو یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ عنایت الٰہی سے ترکوں نے ڈمکاس پر بعد تحریر اس خط کے قبضہ کر لیا ہے کیونکہ یہ خط ہم اسی کو لکھا گیا تھا ایڈیٹر) یونانیوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنی قوم کو اصلی واقعات اور حالات سے محض بیخبر رکھتے ہیں اور اگر اتفاق سے کسی ایک موقع پر کسی چپقلش میں ترکوں کو پسپا کیا تو بس بات کا بتنگڑ بنا کر اسے ایک بڑی نمایاں فتح مشہور کر کے اپنے ہموطنوں کو خوش کرنیکی کوشش کرتے ہیں اگر کسی کشتی کو پکڑ لیں یا کسی گاؤں کو تھوڑا سا نقصان پہنچا دیں۔ یا سمندر میں کسی ترکی کشتی پر حملہ کر بیٹھیں تو سارے جہان میں اشتہار کر دیتے ہیں کہ ہماری بحری افواج نے یہ کارنمایاں کیا ہے جسکا کچھ ٹھکانا نہیں۔

ایک اور امر بھی مصالحت کا سد راہ ہے۔ وہ یہ کہ یونانی چالبازی اور پھرتی کرنا چاہتے ہیں اور سلطان زیادہ سمایا اگرچہ اخبار ٹائمز نے سلطان کو صلاح دی ہے کہ وہ اس معاملہ میں تامل نکریں۔ بلکہ جسقدر جلد ممکن ہو مصالحت کر لیں مگر عبد الحمید اپنے معاملات کو اپنے طور پر آپ ہی سمجھتا ہے ان معاملات میں وہ بڑا ہوشیار ہے اور عہد و پیمان کے بارہ میں اسے خاص لیاقت حاصل ہے اور خاص ایسے وقت میں جبکہ اسکی فوجیں غنیم کے ملک کے اندر قیامت ڈہا رہی ہیں اور یہ یاد رہے کہ اوسکی حالت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قوی ہو گی جب ادہیم پاشا ڈومو کوس لے چکیگا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان صلح کو پسند کرتے ہیں ممکن ہے کہ صحیح ہو تاہم وہ بھی تو عبد الحمید ہے جسکی فہم و فراست کو یورپ نے مانا ہوا ہے وہ ایسے وقت پر کب چوکنے لگا اور کوئی عقل سلیم نہیں مانتی کہ ایسا بیدار مغز آدمی اونسے ادنی فایدہ بھی جو ممکن الحصول ہے ہاتھ سے جانے دے اور علاوہ برآن اوسے اپنی جان نثار رعایا کی بگڑی ہوئی طبیعتوں کا پاسخاطر بھی منظور ہے کیونکہ آجکل قسطنطنیہ میں جنگجو فریق کا غلبہ ہے اور یہ قرین قیاس نہیں کہ سلطان انکے مشورہ کی کچھ بھی پروا نکریں یونان میں بادشاہ کو یہ بھی خطرہ لاحق حال ہو رہا ہے کہ کہیں بیٹھے بٹھائے سلطنت ہی نہ چھین جائے اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے ولیعہد نے یہ فساد کا تخم یونان میں آکر بویا ہے یہ قریباً سب کے سب موشلسٹ اور ریپبلکن تھے جنکا اصلی مدعا یہ تھا کہ اپنی عقل سے لوگوں کو سلطنت

شخصی سے بدگمان کریں اور اپنے جمہوری اصول کو ترجیح دیں یونانی بالعموم جمہوریت پسند ہیں تو وہ شخصی سلطنت کے بجائے طرفدار نہیں ہیں جمہوری
کے علاوہ برآں وہ یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اگر ہم ذرا بھی موجودہ خاندان شاہی کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالا تو آدھا یورپ
بگڑ بیٹھے گا یہ آخری وجہ بہت صحیح ہے کیونکہ دول عظام کے سارے تاجدار تقریباً یونان سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں لیکن مگر باوجود
اس خوف کے پھر بھی ان سے یہ امر گوارا نہیں کہ کراؤن پرنس کی شکل دیکھیں مگر اس تقریر سے یہ لازم نہیں کہ وہ خاندان شاہی کے مخالف ہوں
بظاہر شرائط صلح میں چنداں دقت نہ ہوگی کیونکہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہے کہ انکی حدود مملکت میں کوئی بیش وسعت
نہ دیجائیگی ہاں مقدونیہ اور تھیسلی میں کسیقدر وسعت ہوگی اور وہ بھی اسقدر جس سے یونان کو آئندہ ایسی حرکات کا حوصلہ نہو
خرچہ جنگ کی نسبت مختلف روایتیں ہیں مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ آجتک اس لڑائی میں سلطان کا چالیس پچاس لاکھ پونڈ خرچ
ہوا جس سے یہ قیاس کرنا آسان ہے کہ تقریباً اتنی ہی رقم یہ خرچہ کا فیصلہ ہوگا مگر دقت یہ ہے کہ یونان کے پاس کوڑی نہیں غالباً
اسکا انتظام یہ ہوگا کہ بعض دول یورپ روپیہ اسکی ضمانت دینگی اور آپ یونان کے مالی محاصل ہیں سے اس رقم کے بارہ میں اطمینان
کر لینگے یہ امر یونانیوں کو چنداں ناگوار نہیں اور امید ہے کہ یونان جو قدرتی طور پر ایک زرخیز ملک ہے اگر ایک متدین اور قابل
آدمی کے قبضہ میں دیا جاوے اور اسکا مالیہ انتظام دیانت اور بیدار مغزی کے ساتھ ہو تو عجب نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں
اوسکے تعلقات ممالک غیر کے قرضخواہوں کے ساتھ اچھی حالت میں ہو جائیں ان قرضخواہوں میں جرمن بھی ہے جنکا
روپیہ بقدر پندرہ ملین کے یونان کے ذمہ ہے (جو بیس کروڑ روپیہ ہوتا ہے) یہ تو فقط جرمن کا قرضہ ہے اور دونکا بھی کم از کم
اتنا ہی ہوگا عجب نہیں کہ یہی قرضے اتارنے کو یہ جنگ کیا تھا مگر تقدیر الٹ گئی جس سے اور لینے کے دینے پڑے (دیکھیں)
اصل دقت ہے تو اور ہی ہے یعنی وہ تیسری شرط جو سلطان لگانا چاہتے تھے وہ یونانیوں کو ضرور ناملایم طبع ہوگی اور
وہ ان شرائط اور رعایات کی تنسیخ کے بارہ میں ہے جو یونانی رعایا کو بشمول دیگر رعایائے یورپ بلاد اسلامیہ میں آجتک حاصل ہے
سلطان کو اس شرط کے منوانے میں یہانتک ہٹ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اور شرطوں کی پروا نہیں کرتا مگر اس شرط کو
ضرور منواکے چھوڑونگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونانی سخت ذلیل ہونگے اور ہر ایک مسلمان خواہ وہ کتنا ہی ذلیل الاوقات کیوں نہ ہو
اونہیں نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھیگا سلطان یہ کہتے ہیں اور اونکا کہنا معقولیت سے خالی نہیں کہ اگر میں یہی کر سکونگا تو
رعایا کو کیا منہ دکھاؤنگا وہ مجھ سے ضرور معاوضہ کرینگے کہ لسک ووڈ اور صرف بیجا کا معقول نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ سرحد
میں ایک خفیف سی ترمیم ہوجاوے یا پانچ چھ کروڑ روپیہ ملجاوے ایسے معاوضے تو کوہ کندن و کاہ برآوردن کے مصداق ہیں یہ تو سلطان
کا ظاہرا حیلہ ہے لیکن فی الاصل جو فائدہ انہیں اسکی مدنظر ہے وہ یہ ہے کہ بلاد عثمانیہ میں یونانی بکثرت سوداگری کرتے ہیں اگر سلطان
اونپر ٹیکس لگانے پر قادر ہوگیا تو یقیناً ایک نہایت قلیل عرصہ میں سلطان خرچہ جنگ کیا اوس سے دوگنا روپیہ وصول کر لیگا۔
اگر یہ رعایا منسوخ ہوئیں تو جسقدر یونانی تاجر ہیں سب کے سب سلطان کے قبضہ قدرت میں بالکل بےبس ہونگے اور سلطان انکا
خون بھی نچوڑ لینگے یہ تھیسلی کا مقابلہ میں تھیسلی کا دوبارہ ہاتھ سے جانا بھی ترکوں کو چنداں ناگوار نہ ہوگا اب یہ دیکھنا ہے کہ دول اوسکی نسبت

کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ روس پر سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں مگر وہ بقول اخبار ڈیلی کرانیکل یونانیوں کی اس تباہی پر ہنس رہا ہے تاہم یہ بھی سنا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں سے اوسے یہ فکر پڑ رہا ہے کہ ترکوں کی طاقت اتنی زبردست کسطرح ہوگئی حق یوں ہے کہ یونان نے اس جنگ میں سخت غلطی کی ہے وہ ایسے بڑے مقابلہ کیلیے کسیطرح تیار بھی نہ تھا نہ تو اوسکے پاس فوج تھی اور نہ سامان حرب اور نہ رسد۔ اونکو جو امید تھی کہ میرے میدان میں آتے ہی بلگیریا، سرویا اور کوہ بالکن کی تمام ریاستیں علم بغاوت بلند کرینگی اوس میں بھی اوسے کوئی کامیابی نہوئی اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ روم نے ایک لاکھ فوج اون کی سرکوبی کو تیار رکھی تھی۔ رہا یورپ کا کانسرٹ وہ بھی کوئی منع نہ کرسکا اب اسکا سارا خمیازہ انگلستان پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں امید تھی کہ انگلستان ہمارا ہاتھ بٹائیگا چنانچہ انگلستان کا سابق ممبر پارلیمنٹ جو ابھی یونان سے واپس آیا ہے لکھتا ہے کہ یہ لوگ ایسی میری آؤ بھگت کرتے کہ میں انکی خام خیالی اور بیجا خوشامد سے بطرح تنگ آجاتا تہا۔ اور ہر چند چاہتا تھا کہ اون کے دلوں سے یہ بیہودہ خیال دور کردوں مگر وہ باز نہ آتے تھے اور انگلستان کو اپنا قدیمی مددگار خیال کرتے ہیں اور ثبوت میں وہ سو ممبران پارلیمنٹ کا تار پیش کرتے تھے اسپر اونہیں اتنا ناز تھا کہ کسی کے کہنے کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ڈیلی نیوز کی یہ رائے ہے کہ جو مصیبت یونان پر آئی ہے وہ اسی تار کی بدولت آئی ہے اور یہ روز بد اوسنے اسی کی طفیل دیکھا ہے۔ اگرچہ بادشاہ اور اوسکے وزیر بخوبی جانتے تھے کہ یہ تار ہمیں کسی امداد یا دستگیری کا وعدہ نہیں دیتا مگر لوگ ضرور اس دھوکہ میں رہے۔

قصہ مختصر یہ کہ جنگ کے ساری حالات کو پیش نظر رکھا اور اوسکی مختلف صورتوں کے ہر ایک پہلو کو دیکھکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یونانی بہادر قوم نہیں اور فوجی معاملات سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں یہی رائے پال مال گزٹ کے خاص نامہ نگار کی ہے اور اس لڑائی نے ثابت کردیا ہے کہ جو روح اونمیں آج سے ستر سال پہلے موجود تھی جب اونہوں نے آزادی حاصل کی ہے اسوقت اوسکا عشر عشیر بھی موجود نہیں سپاہی آوارہ مزاج بچوں کیطرح ہیں جنہوں نے لڑائی کو ایک کھیل سمجھ رکھا تھا اور اوسکی انتہا خواہش ظاہر کی لیکن جب اوسکا مزا چکھا تو سٹپٹا گئے اور ایسے دم بخود ہوگئے کہ اوسکے نام سے اونہیں ہول آتا ہے یہ تو سپاہیوں کا حال ہے اب افسروں کی سنیے اونمیں مطلق وہ قابلیت اور تدبر موجود نہیں جو ایک لائق جنرل کیلیے ضروری ہے معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے پہلے سے کوئی نقشہ یا تجویز جنگ کی نہ بنائی تھی وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جہاں ہمنے مقدونیہ اور ایپرس پر حملہ کیا اوسیوقت بلگیریا، سرویا اور مانٹی نیگرو عقب سے ترکوں کو دبا لینگے کرا انہی کوتاہ اندیشی سے خیال نہ کیا کہ اگر ان ریاستوں کا سر نہ کھجلایا اور یہ میدان میں نہ آئیں تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا یعنی ترکوں نے اونہیں مار کر بھگا دیا اور پھر اونکے علاقہ میں در آئے پیچھے آئے تو جنرلوں کی لیاقت تمام ہوئی اور چھکے چھوٹ گئے۔

سب سے بڑا نتیجہ اس لڑائی کا یہ ہوا کہ یونان صفحہ ہستی سے معدوم ہوگیا ہے اور ترکوں کو حیات دوبارہ ملگئی ہے اور مشرقی یورپ میں ایک زبردست سلطنت نظر آنے لگی ہے اسلام کی پوشیدہ رگوں میں آب حیات چھڑک گیا ہے اور مسلمانوں کو جو عرصہ دراز سے اپنے آپ کو مریض سمجھکر خود بھی بیمار سمجھنے لگ گئے تھے یہ معلوم ہوگیا کہ ہم میں ابتک جان اور حوصلہ باقی ہے اور ہم میں بھی ایسا ہی جلال اور جوانمردی موجود ہے جو آبا و اجداد کے دور اقبال میں تھی اور ہم اب بھی اپنے بزرگوں کیطرح اور ملکوں کو فتح کرسکتے ہیں اس خیال کو بہت وسعت ہوگئی ہے اگرچہ ترک کہتے ہیں کہ یونان اگرچہ ہمیں تاوان جنگ نہ دے بہرحال کچھ بھی دے تاہم ہمیں اوسکا ممنون ہونا چاہیے کیونکہ اوسنے ہمارا اسکے سامنے

یوروپ میں جما دیا ہے جو درصورت لڑائی نہ ہونے کے ناممکن تھا۔

سارے نامہ نگار جو مختلف اخباروں کی میدان کارزار میں موجود تھے وہ متفق اللفظ بیان کرتے ہیں کہ ادہم پاشا کی فوج نے جو نیک سلوک باشندگان تھیسلی سے کیا ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے لوگ خواہ مخواہ غلطی سے گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا وہاں بدبختوں کی شومئی اعمال پہنچتے ہونگے جو آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ پر عمل کرکے نکل کھڑے ہوئے اگر کچھ قتل و غارت ہوا بھی تو وہ بھی یونانیوں کا کام تھا جو ہمیشہ عادتاً جہاں سے بھاگتے تھے قید خانے کھول جاتے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قیدی زنجیریں توڑ کر نکل آتے اور مکانات شہروں کو لوٹتے تھے اور جس وقت ترک داخل شہر ہوتے تھے تو اونسے ڈر کر بھاگ وہیں جا چھپتے تھے اور وہاں کی باشندوں کو ستاتے تھے اب بھی جہاں جہاں ترکوں کی جمعیت ہے وہاں ایسی بدمعاشوں اور رہزنوں کا بس نہیں چلتا۔ اور لوگ امن اور آسائش میں ہیں اب لوگوں کا اعتبار اس حسن سلوک کی اتنا جم گیا ہے کہ لوگ بکثرت اپنے گھروں کو واپس آگئے ہیں اور اپنے کام دھندوں میں لگ گئے ہیں۔ ان یونانی سپاہیوں نے لوگوں کو اسطرح بھی غارت کیا کہ اونہیں خواہ مخواہ یہ کہا کہ ترک آکر تمہیں لوٹیں گے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیچارے بہت تھوڑا اسباب لیکر بھاگ اور باقی چھوڑ گئے ٹائمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب تیس لاکھ پونڈ (۵ کروڑ روپیہ) تھیسلی والوں کا نقصان ہوا ہے۔

دو لوگوں کو اپنے ہمسایوں کے حالات سے سبق ملا اور اونہوں نے عقلمندی کی کہ وہ نہ بھاگے۔ اور بجائے ترکوں کے آنے پر اظہار خوشنودی کیا اور سلطان اور اوسکی افواج کو خیر مقدم کہا البتہ ڈیلی کرانیکل کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ میں ایک دو دن تک اون مظالم کی کیفیت لکھونگا جو ترکوں نے ایپائرس میں کیے ہیں ممکن ہے کہ ایک دو ایسے واقعات ہوئے ہوں اور پیدا ہونا بھی ایسے معرکہ میں کچھ غرابت نہیں لیکن کوئی ایسی شکایت نہیں سنی گئی۔ گو جو فوج ایپائرس میں تھی۔ وہ ادہم پاشا کی ماتحت افواج کی طرح بہت ہے ——

ایک تعجب خیز امر جو اس لڑائی میں ثابت ہوا ہے وہ جرمنی کی مداخلت ہے جرمن کے ماہرین جنگ اس کارزار میں بہت کچھ دخیل تھے اور یہ فتوحات ظاہرا انہیں کی اعلٰی تربیت کا بدیہی نتیجہ ہے اس سے عجب نہیں کہ سلطان آئندہ بھی مستفید ہو اور سول میں بھی یورپین کو اب زیادہ تر دخیل کرے اور یقین ہے کہ اگر سلطنت عثمانیہ کا انتظام متدین اور قابل آدمیوں کے ہاتھ میں چلا جاوے۔ تو ترکی عرصہ قلیل کے اندر ایک بڑی متمول سلطنت بنجاویگی جرمنی عرصہ سے چپکے چپکے اپنے دوستانہ اور تجارتی تعلقات قسطنطنیہ میں بڑھا رہا ہے چنانچہ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مقام قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ ابتدائی جھگڑے سے جرمنی سلطان کے ساتھ رہا ہے اور اوسکو یقین دلاتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اسمیں جرمنی کی غرض یہ ہے کہ یہاں کی تجارت سے فایدہ اوٹھائے اور سلطان بھی اس امر میں دل سے رضامند ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ جرمنی کے فایدہ میں انگلستان کی تجارت کو نقصان پہنچیگا۔ اب جس قدر ضروریات اسلحہ گولہ بارود وغیرہ کہ جنگی سامان کی گورنمنٹ ترکی کو پہنچتی ہے وہ جرمنی کے کارخانوں سے تیار ہوسکتے ہیں۔

جرمنی کی ایک متمول کمپنی نے سلطان کی خدمت میں ابھی ابھی بیس لاکھ پونڈ قرضہ بھی پیشکش کیا تھا مگر سلطان نے یہ کہکر نامنظور کیا کہ ہمیں بالفعل ضرورت نہیں اسمیں بھی عبدالحمید چال چلگیا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ بالفعل آگے خود ممنون ہونیکے جرمنی کو تجارتی فوائد کیلیے اپنا دست نگر اور گرویدہ کرے چنانچہ اوسنے ایک جرمن بنک کو یہ حوصلہ دیا ہے کہ وہ قلمرو عثمانیہ میں ایک بنک کھولیں۔ اور اس

جنگ کو بہت سے امتیازات کا وعدہ بھی دیا گیا ہے اور یقیناً اوسے بہت فائدہ بھی ہوگا اور اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ امتیازات صرف عطا ہونگے اب دیکھنا یہ ہے کہ روس ان تعلقات کو نگاہ سے دیکھیگا وہ بخوبی جانتا ہے کہ ترکی سپاہ اب جرمنی کے افسروں سے سکندری سے کم نہیں فرانسیس تو یہ کہتے ہیں کہ قیصر جرمن کا داؤں شاہ روس پہ چلگیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جرمن ادس سے بہت زیادہ عقلمند ہے جو آجتک لوگ سمجھے ہوئے تھے مگر خواہ اصلیت کچھ ہی ہو اسمیں ذرا بھی کلام نہیں کہ موجودہ شہنشاہ جرمن سلطان کا بڑا دوست ہے اور اس یگانگت اور اخلاص کا اظہار اپنے تاریخ تخت نشینی سے آجتک متواتر مختلف پیرایوں میں کیا ہے۔

جامع العلوم مراد آباد لکھتا ہے یونانیوں کی ترکوں نے ترکی تمام کر ہی دی اور اگر عیسائیوں کو زیادہ خواہش ہوگی تو وہ کمی بھی انشاء اللہ تعالیٰ بعد انقضائے میعاد التوائے جنگ پوری ہو رہیگی لیکن اب عیسائی گلہری اور رنگ لانیوالی ہے۔

اب یہ شگوفہ شروع ہونیوالا ہے کہ موجودہ خدیو مصر کو جو سلطان المعظم کے ہر طرح فرمانبردار اور ہوادار ہیں تخت سے اوتار دیا جاے اور کوئی اور کٹ پتلی مصری اسٹیج پر رکھدیا جاوے چنانچہ پیرس کے اخبارات کچھ ایسی ہی راگ الاپنے سرگرم ہیں شاید خود غرض لوگ یہ سمجھے ہیں کہ سابق عربی جنگ کیطرح موجودہ خدیو کو ساتھ ہی علحدہ کر لینا آسان بات ہے لیکن وہ بات اور تھی اور اب معاملہ [illegible] جب انگریزوں نے ادنکی کوشمالی کی تو سلطان خاموش رہے اس کام کو دیکھتے رہے علاوہ ادس زمانہ میں انگریزوں کی جانب سے کوئی بدگمانی بھی نہ تھی بلکہ اونکی فعل اور مداخلت کو نیک نیتی پر مبنی خیال کیا گیا تھا مگر اب صورت دوسری ہے [illegible] سلطان کو خیر خواہ ہیں اور سلطان انگریزوں کی دوستی کا پورا واقف ہو چکے ہیں اب اگر کوئی سلطنت خدیو سے بل لے گی تو سلطان خاموش نہ رہینگے یا اگر ان سے [illegible] کرنے پر آمادگی ظاہر کرینگے۔

علاوہ اذیں روس جو ہمیشہ برٹش اقتدار کو مصر میں کم ہوتا چاہتا ہے اس [illegible] کا مددگار ہوگا وہ بھی اس قصہ کو غنیمت سمجھ کر لے گا۔ دوسری قوت جو انگریزوں کیطرح مصر سے نفع لیا چاہتی ہے فرانس ہے اور شاید وہ دونوں کا نقصان دیکھکر کچھ ہاتھ پاؤں ہلائے لیکن ان دونوں کو جانی دشمن جرمنی سلطان سے متفق ہے وہ خود اونکی سرحد پر شفقت سے پہنچا دیگا۔ پھر [illegible] کا معاملہ [illegible] چھڑ جانیکا پورا احتمال ہے برٹش گورنمنٹ کو مصر میں الجھنے کی مہلت نہ دیگا۔ اور [illegible] گا۔

اگر مصر میں [illegible]

[illegible] سویز میں مشغول پا کر ممکن ہے کہ روس کی المغربی سرحد پر [illegible] دوست [illegible]

[illegible] کیا جاسکتا ہے [illegible] حجت کو کام فرما کر [illegible] کیا ہے۔

امیر [illegible] دوست [illegible] موجودہ [illegible]

جب [illegible] عیسائیوں [illegible] سرکار کا ساتھ دیگا لیکن [illegible] جو [illegible] ضیاء الملت والدین کیجانب اسلام کی بنیاد [illegible] سلطان کو [illegible] سلطان [illegible] زمانہ [illegible] سلطان [illegible]

کی آبرو اور مذہب کے قیام کا انحصار ہے۔ پس مصر سے بگڑتے ہی برٹش گورنمنٹ کو وہ تمام مشکلات پیش آ جائینگی جو ابھی یونان کی مدد کرنیکی حالت میں پیش آنیکو تیار تھیں اور برٹش گورنمنٹ کی دور اندیشانہ پالیسی نے اپنا ظاہرا ہاتھ اُسمیں ڈالکر اون کو ایک غیر محدود مستقبل پر ڈالدیا ہے طرح یونانیوں کو لڑاکر قتل کرنے کے لیے اب لارڈ سالسبری پارلیمنٹ کے ممبروں کو پشیمان کر رہے ہیں اس ہی طرح مصر سے جھگڑا کرنے کی حالت میں خود انگریزوں کا خون گراکر تمام انگلستان کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔

سلطان کے ساتھ آج تمام روئے زمین کے مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور سب اس ہی طرح ہوشیار ہیں جس طرح کہ سلطانی فوج کی تیاری تھی کہ تمام یوروپ حیران ہوگیا ہے سلطان کو تو شاید اب کوئی عیسائی "مرد علیل" کہنے کی جرات نہ کرے کیونکہ اب اُسکی طاقت سے تو سب اچھی طرح خبردار ہو چکے ہیں لیکن اب ایران کی باری ہے کہ اپنی مشہور سستی کا وہ بھی ایسا ہی ثبوت دیگا شاہ ایران مرحوم بہت ہی اُنا بادشاہ تھا اور اون کے بعد موجودہ شاہ نے حیرت انگیز عقلمندی کا اظہار کیا ہے پس ممکن نہیں ہے کہ اونہوں نے یوروپی ترقی حاصل کرنے میں غفلت کی ہو غرض یہ ہے کہ ایشیا کے وسط سے لیکر افریقہ کے شمالی حاشیہ تک جو اسلامی سلطنتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ اب بھی متفق ہو جائیں تو روئے زمین کے عیسائیوں کو کافی ہیں اور چونکہ عیسائیوں نے دشمنی کو حماقت سے مذہبی رنگ دیدیا ہے اسلیے ہر مسلمان نے ذاتی جھگڑے طے کر رکھے ہیں اور جس نے ایسا نہیں کیا ہے اوسے بہت جلد ایسی ضرورت ثابت ہو جائیگی۔

پس ہم صلاح دیتے ہیں کہ اب کوئی عیسائی سلطنت مصر پر ہاتھ نہ ڈالے اور اوسکو اپنے ہمسایہ ممالک کے زیر سایہ رہنے دے ورنہ وہ مشکلیں پیش آئینگی جنکا حل کرنا پھر ناخن تدبیر سے بہت دور ہو جائیگا یا کسقدر ظریف ہوا [illegible] کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر بے بہا وقت کی بربادی کا حساب کچھ دانشمندی ہی کا نتیجہ ہوگا۔

محاربہ روم و یونان کا آخری (پانچواں) ہفتہ اور التوائے جنگ

ہفتہ گزشتہ کے انتہا میں جنگ فرسالہ اور واستینو اور قبضہ دولو (دومو کوس) کی متصل کیفیت درج ہو چکی ہے ان مقامات سے ہزیمت فاش اوٹھاکر ولیعہد یونان نے تو معہ فوج مقام دوموکوس میں اپنا ہیڈ کوارٹر مقرر کیا اور دوسری طرف گورنمنٹ یونان نے بالحاح و منت دول یوروپ کچھ مدت میں مصالحت کرا دینے کی درخواست کی جنہوں نے گورنمنٹ مذکور سے بیچ بچاؤ کے متعلق یہ شرط قبول کرلینے کے بعد کہ یونان اپنے مصالح و اغراض دول یوروپ کے سپرد کر دے اپنے سفرا کی وساطت سے باب عالی سے التوائے جنگ کیلئے گزارش کی [illegible] نے سفرا [illegible] کو جواب دیا کہ التوائے جنگ سے پہلے مندرجہ ذیل شرائط کو گفتگوئے مصالحت کیلئے بطور بنیاد تسلیم کرلیا جاوے۔

(۱) یونان ٹرکی کو ایک کروڑ پونڈ ترکی (یعنی پونڈ ترکی برابر ہے [illegible] شلنگ کے) تاوان جنگ ادا کرے (۲) تھسیلی کا ٹرکی سے الحاق (۳) یونانیوں کی جن معاہدات کے رو سے ٹرکی میں بہت سارے حقوق حاصل ہیں اون کی ترمیم کیجاوے (۴) یونان ٹرکی کے درمیان جو انکے مجرموں کے متعلق معاہدہ کیا جائے ان شرائط کے منظور ہو جانے پر ٹرکی اور یونان کے وکلا مقام فرسالہ میں جمع ہو کر التوائے جنگ کی شرائط مرتب کرینگے اس التوا میں یہ بھی شرط ہوگی کہ [illegible] یوروپ پابند کا ہوں میں براہ سمندر ٹرکی فوج کیلئے یا ان [illegible] جایگا۔

ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ سفرائے دول ایجانی کیطرف سے ایسا جواب موصول ہونے کیلئے کسیطرح تیار نہ تھے انکو یہی امید تھی
کہ سلطان المعظم ایسی جلدی اور ایسی کامل طور پر جنگجو جماعت کے کہنے میں آجائینگے مگر (بقول نامہ نگار مذکور) سلطان المعظم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اپنی
مسلمان رعایا کی خواہشات کا مقابلہ کرنیکی بجائے یورپ کی منشا کی پروا نہ کرنیمیں اونکی سلامتی اور آسائش کیلئے کم خطرہ ہوگا۔

شرائط صلح کے متعلق مزید کارروائی درج کرنے سے پہلے یہ بیان کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا کہ شرائط مذکور پر سفرائے دول اور یورپ کے
متعصب عیسائی اخبار نویسوں اور مدبرین کا متعجب ہونا بھی کم تعجب خیز نہیں کیا وہ جنگ کریمیا کے سوا جسمیں بھی انہی دوست
عیسائی سلطنتوں کی مہربانی اور سلطان عبد الحمید کی ناسمجھی اور عاقبت اندیشی سے ترکی اپنی فتوحات سے کوئی اخلاقی مادی
یا جنگی فایدہ نہ اوٹھا سکی تھی ہمکو اس موجودہ صدی کی کوئی ایسی جنگ (چھوٹی یا بڑی) بتا سکتے ہیں کہ جسمیں فاتح نے
فریق مغلوب سے اگر اوسکو بالکل تابود نہ کیا ہو تو ملکی مالی اور اخلاقی فایدے نہ اوٹھائے ہوں اگر وہ انصاف و تاریخ کو مد نظر رکھیں
تو سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط کو سخت تصور کرنے کی بجائے اون کی بے اندازہ نرمی پر تعجب کریں جرمنی نے سنہ ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں
کیا فرانس سے نقد تاوان جنگ اور ملک نہیں لیا تھا سنہ ۱۸۷۸ء میں کیا روس نے صرف خود ہی تاوان جنگ اور ملک لیکر اور اپنی رعایا
کو ہرجانہ دلانے پر اکتفا نہ کرکے کئی صوبوں کو نئے قطعات دلا کر کامل یا نیم آزادی اور چند ہمسایہ سلطنتوں کو وسیع مفتوحہ ممالک نہیں دلا دیے تھے
یہی صوبہ تھسلی یونان کو کونسی فتح کے معاوضہ میں ملا تھا؟ کیا یہ ملک اس حقیر ریاست کو صرف اس امر کے صلہ میں نہیں دیا گیا تھا کہ جنگ کے
دوران میں اوسنے ترکی پر حملہ نہیں کیا تھا تو جب کہ اس ملک کی قیمت ایکدفعہ پڑ چکی ہے تو اب اگر ترکی ہزاروں مردان دلاور کا خون
بہا کر اوسپر دوامی قبضہ کرنا چاہتی ہے تو وہ کونسی زیادہ طلبی کر رہی ہے سنہ ۱۸۷۸ء یا سنہ ۱۸۸۱ء تو دور کی بات ہے شاہ برہما ملکہ مڈغاسکر شاہ اشانٹی
چترال و وزیرستان کے ساتھ رحمدل اور مہذب فرانس و انگلستان اگر یہی سلوک کرتے جو ترکی یونان کے ساتھ کرنا چاہتی ہے تو
وہ مدت العمر تک انکے ممنون رہتے۔ انگلستان اسی سال سنہ ۱۸۹۷ء میں والی بینین سے نصف ملک چھین کر باقی ملک ایک باجگذار ریاست کیصورت میں [illegible] دے اور
اس تاج بخشی پر پھولا نہ سماتا کیا اسکے مقابلہ میں سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط زیادہ سخت یا توقع سے بڑھکر سنگین کہی جا سکتی ہیں

خیر یہ تعصب تو عیسائیوں کی سابقہ کارروائیوں کو مد نظر رکھنے سے کسیقدر قابل درگذر بھی سمجھا جا سکتا ہے لیکن سلطان المعظم
کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرنے سے ٹائمز کے نامہ نگار اور خود ٹائمز اور اوسکے ہمخیال اپنی سفاہت اور نادانی کا ثبوت دے رہے ہیں یہ بیشک درست ہے
کہ خلیفہ وقت پر جمہور اسلام کی جایز خواہشات کے مطابق عملدرآمد کرنا لازمی امر ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جو
سلطان رعایا کے دلوں اور جذبات پر پورا پورا اقتدار حاصل نکرلے وہ کبھی واقعی سلطان المعظم نہیں ہو سکتا جیسا کہ اسوقت ترکوں
کا محبوب عبد الحمید ہے ایک ایسے سلطان کی نسبت جو طرح طرح کی مشکلات میں گرفتار ہونیکے باوجود دنیا کی سات عظیم الشان سلطنتوں
کو جن میں سے ہر ایک بجائے خود فرعون بے سامان کی حکومت کو ماند کر رہی ہے برسوں سے دبتا دباتا رہا ہو اور اپنی حکمت و تدبیر
سے کوئی اون کی پیش چلنے نہ دیتا ہو ایسا گمان بھی کرنا کہ وہ کسی ایک خاص جماعت کو قابو میں آگیا ہے محض اپنی ناواقفیت
کا ثبوت دینا ہے اور ایسے شخص کی جسنے روسیوں کی [illegible] طوفان بیخبری کے وقت جب کہ کل دنیا سلطنت اور

باشندگان شہر دار الخلافہ چھوڑ دینے کی بابت صلاح دیے رہے تھے مستقر الخلافت کو خالی کر دینے سے انکار کر دیا ہے فتح و نصرت کے موقعہ پر اپنی سلامتی یا آسائش کی نسبت متردد و خائف ہونا ٹائمز اور انداز عیسائی مدبرین ہی کا کام ہے اسمیں کوئی کلام نہیں کہ حضور ممدوح کا ہر ایک فعل اپنی جان نثار رعایا کی معقول تمناؤں اور مصلحت ضرورت وقت کے مناسب حال ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا کہ رعایا کی خواہش اوس فعل سے صورت پذیر ہوتی ہے بیجا یا مبالغہ آمیز نہیں لیکن سلطان المعظم پر یہ اتہام لگانا کہ وہ کسی خاص جماعت کی صلاح و مشورہ کو فوائد ملک پر مقدم سمجھتے ہیں انکی بست سالہ عہد حکومت کی بینظیر کامیابیوں جن کو کسی فرد بشر کو انکار نہیں جھٹلانا ہے۔

الغرض باب عالی کی ان شرائط پر بعض دول یورپ کے سفیر ایسے جھنجلائے کہ فوراً دوسرے ہی دن (۱۰ مئی) کو جواب الجواب کا ایک مسودہ تیار کیا گیا جس میں صلح کی شرائط پر بحث مباحثہ کرنے سے احتراز کر کے التوائے جنگ کی مکرر درخواست درج کی گئی اور باب عالی کو یہ اطلاع دینے کے بعد آپکا مراسلہ دول یورپ کی گورنمنٹوں کے پاس بھیجا گیا ہے ایسے بصورت اصرار سخت ترین مشکلات کے حادث ہونے سے تنبیہ کیا گیا آخر میں مسودہ مذکور میں یہ ایزاد کیا گیا کہ دول یورپ یونان کو پامال شدہ نہیں دیکھ سکتیں جرمن سفیر نے اس کاغذ پر جسے غالباً سر فلپ کری سفیر انگلستان نے تیار کیا ہوگا دستخط کرنے سے انکار کیا کہ جب تک مجھے اپنی گورنمنٹ سے ایسا کرنے کی اجازت نہ ہو میں نہیں کر سکتا اور اسطرح سے سفراء دول کا یہ حکم نامہ باب عالی تک پہنچنے نہ پایا۔ پیر کے دن (۱۷ مئی) کو سفرا نے دوبارہ مجلس منعقد کی مگر کوئی بات قرار نہ پا سکی کیونکہ جرمن سفیر کو حکم موصول ہو گیا تھا کہ وہ مجوزہ یادداشت کے متعلق دوسروں کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی نکرے۔ سفرائے دول (ٹائمز غالباً انگلستان اٹلی فرانس کے سفیروں کو ہی کل سفرائے دول قرار دے رہا ہے) عجب بے بسی کی حالت میں تھے کہ انکل کو دن زار کیطرف سے اعلے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں یہ تار موصول ہوا کہ میں آپ کی دوستی اور فیاضی پر بھروسہ کر کے التوائے جنگ کی التجا کرتا ہوں اور آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اگر جنگ ملتوی کیا گیا تو میں ہمیشہ کیلئے آپ کا ممنون احسان رہونگا اعلیحضرت نے زار کی درخواست منظور فرما کر فوراً التوائے جنگ کا حکم صادر کر دیا اور ادہم پاشا کو پیشقدمی سے رک جانے کے احکام روانہ کر دیئے گئے مگر یہ حکم مارشل موصوف کو فوراً نہ مل سکے اس اثناء میں سوکوس کے خونخوار جنگ ہو کر یونانیوں کو آخری ہزیمت فاش دیگئی جسکا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا۔ اور آخرکار ۲۰ مئی کو مارشل ادہم پاشا نے التوائے جنگ کا اعلان کر دیا

ٹائمز مورخہ ۲۱ مئی رقمطراز ہے کہ ٹرکی کی سرکاری جماعت کا رجحان اسطرف پایا جاتا ہے کہ پیشکردہ شرائط میں کسی قدر نرمی کر دیجائے اور کہ دول ٹرکی کو تھسلی کا کوئی آباد حصہ اور بے اندازہ تاوان جنگ دیئے جانے اور یونانی رعایا مقیمہ ٹرکی کی رعائتی حقوق کو توڑ دیئے جانے کی مخالفت کرنے میں راسخ العزم ہیں۔ اخبار مذکور مطالبات سلطانی پر یہ اعتراض بھی کرتا ہے کہ جنگ کا اعلان کرتے وقت باب عالی نے وعدہ کیا تھا کہ ہم یونان کی سرزمین کا ایک انچ بھی نہیں لینگے۔ اس اعتراض کے الزامی جواب تو بے شمار دیئے جا سکتے ہیں روس نے ۱۸۷۷ء میں اعلان جنگ کرنے سے پہلے یورپ کے ساتھ ایسا ہی وعدہ کیا تھا اور ہم چترال سے پہلے لارڈ ایلگن وائسرائے نے بھی سرحدی قبائل سے یہی وعدہ کیا تھا۔ انکی تعمیل جو ہوئی وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں مگر اسی ترکی سرکاری جماعت کی جس کی نسبت ٹائمز لکھتا ہے کہ وہ نرمی کیطرف مائل ہیں اس مسئلہ پر نہایت متانت سے بحث

کرکے کل معترضین کو شافی جواب دیدیا ہے۔ رپورٹر نے اُسے مفصل شایع کیا ہے اور وہ حسب ذیل ہے:-

"باب عالی کے مطالبات کو بنظر انصاف و معدلت دیکھنا چاہیے اور جب اونکو ایسی نگاہ سے دیکھا گیا۔ تو مجبوراً تسلیم کرنا پڑیگا کہ ٹرکی ان سے بڑھکر کوئی نرم شرائط پیش نہیں کر سکتی یہ مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ یونان آزاد بادشاہت ہوئی اوس وقت سے لیکر اب تک حرم پر یونانیوں کی مسلسل قزاقی اور کل قلمرو عثمانیہ میں یونانی رعایا کی نفرت انگیز بدروشی کی وجہ سے ٹرکی کے لیے تکالیف عدیدہ کا مستقل منبع بنا رہا ہے جنگ سے پہلے یونان نے جو رویہ اختیار کیا اسپر سخت ملامت ہو سکتی تھی) اور یہ عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ فقط جدید ملک ملنے کے لیے لڑائی کا متمنی تھا برخلاف اسکے ٹرکی کی پالیسی آخری وقت تک لڑائی سے بچنے کی رہی ہے اور جب یونان کی شرارتوں سے تنگ آکر اُسے اعلان جنگ کرنا پڑا تو یہ صرف اپنی جائز اغراض و حقوق کی حفاظت کے لیے کیا گیا تھا جنگ سے پہلے جو ترکی یادداشت مشتہر کی گئی تھی اوس میں بالصراحت بتا دیا گیا تھا کہ یونان کی فتح کرنیکا کسیکو خیال نہیں بلکہ محض سلطانی حقوق کی نگہداشت کیلیے باب عالی جنگ کر رہا ہے یادداشت مذکور کے اس حصہ کو یورپین اخبارات نے درست نہیں سمجھا اس سے جیسا کہ عام طور پر تصور کر لیا گیا ہے یہ مراد نہیں تھی کہ سلطان المعظم ان نقصانات اور تکالیف کا معاوضہ طلب نہیں کرینگے جو اوٹھانے پر اونکو مجبور کیا گیا تھا۔ یہ درست ہے کہ اگر یونان شروع میں اپنی افواج واپس بلا لیتا تو گورنمنٹ عثمانیہ بڑی خوشی کے ساتھ لڑائی سے محترز رہتی۔ اور کوئی معاوضہ نہ طلب کرتی مگر یونان نے ایسا نہ کیا۔ تسالیہ کے مفتوح ہونے تک وہ کریٹ سے فوجیں واپس منگوانے سے ہی پس و پیش کرتا رہا اور تاوقتیکہ اوسکی افواج کو کامل ہزیمت نہ ملگئی اوس نے التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر نہ کی۔ اس ایک مہینہ کی لڑائی میں ٹرکی کو جان و مال کا بہت نقصان اوٹھانا پڑا ہے۔ اگر ٹرکی تھیسلی کے الحاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کی وجہ فقط یہی ہے کہ یونانی طرف سے پھر قزاقانہ حملہ نہ کر سکیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ۱۸۸۱ء میں یہ ملک یونان کو اسلیے دیا گیا تھا کہ وہ دول یورپ کی مقرر کردہ شرائط کو پورا کرے کیونکہ پوری نہیں کی گئیں پس تھیسلی کا واپس لیا جانا جدید ملک کا فتح کرنا تصور نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی تاوان جنگ اور تھیسلی کے متعلق

ل ۱۸۷۷ء کے جنگ روم و روس میں یونان انگلستان کی فہمایش پر ٹرکی پر حملہ آور ہونے سے محترز رہا تھا۔ لڑائی کے خاتمہ پر جب صلح کی شرائط مقرر کرنیکو لیے برلن میں دول یورپ کے سفرا کی کانفرنس جمع ہوئی۔ تو انگلستان و فرانس کی سفارش پر ٹرکی کے صوبہ جات کے متعلق اپنے ملک کے دعاوی پیش کرنے کے لیے یونان کے وکلا کو بھی حاضر ہونیکی اجازت دیگئی۔ آخر کار عہدنامہ برلن کی ۲۴ دین دفعہ میں قرار دیا گیا کہ قیام امن کیلیے ٹرکی و یونان کی سرحدوں کا تصفیہ کیا جاوے اگر دونوں فریق آپس میں نہ کر سکیں تو دول یورپ فیصلہ کرا دیں۔ یونان تمام صوبہ تھیسلی اپائرس اور کسیقدر حصہ صوبہ مقدونیہ کا دعوی کرتا تھا سلطان کچھ بھی نہیں دیتے تھے جس پر دول یورپ نے جو اوسوقت ٹرکی کے برخلاف تھے سال ۱۸۸۱ء میں لنڈن میں کانفرنس کر کے صوبہ تھیسلی یونان کو ملنے کا فیصلہ کیا اور اوسی سال امیر المومنین پر سخت دباؤ ڈالکر جو اوسوقت مقابلہ کرنے سے بالکل عاجز تھے ملک مذکور یونان کو دلا دیا تھا پس سب سے بڑی شرط اور جو ملک دلائے جانیکی آیندہ کیلیے قیام امن تھا جو یونان نے قایم نہ رکھا۔ انگلستان نے جنگ روم و روس کے وقت یونان کو ٹرکی سے کیوں جنگ نہ کرنے دیا ایسا سوال ہے جسکا جواب دینے کی یہاں گنجایش نہیں۔ اسوقت یہی بتا دینا کافی ہے کہ ادسی وسوقت کا عوض اب یونان اور انگلستان سے لے رہا ہے قیام امن کے علاوہ دوسری اہم شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ گورنمنٹ یونان (بقیہ حاشیہ بر صفحہ نمبر ۱۱۰)

گو یہ دونوں امر بالکل مبنی بر انصاف سمجھے جاتے ہیں۔ باب عالی دول یوروپ سے مباحثہ کرنیکے لیے تیار ہے اور یونان کی دیوالیہ پن کو مدنظر رکھکر اور نیز اپنی صلح آمیز پالیسی کا انتہائی ثبوت دینے کیلئے شاید وہ اونمیں کسیقدر ترمیم بھی کردے لیکن مطالبہ منسوخی رعایات کے بارہ میں اپنے ملک کی اغراض کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ عثمانیہ کیلئے کسی ترمیم کا کرنا بالکل ناممکن ہے سرویا اور رومینیا تک کو جو ہر طرحسے یونان سے اعلیٰ ہیں یہ رعایتیں حاصل نہیں۔ پس یونان کیلئے ایسی رعایتیں قایم نہیں رکھی جا سکتیں جنکو اوسنے نہایت قابل شرم طرحسے برتا ہے بنابریں پوری اعتماد کیساتھ امید کیجاتی ہے کہ یوروپ میں اسقدر حس انصاف موجود ہوگی کہ وہ ٹرکی کو اس امر پر جس سے دست بردار ہونیکا آئے بالجزم کرلیا ہے مجبور نہ کریگی۔ اگر یوروپ بزور شمشیر حق تلفی کی کوشش کرے گا تو ایسی حالت درپیش آجائے گی جو امن عامہ کے حق میں نہایت مضر ہوگی۔ ایسی ناانصافی سے ترکی آبادی بالضرور مشتعل ہوجاویگی اور گورنمنٹ اپنے تئیں اون خطرناک نتایج کا جو پیدا ہوں گے ذمہ دار نہیں سمجھ سکیگی اور انجام کار دول یوروپ اس بارہ میں اپنے فعل کے نتیجے سے لاکلام نہایت ہی سخت متاسف ہونگی ۔

تاوان جنگ کے متعلق ٹائمز کا نامہ نگار اتینز سے حسب ذیل لکھتا ہے۔ تاوان جنگ کے مطالبہ کی نسبت دل یوروپ خواہ کیسے ہی یونان کے صیغہ مال کے مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کو بھی سلجھانیکا ارادہ رکھتی ہوں کوئی قابل اطمینان کارروائی نہیں کرسکتیں وہ اس امر کی بمشکل اجازت دینگی کہ عمرکراوٹ کے زیدیہ کا گھر بطور دیوالیہ بتلا دی پارٹی کو جو خود اپنے قرضخواہوں کے مطالبات بھی پوری نہیں کرسکی۔ اون صیغہ ہائے آمدنی پر متصرف ہوں وینگی جو استحقاقاً یونانیوں کے دائنوں کی ملکیت ہیں۔ اگر یونان کو ایک حبہ بھی تاوان جنگ دینا پڑا تو بھی اوسکے قرضخواہوں کے لیے اچھی آثار نظر نہیں آتے ہے صوبہ تھسلی کی فصل بالکل برباد ہوگئی ہے تجارت کئی مہینوں سے بند ہے اور محصول پرمٹ کی آمدنی نفی کے برابر ہوگئی ہے تھسلی کے باشندونکو اگلی فصل تک لازمی طور پر خیراتی ٹکڑوں پر گذران کرنی پڑے گی اگر دول یوروپ یونان کی مالی حالت کا انتظام کرنیکا فیصلہ کریں تو گویہ امر یونانیوں کو سخت ناگوار ہوگا وہ یونان کے لیے بہت بہتر ہوگا۔

اسکے متعلق افواہ ہے کہ جرمنی سلطان المعظم کو تحریک کر رہی ہے کہ یونانی صیغہ مال پر یوروپین نگرانی قایم کیجانیکی بااصرار تاکید کریں۔ کیونکہ صرف اسی طریق سے تاوان جنگ کی ادائیگی ممکن الحصول ہو سکے گی۔ وآینا کا ایک اخبار مطلوبہ تاوان جنگ کا واقعی خرچ سے مقابلہ کرکے مندرجہ ذیل تفصیل تحریر کرتا ہے ۔

باب عالی کے ذمہ افواج اور سامان حرب کی بار برداری کی بابت مختلف ریلوے کمپنیوں کا ستر لاکھ فرینک (فرینک = ۱۱ر) بار برداری

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (۱) مسلمان باشندگان تھسلی کے جملہ حقوق مذہبی وملکی کی نگہداشت کرے گی اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جاویگی۔ دوسری شرط یہ تھی کہ یونان باب عالی کو قومی قرضہ کا جزو ادس لسبت سے ادا کرے جو نسبت کہ صوبہ تھسلی کی آمدنی کو کل مملکت محروسہ کی آمدنی سے ہے انکی تھسلی یونان کی عملداری میں ہونی کہ تھوڑے عرصہ میں پچیس ہزار کی مسلمان آبادی سے فقط چند سو مسلمان تھسلی میں رہگئے۔ باقی گورنمنٹ اور عیسائی ہمسایوں کے دست ظلم سے تنگ آکر ہجرت کرگئے اور قومی قرضہ کی جزو کی بابت باوجود متواتر مطالبات کے ابتک ایک حبہ سلطنت عثمانیہ کے قرضخواہوں کو ادا نہیں کیا گیا ادا کرنا تو درکنار رقم تک کا تعین نہ کیا گیا کہ کسقدر یونان کو ادا کرنی واجب ہے فتح تھسلی کی یوروپین اخبار اعتراض ہیں کہ مسلمان مہاجرین جوق درجوق اپنے وطن مالوف کو واپس چلے جا رہے ہیں اور اپنی املاک پر متصرف وقابض ہو رہے ہیں

بذریعہ جہازات دس لاکھ فرینک بحری اور بری افواج متعینہ کارزار کا خرچ خوراک وغیرہ دو مہینوں کی بابت یا نوے لاکھ فرینک چندہ عساکر رد ... کے فنڈ سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ ترکی ہنگری اور روسی گھوڑے اسلحہ اور سامان حرب کی خرید پر خرچ ہوئے متفرق اخراجات کا اندازہ ساڑھے تین لاکھ پونڈ ترکی کیا گیا ہے یہ دونوں رقمیں پانچ لاکھ دس ہزار پونڈ ترکی ہوئیں۔ مگر چونکہ تقریباً نصف سامان و گھوڑے وغیرہ باقی موجود ہیں اسلیئے آدھی رقم یعنے ستر لاکھ فرینک محسوب کی گئی شہید افسروں اور سپاہیوں کو جو جنگی پنشن اور انعام ملینگے انکا اندازہ بیس لاکھ فرینک کیا گیا ہے۔ یونانی بیڑہ نے ترکی ساحل پر گولہ باری کر کے مختلف مقامات کو جو نقصان پہنچایا ہے معہ قیمت اون ترکی اتواپ کے جو تباہ کیگئیں ۲۰ لاکھ فرینک جملہ تین کروڑ چالیس لاکھ فرینک۔ اسپر بیس لاکھ فرینک مغالطہ حساب کیلیئے اضافہ کرکے کل رقم تین کروڑ ساٹھ لاکھ فرینک یعنی ۱۸ لاکھ پونڈ ترکی بتائی گئی ہے۔ انگلستان کا مشہور سوشلسٹ مسٹر ہنڈمین نے جسے لارڈ میر کے جلسہ امداد قحط زدگان ہند میں انگریزی ہمدردی کی بخوبی قلعی کھولی تھی۔ بطریق استہزا تجویز پیش کی ہے کہ ترکی مطالبہ کا تیسرا حصہ یعنی ۶ لاکھ پونڈ انگریزی اون سو ممبران پارلیمنٹ سے لیئے جاویں جنہوں نے تاریں بھیجکر یونان کو جنگ پر ابھارا اور تباہ کرایا۔ مسٹر موصوف کے خیال میں فی ممبر تیس تیس ہزار پونڈ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

[illegible] بعض متعصب عیسائی سلطنتوں اور اکثر عیسائی اخبارات میں جو تعلیل برپا ہو گئی تھی اوسکا شمہ ناظرین کو سطور مندرجہ بالا کے معاینہ سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ مگر عیسائیوں کی پہلی گیدڑ بھبکیوں اور شتاب کاریوں کیطرح اس دفعہ بھی سلطان المعظم کے حزم و استقلال کے سامنے مسیحی دنیا کے غیظ و غضب کی کوئی پیش نہ گئی اور جیسا کہ آجتک کی تاروں سے معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ عثمانیہ باوجود چار ہفتے گذر گئے اپنے مطالبات پر پورے **وثوق** سے مصر ہے اور جب ایک مہینہ میں دول یوروپ کے مخالف حصہ کو کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ تو آیندہ بھی ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔

جنگ دوموکوس

اعلیحضرت سلطان المعظم نے جب ادہم پاشا کو بذریعہ تار التوائے جنگ کا حکم ارسال کیا تو اوس وقت تک دوموکو کی لڑائی علی طور پر ختم ہو چکی تھی۔ اس لڑائی کے متعلق بھی دیگر جنگ کی ابتدائی تاریں کسیقدر مہمل اور مجمل تھیں جسکے لیئے وہ اسیطرح سے معذور بھی سمجھے جا سکتے ہیں کیونکہ میدان جنگ سے یکبارگی صحیح اور مفصل خبر کا ملنا مشکل ہوا کرتا ہے مگر [illegible] معلوم ہوئی تو منکشف ہو گیا کہ یہی بعینہ پہلی لڑائیوں کی [illegible] ہوئی یعنے یہاں بھی ترکی افسروں کی جنگی اوصاف اور یونانیوں نے طبعی بزدلی کا کامل ثبوت دیا۔ [illegible] معلوم نہیں کہ اس جنگ میں یونانی فوج اور اونکی جانب [illegible] محصوں نے آخری وقت تک کمال شجاعت اور جانتوڑ مقابلہ کی ایسی داد دی کہ غنیم کے ادھر سے بھی بجا اعتبار بھی تحریف کے مستحق ٹھیرے مگر جہانتک خاص یونانی سپاہیوں کا تعلق تھا یہ لڑائی بھی بالعموم مضطربانہ فرار اور بے انتظامی کے سلسلہ سے برختم ہوئی۔ بیوپڑ کے خاص نامہ نگار نے ۱۹ مئی کو یعنے لڑائی سے ٹھیک دو دن بعد اپنی تار سے مشرح حالات حسب ذیل ... یونانی فوجیں نعل کی شکل میں صف آرا تھیں۔ اس نعل کی دائیں جانب وہ سرے کی کسیقدر جھولی ہوئی تھی یہاں پر کرنیل ترپیکی تین ہاتھ یا بیان پہلا توپخانہ نصب تھا اور بائیں طرف پیدل اونکو ساتھ تھی دوسرے کومن کو مقابل پہاڑ کی ڈھلوان [illegible]

ٹیلوں پر جو میدان کی طرف بڑھے چلے جاتے تھے۔ کوہی اور میدانی توپوں کی پانچ باٹریاں اور بارہ سے لیکر پندرہ ہزار تک فوج
پیدل۔ اس مقابل کی فوج کی داہنی طرف میدانی و کوہی توپوں کی چار باٹریاں آٹھ بیٹن میں ایک باٹری بمقام کنزیڈی تھی اور کل تیرہ
ہزار فوج پیدل اسطرف متعین تھی چھ ہزار پیدل ڈوموکوس کی بائیں طرف پہاڑ کی ایک نمایاں شاخ پر بطور کمک کھڑے کئے گئے۔ یونانی افواج
کو دو ۱۵ اسنٹی میٹر دہانہ قطر کی کروپ توپوں سے مدد تھی جن میں سے ایک تو نے قلعہ پر جو شہر سے اوپر ہی نصب تھی اور دوسری ڈوموکوس کی
داہنی جانب ایک بلند پہاڑی پر رکھی تھی۔ تقویت پہنچ رہی تھی۔ توپیں کرنل کا شوبولوس کے زیر کمان تھیں کل یونانی فوج ۳۵
اور چالیس ہزار کے درمیان تھی پانسو سوار بھی اسی میں شامل ہیں۔ جو ترکی فوج یونانی فوج کے میسرہ اور مقدمۃ الجیش کے مقابل تھی
اسکی تعداد پچاس ہزار سے کم نہ تھی۔ ترکی فوج جو میمنہ کے مقابل تھی وہ شمار میں غالباً ۲۰ ہزار تھی۔ اس کی کارزار کی نسبت
چشم دید کچھ نہیں لکھ سکتا بلکہ صرف نتائج سے اوسکا قیاس کرونگا۔

[illegible] سالاکی شاہ [illegible] گزشتہ دکھائی دی۔ اوسیوقت ایک فوج سلسلہ کوہ خاص [illegible]
[illegible] شروع ہوگیا جنرل [illegible]
فوج [illegible] صبح کے [illegible] بعد [illegible]
[illegible] سامنے [illegible] آتشباری شروع [illegible]

کی چوٹی پر نمودار ہوئی اور یونانی [illegible] جب کہ ترکی سپاہ شاندار انداز سے [illegible]
میکالس میسرہ کا اور جنرل مکرلیس میمنہ کی کمان پر تھے کوہ خاص پر باری والی ترکی باٹریاں [illegible]
کی شاہراہ پر آگئے بلکہ میدان میں پہنچکر صفوف جنگ آراستہ کرلیں برابر گولہ باری کرتی رہیں ڈوموکوس کی بلندیوں سے [illegible] شجاعت
میں یہ نظارہ نہایت ہی دلفریب معلوم ہوتا تھا پانچ دستے سوار [illegible] دو میل تک شرکہ [illegible] اور پھر مشرق کی طرف [illegible] کوہ خاص
دیا [illegible] پیچھے [illegible] فوج پیدل [illegible] نہایت ثابت قدمی سے تین میل آگے بڑھ آئی اور پھر میسرہ کی طرف [illegible]
کے [illegible] جس سے بلندی [illegible] یونانی مقدمۃ الجیش کے مشرق کی جانب [illegible]
شرکہ کے مشرق میں ایک پست ٹیلے کے قریب [illegible] یونانی [illegible] بہت عمدہ پناہ کی [illegible]
کھڑی کیگئیں یونانی پہاڑی کروپ توپ [illegible] فاصلہ جلدی معلوم کرلینے [illegible] ترکوں کی
حرکت میں جو [illegible] میدان جنگ [illegible] قواعد کا [illegible]
اپنی ترتیب کو ویسی ہی مستقل مزاجی [illegible] اسوقت ایک یونانی باٹری [illegible] میدان کی طرف جانیوالی [illegible] شرکہ [illegible]
بمقام [illegible] پہاڑی پر نصب تھی ترکی فوج کی [illegible] معلوم کرلیا اور ترکی باٹریوں [illegible]
کی [illegible] ایک پہاڑی قبیلہ کا نام [illegible] سپاہی [illegible]
مجتمع ہوئے [illegible] مقدمۃ الجیش [illegible] یونانی [illegible]
دوسرے [illegible]
معلوم ہوتی تھیں یونانی توپوں [illegible]
[illegible]

ترکی باتری میں جو سڑک کے دائیں طرف تھی۔ ان دونوں گولوں نے بہت نقصان پہنچایا۔ کیونکہ دو ترکی توپیں کچھ عرصہ کے لیے خاموش ہو گئی تھیں۔

چار بجے کے قریب اور ترکی سوار رسالہ کی سڑک پر نمودار ہوئے۔ اور ولکہ گو کے نشانے سے یونانی فوج کی میمنہ کیطرف جھک گئی اسیوقت ترکی میسرہ نے حملہ کے لیے پیشقدمی کی۔ سڑک کے الرشلیہ کے دونوں جانبوں سے دو ترکی باتریوں میں ... بارہ گرہ یونانی قلب کی توپوں پر آتشباری شروع کی اور اسی لحظہ فوج پیدل کی صفیں بچتے ہوئے موضع کے سامنے مغرب کیطرف بڑھکر نہایت خوبصورتی اور نظام سے پھیل گئیں اور گول دستی نیکہ کی شکل میں ہو کر مورچوں اور نیو سپاہیوں۔ اور ڈیڑھ سو اطالین والینٹر و نیز دو اکیا ... کردتا اطالین والینٹر گیری بالڈی کے زیر کمان تھے جو دو پہر سے پہلے ممالک اجنبیہ کے امدادی لشکر کے معائنہ کرنیکو جو یونانی میسرہ پر مامور تھا چلا گیا تھا اسکی عدم موجودگی میں مسمی سپرانی کو کمان ملی اور اطالین مجاہدین کو اور دیگر سپاہیوں کی امداد کے لیے اون مورچوں میں جانیکا جو ایک یونانی باتری کے سامنے ہی حکم ملا۔ اونہوں نے عظیم پر نہایت سخت آتشباری کی مگر نہ یہ آتشباری اور نہ یونانیوں کی آگے بڑھ آئی ہوئی باتریوں کی مسلسل صف شکن گولہ باری ترکوں کی ثابت قدم پیشقدمی کو روک سکی اس وقت یہ واقعی مشکل امر تھا۔ آیا ترکوں کی جوانمردانہ ثابت قدمی کی تعریف کیجائے۔ جن کی صفوں کو توپوں کے پھٹنے والے گولے اور رائفلوں کی مسلسل باڑھیں ہر وقت پریشان کر رہی تھیں یا اون اطالین سپاہیوں کی قادر اندازی اور بے نظیر نشانہ بازی کی۔ ترک ایک پہاڑی کیطرف جسکی سطح دو دیوار کر درختوں سے ڈھپی ہوئی تھی بڑھتے تھے۔ اونکا ارادہ نوک سنگین حملہ کرنیکا معلوم ہوتا تھا مگر اطالین سپاہیوں کی باڑھوں اور گولوں نے اونکے قدم ڈگمگا دیئے اور وہ آڑمیں جانے کے لیے میدان کو ہٹ گئے۔ ۱۵۰ اطالین سپاہیوں میں سے دس قتل اور ۳۰ زخمی ہوئے مجروحین میں انکا کمانڈر سپرانی بھی تھا۔ اس لڑائی میں سب سے زیادہ بہادری اطالین سپاہیوں کی شراب فروش عورت نے دکھلائی جو سرخ جاکٹ پہنے ہوئی اپنی مجروح ہموطنوں کی امداد کے لیے لڑائی کے گھمسان میں پھرتی رہی اور لڑائی اور مراجعت دونوں موقعوں پر سب طرح سے محفوظ و مصئون رہکر ایک مجروحین کے ہمراہی رہی یہانتک کہ اون کو بندرسر پہنچ کر جرمنی فوجی شفاخانہ میں پہنچا دیا۔

لڑائی کا نازک موقعہ اب قریب آپہنچا تھا اسوقت یونانی سوارونکا ایک دستہ خوار سڑک سے میدان کیطرف اسطرح سے اترا کہ وہ ترکی فوج پر حملہ کرنے لگا ہے مگر فوراً ہی پیچھے ہٹا لیا گیا۔ ساڑھے چار بجے ترکی فوجیں وہ آگور باتی کیطرف بجانب میسرہ پھیلتی ہوئی دکھائی دیں دو بازیان اونکی ساتھ تھیں اور اسکے بعد جلدی ہی میدان جنگ دو میل تک فرداً فرداً لڑائی کرنے والے سپاہیوں اور اون کے تمکیوں سے بھر گیا۔ ترکی میمنہ کی اس زبردست حملہ کے ساتھ ہی خاص پیارسی کی دو باتریوں نے جنھوں نے لڑائی کو شروع کیا تھا یونانی میسرہ پر آگ برسانی شروع کردی اور اون کی آن میں تمام جھونپڑی مشتعل ہو گئی یہ شعلے توپوں کے گولوں سے جنگلی جھاڑیوں میں آگ لگنے اور موضع کیتلی کی آتشزدگی سے جسے ترکوں نے یونانی میمنہ کو دالیس ہٹا کر اور پچاس یونانیوں کو قتل کر کے فتح کیا تھا پیدا ہوئے تھے جنرل مکیس کمانڈر میمنہ نے بڑی بیقراری کیساتھ کمک طلب کی تین ہزار انگلی سپاہی اور دو بازیاں کوہی توپوں کی اوسکی مدد کو بھیجی گئیں میدنیو لا یونانی میسرہ پر ترکوں نے زیادہ سختی سے عمل درآمد کیا تھا اور اسکے ساتھ ہی دو سو کوس کے پیچھے یونانی مقدمۃ ...

پر بلہ کر دیا گیا تھا۔ پون گھنٹہ تک رائیفلوں اور توپوں سے مسلسل آگ برستی رہی۔ جسکا اثر یہ ہوا کہ یونانی بجز چین کا ایک نا متناہی سلسلہ عقب لشکر کو خمدار رستہ پر سے پہونچایا جاتا ہوا نظر آنے لگ گیا۔

لڑائی کی موج اب یونانی میمنہ کیطرف بڑھی اور اوزونی سپاہیوں کے موریچوں اور دسویں رجمنٹ پیدل کی صفوں پر نہایت سخت حملہ کیا گیا۔ یونانی ترکی آتشباری کے سامنے بڑے حوصلہ سے کھڑے رہے مگر کرنیل مادر و میکالیس نے جو حسن اتفاق سے اپنی صفوں کے اس حصہ کیطرف گشت کر رہا تھا۔ فوراً کمک طلب کی اور باقاعدہ تین ہزار ترکی سپاہ نے ڈوموکوس کے مقابل مقدمۃ الجیش کے دائیں حصہ کے پاس پہنچکر جنگ کنندہ صفوں کی امداد کیلئے اپنی صفیں آراستہ کیں اسوقت کرنیل اور و میکالیس کو کولہے میں گولی لگی اور وہ گاڑی پر سوار ہو کر میدان جنگ سے لامیہ کو جو ڈوموکوس سے پندرہ میل بجانب جنوب ہے بھیجا گیا۔ اسکے بھتیجے اور اے ڈی کانگ جارج کو پیشانی میں گولی لگی اور سر سے پار نکل گئی۔ اگرچہ لامیہ پہنچایا گیا مگر پہنچتے ہی مر گیا۔

انجام یونانی فوج لڑائی میں شامل تھی اور میدان جنگ پر عجیب شاندار نظارہ نظر آ رہا تھا۔ لڑائی کا زور پھر یونانی میسرہ پر جا پڑا اور ساڑھے ۵ بجے کے قریب تمام میدان سخت خونخوار جنگ کرنیوالے سپاہیوں سے بھرا ہوا تھا۔ سات بجے دونوں طرفوں سے آتشباری کم ہو گئی اور شام کے قریب پہنچکر تقریباً بند ہو گئی فقط قلعہ یا پہاڑی کی ترکی توپوں اور میدانی توپخانوں سے وقتاً فوقتاً گولہ چلتا رہا بعد غروب آفتاب کیوقت یونانی سوار میدان سے ہٹ کر درہ فرکا کو چلے گئے اسوقت تک یونانی میمنہ سے لیکر مقدمۃ الجیش سے ہوتے ہوئے برابر میسرہ تک اپنی جگہ پر قائم تھے مگر یہی معلوم ہوتا کہ من حیث المجموع آج کی لڑائی کا پانسہ یہی یونانیوں کے برخلاف پڑا ہے۔ تاریکی چھانے سے پہلے ہی تو اس قابل یادگار لڑائی کے قابل یادگار سین پر آخری نظر دوڑائی۔ اور تھوڑی دیر بعد رات نے اس خونخوار لڑائی کا خاتمہ کیا چار سو مجروح جنہیں مورچوں اور خندقوں سے جمع ہو گئے تھے … اور وہاں سے بندر … کو پہونچائے گئے۔ ڈوموکوس کے عارضی ہسپتال میں نظارہ نہایت ہی رقت انگیز تھا۔ لامیہ کو لیجاتے وقت زخمیوں کی آہوں نے صفحہ آسمان … پھاڑ ڈالی تھیں۔ رات کو آٹھ بجے یونانیوں کے میمنہ کو شکست یاب ہونیکی وجہ سے انکی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور انکے لئے ڈوموکوس سے بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ جرنیل سمولنسکی کا ڈویژن مقام امیرو میں اپنی قسمت پر چھوڑ دیا گیا اسوقت جرنیل مذکور کی ڈویژن کا ماسوا سمندری جانب کے … محاصرہ ہو چکا ہوگا … سے یا تو ترکوں کے سامنے ہتھیار ڈال دینے پڑینگے … یونانی بیڑہ پر سوار ہو کر براہ سمندر جان بچا کر بھاگیگا میں میدان جنگ سے لوٹ نکلے … واپسی کا حکم دیا جا چکا تھا اور یہ تیسری مراجعت تھی۔ … یہ واپسی بھی اگرچہ ہولناک نظاروں سے نہایت ہی رقت انگیز تھی مگر اسمیں کسیطرح بد امنی نہ ہونے پائی راستہ میں بھی بھگوڑے یونانیوں کی گاڑیوں کمسریٹ چھکڑوں اور توپخانہ و سواروں کے گھوڑوں کی وجہ سے کئی دفعہ سڑک پر رکنا پڑا لیکن رات چاندنی ہونے کیوجہ سے کوئی عام … نہ ہونے پائی … سے پہلے ہی بخیریت لامیہ پہونچ گیا اور سکان … کوئی بستر تھا میں … پڑا … سوار … اسطرف کی تمام تھامیں رکی ہوئی یا کٹی ہوئی ہونیکی وجہ سے مجھے بہت دیر … پڑا ایسے لوگوں کا بیان ہے کہ … توپخانہ واپس لے آئے ہیں شہزادہ ولیعہد بہادر سپہ سالار افواج یونان ایک بجے … رات کے اور … نے سکان کو چھوڑ کے … اور علی الصباح گاڑی پر سوار ہو کر ڈوموکوس سے پیچھے ہٹ گئی …

لامیہ جانیکی بجائے سیدھے بندر مرتیو کو گئے کہ وہاں سے جہاز پر سوار ہوکر قصبہ کلیس کو چلے جائیں *

جنگ اپائرس

یونانیوں نے بزدلی اور غلط بیانی کو قومی بدنامی کا پیمانہ پر کرنیکے لیے کافی نہ سمجھکے اسے لبالب بھر دینے کیلیے جنگ کے اختتام کے موقعہ پر اپنی بدعہدی بے ایمانی اور غداری کو بھی اچھی طرح سے واضح کردیا ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ جنگ سرحد کے ایک سرے یعنی خلیج سالونیکا سے لیکر مغربی سرے یعنی خلیج آرٹا تک جاری تھی۔ مگر انتظام میں سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے لیے ترکوں نے اپنی فوجوں کو دو حصوں میں منقسم کرکے ایک کو زیر کمان ادہم پاشا صوبہ تھیسلی پر مامور کیا اور دوسرے حصہ کو احمد حفظی پاشا کے زیر کمان ترکی صوبہ اپائرس کی حفاظت سپرد کی۔

اسیطرح یونانیوں نے بھی اپنی فوج کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کرکے ایک کو زیر کمان ولیعہد (کہ جو ادہم پاشا کے مقابلہ پر لگایا اور دوسرے حصہ کو کرنیل مانوس کے ماتحت اپائرس پر پیشقدمی کرنیکا حکم دیا۔ ولیعہد کی فوج ضلع لاریسا تریکالا اور دوسری حصہ کی حفاظت پر تھی اور کرنیل مانوس کی فوج ضلع آرٹا کی جو صوبہ اپائرس سے ملحق ہے زیر کمان افسر کو بھی جیسا کہ پہلے ہفتوں کے واقعات میں بیان ہو چکا ہے ترکی فوج نے ولیعہد یونان سے کچھ کم شکستیں نہ دیں لیکن فرق اتنا رہا کہ ایک طرف تو ادہم پاشا سرحد سے عبور کرکے یونانی فوج کو بھگاتے ہوئے دوموکوس تک پہنچ گئے مگر اپائرس میں ترک فوجیں سرحد کو عبور نہ کیا۔ خود یونانی دریا آرٹا سے گذر کر ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوئے اور ترک انکو شکست پر شکست دیکر صرف حد سے پیچھے ہٹا دینے پر اکتفا کرتے رہے اور یونانی علاقہ پر حملہ آور نہ ہوئے۔

مئی کے دوسرے ہفتہ میں جب ادہم پاشا کی ڈویژن فرسالہ اور ولسٹینو وغیرہ مقامات پر قابض ہوکر دوموکوس کیطرف جہاں ولیعہد بہادر نے بزعم خود ناقابل تسخیر مورچہ بندیاں تیار کرلی تھیں بڑھ رہی تھی تو گورنمنٹ یونان نے اسیوقت دول یورپ سے بمنت و التماس التوائے جنگ کی درخواست کردی اسوقت کرنیل مانوس کی فوج بھی سہ بارہ شکست کھاکر آرٹا کو ہٹ آئی ہوئی تھی لیکن جلد ہی کمک وغیرہ پہنچ جانے کے بعد وہ اس گھمنڈ میں آگیا کہ اگر میں ترکی علاقہ پر حملہ آور ہو کر کچھ ملک اپنے قبضہ میں کرلونگا چنانچہ جب اسنے اسبارہ میں اپنی گورنمنٹ سے اجازت طلب کی۔ تو باوجودیکہ یونانی وزراء نے اس امر کو بالکل بھلا کر کہ ہم تو کمال الحاح کے ساتھ التوائے جنگ کیلیے منتیں کر رہے ہیں حملہ کی اجازت کس منہ سے دیں اوسکو فوراً اجازت دیدی اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر ہمارا کمانڈر کسیقدر ملک لینے میں کامیاب ہوگیا۔ تو تھیسلی میں جو ناکامیابی ترکوں کو ہوئی ہے شاید اوسکی کچھ تلافی ہوجائے اور شرائط صلح سخت نہ ہو سکیں لیکن یونانی بہادر فوج نے اونکی تصرف اس توقع کو باطل کردیا بلکہ بے ایمانی رجت ڈالے بغیر بھی نہ رہی۔ ایک طرف تو کرنیل مانوس کی فوج کو تاریخ ۱۳ ادہم ۱۴ مئی بمقام گریبووا شکست فاش ملی اور دوسری طرف مارشل ادہم پاشا نے یونانیوں کی اس بدعہدی کی خبر سنکر دوموکوس پر حملہ کر دیا اور اسی بدعہدی کی وجہ سے اس لڑائی میں خلاف معمول یونانی بھگوڑوں کا بھی سختی سے تعاقب کرکے انکے اسباب کا قلع قمع کردیا یونانیوں کی اس بے ایمانی کو ترک ہی نہیں۔ بلکہ اکثر مقتدر اور منصف مزاج یوروپین بھی سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے درج کیگی ہے واضح ہو رہا ہے گریبووا کی لڑائی کی مختصر کیفیت احمد حفظی پاشا کے تار سے جو ذیل میں درج ہے معلوم ہوجائے گی۔

جنرل احمد حفظی پاشا گورنر جنرل و ملٹری کمانڈر صوبہ جانینہ کیطرف سے ۱۳ اپریل کو دن کے ایک بجے جو مراسلہ موصول ہوا ہے اسمیں لکھا ہے کہ لفٹنٹ کرنل ولی بے گرگری پور دسے آج کی لڑائی کی نسبت رپورٹ کرتے ہیں کہ گریمنترہ اور رفائق پاشا کی پہاڑی سے دشمنوں نے دیر تک بندوقیں چلائیں اور توپ کے سخت گولے برسائے لیکن خدا اور رسول کی اعانت اور اقبال سلطانی سے ترکی فوج نے بڑا استقلال ظاہر کیا اس لڑائی میں دشمنوں کا بہت نقصان ہوا۔ گریمنترہ کے قریب دو سو یونانی کھیت رہے۔ جانینہ سے ایک اور بٹلین کمک کے لیئے بھیجی گئی ہے۔ پاپاس کیمپ پر سے جو توپخانہ اور پیادہ فوج آئی تھی ہمکو نے اونکو مار ہٹایا۔ کمپاجو میں بھی ایک لڑائی ہوئی ساڑھے سات بجے شام کے لڑائی ختم ہونے پر فریقین اپنے اپنے لشکرگاہ میں چلے گئے اور لڑائی کا نتیجہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ غالباً دشمن کل صبح پھر میدان میں آئینگے۔ ان تینوں لڑائیوں میں ترکی سپاہ کے نقصان کا حال ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ لوروس سے ۱۵ اپریل کو تین بجے دن کو جو مراسلہ آیا اسکا مضمون یہ تھا کہ گذشتہ دو روز کی سخت لڑائیوں کے بعد دشمنوں نے پہاڑی مورچے جن پر وہ قابض ہوگئے تھے چھوڑ دیئے نیز وہ اپنی جگہ پر بھی نہ ٹھہر سکے اور آخرکار پیچھے ہٹ گئے۔

یونانی بیڑہ جہازات نے ۱۳ اپریل کو بندر نکدپولس پر جو پریوسیا سے بجانب شمال واقع ہے گولہ باری کی مگر ترکی تارپیڈو کے گولوں نے فوراً اوسکو پیچھے ہٹا دیا۔

مصری جہاز کی گرفتاری

یونانی بیڑے نے جو رخانی جہاز موسوم جاج جزیرہ ٹنی ڈوس کی تسل گرفتار کیا تھا وہ سمرنا کی حاجی داؤد کمپنی کی ملکیت ہے اور مصری گورنمنٹ نے اوسے کو جزیرہ تھاسوس کو جو یورپین ٹرکی کے جنوبی ساحل کے قریب خدیو کی جاگیر ہے فوج اور گودام بھیجنے کے لیئے کرایہ پر لیا تھا۔ ابھی تک اس معاملہ کا تصفیہ نہیں ہوا کہ کیا یونانی ایسے جہاز کو غنیمت جنگ سمجھ سکتے ہیں۔ اسکندریہ کی ایک تار مخبر ہے کہ خدیو اس گرفتاری سے سخت برافروختہ ہیں۔ یونان کو مناسب ہے کہ اس جہاز کو چھوڑ دے ورنہ یونانیوں کی کثیر التعداد آبادی موجودہ مصر کے حق میں شاید اچھا نتیجہ نہ نکلے۔ یونانی بیڑے نے جہاز مذکور کو عجلت بندر ناپلیہ کو بھیجدیا۔ جہاں مصری قیدخانہ میں ڈالدیئے گئے۔ ٹائمز کا نامہ نگار ۱۸ اپریل کو قاہرہ سے تار دیتا ہے کہ خدیو نے جزیرہ تھاسوس میں اپنے حقوق کے نفاذ کے لیئے جنکا اونکو دعویٰ ہے جہاز مذکور پر ایک سو سپاہی اور سامان جنگ روانہ کیا تھا مصری گورنمنٹ کو اس کل معاملہ کی اسوقت اطلاع ہوئی جبکہ ۷ اپریل کو خدیو نے جہاز کی گرفتاری کا کونسل میں ذکر کیا۔ جزیرہ تھاسوس محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ کی ملکیت تھا۔ جنہوں نے وہاں کی آمدنی جزیرہ کے باشندگان کے مفاد کیلیئے وقف کردی خدیو حال جب سے وقف مذکور کے امین ہوئے ہیں وہ اس جگہ کی آمدنی دوسرے کاموں پر خرچ کرنا چاہتے ہیں باشندے اسکو قبول نہیں کرتے اور خدیو کے دعاوی کو خلاف وقف بتلاتے ہیں بقول نامہ نگار مذکور اس معاملہ کا نتیجہ خدیو کے حق میں اچھا نہیں ہوگا کیونکہ سلطان المعظم بلا امن ہو جائینگے کہ خدیو نے اون کی قلمرو میں فوجی مداخلت کا اقدام کیا ہے علاوہ بریں خدیو کو مالکان جہاز کو بھی معقول قدر ہرجانہ دینا پڑیگا۔ اس معاملہ میں ایک یونانی کا بھی کچھ تعلق ہے جسکے ساتھ خدیو باہم قرارداد کر چکے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کی تحریر گو بالکل وقت مقررہ دید کرنے کے قابل نہیں ہے لیکن اسبار میں مصری اخبارات کی خاموشی اور خدیو کا علم کہ مجلس شوریٰ

سے جو نتیجہ نکالا جا سکتا ہے سو وہ اس روایت کی صداقت کے منافی ہے۔

جنگ ولسیتو میں ایک سو یونانی قتل اور دو سو زخمی ہوئے جنگ ڈوکوس میں ایک سو ترکی توپوں نے آتشباری کی یونانی توپیں پچاس کے قریب تھیں۔ ایتھنز کے اخبارات ذمئی کو دوسری ہفتہ میں مشتہر کیا تھا کہ البانیا میں چار ہزار عیسائیوں نے بغاوت کر دی ہے مگر باب عالی نے اسکی فضا بالکل تردید کر دی۔

یونانی تارپیڈو کشتی موسومہ کنانہ لیس نے آسٹریا کی کمپنی کا جہاز منروا گرفتار کر لیا ہے جو جزیرہ سکیتھوس پہنچا دیا گیا۔ اسپر ۲۹ ترکی بحری سپاہی اور وولو کا جدید مقرر شدہ ترکی ڈپٹی کمشنر سوار تھے۔ ٹائمز نامہ نگار ہے کہ وولو میں جس طرح جب سے ترکی فوج شہر پر قابض ہوئی ہے لوٹ مار ہرگز نہیں ہوئے پائی اور خود ترکی بلا استثنا نہایت احتیاط کیساتھ ہر ایک چیز دام دیکر خریدتے ہیں شہر میں اب ترکی فوج کی صرف دو کمپنیاں (دو سو آدمی) ہیں ۲۳ اپریل کو یونانی فوج کریٹ سے روانہ ہوگئی جس سے محاصرہ ختم ہوگیا۔ اور امیر البحروں نے یونانیوں کے تمام گرفتار کردہ سیمز چھوڑ دیئے۔

ٹائمز کا نامہ نگار ادہم پاشا پر یہ الزام لگاتا ہے کہ اگر وہ فوراً زیادہ مستعدی سے کام لیتے تو مدت کا ایتھنز پہنچ گئے ہوتے۔ پھر خود اسکے مستعد جواب دیکر آخر میں بڑی وجہ یہ قرار دیتا ہے کہ مارشل موصوف ذرا اس خوف سے کہ مبادا السلطان المعظم میری شاندار فتوحات سے رشک کھا کر مجھ سے برگشتہ خاطر ہو جائیں زیادہ مستعدی نہ دکھلائی مگر وہ نامہ نگار خود ہی غور کریں کہ کیا ایسی بیہودہ تحریں اور لغو منطق سے وہ اپنے تئیں دنیا کی نظروں میں ذلیل و بے وقعت نہیں کر رہے کیا آجتک کسی بادشاہ نے اپنے جرنیل کی فتح پر رشک کھایا ہے اور کیا سلطان المکرم نے مارشل ادہم کو شکست کھانے کیلئے بھیجا تھا کہ ان کی فتح سے سلطان المعظم کو رشک کھانیکا احتمال ہو۔ ہاں سلطان کیونکر حسد کریں۔ اگر ادہم پاشا ایتھنز پہنچ جاتا تو وہ سلطانی تخت کا بھی عویدار ہو جاتا تا

حضرت اصل وجہ یہ ہے کہ اعلیحضرت کا مدعا فقط یہ تھا کہ یونان کی صرف گوشمالی کر دیجائے۔ اور اسکو ساتھیونکو اون کی کانیات بتا دیجائیں وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یونان ایک بیوقوف بچہ ہے جو دوسروں کے بہرے میں آگیا ہے اور اسکو اسقدر سزا کافی ہے جس سے وہ آیندہ کیلئے اپنا نفع نقصان دیکھنے اور سوچنے کے قابل ہو جائے اور ساتھ ہی اسقدر ملک پر قبضہ کیا جاوے جس پر فتح کے علاوہ اور بھی حقوق ہوں اور انصافاً کسی سلطنت کو ترکوں کا اسپر متصرف ہو جانا ناگوار بھی نہ گذرے جو شخص ٹرکی کی موجودہ پالیٹکس کو بنظر غایر دیکھتے رہے ہیں۔ اونپر یہ امر ابتدائے جنگ ہی میں واضح ہو چکا تھا چنانچہ اخبار کیل کے ساتھ جو نقشہ یونان ابتدائے جنگ کا شائع ہوا تھا اسمیں بھی صرف اسی لڑائی کے علاقہ کا ہی مفصل نقشہ درج کیا تھا اور وہاں کے کل قصبات وغیرہ درج کئے تھے جسکی نسبت ہمارا خیال تھا کہ ترک اس سے آگے پیشقدمی نہیں کرینگے حالات مابعد نے اس خیال کو جیسا درست ثابت کر دیا ہے وہ اب ظاہر ہے سلطان المعظم کی یہ ایسی زبردست پیشبندی تھی کہ یورپ کے وہ مدبرین اور اخبارات بھی جو ٹرکی کے مخالف ہیں ابتدا میں شور و غل برپا کرکے بعد جب ہوش و حواس میں آئے تو اونکو مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ اگر ترک اس علاقہ کو بنشا خود نہ چھوڑ دیں تو دول یورپ کے پاس کوئی ذریعہ اونکو وہاں سے نکالنے کا نہیں ہے اور وہ ایسا کرنے سے بالکل بے بس ہیں ولایت کے اخبار سکیٹسمین سیشنڈ ریو اور

ڈیلی نیوز لکھ رہے ہیں کہ دول یورپ میں اتحاد مشکل ہے جرمنی اور روس کو یونان سے کوئی الفت نہیں۔ بلکہ روس انگلستان جیسے یونان کا مخالف ہے انگلستان وغیرہ ممالک کی اعانت سے یونان کے سر میں یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ قسطنطنیہ اور علاقہ ملحقہ کا اصلی وارث اور حقدار میں ہوں۔ اور یہ امر روس کو سخت ناگوار ہے اسلیے وہ یونان کی طاقت بڑھتی ہوئی دیکھنا نہیں چاہتا باقی رہی جرمنی۔ اوسکی تہہ کی چالوں کی نسبت کچھ کہنا بہت مشکل ہے تاہم اوسنے اپنے رویہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اوسکو سلطان کی ہر طرح سے خاطر منظور ہے اسٹریا کی پالیسی بھی بالکل جرمنی کے مطابق ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ترکی کے پاس اسوقت پانچ لاکھ سپاہی بالکل جنگ کیلیے تیار میدان جنگ اور چھاؤنیوں میں موجود ہیں اور ساڑھے تین لاکھ فوج اور وہ ضرورت پڑنے پر چند دنوں میں جمع کر سکتی ہے بعض انگریزوں کا خیال ہے کہ اگر سرویا اور بلگیریا کو ترکی پر حملہ کرنے کی جرات ہو جائے تو شاید ترکی تھسلی چھوڑ دے مگر واقفکار جانتے ہیں کہ اول تو ان میں یہی ہمت نہیں کہ آسٹریا اور روس کے خلاف منشا ایسا کرنے کی جرأت کریں لیکن اگر وہ کرنا بھی چاہیں تو کر نہیں سکتیں سرویا ۱۸۸۵ء میں بلگیریا سے جو شکست کھائی تھی اوسکے بعد سے اوس کی فوجی طاقت پھر درست نہیں ہو سکی۔ اور جبسے پرنس الگزینڈر تخت بلگیریا سے معزول ہوا ہے بلگیریا میں بھی [illegible] شروع ہو گئی اور اب اسمیں وہ تمام قباحتیں اور عیوب موجود ہیں جو یونانی فوج میں پائے گئے کاغذ پر بلگیریا کی فوج کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ اور پانسو توپیں ظاہر کی گئی ہے لیکن وہ ستر ہزار سے زیادہ میدان جنگ میں نہیں لا سکتی ہر سال ۳۰ ہزار رنگروٹ قابل بھرتی ہوتے ہیں جن میں سے مالی مشکلات کیوجہ سے فقط بیس ہزار لیے جاتے ہیں علاوہ بریں بلگیریا میں باربرداری کمسریٹ فوجی شفاخانوں اور ترسیل سامان جنگ کا ابتک کوئی انتظام نہیں ہوا۔ الغرض دول یورپ جتنا وہ حصہ ترکی جو ترکی کے پاس بالفعل ہے شرائط صلح کے شائع ہوتے ہی ایک کشمکش کے پیچ میں پڑ گیا اور ترکی نے تھسلی پر دائمی قبضہ رکھنے کا انتظام ہی شروع کر دیا جرمنی کے کارخانوں اور اجارہ داروں کو سی ہی میں تھسلی کی ریلوی لائنوں کو ترکی کی سالونیکا متاسطر ریلوے لائن سے ملا دینے کا کام سپرد کیا گیا اور جبتک دول یورپ آپس میں کوئی بات قرار دیں [illegible] قسطنطنیہ سے لیکر ڈوموکو تک ریلوے جاری ہو گی اور ہر طرح کا سامان دو دن میں دار الخلافہ سے وہاں تک پہنچ سکیگا۔ اس سلسلہ کو مکمل کرنیکے لیے ترکوں کو صرف سالونیکا متاسطر ریلوے کے سٹیشن کارا فیریا سے براہ الاسونا لاریسا تک اور متاسطرے سے ڈوموکو تک لائنیں بنانی پڑینگی۔ اور اس وقت ترکوں کو اس علاقہ سے بیجا نکالنا تقریبا ناممکن ہو جائیگا۔ اپائرس میں یونانیوں کی بدعہدی کی نسبت پایونیر حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

علاقہ اپائرس کی آخری لڑائی میں بھی یونانی فوج کی کامل بدانتظامی اور بے ترتیبی جسکی طفیل اس لڑائی میں یونانیوں پر سخت مصیبتیں نازل ہوئیں نہایت نمایاں طور پر ظاہر ہوئی اور اس سے اون کی سینکڑوں جانیں محض بیسود ضائع ہوئیں۔ اگرچہ یونانی گورنمنٹ دول یورپ کے پاس بیچ بچاؤ کرنے کی منت درخواست کر چکی تھی۔ اور باب عالی کیطرف سے چند گھنٹوں میں جواب موصول ہونیکی توقع تھی مگر گورنمنٹ مذکور نے کرنیل مانوس کی تجویز کو کہ اپائرس پر حملہ کر کے کچھ علاقہ لینے کی کوشش کیجائے۔ تاکہ ترکی فتوحات کا کسیقدر جواب ہو سکے منظور کر لیا جو یونانی فوج [illegible] یونان سے شکست پا کر آرٹا کو بھاگ آئی تھی۔ اوسکی جمعیت کسیقدر مجتمع ہو گئی تھی اور چونکہ ترکوں نے ہزیمت خوردہ غنیم کو بالکل پامال کرنیکے لیے اونکا تعاقب کرنا پسند نہ کیا تھا کرنیل مانوس

کو خبط سوجھا کہ ترکوں کو اون مقامات سے جو اونہوں نے فتح کر لیے ہیں. نکالنے کی آخری جان توڑ کوشش کرکے بالکل [illegible]
کے لیے صاف کر دے مگر ایسی کوشش ایسے وقت جبکہ یونان ٹرکی سے گلو خلاصی کرانے جانے کیلیے یورپ کے پاؤں پڑ رہا ہو سخت بیوقوفی
اور بے ایمانی تھی جسکا خمیازہ بہت بری طرح اوٹھانا پڑا. ۱۷ اپریل کی یونانی فوج تھیسلی کی یونانی فوجسے بہتر اور ترکی اپنی تھیسلی والی فوجوں
سے کمزور تھی لیکن فقدان نظام اور بے ترتیبی نے یونانیونکا تمام کھیل بگاڑ دیا. کرنیل بریگاتری بریگیڈ کمانیڈر نے احکام کی تعمیل کرنیکی بجائے
من مانی کارروائی کی جس سے کرنیل مانوس کی کل تجاویز خاک میں ملگئیں. یونانی سپاہی بیشک جان توڑ کر لڑے لیکن مہذب جنگوں
میں نری بہادری کسی کام کی نہیں. اسدفعہ بھی یونانی خوفناک کشت و خون کے ساتھ آرٹا کو بھگا دیے گئے. ساٹھ سو قتل و مجروح اور ایک ہزار
گم ہوگئے اور پھر ترکوں کو موقعہ ملگیا کہ اگر چاہیں تو بھگوڑوں کا تعاقب کرکے اونکا نام و نشان معدوم کر دیں. مگر بہادر
ترکوں نے ایسے نامردوں پر وار کرنا مناسب نہ سمجھا۔

یونانیوں کو اس لڑائی میں جو ۶ امئی کو بمقام تورس ختم ہوئی کل دو ہزار مقتول اور تقریبًا ۳ ہزار زخمی ہوئے. ترکوں کے
۴۴ شہید اور سات سو زخمی ہوئے. ڈوموکوس کے تمام مورچے جنکو یونانیوں نے ۷ امئی کی رات کو خالی کر دیا یونانیوں کو یہ اندیشہ پیدا
ہو گیا تھا کہ ترکی فوج کا میسرہ جو بہت آگے بڑھ گیا تھا پہلو پر سے ہو کر پہلو و عقب سے آلیگا. یہ لڑائی سخت جانگداز ہی تھی بلکہ کئی وجوہ
سے نہایت دلچسپ بھی تھی. فرسالہ سے ڈوموکوس تک ۱۱ میل کا فاصلہ ہے. ترکونکو غنیم تک پہنچنے سے پہلے یہ فاصلہ طے کرنا پڑا.
اونکو آرام لینے یا کھانا کھانیکے لیے کوئی وقت نہ ملا جسقدر رستے پہ پہنچتے جاتے تھے وہ فورًا ڈوموکوس کے میدان میں داخل ہو کر صف آرا
ہوتے جاتے تھے مگر یونانیونکو اپنے توپخانونکی زد ٹھیک قایم کر لینے کی کافی مہلت ملگئی ہوئی تھی گولہ باری کا شروع ہونا تھا کہ ایک پھٹنے والا گولہ
ایک ترکی پلٹن کے وسط میں گرا مگر حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے کوئی ترک زخمی یا شہید نہیں ہوا. ڈوموکوس کے مقابل کے پہاڑ نے جہاں کہ ترک آ
پہنچے تھے. ترکی حملہ آور پلٹنوں کو عمدہ پناہ دی مگر اوسکی دائیں بائیں طرف کی ترکی بیٹریاں غنیم کے گولوں کی عین زد میں تھیں جن کی گولوں کی
بارش کو ترک دلاوروں نے کمال استقلال و شجاعت سے برداشت کیا. اونپر گولہ برس رہا تھا اور اونکی شرارے دار آواز متسلسل گولہ باری کی وجہ
سے ایک آتشبازی کے کارخانہ کے شور کے مشابہ تھی. ایک یونانی گولہ سے ایک ترکی توپ اپنے مقام سے گر پڑی اور توپچیوں کو یہ توپ وہیں چھوڑ کر باقی توپیں کچھ
عرصہ کیلیے پیچھے ہٹا لینی پڑیں مگر اوس توپ کے گولہ انداز یونانی گولوں کی تابڑ توڑ برسات میں اپنی توپ کو چھوڑ کر نہ گئے. یونانیوں نے توپ کو
گرا ہوا دیکھکر اوس کو بالکل نیست و نابود کر دینے کیلیے بکثرت گولہ باری اوسپر مجتمع کر دی تھی. ریوٹر کا خاص نامہ نگار جو عساکر قاہرہ کے ہمراہ
تھا لکھتا ہے کہ ان دونوں جانباز گولہ اندازوں کے ارد گرد واقعی جہنم موجزن ہو رہا تھا خاردار گولوں کے ٹکڑے اونکے سروں پر پھٹ رہے تھے اور گرد و
گرد اون کے قدموں میں زمین کو چھلنی بنا رہے تھے مگر یہ بہادر اپنی جگہ سے ایک انچ ادھر اودھر ہونیکا نام نہیں لیتے تھے. رات پڑنے پر
میں ترکی فوج عقب کو ہٹ آیا اور فرش خاک کو بچھونا بنایا. کارتوسوں کے شکستہ صندوقوں کو جمع کرکے بینے آگ سلگائی اسے دیکھکر کئی زخمی
سپاہی ہسپتال جانے سے پہلے اپنے کمزور جسموں کو گرم کرنیکے لیے اسکے پاس جمع ہو گئے ایک افسر کی بائیں آنکھ کے اوپر گولی کا سخت زخم
تھا مگر وہ نہایت بیتعلقی سے دن کی معرکہ آرائی کی کیفیت سنا رہا تھا ایک سپاہی کے شانہ سے گولی وار پار نکل گئی تھی جسکی اوس نے [illegible]

مطلقاً کوئی پرواہ نہ تھی۔ لیکن بعض سپاہیوں کو ایسے شدید زخم پہونچے تھے کہ جسم کے ذراسی حرکت کرنے پر اونکو درد بیچین کر دیتا تھا اور اون کے منہہ سے بے اختیار آہ کے ساتھہ یہ کلمہ نکل جاتا تھا اے اللہ ہمپر رحم کر ان غریب مصیبت زدگان کے رنج والم کا دردناک نظارہ جو میرے پاس جمع ہوئے تھے مجھے مدت العمر فراموش نہیں ہوگا۔

میں اسموقعہ پر ترکی توپخانہ کی قابل تعریف استقامت اور مضبوطی کی شہادت دیئے بغیر نہیں رہ سکتا اوسکو یونانی مورچوں پر دو میل کے فاصلہ سے گولہ باری کرنی پڑی اور نشیب سے یونانی باتریوں پر جو بلندی پر تھیں حملہ کرنے میں اونکو ایک زاید مشکل لاحق تھی غنیم اونکی نقل وحرکت کو بخوبی معلوم کر سکتا تھا۔ بایں ہمہ ترکی توپخانہ کے صرف دو آدمی شہید اور سات مجروح ہوئے مگر ترکی فوج پیدل کو بہت نقصان اوٹھانا پڑا جبھی میدان جنگ کے ایک حصہ پر سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو مردوں اور زخمی بلا تمیز ایک ہی ڈھیر میں پڑے تھے زخمی سپاہی کے پہلو بہ پہلو جسکی وہیں مرہم پٹی کیجارہی تھی۔ دوسرے کی لاش پائی جاتی تھی جسکا جسم گولہ نے تکہ بوٹی کر کے اڑا دیا ہوا تھا۔

جس ترکی دستہ نے غنیم کے قلب پر حملہ کیا تھا اوسکی دلاوری بہت ہی قابل تعریف ہے اُسے کل دوران جنگ میں پہلی دفعہ گولہ باری کی زد میں آنا پڑا لیکن اُسنے غنیم کے کئی نہایت ہی محفوظ مورچونکو جہاں غنیم تعداد میں نسبتاً زیادہ تھے بنوک سنگین فتح کر کے خاص امتیاز حاصل کیا۔

پندرہ ہزار ترکوں نے ۱۸ کی صبحکو بھگوڑوں کا تعاقب کیا۔ یونانی سپہ سالار دس ہزار فوج درہ فورکا کی حفاظت کیلیئے چھوڑ کر باقی فوج لامیہ کو ہٹا لیگیا تھا۔ اس درہ پر آٹھہ بجے رات تک فریقین میں گولہ باری ہوتی رہی۔ اسوقت تک یونانی اپنے مورچوں پر قابض رہے مگر صبح ہوتے ہی ۱۹ مئی کو موضع تراز کے جو لامیہ اور فورکا کے درمیان ہے ہٹ گئے ترک بھی تعاقب کرتے ہوئے آگے بڑھے چلے گئے اور دس بجے دن کے لڑائی شروع ہوگئی۔ ہم ترکی رسالے غنیم کا عقب روکنے کے ارادہ سے اوسکے پہلو پر سے گذر گئے۔ یونانی اونپر متواتر گولہ باری کرتے رہے جس سے اکثر ترکی سوار مارے گئے لیکن سواروں کی اس مردانہ حرکت سے یونانی کیلیئے کوئی راہ فرار نہ رہ گیا تھا کہ اتنے میں التواء جنگ کا حکم پہونچگیا معرکہ لڑائی ختم ہوگئی۔ یونانی ۲۰ مئی کو لامیہ کو ہٹ گئے اور ترک درہ فورکا چھوڑ کر قدیم سرحد سے پیچھے ہوگئے۔ ریوٹر کا خاص نامہ نگار اس واقعہ کو اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ ترک ۱۷ تاریخ یونانیوں کو درہ فورکا سے بھگا کر اونکی عقب کی فوجکا جو بھاگا جارہی تھی۔ پوری سرگرمی سے تعاقب کئے چلے جارہے تھے کہ یونانی سپہ سالار کا قاصد التوائے جنگ کی درخواست لیکر آپہنچا۔ سیف اللہ نے پیغام کو فوراً مارشل ادہم پاشا کے پاس جو دو میل پر مقیم تھے روانہ کر دیا اور جواب آنے تک دونوں فوجوں نے لڑائی کو ملتوی کر دیا اس تعاقب میں ترکوں نے ساٹھہ یونانی گرفتار کیئے مارشل موصوف کا جواب موصول ہونے پر باقاعدہ التوا کر دیا گیا اور یونانی فوج لامیہ کو ہٹ گئی اور ولیعہد نے اوسکو مقامات لامیہ۔ مولو اور شہر موپالی میں تقسیم کر کے اپنا ہیڈکوارٹر شہر ... میں قائم کیا

ریوٹر کا نامہ نگار جنگ فرسالوس کے بعد متذکرہ ذیل تار شہر یونانی محتسبوں کی نگرانی سے بچنے کیلیئے ایتھنز سے براہ برندزی ارسال کرتا ہے کہ کوہ اوتھرس کے درمیان ... ولیعہد یونان کی فوج جنوبی سرحد کے اوپر ... کو راستہ جاتا تھا قیام کیا کرنیل سماتاس کی رجمنٹ ... اور ... متعین ہوگئی یہ رجمنٹ ... لشکر ...

معرکہ آرائی میں شامل تھی نامعلوم دہشت و خوف سے گھبرا گیا کسی اور ناقابل بیان وجہ سے۔ وہ کوچہ کوچہ سے لامیہ اسطرف سے بالکل غیر محفوظ ہو گیا۔ سیدھی لامیہ کو بھاگ گئی جہاں وہ کمال بے ترتیبی سے داخل ہوئی۔ سپاہی بے تحاشا پیچھے پیچھے اور رہے تھے۔ اور کوئی اون کو روکنے والا نہ تھا۔ سپاہ کو ایک اسپ سوار کر قیدیوں کے رشتہ داروں اور معشوقوں نے جیلخانہ کو گھیر لیا اور اوسکے دروازوں کو توڑ کر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ دوسری روایت ہے کہ حاکم شہر نے اون لوگوں کی تعداد بڑھی جیلخانہ کو دروازہ کھلوا دیئے خیر بات کسی طرح ہوئی ہو۔ قیدیوں نے جیل سے نکلتے ہی دوکانوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ بیچارے جو ہاتھ کو صاف بیٹھے چکے تھے شور و غل سنکر فوراً دوڑے۔ امن قایم کرنے کی غرض سے چوک کو روانہ ہوئے مگر رعایا اور خود سپاہیوں نے نعروں کے نعروں سے اونکا مونہہ پھیر دیا۔ ایک رسالہ سواروں کا شہزادہ صاحب کی اردلی میں تھا۔ وہ مداخلت کرنے لگا تھا کہ شہزادہ نے اوس کو روک دیا۔ اور حکم دیا کہ فقط مفسد سپاہیوں کو جمع کر کے کیمپ میں لیجاؤ۔

التوائے جنگ کے بعد کے واقعات اور یورپین مدبرین کی آراء

ہفتہ رواں میں شرائط صلح کی گفتگو کے متعلق کوئی ضروری خبر موصول نہیں ہوئی۔ پچھلے ہفتہ کی آخری خبر یہ تھی کہ اقوام یورپ سلطان اعظم شرائط میں تخفیف کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ گر ٹرکی بادشاہ اس زبردست لڑائی کے بعد کچھ ملک بزور شمشیر مسلمانوں کا خون بہا کر فتح کیا ہے وہ بموجب شریعت اسلامی واپس نہیں دیا جا سکتا۔ ایسی افواہوں کو کسی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ بہر حال صورت حال ایسی نازک اور پیچیدہ ہے کہ کوئی مدبر اس وقت کسی حتمی رائے کے ظاہر کرنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ معاملہ آخر کار کیا رنگ پکڑیگا۔ مگر گورنمنٹ بظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سلطان المعظم اس معاملہ میں بانی اب تک ہیں تو عنقریب لیجانا ہو رہی ہیں ہم اس موقعہ پر صیغہ خفیہ کے متعلق گفتگو کر ترکی و مصر کے متعلق پیدا ہوا انگلستان کی غلط خارجہ حکمت عملی اور وہ اس کو بعض ناعاقبت اندیش متعصبین کی بیہودہ تقریروں اور تحریروں سے جن بدنتائج کے پیدا ہونیکا قوی اندیشہ تھا اور جن سے بچنے کیلئے ہم بار بار اپنی گورنمنٹ کو متوجہ کرتے رہے ہیں اب ان زہریلے نتیجوں کے حادثہ ہونیکی زبردست آثار پیدا ہو گئے ہیں اور زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ ان آثار کو دیکھ کر بھی وزراء سلطنت اپنی اوس پالیسی کو آخری دم تک نباہنے پر آمادہ ہیں اور زیادہ منہمک ہو گئے ہیں لیکن ہم ابھی ہی کسی قدر ایسی شرح و بسط سے بحث کرنیکی بابت اور زیادہ دلچسپی کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اسلئے اس بحث کو ہم چھوڑ کر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں التوائے جنگ اور شرائط صلح کی مفصل کیفیت جو کہ آخری خبروں کے حوالہ سے درج ہو چکی ہے اسکے بعد دوسری ہفتہ کے مختصر واقعات جو ہیں کے حالات اور واقعات پر یادیسر گار ڈینی نامہ نگار حسب ذیل تحریر کرتا ہے بے شک یونان اور دول کے درمیان مباحث اور طے ہونے میں غالباً بہت عرصہ لگیگا۔ اور پھر بھی نیا نتیجہ برآمد ہونے کی بہت کم اشخاص کو امید ہے جنگ غیر معین عرصہ کیلئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ لیکن دونوں فریق لڑائی پھر چھڑنے کے برابر منتظر ہیں یہ عام خیال ہے کیونکہ لڑائی میں جو اتفاق یورپ کو جو ناز تھا کہ ہم نے جنگ عظیم کو رکنے دیا ہے وہ پورا نہیں ہو گا شرائط صلح پر بہت کچھ بحث اور

ہوگا۔ اور کئی مدبرین کو اندیشہ ہے کہ کہیں اس طویل بحث مباحثہ کی کشمکش میں آخری فیصلہ کی تفصیلی مدارج میں دول یورپ
کا اتفاق عنقا نہ ہو جائے کیونکہ اوس فیصلہ سے دول عظام میں سے ہر ایک کی کوئی نہ کوئی ذاتی غرض ہے۔ البتہ ہوئی ہے کہ مفنہ
رواں کے شروع میں جرمنی نے دہمکی دیدی کہ اگر یونان سے یہ وعدہ نہ لیا جاوے کہ وہ دول کا پیشکردہ شرائط کو بلا تامل
تسلیم کریگا تو میں اتفاق سے بالکل الگ ہو جاؤنگا۔ مگر اغلب کہ دوسری طاقتوں نے اسے اس شرط پر راضی کرلیا
دو تین دن کے بعد انگلستان اڑ گیا کہ اگر ٹرکی کو تاوان جنگ کے ادا ہونے تک تسلی کی کسی حصہ پر قبضہ دلایا گیا تو ہم اتفاق
سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اگر انگلستان ایسا کرگذرے تو محبان یونان کی مراد پوری ہو جاوے۔ اخبار ڈیلی کرانیکل تو بہت
سے لارڈ سالسبری کو یہی مشورہ دے رہا ہے۔ یہ ریڈیکل پرچہ لکہتا ہے کہ اگر موجودہ حالت قایم رہی تو یونان جلدی روس
یا جرمنی کے اقتدار میں ہو جائیگا اور ہر دو صورتوں میں انگلستان کا اثر یونان و مشرقی یورپ سے بالکل زائل ہو جائیگا۔
اسلیے بہتر ہے کہ انگلستان اتفاق سے علیحدہ ہو کر بالکل آزاد ہو جاوے اور اپنی اغراض کی حفاظت کیلیے من مانی کارروائی کرے
انہیں وہ احمق تینوں قیصروں کا محض غلام ہے۔ مگر لارڈ موصوف بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ غلامی ہی کئی مصیبتوں اور خطروں کو بچائے ہوئے ہے

اس ہفتہ ٹرکی اور روس میں بھی کچھ مغایرت سی پیدا ہونیکے آثار ظاہر ہوگئے ہیں لیکن یہ مغایرت غالباً عارضی ہوگی
سلطان المعظم نے گوزار کی محبت آمیز اور پرجوش ٹیلیگرام والی درخواست کو پچھلے ہفتہ بڑی خوشی سے منظور کرلیا تھا مگر اونکا
میلان زیادہ تر جرمنی کیطرف ہے۔ اونہوں نے قیصر کو تار بہیجکر اوسکی سابقہ دوستانہ صلاح و مشورہ کا ادا کیا ہے۔ اور آئندہ
کے لیے اس دوستانہ سلوک کو جاری رکھنے کی درخواست کی ہے۔ سلطان المعظم نے قیصر کو چند پرانی جرمن توپیں بھی جو
ٹرکوں کے مدت ہوئی (سلطان سلیمان و سلیم وغیرہ کے عہد میں) چھینی تھیں بطور تحفہ ارسال کی ہیں۔ علاوہ بریں خود قسطنطنیہ
معاہدہ صلح میں ایسے امور موجود ہیں جن سے جرمنی اور روس میں بگاڑ ہو سکتا ہے۔ جرمنی چاہتی ہے کہ جب تاوان جنگ
ہو جاوے تو یورپ اوسکی ادائیگی کا ذمہ لے۔ اور یونان کی صیغہ مال پر اپنی نگرانی قایم کرے۔ روس اسکو پسند نہیں کرتا اوسکی رعایا
میں کسی نے یونان سے قرض نہیں لینا اور اس لیے روس مجلس نگرانی کا ممبر نہیں ہو سکیگا مگر اوسکی یہ دلیل بے قیمت ہے اگر
روس نے بالاشتراک دوسری طاقتوں کے تاوان جنگ کی ادائیگی کی ذمہ داری کی تو وہ اس سے ممبری کا مستحق ہو جاتا ہے نگر
روس کی نارضامندی کی اصل وجہ یہ ہے کہ یونان کو قومی قرضہ کے ۳/۲ کے مالک جرمن ہیں اور اس لحاظ سے مجلس نگرانی
میں اونکا بلہ ہر حال بھاری رہیگا۔ روس اسکے مقابلہ پر تجویز پیش کرتا ہے کہ یونان کو تاوان جنگ کے بدلے اپنے تاوان جنگ
میں جو ٹرکی سے سنہ ۱۸۷۷ء کی لڑائی کی بابت ابھی باقی ہے۔ محسوب کرلیتا ہوں۔ اگر دول یورپ اسے منظور کرلیں تو مجھے
یونانی صیغہ مال کی نگرانی کیلیے مجلس مقرر کرنے کی تجویز سے اختلاف نہ ہوگا۔ روسی تجویز سلطان اور یونانیوں دونوں کو
پسند نہیں۔ سلطان نقد روپیہ پر اس یا مقابل بجائی ایک ترجیح دے سکتے ہیں۔ اور یونانیوں کو یہ گمان ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تاوان
کی ادائیگی سے بچ رہیں گے۔ علاوہ بریں وہ جرمنیوں سے بہ نسبت روسیوں کے متنفر ہیں۔ بعد روس کو روپیہ ادا کرنا تو درکنار روس کا

مفروض ایک بنتا گوارا نہیں کرتے۔

روس اور جرمنی میں سنا جاتا ہے کہ اوربھی کئی باتوں میں نااتفاقی ہے۔ یہ نااتفاقی ایسی نہیں کہ ایک دوسرے کا کھلا مخالف ہو جائے جرمنی ایسی بیوقوف نہیں مگر اتفاق رائے ہونا بھی غالباً مشکل ہے اور یہ اختلاف اتفاق یورپ کو بالکل نکمہ کردے گا خصوصاً مسئلہ کریٹ اس تازہ ترین صورت میں جرمنی کا طریق عمل معمہ سے کم نہیں ہے۔ بظاہر تو وہ روس کے ساتھ شریک ہے اور باطن میں اپنی تجاویز و مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ ان تجاویز و مقاصد کا ہم کو علم نہیں کہ وہ کیا ہیں مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بات کا ذریعہ بنا نتیجہ یہ ہے کہ برلن اور قسطنطنیہ کے امپراطوری خاندانوں (یعنی قیصر جرمن اور سلطان المعظم) میں نہایت ہی بخت دوستانہ اتحاد و تعلق پیدا کیا جاوے۔ جب سے موجودہ قیصر تخت نشین ہوئے ہیں وہ سلطان المعظم کے ساتھ دوستانہ مراسم پیدا کرنے میں سخت شوق ظاہر کرتے رہے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پرنس بسمارک روس کی نسبت ہمیشہ یہ کہتا رہا ہے کہ اگر وہ فرانس سے مل کر نہیں تو اوسکے برابر جرمنی کا دشمن ہو سکتا ہے کہ قیصر کا خیال یہ ہو کہ ٹرکی کو پھر سے مضبوط و توانا کرکے اپنے ملک کو روس سے بچانے کیلئے روس کے دم میں سینگ کا کام لے۔ اور وہ ٹرکی کو مضبوط کرنے میں بہت کچھ کامیاب ہو گیا ہے۔ موجودہ ترکی فوج جسے بہترین قابل ترین جرمن جنگی افسروں کے قواعد سکھائے تربیت پائی اور اون کے زیر کمان ہے ایسا زبردست عنصر ہے کہ روس اپنی آئندہ کی جارحانہ تجاویز اور حرکت عملی میں اوسکو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اگر قیصر جرمن ابھی اور مزید کارروائی کر سکتے اور ٹرکی ایسی اپنی رعایا کی معرفت ٹرکی تجارت مالی حالت اور صنعت و حرفت کو فروغ دے سکتے ہوں۔ اور وہاں کے مختلف محکموں کو پانشاؤں کے نکمہ انتظام سے نکال کر اونمیں برٹش کے دیانتدار ملکی عہدہ داروں کے اہتمام کو مروج کر سکیں تو سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ایسی مضبوط ہو جائے جیسی کہ کسی مضبوط سے مضبوط یوروپین قوم کی سلطنت کی ہے بہرکیف قیصر موصوف اپنی دھن میں لگے ہوئے ہیں اونسے ترکی فوج کی اصلاح کر دی ہے بحیثیت فرد کے متعلق اپنی تجاویز کی تکمیل میں سر توڑ لگا ہوا ہے۔ اور آجکل وہ اسیطرح سلطان المعظم کا رازدار خفیہ راہنما حکیم اور دوست ہے جسطرح آرمنی مشکلات کیوقت روس تھا۔ اخبار سٹینڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ جرمنی سلطان المعظم کو نہ صرف یورپ کی خواہشات کا مقابلہ کرنے اور روس کی قیدا سے رہائی پانے کی تحریک کر رہا ہے۔ بلکہ ایشیا کوچک کی ریلوے لائنز اور قلعہ بندیوں میں مختلف نہایت کارآمد اصلاحات اور اضافوں کی صلاح دے رہا ہے۔ ان اضافوں کا مدعا بادی النظری میں روس سے حفاظت کرنا معلوم ہوتا ہے۔ نامہ نگار جو کچھ قیصر جرمن کی نیک امداد اور دوستانہ مروت کی نسبت لکھتا ہے وہ بیجا مبالغہ نا اہل تقریظ ہے لیکن وہ قیصر موصوف کو ٹرکی کی اصلاحات اور مضبوطی کا بانی جانی بتلانے میں سخت غلطی پر ہے۔ ان تمام ترقیوں اور ٹرکی کی حیات تازہ کی روح رواں عبد الحمید ہی کی ذات والاصفات ہے اور وہی اس بیڑہ کا ناخدا ہے قیصر جرمن اور دیگر ہوا خواہان سلطنت بمنزلہ اعضا اور مؤیدین کی ہیں۔ ایڈیٹر

قیصر یہ چال ایسی علانیہ طور پر اور اصرار کے ساتھ احتیاط کیے بغیر کر رہا ہے کہ ٹرکی کیطرف سے جرمنی دونوں ملکوں کے تعلقات میں یکجائی پیدا ہونے کیلئے یہ راز نہیں بڑے استقلال کے ساتھ کر رہا ہے۔ روسی گورنمنٹ جرمنی کی اس آزاد اور بے پروا روش پر بھی بیحد ناراض ہے

ﻟﮧ قیصر جرمن سلطان المعظم کی جانب سے بڑی عالیشان تقریب سے قسطنطنیہ میں تشریف لے گئے تھے اور مضبوطی کا وعدہ کرکے قیصر جرمن ۱۸۸۹ء میں قسطنطنیہ میں گئے

ناراضی کو چھپانا بھی نہیں چاہتی - اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار اودیسہ (جنوبی روس کی بندرگاہ) سے لکھتا ہو کہ یلیذ کو شک میں روسی سفیر کے صلاح و مشورہ اور روز مرہ صرفات کو موقوف اور گرانٹ ان بنانے کے لیے ظاہر کر دیا گیا ہے کہ روسی بیڑہ جہازات (دو اسی کو سباستوپول میں ہو) تیار ہو گیا ہے - جو در دانیال سے گذر کر قسطنطنیہ احکام کا منتظر رہیگا - روس کے کارروائی جماعتوں میں مشہور ہے کہ اگر سلطان المعظم ان شرائط صلح کو جنہیں دول یورپ باہم اتفاق کر کے پیش کریں قبول کرنے سے انکار کرینگے تو درہ دانیال سے گذر کر بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ اور آبنائے باسفورس کو بھیجا جائیگا اور انگریزی بند کر دیگا -

پس ظاہر ہے کہ اگر ترکی اور یونان کی نسبت تصفیہ کیا گیا تو دول یورپ کا کہنا مان لینگے - پھر بھی خود دول عظام کے درمیان ایسے مختلف فیہ مسائل موجود ہیں جنکی وجہ سے کسی بات کا قرار پانا بہت کٹھن امر ہوگا اور بحیرہ اسود کی نسبت مختلف رہیں گی - مگر ترکوں اور یونانیوں کا کہنا مان لینا بھی آسان بات نہیں ہے - یونان کو گھمنڈ ہے اور سمجھ لیا ہے کہ مقدمہ نہیں ہارا شاید ابھی تک جنگی تیاریوں میں مصروف ہے - یونانیوں کو یقین ہے کہ یونان تو صرف شیخی بگھار رہا ہے اور ترکی واقعی لڑنے پر مستعد ہے - اخبار سٹینڈرڈ کا نامہ نگار اسلام پول سے لکھتا ہے کہ ترکوں کو یہ بات خوب معلوم ہے کہ دوسری لڑائی جو ہونیوالی ہے پچھلی لڑائی جسکا صرف ایک بیتی نمونہ ثابت ہوگی - عام توقع ہے کہ روس سے ساتھ لڑائی ہوگی مگر ترکوں کا اپنا اختیار ہو تو وہ مصر سے نکالنے کے لیے انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنے کو ترجیح دینگے - ترکوں میں انگلستان سے عام اور سخت نفرت و عداوت پھیلی ہوئی ہے ایسی کیفیت پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی اور اگر سلطان المعظم کا منصب خلافت جسکا اثر اب پھر تازہ ہو گیا ہے یا ہندوستان میں کوئی مشکل برپا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ترک اس موقعہ سے فایدہ اوٹھانے سے نہیں چوکینگے - اخبار ڈیلی کرانیکل کا نامہ نگار پیرس سے تحریر کرتا ہے کہ ایسا موقعہ عنقریب ترکوں کو قیصر جرمن کے عمل سے میسر ہونیوالا ہے اور انکا منشا مسئلہ مصر کو اوٹھانیکا ہے مگر فرانس کے مفاد کیلئے نہیں بلکہ سلطان المعظم کے اغراض کو مد نظر رکھکر مدعا یہ ہے کہ انگلستان فوجیں ہٹا کر ترکوں کے دخل کے لیے جگہ خالی کر دے -

فرانس کے دار الوکلا میں جو بتاریخ دس مئی گورنمنٹ فرانس سے سوال کیا گیا تھا کہ مشرقی مسئلہ کے تصفیہ میں یورپ کے اتفاق سے فرانس کی حیثیت ہونے ایک ممبر اس اتفاق کو کیا فایدہ بخشی کا - اوسکے جواب میں مسیو ہانوٹو وزیر صیغہ خارجیہ نے اتفاق یورپ کی فوائد اور اوسکی حسن کارگذاری کی تعریف میں طویل تقریر کر کے بیان کیا کہ اگرچہ یہ اتفاق جنگ کو نہیں روک سکا تاہم یہ اوسی کا طفیل ہے کہ جنگ عالمگیر نہیں ہونے پائی اور اب بھی متفقہ یورپ مغلوب فریق کو جو میدان جنگ کے نتائج کو کم کرنیکی کوشش کر رہا ہے مجھے کامل یقین ہے کہ ترکی کو جب یورپ کی متفقہ خواہش سے سابقہ پڑیگا تو وہ اپنے بے اندازہ مطالبوں کو ترک کر دیگی مگر میرے اس بیان سے کہیں نتیجہ یہ نکالا جائے کہ ہے خیال پیدا ہونے لگے کہ حالا ترکوں کو نرمی کیطرف مائل کرنے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا - یہ بات [illegible] ہے اسلیے اوسکو پورا کرنے میں بہت وقت صرف ہوگا - اور ممکن ہے اس تصفیہ میں پیچیدگی اور دشواریاں کئی مرتبہ خلل بھی پیدا کریں بہرحال میں اس بیان کے بعد دار الوکلا سے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے درخواست کرتا ہوں جو دوسری طاقتوں کے ساتھ امن قایم رکھنے کی

انہوں نے نہایت ہی پیچیدہ اور نازک کام کو پورا کرنے میں اپنی تمام ہمت صرف کر رہی ہیں۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار پیرس سے رقمطراز ہے کہ ایم ہانوٹو کی تقریر
کے ان آخری الفاظ سے جن سے آیندہ کے لیے سخت خطرات کے اندیشے ظاہر ہوتے ہیں سامعین پر بڑا گہرا اثر پڑ گیا۔ اور اون پر یقین پیدا
ہو گیا کہ گو لڑائی ختم ہو گئی ہے مگر مشرق میں مصائب کی ہنڈیا ابھی کھول رہی ہے۔ نیویارک ہیرالڈ کا خاص نامہ نگار جو ترکی فوج کے ہمراہ
تھا اس امر کے ماننے سے انکار کرتا ہے کہ ترکوں کی یہ گرانڈیل جنگی تیاریاں محض جنگ یونان کیلئے ہی تھیں۔ ترک اسوقت کے بعد بھی
جبکہ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ یونانی ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے مقدونیہ اور تھیسلی میں برابر فوجیں بھیجتے رہے حتیٰ کہ فتح ڈومیقوس ہو جانے
کے بعد بھی ترکی نے اور ساٹھ ہزار سپاہی اپنی فوج میں بڑھا دیے۔ اسوقت سالونیکا سے لیکر ڈومیکوس تک تمام سڑک سپاہیوں کی
وردیوں سے نیلگوں نظر آ رہی ہے یعنی کمکی افواج کا ایک مسلسل دریا بہہ رہا ہے جن کی تعداد جب کہ سب میدان میں پہونچ جاوے
گی تین لاکھ مردان جرار ہوگی۔ اور علاوہ ان کے ایک لاکھ سپاہی ریزرو میں بالکل تیار رکھے ہوئے ہیں کہ جسوقت ضرورت ہو فوراً میدان میں بھیج
جائے۔ نامہ نگار موصوف لکھتا ہے کہ یہ تمام اجتماع اور تیاریاں بجز اسکے کہ جنگ کہ جو ابھی ملتوی ہوئی ہے [illegible] کا
ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے یعنی یہ کہ ترکی یورپ میں پھر اپنا سکہ بٹھانا چاہتی ہے [illegible]
گی جیسے کہ اوس نے یونان کی [illegible] گزشتہ تیس برسوں میں اس سے زیادہ نازک حالت یورپ میں کبھی پیش
نہیں آئی تھی۔ البتہ اگر سلطان کی ذاتی امن پسندی قیام امن میں موید ہو جائے تو تعجب نہیں مگر بدقسمتی سے ہر روز مسلمانوں کی روز افزوں
پرجوشی اور اون کی اون کوششوں کی خبریں آ رہی ہیں جو وہ خلیفہ کو دول کے مطالبات خاصکر دو بارہ تھیسلی قبول کرنے سے روکنے کیلئے کر رہے ہیں
یہاں انگلستان کے بعض دور اندیش جو زمانہ کے رنگ ڈھنگ کو بڑے غور و فکر سے دیکھتے رہتے ہیں فاتح طاقت کی حیثیت میں سلطنت عثمانیہ کی غیر
مترقبہ حیات تازہ کی وجہ سے کل اسلامی دنیا میں ایک عام اور خطرناک جوش پھیل جانیکا اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں اور الجیریا میں فرانس کو جو شورشیں پیش آ رہی
ہیں اونکو اسی عام جوش کا پیش خیمہ بتاتے ہیں۔ قسطنطنیہ سے سٹینڈرڈ کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ خواہ سلطان کی یہ محض بہانہ
ہو کہ علما کی پرجوشی کی وجہ سے دول یورپ کی خواہشوں کو پورا نہیں کر سکتے اور خواہ وہ واقعی اپنی رعیت کے خلاف منشا
کچھ نہ کر سکتے ہوں جیسی صلح کہ یورپ چاہتا ہے وہ سخت مشکل اور نہایت خطرناک پیچیدگیوں کے حادث ہونے کے اندیشہ کے بغیر ممکن
نہیں ہو سکتی۔ ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ اسلام بول کا بیان ہے کہ سلطان المعظم کو شبہ ہے کہ بعض مدبرین اسلامی جماعت کو یہ خیال گذرتا
ہے کہ سلطان مسلمانوں کے اغراض کی ٹھیک حفاظت نہیں کرتا۔ اسی لیے سلطان دول یورپ کی معتدل اور نرم شرائط کو قبول
کر کے اپنے تئیں معرض خطر میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے اگر وہ سچا ہے سپاہیان سلطنت عثمانیہ کے دلی جذبات کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے
اعلیحضرت امیر المومنین اتوار گذشتہ (۲۳ مئی) کو اپنے مجروح سپاہیوں کو دیکھنے کیلئے محل یلدز کے شفاخانہ میں تشریف لیگئے۔ حضور
کے کمرہ میں داخل ہونے پر تمام سپاہی کھڑے ہو گئے مگر ایک سپاہی جو بہت ہی کمزور تھا فرش پر پڑا رہا۔ جب اوسنے اوٹھنے کا ارادہ
کر دیا تو خلیفۃ المسلمین نے اوسکے قریب جاکر ارشاد فرمایا تیری سب سے بڑی تمنا کیا ہے۔ مجروح سپاہی نے جواب دیا "خلیفۃ المسلمین کی درازی
عمر اور فتح و نصرت" اعلیٰ حضرت نے ارشاد کیا "یہ تو تمہاری باتیں ہیں کچھ اپنے لیے" تو اوس سپاہی نے اپنے زخمی ہاتھ اوٹھا کر زور سے عرض کیا

یہ ہاتھ اسلام کی شان قایم رکھنے میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں تب میرے
بادشاہ میری التجا ہے کہ جو ملک اسطرح سے حاصل کیا گیا ہے وہ تیرے پاشا واپس نہ دینے پائیں" اوسکی
خالص تب قومی اور جوہر اسلامی کو دیکھکر امیر المومنین کا روئے مبارک زرد ہوگیا۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ——

وزیر اعظم نے جو رپورٹ خدمت سلطانی میں پیش کی ہے۔ اس سے بھی یوروپ کی خواہشات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں خلیل رفعت پاشا صدر اعظم گذارش کرتے ہیں کہ کل دول یوروپ اسلام کی دشمن ہیں جو ٹرکی کو نیست و نابود کرنے کیلئے سازشیں کر رہی ہیں حضور ممدوح نے آرمینیا اور دیگر معاملات میں یوروپ کے مطالبات کو کامیابی کے ساتھ مسترد فرمایا ہے ہیں۔ اسیطرح تھسلی کے بارہ میں اون کی خواہشوں کی پرواہ نکرکے اوسپر مستقل تصرف کیا جاوے۔ آخر میں وزیر موصوف بصورت نامنظوری درخواست استعفا منظور فرمائے جانے کی استدعا کرتے ہیں ——

انگریزی اخبار کا نامہ نگار ان واقعات پر اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب بناوٹ ہو مگر آثار و نشانات اطمینان بخش نہیں ہیں پچھلے ہفتہ التیامات (مراعات) کی منسوخی پر بڑا زور شور رہا تھا۔ اس ہفتہ اونکا کوئی نام نہیں لیتا اور کل گفتگو تھسلی کی بابت ہی ہو رہی ہے۔ وائنا کے بعض اخبارات سرحد تھسلی کی مجوزہ درستی کے متعلق بحث کرتے ہوئے ٹرکی کو معقول علاقہ ملنے کی سفارش کرتے ہیں۔ پیرس کے اخبار یونان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں گویا فقط انگلستان کو ملامت کر رہے ہیں۔ کہ وہ ترکوں کو عارضی قبضہ تھسلی پر کیوں ایسا سمجھا جاتا ہے۔ سٹینڈرڈ پہلے دن سے دہائی مچا رہا ہے کہ ترکوں کو ایک انچ زمین نہیں دیجانی چاہیے ڈیلی کرانیکل آج صبح (۲۸ مئی) سوال پوچھتا ہے کہ اگر ترک تھسلی کو نہ چھوڑیں۔ تو اون کو کون وہاں سے نکالیگا۔ پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ اگر تمام طاقتیں متفق ہوگئیں تو چھوڑ دینگے۔ اگر انمیں اختلاف ہوا تو وہ نہیں چھوڑینگے ——

دول یوروپ تو ابھی ابتدائی بحث و مباحثہ میں گرفتار ہیں۔ اور ادہر ترک مدامی قبضہ کی تجاویز کو عمل میں لا رہے ہیں فوجی قبضہ پہلے ہی تھا۔ اب ملکی انتظام بھی کر لیا گیا ہے۔ اور عیسائی رعایا کو واپس آنے کی دعوت دیکر اطلاع دیگئی ہے۔ کہ اگر وہ جلدی آکر اپنی مزروعہ فصلیں درو نہ کرینگی تو ترک اون کو کاٹ لینگے۔ یونانی وزیر اعظم فصل کی مالیت کا اندازہ اڑھائی کروڑ فرینک (یعنی تاوان جنگ کا سوا) لگاتے ہیں۔ ترکی تو صرف دہمکی دے رہی ہے۔ سچ یونان اوس سے بھی زیادہ ہٹی نکلتے معلوم ہوتے ہیں۔ ٹائمز کو اس امر کا پختہ یقین ہے (ا)نشاید خود [illegible] ہی یونانیوں کو اشارہ کر رہا ہوگا۔ ورنہ اون بیچارے غریبوں کی سکت کہاں کہ چون و چرا کریں۔ ایڈیٹر سٹینڈرڈ کا جنگی نامہ نگار یونانیوں کی طفلانہ مزاجی، خام طبعی اور خبط کی شکایت کرتا ہے کہ اس سے بڑھکر کیا سودا ہوگا۔ کہ وہ جنگ کے سر معرکہ میں شکست [illegible] ہی سبب نہیں ہوئی اتفاق [illegible] بخار [illegible] مقدونیہ با قاعدہ فوج۔ مجاہدین۔ رفقا و معاونین۔ الغرض جتنی چیزوں پر اون کو سہارا تھا وہ سب شکستہ [illegible] ثابت ہوئی جو لٹے اونکے ہاتھ میں [illegible] مگر اون کو اب تک اپنی فوج "ظفر موج" اور "ناقابل فتح" سمجھتے ہیں [illegible] کہ ہم کیوں ملک یا کوئی تاوان جنگ دیں یا کسیطرح کی تکلیف یا خسارہ برداشت کریں مگر پھر بھی بعض واقعات کی سنگین منطق نے [illegible] مصایب کا باعث ہوئی تھی

سخت لعن طعن کر رہے ہیں۔

ایم ڈیلیانی سابق وزیر اعظم اپنے اخبار بدریا میں انجمن مذکور پر الزام لگاتا ہے کہ اوسنے گورنمنٹ کو لڑائی پر مجبور کیا اور جنگی نظام کو
برباد کیا جنگ کے دوران میں یہ بتایا کہ سخت سنگدلی سے تاخت و تاراج کیا اور اونکے بیقاعدہ سپاہیوں کا گروہ مقدونیہ میں بھیجکر ترکوں کو حملہ
جنگ پر مجبور کیا۔ اور جب لڑائی شروع ہوئی تو اوس کے کارندوں نے کسرت کو چٹ کرکے میدان جنگ کو پیٹھ دکھائی اور راستے میں
وہ لوٹ مار کی جسکی دشمنوں سے بھی توقع نہیں ہوسکتی تھی تھیسلی کی رعیت کو انہوں نے برباد کیا اور ڈوموکوس کی ہزیمت کے
بعد قیدیوں سے ملکر لامیہ کو اونہوں نے ہی تاراج کیا۔ گورنمنٹ پر دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ انجمن کے دفتر کو ضبط کرلے۔ مگر اس میں
اسقدر بڑے بڑے مدبر بھی شامل ہیں۔ کہ گورنمنٹ ایسا کرنیکی جرأت نہیں کرسکتی۔ اس خفیہ مفسد انجمن میں بدمعاش سے بدمعاش
معزز سے معزز شامل ہیں۔ اسی نامہ نگار کی رائے ہے کہ یونانی تربیت یافتہ سپاہی نہیں اور ہمارے معیار کے مطابق اون کو کچھ
سپاہی نہیں کہا جاسکتا سب نامہ نگار متفق القول ہیں کہ سر سے پاؤں تک بدانتظامی یونانی فوج میں گھر کرچکی ہے اور افسروں کی
نالائقیت کے سامنے سپاہیوں کی ذاتی تہور کچھ نہیں کرسکتا۔ نظام کا نام نہیں کسرت بالکل مفقود اور کل مشین بے طرح بگڑ رہی ہے
میدان جنگ میں افسر صرف تیس ہزار فوج لیے تھے حالانکہ اسی ہزار یونانی فوج میدان میں موجود تھی۔ ڈیلی میل گرانٹ کا نامہ نگار
جو ترکی فوج کے ساتھ تھا اپنے ہمعصروں کی زبانی جو یونانیوں کے ساتھ تھے تحریر کرتا ہے کہ جب ترک پندرہ سو گز کے فاصلہ پر آجاتے تھے تو یونانی
اپنے مورچوں سے لڑکھڑانے لگتے تھے۔ اور جب ترک بارہ سو گز کے فاصلہ پر پہنچ جاتے تو یونانی اپنی معمولی فوجی حکمت عملی پر کاربند ہوجاتے
یعنی راہ فرار اختیار کرتے الٹریٹڈ لنڈن نیوز کا نامہ نگار یونانیوں کی بہادری کی تعریف کرتا ہے مگر اسکی کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ
ترکوں کو دیکھکر اپنے مضبوط مورچوں کو چھوڑ کر کیوں پیٹھ دکھا جاتے تھے۔ ٹائمز کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے کہ گو جنگ ملتوی ہے اور یونانی
تھرموپائلی کے نہایت دشوار گذار مورچوں میں محفوظ ہیں۔ مگر پھر بھی بلاوجہ ہر روز کوئی نہ کوئی رجمنٹ یونہی چونک اٹھتی ہے اور اوسکے
سپاہی بے تحاشا بھاگ اٹھتے ہیں۔ یونان کی بدقسمتی سے جو معاون ملے وہ اپنے سپاہیوں سے بھی بدتر نکلے۔ اطالین مجاہدین نے تو ایسی
مدد کی جو یونانیوں کو مدت العمر فراموش نہ ہوگی۔ ترک جس شہر یا قصبہ میں داخل ہوتے تو فوراً شراب کی بوتلوں اور پیپوں کو توڑ ڈالتے
تاکہ کوئی مسلمان شیطان کے اغوا سے اونکو منہ نہ لگا بیٹھے اسکے برخلاف اطالین مجاہدین دیکھا گیا کہ جنگ ڈوموکوس میں آئے جب یہ
جب کسی شہر میں جاتے تو اونکا پہلا کام شراب خوری ہوتا۔ شرابیں لنڈھانے۔ دنگہ فساد کرنے عورتوں کی عصمت بگاڑنے تاخت و
تاراج کرنے میں اونہوں نے کوئی کسر باقی اٹھا نہ رکھی اور لڑائی کے وقت پاؤں سر پر رکھکر رفوچکر ہوجاتے ہاں جب کوئی مفرور سپاہی اونکے
قابو آجاتے جیسا ڈوموکوس میں ہوا تو پھر کچھ تھوڑا سا ٹھان کر دیتے۔ التوائے جنگ پر گورنمنٹ یونان نے ان [illegible] کی بخشش کی جو جہازوں
پر بٹھا کر اٹلی کو واپس بھیجدیا ہے جب اونکو کسی جماعت کو چلے جانے کو کہا گیا [illegible] جیسا کہ سرکاری فوجی
کوچیوں سے تقریباً اسقدر ہلاک و زخمی ہوئے جتنے کہ ترکوں کے ہاتھ سے ہوئے تھے ہتھیار رکھنے کے بعد [illegible] کا نام نہ لیا
جس وقت یہ لوگ لڑائی سے فارغ ہوتے تو یونانیوں میں لغو خیالات پھیلاتے۔ انکا قصر اعلے مشہور گیری بالڈی [illegible] آزاد کنندہ

کا بھیجا اور شاہ یونان [illegible] پارلیمنٹ کا ممبر ڈی [illegible] تھا ان لوگوں کی شرارت سے [illegible] الذکر [illegible]
[illegible] درخواست کی کہ اب جبکہ آپ معہ [illegible] تشریف لیجا رہے [illegible] افسر کی حکم بغیر ایسا
نہیں کرسکتا جب وزیر نے اصرار کیا تو ممبر صاحب نے بڑے سلسلے شروع کئے اور [illegible] موصوف کی تجویز [illegible] کیا
پولیس [illegible] ممبر کو گرفتار [illegible] اور مدعیان آزادی کو طالبین قتل جیسا [illegible] اونکی خلاصی کرائی

• فرانس کے مشہور اخبار پیرس کا نامہ نگار کے حوالے سے ترکی کی جنگی تیاریوں اور ارادوں کی نسبت حسب ذیل تحریر [illegible]
جو جنگی تیاریاں دولت عثمانیہ برابر کر رہی ہے اور جو موجودہ جنگ یونان کی ضروریات سے بہت زیادہ ہیں [illegible]
کوئی شک نہیں [illegible] دیتیں کہ اوسکا ارادہ اس قوت عظیم کو اس جنگ کے علاوہ استعمال کرنے کا ہے اور اعلیحضرت سلطان المعظم
کی نسبت آجکل بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ممدوح نے مصر کو انگریزی قبضہ سے جس پر انگریز عملی طور پر اپنے زیر اقتدار [illegible]
بلاد اسلامیہ عثمانیہ کو جو اون کے قبضہ سے نکل گئے ہیں پھر سلطنت کے ساتھ ملا لینے اور صرف زبانی ہی نہیں بلکہ اجماع خلیفۃ
المسلمین [illegible] عزم کر لیا ہے سلطان المعظم کے اس منشاء پر جب ہم جنگی پہلو سے نگاہ کرتے ہیں تو دنیا کے مستند ماہران فن جنگ
کی [illegible] پاتے ہیں کہ وہ اپنا ارادہ پورا کرنے کے لئے پوری جنگی طاقت رکھتے ہیں اور اونکی کامیابی میں شک نہیں دوسرا پہلو یہ
ہے کہ [illegible] اونکو ایسا [illegible] ہے کہ یورپ اون کو اپنے ارادہ کی تکمیل کی اجازت دیگا کیونکہ وزرائے
انگلستان کی [illegible] اس اعتقاد نے [illegible] کہ جو ایک چیز جو ہمارے [illegible] آجائے قبضہ و تصرف کر لینے کا حق
حاصل ہے [illegible] کو اون سے آئندہ خاطر کر دیا ہے [illegible] واقعات حالات [illegible] کہ انگلستان کے
ترک اور دولت عثمانیہ سے جنگ کی [illegible] صورت میں شکست اور ذلیل ہونے میں شک ہو یہ کسی سے پوشیدہ ہے کہ انگلستان [illegible] پاشا کی
غیر قواعد دان فوج [illegible] جارج کے گھوڑوں (یعنی چمچماتے ہوئے طلائی پونڈوں) کی مدد کے بغیر مصر [illegible]
عثمانیہ افسروں اور سپاہیوں جو اپنی قومیت و حمیت پر دل و جان سے نثار ہیں ہرگز نہیں چل سکتا باقی رہا انگلستان [illegible]
صورت میں ہمیشہ کے لئے سخت خطرات حادث ہو جاوینگے اور کل دنیا کے اجتماع سے بڑھکر خطرناک امر ہے وہ دینی جنگ کا شروع ہونا ہے
اگر یہ شروع ہو گیا اور جنگ کا شرارہ پانچ یا چھ کروڑ مسلمانان ہند تک پہنچ جائے جسکا پہنچنا یقینی ہے (فرانسیسی اخبار
[illegible] کی انشائی تصریح کر دی ہے بفرض محال اگر ایسا ہو بھی گیا اور مسلمانان ہند نا وفاداری کی انتہائی حد تک [illegible]
بادشاہ وقت کا مقابلہ کرنے پر آمادہ بھی ہو جائیں تو کیا اونکا اجتماع پانچ چھ کروڑ بیڑوں کے ریوڑ سے زیادہ وقعت رکھ سکتا ہے [illegible]
اور [illegible] ممکن ہے تو اسوقت انگلستان کیا کریگا ہ پس صرف مصر سے اوسکا قبضہ اوٹھ جائیگا بلکہ قریباً تمام مقبوضات بعیدہ سے بھی
اور اسکا رعب قدر کل دنیا سے زائل ہو جائیگا قصہ مختصر دولت عثمانیہ کی اہم جنگی استعداد کی جن کو اوسنے باوجود یونان کے
ساتھ لڑائی ختم ہو جانیکے جاری رکھا ہوا ہے معقول تفسیر یہی ہو سکتی ہے جو یہاں کی گئی ہے - والسلام

ڈیلی [illegible] کا نامہ نگار [illegible] سے لکھتا ہے کہ کل اسلامی دنیا میں سے شاید ہندوستان کے مسلمان متفق ہوں [illegible]

خبروں سے جاگ اٹھی ہے اور اگر ٹرکی کے ساتھ کوئی ناانصافی کیگئی تو اوسکی نتیجہ صلح سے بعد عرصہ درازتک اپنا اثر دکھاتے رہینگے فرانس کو اپنی مسلمان رعایا کی پرجوشی معلوم ہوگئی ہے اور اسی لیے وہ غالباً ٹرکی کی مطالبات کی کوئی زیادہ مخالفت نہیں کرے گا۔ اسی اخبار کا دوسرا نامہ نگار جون کے شروع میں قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ فرانس کو اوسکی مخالفت کیوجہ سے دربار روم میں علانیہ برا بھلا کہا جاتا ہے۔ ٹیونس الجزائر اور مراکو سے عرب شیوخ اتحاد و اتفاق قومی اور اخوت مذہبی سے متاثر ہوکر جوق درجوق اسلامی دارالخلافہ کو چلے آرہے ہیں۔ یہ مذہبی سازشیں کچھ عرصہ کیلیے ملتوی ہوگئی تھیں۔ مگر ٹرکی کی فوجی طاقت ظاہر ہوجانے سے وہ پہلے سے زیادہ مستعدی سے شروع ہوگئی ہیں۔ یہ جوش متذکرہ بالا ممالک پر ہی محدود نہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی موجود ہوگیا ہے اور انمیں بھی ایسی یوروپین طاقتوں کی توجہ کو جو مسلمان رعایا رکھتی ہیں۔ ٹرکی سے مٹانے کے لیے ان مذہبی سازشوں کی گرم بازاری ہے۔

پرنس بسمارک نے اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ تھیسلی یونان کو ہرگز نہ واپس دلائی جائے۔ اگر ایسا ہوا تو بلگیریا۔ سرویا وغیرہ بھی موقعہ ملنے پر ٹرکی کے مقابلہ پر کھڑی ہوجاوینگی۔ کیونکہ اون کو اطمینان ہوگا کہ شکست کھاجانے پر بھی ہمارا نقصان تو کچھ ہونا نہیں۔ بعض انگریزی اخبار قیصر جرمن کی دوستی کی موجبات میں سے چند یہ بتاتے ہیں کہ جرمنی کل عثمانیہ ریلوں کو اپنے اقتدار میں کرنا چاہتی ہے۔ جس سے نہر سویز بالکل بیکار ہوجائیگی اور مشرقی یوروپ اور کل ایشیا کی تجارت جرمنی کے ہاتھ میں چلی جائیگی۔ جرمنی سالونیکا سے ہندوستان تک جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ قایم کرنیکی خواہشمند ہے۔ وہ یونان کو اس لیے ذلیل کر رہی ہے کہ موجودہ خاندان معزول ہوجائے۔ اور وہ جرمنی کی کسی ریاست کے شہزادے کو یونانی تخت پر بٹھلائے جس سے جرمنی کا اقتدار جنوب و مشرقی یوروپ میں اور بھی مستحکم ہوجائے مگر یہ سب فرضی باتیں ہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ انسان بالطبع خودغرض ہوتا ہے اور بمقتضائے فطرت جرمنی ٹرکی کی دوستی سے بہت کچھ فوائد حاصل ہونیکی توقع رکھتی ہے لیکن قیصر کی سچی محبت اور خالص رفاقت کو محض خودغرضی پر مبنی بتانا انسانی شرافت کا سر نیچا کرنا ہے۔

جنگ روم و یونان سے ظاہری اقتدار اور عظمت میں ترقی ہوجانے کے علاوہ ایک اور عجیب و غریب فایدہ بھی ٹرکی کو پہونچا ہے یوروپ کی بعض ناعاقبت اندیش طاقتیں (نیک نیتی یا بدنیتی سے) اور بعض نمکحرام ترکی رعایا عرصہ سے یہ تقاضا کر رہی ہیں کہ ٹرکی میں پارلیمنٹری اصول کو حکومت میں داخل کیا جاوے۔ مگر اب اون لوگونکو معلوم ہوگیا ہے کہ ہر ملکے واسطے جو اصول لنڈن میں مفید ہو وہ بالضرور بغداد میں مفید نہیں ہوسکتا۔ اس اصول کی اون کو یونان کی طرز حکومت سے پوری تصدیق ہوگئی ہے۔ اسے پارلیمنٹری حقوق ملے ہوئے ۶۵ برس کے قریب ہوگئے ہیں۔ مگر وہ ایسے غیر مفید بلکہ مضر ثابت ہوئے ہیں کہ ہمارے شیدایان آزادی اب اپنے منہ سے کہہ رہے ہیں کہ یونان کی طرز حکومت مطلق العنان کردینی ضروری ہے ورنہ ملک کی کبھی اصلاح نہیں ہوسکے گی۔

فرانس کا اخبار موسوم ڈیلی میل (لفظی معنی علی الصبح) مورخہ ۳۱ مئی ایک مضمون بعنوان ہمدرادی اسلام تحریر کرکے عیسائیوں کو

متنبہ کرتا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کو اور زیادہ مہلت دینگے اور اونکو فی الفور برباد نہ کرینگے تو عنقریب کل دنیا کے مسلمان متفق ہوکر عیسائیوں کو نیست و نابود کر دینگے۔ اخبار مذکور کی رائے میں عساکر عثمانیہ کی تازہ فتحیابی نے مسلمانوں کو بیدار کرنے میں بہت مدد دی ہے لیکن اس سے پہلے ہی مسلمان غافل نہیں تھے اونکی تعداد اور پولیٹکل طاقت میں ہر وقت کچھ نہ کچھ ایزادی ہوتی رہتی ہے چنانچہ پچھلے پچاس برسوں میں افریقہ کے وسط میں تین عظیم الشان اسلامی سلطنتیں قایم ہوگئی ہیں مہدی کی سلطنت سوڈان نیلی (مشرقی سوڈان) میں سنوسی کی حکومت طرابلس الغرب کے نواح میں۔ اور رباح (غلام زبیر پاشا سابق مصری گورنر سوڈان) کی مملکت جبیل چاڈ کے اردگرد۔ ان تینوں سلطنتوں کے ذریعہ افریقہ میں اسلام بسرعت تمام پھیلتا چلا جارہا ہے۔ رباح کا دار الخلافہ کوکا ہے اور اسکا مذہبی اقتدار تمام علاقجات خط استوا کی وسیع قوموں پر ہے اور اوسکے نایب کل ممالک ملحقہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں پہلی دونوں مملکتوں کا اقتدار ریاست وادی لائی (جسکا بادشاہ معہ رعایا تین چار برس ہوئے مسلمان ہوگیا تھا یہ سوڈان کے جنوب میں واقع ہے) سے لیکر دارفور تک بالاستقلال قایم ہوچکا ہے۔ اور شیخ سنوسی کے جانشین جغبوب رئیس سنوسین کا اثر ممالک الجزایر وغیرہ میں بدرجہ کمال سرایت کر گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ سنوسی مسلمانوں کو عیسائیوں کے برخلاف علانیہ فساد کرنیکی تلقین نہیں کرتے مگر وہ مسلمانوں کا عیسائیوں کے ماتحت رہنا بھی پسند نہیں کرتے اور الجزایر وغیرہ کے مسلمانوں کو جو فرانس کے ماتحت ہیں۔ دار الحرب (یعنی ممالک کفار) سے نکلکر دار السلام (ممالک مسلمین) میں چلے جانے کی دعوت کرتے رہتے ہیں —

عساکر عثمانیہ کی فتح سے دار الخلافہ عثمانیہ سے لیکر فیض (پایہ تخت مراکو) تک اور بغداد سے لیکر زنجبار تک اور کلکتہ سے لیکر ٹمبکٹو (مغربی افریقہ میں جھیل چاڈ کے قریب بہت بڑا شہر) تک تمام مسلمانوں میں جوش پیدا ہوگیا ہے اور مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ کی امداد و اعانت کا اسقدر خیال ہوگیا ہے کہ اس برس شریف مکہ تک نے جو ہر سال باب عالی سے بیش بہا ہدایا اور انعام و اکرام پانیکا عادی ہورہا ہے تحفے لینے سے انکار کر دیا کہ یہ روپیہ بھی سلطنت کی تقویت پر خرچ ہو۔ اسیطرح ٹریپولی (طرابلس الغرب) ٹیونس الجزایر مراکو اور مصر کے مسلمانوں میں بھی سلطنت علیہ کی معاونت کرنیکے لیے زبردست تحریک شروع ہوگئی ہے۔

الغرض اخبار مذکور اسطرح کے بہت سے واقعات گن کر جنکو وہ بیداری اسلام کی وجہ ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ عیسائیوں کو مندرجہ بالا نصیحت کرکے دنیا کو اپنی بے تعصبی امن پسندی اور ہمدردی بنی نوع انسان کا بھی ثبوت نہیں دیتا بلکہ ظاہر کر رہا ہے کہ تعصب نہی کا مرض ناہنجار فقط اینگلو انڈین اخبارات ہی کے شامل حال نہیں ہیں۔ اور وہی عیسائیونکو مسلمانوں کے برخلاف بھکانے میں مشتاق نہیں بلکہ کل عیسائی اخبار نویسوں کی یہی کیفیت ہے۔ اور ان ناعاقبت اندیشوں سے سخت اندیشہ ہے کہ وہ ہر وقت یہی باتیں سناتے رہنے سے ایکدن عیسائیوں اور مسلمانوں کو آپس میں بھڑا کر رہیں گے ہاں خداوند کریم اگر اونکو بروقت ہدایت عطا کر دے تو دوسری بات ہے۔

پیرس کا اخبار السلطان تحریر کرتا ہے کہ "یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جبسے اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان تخت خلافت کو رونق افروز ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کی جمعیت کو یکجا کرنے میں ساعی ہیں۔ اور اونہی کی سعی سے ایشیا اور افریقہ کے کل مسلمانوں اور اون کے درمیان رابطہ و اتحاد قایم ہوگیا ہے۔ اسوقت حضور ممدوح کے نجد میں مسلمانوں کے بیشمار معززین اور علما موجود ہیں اونمیں مراکو ترکستان

اور ہندوستان کے باشندے بھی ہیں۔ اور جماعت مذکور اپنے ہموطنوں کو یہ ذہن نشین کرانیکی کوشش کرتی رہتی ہے کہ دولت علیہ کل روئے زمین کی طاقتوں سے زبردست اور مضبوط ہے مسلمان صبر سے کام لیکر منتظر رہیں۔ اونکو آزادی دلانیوالی یہی سلطنت ہوگی پچھلے دنوں حضرت جلالتمآب نے ایک اسلامی مجلس منعقد کی تھی جس میں کل آباد دنیا کے مسلمانوں کے نائب موجود تھے"

اسکے بعد وہ مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ سے سلطان کے مذہبی اقتدار کی مضبوطی کا استدلال کرکے عیسایان عالم اور دول یورپ کو ملامت کرتا ہے کہ اونہوں نے اس ایماندار اور قیام امن و امان عالم کے مدعی اخبار کی نصیحت کو قبول کرکے ابتدا ہی میں مسلمانوں کی ایسی تحریک کو کیوں نہ روکدیا۔ اور شروع میں ہی شرائط صلح کو مقرر کرکے سلطان کو اونکے ماننے پر کیوں نہ مجبور کیا کہ آج وہ اس طرح بحیثیت فاتح زبردستوں ایسی گفتگو کرکے اپنا سکہ اور زیادہ اسلامی دنیا پر نہ بٹھا سکے۔

فصل ۱۷ مقدمہ

سر الشمیلڈ کی لاریسے روانگی و گرفتاری

سر موصوف لکھتے ہیں: "ہم تاریخ ۱۴ مئی دوشنبہ کی صبحکو آخری مرتبہ لاریسا سے روانہ ہوئے میں اس امید سے کہ سات بجے روانہ ہوجاؤنگا۔ ساڑھے پانچ بجے بیدار ہوا۔ لیکن اسباب باندھنے اور اون چھوٹے چھوٹے معاملات کے انصرام میں جو ہمیشہ عین روانگی کے وقت سر آنکالتے ہیں اتنی دیر ہوگئی کہ ہم ساڑھے نو بجے سے پہلے نہ روانہ ہوسکے ہم تیار ہوئے تو ہمارے اسکورٹ کے چاروں سوار ابھی تک نہ آئے تھے جنکو رؤوف بک بمشکل تلاش کرکے جمع کرسکا اسطرف سے اطمینان ہوا تو اب اپنے انگریز رفقا سے الوداعی صاحب سلامت کرنا باقی رہتا تھا۔ شیر اور اون کے شاف سے ہم رات کو رخصت ہوآئے تھے۔ مسٹر بگھم اور ویلڈن پیدل ہمیں رخصت کرنے آئے اور نہایت تپاک سے ملے مسٹر گوین اور سٹیونس ذین سوار الوداع کہنے آئے۔ ان انگریز نامہ نگاروں سے جو ترکی فوج کے ساتھ تھے بڑھکر ملنسار۔ خوشطبع اور شریف انسانوں کا دستیاب ہونا آسان نہیں غیر ملک میں ایک ہی قوم کے افراد میں ایسی جلدی مودت و موانست پیدا ہوجاتی ہے کہ اُسے دیکھکر بلا شبہہ حیرت ہوتی ہے ہم اپنے دوستوں سے بلا مبالغہ دلی تاسف کے ساتھ جدا ہوئے۔ مسٹر گوین اور سٹیونس کا منشا کچھ دور ہمارے ساتھ جلنے کا تھا۔ اور اسی لیئے غالباً وہ سوار ہوکر آئے تھے۔ مگر ہمارا ارابچی شہر سے نکلکر غلط سڑک پر ہولیا۔ اور بنا بریں وہ ہمیں نہ ملسکے۔

چلتے چلاتے پونے دس ہوگئے۔ ہماری جماعت اب مشتمل تھی۔ ایلیس۔ مین۔ رؤوف بک۔ اردلی کے چار سوار۔ اور بینظیر کارآمد ترجمان محکمہ پولیس الیا۔ ایک ارابہ بھی ساتھ تھا جس پر ہمارا اسباب تھا۔ بظاہر وہ نہایت سالخوردہ اور بوسیدہ سا نظر آتا تھا مگر ساری مسافت اوس نے بخیریت طے کی حالانکہ سڑکیں ایسی خراب تہیں کہ کوئی یوروپین نئی گاڑی بھی اونمیں بمشکل سلامت رہتی یا کم از کم ایسی اچھی طرح خدمت نہ دیسکتی۔

وادی تمپہ چار گھنٹوں کے پرصعوبت سفر کے بعد جس میں گرمی سے بہت تکلیف ہوئی ہم دیجی موضع بابا میں جو وادی کے دہانہ پر ہے پہونچے۔ وہاں کے باشندے ہمیں دیکھکر بہت خوش ہوئے اور ہمارا شکریہ ادا کیا کہ ہمنے مشیر سے درخواست کرکے ڈاکوؤں سے اون کی حفاظت کے لیے نظام فوج کا دستہ بھجوایا۔ بابا سے ہم ساڑھے تین بجے روانہ ہوئے۔ خوبصورت وادی میں سفر بڑے مزے سے کٹا۔ سڑک جو چنداں عریض نہیں دریا پنی اسکے برابر جاتی ہے دریا کا پاٹ جو تھیسلی کے درمیان ہے اوسا کے سر بفلک اور عمودی چٹانوں کے بیچوں بیچ وادی میں داخل ہوتا ہے یہاں بہت تیزی اور جوش کے ساتھ بہتا ہے اور اوسکی دونوں طرف پہاڑ مینار کیطرح بادلوں تک چلے گئے ہیں دونوں کنارہ پر درختوں کی خوشنما قطاریں کھڑی ہیں۔ اور جابجا سرسبز مرغزاریں منظر کی یکرنگی کو دور کرکے اوسکی دلفریبی کو بڑھا رہی ہیں ؎

امیلاکی قصبہ امیلاکی سے آگے وادی میں آبادی زیادہ نہیں یہ اس ضلع کا سب سے بڑا شہر ہے دنیا میں اور بہت ہی کم شہر ایسے محفوظ یا دلفریب موقع پر واقع ہیں۔ وہ وادی تمپہ کی دائیں یعنی جنوبی جانب کی چٹانی پہاڑی کے عین چوٹی کے قریب ایک چھوٹی سی سطح مرتفع پر جو آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ آباد ہے متصلہ دیہات کی عورتیں اور بچے جبتک کہ اون کو ترکی فوج کی خوش اطواری کیطرف سے اطمینان نہ ہو گیا یہیں پناہ گزین رہے تھے۔ ہمیں ایسے دلچسپ اور دلفریب شہر کو نہ دیکھ سکنے کا بہت افسوس ہوا وقت تنگ ہو رہا تھا اور ابھی بہت فاصلہ طے کرنا باقی تھا جنوبی سرے کیطرف وادی تمپہ زیادہ فراخ ہو گئی ہے اور وہاں اسکا منظر بھی نسبتاً بہت لطیف اور خوشنما ہو گیا ہے۔ درہ کی چوٹی سے دریا کا نظارہ عجب دلکش دکھائی دیتا ہے جو نشیب میں ایک جھیل بناتا ہوا آگے بڑھتا ہے یہ جھیل چاروں طرف سے کمال سرسبز مرغزاروں اور صنوبر کے درختوں سے گھری ہوئی ہے اور اوسکا منظر ہو بہو انگلستان کی جھیلوں کیطرح درخشاں و فرحت بخش اور گوناگون ہے بلکہ اوسپر یہ فوقیت رکھتا ہے کہ یہاں کا مطلع عموماً شفاف اور بے ابر ہوا صاف و بلا غبار رہتی ہے ۔

ہم ٹھیک اسکے پل پر ساڑھے پانچ بجے کے قریب پہونچے یہاں وادی پہر فراخ ہو گئی ہے اور سرسبز و فرحت بخش مرغزاروں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ اونپر بیشمار مویشی اور بھیڑیں چر رہی تھیں۔ اور کئی کھیت بجنگی کے قریب کھڑے تھے پل کو شکستہ دیکھکر ہمارے اوسان خطا ہو گئے پچاس ایک ترکی سپاہی دیہاتیوں کو لیکر ملبہ کو آہستہ آہستہ ہٹا رہے اور پل کی یونہی بہانے نام مرمت کر رہے تھے مگر گھوڑے اوسپر بالکل نہیں گذر سکتے تھے۔ گاڑیوں کا تو کیا ذکر ہے۔ صرف نہایت چالاک اور پھرتیلے پیادہ یا مسافر تیرتے ہوئے ملبہ کے ایک ڈھیر سے دوسرے ڈھیر تک چھلانگیں مارتے جانے سے دریا کو جو نہایت تیزی اور جوش و خروش سے بہہ رہا تھا عبور کر سکتے تھے ۔

یونانی دہقانیوں نے جو عثمانیہ سپاہیوں سے خوب گھلے ملے نظر آتے تھے ہمیں بتایا کہ ساغیسی میں ہمیں آسانی سے کشتی مل جائے گی یہ گاؤں دریا کے جنوبی کنارہ پر اور دو گھنٹوں کی مسافت پر آگے تھا۔ لاریسا پلاٹا مونا کی سڑک اس پل سے گذرتی ہے جو ابھی ٹوٹا ہوا تھا۔ پلاٹا مونا اوسی سڑک کے رستہ پل سے دو ایک گھنٹوں کی مسافت پر شمال مشرق کیطرف تھا یہ ساحلی سڑک پر پہلا

ترکی قصبہ ہی ساعنیسی سی پلاٹا مو براہ سمندر دس بارہ میل ہی اس رستہ دریا بنی اسکے دہانہ سے گذر کر ادہر جانا پڑتا ہے۔

ایک خوبصورت یونانی دوشیزہ

ساعنیسی کی سڑک بہت بری حالت میں تھی۔ اکثر جگہ ارابہ کا چلنا قریبًا محال تھا سڑک کی حالت سی صاف واضح ہو رہا تھا کہ یونانیوں نے پسپائی کے وقت عمدًا اوسے جابجا توڑ دیا تھا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا ہم کئی بہت بارونق دیہات کے پاس سے گذرے جنکے سب باشندے اپنے اپنے مساکن میں موجود تھے۔ مرد ترکی ٹوپی والوں کی جماعت کو آتا دیکھکر عمومًا سڑک سی ایک طرف ہو جاتے مگر عورتیں حسب معمول ایسی با ادب نہ تھیں۔ نہ اونکو مردوں کا ایسا خوف تھا اونمیں سی اکثر ہمیں دیکھنے کے لیئے گھروں سی دوڑتی ہوئی نکلکر بیباکانہ اپنے دروازوں یا سڑک پر کھڑی ہو جاتیں سڑک کے اوپر ایک کہیت میں ایک خوشنما مکان کھڑا تھا۔ ایک نہایت ہی خوبصورت یونانی لڑکی اندر سے نکل کر اوسکے دروازہ پر کھڑی ہو گئی اور بطور نشانِ سلام و خوش آمدید ہماری طرف رومال ہلاتی رہی۔ کل تحصیل میں ہمنے صرف یہی ایک خوبصورت عورت دیکھی۔ مگر ہمیں جلدی تھی اور تاریکی شروع ہو گئی تھی ہم اوس سے بات چیت کرنے کے لیئے نہ ٹھیر سکے ہماری پاس سے کئی ایسے مرد گذرے۔ جو بقول رؤف بک سپاہی رہ چکے تھے انمیں ایک ایسا خوب صورت اور سجیلا بانکا تھا کہ میں نے ویسا خوب صورت اور کسی یونانی کو نہ دیکھا۔ وہ ٹوپی کو نوجی آن بان سے سر پر دئے خوب اکڑا ہوا پاس سے گذر گیا۔ میرے ترک رفقا کو شاید اوسکی اکڑ پسند نہ آئی ہو مگر میں اوسی دیکھکر بہت خوش ہوا۔ کہ بارے میں نے ایک یونانی تو ایسا دیکھا جسکا اندازہ بہادرانہ تھا۔ اور جس کی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑ سکتا اور لڑنے پر تیار ہے۔

دیہات اور جنگل میں سور بافراط تھے جنکو دیکھکر رؤف بک اور سوار بہت ناک بہوں چڑہاتے رہی یہ ناپاک جانور دیکھکر طبعًا ہر مسلمان کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ آغاز محاربہ کے وقت سی ہماری متین متحمل مزاج لفٹنٹ نے کبھی پہلے اب کیطرح اپنی پیشانی پر بل نہیں پڑنے دیا تھا اور نہ وہ کبھی بے حوصلہ ہوا تھا۔ نفرت و تنفر ظاہر کرنیکے لیے اوسنے طرح طرح کی حرکتیں کیں کبھی ناک بہوں چڑہاتا کبھی تھوکتا اور کبھی کھانستے اور کبھی گویا ان غلیظ جانوروں کی بو کو دماغ سے خارج کرنے کے لیئے ناک صاف کرنے لگتا۔ ایلیا کو یہ دیکھکر خاص دل لگی ہاتھ آگئی۔ رستہ میں جونہی اوسکو کسیطرف خنزیر نظر آتا وہ خواہ مخواہ رؤف بک کی اوسطرف توجہ کرا دیتا۔ اور ہر نئے سور کو دیکھکر رؤف بک پر پھر وہی کیفیت از سر نو طاری ہو جاتی۔ یہ دیکھکر ایلیس ہنسنے ہنسنے لوٹ جاتا اور ایلیا بھی بظاہر متین رہکر خوب مزہ لیتا۔ وہ کل عالمی مذہب رکھنے والا آدمی تھا۔ اگرچہ وہ سور کو پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن بھوکہ رہنے کی بجائے بلاتامل اوسکا گوشت کھا جاتا۔ رؤف بک میرے خیال میں بھوک سی مر جانا قبول کرتا۔ مگر اس ناپاک چیز کو کبھی ہاتھ تک نہ لگاتا۔

باشندگان زغیسی

زاغیسی (چاکسی) ہم پونے آٹھ بجے پہونچے۔ اوسوقت شام پڑ چکی تھی شہر آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جو ہمارے گرد جمع ہو گئے مگر مقامی حکام کا کہیں پتہ نہ تھا میں نے دریافت کیا کیا یہاں کوئی یونانی حاکم ہے؟ جواب ملا نہیں اعلی حاکم ایک ترک ہی جو ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر وادی کے بالائی حصہ میں رہتا ہے ہمنے کہا پلاٹا مونا جانے کے لیئے ہمیں ابھی ایک کشتی چاہیئے۔ رؤف بک اور سواروں کو اون یونانیوں کی کثرت

تعداد سی جو ہماری گھوڑوں کے گرد جمع ہوگئی کسیقدر تردد سا پیدا ہوگیا۔ ایلیا جو یونانی جانتا تھا۔ کشتی بہم پہنچانے کے معاملہ میں مصروف ہوگیا ہم ایک کھلی قہوہ خانہ میں چلے گئے اور وہاں روٹی قہوہ اور کچھ شراب پی۔ تمام باشندے قہوہ خانہ میں امنڈ آئے۔ اور ہمارے گرداگرد بیٹھکر ہمیں اسطرح جیسے گھورنے لگ گئے کہ گویا ہم اونکی نگاہوں میں عجیب الخلقت جانور تھے :

آخر چند آدمیوں نے کشتی بہم پہنچانا منظور کرلیا۔ رات سخت تاریک تھی۔ گھاٹ تک ہمنے اسباب بمشکل پہونچایا۔ چار نوجوان اور نوطبون نے جنکا باپ وہاں آباد ہوگیا تھا خود بخود بلا درخواست ہمارا اسباب کشتی تک پہنچا دیا پھر رؤوف بک اور اپنے وفادار سواروں سے آخری صاحب سلامت کرکے جو اتنا عرصہ ہمارے ساتھ رہے تھے ہم کشتی پر سوار ہوگئے۔ رؤوف نے بلاٹامونا تک ہماری ساتھ کشتی پر جانا چاہا۔ اوسے خیال تھا کہ اوسے ہم بادشاہی ہدایات کیمطابق کم از کم ہمیں دوسری ترکی چوکی تک بخیریت پہونچا دینا اوسپر واجب ہے۔ مگر ہمنے سواروں کو ایسے گاؤں میں جہاں یونانی بکثرت آباد تھے اور وہ ترکوں کے کوئی ایسے دوست نظر نہ آتے تھے اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ایسی جگہ دونوں میں سے کسی فریق کا زیادتی پر مائل و آمادہ ہوجانا بعید از قیاس نہ تھا۔ بنابریں ہمنے رؤوف کو ساتھ لیجانا منظور نکیا اور اوسے نصیحت کی کہ اگر گھوڑے اسقدر مسافت طے کرسکیں تو وہ رات گاؤں میں نہ ٹھیرے۔ بلکہ شکستہ پل کو جہاں ایک ترکی دستہ مامور تھا ہٹ جائے۔ رؤوف بک بڑا خوش نصیب تھا کہ ہمارے ساتھ نہ آیا۔ کیونکہ ترکی فوجی افسر ہونیکی وجہ سے وہ جائز اسیر جنگ تصور ہوتا۔ بعد میں ہم نے سن لیا کہ وہ اسی رات پل کو ہٹ گیا۔ اور اسطرح ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ رہا :

جہاز پر رات

کشتی خاصی جسامت کی تھی۔ اور چپوں سے چلائی جاتی تھی ہمنے اوسی پر بلاٹامونا جانیکا عزم کرکے کشتی والوں کو لفضے حتی الامکان تیز چلانے چلانے کی تاکید کی۔ مگر اونہوں نے کہا کہ ہم تمہیں ایک چھوٹے سے دو مستولی بادبانی جہاز پر پہونچا کر واپس ہٹ جائینگے ہمنے اون کو اس عزم سے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن بیسود۔ پھر سمجھایا کہ آندھی بالکل نہیں۔ اور ہم دو تین گھنٹوں میں بآسانی یہ فیصلہ طے کرلینگے۔ ایلیا نے کہا یہ بالکل ناممکن ہے۔ سمندر خطرناک ہے اور ہمیں بالضرور جہاز پر جانا چاہیئے۔ رات کی تاریکی اور یونانی ملاحوں سے گفتگو نہ کرسکنے کی وجہ سے میں بالکل بے بس تھا اور مجبوراً جہاز پر سوار ہوگیا۔ ہمیں بعد میں جسقدر صعوبتیں اور تکلیفیں پیش آئیں وہ سب اسی غلطی کا نتیجہ تھیں۔ ایلیا کی نسبت ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بحری سفر کا عادی نہ تھا اور سمندر سے بہت ڈرتا تھا۔ بنابریں اوسنے ایک چھوٹی سی کشتی پر جہاز کو بدرجہا زیادہ ترجیح دی۔

اہل جہاز کی نسبت بھی بعد میں تقریباً یقینی امر ہوگیا کہ وہ ہمکو گرفتار کرنیکی سازش میں شامل تھے جب ہم نا غیبی پہنچ اوس وقت سمندر میں کسی یونانی جنگی جہاز کا نام و نشان نہ دکھائی دیتا تھا۔ مگر غالباً خاص قاصد ساحل کے کنارہ کنارہ قریب ترین یونانی جہازات کو ہماری آمد و روانگی کی خبر پہنچانے کے لیے بھیجدیئے گئے اور اس اطلاع کا وہ نتیجہ ہوا جو آگے مذکور ہے جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے مگر ہوا اسقدر تیز نہ تھی کہ جہاز کچھ معقول حرکت کرسکتا۔ ایلیا نے تو تختہ پر ہمارے لیے اولے سیدھے بستر بچھا دیئے اور ہم تینوں جس ہیئت میں تھے اوسیطرح کپڑوں سمیت لیٹ گئے ہیں اور آپس دوش بدوش اور ایلیا ہمارے قدموں

کیطرف لیٹا مجھے یونانی ملاحونپر پورا اعتبار نہ تھا۔ بنا بریں ہمنے اپنے پستولوں کو نکالکر پاس رکھ لیا کہ ضرورت کیوقت اون سے فی الفور کام لیا جا سکے۔ ایلیا نے جاگتے رہنے کا وعدہ کیا مگر وہ اور ایلیس جلد خوب میٹھی نیند سو گئی جسپر مجھے پہرہ کا کام دینا پڑا میں کبھی اونگھنے لگ جاتا اور کبھی آنکھیں کھول لیتا۔ تمام رات جہاز چلتا رہا پانی کی لہریں خاصی تیز تہیں مگر ہوا بہت کم تھی۔ آدھی رات کی بعد سخت سردی پڑنے لگ گئی جسنے مجھے پھر نہ سونے دیا جب صبح ہوئی تو مینے کلمہ شکر پڑہا مگر جب کسیقدر روشنی تیز ہوئی تو میں یہ دیکھکر ہکا بکا رہ گیا۔ کہ گو ہم چھ میل کا فاصلہ طے کر گئے ہیں۔ مگر ہیں ابھی کم وبیش زاغیسی کے ہی سامنے۔ اور کہ پلاٹاموٹا اور اوس کا سفید مربع قلعہ جسپر پندرہ دن ہوئے یونانیوں نے فضول گولہ باری کی تھی جہاز کے دہانہ کیطرف سے ہمسے ابھی آٹھ میل کی فاصلہ پر ہے۔ مینے ایلیا کو جگا کر کہا کہ مناسب ہوگا کہ ہم اوس کشتی پر جو جہاز کی پیچھے بندہی چلی آتی ہے سوار ہو جائیں اور اوسے کھیتے ہوئے پلاٹاموٹا جا پہونچیں مگر ایلیا نے اس تجویز کو خطرناک قرار دیکر مسترد کر دیا میں شاید اوسکی مخالفت کی پرواہ نہ کرتا مگر جب دیکھا کہ کشتی پر ہم تینوں تو سوار ہو سکتے ہیں مگر اسباب رکھنے کی اوسمیں جگہ نہیں تو مینے بہی یہ ارادہ ترک کر دیا۔ یونانی ملاحوں نے دو چپو نکالکر بظاہر جہاز کو اون سے بہی چلانیکی کوشش شروع کردی اسپر بہی جب جہاز کی رفتار میں کوئی فرق دکہائی نہ دیا تو ایک چپو مینے خود پکڑکر کھینا شروع کر دیا اور سطح پانچ گھنٹوں کی محنت و کوشش سے ہم پلاٹاموٹا کے خاصے قریب پہونچگئے اور وہ صرف دو اڑہائی میل کے فاصلے پر رہ گیا۔

اوسوقت دس بجے کا عمل تھا کہ جہاز کے یونانی ناخدا نے کہا مینے دو جنگی جہاز ساحل کی برابر زاغیسی کو جاتے دیکھے ہیں ہمنے نہایت غور سے اودہر دیکھا مگر کوئی جہاز دکھائی نہ دیا۔ لیکن ایک گھنٹہ بعد سچ مچ تین جنگی جہاز نمودار ہوگئے جن میں سے دو سیدہے ہمارے جہاز کی طرف چلے آرہے تھے۔ یونانی ملاحوں نے کہا یہ اطالین جہاز ہیں۔ یونانی نہیں یہ ہمیں ہوکہ دینے کیلئے کہا گیا۔ تاکہ ہم کشتی پر سوار ہوکر جا نہ ہو جائیں لیکن اونکا یہ اندیشہ غلط تہا ان جہازونمیں ایک تارپیڈو کشتی ہہی اور یہ ظاہر ہے کہ ان کشتیونکی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ دوم وہ ہمسے دو میل سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اور اگر ہم کشتی پر بہاگنی کی کوشش بہی کرتے تو اون سے نہیں بچ سکتے تھے۔ مزید برآن وہ ہمیں گرفتار کرنیکا کوئی استحقاق نرکھتے تھے اور ہم ساحل کے کنارہ کنارہ سفر کرنیکا کامل اختیار رکھتے تھے ہم غیر مصاف کنندہ اشخاص تھے اور کسطرح حیات کے ضوابط کی ہمنے خلاف ورزی نہیں کی تہی۔ علاوہ بریں تب تک ساحل کی بحری محاصرہ کا اعلان نہیں ہوا تہا۔

یونانی جہاز احاطہ کر لیتے ہیں

جنگی جہاز بسرعت بڑہے آرہے تھے ساڑہے گیارہ بجے سب سے اگلے جہاز نے جو ایک پرانی قطع کا بڑا اگنبوٹ تہا ہمارے جہاز کو کہڑا ہو جانے اور بادبانوں کو نیچا کر دینے کا حکم دیا ہمارے جہاز کی ناخدا نے اس حکم کی فی الفور تعمیل کر دی جسپر اگنبوٹ کی کپتان نے ہم سب کو اوسپر چلے آنیکا حکم دیکر ہمارے لے جانے کے لیئے دو کشتیاں مسلح ملاحوں سے بہر پور ہمارے جہاز کے پاس بہیجدیں میں نے جانیسے انکار کر کے کپتان کو فرانسیسی میں کہا ہم غیر مصاف کنندہ ہیں اور براہ سالونیکا انگلستان کو جا رہے ہیں اور ہمیں اپنے سفر کو جاری رکھنے کا پورا پورا استحقاق حاصل

اسمیں کلام نہیں کہ ہماری ساتھ وردی اور ترکی ٹوپی پوش ترکی پولسمین کے ہونیکی وجہ سے ہماری گرفتار کنندگان کو دشمن
ہماری طرف سے شبہ پیدا ہوجانا فطری امر تھا۔ یونانی طبعاً نہایت شکی مزاج ہیں۔ اور بعض اوقات اسبارہ میں بچونسے بہی بڑہ
جاتے ہیں آیلیس اور مینے صبح کو گرمی کیوجہ سے جوسمرنر پر میدان سے زیادہ تکلیف دہ تہی ترکی ٹوپیاں اوتار کر جوڑی فرنگیانی
ٹوپیاں پہن لی تہیں بحث آدہ گہنٹہ ہوتی رہی۔ اور وریپولا یونانی جہاز کل تو پیں اورتارپیڈو کی نالیاں ہماری طرف سیدہی
کئے ہوئے ہماری گرد چکر لگاتے رہے اور کپتان اور اوسکے ماتحت افسر کبہی ہماری منت سماجت کرتے اور کبہی دہمکیاں دیتے رہے ملاح
ہماری جہاز کی خزانہ کا تختہ اوٹہا کر نیچے اُتر گئی ہمارا اسباب وہاں غلہ پر رکہا ہوا تہا جب اونہوں نے گراس ریائیفلین اور یونانی تلوارین
جو آیلیس نے البانویوں سے خرید کی تہیں وہاں دیکہیں تو نہایت آشفتہ خاطر ہوگئے اور اس قسم کی اور چیزیں ملنے کی توقع
سے ہر طرف غلہ میں سنگینیں گاڑنے لگ گئے۔ مینے اپنا پروانہ راہداری یونانی افسر کو معاینہ کیلئے بہیجکر کہا کہ میں پارلیمنٹ
کا ممبر ہوں۔ آیلیس اور آیلیا نے مجہی یونانی اگنبوٹ پر چلے جانے کیلئے بہتیرا سمجہایا اور کہا کہ مقابلہ ناممکن ہے مگر مینے نہ مانا اور کہدیا
کہ اپنی مرضی سے کبہی نہ جاؤنگا۔ جبراً لیجائیں۔ گرفتار کنندہ اگن بوٹ کا بہی وہی نام تہا جو اوس دریا کا تہا جسکی پل کے
ٹوٹے ہوئے ہونیکی وجہ سے ہمکو اس مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا تہا یعنی اسکے کپتان نے آخر حلفی وعدہ کیا کہ اگر ہم چلے آئیں
تو سالونیکا کا سفر جاری رکہنے میں وہ ہمیں ہر طرح سے حتی الامکان مدد دیگا۔ اور سہولت پیدا کرنیکی کوشش پیدا کریگا اوسنے
اس وعدہ کو پہر باواز بلند دوہرایا تاکہ کسیطرح کی غلطی رہجانیکا امکان نہ رہجائے۔ آخر ہم نے اس کی کشتی پر سوار ہوکر اگنبوٹ
کو چلے گئے۔ زینہ کی محافظ لفٹنٹ (نوبت جی ملازمی) نے مجہسے ریوالور طلب کیا۔ مگر مینے انکار کردیا اور جہاز ایونیا پر دولوسی روانہ
ہونیکی وقت تک اُسے اپنے پاس رکہا۔ کپتان خوش اخلاقی سے پیش آیا ہمنے اُسے پرانی طرز کا تجربہ کار و ماہر ملاح پایا۔
اور میالیس نام رکہتا تہا۔ وہ اسی نام کی مشہور یونانی امیر البحر میالیس کا جسنے محاربہ آزادی میں بڑی شہرت حاصل
کی تہی۔ اور لارڈ بائرن کا بڑا دوست تہا پوتہ ہے اوسنے ہمیں روکنے پر بہت افسوس ظاہر کرکے مجبوری کا عذر کیا اور
کہا کہ اوسے ہماری جہاز کا تعاقب کرکے روکدینے اور نیز کوئی چیز ساحل کے متصل سے نہ گذرنے دینیکا اعلی افسر کیطرف سے حکم ملا
تہا اوسنے ہماری لئے تختہ جہاز پر کرسیاں بچہوادیں۔ اور تونیاق شراب کے چند گلاس بہجوادیئے اُسکے پاس تواضع کیلئے یہی تکلف کی چیز تہی۔

کپتان کونڈوریوٹس کی پہر ہمنے اس سرعت نے غیسی کیطرف پیچہے کو روانہ ہوگیا ہمارے والا بادبانی جہاز و نیا اہی باندہ
دیاگیا تہا۔ وہاں ہم تیسرے جہاز پر جو تینوں سے بڑا کارویٹ قسم کا جہاز تہا گئے۔ اسکا کمانڈر
کپتان کونڈوریوٹس شاہ یونان کا ایک یاور اور جہاز کا نام میکالی تہا۔ وہ بڑی شفقت سے پیش آیا۔ اور ہماری سفر کے
رُک جانے پر بڑی چہری معذرت خواہی کرکے کہا کہ اوسے یہ خیال تک بہی نہ تہا کہ بادبانی جہاز پر ہم سوار تہے کپتان میالیس
یا کونڈوریوٹس نے اپنے سلوک و برتاؤ سے اسبات کا شائبہ تک بہی نہ گذرنے دیا کہ وہ ہمیں اسیران جنگ تصور کرتے ہیں نیز
دونوں افسروں نے ہمکو بتایا کہ ہم بسرعت تمام وطن کو واپس جارہے ہیں ہمیں لنڈن میں نہایت ضروری کام ہے اور اون کی وجہ سے

ہمیں حتی المقدور بہت جلد وہاں پہنچنا لازمی ہے۔ اگر آپ ہمیں پلاٹا مونا یا سالونیکا بھجوا دیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ کپتان کوندر
نے افسوس ظاہر کیا کہ محاربہ کیوجہ سے وہ ہمیں ان دونوں مقامات میں سے کسی میں نہیں پہنچا سکتا۔ پھر بطور مشورہ دوستانہ کہا کہ وولو
جانا ہمارے لیے سب سے بہتر ہوگا۔ وہاں ہمیں ہر طرح کے سٹیمر مل سکینگے اور ہم ان میں سے کسی پر سوار ہو کر جدھر چاہیں جا سکیں گے
اگر ہم چاہیں تو وہ جہاز بھی اسپر ہمیں وولو بھیجدینے پر تیار ہے۔ میں نے اس تجویز کو مجبوراً منظور کر لیا منظوری کے سوا اور چارہ
بھی کیا تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یونانی افسروں کی یہ بے اندازہ خوش اخلاقی اور ہمارے سفر میں سہولت پیدا کرنیکے
لیے اسقدر تردد ظاہر کرنا سب نمائشی اور مصنوعی تھا۔ ہمیں اونہوں نے صرف مسئولیت اور جوابدہی سے بچنے کیلئے وولو بھیجا فوجی
وملکی دونوں طرح کے یونانی افسروں اور اہلکاروں میں سب سے بڑا نقص اور کمزوری یہی ہے کہ وہ جوابدہی کا بوجھ اپنے سر پر
لینا کبھی گوارا نہیں کرتے جبتک ہم وولو نہ پہنچے اور امیر البحر شاما نتیلوس سے دوچار نہ ہوئے ہمیں اسیران جنگ تصور کرنیکا کوئی ادعا نہ کیا گیا

پرنس جارج

میں اسی ایک بجے وولو کیطرف روانہ ہوا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد ہمیں راستہ میں ایک کلاں کروزر جنگی
کہ مان پرنس جارج ملا اوسپر ہمی اسکا واکاش کرونڈ کو پیچھے پیچھے پھر زانتی کو واپس ہو لیا۔ یہ دیکھکے
ہم حیران رہگئے اور کپتان کی کارروائی پر سخت اعتراض کیا اوسنے جوابدیا کہ مجھکو کروزر سے بذریعہ نشان ایسا کرنیکا حکم ملا
ہے اور میرے لیے اوسکی تعمیل کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ زانتی پہنچے پر پرنس جارج ہمارے جہاز پر آیا اور کپتان
میاولیس نے ہمیں اوسکے سامنے پیش کیا۔ شہزادہ خوش اخلاقی سے پیش آیا اور ہمارے سفر کے رکاوٹ پر بہت افسوس ظاہر کر کے بطور معذرت
بیان کیا کہ ہر ایک چیز کو روک لینے اور کسی تک کو نہ گزرنے دینے کے احکام صادر ہو چکے ہیں۔ پھر اوسنے بھی ہمیں یہی مشورہ دیا کہ وولو
جانا ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ وہاں ہر طرف کو جانیوالے سٹیمر مل سکتے ہیں۔ اور بنا بریں ہم پھر سفر بآسانی شروع کر سکینگے۔ اوسنے
ایلیس سے دریافت کیا۔ کیا تمنے کوئی لڑائی دیکھی ہے؟ اور جب لڑکے نے جواب دیا کہ تین لڑائیاں دیکھی ہیں۔ تو بہت خوش ہوا
میںنے کہا ہمیں ملونا کے معرکہ عظیم کے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ مگر ضروری کام کیوجہ سے اس سے پہلے مجبوراً تھسلی سے چلے آئے
پرنس نے ہنستے ہوئے جوابدیا کہ "اگر تم لڑائی دیکھنا چاہتے ہو تو وولو سے بہتر کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ تین لڑائیاں تم ترکوں
کیطرف رہکر دیکھی ہیں۔ اب وہاں تم یونانیوں کی طرف رہکر اوسے بخوبی دیکھ سکو گے" شہزادہ انگریزی بہت عمدہ بولتا ہے
وہ خوبصورت طویل القامت شہ زور اور خوشنما نوجوان ہے۔ پیشانی کشادہ۔ ملاحانہ وجاہت اور اخلاق شائستہ ہیں۔ زمانہ سلف
میں وہ بحری قزاقوں کا بڑا عمدہ بادشاہ بنتا۔ ہم اوسکی شکل وشباہت اور اطوار سے بہت خوش ہوئے جہانتک ہم قیاس کر سکے
وہ یونانی نیوی میں ہر دل عزیز تھا اوسکا بڑا بھائی قسطنطین فوج میں یقیناً ہر دلعزیز نہ تھا —

میں اسی پھر وولو کو روانہ ہو گیا اور اسی دفعہ راستہ میں ہمکو نیا کپتان نہایت مہربانی اور توجہ سے پیش آتا رہا ہمنے
اوسکے ساتھ کھانا کھایا اور اوسنے باصرار اپنا کمرہ ایلیس کے سپرد کر دیا میں ایک سیلون (ایوان) میں جو کمرہ سے باہر تھا سو رہا
مگر اپنے کوٹ کو جس میں میرے پرائیویٹ خطوط اور اہم کا سفارشی خط تھا کمرہ کے دروازہ کے اندر لٹکا دیا۔ ہم دونوں پستول

ساتھ لیکر سوئے، اور بوٹ و کوٹ کے سوا، باقی کپڑے نہ اتارے۔ اگر میں یہ احتیاط نہ کرتا تو میرے خطوط کا بھی یہی حشر ہوتا جو المیس کے روزنامچہ کا ہوا۔ اسباب ہم تختہ (ڈونک) پر ہی چھوڑ آئے تھے۔ رات کو اوسکی خوب تلاشی لیگئی اور المیس کی روزنامچہ کو ایک جاسوس کیمعرفت جو انگریزی جانتا تھا پڑھا گیا۔ یہ جاسوس غالباً وہی سیاہ اور بدشکل سا ملکی اہلکار تھا جسے دوسرے دن ہمنے جہاز پر دیکھا اور اوسنے ہماری طرف بری نظروں سے گھورا۔ یونانی افسر دونی ذکی تھا۔ یہ ارنی ہر مگر اسپر اعتبار نہیں۔ کپتان نے کہا تھا کہ جہاز پر انگریزی جاننے والا کوئی شخص نہیں۔ صرف وہ تھوڑی سی فرانسیسی جانتا ہے۔ اس معاملہ پر کپتان کو الزام دینا غالباً مناسب نہیں محاربہ کے زمانہ میں اگر حیلہ بازیاں روا ہو جاتی ہیں ؛

فصل ہشتدہم (۱۸)

سر الشیلڈ بارٹلٹ اور یونانی امیر البحر

جنوبی یوروپ یا مشرق میں سیاحت کرنیکے دوران میں سویرے بیدار ہونے کی عادت سے بڑھکر کوئی عادت مفید اور فرحت بخش نہیں جسقدر سویرے اٹھا جائے اوسیقدر زیادہ بہتر ہے۔ اس سے انسان دن کے تمام وقت سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ صبح کے نہایت ہی خوشگوار اور لطیف وقت میں جبکہ مطلع صاف اور ہوا تازگی بخش اور راحت فزا ہوتی ہے، قدرت و صنعت کا سرور بخش نظارا کر سکتا ہے اور اسکی بدولت دوپہر کیوقت کاروبار کو سرانجام پہونچانیکی تکلیف و مشقت سے جبکہ گرمی اور گرد و غبار کا کوئی حساب نہیں رہ جاتا بچ جاتا ہے۔ بدوران سیاحت میں کبھی ساڑھے چار بجے کے بعد بستر پر نہ رہا۔ اور اس سویرے اٹھنے کی برکت و منفعت سے پورا پورا فائدہ اوٹھایا۔ ۶ مئی کو بر وزیدہ میں سویرے بیدار اور ضروریات سے فارغ ہوکر پانچ بجے بالائی چھت (ڈونک) پر پہونچگیا اور دیکھا کہ جہاز بسرعت خلیج وولو میں داخل ہو رہا ہے۔ بندرگاہ اور شہر کا نظارا نہایت لطیف و دلفریب ہے۔ وولو ایک شہر نہیں بلکہ اسے کئی شہروں یا بستیوں کا مجموعہ کہنا چاہیے دو پرانی بستیاں جن کے مکان مشرقی شہروں کے مکانات کیطرح بے ترتیب اور مختلف شکل و پیرایہ کے ہیں، پہاڑیوں کی چوٹی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جدید حصہ کے مکانات جو خلیج کے شمال مغربی ساحل پر آباد ہیں عمدہ ساخت کے ہیں اور اسمیں کئی خوشنما بنگلے موجود ہیں۔ بندر یونانی جنگی جہازوں سے بھرا ہوا تھا۔ دو زبردست آہن پوش کئی کروزر اور چند تارپیڈو کشتیاں وہاں لنگر زن تھیں۔ ایک کلان اطالین مسافر جہاز (سارڈینیا) ایک فرنچ کروزر اور ایک انگریزی اگن بوٹ (دوانگ) بھی وہاں تھے۔ اللہ اکبر۔ آخر الذکر کو وہ سارا دن ہم کیسی تمنا بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے ساڑھے چھے بجے کپتان میلائیس امیر البحر کے جہاز پر پار گیا جاتی دفعہ میں نے اوس سے درخواست کی کہ وہ میری طرف سے امیر البحر سے یہ مطالبہ کرے

یا مجھے انگریزی جہاز پر پہنچا دیا جاوے۔ یا انگریزی قونصل کو حوالہ کر دیا جائے۔ میں نے کپتان سے میرا ایک خط بھی انگریزی قونصل کو بھجوا دینے کی درخواست کی لیکن اس سے اوس نے انکار کر دیا۔ کپتان بہت دیر بعد واپس آیا۔ اوسکی غیبت میں کئی ملکی جہاز پر آئی۔ از انجملہ ایک اتھینکی ہیٹیاریا کا ایجنٹ تھا جسکی شکل نہایت مکروہ تھی۔ اوسنے ہماری برخلاف جہاز کے افسروں کے کان بھرے۔ یہ بات جہاز کے دوم افسر نے جو مجھسے بڑی شفقت و مروت سے پیش آتا رہا۔ اور ڈاکٹر والنیٹر اور خوب صورت نوجوان شخص تھا مجھے درپردہ بتائی۔ کپتان ۹ بجے سے بعد واپس آیا۔ اوسکے ساتھ امیر البحر کے جہاز کا ایک افسر تھا جو انگریزی نہایت تست بولتا تھا۔ اوسنے مجھے کہا کہ اوسے ہمیں خشکی پر لیجا کر دو کو ملکی حکام کے سپرد کرنیکا حکم ملا ہے مسئولیت سے پہلو تہی کرنیکی عادت بد کی جو یونانی ملازموں میں راسخ ہے یہ دوسری مثال تھی میں نے دریافت کیا یہ حاکم کون ہیں۔ اوسنے جواب دیا کہ اعلےٰ حاکم لاریسہ کا گورنر ہے جو وہاں سے دو لو بھاگ آیا تھا۔ اور اب یہاں کا حاکم اعلےٰ ہے۔

یونانیوں کے ملکی حاکم میں ملکی یونانی اہلکاروں کی معیانت۔ بدکرداری۔ بددیانتی اور ظلم و اعتساف سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور جانتا تھا کہ لاریسا کا گورنر اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں۔ یہ وہی نیک ذات تھا جو ترکوں کے پہونچنے سے دو دن پہلے نہایت بزدلانہ طور پر اپنے فرائض کو چھوڑ چھاڑ کر لاریسہ سے بھاگ گیا تھا۔ اور بھاگنے سے پیشتر قیدیوں کو رہا کر کے اونہیں رائفلیں دے گیا۔ جنہوں نے فوجی پاجیوں کے ساتھ ملکر بے عملی کے دنوں میں لوٹ اور غارت کا وہ بازار گرم رکھا۔ اور اپنے ہمقوموں بالخصوص عورتوں کو ایسا ستایا تھا۔ کہ یونانی باشندوں نے ترکوں کے پہنچ جانے پر شکر کا کلمہ پڑھا۔ مجھے چونکہ اس ذات شریف کے یہ تمام کارنامے معلوم تھے میں جبر کے سوا برضا خود خشکی پر جانے سے قطعاً انکار کرتا اور انگریزی جہاز یا انگریزی قونصل کے حوالہ کر دیے جانیکا مطالبہ کیا۔ کپتان میاکیس نے احکام کا عذر پیش کر کے میری درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اسپر میں نے خود امیر البحر سے ملنے کی درخواست کی۔ اور میاکیس نے بڑے تردد اور پس و پیش کے بعد امیر البحر کو جھنڈیوں کے ذریعہ میری درخواست سے مطلع کرنا منظور کیا۔ امیر البحر نے ملنا قبول کر لیا۔ اور ہم گیارہ بجے اوسکے جہاز لپارا پر پہونچگئے۔ امیر البحر مثاماتیلوس نے ہم سے سیکون میں ملاقات کی۔ وہ بیشک خوش اخلاقی سے آیا۔ مگر اوسکی قطع وضع سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بڑا اشکی اور وہمی مزاج شخص ہے۔ اور ملکی افسروں کی نسبت وہ بھی نہایت خطرناک دشمن تصور کرنے پر زیادہ مائل ہے۔ امیر البحر جب تک وہ باتیں کرتا رہا بےچینی سی غالب دکھائی دیتی رہی۔ وہ طویل القامت سیاہ فام شخص تھا مونچھوں کا رنگ خاکستری۔ اور آنکھیں بار بار بسرعت تمام شمال کی جانب اوٹھتی تھیں وغیرہ وغیرہ سے ہمارے توا ضع کی میز اور کل حالات جن کی وجہ سے ہمیں زینسی آنا پڑا تھا اور گرفتار ہوئے تھے بالتفصیل بتائے اور پھر کہا کہ ہم ملکی حکام کو بار جانا کبھی منظور نہیں کر سکتے۔ ایک ہم اون سے واقف نہیں۔ دوسرے ہمیں اونپر کوئی اعتماد نہیں۔ اپنے ملکی حکام کی نسبت ایسا کلمہ سنکر امیر البحر اور دو اور افسروں نے جو پاس تھے خفگی کا اظہار کیا۔ مگر میں اپنی رائے پر قائم رہا۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ یونانی بحری افسروں نے ہمیں گرفتار کیا۔ اونہوں نے ہی ہمارے سفر میں رکاوٹ ڈالی۔ اور وہی ہمیں دو لولائی ہیا ہم اون کے وقفہ بار

اور اونکی پاس اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ تو اس دلیل سے امیر البحر کی خفگی بالکل زائل ہو گئی اور اسنے چند لحظے غور کرنے کے بعد جواب
دیا کہ اگر ہم ملکی حکام کے پاس جانیسے انکار کرینگے تو وہ ہمیں خود بخود آزاد کرنیکا ذمہ نہیں اوٹھائیگا بلکہ ہدایات منگوانے کے
لیے اتھینز تار دیگا۔ ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ لاریسا کا گورنر انگریزی اخبارات کے ریمارکس سے جو اونہوں نے اونکی متوحشانہ
فراری کے متعلق کیے تھے بہت بگڑ رہا تھا۔ اور مزید برآں اوسکو اور وولو کے سر آوردہ یونانیوں کے دلوں میں ترکی فوجکی جو
قریب پہنچ گئی تھی بہت دہشت سمائی ہوئی تھی اور وہ ہمکو بطور یرغمال قابو کرنیکے لیے نہایت بے چین ہو رہے تھے۔

بہرحال یقینی امر ہے کہ اگر خشکی پر جاتے تو ہمارے لیے اچھا نہ ہوتا۔ وہاں سخت گھبراہٹ اور بیجا اشتعال ہو رہی تھی
دوسرے انگریزوں کے ساتھ وولو میں جو اوس وقت کیسا برتاؤ کیا گیا اونکے حالات اب شایع ہو چکے ہیں اور اون سے صاف ظاہر ہو رہا ہے
کہ یونان کے ملکی حکام اور باشندے کوئی بیجا یا بزدلانہ حرکت نہیں جسکو نہ کر سکتے ہوں۔ امیر البحر نے ایک خاص قاصد کے
ہاتھ میرا خط بھی انگریزی قونصل کو پہنچا دینے کا وعدہ کیا۔ اور انگریزی سفیر متعینہ اتھینز کو تار دینے کی بھی اجازت دیدی۔
چنانچہ مسٹر مرلن (قونصل) کی معرفت مسٹر ایجرٹن (سفیر) کو بھیجا اور اسمیں اپنی گرفتاری کی مختصر مگر واضح
کیفیت درج کر کے سفیر موصوف سے ہماری رہائی کا مطالبہ کرنیکی درخواست کی۔

قونصل کے انتظار میں ہمنے پہاڑ سے دو گھنٹے بسر کیے۔ یہ عرصہ امیر البحر دربار کرتا رہا جسمیں اوسکے ماتحت بیڑے کے تمام کپتان
سلام کو حاضر ہوئے اسنے کہا آج اسکے ہمنام ولی عہد جارج کا دن ہے مگر ہمنے بعد میں سنا کہ آج بادشاہ کے نام کی وجہ سے دربار
کیا جاتا تھا لیکن بعد اذان اتھینز سے دربار نہ کیے جانیکا حکم آ گیا جسکی وجہ تب کوئی معلوم نہ ہوئی۔ تاہم انہوں نے اسدن
برابر تیوہار منایا صرف یہ فرق ہوا کہ سرکاری طور پر امیر البحر کی سالگرہ کا دن ظاہر کیا گیا کئی افسر ہمارے پاس آ کر ہمسے گفتگو
کرتے رہے۔ ایک کپتان انگریزی جانتا تھا۔ اوسنے آلیس کو ترجمہ کیا اور مجھکو مٹھائی بھی دی افسوس مجھے اسکا
نام یاد نہیں رہا۔ آخر مسٹر مرلن ایک بجے کے قریب پہونچ گیا۔ اور اوسنے ہمیں رہائی دلوانے کے لیے جس قدر کہ
کوئی قونصل یا انسان زور لگا سکتا ہے۔ زور دیا۔ مگر امیر البحر اپنے عزم سے نہ ہٹا بلکہ جوں جوں مسٹر مرلن نے زیادہ زور
دیا۔ وہ اور ضدی ہوتا گیا۔ مسٹر مرلن نے یہانتک کہا کہ میں تمکو تحریری اقرارنامہ لکھے دیتا ہوں کہ اگر تم سر شیلڈ کو ابھی چلا
جانے دو تو جسوقت یونانی گورنمنٹ اسے طلب کرے وہ جو الزام اوسپر لگایا گیا ہے اوسکی جوابدہی کیلیے فوراً واپس آ جائیگا

اگر امیر البحر معقول آدمی ہوتا تو اس تجویز کو فوراً مان لیتا۔ مگر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسیطرح ہمیں رہا کرنے
کی مسئولیت اپنے سر نہیں لینا چاہتا۔ ایک یونانی کپتان نے مجھسے بعد میں کہا "ہمارے تمام افسر لوگوں سے
ڈرتے ہیں" لوگوں سے اوسکی مراد درحقیقت اتھینز کے مفسد طبیعت باشندوں سے تھی۔ مسٹر مرلن کے پاس جب
کوئی چارہ نہ رہا تو وہ جہاز سے رخصت ہو گیا۔ اور وعدہ کر گیا کہ میں ابھی انگریزی سفیر کو اتھینز تار دیتا ہوں
اور تمہیں دیکھنے کے لیے پھر بھی آؤنگا۔

بیم ورجا کی حالت میں رکھنے والی لڑائی کہ ولسٹینو میں اوس وقت میدان حرب خوب گرم ہو رہا تھا ہمنے امیر البحر سے وہاں جاکر لڑائی دیکھنے کی اجازت طلب کی مگر اوسنے نہ دی۔ ولسٹینو میں وولو سے صرف دس میل ہے یہ پہلا دن تھا کہ ہمارے ساتھ اسیرون ایسا برتاؤ کیا گیا اور اُس دن کی آزردگیوں میں ایک یہ آزردگی بھی کچھ کم نہ تھی کہ ہم سارا دن توپوں کی رعد نما گرج اور رائفل باڑھوں کی مسلسل کڑک ہوا کے گھوڑوں پر سوار ولسٹینو کیطرف سے آتی سنتے رہے۔ بلا شبہہ اس سے بڑھکر بے چین کرنیوالا کونسا امر ہوسکتا تھا کہ ہم ایک ایسی معرکہ عظیم کے تمام شور و غل کو تو کچھ دیکھنے کا ہمیں بڑا اشتیاق تھا سنتے رہیں مگر اُسے دیکھ نہ سکیں توپوں اور رائفل آتشباری کی مسلسل و غیر منقطع صدائیں جو دولون بہت قریب معلوم ہوتی تھیں۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اوسموقعہ پر جسے ہمنے اچھی طرح دیکھا ہوا تھا بڑی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ اور ترک نعیم پاشا کی شکست کا جسے ہم نے گذشتہ جمعہ کو بچشم خود معاینہ کیا تھا داغ مٹانے اور کرنیل سمولنسکی کو مغلوب کرنے کے لیئے جان سپارانہ کوشش کر رہے ہیں مسٹر مرلن نے مجھسے ذکر کیا تھا کہ ڈرایڈ کا کپتان ولیم چند انگریز نامہ نگاروں کے ساتھ لڑائی دیکھنے کے لئے صبح ولسٹینو گیا ہے۔ میں نے جہاز مذکور کے لفٹنٹ مسٹر ہملٹن سے جو ہمیں ملنے آیا۔ اور بڑی مہربانی سے پیش آیا تھا۔ درخوست کی کہ جب کپتان واپس آئے تو اوسکی پاس ہماریطرف سے التجا کرے کہ وہ ہمیں جہاز ایونیا پر آکر لڑائی کے حالات بتا جاے ـــ

شدید آتشباری جو صبح کے ساڑھے دس بجے شروع ہوئی تھی۔ شام کے پانچ بجے کے قریب بند ہوگئی۔ یونانیوں کو سارا دن فتح و نصرت کے پرچے پہونچتے رہے تھے۔ بالآخر سمولنسکی کا یہ مشہور پیغام جسمیں اوسنے بیحد تعلی کی تھی پہونچا کہ اوسنے ترکوں کے پے در پے سات مختلف حملوں کو پسپا کیا ہے۔ اور اب اوس کے سپاہی ترکوں کے خون میں تیر رہے ہیں" سمولنسکی قابل سپاہی ہے۔ اور صرف وہی ایک ایسا افسر ہے جسنے محاربہ میں کچھ قابلیت دکھائی۔ مگر وہ بھی دوسرے یونانیوں کیطرح غلو و اغراق اور مبالغہ پسندی کے خوفناک سودا میں مبتلا ہے میں اسے مخفی نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ خبر سنکر مجھے ترکی حملہ کے نتیجہ کے متعلق کسیقدر تردد ضرور ہو گیا۔ کیونکہ میں یونانی موقعوں کی انتہا مضبوطی۔ ترکی سپاہیوں کی جانبازانہ شجاعت اور ترکی جرنلوں میں چند ایک کی ناقابلیت سے بخوبی واقف تھا لیکن سات بجے کپتان ولیم کے آنے پر کل فکر و تردد کافور ہوگیا۔ وہ تھکا ماندہ اور گرد آلود سیدھا میدان جنگ سے ایونیا پر آیا۔ اور ترکی سپاہیوں کی بے نظیر شجاعت اور لڑائی کے مفصل حالات ہمیں سنائے۔ اوسنے بیان کیا کہ ترک صف در صف اور پلٹن در پلٹن دشمن سے اپنے آپ کو چھپانیکی کوشش کرنیکے بغیر علانیہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے کے قریب کرلی سے جو ولسٹینو سے سات میل ہے روانہ ہوئے اور دو گھنٹوں کے سفر کے بعد لڑائی میں مشغول ہو گئے ہمارا سابقہ تجربہ و مشاہدہ کپتان کی داستان کی لفظ بلفظ تصدیق کر رہا تھا دیر کیے چلنا۔ لڑائی سے بیشتر لنبا اور صعوبت بخش سفر طے کرنا اور پھر اُتے ہی دن کے نہایت ہی گرم اور بے سکت کرنیوالے حصہ میں یکا یک معرکہ آرائی میں مصروف ہو جانا یہ سب ہی باتیں تھیں جو ہم پہلے ہر موقعہ پر مشاہدہ کر چکے تھے۔ کیا اچھا ہوتا اگر فوج کا حصہ کثیر پہلے دن ایسے وقت جبکہ دھوپ مدہم ہوگئی ہوتی۔ دشمن کے قریب پہنچا دیا جاتا اور دوسرے دن بجائے علی الصبح لڑائی

نذر ہو جاتی مگر ترکی جرنیلوں کو سمجھائے کون تاہم اس مرتبہ نعیم پاشا کی طرح پہلی اون کرنا قابل تسخیر ٹیلوانوں کو بنوک سنگین فتح کرنیکی غلطی کا ارتکاب نہ کیا گیا۔ کل زور یونانی میسرہ اور قلب پر ڈالا گیا۔ کپتان بلہم کچھ عرصہ یونانیوں کے اگلے مورچوں میں رہا مگر آخر آتشباری کی مسلسل بوچھار نے اوسکو وہان سے ہٹا دیا۔ اوسنے بیان کیا کہ جب میں واپس آیا اوسوقت ترک سینو سیفالو کی ڈھلوانوں اور ولیسٹینو سے جنوب مغرب کیطرف کی بلند زمین کے برابر آگے بڑھ کر یونانی میسرہ کو الٹ دینے کیلئے بڑی سخت کوشش کر رہے تھے اسے ترکوں کی کامیابی کیطرف سے نا امیدی نہ تھی بلکہ کہا کہ گو یہ درست ہے کہ یونانیوں کے بڑے مورچے ابھی تک بدستور محفوظ اور اون کے تصرف میں ہیں مگر ترکوں نے اگلے مورچے فتح کر لیے ہیں اور بڑے مورچوں کے بالکل قریب پہنچگئے ہیں جنپر وہ بلا شبہہ علی الصبح آخری اور فاتحانہ حملہ کرینگے۔ وہ ابھی باتیں ہی کر رہا تھا کہ پھر رائفلی باڑھوں کی کڑک سنائی دی جو بڑی تیزی سے آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

جوانمرد کپتان کا قیاس بالکل درست نکلا دوسری شام کو سمولنسکی نے ۲۵ میل بجانب جنوب المیروس کو ہٹ جانا قرین مصلحت سمجھا گو یہ امر ابھی تک صاف نہیں ہوا کہ آیا اوسنے فرسالہ کے فتح ہو جانیکی وجہ سے مراجعت کی تھی یا خود اپنے میسرہ کے الٹ دیئے جانے کے خطرہ کی وجہ سے غالباً دونوں باتوں کا کچھ کچھ اثر تھا۔ بہر حال یہ لڑائی محاربہ کی صعب ترین لڑائیوں میں سے تھی اور اسمیں یونانیوں نے کوئی ایسی بڑی کارگذاری نہ دکھائی یہ درست ہے کہ وہ قد آدم مورچوں کے پیچھے تھے لیکن ایسے مستحکم موقعہ کو منتخب اور پھر اوسے ایسی مضبوطی کے ساتھ مستحکم اور مورچہ بند کرنیکے کریڈٹ اور نیکنامی کا سمولنسکی ضرور مستحق ہے ان دونوں کی لڑائی میں ترکوں کے ۵۰۰ شہید و مجروح ہوئے۔ اگر لاریسا کی متوحشانہ بھاگڑ کے بعد یونانیوں کا مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا تو یہی نقصان نہیں۔ بلکہ فرسالہ اور بالخصوص ڈوموکوس میں ایسا سخت نقصان نہ اوٹھانا پڑتا تو جو اوٹھایا گیا۔ یونانی فوجکو ٹرناووس اور لاریسا کی بیجا اسانہ مراجعت و فرار کے بعد ویلیسٹینو فرسالہ و ترکالہ لائن پر پھر مرتب ہونے اور سنبھلنے کا موقعہ ہی نہیں دینا چاہیئے تھا فتح سے فایدہ نہ اوٹھا سکنے اور غنیم کی شکست کو سر توڑ بھاگڑ میں متبدل نہ کر دینے سے اپنی فتح کو مکمل نہ کرنیکی وجہ سے ہی ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء کی تباہی واقع ہوئی تھی اور اسمیں بہت کم شبہہ ہے کہ اگر یونانیوں کی بجائے کسی زیادہ شجاع و بہادر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو ۱۸۹۷ء میں بھی اس تساہل کا دیسا ہی برا نتیجہ نکلتا۔

جہاز آیونیا کے جارجیا ایک عجیب واقع گذرا۔ امیر البحر نے اپنا انگریزی دان کپتان بھیجکر ہمیں اطلاع دی کہ اوسے ہمیں ایتھنز بھیجدینے کا حکم گورنمنٹ کیطرف سے موصول ہوا ہے۔ جہاز ہیپی اسکو ہمیں لیجانیکا حکم دیا گیا مگر کپتان میالیس[1] نے عذر کیا کہ اوسکے پاس کوئلہ کافی نہیں۔ اسپر بار برداری کے کلان جہاز آیونیا کو تیار ہونیکا حکم ہو گیا۔ کپتان میالیس کے انکار کرنیکی غالباً کچھ اور وجہ تھی۔ جیسے میں آگے بتاؤنگا۔ اوسکا تعلق اوس تلاشی سے تھا جو آدہی رات کو ہمارے اسباب کی لیگئی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ اس حرکت سے دلمیں بہت نادم تھا۔

[1] یہ شخص اکتوبر ۱۸۹۷ء تک مسٹر رالی کی وزارت میں وزیر بحریہ ہو گیا نومبر ۱۸۹۹ء میں تجدید وزارت ہونے پر بھی وہ اس عہدہ پر بحال رہا۔

ایونیا تین ہزار ٹن وزن کا عمدہ اور خوب آراستہ جہاز تھا ہمیں ہائش کیلیئے آسائش بخش کمرے دیئے گئے اور کپتان کو ہماری ہر طرح سے خاطر کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔ ایونیا پر ہم سے کل اسلحہ لے لیئے گئے۔ اور اگرچہ ہم کو بالکل نظربند نہ کیا گیا۔ ہمیں بالائی چھت اور سیلون میں پھرنے کی پوری آزادی رہی۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ہماری حرکات کی نگرانی کیجا رہی ہے۔ رات کو ایک سنتری میرے کمرہ کے دروازہ کے باہر پہرہ دیتا رہا۔

شبہ پیدا کرنے والے کاغذات

امیر البحر کے انگریزی دان کپتان نے ہمیں سیلون میں طلب کیا جہاں ہم سے الگ الگ باضابطہ سوال و جواب کیئے گئے۔ خوش قسمتی سے مسٹر مرلن جہاز پر موجود تھا اور میں بااصرار اتمام ہوا کا فیصلہ کرالیا کہ سوال و جواب کیوقت وہ پاس رہے۔ کپتان نے کسیقدر تحکمانہ لہجہ میں سوالات کی ایک فہرست پیش کی اور سے ایک کاغذ سے کچھ عبارت پڑھی جسے پہلے میں نے سمجھا کہ یہ وہ تار ہے جو ایتھنز سے موصول ہوا ہے۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ مشہور "الزام ثابت کنندہ کاغذ" ہے جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ ہمارے پاس سے دستیاب ہوا ہے اور ایتھنز کے اخبارات نے اوسپر خوب شور و غل برپا کیا تھا۔ اول اوسنے مجھ سے اپنا روزنامچہ اور کتاب یادداشت پیش کرنیکو کہا میں نے پروانہ راہداری نکالکر دیدیا۔ اور کہا کہ میرے پاس کوئی کتاب یادداشت یا ڈائری (روزنامچہ) نہیں اسکی بشرہ سے ثابت ہو رہا تھا کہ اوسے میری بات پر یقین نہیں۔ مگر جب میں نے درشت لہجہ سے انکار کو دوہرایا۔ تو اسنے آلیس کیطرف متوجہ ہو کر کہا۔ "تمہارے پاس تو یادداشت کی کتاب موجود ہے اوسے نکالو" اس سے مجھے کسیقدر تشویش سی پیدا ہوگئی۔ کیونکہ جانتا تھا کہ وہ سیاحت کے حالات قلمبند کرتا رہا ہے جسمیں اوسنے اپنے خیالات بالکل آزادانہ ظاہر کیئے ہوئے ہیں اور ان خیالات کا یونانیوں کی شجاعت و سپہ سالاری کے حق میں مزیل حیثیت اور ترکوں کے حق میں ہونا یقینی امر تھا مگر جب آلیس نے یہ جواب دیا کہ اوسنے پندرہ دنوں سے یعنی تھسلی میں داخل ہونیکے وقت سے اپنے روزنامچہ میں کچھ نہیں لکھا تو میرا تردد دور ہو گیا اور میں نے اوسے اپنا روزنامچہ لانے کیلیئے کہدیا۔ ۱۲ اپریل سے جس تاریخ ہم سالونیکا سے روانہ ہوئے تھے اوسدن تک کی سیاحت و حرکات کی یومیہ کیفیت کو قلمبند کر کے میں نے کپتان کے حوالہ کر دیا۔ بعدازاں اوسنے سوال کیا کہ کیا میں پچھلے دنوں قسطنطنیہ میں تھا میں نے جواب دیا کہ شروع جنوری سے بعد میں وہاں نہیں گیا۔ اسپر اوسنے ایک کاغذ سے سلطان المعظم ایک پاشا اور گازی۔ گونٹ گولوچسکی وچند خفیف سے واقعات و روایات کے متعلق ایک لمبی چوڑی تمسخر خیز معجون مرکب عبارت پڑھی جسے سنکر پایا جاتا تھا کہ وہ کسی خوردسال بچہ کے خط سے اقتباس کیگئی ہے اسکو سنکر مجھے خواہ مخواہ خیال گذر گیا کہ کہیں آلیس کے کسی چھوٹے بھائی کا خط تو یونانیوں کو نہیں ملگیا میں بعد کپتان نے آلیس سے چند سرسری سوال کیئے ہمنے اوسے دکھا دیا کہ آلیس کے روزنامچہ کی آخری عبارت ۲۵ اپریل کو وائنا میں لکھی گئی تھی اور کونٹ گولوچسکی کی ملاقات کے متعلق اوسمیں کچھ حوالے ہیں۔ اس معائنہ پر سوال و جواب کا سلسلہ ختم ہو گیا اور کپتان جسکا نیا رخصت ہو گیا اوسنے ہمیں بتایا کہ اوسے حکم ہے کہ ہماری روانگی کی اطلاع بذریعہ ٹیلیگرام ایتھنز کر دے کپتان مذکور بظاہر خاصہ خوش اخلاق اور صاف دل معلوم ہوتا تھا مگر دوران گفتگو ایک دو دفعہ اسکے لب و لہجہ اور بشرہ سے واضح ہو گیا [illegible] ظالم و درشت خو

بن سکتا ہے سٹینڈرڈ کے قابل نگار مسٹر مانٹگمری کو جسے یونانیوں نے ٹالنیروس کے قریب پکڑ کر بسیارا پر بھیجدیا تھا۔ اسی کپتان سے سابقہ پڑا تھا۔ اور اوس سے اسنے نہایت بری پیرایہ سے دریافت حال کیا تھا۔ مگر میں یونانی گرفتار کنندگان کے سلوک کی کوئی شکایت نہیں کرتا۔ "جنگ آخر جنگ ہوتا ہے" یہ ایک عام ضرب المثل ہے اور اوس کی صداقت میں کوئی شک نہیں تاہم اتینھز اور تھیسلی میں جب ہم نے اسے ہر ایک کی زبان پر دیکھا۔ تو آخر سنتے سنتے اکتا گئے۔

کپتان پلہم اور مسٹر ملٹن ہمیں جہاز ایونیا پر ملنے آئے۔ اور مسٹر مرلن نے ساڑھے سات بجے آخری دفعہ ملکر کہا کہ ابھی تک مسٹر ایجرٹن نے تار کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جہاز کا کپتان مادر و میکالیس نیک نہاد اور صاف طینت شخص تھا۔ وہ ہم سے ہر وقت بنوازش پیش آیا۔ وہ انگریزی بالکل نہ جانتا تھا اور فرانسیسی شدید۔ نایب کپتان اور ڈاکٹر بھی نہایت خوشطبع اور خلیق تھے۔ آخر الذکر فرانسیسی بہت عمدہ بولتا تھا جہاز کا ایک یونانی باورچی نامراد و بد قسمت انگریزی آہن پوش جہاز وکٹوریا[1] پر ملازم رہ چکا تھا۔ اوسکے غرق ہونیکے وقت وہ کسی کام کیلئے دوسرے جہاز پر گیا ہوا تھا۔ جہاں سے اوسنے اوسے غرق ہوتے دیکھا۔ جہاز کے چرخ نہایت تیزی کے ساتھ چکر کھا رہے تھے جو بد نصیب ملاح اون کی جھپٹ میں آئے اونکے پرچخے اڑ گئے۔ اس دردناک واقعہ کی کیفیت اوسنے نہایت رقت انگیز پیرایہ میں بالتفصیل سنائی۔

ایک یونانی ممبر اور مظالم فروش ڈنر پر یونانی بحری افسروں اور ایک ممبر سے دلچسپ گفتگو ہوتی رہی ممبر کا نام پٹیالاس تھا۔ اور تاریخی جزیرہ اتھاکا کیطرف سے جسے وہ اتھاک پکارتا تھا ممبر تھا۔ وہ محاربہ میں شامل رہا تھا۔ اور اب پارلیمنٹری فرائض کیطرف متوجہ ہونیکے لیے ایتھنز واپس جا رہا تھا۔ مسیو پٹیالاس کو ہمنے نہایت متواضع اور خوش اخلاق پایا اوسے ہمارے ساتھ سچی ہمدردی اور دلچسپی ہوگئی۔ ایک یونانی افسر نے مجھسے دریافت کیا۔ کیا مینے کوئی ترکی مظالم مشاہدہ کئے ہیں پھر بااصرار بیان کیا کہ ترکوں نے یونانی مجروحین کو کئی جگہ زندہ جلا دیا مینے اس بہتان کی فی الفور تردید کرکے اوس سے اون مقامات کے نام بتانیکی درخواست کی۔ اوسنے ٹرناووس کا نام لیا مینے جواب دیا کہ میں وہاں ترکی ہراول دستہ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ وہاں کوئی ایسا واقع نہیں گزرا پھر اوسنے کہا یونانی اپنے مجروحین ریزو میلو گرجہ میں چھوڑ گئے تھے ترکوں نے گرجہ کو آگ لگا کر کل مجروحین سمیت خاکستر کردیا مینے اسپر اپنی طرف سے کچھ نہ بیان کیا بلکہ تفصیل کا تقاضا کرکے پہلے یہ تاکید کردی کہ ایسے الزامات لگاتے وقت تاریخ و وقت وغیرہ کی بالکل درست تعیین نہایت ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ بھی رکھنا واجب ہے کہ فرضی مظالم کی تشہیر مشتہر کنندگان کے حق میں مفید ہونیکے بجائے الٹی نقصان رسان ہوتی ہے پھر مینے سوال کیا۔ کیا تمنے بچشم خود گرجہ کو جلا ہوا دیکھا اور وہ کسدن جلا تھا؟ پہلے تو وہ یہی کہتا رہا کہ اوسنے اپنی آنکھوں سے آدمی جلتے ہوئے دیکھا تھا مگر جب مینے جزئیات و تفصیل بتانیکا تقاضا کیا اور ادھر یونانی ممبر نے اوسے آنکھوں آنکھوں میں فہمائش کردی

---

[1] یہ آہن پوش اول درجہ کا مصافی جہاز تھا۔ بائیس جون ۱۸۹۳ء کو اطرابلس الشام کے قریب انگریزی بیڑہ مشق و قواعد کررہا تھا کہ ایک جہاز وکٹوریا سے ٹکرا گیا اور آخر الذکر پانچ منٹوں میں غرق ہوگیا۔ غریق ملاحوں کے قبرستان کے لئے سلطان المعظم نے اطرابلس کے قریب انگلستان کو کچھ قطعہ اراضی کا عطا کیا تھا۔

تو اُسنے کہا کہ اُسکی ایک دوست نے جسکے بیان پر اوسے اعتبار ہے گریبہ کو جلتے دیکھا تھا۔ جو جمعہ گذشتہ ۳۰ اپریل کو جب غنیم یا شاد ریزو میلو پر قابض ہو کر ولسٹینو پر حملہ کیا تھا جلا یا گیا تھا۔ یہ سنکر میں نے پھر تاکید کی کہ اچھی طرح یاد کرو کہ تم ٹھیک تاریخ بتا رہے ہو۔ مگر وہ اپنی بات پر قایم رہا اسپر میں نے اُسے بتایا کہ تم بالکل غلطی پر ہو۔ اوس جمعہ کو ہم بذات خود ریزو میلو میں اور خاص اُسی گریبہ میں لڑائی کو اختتام تک رہے تھے وہاں کوئی زخمی نہ تھا۔ نہ اُسے کسی نے آگ لگائی تھی جمعہ کے بعد اتوار کو بھی ایک انگلستانی فوجکے ساتھ ریزو میلو گیا تھا۔ گریبہ تب تک صحیح سالم کھڑا تھا اور اوسوقت بھی وہاں کوئی زخمی اوس میں نہ تھا۔

یہ جواب سن کر افسر نادم ہونیکی بجای کیقدر سوچ میں پڑ گیا۔ اور پھر کہا "کس دن تم نے آخری مرتبہ ریزو میلو کو دیکھا" میں نے جواب دیا۔ "اتوار دوسری مئی کو" اسپر اوسنے کہا "اوہ مجھسے غلطی ہوگئی بار یزو میلو کا گریبہ جمعہ کو نہیں بلکہ اوسکے بعد کہ دوشنبہ کو جلایا گیا تھا" میں "تمہیں اسپر پورا وثوق ہے؟ تعیین تاریخ میں مغالطہ نہ ہونے دینا نہایت ضروری ہے" یونانی افسر "ہاں مجھے پورا یقین اور وثوق ہے" میں "تو اچھا سُن لو تمہیں اطلاع دینے والے نے بالکل غلط کہا ہے۔ کیونکہ ریزو میلو اور اسکا گریبہ اتوار (۲ مئی) کی رات سے بدھ (۵ مئی) کی صبح تک خود تمہاری فوج کے تصرف میں رہے تھے" یہ سنکر ہمارے مظالم فروش دوست کو دانتی کہنی ہوگئی اور پھر اوسنے اس بحث کا نام نہ لیا۔ اُسکا اعتبار خود اوسکے اپنے رود اعتقاد سے زود اعتقاد رفقا کی نظر میں کچھ نہ رہ گیا اور پھر سارے سفر میں بلکہ جبتک میں یونان میں رہا میں نے ترکی مظالم کے متعلق ایک لفظ تک نہ سنا۔ بادشاہ نے مجھے بالصراحت کہا کہ اخبار ان افواہوں میں جو لوگ تھسیلی میں ترکوں کے سخت مظالم کے مرتکب ہونیکے متعلق مشہور کر رہے ہیں مطلقاً اعتبار نہیں۔

جزیرہ نیگرو پانٹ اور ماراتھان کا میدان جنگ

ہم چالکی آبنائے کا مشہور پل دیکھنے کیلئے میں جمعرات کو بہت سویرے بیدار ہوا۔ آبنائے جو قلعہ عظیم جزیرہ یوبوا (گریسا۔ نیگرو پانٹ۔ اغریبوز) سے اسقدر قریب ہے کہ دونوں میں صرف ۸۵ فیٹ کا فاصلہ ہے یہاں ایک مضبوط اور آہنی پل بنا ہوا ہے جو جزیرہ کو بر اعظم سے ملاتا ہے۔ جہاز گذرنے کیلئے پل میں راستہ کر دیا گیا۔ چالکیس کے مشہور عالم شہر سے جسکے گرد اگرد اہالی وینس کو زمانہ حکومت کیوقت کی خوشنما بر جدار فصیلیں بنی ہوئی ہیں ہم پانچ بجے کے قریب گذرے ساڑھے سات بجے ہم ماراتھان کے میدان جنگ سے جسکی شہرت قیامت تک قایم رہیگی گذرے سنہ ۴۹۰ قبل مسیح میں یہیں دس ہزار یونانیوں نے ملٹیاڈیس کے زیر کمان ایک لاکھ ایرانیوں کو شکست فاش[1] دی تھی۔ سمندر سے ماراتھان کے چھوٹے سے میدان اور سداآرنا و مل ماراتھان کی وادیوں کا جو میدان سے پرے ہیں نہایت عمدہ اور صاف نظارہ ہو سکتا ہے۔ میرے گائیڈ اور راہنما سیاح ان میدان جنگ کے جو مختلف موقعے بتائے گئے ہیں سے اور یہ زدہ بڑا تودہ جو سوسو سال سے جہاں مقتول انتھنزی دفن کئے گئے تھے جگہ جہاز سے صاف دکھائی دے رہے تھے اور قریہ ماراتھان بھی دائیں ہاتھ کی وادی کے سرے پر صاف نظر آرہا تھا۔ وہ ساحل جہاں

[1] سر شیدو رنگریسی اس لڑائی کو اون پندرہ لڑائیوں میں اولین لڑائی شمار کرتے ہیں جنہوں نے کل مہذب دنیا کی تاریخ پر عالمگیر اثر ڈالکر قوموں کے عروج و زوال اور تاریخ عالم کا نیا دور شروع کیا۔ مترجم

بھگوڑے ایرانیوں اور فاتح اتھینزیوں میں جو ایرانیوں کو بھاگنے کا موقعہ نہ دینے کے لیے اون کے جہازوں پر قبضہ کرنیکی کوشش کر رہے تھے جانگداز معرکہ آرائی ہوئی۔ قریب ہی قریب عین ہمارے سامنے تھا۔ اتھینز کا اعلے مجسٹریٹ کالی ماکس یہیں قتل ہوا تھا۔ اور یہیں ایک بہادر اتھینزی سیناغورث نے ایرانی تیر کی ضرب سے اپنا ہاتھ کٹوا لیا۔ مگر ایک ایرانی کشتی کو جسے وہ پکڑے ہوئے تھا چھوڑنا منظور نہ کیا۔ ایرانی سات ہزار اور اتھینزی صرف ۱۹۲ ہلاک ہوئے۔ ماراتھان کو دیکھکر خوامخواہ یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کبھی یونانی ایسے شجاع اور محب وطن تھے اور اب اون کی یہ کیفیت ہے کسی انگریز شاعر نے یونان قدیم و یونان جدید کا باہم موازنہ کرتے ہوئے بالکل درست کہا ہے "یونان کی زمین تو اب بھی ہم ہے جو پہلے تھی لیکن اب وہ زندہ یونان نہیں رہگیا۔ وہ ایسا ہی زرخیز و خوشنما اور دلفریب ہے مگر اس زرخیزی۔ خوشنمائی اور دلفریبی میں مردوں کیسی برودت اور بیجانی موجود ہے ہم اسکے ساحلوں سے رخصت ہو جاتے ہیں کیونکہ وہاں جان نہیں۔ ایک کالبد بے روح پڑا ہے"

میری رائے میں یونانیوں کے تب فاتح رہنے کی ایک اور وجہ بھی تھی جو یہ ہے کہ تب انکو ترکوں سے سابقہ نہ پڑا تھا ایرانی اپنے عروج کے زمانے میں دلیر و شجاع و جفاکش عثمانلی دہقانوں کی نسبت بہت ہی نازک و لطیف مزاج ہو گئے ہوئے تھے جزیرہ یوبوا کا تمام ساحلی علاقہ اور اسکے بالمقابل بر اعظمی ساحل کا علاقہ نہایت زرخیز اور خوبصورت ہے یونان کے صوبہ اٹیکا کی پہاڑیوں کی نسبت جو عموماً خشک و برباد ہیں۔ یہاں سبزی اور روئیدگی بہت زیادہ ہے سمندر ہر جگہ بالکل صاف۔ آسمان شفاف و بے ابر اور ہوا ایسی لطیف و پاکیزہ ہے کہ اس سے زیادہ لطیف و پاکیزہ عالم تصور میں بھی قیاس نہیں کیجا سکتی +

یونانی ڈاکو

میرے رہنے کے برابر جہاں آنیائے بہت ہی تنگ ہو گئی ہے لوگوں کے انبوہ در انبوہ کھڑے تھے جسوقت جہاز کے ملاحوں نے اونکو سمولینسکی کی "شاندار فتح" کی خبر سنائی تو سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے مگر اوپنا لنگر اٹھانہ ہوا۔ روانہ کیا جہاز پر دو بیقاعدہ یونانی سپاہی بھی سوار تھے وہ طویل القامت و مستعد شخص تھے۔ اور گھاگرہ پلٹن کیطرح گھیرے دار ازار گیشیر اور بھورے رنگ کی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ اور اونکے سینے کارتوسوں کی پیٹیوں سے ڈھنپے ہوئے تھے سب کے اوپر بھیڑی کی کھال کی بھدی سی پوستینیں تھیں۔ یہ ذات شریف بنیطیر تیغ باز تھے۔ جہاں جدہر دل چاہتا جھولتے پھرتے۔ اور سے پہر کو بھی بخت چھت پر سو رہتے ایک اکثر شیخی بگھارتا رہتا کہ "میں نے ضلع تریوس میں اپنے ہاتھ سے بیس ترکوں کو تہ تیغ کیا۔ اور اب چند دن آرام کرنے کیلیے اتھینز گھر جا رہا ہوں" میرا خیال ہے کہ بھلے مانس کو ترکی سنگینوں کے اور زیادہ مقابلہ کی جرأت نہ رہ گئی تھی وہ اتھینز کی ہتھیاریا کے دستہ کا آدمی تھا۔

ساڑھے بارہ بجے ہم فالیرم کے قریب پہنچے یہ چھوٹا سا قصبہ خلیج پائریس کے باہر واقع ہے اوسکے بندرگاہ میں رول کا متفقہ بجرہ با جاہ و جلال خاموش لنگر انداز تھا کہ اگر اتھینز میں بغاوت ہو جاوے تو جھٹ کام دے سکے لیکن ساتھ ہی اس لیے شہر سے باہر کہ باشندوں کو خواہ مخواہ اشتعال نہ پہونچ جائے دو بجے ہمارا جہاز اول درجے کے امریکن کروزر سان فرانسسکو کے دوش بدوش جو نہایت خوبصورت اور مضبوط جہاز تھا۔ پائریس کی بندرگاہ میں لنگر زن ہوا اسی وقت جہازوں کو کانایا افسر امریکن امیر البحر کا

کارڈ لیکر ایونیا کے کپتان کے پاس آیا میری اوس سے کچھ گفتگو ہوئی اور اوس نے وعدہ کیا کہ اگر شہر کے بلوائیوں نے ہماری جہاز پر آکر ہم سے کچھ شرارت کرنی چاہیے تو امریکن جہاز ہماری مدد کریگا۔ بندرگاہ میں انگریزی جنگی جہاز کوئی نہ تھا۔

یونانی مسٹر نے ہمیں تنبیہ کردیا کہ خشکی پر جانا تمہارے لیے مناسب نہ ہوگا۔ ایتھنز کے اخبارات نے اشتعال انگیز مضامین شایع کرکے لوگوں کو تمہارے برخلاف سخت برافروختہ کردیا ہے۔ ان نیک بخت اخبارات نے ہمیں "جاسوس" کا خطاب دیکر یہہ تحریر کیا تھا کہ ہمارے پاس سے الزام جاسوسی کو ثابت کرنے والے کاغذات بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ شہریوں کے طوفان بدتمیزی نے چند دن قبل دو چار تجارتی جہاز و نیز جنگی نسبت خیال کیا گیا تھا کہ اوپر کریٹی مسلمانوں کے لیے سامان رسد لدا ہوا ہے یورش کرکے اہل جہاز کی خوب زدوکوب کی تھی اور اسباب محمولہ کو سمندر میں پھینکدیا تھا ہمارے ورود سے کچھ دن بعد مسٹر مانٹگمری سے اسی مجمع نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا تھا[1]۔

مسٹر میکس کی ایلچیانہ کاروائی

ایونیا کا کپتان ایتھنز جا کر ایم رالیس کو اطلاع دینے کیلیے جو وزیر اعظم ہی نہیں وزیر بحریہ بھی ہے فی الفور خشکی پر چلا گیا۔ وہ میری طرف سے ایک خط مسٹر ایجرٹن کیطرف بھی لیتا گیا۔ اور ساتھ ہی ایک رقعہ انگریزی قونصل کو بھیجدیا جسمیں ہم نے اوس سے جہاز پر آکر ہمسے ملنے کی درخواست کی تھی۔ مگر جب وہ خشکی پر پہنچا تو اوسے بذریعہ ٹیلیفون ایتھنز سے یہ پیغام پہنچگیا کہ خود ایم رالیس ساڑھے چار بجے آکر ہمیں ساتھ ایتھنز لے جائیگا ہمارے لیے یہ بڑی خوشخبری تھی۔ مگر ساڑھے چار بجگئے اور ایم رالیس کوئی نہ آیا ساڑھے پانچ بجے ہمنے کپتان اور اوسکے ماتحت افسروں سے دریافت کیا کہ کیا وہ توقف کی کچھ وجہ بتا سکتے ہیں؟ اونہوں نے کسیقدر تردد کے بعد جواب دیا کہ غالبًا وہ بلوائیوں کے خوف سے نہیں آیا۔ ۶ بجے مسٹر میکس مسٹر ایجرٹن کیطرف سے جہاز پر پہونچا۔

[1] ایسا ہی وحشیانہ سلوک اکتوبر ۱۸۹۷ء میں ایک ترکی جرنیل سے کیا گیا۔ امیر المومنین نے جنرل وہبی پاشا کو افواج مقیمہ تھسلی و اپائرس کے سپاہیوں اور افسروں میں تمغے اور اعزازی تلواریں تقسیم کرنے کیلیے بھیجا۔ جنرل موصوف کار مفوضہ سے فارغ ہوکر بندر پریویسا سے ایک آسٹرین جہاز پر سوار ہوکر قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوئے اون کے ساتھ اونکا بیٹا اور جنرل محمد علی پاشا معہ قبائل بھی تھے جہاز نے جب ایتھنز کی بندرگاہ پائریس میں داخل ہوا تو دو ہزار سے زیادہ لچوں اور بدمعاش یونانیوں نے یہ خیال کرکے کہ چند یونانی اسیران جنگ بھی ہیں کشتیوں پر سوار اوسکے گرد جمع ہوگئے جہاز کے کپتان نے اونکو یقین دلایا کہ کوئی قیدی اسیر سوار نہیں ہے۔ مگر اونہوں نے ایک نہ سنی اور جہاز میں داخل ہوکر تمام کمرونمیں پھیل گئے مسافروں کا اسباب لوٹ لیا اور ترکی افسروں کو بیحرمت کیا۔ یونانی گورنمنٹ نے اطلاع ملنے پر کوئی تدارک نہ کیا آخر آسٹریا کے ایک جنگی جہاز نے دو کشتیوں پر بحری سپاہی اور تارپیڈو کشتیاں بھیجکر مجمع کو منتشر کیا اور محمد علی پاشا اور دیگر مسافروں کا مال واپس لیا۔ محمد علی پاشا کی اہلیہ خوف و دہشت سے کئی ہفتے بیمار رہیں یونانی گورنمنٹ نے آسٹرین گورنمنٹ کی بازپرس پر بعد میں بندرگاہ کی افسر اور پولیس کے اعلیٰ عہدہ دار کو موقوف کرکے معافی مانگ لی۔ ترکی اخبارات انگریزی اخبارات سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری مہذب یونانی قوم کی یہی شرافت ہے جس پر تم اسقدر نازاں ہو مگر آفریں ہے ترکوں کو کہ اس واقعہ کے بعد بھی کسی یونانی مسافر یا جہاز کو کسی بنا در یا سمندروں میں ذلیل کرنیکا اون کو خیال تک نہیں گذرا۔

وہ دراصل پاریس میں قونصل تھا مگر کام کی کثرت کیوجہ سے اسوقت ایتھنز کی سفارت میں بطور اتاشی کام کر رہا تھا۔ وہ یہ خوشخبری لایا کہ ایم رالیس نے سفیر سے ملاقات کر کے ہمیں رہا کر دینے اور انگریزی سفارت کے سپرد کر دینے کا وعدہ کیا ہے مسٹر میکس ٹرین کا انتظار نہ کر کے اسی گاڑی پر ایتھنز سے آیا۔ اوسنے کپتان سے ہمیں اوسیوقت ساتھ لیجانے کی اجازت مانگی کپتان نے عذر کیا کہ مجھے اسکے متعلق کوئی حکم اب تک نہیں ملا۔ اسپر مسٹر میکس اوس سے صاف انکار کر دینے کے درپے ہو گیا۔ مگر کپتان حیلے حوالے بتاتا رہا جسپر مسٹر میکس نے آخری سوال کیا "صاحب کیا آپ مجھے جو انگریزی سفیر متعینہ ایتھنز کا قایم مقام ہے مسٹر ایشلیڈ بارٹلٹ اور اوسکا فرزند حوالہ کرنے سے انکار کرتے ہو۔ اسکا جواب دو حرفی ہاں یا نہ دیا جائے"

کپتان نے جو فی الواقع نیک نہاد شخص تھا رک رک کر آخر صاف انکار کر دیا اور مسٹر میکس اس انکار کو بلفظہا دہرا کر خوش خوش واپس چلا گیا کیونکہ اس انکار سے اوسے یونانی گورنمنٹ سے بازپرس کا موقعہ ملگیا۔ ساتھ ہی کپتان کو پیغام پہونچا کہ چونکہ دن کے وقت ہمارا خشکی پر اترنا خالی از خطر نہیں۔ ایم رالیس دیر سے آیگا چند سرخ کوٹ و سرخ ٹوپی پوش اطالین مجاہدین کشتیوں پر سوار ادہر اودہر بندرگاہ میں پھر رہے اور مختلف جہازوں کی سیر کر رہے تھے اہل جہاز چنداں تپاک کے ساتھ اون سے پیش نہ آتے اونمیں سے کچھ بندرگاہ میں ادہر ادہر بالفعل بسر کر رہے تھے ہم ایم رالیس کا انتظار کھینچ رہے تھے کہ ایک بڑا تجارتی جہاز یونانی مجاہدین سے بھرا ہوا بندر میں داخل ہوا۔ یہ لوگ عثمانیہ علاقہ سے اور زیادہ تر سمرنا سے آئے تھے۔ وہ تقریباً سب کے سب ابھی نوعمر لونڈے تھے۔ اور جہاز کا ہر گوشہ و ہر کونہ اونسے بھرا ہوا تھا۔ ان جاہل بیعلم اور کمزور جسم لڑکوں کو جہاز کے بندر میں داخل ہوتے وقت "جہاد جہاد" کے نعرے لگاتے ہوئے سنکر اونکی حالت اور بیوقوفی پر ہمیں بڑا رحم آیا۔ اونکو ابھی معلوم نہ تھا کہ لڑائی کس جانور کا نام ہے اور وہ کیسی خوفناک چیز ہے کئی گھنٹے انتظار میں گذر گئے شام کا کھانا افسردہ دلی سے کھایا۔ یونانی افسر تاخیر و درنگ سے ہم سے بھی زیادہ پژمردہ خاطر ہو رہے تھے وہ ہمیں جہاز پر روک رکھنے کی ذمہ داری میں مبتلا ہونا پسند نہیں کرتے تھے ہمنے اونہیں نیم ظریفانہ پیرایہ میں کہا کہ اگر کسیطرح کے بلوہ کا اندیشہ ہے تو اونہیں ہمارے ہتھیار ہم کو واپس کر دینے چاہئیں۔ تاکہ ہم حملہ کیصورت میں اپنا بچاؤ کر سکیں کپتان نے وعدہ کیا کہ جس گودام کے کمرہ میں وہ ہتھیار بند ہیں اسکے دروازہ کا قفل کھولدیا جاویگا۔ آخر سیلون سے باہر جہاں ہم قہوہ پی رہے تھے کسیقدر ہلچل ہونے سے واضح ہو گیا کہ کوئی آیا تھوڑی ہی دیر بعد یونانی ممبر نے سرو قد کھڑے ہو کر مسرت بھرے لہجہ میں کہا "یہ لو ایم رالیس آ گئے" اور اوسیوقت وزیر اعظم کمرہ میں داخل ہو گیا۔

یونانی وزیر اعظم

ایم رالیس پست قامت اور چست و چالاک شخص ہے آنکھیں روشن و بیقرار طبیعت سیماب چہرہ خوب گھٹا ہوا اور سر کے بال لمبے لمبے اور بکھرے ہوئے ایم رالیس کو ایک لحظہ سکون نہیں وہ ہر وقت متحرک رہتا ہے اور بولتا نہایت تیزی اور طلاقت لسانی سے ہے اوسکی شکل و شباہت خوش آیند تو ہے مگر موثر نہیں ہے۔ تاہم اوسکا بشرہ بتا رہا تھا کہ وہ اکثر یونانیوں کی نسبت زیادہ صاف باطن اور نیک ضمیر شخص ہے۔ اوسکے ساتھ صرف ایک منشی اور ایک چھوٹا سا عجیب الہیئت آدمی تھا۔ آخر الذکر وزیر کے پیچھے پیچھے تھا اسلیئے اوسے ہم پہلے نہ دیکھ سکے۔

وزیر نے آتے ہی بڑے تپاک کے ساتھ ہم سے مصافحہ کرکے ہمارے رکاوٹ پر افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ "اس سے جو تمہیں تکلیف پہونچی ہے اوسکا مجھے بہت رنج ہے" ایلس کے ساتھ وہ بہت بے تکلفی کے ساتھ پیش آیا جسکے گلے کو ٹھوڑی کے نیچے سے پکڑ کر اوسکی چٹکیاں کسیقدر زور کے ساتھ لیں۔ لونڈے کو یہ حرکت سخت ناگوار گذری اوسکا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور ہاتھوں سے اسکا جواب درشتی سے دینے ہی لگا تھا کہ مینے جھٹ پٹ اوس سے کہا کہ "وہ صرف پیار سے ایسا کر رہا ہے" جس سے ایلس کا غصہ فرو ہو گیا۔ لیکن اگر مجھ سے ذرا سا بھی توقف ہو جاتا تو وہ ضرور آیم رالیس کو دو چار گھونسے رسید کر دیتا۔ ہم سے بعد وہ پٹیالا اس سے چند منٹ باتیں کرتا رہا۔ یہ ممبر اگرچہ ڈیلیانیس کے فریق میں سے تھا مگر نئے وزیر سے موافقت کر لینا اوسے ناپسند نہ تھا۔ بعد ازاں میں اور وزیر کچھ عرصہ باتیں کرتے رہے میں نے اوس سے کہا کہ میری رائے میں لڑائی کا جلد ختم ہو جانا نہایت مناسب ہے۔ لڑائی دونوں ملکوں کے حق میں مضر ہے ترکی اور یونان کو آپس میں دوست رہنا چاہیئے نہ کہ دشمن۔ وزیر نے کہا "غالباً جرمنی اور روس قابل اطمینان تصفیہ کی بہت کچھ مزاحمت کرینگے" پھر کہا تمہارا مشورہ بیشک نیک ہے مگر بعد از وقت دیا گیا ہے تمہارے کہنے سے پیشتر ہی دول عظام نے خود بخود بلا تحریک بیچ بچاؤ کرکے صلح کرا دینے کا منشا ظاہر کیا ہے" انہی خود بخود کا لفظ اسلیئے کہا تھا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یونان نے دول سے التجا کی ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ یونان نے علانیہ نہ سہی در پردہ پرائیویٹ طور پر ضرور التجا کی تھی۔ ایم رالیس نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے مگر یہہ بیان صریح غلط ثابت ہوا اور وہ مجھے لامی کو ایونیا پر ملا اور لڑائی اوس سے پندرہ دن کے بعد یعنے، ارمئی کے معرکہ ڈومو کوس کے پیچھے بند ہوئی۔ میں نے اوس سے کہا کہ اگر انعقاد صلح کے متعلق میں قسطنطنیہ یا کہیں اور کسی کار آمد ہو سکوں تو مجھے دریغ نہیں ہوگا۔ ایم رالیس نے اسکا شکریہ ادا کرکے بتایا کہ یونانی فرسالہ کو چھوڑ آئے ہیں۔

یہ نہایت اہم خبر تھی کیونکہ فرسالہ کو چھوڑ دینے کا حکمی نتیجہ یہہ تھا کہ ولسٹینو کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ باتوں سے فارغ ہو کر ہم سبق چلنے کو تیار ہو گئے اوس وقت مینے اپنے اسلحہ کی واپسی کی درخواست کی۔ اور آیم رالیس نے اونہیں فی الفور واپس کر دیئے جانیکا حکم دیا لیکن جب ہمنے اس رائفلوں اور یونانی تلواروں کا جو آپ نے تفصیل میں البانویوں سے خریدی تھیں اور نیز دیگر اسلحہ (تلوار۔ پستول و خنجر) کا مطالبہ کیا تو ایم رالیس نے اول الذکر اسلحہ باین عذر کہ یونانی گورنمنٹ کی ملکیت ہیں واپس دینے سے انکار کیا کہ وہ یونانی گورنمنٹ کی ملکیت ہیں اوسکے اپنی ملکیت پر پھر متصرف ہونیکا کامل استحقاق حاصل ہے ہمنے عذر کیا کہ ہم معاف کنندہ نہ تھے۔ اور اسلحہ مذکور جائز طور پر ارنوطوں سے جنہیں وہ میدان جنگ میں لاوارث ملے تھے، خرید کیئے گئے تھے۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہم اکیلے ہوتے تو ایم رالیس یہہ ہتھیار بھی ہمیں واپس دیدیتا مگر جہاز کے کل افسروں کے سامنے جو اس بحث کو دلچسپی اور کسیقدر آزردگی کے ساتھ سن رہے تھے اوسنے ایسا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مینے بھی روانگی میں زیادہ توقف ڈالنا قرین مصلحت نہ سمجھکر اس بحث کو اس فقرہ پر ختم کیا "ایم رالیس چونکہ آپنے یہاں آکر ہمیں ملنے سے ہمپر احسان کیا ہے میں اس معاملہ پر اسوقت زور نہیں دیتا۔ اور مزید بحث و دعاوی کو کل پر ملتوی رکھتا ہوں"۔

فصل نوزدہم (۱۹)

پائریس میں واتھنز جس وقت ہم خشکی پر پہونچے اوس وقت اگرچہ دس بجے کا عمل تھا مگر ساحل پر بہت ہجوم ہمارے انتظار میں کھڑا تھا ہم گاڑی پر سٹیشن کو گئے۔ جہاں ساحل سے بھی زیادہ ہجوم جمع تھا۔ یہ اژدہام دیکھکر ماسیور الیس کا دل بہت سہم گیا۔ کیونکہ گو ہجوم نے عملاً مخاصمت کا کوئی اظہار نہ کیا مگر اوسکی تیور بگڑے ہوئے تھے۔ اور ذرہ سی تحریک پر مشتعل ہو سکتا تھا۔ بدقسمتی سے ٹرین کی روانگی کیوقت کے متعلق غلطی ہوگئی۔ اور ہم آدھ گھنٹہ پہلے آگئے۔ سٹیشن ماسٹر نے ہمیں اپنے کمرہ میں لیجاکر دروازہ بند کر دیا۔ لیکن مجمع بڑہتا گیا۔ اور کئی لوگ دروازہ کے پاس آکر ہمیں گھورتے رہے اسپر دروازہ کو مقفل کر دیا گیا لیکن مجمع کا شوق کم نہوا۔ اور دریچہ کے بیرونی کھڑکی پر چڑھکر یکے بعد دیگرے ہمیں دیکھتے رہے۔ ایلیا کی ترکی ٹوپی سے بالخصوص انہیں بڑی دلبستگی تھی۔ اور اوسکی طرف بار بار انگلیاں اٹھ رہی تھیں۔ یہ دیکھکر اب پہلی مرتبہ ایلیا کا حوصلہ جاتا رہا۔ گرفتاری کیوقت اُسکا استقلال برابر قایم رہا تھا اور جہاز کے یونانی ملاحوں کی چھیڑ چھاڑ سے بھی جو اوسے ہر وقت لڑائی کی دعوت کرتے رہتے تھے وہ نہ گھبرایا تھا۔ مگر اب یہی خاص وجہ تھی کہ اوسکے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہ گیا تھا اور وہ اجنبی ملک میں بیگانوں کی قید میں گرفتار اور بالکل بے پناہ تھا اوسنے لمبی لمبی سانسیں بھرنی شروع کردیں اور اُوسکی حالت غشی کے قریب پہونچگئی۔ سب سے پہلے ایلس نے اوسکے اضطراب کو دیکھا جیسے اوسنے ایلیا کے پاس جاکر اوسکی پیٹھ کو تھپکا اور اوسے حوصلہ دلایا کہ میرا (یعنی ایلس کا) ریولور سب بلوائیوں کے لیئے کافی ہے۔ ایلس کے بعد ایم ر الیس نے بھی اوس کے رخسار پر ہاتھ پھیر کر اسے بہت کچھ تشفی دلائی۔ اور میں نے وعدہ کیا کہ ہم سب آخری دم تک اوسکی حفاظت کرینگے۔

اتنے میں ٹرین تیار ہوگئی۔ اور ہم کمرہ سے باہر نکل آئے ہجوم ہمارے گرد امنڈ آیا مگر کسی نے حملہ نہ کیا۔ ایم ر الیس نے اکثر لوگوں سے مصافحہ کیا جس سے وہ خوش ہوگئے اور کوئی شرارت نہ کی۔ اسوقت تک ایلیا کا حوصلہ بالکل بجا ہو چکا تھا وہ باوقار لاپروائی کے ساتھ ہمارے ساتھ آیا ہم سب جھٹ پٹ ایک کمرہ میں جا بیٹھے اُسکا دروازہ مقفل کر دیا گیا۔ اور ٹرین ایتھنز کو روانہ ہوگئی وہاں کے سٹیشن پر بھی ہجوم موجود تھا مگر وہ نہ اتنا زیادہ تھا اور نہ اسقدر جوشیلا ایک مدہوش انگلش مین نے جو آسٹریلیا سے آرہا تھا میرے قریب آکے نہایت رقت کے ساتھ ہمدردی و تاسف کا اظہار کیا اوسکے خیال میں گویا ہم پھانسی دینے لیجائے جا رہے تھے سٹیشن پر گاڑی تیار تھی ہمیں ایم ر الیس سیدھا انگریزی سفارتخانہ کو لیگیا سفارتخانہ کی عمارت بہت خوبصورت اور یونانی طرز کی ہے وسط میں ایک بڑا ایوان ہے اور نچلی منزل کے سامنے سنگ مرمر کا زینہ ہے۔ انگریزی سفیر مسٹر ایجرٹن جو نہایت قابلقدر اور خلیق جنٹلمین ہے اور علم و عقل دونوں کی وافر مقدار رکھتا ہے نصف زینہ تک ہمارے استقبال کو آیا

مسٹر ایجرٹن اور ایم رالیس

چند لحظوں تک دونوں مدبر اس سوچ میں خاموش کھڑے رہے کہ گفتگو کسطرح شروع کی جائے۔ ایم رالیس حیران تھا کہ کیا کہے۔ اور مسٹر ایجرٹن اوسی اور ہم کو باوقار حیرت و تاسف کی نگاہوں سے اسطرح دیکھتے رہے کہ گویا وہ ایم رالیس سے معاملہ کی کیفیت طلب کر رہے ہیں آخر یونانی وزیر اعظم نے سنبھلکر نہایت نرمی کے ساتھ فرانسیسی میں یہ کہا "سفیر صاحب لیجئے اسیر و نکو صحیح و سالم میں آپ کے حوالہ کرتا ہوں" من بعد ہمیں اور سفیر کو سلام کہکر رخصت ہو گیا۔ سفیر نے ہم سے نہایت تپاک سے ملا اور کہا "میں شام کے کھانے پر تمہارا منتظر رہا" پھر ہمیں سفارتخانہ میں ٹھیرنے کے لئے کہا۔ بحالت موجودہ ہم نے اس مہمان نوازی کو بلا تامل منظور کر لیا۔ سر ڈانلڈ رالیس[1] میکنزی ٹایمز کا نامہ نگار بھی وہیں فروکش تھا۔ اوس نے ہمیں اپنے مشاہدات بالتفصیل سنائے۔ ٹرناووس اور لاریسہ کی بھاگڑ میں ۲۳ اور ۲۴ اپریل کو وہ بھی شامل تھا اور اوس وقت ہمیں اکثر دوسرے انگریزوں کی طرح جنکو یونانیوں کی شجاعت پر بڑا ناز تھا۔ اسپر بھی اس شجاعت کی قلعی اچھی طرح کھل گئی۔

دوسرے دن ہم صبح کے پانچ بجے بیدار ہو کر ایتھنز کے پرانے قلعہ کو جسے دیکھے ہوئے ۱۹ برس ہو گئے تھے روانہ ہو گیا۔ یہ مقام واقعی کمال شاندار ہے! اوسے دیکھکر اوس کی گذشتہ شان و شوکت کے واقعات کی یاد فوراً دل میں تازہ ہو جاتی ہے۔ اور اوس کی نوادرات اور قدیم عمارتوں کی بے مثال لطافت سے آنکھوں کو سچا سرور اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ پارتھی نان۔ پروپیلیا ارک تھی ام۔ اور نیکی اپٹیروس کا مندر بلا مبالغہ نادر الوجود عمارتیں ہیں۔ ہم ایریوپیگس[2] کی سہل المرور بلندی پر بھی چڑھا۔ اور چٹانی تہ خانہ میں بھی گیا۔ یہ وہی بلندی ہے جہاں کھڑے ہو کر ۱۸۰۰ برس ہوئے سینٹ پال نے اہالی ایتھنز کے دلوں کو ہلا دیا تھا اور یہ وہی تہ خانہ تھا جہاں سقراط نے زہر کا پیالہ پیکر جان جان آفرین کے سپرد کی تھی۔ نیکس کی مشہور آفاق پہاڑی بھی جسکا تمام پریکلیس۔ کلیون۔ ڈیماس تھی نیز اور ایتھنز کے زمانہ عظمت و شوکت کے تمام مشاہیر کی یادگاروں اور کارناموں سے وابستہ ہے بالکل پاس تھی۔ اللہ اکبر ان نامورون کے مقابلہ پر زمانہ حال کے یونانی کیسے حقیر اور ہیچ دکھائی دیتے ہیں۔ اونپر رومن جنرل مارک انٹونی[3] کا یہ مصرع "اے اپنے وطن یہ گرنا کیسا گرنا تھا" یا کارڈینل وولزے کا یہ پُر از حزن و اندوہ مقولہ "جب وہ گرے گا شیطان کیطرح گریگا۔ اور کبھی نہ سنبھل سکیگا" کیسا صادق آتا ہے۔ یونان کو کامل تباہی سے بچانے کے لئے جو اوس کی سر ساختہ اور بزدلانہ حماقت نے اوسپر تقریباً وارد کر دی ہے بلا شبہ کسی "ہیرو" کی ضرورت ہے اور سر زمین یونان زبان حال سے ہر وقت بارگاہ ایزدی میں یہ التجا کر رہی ہے۔

---

[1] یہ صاحب لارڈ ڈفرین گورنر جنرل ہندوستان کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت میں کئی برس ہندوستان میں رہ گئے ہیں۔ اس عہدہ کو قبول کرنے سے پہلے بھی ٹایمز کے نامہ نگار تھے اور اسی حیثیت سے روس کی سیاحت کر کے اوسپر ایک کتاب تحریر کی تھی جو انگلستان میں عام مقبول ہوئی۔ مترجم

[2] مسلمانوں کا قبرستان بھی جنکی سو برس یونان پر قابض رہے اسی پہاڑی کی ایک جانب ہے۔ ۲۶ ستمبر ۱۶۸۷ء کو قبل مسیح میں آدھا تباہ ہوا تھا۔

[3] جسے مصر کی حسین ملکہ کلیوپٹرا کے عشق نے کسی کام کا نہ چھوڑا تھا۔

اے خدا آن صاحبِ عقل و تمیز[1]	کان توانائی و شہرت داشت نیز
حیف او بر داشتہ رختِ سفر	رفت زین عالم بدنیائے دگر
از فراقش حالت یونان زمین	دردناک است و بد انجام و حزین
قوم دارد بہر شخصے احتیاج	کو کند درد و زوالش را علاج
گر بود اولاد بابائے وزیر	یا بود فرزند درویش فقیر
اعتراضے نیست ما گوئیم فاش	ہرچہ باداباد مر کاذب مباش

وزیر اعظم کا دفتر ناشتہ کے بعد میں ایم رالیس کو وزارت بحریہ میں اوسکے دفتر جا ملا اور آنکی وجہ یہ بتائی "چونکہ آپ از راہ شفقت مجھے جہاز پر ملنے گئے تھے اس عنایت کے عوض میں نے آج حاضر خدمت ہونا ضروری سمجھا"۔ رالیس اس دلیل سے بہت خوش ہوا اور کچھ عرصہ فرحاں و مسرور دوستانہ باتیں کرتا رہا۔ اوسکے پرائیویٹ کمرہ کو دیکھکر میں دنگ رہگیا۔ میں ابھی نہیں جو دیکھتا دنگ رہجاتا اور اس حیرت میں پڑجاتا کہ وزیر موصوف کوئی کام کسطرح کر سکتا ہے وہ ہر قسم اور ہر منزل کے لوگوں سے جن میں افسر اخبار نویس، سائل، سپاہیوں، سکرٹری حتی کہ عورتیں بھی شامل تھیں۔ بھرا ہوا تھا اور وزیر ان سب میں ادہر ادہر جلد چکر لگاتا ہوا ہر ایک سے کچھ نہ کچھ گفتگو کر رہا ہے اب اسی اس شخص نے قابو کیا ہے اوس سے خلاصی ہوئی تو دوسرا سامنے آگیا۔ اور وہ نکہ ہے کہ سب کی معروضات سن لینا۔ اور کسیکو انتظار میں نہ رکھنا اپنا فرض سمجھ رہا ہے۔ اوسکی یہ کارروائی بلا شبہ حیرت انگیز تھی مجھے بتایا گیا کہ سارا دن یہی کیفیت رہتی ہے۔ ماسیو رالیس کو کہیں بہت رات گذر جانیکے بعد اور صبح کو بہت ہی سویرے تنہا اور چپ چاپ کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے میں کمرہ ہی میں تھا کہ ایک خوبصورت یونانی خاتون (لیڈی) اپنے بھائی کے حالات جو فوج میں افسر اور محاربہ میں شریک تھا۔ دریافت کرنے آئی۔ وہ انگریزی عمدہ بولتی تھی۔ ایم رالیس نے ایک نہایت بانکا فقرہ کہکر مجھے اوس سے روشناس کرادیا اور ہم دونوں نے الفور محاربہ اور اوسکے اسباب و بواعث کے متعلق طویل و خوشگوار بحث میں مصروف ہوگئے جسمیں میں نے اپنی حسین مخاطبہ سے حتی الامکان بہت کم اختلاف کرنے کی کوشش کی۔ یونانی زبان میں بانکے فقروں کی کوئی کمی نہیں۔

رخصت ہونیسے پہلے میں نے پھر ایم رالیس سے ایلیا کی اسلحہ اور آلیس کی رائفلوں اور تلواروں کی واپسی کی باضابطہ مگر مودبانہ درخواست کی اوس نے ایلیا کی اسلحہ واپس کردینے اور دوسرے معاملہ پر موافق و مناسب غور کرنیکا وعدہ کیا مگر ہمیں کوئی ہتھیار واپس نہ ملا۔ شاید اسوجہ سے کہ ہم جلد ایتھنز سے روانہ ہوگئے۔ اسی دن سہ پہر کو ہم نے ٹائمز اور سٹینڈرڈ کے نامہ نگاران مسٹر بورشیر اور مسٹر فریزر سے

لہ انگریزی نظم کا لفظی ترجمہ یہ ہے "یا الٰہا مجھے ایک ایسے باعقل و ہوش۔ صاحب دل اور کارکن شخص کی ضرورت ہے جو اون سادہ مزاج بڑے آدمیوں ایسا ہو جو افسوس ہمیشہ کیلئے رخصت ہوچکے ہیں۔ اس پر آشوب و پرفتن سرزمین کو ایک کم سخن اور باعزم انسان کی ضرورت ہے خواہ وہ امیر کا فرزند ہو یا خود مختار بادشاہ کا۔ اور خواہ جمہوری خیالات کا ہو مگر ایسا ہو جو حکومت کرجانتا ہو اور جھوٹ نہ بولتا ہو۔

ٹ بے ۔ بک ۔ بیگ ۔ ۔

ملاقات کی۔ دونوں خلیق اور خوب باخبر جنٹلمین تھے۔ انکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایم رالیس کے ساتھ جو بیت قامت سا شخص جہاز پر گیا تھا۔ وہ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار تھا۔ اس نامہ نگار نے ہماری ملاقات اور ایم رالی کے متعلق اپنے اخبار میں خوب دلچسپ من گھڑت کہانیاں شایع کی ہیں +

اطالین مجاہدین کی

ہمنے گاڑی پر سوار ہو کر کئی گھنٹے اتھینز کی سیر کی۔ قدیم یونان کے دلفریب یادگاروں اور خوشنما مطلع اور شفاف موسم سے خوب حظ اوٹھایا اور جو چیز قابل دید تھی سب کو دیکھا بازار تمام ملکوں کے باشندوں۔ مجاہدین اور بیقاعدہ سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے انمیں سے ایک بھی شکل و شباہت سے بہادر یا معتبر نظر نہ آتا تھا۔ فی الحقیقت اتھینز میں اسوقت تمام یوروپ کا فضلہ جمع ہو رہا تھا۔ ان لوگوں میں زیادہ تر اطالین مجاہدین تھے جنمیں سے اکثر ابھی سولہ برس سے لیکر ۲۱ برس کی عمر تک کے خادم لونڈے تھے۔ گو وہ ٹوپی اور کوٹ اوسی سرخ رنگ کے پہنے ہوئے تھے جیسے چالیس برس ہوئے اٹلی کے آزاد کنندہ گیری بالڈی نے اپنے آدمیوں کی وردی کیلئے پسند کیا تھا۔ انمیں سے اکثر کے پاس ریوالور تھے اور سب محض بلا غرض و بیفایدہ صرف تعریفیں کراتے پھرنے کیلئے ادہر اُدہر چکر لگاتے رہتے تھے۔ ان تمام بہادر اور خود ساختہ گیری بالڈین مجاہدین میں فی الحقیقت بہت سے یونانی ہی تھے جنھوں نے ادہر اُدہر جھومتے پھرنے کیلئے اطالین لباس پہن لیا ہوا تھا۔ رات کے وقت غیر منتظم اور بیقاعدہ (باشی بزوق) گروہ گروہ بڑے چوک میں جمع ہو کر بہت دیر تک گاتے اور چلاتے رہتے کبھی اسوقت پستول بھی چلا دیتے۔ الغرض یہ لوگ یونانی حکام کے لیئے سخت وبال جان ہو رہے تھے +

فصل بستم

شاہ یونان کی

شنبہ کی صبح کو ساڑھے دس بجے بادشاہ کے یاور (حاجب ایڈیکانگ) نے خط بھیجکر مجھے بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لیئے فی الفور محل کو آنے کی درخواست کی ہم ساڑھے گیارہ بجے وہاں پہونچے اور یاور نے ہمیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ شاہ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور علی الفور نہایت دلچسپ اور خوشگوار گفتگو شروع کردی۔ بادشاہ کا قد خاصہ لنبا تقریبًا پانچ فیٹ دس انچ ہے جسم چھریرا بشرہ خندہ اور اطوار شائستہ و خوشگوار ہیں شکل میں اپنی ہمشیرہ شہزادہ ویلز کی بیگم سے بہت ملتا جلتا ہے۔ انگریزی بہت

سلہ کل اقوام سے حسب تعداد ذیل مجاہدین یونان کی مدد کو پہونچے۔ ۳۷۵۳ اطالین ۸۷ افرنج ۶۷۔ آسٹرین ۱۱ روسی ۷ سویڈی۔ ایک شخص ناروی یونانی باشندہ کی جانب سے البتہ شریک آ ہوئے تھے۔ انکے علاوہ ممالک غیر سے یونانی قوم کے لوگ بہ تفصیل ذیل اپنے ملک کی مدد کو گئے۔ قسطنطنیہ رومیلیا۔ مجمع الجزائر و قبرص سے ۳۵۸۲ مشرقی رومیلیا سے ۷۰۰۔ صوبہ ایپائرس سے ۱۴۵ امریکا سے ۷۸۵ آدیسہ (جنوبی روس کا بندرگاہ) سے ۳۸۴ رومینیا سے ۱۳۷۴ کوہ قاف سے ۷۹۴ فرانس سے ۱۲۱ آسٹریا سے ۳۱ انگلستان سے ۱۳۱ اٹلی سے ۲۵۵ جرمنی سے ۷ سوئٹزرلینڈ سے ۴ بلجیم سے ۲۔ اور کلکتہ سے ۵ +

شایستہ اور باسانی و سرعت بولتا ہے۔ کل مکالمہ کے دوران میں اوسے ایکمرتبہ بھی کوئی لفظ یا محاورہ نہ سوچنا پڑا
میں معمولی لباس میں گیا تھا اوسکی مینے یوں معذرت کی کہ حشمت مآب کی جنگی جہازوں کی متعدی اس کوتاہی
کا باعث ہی۔ یہ وجہ سنکر بادشاہ بہت محظوظ ہوا۔ شاہ نے تمام پولیٹکل مسایل پر فوق العادت بلا تکلفی اور روانگی سے
گفتگو کی۔ وہ دول کی کارروائی پر بہت ناراض تھا۔ اوسنے کہا ہر شش دول عظام یونان کی ننہی سی ریاست کی
برخلاف متفق و متحد ہو رہی ہیں۔ اور یونان کے ہر فعل کی قولاً و عملاً مخالفت کرتی رہی اور کر رہی ہیں اور
اونہی کا غلط فعل محاربہ کا براہ راست باعث ہوا ہے۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی سے بالخصوص بہت
خفا تھا۔ اوسنے کہا۔ اس گورنمنٹ کی پالیسی آج کچھ اور کل اوسکی عین برعکس ہوتی ہے۔ سال گذشتہ کی ایک
وقت انگریزی گورنمنٹ یونان کی بڑی خیر خواہ تھی۔ اب اوسکی ہر دعوی کی مخالف دکھائی دیتی ہے ــ
جب مینے عرض کیا کہ میری اپنی بڑی اور غیر منقطع پالیسی یہ ہے کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض نہ ہونے دیا جای
تو بادشاہ نے جواب دیا "بیشک یہی پالیسی صحیح ہے مگر تمہاری گورنمنٹ تو ہر فعل ایسا کر رہی ہے جسکا نتیجہ اسکے سوا
اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ روس قسطنطنیہ پر متصرف ہو جای اور جلد ہو جای۔ انگلستان اس پالیسی پر وقت ہاتھ سے
نکلجانے کے بعد ضرور سخت متاسف ہوگا۔ انگلستان کو یونانیوں کی مدد کرنا واجب ہی۔ جنوب مشرقی یوروپ میں صرف وہی غیر
سلیو النسل قوم ہیں"۔ اسکے جواب میں مینے عرض کیا میری بڑی خواہش و تمنا یہ ہے کہ لڑائی کا فی الفور خاتمہ ہو جای۔ اور
ترکی و یونان ایک دوسرے کے خون کی پیاسے رہنے کی بجائی دوست صادق ہو جائیں میں بیشک ترکوں کا بڑا ہوا خواہ
ہوں مگر یونانیونکا بھی دشمن نہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا "چند برس ہوی میری بھی یہی پالیسی تھی میں ترکونکا ہرگز دشمن
نہیں مینے اوسوقت سلطان المعظم کو یہ ذہن نشین کرانیکی حتی الوسع کوشش کی تھی کہ ہم دونوں کیلئے رفیق صمیم
ہو جانا اشد ضروری ہی مگر اوسنے میری باتوں پر کوئی توجہ نہ کی سلطان روس کی مرضی و اجازت کی بغیر کچھ نہیں کرنا
چاہتے اور روس کی بڑی خواہش یہ ہے کہ یونان کو پامال و ذلیل دیکھے۔ اب ترکی اور یونان دونوں اس محاربہ سے
اپنے آپ کو کمزور کر رہے ہیں اور اس سے روس اور سلیو اقوام کی ماسوائے اور کوئی فایدہ نہیں اٹھائیگا"۔
مینے بادشاہ کو بتایا کہ یہی بعینہ میرے خیالات ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ چند معاملات کی متعلق انگریزی گورنمنٹ
کی پالیسی مذبذب اور کمزور رہی ہے۔ مگر وہ متعمدانہ یونان کی مخالف نہیں۔ ترکی گورنمنٹ کو مقدونیہ پر محاربہ سے
پہلے یونانی باشی بوزوقوں کی حملہ آور ہونے سے سخت اشتعال پہنچا تھا:۔
بادشاہ نے اس دلیل کو تسلیم کیا اور کہا "سلطان کو بیشک اشتعال پہنچا۔ مگر ہم ان یورشوں کو روک نہیں سکتی
تھے۔ یورش کرنیوالی باقاعدہ سپاہی نہ تھے اور تاکہ اونکو ذاتی تجربہ سے ایکدفعہ معلوم ہو جای کہ لڑائی کیا چیز ہوتی ہے
یہ ضروری تھا کہ انکو روکا نہ جاتا۔ اب وہ کبھی یقیناً دوبارہ ایسا کرنیکی کوشش نہیں کرینگی"۔ میں اس جواب کو سنکر بمشکل مسکرا سکا

کو ضبط کرسکا۔ گورنمنٹ کی یہ بلاشبہ عجیب تو ضیح تھی۔ اس سے وہ صداقت جو شروع ہی سے ظاہر تھی بخوبی واضح ہو گئی کہ زمانہ قدیم کیطرح اب بھی یونانی پالیسی کی عنان اہالی ایتھنز کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہ و وزرا سے لیکر ادنیٰ ترین اہلکار تک سب عہدہ والے اس زود مشتعال، جاہل و احمق اور متلون مزاج مجمع بے تمیزی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ لڑائی فی الواقع مزید علاقہ کیلیے رعایا شور و شغب کو بند کرانیکی وقعی یا فرضی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے سہیڑی گئی تھی ایتھنز کے خود سر باشندے اب بھی ویسے ہی بے سمجھ پرجوش اور متلون مزاج اور سرچشمہ شرارت و فساد ہیں جیسے کہ دو ہزار برس ہوئے سپارٹا کی محاربوں اور فیلقوس مقدونوی کی نوجکشی کی خطرہ عظیم کے وقت تھے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ اسوقت بھی اونہوں نے ڈیماستھنیز کی نصیحتوں کو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہ دی تھی۔ ایتھنز کے یونانی باشندے ایسے ہی سودائی اور شرارت کے پتلے ہیں جیسے کہ پندرھویں صدی میں قسطنطنیہ کے یونانی باشندے تھے جنکو اوسوقت بھی ہوش آیا جب کہ ترکی توپیں اونکے شہر کے دروازوں پر گولے برسا رہی تھیں۔

مندرجہ بالا ارشاد کے بعد بادشاہ نے بیان کیا کہ کریٹ کی حالت ہمارے لیے عجب خطرناک بن رہی ہے۔ اسوقت یونان میں پندرہ ہزار کریٹی پناہ گزین بے خان و مان اور محض قلاش موجود ہیں۔ ان بیکسوں کی تکالیف و مصایب کو اور زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔ کریٹ میں ہمیشہ بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں جن سے ہمیں بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے کریٹ کے متعلق کچھ نہ کچھ فیصلہ ہونا نہایت ضروری ہے میںنے التماس کیا۔ کہ کریٹی عیسائیوں نے بھی تو اپنے مسلمان بھائیوں پر بے اندازہ ظلم کیے ہیں اور وہ بیچارے اب سب کے سب ساحلی قصبوں میں پناہ گزین ہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا "یہ تمام مصایب دول عظام کی غلطیوں کا نتیجہ ہیں اگست ۱۸۹۶ء میں بہ ضمانت دول سلطان نے جو اصلاحات منظور کی تہیں وہ نہایت مناسب تھیں بلکہ یونانیوں کی توقع سے بدرجہا بڑھکر تھیں اور اونکو اسقدر رعایتیں ملنے کی مطلقاً امید نہ تھی مگر دول کے باہمی اختلافات اور غلطیوں سے اون کی تعمیل میں توقف پڑ گیا۔ اور فتنہ خوابیدہ پھر تازہ ہو گیا"[1]

---

[1] فرانس کے اخبار پیرس جرنل کے نامہ نگار مسٹر فرینکلین پولین سے شاہ یونان نے حسب ذیل خیالات ظاہر کیے:

"مجھکو آخری ساعت تک مصالحت آمیز فیصلہ کی آرزو تھی۔ ہز مجسٹی نے یہ بھی بیان کیا کہ بے شبہ مجکو عام رائے کی مضطربانہ حالت سے کما حقہ واقفیت تھی لیکن عاجلانہ کارروائی یا تحریک مضر تھی۔ جو لوگ ہم پر اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ اشخاص نہیں ہیں جو امور سلطنت کے ذمہ دار اور جوابدہ ہیں ملک کا فرض مجھ پر یہ ہے کہ ڑائی سے بچنے کیلیے ہر طور کوشش کریں میں ان شخصوں میں نہیں جو تلون طبع کی وجہ سے لڑائی مول لیتے ہیں میں نے بڑے صبر و قناعت کے ساتھ اس بات کی امید میں انتظار کیا کہ دول یوروپ اپنی غلطیوں کی اصلاح کرینگے میں نے فوجوں اور بیڑہ جہازات کو اوس مقام معین کرنے میں ایک دن بھی ضایع نہیں کیا۔ جہاں سے وہ اپنی خاطر خواہ کارروائی کرسکیں ہمکو اس نازک حالت پر سخت حیرت ہوئی جسکا پہلے سے کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا ہمارے بدترین غنیم کو کبھی ایسے موزون حالات اور رعایا کے جمع ہونیکا خیال بھی نہ ہوگا مجھے اطمینان کلی ہے کہ آیندہ ہمکو اتفاق کے ذریعہ سے قوت حاصل ہوگی۔ اور ہمارا صبر تمام دنیا کی ہمدردی حاصل کرے گا۔ اگرچہ سلاطین عظام ہمارے خلاف ہیں۔ لیکن ہر شخص ہمارا ساتھ دینے کو آمادہ ہے اور ہم اس بات پر جسقدر ناز کریں زیبا ہے

دحشمت مآب کو غالباً اون پندرہ ہزار رائفلوں اور کئی سو مفسدوں کی روانگی کا واقعہ یاد نہیں آیا ہو گا جو ۱۸۹۶ء کی آخری مہینوں میں یونان سے کریٹ بھیجے گئے تھے ورنہ سارا الزام دول عظام پر نہ لگاتے۔

بعد ازاں بادشاہ نے بہت جوشی کے ساتھ کہا "دول عظام خود جو چاہتی ہیں کرتی ہیں۔ آسٹریا نے بوسینا اور ہرزیگووینا پر اس حجت سے قبضہ کر لیا کہ ہرزیگووینا میں چھوٹی سی بغاوت ہوئی تھی۔ روس نے بسربیا، قارص اور باطوم لیلیا انگلستان امن قایم کرنے مصر گیا۔ اور وہیں جم گیا۔ مزید برآن قبرس پر بھی تصرف کیا۔ فرانس کیک ترین عذرات پر ٹونس میں داخل ہو کر اوسپر قابض ہو گیا حتیٰ کہ بلگیریا کا شہزادہ تک انگریزی قونصل کو ہمراہ لیکر اپنی مرضی سے مشرقی رومیلیا میں داخل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵) اس سوال کے جواب میں کہ یوروپ کے اخبارات میں ابتک عداوت اور دشمنی پائی جاتی ہے اور اصرار کے ساتھ اونکی خواہش ہے کہ یونان پر الزام لگائیں شاہ نے کہا کہ ان نکتہ چینیوں کا کوئی اثر نہ پڑیگا۔ ہر چند یونان کے وسایل نہایت محدود ہیں لیکن یونانی قوم صرف اونہیں شخصوں پر بھروسہ کر سکتی ہے جنہوں نے واقعات اور حالات کو روزمرہ دیکھا ہے اور جو ہمارے ساتھ بغیر کسی طرفداری کے برتاؤ کرنیکو راستبازی سے آمادہ ہیں اونہوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ یہ بھی بیان کیا کیا ہم اس لڑائی کے جواب دہ ہیں۔ کیا ہم نے چھیڑ چھاڑ کی ہے؟ ایک کے مقابلہ میں سات کی مخالفت قابل غور ہے۔ ہماری سازی سے ہمارے اعتبار میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیا ہم نے لڑائی کے چھیڑنے کی غرض سے اپنی فوج جزیرہ کریٹ میں اوتاری جہاں ہمارا فرض تھا کہ اپنی اون بھائیوں کی جانوں کو محفوظ رکھیں جنکو ترک ہلاک کر رہے تھے۔ دوسرا یوروپ سلطان سے صلح کی گفتگو کر رہا تھا۔ اور کیا یہ بات سرحد نصیبی پر بھی۔ جہاں ہم سے آٹھ روز قبل ترکوں نے بھی محفوظ فوج طلب کی تھی۔ مجھکو معلوم ہے کہ سرحد پر کچھ حادثے گذر رہے تھے لیکن کیا ان چند بلوائیوں کی نقل و حرکت اعلان جنگ کے لئے کافی و وافی وجہ قرار دیجا سکتی ہے اول فرض یہ تھا کہ اونکو سرحد سے اترنیکی اجازت نہ دیجاتی۔

شاہ نے ۱۸۹۶ء کی نقصان رسانی یونانی سرحد کا حوالہ دینے کے بعد جب ترکوں کی باقاعدہ فوج نے انالیپس سے تھانہ پر حملہ کیا تھا مندرجہ ذیل غمناک حالات بیان کئے۔

"اونہوں نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم پر بیوجہ حملہ ہوا اور راست راست یہ ہے کہ ہمپر حملہ کرنیکے لیے حکم دیا گیا تھا یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ ہم ترکی سے جنگ نہیں کرتے ہیں جزیرہ کریٹ کے سبب ہم میں تفرقہ نہیں ہوا۔ بلکہ اور سازشیں ہیں جو بعد کو کھلینگی غرض کہ تمام دول عظام ہمارے خلاف ہیں۔ اور چند قومیں تو کھلم کھلا ہماری مخالفت کر رہی ہیں۔ آپ کہینگے کہ یہ کیوں۔ تو میں اسکی توضیح کے لیے تیار نہیں ہوں بہر حال اگر وہ جنگ کے لیے بیچین تھے اور لڑائی نے خروج کیا۔ تو یہ یوروپین اتفاق کا فعل ہے۔

مشکلات کریٹ کی خاص بحث پر شاہ جارج نے کہا مجھے ابتک کوئی دول یوروپ کا حال معلوم نہیں لیکن قومی قانون کے مطابق محاصرہ قایم نہیں رہ سکتا۔ یوروپین فوجیں اسمقام پر قیام کرنیکو جسے دولت عثمانیہ کے اصول راستبازی کو شکست کر رہی ہیں۔ درحقیقت وہ ہمارے دشمنوں کی مدد پر ہیں اور ہمارے مقابلہ کو مہیا اوٹھا رہی ہیں۔ یونان اور ترکوں کا جھگڑا اگر طے ہو جائے تو پھر تمام مداخلت یکطرفہ عداوت کا ایک فعل ہو جائیگی بدنصیبی سے اوسنا زک حالت نے ہم کو سکھا دیا ہے انٹرنیشنل قانون ایک بیکار سا شے ہے علی ہذا مجسٹی نے دفعتاً لڑائی کے پیچھے نہایت بے شرح گفتگو کی۔

ہوگیا۔ اور وہاں کے ترکی گورنر کو کان سے پکڑ کر باہر نکالدیا۔ اور ملک پر تصرف کرلیا۔ لیکن اگر یونان ایسا کمزور و غریب ملک اپنے ہم مذہب ہمقوم کریٹیوں کو فنا ہونے سے بچانیکی کوشش کرے تو فی الفور چھہوں طاقتیں متفق ہوکر اوسکی گلو کا ہار ہوجاتی ہیں۔"

ایسی زبردست دلیل کا بھلا کیا جواب ہوسکتا ہے۔ اسے سن کر مجھے بے اختیار یہ ایک قدیم ضرب المثل یاد آگئی "ایک آدمی تو گھوڑا چرا لیجائے اور دوسرے کو باڑہ کے اوپر سے بھی نہ دیکھنے دیا جائے"۔ پھر مینے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حالت بیشک نہایت قابل افسوس اور نازک ہی مگر جب محاربہ ایکدفعہ شروع ہوگیا تو اب یہ بحث فضول ہی کہ یہ کسطرح اور کیوں شروع ہوا بلکہ میرا مدعا یہ ہی کہ جسطرح ہوسکے اس مخمصہ سے جلد خلاصی کرائی جائے اور فریقین میں قابل اطمینان صلح ہوجائے۔ یہ کہکر مینے تصفیہ صلح کے متعلق اپنی تجویز بادشاہ کو سنائی۔ اوسنے تجویز مذکور کو تقریباً تمام ہا پسند اور بعض حصوں کو بہت ہی پسند کیا اوسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) یونان ٹرکی کو اخراجات جنگ کے معاوضہ میں ایک معقول رقم جو کم از کم چالیس لاکھ پونڈ ہو، ادا کرے۔ اور اگر کریٹ یونان کو ملجائے۔ تو یہ رقم اوسکی آمدنی سے وصول کیجائے۔ بادشاہ نے جو اس تجویز سے بہت خوش ہوا۔ کہا۔ "معاملہ کے متعلق کوئی دقت غالباً در پیش نہیں آئیگی۔" اسپر مینے دریافت کیا۔ کیا یونان تھیسلی کی سرحد کی ایسی درستی کو جس سے پہاڑی چوٹیاں ترکوں کو ملجائیں منظور کرلیگا۔ اس سے ترکی قلمرو پر یونانی باشی بزوقوں یا دوسروں کی یورشوں کا آئیندہ انسداد ہوجائیگا۔ بادشاہ نے جواب دیا۔ "یونانی غالباً اس درستی کو منظور نہیں کرینگے۔ کیونکہ ایک تو اس سے تھیسلی کی سلامتی ترکوں کے رحم پر منحصر ہوجائیگی۔ دوسرے ایسا کرنا عہدنامہ برلن کے نقیض ہوگا۔"

مینے گذارش کیا۔ اس بات کا ذرہ بھر اندیشہ نہیں ہوسکتا۔ کہ ترک کبھی یونان پر حملہ کرینگے۔ چونکہ سلطنت عثمانیہ چوطرفہ دشمنوں سے محیط ہے اور سلطان اور اوسکی گورنمنٹ محاربہ سے ڈرتے ہیں۔

(۲) بشرطیکہ یونان مسلمان باشندوں کی جان و مال کی حفاظت کے متعلق اطمینان بخش ضمانت دے ٹرکی اب یا کچھ عرصہ بعد کریٹ یونان کے حوالہ کردے۔ بادشاہ نے بلا تامل کہا۔ "اسکا انتظام بہت اچھی طرح ہوسکتا ہے تھیسلی میں دیکھ لو۔ یونانی گورنمنٹ نے وہاں کے مسلمانوں سے کیسا عمدہ برتاؤ کیا ہے" (اس بیان کی صداقت میں مجھکو کوئی شبہ نہیں) مینے مشورہ دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اونہوں نے کہا یورپ کو بہت جلد یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ ہمکو لڑائی میں تکمیل دینے سے کوئی مسایہ روک اور قید کا قائم نہ رہیگا تم بہت جلد دیکھو گے کہ ہمارا بیڑہ جہازات ایک بہت بڑی کارروائی کیلیے طلب کیا گیا ہی کیا تھیسلی اور ایپیرس ہی تک جنگی کارروائیاں محدود رہینگی ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے پر بھروسہ کرسکتے ہیں لیکن ہم اور تہیاروں سے بھی فایدہ اوٹھا سکتے ہیں جو ہمکو مفوض ہوئے ہیں ہم میں کافی ہمت موجود ہے۔ اور ہم اپنے حقوق کا تحفظ بخوبی کرسکتے ہیں ہمارا خیال ہی کہ ہم تمام دنیا کے مقابلہ میں تنہا ہیں یہانتک کہ فرانس بھی ہم سے بالکل علیحدہ ہے تم کہتے ہو کہ یورپ قبل اوس طوفان کے نمودار ہونیکے جسکا وہ بانی ہی ہٹ آئیگا لیکن مجھے بخوبی معلوم ہے کہ وہ ایک طولانی اور خونریز جنگ کیلیے نہایت بیقرار ہی اگرچہ بدقسمتی سے بہت دیر ہوگئی ہی لیکن ہمکو انصاف پر یقین رکھنا چاہیے کریٹ کے معاملہ میں حق اور انسانیت کے خلاف ایک بہت بڑا جرم سرزد ہوا ہے اور اسکی گوشمالی شروع ہوگئی ہے ×

کہ اگر یہ تجویز منظور ہو جائے تو شاید یہ مناسب ہو کہ مسلمانوں کو جزیرہ کے ایک کونہ میں یکجا آباد کر دیا جائے۔ اور کچھ عرصہ کیلئے اونکی حفاظت کے واسطے کچھ یورپین فوج مامور رکھی جائے۔ بادشاہ نے کہا "اسکی کچھ ضرورت نہیں ہوگی۔ مسلمانوں کا جان و مال یونانی گورنمنٹ کے زیر سایہ بالکل محفوظ و مصئون ہوگا۔

(۳) ٹرکی اور یونان میں عام مدافعانہ اتحاد ہو جائے۔ بالخصوص ایسی سلطنت کے برخلاف جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو بادشاہ نے کہا "میں ہمیشہ ٹرکی سے دوستانہ اتحاد رکھنے کا خواہشمند رہا ہوں۔ مگر سردست اوس کدورت کیوجہ سے جو محاربہ کی بدولت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسا اتحاد مشکل ہو سکیگا تاہم اس مسئلہ پر میں قطعی طور سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسکا تصفیہ میرے وزراء پر منحصر ہے۔ سب سے مقدم اور اہم یہ امر ہے کہ یونان کو حتی الامکان ذلت سے محفوظ رکھا جائے۔

مینے ان تجویزوں کو پھر دوہرا کر بیان کیا کہ سب سے بڑی مشکل یہ ہوگی کہ صلح کی شرائط کا تصفیہ کیونکر ہو کیونکہ بعض دول عظام یونان کے مخالف ہیں۔ اور روس کریٹ کا یونان کو دیا جانا یقیناً منظور نہیں کریگا۔ بادشاہ نے اس سے اتفاق کر کے روسی مخاصمت کے متعلق بڑی سختی سے گفتگو کی۔ شاہ نے میری اس تجویز سے بھی اتفاق کیا کہ وہ براہ راست پرائیوٹ طور پر سلطان سے صلح کی شرائط کا تصفیہ کرے۔ اور پھر ان شرائط کو انگریزی گورنمنٹ کے روبرو پیش کرے تاکہ اگر وہ نہیں پسند کرے تو پھر انگلستان اون کو کل دول عظام کے روبرو اس طرح سے پیش کرے کہ گویا وہ خود اونکا مجوزہ ہے۔ جب بادشاہ نے اس سے اتفاق کر لیا تو مینے کہا کہ اگر دول عظام بالخصوص روس اور جرمنی نے مخالفت کی تو جرمنی کو یقیناً موافق کر لیا جا سکیگا۔

بادشاہ نے کہا "نہیں جرمنی یونان کے بہت مخالف ہے۔ اور اوس سے نپٹنا بہت مشکل ہوگا۔ مینے عرض کیا کہ جرمنی کو یونان سے کوئی ذاتی عناد نہیں جرمن قیصر کو قانون بین الاقوام اور انصاف متمدنہ کی حرمت کا بہت پاس رہتا ہے یہ امر ٹرانسوال جیمسن کی یورش سے ظاہر ہو چکا ہے جسپر قیصر نے سخت خفگی کا اظہار کیا تھا قیصر ایسے معاملات میں نہایت سخت ہیں وہ اصول کا پابند ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ عموماً درستی پر ہوتا ہے یہ ظاہر ہے کہ کریٹ کا جائز بادشاہ ہی شرائط صلح کو مانے۔ تو جرمن قیصر باغلب وجوہ اون شرائط کو بلا تامل تسلیم کر لیگا۔

یہ فراموش نہ کیا جائے کہ بادشاہ یونان نے میری تجویز کو بہ حیثیت مجموعی پسند کیا تھا یہ نہیں کہ اوسکی جزو جزو سے علیحدہ علیحدہ اُنے اتفاق کیا تھا پس یہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہوگا کہ حشمت مآب نے بلا اصول کریٹ تاوان جنگ کی رقم کثیر ادا کرنا منظور کر لیا تھا یہ رقم اس شرط سے مشروط تھی۔ بادشاہ کے لفظوں سے یہ بھی پایا جاتا تھا کہ کریٹ کے ملجانے پر وہ تھسلی کی سرحد کی درستی کو ہی منظور کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ شرائط صلح کے متعلق جب گفتگو ختم ہو چکی تو مینے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ قسطنطنیہ جا کر سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوں اور دونوں ملکوں میں باعزت شرائط پر صلح کرا دینے کی حتی الامکان کوشش کروں کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے خیالات سے سلطان کو آگاہ کر دوں۔ بادشاہ نے جواب دیا "تمہیں پوری اجازت ہے کہ سلطان۔ یا جسکو چاہو میرے خیالات سے مطلع کر دو"

رخصت ہونیسے پہلے بادشاہ نے ایلیس سے اوسکے مشاہدہ وتجربہ کے متعلق کئی سوال کیے۔ اور پھر کہا "مجھے امید ہے تم نے کسی یونانی کو ہلاک نہ کیا ہوگا"۔ ایلیس نے اسکا نہایت متانت سے جواب دیا۔ اوسنے کہا "صاحب میں غیر مصاف کنندہ ہوں"۔ ہینے بعد میں سنا کہ یونانیوں میں یہ عام چرچا تھا کہ ہم بطور خود کہیں کہیں لڑائی کرتے رہے تھے۔ چونکہ یونانیونکا یہ عام شعار ہا تھا کہ غیر مصافی بھی مشغول پیکار ہو جاتے تھے۔ اونہوں نے ہمکو بھی اپنے دلمیں ایسا قیاس کر لیا ہوگا۔ ایلیس کی ہینظیر متواتر فایر کرنیوالی رائفل سے غالباً اس خیال کو اور تقویت ہوگئی ہوگی مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ محض بے بنیاد تھا۔ اس رائفل کو جس یونانی نے دیکھا عش عش کر اوٹھا۔

جب تک میں بادشاہ سے باتیں کرتا رہا حشمت مآب کا یاور ایلیس کو ترکی مظالم کی غضب انگیز داستانیں سناتا رہا مگر چونکہ اُسکا حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا۔ اوسپر کچھ اثر نہ ہوا۔ بادشاہ کی باتوں سے ہی نہیں بلکہ جتنے یونانیوں سے میری ملاقات ہوئی سب کی گفتگو سے یہ مترشح ہو رہا تھا کہ وہ روس کو سخت اشتباہ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ روس نے یونانی گورنمنٹ کو پہلے درپردہ اُکسا کر پھر اپنا دامن کھینچ لیا وہ کسیقدر ضرور درستی پر ہیں۔ یونان کا ایسے زبردست دشمن سے یوں جنگ چھیڑ لینا صریح دیوانگی تھی اور عقل باور نہیں کرسکتی کہ جب تک اوسے درپردہ کوئی زبردست برانگیخت نہ ملی ہو وہ ایسا دیوانہ ہوگیا تھا کہ خود بخود کسیکی تحریک کے بغیر میدان جنگ میں کود پڑتا۔

فصل بست ویکم (۲۱)

قسطنطنیہ کو شاہ سے ملاقات کرنیکے بعد ہمنے سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہونے اور جلالتمآب کو شاہ کے خیالات و ارادوں سے مطلع کرنیکے لیے سیدھا قسطنطنیہ جانیکا عزم کیا۔ ہم ایتھنز سے شنبہ کی سہپہر کو ایک اطالین سٹیمر پر قسطنطنیہ کو روانہ ہوئے مہمان نواز مسٹر ایجرٹن[1] جب تک ہم اوسکے پاس رہے کمال مہربانی سے پیش آیا۔ مسٹر لیویسن گوور اور مسٹر سکسن بھی نہایت شفقت سے پیش آتے رہے۔ الیا ہمارے ساتھ آیا اوسے سمجھا دیا گیا تھا کہ پائرس میں ترکی ٹوپی نہ پہنے وہاں کے باشندے بہت بیقابو ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اوسنے سفارتخانہ کو روانہ ہونے سے پہلے فرنگیانہ ٹوپی مستعار لی اوسے وہ جب تک پہنے رہا بہت بیچین رہا۔ ایم رالیس نے گویہ کہا تھا کہ الیا ترکی ملازم ہونیکی وجہ سے جائز اسیر ہے مگر اوسنے اسمعاملہ پر زیادہ زور نہ دیا۔ اور ہماری سفارش قبول کرکے اوسے ہمارے ساتھ سفارتخانے چلا آنے دیا۔ جب وہ ایک دفعہ وہاں پہونچگیا تو پھر

---

[1] یہ اب سرہیں۔ پورا نام سر ایچ ایجرٹن کے سی بی ہے۔ اونکو تین ہزار پانسو پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے مسٹر گوور سفارت کے سکریٹری ہیں انکی سالانہ تنخواہ پانسو پونڈ ہے مسٹر کرتن نایب قونصل دو لوکی تنخواہ دو سو پونڈ سالانہ ہے۔

اوسکے لیئے کوئی خطرہ نہ رہگیا۔ وہ دو دن ہماری ساتھ سفارتخانہ میں رہا۔ جہاں اوسکی خوب خاطر تواضع کی گئی۔ اوسکا بیان تھا کہ مدت العمر میں اس سے پہلے ایسا آرام نصیب نہ ہوا تھا یہی ہماری رائے تھی۔ کیونکہ سفیر کے باورچیخانہ کا انتظام اور تکلفات فی الواقع قابل تعریف تھی۔

بحیرۂ مجمع الجزائر کی سیر پر ہمیں اسائش بخش کمرے ملا اور سیر مسافر تھوڑے سے تھے۔ ایلیا نے سمندر کے یونانی حصہ سے باہر نکلتے ہی پھر اپنی وردی اور ٹوپی پہن لی اور ایسا خوبصورت و بانکا جوان بن گیا کہ اطالین افسر اور اہل جہاز دیکھکر دنگ رہگئے۔ غیر قومی لباس اوسے بالکل نہ سجتا تھا۔ وردی میں اوسکا قد پورا تین انچ زیادہ نظر آتا تھا۔ نیلگون بحیرہ مجمع الجزائر میں سفر بڑی کیفیت سے کٹا۔ جہاز کئی جزیروں کے پاس گذرا یہ وہی جزیرے تھے جنکو فتح نہ کرنیکا الزام یونانی بیڑہ پر لگایا جارہا تھا۔ جتنے جزیرے ہمنے دیکھے اُن میں آبادی کی علامتیں بہت کم دکھائی دیں۔ بنابرین وہ فتح کی تکلیف اور دردسر کا کبھی کافی معاوضہ نہ ہو سکتے تھے۔ آلیس جہاز پر کولٹ رائفل سے چاندماری کرتا رہا جسمیں جہاز کا کپتان اور افسر اور کئی یونانی طلبا بھی شریک ہوئے۔ نشانہ سنگترون۔ بوتلوں اور ڈبل روٹیوں کو بنایا گیا جو دھاگے سے پچاس گز کے فاصلہ پر دنیا کیطرف اوڑان کیئے گئے جہاز کی حرکت گردش کے باوجود چند نے حیرت انگیز قادر اندازی دکھائی۔ سب سے بڑھکر ایک یونانی طالب علم بہت اچھا سا۔ وہ انگریزی بول سکتا تھا اور (قسطنطنیہ کے امریکن کالج موسومہ) رابرٹ کالج کا تعلیمیافتہ تھا۔ میرا خیال ہے وہ جہاد کے لیئے تھیسلی گیا تھا۔ مگر اپنے ہموطنوں کو قابل ستائش نہ پانے کی وجہ سے اون سے متنفر ہوکر اب قسطنطنیہ کو واپس جارہا تھا۔

دارڈنیلز دارڈنیلز ہم اتوار کی دوپہر کو پہونچے۔ اور اس مشہور آبنائے سے ہمارے جہاز نے باہستگی گذرنا شروع کیا آبنائے فی الواقعہ نہایت استحکام کے ساتھ قلعبند اور محفوظ تھی اور اُسکی دونوں طرفوں پر توپیں ہی توپیں نظر آتی تھیں اکثر نہایت بڑی بڑی کروپ توپیں پڑہی ہوئی ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے تک تمام ڈھلوانوں اور کرار و نپر (مورچوں کی) بیشمار شگافوں میں سے چھوٹی چھوٹی توپیں دکھائی دے رہی تھیں۔ میری خیال میں اس تاریخی آبنائے سے جو بحیرہ مجمع الجزائر کو بحیرہ مارمورا سے ملاتی ہے جبراً گذرنا اور جنوب کیطرف سے قسطنطنیہ پہونچنا تقریباً ناممکن ہے۔ ایک بلند مرتبت انگریز مدبر نے جنوری ۱۸۹۷ء میں مجھ سے ذکر کیا تھا کہ اعلی انگریزی بحری افسروں کی رائے ہے کہ دارڈنیلز سے بالجبر گذرا جا سکتا ہے۔ مگر جو بیڑہ ایسا کرنے کی کوشش کرے اُسکا نصف حصہ ضرور اس کوشش میں ضایع ہو جائیگا میری رائے میں بشرطیکہ ترک گولنداز بالکل ہی نکمے نہ ہوں۔ بارہ اول درجہ کے مصافی آہن پوش میں سے چار جہاز بھی شاید ہی آبنائے سے سلامت گذر سکیں انگلستان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکی تجویز جسے سرفلپ کری نے ۱۸۹۵ء کے موسم خزاں (دسمبر۔ اکتوبر۔ و نومبر) میں پیش کیا تھا عمل نہ کیا گیا۔ گو عمل کر گذرنے میں تھوڑی ہی سی کسر رہگئی تھی۔

ترکی بیڑہ کو یہاں کل سفر میں اب پہلی مرتبہ ہمنے ترکی بیڑہ کا مشاہدہ کیا۔ وہ دو حصوں میں دارڈنیلز کے اندر لنگر انداز

تھا۔ ایک حصہ بمقام کولتی اور دوسرا جو نسبتاً بڑا تھا چناق قلعہ کے سامنے کھڑا تھا۔ بیڑہ کے مصافی جہاز ہلے بیڑہ کی جہازات ہر قلیس اور بیچوں کی طرح بہت پرانی طرز کے کلان و طویل جہاز تھے۔ اونکی زرہ اگرچہ پتلی۔ انجن کہنہ اور توپیں تقریباً متروک الاستعمال قسم کی تھیں۔ تاہم اون کی شکل شباہت خاصی مہیب اور وہ چست و چالاک اور آراستہ معلوم ہوتے تھے۔ بہرحال ان جہازوں میں ابھی تک کافی عمدہ مصالح و مواد موجود ہے۔ وہ ایسے پندرہ بیس برس پیشتر نہایت کارآمد جہاز تھے۔ اگر اون کی مرمت کیجائے اور نئے انجن اور نئی توپیں چڑھائی جائیں تو وہ اب بھی دوم درجہ کے خاصے مصافی جہاز بن سکتے ہیں ان کے متعلق ہمیں سب سے عجیب چیز یہ دکھائی دی کہ اونپر ملاح اور بحری سپاہی بکثرت موجود تھے۔ اونکی چھتیں پاکیزہ لباس فیس پوش آدمیوں سے جنہیں متعدی کے ساتھ قواعد کرائی جارہی تھی بھری ہوئی تھیں قسطنطنیہ میں مجھے قابل مبصروں اور شاہدوں نے یقین دلایا کہ ان کہنہ و سالخوردہ اور تقریباً بلا انجن آہن پوشونکو گولڈن ہارن سے جو ہر وقت کشتیوں اور تجارتی جہازوں سے لبریز رہتی ہے اور نیز اوس تیز و تند دہارے سے جو محلسر اکے گوشہ سے ٹکراتا ہوا گذرتا ہے نکالتے وقت واقعی حیرت انگیز ملاحانہ قابلیت دکھائی گئی تھی۔ ان معمر و بزرگ پہلوانوں کو بیس سالہ رحت و آسایش کے بعد اپنی جگہ سے متحرک و منتقل کرنیکے لیے کسی ٹگ بوٹ دکھینچو والے جہاز یا تجارتی سٹیمروں سے مدد نہ لیگئی۔ اور صرف ایک آہن کا "گولڈن ہارن کے" پل سے گذرتے وقت ادہر سے یونہی ذرا سا مس ہوا۔ اس واقعہ پر اخبارات کے سگ صفت نامہ نگاران متعینہ قسطنطنیہ نے خوب حاشیے چڑھائے اور اپنی طبیعتوں کی جولانیاں دکھائیں۔ ان بزرگواروں میں سے اکثر ترکوں کا مضحکہ اڑانے کے لیے کسی خفیف واقعہ اور بہانہ کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ کیونکہ ان کے خیال میں ترکوں کی تفضیحہ کی خبریں انگلستان والوں کو بہت پسندیدہ و مرغوب ہیں۔ ان نامہ نگاروں کی بیجا نہ ہذیان سے قطع نظر کرکے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ترکی ملاحوں نے ان کہنہ و نیم بوسیدہ قلعونکو کسطرح کے حادثہ کے بغیر گولڈن ہارن سے باامن و امان باہر نکال لیجانے میں قابل تعریف اور حیرت انگیز کارگذاری دکھائی۔ ترک ہر زمانہ میں اسبات کا کامل ثبوت دیچکے ہیں کہ عمدہ ملاح و جہازران بننے کی اونمیں پوری قابلیت موجود ہے۔ نو آرینو کی لڑائی میں وہ چار قوموں کے ساتھ لڑے جنکے جہاز اونکے جہازوں سے بدرجہا زیادہ تھے۔ ایسے لڑے کہ کل دنیا ابتک مداح ہے۔ اکثر اہل جہاز اپنے جہازونکے ساتھ ہلاک ہوگئے اور بھاگنے کا کسی نے نام نہ لیا۔ ۱۸۷۷ء میں ڈنیوب پر ترکی اگن بوٹوں نے بہت عمدہ کام دیا اور اگر کبھی یونانیوں سے بھی ترکوں کا سمندر پر ایسی صورت میں مقابلہ ہوا۔ کہ دونوں کا بیڑہ تقریباً یکساں ہو تو اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ترک ملاح ویسی ہی عمدہ کارگذاری دکھائیں گے جیسی کہ اونکے رفیق بری سپاہیوں نے تھسلی میں دکھائی ہے۔

ملکہ مصائب — ہم قسطنطنیہ ۱۰ مئی دوشنبہ کی صبح کو لاریسہ سے روانہ ہوئے یورپ سے سات دن بعد ہوکر یہ ہفتہ عجیب سبق بخش اور سانحہ خیز گذرا۔ اسمیں ہمیں اتنا تجربہ ہوا۔ جو پہلے کئی برسوں میں بھی نہ ہوا تھا۔ اس مئی کی صبح کو سمندر سے ہمیں قسطنطنیہ کا جو پہلا نظارہ ہوا۔ دلفریبی میں اوس سے بڑھکر دنیا میں کوئی نظارا نہیں ہوسکتا۔ سورج ابھی طلوع ہونا شروع ہی ہوا تھا اور افق پر روشنی کے سنہری خطوط نمود ہوئی ہی تھے پرنکاپو کا خوشنما جزیرہ مع متعلقہ جزائر ہمارے دائیں ہاتھ تھا جزائر[1]

[1] جزائر شہزادگان میں سب سے بڑا جزیرہ۔ مفصل حالات کے لیے دیکھو کتاب قسطنطنیہ

شہزادگان سی پرے اون کے عقب میں ایشیائے کوچک کی نیلگون پہاڑیاں اولمپس (کوہ طاغ) اور اوسکی شاخیں بروصہ کے اردگرد اور بحیرہ مارمورا کے مشرقی ساحل پر حاشیہ کیطرح پھیلی ہوئی تہیں ہمارے سامنے مینار و برج اور استنبول کی تمام مختلف الانواع فرحت بخش مکانات اور نظارے جن سے آنکھوں کو جان فزا سرور پہنچتا ہے کہڑے تھے۔ باسفرس (بوغاز) نہایت ہی سیاہ تنگنائی کی شکل میں دکھائی دیرہی تھی جسکی دائیں ہاتھ کو دراسکدار کے درختان بنگلے اور اسکا تاسر سبز صنوبروں کی جہنڈ۔ اور ہماری بہادر مقتولین (محاربہ کریمیا) کا قبرستان اور بائیں ہاتھ استنبول اور بیرا دیک ادغلی تھے یہ وہ جگہ ہے جہاں یوروپ اور ایشیا ملتے ہیں۔ فوجی طاقت کی اظہار تجارت اور پولٹیکل جبروت و نفوذ سیاسی کیلئے دنیا بہر میں اس سی عمدہ کوئی موقعہ نہیں قسطنطنیہ بلکہ مصارہ دو بر اعظموں کی کلید اور وہ در بے بہا جسکے قبضہ کیلئے اقوام عظیمہ صدیوں تک جد و جہد کرتی رہی ہیں ہمارے سامنے تھا اس بے نظیر نظارے کے حسن جلال کی کیفیت بیان کرنے سے فی الحقیقت الفاظ قاصر ہیں جس شخص نے اُسے دیکھا نہیں وہ اوسکی دلفریبی اور شان و شوکت کا کبھی عالم تصور میں اندازہ نہیں کرسکتا اور جنہوں نے اُسے دیکھا ہے وہ باآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں سلطنتیں اوسکے لئے گہری ہرتی ہیں اور فاتح کے لئے اوسکا قبضہ اور مغلوب کیلئے اُسکا کہو دینا کیا معنی رکھتا ہے جب ہم زیادہ قریب پہونچے تو ہمیں عمارات کا سلسلہ جو لگا تار باسفرس سی سین سٹی فانو تک ساحل بحر کے کنارہ کنارہ چلا گیا ہے پورا پورا نظر آنے لگ گیا پُرانی دیوسار فصیلیں جو بحالم شکستگی بھی عجب شاندار ہیں مشہور قلعہ ہفت برج۔ اور سلطان احمد کی لطیف و بے نظیر جامع مسجد اور اوسکی حیرت انگیز چھ مینار جہاز سے صاف صاف نظر آرہے تھے اس مسجد کا بیرونی نظارہ جامع ایا صوفیا سی بھی زیادہ مؤثر ہے۔ آخر جہاز خود باسفرس میں داخل ہوگیا۔ اور استنبول کی مشرقی جہت سر عسکریت مساجد کی مینار و گنبدوں اور لطیف و بے نظیر بغداد کوشک کے پاس سی جو عین ہمارے زیر نظر تھے گذرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ باسفرس میں داخل ہوتے ہی یکبارگی اوسکا تمام جاہ و جلال ہمارے سامنے نمودار ہوگیا سنگ مرمر کے محل جو دو رویہ کنارہ آب تک بنے ہوئے ہیں۔ یوروپ و ایشیا کی پہاڑیوں کی ڈہلوانوں پر خوشنما بنگلے اور قلعی بیرا کی سر بفلک بلندیاں اور غلاطہ کا مینار دیدبانی جو ان پہاڑیوں سی بہی اوپر سر نکالی ہوئی ہے۔ یہ سب نظارے یکلخت آنکھوں کے سامنے ہویدا ہوگئے تہوڑی دیر بعد گولڈن ہارن (خلیج) بہی دکھائی دینے لگ گئی جو جہازوں اور قایقوں سے بہری ہوئی تھی۔ اور جسکے پل پر تل دھرنے کی جگہ دکھائی نہ دیتی تھی۔ قایقیں اور کشتیاں جنمیں سے اکثر برقع پوش مخدرات سوار تھیں۔ اور پاکیزہ لباس ملاح اونکو چلا رہے تھے۔ ادہر ادہر ہر طرف تیر نگاہ کیطرح دوڑی جاتی تھیں صرف اکیلے گوشہ محلسرا (سرائے بیرونی) کا نظارہ ایسا جانفزا دلفریب اور خوشگوار ہے کہ صنعت و قدرت کی مخلوط صناعی و کاریگری کے ویسے بہت کم نمونے چشم انسانی کو دیکھنے نصیب ہوسکتے ہیں۔ گوشہ کے پیچھے اٹہے پرانا محل اور اوسکی خوشنما عمارتیں جو آپس میں خلط ملط ہیں بتدریج اٹہتی چلی گئی ہیں اور اون سی پیچھے بیشمار گنبد مینار اور برج کہڑے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ احمق یا ناعاقبت اندیش انگریز جو اسبات پر رضامند ہیں کہ بیشک روس قسطنطنیہ پر قابض ہوجائے۔ ایک دفعہ اپنی آنکھوں سی اس شہر کی خوبصورتی اور طبعی استحکام و محل وقوع کو دیکھ لیں پہر اونہیں معلوم ہوجائیگا کہ فاتح سلطنت کی فوجی بحری اور پولیٹکل طاقت میں

اس کے قبضہ سے کیسا حیرت انگیز اضافہ یقیناً ہو سکتا ہے ::

قسطنطنیہ کی قدر و منزلت

قسطنطنیہ کی بدرجہ غایت اہمیت اور اوسکے بے نظیر محل و توقع کی وجہ سے ٹرکی کی حیات و ممات کا مسئلہ کل یوروپ اور سب سے بڑھکر انگلستان کے لیے جو ایک عظیم مشرقی سلطنت ہے نہایت ہی اہم اور گرانوزن ہے۔ انگلستان میں اس جاہلانہ اور پاگلانہ بکواس کی کچھہ کمی نہیں ہے کہ ہم قسطنطنیہ پر روس کو قبضہ کر لینے دیں مشرقی مسئلہ کا تصفیہ اسطرح ہو سکتا ہے لیکن ایسی دیوانہ حرکت سے مسئلہ مذکور کا تصفیہ تو خاک نہیں ہوگا۔ البتہ روس کو ایک ناقابل تسخیر موقعہ اور بحیرہ روم اور کل مشرق کو زیر اور تابع فرمان بنانے کیلئے ایک نہایت ہی زبردست اور ناقابل اندر فاع آلہ ملجائیگا۔ یہ پالیسی ویسی ہی احمقانہ ہوگی جیسی کہ زمانہ قدیم کی ڈنمار کی مجلس وزرا کی تھی اس سے دشمن کی آتش حرص کو اور تیز کرنے اور اوسکے مطالبات میں روز افزوں اضافہ کرانے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلسکتا

قسطنطنیہ کی فوجی و بحری اہمیت

قسطنطنیہ دنیا بھر میں نہایت ہی اہم جنگی و تجارتی موقعہ ملکہ امصار اور دو بر عظموں کی مفتاح ہے جنگی و بحری حصن حصین کے لحاظ سے دنیا میں اور کوئی موقعہ اوسکی ہمسری نہیں کر سکتا۔ روما کی تسخیر و زوال کے بعد مشرقی رومن سلطنت الیکہزار برس تک صرف قسطنطنیہ کے ناقابل تسخیر طبعی استحکام کی وجہ سے ہی قایم و زندہ رہی تھی نپولین اعظم کا قول تھا کہ جس دولت عظیمہ کے پاس قسطنطنیہ ہو وہ کل دنیا کی مالک ہوگی۔ اگر قسطنطنیہ اور آبنائے دونوں روس کے تصرف میں چلی جائیں تو وہاں جتنی بڑی نیوی چاہے تیار کر سکیگا اور پھر جسوقت چاہے ناگہاں وہانسے بحیرہ روم میں داخل ہو کر ہماری تجارت کو بحیرہ مذکور میں غارت کر سکیگا اور مصر اور نہر سویز پر قابض ہو سکیگا۔ بحیرہ اسود میں اسوقت بھی روس کے پاس چھہ مصافی آہن پوش ہیں اگر وہ آبنائے باسفرس و دار دنیلز سے گذر سکیں تو فرانس کے سترہ مصافی جہازوں سے جو بحیرہ روم میں موجود ہیں ملکر اب بھی ہمارے بحری دستہ بحیرہ روم سے جسمیں بارہ مصافی جہاز ہیں روس و فرانس کے بیڑے طاقت میں بہت بڑھ جاتے ہیں۔ لیکن اگر روس قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے اور وہاں سب طرف کے حملوں سے محفوظ و مصئون بیس مصافی آہن پوش جمع کرلے تو بتاؤ اوسوقت ہماری بحری طاقت کا کیا حشر ہوگا؟ باوجودیکہ قسطنطنیہ اوس کے پاس نہیں۔ روس نے اب بھی آیندہ دس سالوں میں اپنے بیڑہ کو بڑہانے کے لیے خطیر رقمیں خرچ کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے ۔

مزید بران ترکی دارالخلافہ کے قبضہ سے سلطنت عثمانیہ کی تمام فوجی طاقت جسمیں دنیا بھر کے سپاہیوں سے زیادہ شجاع اور ثابت قدم جانباز ہیں روس کے تصرف میں چلی جائیگی۔ پھر جب روس کا اقتدار بحیرہ روم پر قایم ہوگیا اوسنے اپنی فوجیں جو اب بھی بےمثال ہیں بسا تھہ ساتھ لاکھ عثمانیہ جوانمردان جانباز ایزاد کر لیے اور مذہب اسلام کے مقتدا خلیفۃ المسلمین کو اپنے قابو میں کر لیا تو بتاؤ ہم ہندوستان پر کیا زیادہ عرصہ قابض رہسکیں گے؟ ہندوستان میں چھہ کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں جو ملکہ معظمہ کی رعایا میں شجاع ترین اور مضبوط ترین لوگ ہیں اگر ہم قسطنطنیہ کو زار کے تصرف میں چلا جانے دیں تو بتاؤ ان مسلمانوں اور نیز امیر افغانستان

پر کیا اثر پڑیگا۔ جو کہ ہم ایسی شدید اور اس پالیسی کے خطرات ایسے یقینی اور ایسے مہیب ہیں کہ جاہل ترین یا نہایت متعصب انسان ہوں کے سوا اور کوئی شخص یہ صلاح کبھی نہیں دیسکتا کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض ہوجانے دیا جائے۔

یہ سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ کسطرح کوئی ذی وجاہت اور خود دار ممبر پارلیمنٹ اپنی جگہ پر کھڑا ہوکر ایکطرف تو یہ کہے کہ محض روسی گورنمنٹ کی کارروائی کی بوجہ سے ہم (یعنی انگلستان) ارمنوں کی حفاظت نہیں کرسکے۔ اور پھر دوسرے ہی لمحہ یہ کہے کہ ہم روس کو بحیرہ روم میں کوئی بندر بطور رشوت پیش کرکے اوسے آرمینیا میں داخل ہونے اور اوسپر متصرف ہونیکی ترغیب دیں۔ گو یہ اجتماع ضدین محال نظر آتا ہے اور عقل کبھی باور نہیں کرسکتی کہ ایک ہی انسان اسکا مرتکب ہوسکتا ہے۔ لیکن ۱۸۹۶ء میں دار العوام میں ایسا واقعہ گذر چکا ہے اس زمانہ میں کئی اینگلو ارمنی محرکین اور "ن کنفرمسٹ" فریق کے لوگ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر دیوانہ وار یہ زور ڈال رہے تھے کہ روس کو نیم ارمنی صوبجات پر قابض ہوکر اونکا انتظام کرنیکی دعوت کیجائے یعنی بالفاظ دیگر وہ اس بات کی تاکید مکرر رہے تھے کہ انگلستان اوسی ظالم و جابر سلطنت کو جو عرصہ دراز سے باستقلال ٹرکی میں مفید اصلاحات کی ترویج کی مزاحمت کرتی رہی ہے۔ بعینہ اوسی کام کی تکمیل کی دعوت کرے جسکی تعمیل میں وہ ابتک نہایت کامیابی کے ساتھ مزاحم ہوتی رہی ہے۔ ہمارے اینگلو ارمنی مجنون عملی طور پر گویا روس کو اون تمام توقفوں کے صلہ میں جنکا وہ باعث ہوا ہے اور جان و مال کے اون نقصانات کے انعام میں جو اوسکی رکاوٹوں سے وقوع میں آئے۔ ٹرکی کے نیم ارمنی صوبجات دلانے کے خواہاں تھے۔ کیا کبھی ایسا تضاد نہیں۔ بلکہ ایسی ریاکاری پہلے بھی کبھی کسی نے دیکھی یا سنی ہے؟:-- فقط

دوسرا حصہ تمام ہوا

مطبوعہ مطبع حمیدیہ پریس دفتر اخبار وطن لاہور

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے)

محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان سنہ ۱۸۹۷ء

تین حصون مین

جو ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کی مشہور مدبر و نویسندہ سر ایشمیڈ بارٹلٹ کی کتاب کارزار تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ جابجا موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے ایزاد کر دیئے گئے ہین۔ اور تمام نامور بادشاہون اور چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین۔ اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے درج کر دیئے گئے ہین۔

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد و جھاڑ ضلع گوجرانوالہ

حصہ سوم

سنہ ۱۹۰۴ء

حمیدیہ پریس لاہور مین مولوی محمد انشاء اللہ
مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

فہرست مضامین محاربات تفصیلی حصہ سوم

تاریخ جنگ روم و یونان

حصہ سیوم

فصل بست و دوم

ذات شوکت سمات حضرت بادشاہی جاہ اونکا کیریکٹر اور سلطانی دربار

سلطان کا رحم و کرم بقول سر ایشیلڈ بارٹلٹ سلطان المعظم کی طبیعت و فطرت اور طریق عمل درحقیقت اوس سے بالکل برعکس ہے جیساکہ بالعموم انگلستان میں خیال کیا جا رہا ہے۔ ان کی نسبت کمال ناانصافی اور سفاہت کے ساتھ یہہ کہا گیا ہے۔ کہ جلالتمآب کے منشاء و تجویز سے قتل عام وقوع میں آئے۔ حاشا وکلا۔ انکی ذات قدوسی صفات ایسے اعمال سے نہایت اعلے و ارفع ہے۔ اور نہ وہ جیساکہ اونپر بہتان باندھا گیا ہے۔ بزدل اور بیرحم ظالم ہیں۔ حقیقت الحال یہہ ہے کہ سلطان الکرم نہایت ہی قابل اور ہوشیار مدبر۔ جلیل تجربہ کار حکمران اور دوسروں پر مہربانی اور شفقت کرنے کیلئے ہر وقت ہمہ تن تیار و آمادہ ہیں۔ انکو ایسی مشکلات سے مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ کہ بہت کم فرمانروا ایسی کو ویسی مشکلات سے اتبک سابقہ پڑا ہے۔ تقریباً تمام یورپ انکا ربع صدی تک اونہیں چڑھاتا رہا۔ اور ستاتا رہا۔ مگر وہ اس جنگل سے مظفر و منصور برآمد ہوئی ہیں۔ رسمی معاملات کو چھوڑکر پرائیویٹ زندگی کیطرف خیال کیا جاوے تو صاف منکشف ہو رہا ہے۔ کہ شوکت سمات کمال رحیم مزاج ہیں۔ اپنی اولاد اور اپنے دوستوں سے بیحد محبت رکھتے ہیں۔ اور سپاہ بالخصوص سپاہیوں کی آسائش و آرام اور بہتری و فلاح کا ہر وقت اونہیں بہت ہی خیال رہتا ہے۔ انکی ادنےٰ نظیر یہہ ہے کہ ۱۸۷۶؁ء کی محاربہ میں ہالی ہانی ٹیگر و سے جن ترکی سپاہیوں کو کمال بیدردی سے مختلف اعضاء کاٹ دئیے تھے۔ انکا علاج معالجہ نہایت احتیاط سے کرایا گیا۔ اور پھر اونکی معقول پنشنیں مقرر کر دیگئیں۔ اسیطرح اس محاربہ کے زخمیوں کے لئے خاص سلطانی محل یلدز کے احاطہ میں نیا ہسپتال قایم کیا گیا۔ جس میں ایک ہزار سے زیادہ مجروحین کیلئے گنجایش ہے۔ وہ صفائی اور تکمیل لوازمات میں اپنی نظیر آپ ہی ہے اور زخم رسیدہ وہاں ایسے جلد صحتیاب ہو رہے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے[1]۔

جو مشکلات سلطان المعظم کو محیط ہیں اور محیط رہی ہیں۔ وہ بیشمار ہی نہیں۔ بلکہ ایسی سخت و صعب ہیں۔ کہ کسی اور شخص کو شاید اونکے مقابلہ کرنیکا حوصلہ ہی نہ پڑتا۔ ۱۸۷۶؁ء و ۱۸۷۷؁ء میں روس کے حملہ سے کل ملک تباہ و پامال ہو گیا۔ اڑہائی لاکھ عثمانیہ سپاہیوں کے علاوہ دس لاکھ سے زیادہ

---

[1] امیر المومنین کے حکم سے ایسے تمام مجروحین کو جو آیندہ فوجی خدمت کرنے کے ناقابل ہو گئے ۲۰ روپیہ ماہوار کی پنشن عطا ہوگی۔ ہندوستان میں دیسی سپاہی کو تیس برس فوجی خدمت کرنے یا جنگ میں قتل ہو جانے کی صورت میں اسکی بیوہ کو چار روپیہ ماہوار پنشن ملتی ہے۔ نومبر ۱۸۹۷؁ء میں جلالتمآب نے شفایاب مگر کمزور سپاہیوں کو جیب خاص سے بیس ہزار روپیہ کے گرم کپڑے عطا کئے۔

مسلمان مستورات بچے اور دہقان محاربہ میں ہلاک ہوئے۔ بلگیریا اور روملیا میں مسلمان باشندوں کو وحشیانہ ظلم و ستم کیا۔ حقہ تہ تیغ و ہجرت کیا گیا۔ اور آخر بقیۃ السیف کو دو نو صوبوں سے باہر دھکیل دیا گیا۔ دشمن روسیا سے ہی ہلاک اور سلطان کو زخم آسیب نہ پہونچا بلکہ کئی معتبر اور مستند مشیر بھی مار آستین ثابت ہوئے۔ جنگی وغا بازی۔ غداری اور نااہلیت نے عثمانیہ سپاہ کی شجاعت کو اکارت اور سلطنت کو تباہ کرنے میں بہت کچھ حصہ لیا۔ اور اس کی جلا التمآب کو ذکی الحسن اور باحمیت دلیر بڑا گہرا اثر ہو گیا۔ خود انکا بہنوئی محمود داماد غداری عظیم کا مجرم ثابت ہوا۔ اور سلیمان اور کئی دیگر سربرآوردہ پاشاؤں کی نسبت سخت شکوک پیدا ہو گئے۔ الغرض ٹرکی عملاً بالکل تباہ ہو گئی۔ اور مسلمان آبادی کو ایسی ایسی تکلیفیں اور سختیاں جھیلنی پڑیں۔ کہ ان کا شمہ سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ رنگ دیکھکر سلطان نے مجبوراً سلطنت کے انتظام کی باگ براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور دوسروں کے تصرف کو کم کر دیا۔ ایسا کرنیکے لئے گو انہیں بہت کچھ معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اس کارروائی سے سلطنت عثمانیہ کی قابل و لائق حکمران جماعت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب کل کام ایک ہی شخص کرے۔ اور دوسروں کو اپنے دماغ و قابلیت سے کام لینے کا موقعہ نہ ملے۔ تو عدم استعمال سے دماغ کمزور ہوتے جاتا ہے اور قابلیت کو زنگ لگ جاتا طبعی امر ہے جسکے ساتھ ہی آخر رفتہ رفتہ ان ماتحت عہدہ داروں اور غیر ہم میں خود اعتمادی اور اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی صفت نہیں رہ جاتی

ترکی سلطنت کی ترکیب } سلطنت عثمانیہ بلا مبالغہ مختلف قوموں مذاہب اور اغراض کی ایک کامل معجون مرکب ہے۔ ایسے اجتماع اضدادات پر جبر سے بھی کبھی باامن و امان حکومت نہ کر سکے۔ انگلستان جیسا منتظم کمال شائستہ اور اصول جہانداری اور معاملات ملکداری میں ایسا تجربہ کار و کہن سال نرا نشٹ ہے۔ لیکن ابتک ایک صوبہ آئرلینڈ کو قابو نہیں کر سکا۔ ٹرکی کو ویسے بارہ آئرلینڈوں سے سابقہ پڑا ہوا ہے۔ وہاں یونانی۔ بلغاری۔ والیشی اور ارمن آباد ہیں (اسمیں پھر کئی خود تین قسم میں منقسم ہیں) یہ ترکوں سے جو اونمیں نظام و امن قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ایسے متنفر اور ان کے دشمن نہیں جیسے کہ خود ایکدوسرے سے۔

لڑائی کو ابھی شروع ہوئے چند ہفتے نہیں ہوئے کہ مقسلی کو والیشی باشندے عرضیاں کر رہے ہیں کہ انہیں پھر یونانیوں کا تابع نہ بنایا جائے۔ ادھر بلغاریوں اور یونانیوں کا یہ حال ہے کہ ایکدوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ کل ترکوں کو مقدونیہ سے ہٹادو۔ اور ایک ہفتہ میں یونانی و والیشی اور بلغار آپس میں کٹ کٹ کر فنا و معدوم ہو جائیں۔ ان متذکرہ صدر اقوام کے علاوہ کرد۔ زیبق۔ ارنوط۔ وروز۔ شامی مختلف اقسام و اجناس کے لازی۔ یہودی۔ حبشی۔ عرب اور چرکس بھی ہیں۔ ان قوموں اور کئی دوسروں کے علاوہ قسطنطنیہ اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں ساحلی علاقوں اور جزائر کے دوغلے عیسائی اور یورپین بھی بافراط موجود ہیں۔ ایسے مختلف عنصروں کے مجموعہ پر معقول طرز حکومت سے فرمانروائی کرنیکا خیال محض ناممکن العمل اور کمال مضحکہ خیز ہے۔ روس اپنے ہم مذہب و ہمقوم رعیت اور غیر مذہب اقوام کو ایسے طریقوں سے قابو میں رکھے ہوئے ہے۔ جو ترکوں کے طریق حکومت سے بدرجہا زیادہ جابرانہ بلکہ وحشیانہ و ظالمانہ ہیں۔

ارمنوں کے قتل کے اسباب } جیسا کہ اہتمام لگائی دانے اکثر لکھتے رہے ہیں۔ ارمنوں کے قتل عام سوچی سمجھی ہوئے تجاویز کا نتیجہ نہ تھے سوہ عرصہ دراز کی باہمی کشیدگی اور ایک تین سالہ سازش کا نتیجہ

تھے۔ وہ ان پانچ اسباب کا نتیجہ تھے۔ اول سبب ارمنی مفسدانہ سازش تھی۔ جو روس علاقہ میں قائم ہوئی۔ اور اسکے تنخواہ دار گماشتوں نے اوسے بھڑکایا۔ اس سازش کی قرارداد کے مطابق ترکوں کو مشتعل اور جواب ترکی پر آمادہ کرنیکے لئے مفسدوں نے مسلمانوں پر بیشمار مظالم توڑے گئے۔ سازش مذکورہ اور ارمنی سازشیوں بالخصوص ہنچاکسٹوں کی کچھ حالات پہلے مذکور ہوچکے ہیں (دوم) سبب ارمنوں کا وہ بلوہ تھا۔ جو بتاریخ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء قسطنطنیہ میں ہوا۔ اور اسمیں ایک ترک پولیس افسر اور بیس کنسٹبل ہلاک کئے گئے۔ اس مفسدی کی جرأت ارمنوں کو انگریزی تحریک اور ہمدردی سے ہوئی تھی۔ اور اسکا اثر برق کی سرعت سے کل قلمرو عثمانیہ پر پھیل گیا تھا۔ (سوم) سبب انگلستان میں مصنوعی مظالم فروشی کا بازار گرم ہونا اور ساسون کے مفسدہ کے متعلق جھوٹ و غلط داستانوں کی بنا پر سلطان۔ ترکوں اور مذہب اسلام کو اندھا دھند بے نقط خبریں سنائی جاتا تھا۔ انگلستان کی اس نامعقول بیجا ہمدردی اور پرجوشی کی حالات ٹرکی میں سب کو معلوم ہوتی رہتی تھی۔ اونسے مسلمانوں کی فیلنگز اور احساسات کو سخت صدمہ پہونچا۔ وہ بہت کبیدہ خاطر ہو گئے۔ اور انگلستان کا اقتدار و رسوخ بالکل زائل ہو گیا (چہارم) سبب سرفلپ کری کا احمقانہ مسودہ اصلاحات تھا۔ جو نام نہاد اصلاحیں قطعاً ناممکن العمل تھیں۔ اور انکا مدعا اسکے سوا اور کچھ نہ تھا۔ کہ ایشیائی کوچک کے باحمیت و غالب عنصر اسلامی آبادی کو عیسائی مستظلین کے ماتحت کر دیا جائے۔ (پانچواں) باعث لارڈ روزبری[1] کی وزارت کی غلطی تھی۔ جسنے سرفلپ کری کی نصیحت پر ٹرکی کو دبانے کیلئے روس اور فرانس کیساتھ متفق و متحد ہونیکی کوشش کی۔ انگلستان کے قدیم الایام اور کبھی دوست نہ ہونیوالے رقیبوں اور ٹرکی کے جانی دشمن سے اتحاد کرنیکی اس بیوقوفانہ کوشش سے طبعی طور ٹرکی کے مسلمانوں کے دلوں میں سخت بدظنی اور اندیشہ پیدا ہو گیا۔ دارالامرا اور پارلیمینٹ میں اگست اور نومبر ۱۸۹۵ء میں لارڈ سالسبری* نے جو تقریریں کیں وہ سونے پر سہاگے کا کام دے گئیں۔ اور مسلمانوں کی بدظنی میں اور اضافہ ہو گیا۔ کہ لبرلوں کو تو خیر مدت سے تعصب نے اندھا کر رکھا ہی کنسرویٹو فریق کا بڑا اور انکا سرگروہ لبرلوں سے بھی دو چار قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ ان کل اسباب مجموعے نے مسلمانوں کی مذہبی سپرٹ و پرجوشی اور قومی حمیت و غیرت کو بہت برافروختہ کر دیا اور اسکا نتیجہ اکتوبر و نومبر و دسمبر ۱۸۹۵ء کی وہ خوفناک قتل عام ہوئی۔ جنکا ہم سبکو افسوس ہے۔ سرفلپ کری اون مقتولین کا اندازہ ۲۵ ہزار کے قریب کرتا ہے۔ جو غالباً نادرست نہیں۔ اور اگر زیادہ نہیں تو سرفلپ کری

---

[1] لارڈ روزبری نے مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں جو تعصب اور دلی عناد ٹرکی کی نسبت ظاہر کیا تھا۔ وہ اکثر ناظرین سے مخفی نہ ہوگا۔ اسکے مفصل حالات ابست سالہ عہد حکومت اور معروضہ مظالم آرمینیا میں درج ہیں۔ اس بارہ میں وہ لارڈ سالسبری سے بڑھ چڑھا ہوا۔ اور گلیڈسٹون کا بلا مبالغہ بھوت پولیٹیکل فرزند ہے۔ مگر واہ رے عبدالحمید۔ خداوند کریم نے تجھے کیا عالی ظرف کاظم الغیظ عافی عن الناس اور بے نظیر بلند حوصلہ اور بامروت بنایا ہے۔ کہ باران رحمت الٰہی کیطرح دوست و دشمن سب پر تیرا کرم یکساں برستا ہے۔ اور جانی دشمن بھی تیرے فیض و کرم سے خالی نہیں رہتا۔ یہی لارڈ روزبری صاحب مارچ ۱۸۹۹ء کی ہمرہی میں بطور سیاح خاص اپنے جہاز پر قسطنطنیہ وارد ہوئے۔ تو جلالتمآب نے اوسکی کل سابقہ کارروائیوں اور تقریروں کو بالکل فراموش کر کے خاص شاہی گاڑی اسکے لئے اپنے ایک اعلیٰ صاحب کے ہمراہ کنارہ سمندر پر بھیجدی جسپر سوار ہو کر لارڈ صاحب انگریزی سفارتخانہ کو گئے۔ گاڑی ہی نہیں۔ انکے نے سلطانی دوستی کو چند سوار بھی بھیجدئے گئے۔ الحق ایسے صاحب مروت و احسان اور صاف باطن و صاف دل اور عالی ظرف انسان شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں۔

* یہ تقریریں بھی ابستہ سالہ میں درج ہیں۔

ایسے شخص سے یہ بھی توقع کبھی امید نہیں ہو سکتی۔ کہ اُسنے حقیقی تعداد سے کم بتائی ہوگی۔ ترکی گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ایشیائے کوچک میں پانچ سو کیا دس ہزار سے زیادہ ارمنی ہلاک نہیں ہوئے۔ بہرحال اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ اکثر مقامات میں محض نیکدل ترکی گورنروں کی برمحل مداخلت اور شجاعت سے قتل و تاراج بالکل نہ ہو سکا۔ ہمارے منصف مزاج مظالم فروش اس قابل تعریف کارروائی کا کبھی بھولے سے نام نہیں لیتے۔ حق الامر یہ ہے۔ کہ جب ایک دفعہ ایشیائے کوچک کے کوہستانی و نیم آباد علاقوں میں قتل و نہب کے جذبات بے قابو ہو گئے۔ تو وہاں کے شہروں اور مضافاتی علاقوں کے ارمنوں کی قسمت بہت کچھ مقامی گورنر کی قابلیت اور ذاتی خاصیت پر منحصر رہ گئی۔ اگر کسی شہر یا ضلع کا گورنر شجاع اور نیکدل ہوتا۔ تو اوسنے ارمنی آبادی کو بچا لیا۔ اور مفسدہ کا بر وقت انسداد کر دیا۔ اور اگر وہ کمزور مزاج یا بُرا شخص تھا۔ تو غضب آلود مسلمانوں کو غصہ نکالنے کا پورا موقعہ لگ گیا۔ یہ مسلم امر ہے۔ کہ اکثر مقامات[عل] پر حکام نے کوئی فساد نہ ہونے دیا۔ بلوائیوں کا طریق عمل عموماً یہ ہوتا تھا۔ شوخ پشت کردوں، سلاریوں یا چرکسوں کا کوئی گروہ اچانک کسی شہر یا موضع پر آ پڑتا۔ مقامی مسلم آبادی کا کمینہ اور شریر حصہ اوسنے مل جاتا۔ ہنگامہ برپا ہو جاتا اور وہ لوگ نہب و قتل کی کارروائی شروع کر دیتے اور مقام بلوہ کے اعلیٰ ملکی حاکم کو جو اوسکی حسب حیثیت میر یا قائمقام یا متصرف ہوتا۔ اپنے معدودے چند فوجی سپاہیوں اور ان سے بھی قلیل التعداد اہلکاران پولیس سمیت کثیر التعداد اور پرغضب بلوائیوں سے سابقہ پڑ جاتا۔ اگر وہ بہادر دل اور رحمدل ہوتا۔ تو کل خطرات پر غالب آ جاتا۔ اور اگر بزدل یا ظالم ہوتا۔ تو بلوہ کو فرو نہ کر سکتا۔ اکثر جگہہ ترکی حکام بلوہ کی انسداد پر قادر تھے۔ اور انہوں نے اوسکا انسداد کیا۔ جسکے صلہ میں سلطان المعظم نے اونکو انعام و اکرام عطا فرمائے۔ خالص اور اصلی ترکوں یعنی ٹھیٹھ عثمانیوں کا ان مظالم میں بہت ہی شاذ و نادر دخل پایا گیا۔ اور ترکی نظام سپاہیوں کا تو ان سے بھی بدرجہا کم واسطہ ثابت ہوا۔

مظالم کا انسداد نہ کرنیوالوں کو سزا کیوں نہ ملی؟

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جو حکام اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر رہے۔ اور اونہوں نے بلوہ و فساد اور قتل و نہب ہونے دیا۔ ان کو اس غفلت یا بزدلی کی سزا کیوں نہ دیگئی؟ اسکی وجہ صرف اون نہایت ہی خاص اور صعب و دشوار حالات و معاملات پر غور کرنے سے ہی جو سلطنت عثمانیہ سے متعلق ہیں سمجھ میں آسکتی ہے جسطرح کہ ہندوستان بلکہ آئرلینڈ میں بھی ہماری حکومت صرف انگریزی قوم کی فوقیت و غلبہ پر مبنی ہے۔ بعینہ اوسیطرح سلطنت عثمانیہ اسلامی فوقیت اور غلبہ پر مبنی ہے۔ سلطان کی طاقت صرف اوسکی مسلمان رعایا کی وفاداری اور طاقت و جبروت پر منحصر ہے۔ دنیا میں کوئی گورنمنٹ نہیں۔ جو اپنی سلطنت کی غالب ترین قوم اور غالب ترین مذہب کی پُرزور سائی اور میلان و تعصبات کے عین برعکس کاربند ہونے کی جرأت کر سکے۔ ایسا کرنا سخت مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مہذب ترین ممالک میں یہی کیفیت ہے۔ (بلجیم کی افریقین ریاست کانگو فری سٹیٹ کے بلجینی عہدہ دار) میجر لوتھیر کا قصہ ابھی پرانا نہیں ہوا۔ اسنے (انگریز سوداگر) مسٹر سٹوکس کو بلاقصور نہایت سنگدلی اور سفاکی سے پھانسی دلوا کر قتل کرا دیا۔ مگر بلجیم کے ہائی کورٹ نے اوسے صاف بری کر دیا۔ اور اوسے کوئی سزا کسی قسم کی نہ ملی۔ امریکن مجاہدین کو کیوبا کے ہسپانوی حکام نے عین ایسی حالت میں جبکہ وہ باغیوں کی مدد کیلئے کیوبا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہے تھے گرفتار کر کے سزا دہی اور تجویز کے لئے امریکن گورنمنٹ کے سپرد کیا۔

عل اسکی تصدیق کے لئے دیکھو کتاب ترکوں کی موجودہ ترقیات ۱۲

مگر امریکن عدالتوں نے ابھی کل کی بات ہے کہ اونکو بری کر دیا - صوبجات متحدہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں سفید اندام لوگوں کی ایک بدنام سازشی انجمن کے افراد نے جو انجمن "کوکلکس خاں" کے نام سے موسوم تھی حبشیوں کو ناگفتہ بہ اذیتیں عقوبتیں پہونچائیں - اور اکثر کو بہت ہی بری طرح سے قتل و ہلاک کیا - مگر کسی قاتل یا عقوبت دہندہ کو سزا نہ ملی - یہہ کل واقعات جو غالب اقوام کے تعصب راسخہ کا نتیجہ تھے - مہذب اقوام میں ایکدوسرے کے بالمقابل گذرے - جب مہذب قوموں کی یہہ کیفیت ہے - تو وہ قومیں جو نیم مہذب کہلاتی ہیں - جو کچھ گذرے بہت تھوڑا ہے -

سلطان اور ترکی گورنمنٹ کی طاقت ہی نہیں - بلکہ خود اونکا وجود مسلمان آبادی کی تائید و امداد پر منحصر ہے - ایشیائے کوچک کے مسلمانوں سے جو وہاں کے عیسائیوں سے تعداد میں کئی حصہ زیادہ ہیں - ایسی توقع رکھنا انسانی فطرت کے بھی برخلاف ہے - کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائینگے - مسلمان ارمنوں کی سازش اور اونکی سیہ کاریوں - سرفلپ کری کے مشورہ اصلاحات - اہالی انگلستان کے مذہبی جہاد قلمی و سیاسی - اور اتحاد روسیہ - فرانس و انگلستان سے بہت بگڑ رہے تھے اور بھرے بیٹھے تھے - ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ارمنوں کے قسطنطنیہ میں فساد کر دینے سے مواد پھوٹ نکلا - اور بارود میں چنگاری پڑ گئی - یہہ درست ہے - کہ ان باتوں کو ان مظالم کے متعلق جو جوابًا ارمنوں پر کئے گئے - بطور معقول وجوہات معذوری و بریت پیش نہیں کیا جا سکتا - تاہم اون سے اون جفاکاریوں کا باعث جو ایشیائے کوچک میں سرزد ہوئیں بخوبی معلوم ہو سکتا ہے -

یلدز سرای یلدز سرا[1] معمولی حجم و وسعت کا محل ہے - اور باہر سے چنداں پرفریب اور عالیشان بھی نہیں دکھائی دیتا - مگر وہاں کی صحت بخش آب ہوا - موقع کی موزونیت اور اسکے فرحت افزا باغات اور مرغزاروں کی حسن ملاحت اور وسعت سے بیرونی شان و شوکت کی کمی کی پوری پوری تلافی ہو رہی ہے - یہہ باغ اور رمنے باسفرس کے کنارہ تک ڈھال کھاتے چلے گئے ہیں - یلدز محل جن پہاڑیوں پر واقع ہے - انکے دامن میں وہ خوبصورت مرمریں محل[2] ہے - جہاں سابق سلطان مراد سلطان حال کا بھائی رہتا ہے - اگر اوسکا دماغ سخت کمزور نہ ہو گیا ہوتا - تو اسوقت ترکی کا فرمانروا وہی ہوتا - اوسکے علاوہ سلطان کے دو اور بھائی زندہ ہیں - رشید اور ایک اوس سے چھوٹا دونو کی صحت بہت عمدہ[3] ہے - یلدز محل کے قریب جدید ہسپتال کی عمارتیں ہیں - اسکو ابھی حال میں سلطان المعظم نے اپنے مجروح سپاہیوں کیلئے تعمیر کرایا ہے - ترک گو عمومًا اپنی طبعی جفاکشی اور عمدہ صحت اور شہ زور طبیعت کیوجہ سے یوں بھی جلد صحتیاب ہو جاتے ہیں - مگر اس ہسپتال میں تو اونہیں ایسی جلد شفا ہو جاتی ہے - کہ ڈاکٹر بھی دنگ رہ جاتے ہیں - ترک شراب بالکحل کو کبھی استعمال نہیں کرتے - اور نہایت سادہ خوراک پر بسر کرتے ہیں - یہی وجہ ہے - کہ وہ بالعموم ایسے زخموں اور جراحتوں سے جو اکثر یورپین لوگوں کے حق میں مہلک ثابت ہوتے ہیں - بآسانی صحتیاب ہو جاتے ہیں -

ہم یلدز کے پھاٹک پر پہونچے ہی تھے - کہ خدام ہمکو خاص سلطانی کوشک میں لیگئے - پھاٹک کے متصل چیمبرلینوں کے کمرے ہیں - ہم کو انہیں سے کسی ایک میں جیسا کہ عمومًا ہوتا ہے انتظار کرنا پڑا - سفرا تک کو وہاں کچھ دیر انتظار کرنا پڑتا ہے - متمنیان دیدار سلطانی کو ہمیشہ

ایک ... [illegible] ... ہیں پہونچا یا جاتا ...

[1] یلدز ترکی میں ستارہ کو کہتے ہیں ۔ [2] لیعنے محل چراغاں ۔ [3] مراد کے علاوہ دو بھائی زندہ ہیں ۔ سب کے شہزادہ ... پھر سلطان الاعظم اوسکے ...

خدام سادہ لباس میں خاموش و تیار کھڑے رہتے ہیں۔ اونکے پاؤں میں ایسی جوتیاں ہوتی ہیں جنسے چلتے وقت کوئی آواز نہیں نکلتی۔

منیر پاشا منیر پاشا ایک ایسے افسر ہیں۔ جنکا وجود دربار ہمایوں کے لئے لازمی اور لابدی ہے۔ وہ گرینڈ ماسٹر آف سیرمونیز (رئیس التشریفات) اعلیٰ معرف اور جلالتمآب کے ترجمان ہیں۔ بالفاظ دیگر سلطانی دربار میں اونکی وہی منزلت ہے۔ جو ملکہ معظمہ کے دربار میں لارڈ چیمبرلین کی ہوتی ہے۔ مگر آخر الذکر سے اونکا اقتدار اور رسوخ بدرجہا زیادہ ہے۔ دوسرے چیمبرلین اور دیگر اعلے عہدہ دار ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ کوئی آیا کوئی گیا۔ یہی سلسلہ قائم رہتا ہے۔ مگر منیر پاشا کبھی دربار سے جدا نہیں ہوئے۔ اور اسمیں کوئی کلام نہیں۔ کہ وہ اس استقامت و استقلال کے پورے پورے مستحق بھی ہیں۔ اونکو مجسم خوش اخلاقی اور حزم و احتیاط کہنا بالکل درست ہے۔ انکے اطوار نہایت دلفریب اور گفتار و کردار کمال دلآویز ہیں۔ ویسے کامل درباری بہت کم پائے جاتے ہیں۔ وہ ہم سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ خدام قہوہ اور سگریٹ لائے۔ اور منیر ہمارے مشاہدوں اور کارناموں کے حالات بڑی دلچسپی اور غور سے سنتے رہے۔ اوسوقت مجھے پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ نہایت ہی ہونہار اور قابل نوجوان افسر نجیب بک جسکے ساتھ میدان جنگ میں میری اکثر ملاقات ہوتی رہی تھی منیر پاشا کا بھتیجا ہے۔[1]

سلطان المعظم کا اصول پروفیسر ڈبلیو ایم رمزے (W. M. Ramsay) اپنی کتاب "سیاحت ٹرکی" سے میرے دلپر کیا باتیں نقش ہوئیں"۔ میں سلطان کو انیسویں صدی کا متھریڈیٹس[2] قرار دیکر لکھتا ہے کہ ٹرکی پر مغربی اقتدار و غلبہ کی یورش نے مسلمانوں میں حیات تازہ پھونکدی ہے اور اونکو بیدار کر دیا ہے سو وہ گرد بگیں ہیں۔ اس بیداری و حیات تازہ کا انتظام وہ بے نظیر انسان جو اسوقت ٹرکی کا فرمانروا ہے۔ اپنی خاص رائے سے نہایت احتیاط اور غور کیساتھ کر رہا ہے۔ صرف یہی اکیلا ایسا شخص تھا۔ جو سلطنت کو پھر مضبوط کرسکنے سے مایوس نہ ہوا تھا۔ اوسنے یاس و قنوط کو دھتکار کر حیرت انگیز تحمل و جفاکشی اور تعجب خیز مدبرانہ قابلیت و سلیقہ سے گویا خود تقدیر کو پلٹ دینے کا کام شروع کر دیا۔ وہ گذشتہ بیس برسوں میں اپنے شکستہ اور تقریباً ناقابل سفر جہاز کو سیل حوادث اور خوفناک طوفانوں اور بلاخیز منجدہاروں سے صحیح سلامت ہی نہیں بچا لیتا رہا۔ بلکہ اپنی اخلاقی جرات و طاقت کی طفیل جو عزم بالجزم اور نیز مذہبی سرگرمی اور جوش صادقانہ اور نور ایمان سے خود غرض یا چوک جانے والے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس جہاز کو کنارہ عافیت کے بھی بہت کچھ قریب پہونچا لیگیا ہے"۔

سلطان المعظم کو تخت پر بیٹھے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ اونکی رائے یہ ہو گئی کہ ٹرکی کی سلامتی اور بادشاہ کا اقتدار طاقت و

---

[1] منیر پاشا اور انکے برادر زادہ نجیب بک اور اونکے خاندان کے مفصل حالات کتاب "قسطنطنیہ میں لیڈی سکیس ملک کی زبانی درج ہیں۔

[2] متھریڈیٹس علم ایشیا کوچک کی علاقہ پونٹس (صوبجات سیواس طرابزون کا پرانا نام) کا جلیل القدر بادشاہ گذرا ہے جسنے رومن لشکروں کو کئی مرتبہ فاش زکیں دیں اور اونکو اپنے ملک سے بالکل خارج کر دیا۔ مگر آخر رومن جنرل سے شکست یاب ہو جانے پر بسبب گرفتاری کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہ گیا۔ تو خودکشی کرلی۔ وہ کئی زبانیں جانتا تھا اور علوم و فنون اور صنعت و حرفت کا بڑا معاون و مربی اور وہ واقعی نہایت قابل شخص تھا۔ رومنوں کو ویسے بہادر سپہ سالار سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا ۱۳۵ء قبل مسیح میں پیدا ہوا ۱۲۳ء قبل مسیح میں ۱۲ برس کی عمر میں باپ کے بعد تخت نشین اور ۶۳ء قبل مسیح میں فوت ہوا

حسن سادہ بلند پرواز پاشاؤں کی ایک جماعت کی سازشوں اور کارستانیوں کی مرہون منت ہے۔ انکو اپنے پاشاؤں سے بدظنی پیدا ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے سلطنت کو ورطۂ تباہی و بربادی سے نکالکر جسمیں ملک روسی حملہ نے اوسے مبتلا کر دیا تھا۔ پھر بر سر اوج پہونچانے کے لئے کل اختیار و طاقت کو اپنے ہاتھ میں لے لینے۔ اپنا مرضی کا وزیر مقرر کرنے اور خود اپنے مشیر کی ساطت ملک کی اصلاح و ترقی کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ ان کو اپنی ذات پر کامل اعتبار تھا کہ یہہ کبھی اپنے آبا و اجداد کے تاج و تخت اور عارے سلطنت اور مذہبیات کو نہ ہونے دیگی اور نہ کبھی غداری کی مرتکب ہو سکیگی۔ مزید براں بیرونی وباؤ نے بھی نو عمر سلطان کو کشتہ میں کامل مطلق العنانی اختیار کرنے پر مائل کر دیا۔ مدحت کا ہونہار پارلیمنٹ روسی سفیر کے مطالبہ پر ہی توڑا گیا تھا۔ کیونکہ روس کا مطلق العنان ادھر ٹرکی میں آئینی حکومت کا ہونا کبھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ ممکن ہے کہ سلطان المعظم کو ان پاشاؤں کے مقاصد سمجھنے میں جنہوں نے انکے ایک متقدم کو معزول اور دوسرے کو قتل کیا تھا۔ غلطی ہو گئی ہو۔ اور یہ ممکن ہے۔ کہ جو روش و مسلک انہوں نے اختیار کر لئے۔ وہ مغربی خیالات یا مغربی اخلاق و تمدن کے حسب حال نہوں لیکن اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے اہم و اصلی مدعا میں پوری پوری کامیاب ہو گئے ہیں۔ ٹرکی کشتہ میں تو وہ خاکستر ہو گئی تھی۔ اس تنور سے وہ سوسیقار کیطرح پھر صحیح سالم برآمد ہو گئی ہے۔ وہ اسوقت ایسی مضبوط ہے۔ کہ گذشتہ پچاس برسوں میں پہلے کبھی ایسی مضبوط نہ تھی۔ مزید براں دنیا کے تمام مسلمان سلطان اور ٹرکی کے دلدادہ اور شیدائی ہو گئے ہیں۔

ترکوں نے اپنے فوجی نظام اور جنگی ناموس کو پھر بحال کر لیا ہے۔ وہ اپنے حاسد اور دائی غاصب ہمسایوں کو کئی حملے مسترد کر چکے ہیں۔ اور اپنے منیل تن قدیمی دشمن شمال کے متعدد جہاں تمام کی خطرناک اور نہایت ہی زبردست اور مکمل سازشوں کے اثروں کو حیرت انگیز قابلیت و مہارت سے زائل کر رہے ہیں۔ اسوقت اسے یہہ عروج حاصل ہے۔ کہ تمام بڑی بڑی قومیں ٹرکی کے اتحاد کی متمنی ہیں۔ اور یورپ و ایشیا میں طاقت کی باہمی موازنہ کو قایم رکھنا اوسی کے ہاتھ میں ہے۔ جسطرف وہ جھک گئی۔ وہی فریق دوسرے فریق سے بھاری ہو جائیگا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سلطان نے ابتک اپنے ملک کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ یہ اسی بے نظیر کامیابی کی وجہ سے ہے۔ کہ اندرونی و بیرونی جملہ سازشوں اور مخالفتوں کے علی الرغم عثمانیہ سلطنت کی آبادی کا حصہ کثیر اوسکے ذرہ سے اشارہ پر جانیں قربان کرنے کو تیار کھڑا ہے۔ اور بچہ بچہ اوسکا نام ادب و محبت سے لیتا ہے۔

اہلکاران دربار سلطان المعظم کے حوالی موالی کی نسبت عام خیال یہہ پھیل رہا ہے۔ کہ وہ ایسے بدمعاشوں اور شریروں کا ایک مجمع ہے۔ جو جبر و ستم یا خیانت و بدمعاشی کی کوئی مقدار نہیں۔ جسکو وہ مرتکب نہ ہو سکتے ہوں۔ لیکن کوئی خیال اس سے بڑھکر راستی و صداقت سے بعید نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ دیگر اکثر درباروں کیطرح یلدز کی حدود میں بھی کچھ بدطینت اور بد افعال اشخاص موجود ہوں۔ لیکن جو لوگ سلطان کے خاص درباری ہیں۔ اور اونکی ذات شوکت سمات کے قرب میں رہتے ہیں۔ اونمیں اکثر نہایت ہی معتبر۔ قابل۔ متدین۔ صاحب عزت و وجاہت۔ رحمدل۔ خوش اخلاق۔ اور کمال شریف و عقلمند جنٹلمین ہیں۔ جلالت مآب کے مترجم اور گرینڈ چیمبرلین منیر پاشا کے اوصاف حسنہ سے کون ناواقف ہے۔ پاشا موصوف کامل شریف۔ خالص وفادار و جان نثار اور بیحد نیک مزاج عہدہ دار ہے۔ اور ہر شخص پسند کرتا اور اسپر اعتبار و بھروسہ رکھتا ہے۔

[illegible] افسوس ہے کہ کتاب [illegible] انطباع میں تھی کہ اچانک اس کمال معتبر [illegible] زوال۔ [illegible] وفادار و جان نثار [illegible] سلطان کی وفات

سلطان المعظم کا اعلے پرایویٹ سکرٹری تحسین بک سلمہ (باش کاتب) بھی نہایت ہر دلعزیز ہے۔ اور کروڑوں اوسکی عزت کرتے ہیں۔ عارف بک جو اسوقت سلطان المعظم کا منظور نظر چیمبرلین ہے۔ ایسا جنٹلمین ہے۔ کہ وہ خواہ کسی دربار میں ہوتا ہمیں اوسکی قدر و منزلت ہوتی۔ وہ کشادہ دل۔ صاف باطن۔ راست باز۔ ہوشیار۔ ملنسار۔ اور خوش اطوار ہے۔ اور ایسا معتمد اور عالی ظرف ہے۔ کہ اوس سے سلطانی راز جو لازمی طور پر اوسکو بحیثیت منصب معلوم ہوتے ہیں کبھی افشا نہیں ہو سکتے۔

لـہ امیر المومنین کے اول سکرٹری تحسین بک دبلے پتلے آدمی ہیں۔ قد ساڑھے پانچ فیٹ کے قریب ہے۔ اور نہایت خوش اخلاق خندہ پیشانی اور ملنسار ہیں اور کل یورپین امور کے متفق الرائے ہیں کہ تحسین بک نہایت ہی دیانتدار صاف گو اور سچے آقا کے وفادار اور جان نثار خادم ہیں۔ ضعیف الجثہ ہونیکے باوجود وہ ہر روز بارہ سے لیکر سولہ گھنٹہ تک کام کرتے ہیں۔ اور آدھی رات سے پہلے شاید ہی کبھی فارغ ہوتے ہیں۔ تمام ضروری اور اہم کاغذات سلطان المعظم کے روبرو پیش ہونے سے پہلے ان کے ہاتھوں میں سے گذرتے ہیں۔ اور داخل دفتر کرنے سے پہلے وہ ان سب پر حضور ممدوح کا حکم حاصل کر لیتے ہیں۔ اول سکرٹری ہونے سے پیشتر وہ مختلف محکموں میں کام کرتے رہے۔ اور آخر محکمۂ بحری کی پانچ برس نائب رہنے کے بعد اس عہدۂ جلیلہ پر مامور ہوئے۔ وہ دیگر ترکوں کی طرح ایچ پیچ ڈالکر حرف مطلب تک نہیں پہنچتے۔ بلکہ جو مدعا ہو۔ اوسے لمبی چوڑی تمہید کے بغیر صاف صاف کہدیتے ہیں۔

خبریں بہم پہونچانیکی ایک ایجنسی کی انگریزی نامہ نگار سے ماہ اکتوبر ۱۸۹۵ء اونہوں نے جو گفتگو کی تھی۔ اوسمیں فقط اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کی خواہش اتحاد انگلستان کا ہی ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ کئی عام غلط افواہوں کی بھی تردید کی تھی۔ نقرسیدکور کا یہہ حصہ اخبار رکیل مورخہ مورخہ یکم نومبر ۱۸۹۵ء نے معہ اڈیٹوریل ریمارک حسب ذیل الفاظ میں شائع کیا تھا۔

خدا کرے ایسا ہو۔ لارڈ سالسبری یا مجلس وزارت انگلشیہ خواہ تسلیم کرے یا نہ کرے زمانہ کے حالات کے جاننے والوں سے یہہ پوشیدہ نہیں رہا کہ انگلستان کی موجودہ مشکلات کے زیادہ حصہ کا باعث ٹرکی کے تعلقات کے متعلق اوس حکمت عملی کا بدل دینا ہے۔ جو جنگ کریمیا کے وقت اور اس سے چند برس پہلے انگلستان نے اختیار کی ہوئی تھی۔ جب سے گورنمنٹ انگلشیہ نے ٹرکی کی دوستی اور اتحاد سے بتدریج کنارہ کشی شروع کی اوسی وقت سے نئی نئی مشکلات کا حدوث شروع ہو گیا۔ کیونکہ تغیر پالیسی کے ساتھ ساتھ ہی انگریزی مدبروں کو ٹرکی کے برخلاف بھی نئی نئی تجویزیں اختیار کرنا لازمی ہو گیا۔ جس سے نہ فقط مخالفین انگلستان کے زمرہ میں ایک اور سلطنت کا اضافہ ہو گیا۔ بلکہ ڈپلومیٹک چالوں اور پولیٹیکل الجھنوں کا دایرہ بھی اسقدر وسیع ہوتا گیا۔ کہ آخر اوسکو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ پے در پے اور یکبارگی پیچیدار معاملات دوسروں کی وجہ سے یا خود اپنی ہی تدبیروں کی باعث پیدا ہونے لگ گئی۔ اور انکی اسقدر بہرمار ہو گئی۔ کہ سب کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔ اور پولیٹیکل غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہونی شروع ہو گئیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اس نئی پالیسی کے حامی اور بانی و مبانی مدبرین انگلستان کی ڈپلومیسی اور تدابیر ایسی زبردست تھیں۔ کہ اگر سلطنت عثمانیہ کے جہاز کا ناخدا عبد الحمید ایسا ماہر شناور نہ ہوتا۔ تو اوسکے تہ تک غرق ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اوسنے اپنے صائب ماشے اور سیاست کاملہ سے اس نئی مخالفت کے مدافعت کیلئے خود دشمنوں کے لشکر (دول یورپ) میں پھوٹ ڈلوانے کی کوشش کرکے چند ایک کو اپنے ساتھ ملانے کی تدبیر کی۔ اور اوس میں اوسے (بالخصوص جرمنی کے طرفدار ہو جانے سے) نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن جیسا کہ ہم کئی دفعہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) … سلطان … سلطان محمود ثانی … [illegible]

امین بک ایک اور چمبرلین بھی جو انگریزوں کا بہت دوست ہی۔ قابل اور لائق عزت عہدہ دار ہی حتی کہ عام بدنام عزت بک میں جسکی نسبت کئی بری رائیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اور جو غالباً اونمیں سی چند ایک کا مستحق بھی ہی۔ نہایت محنتی اور جزئیات پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) مفصل بحث کرکے بخوبی ثابت کر چکے ہیں۔ ٹرکی کے سچے ہی خواہ (جنمیں بڑا حصہ دولت انگلشیہ کا بھی ویسا ہی خیر خواہ اور بہی طلب ہی) گورنمنٹ عثمانیہ کی اس ڈپلومیٹک کامیابی یا انگلشیہ پالیسی کی ناکامیابی پر کبھی خوش نہیں ہوسکتے۔ بلحاظ مواقع مقبوضات۔ قومیت و مذہب رعایا اور اغراض و مصالح کی قدرت نے ان دونوں سلطنتوں کو ایک دوسرے کا دوست صمیم بنا رہنے کے لیے موضوع کیا ہے۔ اور انکی باہمی مخالفت یا رنجیدگی ایک دوسرے کے لئے اوس سے بدرجہا زیادہ مضر ہے جسقدر کہ باقی کل دنیا کا انمیں سے کسی ایک کا دشمن ہونا نقصان رساں ہوسکتا ہی۔ دوراندیش مدبروں اور مآل اندیش منصرمان مہام سلطنت عرصہ مدید سے بھی رائے ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ سنہ ۱۸۲۷ء میں یونانیوں کو آزادی دلانیکے لئے انگلستان نے بھی روس اور فرانس کے ساتھ موافقت کر لی تھی۔ اور ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۲۷ء ان تینوں سلطنتوں کی جنگی بیڑوں نے مصری و ترکی بیڑہ پر بمقام نوارینو اچانک حملہ آور ہوکر اسکو بالکل تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے تین مہینے بعد انگلستان کی مشہور و معروف جرنیل اور بے نظیر مدبر ڈیوک آف ولنگٹن نے جس نے ۱۸۱۵ء کی جنگ واٹرلو میں دنیا کو تباہی مجسم بوناپارٹ کے ہاتھ سے نجات دلوائی تھی۔ وزیر اعظم ہوکر اپنی پہلی ہی تقریر میں جنگ نوارینو کی نسبت جو الفاظ کہے تھے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

"انگلستان سے یہ نہایت سخت غلطی سرزد ہوئی ہی اور بمقام نوارینو ترکوں کے برخلاف جنگ کرنیکی بدولت اوسے خون جگر کے آنسو بہانے پڑینگے"۔ یعنی اس لڑائی سے انگلستان نے ایک ایسی سلطنت کو جس کے اغراض انگلستان کے مخالف نہیں۔ اور جسکو لازمی طور پر انگلستان کا دوست اور اوسکے دشمنوں کا دشمن رہنا پڑیگا۔ کمزور کرکے اپنے مخالفوں (روس و فرانس) کو مضبوط کر دیا ہی۔ اور اسکا خمیازہ ایک دن اوسے بری طرح اٹھانا پڑیگا۔

تاریخ اجراء **وکیل** سے ہم اسی بات پر اصرار کرتے رہے ہیں۔ کہ دونو سلطنتوں کے لئے پھر وہی دیرینہ تعلقات قائم کر لینا نہایت ضروری ہی۔ اور گو نہ صرف ہندوستان کی سر برآوردہ اینگلو انڈین اخبار **پاؤنیر و سول** وغیرہ بلکہ انگلستان کی بھی اکثر مشہور اخبار یہ راگ الاپتے رہے ہیں۔ کہ انگلستان اب کبھی ترکوں کا دوست نہیں ہوسکتا۔ اور بعض ترکی اخبار بھی انکو جواب میں لکھتے رہے ہیں کہ ترکوں اور سلطان المعظم کے دلوں کو اب انگلستان کیطرف سے کبھی کدورت دور نہیں ہوسکتی۔ مگر ہمکو کبھی ناامیدی نہیں ہوئی۔ اور یقین ہی اور اب بھی ہی کہ ضرورت خود بخود دونوں فریقوں کی آنکھیں کھول دیگی۔ اور اگر یہ ضرورت ابھی محسوس نہیں ہوئی۔ تو دونو کی زبردست مشترک دشمن (روس) کی موجودگی بالضرور جلد یا بدیر محسوس کرادیگی۔ زار پیٹر اعظم کی وصیت کی روایت کو اگر محض فرضی اور بے بنیاد بھی مان لیا جائے تو بھی جو لوگ روس کی پیش قدمی کی رفتار کو غور سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اونکو یہ تسلیم کرنے سے کوئی عذر نہیں ہوگا۔ کہ روسی فرمانرواؤں کی مسلسل پالیسی سے کسی چالاک شخص کو روایت مذکورہ کے گھڑنے کا موقعہ ملا ہے۔ ہماری کانگرسی اخبار گورنمنٹ ہند کی فارورڈ پالیسی (پیشقدمی کی حکمت عملی) کو خواہ محض اسوجہ سے کہ گورنمنٹ کے ہر فعل پر معترض ہونا

کمال تھا وہ ہی - اور بنا بریں اپنے آقائے نامدار کے لئے نہایت مفید و کارآمد ہے - مینے ان باتوں کا اسلئے ذکر کیا ہے - کہ اہلکاران دربار ہمایوں کی نسبت ہمیشہ برا بھلا لکھتے رہنا قسطنطنیہ کے نامہ نگاروں کی عام عادت ہوگئی ہے - اور بدقسمتی سے انگلستان والے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہے - یا بوجہ نا واقفیت محدود الخیالی لا اکو فضول اور بیہودہ قرار دیں اور گورنمنٹ کو یہ طعنے دیں کہ روسی حملہ تو کبھی ہوگا نہیں اسکو دماغ میں صرف اسکا خبط سما گیا ہے مگر یہ یقینی امر ہے کہ روس ہندوستان کو فتح کرنیکے لئے پوری طاقت صرف کریگا (تازہ تصدیق کے لئے پرنس لوبناف کی وصیت کافی ہے) اور اس سے پہلے یا بعد قسطنطنیہ کو لینے کے لئے بھی ویسی ہی سر توڑ کوشش کریگا - اس سے ہمارے مندرجہ بالا بیان کی کہ ٹرکی کبھی خواہ سلطان کی اس کامیابی اور انگلستان کی شکست سے کبھی خوش نہیں ہو سکتی تصدیق ہو رہی ہے کیونکہ باہمی مخالفت تو درکنار اونکا باہمی اتحاد و مغایرت ہی دونو کی تباہی کے لئے کافی ہے اور روس کے لئے اس سے بڑھکر کوئی مژدہ نہیں ہو سکتا - کہ وہ اپنے دونوں شکاروں کو ایک دوسرے سے الگ کر کے علیحدہ علیحدہ نگل لے - مگر نہایت خوشی کا مقام ہے کہ بلاد غرب سے اس قسم کی آوازیں پہونچنی شروع ہوگئی ہیں - جن سے اس مہیب و خوفناک خطرہ کا اندیشہ بہت کچھ دور ہوگیا ہے - اور اگر خداوند کریم کو بہتری منظور ہے - تو یہہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں جنمیں سے ایک کی بحری طاقت اور دوسرے کی بری قوت محسود زمانہ ہو رہی ہے - آپسمیں متحد اور متفق ہو کر اس اندیشہ کو قطعاً زایل کر دینگی - اور ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے ایسا ہی ہو -

تمہید کے بعد ہم ایک انگریز نامہ نگار کی وہ تحریر جو اس کے لکھے جانیکا باعث ہوئی ذیل میں درج کرتے ہیں -

" اخبار سینٹ ڈیلی ریویو کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہے کہ سلطان المعظم اور انکے وزرا اپنے ملک میں تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایشیائی و یوروپین مقبوضات میں چھوٹی ٹپری کی بیشمار ریلوے لائنیں جو تمام ملک میں جال کیطرح پھیل جائیں تیار کرنیوالے ہیں " ۱۲

پرنس لوبناف کی وصیت - ٹائمز کا نامہ نگار بتاریخ ۷ - اکتوبر سنہ۹۶ء وائنا سے لکھتا ہے کہ پرنس لوبناف (سابق وزیر خارجیہ روس جو ستمبر سنہ۹۶ء میں زار کی سیاحت یورپ کے شروع میں آسٹریا سے جرمنی کو جاتے ہوئے راستہ میں فوت ہوا تھا) روسی گورنمنٹ کو اوسکے آیندہ کے طریق عمل کے متعلق چند وصیتیں کر گیا ہے - ان میں سے ایک یہ ہے کہ روس جرمنی اور انگلستان کو اپنا جانی دشمن سمجھتا ہے یہ دونوں سلطنتیں اوسکو سب سے زیادہ نقصان پہونچا سکتی ہیں - ایشیا میں ہماری ریلوے لائنین چار برس کے عرصہ میں مکمل ہو جائینگی - اسوقت ہندوستان پر فیصلہ کن حملہ کرنے میں مطلقاً توقف نہ کیا جاوے - اگر اس حملہ میں کامیابی ہوگئی - تو انگریزی نوآبادیوں کے تعلقات اصلی ملک (یعنی انگلستان) سے بالکل ڈھیلے ہو جائینگے - جسکا نتیجہ انگلشیہ سلطنت کا زوال ہوگا - فرانس کا اتحاد روس کو جرمنی سے محفوظ رکھیگا - آسٹریا اور جرمنی کے اتحاد کی مضبوطی و قیام پر پرنس مرحوم کو چنداں اعتبار نہیں اس بارہ میں انکی رائے ہے کہ آسٹریا اپنے سابقہ مقبوضات کو جو جرمنی کے ماتحت ہیں - حاصل کرنیکی آخری کوشش کریگا - اور ایسا کرنیکے لئے اوسے فرانس کی امداد کا محتاج ہونا پڑیگا - پرنس لوبناف جرمنی کے برخلاف ٹرکی کو بھی اس اتحاد میں شامل کرنیکی وصیت کر گیا ہے - تاکہ ضرورت کے وقت آسٹریا کے برخلاف وہ جرمنی کا طرفدار نہ ہو جاوے - اسمیں کلام نہیں کہ یہ فقط متوفی وزیر کی ذاتی رائے ہے - مگر اس سے روسی مدبرین کا

ہر ایسی نہر یلی روائیت کو جو مشہور کی جائے فی الفور درست مان لیتے ہیں۔ بنابریں یہہ عام معلوم حالات جنکو قسطنطنیہ میں بچہ بچہ جانتا ہے تباد ینا ضروری تصور کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱) تیار کرانیکا ارادہ کر رہی ہیں۔ ان لائینوں کے لئے سرمایہ جرمنی سے بہم پہونچایا جائیگا (یعنی انکی تیاری کی اجارے جرمن کمپنیوں کو دئے جائینگے) کیونکہ بدقسمتی سے ہمارا سفیر دربار ہمایوں یا باب العالی کسی جگہہ اقتدار وقعت اور رسوخ نہیں رکھتا۔ اور بنابریں پچھلے چند برسوں میں ٹرکی نے ریلوے اور سامان جنگ پر جو کروڑہا روپیہ خرچ کیا ہے۔ وہ سب جرمن ٹھیکہ داروں کی جیبوں میں گیا ہے۔ انگریز ٹھیکہ داروں کو ایک پائی کا کام نہیں دیا گیا۔ ہماری (جدید مخالفانہ) پالیسی سے کم از کم ہمارے تجارتی تعلقات پر جو ٹرکی سے تھے۔ جیسا برا اثر پڑا ہے اوس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیا دو کروڑ پونڈ (۳۰ کروڑ روپیہ) جرمنوں کی جیبوں میں جانے دینا اور اپنی پانچ کروڑ مسلمان رعایا کو صرف اس لئے کہ ہم ایک زنانہ صفت۔ بد اخلاق اور بزدل قوم (یعنی یونانی) کی جسکا بڑا محض یہ ہے کہ وہ عیسائی ہونیکی مدعی ہے۔ حامی شمار کئے جائیں۔ ناراض اور رنجیدہ خاطر کرنا دانائی کا کام ہے؟۔ مگر ایک اور نامہ نگار تحریر کرتا ہے "کہ ترکی دارالخلافہ میں ہمارا رسوخ ابھی تک ایسا زائل نہیں ہوا کہ وہ پھر تازہ نہ ہو سکے۔ سلطان المعظم کے اول ہیر سکتر تحسین بک سے معلی بات سے بڑھکر کسی اور کی گفتگو معتبر نہیں ہو سکتی۔ مجھسے اثناء ملاقات خاص میں ذکر کیا کہ سلطان المعظم انگریزی قوم سے پھر سابقہ دوستانہ مراسم قائم کرنیکے بدل خواہشمند ہیں۔ اور وہ اسکے یقین دلانے پر آمادہ ہیں۔ کہ ہندوستان کے موجودہ سرحدی فسادوں میں قولاً یا فعلاً یا ارادتاً انہوں نے کسی قسم کا دخل نہیں دیا۔ اور سرحدی فساد انگیزوں کو کسی قسم کی جرأت دلانا تو درکنار انکو یہہ بہی ناگوار گذرا ہے۔ کہ انکی ذات بابرکات کو ان فسادوں کا محرک اور ذمہ وار قرار دیا گیا ہے"۔

چنانچہ حضور ممدوح نے اکثر مسلمانوں کو جنکا ہندوستان سے تعلق ہے بخوبی جتا دیا ہے کہ "ہم کسی ایسے فعل اور طریق عمل کو جس سے جلالت مآب ملکہ معظمہ کو۔ جنکے اوصاف ذاتی کا میں سچے دل سے معترف ہوں اور جنکی میرے دل میں سچی عزت و منزلت ہے رنج پہونچانیکا موجب ہو سخت ناپسند کرتے ہیں"۔ الغرض سلطان المعظم انگلستان سے دوستانہ تعلقات کی تجدید و تکرر ہمہ تن

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱) عندیہ بخوبی معلوم ہو رہا ہے"۔

اس وصیت کے پڑھنے سے ہندوستان کے مہاشا اخبارات اور ولایت کے کانگرسی رسالہ انڈیا کو اگر انہیں پولٹیکس اور تاریخ عالم سے کچھ بہی مس ہوگا تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہندوستان اور باشندگان ہند کی بہتری کے لئے اس سے بڑھکر کوئی عمدہ تدبیر نہیں ہو سکتی۔ کہ اس جلد یا بدیر بعید آئیوالی دلگداز حملہ کو ہندوستان کی حدود سے باہر روکنیکا انتظام کیا جائے۔ فارورڈ پالیسی پر کوتاہ اندیشی سے اعتراض کرنا تو سہل ہے۔ مگر اوسکی ضرورت کو ایک معمولی سمجھ کا آدمی بہی تسلیم کریگا۔ لارڈ لارنس کے زمانہ کی سرحدی پالیسی اس وقت نعتوم پارینہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ وہ اس زمانہ کے لئے بیشک نہایت ہی مناسب حال تہی۔ روس سرحد ہندوستان سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر تھا۔ اوسکی اور افغانستان کے درمیان ہزاروں جنگجو اور بہادر قبائل حائل تہے۔ مزید برآں اوس وقت اوسکی طاقت نسبتاً بہت ہی کمزور اور اندرونی انتظام اور فوجی نظم و نسق بدرجہ اتم ناقص تہا۔ بنابریں اوس زمانہ میں دوستی شمشیر

ہمایں ہیز پاشا کے پاس بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ خادم پیغام لایا کہ جلالت مآب ہمسے ملاقات کرنیکے لئے تیار ہیں منیر پاشا ہمیں اوس ایوان میں لیگئے جہاں شوکت سمات ملاقاتیوں کو شرف باریابی عطا فرماتے ہیں۔ یہ سیلون یا ایوان

(بقیہ حاشیہ صلا) استحکام کے دل سے خواہاں اور شائق ہیں۔ اونکو بخوبی یاد ہے۔ کہ ترکی اور انگریزی فوجیں کئی جانگداز لڑائیوں میں دوش بدوش لڑچکی ہیں۔ اور انکو یقین ہے کہ پچھلے محاربے سے انگلستان پر واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ ترکی فوج کی قدیمی شجاعت و مستقل مزاجی میں کوئی فرق نہیں پڑا اور وہ (یعنی انگلستان) اس بہادر فوج کو پھر اپنا معاون و مددگار بنانے سے کوتاہی نہیں کریگا۔ جلالت مآب خلیفۃ المسلمین کی سب سے بڑی اور دلی تمنا ہے۔ کہ کسی طرح موجودہ رنجشیں اور کدورتیں جلد دور ہو کر انگلستان اور ٹرکی میں نہایت ہی گہری دوستی ہوجائے اور دونوں یک جان و دو قالب بنجائیں"۔

اسکے بعد نامہ نگار مذکور پرنس بسمارک کے اخبار ہمبر گرینگر کٹن کی رائے لکھتا ہے۔ کہ انگلستان کی موجودہ ایشیائی مشکلات میں ٹرکی کا ضرر در دخل ہے اور فرانس و انگلستان کو اسلامی جوش کی جدید تازگی اور ادبہارسے جس جوش کو زیادہ تر یورپین ڈپلومیسی (سفارتانہ چالوں) کی غلطیوں نے پیدا کیا ہے۔ سخت نقصان اوٹھانا پڑیگا"۔ مگر ہم پرنس بسمارک یا جرمنی و روس کی کسی اہل الرائے کی رائے کو قابل وقعت نہیں سمجھ سکتے۔ وہ اہل الغرض ہیں۔ اور اونکی استدلال زیادہ تر اونکی اپنی خواہشوں پر مبنی ہیں۔ ایسے لوگوں یا انگریزی گورنمنٹ کے اطمینان کے لئے تحسین بک کی مندرجہ بالا گفتگو کافی ہے امیر المومنین کو سردست انگریزی اتحاد کی کوئی فوری ضرورت در پیش نہیں۔ ورنہ کسی نیک ظن رکھنے والوں کو یہہ کہنے کا موقعہ مل جاتا کہ حضور ممدوح کا یہہ منشا یا تقریر ڈپلومیٹک چالبازی پر (جسکو دوسرے لفظوں میں دغا و فریب کہا جا سکتا ہے) مبنی ہے اسوقت ترکی عظمت و جبروت کل دنیا پر روشن ہوگئی ہے۔ اور یہہ ادنے و اعلے اونکی دوستی کا خواہاں اور امیدوار ہوگیا ہے۔ مگر ڈیوک آف ویلینگٹن کیطرح حضرت خلافت پناہی بہ اپنی کمال تدبر عمیق النظری اور دور اندیشی سے واضح ہے کہ اگر دنیا میں

تتمہ ہے صلا

(بقیہ صلا) حملہ کی روکت تمام کرنیکے لئے میدانوں سے تجاوز کرکے پہاڑی علاقوں کی پہلے سرے پر چوکیاں ڈالن قبل از مرگ واویلا یا آب نادیدہ موزہ کشیدم کا مصداق ہوتا اور سرحدی بھڑوں کو چھیڑنا صریح حماقت تھی۔ مگر اب نقشہ بالکل بدل گیا ہے۔ دور کے ڈھول نزدیک پہونچگئے ہیں اور پہونچ رہے ہیں۔ اور روس حملہ ہندوستان کرنیکے پوری تیاریاں ہر ایک قسم کی کررہا ہے۔ الغرض اب اس حملہ کی مزاحمت کیلئے ہماری طرف سے بھی پوری طرح سے تیار ہونے کا وقت آگیا ہے اور اسکے لئے لارڈ رابرٹس اور دیگر مشیران سلطنت ہندوستان نے جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ وہ نہایت ہی مناسب ہیں اور اونکے سوا اور کوئی تدبیر کارگر ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ چنانچہ اسوقت ایک طرف چترال و گلگت اور دوسری طرف قندہار و چمن تک حد کا بڑھانا روس کیلئے ہندوستان کا اس قدر راستہ صاف کردینا نہیں ہے۔ بلکہ روسی افواج کے ٹڈی دل بادل کو سیلاب بلاخیز کو چترال یا ہرات سے لیکر پشاور وہوتی مردان تک پہونچتے پہونچتے سیدھے ہاتھ جنگ جو قبائل کے چھوٹے بڑے نالوں اور ندیوں کی آمیزش سے جو قتل و غارت کے عادی اور ہندوستان کے زرخیز علاقوں سے ... دولت سے مالامال شہروں کی تاخت و تاراج کی طمع سے سابق شمال مغربی صلاد ... منگل طرح و خواہ روسی بالفرض ہمارے اونکو روکنے

جو نہایت وسیع اور خوب مکلف و آراستہ ہی اوس ہال کی جس میں سے گذر کر ہم آئے تھے دوسر لیعرف تھا - وہ چالیس فیٹ طویل اور ۵ سو فیٹ عریض ہی۔ چہت بہت بلند ہی اور فرش رنگ برنگ کی پتھروں کا ہی۔ جو ایسی اوستادی سی بلائی گئی ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کسی دو سلطنتوں کی اغراض و مصالح بلکہ سلامتی و قیام اونکی باہمی اتحاد کی متقاضی ہیں۔ تو وہ ٹرکی اور انگلستان ہیں - اسی لئے گو اونہوں نے دوسروں کی درخواست ہائے اتحاد کو مسترد نہیں کر دیا۔ بلکہ جاپان و حبش ایسی بعید المسافت یا حقیر ریاستوں کو بھی جنکو کوئی اور بادشاہ فتح و نصرت تازہ سی سرمست ہو کر بالکل بے حقیقت سمجھتا نہایت تپاک کی ساتھ اپنے سینہ سی لگا لیا ہی مگر تاہم ہی اپنے ملک کی قدرتی اور لازمی دوست کیطرف سی غافل نہیں رہی اور موجودہ مغائرت کی کوئی پرواہ نہ کرکے باین خیال کہ شاید انگلستان سابقہ کارروائیوں سے شرمندہ و نادم ہو کر خود سلسلہ جنبانی کرنیسی محترز رہی اور اسطرح دونوں فریق کے شرم ہی میں رہنے سی معاملہ بالکل ناقابل اصلاح ہو جائے کامل مردانہ اخلاقی جرات سی کام لیکر خود ابتدا کر دی ہی - اور ہمکو پوری توقع ہی - کہ اونکی یہ کوشش بے اثر نہیں رہیگی - کیونکہ گو ولایت کی کسی انگریزی اخبار نے ابتک تحریر نہیں کیا کہ انگریزی گورنمنٹ بہی اپنی بچھڑی ہوئے دوست سی صلح کرنیکے لئے دو چار قدم آگے بڑہنے کی تجویز کر رہی ہی - مگر مصطفے آفندی کامل مصری محبت وطن نے ۱۴ ستمبر کو بمقام پیرس انگریزی قبضہ قاہرہ کی سالانہ یادگار کی دن قبضہ مذکور کی برخلاف جو لکچر دیا تھا - اوسمیں اوس نے صاف طور پر کہدیا تھا - کہ گورنمنٹ انگلشیہ ٹرکی سے موافقت کر لینے اور اوسکی ناراضگی کو دور کرنیکی کوشش کر رہی ہی - اور گو یہ خبر ایک مخالف انگلستان کی ذریعہ سی پہونچتی ہے لیکن اس سی بڑہکر راحت افزا خبر ہندوستان کی مسلمانوں کے لئے کوئی نہیں ہو سکتی اور وہ بلا شک و شبہ ایسی خوشخبری دینی پر آفندی موصوف کی مشکور ہونگی - مضمون کے خاتمہ پر ہم پھر دوسری دفعہ وہی دعا درج کرتی ہیں کہ ان دونوں سلطنتوں میں مدامی اتحاد و اتفاق ہو کر ہمیشہ کیلئے قایم رہی - اور اونکی حاسد و مخالف آتش حسد و رشک سی جلتے رہیں - آمین :-

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کی بہی کوشش کرتی) لامحالہ اوسیوقت بہی ساتہ ہو جاتے - اور زیادہ طاقتور نہ ہونی دینے کے لئے ہی - اگر گورنمنٹ خدانخواستہ اپنی حدود کو صرف میدانوں تک محدود کر دی اور پہاڑی رستوں اور دروں کی صرف ہندوستانی موہانوں کی محافظت پر قناعت کری تو وہ سیلاب تنگ و تاریک دروں اور گہاٹیوں سی گہرا ہوا ہونیکی وجہ سی ایسا تند و تیز اور ناقابل مزاحمت ہو جائیگا - کہ کوئی طاقت اوسکی رو کو نہیں روک سکیگی - ہماری مہاشا بہائیوں کا دل تو شاید پہر دو دو روپیہ پر کابل اور غزنی کی بازاروں میں بکنے کو چاہتا ہو گا لیکن گورنمنٹ انگلشیہ کی انسانیت و تہذیب اپنے رعیوں اور اباء وطن کی حمیت و غیرت ابتک اونمیں کچہ بہی شکست باقی ہی اونکی اس خواہش و تمنا کو کبہی پورا ہونے دیگی ہمارے وہی کانگرسی ہمعصر انڈیا ایک نقشہ دیکر گورنمنٹ ہند پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اوس نے صرف فارورڈ پالیسی کی قربانگاہ پر ۱۸۸۵ء سی لیکر ابتک ایک حساب سے ۱۷ کروڑ اور دوسرے حساب سے (جسکو کلکتہ کا اخبار کیپٹل خود ہی سمجہ سکتا ہی) ۴۴ کروڑ روپیہ بلیدان کیا ہی مگر اوسکو یہ اعتراض کرنیسی پہلے دنیا کی دوسری سلطنتوں کے فوجی مصارف معمولی و غیر معمولی کیطرف ایکدفعہ سرسری نظر ضرور ڈال لینی چاہئے تہی تا سکو معلوم ہو سکتا تہی کہ بلحاظ مال و آبادی کی مفلس ترین سلطنت (روس) جسکی کل آبادی ہندوستان کی آبادی کی تیسری حصہ کی برابر ہی صرف معمولی اخراجات فوجی پر اسی کروڑ روپیہ سالانہ (بحری فوج خرچ ابہی علیحدہ ہی یعنی ہندوستان کی کل آمدنی سی زیادہ صرف کرتی ہے اور غیر معمولی اخراجات مثلاً فوجی ریلوے لائینوں

بقیہ حاشیہ صفحہ

کا اقلیدس کی شکلیں اور بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں - دیواروں پر نہایت خوبصورت اور بیش قیمت پردے آویزاں ہیں -
جلالت مآب دروازہ کے قریب کمرہ کے اندر کھڑے تھے - وہ نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) تقریر کا دوسرا حصہ اخبار مذکور نے بالفاظ ذیل تحریر کیا تھا -

سکرٹری ممدوح نے اتحاد کے متعلق ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ تین خوش پوشاک افغان روسا کے یلدز محل میں وارد ہونے کی خبر ویسی ہی غلط اور بے بنیاد ہے جیسی کہ مصریوں کی گھڑی ہوئی روائتیں ہوتی ہیں - اسی طرح یہ قصہ بھی بالکل غلط ہے کہ میڈیکل کالج کے ایک طالب علم ذکی بک کو طرابلس کی جلاوطنی کا حکم دیا گیا تھا - اور اوسنے بدوران حراست خودکشی کرلی میں نے یہ خبر پہلے لنڈن کے اخباروں میں دیکھی تھی - اوسکے پڑھتے ہی مینے سخت تحقیقات کئے جانے کا حکم دیا اور باز پرس کی گئی کہ اگر ایسا واقع ہوا ہے تو اوسکی اطلاع یلدز میں (یعنی سلطان المعظم کو) کیوں نہیں دی گئی - مگر آخر معلوم ہوا کہ یہ سب محض افترا تھا - اس کے بعد انگریزی اخباروں نے یہ گپ اڑائی کہ مراد بک بھاگ گیا ہے (پاؤنیر کے مصری نامہ نگار نے بھی غالبًا مشہور غدار ملک و دشمن اخبار المعظم سے پڑھکر یہ خبر لکھی تھی جسکی ہم نے تردید کردی تھی (اڈیٹر)

جس نامہ نگار نے سب سے پہلے یہ خبر مشہور کی تھی اسکو اسکی علانیہ تردید کرتے ہوئے تو شرم آئی - مگر اپنے اخبار کے کسی بعد کے پرچہ میں یہ شایع کردیا کہ مراد بک کو امیر المومنین نے شرف باریابی بخش کر اوسے کوئی منصب جلیلہ عطا فرمانیکا منشا ظاہر کیا ہے لیکن یہ بھی درست نہیں - اس معاملہ پر میرے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں - تم کو جب فرصت ہو خود مراد بک کے پاس جاکر اوسکی زبانی بھاگ جانیکا حال دریافت کرلو - جلاوطنی - قید خانوں میں ایذا دہی - یلدز سرائے کے محبسوں میں عقوبت دینے اور لوگونکی جوق در جوق گرفتاری کی تمام خبریں سرتاپا غلط ہوتی ہیں - اور چونکہ یہ سب سے پہلے انگریزی اخبارات میں شایع ہوتی ہیں - اونسے امیر المومنین کو سخت افسوس ہوتا ہے -

جلالتمآب امن کے دل سے خواہاں ہیں - ایک تو اس لئے کہ وہ بذاتہٖ خونریزی سے متنفر اور اوسکے مخالف ہیں - دوم اسلئے کہ صرف صلح و امن ہی سے ملک کی فارغ البالی - آسودہ حالی اور تمدنی صنعتی و تجارتی حالتمیں ترقی ہوسکتی ہے - حضرت ممدوح نے صرف اسوقت جنگ کا اعلان کیا - جبکہ یونانی گورنمنٹ نے اون ترکی سپاہیوں کو جنھیں یونان کی مفسدہ پرداز اور انقلاب پسند خفیہ کمیٹی اتھنکی ہٹاریا کے بیقاعدہ سپاہیوں نے گرفتار کیا تھا - بطور اسیران جنگ اتھنز کو بھیجکر کمیٹی کو ایسا تسلیم کرلیا کہ گویا وہ خود گورنمنٹ مذکور کے حکم سے لڑرہی ہے - سلطان المعظم تو اسقدر امن پسند ہیں - کہ انہوں نے کریٹ میں یونانی فوج کے داخل ہونیکو معاملہ سے ہی بایں خیال درگذر کردیا کہ خود دول یورپ اس قضیہ نامرضیہ کو سلجھالینگی (تتمہ صفحہ ۱۵)

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳ وغیرہ پہ جو کچھ اسکا صرف ہوتا ہے - وہ اسی سے ظاہر ہے کہ فقط سائبیریا اور وسط ایشیا کی ریلوں پر وہ کئی ارب روپیہ لگا چکی ہے - اور کئی ارب ابھی اور صرف کریگی - پاؤنیر نے سچ کہا ہے - کہ اگر کانگریسیوں کو ہالنڈ - ہسپانیہ فرانس - پرتگال یا روس کی حکومت کے ماتحت رہنے کا کبھی موقعہ ہوتا تو اونکو قدر عافیت معلوم ہوجاتی -

سلطان المعظم کی شکل وشباہت

سلطان المعظم کی شکل وشباہت ہرگز ویسی نہیں جیسی کہ اون تصویروں میں دکہائی گئی ہے۔ جنکو بیشمار انگریزی رسالوں اور اخباروں نے شایع کیا ہے۔ اون کی بشرہ سے خفیف ترین خونخواری وسنگدلی یا سخت گیری کا بھی نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ اونکا جسم کسیقدر لطیف و نازک ہے چہرہ سے رحم وحلم برس رہا ہے۔ اور بشرہ ملیکہ انسانی شکل بالکل ہی دہوکہ دینے والی اور علم قیافہ بالکل ہی غلط نہ ہو جلالتمآب کے چہرہ سے صاف واضح ہو رہا ہے۔ کہ وہ عمداً کسی مکہی کو بھی تکلیف دینا کبھی گوارا نہیں کرینگے۔ بینی لمبی اور کسیقدر خمدار ہے آنکھیں روشن اور تیز نظر۔ پیشانی بلند وفراخ اور ذہانت خداداد کا صاف پتہ دے رہی ہے۔ جلالت مآب نہایت خوش وخورم اور ہشاش بشاش اور تندرست دکہائی دیئے۔ جنوری کی نسبت اب چہرہ مبارک پر کئی درجہ زیادہ رونق تہی۔ ان چند مہینوںمیں جسمانی صحت اور بشاشت میں نمایاں اضافہ ہو گیا تہا۔ آواز ملائیم وخوشگوار اور لہجہ تیز و موثر ہے۔ جلالت مآب عموماً یورپین لباس پہنتے ہیں۔ لنبا ڈھیلا سا فراک کوٹ۔ اور زردوزی۔ کام کی واسکٹ۔ واسکٹ کی سینہ پر ایک مرصع نشان آویزان تھا۔

جلالت مآب نے ہماری صحت کے متعلق کمال شفقت ونوازش سے کئی سوال کئے۔ بالخصوص اُس چوٹکے متعلق جو میرے ٹانگ کو آئی تھی۔ جلالت مآب نے بذات خود چوٹ کے نشان کو ملاحظہ فرمایا اور ہاتھ سے اچھی طرح ٹٹولا۔ اور جب میں نے یہہ عرض کیا۔ کہ ترکی فوج کے ڈاکٹروں نے زخم کی نہایت احتیاط سے مرہم پٹی کی تھی۔ اور ہمیشہ بیحد مہربانی سے پیش آتے رہے تھے۔ تو جلالت مآب یہہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ میرا یہہ بیان بالکل درست تھا۔ اس میں خوشامد وتملق کو کچھہ دخل نہیں تھا۔ یہی نہیں۔ کہ ٹرکی ڈاکٹر مہربانی سے پیش آتے رہے۔ بلکہ ہماری سخت اصرار کے باوجود بھی اونہوں نے فیس لینا منظور نکیا تھا۔ ترکی ڈاکٹر اعلے تربیت یافتہ ہیں۔ اور اونکے پاس جدید ترین لوازمات سرجری وجراحی وآلات ڈاکٹری موجود ہیں۔ سلطان المعظم نے ارشاد فرمایا کہ نصیب اعدا ایکدفعہ وہ بہی گاڑی سے گر پڑے تھے۔ اور ایسی سخت چوٹ کھائی تھی۔ کہ اوس سے بیس منٹ بیہوش رہے تھے۔ جلالت مآب نے نہایت اشتیاق سے دریافت فرمایا۔ کہ یونانیوں نے ہمسے کیسا سلوک کیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یونانی بحری افسروں نے گو وہ بہت شکی طبیعت تھے ہمسے عمدہ برتاؤ کیا۔ البتہ عوام ایسے خود سر ہیں۔ کہ ایم ڈالیس وزیر اعظم اونکی خوف سے بیس دن کی وقت رہائی دلوانیکے لئے اتھنز سے پائیرس نہ آیا۔ یونانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) "عہدنامہ صلح کی ابتدائی شرائط کی بحث میں ٹرکی نے دول کی درخواست پر یونان کے ساتھہ وہ ہر ایک رعایت کی ہے جو ممکن ہو سکتی تھی حتی کہ صوبہ تھسلی بھی واپس دینا منظور کر لیا ہے حالانکہ یونان نے ترکی قومی قرضہ کا وہ حصہ بھی جو سنہ ۱۹۰۱ء کی معاہدہ کی رو سے جسکی تعمیل میں ٹرکی نے تھسلی یونان کو دیدی تھی۔ اوسکے ذمہ واجب ہے۔ اور جو ہمکو مدت کا وصول ہو گیا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ ادا کرنا قبول نہیں کیا"

ایماندار انگریزی اخبارات اس گفتگو کو پڑہکر دلمیں خفیف تو بہت ہوئے ہونگے مگر ع شرم چیست کہ پیش مردان بیائید۔

اہلکار عوام سے بہت ڈرتے ہیں۔ اور ہر ایک ذمہ داری اپنے سر لینے سے ڈرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ یونانی امیر البحر نے ہمیں بمقام وولو سول حکام کے سپرد کر دینا چاہا تھا۔ جلالت مآب نے میری اس ریمارک سے اتفاق رائے کیا۔ وہ یہ داستان سنکر بہت محظوظ ہوئے کہ یونانیوں نے ایلچی کے روزنامچے سے کچھ عبارتیں جنکو پولٹیکل معاملات سے کچھ واسطہ نہ تھا پوری نقل کر کے اون سے ہمیں ملزم بنانیکی کوشش کرنی چاہی تھی۔ انمیں سے اکثر عبارتیں گذشتہ واقعات اور اون لوازمات سے متعلق نہیں جو جلالت مآب نے جنگ گذشتہ میں جمہور مبذول فرمائی تھیں۔

سلطان المعظم کا ادب خاندان شاہی کے تمام ارکان کل درباری اور اعلے سے اعلے عہدہ داران سلطنت سلطان المعظم کا نہایت ادب و احترام کرتے ہیں۔ وہ جلالت مآب کے روبرو آنے اور رخصت ہونیکے وقت فرشی آداب بجالاتے ہیں اور ہر دفعہ جبکہ سلطان المعظم اونہیں مخاطب کریں۔ یا وہ حضور ممدوح سے کوئی بات کریں اسیطرح اداب و کورنش بجالاتے ہیں۔

صلح کے متعلق گفتگو پہر میں نے صلح کے متعلق سلسلہ جنبانی کی۔ اور بڑے زور سے عرض کیا۔ کہ محاربہ کو فی الفور باعزت شرائط پر ختم کر دینا ٹرکی اور یونان دونوں کے حق میں نہایت مفید ہے۔ یونان اور ٹرکی دشمن نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کا دوست رہنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ دونوں کی زبردست مشترک دشمن ہیں۔ محاربہ کا جاری رہنا دونوں کو کمزور کرنے اور سلیو قوم کو فائدہ بخشنے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں رکھہ سکتا ہے۔ جلالت مآب نے ارشاد فرمایا۔ ٹرکی نے لڑائی شروع نہیں کی۔ یونانیوں کو کسی طرح کا اشتعال ملنے کے بغیر لڑائی کی دنگل میں بے تماشا کود پڑنے سے پہلے ان باتوں کو سوچ لینا چاہئے تھا۔ مینے جواب دیا کہ حضور کا ارشاد بالکل درست ہے اور خود شاہ یونان اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ ٹرکی کو بہت اشتعال پہونچا۔ لیکن اب عساکر عثمانیہ کو کامل فتح و نصرت نصیب ہو چکی ہے۔ ترک اپنی شاندار شجاعت و بسالت کا ثبوت کل دنیا کو دے چکے ہیں۔ اور نیز اپنی نیک چلنی۔ حسن انتظام اور خوش اطواری کا سکہ کل عالم میں بٹھا چکے ہیں۔ بنا بریں جلالت مآب اوس عالی ظرفی کا اظہار جسکے لئے وہ تمام دنیا میں مشہور و ممتاز ہو رہے ہیں۔ اب بآسانی و بلا احتمال نقصان کر سکتے ہیں۔ اور یونان کو ایسی شرائط پر جو اوسکے حق میں بہت ہی ذلت بخش نہ ہوں صلح عطا کر سکتے ہیں۔

جلالت مآب نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم ابھی کہہ چکے ہو کہ شاہ یونان اور اوسکی گورنمنٹ عام رائے سے ڈرتی ہے۔ ٹرکی میں بھی عام رائے موجود ہے۔ اور اوسکا لحاظ کرلینا واجبات سے ہے۔ ٹرکی قوم کا مطالبہ ہے۔ کہ دوسروں میں ایسی جرأت نہیں رہنی دینی چاہئیں۔ کہ وہ جب کبھی اونہیں امنگ آجائے سلطنت عثمانیہ کو جان و مال کے صرف کثیر پر مجبور کر سکیں اور پھر اوسکا خمیازہ کچھہ نہ بھگتیں۔ مینے اس ارشاد کی معقولیت اور برجستگی کو تسلیم کیا۔ مگر ساتھہ ہی التماس کیا کہ مال و جان کا اور زیادہ صرف ہونے دینا سخت قابل افسوس اور قابل رحم امر ہوگا۔ ٹرکی کو یونان سے بدرجہا

زیادہ زبردست دشمن موجود ہیں۔ جو اس لڑائی کے جاری رہنے سے بہت خوش ہونگے کیونکہ اس سے جنوب مشرقی یورپ کی ہر دو غیر سلیوی طاقتیں آپسمیں لڑتی رہکر کمزور ہوجائینگی۔ میں نے اوس تجویز کیطرف بھی جسے تمام سمجھ دار آدمیوں نے بہت پسند کیا ہے اشارہ کیا۔ تجویز مذکور جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے یہہ تھی کہ ٹرکی اخراجات جنگ کے معاوضہ میں یونان سے صلح کرے جسنے خواہ مخواہ ہنگامہ کارزار مشتعل کیا۔ کثیر الرقم تاوان جنگ طلب کرے۔

شرائط صلح جلالت مآب کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اونہوں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا ہے۔ مگر میری اس مشورہ کے متعلق کہ ٹرکی ہتسلی اور تاوان جنگ کے معاوضہ میں کریٹ یونان کو دیدے کوئی رائے ظاہر نفرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ کریٹ کو اندرونی خودمختاری عطا ہوچکی ہے اور ایسی صورت میں عملاً اوس سے ٹرکی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ پس اگر مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت اور اونسے عمدہ برتاؤ ہونیکے متعلق کافی ضمانتیں مل جائیں تو کریٹ کا دیدینا نقصان کے بجائے ٹرکی کے حق میں مفید ہوگا جسکو ایک بڑی دردسری سے نجات مل جائیگی۔ جلالت مآب نے فرمایا کہ کریٹی مسلمانوں کیساتھ نہایت ظالمانہ اور سخت نامنصفانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اور اس سے تمام ٹرکی میں سخت ناراضگی پھیل رہی ہے۔ اس بیان کی تصدیق مجھے اور بھی کئی وسائل سے ہوئی جب تقریباً تین سو[1] مسلمان یتیم بچے جنکے والدین کو عیسائی باغیوں نے کمال سنگدلی سے تہ تیغ کردیا تھا پہلے پہل وطن کریٹ سے قسطنطنیہ لائے گئے تھے۔ تو اونسے اسقدر ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ کہ تمام سربرآوردہ مسلمان خاندانوں میں اس بدنصیب بچوں کو پرورش اور تربیت کے واسطے سرکار سے لینے کے لئے بڑی تیز رقابت پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے سلطان المعظم کے ارشاد کے بعد عرض کیا کہ ٹرکی تھسلی سرحدی کی ایسی درستی کا دعویٰ کرسکتی ہیں جس سے وہ آیندہ یونانی حملوں سے محفوظ ہوجائے بالکل حق بجانب ہے۔ ٹرکی کا کبھی یونان پر حملہ آور ہونا بالکل غیر اغلب ہے لیکن جب کبھی سلطنت عثمانیہ کسی خطرہ میں مبتلا ہو یونان کا پھر ٹرکی پر حملہ کردینا بالکل قرین قیاس ہے پس یہہ نہایت ضروری ہے کہ کسی ایسی مستقبلہ غاصبانہ کارروائی کے انسداد کے لئے سرحدی پہاڑوں کا سلسلہ جنکے وسط میں ملونا ہے۔ معہ تمام دروں کے ٹرکی کے قبضہ میں رہے۔ جلالت مآب نے اس دلیل کو تسلیم کرکے دریافت فرمایا کہ یونانی گورنمنٹ کی تجویز مذکور کے متعلق کیا رائے ہے۔ مینے جواب دیا کہ جو کچھہ مینے ایتھنز میں سنا ہے اوس سے میرا خیال ہے کہ یونانی گورنمنٹ کے لئے اسے منظور کرنا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہوگا۔ بعد ازاں جلالت مآب نے دریافت فرمایا کہ شاہ اور اوسکے خاندان کی نسبت رعایا کے خیالات کیسے ہیں اور ان افواہوں کی کہانتک اصلیت ہے کہ ایتھنز میں عنقریب انقلاب ہوا چاہتا ہے۔ مینے جواب دیا کہ خاندان کی حالت اب ویسی نازک نہیں رہگئی۔ جیسے کہ آج سے دس دن پیشتر تھی۔ ایم ڈیلیا نیس کی برطرفی سے جسکی کمزوری اور سفیہانہ بلند پروازی ہی محاربہ کا باعث ہوئی تھی ایتھنز میں حالت ویسی نازک نہیں رہیگی۔ ایم۔ ایس موجودہ وزیر اعظم اپنے متقدم سے زیادہ دلیر اور سمجھدار ہے۔ نئی وزارت نے ایتھنز کی سٹارپا کے دفتر سے تمام کاغذات ضبط کرلئے ہیں اور اب یونانی اخبارات

[1] اون کے بعد اور بھی کئی سو یتیم بچے لائے گئے جن میں سے اکثر سلطنت کے مختلف یتیم خانوں اور صنعتی مدارس میں داخل کئے گئے۔

اس خفیہ سوسائیٹی کو جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا یونان میں قادر مطلق بنی ہوئی تھی سخت مطعون اور ذلیل کر رہی ہیں۔

یہہ ذکر کرکے مینے پھر عرض کیا کہ محاربہ کو جلد ختم کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور اگر انگلستان کے توسط سے ٹرکی اور یونان میں اتحاد ہو جائے تو بہت مفید ہوگا۔ شاہ یونان نے مجھسے ذکر کیا تہا کہ محاربہ سے پہلے وہ ہمیشہ ٹرکی سے اتحاد کرنیکا خواہاں تھا۔ میری رائے میں دونوں ملکوں کا آپسمیں درست ہو جانا بہت فائدہ بخش ہوگا۔ شاہ اور اوسکی گورنمنٹ باعزت شرائط پر صلح کرنیکے لئے بالکل تیار ہیں۔ سلطان المعظم نے جواب دیا کہ گو یونان نے سخت حماقت کی ہے تاہم ہم بہی یہہ دیکہکر کہ آپسمیں صلح ہوگئی ہے خوش ہونگے۔ مینے اوسوقت یہہ بہی ابزاد کردیا کہ اگر یونان سے عالی ظرفانہ برتاؤ کیا گیا تو اسکا اثر انگلستان کی عامہ رائے پر جو بدقسمتی سے گذشتہ دو برسوں سے ٹرکی سے بہت کچہہ منحرف کردیگئی ہے بہت اچھا پڑیگا۔ اب ہی اہالی انگلستان کے خیالات پھر بہتری کیطرف بدلنے شروع ہوگئے ہیں۔ ترکی سپاہیوں کی شجاعت اور اونکی خوش اطواری اور ضبط علی النفس سے نہایت نیک اثر پڑا ہے۔

فلپ کری کی غلطیاں

ذات شوکت سمات نے یہہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمیں انگلستان کی عام رائے کے انحراف کا بہت افسوس ہے۔ اور دونوں ملکوں میں پھر سابقہ دوستی قائم کرنیکے لئے ہم ہر ایک کوشش کرنیکو آمادہ ہیں۔ مگر افسوس انگریزی سفیر کا طریق عمل ہمیشہ معاندانہ رہتا ہے۔ پھر جلالت مآب نے اوسکی کارروائیوں کے متعلق مجھے بہت سے دلچسپ اور اہم واقعات بتائے۔ جنکو میں شائع نہیں کرسکتا۔ مینے جواب میں عرض کیا کہ سر فلپ کری سے بیشک کئی قابل افسوس غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جو انگلستان اور دونوں کے حق میں نامبارک اور منحوس تہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے اغراض کو کسی سفیر کی غلطیاں ہمیشہ کے لئے نقصان نہیں پہونچا سکینگی (یعنی گورنمنٹ انگلشیہ ضرور جلد یا دیر بعد اونکی تلافی کرے گی اور خوشی کا مقام ہے کہ سر بارٹلٹ کی اس تحریر سے چند ہی مہینے بعد سر فلپ کری قسطنطنیہ سے تبدیل کردئے گئے۔ اور نئے سفیر کی تعیناتی پر معلقات نے بہی اچہی صورت اختیار کرنی شروع کرلی ہے (مترجم)

اور ٹرکی بہی کئی معاملات پر گفتگو ہوئی۔ مگر میں انکی تفصیل حالات نہیں بتا سکتا کہ کہیں مذاکرات صلحیہ میں دقت نہ پیش آئے۔ اس بات کا مجھے کامل اطمینان ہوگیا کہ جلالت مآب صلح وامن کے سچے دوست و خواہشمند ہیں۔ اور کہ ٹرکی کے آخری قطعی مطالبات بہت معتدل اور نرم ہونگے۔ یونانیوں ایسی عیار۔ بینا مزاج۔ کوڑی کوڑی پر جہینکنے والے اور جہگڑالو قوم کو شروع شروع میں آسان شرطیں سنانا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ ترکی شروع میں ہی اپنے اون مطالبات میں جنکی وہ پوری پوری مستحق تہی بہت ہی تخفیف اور کمی کردیتی۔ سلطان المعظم اور شاہ یونان سے ملاقات کرنیکے متذکرہ صدر حالات شرائط صلح کے تصفیہ سے بہت پیشتر مئی ۱۸۹۷ء میں تحریر کئے گئے تہے۔

فصل بست وسوم

سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی آخری رائے

صاحب موصوف اپنی کتاب کی آخری فصل میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

اب جبکہ لڑائی ختم ہوچکی ہے اور شرائط صلح قرار پا چکی ہیں ہم یہ امر زیادہ وضاحت کے ساتھ معاینہ کر سکتے ہیں کہ ترکی کے ساتھ اوسکے عیسائی نکتہ چین کیسی ناانصافی و ریاکاری اور دورخی سے سلوک کرتے ہیں۔ فتح ڈیموکوس پر محاربہ کو ختم ہوئے۔ ابھی بمشکل دس ہفتے ہوئے ہیں۔ مذاکرات صلحیہ میں محض اسلئے توقف اور پیچیدگیاں پڑ رہی ہیں۔ کہ وہ صرف دونوں فریقوں میں نہیں ہورہی۔ بلکہ ہر شش دول کا تصفیہ میں دخل ہے۔ طے شدہ شرائط یونان کے حق میں ازحد مفید اور ترکی کے حق میں اوس سے بدرجہا کم فائدہ بخش ہیں۔ جسقدر کہ ترکوں کو توقع کرنیکا کامل استحقاق حاصل تھا سلطان کو خلاف مرضی مجبوراً محاربہ کرنا پڑا تھا۔ اور ترکوں نے کمال شجاعت و کامیابی اور بے نظیر اعتدال و انسانیت سے اسکو برسر انصرام پہونچایا۔ باایں ہمہ تمام سابقہ محاربات کے برعکس ترکی کو فتح کے صلہ میں کوئی علاقہ نہیں لینے دیا گیا۔ اوسے تاوان جنگ صرف اسقدر دلایا گیا ہے۔ جو غاصبانہ محاربہ کے واقعی اخراجات کو بھی بمشکل پورا کر سکیگا۔ اور امتیازات یا کیپی چولیشنز میں صرف خفیف سی ترمیم و اصلاح منظور کیگئی ہے۔

ترکی پر نامنصفانہ طعن و تشنیع چونکہ سلطان المعظم اور اونکی گورنمنٹ نے ترکی کے حق میں فائدہ بخش شرائط حاصل کرنیکی کوشش بلکہ سخت جدوجہد کیا۔ لنڈن کے آنہ پیچہ اخبارات اور کورباطن اعدائے عثمانیہ مدبرین نے اونپر پہر از راہ سفاہت لعن طعن اور دشنام و بدگوئی کی بوچھار شروع کردی۔ ان عقل کے اندہے متعصبونکو یہ خیال آیا۔ کہ ایسا کرنے میں سلطان المعظم بالکل حق بجانب ہی نہیں۔ بلکہ حب الوطنی اور قومی حمیت کا بھی یہی تقاضا تھا۔ مجلس صلحیہ کے ترکی وکلاء کیطرف سے کوئی نامعقول اور ناواجب یا بے اندازہ توقف اور لیت ولعل ظہور میں نہیں آیا۔ اونہوں نے کسی ایسے توقف یا وسیلہ و تدبیر سے کام نہیں لیا۔ کہ اگر انگریزی وزراء انگلستان کے مفاد کیلئے کسی ویسے ہی توقف یا وسیلہ سے کام لیتے تو اوسے نہ صرف نہایت ضروری بلکہ قابل تعریف بھی بتایا جاتا۔ لیکن چونکہ ترک ایسی جائز تدابیر و وسائل کے مرتکب ہوئے تھے۔ ہمارے اخبارات نے نیت ولعل مذمومہ اور حیلہ بہانہ بتاکر ہیپ پہر وہی اونکے مضامین علیگڈہ سرے سے مفصل ہوکر اونکا تار شایع کرنے شروع کردیئے۔ حتی کہ وزارت خارجیہ کا لفظ ناطقہ بنکر ٹائمز نے تو یہانتک دھمکی دیدی کہ اگر ٹرکی گورنمنٹ اصرار سے باز نہ آئی۔ تو روس کا جدید وزیر خارجہ ایم زینوف جارحانہ کارروائی سے بھی دریغ نہیں کریگا

سر فلپ کری کا تعصب بیجا

انگریزی اخبارات تو خیر آزاد ہیں۔ اپنے قومی و مذہبی تعصب کی عنان جسقدر چاہیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ سر فلپ کری تمام آداب خوش اخلاقی و تدبر کو بالائے طاق رکھکر اوس سے بھی گوی سبقت لیگیا۔ بتاریخ ۲۴ - مئی سنہ ۱۸۹۷ء اوسنے مجلس صلحیہ کے اولین اجلاس میں افتتاحی کارروائی کی بسم اللہ یہہ کہکر کی کہ "کوئی علاقہ جو کسی وقت عیسائیوں کا رہچکا ہے اوسے کبھی اسلامی نہیں ہونے دیا جاسکتا"۔ بعد میں جب اس حیرت انگیز تعصب جنون پر اکثر عیسائیوں نے بھی استعجاب و تحیر ظاہر کیا تو سر فلپ کے بعض دوستوں نے تاویل کی کہ "اسلامی" سے اوسکی مراد "ترکی" تھی۔ ہمارے وزیر اعظم لارڈ سالسبری نے بھی اپنی ایک تقریر میں ایسی ہی رائے ظاہر کی۔ قصہ کوتاہ ہمنے اب ایک اور جدید اصول جو کمال حیرت بخش اور چونکا دینے والا ہے یہ قایم کردیا ہے۔ کہ بلالحاظ اس امر کے کہ کون فریق سچا اور کون جھوٹا ہے۔ اور بلالحاظ اس امر کے کہ کس فریق نے سبقدستی کی ہے اور وحشت و ظلم و ستم یا ناانصافی کا مرتکب ہوا ہے "مسلمانوں" یا تاویل مابعد کے مطابق "ترکوں" کو کبھی وہ منفعت نہیں اوٹھانے دیجاسکتی جسکا عیسائی فاتحین مغلوبین سے ہمیشہ مطالبہ کرتے اور اوسے حاصل کرلیتے ہیں یہ منفعت کیا ہے؟ فتح کی صلہ میں کسی اراضی کا ملنا۔ اور افسوس اصول کو قایم کون کرتے ہیں۔ وہ جو سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے حکمران اور وزرا اور مامورین ہیں۔ کیونکہ یہہ عامہ معلوم امر ہے۔ کہ ملک معظمہ تقریباً دس کروڑ مسلمانوں پر فرمانروا ہیں جنمیں سے چھ کروڑ سے زیادہ صرف ہندوستان میں آباد ہیں۔ اور یہہ کون نہیں جانتا کہ ہندوؤں کی [illegible] اور [illegible] تحریک کے بالمقابل شاید ہمیں کل ہی اپنی ہندوستانی سلطنت کی حفاظت کیلئے مسلمانان ہندوستان کی وفاداری اور جان نثاری پر تکیہ و بھروسہ کرنا پڑے۔ کل نہ سہی پرسوں۔ پرسوں نہ سہی اترسوں۔ آخر ایکدن ہمیں مسلمانوں پر ایسا انحصار کرنا پڑیگا۔

مخالفانہ پالیسی کے خطرات

یورپ اور ایشیا میں موازنہ طاقت کا ترازو اسوقت ترکوں کی فوجی طاقت کے قبضہ میں ہے۔ جرمن سلطنتوں (جرمنی آسٹریا) اور روس و فرانس کے درمیان معارضہ برپا ہو جانیکی صورتمیں اگر جرمنی نے ٹرکی کو اپنا رفیق بنالیا تو یہہ اتحاد جرمنوں کی فتح و نصرت کا مرادف ہوگا۔ اگر ہماری ہندوستانی سلطنت پر حملہ کرنیکے لئے روس نے ٹرکی کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ تو اوس اتحاد کا یہہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان انگلستان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

اسی سخت مہیب خطرہ کو مد نظر رکھکر ہر سمجھدار انگریز اون بیہودہ افعال و اقوال سے جو انگلستان کے قدیم اور نہایت ضروری رفیق کو برگشتہ خاطر کرنیکا باعث ہورہے ہیں سخت آزردہ ہورہا ہے۔ اور اونکو ایسی سختی سے مطعون کرنیکے لئے جیسی سختی سے کرنا چاہیے۔ ان عقلمند اور عاقبت اندیش خیرخواہان قوم کو کافی الفاظ نہیں ملسکتے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت[1] کے لحاظ سے ٹرکی کے متعلق بالضرورت مخالفت کی پالیسی پر کاربند رہنا انگلستان کیلئے خطرناک اور منحوس اثر ثابت ہوگا۔

[1] اس کتاب کے شائع ہونیسے پہلے سنہ ۱۸۹۷ء کے سرحدی فساد شروع ہوگئے تھے۔

ان خطرات اور خرابیوں کے علاوہ ایک اور سخت خطرہ بھی اس اصول سے پیدا ہو گیا ہے جو مملکت بلقان کی حریص طامع نیم وحشی اور بد اصل ریاستوں کو
کیا اس علانیہ اعلان و اظہار سے بڑھکر کسی چیز سے تحریص و ترغیب مل سکتی ہے۔ کہ کوئی علاقہ جو کسی وقت مسیحی رہ چکا ہو۔ کبھی اسلامی
یا ترکی نہیں ہو سکیگا؟ سرویا مانٹی نیگرو اور بلگیریا کو گویا صاف صاف یہہ کہدیا گیا ہے کہ "تم جب اور جسطرح چاہو بیشک ٹرکی کے حصّے کرکے دبا لو
اس کا ذمہ دار یورپ ہے کہ تمہاری یہ جانشینی خواہ کیسی ہی نامنصفانہ اور غاصبانہ کیوں نہ ہو۔ تمہیں ذرا نقصان کوئی نہیں پہونچیگا"[1]

مسلمانوں کی بیداری و انتباہ ایسی صریح ظلم ظالم اور ایسی پرجوش علانیہ مذہبی تعصب و ایذا رسانی کے بالمقابل اگر ٹرکی گورنمنٹ نے اپنی حفاظت کے لئے دنیا کے مسلمانوں کو باہم متحد و متفق
مسلمانوں کو بیدار و متنبہ اور اسلامی طاقت کو مستحکم اور اوسکی پراگندہ اجزا کو باہدیگر پیوستہ اور مرتبط کرنیکی کوشش شروع
کردی ہو تو کیا۔ اس سے کچھہ تعجب ہو سکتا ہے؟ اگر یورپ کی آزادی یا اونکا مذہب اسطرح علانیہ معرض خطر میں پڑجائے تو یہی کام
روس کیتھولک کریں نہیں بلکہ عیسائی انگلستان کے تمام معتقد بھی دنیا بھر میں اسطرح پر عمل پیرا ہوں اگر اونکو کلیسا کے
ساتھہ ویساہی نامنصفانہ برتاؤ ہونیکا اندیشہ ہو جیسا کہ اسلام کے ساتھہ ہو رہا ہے۔

پیشتر ازین مسلمانوں کی بیداری انگلستان یا انگریزی حق میں کسیطرح نقصان رسان یا خطرناک نہیں ہو سکتی تھی
کیونکہ انگریزی غلبہ مسلمانوں سے دوستانہ اور منصفانہ برتاؤ ہے جسکو مرادف ہوتا تھا۔ مگر افسوس اب یہہ نہیں کہا جا
سکتا۔ بلاد مشرق میں ہمارا رفیق اعظم مسلمانوں کے مذہبی تعصب کو جسطرح بن پڑے ہمارے برخلاف برانگیختہ
کرنیکا کوئی موقعہ ہاتھہ سے نہیں جانے دیتا۔ جسطرح دو برس ہوئے چترال کا فساد بیرونی تحریک سے وقوع میں آیا تھا
اوسیطرح ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر انگریزی حکومت کے برخلاف حال کے ہنگامۂ فساد بیرونی تحریک و اغوا
سے خالی نہیں مسلمان قبائل کی تندی و پرجوشی اور نیز وہ عجیب و غریب افواہیں جو امیر افغانستان کے قول و فعل کے متعلق
مشہور ہو رہی ہیں نہایت ہی تشویش ناک ہیں۔ ایک مہیب طوفان کی گرج دور سے سنائی دے رہی ہے۔ خدا کرے کہ اوسکی
بدترین خطرات وقوع میں نہ آئیں۔[2]

---

[1] اس اعلان کا مدعا بیشک یہی تھا۔ مگر جب سول زنگ کریٹ عملاً یونان کو دلا چکیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اونکو تعصب میں کیسقدر
افاقہ ہو گیا۔ یا ذاتی اغراض نے اونکو اس اصول کی مضر نتایج سے متنبہ کر دیا۔ یہ انتباہ سب سے اول روس کو ہوا جیسا کہ حصہ اول کے کسی
حاشیہ میں ۱۸۹۹ء کے متوقعہ فساد البانیا کے حالات میں لکھا گیا ہے مفسدین اور بلقانی ریاستوں کو بخوبی متنبہ کر دیا کہ بصورت ہزیمت
وہ یونان کیطرح تاوان سے نہ بچ سکیں گی۔

[2] مسٹر شیلڈ ہار پلٹ کا قیاس ایک حد تک درست ثابت ہوا۔ یہ طوفان جسکی پہلی مہیب جھلک جون ۱۸۹۷ء میں سرحد پر اچانک دکھائی
دی رفتہ رفتہ اسقدر زور پکڑتا گیا۔ کہ کہیں مارچ ۱۸۹۸ء میں جاکر بمشکل فرو ہو سکا۔ اور قطعی و اطمینان بخش تصفیہ ابتک بھی
نہیں ہو سکا کچھہ نہ کچھہ چھیڑ چھاڑ برابر چلی جاتی ہے۔ اور اسکے ساتھہ ہی پامیر اور خلیج فارس کیطرف روس بازیگر نے ... پردہ ...

اس اصول کے متعلق میں ایک اور صورت کا ذکر کرتا ہوں جبکہ کسی وقت غلطی میں آ جانا امکان میں داخل ہے - سوال یہ ہے کہ کیا انگریزی پالیسی کا یہ قابل افسوس اور منحوس بدشگون جدید اصول تمام غیر مسیحی اقوام کے متعلق مدنظر رکھا جائیگا؟ بطور مثال

(بقیہ حاشیہ صلہ نمبر ۱ ص) ایسی سہارت نیا نے کہنا رہا تھا - اب کہلم کہلا اپنا ہاتھ دکھانیکا ارادہ کر لیا ہے - ان سرحدی فسادون کو جیسا کہ بعض انگریزوں نے خیال کر لیا تھا گو براہ راست ہمارے روم و یونان سے کوئی تعلق نہیں مگر ایک عجیب و غریب اور کمال حیرت انگیز تعلق* ضرور ہے انگریزی میں ایک عام مثل ہے کہ "غلطی بلا پاداش نہیں رہتی" غلطی کے ساتھ اگر بیوفائی بھی شامل ہو تو غالباً یہ پاداش احکم الحاکمین کیطرف سے سخت ہی ملتی - بلکہ مسبب الاسباب خطا کار کو بشرطیکہ اوسکی اوسپر نظر رحم و کرم ہو - اور بنابرین اوسکو جلد متنبہ کر دینا چاہتا ہے - پاداش مذکور بہت جلد پہونچا دیتا ہے میرے خیال میں در حقیقت یہی فساد الہی جیسا کہ میں کمیل کے ایک مضمون میں تحریر کر چکا ہوں - ان فسادوں کا اصل باعث و موجب تھا - یونان کی آزادی کے وقت اور پہلے کے زمانہ میں گو چند دفعہ انگلستان اور ٹرکی کی آپس میں چپقلش ہو گئی تھی - مگر محمد علی گورنر مصر کی بغاوت میں جب انگلستان نے ٹرکی کو خاص مدد دی تو پھر دونوں سلطنتوں میں کمال اتحاد و اتفاق ہو گیا - اور جب اوسکے بعد انگلستان نے ٹرکی کے جانی دشمن روس پر فرانس کیساتھ ملکر فوجکشی کر دی - تو یہ اتفاق کمال کے درجہ تک پہونچیگا اور کل دنیا کو یقین ہو گیا کہ اب ترکی و انگلستان ہمیشہ یکجان و دو قالب رہینگے - ترکوں کو بھی جو نہایت ہی سادہ لوح - راستباز سیدھے سادے اور شریف النفس مسلمان ہیں - اس امر کا ایسا پختہ یقین ہو گیا تھا - کہ جب تک انہوں نے متواتر و مکرر موقعوں پر انگلستان کی مایہ سے محاسبانہ کارروائیاں خطوں میں آتی نہ دیکھیں - یہ یقین اونکے دل سے دور نہ ہو سکا - انگلستان کی پالیسی میں یہ تغیر واقع ہونیکے اسباب میں مضمون خلافت اور دیگر مضامین میں جو بست سالہ عہد حکومت کے آخر میں درج ہیں - اور نیز مفروضہ مظالم آرمینیا اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بتا چکا ہوں - یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم تک ترکوں کو انگلستان سے مدد ملنے کا پختہ یقین رہا مگر انگلستان نے آخری وقت تک کروٹ نہ بدلی - اور روس کو (تتمہ بر ص ۲۳)

سلہ یہ ۲۹ - جنوری ۱۸۹۸ء کے معرکہ شن کمار کے متعلق بعنوان معرفت الٰہی لغیبۃ العزائم لکھا گیا تھا - جسے بجنسہ یہاں درج کر دینا شاید نامناسب ہوگا -

معرفت الٰہی لغیبۃ العزائم - یہ ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا میں علم و فن اور تہذیب و شائستگی کو بہت ترقی ہو چکے تو انسان کو اپنی تدابیر اور قدرت پر بہت بھروسہ ہو جاتا ہے اور اوسکے ساتھ ساتھ خدا کی قدرت و طاقت اور اوسکے منتظم اعلےٰ ہونے پر قطعی انکار نہ سہی لاپروائی بالیقین بڑھتی جاتی ہے اور کفر و الحاد کا عام دور دورہ ہو جاتا ہے - عرصہ دراز سے دنیا پھر اسی مقام کی طرف صعود یا نزول کرتے رہنے سے انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں اسکو یہانتک قریب پہنچگئی ہے کہ خدائی دعوی کرنیوالے منجموں کی پیش گوئیون سے قطع نظر کرکے اکثر دور اندیش اور واقف اسرار علماء نے انکو بھی عجائب و غرائب عدیدہ کی عنقریب حدوث کا یقین سا ہو گیا ہے - بلکہ کئی اصحاب کی رائے میں تو یہ حدث شروع بھی ہو گیا ہے جنکی رائے ۱۸۹۷ء کے گذشتہ واقعات اور سال نو کی ابتدائی کارناموں کو دیکھتے چنداں غلط یا قبل از وقت معلوم نہیں ہوتی -

بقیہ حاشیہ بر ص ۲۳

...ستان کو شمال مغربی سرحد کے مشہور ملا کو ہدے نے بھی یہ حرکت شروع کر دی ہے

کیا یہ مذہب قوم پر بھی اسکا اطلاق ہوگا؟ فرانس نے ابھی حال میں نہایت ناانصافی کے ساتھ سیام کے چند علاقے چھین کر
اپنے مقبوضات سے ملحق کئے ہیں۔ فرض کرو کہ سیامی بادری بخت سے کبھی ان علاقوں کو جو دراصل اونکے تھے۔ مگر مقتسلی کی طرح

بقیہ حاشیہ صد۲۲ کے خوب سیر ہوکر ترکی کو کمزور و پامال کر لینے دیا۔ ذاتی اغراض و مصالح ملکی کے لحاظ سے اپنے رقیب کو بسقدر ضعیف اور اپنے ایک جان نثار دوست کو اسطرح کمزور ہو جانے دینا سخت پولیٹکل غلطی ہی نہ تھی۔ بلکہ بیوفائی بھی تھی۔ اسکی سزا سے خداوند عالمیان کی بارگاہ سے یہ ملی کہ محاربہ مذکور کی شرائط کا تصفیہ ہو رہا تھا۔ کہ یکبارگی افغانستان سے بگڑ گئی۔ اور اسپر انگلینڈ کو پہلے تین برسوں کے اندر یکے بعد دیگرے فوجکشی کرنی پڑی جسمیں [illegible] کروڑ روپیہ کے علاوہ ہزاروں جانوں کی قربانی چڑھانی پڑی اور اس صرف کثیر سے فائدہ یہ اٹھایا گیا کہ آخر ملک امیر عبدالرحمن کو سمرقند سے بلا کر حوالہ کر دیا گیا۔ اور خود [illegible] و درگوش جیسے گئے تھے۔ ویسے ہی نہیں۔ بلکہ اوس سے بہت سبکسر ہوکر واپس آگئے۔ البتہ درہ خیبر کو افغانستان کے تسلط سے جدا کر دیا گیا۔ لیکن یہ کوئی قابل قدر معاوضہ نہ تھا۔ قندہار کو امیر عبدالرحمن کی حکومت سے پہلے جدا کر کے وہاں ایک انکے چچیرے بھائی کو حاکم بنایا گیا۔ مگر جلدی یہ علاقہ بھی امیر صاحب کو سپرد کر دیا گیا۔

محاربہ روم و یونان کے پہلے چند برس سے انگلستان نے سلطنت عثمانیہ اور نیز اسکے دشمنوں کے ساتھ ملکر سلطان کی گورنمنٹ کو سخت تفکرات میں مبتلا رکھا۔ اور پھر آخر یونان اسپر بحقیقت [illegible] ملک کو اپنے [illegible] قابل [illegible] شوخی و ڈھٹائی سے چھیڑ خانی کرنیکی عملاً اجازت دیدی۔ یہ قاعدہ ہے کہ [illegible] بعض ایک پھول کو [illegible] سے ہی پہنچتا ہے۔ [illegible] ترکوں کی تھی۔ تتمہ [illegible]

بقیہ حاشیہ صد۲۲) یہ فیصلہ کرنا شاید مشکل ہے کہ انسانی تدابیر پر بھی پورا تکیہ اور بھروسہ کرنا کیا بیجا [illegible] میں لیکن یہ مسلم امر ہے۔ کہ یہ اعتماد خواہ کسی فریق میں پہلے پیدا ہو اسکا انعکاس دوسرے پر بھی بہت ہی جلد پڑ جاتا ہے اور تھوڑی ہی مدت میں حکمران جماعت اور پبلک بالاستثنا [illegible] عالم اسباب اور [illegible] کائنات کے سامنے انسانی طاقت کی حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرتے [illegible] تاریخ بتا رہی ہے۔ کہ جب یہ غفلت اور سرمستی کمال کو پہنچ جاتی ہے تو قادر ذوالجلال گمراہ مخلوق کو متنبہ کرنیکے لئے اپنی خدائی سطوت و جبروت کے کرشمے حسب ضرورت چھوٹے یا بڑے پیمانہ پر دکھاتا [illegible] اگر [illegible] تو پھر کامل تباہی اور بربادی کا حکم نافذ ہو جاتا ہے یہ انذار و تنبیہ بالعموم ان ہی [illegible] ہوتا ہے [illegible] جو ایک زمانہ [illegible] بلکہ استداد زمانہ اور طبعی انسانی کمزوری سے راہ راست سے کسیقدر بھٹک گئے ہوں [illegible] ملک بچا ہوا نہیں ہے۔ لیکن چونکہ جسقدر تہذیب زیادہ ہوگی اسی قدر اسکی [illegible] وسیع ترین (؟) ملک کے مالک ہونیکی وجہ سے یہ صفت دوسروں سے بڑھکر پیدا ہوگئی تھی۔ [illegible] و شورش میں کمال کو پہنچ گئی۔ وزارت انگلستان نے اوسوقت یہ خیال کر لیا کہ اپنے مقبوضات کی حفاظت [illegible]

جو صدیوں تک ترکوں کے رہنے کے بعد چند برسوں سے یونانیوں کی ہو گئی تھی ۔

چند برسوں سے فرانسیسی یعنی "مسیحی" ہو گئے تھے پھر ترجیح کرینگے قابل ہو جائیں۔ فرانسیسی سوقت ایذارسانی و ضبطی املاک و جائداد سے جزیرہ مذکور میں سے مسلمانوں کو خارج ہو جانے پر مجبور کر رہے ہیں ایسی صورت میں بھی کیا انگریزی گورنمنٹ یہ کلیہ قاعدہ مقرر کر دیگی کہ ایسے "مسیحی" علاقے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) اونہیں انگلستان کی کارروائیوں سے بڈا اہم ایسا نتیجہ نہ تھا جیسا کہ ایک ایسے ملک سے جسے ابتک بھی دوست سمجھا جاتا تھا ایسی کارروائیوں کے ظہور میں آنیکا اور غالباً یہ اوسی کے صبر و رنج کا اثر تھا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو اپنے ایک اہم مقبوضہ میں بعینہ ترکی گورنمنٹ کی طرح نہ فقط مخاصمت توہمات بدظنیوں اور تفکر و تردد و تعجب میں مبتلا ہونا پڑا۔ بلکہ محاربہ روم و روس کی طرح محاربہ روم و یونان کے ختم ہوتے ہی اوسے پھر سرحد پر ناگہاں ایک بالکل فضول اور بے منفعت محاربہ کی مالی و روحانی و جسمانی تکالیف و مصائب از حد برداشت کرنی پڑ گئیں۔ ان فسادوں کے اسباب کے متعلق طرح طرح کی رائیں ظاہر کیگئیں۔ کسی نے امیر صاحب کو اور کسی نے براہ راست امیر المومنین کو محرک کنندہ بتایا۔ اور خفیف سے خفیف واقعات سے عجیب و غریب نتائج مستنبط کئے گئے اگست ۱۸۹۷ء میں ایک پٹھان سردار چند رفقا سمیت قسطنطنیہ پہونچا۔ اسپر خوب لمبے چوڑے حاشیے چڑہائے گئے۔ اور بیان کیا گیا۔ کہ وہ امیر صاحب کیطرف سے تحائف اور خطوط لیکر گیا ہے۔ اور سلطان المعظم نے اوسکے ہاتھ شاہ افغانستان کو دوستی خط ارسال کیا ہے مگر یہ بعینہ ویسا وہم تھا۔ جیسا کہ سال گذشتہ ۱۸۹۶ء کی مئی مہینہ میں ترکستان کی مشرقی علاقہ اندیجان میں چند مسلمانوں کی برسر فساد ہو جانے پر روسی حکام کو ہو گیا تھا۔ اور یہ افواہیں مشہور ہو گئی تھیں۔ کہ سرغنہ مفسدان محمد علی خلیفہ کے مکان سے خاص سلطان کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے خطوط برآمد ہوئے ہیں اس افغان سردار سید میر مراتی کی نسبت بھی آخر محقق ہو گیا کہ امیر صاحب کی طرف سے خطوط لیجانا تو درکنار وہ کئی برسوں سے امیر صاحب کے زیر عتاب ہے۔ اور افغانستان سے مفرور ہو کر قسطنطنیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) عمدہ انتظام کر لیا ہے کہ اب ہمکو کسی دوست کی مدد کی احتیاج یا دشمن کی عداوت کا خطرہ نہیں رہگیا اسکو اپنی انسانی تدابیر کے استحکام اور مضبوطی کا پورا یقین ہو گیا تھا۔ اور اس یقین پر سرمست ہو کر اوسنے اپنے قدیمی معین کو جس کی موجودگی یا امداد کی اسے بزعم خود کوئی ضرورت نہ رہگئی تھی۔ اسکے قدیم دشمنوں کے ساتھ ملکر دق کرنا شروع کر دیا۔ اور اسکے لئے ایک بنام اور نا مہربان فراموش قوم کی حمایت کو اختیار کر لیا۔ اور یہ جادو ایسی سختی سے ڈالا گیا کہ ہر کہ و مہ کو اس ضعیف سلطنت کی بربادی اور پامالی میں کوئی شبہ باقی نہ رہگیا۔ اور اس غیر مترقبہ سلوک سے اوس سلطنت کے فرمانروا کی حالت ایسی پژمردہ ہو گئی۔ کہ ہر کسی کو اوسے دیکھکر رحم آجاتا تھا اہل کفر و اعدا اور اعدا کے دشمن جان دیکھکر اوسکے پاس کا احکم الحاکمین میں بعجز و نیاز نالیدہ و فغاں بپا کرنے کے ملتجی ہونیکے سوا کوئی چارہ نہیں رہگیا تھا اسکے چیلوں بوجہ خونخوار شکاری چہری کٹاری لئے اسکو بستر کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ وہ اپنی قوت و طاقت پر اسقدر نازاں تھے کہ انکو بھولے سے بھی خدا کا سچا خیال نہیں گذرتا تھا۔ گو دنیا غریبی کے لئے ہر وقت ہمدردی نوع انسانی کا لفظ ان کے ورد زبان تھا۔ آخر مصداق "بترس از آہ مظلومان" الخ اس بیمار و بیکس کی آہ و زاری مقبول ہو گئی۔ اور محض فضل ربی کی یاوری سے نہ صرف اسکے ایذا دہندوں میں نفاق پڑ گیا۔ بلکہ اسکے منہ لگے چیلوں اور اسکے حقیر و گمنام ریاست دینی معتمد لاکر ذریعہ سے کچھ تہدید کی گئی جب کچھ عرصہ کے بعد اسکا اثر زائل ہو گیا۔ تو چیلوں نے پھر

پہر یوں بہی یا ایسا ہی نہیں ہو سکتی؟

انجمن اتحاد کلیساء انگلستان } ایسے قاعدہ کا پابند ہونا تو کجا اوسکا خیال تک بہی محض سفاہت و دیوانگی ہے۔ اگر کوئی اجنبی طاقت آئرلینڈ کو "ہوم رول" (اندرونی خود مختاری) دلانیکے لئے اوسپر حملہ کردے۔ اور ہم اوسے شکست

بقیہ صفحہ ۲۴ سیاحت سے زندگی کے دن کاٹ رہا ہے۔ امیر صاحب پر بہی جو شکوک کئے گئے تہے۔ وہ بالآخر بالکل بے بنیاد ثابت ہوئے۔ امیر صاحب نے اظہار البیان فی نصیحت آل الافغان کے عنوان سے عام اعلان شائع کرکے سرحدیوں کے بخوبی کان کہولدئے کہ وہ اونسے کسی مدد کی توقع نہ رکہیں اور محقق ہو گیا کہ ظاہری اسباب کئی مقامی وجوہات کے علاوہ زیادہ تر نیم دلانہ فارورڈ پالیسی کا نتیجہ تہے مگر اصل باعث میری رائے میں وہی حرص کی نا زیبا حرکت تہا۔ خفیہ اسباب میں جہانتک قرائن سے پایا جاتا ہے۔ بیشک کچھ بیرونی تحریک بہی شامل تہی۔ مگر یہہ صرف اوسی سلطنت کی کارستانی تک محدود تہی جو سالہا روز رات سے ریچھ کیطرح ہندوستان کے شہد کے چہتہ کے گرد منڈلا رہی ہے۔ اس بارہ میں سر الشمیلڈ سے کل اتفاق ہے۔ اور ۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کے وکیس میں یہی رائے ظاہر کرچکا ہوں۔ امیر صاحب پر زیادہ تر شبہہ اس سے ہوا کہ انہی دنوں ایک کتاب کی چند کاپیاں ہندوستان میں پائی گئیں۔ انگریزی اخبارات نے زمین کو سر پر اٹہا لیا۔ اور اسکا خلاصہ کرکے گورنمنٹ کو بہکانا شروع کیا۔ کہ یہ کتاب امیر صاحب نے حال میں تالیف کرائی ہے۔ اور مسلمانونکو جہاد پر اکسانیکے لئے ہندوستان بالخصوص نیٹیو فوج میں اوسکی عام اشاعت کی کوشش کررہے ہیں مگر تہوڑے ہی عرصہ میں انکی تمام شبہات بے بنیاد ثابت ہوئے۔ اور یہہ بخوبی محقق ہو گیا کہ امیر صاحب نے یہہ کتاب اب یا انگریزوں کے برخلاف مسلمانوں اور خاصکر افغانوں کو برافروختہ کرنیکے لئے تیار نہیں کرائی۔ بلکہ ۱۸۸۵ء میں جبکہ روسیوں کے ساتہہ واقعہ پنجدہ کے بعد جنگ کا قوی احتمال ہو گیا تہا۔ اوس اغتصاب کی مدافعت پر افغانوں کو تیار کرنیکے لئے اپنی نگرانی میں مرتب کرائی تہی۔ تتمہ حاشیہ بقیہ بر صفحہ ۲۶

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴ } افریقہ کی ایک ایسے ہی حقیر و بیچارہ علاقہ (ٹرانسوال) کو عبرت کا سبب بنایا گیا لیکن جب رجال حکومت کو اسپر بہی اپنی انسانی عقل پر غرہ رہا تو انگلستان کے سب سے بڑے اور جلیل القدر مقبوضہ میں طاعون و قحط کی قدرتی بلائیں بہیجدی گئیں۔ اور ہندا ایسے امن پسند ملک کی نسبت جس جگہہ کی رعایا ابتدائے آفرینش سے لیکر ابتک بادشاہ وقت کے قابل پر نہیں آئی۔ بدخواہ اور باغی ہونیکے فرضی وہم سے اون کو خبر دار کیا۔

اودہر یورپ میں اسی سلطنت کے لئے جسکہ کچہہ عرصہ پہلے آپس میں تقسیم کرنیکی تیاریاں کی جاتی تہیں۔ بلکہ ابہی تک یہہ تجویز ہیں اور ہیں۔ ایسے اسباب بہم پہنچا دئے کہ اوسے وہاں حل کہو لکر اون ہی تینوں سلطنتوں (روس فرانس اور انگلستان) کے لیپالک فرزند اور پرورش کردہ ملک کو عبرت بخش سزا دینے کا موقعہ ملگیا۔ لیکن جب یہہ سبق بہی بیکار ہے اور متواتر فتح عزائم سے کوئی ہوش نہ آیا تو عین اس موقعہ پر جب کہ کل دنیا جبر مجسم حمیرہ ہند کے الماسی جشن کی خوشیاں منانے کی زور شور سے تیاری کررہی تہی۔ سنہ ازلی سے ہندوستان کے پایہ تخت کو متزلزل کرنیکے ساتہہ ہی شمال مغربی سرحد پر جسے بیرونی حملوں کے لئے نہایت ہی مضبوط و مستحکم خیال کیا گیا تہا۔ ایک ایسی قوم کو جو بقول سرولیم لوکہارٹ انگریزی سطوت و جبروت کے سامنے ناچیز شئے سے زیادہ حقیقت نہیں رکہتی تہی۔ ناگہان فتنہ و شورش پر کہڑا کردیا جسنے آخر اسقدر ہاتہہ پاؤں پہیلا دئیے کہ ابتک ختم نہیں ہوتے۔ تتمہ حاشیہ بقیہ بر صفحہ ۲۶

دیکر وہاں سے نکالدیں۔ تو کیا انگریزی قوم کا ہر زندہ فرو بشر ایسی انگریزی گورنمنٹ کی جس نے کسی ایسی اجنبی جنگجو کے مطالبہ کو منظور کر لینے کے بجائے جو ہمکو اپنی فتوحات کے ثمرات سے محروم کرنا چاہتا ہو۔ آخری وقت تک جد وجہد کرتی رہی ہو دل وجان سے تائید اور سچی تعریف نہیں کریگا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵ } کتاب کو رکھا گیا صفحہ ۳۰ اور نیز وہ مضمون بھی جنمیں محولہ بالا روایات کا تذکرہ اور جا بجا تردید کیگئی تھی حسب ذیل ہیں۔

ضیاء الملت والدین کی تقویم الدین) کتاب تقویم الدین کی تالیف اور اشاعت کا ذکر ہم نے اخبار وکیل کے کسی گذشتہ نمبر میں درج کر دیا تھا۔ نو مارچ ۱۸۹۵ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں اس کتاب کے خلاصہ کا جو کسی نمبر میں چھپا ہے تذکرہ کر کے ذکر کیا گیا ہے کہ کتاب مذکور کی نسبت حدود افغانستان سے باہر جانیکی ممانعت کر دیگئی تھی۔ اسلئے خیال نہیں کیا جا سکتا کہ اوسپر کسی دوسرے انگریزی *اخبار نے تبصرہ کیا ہو۔ اسی واسطے یہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ مضمون کتاب جنگی ہے پھر بھی ہم خیال نہیں کرتے کہ اسوقت اوس کے ساتھ کوئی پولٹیکل حیثیت وابستہ ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو اون اطوار اور طرز خیالات و توہمات سے واقف کرنا چاہتے ہیں جو افغانوں کی طبیعتوں میں مضمر ہیں"۔

ہمارا انگریزی ہمعصر گو اپنے ناظرین یا دوسرے الفاظ میں اپنے ہمقوم اینگلو انڈین پارٹی کی اون افراد کو جو اخبار مذکور خریدتے ہیں اپنے نوٹ کی عبارت سے شاید اسی درجہ تک مطمئن کر سکے جس قدر کہ اوسکا مقصود ہے مگر اسے یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ سول کے پڑھنے والوں کی تعداد اسی قسم کے ناظرین پر محدود نہیں ہے جن کی دل لگی کے واسطے اس تحفہ کا پیش کرنا اوس کا مقصود ہے بہت سے دوسرے لوگ بھی ایسے ہونگے جنکو یہ مضمون کسی دوسرے رنگ کی جھلک دکھانے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ ہم تو یہی سمجھے ہوں گے کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ کیونکہ اسی مضمون کو اگر کوئی اردو اخبار ابتدا میں چھاپ دیتا۔ تو بھی سول خدا جانے کیا کیا اتہام اوسکے سر تھوپ دیتا۔ جہاد کا اعلان بغاوت کا اشتہار قرار دیدیتا تو اوسکے سامنے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اس کوتہ اندیش اینگلو انڈین پرچہ کو جو اپنے آپ کو گورنمنٹ کی موچھ کا بال سمجھا بیٹھا ہے اسقدر تمیز نہیں کہ عیسائی اخبار کی حیثیت سے مذہبی معاملات میں خامہ فرسائی کرنے سے وہ گورنمنٹ کی پالیسی کو کس قدر زک پہونچا رہا ہے۔ تمہ بر صفحہ ۳۷

بقیہ صفحہ ۲۵) اسی سرحدی پشتہ ناچیز کی ایک ٹانگ (یعنی آفریدیوں) کو توڑنیکے لئے جنرل لوکہارٹ ولایت سے ہندوستان میں آئے۔ اور دو ہفتوں میں کار مفوضہ سے فارغ ہو کر واپس جانے کا پختہ عزم رکھتے تھے۔ لیکن ہفتوں کی جگہ مہینے گذرے اور ہنوز دلی دور است کا معاملہ رہا۔ آخر میدان کی برفوں نے جب میدان خالی کرنے پر مجبور کیا تو راولپنڈی میں چند روزہ اقامت کے بعد کلکتہ ہوتے ہوئے شروع جنوری میں ولایت جانیکا مصمم ارادہ کیا گیا۔ اس چند روزہ اقامت کے دوران میں جب چند مسلمانوں نے انکو کامیاب مراجعت پر ایڈریس دیا۔ تو انہوں نے کامیابی کے لفظ کو حذف کر کے صرف واپسی کا لفظ اختیار کرنیسے مبارکباد دینے والوں کو کل کیفیت سے آگاہ کر دیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ یہ چند روزہ اقامت کئی اسباب سے ایکماہ تک طویل ہو گئی اور ولایت چھوڑ اس عرصہ میں کلکتہ تک جانا نہ ہو سکا۔ لیکن ہر چیز کی انتہا ہوتی ہے۔ آخر جنرل ممدوح ۵۔ فروری کو ہندوستان سے روانہ ہو جانے کا عزم بالجزم کر کے راولپنڈی سے کلکتہ کو روانہ ہو گئے۔ اور گورنمنٹ نے حسب ضابطہ تیراہ فوجکی کمانڈر اونکی جانشین کا نام بھی گزٹ کر دیا اس سفر میں صاحب ممدوح ۲۱۔ جنوری ۱۸۹۸ء کی دوپہر کو لاہور اور امرتسر سے گذرے۔ ان دونوں مقامات پر سنگھ سبھاؤں نے بڑی دہوم دہام سے ایڈریس دئے۔ اور اپنے راولپنڈی کے سکھ ایڈریس ہندگاں کی برخلاف مسلمان ایڈریس دینے والوں کی

* بمبئی کی انگریزی اخبار ٹائمز آف انڈیا نے ۱۸۹۱ء سے کئی برس پہلے اس کتاب کا ذکر کر کے اوسکی نسبت اپنی رائے ظاہر کی تھی۔ مؤلف

لیکن افسوس سلطان اور اونکی گورمنٹ کو بعینہ یہی کرنی پیرہم اعدائے انسان مکار کینہ توز اور سیاہ دلوں بتارہی ہیں؛ وہ جو کچھ اسبار مین کوشش کرتی رہی ہیں انکی ملک و حکومت کی اغراض یا ہدایات اونکی متقاضی تہیں۔ اور جایز و مناسب حب الوطنی کا تقاضا یہی تہا ہمارے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۶) پہلے حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی خلافت کے معاملہ کو اسی اخبار نے چہیڑ کر مسلمانوں میں اسقدر برانگیختگی پیدا کر دی تہی کہ جس کا اثر ولایت کے اخبار وغیرہ تک پہونچکر ابتک اپنا رنگ دکہلا رہا ہے۔ ابھی وہ جوش فرو ہونے پایا تہا کہ اس اخبار نے یہ چہیڑ چہیڑ دی ہے گو اصل میں اسکا اثر کچھہ ہی ہو مگر وہ یہی سمجہا بیٹہا ہے۔ کہ اوسکو ساتہہ کوئی پولٹیکل حیثیت وابستہ نہیں ہے یہ کو عقل اخبار اسطرح پر اپنے دلکو تسکین دیوے۔ مگر گورمنٹ کو آنکہیں کہولنی چاہئیں کہ اس قسم کے لٹریچر سے کیا کیا نتائج نکلنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے ایک یہی نتیجہ تو نکل سکتا ہے کہ یہ عیسائی اخبار مسلمانوں کے بہکانے کیواسطے آیات قرآنی کے الفاظ کی تحریف کرنے سے بہی اجتناب نہیں کرتا چنانچہ "فرض اطاعت" کی عنوان کی تحت میں وہ یہہ عبارت لکہتا ہے (یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ) اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور حاکم کی خواہ اوسکا مذہب کچھہ ہی ہو۔ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ آیہ کریمہ کے کن الفاظ سے اوس نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ کا ترجمہ لفظی تو اسطرح پر ہے۔ "اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے"۔ اب الفاظ "خواہ اوسکا مذہب کچھہ ہی ہو" اگر ایجاد رسول ہے تو مسلمانوں کا خیال اس عیسائی اخبار کی نسبت کیا ہوگا اگر مِنْكُمْ کا ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے تو اولی الامر انہیں میں سے ہونا چاہئے اور یہی صحیح ہے پہر "خواہ اوسکا مذہب کچھہ ہی ہو" کا ڈہکوسلا کہاں سے داخل کر دیا۔ آگے چلکر "بادشاہ کی ضرورت" کے عنوان کی تحت میں اوسکی قابلیتوں کے متعلق یہ لکہا ہے کہ وہ مسلمان ہو شخص ہو مرد عاقل و بالغ ہو۔ پہلی شرط مسلمان ہونے کی ایسی ہے جو "خواہ اوسکا مذہب کچھہ ہی ہو" کی عبارت کی تکذیب کر رہی ہے۔ ہم پہلے بہی بہت زور دیکر لکہہ چکے ہیں۔ کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ جیسے عیسائی پرچوں کو اسلامی معاملات سے کبہی پوری پوری واقفیت نہیں ہو سکتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تعلیم میں جنرل موصوف کو کامل کامیابی پر بہی مبارکباد دی اور اس موقع پر صاحب ممدوح نے بہی فتح و نصرت کا لفظ پہلی دفعہ زبان سے ارشاد فرمایا۔ ملک کو انکی خوش بیانی شاید پسند نہ آئی اور اوسنے علین اسیوقت جبکہ یہ ایڈریس سنے اور انکے جواب دیئے جا رہے تہے۔ اس فتح کے لفظ کی خوشی کو زائل اور اس آخری قطعی ارادہ کو فسخ کرنیکا سامان کر دیا۔ جس کی خبر باغلب وجوہ انکو کلکتہ پہونچنے سے پیشتر الہ آباد میں ملگئی ہوگی۔ اور اسوقت کامل یقین ہے انکی زبان سے یہ کلمہ خواہ کیسی ہی دہیمی اور مدہم آواز میں کیوں نہ ہو ضرور بلا اختیار نکل گیا ہوگا کہ "عرفت ربی بفسخ العزائم"۔

اس ارادہ کے فسخ کنندہ واقعہ پر جسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ انگلستان کے خیالات میں بڑی لمبی چوڑی بحثیں ہو رہی ہیں اور ہماری مخالف سلطنتوں کے اخباروں کو اس سے خوب لبر کی اڑانے کا موقعہ مل گیا ہے مگر یہ انکی محض سفاہت ہے۔ دس بیس پچاس سپاہیوں کے نقصان سے انگریزی سلطنت کا ایک بال بہی بیکا نہیں ہو سکتا۔ اور جس لحاظ سے وہ اسپر اسوقت خوب جہوم جہوم کر بڑے زبانیں کر رہے ہونگے وہ فی الحقیقت کسی وقعت کی نگاہ سے دیکہے جانیکے قابل نہیں یہ سب خدائی کرشمے ہیں ورنہ کجا مور ضعیف اور کجا پیل دمان۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹہے اللہ میاں کو سونپ کر چپ چاپ

کوتاہ اندیش اور کور چشم متعصب نے وہ اخبار نویسوں اور مدبروں کو ان تعریفی الفاظ سے جو انجمن اتحاد کلیسیائے انگلستان کے بشپوں نے اپنے گشتی خط (عام اعلان) میں اسلام کی نسبت تحریر کئے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ الفاظ مذکور حسب ذیل ہیں۔

(بقیہ صفحہ) وہ اس معاملہ میں ایک ایسا نادان بچہ ہے جو اخگر کو کھیلنے کی چیز سمجھکر اوسے ہاتھ لگا دیتا ہے۔ اور جب ہاتھ جلتا ہے تو چیخ چلانے لگتا ہے۔ ہم پھر اپنے معزز ہمعصر کو نصیحت کرتے ہیں کہ آئندہ وہ اسلامی معاملات پر خامہ فرسائی کرنے سے احتراز کیا کرے اور اگر اس میدان میں قدم مارنے کا شوق ایسا ہی چرایا ہے۔ تو کسی مولوی کو نوکر رکھے جو اسکو مذہب اسلام سے آگاہ کرے اور شاید اسی ذریعہ سے اسکا سیاہ دل نور ایمان سے مجلا ہو جاوے۔

ہاں اگر سول اینڈ ملٹری گزٹ کا روئے سخن حضرت ضیاء الملت والدین کیطرف ہے تو پھر بھی ہم کہیں گے کہ وہ بے جا کہا گیا۔ کیونکہ امیر صاحب نے تو علانیہ درباروں میں اور تحریروں میں بالوضاحت بارہا سرکار انگریزی کے ساتھ دوستی کا اعتراف کر دیا ہے اور پولیٹیکل تعلقات کی وجہ سے ہماری گورنمنٹ کو بھی کوئی وجہ حاصل نہیں ہے۔ کہ اوس کے برخلاف کسی احتمال کو جگہ دے سکے۔ اگر کوئی "پولیٹیکل حیثیت" اس تالیف کے ساتھ وابستہ ہوگی بھی تو اسکا خیال روس کو ہونا چاہئے۔ نہ کہ ہماری گورنمنٹ کو بشرطیکہ گورنمنٹ کی ڈور سول اینڈ ملٹری جیسے کوتاہ اندیش اخباروں کے ہاتھ میں نہ ہو اسوقت کیا ہماری گورنمنٹ کو کبھی آئندہ بھی اس تالیف کے ساتھ پولیٹیکل حیثیت کے وابستہ ہونیکا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔

اب ہم سول کے اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ہمنے اخبار میں لکھا تھا کہ امیر عبد الرحمن خانصاحب نے ایک کتاب موسوم **تقویم الدین** اپنے حکم سے طبع کرائی ہے اب ایک کارسپانڈنٹ کی تحریر سے کتاب مذکور کا اقتباس ہمکو ملا ہے اور ہماری رائے میں اس کا چھاپنا ناظرین (تتمہ بر صفحہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ) بیٹھے رہنا چاہئے ایسا کرنا خود منشاء ایزدی کے برخلاف ہے۔ دنیاوی امور کیلئے دنیاوی تدابیر مقدم اور لازمی ہیں۔ خود خداوند کریم بھی اپنی خدائی چلانے کیلئے انہی دنیاوی اسباب سے کام لیتا ہے۔ گو بسا اوقات اپنی محدود عقل سے ہم اسکی کائنات اور اسکی قدرت کے اسباب و نتائج کے ایک سنکھواں حصہ پر بھی احاطہ نکر سکنے کی وجہ سے انکو فوق الفطرت ہی کیوں نہ سمجھیں۔ خدا اپنے بندوں سے صرف یہی چاہتا ہے۔ کہ اپنی ہمت و کوشش کے ساتھ تائید ایزدی کی شمولیت کے بھی خواہاں ہوں۔ اس خواہش سے اوسکی طرف متوجہ ہونگے اور یہ توجہ منہیات۔ دغا۔ فریب۔ غضب۔ احسان فراموشی اور نمک کشی سے مانع ہوگی۔ طبیعت بری کاموں سے متنفر ہو جاویگی۔ اور جب اس طرح طبیعت میں راستبازی راسخ ہو گئی۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ راستی کا ہمیشہ بول بالا رہتا ہے۔ اور چونکہ بمصداق آیہ کریمہ "اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ" وہ سلطنت و ریاست صرف اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور اسکی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اپنے ان بندوں کو سیدھے راستے سے بھٹکتا ہوا نہ دیکھے اور ان کی اصلاح و درستی کے لئے حسب ضرورت انکو تنبیہ و تہدید کرتا رہتا ہے پس ان سب مصائب کا مدعا یہی ہے۔ کہ رجال حکومت ان سے دیدہ عبرت کھولکر اپنے رب کو پہچاننے لگیں اور اپنی دنیاوی تدابیروں کے ساتھ فضل ایزدی کے بھی شامل حال ہونے کے لئے (بقیہ بر صفحہ)

مسلمانوں میں عیسائیت کا وعظ کرنیکے لئے نہایت کامل اور زبردست تیاری کی احتیاج ہے۔ جن لوگوں نے یہ کام کرنا ہو اونپر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے کیریکٹر۔ اونکی تاریخ اور انکے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کریں۔ اونسے یہہ سلسلہ جنبانی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اصل کتاب فارسی اور عربی میں لکھی گئی ہے۔ اور اسمیں ۳۷۰ آیات قرآنی اور احادیث نبوی امیر صاحب کے حکم سے دو مولویوں نے جنکے نام میر محمد عظیم خاں سارجنٹ میجر اور مولوی عبدالرزاق دہلوی ہیں درج کی ہیں۔ خاتمہ کتاب پر چند دیگر سربرآوردہ علمائے افغانستان کی مواہیر بھی ثبت ہیں۔

یہ کتاب تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھہ دیباچہ اور تکملہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ دیباچہ حسب ذیل ہے۔

ایکدن امیر صاحب اپنے کسی ایوان میں تشریف فرما تھے کہ اسوقت اونھوں نے چند علمار کو طلب فرماکر یہہ خواہش ظاہر فرمائی کہ کوئی ایسی کتاب تالیف کیجانی چاہئے جس میں جہاد کی ضرورت بالتخصیص دکھلائی جاوے تاکہ لوگوں کے مذہبی عقائد میں ضعف واقع نہ ہو اونکا یہ بھی ارشاد تھا کہ جب یہ کتاب تکمیل کو پہونچ جائے تو ہمکو دکھائی جائے تاکہ ہم ضروری اصلاحات اور جستہ جستہ تصرفات کر سکیں بہ تعمیل ارشاد امیر صاحب مولوی صاحبان نے ایک کتاب تالیف کی اور جب یہہ تیار ہو گئی۔ تو امیر صاحب کی خدمت میں پڑھی گئی۔ امیر صاحب نے اسمیں کسیقدر ایزادیاں اور ترمیمیں کیں۔ چونکہ بعض آیات قرآنی کی تحقیق کیلئے کسی حافظ قرآن کی ضرورت تھی۔ اسلئے امیر صاحب نے حافظ کے پیش کئے جانیکا حکم دیا مگر پیشخدمت غلطی فہمی سے بجائے حافظ قرآن کے دیوان حافظ اٹھا لایا۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا منشار دیوان حافظ کے پیش کئے جانیکا نہ تھا۔ مگر چونکہ حسن اتفاق سے آگیا ہے۔ اسلئے اس سے تفاول کرتے ہیں چنانچہ امیر صاحب نے دیوان مذکور جو کہولا تو سرورق پر یہ شعر نکل آیا۔ ع

پرتیبا و صبا دو چشم آنکہی آورده که روز محنت و غم رو بکوتہی آورده رساند رایت منصور بر فلک حافظ چو التجا بجناب شہنشہی آورده بقیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ کہ ہم ہر وقت اوسکی درگاہ میں ملتجی رہیں۔

اس تمہید کے بعد جو واقعہ متذکرہ بالا کے مفصل حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ناظرین کو یہہ تو معلوم ہے کہ گذشتہ اواسط سے کے کرنے کے لئے ہزار آفریدی قبائل کا جرگہ جمرود میں آیا ہوا ہے اسمیں چھہ سو کے قریب ملک شامل ہیں۔ جب سرولیم لاکہارٹ تراہ اور وادی بارہ سے انگریزی علاقہ میں ہٹ آئے تھے تو عام خیال تھا۔ کہ آفریدیوں کی تر ار واقعی گوشمالی کے لئے موسم بہار میں پھر چڑہائی کیجائیگی۔ اور وسعت ایسا انتظام کیا جائیگا کہ غنیم کو پہلے کیطرح خود عموماً محفوظ رہکر ہمکو سخت نقصان پہنچاتے رہنے کا موقعہ نہ ملیگا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد پولیٹیکل افسروں کی مستعدی اور سرگرمی سے جرگہ جمرود میں جمع ہو گیا۔ اور گو ذکا خیل اس میں شامل نہ ہوئے تاہم عنقریب صفائی ہو جانیکا تقریباً پختہ یقین ہو گیا تہا جس میں ۲۸ جنوری کی شام تک کوئی خلل نہ پیدا ہوا تہا۔ لیکن اس اثنار میں انگریزی افسران نے اسی غلط پالیسی پر چلکر جسکی کسی قدر توضیح فساد الاحسانہ نوٹ میں کیگئی ہے آفریدی علاقہ کا محاصرہ برابر قائم رکہا تاکہ ہندوستان سے کسی قسم کی رسد وغیرہ انکو نہ پہنچ سکے معمولی سمجھہ کا آدمی بھی عجیب کاروائی دیکھکر متحیر ہوگا۔ کہ ایک طرف تو بیا ر دلاسے ملکوں کو جمع کیا جارہا ہے اور دوسری طرف انکو تنگ کرنیکا سامان بہی کر ساتھہ کے ساتھہ باب تتمہ بر صفحہ ۳۰

نہایت احتیاط سے کرنا واجب ہے۔ اور اُنکے مذہب کی اچھی باتوں کو تسلیم کر لینا نہایت لازمی ہے۔ تاکہ عیسوی صداقت کی عمارت بنانے کے لئے ان اچھی باتوں سے بنیاد کا کام لیا جائے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۹) امیر صاحب یہہ شعر پڑھکر بہت محفوظ ہوئے۔ بعد ازاں جب انہوں نے اپنی گھڑی دیکھی تو ٹھیک ۱۲ بجے تھے اور نماز جمعہ کا وقت قریب تھا۔ موذن نے اذان دی۔ امیر صاحب نے منجم شاہی کو اس ساعت کے دریافت حال کیلئے طلب فرمایا نجومی نے بیان کیا کہ یہہ ساعت نہایت ہی سعید ہے اور جناب باری میں استجابت دعا کیلئے نہایت موزون ہے یقین ہے کہ باران رحمت کا نزول شروع ہو۔ عقائد اسلامی کی رو سے استجابت دعا کیلئے ساعات حسنہ میں سے ہے۔ بناءً علی ہذا امیر صاحب نے اپنے دست مبارک دعا کیلئے اٹھائے اور یہہ کلمات دعائیہ زبان مبارک سے فرمائے۔ اے قادر مطلق خدا تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تا قیام قیامت زوال سے اپنے حفظ وامان میں رکھہ اور قوم افاغنہ کو تمام آفات ارضی وسماوی سے اپنی پناہ میں رکھ اور کافۃ المسلمین علی الخصوص افغانوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر۔ آمین

جہاد ہر ایک شخص پر فرض ہے) حصہ اول میں جہاد کی فرضیت کی نسبت بحث ہے۔ اس میں درج ہے کہ ہر ایک مسلمان پر جہاد کرنا فرض ہے چنانچہ آیۃ کریمہ ہے (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً) اور لڑو مشرکوں سے ہر حال جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال۔ اکثر مفسرین نے جہاد کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ (یعنی وہ اس صورت میں ادا ہو جاتا ہے جبکہ معدودی چند جماعت مسلمانوں میں سے بجائے باقیوں کے اس کام میں مصروف ہوں۔ لیکن اگر مسلمانوں پر چاروں طرف سے نرغہ ہو۔ تو اس صورت جمیع اہل اسلام پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور کفایہ نہیں رہتا۔ مجاہدین کا فرض ہے کہ وہ کفایہ کے ساتھ اس وقت تک لڑیں جبتک کہ فتنہ فرو نہ ہو جاوے یا کفار بالکل مغلوب ہو جائیں۔ اور خدائے واحد اور برحق کی عبادت ان میں عام نہ ہو جاوے (صفحہ ۳۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسطرح دباؤ پڑنے سے جلد شرائط ماننے پر مائل ہو جاینگے۔ افسوس ان افسروں کو یہہ ہوش نہ آیا کہ جب پچاس ہزار فوج کا دباؤ خود اُن کے ملک میں ہوکر انکو سیدھا نہ کر سکا تھا تو یہ ناکہ بندی کیا پشم کندہ کر سکیگی۔ اسکا نتیجہ ظاہر تھا کہ کشمکش بڑھی اور فریقین کی ایکدوسرے سے برابر مٹ بھیڑ ہوتی رہی۔ اس چھیڑ خوباں سے چلی جاے کی مصداق پالیسی نے کل کھیل کو بگاڑ دیا۔ اس وقت اس ناکہ بندی کیلئے قلعہ بارا۔ ممنانی۔ علی مسجد اور جمرود میں چار برگیڈ مقیم ہیں۔ ان چاروں کے افسروں نے ناکہ بندی کو پیچ کو مزید دباؤ کیلئے ایک چکر اور دینے کی تجویز کر کے جنوری کے تیسرے ہفتہ میں میدان کجوری پر یورش کرنیکی صلاح کی تھی۔ یہ میدان قلعہ بارا کے شمال میں واقع ہے اور اوسکے شمال مغرب اور جنوب کی طرف ان پہاڑیوں کے گوشے ہیں جو وادی بارا کو وادی بازار سے جدا کرتی ہیں۔ اُسکا رقبہ تین میل مربع ہے اور آفریدی اپنے اونٹ اور مویشی یہاں چرایا کرتے ہیں۔ انکی مویشی اور گلہ بانوں کو گرفتار کرنے کے لئے حملہ کی تجویز کی گئی تھی۔ مگر پہلی تجویز کی اطلاع کسی طرح آفریدیوں کو پہنچ گئی اور اُسے ملتوی کر دیا گیا۔ اور چند روز کا وقفہ ڈالکر نہایت رازداری سے اُسکے متعلق دوبارہ تجویز کر کے قرار دیا گیا کہ ہفتہ کی صبح کو چاروں برگیڈوں سے میدان مذکور کو ایک دستہ طلبہ ہو کر اون کو چاروں طرف سے گھیرے اور کوئی راستہ (نمبر ۳۲)

یہ یاد رکہنا چاہیے کہ مشرق مشرق ہی۔ اور مغرب مغرب۔ کسی مشرقی ملک پر ٹہیٹ یورپین اور انگریزی طریق سے حکومت نہیں کیجا سکتی۔ خود ہمکو ٹوچی۔ مالاکنڈ۔ اور سوات وغیرہ علاقوں کے خونخوار اور درشت ترکستانی قبائل جب لڑائی کرنی پڑتی ہی تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قال اللہ تعالی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ } اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو لڑتے ہیں تم سے اور زیادتی مت کرو۔ اللہ نہیں چاہتا زیادتی والوں کو۔ اور مار ڈالو انکو جس جگہہ پاؤ۔ اور نکالدو جہاں سے اونہوں نے تمکو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنیسے زیادہ سخت ہی۔ اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام پاس جبتک وے نہ لڑیں تم سے اس جگہہ۔ پہر اگر وے لڑیں تو اونکو مارو۔ یہی سزا ہے منکروں کی۔ پہر اگر وے باز آویں تو اللہ بخشنے والا ہی۔ اور لڑو ان سے جبتک باقی نہ رہے فساد اور حکم رہی اللہ کا۔ پہر اگر وے باز آویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر۔

(وعدہ و وعید) حق تعالی ان لوگونکو دوست رکہتا ہے۔ جو اپنے مذہب اور جماعت کی حفاظت اور بچاو میں دشمنوں سے جوانمردی کے ساتہہ مقابلہ کرتے ہیں۔ حدیث نبوی ہی القتل فی سبیل اللہ یکفر کل شیء الا الدین کہ جہاد سے مجاہدین کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ باستثناء ان گناہوں کے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ کما قال اللہ تعالے وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ توبہ رکوع ۳۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) بہاگ جانیکا۔ چہوٹی علی مسجد اور جمرود کے درمیان میدان تک جاکر بیس سال کا چکر لگاتے۔ مگر انہیں کوئی غنیم نہ ملا۔ بارہ کا کالم بہی گو سیدہا میدان مذکور کو جاکر اس میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہر گیا۔ لیکن اوسے بہی کوئی دشمن نظر نہ آیا مگر مسنائی کی بریگیڈ سے جو کالم میدان کے مغربی حصہ کو بہیجا گیا۔ اسکا مقابلہ ہو گیا۔ اسمیں ایک سالم پلٹن گورہ ۳۶ سکھ رجمنٹ کی چار کمپنیاں اور دو توپیں تہیں۔ یہ درہ شین کمار تک بلا مزاحمت چلا گیا۔ وہاں غنیم نے مقابلہ کیا جو فوراً منتشر کر دیا گیا۔ اسپر ایک پہاڑی کے کرارہ پر سکہوں کی ایک پلٹن کو نگرانی کے لئے مامور کر کے باقی فوج غارونکی تلاش پر مصروف ہو گئی۔ اسی اثنا میں کمپنی مذکورہ خدا معلوم کسکی غلطی سے کرارہ سے واپس منگوا لیگئی اور غنیم نے اوسپر قبضہ کر لیا مگر چونکہ فوجکی بخیریت واپسی کے لئے اوسپر قابض رہنا نہایت ضروری تہا۔ اسکو فتح کرنے کے لئے غنیم پر حملہ کیا گیا۔ اور سخت لڑائی کے بعد جس میں بہت نقصان ہوا اوسپر پہر قبضہ کر لیا گیا۔ اسکے بعد مراجعت شروع ہو گئی۔ فوج زخمیوں اور لاشونکی وجہ سے جلد چلنے سے معذور تہی دشمن نے اس موقعہ پر حسب معمول کمال تیزی سے حملہ کر دیا۔ اور جابجا از سر نو لڑائی شروع ہو گئی کئی دفعہ غنیم متن گز تک قریب پہنچ گیا اسپر گورہ رجمنٹ کے کرنیل نے جرنیل وسٹماکوٹ کو مدد کرنیکے لئے کہلا بہیجا۔ وہ فوراً پانچ ہزار فوج اور دو توپیں لیکر موقعہ پر پہنچگئی

بقیہ

ہمدردی اور تہذیب و شائستگی کی یورپین خیالات اور اصول بالا طاق کبدیئے پڑتے ہیں متعصبین کو یہ فراموش کرنا چاہئیے کہ جسطرح وہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے ماتحت نہیں دیکھ سکتے۔ اسیطرح ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کے قبائل کیطرح ایشیا کوچک کے مسلمان بھی کبھی عیسوی حکومت

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر (۳) وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ } اور جو ایمان لائے ہیں ساتھ اُسکے لڑتے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہیں کو ہیں خوبیاں۔ اور وہی پہونچے مراد کو تیار رکھے ہیں اللہ نے اُنکو واسطے باغ بہشتی ہیں نیچے اونکے نہریں رہا کریں ان میں یہی ہے بڑی مراد ملنی۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب مجاہدین بہشت میں داخل ہونگے حق تعالیٰ انہیں فرمائیگا کہ تم میری خاص رحمت کے سایہ میں آئو۔ جو ایک ایسی نعمت ہے جسکی کہ نظیر جنت میں نہیں { کما قال اللہ تعالیٰ۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۝ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ } مثال اُنکی جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اُگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکو واسطے چاہے۔ اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم { من ارسل نفقۃ فی سبیل اللہ واقام بیتہ فلہ بکل درھم سبع مائۃ درھم۔ ومن غزا بنفسہ فی سبیل اللہ وانفق فی وجہ ذالک فلہ بکل درھم سبع مائۃ الف درھم } جو لوگ مجاہدین کو سامان حرب اور دیگر ضروریات جنگ و نیز خوراک و پوشش سے امداد کرتے ہیں۔ اور خود جائے قیام سے حرکت نہیں کرتے وہ بھی سات سو گنا انعام کے مستحق ہیں۔ اور اگر وہ جہاد میں شریک ہوں تو اس صورت میں سات لاکھ حصہ اُنکا اجر المضاعف ہوگا۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے۔ ان لوگوں کو جو اسلامی سرحدوں کی تتمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر (۳) اور شام کو قریب کالم کو اپنے ساتھ کیمپ میں لیگئے۔ لاشیں اسوقت نہ لائی جاسکیں ہماری طرف ۳۶ ویں سکھ پلٹن کا نامور کرنیل ہاٹن جسنے ۲۰ نومبر کے معرکہ سرن سر پر کمال شجاعت دکہائی تہی۔ اُنکا ایجوٹنٹ لفٹنٹ ترننگ اور گورہ رجمنٹ کے تین لفٹنٹ جملہ ۵ انگریز افسر قتل اور گورہ رجمنٹ کا ایک میجر۔ ایک کپتان اور ایک لفٹنٹ زخمی ہوا۔ گورہ پلٹن کے سپاہی اور نن کمیشنڈ افسروں میں سے ۴۲ قتل اور بقول بعض ۱۷۔ اور بقول بعض ۳۶ زخمی اور سترہ مفقود الخبر اور سکھ پلٹن کے تین قتل اور دو زخمی ہوئے جنرل وسٹ ماکوٹ دوسرے دن لاشوں کو لانیکے لئے نہ جاسکے۔ سوموار کو گئے اور لاشیں لے آئے جنکو آفریدی بیحرمت کرگئے ہوئے تھے۔ کالم کے افسر اور سپاہی جس بہادری اور ثابت قدمی سے لڑے وہ افسروں کے نقصانات سے ہی ظاہر ہو رہا ہے۔ پہلے خیال کیا گیا تہا۔ کہ آفریدیوں کا بہی بہت نقصان ہوا ہوگا۔ مگر اب محقق طور پر معلوم ہوا ہے کہ ان کے صرف پانچ قتل اور چند زخمی ہوئے ہیں۔ اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ اپنے علاقہ کی چپہ چپہ زمین سے واقف ہونیکی وجہ سے وہ ان لڑائیوں میں کیسے فایدہ میں رہتے ہیں۔ جنرل وسٹ ماکوٹ ۱۰ جنوری کو ۲۲ لاشیں لائے۔ جنکو لانے میں ہمارا ایک گورا قتل اور آٹھ سپاہی زخمی ہوئے۔ تقریباً تین سو دشمن کہائی دیئے ۲۹ کی معرکہ میں ذکا خیل۔ اکاخیل تتمہ

کی ماتحتی قبول نہیں کرینگے۔ امریکہ کے ہوشیار اور تجربہ کار سفیر متعینہ قسطنطنیہ مسٹر ہٹرل[۱] نے جب سر فلپ کری کی مجوزہ اصلاحات کا مضمون پڑھا۔ اور انہیں دیکھا کہ ایشیا کوچک کی کثیر التعداد مسلمان آبادی پر قلیل التعداد مسیحی آبادی کے ہم

---

[۱] یہ اب قسطنطنیہ سے تبدیل کئے گئے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک لائق رسالہ میں سفیر موصوف نے سلطان المعظم کی نسبت حسب ذیل رائے ظاہر کی تھی۔ سلطان المعظم کا سن مبارک پچاس برس سے متجاوز ہے۔ قد درمیانہ۔ رنگ نکھرا ہوا گندم گوں۔ بال سیاہ پیشانی بلند اور آنکھیں بڑی بڑی سیاہی مائل کبود ہیں۔ چہرہ پر بالعموم کمال اداسی چھائی رہتی ہے۔ جب محل سلطانی میں کسی سفیر کی دعوت ہوتی ہے تو گو وہ پاشا جو سلطانی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ لباس ہائے فاخرہ زیب تن کئے ہوتے ہیں۔ مگر جلالتماب بہ نفس نفیس نہایت سادہ لباس میں شریک مجلس ہوتے ہیں۔ سر پر معمولی سرخ ترکی ٹوپی۔ سیدھا سادہ کوٹ۔ سیاہ ہلکوں کپڑے کی پتلون۔ ولائتی چمڑہ کا بوٹ پاؤں میں۔ اور ایک چوڑی پھل کی کرچ جسکا میان فولادی ہوتا ہے۔ دست مبارک میں ہوتی ہے کبھی کبھی صرف ایک نشان بھی سینہ پر آویزاں ہوتا ہے۔ عید (بیرام) کے دن ایوان تخت گاہ میں جب وہ سنہری تخت پر اس صوفیانہ لباس (تتمہ بر صفحہ ۳۴۴)

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۴۲) کی حفاظت کریں ایک ایک نماز کے عوض پانچ پانچسو نمازوں کا اجر ملیگا۔ بمقابلہ اُن لوگوں کے جو گھر میں بیٹھے رہیں۔ اور حفاظت اور صیانت کے لئے حرکت نکریں جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی یورش ہو۔ تو ہر ایک مسلمان پر فرض ہے عام اس سے کہ وہ مرد ہو یا عورت بڈھا یا جوان۔ حر یا عبد ضرور ہے کہ سر کرجنگ میں بذات خاص شامل ہو اور اس شمولیت میں اسے ضرور نہیں کہ ولی یا آقا کی اجازت کا انتظار کرے کسی بادشاہ کے علم کے تلے جہاد کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ بادشاہ عادل ہو یا ظالم انکو لئے لازم ہے۔ کہ وہ اپنی جان عزیز اور مال سے دریغ نہ کریں۔ تاکہ انکو دین کی تذلیل نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مُردے۔ بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں اوپر جو دیا اللہ نے اپنے فضل سے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے للشهيد عند الله ست خصال الغفر له في اول دفعة (تتمہ بر صفحہ ۳۴۴)

بقیہ حاشیہ نمبر (۳۴۲) ملک دین خیل سپاہ کا سردار اور فجر خیل تھے۔ آخر الذکر چاروں کو نائب جمرود کی جرگہ میں موجود ہیں۔ آفریدی ایک زخمی گورہ کو پکڑے گئے تھے جسے انہوں نے واپس پہنچا دیا ہے اور جتنا عرصہ اپنے پاس رکھا اسکی کافی خاطر مدارات اور تیمارداری کرتے رہے پہلے خیال تھا کہ اس معرکہ سے جرگہ کی کارروائی میں کوئی خلل نہ پڑیگا۔ مگر اب پولیٹیکل افسروں کا بیان ہے کہ اس سے آفریدیوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ اور اب وہ بمشکل شرائط قبول کرینگے۔ پائونیر کی رائے ہے کہ جرگہ مودیصاحب دریافت سے شرائط اور انکی تعمیل کیلئے ایک خاص تاریخ سنا دیجاوے اگر اس تک فیصلہ نہ ہو تو پھر موسم بہار کی مکمل فوجکشی کی ابتدائی کارروائی فی الفور شروع کر دیجاوے۔ لیکن اکثر اصحاب کی رائے میں غنیم سے اسقدر رعایت کرنا ہی اب سخت نامناسب بلکہ مضر ہے۔ وہ ہر روز چھاپے مار کر اپنی طاقت کو مضبوط کرتے چلے جا رہے ہیں اور اُن سے خود بخود در الغلین وہ دینے کی توقع رکھنا محض ہوس خام ہے اسوقت اور پہلے بھی صرف یہی تدبیر اختیار کرنی لازم تھی اور ہے کہ یا انکو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ یا انکی قطعی بیخکنی کیجائے خواہ اس آخری تدبیر (تتمہ بر صفحہ ۳۴۴)

ہم مذہبوں کو گورنر بنانیکی تجویز کیگیی ہے۔ تو اوسنے فی الفور ٹرکی گورنمنٹ سے ارمینی مشنوں کی خاص حفاظت کا انتظام کئے جانیکی درخواست کردی۔ کیوں؟ اسلئے کہ اوسے اپنے ملک کے حالات سے معلوم تھا کہ گوی غالب و باحمیت قوم سخت مخالفت کے بغیر اپنے سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) میں بیٹھے ہوئے اپنے ملکی و فوجی افسروں کا سلام قبول فرماتے ہیں۔ تو عہدہ داروں کی زرق برق کی وردیوں اور مرصع نشانوں کے مقابلہ پر حضور ممدوح کے سادہ لباس کی سادگی کا لطف اور دوبالا ہوجاتا ہے۔ اس مؤثر اور شاندار دربار کو سفراء اجنبیہ کے سوائے اور کوئی عیسائی نہیں دیکھ سکتا۔ ارکان سلطنت بڑی قاعدگی کے ساتھ باری باری سے سلطان المعظم کے روبرو سے گذرتے ہیں۔ جیسے جایزہ کے موقع پر پلٹنوں کی پریڈ۔ سلطانی ادب و احترام اس درجہ تک ملحوظ کیا جاتا ہے کہ امریکہ کے آزاد مزاج باشندوں کو افسروں کی سلام و آداب غلامانہ انکسار کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس دربار میں عثمان پاشا ایک سنہری رومال ہاتھ میں لئے سلطان المعظم کے بائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب افسر اپنے فرمانروا کو سلام کرنیکے بعد اس رومال کو بوسہ دیتے جاتے ہیں۔

تمام حاشیہ بقیہ بر صفحہ سابقہ نمبر ۴۳

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۴۳) ویری مقعدہ من الجنۃ ویجار من عذاب القبر ویامن من الفزع الاکبر ویوضع علی راسہ تاج الوقار الیاقوتۃ منہا خیر من الدنیا وما فیہا ویزوج اثنتین وسبعین زوجۃ من الحور العین ویشفع فی سبعین من اقربائہ) کہ شہید کی چند خصوصیتیں ہیں (اول) اوسکے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور بہشت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے (دوم) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے (سوم) دہشت قیامت سے آزاد ہوجاتا ہے (چہارم) تاج وقار اسکو عطا ہوتا ہے جسکا ایک ایک یاقوت دنیا و ما فیہا سے بیش قیمت ہے (۵) بہتر حوریں اسکو ملینگی (۶) اسکے ستر اقارب اسکی شفاعت پر بخشے جائینگے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ جو شخص جہاد کے راستہ میں مرجائے یا گھوڑے سے گر کر ہلاک ہو یا کوئی موذی جانور اُسے کاٹ کھائے۔ تو ان سب صورتوں میں اسے درجہ شہادت نصیب ہوگا۔ اور مستحق جنت الفردوس ہوگا۔ جو لوگ جہاد کر کے صحیح سلامت واپس آئیں۔ انکے لئے بھی وہی درجہ مقرر ہے۔

تمہ بقیہ حاشیہ بر صفحہ نمبر ۳۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اپنے اقتدار اور عزت کو قایم رکھنے کے سوا اور کوئی مادی فائدہ نہ پہنچیگا بلکہ ہم ایک ایسی قوم کو معدوم کردینگے جو ان فسادوں سے پہلے ہمکو قابل اور معتبر سپاہی بہم پہنچاتی رہی ہے۔ اور آیندہ بھی پہنچا سکتی ہے۔ بہر حال بیہودہ مخلوط اور دورخی پالیسی کو چھوڑ کر یا تلوار کو مستحکم پکڑ کر دوسرے ہاتھ کو جس میں طمع اور لالچ دلانیکے لئے اشرفیاں پکڑی ہوئی ہیں۔ نیچا کر لینا چاہئے یا تلوار کو نیام میں کر کے انکو محض لطف اور مدارا سے سیدھے راستہ پر لایا جاوے ۲۹۔ جنوری کے معرکہ میں بھی غنیم کو بتیس رائفلیں اور کارتوسوں کی کچھ مقدار غنیمت میں ملی۔ اور جب تک اس نیم دردوں اور نیم بردن حکمت عملی کو نہ چھوڑا جائیگا انکا پلڑا برابر اسیطرح بھاری ہوتا جائیگا۔ مہم تیراہ کی فوج میں یعنی جو علی مسجد۔ مینائی جمرود و بارا۔ اور انکی ملحقہ علاقوں میں مقیم ہے۔ ۲۹۔ جنوری کو کل مدارج کی ۱۸۳۰۰ آدمی تھے جن میں سے ۵۰۰ بیمار تھے۔

تمہ بر صفحہ ۳۵

ان تعداد میں سے ۶۹۰۰ گورہ ۱۱ ہزار دیسی اور ۴۰۰ کل درجوں کے انگریزی افسر تھے۔ پشاور چھاؤنی کی فوج اس سے علیحدہ ہے

کم پایہ اور مغلوب قوم کی کبھی ماتحتی گوارا نہیں کریگی۔ صوبجات متحدہ کی سول وار (خانہ جنگی) کے بعد جنوبی ریاستوں کے سفید فام باشندوں نے علانیہ مزاحمت چھوڑ کر حبشیوں کو قتل و پامال کرنیکے لئے جنہیں مساوی پولٹیکل حقوق ملگئے تھے

لے واشنگٹن گورنمنٹ نے ۱۸۶۱ء میں قانون نافذ کیا کہ کل قلمرو میں حبشی غلاموں کو آزاد کر کے سفید رنگ آبادی کے مساوی حقوق عطا کر دئے جائیں جنوبی ریاستوں نے اسے منظور نہ کیا، ملک دو حصوں میں منقسم ہوگیا۔ اور فریقین میں لڑائی شروع ہوگئی۔ آخر جنوبی ریاستیں ۱۸۶۵ء میں بالکل مغلوب ہوگئیں اور وہاں بھی متذکرہ صدر قانون نافذ ہوگیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) مہمانوں کی مدارات اور خاطر تواضع کرنے میں یورپ کا کوئی پادشاہ سلطان المعظم پر فوقیت نہیں رکھتا اور کلام کی خوشگواری میں شاید ہی کوئی انکی برابری کرسکتا ہے۔ سفرا و دول سے ملاقات کرتے وقت مصنوعی رعب اور وقار کا حبس سے کہ دوسرے کے دل میں حجاب اور بے اعتباری سی پیدا ہوجاتی ہے۔ اونمیں نام و نشان نہیں پایا جاتا اور نہ ثابت ہوتی ہے کہ واقعی رعب بھی موجود نہو کہ جس سے خواہ مخواہ بے تکلفی کی جرات ہوسکے۔ جب میں نے اول مرتبہ محلسرا میں کھانا کھایا تو سلطان المعظم میز کے صدر پر رونق افروز تھے۔ میں انکی بائیں طرف اور میری بیوی دہنی جانب تھی عثمان پاشا۔ اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر۔ صدر اعظم و وزراء سلطنت مدعو تھے حضور ممدوح نے تناول طعام تمتہ بر صفحہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) استقلال میدان جنگ میں) قال اللہ تعالیٰ جل شانہ ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۚ﴾ اے ایمان والو جب بھڑو تم کسی فوج سے تو ثابت رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو شاید تم مراد پاؤ۔ اور مانو حکم اللہ کا اور اوسکے رسول کا۔ اور آپس میں نہ جھگڑو پھر نامرد ہوجاؤ گے۔ اور جاتی رہیگی تمہاری ہوا۔ اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہے ٹھہرنیوالوں کے) یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) ہے اسمیں تاریخ مذکورہ بالا کو ۵۰ یا ۶۰ آدمی آدمی تھے پس پشاور سے لنڈی کوتل تک ہماری ۵ ہزار فوج مقیم ہے۔ اور پھر بھی دشمن کے مویشی تک نہیں پکڑے جاسکتے جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جسطرح زرگر سونیکو صاف کرنیکے لئے آگ میں ڈالتا ہے اسیطرح اللہ میاں ہماری کامل اصلاح کے لئے ہمکو پے در پے شکستیں دلوا رہے ہیں۔
سر ولیم لوکھارٹ غالباً پرسوں (۹۔ فروری ۹۸ء) کلکتہ سے پشاور پہنچ جائینگے اور پہنچتے ہی جرگوں کو قطعی شرائط جنکو پولٹیکل افسر تین دن تک مکمل کرلینگے سنا کر ایک خاص میعاد چند دنوں کی تعمیل کیلئے دیدینگے۔ اگر اوسکے اندر اطاعت نہ کیگئی۔ تو ۷ مارچ کو غالباً پوری پوری فوجکشی کیجائیگی۔ مندرجہ بالا مضمون لکھا جاچکا تھا۔ کہ خبر آئی ہے کہ جو قیاس ہمنے اوپر ظاہر کیا تھا وہ بالکل درست ہے آفریدی اس فتح سے نہایت مسرت ہوگئے ہیں۔ اور اکثر اہل الرائے کا خیال ہے کہ اس موقعہ پر آفریدیوں سے صلح کرلینی باعث خفت ہے اور اگر وہ اب اطاعت قبول بھی کرلیں تو اُسے ہرگز منظور نہ کیا جائے تاوقتیکہ انکو مدت العمر تک کفایت کرنیوالا سبق نہ دیا جائے ورنہ علاوہ خفت سرحد پر آئندہ ہمیشہ فساد ہوتا رہیگا۔ تمتہ بر صفحہ نمبر ۳۶

کوکلس خاں کے نام سے خفیہ انجمنیں بنائیں - اور انکے ہاتھ سے بیشمار حبشی قتل اور تہ تیغ ہوئے -

مظالم فروشی کی عادت سخت لعنت ہے } سچی بات یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ اور عام رائے کی تمام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) میں شریک ہوئے کھانے کی نفاست اور عمدگی سفرہ کی آرایش و سجاوٹ میز کے سامان اور برتنوں کی بیش قیمتی دلفریبی - اور شراب کی عمدگی جو صرف عیسائی مہمانوں کو دیجاتی ہے - حد توصیف سے باہر تھی - ہر ایک پاشا اپنے رتبہ کا نشان پہنے ہوئے اور مرصع تمغے اور ستارے لگائے ہوئے تھا - صرف امیر اور سلطان المعظم کا لباس سادہ تھا - محلسرائے کی دروازوں پر مسلح آدمیوں کا کوئی پہرہ نہ تھا صرف شاہی گارڈ کا ایک دستہ موجود تھا کیونکہ ہر ایک اجنبی سفیر کی ورود پر اسکی سلامی کے لئے ہمیشہ کچھ فوجی دستہ منگوالیا جاتا ہے - بعد ازاں میں جب کبھی مدعو ہو کر محل کو گیا میں نے اوسکی چار دیواری کے اندر کوئی سپاہی نہ دیکھا"

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۵) اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) اے ایمانو اوجب بھڑو تم کافروں سے میدان جنگ میں تومت دو انکو پیٹھ - اور جو کوئی اونکو پیٹھ دے اوس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا ملتا ہو فوج میں تو وہ لے پھرا غضب اللہ کا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے - اور کیا بری جگہ جا ٹھیرا -

فرض اطاعت } اسلامی دنیا کی نظم ونسق کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام مسلمان اُسکے اِس فرمان کی تعمیل کریں - **اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ** } اطاعت کرو اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور حاکم کی خواہ اُنکا مذہب کچھ ہی ہو - حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے کہ { **اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ** } سنو اور مانو اگرچہ حاکم کیا جائے تمپر غلام حبشی جسکا سر منقیٰ کا سا ہو - حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم - اگر تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف بادشاہ کے ہاتھ سے پہونچے تو اسے صبر کرنا چاہئے اور اطاعت چھوڑنی نہیں چاہئے - حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم { **السلطان ظل اللہ فی الارض یاوی الیہ کل مظلوم** } بادشاہ دنیا میں خدا کا سایہ ہے جس شخص کو کوئی اذیت پہونچے وہ اسکی پناہ میں جائے - حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم { **من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ** } جو اپنے بادشاہ کی ہتک کرتا ہے اسپر خدا کا غضب نازل ہوگا - اور جو اوسکی عزت کرتا ہے اسپر خدا کی رحمت نازل ہوگی

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۶) پشاور میں یہ افواہ عام مشہور ہو رہی ہے کہ "سرحد پر الٹی گنگا بہنی شروع ہو گئی ہے - ذکا خیلیوں نے سرکار کو الٹی میٹم (قطعی آخری نوٹس) بھیجا ہے کہ ہم تمکو اپنی شرائط کی منظوری کیلئے ایک ہفتہ کی مہلت دیتے ہیں اس عرصہ میں جرگہ بھیجکر ہمسے تصفیہ کیلو وہ شرائط یہ ہیں سرکار ایک کروڑ روپیہ نقد کوہی توپخانہ کی مکمل چھ باتریاں دس ہزار کی مٹ فورڈر ائفلیں اور اسی تعداد کی حسب حال کارتوس انگو اور بارود ہمارے حوالہ کرے - دریائے سندھ سے پرے اپنی حد قایم کرے - اور اپنی نیک چلنی اور عدم مداخلت کی ضمانت میں بارہ پولیٹیکل افسر جنمیں سرجیمز ڈاڈنی بھی شامل ہو بطور یرغمال ہمارے سپرد کرے" ——— + + [illegible] ظاہر ہے کہ یہ افواہ غالبًا بالکل غلط ہوگی تاہم اس سے یہ پتہ ل سکتا ہے کہ جب سرحد پر ذکا خیلیوں کی شورہ پشتی کی نسبت ایسے خیالات پھیل رہے ہیں تو

غلطیونکا موجب مظالم فروشی ہی جو موجودہ زمانہ کی حق میں فی الواقع ایک سخت لعنت ہی۔ مظالم فروشی جو خفیف سی خفیف مظالم کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرنے اور اوسنی کمینوں کیطرح ذاتی حرص وطمع کو پورا کرنے یا فرلیقانہ لغض وعناد کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو گی۔ ایک ظالم بادشاہ طوائف الملوکی سی بدرجہا بہتر ہے۔

بادشاہ کی ضرورت } دوسرا حصہ اس مضمون پر مشتمل ہی کہ ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اپنے لئے کوئی بادشاہ منتخب کری جو اوس کی دین کا محافظ ہو سکی۔ بادشاہ میں تین قابلیتوں کا ہونا ضروری ہی (اوّل) مسلمان ہو (دوم) حر ہو عاقل اور بالغ ہو (سوم) اپنے احکام کی تعمیل کرانی پر قادر ہو بادشاہ کیلئے تین غرض واجبات سی ہیں۔ مرتدوں پر جبر کریں۔ بدعتیوں کا قلع قمع۔ باغیوں۔ سرکشوں۔ ڈاکوؤں کی بیخ کنی کر سکے۔ اور معاملات سلطنت میں دیگر سلطنتوں کے ساتھ راہ ورسم پیدا کر سکے۔ رعایا کی تعلیم وتربیت میں ساعی ہو اون کی ساتھ سخاوت فیاضی اور عالی حوصلگی سی پیش آئی اور اونکی پاسبانی کر سکے۔ رعایا کے فرائض یہ ہیں۔ اپنی بادشاہ کی تابعداری کری اوس کی نائب السلطنت کی طاعت کری جب ایک شخص کے اپنا سردار مان لیں تو خواہ اسمیں سب قابلیتیں پوری طور پر نہ بھی ہوں اوسکے مطیع ومنقاد ہیں۔ اوسکی ظاہری وضع اور لباس پر تمسخر نہ کریں۔ اوس سے گفتگو کرتے وقت پاس ادب کو ہاتھ سے نہ دیں اوسی محبت کی نگاہ سی دیکھیں۔ ہمیشہ اسکی تعریف کریں اور اوسکی احکام کی تعمیل کریں۔ اور بوقت ضرورت اوسکی امداد سی دریغ نہ کریں۔ اور جو مشورہ اوس کو دیں نیک نیتی سی دیں۔ جمعہ کی شب ۲۸ ذیقعد کی آخر شب کو امیر صاحب نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی قالین بچھی ہوئی تھی۔ جسپر گل بوٹے کا بہت سا کام کیا ہوا ہی مگر جسکی نامعلوم طور پر پھٹی۔ اور اوسکی پاس ہی نو اور قالین بھی بچھی ہوئی تھیں جو نہایت نفاست اور سلیقہ کے ساتھ تیار کیگئی تھیں۔ اتنے میں محمود خان جلمزئی جو امیر کی رعیت ہی کہ یہ جاجم ہے۔ تو امیر صاحب نے خواب میں ہی فرمایا کہ جاجم بے معنے لفظ ہی یہ جاجم نہیں بلکہ جاءی جمع ہے امیر صاحب اس خواب کی یوں تعبیر فرماتے ہیں کہ میری اولاد میں سے افغانستان پر نو پشتیں حکمران رہیں گی۔

سرحدی فساد کا اصل محرک کون ہو سکتا ہی؟) تمام شمال مغربی سرحد پر آہستہ آہستہ یکی بعد دیگری اچانک فساد برپا ہوجانا سخت حیرت میں ڈال رہا ہے اور یہ ایسا اہم معاملہ ہی کہ گورنمنٹ کو اوسکی تہ تک پہنچنا نہایت ضروری ہے اینگلو انڈین اور چند دیسی اخبارات اسکی مختلف وجوہات بتا رہی ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ سرحدی لوگ پولیٹکل افسروں کی جبر وتعدی یا نامناسب برتاؤ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ بعض اوسکو سرحدیوں کے مذہبی تعصب یا طبعاً آزادی پسندی کا لازمی نتیجہ قرار دیتی ہیں۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ امیر صاحب کو فساد کا محرک نہیں تو کم از کم اوسکا مددگار ومعاون سمجھتا ہی اور اس امر کا اوسکو ایسا یقین ہی کہ گورنمنٹ کو امیر صاحب کی چند ایسی مطالبے کرنیکی صلاح دیتا ہی جو کسی صورت میں ہی جنگ کرا دینے میں خطا نہیں کر سکتے۔ ملک کی اندرونی حالات معلوم ہونیکی متعلق سرکاری حکام کا دعویٰ غلط ہو یا درست اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ خارجیہ معاملات میں جو علم اور واقفیت گورنمنٹ اور اسکے عمال کو حاصل ہے۔ اسکا عشر عشیر بھی کسی اخبار نویس یا غیر سرکاری جماعت کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اس بارہ میں گورنمنٹ کو اس بنا پر کوئی مشورہ دینا کہ اخبار کو اوس زیادہ معلومات

نکالنے کا کام لینے کا دوسرا نام ہے - لاریب موجودہ زمانہ کی پولیٹیکل تدابیر اور وسائل میں سے بدترین تدبیر ہے - وہ لوگوں میں ادراک و فہم کی حس بالکل باقی نہیں چھوڑتی - اس کے ذریعہ انگلستان کے باشندوں کی طبعی ہمدردی اور نرم دلی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے حاصل ہے صریح نادانی ہے - اور اسی غلطی کی ہماری بعض سربرآوردہ اینگلو انڈین ہمعصر مرتکب ہو رہی ہیں جنہیں مذہبی تعصب اور مشتعل مزاجی نے اس معاملہ پر اطمینان کے ساتھ غور کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا - ان تمام اخبارات میں سے البتہ کلکتہ کے اخبار انگلشمین نے اپنی ساری عمر میں اب پہلی مرتبہ بہت کچھ درست رائے ظاہر کی ہے جسپر اوسکا دوسرا اینگلو انڈین ہمعصر سول اُسے بڑھیا عورتوں کی طرح ڈرپوک اور بزدل ہونیکا ملزم ٹھہراتا ہے - لیکن اگر سول یہہ الزام لگانے سے پہلے یورپ اور خاصکر روس کے اخبارات کو مطالعہ کر لیتا تو اوسے انگلشمین کا روس کیطرف سے اندیشہ ظاہر کرنا ایسا بعید از قیاس نہ معلوم ہوتا سول اور اسکے ہم رائے دوسرے اخبارات کو جو سارا الزام امیر کابل پر عاید کر رہے ہیں اپنی غلطی اور انگریزی قبضہ ہندوستان کا اصل مخالف معلوم کرنیکے لئے روس کی نیم سرکاری اخبار نودوریمیا کا وہ مضمون ملاحظہ کرنا چاہیے جو واقعہ میزار سے بعد اور مالاکنڈ وغیرہ کے فسادوں سے پیشتر جولائی کے وسط میں شایع ہوا تھا - ناظرین کو غالباً یہہ تو معلوم ہوگا کہ روس میں اخبارات کو آزادی حاصل نہیں ہے - انکی ایک ایک سطر شایع ہونے سے پہلے سرکاری محتسب معائنہ کر لیتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے - کہ اونمیں کوئی ایسا مضمون نہیں چھپ سکتا جو روسی گورنمنٹ کے خلاف منشا ہو - علاوہ بریں نیم سرکاری اخبارات سے تو کسی ملک میں بھی یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کو اوسکی خلاف مرضی کسی پالیسی کی اختیار کرنیکا مشورہ دیں - ان میں اوسی پالیسی پر زور دیا جاتا ہے - جو اونکی گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہو یا عنقریب اختیار کرنیوالی ہو - مضمون محولہ بالا میں گو روسی اخبار بھی امیر کابل کو انگریزونکا جانی دشمن قرار دے رہا ہے مگر یہہ سمجھہ رکھنا چاہئے کہ صرف اوسکی اپنی خواہش ہی امیر صاحب کو اس رنگ میں اوسکی آنکھوں کے سامنے دکھا رہی ہے - ہمکو اسکی تردید کرنے یا اوسپر نوٹس لینے کی کوئی احتیاج نہیں ہمارا مدعا مضمون مذکور کے فقط اوس حصہ سے ہے - جن میں وہ انگلستان اور ہندوستان کی نسبت روسیوں کے نیک ارادوں کو ظاہر کر رہا ہے اس مضمون کے ساتھہ اگر ناظرین روسی و انگریزی حدود کے التصاق کو (جو ہفتہ گذشتہ اور اس ہفتہ کے نقشوں میں واضح کر دیگئی ہیں - اور جو چترال کیطرف صرف ایک دوسرے سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر ہیں) اور نیز ایک طرف پامیر تک اور دوسری طرف کوشک* تک بسرعت تمام روسی ریلوے کی تیاری کو مدنظر رکھہ لینگے تو اونکو فی الفور معلوم ہو جائیگا - کہ انگلشمین کی رائے کس قدر باوقعت ہے - سرحدی فسادوں کا اصل محرک کون ہے - اور گورنمنٹ کو امیر صاحب سے بگاڑ کر لینے کے مشورے دینا ملک و قوم کیلئے کس قدر خطرناک ہے -

نودوریمیا کے مضمون کا خلاصہ جسکا عنوان - "افغانوں اور انگریزوں میں لڑائی" حسب ذیل ہے :- اس کے قابل غور فقروں پر خط کھینچ دیا گیا ہے - "افغان فرمانروا نے انگریزی متابعت کے جوئے کو ناقابل برداشت پا کر جس طرح بن پڑے کابل آزاد ہو جانیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے خواہ اس کوشش میں اسے کیسا ہی نقصان اوٹھانا پڑے - کابل کی

انگلستان کی خارجیہ اعدا کی اغتصاب کو تقویت پہنچانے اور ذاتی پولیٹکل امنگوں کو پورا کرنیکا کمال عیاری سے کام لیا گیا ہے"۔ ۱۸۷۶ء میں روسی گماشتوں نے مظالم بلگیریا کی من گھڑت افسانے مشتہر کر کے جو کام نکالا تھا۔ وہ اب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ٹکسال میں چند گذشتہ ہفتوں سے شب و روز نئے سکے بڑی سرعت کے ساتھ مسکوک کئے جا رہے ہیں جو انگریزوں کے برخلاف جہاد کرنے پر خرچ کئے جانیکے لئے خاص طور پر مضروب کئے گئے ہیں۔ غالباً ہمیں عنقریب ہندوستان کا دوسرا غدر دیکھنا پڑیگا جس میں مسلمان آبادی سب سے آگے بڑھکر حصہ لیگی۔ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی اس عنقریب وقوع میں آنیوالی جانبازانہ کوشش کی ابتدا امیر عبد الرحمن کیطرف سے ہوگی۔ اوسکے لئے ناممکن ہے کہ وہ ایسی اہم تحریک اور کارروائی کو خاموشی کے ساتھ بیٹھا دیکھتا رہے۔ اگر اس آنیوالی معرکہ میں انگلستان کامیاب ہوگیا۔ اور اُسنے (جیسا کہ وہ قدرتی طور پر کریگا) کل موجودہ افغانی ممالک کو ملحق کر لیا تو روس اپنے وسط ایشیائی مقبوضات کو سمندر تک بڑھا لیجانے کے امکان سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیگا۔ انگلستان ہماری اعدا کو اسلحہ اور روپیہ سے مدد دیکر کئی دفعہ اپنے تئیں ہمارا دشمن ثابت کر چکا ہے مگر ہم نے اوسکو کبھی ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا۔ اب ہمارے لئے بھی ایسا کرنیکا وقت آگیا ہے۔ ہمکو کون مانع ہے کہ ہم امیر کو کامل امداد دیکر اوس سے اپنی دوستی کا اظہار نہ کریں۔ ایسا کرنا ہمارا صریح فرض اور ہماری علانیہ پالیسی ہے۔ ۱۸۷۹ء میں جبکہ ابھی وسط ایشیا میں ہماری حالت اور اغراض اب جیسی مضبوط اور مجتمع نہیں ہوئی تھیں۔ جنرل وان کافمین امیر یعقوب خان سے جو ہر وقت ہمارا ساتھ دینے کو تیار تھا۔ برابر خط و کتابت کرتا رہا تھا۔ مگر اوسوقت بدقسمتی سے کابل میں انگریزی سفارت (میجر کوگنری کی طرف اشارہ ہے) موجود تھی جو ریاست کے اندرونی معاملات کی نگران رہتی تھی۔ اور جو آخرکار نئے امیر عبد الرحمن کے توسط سے ملک کو اپنی نگرانی میں لینے میں کامیاب ہوگئی اور جہانتک اس زمانہ کا تعلق تھا روس نے اپنے ہاتھ سے کل موقع کھو دیئے۔ لیکن اگر اب بھی عبد الرحمن کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ اوسکی انگریزوں کے ساتھ لڑائی ہونیکی صورت میں روس بالکل الگ تھلگ رہیگا۔ تو وہ شمالی صوبوں سے اپنی تمام فوجوں کو واپس بلا کر مجتمعہ جمعیت میں اپنے دشمن کے برخلاف دھاوا کر دیگا۔ اپنی فوجونکی درستی و آراستگی کے لئے امیر کے پاس کابل میں کافی سے زیادہ سامان ہے جسے خود اپنے دار الخلافہ میں اُسنے انگریز صناعونکی زیر نگرانی تیار کرایا ہے"۔

ترکی معاملات اور سرحدی ہنگاموں پر حالی یورپ کی خیالات

(از وکیل مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء)

جس طرح ہندوستان میں سرحدی فسادوں کے یکلخت مشتعل ہو جانے سے تمام اہل ملک کی توجہ ممالک غیر کی طرف سے ہٹ کر خاص ملکی معاملات اور سرحدی فسادوں کی طرف منعطف ہوگئی ہے اسیطرح یورپ والوں کی نگاہیں بھی جنہوں نے دنیا کے ہر ایک معاملہ میں دست اندازی کرنا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے اسطرف ہوگئی ہیں۔ ہر ایک ملک والے علیحدہ علیحدہ اپنے خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں۔ اور اس طوفان بے تمیزی کی موجبات و اسباب کے متعلق طرح طرح کی من گھڑت روائتیں مشہور کر رہے ہیں۔ ان کے خیال میں ان فسادوں کی تہ میں سلطان المعظم کا بھی ضرور ہاتھ ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا بے سروپا اور بے بنیاد اتہام ہے جسکی تردید کی کوئی ضرورت معلوم نہیں دیتی۔ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی خیال کر سکتا ہے کہ اگر حضرت ممدوح کسی ایسی کارروائی کی ضرورت دیکھتے تو وہ سب سے پہلے ایسے ممالک میں کیجاتی جہاں

کسی سے مخفی نہیں رہگیا - اوس مظالم فروشی کی قربانگاہ پر پانچ لاکھہ روسی و ترکی جانباز سپاہی اور جزیرہ بلقان کے دس لاکھہ سے زیادہ معصوم و بیگناہ مسلمان باشندے بہینٹ چڑہے - اور قسطنطنیہ اور آباؤں کے سوا کل یورپین

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اوسکی تکمیل میں انکو چنداں مشکل پیش نہ آتی - ہاں اس امر کا سب کو افسوس ہے - کہ ان دونوں سلطنتوں میں جو کسی زمانہ میں یکجان و دو قالب سمجھی جاتی تھیں - ایسی کشیدگی ہی کیوں پیدا ہوئی کہ اغیار کو اس قسم کی تہمتیں تراشنے کا موقعہ ملگیا - سرحدی تنازعات کے ساتھہ ہی گفتگوی مصالحت کے طول کھینچتے چلے جانے سے جس کا الزام بھی لارڈ سالسبری کے ذمہ لگایا جاتا ہے یورپ کے اہل الرائے اصحاب کو خیالی گھوڑے دوڑانے کے لئے اور زیادہ وسیع میدان ملگیا ہے جیسا کہ ایک اینگلو انڈین اخبار کو ولایتی نامہ نگار کی تازہ ترین مراسلت سے جو ذیل میں درج ہے بخوبی واضح ہو رہا ہے - یہ نامہ نگار ۲۰ - اگست ۱۸۹۷ء کو لندن سے تحریر کرتا ہے -

انڈین گورنمنٹ کی قابل تعریف مستعدی طریقہ اجتماع فوجکی کامل درستی اور ہماری ہندوستانی فوجکی شاندار امنگی اور صاف کی طفیل جو کچھہ ہندوستان میں وقوع ہونیکا احتمال ہے اوسکی متعلق گذشتہ چوبیس گھنٹوں کی نسبت آج پبلک کی فیلنگ کے جوش میں زیادہ طمانیت اور سکون پایا جاتا ہے - لیکن اسکے ساتھہ ہی اسپر سب متفق الرائے ہیں - کہ ہندوستان اور یورپ دونوں جگہہ انگلستان کے لئے پولٹیکل منظر اور آثار کچھہ کم اہم اور نازک نہیں - مسئلہ روم و یونان سے جیسا کہ ابتدا ہی سے اکثر کو اندیشہ تہا - گذشتہ مشکلات کی نسبت زیادہ دقتیں پیدا ہونیکا سخت احتمال ہو رہا ہے - اور یہ دقتیں ایسی ہونگی جنمیں سب سے بڑا اہلہ التعلق ہوگا - یہ مسئلہ ہمارے اقتدار ہند اور سرحد افغانستان کی جنگ سے مخلوط ہوا جا رہا ہے - اس سے یورپین اتحاد کی شکست اور بر اعظمی طاقتوں کے انگلستان کے بر خلاف متحد ہونیکے قرائن ظاہر ہو رہے ہیں - ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کی عام بد امنی میں دربار قسطنطنیہ کی سازش ہونیکا کوئی بدیہی اور کافی ثبوت منظور نہیں مگر تمام یورپ میں ہر جگہہ یہی خیال ہے کہ در اصل ایسی سازش موجود ہے - وائینا - برلن - پیرس سے یہی خبر آ رہی ہے کہ سلطان المعظم نے انگلستان سے اوسکی سابق مخالفانہ رویہ کا بدلہ لینے کے لئے افغانستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو بغاوت پر برانگیختہ کیا ہے - اور کہ نواب وزیر ہند کے دفتر کو اس معاملہ کی عرصہ سے خبر ہے سالار لارڈ رابرٹس کو یقین ہے کہ وادی ٹوچی - سرحد سوات اور علاقہ مہمند کی حدود کے فسادوں میں امیر عبد الرحمن ضرور شریک ہیں - (اس امر کی تردید ہم کئی دفعہ پہلے کر چکے ہیں اور خوشی کا مقام ہے کہ اب گورنمنٹ ہند اور اینگلو انڈین اخبارات کو بھی امیر صاحب کی کامل وفاداری اور مطلق بری ہونے کا پورا یقین ہو گیا ہے - اور یہ ظاہر ہے - کہ جب اس معاملہ میں لارڈ رابرٹس ایسے واقفکار کی رائے درست نہیں نکلی تو اعلی حضرت امیر المومنین کی سازش کے متعلق دیگر یورپین ممالک کے باشندوں کا بیہودہ ہذیان جنکو اصل حالات اور واقعات معلوم کرنیکے درست موقعے کبھی نصیب نہیں ہو سکتے کسقدر فضول اور بے بنیاد ہے (وکیل) بر اعظم (یعنے یورپ) میں لوگوں کا بیان ہے کہ دربار کابل کٹ پتلی کی مثال ہے - اور جو ڈوریاں اوسے بلا رہی ہیں وہ قسطنطنیہ میں کھینچی جاتی ہیں - بقیہ صفحہ ۱۴۱

ترکی پر روس کا قبضہ ہو گیا - تازہ وجدید مظالم فروشی نے ترکی کو انگلستان سے منحرف و برگشتہ خاطر کر دیا - ہزاروں ارمنوں کی ہلاکت کا باعث ہوئی - اور ترکی و یونان میں جنگ کرا دیا جسمیں ہزاروں جانیں برباد ہوئیں اور کروڑ روپیہ پہ پانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جرمن اخبار واسی شی زی ٹنگ اس امر کو مدلل پیرایہ سے ظاہر کرتا ہے - وہ لکھتا ہے کہ "ایک معمولی ملا جبتک وہ یہ نجانتا ہو کہ اوسکا کوئی پشت پناہ موجود ہے جہاد کا اعلان نہیں کر سکتا (بیچارہ جرمن سرحدی ملاؤں کے اقتدار کو کیا جانے - وکیل) اور جبتک یہہ صورت نہو نا رضامند قبائل جو کئی سو میل لمبے ملک میں بکھرے ہوئے ہوں کبھی مجتمع اور اوسکے زیر فرمان نہیں ہو سکتے - اس معاملہ میں ایک چالاک بانیہ یعنی غلام حیدر خاں کی سازش موجود ہے - اوس سے بعد امیر افغانستان اور بعد ازاں خلیفۃ المسلمین اسلام بول سے اونکی حمایت کر رہے ہیں"

ہماری برا عظمی نکتہ چینیوں کی اس ہرزہ لاف میں ایک اطمینان بخش امر بھی پایا جاتا ہے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ خواہ کیسی سخت سخت مشکل ہمکو پیش آئے اسکا مقابلہ کرنیکے لئے ہم مسلسلہ طور پر پوری قابلیت رکھتے ہیں - اور انگریزی افواج کے آخر کار فتح یاب ہونیمیں کسیکو شک نہیں بلکہ برلن کے فوجی اشخاص میں یہ عام خیال ہے - کہ سرحد پر یا افغانستان میں جنگ عظیم کا ہونا انگریزی قبضہ مند کے لئے اسبارہ میں نہایت مفید ہو گا کہ ہمارا اخلاقی اقتدار اور رعب بڑھ جائیگا - لیکن اسکے ساتھ ہی وہ یہہ تسلیم کرتے ہیں - کہ اگر موجودہ مشکلات اس حد تک بڑھ جائیں کہ امیر سے بھی لڑائی ہو جائے تو اوسکا نتیجہ ایک سخت جانگداز لڑائی ہوگی - کیونکہ افغانی فوج نے پچھلے چند برسوں میں بہت بڑی ترقی کرلی ہے - وائنا میں کہا جاتا ہے - کہ امیر صاحب کی فوج گذشتہ چند برسوں سے بخوبی مسلح ہے - اور یہہ ہتھیار زیادہ تر ایک روسی کمپنی نے بہم پہنچائے ہیں - آسٹریا کے چند سیاح جو افغانستان کے تازہ تازہ سیاحت کرکے آئے ہیں - بیان کرتے ہیں کہ نہ صرف روسی بلکہ جرمن افسروں نے بھی امیر عبدالرحمٰن کی ملازمت اختیار کی ہے اسبارہ میں براعظم والوں کی رائے مختلف ہے - کہ آیا ان مشکلات میں جو ہندوستان کی گورنمنٹ کو اسطرح اچانک درپیش آگئی ہیں - روس کی بھی سازش ہے یا نہیں؟ باخبر لوگوں کو یقین ہے کہ وہ اسمیں شریک نہیں - لیکن اسپر سب متفق ہیں کہ اگر صورت حال زیادہ نازک ہو گئی - یا روس کو بھی انگلستان کی نسبت وہی شبہ ہو گیا جو اکثر براعظمی اخبارات ظاہر کر رہے ہیں - کہ وہ ایشیائی معاملات سے توجہ کو ہٹانیکے لئے ٹرکی و یونان کی صلح کے معاملہ کو طول دینے سے یورپ میں مشکلات پیدا کرنیکی کوشش کر رہا ہے تو پھر روس کی علیحدگی اور کنارہ کشی بھی جاتی رہیگی -

انگریزی اخبار ڈیلی ٹیلگراف کا نامہ نگار پیرس (دار الخلافہ فرانس) سے لکھتا ہے - کہ "فرانسیسی دار الخلافہ میں یہ امر میرے دلپر نقش ہو گیا ہے - کہ چند برسوں سے اسلامی دنیا میں زیادہ تر سلطان روم کی تحریک سے جو انگلستان کی مستعد سرگرم مداخلت سے جو وہ سلطان کی مظلوم عیسائی رعایا کی حمائت کے لئے کر رہا ہے - سخت برافروختہ ہو رہے میں معتدبہ ہلچل پیدا ہو گئی ہے مسلمانوں کو یہ یقین دلایا گیا ہے - کہ انگلستان اونکا سخت دشمن ہے - اور اسطرح سے ایک قسم کے جہاد کی منادی کر دی گئی ہے" نامہ نگار مذکور کا خیال ہے کہ اگر انگلستان مسلمانوں کو یہہ امر ذہن نشین کرا دیتا - کہ اوسے صرف عیسائی رعایا ہی کے بائیں

پیدا کیا - وہ تو ابھی کچھ اور بھی کر دکھاتی - مگر محض خداوند کریم کی خاص نظر عنایت اور جرمن قیصر کی عقلمندی نے ہمیں سلطنت عثمانیہ کی خونریز انقراض کے حادثہ مشئومہ اور اوسکی لازمی خطرات و نقصانات سے اندازہ سے جو ہمارے مشرقی

بقیہ حاشیہ گذشتہ کے بلکہ خلیفۃ المسلمین کی کل مظلوم رعایا سے ہمدردی ہے - اور وہ یہہ امر معبر ہن اور واضح کر دیتا کہ میری خواہش فقط یہی ہے کہ کل قلمرو سلطانی میں مفید اور کار آمد اصلاحات کو مروج کراؤں تو اسحالت میں صورت معاملہ موجودہ حالت سے بہت مختلف ہوتی - اوسنے ایسا نہیں کیا - اسلئے گو ہشیار ترک (ہشیار ترکوں سے نامہ نگار غالباً اوس پندہ منکرام ترکی نوجوانوں سے مراد لے رہے ہیں - جو آزاد ترکی جماعت کے نام سے موسوم ہیں) سلطان کی ظالمانہ حکومت سے آہ و فغان کر رہے ہیں - مگر وہ امداد و اعانت کیلئے انگلستان سے استدعا کرنیکا خیال تک بھی نہیں کرتے - امیر صاحب کے تمادی رفاقت اور اظہارات محبت تصدیق پر بہت کم اعتبار کیا جارہا ہے - بعض کو شبہہ ہے کہ موجودہ فساد ایسی سازش کا نتیجہ ہے جو نہایت سوچ سمجھکر تجویز کیگئی تھی - مگر چونکہ قبل از وقت کارروائی کر دینے سے کم از کم سردست وہ کھیل کسیقدر بگڑ گئی ہے اس لئے امیر صاحب اپنی تدابیر کی تکمیل کیلئے مناسب وقت اور مہلت حاصل کرنیکے لئے دوستی کا یقین دلا رہے ہیں۔

انگریزی اخبار اسٹنڈرڈ نامہ نگار قسطنطنیہ سے ایک ترک کی گفتگو تحریر کرتا ہے - نامہ نگار اوسکے خیالات کی متعلق لکھتا ہے کہ اگر اوس عام ناراضگی کو مدِ نظر رکھا جائے جو انگلستان کے فعل و عمل سے عثمانیوں میں پھیلی ہوئی ہے تو وہ بہت ہی معتدل ہیں تاہم یہ ترک فقط انگلستان ہی سے نہیں - بلکہ کل اتحاد یورپ سے آزردہ ہے جسکی نسبت اوس ترک کا (جو اپنی گفتگو سے وہ درست سے تو سخت پاجی اور کور رنگ ظاہر ہوتا ہے دکیں) خیال ہے کہ پھر اتحاد گو ظاہر عثمانیہ سلطنت کے قیام و سلامتی کا مدعی ہے - مگر در اصل (نقل کفر کفر نباشد) عبد الحمید کی جہنمی حکومت کے استقلال او قیام میں سرگرم ہے - اور اسوقت تو یہ اتحاد ایسا نکما ہوگیا ہے - کہ وہ اپنے وجود کو قائم رکھ سکنے سے زیادہ کوئی کارروائی نہیں کر سکتا - گفتگو کے مصنف اپنے اصل مقصد سے گر کر گرتی اب ایک قابل شرم باہمی مخاصمت کی حیثیت میں آگئی ہے - جسمیں طاقتیں ترکی اور یونان کے اسوقت منازعہ سے بالکل غیر متعلق ہو یعنی اپنی اپنی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے دست بگریبان ہو رہی ہیں جرمنی کا دعویٰ دوستی محض اس امر کا بہانا ہے کہ ترکی فتوحات سے ترکونکی جائز اور منصفانہ مطالبات کو نقصان پہنچا کر یونان کے جرمن قرضخواہوں کا فائدہ نکالا جائے - ادہر انگلستان عثمانیوں کو علانیہ ارضی اور مالی فوائد سے محروم کرنے اور بلا دلیل و حجت زبردستی اونکو فتح کے ثمرات چھوڑنے پر مجبور کرنیکی کوشش کر رہا ہے۔

ڈیلی ٹیلگراف کا نامہ نگار برلن (جرمنی کا دار الخلافہ) سے ایک ثقہ جرمن کی رائے تحریر کرتا ہے - یہہ جرمن امیر صاحب کی غداری کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا کہ انہیں انگلستان سے بگڑنے کی کیا ضرورت تھی - مگر بیان کرتا ہے کہ برلن میں یہہ بات عرصہ سے معلوم ہے کہ بعض لوگ افغانستان اور ہندوستان میں مسلمانوں سے بغاوت کرانیکی کوشش کر رہے ہیں اور اس تحریک کے بانی مبانی سلطان معظم ہیں اس امر کی کافی شہادت عرصہ سے برلن میں پہنچ چکی ہیں - اور یہہ تو یقینی امر ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو بھی یہ اطلاع ضرور پہونچ گئی ہوگی - کہ سلطان المعظم نے انگریزوں سے اسبات پر ناراض ہو کر کہ اونہوں نے آرمینیوں کو ہمدردی ہے یہہ ثابت کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ بحیثیت خلیفہ انگلستان کو نقصان

مقبوضات کو پہونچتے اور اونکی تلافی ناممکن تھی بچا لیا۔ زمانہ حال کا انگریزی منظالم فروش و حقیقت بنی نوع انسان کا دشمن اعظم اور اس مدعا کا جسکا وہ بظاہر حامی بنا ہوا ہو نہایت ہی خطرناک دشمن اور انگریزی اغراض و مفاد کے حق میں الٹی تباہی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے پہونچانیکی طاقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایران کی وساطت سے اپنی تجاویز کو عمل میں لے آئے" جب اس جرمن سے سوال کیا گیا کہ غالباً روس بھی اس سازش میں امیر صاحب کے ساتھ شامل ہوگا۔ تو اوسنے جواب دیا نہیں۔ میرے خیال میں روس کی طاقت وسط ایشیا میں ایسی مضبوط نہیں ہے۔ کہ وہ ایسا کرنیکے قابل ہو۔ اگر اوسنے کبھی اتبرہ انگریزوں پر ہندوستان میں حملہ کیا تو وہ اسی ملک کو جھینئے کیلئے ہوگا۔ نہ کہ اپنی طاقت کو بیفائدہ کوششوں میں ضائع کرینگے۔ البتہ ہم برلن والے موجودہ شکل میں یہ امر خطرناک پاتے ہیں کہ سلطان سنفرہ دسترکو بھی ہماری برخلاف اپنے ساتھ ملانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ سابقہ مشکلات میں یہ صورت نہ تھی۔

افغانی تحریک میں روس کی سردست عدم شرکت کے متعلق آسٹریا کے قصبہ لیسچ کا اخبار لیپتھر لائڈ اور جرمن اخبار وامی مشی ذی ٹنگ بھی یہی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ دونوں ساتھ ہی انگلستان کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ چاہتا ہے کہ روس کو مداخلت کیلئے کوئی بہانہ یا اشتعال نہ دیا جائے تو اوسے نہایت حزم و احتیاط سے کام کرنا واجب ہے جرمن اخبار لکھتا ہے کہ "جو اگر روس ایکدفعہ بام یعنے سنادشت پامیر کے دریائے سندھ کے میدانوں میں آیا۔ تو پھر پیچھے پھرنیکا راستہ بھول جائیگا"

معاملات سرحد ہند کی تشویش بخش حالت کے ساتھ ہی ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ اب انگلستان ہی قسطنطنیہ کی گفتگوے مصالحت کی تصفیہ میں مزاحم ہو رہا ہے۔ اوسکی کارروائی پر چاروں طرف سے کمال ناراضگی کا اظہار ہو رہا ہے۔ حتی کہ آسٹریا جو بالعموم ہمارا دوست اور رفیق رہتا ہے۔ اور فرانس بھی جو حال میں کچھ عرصہ سے ہمارے ساتھ ازدیاد محبت کی نسبت خفیف عداوت کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس معاملہ میں ہم سے ناراض ہوگیا ہے۔ ہفتہ گذرا ہے کہ یہ عام یقین ہوگیا تھا کہ اتحاد یورپ نے باتفاق یہ منظور کر لیا ہے کہ تاوان جنگ کی وصول ہونے تک ترک تریخالہ۔ لاریسا اور ولو پر بدستور قابض رہے اور جیسے جیسے اقساط وصول ہوتی جائیں اول لاریسہ اور پھر دوسرے شہر یکے بعد دیگرے خالی کردئے جائیں۔ بعض روایات کے مطابق یہ تجویز کل سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ نے منظور کرلی تھی مگر جب انہوں نے اس امر کی اطلاع اپنی اپنی گورنمنٹوں کو دی تو لارڈ سالسبری نے سر فلپ کری کو مخالفت کرنیکی ہدایت کی۔ الغرض خواہ انگریزی سفیر نے اس تجویز کو پہلے مان لیا تھا یا نہیں یہ یقینی بات ہے کہ اب اکیلا انگلستان اوسکا مخالف ہے اور باقی تمام دولتیں اسکو قبول کرنے پر تیار ہیں اور اسطرح گفتگوے مصالحت کا تصفیہ رکا پڑا ہے۔ انگلستان اوس نئی حد سرحد کو جو ٹرکی اور یونان میں اب منظور ہوئی ہے۔ اور جسکی رو سے ٹرکی کو صرف پہاڑوں کی چوٹیاں اور درے اور چند ایک غیر آباد دیہات دلائے گئے ہیں۔ تھیسلی کے کسی حصہ پر ٹرکی کے قابض ہونیکی اس بنا پر مخالفت کرتا ہے کہ یونان فقط چھوٹی چھوٹی سالانہ اقساط سے تاوان جنگ ادا کرسکیگا جو اس حساب سے عرصہ دراز میں بیباق ہوگا اور اس لحاظ سے تا بیباقی قبضہ دلانا دائمی قبضہ کے برابر ہوگا۔ ترکی کہتی ہے کہ جبتک پہلے ایک معقول رقم جو دس لاکھ پونڈ بتائی جاتی ہے۔ ادا نہ کیجائیگی مقبوضہ علاقہ سے ہم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹینگے اور پھر جوں جوں تاوان ادا ہوتا جائیگا اوسی نسبت سے ملک کو خالی کرتے جاوینگے۔ اور اسی اصول کو بر اعظمی دول تسلیم کرتی ہیں۔ اور ٹرکی کو اس امر پر مجبور کرنے سے انکار کرتی

بخش لعنت ہے کہ اوسکی سخت بدتر لعنت انسان کے وہم وگمان میں نہیں آسکتی۔

لازمی اتحاد کے اس کتاب کے نویسندہ کی اب بھی گذشتہ بیشن بروں کیطرح یہہ دلی تمنا وخواہش ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے ہیں کہ وہ ایسی شرائط پہ جسسے وہ وصولی کے متعلق اطمینان بخش نہیں سمجھتا تھسلی کو خالی کردے۔ اسٹر کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ قیصر جرمنی نے سینٹ پیٹرزبرگ کی سیاحت کے دوران میں عثمانی سفیر کو سلطان کیخدمت میں تحریر کرنیکی اجازت دی تھی کہ وہ حضور ممدوح کو قیصر اور زار کی طرف سے یقین دلادے۔ کہ یہہ دونوں فرمانروا آثناء جنگ کے مقابلہ میں اون کی پوری طرفداری کرینگے۔

جرمنی کا اخبار **نیشنل سایٹنگ** بھی جو قیصر ولیم کا خاص الخاص پرچہ اور لسان الحال سمجھا جاتا ہے بڑے زور سے لکھتا ہے کہ کوئی شخص ترکی سے اس حقیر سے تاوان سے جو اوسے اخراجات جنگ کے عوض ملیگا۔ دست بردار ہونیکی امید نہیں کرسکتا۔ اور نیز ظاہر ہے کہ بلا وصولی تھسلی کو چھوڑ دینا دست برداری کے مساوی ہے کیونکہ نہایت ہی سخت اور معتبر ضمانتوں کے بغیر ترکی کے مطالبات کا نصف ترین حصہ بھی بیباق نہیں کیا جائیگا یونان روپیہ ادا کردینے سے بیشک اس مشکل کو دور کرسکتا ہے مگر مشکل یہہ ہے کہ اس کے پاس روپیہ نہیں جسکی بہم پہنچانیکے لئے اوسنے بے طرح جدوجہد کیا ہے۔ یونانی بنکوں کے مہتموں اور دیگر ساہوکاروں نے صلاح ومشورہ کیا گیا کہ دس لاکھ پونڈ مطلوبہ کسطرح سے بہم پہنچائے جائیں کہ ترک تخلیہ کی کارروائی شروع کردیں مگر ان سبنے کہدیا کہ ہم کوئی معقول تدبیر نہیں سوچ سکتے۔ اول یونانی متمولین سے بھی جو ممالک اجنبیہ میں مقیم ہیں التجا کیگئی۔ مگر جیسا کہ دولتمندوں کا قاعدہ ہے کہ جب اونکو شک ہو کہ فلاں شخص قرض مانگنے کیلئے آیا ہے تو وہ نوکر کے ہاتھہ کہلا بھیجتے ہیں۔ کہ میاں صاحب گھر میں نہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے ٹال مٹول بتلادیا چنانچہ اکثر متمولین کی کوٹھیوں سے جواب آگیے کہ مالک بغرض سیر وسیاحت باہر گئے ہوئے ہیں۔ اسبات کا کچھہ چرچا ہو رہا ہے۔ کہ عثمانیہ بنک نے دس لاکھ پونڈ مطلوبہ قرض دینے کا ارادہ کیا ہے مگر یہ خبر بالکل مجمل ہے اور اسبات کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کیا بنک توکل علی اللہ موجودہ حالت کی کل جوکھوں اٹھا کر قرض دینے کو تیار ہے یا کسی معتبر اور مستند ضمانت اور کفالت پر دینا چاہتا ہے۔ اگر یونان دول یورپ کی ضمانت دیدے تو روپیہ ابھی میسر ہوجاتا ہے۔ لیکن ایسا کرنیکو نتیجہ اوسے لازمی طور پر یورپین نگرانی قبول کرنی پڑیگی جس سے اوسے بدستور سابق سخت انکار ہے۔ پس جب ترکی۔ انگلستان جرمنی اور یونان متضاد شرائط پر مصر ہوں توکم ازکم سردست اتحاد یورپ کی مختتو نکا خاتمہ نظر آتا ہے۔ اور ہر ساعت اوسکی شکست ہونیکی توقع لگ رہی ہے اگر ایسا ہوگیا تو سارا الزام انگلستان کے سر تھوپا جائیگا۔ جو برا عظمی اخبارات کی خفگی آمیز تحریرات اگر سلطی نہیں ہیں اور باوجود اسکے یہ خفگی کوئی زیادہ خطرناک صورت نہ اختیار کرے تو ہمیں اپنے تئیں کمال خوش نصیب سمجھنا چاہئے حسب معمول ہم پر خود غرضی کے الزام لگائے جارہے ہیں۔ وائینا (دار الخلافہ آسٹریا) میں ہمپر الزام لگایا جارہا ہے کہ ہماری اس تجویز کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیا جائیگا۔ آسٹریا والونکا بیان ہے کہ گو یورپ انگریزی حکومت ہند کو مخدوش حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا لیکن اگر اوسے یورپ میں سخت پیچیدگیاں پیدا ہوئیں یا یورپین عالمگیر جنگ کے خطرہ اور ہندوستان کی مخدوش حالت

انگلستان اور ٹرکی میں پہر سابقہ مودت اور یگانگت قائم ہو جاتی ۔ یہہ موافقت دونوں سلطنتوں کو از حد ضروری ہی ٹرکی چاروں طرف سے بد اصول و بد ایمان دشمنوں سے گھری ہوئی ہی ۔ اور اوسکو ایک ایسی سلطنت کی امداد اور دوستانہ صلاح و مشورہ کی سخت ضرورت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں سی ایک کو منتخب کرینگی ضرورت لاحق ہوئی تو وہ کوئی ایسا لمبا چوڑا عذر و فکر نہیں کریگا بعض انتہا پسند بنگری اخبارات خیال کرتی ہیں ۔ کہ جسطرح سلطان لارڈ سالسبری سے اونکی اس طریق عمل کا جو وہ قسطنطنیہ میں اختیار کئی ہوئی ہیں انتقاماً مشکلات بر پا کرا کر بدلا رہی ہیں ۔ اوسی طرح لارڈ سالسبری سلطان المعظم کی اس تغافل کا جو قسطنطنیہ میں مشکل پیدا کرکے عوض لے رہے ہیں ۔ قصہ مختصر ہماری برا عظمی نکتہ چینیوں میں سے ایک بھی ہماری نسبت یہہ حسن ظن نہیں رکہتا کہ ہم محض یونان کی بلا غرض دوستی کیوجہ سے یہہ سب کچہہ کر رہے ہیں ۔ سب کے سب یکزبان ہو کر یہہ کہہ رہے ہیں ۔ کہ انگلستان نے کسی خاص خودغرضی کو مد نظر رکہا ہوا ہے ۔

اخبار پسٹہر لائد بڑے دعوے سے لکہتا ہی اگر انگلستان نے اور زیادہ مزاحمت کی تو دول یورپ اوسکے بغیر ہی تنازعہ روم و یونان کا تصفیہ کرنا شروع کر دیں گی ۔ اگر برٹش گورنمنٹ کل تاوان جنگ کی ادائیگی تک ترکی قبضہ ہتسلی کو منظور نہیں کریگی ۔ تو یہہ ممکن ہی کہ دول عظام یونان کو ادائیگی کے لئے کوئی اور معقول ضمانت ٹرکی کو دینے کی قابل بنا دیں ۔ مگر اسے یہ لازم نہیں آتا کہ تہیسلی کو مسلسل ترکی قبضہ کے لئے براعظمی طاقتوں کو انگلستان سے منظوری حاصل کرنا ضروری ہی اگر باقیماندہ طاقتیں متفق ہو جائیں کہ تا وصول تاوان ترکی قابض رہے ۔ تو ایسی حالت میں دو ہی صورتیں ممکن ہیں ۔ ایک یہہ کہ شاید یونان اس بات پر رضامند ہو جائے اس صورت میں بمصداق پنجابی مثل ماسی ماتر چپ چپاتا کٹنی " ۔ لارڈ سالسبری شاہ جارج سے زیادہ خیر خواہ یونان نہیں ہو سکتے ۔ دوم یہہ کہ یونان رضامند نہو ۔ اور لارڈ ممدوح کی ہمرائے ہو سکہ ترکوں کو بہر نوع و بہر حال فی الفور ہتسلی خالی کر دینی چاہئے ۔ تو اسصورت میں ترکی و یونان میں کوئی صلح باہم نہیں ہو گی ۔ بلکہ ترک جبتک انکو نکالا نجائے ہتسلی میں مقیم رہینگی ۔ ہاں بہادر یونانی فوج یا برطانیہ کلاں اونکو نکالدے تو دوسری بات ہی ۔ مگر ان دونوں صورتوں میں سے کسی کی بہی پیش آنیکا احتمال نہیں ۔ روس اگر اب سے بارہ مہینے پیشتر ترکی کو مجبور کرنے پر رضامند نہیں ہوا تہا تو بالغالب وجہ اب بہی نہیں ہو گا ۔ جرمنی یونان کی طرفداری میں سلطان المعظم پر زیادتی کئے جانیکی یقینا مزاحمت کریگی " اخبار مذکور کی تحریر کا پچہلا حصہ بیشک بالکل درست ہی ۔ پانچواں براعظمی طاقتوں میں سے چار بالضرور انگلستان کو بالعمل کر بر خلاف کوئی عملی مخالفانہ کارروائی نہیں کرنے دینگی ۔ اور خود انگلستان کی باشندے بہی یونان کی محض ناز برداری کیلئے کہ اوسکی خودداری میں حرف نہ آئے اپنی گورنمنٹ کو یورپ کے امن میں خلل ڈالنے کی اجازت نہیں دینگے نہ یہہ ممکن ہے کہ یونان ہی پہر لڑائی کو شروع کر دیگا یہہ ٹہیک ہے ۔ کہ اتوار گذشتہ (۱۵ اگست) کو ایتھنز میں ایک عام جلسہ ہو کر یہہ رزولیوشن پاس ہوا کہ یونان چونکہ ذلیل شرائط پر صلح کو ہماری سر منڈہنا چاہتا ہے ۔ اور نیز چونکہ بقول مبصرین فنون حرب یونانی فوجکو سوچ سمجہہ کر ادہر ادہر سلسلہ کوہ تہریس کو پیچہے ہٹنے سے پاتلی ایسی محفوظ درون کی پناہ میں ہیں " ناقابل فتح ہیں ۔ لہذا گورنمنٹ سے استدعا کیجاتی ہے کہ وہ کل تاوان دہندہ سے باشندگان

ہی جو کمال شائستہ اور بیغرضی سے ہمکو علاوہ سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات یا اوسکی آزادی کے متعلق کوئی برا ارادہ نہیں رکھتی

اسیطرح انگلستان کیلئے ہندوستان پر یا آبنائے ڈاردنیلز اور بحیرہ روم میں ہماری بحری فوقیت و غلبہ پر کسی دشمن کے حملہ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے یونانی کا سلسلہ ہمکو مطالب کرے اور شاہ بذات خاص غم چکی کمان لے۔ مگر ہم قرائن بتا رہے ہیں کہ یونانیوں کی سمجھ اب

ٹھکانے پر آ گئی ہے۔ شرمندہ ہو گیا ہے۔ ۲۸ اگست کی ڈیلی نیوز میں یونانی اخبار اکرو پولس کے اڈیٹر کی یونانی گورنمنٹ کی کل انتظام حکومت پر

ایسا تبصرہ کا مضمون لکھا ہے کہ اس سے زیادہ سخت ممکن نہیں تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ ابھی طرز حکومت یونان میں بالکل بودی ثابت ہوئی

ہے پارلیمنٹ صرف تماشہ گاہ اور سرکاری اجارے کا ذریعہ ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک سرکاری محکمہ اور اسکی متفرق شاخیں مجلس وضع

قوانین صیغہ انصاف و عدالت۔ پولیس۔ تعلیم۔ لوکل گورنمنٹ فوج۔ بحری فوج۔ تار اور ڈاک سب کے سب رشوت اور خیانت کے

جذام سے از سر تا پا پوسیدہ اور متعفن ہو رہے ہیں۔ بادشاہ بہتری کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ کاہلی۔ بزدلی یا خود غرضی خواہ کوئی وجہ ہو

وہ بھی خود شاہ شطرنج بنگیا ہے اور محض وزرائے کے احکام پر دستخط کرنے کی مشین ہے۔ مگر وہ شاہ کو ہی ملک کا نجات دہندہ تصور کرتا ہے۔ وہ

لکھتا ہے کہ اگر جمہوری ریاست قائم کرو تو وہ گویا انجام کی خود ابتدا کرنی ہوگی اور موجودہ خاندان کو بدلنا صریح مشکل ہے یونان کا

تخت ایسا آرام دہ نہیں کہ اوسکے لئے کوئی امیدوار بہم پہونچ سکے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بادشاہ اوس کام کو جو اوسکے سامنے ہے بخوبی

سمجھے اور اوسکی تکمیل کے لئے کمر ہمت چست باندھے کہ جسطرح کہ اب وہ نام کا بادشاہ ہے۔ پھر فی الواقع بادشاہ بھی بنے۔ اوسکے خیال

میں یونان کی کامل تباہی سے بچانیکے لئے زبردست اور مستعد مطلق العنان حکومت کی ضرورت ہے اڈیٹر مذکور بادشاہ کو مشورہ دیتا ہے

کہ وہ حقی الوسع ترکی سے بہت جلد صلح صفائی کر کے اپنے اندرونی نظم و نسق کے ناپاک اصطبل کو جسقدر جلد ممکن ہو صاف کرے۔ یہ اخبار یونان

میں بہت مقبول ہے اور امید ہے کہ وہ اپنے ملک کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو جائیگا۔ مگر ساتھ ہی بعض کو اندیشہ ہے کہ

انگلستان کے غیر منصفانہ اور مسلسل مداخلت سے شاید یونان اوس راست پر آئندہ برابر چلتا رہیگا۔ موجودہ مشکلات سے باہر نکلنے کا راستہ

ایسا صاف اور سادہ ہے کہ بہ الفاظ خیالات مزاحم ہیں اسلئے بگڑ رہے ہیں کہ کیا وہ ایسی بدیہی بات کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یونان فقط چند مدات

مثلاً یورپین مجلس نگرانی کو سپرد کر دے تو وہ تسلی کو ترکوں سے خالی کرانے کیلئے کل ہی کافی رقم حاصل کر لیتا ہے۔ اس بارہ میں ڈیلی نیوز

بھی ترکوں کی حمایت کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر ترک تسلی کو یوں ہی چھوڑ دینگے تو پھر اونکو ایک حبہ بھی وصول نہیں ہوگا۔

اگر اتحاد یورپ شکست ہو گیا تو سلطان کے اقتدار میں جو پہلے ہی بہت بڑھ گیا ہے اور زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ پرنس بسمارک کا اخبار

ہمبرگ نیکرکٹن لکھتا ہے کہ خلافت سلطان روم کی ذات میں بہت بڑی طاقت ہے اور یورپین مدبرین و سفرائے کو آگاہ رہنا

چاہئے کہ اب انکو ایسی ترکی سے سابقہ نہیں جسکی کمزوری کی روایتیں مشہور ہو رہی تھیں۔ کچھ عرصہ سے تقریباً ہر ایک واقعہ کسی

نہ کسی طرح سلطان کے حق میں نہایت مفید پڑتا ہے اور جسطریق سے بر اعظمی اخبارات بالعموم اور جرمن اخبارات بالخصوص

سلطان المعظم کی طاقت و جبروت کی صفت و ثنا کرتے اور اونکو ہندوستان۔ افغانستان اور مصر میں انگلستان کو کسی ایسی ایذا کا جو

وہ پہلے سے اونکو پہونچا چکے ہوں سزا ترکی سے ترکی جواب دینے کی کافی قوت رکھنے پر لمبی چوڑی تحریریں لکھنے میں ایک دوسرے

ہونیکی مستوجب ہی اور عثمانیہ فوج اور خلیفہ اسلام کی امداد و اعانت نہایت ضروری ہے۔ سلطنت عثمانیہ سے اتحاد و رفاقت رکھنی کوئی پالیسی کوئی نئی نہیں۔ موجودہ صدی کے تمام بڑے بڑے انگریز مدبر ولیم پٹ۔ لارڈ پامرسٹن۔ اور مسٹر ڈسٹرائیلی (بیکنسفیلڈ) کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے صف بصف ہو کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ وہ طریق اسلامی دنیا میں سلطان المعظم کے اقتدار کو کسطرح کم ہونے دے سکتا ہے۔ تازہ ترین واقعات میں سے ایک شاہزادہ فرڈیننڈ والی بلگیریا کا اپنے تئیں قدوم سلطانی پر ڈالنے کا واقعہ ہے۔ شاہزادہ مذکور نہایت مدبر زمانہ شناس اور معاملہ فہم شخص ہے۔ اوسکا وزیر اعظم ڈاکٹر سٹائیلاف کا بیان ہے کہ شاہزادہ نے دیکھ لیا کہ سلطان المعظم کی ذات بابرکات کی طفیل سلطنت عثمانیہ کا آفتاب نحوست اور ادبار کی ظلمت سے نکلکر پھر طلوع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ سابقہ تقصیرات کی معافی اور آئندہ کے لئے نوازشات شاہی کے شامل حال ہونے کی استدعا کیلئے فوراً پایہ عرش خلافت کو چومنے کے لئے استانہ علیہ کو دوڑ گیا۔ شاہزادہ نے آسٹریا کو بھی آزمالیا ہے اور روس کو بھی۔ اور ان میں کسی سے اوسکی مراد حاصل نہیں ہوئی۔ اوسے اب یقین ہو گیا ہے کہ میرا اور میرے ملک (یعنی بلگیریا) کا فوس ہو تو بلکہ جو ابتک ہے سے ہی ترک اپنا کہتے تھے اور اب وہ فرڈیننڈ کا کہلاتا ہے (وکیل) کہ اسی میں بہتری ہے کہ اپنے شہنشاہ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کر لے۔ بلگیریا کو مغربی تہذیب کا رنگ دینے کی بجائے مشرقی تہذیب سے منور کروں اور خود ایک یورپین مذاق اور خیالات کا شہزادہ بننے کی بجائے مشرقی نائب السلطنت بننا اپنا مقصد ٹہیراؤں۔ یہ ہے وہ پالیسی جو شہزادہ نے قسطنطنیہ میں لیکی۔ جہاں اوسنے قلیل اقامت کے دوران میں باجگزارانہ حیثیت سے تجاوز نہ کیا۔ اس طرح سے اوسنے عثمانیہ قوم کو اپنا ہوا خواہ بنالیا ہے۔ اور سلطان المعظم سے یہ وعدہ حاصل کر لیا ہے کہ مقدونیا کے متعلق بلگیریا کی خواہشوں کو پورا کیا جائیگا۔ ڈاکٹر سٹائیلاف دعوے سے کہتا ہے کہ شاہزادہ فرڈیننڈ سلطان المعظم کا وفادار غلام ہونیکی وجہ سے رومانیا یا سرویا سے جنگ ہونیکی صورت میں فتحیاب رہیگا۔ ترکی عظیم الشان اور کثیر التعداد فوج رکھتی ہے اور جنگ کے وقت بلگیریا اوسمیں ایک لاکھ بہادر اور شامل کر سکیگی۔ جہانتک یورپ کا تعلق ہے بلگیریا اوسکے سامنے اب کبھی ذلیل نہیں ہوگا۔ شاہزادہ فرڈیننڈ یورپ کے دربدروں کے روبرو سر نیاز خم کرنیکی بجائے اپنے آقائے نعمت سلطان المعظم کے دست مبارک کے بوسہ دینے کو ترجیح دیتا ہے۔

وزیر موصوف کی اس تقریر پر پانیئر کا نامہ نگار کمال حیرت کے ساتھ اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے کہ فی الواقع قوموں کی زندگی بھی افراد کی زندگی کیطرح زمانہ کی نیرنگیوں سے خالی نہیں۔ بیس برس ہوئے روس بلگیریا کی میدانوں کو شاہزادے ترکی پنجہ سے آزاد کرانیکے لئے اپنے سپاہیوں کے خون سے سیراب کر رہا تھا۔ آج اوسی ملک کا شہزادہ عبد الحمید کے قدموں پر گر کر اوسکے ہاتھوں کو چوم رہا ہے اور اپنے آپ کو ترکی کا باجگذار بتا کر اس پر فخر کرتا ہے۔ اور اوھر دوسری طرف عہدنامہ برلن کے جتنے تمام دستخط کنندگان باستثنائے معدودے چند اسوقت ترکی کے جانی دشمن ہیں۔ اکثر دستخط کنندگان (یہاں بالخصوص پرنس بسمارک سے مراد ہے جو اسوقت ترکی کے اعضا کے کاٹنے میں ہیڈ بوچر کا کام کر رہا تھا) سلطان کی طرح سر اٹھائے شان سر گرمی کے ساتھ مصروف ہیں۔

تتمہ حاشیہ بر صفحہ سابقہ ختم شد

یہی پالیسی جسکا کہ آج کل جو یہ پالیسی پولیٹیکل خیالات مذہبی اقتدار اور فوجی و تجری اغراض عسکریہ کی دائمی ضرورتوں
سے پیدا ہوئی اور مغالطہ آمیز رقیق الفاظی اور الفاظی کی بے اندازہ مقدار سے بھی اس پالیسی کی احتیاج

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کا۔ اخبار ٹائمز میں ایک نامہ نگار انگریز نے فرضی نام سے بمقام متمبر ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس میں سرحد
ہندوستان کے فسادوں اور اونکے باعث پر اُسنے اچھی طرح بحث کی ہے۔ حال میں بعض اخبارات میں جو کچھ شایع
ہوا تھا کہ ایران کی تازہ واقعات یعنی جنگ روم و یونان وغیرہ انفسادوں کا باعث ہیں۔ نامہ نگار مذکور اسکی قطعی تردید
کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اگر سلطان انگلستان کے دشمن ہوجائیں۔ یا عیسائیوں سے نفرت کرنے لگیں۔ اور اون کی مخالف نہیں
تو یہہ تحریک وحشی پہاڑی اقوام میں نہیں۔ بلکہ یہ خطہ ہندوستان کی اندر مسلمان کے زبردست اور زیادہ آباد شہروں
میں محسوس ہوتا۔ اسکی بعد نامہ نگار صاحب نے ایک مزید بات یہ لکھی ہے۔ کہ یہہ قرین صداقت ہے کہ سلطان المعظم نے
اپنے قاصد ہندوستان میں شورش پھیلانے اور امیر افغانستان کو اکسانے کیواسطے بھیجے ہونگے۔ لیکن اس کوشش کی
ناکامی اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان ریاستوں اور سلطنتوں نے کچھ بھی عمل نہ کیا۔ خواہ یہہ نامہ نگار کوئی صاحب
ہوں اور کیسے ہی خود کیسے ہی واقفکار ہوں۔ اسمیں شک نہیں کہ اونکی اس واقفیت سے بڑھکر لچر کوئی بات نہیں ہوسکتی
سلطان المعظم کا سفیر بھیجنا تو کجا پچھلے دنوں میں امیر سید افغانی کے قسطنطنیہ پہنچنے پر جو تراش انگریزی پریس اور خصوصاً
ہندوستان کے اینگلو انڈین اخبارات نے کی تھی۔ وہ اس سے بڑھکر لچر ثابت ہوگی جبوقت اسکی کل حقیقت کھل گئی۔ کہ نہ
سلطان المعظم نے کوئی خط اپنے قلم سے لکھکر اونکے ہاتھ امیر صاحب کو روانہ کیا۔ اور نہ وہ امیر صاحب کیطرف سے ہی
قسطنطنیہ گیا تھا۔ بلکہ وہ ایک افغان امیر تھا۔ کہ جو ایک زمانہ میں امیر صاحب کی مخالف مدعی تخت افغانستان کا
طرفدار تھا۔ اور اس مخالفت کی وجہ سے اسکو افغانستان چھوڑے ایک عرصہ گذر گیا تھا۔ یہہ افغان حج بیت اللہ کو
گیا۔ اور اپنے طور پر قسطنطنیہ بھی چلا گیا۔ اصلیت اس معاملہ کی صرف اتنی ہی جسپر رائٹر ایجنسی نے تار کی ذریعہ اطلاع دی
کہ افغانی امیر سید امیر صاحب کیطرف سے خاص تحفے لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور سلطان نے بھی اوسکو
امیر کیواسطے تحفے تحائف دیکر معہ ایک خاص اپنے قلم کے لکھے ہوئے خط کے واپس کیا ہے۔ مگر دو تین روز بعد اس خط وغیرہ کی
ارسال کیے جانیکی خبر کی۔ تردید خود رائٹر ایجنسی نے ہی کردی اسیطرح ان نامہ نگار صاحب کی اعلی واقفیت کا یہ ایک
ادنی نمونہ ہے کہ آپکے خیال میں سلطان المعظم کا اپنے خاص سفیر ہندوستان کو بھیجنا قرین صداقت ہے۔

بہرحال یہہ ہوا کہ نامہ نگار صاحب سرحدی اقوام کی مذہبی واقفیت اور انکی تعلیم وغیرہ کی کمی اور عدم
موجودگی پر چند سطریں وقف کرکے لکھتے ہیں۔ کہ اس میں تو شک نہیں کہ ان فسادوں میں بہت سا حصہ مذہبی تعصب و جنون
کا ضرور ہے مگر یہ ہرگز نہیں تسلیم کیا جاسکتا کہ حال کے واقعات یورپ کیطرح بھی انکے محرک ہوئی ہیں۔ یہہ سلسلہ اس غلط اور بے بنیاد
ہے کہ امیر صاحب نے ان فسادوں کو بھڑکایا ہے۔ سرحدی اقوام ہمہ آمادہ فساد میں ہمیشہ سے آزاد رہی ہیں اور ہمیشہ امیر صاحب کی خلاف

شدیدہ کالعدم نہیں ہوسکتی - جبتک قسطنطنیہ اور اوسکی دونوں آبنائیں ویسی ہی اہم رہیں جیسی کہ قدیم سے چلی آتی ہیں جب تک ہندوستان میں کئی کروڑ مسلمان موجود ہیں - اور جب تک روس ایک عظیم غاصب و مغرور فوجی طاقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ } برخلاف ہیں جبقدر کہ ہماری سنہ ۱۸۹۳ء میں حسبِ خط سرحدی ڈیورنڈ برٹش اور امیر صاحب میں قرار پاچکا ہے اوسکی رو سے انگریزی سمت سرحد پر آباد ہیں مزید براں عبدالرحمن خان ایک نہایت دانا اور دور اندیش مدبر ہیں - جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کن امور سے اونکی ملک کی آزادی اور خوشحالی کو قیام رہ سکتا ہے اور وہ کبھی اوسکو معرض خطر میں ڈالنے والے نہیں - اس قسم کے فساد سے یہی نتیجہ یہی نکلسکتا ہے کہ انگریز امیر صاحب کے علاقہ کے قریب تر پہنچیں امیر صاحب اسکو اچھی طرح جانتے ہیں اور وہ اسقدر دانا ہیں کہ انگریزوں کی ہمسائگت پر ان سرحدی اقوام کی ہمسائگت کو ترجیح دیتے ہیں - اسکے بعد نامہ نگار صاحب نے ان اخبارات کی تردید کی ہے جنہوں نے لکھا تھا کہ ان فسادوں کی وجہ گورنمنٹ کا طریق عمل نسبت چترال اور نیز عام پالیسی گورنمنٹ متعلق سرحد ہے - یہ لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں اغلب ہے کہ سواتیوں کی شورش بجز اسکے اور کچھہ نہیں کہ ان میں جو غیر مطمئین اور شورہ پشت حصہ ہے وہ برٹش گورنمنٹ کے حقوق کا مخالف ہے اور سرحدی پالیسی کا یہہ پہلا اصول ہے کہ کسی پہاڑی قوم نے کبھی انگریزی طاقت کی اپنی مرضی سے متابعت نہیں کی ہے جبتک کہ حتی الامکان اسکی مزاحمت نہ کرلی ہو اور اسکی جنگی قوت کا اچھی طرح تجربہ نہ کرلیا ہو اور سواتیوں کو جہانتک اس زمانہ کا حافظہ کام دیتا ہے کبھی یہہ سبق سیکھنے کا موقعہ نہیں ملا اور سواتیوں کے آمادہ فساد ہونیکی اغلباً یہی محدود وجہہ ہے -

آفریدی اور امیر } اظہار البیان فی نصیحت الافغان } انگلو انڈین اخبارات بھی اونٹ سے کسی طرح کم نہیں جنکی کوئی کل سیدھی نہیں میٹھی کچھہ عرصہ سے اونکو اپنے مفسدانہ اغراض و مقاصد میں بہت کچھہ کامیابی کے آثار نظر آنے لگے ہیں - انکی پالیسی جسقدر متزلزل ہے اسکی نظیر شاید صفحہ ہستی پر ملنا محال ہے گذشتہ باتوں کو چھوڑ کر تازہ سرحدی فسادوں کو لیجئے - پہلے پہل انہوں نے ان کی متعلق امیر صاحب کی شرکت کے بارہ میں حلق پھاڑ پھاڑ کر زمین و آسمان ایک کر دیئے - لیکن معاً اسکے بعد ہی بادنما مرغ کی طرح ان کے رخ بدل گئے اور امیر صاحب کی ابو الوقتی اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ رفاقت اور معاونت پر ثابت قدمی اور وفاداری کی نسبت قسمیں کھا کر اعتماد ظاہر کرنے لگے ضیاء الملت والدین - اسمیں شک نہیں کہ نہایت ہوشیار مدبر اور جیسا کہ خود ایک انگلو انڈین اخبار نے لکھا تھا - ایشیا کے بے مثل زبردست فرمانبردار ہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ نہایت صاف گو ہیں - اور جو کچھہ انکے دل میں ہوتا ہے بے کھٹکے زبان پر لے آتے ہیں - ہمارے انگلو انڈین اخبارات لفضل خدا غایت درجہ کے عصبی مزاج بھی ہیں پتہ کھڑکا اور بندہ بھڑکا - یہہ یوروپین ڈپلومیسی یا بالفاظ دیگر ریاکاری کے عادی - انکو ایشیائی صاف گوئی اور بے ریائی سے سایہ کا بھی بھوت بنکر چمٹ جاتا ہے - امیر صاحب نے علاوہ سرکار انگلشیہ کو اپنے خاص مراسلے سے اپنی وفاداری اور رفاقت کا یقین دلانے کے عملاً بھی اپنی اعتبار اور دیانت و صداقت کو ثابت کر دیا - انہوں نے جو جواب آفریدیوں کی درخواست معاونت کا دیا اسمیں انہوں نے صاف صاف اپنے دل کی سچی باتیں لکھہ دیں - اب ہمارے لاہوری انگلو انڈین معاصر کو رعشہ ہو گیا - وہ اب پھر وہی پرانی گت بجا رہا ہے کہ امیر صاحب در اصل ان فسادوں میں شریک ہیں - انکے پاس

ہی تب تک شجاع وجانباز عثمانیہ قوم کا اتحاد انگلستان کی لئے اشد ضروری اور لازمی ہی قسطنطنیہ کی اقامت کے دوران میں امیر البحر وولس پاشا اور رلمبٹ پاشا ہماری حال پر بڑی مہربانی کرتی رہی اوّل الذکر ترکی کی بہترین اور کمال

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ} ۲۰۰۰ توپیں فی توپ ایکہزار گولہ ۳ سی ۴ لاکھ تک بندوقیں اور بیشمار کارتوس اور گولی بارود ہے۔ وہی ان سرحدی اقوام کو گولی بارود دیتی ہیں۔ مگر وہ اب اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی واسطی جبکہ کوئی ذراسی بھی شبہہ شبہہ کی بات ہوئی اور فوراً بلا پوچھے وہ اپنی لاتعلقی اور برأت ثابت کرنیکو تیار ہیں اور کہ اون کی مظالم کے باعث انکی رعایا اُن سی سخت متنفر ہی۔ سردار حبیب اللہ خاں اُنسے بیٹھکر ہر دل عزیز ہیں۔ اسکی علاوہ ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ درہ خیبر چونکہ آفریدیونکی فسادونکی باعث مسدود ہی مال تجارت بھی کابل سی ہندوستان نہیں آسکتا اور خود امیر صاحب کا سامان حرب جو انہوں نے یورپ سی منگوایا تھا۔ اسوقت پشاور کی ریلوی گدام پر پڑا ہی اور آگی نہیں جاسکتا۔ اس سی صاف ظاہر ہی کہ امیر صاحب کا کسقدر نقصان ہورہا ہی لیکن لاہوری انگلو انڈین لکھتا ہی کہ امیر صاحب نے اپنی غرض پوری کرنیکو واسطی اس نقصان کو بھی گوارا کرلیا مگر سرحدی فسادوں کی شرکت کو ترجیح دی۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ امیر صاحب کی گذشتہ حالات ناظرین اخبارات سی پوشیدہ نہیں ان کی طبیعت کا خود ان کی متعلقہ روزمرہ کی واقعات سی نہایت اچھی طرح اندازہ ہو سکتا ہی۔ لہذا اس انگلو انڈین کے ان الزاموں کو مجذوب کی بڑسے زیادہ وقعت نہیں دی جاسکتی ذیل کے واقعات بجائے خود امیر صاحب کی نیک نیتی اور وفاداری کے شاہد ہیں۔

کابل میں امیر صاحب کی حکم سی ایک اعلان سرباز ار چسپاں کیا گیا ہی جو آفریدیوں کے اس ڈیپوٹیشن کی جواب میں ہی جو امیر صاحب کی خدمت میں بطلب امداد گیا تھا۔ مگر جو جلال آباد سی ہی واپس کردیا گیا تہا۔ امیر صاحب کی اعلان عام میں اس جواب کی تاریخ ۲۳۔ ستمبر ۱۸۹۷ء ہی اور وہ حسب ذیل ہے:۔

تیراہ کی آفریدیوں نے اپنی اٹھارہ آدمی میری پاس روانہ کئی تھے۔ جن میں ملک۔ علماء اور دیگر معزز سربرآوردہ ارکین شامل تھی ہر ایک حصہ قوم نی علیحدہ عرضی ارسال کی تھی۔ اور مجھہ سی امداد چاہی۔ میری حسب حکم یہ لوگ جلال آباد میں تک لئی گئی اور اونکی عرضیاں مجھکو بھیج دی گئیں۔ جنکو میں نی نامنظور کیا۔ مینے انکی عرضیونکی جواب جلال آباد بھیجدئے تاکہ اونکو وصول کرکی وہ واپس چلی جائیں۔ انکی عرضیونکی تفصیل اسطرح ہے۔

زمانہ قدیم سے برٹش گورنمنٹ بتدریج ہماری ملک پر قبضہ کرتی چلی آرہی ہی۔ اور نہ صرف ہماری ملک پر ہی بلکہ افغان علاقہ پر بھی اور گورنمنٹ مذکور نی مختلف مقامات اور علاقوں میں قلعی تعمیر کرلئی ہیں۔ ہم نی بہت سی موقعوں پر افغان گورنمنٹ سی اسکی شکایت کی مگر حضور والا نی ہماری شکایتوں پر کچھہ توجہہ نہ مبذول فرمائی۔ لہذا لاچار ہوکر۔ اور اسلام اپنی مذہب پر ثابت قدمی کا لحاظ کرکی ہمنی خداوند تعالٰے کی رہبری پر برٹش گورنمنٹ سی جہاد شروع کردیا۔ اور ہمنی ہر طرح انگریزوں سی اپنی تعلقات قطع کرلئی۔ ہم نی ہنگو کی اوپر سامانہ کی پانچ قلعی لوٹ لئی اور تباہ کردئیے۔ ایک ملا شنواری کی پاس سمانا کی دامن میں انگریزی علاقہ کے اندر ایک قلعہ درہ ابلان کی پاس کوہاٹ کی

جان نثار دوستوں اور خیر خواہوں میں سے ہے۔ اور آخر الذکر قسطنطنیہ کا عام مشہور اور ہر دلعزیز انگریز باشندہ ہے ۱۳
مئی کو ہمنے محل دولمہ باغیچہ میں عید بیرام کا مشہور دربار نہایت عمدگی اور وضاحت کے ساتھ دیکھا۔ دربار مذکور[۱] دنیا کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے قریب ایک تھانہ نوراوای کے پاس۔ دوسرا تھانہ کاہی کے پاس۔ ایک تھانہ غالوچینا کے پاس۔ ایک تھانہ شمس الدین کے پاس۔ ایک چیروی کے پاس۔ ایک قلعہ متصل خنک۔ ایک تھانہ میمک کے پاس۔ ایک تھانہ سرائے تراب کے پاس اور ایک سنہ و بازار متصل سرائے اب لوٹ لیا اور تباہ کر دیا۔ مذکورہ بالا پہاڑ کی چوٹی پر ابھی بتن بڑے قلعے ہیں جنپر ہمنے قبضہ نہیں کیا ہے۔ مگر بفضل خدائے کریم ہم انکو بھی لیکر جلا دینگے۔ اس راہ کے تمام لوگ پہاڑ کی چوٹی پر جمع گئے اور اوسکے دامن میں کوہاٹ سے رود قران تک علاقہ قرم میں سرحد اور کنری پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہاں کے اقوام وقتاً فوقتاً اپنے علاقوں میں علیحدہ علیحدہ جہاد کر رہی ہیں۔ ہم کبھی گورنمنٹ برطانیہ کے مطیع نہ ہونگے۔ اور اُنکی رعایا نہ بنینگے۔ اپنے ملک کی عنان حکومت کبھی برٹش گورنمنٹ کو نہیں دینگے۔ بلکہ اسکے برعکس ہم فرمانروائے اسلام کی گورنمنٹ کی متابعت کرنیکو تیار ہیں۔ گورنمنٹ اسلامیہ پر واجب ہے۔ کہ نہ صرف ہمارے اغراض و مقاصد کی نگاہداشت کرے۔ اور ہماری حالت پر غور کرے بلکہ کل افغانستان کے مقاصد کی حفاظت کرے اور اوسکی حالت کا خیال کرے۔ لہذا ہم یہ اٹھارہ شخص اپنے ملک علماء اور بزرگ معہ اپنی عرضیوں کے حضور والا کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں۔ ہم فی الحال سلسلہ سمانہ پر جہاد میں شریک ہیں اور مستدعی ہیں کہ جو کچھ حضور انور ہمارے حق میں مفید اور بہتر خیال فرمائیں عنایت خسروانہ سے عمل میں لائیں۔ اور خدا کے فضل وکرم سے ہم حضور انور کی ہدایت پر عمل کرینگے۔ کیونکہ ہم اپنے کاروبار کا کل انصرام و اہتمام ہر طرح قطعی اور کلیتہً حضور انور کے ہاتھ دیدینگے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ہماری اہل قوم حضور انور کی خدمت کریں اور یہی وقت ہے کہ حضور انور اپنی غرض و مقصد حاصل فرما سکتے ہیں۔ اسوقت تمام مسلمان۔ فوجیں توپخانہ اور زر ہر صورت سے حضور انور کے اختیار میں ہیں۔ اگر انگریز فتحیاب ہوں۔ تو وہ مسلمانوں کو پامال کر دینگے۔ اس محنت میں جو کچھ امداد حضور ہمکو عنایت فرمائیں وہ ہمارے ہی حوالے کر دی جائے۔ ہمکو امید ہے کہ اس عرضی کو ملاحظہ فرما کر حضور عالی ہمکو جواب سے ممنون فرمائینگے۔ مورخہ ۷۔ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ ہجری

جواب منجانب امیر صاحب:۔

میں نے تمہاری عرضیاں پڑھی ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان سب کی غرض و غائت ایک ہی ہے۔ اب میں تمکو جواباً لکھتا ہوں کہ ۱۱ سال گذرے جب میں کابل آیا تھا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ میں خیبر کے راستہ راولپنڈی گیا تھا۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ چونکہ میری دوستی تھی۔ میں بحیثیت مہمان کے انکے ملک کو گیا تھا۔ اور راستہ میں درہ کی دونوں طرف مجھکو تمہارے بہت سے ہم قوم ملے جنہوں نے مجھ کو سلام کئے اب جو کچھ کہتے ہو اگر سچ ہے۔ تو کیوں نہ اسوقت تمنے اس معاملہ کا مجھ سے ذکر کیا تاکہ میں جناب وائسرائے سے اسبارہ میں مشورہ کرتا؟ اسکے چند سال بعد جب سرحد طے ہو رہی تھی۔ سر مارٹیمر ڈیورنڈ خیبر سے گذر کر کابل آئے تھے۔ تمام سرحدی اقوام اس سے آگاہ تھیں۔ اور اونہوں خود مشن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کیوں نہ اسوقت تمہارے ملا و ملک اور بزرگ میرے

[۱] کتاب قسطنطنیہ میں اس دربار کی مفصل حالات مندرج ہیں :۔

نہایت ہی موثر اور کمال شاندار نظاروں میں شمار ہوتا ہے۔ محل مذکور کے بڑے ایوان میں سلطنت کے تمام اعلیٰ فوجی۔ مذہبی ملکی اور جوڈیشل عہدہ دار اپنے ولی نعمت کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ غازی عثمان مقدس رومال کو جسکا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے پاس گئے جب ڈیونڈ صاحب سرحد کے تعین کے واسطے باختیار ہو کر اسطرف آئے تھے۔ تاکہ اسبارہ میں انسے بحث کرتا ہے اسوقت تم سب خاموش رہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں ناچاقی ہو گئی۔ اب جب تم انسے لڑے اور تمنے انکو ناراض کر دیا تو تم میرے پاس آئے ہیں۔ کاروبار سلطنت کے بارہ میں برٹش گورنمنٹ سے میں معاہدہ کر چکا ہوں اور ابتک انگریزوں کی طرف سے کسیطرح کوئی امر خلاف ورزی معاہدہ کا نہیں ہوا۔ باوجودیکہ وہ عیسائی گورنمنٹ ہے۔ ہم مسلمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز چاروں خلفاء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو۔ لہذا ہم کسطرح معاہدہ توڑدیں قرآن شریف کی اس آیت کی نسبت تم کیا کہتے ہو جس میں لکھا ہے کہ اپنا وعدہ وفا کرو۔ وعدہ وفا کرنا مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ نے اوسوقت جبکہ مخلوق کو پیدا کیا۔ تو سب سے پہلے اس نے دریافت کیا کہ آیا میں تمہارا خدا ہوں انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا خدا اور ہمارا خالق ہے۔ لہذا حشر کے دن سب سے پہلا سوال اقرار و عہود کے ایفا کی نسبت ہوگا۔ مسلمان اور کافر اس امتحان سے ایکدوسرے سے ممیز ہونگے۔ لہذا تم اچھی طرح سمجھتے ہو کہ معاہدہ کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ میں بغیر کسی باعث یا موقع و محل کے کبھی معاہدہ سے خلاف ورزی نہ کرونگا۔ کیونکہ انگریزوں نے ابتک کبھی اس سرحد کی نسبت کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ جو اس نقشہ میں درج ہے۔ جسکو انہوں نے منظور کیا ہے۔ پھر کیوں میں اقرار سے پھر جاؤں؟ ایسی حرکت انصاف سے بعید ہوگی۔ میں چند خود غرض اور مطلب برآر لوگوں کے مشورہ سے اپنے اور اپنی قوم پر بدنامی کا داغ نہیں لگا سکتا۔ جو کچھ تم نے اپنے ہاتھوں کیا ہے اپنی گردن پر اٹھاؤ۔ مجھکو تم سے کوئی سروکار نہیں تم خود اپنی نیک و بد کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ اب جبکہ تم مشکلات اور تکالیف میں پھنس گئے ہو۔ اور اپنا کام خراب کر چکے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری مدد کروں تم اسوقت کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر چکے ہو۔ جبوقت یہ معاملات سدھر سکتے تھے۔ اب میں نہ کچھ کہہ سکتا ہوں اور نہ کر سکتا ہوں۔ جو ملک تمنے میرے پاس بھیجے تھے میں نے اونکو جلال آباد سے واپس کر دیا ہے۔ میں نے اون میں سے ہر ایک کو ایک ایک لنگی اور دس دس روپیہ زاد راہ کے دیئے ہیں۔ اور کابل آنیکی تکلیف نہیں دی"۔

ماسوا اس کے امیر صاحب نے پشتو میں ایک اعلان صادر فرمایا ہے جسکی سرخی ہے "اظہار البیان فی النصیحت الافغان"۔ اسپر تاریخ ۱۳۔ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ ہجری المقدس درج ہے۔ یعنی ۱۳۔ اگست ۱۸۹۷ء مگر جو حال ہی میں افغانستان میں شائع ہوا ہے۔ اخبار پانیر امیر صاحب کی ان کارروائیوں پر بر خلاف ہمارے بوکھلائے ہوئے ہمعصر انگلو انڈین ہمعصر کے بہت کچھ اعتماد ظاہر کرتا ہے۔ اور صرف اس امر کی تشریح کو یہ اعلان ۱۳۔ اگست کا لکھا ہوا ہے۔ اور اب شایع کیا جا رہا ہے۔ اسطرح کرتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر صاحب نے اسکی اشاعت اوسوقت اسلئے ملتوی رکھی تھی۔ کہ شاید بالائے سوات کے فساد زیادہ نہ پھیلینگے اور خلاف ورزی اقرار نامجات کیوجہ سے اقوام کو ملامت اور لعن طعن کی ضرورت نہ پیش آئیگی۔ مگر آخر کار ملاؤں کے بھڑکانے سے

کچہہ حصہ تخت پر ہوتا ہے اٹہائے ہوئے ہوتے ہیں۔ عہدہ دار باری باری سے آگے بڑہکر کورنش بجا لاتے اور اس رومال کو پیشانی سے لگاتے ہیں۔ ہم قسطنطنیہ میں صرف چار دن ٹھہرے اور ۲۸ اپریل کو بحرہ اسود اور رومانیا کے راستہ وطن کو روانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہے یہ لوگ اسحالت کو پہنچ گئے کہ امیر صاحب کو انکو سرزنش و تنبیہہ کرنیکی ضرورت پیش آئی۔ اخبار پائنیر لکھتا ہے کہ امیر صاحب کی پٹھانوں کی نسبت کبھی اچھی رائے نہیں رہی۔ اور کہ انہوں نے ۱۸۹۶ء میں بھی اپنے مراسلہ بنام برٹش گورنمنٹ میں یہ امر اچھی طرح واضح کر دیا تھا۔ اور اس اعلان حال کو پڑہکر ایک امر نہایت اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ امیر صاحب کا مصمم ارادہ ہے کہ ان اقوام کو انہیں کے حال پر چھوڑ دیا جاوے۔

مگر اخبار انگلشمین اسکے خلاف اسی لیاقت سے جو انگلو انڈین اخبارات کا خاصہ ہے۔ امیر صاحب پر ان اقوام کو نہ صرف ایذا دینے بلکہ ان تمام فسادوں کی تحریک کا الزام لگاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ حال ہی میں امیر نے کابل میں ملاؤں کو جمع کر کے کسی مذہبی معاملہ پر بحث کی اور اوسکے معاً بعد ان ملاؤں نے اپنے وعظوں سے یہ شورش برپا کر دی۔ اور یہہ کہ امیر صاحب کی کتاب جہاد عام طور پر تقسیم کیگئی۔ اور آخر میں لکھتا ہے کہ امیر صاحب کی سپاہ نے علاوہ انکی رعایا کو ہمارے دشمنوں کے ساتھہ ملکر ہمپر حملہ کیا۔ اور اسوقت بھی ہزاروں لشکر افغان ہمارے خلاف دشمنوں کے شریک اور معاون ہیں اسکے بعد یہہ ایزاد کرتا ہے کہ شیر علی اس سے کم اشتعال انگیز پالیسی پر عمل کرنیکے واسطے ہی تخت سے اتار کر پھینک دیا گیا مگر اب یہہ حال ہے کہ "ہم مزہ سے بیٹھے ہاتھ مل رہے ہیں۔ صبر کیئے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر شکرگذار ہیں۔ کہ امیر صاحب مہربانی فرماکر ہمارے ساتھہ دوستی اور رفاقت کا اظہار فرما رہے ہیں۔" مگر یہہ رائے بھی اسی ذیل میں لکھی جانی چاہئے۔ جو ہمنے ابتدا میں ایسے خیالات کی نسبت لکھی ہے اور اوسپر خاک ڈالکر ہم اعلان کا بالتفصیل ترجمہ دیتے ہیں۔ جو افغانستان میں شائع ہوا ہے۔

"اعلان منجانب امیر ضیاء الملت والدین۔

تمام علماء افغانستان کو جو امیر کے علاقہ یا کوہ و جبال میں رہتے ہیں"۔

واضح ہو کہ مجھکو تمہارے حالات تمہاری عرضیوں سے اور نیز اپنے مخبروں سے معلوم ہوئے ہیں۔ اور مجھکو اچھی طرح خبر ہے کہ تم اپنے گھروں اور اپنے جلسوں میں کہتے ہو کہ میں نے (یعنی امیر نے) تمکو روپیہ کے عوض انگریزوں کے ہاتھہ فروخت کر دیا ہے اور یہہ کہ آجکل جبکہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں لڑائی جاری ہے۔ میں بالکل علیحدہ ہوں اور آرام و آسائش سے بیٹھا ہوا ہوں ان حالات کے لحاظ سے قرین مصلحت ہے کہ تمپر کل واقعات بالتفصیل واضح کروں۔ اور تمہاری باتوں کی غرض و غایت سمجھا دوں میرے تاشقند سے آنے سے پہلے جو لڑائی تم میں اور انگریزوں میں ہوئی۔ اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ کوئی ایک شخص بھی تم میں ایسا مدبر دانا اور ہوشیار نہ تھا کہ انگریزوں کے اصل منشاء سے تمکو خبردار کر دیتا چنانچہ اب میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ برٹش گورنمنٹ کا منشاء اور مقصد کیا تھا۔

امیر شیر علیخاں کو برٹش گورنمنٹ نے اوسکے والد مرحوم امیر دوست محمد خاں کی آغاز حکومت ہی میں ولیعہد سلطنت تسلیم کر لیا تھا اور ہمارے خلاف خانہ جنگی میں انگریزوں نے اسکو مدد دی تھی۔ مگر جب انگریزوں نے دیکھا۔ کہ روس ہندوستان اور افغانستان کی سرحد کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو شیر علیخاں کو لکھا کہ چونکہ وہ انکا دوست تھا۔ اسلئے بہتر ہے کہ وہ ان کے ساتھہ شریک ہو۔ اور روس

ہوگئی ۔ بحرہ اسود کا سفر خوب لطف و کیفیت سے کٹا ۔ رومانوی سٹیمر جسپر ہم سوار ہوئے اچھا و سلیح اور خوب آراستہ تھا لیکن رومانیا میں بالخصوص سخارسٹ اور آہنگروی کی سرحد کے درمیان ریلوے کا انتظام اچھا نہ تھا ۔ بحرہ اسود پر ہمنے ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ} کی پیشقدمی کو روکنے کا انسداد کرے ۔ مگر اُس نے (شیر علیخاں نے) نہ صرف انگریزی کمیشن کو افغانستان میں آنیکی اجازت دینے سے انکار کردیا ۔ بلکہ نہایت اعزاز و حرمت سے روسی قاصد کا اپنے ملک میں خیر مقدم کیا ۔ اس کارروائی میں اُسنے غلطی کی گو اس امر کا اُسپر کچھ الزام نہیں کہ اوسنے افغان میں یورپین سفیر کی تقرری سے اختلاف کیا ۔ کیونکہ ملک کی حالت ایسی ترقی یافتہ نہ تھی کہ کسی غیر اور سپہر یورپین قاصد کی سلامتی یقینی ہوسکتی ۔ لہذا برٹش گورنمنٹ نے امیر شیر علیخاں کی اس حرکت کو اپنی شان و اقتدار کی ہتک سمجھا ۔ اور اسکیواسطے کیفیت طلب کی ۔ شیر علیخاں احمق تھا اور یہہ اسکی حماقت کا نتیجہ تہا ۔ کہ وہ اپنے اوپر اپنے ہاتھوں تباہی اور بربادی لایا ۔ اسکا بیٹا بھی بیوقوف تھا ۔ بدیں لحاظ کہ اوسنے ان شورش و فساد کے ایام میں کابل میں ایک انگریز ایجنٹ کی سلامتی اور خیریت کی ذمہ داری لپنے اوپر لی ۔ حالانکہ اوسکا افغان فوجوں اور قوموں پر بہت قابو نہ تہا ۔

"جب امیر شیر علیخان ترکستان کی طرف بہاگا ۔ برٹش گورنمنٹ اور رعایائے افغانستان میں جنگ برپا ہوگئی ۔ گورنمنٹ انگریزی کا منشا صرف کوگناری کا انتقام لیکر واپس آجانیکا تھا ۔ مگر باشندگان نے بیوقوفی اور نادانی سے بغیر کسی وجہہ یا سبب کے انگریزوں کے لڑائی کی اور انگریزونکو اپنے (افغانوں کی سرزمین پر تباہی اور بربادی لانیکیواسطے مجبور کیا ۔ اسوقت نہایت مناسب دانشمندانہ طریق عمل باشندگان ملک کیواسطے یہی تہا کہ اپنے میں سے ایک دانا اور لائق شخص منتخب کرتے ۔ اور اوسکو انگریزوں کے پاس روانہ کرتے تاکہ وہ افغانونکی طرف سے اسطرح عرض کرتا ۔ اب جبکہ امیر شیر علیخاں اور یعقوب خاں ہمکو چہوڑکر بہاگ گئے ہیں ۔ ہم بالکل بیکس و بیمددگار رہگئے ہیں ۔ اگر انگریز ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ۔ تو ہم اُنکی متابعت کرینگے ۔ اور جہانتک ہمسے ممکن ہوسکیگا ۔ انکے قوانین کی پابندی کرینگے لیکن اگر ہمکو ان قوانین کی پابندی مشکل معلوم ہوگی ۔ جو واقعی بہت سخت ہیں ۔ کیونکہ ان قوانین کی پابندی سے کسی خاوند کو اپنی زوجہ پر کوئی اختیار ہی نہیں رہتا ۔ تو ہم ملک کو چہوڑدینگے اور ترکستان یا ایران میں جاکر پناہ لینگے " مجھکو کامل یقین ہے کہ انگریز اسی وقت لوگونکی تسلی اور انکا اطمینان کردیتے کہ انکا ارادہ دراصل ملک پر قبضہ کرنیکا نہیں ہے ۔ بلکہ وہ یہہ چاہتے ہیں ۔ کہ افغانستان کے لوگ اپنے آپسمیں سے ایک شخص ایسا منتخب کریں جو تخت پر بیٹھے ۔ اور جسکو وہ (انگریز بھی) بادشاہ تسلیم کریں ۔ شاید انگریز سردار ولی محمد خاں کو افغانستان میں فرمانروا بنانے کا خیال کررہے تھے ۔ مگر چونکہ اوسکو ملک پر حکومت کرنیکی بالکل قابلیت نہ تھی ۔ اور نہ اتنا مادہ تہا کہ لوگوں پر قابو رکھ سکتا ۔ یہہ تجویز ترک کردیگئی ۔ آخرکار میں آگیا ۔ مجھکو بخوبی معلوم تھا ۔ کہ انگریزونکو ملک پر قبضہ کرنیکی بالکل کوئی خواہش نہیں ہے ۔ اور نیز یہہ کہ میرے لوگ بھی مجھکو اپنا بادشاہ بنانے پر خوش تھے جب میں بدخشان اور غازیان کے درمیان تھا مجھکو بہت سے خطوط عام اشخاص اور ملاؤں کیطرف سے موصول ہوئے جیسے ملا مشک عالم اخوندزادہ غزنوی ۔ حاجی صاحب ۔ اور ملا اور جنہیں یہہ درخواست کیگئی تھی ۔ کہ میں چلا آؤں ۔ اور لکھا تہا کہ ان سب نے مجھکو بالاتفاق اپنا بادشاہ منتخب کیا ہے ۔ جب میں یہاں آیا اور افغانستان کا بادشاہ بنا میرے دلکو یقین واثق تھا ۔ کہ امیر شیر علیخاں نے نہایت غلطی کی ۔ اور کہ سلطنت افغانستان کی خوشحالی و فارغ البالی کا

بازپکڑا جو بخیریت انگلستان پہونچگیا۔

بخارسٹ میں وہانکے انگریزی سفیر سر جی ایچ ونڈہیم سے جسنے برازیل کے دارالخلافہ ریوڈی جنیرو میں ایک نازک موقعہ پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تنزل کا انحصار تمام تر برٹش گورنمنٹ پر منحصر تھا۔ اور چونکہ ممالک دیگر سے جیسے کہ روس جرمنی۔ ترکی فرانس اٹلی وغیرہ سے افغانستان کو امداد نہیں پہنچ سکتی۔ میں نے یہی قرین مصلحت اور دانشمندی سمجھا کہ انگریزوں کو ہر طرح یقین دلادیا۔ اور انکا اطمینان کر دیا تاکہ وہ ملک پر قبضہ نہ کریں۔ بلکہ اگر کبھی کوئی ہمارے خلاف کھڑا ہو۔ تو اوسوقت ہماری مدد اور حفاظت کریں۔ چنانچہ یہی بواعث ہیں۔ کہ میں نے اونکے ساتھ حدبندی طے کی۔ جو بفضل خدا تعالیٰ سرانجام ہوگئی۔

"چونکہ تم اپنے بادشاہ کے حق میں صادق نہیں تھے اور تم نے سردار محمد ایوب خاں کو قندھار کی شورشوں اور فسادوں کے دنوں میں خط لکھے تھے۔ مجھکو اسوقت یقین ہوگیا تھا۔ کہ امن و آرام سے خاموش نہ بیٹھوگے۔ پہلے تو تمنے مجھکو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور جب کہ ایوب خاں نظر آیا تم بے ایمان ہوگئے۔ تم جانتے ہو کہ محمد جان اور عبد الغفور آخوندزادہ نے اپنے باغیانہ حرکات سے خمیازہ اٹھایا اور یہی حشر عصمت اللہ خاں غلزئی کا ہوا جس سے بہت سی حرکات ناروا اور ناجائز سرزد ہوئی تھیں۔ اسکے بعد ملا مشک عالم کے بیٹوں اخوندزادوں نے تین لاکھ کا جری لشکر جمع کیا اور سرحد غزنی پر علم بغاوت بلند کیا اور شنواری ابتک بھی بخوبی پوری پوری امن سے نہیں بیٹھے۔ اور کامل طور پر زیر نہیں ہوئے ہیں۔

"چونکہ میں تجربہ سے سیکھ چکا ہوں کہ تم نہ صداقت پر کان دھرتے ہو اور نہ اہم ضروری معاملات کا لحاظ کرتے ہو میں نے کاروبار ریاست کا انتظام خود اپنے ہاتھ میں لیا اور تم سے نہ کسی کام میں صلاح لی۔ اور نہ مشورہ کیا اور نہ کسی امر پر تمہاری رائے طلب کی جس سے میں نے عنان حکومت سنبھالی ہے۔ میں حتی الامکان کوشش کرتا رہا ہوں کہ تمکو دانا بناؤں اور تمیز و اخلاق سکھاؤں مگر میری تمام کوششیں رائگان گئیں اور مجھکو تمہاری طرف سے قطعی مایوسی ہوئی۔

"جب سر مارٹیمر ڈیورنڈ حدبندی کے معاملات طے کرنیکے واسطے کابل آئے انہوں نے مجھکو باجور۔ مہمند۔ باشندگان سوات اور تیراہی آفریدیوں کے اکابر اور عام اشخاص کیطرف سے خطوط دکھلائیں جن میں لکھا ہوا تھا کہ ہم انگریزی حکومت میں آنے اور برٹش گورنمنٹ کی متابعت کرنیکے واسطے تیار ہیں۔ اب تم خود ہی بے وفائی اور بدا طرفداری کی نظر سے دیکھو کہ جب میں خود تمہاری تحریری خطوط دیکھ چکا ہوں جن میں تم نے انگریزی حکومت کے زیر تحت آنے کی رضامندی ظاہر کی ہے آیا میں غلطی کر رہا ہوں کہ تمکو انگریزی علاقہ سے متعلق سمجھتا ہوں۔ کیا جو کچھ خود تمنے کیا ہے اسکا کچھ بھی علاج ہے۔

"عمرا خان۔ مخروج خاں۔ جنڈول انگریزوں کا دوست تھا۔ جب وہ کابل میں آکر پناہ گزین ہوا۔ میں نے اس سے مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ اور میں نے اس سے ایکدن سر دربار دریافت کیا۔ کہ کیوں برٹش گورنمنٹ کے خلاف لڑتے تھے جبکہ تمکو معلوم تھا کہ باجوڑ کے لوگ اور سلطنت اسلام کا تم سے سلوک نہیں۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اور اوسنے کچھ جواب نہ دیا۔"

"اب میں افغانستان کے تم سب ملاؤں اور اہل اقوام سے خطاب کرتا ہوں۔ اور تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے تم نے خود

اپنے ملک کی قابل قدر خدمت کی تھی میری دلچسپ گفتگو ہوئی۔ رومانیا کا ملک سرسبز اور با امن حالتمیں دکھائی دیا ترکی سے اوسکے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں۔ ترکی کے تمام سابقہ صوبوں میں سے رومانیا یقیناً سب سے شائستہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنی مرضی سے عہد نامے کرکے اور وظائف قبول کرکے انگریزوں کے ساتھہ متابعت کا اظہار کیا۔ اور پھر بلا کسی وجہہ کے تم نے ایک فقیر کی تحریک پر جسکی حسب و نسب سے بادشاہ اسلام بھی آگاہ نہیں ہے۔ فساد برپا کئے اور بغاوت پھیلا دی اور چونکہ تم نے یہہ بغاوتیں اور فساد پھیلاتے وقت مجھسے مشورہ نہیں کیا۔ یہہ بھی انصاف نہیں کہ اب تم مجھپر الزام دو۔

"ہر ایک ملک کے لوگوں اور اہل قوم کو چاہئے کہ اپنے کاروبار اپنے بادشاہ کے حوالے کردیں اور اوسکو اختیار دیدیں۔ کہ وہ جو کچھہ اُن کے مفید مطلب مناسب سمجھے کرے۔ تم نے کب اپنے معاملات و کاروبار میرے فہم و اختیار کے سپرد کردئیے کہ جو کچھہ میں نے تمہارے واسطے مفید سمجھا نہیں کیا۔ جیسا کہ قاعدہ ہے ہر ایک افغان خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان۔ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ انگریزیا بادشاہ اسلام کے ساتھہ براہ راست بغیر کسی ذریعہ یا واسطے کے اپنے معاملات طے کرلے۔ اور بادشاہ کو اپنی کارروائیوں سے بالکل مطلع نہیں کیا۔ تا تم نے اکثر گورنمنٹ برطانیہ کو کہا ہے کہ "ہم آزاد مطلق العنان ہیں۔ شاہ وقت کا ہمپر کوئی اختیار نہیں۔ اگر ہماری خاطر تم امیر کو کچھہ دیتے ہو تو وہ عطیہ فوراً روکدو کیونکہ ہم کسی شخص کے زرخرید غلام نہیں ہیں"۔ اب تمہارا بادشاہ اسلام کے ساتھہ کیا تعلق و واسطہ رہگیا۔ جو اسکی شکایت کرتے ہو؟ چونکہ تم خود بادشاہ ہو خود ہی اپنے معاملات طے کرلو جب یہہ باتیں تمہارے دلوں میں ہیں تو کیا تمکو شرم نہیں معلوم ہوتی ہے جب تم آپس میں باتیں کرتے ہو کہ انگریز تمکو مار رہے ہیں۔ اور امیر تمہارا خیال اور تمہاری پرواہ نہیں کرتا ہے تمکو تو ایسی عمر کا بادشاہ چاہئے۔ جو تمہاری احمقانہ مثال کی تقلید کرے تم خود لوگ ہو اور بیل ہو۔ مجھکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ تمہاری خاطر اسطرح غداری کرکے میں خود تباہ و خراب ہوں؟ اب بھی اگر تمکو پسند ہو تو اپنے آپکو قطعی میرے اختیار و سپردگی میں کردو۔ اور میں انشاء اللہ تعالےٰ تمہارے معاملات برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ قابل اطمینان طورپر طے کردونگا۔ تمہارے لوگ ہمیشہ میرے علاقو میں شورشیں اور فساد برپا کرتے رہے ہیں۔ مگر میں اُنکو معاف کرتا رہا کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔ مگر برٹش گورنمنٹ کبھی ان افغان اقوام کو سزا دینے سے نہ چوکیگی۔ جو اوسکی مخالفت میں اٹھے ہیں۔ اگر ملاؤں کے دل میں انصاف کا کچھہ بھی خیال ہوتا تو وہ کبھی اپنے بادشاہ سے نہ پوچھتے تم ان شورشوں اور فسادونکو جہاد یا غزا کیوں کہتے ہو؟ جہاد کا وقت (صحیح) آجائیگا۔ اور جب آئیگا۔ اسوقت تمکو اعلان کردیا جائیگا۔ اگر تم اس موقعہ پر بہادری اور مردانگی سے کام لوگے تو میں نہایت خوشی سے تمکو مذہبی پیشوا تسلیم کرلونگا مگر جہاد کی سب سے پہلی شرط شاہ اسلام کی شرکت ہے لہذا تعجب ہے۔ کہ بادشاہ تو انگریزوں کے ساتھہ دوستی اور یگانگت کے تعلقات رکھتا ہے اور تم جہاد جہاد چلا رہے ہو! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم خود مطلق العنان بادشاہ ہو! اور اپنے اوپر تمکو کسی بادشاہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اسیطرح کا واقع فرانس میں تیس سال ہوئے پیش آیا تھا۔ جب لوگوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی۔ اسکو تخت سے اُتار دیا۔ اور لنڈن بھیجدیا جہاں وہ مرگیا۔ میں مذہبی معاملات میں تمہارے کبھی دخل نہ دونگا نہ تمکو تمہارے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں مانع آؤنگا۔ بشرطیکہ یہ تمام باتیں مذہب کے مطابق ہوں مگر موجودہ فسادوں

اور منتظم حالتمیں ہے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ایک تو وہاں نہ بدوست طبقہ امرا موجود ہے اور دوم یہہ کہ خوش قسمتی سے اوسپر ایک عقلمند اور صاحب دماغ (جرمن) خاندان حکمران ہے:۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور شورشوں کا مذہب سے کچھہ واسطہ نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان بہت سے خوانین اور اہل اقوام انگریزوں کی طرفدار ہیں اور اونکی مدد کر رہے ہیں۔ جب تم خود ہی اونکی مدد کر رہے ہو تو میں کسطرح متہم ہوں؟

"مجھکو بخوبی معلوم ہے کہ تم اپسمیں برٹش گورنمنٹ کی خلاف فسادوں اور شورشوں کے وجوہات حسب ذیل بیان کرتے ہو۔

اول ابتدا حکومت برطانیہ میں برٹش گورنمنٹ نے یہہ عہد کیا تھا کہ سوات کا ملک اخوندزادہ سوات کو معاف رہیگا۔ اور اس مطلب کا عہد نامہ تحریر ہوگیا تھا۔ مگر اس معاہدہ کی خلاف ملک قبضہ کر لیا گیا۔ اور جب قبضہ کر لیا گیا تو انگریز افسروں نے رشوتیں لینا شروع کر دیں۔ اور ہماری مستورات کی عصمت خراب کرنے لگے:۔

دوم۔ جو انگریزی فوج چترال کی مہم کی موقع پر چترال گئی تھی اسکا نام "چترال کیواسطے امدادی فوج" رکھا گیا تھا۔ یعنی فوج جو قیدیوں کو رہا کرنیکے واسطے جاتی تھی۔ جب ہمنے اسکا حال سنا ہم سمجھے کہ انگریزونکا منشا ہماری ملک قبضہ کرنیکا نہیں ہے۔ وہ ہمارا ملک خالی کر دینگے۔ اور یہ اونکی مرضی صرف قیدیونکو رہا کرنی تھی۔ مگر جب فوجیں چترال میں داخل ہوئیں۔ برٹش گورنمنٹ نے اوس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس میں ایک سڑک کھدوا دی:۔

"میں تمکو واضح کر دیتا ہوں۔ کہ چترال پر قبضہ کرنیسے برٹش گورنمنٹ کی غرض محاصل بڑہانا یا ٹیکس لگانا نہیں ہے۔ اسکی صرف یہہ خواہش ہے کہ ملک کی آبادی بڑہے اور خود اسکو استحکام ہو۔ تاکہ آئندہ کبھی اگر روس حملہ کرے تو یہہ ملک سد راہ ہو۔ انگریزوں نے ان دیہات سوات کے محاصل بھی واپس کر دیے ہیں جنپر دراصل اونہوں نے قبضہ کر لیا تھا:۔

"صاف صاف تو یہہ ہے کہ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ انگریز افغان اقوام کے رسوم و رواج اور عادات سے بالکل ناواقف ہیں۔ اگر میں انگریزونکی جگہ ہوتا۔ تو میں نہایت آسانی سے یہہ تمام معاملات طے کر دیتا۔ کیونکہ یہہ صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص اپنی قوم کی عادات و رسومات بہ نسبت غیرونکی اچھی طرح جانتا ہے۔ میری واسطے یہہ کام ہرگز مشکل نہ ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ ۱۸۵۷ع کی غدر (ہندوستان) میں جان لارنس نے جو اسوقت پشاور کا ڈپٹی کمشنر تھا افغانوں کی مدد سے دہلی کو فتح کیا تھا اسنے اپنی نیک مصلحت اور دانائی سے اس ملک کے لوگوں کے دل اپنے ہاتھہ میں لے لئے تھے اس سے قبل خون و سوات میں برپا ہوئے تھے اسوقت کرنیل جیمز جو پشاور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ تمام معاملات باہمی اتفاق و اطمینان سے طے کر دیتے ان سب کی شہرت یہہ تھی کہ سابق کے کمشنر سرحد کے افغان اقوام کی عادات و رسومات سے بہت اچھی طرح واقف تھے اور انکی (افغانونکی) جہالت اور احمقانہ باتونکا کچہہ خیال نہ کرتے تھے۔

"مختصر یہہ ہے کہ مجھکو تمہارے کاروبار سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے اور نہ تم سے کچھہ سروکار ہے۔ کیونکہ مجھکو تم پر اعتماد نہیں۔ یہہ نہ سمجھنا کہ میں شیر علیخاں کی طرح بیوقوف ہوں۔ کہ تمہاری خاطر دوسروں کو تکلیف دوں۔ اور اون سے جھگڑا کروں۔ تمہاری اصل غرض یہہ ہے کہ مجھکو انگریزوں سے لڑا دو۔ اور اگر میں ایسی حماقت کر بیٹھوں۔ تو مجھکو یقین ہے کہ تم مزہ سے بیٹھے تماشا دیکھوگے میری طرف سے کوئی امید نہ رکھو"۔

فصل بست و چہارم

انعقاد صلح

جرمن افسر لکھتا ہے - عہدنامہ التوا کے طے ہوتے ہیں فریقین نے مذاکرات صلحیہ شروع کردیئے جنمیں شش دول عظام بھی شریک ہوئیں۔ مگر جس سرعت سے محاربہ میں واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے اوس کا اس نامہ و پیام میں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا - بیچ بچاؤ کرنے والی طاقتوں نے ترکی عساکر کی فاتحانہ پیشقدمی کو روک کر جو کام اپنے ذمہ لیا تھا - وہ آسان نہ تھا - اونہوں نے مداخلت اس حجت پر کی تھی کہ ترکی اور یونان میں پھر صلح کرانا ایک ایسا معاملہ ہے جس سے کل یوروپ تعلق رکھتا ہے -

فاتح نے جسے اپنی فتح کی قدر و منزلت بخوبی معلوم تھی جو شرائط صلح پیش کیں تو دول نے اونکی نسبت فی الفور کہدیا کہ یہ کبھی منظور نہیں ہوسکتیں - دول ترکی کو تہسلی کا صوبہ اونہی حدود تک جو ۱۸۸۱ء میں تھیں ترکی کو واپس نہیں دلا سکتیں - ایسا کرنا صورت قبل از جنگ کو قائم رکھنے اور نیز دول کے اس اعلان کے جو محاربہ کے شروع میں کیا گیا تھا - برخلاف[1] ہوگا - کہ فاتح کو کوئی علاقہ نہیں ملیگا باب عالی نے دس ملین پونڈ تاوان جنگ مانگا تھا - اسے بھی دول نے بہت زیادہ بتایا - اور کہا کہ ترکی کا واقعی اسقدر روپیہ خرچ ہوا ہے اور نہ یونان اسقدر رقم ادا کر سکتا ہے - آخر بڑی لمبی چوڑی بحث کے بعد شرائط صلح کیلئے یہ بنیادی اصول قائم کیا گیا کہ باب عالی یونانی قزاقوں کی تاخت و تاراج کے انسداد اور نیز فوجی اغراض کیلئے سرحد کی ترمیم و اصلاح اور اسقدر تاوان جنگ کے مطالبہ کرنے کا مستحق ہے - جو اسکے واقعی اخراجات و نقصانات کے مساوی اور اس قدر ہو کہ یونان اوسکے ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو - بالآخر ترکی نے یہ بھی منظور کر لیا - کہ اگر اون معاہدوں کی جو محاربہ کی وجہ سے کالعدم ہوگئے تھے - پھر از سر نو تجدید کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ رعایتیں جو سابق میں دول نے یونان کو دلائی تھیں برابر بحال اور قائم رکھی جائینگی -

ترکی توسیع علاقہ کے مطالبہ سے دست بردار ہونے کا نام نہ لیتی تھی - مگر آخر دول اوسے اس بات پر رضامند کر لینے میں بمشکل بسیار کامیاب ہوگئیں - اور سلطان المعظم نے اس موقعہ[2] پر بھی اپنی آزرم جوئی اور اعتدال پسندی اور عقلمندی کا کافی ثبوت

---

[1] جرمن مورخ سے غلطی ہوگئی ہے - اعلان یہ تھا کہ پیشدستی کرنیوالے کو فایدہ نہیں اوٹھانے دیا جائیگا -

[2] یہ صاف ظاہر ہے کہ سلطان المعظم کو اس مطالبہ سے دست بردار ہونا سخت ناگوار گذرا ہوگا - مگر وہ ایسی نمایشی مدبر یا ملک کے ایسے نادان دوست نہیں جو محض اپنی ضد یا امنگ کو پورا کرنیکے لئے یا تھوڑے سے نفع پر مصر رہنے سے یورپین گرگوں کو کھیل کھیلنے کا موقعہ دیدیں - ہر محب قوم اور پر جوش عثمانی کی طرح وہ بھی دل سے چاہتے تھے کہ مفتوحہ علاقہ واپس نہ جائے - لیکن جب اس اصرار کو ملک کے حق میں مضر پایا تو اوس سے ہٹ گئے باب عالی کی ثابت قدمی اور دول کے روز افزوں اصرار کی کیفیت ناظرین کو اوس ضمیمہ سے جس میں مفصل واقعات درج ہیں معلوم ہوجائیگی تاہم اس موقعہ پر اخبار طیمز کی چند تحریریں جو اسنے جولائی کے پہلے دونوں ہفتوں میں شایع کیں یہاں درج کردی جاتی ہیں - تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہوسکے کہ

دیگر سرحد کی جزوی تصلیح و درستی پر قناعت کر لینا منظور فرمالیا۔ اِس درستی سے ترکی کو صرف چار سو مربع میٹر (یعنے چار سو ساٹھ مربع گز) زمین اور ملتی تھی۔ لیکن چونکہ تمام سرحدی ترے اِس اضافہ سے سلطان کے قبضہ میں چلے جاتے تھے فوجی لحاظ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم نے اپنی طرف سے کیسی سخت کوششیں تھسلی کو حاصل کرنیکی لئے کیں۔ مگر دول یورپ کی ایمانداری سے آخر مجبور ہو گئے۔

استغاثہ سلطان وجواب شہنشاہ آسٹریا — ۸۔ جولائی کو سفرائے دولتہائے یورپ نے موافق ہدایت اپنی اپنی گورنمنٹوں کی مرحد تھسلی کے قایم کرنیکی نسبت بتکرار مطالبہ سابق توفیق پاشا کے پاس ایک متفقہ یادداشت روانہ کی جس کا مضمون حسب ٹیلیگرام اخبار سٹنڈرڈ بطریق ذیل تھا:-

"باب عالی کیطرف سے ترمیم سرحد تھسلی کے متعلق ہنوز کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا مکرر کہا جاتا ہے۔ کہ جو سرحد باغراض جنگی فوجی اتاچیوں نے تجویز کی ہے۔ اور اسے باب عالی میں پیش کیا ہے۔ دول عظام یورپ اسی تجویز کو منظور کرتی ہیں۔ اور اسی بناء پر دول نے اتفاق کر لیا ہے۔ کہ دولت عثمانیہ کو یقین دلایا جائے۔ کہ ہمنے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اون مزاحمتوں کا استیصال کر دیں جن کے سبب سے صلح میں تاخیر ہو رہی ہے اور جو مضید اغراض یورپ ہے"

مذکورہ بالا یادداشت متفقہ کے وصول ہونیکے بعد سلطان المعظم نے سلاطین یورپ کے پاس استغاثہ تجدیداً بلا واسطہ روانہ کیا اور اس میں جدید سرحد سلامبریا پر معارضہ کیا۔ سلاطین و پریزیڈنٹ فرانس کیطرف سے جو جوابات آئے۔ وہ بالکل ایک سے ہیں سلطان کو یہ صلاح دی کہ تجویز پیشکردہ سلاطین کو تسلیم کر لیا جائے۔ فرانسیس جوزف آسٹریا نے سلطان المعظم کے ایک خاص استغاثہ پر جو جواب دیا وہ حسب ذیل ہے۔

"جو خالص اور وفادارانہ اتحاد مجھ کو حضرت والا سے حاصل ہے۔ اور جس کے سبب سے حضرت اعلیٰ موجودہ حالت میں مجھ سے جابرہ استغاثہ فرماتے ہیں۔ اوسی کی رو سے میرا فرض ہے کہ میں آپ کی ذاتی بہتری۔ اور نیز یورپ کی بھلائی کے خیال سے صلاح نیک دوں۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سفرائے دول یورپ کے شرائط پیشکردہ کی بنیاد پر آپ یونان کے ساتھ صلح کریں یعنے لشکری اتاچیوں کی کمیشن کے ذریعہ سے جو سرحد تجویز ہوئی ہے اوسے منظور فرمالیں"

اعلیحضرت امیر المومنین کے خیالات دربارہ قبضہ تھسلی — اخبار سٹینڈرڈ مورخہ ۹۔ جولائی اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کے حوالہ سے سلطان المعظم اور اونکے مجلس راہنماوں کے ایک اعلیٰ عہدہ دار کی گفتگو جس کے بالکل درست ہونیکی وہ ذمہ داری اٹھاتا ہے درج کرتا ہے نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ اسموقعہ پر اعلیحضرت جلالتماب خلافت پناہی نے اپنی معمولی احتیاط اور کم گوئی کے برخلاف نہایت ہی سخت الفاظ استعمال کئے اور صاف تسلیم کر لیا کہ ہم اِلیس ہیئت سے لڑائی کر چکے ہیں۔ مگر باقی یورپ کی خاطر اعلان جنگ سے مجتنب ہیں کہ مبادا وہ بھی نایرہ حرب کی عام آتشزدگی کی زد میں آجائے۔ ہم اپنے اور نیز اپنے مشیروں کے جوش کو اس وقت تک

سے یہہ اضافہ بھی نہایت بیش قیمت تھا۔

کل عثمانیہ قوم نے عہدنامہ صلح کی اس دفعہ کی جو مخالفت اور مزاحمت کی۔ وہ بیجا نہ تھی اوسکی آنکھوں نے یہہ دیکھکر خون کے آنسو ٹپک

{بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ} برابر روکے رہی جبتک کہ ہم یونان کو بالکل علیحدہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور اس امر کو متیقن کر لیا کہ ہمکو صرف اکیلے یونان سے لڑائی کرنی پڑیگی۔ جب یہہ مدعا حاصل ہوگیا۔ تو ہمنے اپنی فوج کو پیشقدمی کے لئے حکم دیا اب فتح پاجانے پر یورپ ہمکو ملک یا روپیہ دلانیسے انکار کرتا ہے۔ مگر ہم تا بہ امکان اسکو کبھی منظور نہیں کرینگے مجھے کس چیز کا ڈر ہے یورپ کی ہر شش دل عظام جب (یونانی کرنیل) دو سو اس اور اوسکے دو ہزار اٹھائی گیروں کو نہیں دبا سکیں تو وہ میری تین لاکھ فاتح فوج کے برخلاف جو روسیلیا میں موجود ہے کیا کر سکتی ہیں؟ فرض کر لیا کہ وہ ہمپر دباؤ ڈالنے کی خواہشمند ہیں۔ مگر یہہ تو بتائیں کہ اس کام کا بیڑہ کون اٹھائیگا"۔ اس موقعہ پر سلطان المعظم نے کاغذوں کے ایک ڈھیر پر جو اونکے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔ ہاتھہ رکھکر ارشاد فرمایا۔ "یہ دیکھو یورپ کے کل دار الخلافوں سے جو اطلاعیں موصول ہوئی ہیں وہ میرے سامنے پڑی ہیں۔ جب دباؤ ڈالنے کی تجویز پیش کی گئی۔ تو ایک طاقت نے کہا کہ میں اس معاملہ میں کارروائی کر چکی ہوں اور زیادہ کچھہ نہیں کرنا چاہتی دوسری نے جواب دیا کہ ہمارے سامنے بالکل تاریکی پھیلی ہوئی ہے (یعنی ہماری عقل اب کوئی کام نہیں کرتی) اور میں اندھیرے میں اور آگے بڑھنا پسند نہیں کرتی تیسری نے کہا کہ میں تو سب کی رفاقت کے لئے یہانتک بڑھی چلی آئی ہوں۔ لیکن یہہ اگر ہو۔ کہ میں یونانیوں کے لئے اپنی رعایا کے خون کا ایک قطرہ بھی گراؤں تو یہہ مجھے منظور نہیں" اسی طرح کے باقیماندہ دولتوں کے جواب تھے۔ پس میں پھر یہہ سوال کرتا ہوں کہ کون ترکوں کو تھسلی سے باہر نکالیگا۔؟ میں وہاں موجود ہوں اور وہیں رہونگا"! مخاطب نے جب ادہم پاشا کی نسبت کوئی اشارہ کیا تو خلیفۃ المسلمین بول اٹھے"۔ ادہم بیوقوف تھا کہ اوسنے پہاڑوں کی چوٹیوں کو بیوک سنگین فتح کرنے پر وقت ضائع کر دیا۔ اوسکو دروں میں سے گذر کر میدانوں کیطرف بڑھجانا چاہئے تھا۔ اوسکے پاس یونانیوں کی نسبت تگنی فوج تھی۔ اوسے یونانی فوج کو گھیرے میں کر لینا اور اب سے بہت عرصہ پہلے ایتھنز میں موجود ہونا چاہئے تھا۔ لیکن خیر۔ وہ اب بھی وہاں جا سکتا ہے۔ میں نے اور چند دن انتظار کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اگر اوسوقت تک بھی میری مطالبات نہ مانے گئے تو میں آگے بڑھنے کا حکم دیدونگا۔ اور ایتھنز کے شاہی محل سے من مانتی شرطیں قبول کرواؤنگا۔ فی الفور حملہ کر دینے کے لئے سب سامان بالکل تیار ہے"۔ اسکے بعد امیر المومنین نے اس مضمون کو ارشاد فرمایا کہ "چھہ طاقتوں میں سے دو طاقتیں بیشک فی الوقع خوفناک ہیں۔ مگر میں انکا مقابلہ کرنیکے لئے تیار رہوں"۔ پھر ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھاکر جو برلن سے آیا تھا۔ روسی سرحد پر جرمن فوج کی نقل و حرکت کی تفصیل بیان فرمائی۔ یعنی ظاہر فرمایا کہ وہ دونوں طاقتیں جن میں سے ایک اس اشارہ سے واضح ہوتا ہے کہ روس ہے اگر مخالفت سے باز نہ آئیں تو جرمنی کی فوجیں ہماری تائید میں روس پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمہ وجوہ تیار ہیں۔

امیر المومنین کے خیالات کے ساتھہ ہی ایک عام مشہور عثمانی مارشل کی رائے جو آسٹریا کے ایک اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ بیان کر دینی نامناسب نہ ہوگی۔ مارشل موصوف جو غالباً غازی عثمان نوری پاشا شیر پلیونا ہیں۔ اپنی رائے ظاہر فرماتے

رہے تھے کہ ٹرکی اپنے ہی ایک سابقہ صوبہ کو اتنی بہادر جانیں گنواکر پھر فتح کرے اور پھر اوسے اوسپر قابض نہیں رہنے دیا جاتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں۔ کہ اگر ترکی گورنمنٹ بعض یورپین طاقتوں کے دباؤ میں آکر تھسلی کو خالی کردیگی۔ تو تمام سلطنت میں ایک تباہی برپا ہوجائیگی۔ عثمانیہ قوم اور فوج کی دلی تمنا ہے کہ تھسلی جسے اونہوں نے اپنے بہادر سپاہیوں کا خون گراکر فتح کیا ہے۔ اس امر کی کفالت میں اونکے پاس رہے کہ اونکا دغاباز ہمسایہ پھر کبھی سر نہ اٹھائے اور انکے امن میں خلل نہ دے۔ پیشتر اوسکے کہ ہم تھسلی کو برضا و رغبت چھوڑدیں۔ یہ ضروری ہے کہ خون ہماری رگوں میں خشک ہوگیا ہو۔ اور ہم بالکل مردہ ہوگئے ہوں ایک سادہ اعلیٰ ترکی عہدہ دار کے الفاظ ہیں۔ کہ یونان نے ہمکو تھسلی میں داخل ہونے پر مجبور کیا۔ اور اب اپنی قوم کے دباؤ کی وجہ سے ہم وہاں رہنے پر مجبور ہیں۔ کیا یورپ ہمکو اوسکے چھوڑنے پر مجبور کرسکتا ہے؟ ہم عثمانی جان اور زندہ رہنے کیلئے نہیں لڑتے بلکہ اپنے مذہب کے لئے شہید ہوتے ہیں"۔ اسی نامہ نگار نے دوسرے ہفتہ لکھا۔

سلطان عبدالحمید ابھی تک برابر تھسلی پر اڑے بیٹھے ہیں۔ اور اسلئے یورپ کی طاقتیں اور اخبارات بڑے زور شور سے اونکو پند و نصیحت کررہی ہیں۔ بعض اوقات اس قسم کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ کہ حضور ممدوح پر اوسکا کچھ اثر ہوگیا ہے۔ لیکن یہ اثر قوۃ سے فعل تک نہیں پہونچتا۔ یہ بات بڑے وثوق سے مشہور کی گئی ہے کہ سلطان المعظم یورپ کا کہا ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن اسکے آثار بدستور سابق بالکل ناپید ہیں۔ بلکہ اسکے عین برعکس رائے قائم کرنی پڑتی ہے۔ کہ اگر کبھی دول متفق ہوجائیں اور پھر وہ ملکر اونکو تھسلی سے باہر کریں تو وہ وہاں رہنے کا مصمم ارادہ کرچکے ہیں۔ آج یہ افواہ مشہور ہے کہ سلطان سخت متحمل ہورہے ہیں تو دوسرے دن یہ سننے میں آتا ہے کہ وہ اپنی ضد پر بدستور قائم ہیں اور سوائے اپنی شرائط کے اور کسی شرط پر صلح کرنا نہیں چاہتے۔ افواہیں خواہ ہر روز بدلا کریں۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ سلطان المعظم کے افعال ایک ہی روش پر ظاہر ہورہے ہیں۔ جن سے واضح ہورہا ہے کہ وہ تھسلی کو چھوڑنیکا نام نہیں لینا چاہتے چند روز کی بات ہے ادہم پاشا قسطنطنیہ کو طلب کئے گئے تھے۔ طلبی کا مدعا یہ مشہور ہوا تھا۔ کہ وہ دارالخلافہ کی فوج کے اعلیٰ کمان افسر مقرر کئے جاینگے تاکہ شرائط صلح کے طے ہوجانے پر جب فوج تھسلی سے واپس بلائی جائیگی۔ تو اگر وہ دارالخلافہ میں فساد کرنے پر مائل ہو تو اوسکا انتظام کریں۔ اسوقت فی الحقیقت کل اختیار فوج کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ یورپ کی پیش کردہ شرائط کے سخت مخالف ہے۔ جب فوج تھسلی سے واپس بلائی گئی تو اوسکا زیادہ حصہ گھروں کو جاتا ہوا قسطنطنیہ سے گذریگا۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ وہ اپنا غصہ عیسائیوں پر نکالنا شروع کردیں۔ مگر ادہم پاشا تھسلی کے رستے میں ہی پہونچے تھے۔ کہ اونکو واپس چلے جانیکا حکم پہونچگیا۔ سلطان المعظم یہ سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ اگر عیسائیوں کا قتل عام ہوا تو یورپ کی طاقتیں کل باہمی رشک و رقابت کو بالائے طاق رکھکر فی الواقع اونکی مخالفت پر کمربستہ ہوجائیں گی۔ اسلئے وہ ایسے امر کے ظہور پذیر ہونیکو روکنے کے لئے بہت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی عام خیال ہے کہ اگر دول یورپ نے پیش دستی کرکے پہلے سلطان المعظم پر دباؤ ڈالا تو وہ اوسکے جواب میں عیسائیوں کو ضرور قتل کراوینگے۔ چند ہفتوں سے کثیر التعداد مسلمان اضلاع بلغاریہ سے دارالخلافہ میں داخل ہورہے ہیں۔ اور یہ کئی دفعہ مشاہدہ میں

فریقین کے متضاد دعاوی سے ایسی گڑبڑ پڑ رہی تھی۔ کہ کسی پولیٹیکل بحث مباحثہ میں پہلے کبھی ویسی نہ پڑی تھی۔
مقدونیہ۔ اپائرس اور تھیسلی کی البانوی آبادی کے تیور بگڑ جانیسے ترکی گورنمنٹ کی راستہ میں سخت مشکلات مزید پیدا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آ چکا ہے کہ شہر میں کہیں بھی ذرا سا لڑ بھڑنے پر بہت بڑا انبوہ لاٹھیوں سے مسلح فوراً اس موقعہ پر
اس طرح سے جمع ہو جاتا ہے کہ گویا اوسے ایسا کرنیکے لئے حکم دیا گیا ہے۔ جو ترکی افسر فرلو (رخصت) پر گئے ہوئے تھے اونکی رخصتیں
منسوخ کر دیگئی ہیں۔ اور اتینھز پیشقدمی کرنیکے لئے تیار ہے۔
(اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے کہ خود سلطان المعظم کا منشاء ہے کہ یورپ اونپر دباؤ ڈالے۔ تاکہ اونکو تھیسلی چھوڑنے اور فوجکی فنگی سے
بچنے کا کافی بہانہ ملجائے۔ مگر اوسکی یہ تحریر اور خیالات جنکی کئی دفعہ تردید ہو چکی ہے۔ ایسے لغو اور بے بنیاد ہیں کہ انکو نظر انداز کیا جاتا ہے)
کریٹ کے متعلق وہ تحریر کرتا ہے کہ سلطان المعظم نے وہاں مزید فوج بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرکے دنیا کی توجہ کو تھیسلی کیطرف سے ہٹانیکی کوشش
کی ہے۔ مگر یورپ نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا۔ یونانی مفسدین کے اغوا سے کریٹ میں پھر سخت بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہو گیا ہے۔ انکی شرارتیں
اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ خود چند سرغنہ اونکے برخلاف ہو گئے ہیں۔ دول یورپ نے سلطان کی تجویز کے جواب میں انکو اطلاع دی کہ کریٹ کی
بجائے فوجکو ممالک محروسہ کے دیگر حصص میں بدامنی کو روکنے کے لئے رکھنا زیادہ مفید ہوگا۔ اسپر اعلیحضرت نے دول کو آگاہ کیا۔ کہ کریٹ میں
مسلمانوں پر سخت ظلم ہو رہا ہے۔ اور اونکی کماحقہ حفاظت نہیں کیجاتی۔ پس اگر اس بارہ میں کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ تو ہمکو اونکی حفاظت
کیلئے بیڑہ جہازات روانہ کرنا پڑیگا۔ ایسا کرنے میں سلطان کو یہ مشکل درپیش ہوگی کہ اونکے پاس کوئی بیڑہ ہی نہیں (بیڑہ مذکور کی روانگی
نے جسپر انگریزی اخبارات کہسیانی ہو کر طرح طرح کے حاشیے چڑھا رہے ہیں۔ کہ وہ راستہ ہی میں غرق ہو جائیگا اور وہ سمندر میں چلنے کے
قابل نہیں۔ یہ یقین ہے کہ نامہ نگار کی اس غلط فہمی کو دور کرکے اسے جتا دیا ہوگا۔ کہ بیڑہ خواہ کمزور ہو یا مضبوط۔ مگر اوس کا کچھ وجود
بہرحال ضرور ہے۔ انگریزی اخبارات کی چوٹوں کا جواب دینا فضول ہے۔ ترکی بحری طاقت پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل لکھ چکے ہیں اور ہمارے
ناظرین کو غالباً یہ بھی یاد ہوگا۔ کہ باغیان کریٹ پر جب متفقہ بیڑوں نے سب سے پہلی دفعہ گولہ باری کی تھی۔ تو دو ترکی آہن پوشوں
نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا۔ ایڈیٹر) اور یہ بھی مشتبہ ہے کہ کیا اونکے پاس جزیرہ کو فوج بھیجنے کیلئے باربرداری کے جہاز بھی کافی موجود
ہیں یا نہیں (جنگ یونان کے موقعہ پر دو لاکھ فوج ایشیائی ساحل سے جہازوں پر ہی یورپین ساحل کو پہنچائی گئی تھی اس سے
باربرداری کے جہازوں کا کافی یا ناکافی ہونیکا بخوبی پتہ مل رہا ہے) تاہم اگر بالفعل دس ہزار فوج جس کے بھیجنے کا ارادہ اوس نے
ظاہر کیا ہے۔ جزیرہ میں اُتارنے میں کامیاب ہو گیا۔ تو موجودہ حالت بلاشک و شبہ اور بھی زیادہ خطرناک ہو جائیگی۔ جرمنی کا اخبار فرینکفرٹر
زیتنگ جس کو موجودہ تنازعہ میں سب سے واثق اور پختہ اطلاع پہونچتی رہی ہے۔ لکھتا ہے کہ انگلستان اور روس کے سفراء کے سوا باقی
سفیر باب عالی کے اس ارادہ کے مخالف نہیں ہیں جواد پاشا سابق وزیر اعظم جو ایکدفعہ پہلے کریٹ کے گورنر جنرل رہچکے ہیں۔ اچانک
قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ جنگی کمانڈر کے عہدہ کا اہتمام لینے کیلئے کریٹ کو گئے ہیں۔ جزیرہ کے مسلمان
پچھلے دنوں سے نہایت دلیر ہو گئی ہیں اور اگر جواد پاشا جزیرہ پر اترنے اور وہاں اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو مسلمان

ہوگئی تھیں۔ البانوی رؤسا علانیہ روز افزوں تعقید اور پرجوشی کے ساتھ تہیسلی کے الحاق کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور یہ دہمکی دے رہے تھے۔ کہ اگر اوسے پھر یونان کے حوالہ کر دیا گیا۔ تو ہم سلطنت کی متابعت چھوڑ دینگے۔ اونکا بیان تہا کہ محاربہ میں زیادہ تر البانوی سپاہ کی ہی قوت بازو اور شجاعت سے فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اور اس سے البانویوں کو مسئلہ تہیسلی کے تصفیہ کے متعلقہ مباحثہ میں اپنی رائے پیش کرنے اور اسپر غور کرانے کا کامل استحقاق حاصل ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبریں موصول ہوگئیں۔ کہ دس ہزار مجہول مسلح ارنوط اپنے مطالبات کی عدم شنوائی کی صورت میں جب تک ایک متنفس باقی رہے۔ شمالی البانیا میں لڑتے رہنے کا عزم بالجزم کر کے مرنے مارنے پر تیار کہڑے ہیں۔ اسی وقت البانوی رؤسا کا ایک ڈیپوٹیشن بھی قوم کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور بہی دلیر ہو کر امیر البحرون کی متابعت سے سرکش ہو جاینگے۔ جن کو اب وہ ویسی ہی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ جیسے کہ کونسل وسوس کی موجودگی کے زمانہ میں عیسائی انکو دیکھا کرتے تھے زمانہ نگار کی تحریر سے تو ایسا پایا جاتا ہے کہ جوادپاشا گویا ایک حملہ آور کی حیثیت میں کریٹ کو گئے ہیں اور جزیرہ کے اصل مالک دول یوروپ کے امیر البحر ہیں۔ بہرحال جوادپاشا جزیرہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور انہوں نے اپنا تسلط بھی قایم کر لیا۔ اب دیکھیے جزیرہ کا اصل مالک کون ثابت ہوتا ہے۔

بعض کی روایت ہے کہ دول یوروپ اب اس مرحلہ پر پہونچ گئی ہیں۔ کہ ترکی کو مجبور کرنیکے طریقہ پر بحث شروع ہوگئی ہے۔ لنڈن میں کل ۱۵۔ جولائی) وزرا نے جلسہ کر کے اس مضمون پر غور کیا تھا۔ کہ کون مخالفانہ طریق اختیار کیا جائے۔ اس ہفتہ لوگوں کی یہ عام رائے رہی ہے کہ کل طاقتیں دباؤ میں شریک نہیں ہونگی۔ یہ کام روس۔ انگلستان اور غالباً فرانس کے سپرد کیا جاویگا۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ روس باسفرس کے دہانہ کو۔ انگلستان ڈاردنیلز کو۔ فرانس سمرنا کی بندرگاہ کو۔ اور آسٹریا سالونیکا ریلوے کو روک دے گی۔ جس سے تہیسلی کی ٹرکی فوج کو ہر قسم کی کمک اور رسد پہونچنی بند ہو جائے گی۔ اور ترکی کو خواہ مخواہ تہیسلی کو خالی کرنا پڑے گا۔ مگر دیگر اخبار اسکی تردید کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ دول ابہی ایسی تفصیلی بحث پر نہیں پہونچیں۔

رومینیا اور ٹرکی میں معاہدہ ہوگیا ہے۔ کہ بلگیریا کے ساتھ جنگ ہونے کی صورت میں ایک سلطنت دوسری کی اعانت کریگی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ اتحاد جرمنی کی سعی و کوشش سے ہوا ہے۔ رومینیا کچھ عرصہ سے اتحاد ثلاثہ (اٹلی۔ جرمن اور آسٹریا) میں داخل ہو چکا ہے۔ اب اس اتحاد سے ٹرکی کو بہی اتحاد ثلاثہ میں داخل سمجھنا چاہیے۔ جسکا فوری اثر یہ ہوگا۔ کہ یہ تینوں سلطنتیں سلطان کے برخلاف کسی جابرانہ کارروائی میں شریک نہ ہونگی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ آسٹریا نے سلطان المعظم کے تار کے جواب میں جو خط لکہا تہا۔ اوس میں گو یہ ظاہر کر دیا گیا تہا۔ کہ یوروپ کی شرائط کو قبول کرنے میں خود سلطان المعظم کا فائدہ ہے مگر خط کا لہجہ اور پرداز نہایت ہی نرم اور آشتی آمیز تھا۔ اعلے حضرت نے ہر شش دول عظام کے فرمانروائوں

خواہشات اور معروضات کو سلطان المعظم کی خدمت میں عرض کرنے کے لئے قسطنطنیہ پہونچ گیا اپائیہ سے ہمیں بھی چار ہزار مسلح آرنوط موجود تھے۔ جو نام و پیام صلحیہ کی سست رفتاری سے سخت جلیں بھنیں اور برافروختہ ہو رہے تھے۔ یہہ لوگ وہ البانوی مجاہدین تھے۔ جنکو لڑائی میں کام دینے کے لئے اسلحہ دیدیے گئے تھے۔ اون کے غضب آلودگی کے نتائج سے متخوف ہو کر اون سے ہتھیار لے لینے کی کوشش کی گئی مگر اونہوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا۔ کہ جب تک ہماری مطالبات منظور نہ کر لئے جائینگے کبھی ہتھیار نہیں دینگے۔ ان اظہارات غیظ و غضب کا قسطنطنیہ کے باشندوں پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ کیونکہ اس معاملہ میں البانوی اکیلے نہ تھے۔ بلکہ تمام فوجی اور اکثر ترک باشندے بھی اس بارہ میں اون سے بالکل متفق اور مسیحی یورپ کی جابرانہ کارروائیوں سے سخت غضب آلود ہو رہے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور پریسیڈنٹ کو ایک ہی مضمون کے تار بھیجے تھے۔ سب سے پہلے شہنشاہ آسٹریا کا جواب موصول ہوا۔ جس کو باب عالی نے فوراً مشتہر کر دیا۔ جس پر دوسرے بادشاہوں نے بھی اوسی انداز میں کمال ملاطفت سے جواب دیا۔ روس کی بابت البتہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ اوس کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ اور کہ روسی سفیر ایم نیلیڈوف نے جو عنقریب قسطنطنیہ سے بدلنے والا ہے۔ وزیر اعظم سے ملاقات کر کے تخلیہ قسطلی پر بہت زور دیا تھا۔ جس کے جواب میں خلیل رفعت پاشا صدر اعظم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ترکی اوس وقت قسطلی کو خالی کرے گی۔ جب کہ روس قارص اور باطوم کو (جو اوسی ۱۸۷۷-۷۸ء کی جنگ کے بعد بروئے عہدنامہ برلن ملے تھے (وکیل) چھوڑ دے گا۔ ایم نیلیڈوف کی نسبت مشہور ہے۔ کہ ایم زینوف روسی سفیر متعینہ سٹاک ہولم (دار الخلافہ سویڈن) ابھی اون کی جگہ نہیں آئے گا۔ اور تصفیہ صلح تک نیلیڈوف ہی روسی سفیر رہینگے۔ ترکی فتوحات سے فقط ترکی کی ہی قدر و منزلت میں بے اندازہ اضافہ نہیں ہو گیا۔ بلکہ اعلیٰحضرت امیر المومنین کی لیاقت خداداد کا بھی ایک زمانہ معترف ہو گیا ہے۔ وہی اخبار جو حضور ممدوح کو ارمینیوں کے قتل عام کا بانی مبانی قرار دیکر اون کو سفاک اور قاتل کے ناموں سے پکارتے تھے اب دول یورپ کا اون کو ترکی بہتر کی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا دیکھکر اون کی حکمت عملی اور ڈپلومیسی میں بے نظیر قابلیت اور اون کی سعید مل راسخ العزمی اور استقلال کی صفت ثنا کر رہے ہیں۔ اور ارمینیوں کے قتل عام کے واقعہ کے متعلق اون کا ذکر خیر نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے کرتے ہیں۔ اور یقین کامل ہے۔ کہ اگر موجودہ کشمکش میں بھی جو ترکی اور دول عظام میں ہو رہی ہے خلیفۃ المسلمین یوروپین طاقتوں سے بازی لے گئے اور تہور الذکر کو کھلم کھلا یا بالواسطہ طور پر ہی زک ملگئی۔ تو حضور ممدوح کل دنیا کی نگاہوں میں ہر دلعزیز اور محبوب ہو جائینگے "

درمیان مذاکرات صلحیہ کا خرک لنگ انتان وخیزان آگے بڑھ رہا تھا۔ تھسلی کے قبضہ کے تصفیہ کے بعد اب تاوان جنگ کی مقدار پر جھگڑا ہو رہا تھا اسپر خوب پرجوش اور گرما گرم بحثیں ہوئیں۔ کسی کی رائے دوسرے سے نہ ملتی تھی۔ اگر ایک مشرق کو جاتا تھا تو دوسرا عین مغرب کو۔ آخر خدا خدا کرکے اس مسئلہ کا بھی اوس خاص کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر فیصلہ ہو گیا۔ جو شش دول عظام نے معاملات مال کے سفیروں کی اس غرض کے لئے قایم کی تھی کہ یونان کسقدر تاوان جنگ ادا کرنیکی استطاعت رکھتا ہے۔ ترکی مطالبہ کو گھٹا کر چار ملین پونڈ کی رقم کافی قرار دیگئی۔ ترکی کے اس مطالبہ کو کہ اوس نے یونان کو جو امتیازات[1] سابقہ عہدناموں کے ذریعہ سے عطا کر رکھی ہیں۔ اونہیں منسوخ کر دیا جائے۔ اصولاً اور نیز اس بنا پر کہ اس سے نامناسب اور بری نظیر پیدا ہوتی ہے۔ دونوں باتوں کے لحاظ سے قطعاً مسترد کر دیا گیا۔

[1] امتیازات یا کیپی چولیشنز کی مجمل کیفیت پہلے مذکور ہو چکی ہے اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں اونکی مفصل توضیح کر دیگئی ہے تاہم اس موقعہ پر بھی یہ بتا دینا بیمحل نہ ہوگا کہ یہ بعض اون مراعات کا نام ہے جنکو یکے بعد دیگرے تمام فرمانروایاں سلطنت عثمانیہ ان بیرونی سلطنتوں کے باشندوں کے باب میں ملحوظ رکھتے آئے ہیں۔ جنہوں نے ترکوں کی عملداری میں سکونت اختیار کی ہے یہ رعائتیں قرن اوسطے سے ابتک چلی آتی ہیں۔ اور ابتدا میں مثل اون کے مغلوں نے انگلش سیاحوں کے حق میں عطا کی تھیں یہ محض تجارتی رعائتیں تھیں۔ بعد امتداد ایام و زوال سلطنت عثمانیہ ہندوستان کیطرح ترکی میں بھی وہ عہدنامجات کے برابر گرانقدر ہو گئیں اور ترکی سے زبردستی بمعاوضہ ان دوسری سلطنتوں کی حفاظت ترکی یا دوسری باتوں کے جو ان کی بابت دعوی کرنے کی قوت رکھتی تھیں حاصل کیجانے لگیں۔

ان رعایتی حقوق کی بموجب جو مراعات ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔ وہ یہہ ہیں۔ براہ راست ٹکس سے علاوہ محصول کسٹم کے (اور جو بیرونی اشخاص غیر منقولہ جایداد رکھتے ہوں تو ٹکس اراضی سے) ترکی میں رہنے سے اون کی وطنی سکونت کے حق کا ضائع نہونا اور لوکل عدالتوں کے اختیار سماعت سے اونکا بری رہنا۔ یہہ آخری رعایت البتہ مستثنیات اور حدود کی پابند ہے اور اوسکی تفصیل بہت طول طلب اور پیچیدہ ہے پس اسقدر کہنا کافی ہے کہ اجنبی اشخاص کے حق میں اس رعایت کی ہونے سے ہمیشہ طرح طرح کی جھگڑے بالخصوص مصر میں جہاں اونکی وجہ سے شاملاتی عدالتیں مقرر کرنا پڑیں پیدا ہوا کرتے ہیں اور قبل اسکے بارہا مختلف ملکوں کے مابین انکی وجہہ سے پیچیدگیاں واقع ہوئیں تھیں۔ حال جو سلطنتیں یہہ رعایتی حقوق رکھتی ہیں۔ انکے نام یہہ ہیں۔ یعنی یورپ میں فرانس اطالیہ انگلستان جرمنی اسٹریلیا روس۔ ہالینڈ۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ بلجیم۔ پرتگال اور یونان اور نئی دنیا میں ممالک متحدہ امریکا و برازیل سر الفرڈ ملنر سابق نایب زیر مال مصر و حال گورنر کیپ کولونی اپنی کتاب مصر و انگلستان میں ان مراعات کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

ابتدا میں جو رعایتی حقوق عطا کئے گئے وہ اصل میں معاملات کی حیثیت سے نہیں بلکہ زیادہ تر مراعات کی حیثیت سے دیئے گئے تھے۔ اس زمانہ کے سلاطین ترکی نہ تو مغرب کی عیسائی سلطنتوں کو اس قابل سمجھتے تھے کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاو کیا جاتا اور نہ انکا خاص منشا یہہ تھا کہ جو رعائتیں وہ عطا کریں ان کے معاوضہ میں اسی طرح کی رعائتیں دوسری سلطنتوں میں ان کے ساتھ کی جائیں۔ جن کے زبردست خودمختار فرمانرواؤں نے ابتدائی رعایتی حقوق عطا کئے تھے تو وہ اس خیال پر مسکرا دیتے

[1] ترکوں نے بعد میں ان تاوان کو ... روپے ... لیا تھا۔

یہہ مشکلات دور ہوئی ہی تہیں کہ نامہ و پیام کو قطعی تصفیہ میں نئی رکاوٹیں پیدا ہوگئیں۔ یہہ رکاوٹیں پہلی مشکلات سے بہی زیادہ شدید تہیں کیونکہ وہ تو صرف محاربہ کے فریقوں کے باہمی اختلاف کیوجہ سے تہیں۔ اور یہہ رکاوٹیں خود دول کی باہمی اختلاف رائے سے پیدا ہوئی تہیں۔ یہہ اختلاف اسقدر بڑہ گیا تہا کہ خود اتحاد یورپ میں خلل پڑ جانیکا اندیشہ ہوگیا تہا۔ اور ظاہر ہے کہ اس اتحاد کے بغیر معاملہ کے سلجہنے کی مشکل امید ہوسکتی تہی۔

بڑا اختلاف اس امر پر تہا کہ ایکطرف جرمنی یہہ کہتی تہی کہ عہدنامہ میں ایسی دفعہ درج کیجائے جو ترکی کو تاوان جنگ کے ملجانیکی ضمانت وکفالت دیتی ہو۔ اور ساتھہ ہی یونان کے سابقہ قرضخواہوں کی اغراض کی بھی حفاظت کرتی ہوتا کہ اونہیں حالات متغیر شدہ سے نقصان نہ پونچے۔ دوسری طرف انگلستان کسی ایسی شرط کے اندراج کو جس سے تہسلی پر ترکی فوج کا قبضہ طوالت پکڑتا ہو قطعاً پسند نہیں کرتا تہا۔ آخر کئی مہینوں کے مباحثوں اور تبادل آراء کے بعد دونوں ملکوں میں سمجہوتہ ہوگیا جسے دوسری طاقتوں نے بہی منظور کرلیا اور اوسکے مطابق عہدنامہ میں دفعہ درج کردیگئی۔ جرمنی نے اپنی مطالبہ کی مناسب تعمیل کیلئے یہہ تجویز پیش کی تہی کہ جب تک تاوان جنگ ادا نہ ہوجائے۔ یونان کے صیغہ مال کی نگرانی ایک خاص حد تک ایک مشترکہ یوروپین کمیشن کو سپرد کردیجائے اور دول تاوان کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹہائیں۔ فیصلہ تجویز مذکور کی منظوری پر ہوا۔

یونانی گورنمنٹ اس فیصلہ سے بہت بگڑی۔ اور یونانی اخبارات نے شور وغل برپا کردیا کہ دول یورپ کو ملک کی اندرونی معاملات میں ہرگز دخل دہی کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ اور جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے۔ ترکی کے فوجی تہسلی کو چہوڑ دینے کی شرط پر سخت آشفتہ و برہم ہو رہے تہے۔ مزید برآں نامہ وپیام صلحیہ کو کہٹائی میں ڈالنے کے لئے اور کئی خفیہ سازشیں اپنے کام میں مصروف تہیں مگر بایں ہمہ آخر سفراء دول کے ایک اجلاس میں شرائط صلح کا تصفیہ ہوگیا۔ ابتدائی عہدنامہ صلح مرتب ہوگیا۔ اور جلالت مآب سلطان المعظم نے اوسے بلا تامل منظور فرمالینے سے اوس تردد و اضطراب اور بےچینی کا خاتمہ کردیا۔ جو اس طول طویل بحث مباحثہ سے جسکے دوران میں گو عملاً جنگ ملتوی تہا۔ مگر رواجاً دونوں فریق بدستور برسر جنگ تہے پیدا ہو رہی تہی۔ اس معاہدہ پر بمقام قسطنطنیہ ۱۹ ستمبر (سنہ ۱۸۹۷ء) کو دستخط ہوئے۔ مذاکرات صلحیہ برابر چار مہینے ہوتی رہی جس عرصہ میں سفراء دول اور ترکی کی وکلاء نے شرائط پر یکے بعد دیگرے بحث کرتے رہکر آخر اونکا تصفیہ کرلیا اور سفراء کی محنت ونفاق ناچاقی ہوجانیکے بیشمار خطرات عدیدہ کے بعد آخر ٹہکانے لگی۔ اور اونکی مساعی کلی کامیابی پر ختم ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لگتے کہ جو رعائتیں وہ قریب قریب حقارت کی نگاہ سے دیکہہ رہی ہیں وہ کسی وقت ان کی حاشیونکی کمزوری اور سخت پریشانی کی باعث ہوجائینگی۔ دنیا کی سب سے بھاری سلطنت کا معدودے چند بیرونی ملکوں کے تاجروں کو ہنشاہانہ اختیار کی کئی جز اپنی خوشی اور مرضی سے دیدینا اور ہی بات ہے ان تاجروں کی وطنی گورنمنٹیں بہت ہی دور دراز مقامات پر واقع تہیں اور ان ایام میں بمقابلہ ترکی کے بالکل ہی ضعیف تہیں اور اسوجہ سے ذرا بہی گمان نہ تہا کہ جو حقوق اسوقت دیئے گئے تہے اونکی تعمیل ایسی سخت پابندی کے ساتھہ چاہی جاویگی اور یہہ بالکل دوسرا امر ہے کہ یہی سلطنت ضعیف اور زوال پذیر ہوگئی اور ایسے بیشمار تعداد کو ان اجنبی باشندوں کا سامنا کرنا پڑا جو ایسے حقوق کے مستحق ہیں

اوس ابتدائی عہدنامہ صلح کا مضمون بجنسہ حسب ذیل ہے:

چونکہ یونان نے اپنے اغراض کی فلاح وبہتری - اور اپنا نیک وبد دُوَل کے ہاتھ میں دیدیا اور بابعالی نے اونکی ثالثی کو منظور کرلیا - سفرائے دُوَل کے وکلا اور وزیر خارجیہ توفیق پاشا کی باہمی رضامندی سے مندرجۂ ذیل شرائط قرار پائی ہیں -

(١) حدود اون خطوط کے مطابق جو نقشۂ منسلکہ پر دکہائے گئے ہیں - اور نیز اوسکی تشریح کنندہ عبارت کے مطابق درست کیجائینگی - موقعہ پر جنگی مصالح کے لحاظ متفقہ فیصلہ سے اون خطوط میں سلطان کے حق میں خفیف تغیر وتبدل کیاجاسکیگا ایک مشترک کمیشن جسمیں دونوں طاقتوں کے قایم مقام اور تمام سفارتوں کے فوجی وکلا شامل ہونگے حدود کی تعیین کریگی - یہہ کمیشن اس معاہدہ پر دستخط ہونیسے پندرہ دنکے اندر قائم کیجائیگی اور متنازعہ مسائل کثرت رائے سے فیصل ہونگے -

(٢) یونان ٹرکی کو چالیس لاکھ ٹرکی پونڈ بطور تاوانِ[2] جنگ ادا کریگا - اور ادائیگی کے لیے ضمانتیں دیکر یونان کے صیغۂ مال کی نگرانی کے متعلق ضوابط آیندہ مرتب کئے جائینگے -

(٣) یونان کی رعایا کو محاربہ سے پہلے ٹرکی میں جو حقوق وبرآءات اور رعائتیں حاصل تہیں وہ بدستور قایم رہینگی -

(٤) اس موجودہ عہدنامہ کی تصدیق سے پندرہ دنوں کے اندر یا اوس سے بھی پہلے یونانی وکلا جنکو اختیارات مطلوبہ دئے گئے ہونگے - قطعی معاہدہ صلح کے شرائط کے انعقاد کے لئے عثمانیہ وکلا سے مذاکرہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ پہونچ جائینگے - معاہدہ مذکورہ موجودہ عہدنامہ کی بنا پر مرتب ہوگا - اور اوسمیں موجودہ عہدنامہ کے علاوہ مندرجۂ ذیل معاملات کے متعلق بھی شرائط عہد وپیمان کیا جائیگا - قیدیوں اور اسیران جنگ کا تبادلہ - فریقین کی خطاکار رعایا کو عام معافی اضلاع متوضہ کے باشندوں کو نقل وطن کی آزادی ہونا - قزاقی کی بیخ کنی کی تدابیر اور جو نقصانات رعایاء عثمانیہ کو محاربہ سے پہونچے انکی معاوضہ کی تعیین -

(٥) انکے ساتھ ہی مندرجۂ ذیل مسائل کے متعلق تین ماہ کے اندر تصفیہ کرلینے کی غرض سے نامہ وپیام شروع کئے جائینگے (الف) سنہ ۱۸۵۵ء میں ٹرکی اور یونان کے درمیان جو عہد وپیمان ہوا تہا - اوسکی بنا پر شہریت اور رعیت بننے کے مسئلہ کے انصرام کے لئے جدا عہدنامہ تمہیدی کیا جائیگا - (ب) شرط مندرجہ دفعہ ٣ کی بنا پر یونانی قونصلی لازموں اور ترکی عدالتوں کے تعلقات کی ترتیب ودرستی کے لئے علیحدہ ابتدائی عہدنامہ تیار کیاجائیگا[3] (ج) اون جرائم کے متعلق جو کسی ایک ملک کے باشندے اپنے ملک میں کرکے دوسری سلطنت کے علاقہ میں بہاگ جائیں بنیادی عہدنامہ مرتب کیاجائیگا -

---

[1] ترکی قایم مقاموں میں اعلیٰ افسر سیف اللہ پاشا تہے -

[2] ایک لاکھ پونڈ کی رقم تاوان کے علاوہ رعایا سلطانی کے نقصانات کا معاوضہ مقرر کیگئی تہی -

[3] اس ابتدائی عہدنامہ کی بنا پر قطعی عہدنامہ مرتب کرنیکے لئے اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء تک ہر دو سلطنتوں کے وکلا قسطنطنیہ میں اجلاس کرتے رہے تہے - اب عنقریب قطعی معاہدہ مرتب ہوجانیوالا ہے -

(۶) اس دفعہ میں تھسلی سے ترکی فوج کی واپسی اور خالی کردہ علاقہ کو یونانی ملکی حکام کے سپرد کردینے کے متعلق شرائط درج کرکے تحریر کیا گیا۔ کہ اسکا ابھی قطعی تصفیہ نہیں ہوا۔

(۷) اس عہدنامہ پر دستخط اور اوسکی تصدیق ہوجانیکے بعد فی الفور یونان اور ٹرکی میں پھر سابقہ تعلقات قایم ہوجائینگے اور دونوں ملکوں کی رعایا پوری آزادی سے بلاروک ٹوک ایک دوسرے ملک میں سفر و سیاحت کرسکے اور رہایش رکھ سکیگی اور جہازرانی کی بھی فریقین کو پوری آزادی مل جائیگی۔

(۸) جب تک پھر باضافہ کونسل دونوں ملکوں میں مقرر نہ ہوں تو نصل خانوں میں عارضی ایجنٹ مقرر کئے جائینگے۔ اور وہ دول کی حمایت و نگرانی میں جنہوں نے محاربہ کے دوران میں یونانی رعایا کی اغراض کی حفاظت کا ذمہ لیا تہا اپنے فرائض سرانجام کرینگے جب تک محولہ بالا عہدناموں کو وہ خاص کمیشن جو دفعہ پانچ کے منشا کے مطابق قایم کیجائیگی، مرتب نہ کرے اور اون عہدناموں کو قانونی جواز و استحکام حاصل نہ ہوجائے عثمانی و یونانی رعایا کے تمام ایسے باہمی تنازعات عدالتی کے متعلق جو اعلان جنگ سے پیشتر سے دایر ہوں اوس قانون و ضابطہ کے مطابق کارروائی کیجائیگی جو محاربہ سے پیشتر نافذ تہا۔ اور تنازعات مابعد کے متعلق قانون بین الاقوام کے اصولوں کے مطابق اوس معاہدہ کی بنا پر کارروائی کی جائیگی۔ جو ۲۷ فروری اور ۶ مئی ۱۸۹۶ء کو سردیا اور ٹرکی میں ہوا تہا۔

(۹) نامہ و پیام مذاکرات کے دوران میں اگر اختلافات پیدا ہوجائیں تو مسائل متنازعہ خواہ وہ فریقین میں سے کسی کے متعلق ہوں سفراء دول کی خدمت میں جو بحیثیت ثالث کام کرینگے پیش کئے جائینگے اور اونکا فیصلہ قطعی اور ناطق ہوگا سفراء بحیثیت ثالث باہم ملکر خواہ براہ راست اور خواہ متعلقہ سلطنتوں کے خاص وکلا کی شرکت سے یہہ کام سرانجام دینگے۔

(۱۰) بابعالی دول سے اوس تجویز کے متعلق غور کرنیکی درخواست کرنیکے استحقاق کو محفوظ رکھتا ہے جو اون فرمانوں کے تغیر و تبدل اور ترمیم کے متعلق ہوگی جو ۲۴ مئی ۱۸۸۱ء کے عہد و پیمان کی شرائط کے مطابق صادر کئے گئے تھے یہ فرامین سواء اوسقدر حصہ کی جسکی موجودہ عہدنامہ سے ترمیم ہوگئی ہے برابر نافذ رہینگے۔

(۱۱) یہہ عہدنامہ بغرض منظوری جلالتماب سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کیا جائیگا یہہ منظوری ایک ہفتہ کی اندر ہوجائیگی۔ اور اس میعاد کی انعقاد کے بعد سفراء دول اسکی شرائط سے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو اطلاع دینگی۔ اور اسی وقت سے شرائط مذکورہ نافذ ہوجائینگی[1]۔

---

[1] آخری اجلاس میں جب اس معاہدہ پر دستخط ہوچکے تھے۔ آسٹرین سفیر نے جو بلحاظ عمر تمام سفراء سے بڑا۔ اور بنابرین اون کا سرمقدم تہا۔ اپنی تقریر میں سلطان المعظم کی اعتدال پسندی اور آرزم جوئی کا صدق دلسے شکریہ ادا کیا۔ قسطنطینہ کے انگریزی اخبار لیوانٹ ہیرلڈ نے اسپر حسب ذیل ریمارک تحریر کئے۔

ابتدائی شرائط پر دستخط ہوجانے سے جو عام طمانیت اور تسلی کا خیال پیدا ہوگیا ہے اوسکی نسبت مبالغہ ثابت مشکل ہے۔

۲۷- ستمبر کو روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے جو وہانکی سفراء دول کا میر مقدم تہا - ابتدائی عہد نامہ صلح باضابطہ طور پر یونانی گورنمنٹ کو حوالہ کیا - اسکے ساتہہ دول کیطرف سے اس مضمون کی ایک تحریری اطلاع بہی منسلک تہی - کہ یونان نے جس ثالثی کی استدعا کی تھی وہ اب ختم ہوگئی ہے - صلح کی قطعی شرائط کیلیے یونانی گورنمنٹ آب اپنے وکلاء مقرر کرے ؛-

تمہیدی شرائط صلح کے ساتہہ چند ضمیمے بھی ایزاد کر دئے گئے تھے - ایک کا مضمون یہہ تہا - کہ ترکی حکام اور یونانی وکلاء میں باہمی سمجہوتہ ہوجانیکے بعد تہسلی کو مفرور باشندے اپنے مساکن کو واپس آسکینگے - دوسرے میں دول نے وعدہ کیا تہا کہ جہازرانی کی مزاحمات ہٹانے اور اوسکی آزادی کو پہر قایم و بحال کرنیکے مسئلہ میں اگر اختلاف پیدا ہوجائیں تو وہ ثالثی کرکے اونکا تصفیہ کر دینگی - تیسرے کا یہہ مضمون تہا کہ اون تمام ترکی رعایا کو جنہوں نے یونانی فوج میں خدمت کی ہوگی - معافی دیدیجائیگی - لیکن ساتہہ ہی یہہ بہی ظاہر کر دیا گیا تہا کہ اس قرارداد میں ممکن ہے بعد میں کچہہ ترمیم ہوجائے -

ایم رالیس کی وزارت اس سے دو تین دن بعد مستعفی ہوگئی اور ایم زیماس جدید وزیر اعظم ہوا - اوسکی محتاط دور اندیش اور اعتدال پسند ہونیکی وجہ سے مذاکرات صلحیہ کے انصرام میں پہلے ایسے توقف و درنگ واقع نہ ہونے پایا -

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس معاہدہ کی تکمیل اسقدر مشکل تہی کہ اوسکا خیال بہی اس سے پہلے کبہی نہ آیا تہا - اور اسی لئے جن لوگوں کا اس سے تعلق تہا اون کو غایت درجہ کی احتیاط ہوشیاری اور تدبیر سے کام لینا پڑا - اونکی کوششوں میں گورنمنٹ عظمی ترکی کی نرمی سے بہت کچہہ سہولیت ہوئی اور گورنمنٹ عظمی نے نہایت صداقت سے اس صلح پسندی اور امن طلبی کو قائم رکہا حضرت سلطان المعظم کی بے نظیر پالیسی نے اس مصالحت کو منظور کرلیا جو واقعات گذشتہ کا خیال کرکے ہرگز قرین انصاف نہیں کہلائی جاسکتی - البتہ اس طریق عمل سے بابعالی نے ترکی فتوحات کو اور بہی درفشاں اور منور کر دیا ہے تازہ فتح نے جیساکہ قدرتی دستور ہے سلطنت عثمانیہ کی جنگی عظمت کو نیا دبدبہ دے دیا - اسکا سکہ دلوں میں بیٹہہ گیا اب مصالحت کی نرم شرائط سے سلطنت عظمی کی پولٹیکل شان اور بہی بڑہ گئی کہ اس نے ظاہر کر دیا کہ اسپر کسی شرانگیز اور مفسدیت کا اثر نہیں ہے بلکہ اسکے اعمال کا انتظام سخاوت آمیز کشادہ دلی پر مبنی ہے جسکی ثنا و صفت سے دنیا باز نہیں رہ سکتی -

ہز اکسیلنسی صاحب سفیر دولت آسٹریا ہنگری نے اس امر کو نہایت خوبی اور مسرت کے ساتہہ ابتدائی شرائط مصالحت پر دستخط کرتے وقت اپنی تقریر میں تسلیم کرلیا اور اسی طرز اور احسن طریق پر موسیو نیلیڈوف نے اوسکی تائید کی - یہہ موقعہ واقعی ایسا ہے کہ مبارکبادی کا طالب ہے جو کچہہ ہوا ہے وہ ایک نہایت پیچیدہ اور اداق مسئلہ کا حل سرانجام ہوا ہے اور اس خوفناک مشکل کا دور ہونا ایسی آسان شرائط سے ایک امر واقع ہے جو نہ بجائے خود ترکی کے واسطے باعث فخر و ناز ہے بلکہ اس سے زمانہ آیندہ پر نہایت عمدہ روشنی پڑتی ہے کہ وہ درخشان ہے - اور آثار نہایت عمدہ ہیں علاوہ ساتہہ ہی اسکی آیندہ کیواسطے اعتماد اور اعتبار کو تقویت

عام رہے کے ممد ہو جانیسے اب بلاتامل یونانی گورنمنٹ نے صیغہ مال کی نگرانی یوروپین کمیشن کے حوالہ کر دینا منظور کر لیا۔ اور کمیشن مذکور نے تاوان جنگ کی ادائیگی کے لئے یونان کی آمدنی کے وسایل اور اخراجات کو پرکھنا اور جانچنا شروع کر دیا۔

ادہر ایک طرف قطعی معاہدہ صلح کے تصفیہ و انصرام کے لئے جدید مقرر شدہ یونانی سفراء اتھنز سے قسطنطنیہ پہونچگئے۔ اور دوسری طرف تھسلی کی نئی سرحد کی تعیین کے لئے جنگی کمیشن کام شروع کرنیکے لئے ٹیلا ناسونا میں جمع ہو گئی۔ اور ایم زیامیس کی وزارت کی مضبوط مگر مصالحت آمیز انداز سے جسے اوس نے نہ صرف مذاکرات صلحیہ کے دوران میں بلکہ اپنے ملک کے باشندوں اور اونکے قایم مقاموں (ممبران پارلیمنٹ) سے بھی مرعی رکھا قطعی معاہدہ صلح پر بحث مرتب ہو گیا۔

قطعی عہدنامہ صلح کا مضمون جسپر ٹرکی اور یونان کے وکلا نے تاریخ ۴ دسمبر ۱۸۹۷ء دستخط کئے حسب ذیل ہے۔

(۱) سرحد ٹرکی و یونان کی اصلاح حسب ذیل نقشہ منسلکہ عہدنامہ کے مطابق کیجائیگی۔ مگر جب موقعہ پر پہنچکر سرحد متعین کیجائیگی۔ اور اوسوقت (بشرطیکہ وکلا ممالک یورپ اور گورنمنٹ ٹرکی راضی ہو جائیں تو) مجوزہ اصلاح سرحد میں سلطنت عثمانیہ کے فائدہ کیلئے خفیف تغیر کیا جاسکیگا۔ اس تقسیم سرحدی کی تفصیلات کا انفصال ایک کمیشن کریگی۔ جسمیں فریقین کے وکلا اور صلح کرانیوالی ممالک یورپ کے سفیروں کی طرف سے فوجی افسر مقرر ہونگے۔ اس عہدنامہ کی تاریخ سے ۱۵ روز کے اندر یہ کمیشن منعقد ہوگی۔ اور کثرت رائے سے ہر فیصلہ ہوگا۔

(۲) یونان ٹرکی کو خرچہ جنگ حسب شرائط مندرجہ ارٹیکل نمبر ۲ مبادی صلحنامہ کے چالیس لاکھ ٹرکی پونڈ دیگا۔

(۳) تھسلی کا تخلا مبادی صلحنامہ کی چھٹی شرط کے مطابق ہوگا۔ جس روز ممالک یورپ مبادی صلحنامہ کے آرٹیکل نمبر ۲ کے آخری دو فقرے کی مندرجہ شرائط کی تکمیل تسلیم کر لینگے اور جب کہ کمیشن اقوام آرٹیکل مذکورہ کے مالی انتظام کے موافق معاوضہ جنگ کے قرضہ کی اطلاع دیدینگے۔ اوسکے ایک مہینہ کے اندر تھسلی خالی کیجائیگی۔ یہہ امر کہ کسطرح خالی کیا جائیگا۔ اور خالی مقامات کو کیونکر یونانی حکام کے حوالہ کیا جائیگا۔ اوس کو وکلا فریقین بشراکت وکلائے ممالک یورپ فیصلہ کرینگے۔

(۴) عہدنامہ پر دستخط ہونے کے بعد جنگ کے قیدی جانبین سے فوراً رہا کر دئے جائینگے۔

(۵) فریقین اون سب شخصوں کو کلیۃً معافی دیدینگے۔ جو اشتہار جنگ سے پہلے اور بعد کے واقعات میں شریک تھے

(۶) دونو ممالک کی رعایا جنگی حالت قانون کے نزدیک باقاعدہ ہے۔ مثل سابق دونوں کے ملک میں آزادانہ آمد و رفت رکھینگے۔ دونو ممالک کو اختیار رہیگا۔ کہ اون لوگونکو جنکو کسی جرم کی سزا ہوئی ہو یا بوجہ اونکی بدچلنی کے

اون کے لئے ملک سے نکال دیئے جانے کا حکم صادر ہوا ہو ایسے لوگوں کو اپنے ملک میں نہ آنے دیں جس کی اطلاع سابق سے اون کے سفیروں کو کر دیجائیگی۔

(۷) جو مسلمان تھسلی کے باشندے یا متوطن ہیں اور وہ ۲۴۔ مئی ۱۸۸۱ع کے شرائط نامہ کی تیرہویں شرط کے بموجب خواہ یونانی قومیت میں داخل ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔ یا وہ ترک وطن کرکے ٹرکی میں آباد ہوں۔ یا ٹرکی کو اپنا وطن قرار دیں۔ یا جو مسلمان یونانی رعایا ہو گئے ہوں۔ اون کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ ترکی قومیت قبول کر لیں۔ بشرطیکہ موجودہ شرائط نامہ کے تین برس کے اندر وہ حکام مجاز و متعلق کو اطلاع دیدیں۔ یہہ سب شرائط نامہ مذکور کے موافق اپنے اپنے مقبوضات واقعہ یونان پر قابض رہینگے۔ اور اوس جائیداد کا انتظام کرتے رہیں گے۔ اسی طرح سے جو باشندے یونان کے بوجہ تغیر سرحد ٹرکی کی رعایا ہو گئے ہیں۔ اور جو شخص کہ ان مقامات کو بالفعل اپنا وطن مقرر کرچکے ہیں ٹرکی اونکو بھی وہی حقوق مذکورہ دیگی۔ جو یونان مسلمان رعایا کو دیگا۔ باشندے یا متوطن اوس ملک کے جو ٹرکی کو ملا ہے یا ان مقامات کی کسی جماعت کے وکلا اگر تھسلی میں کچھ اراضی رکھتے ہوں۔ تو اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سرحد کے پار جاکر مثل سابق بلا مزاحمت ان اراضی کی زراعت کریں۔ اور یہی حق اون باشندگان تھسلی کو حاصل ہوگا۔ جن کی اراضی اوس ملک میں واقع ہو جو سلطنت عثمانیہ کو دیا گیا ہے۔

(۸) مبادی صلحنامہ کے آرٹیکل نمبر ۴ کے بموجب یونان ٹرکی کو ایک لاکھ ٹرکی پونڈ بطور معاوضہ اون نقصانات کے دیگا۔ جو یونانی فوج نے لوگوں کو پہنچایا۔ یہ رقم اوسوقت دیجائیگی۔ جبکہ معاوضہ جنگ دیا جائیگا۔

(۹) یونان اور ٹرکی کے مابین خاص انتظام اس غرض سے ہوگا کہ جو حقوق قونصلین کو دیئے گئے تھے۔ اونکا بیجا استعمال نہ کیا جائے اور معمولی اجراء عدالت میں مداخلت نہ ہونے پائے اور احکام جاری شدہ کی تعمیل ٹھیک ٹھیک ہو سکے۔ اور اگر یونانی رعایا اور عثمانی رعایا اور دیگر ممالک کی رعایا میں تنازعات ہوں جس میں دیوانی کے مقدمے بھی شامل کئے جاوینگے۔ تو عثمانی رعایا اور ممالک غیر کے لوگونکے مقاصد کی حفاظت ہو سکے۔ مگر قبل از جنگ جو یونانی رعایا کو ایسے حقوق حاصل تھے جو اور ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہیں۔ انمیں تغیر نہوگا۔ جو دیوانی کے تنازعات رعایائے یونان اور رعایائے عثمانی کے درمیان واقع ہوں اگر وہ ایسے ہیں کہ اعلان جنگ کے بعد عدالتوں میں رجوع ہوئے ہوں انکا انفصال اس قانون سے ہوگا جو جنگ سے پہلے جاری تھا۔ اور جو مقدمات اعلان جنگ کے بعد میں پیدا ہوئے ہوں انکا انفصال اس یورپین قانون کے بموجب ہوگا جو ٹرکی اور سرویا کے شرائط نامہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع پر مبنی ہے۔

(۱۰) شرائط نامہ ۲۴ مئی ۱۸۸۱ع کی شرائط جو تھسلی سے علاقہ رکھتی ہیں وہ قائم رہینگی سوائے اون شرائط کے جو اس عہد نامہ سے بدل دیگئی۔ گورنمنٹ ٹرکی کو حق حاصل ہوگا کہ ان شرائط نامہ کی رو سے جو مسئلے ہوں انکے انفصال کیلئے اپنی تجاویز کو ان ممالک کے روبرو پیش کرے جنہوں نے شرائطنامہ مذکور پر دستخط کئے تھے اور اونکے فیصلہ کو یونان پر قبول کرنا لازمی ہوگا۔

(۱۱) یونان اور ٹرکی راضی ہیں۔ کہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکی بعد تین مہینے کی اندر انتظامات ذیل کو فیصل کرینگی۔

(الف) ایک شرائط نامہ اُون تجاویز کی بنیاد پر مرتب کیا جائیگا۔ جو یونان اور ٹرکی کی مابین ۱۸۷۶ء میں وقوع میں آیا تھا۔ اور مسئلہ قومیت کی اختلافات سی تعلق رکھتا تھا۔

(ب) ایک شرائط نامہ قنصلوں کی اختیارات کی بابت تحریر کیا جائیگا۔ جسمیں پابندی اُن شرائط کی کیجائیگی۔ جو آرٹیکل نمبر ۹ کی اول فقرہ میں مندرج ہیں۔ اور جو مبادی عہدنامہ کی آرٹیکل نمبر ۳ کی روسی قرار پاچکا ہی۔

(ج) ایک عہدنامہ مجرمین اس غرض سی مرتب کیا جائیگا کہ مجرمین کا تبادلہ باہمی ہوا کری۔

(د) ایک شرائط نامہ اس غرض سی مرتب ہوگا۔ کہ مشترکہ سرحد پر راہزنی کا انتظام کیا جائی فریقین کو اختیار ہوگا کہ بعد میں ایک عہدنامہ تجارتی و جہازرانی مرتب کریں۔ اور جب تک یہہ آخر الذکر عہدنامہ نہ ہوجائی اسوقت تک تجارت و جہازرانی دونو ممالک کی مابین آزادی کی ساتھہ ہوگی۔

(۱۲) ڈاک کی تعلقات جو یونان اور سلطنت عثمانیہ کی مابین چند سال سی خراب ہورہی ہیں۔ وہ اُن قواعد کی قائم کئی جائینگے جو فریقین کی رضامندی سی بعد میں قرار پائیں۔ جبکہ دونوں ممالک محکمہ ڈاک اسکی متعلق کوئی شرائط نامہ مرتب کرلینگے اور اس اثنا میں دونوں محکمے خاص منتخب شدہ مقامات میں ایک دوسری سی ڈاک اور پارسل مہر شدہ لیا دیا کرینگے۔ اور خشکی اور بحری راہ سی اُن پتوں پر بہیجیں گی۔ جن مقامات کو وہ بہیجی گئی ہیں۔

(۱۳) دونوں ممالک کی محکمہ تار برقی اس بابت کا انتظام کرینگی۔ کہ دونوں میں ایسا سلسلہ جاری ہوجاے جس سی جلد اور آسانی سے تار پہونچ سکیں۔

(۱۴) تاکہ پر امن ہمسائیگی کی تعلقات دونو ممالک میں قائم رہ سکیں اسلئی گورنمنٹ یونان و ٹرکی ذمہ کرتی ہیں کہ اپنی اپنی ملک میں ایسی کارروائیاں نہ ہونی دینگی جس سی ہمسایہ کی ملک کی امن میں خلل پڑی۔

(۱۵) اگر شرائط ناموں کی انجام پانی میں ترکی اور یونان میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو تو امور مختلف فیہ کو دونو میں سے کوئی فریق قسطنطنیہ میں سفیران دول کی پنچایت کیلئی پیش کرسکی گا۔ اور اون کی فیصلہ کی پابندی دونوں پر لازم ہوگی یہہ پنچایت خواہ سب ملکر کریں یا صرف وہی کریں جنکو فریقین نامزد کریں اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سفیروں کی روبرو براہ راست یا خاص وکلا کی ذریعہ سی پیش کریں اگر سفیروں کی رائی مساوی ہو تو پنچ ایک اور پنچ اختیار کرلینگی۔

(۱۶) اس عہدنامہ پر شاہ یونان اور سلطان المعظم کی تصدیق آج سی ۱۵ دن کی اندر یا اوس سی جلدی کی جائیگی اوسکو یقین کرکی وکلا فریقین نی عہدنامہ ہذا پر دستخط کردئی ہیں اور اپنی اپنی ملک کی مہریں کردی ہیں۔

اسکی دو قطعی ۲۲ نومبر ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ میں تیار کئی گئے۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۷ء

دستخط میرو کورڈیٹوس دستخط اسٹیفانوس دستخط توفیق دستخط حسن فہمی۔

(ضمیمہ الف) چونکہ وکلار یونان نے درخواست کی ہے کہ مبادی عہدنامہ کی آرٹیکل نمبر ۸ کے متعلق جو سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے۔ اطلاع دیجائے۔ اسلیئے عثمانی وکلار رضامند ہیں۔ کہ اون کو فوراً قبل تصدیق عہدنامہ اطلاع دیں کہ ان انتظامات کی خاص بنیاد کیا ہے اور عثمانی گورنمنٹ نے کیا فیصلہ کیا ہے مگر اسپر بحث کرنا جائیز نہ ہوگا اور وہ امورات یہ ہیں

(۱) یہہ تعین کیا جائے کہ قنصلوں کو حقوق اختیار سماعت مقدمات کے حدود کیا ہیں۔

(۲) دیوانی اور تجارتی معاملات میں یونانی قنصلوں کی نسبت عثمانی عدالتیں جو فیصلہ کریں انکی یقینی تعمیل ہونا۔

(۳) رعایائے یونان کے توطن کا تصفیہ کرنا اور ان شرائط کا قایم کرنا۔ جنکے رو سے پولیس مداخلت کر سکے۔ علی الخصوص اون مقدمات میں جنمیں عثمانی حکام طلب کریں۔ اور سفیر کا دارو غہ نہ حاضر ہو۔

(۴) ان شرائط کا تصفیہ کرنا جو ایسے وقت میں عملمیں لائی جائیں۔ جبکہ قنصلوں کے وکلار اون عدالتوں میں حاضر نہ ہوں جن میں مشترکہ مقدمات رجوع ہو رہے ہوں۔

(۵) قانون مجریہ کی رو سے عثمانی عدالتہائے اپیل کے حدود اختیار تسلیم کرنا۔

(۶) عثمانی عدالتوں کو اون مقدمات میں اختیار دینا جنمیں یونانی رعایا کا تجارتی دیوالہ نکلا ہو۔ اور اون فوجداری معاملات میں عدالتہائے مذکورہ کا مقتدر ہونا جو دو یونانیوں کے درمیان ہوں یا یونانی اور کسی اور ملک کی رعایا کے مابین ہوں۔

(۷) یونانی رعایا کی بابت جوڈیشل کاغذات کے بھیجنے قائم کرنا اور مشترکہ مقدمات میں عثمانی عدالتوں کے فیصلے کا اجرا عثمانی اہلکاروں کے ذریعہ سے کیا جانا۔

یونانی وکلار ان معاملات کی اطلاع پاکر یہہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد آخری مباحثہ اور معاملت ان امور میں ہوگی اور درصورت اختلافات مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل ۹ کے بموجب قسطنطنیہ میں ممالک اعظم کے سفیروں کی پنچایت سے فیصلہ ہوگا۔ قسطنطنیہ ۱۶ نومبر ۱۹۱۳ء

(ضمیمہ ب) عہدنامہ کے آرٹیکل کے موافق جسکا مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱ میں ذکر ہے تجارتی و جہازرانی کا عہدنامہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد دو برس کے اندر انجام پائیگا۔ اس اثنا میں اس قانون پر جانبین سے عملدرآمد ہوگا جو قبل از جنگ جاری تھا اگر یہہ عہدنامہ تجارت و جہازرانی دو برس کے اندر طے نہ ہو جائے تو فریقین عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱۱۔ پر جسکا ذکر مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۷ میں درج ہے کاربند ہونگے یہہ طے پایا کہ اگر جدید عہدنامہ تجارت و جہازرانی باوجود تصدیق ہو جانیکے اس وجہ سے عملمیں نہ لایا جا سکے کہ وہ فریقین کی خواہش کے موافق طے نہیں پایا تھا۔ اس صورت میں اسی قانون پر باہمی عملدرآمد رہیگا۔ جو قبل از جنگ جاری تھا۔ جبتک کہ کوئی جدید عہدنامہ طے نہ ہو جائے اور اس کا اجرا نہ ہو جائے۔ قسطنطنیہ ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء

فصل بست و چہارم

محاربہ کے خالص نتائج

بقول جرمن مورخ محاربہ روم و یونان سے آخرالذکر بالکل بگڑ گیا ہے جب اسمیں اور زیادہ سکت نہ رہ گئی تو یونانی گورنمنٹ نے تمہیدی شرائط لازمہ کو پورا کرکے اتحاد یورپ سے ثالثی و مداخلت کی التجا کی۔ اور دول نے ازراہ ترحم اس درخواست کو منظور کرلیا۔ امید ہے کہ یونانی اس شفقت و احسان کو جلد فراموش نکرینگے اور جزیرہ نما بلقان میں کم از کم کچھہ عرصہ تک پھر خونریزی نہونے پائیگی۔ جدید صلح سے یقینی ہے کہ یونانی مسئلہ پالٹیکس کے میدان سے بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ مسئلہ کریٹ پر البتہ دول کو ابھی اور کچھہ عرصہ مصروف رہنا پڑیگا کیونکہ وہاں سے یونانیوں کے نکلجانے کے بعد بھی اس منبع و مخزن فساد و شرارت جزیرہ میں حالات کی صورت حال بدستور ویسی ہی ہے۔ اور یہہ تقریباً یقینی امر ہے۔ کہ پیشتر اسکے کہ جزیرہ میں امن قایم ہو مسلمانوں اور عیسائیوں کے تعلقات باہمی سدھریں۔ اور جدید قانون باقاعدگی کے ساتھہ نافذ العمل ہو۔ یورپین مدبرین کو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آئینگی۔ ابتدائے تنازعہ سے ہی قانون بین الاقوام یونانیوں کے حق میں نہ تھا۔ کریٹ پر قابض ہوجانیسے وہ صریح نقض امن کے مجرم ہوگئے تھے۔ اور تھسلی و اپائرس کی سرحد پر اونکی کرتوتوں سے صاف صریح ہو گیا تھا کہ انصاف و معقولیت کو وہ بالائے طاق رکھہ چکے ہیں۔ یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے ترکی علاقہ میں متواتر یورشیں کرکے ترکی افواج پر پے در پے حملے کئے اور گو یونانی گورنمنٹ ان رزمیہ واقعات میں کسی طرحسے شریک ہونیسے باضابطہ طور پر انکار کرتی رہی۔ مگر یہہ سب کو معلوم تہا۔ کہ مجاہدین اور باقاعدہ یونانی فوج میں برابر تعلق موجود رہتے کہ بیقاعدہ سپاہیوں کی آخری یورش میں یونانی فوج بھی اونکے ساتھہ شامل تھی۔ اس حرکت سے یونانی دوسری مرتبہ نقض امن کے مرتکب ہوئے۔ اسپر ترکی سے زیادہ صبر و شکیب نہ ہوسکا۔ اور اوسنے اعلان جنگ سے ان اشتعالی کارروائیوں کا جواب دیا۔ اس دوسرے نقض امن کے جواز کو ثابت کرنیکو لئے بھی یونانیوں نے ویسی ہی پوچ اور بے بنیاد وجوہات پیش کیں جیسی کہ پہلے نقض کے متعلق کی تھیں۔ اول نقض کو معقول جائز ہونیکے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی کہ قومی و مذہبی ہمدردی اونکو مجبور کرتی ہے کہ یونانیوں کو کریٹ میں مداخلت کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور دوم کے لئے یہ حجت پیش کی کہ بروے معاہدہ برلن مقدونیہ اور اپائرس کے چند علاقے یونان کو دلائے گئے تھے مگر باب عالی نے اونکو نہیں دیا تہا۔ حالانکہ اصل حقیقت یہہ ہے۔ کہ برلن کانگرس نے ترکی سے یونان کو چند اضلاع دینے کی صرف سفارش کی تھی اور گو ترکی نے یورپ کی خواہش کی جزوی تعمیل کی تھی۔ لیکن یہہ مسلم امر ہے۔ کہ یونان اس سفارش کی بناء پر کوئی جائز استحقاق یا دعوے قایم نہیں کرسکتا تھا۔

قانون بین الاقوام کی لحاظ سے ہی شروع سے یونان کا دعوی پوچ نہ تھا۔ بلکہ جلدی ہی یہہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ ترکی کے برسر آنیکے لئے فوجی طاقت بھی بالکل ناکافی رکھتا ہے۔ محض تعداد و شمار ہی کے لحاظ سے ترکی کی فوجی طاقت یونان سے بدرجہا زیادہ تھی۔ بلکہ یونان نے عملاً کوئی فوجی تیاری بھی نہیں کی ہوئی تھی۔ اور اوسکے پاس کوئی قابل ذکر ریزرو فوج موجود نہ تھی۔ برعکس ازیں ترکی نے فقط فراہمی فوج سے ہی جسکی دوران میں یونانیوں کیطرح کوئی بیہودہ اور مضحکہ خیز شور و غل نہ کیا گیا ثابت کردیا۔ کہ وہ اپنے عزائم و ارادوں کو پورا کرنیکے لئے فوجی وسایل کافی رکھتی ہے۔ یونانیوں کی طرح صرف خالی

لافرنیان اور سکاشعار تھیں ٹرکی منتظمین نے فوج کی تمام ضروریات بالکل تیار موقعہ پہ فی الفور جمع کر دیں۔ اور سلطنت عثمانیہ کی وسیع تلمرو سے مشغول کارزار فوج کو یہہ طمانیت حاصل تہی۔ کہ لڑائی کے نقصانات کی تلافی کے لیئے پیچھے سے برابر تازہ دم فوج پہونچتی رہیگی۔ ترکی فوج ترتیب و نظام میں بہی یونانی فوج سے افضل تہی۔ بلکہ محاربہ کے سریع تصفیہ سے اوسکے سپاہیوں کی اعلے قابلیت اور اوسکے کمانڈروں کے اوصاف جمیلہ اور لیاقت اور فوقیت عظیمہ بھی صاف ظاہر ہوگئی ادہم پاشا اور اوسکے ماتحت جرنیلوں نے اپنے آپکو قابل و بالیاقت کمانڈر۔ اور جو کام اونکے سپرد کئے گئے تہے اونکو کرسکنے کی پوری پوری قابل ہونیکا کافی ثبوت دیدیا۔ اور یہہ ثابت ہوگیا کہ اونکے مقابلہ پر یونانی "بہادر" جنکی تعریفوں کے طومار در طومار باندہ دیئے گئے تھے۔ بہت ہی ادنی قابلیت کے لوگ تہے شجاعت تحمل وجفاکشی اور نظام و تربیت میں ترک یونانیوں سے بدرجہا بڑہے ہوئے تھے یہہ درست ہے کہ یونانیوں میں جنہوں نے محاربہ آزادی میں قابل تعریف ایثار و جان نثاری دکھائی تھی۔ اب بہی خالص شجاع اور فوجی لحاظ سے قابل آدمی موجود تہے۔ اور بدوران محاربہ اسکا ثبوت کئی منفرد واقعات سے مل گیا۔ لیکن من حیث المجموع یونانی فوج اوس کام کے جسے اوسنے شروع کیا تہا کچھ بھی قابل نہ ثابت ہوئی۔ اور یہہ صداقت بخوبی واضح ہوگئی۔ کہ موجودہ زمانہ میں حب الوطنی کے جوش پر صرف بندوق کی ایزادی سے انسان اپنے ملک کے حفاظت کے لئے قابل اعتبار سپاہی نہیں بن سکتا اوسکے لئے اور بھی اوصاف درکار ہیں۔ جو یونانیوں میں موجود نہ تہے۔ چنانچہ ابہی کہیں جمکر مقابلہ نہ ہونے پایا تہا۔ کہ لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اور ملونا سے لیکر ڈوموکوس کے معرکہ تک سب موقعوں پہ ٹرکی فوج نے ثابت کردیا کہ وہ ہر امر میں یونانیوں سے بہت ہی اعلے و برتر ہے۔ یہہ رائے سب منصف مزاج دوراندیشوں نے پہلے سے بہ مفتوحین کو بتادی تہی۔ لیکن یونانی ایسے سرمست اور بدمغ ہورہے تھے کہ انہوں نے اس رائے کی صداقت کو تسلیم نکیا۔ اور طبعی سرمستی کے علاوہ کئی فضول[1] امیدوں اور توقعوں پر تکیہ کیئے رہے۔

یہ امر خاصکر قابل افسوس ہے کہ متوقعہ کامیابی میں ناکام رہنے پر وہ کچھہ ایسے اوکھلا گئے۔ کہ خود اپنے شاہی خاندان کے بھی دشمن بنگئے۔ اس سے یورپ والوں کو جو تہوڑی بہت ابہی تک اونسے ہمدردی باقی تہی وہ بہی جاتی رہی[2]۔ یہہ درست ہے کہ اس کینہ برافروختگی کا الزام بہت کچھ یونانی مجلس وزرا پر وارد ہوتا ہے۔ جسنے محاربہ سے پیشتر کے واقعات کے دوران میں بہی شیرمانہ خودستائی تعلی و شیخی بازی اور دروغ سے اور محاربہ کے دوران میں فرضی فتوحات کی مضحکہ خیز خبریں شایع اور پے در پے شکستوں کے باوجود قابل نفرین ضد اور اسراف سے بازنہ آنیسے عالمگیر اور ناقابل رشک شہرت بدحاصل کرلی تہی تاہم اسمیں کوئی کلام نہیں کہ عوام نے بہی کچھہ کم سفاہت کا اظہار نکیا۔ اونکے طریق عمل سے ظاہر ہوگیا کہ وہ قومی وجاہت اور وقار سے بالکل معرا ہیں۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف

[1] یعنی دیگر عیسائی ریاستوں کی شمولیت وغیرہ پہ۔

[2] جرمن مورخ کی کتاب کا انگریز مترجم اس سے اختلاف کرکے لکھتا ہے۔ کہ یہہ درست نہیں بہرحال انگریزوں کو یونانیوں کے بدستور ہمدردی رہی حتی کہ جن انگریزوں کو یونانیوں سے محبت نہ تہی وہ بہی اسوجہہ سے ترکوں کے کوئی دوست نہ ہوئے۔

کمال ذلت و خواری اٹھانیسے ہی یونان کامل تباہی اور بربادی سے بچ سکا۔

گذشتہ چند ماہ کے واقعات کا خالص نتیجہ یونان کے حق میں نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ اوسے واضح ہوگیا ہے کہ بلاد مشرق میں جس نمود کو حاصل کرنیکی اوسے تمنا ہے اوسکے لئے اوسکے پاس جسمانی یا اخلاقی کسیطرح کی طاقت موجود نہیں ہے۔ اس مہیب شکست سے اوسکی مادی خوشحالی کو ہی نہیں بلکہ قوم کی امنگوں کو بھی ایسا کاری زخم پہونچا ہے جس سے وہ بآسانی شفایاب نہیں ہوسکیگی۔ یونان نے اپنی ملکی مکانات ایک ہی پانسہ پر لگادی اور اپنی نادانی سے بازی ہاردی۔ اس ننھی سی ریاست کا ایسی صدمہ عظیم کے بعد بھی موجود رہنا صرف اوسی یورپ کی مہربانی سے ہے جسکے فرمانراؤں کو وہ عرصہ دراز سے ملعون و مطعون کرتی رہی تھی۔

محاربہ سے یونان کو جو نقصان پہونچے اونکی نسبت وہ نتایج جو ٹرکی کی طاقت کے اندازہ کے وقت اب خواہ مخواہ پیش نظر رکھنے پڑینگے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ٹرکی نے اب پھر ثابت کردیا ہے کہ وہ بھی ایک فوجی طاقت ہے جسکو کبھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا سلطان المعظم کو اس محاربہ میں اپنی رعیت کے مذہبی جوش اور حب الوطنی کیطرف رجوع کرنیکی کوئی احتیاج نہ ہوئی۔ ٹرکی نے زائد یا غیر معمولی جدوجہد کے بغیر بیشمار اور کامل تیار فوج میدان جنگ میں پہونچادی۔ ایسی فوج جس میں کلہم باقاعدہ سپاہ تھی۔ اور جس کا نظام ایسا قابل تعریف تھا کہ کسی زیادتی یا جبر و ستم کا ارتکاب نہ ہوا۔

ترکوں نے ہر قسم کی بدعنوانی اور زیادتی کی بڑی سختی سے سزا دی۔ دو سپاہیوں نے ایک مکان کو آگ لگائی جو عین ارتکاب جرم کی حالت میں گرفتار ہوگئے۔ اونکی تجویز کورٹ مارشل کے ذریعہ کیگئی۔ جسنے انکو موت کی سزا دی۔ لیکن بعدازان یہ سزا قید کی سزا سے بدل دیگئی۔ پلیس اور سپاہیوں کو خفیف سرقہ کی پاداش میں بید کی سزا دیگئی۔ لاریسا کے اکثر یونانیوں نے اپنی قومیت کو چھپانیکے لئے ٹرکی ٹوپیاں پہن لی تھیں۔ مگر اونکی یہ پیش بندی فضول تھی۔ کسی ٹرکی سپاہی نے کسی یونانی متنفس کو کوئی اذیت نہ پہونچائی۔ ٹائمیز کے نامہ نگار نے لاریسہ سے حسب ذیل تحریر کیا۔

"ترکوں نے بساعت فتح ایسی اعتدال پسندی باانتظامی اور خوش اطواری ظاہر کی جسکی میں کوئی تعریف نہیں کرسکتا اوسے دیکھکر مجھہ پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اونکی وضع و انداز اور چال ڈھال سے صاف مبرہن ہو رہا تھا۔ کہ ٹرکی میں تہذیب کی بہت ترقی ہوگئی ہے اور جسکے برعکس یونان میں شجاعت اور نظام و ترتیب بہت کم ہوگئی ہیں۔" اور بہت سے لوگوں نے بھی اسی مضمون کی شہادتیں دی ہیں۔

اس محاربہ نے ثابت کردیا ہے کہ ٹرکی فوج کے کمانڈر قابل و ترتیب یافتہ اور سپاہی بہادر و جفاکش ہیں۔ خوب گہتی ہوئی اور باسلیقہ صفوں میں آگے بڑہتے اور فوج عقب کی حفاظت کا ہر موقعہ پر باحتیاط انتظام کیا جاتا۔ ان قابل تعریف اوصاف اور تدابیر سے عساکر عثمانیہ نے اس درجہ تک کام لیا جو واقعی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل تھا۔ اور یہ امر فوج مذکور کے جرمن اتالیقوں کے لئے کچھہ کم فخر کا باعث نہیں۔ اگرچہ ترکوں کی فوجی قابلیت پہلے بھی دنیا سے مخفی نہ تھی۔ لیکن پھر بھی وہ ٹرکی کو بیقاعدہ اور ناتربیت یافتہ مجاہدین کے کسی دستہ کو طلب کرنیکے بغیر ہی اسقدر فوج عظیم میدان جنگ میں

پہنچنے کے قابل دیکھکر حیران سی رگئی - جہاں تک ٹرکی کا تعلق ہے محاربہ سے یہ نتیجہ بر آمد ہوا ہے کہ باسفرس کا "مرد بیمار" فوجی لحاظ سے خاصہ تنہ زور اور خوب توانا و مضبوط ہو گیا ہے - دونو فریقوں کی فوجی کارروائیوں کے متعلق یہہ کہنا غلط ہوگا - کہ ترکی جرنیل خوب سوچ سمجھکر احکام صادر کرتے ہیں - غالباً اسی احتیاط کیوجہ سے یونانیوں کے خطوط آمد و رفت کے خلاف کارروائی نکل گئی - یعنی اونکو سمندر سے بلاتعلق کر دینے کی جس سے اونکو بہت مدد ملتی رہی تہی - کوشش نہ کیگئی - ادہم میسرہ کو مضبوط کر کے آگے بڑہنے کے بجائے میمنہ کو پہلے آگے بڑہا رہے - اور اسوجہہ سے اوسے فوجی لحاظ سے کوئی نمایاں فائدہ حاصل نہ ہو سکا - ترکوں کے پاس گو توپیں بیشمار تہیں - مگر بسا اوقات اونہوں نے بہت سی توپیں یکجا جمع کر کے اونسے کام نہ لیا - البتہ اس عزم سے بہی پیشتر کہ یہاں جمکر لڑائی کیجائیگی - وہ ہر موقعہ پر کثیر التعداد فوج جمع کر لیتے رہے -

اپنی فوج کی جدید ترتیب کی طفیل جو جنرل وان ڈر گولز نے کی تہی - ٹرکی نے ایسی عجلت سے فوجیں جمع کر لیں کہ کسیکو ویسی عجلت کی توقع نہ تہی تمام فوجی مبصرین نے اس پہرتی کی بہت تعریف کی - ریدی آغا خاں - سالونیکا ریلوے لائن سے جو سال ماقبل میں مکمل ہوئی تہی اسبارہ میں بیش قیمت مدد ملی - اسکی طفیل لگاتار یکے بعد دیگرے بسرعت تمام پلٹن پر پلٹن سرحد کو روانہ کرنا ممکن ہو گیا - مارشل ادہم پاشا کے پاس چند دنوں ہی میں معقول فوج جمع ہو گئی - جسکے جمع ہو جانے پر اونسے دشمن کے بر خلاف پیشقدمی شروع کر دی - اور وہ ٹرنوکس کے فتح کر واقعہ تک جسکے بعد التوائے جنگ سے لڑائی عارضی طور پر ملتوی ہو گئی - فتح بر فتح پاتا اور یونانیوں کو اپنے سامنے سے دہکیلتا ہوا آگے بڑہتا گیا - ان فتوحات سے عثمانیوں میں جو پیشتر ازیں کسیقدر منجمد اور لاپرواہ سے ہو رہے تھے - قوم کی شان و شوکت اور طاقت کو بڑہانیکا روز افزوں عالمگیر جوش پیدا ہو گیا - [1]

---

[1] اس عام پر جوشی کے متعلق رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار نے دسمبر ۱۸۹۷ء میں بعنوان فتوحات عثمانیہ کا اثر حسب ذیل مضمون ارسال کیا -

کچہہ عرصے سے ایشیا کے تمام مسلمانوں میں ایک بیچینی ہوئی ہے ترکی و یونان کی لڑائی کے بعد اس جوش کا ظہور ہوا تمام اسلامی دنیا کے روبرو اس جنگ کے نتائج بہت مبالغہ کے ساتہہ پیش کیے گئے - مثلاً ایشیا کے بڑے بازاروں میں یہہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر المومنین نے یونان کی بڑی سلطنت کے ساتہہ جنگ کی اور اوسکو فتح کر لیا - کل ممالک یورپ نے دست بستہ خلیفہ کو مدد دینے کا وعدہ کیا - کیونکہ وہ خلیفہ کی بہت تعظیم کرتے ہیں مگر ادہنوں نے اونکی اعانت قبول کرنے سے انکار کیا - کیونکہ اونکی یہہ خواہش تہی - کہ یونان سے تنہا جنگ کیجائے - اور صرف ایہات پر راضی ہوئے کہ کریٹ کے چہوٹے سے جزیرہ میں تہوڑی سی یورپین فوج رہنے پائے - وسط ایشیا کے ممالک میں دور دور تک ان اقوام میں اس بڑی فتح کی خبر پہیلی جنکے کان کبہی پولیٹکل واقعات سے آشنا بہی نہوتے تہے - اور جو ریگستان کے خیموں میں رہا کرتے تہے ملاؤں اور دیگر مسلمان سیاحوں نے اس بڑی فتح کا حال دور دور تک مسلمانوں کو پہنچایا - اونہوں نے صرف یقین نہیں کیا - بلکہ اس خبر کی اور زیادہ اشاعت کی یہانتک کہ ایک کوے کے ہزار کوے بنگئے - اور اسطرح سے ٹرکی اور سلطان کی نیک نامی مشرق میں

فوج کا مقتدر حصہ یعنی انفنٹری از سرتا پا ایسے آدمیوں سے مشتمل تھی کہ اونسے بہتر اس کام کے لئے دنیا بھر میں آدمی موجود نہیں - سفید ٹوپی والی البانویوں نے خاص امتیاز حاصل کیا - مگر انکو قابو میں رکھنا آسان نہیں وہ کسی قسم کی پابندی اور نگرانی کو مطلق گوارا نہیں کرتے - اگر افسر ثابت قدم اور دلیر ہوں تو ترکی سپاہی کے قدم کبھی لغزش نہیں کھاتے - اور وہ آنکھیں موند کر احکام کی تعمیل کرتا ہے - جس بہادری جس استقلال و عزم مردانہ اور جس خاموشی کے ساتھہ وہ حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے - اوسکی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی - الغرض اگر ٹرکی میں ویسی ہی فوجی تربیت ہو جیسی کہ یورپین افواج کی کیجاتی ہے - تو اونکا مقابلہ بیشک ناممکن ہو جائے - دشمن کی آتشبازی کی زد میں باانتظام اور ثابت قدم رہنے کے متعلق اونکی تربیت کافی نہیں - مگر یہہ سپاہیوں کا قصور نہیں - بلکہ اونکے افسروں کی ناقص تعلیم کا - جنمیں کافی جدت اور مستعدی کریکا وصف نہیں - فوج توپخانہ کے گھوڑے عمدہ اور بارتیوں کے کمانڈر ہوشیار اور مستعد تھے - افسران توپخانہ میں دو نقص پائے گئے - ایک یہہ کہ بعض اوقات وہ یہہ انتخاب صحیح نکرسکے کہ اسوقت کس قسم کے گولے چلانے مناسب ہونگے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے کہ روز بروز بڑہتی گئی - اور روس و انگلستان کا نام گھٹتا گیا - یہہ ہی سبب ہے کہ ہندوستان کی سرحد پر فساد ہوا - اور یہہ ہی سبب ہے کہ روس کو بھی خوف پیدا ہوا کہ صوبہ قاف میں کچھہ تعجب نہیں جو بغاوت پھوٹ پڑے کیونکہ وہاں بکثرت جوش پھیل رہا ہے اوس ملک میں جو کچھہ رہزنیوں کی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں - اون سب کی اصل ملکی اور مذہبی جوش ہے - چونکہ وہاں کا گورنر جنرل چیرنائیف بیمار رہتا ہے - اس سبب سے وہاں کے انتظامات میں بہت غفلت اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور انہی بدانتظامیوں کی وجہہ سے ملک میں سخت ناراضگی پیدا ہو گئی ہے - اور اس ناراضگی کی جوش کو مذکورہ بالا مذہبی خیالات سے ترقی ہوتی جاتی ہے یہہ لوگ جنکو رہزن کہا جاتا ہے آجکل عمال پولیس و ڈاک و محصولات و دیگر عمال گورنمنٹ پر حملہ کیا کرتے ہیں - علاوہ بریں مشرقی یورپ کے جدید واقعات کے اثر سے صوبہ قاف میں وہ بات نظر آتی ہیں جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی یعنی کہ گرجستان والوں کو ارمینیوں کیطرف سے عداوت ہو گئی ہے - صوبہ قاف میں بغاوت کا خوف اسقدر عظیم ہے کہ وہاں کے مختلف گورنروں کو سال نو پر جمع کیا جائیگا - اور ایک مشترکہ کار روائی اس غرض سے کیجائیگی کہ باشندگان ملک کی ناراضگی فرو ہو اور انتظام کی مسلمہ خرابیوں کی اصلاح کیجائے اس سے آگے مشرق کیطرف کے باشندوں کی نسبت خیال ہے کہ سنیوں اور شیعوں نے بالفعل اپنی قدیم دشمنی کو ترک کر دیا ہے اور وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم آخر مسلمان ہیں - اور خلیفہ ہمارا سب کا سردار ہے - غرض کہ ہر جگہ اسلامی دنیا میں لوگ یکایک جاگ اوٹھے ہیں - اور تھوڑا سا بہانہ اسباب کے لئے کافی ہو جائیگا - کہ قاف اور وسط ایشیا میں روسیوں کو انہیں مشکلات سے روبکار ہو جیسا کہ ہندوستان کی سرحد پر برٹش گورنمنٹ کو ہو رہا ہے - جو سیاح حال میں روسی ایشیا سے واپس آئے ہیں - انکا بیان ہے کہ ہمنے مسلمانوں میں غیر معمولی جوش پھیلا ہوا دیکھا ہے جو کہ ٹرکی اور یونان کی جنگ سے پہلے موجود نہ تھا - یہہ امید کیجاتی ہے کہ جب جنرل کیر وپاٹکن ترکستان کے گورنر جنرل مقرر کئے جائینگے - تو وہ ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھہ زیادہ سخت برتاؤ ظاہر کرینگے بہ نسبت موجودہ گورنر جنرل بیرون وریوسکی کے برتاؤ کے جنکی کار روائی کمزور ہے -

دوم یہ کہ مسافت کا اندازہ اور نشانہ کو قایم کرنے میں عموماً اونسے غلطی ہو جاتی تھی۔ ترکی فوج سوار انکے گھوڑے خوب مضبوط اور جفاکش تھے اور افسر نہایت دلیر اور مستقل مزاج۔ بعض بعض گھوڑوں اور سوار سپاہیوں میں کچھ نقص تھے مگر کامل العیار شہسواری سے اونکی پوری پوری تلافی ہو گئی تھی۔ تمام قابل مبصرین کی رائے ہے کہ کیولری ڈویژن کو اگر نسبتاً زیادہ استعمال میں لایا جاتا تو اسکے لئے بہت اچھا ہوتا۔ سواروں کو پیشتر کی نسبت باہم زیادہ پیوستہ اور خوب گٹھے ہوئے کندھا ملا کر کام کرنے کا ڈھب آجاتا۔ اور افسر اونسے پہلے کی نسبت زیادہ عمدگی سے کام لینے کے قابل ہو جاتے۔

معاون محکمے جیسا کہ عام معلوم ہے ویسے وسیع نظم جیسے کہ یورپین افواج میں ہوتے ہیں۔ ان صیغوں میں سے صرف میدانی ٹیلیگراف سے سپاہ کو میدان کارزار میں مدد ملی۔ اور وہ بھی زیادہ تر فقط ہیڈکوارٹر کو فوج کے بارکش مویشی اور ملازموں کی تعداد گو بیشمار تھی۔ لیکن تھسلی کے زرخیز میدان میں اونکے لئے کافی چارہ اور خوراک موجود تھی۔ لاریسا۔ وولو ریلوے لائن سے بھی بہت کام لیا گیا۔ مگر ٹرینوں کی رفتار جو بڑی لمبی ہوتیں بہت سست تھی۔ الاصونا کے جنوب میں میدانی ڈاک کا انتظام بیقاعدہ اور ناقص تھا خطوط وغیرہ کا ملنا یقینی نہ تھا۔

یونانی کمانڈروں کی تمام کارروائیاں اس ایک مدعا کی تابع تھیں کہ جسطرح ہو وقت ملے۔ اس بارہ میں انکو ترکوں کی بالتوقف اور مذبذبانہ پیشقدمی سے بہت مدد ملی۔ یونانی فوج میں انتظام اور رسد رسانی کے متعلق باقاعدگی کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ یونانی ناقابل الفہم فوجی چال پر عامل ہو کر نہایت مستحکم موقعوں کو خالی کر گئے۔ اور اپنے قاعدۃ الجیش اور جہازوں کیطرف پیچھے ہٹ گئے یہ فیصلہ ابھی نہیں کیا جا سکتا کہ آیا یونانیوں نے اپنی کمزور فوج کو مختلف سمتوں میں منقسم کر دینے سے عقلمندی کا کام کیا تھا۔ یا بیوقوفی کا غنیم کی فوج کو متعدد حصوں میں تقسیم کرانے کے لئے قصبات ترکیالہ۔ لاریسا۔ فرسالا اور ویلسٹینو پر قابض رہنا غالباً ضروری تھا مزید برآں ان مقامات کے اس لحاظ سے بھی کہ اونمیں رسد و سامان حرب کی وافر مقداریں جمع تھیں۔ ایسی جلدی سے دشمن کے قبضہ میں نہیں خالی دینا چاہیئے تھا۔ یونانیوں نے واپسی کیوقت تقریباً کہیں بھی ٹیلیگراف کو نہ توڑا۔ جس سے اونکی انتہا حماقت اور معاملات حرب سے کمال ناواقفیت واضح ہوتی ہے۔ لاریسا فرسالا۔ اور ڈوموکوس میں وہ کرپ توپوں کے گولہ بارود کے عظیم گودام پیچھے چھوڑ گئے ویلسٹینو میں انہوں نے چند وزنی توپیں بڑی مشکلوں سے ایک چوٹی پر جہانسے دور تک مار ہو سکتی تھی پہونچائیں۔ مگر دو دن کی لگاتار لڑائی میں انسے ایک گولہ بھی نہ چلایا پھر واپسی کیوقت اونکو بصد دقت چوٹی سے نیچے اتارا۔ اور وولو لیجا کر اونہیں وہانکی خلیج میں غرق کر دیا[1]۔ علاوہ بریں یونانیوں نے ترکوں کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے مطلقاً کوئی کارروائی نکی۔ انہوں نے کسی پل کو نہ توڑا۔ اور نہ کہیں کوئی روک کھڑی کی۔

اجنبی فوجی شاہد جو یونانیوں کے ہیڈکوارٹر کے ساتھ تھے۔ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ یونانیوں نے مستحکم موقعوں کی بنا میں توپوں سے بہت عمدہ اور قابل تعریف لیاقت سے کام لیا۔ نشانہ اندازی۔ توپوں کے پھیرنے۔ مسافتوں کا اندازہ کرنے اور مناسب قسم کے گولوں کے استعمال میں یونانی توپچی خوب ماہر نظر آئے۔

[1] ترکوں نے بعد میں ان توپوں کو سمندر سے نکال لیا تھا۔

یونانی کیولری نے جسمیں صرف بارہ رسالے تہے - لڑائی میں بہت کم کام دیا - اوسکی بڑی کارگذاری یہہ تہی کہ اوسنے[1] دو نامہ
نگاروں کو گرفتار کیا - سوار گہوڑوں پر بلا تکلف نہیں بیٹھ سکتے تھے - اور نہ صف بستہ ہوکر چل سکتے تھے - اس فوجمیں نظام شاید بالکل ہی
ندارد تہا - کیونکہ لاریسا اور رو رسالہ کو جاتے وقت سواروں نے اپنا کل وزنی ساز و سامان سڑک پر پھینکدیا تہا - تاکہ سفر بسرعت
طے ہوسکے - مستحکم مقاموں کی پناہ میں یونانی انفنٹری خاصی شجاعت سے لڑی - مگر جب اوسے پناہ سے نکلکر دشمن پر حملہ کرنیکا حکم دیا
جاتا تو بسا اوقات سپاہیوں کے ہاتھ پاؤں پہول جاتے اسکے ذمہ دار ایک حدتک افسر تھے - اس فوج کا نظام بھی عموماً بگڑ جاتا رہا -
اور ایسی فوج میں جو مراجعتوں کے سوا اور کسی چیز سے واقف ہی نہ ہو - ایسا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا -

ایوزونی یعنے کوہستانی سبکبار پیدل بلاشبہ فوج کے بہترین سپاہی تھے - نوج نظام جسمیں زیادہ تر صرف شہری و دہقانی
مزدور بہرتی ہاتے فوجی تربیت سے عملاً محض ناآشنا تھی - اور سپاہیوں میں باہمی برادری و اخوت و رفاقت کا تعلق بالکل عنقا تہا
افسر جو تعداد میں بھی چنداں زیادہ نہ تھے - سپاہیوں پر بالکل خفیف اقتدار رکھتے تھے - کیونکہ وہ اپنے منصب کے فرائض سے تقریباً
ناواقف تھے - اور بدوران خدمت بہی کوئی تربیت نہ پائی تھی - یا بہت ہی کم پائی تھی اور اسلیے سپاہی اونسے اور بالخصوص اعلے افسروں
سے بہت ناراض اور بیدل ہوگئے تھے - یہہ امر عام معلوم ہے کہ ترنووالی کی لڑائی میں ایک اعلے افسر نے بہی میدان جنگ میں
اپنی شکل نہ دکہلائی - جبتک لڑائی شروع نہ ہوئی - کبہی کوئی لفٹنٹ کرنیل اور کبہی کوئی میجر ممبران پارلیمنٹ کے آئندہ انتخاب کے موقعہ
پر جو عنقریب ہونیوالا تہا کام لینے کی غرض سے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کیلیے سپاہیوں کے پاس چلا جاتا - مگر جونہی کہ آتشبازی
شروع ہوئی - وہ اسطرح سے غائب ہوگئے جیسے گدہے کے سر سے سینگ - دن میں سو سو مرتبہ احکام صادر ہوتے اور ہر حکم پہلے سے متضاد
ہوتا - پانچویں رجمنٹ کی ایک کمپنی کو جو حکم ملا وہ نہایت ہی عجیب تہا - اس کمپنی کو ایک سالم ترکی رجمنٹ کے مقابلہ پر جو بمقام مالی
وہاں ایک خوب مستحکم اور مورچہ بند موقعہ پر کہڑی تہی - جب تک ایک ایک آدمی بہی زندہ رہے قایم رہنے کا حکم دیا گیا مگر کمپنی مذکور نے جب کہلایا کہ
ترکوں کی کثیر التعداد جمعیت کے مقابلہ وہ بالکل غیر محفوظ ہے - اور مراجعت کے وقت ترک تعاقب کرکے اوسکا قلع قمع کر دینگے تو اوسنے کمانڈنٹ
انچیف سے خاص قاصد بہیجکر درخواست کی کہ پسپائی کے وقت دستہ عقب کی حفاظت کیلیے سرنگ تیار کر چہوڑنے کی تجویز کیگئی ہے
اوسکے لیے بارود کی مطلوبہ مقدار اور ایک برقی آلہ عنایت فرمایا جائے - جواب ملا کہ یہ آلہ بہت قیمتی ہے اور سپر ایک ہزار درہم
(چالیس پونڈ - چہ سو روپیہ) خرچ آئے تھے - ایسا قیمتی آلہ کمپنی کے حوالہ نہیں کیا جاسکتا - کہ کہیں خراب نکردے - یونانی افسروں نے
کسی جگہ اپنے سپاہیوں کو باقاعدہ مورچہ اور خندقیں نہ بنانے دیں سب سے بہتر نظیر ترنووالی کی لڑائی میں جو ۲۵ گہنٹہ ہوتی رہی
ایک رجمنٹ کے کمانڈنٹ نے قایم کی - یہہ شجاع زمانہ اپنی چار ہزار فوج کو اوسکے حال پر چہوڑکر ایک تارگھر میں بیٹھ رہا اور گولیوں
کی لگاتار بارش سے محفوظ و مصئون دفتر مذکور میں بیٹھا ہوا چاروں طرف ملک کی درخواستیں بھیجنے کے نہایت ضروری کام کو سرانجام
دیتا رہا - یونانی فوج کے معاون محکموں کی حالت بہت ابتر تہی - صرف سامان حرب کے پہونچانے کیلیے بارکش جانوروں کے ذریعہ

[1] انکا ذکر سرانشیلہ کر چکے ہیں -

کسیقدر انتظام کیا گیا ہوا تھا۔ رسد رسانی کا انتظام لاریسہ کی مراجعت کی بعد عموماً تہ وبالا ہو جاتا رہا۔ انجنیر تعداد میں بہت ہی تھوڑے تھے اور کسیطرح اپنے فرائض منصبی کو سرانجام میں پوری نہیں اتر سکتے تھے۔ کل میدانی سلسلۂ ٹیلیگراف صرف ایک تار کا تھا۔ جسکی کبھی جنرل سٹاف سے بھی مخلصی نہ ہوتی تھی۔ میدانی ڈاک کی نسبت یہہ قیاس کر لو یا اوسکا انتظام سرے سے تھا ہی نہیں میدانی شفاخانوں کا کام یونان کی صلیب احمر کے ڈاکٹر اور خدام سرانجام دیتے تھے۔ انکی مدد کو جرمنی سے بھی ایک فوجی شفاخانہ پہونچگیا تھا۔ جسمیں دو ڈاکٹر پانچ تیماردار عورتیں اور دو ہاسپٹل اسسٹنٹ تھے۔

حاجیا مارینا میں یونانی اخبار کرد پوس کی نامہ نگار نے شاہزادہ ولیعہد سے ملاقات کی۔ اُس سے شہزادہ نے جو گفتگو کی۔ اوس سے یونانی فوج اور ہیڈکوارٹر کی خیالات بخوبی منکشف ہو رہے ہیں۔ کئی دیگر معاملات پر بھی جو پہلے تاریکی میں تھے اس سے روشنی پڑ گئی۔ اُسکا ماحصل حسب ذیل تھا۔ "یونانی فوج کو اسلئے شکست ہوئی ہے کہ اوسمیں نظام و ترتیب بالکل مفقود ہے اسی لئے میں لڑائی کئے جانیکا مخالف تھا۔ ہمکو یہہ امید ہرگز نہ تھی کہ لڑائی ضرور ہو جائیگی۔ میں تمسے صاف صاف بلا تامل تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں اتھنز سے تھسلی کو روانہ ہوا تھا۔ تو مجھے لڑائی کا ہرگز یقین نہ تھا۔ تاہم ان بیس دنوں میں جو اعلان جنگ سے ماقبل ملنے فوج میں بسر کئے۔ فوج کو حتے الامکان محاربہ کی قابل بنانے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ مینزروس کی فتح ہو جانے پر ہمارے لئے پیچھے ہٹ جانا لازمی ہو گیا۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو چاروں طرف غنیم سے گھر جانیکا اندیشہ تھا۔ وہ تازہ دم کمکوں سے ہر وقت اپنی صفوں کو مکمل رکھ سکتا تھا۔ بر عکس ازیں میرے پاس ریزرو فوج کے آدمی بھی مقتولین و مجروحین کی جگہ لینے کے لئے نہ تھے۔ لاریسا پر قابض رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اگر ہم اُسپر متصرف رہتے۔ تو ہمارا وہی حشر ہوتا۔ جو سیدان میں فرانسیسوں کا ہوا تھا۔ صرف اتنا فرق پڑتا کہ فرانسیسوں کی عزت اوس تباہی کے باوجود بھی برقرار رہی تھی۔ ہماری عزت پر بھی پانی پھر جاتا۔ شہر اس قابل نہ تھا کہ ہم اوسے دشمن سے محفوظ رکھ سکتے اور بلا شرط ہتھیار ڈالدینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہجاتا۔ مزید براں شہر کو قبضہ میں رکھنے کی کوشش فضول بھی تھی۔ کیونکہ خواہ ہم لاسونا تک بڑھ گئے ہوتے۔ ہمیں آخر دشمن کی کثیر التعداد فوج کے سامنے پیچھے ہٹنا پڑتا۔ مجھے تو آدمیوں کی اسقدر اشد ضرورت تھی اور وہ اتھنز ایسے آدمیوں سے لبریز و معمور ہو رہا تھا۔ جنکو فوجی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہوا تھا۔ منفرد سپاہی خوب لڑے۔ مگر ایک مہینہ میں آدمیوں کو قابل سپاہی بنا سکنا بالکل ناممکن ہے۔ ہمارے اعلے افسروں کو بریگیڈوں کی کمان کے ڈھب سیکھنے کے کب موقعے ملے تھے۔ اور خود مینے ایک سالم فوج کی کمان کیلئے جو تجربہ اور قابلیت ضروری ہے کہاں حاصل کی تھی اور کسطرح حاصل کر سکتا تھا؟ اس عالم نا قابلیت کی وجہ سے مجھے ایک میجر کو اُسکی پلٹن کی کمان سے برطرف کرنا پڑا۔ وہ اس بارہ میں بالکل نالائق ثابت ہوا۔ مگر اور سب باتوں میں بڑا قابل شخص تھا۔ نظام کا یہہ عالم تھا کہ وہ بالکل عنقا تھا۔ مینے فوجی قانون جاری کرنا چاہا۔ مگر معلوم ہوا کہ ایسا کرنا تو ہمارے ملک کے خلاف ہے۔ یونانی بیشک بڑی عمدہ قوم ہیں۔ کیونکہ ان تمام مصایب کے باوصف جو فوج نے برداشت کیں اور کر رہی ہے۔ سپاہی فوج سے مفرور نہیں ہوئے۔ حالانکہ اونکو حاضر باش رہنے پر مجبور کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی قانونی ذریعہ نہیں۔ بیڑہ سے مدد بہم پہنچنے کی مجھے پہلے سے ہی کوئی بڑی توقع نہ تھی۔ ترکی شہروں پر گولہ باری کرنا سہل کام نہ تھا۔ تو پھر کیا وہ کچھ کام نہ بیٹھے کہ الزام سے بچنے کے لئے کسی یونانی شہر پر گولہ باری کرتا

اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ اونہوں نے سالونیکا کو کیوں فتح نکر لیا۔ مگر ہم اوسے فتح کرنے کے لئے فوج کہاں سے لاتے۔ اور کس فوج کو خشکی پر اتارتے نیز یہاں اگر یونانی بیڑہ سالونیکا پر گولہ باری کی ہوتی تو لیکن پھر بھی دول یورپ یالٹ بنانا منظور کرتیں؟ ہم چند جزایر کو ٹھیک فتح کرسکتے تھے۔ مگر اس سے کچھہ فایدہ نہ نکلتا۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں التوائے جنگ سے فایدہ اوٹھاکر ترکوں کو پیچھے ہٹادینے کے لئے مطلوبہ تیاریاں کرلینی چاہئیں۔ ایسا کرسکنا بالکل ناممکن ہے۔ ہمارا بھی وہی انجام ہو جو سیدان کے بعد فرنچ وزیر وہ بزگمبیٹا کا ہوا تھا۔ جو لوگ لڑائی کو جاری رکھنے کیلئے اسقدر شور وغل برپا کر رہے ہیں۔ اونکو بعید کی چوکیوں کی خدمت پر لگادینا چاہئیے۔ پھر اونہیں معلوم ہوجائیگا کہ لڑائی کیا چیز ہے۔ ہمیں صلح ہوتے ہی فوج کی درستی و ترتیب کا کام نہایت احتیاط اور سرگرمی سے شروع کردینا واجب ہے اور یہہ نہایت ضروری ہے کہ فوجی افسروں کو آیندہ پالٹیکس میں کچھہ دخل نہ رکھنے دیا جائے اور پارلیمنٹ کی ممبری اونکے لئے ناجایز قرار دیجائے سرحد کی درستی سے ترکی کو جو فواید حاصل ہو گئے ہیں۔ اونکے جواب میں ہمیں نئی سرحد کو برابر خوب مستحکم مورچوں اور گڑھیاں تیار کرنی چاہئیں یونانی اخبارات نے لکھا ہے کہ ترکوں کے چلے جانے کے بعد جو فوج تھسلی پر قابض ہوگی۔ میں اوسکی کمان لینے سے انکار کردیا ہے۔ یہہ خبر بالکل غلط ہے کیونکہ انکار تو در کنار مجھے اس امر کی اتنیک درخواست بھی نہیں کیگئی۔ قوم کو فوج کیطرف سے ایسی بدظنی ہوگئی ہے کہ اکثر کئی باشندوں نے ڈاکٹر کالونیس کے پاس جاکر اوس سے دریافت کیا کہ آیا جنرل اسموئیکالیس نے فی الحقیقت گولی سے زخمی ہوا تھا یا کہ محاربہ کے مزید خطرات سے بچنے کے لئے اونے اپنے ہاتھہ سے زخم لگالیا تھا۔ ممالک غیر کے اون فوجی افسروں کی تحریروں سے جو میدان جنگ میں موجود تھے یہہ رائے قایم ہوتی ہے کہ ترکی سپاہیوں نے اپنی جفاکشی و تحمل۔ اپنی سادہ طرز معاشرت و پارسائی۔ بہادری و نفس کشی۔ سخت پابندی احکام اور لڑائی کے لئے ہر وقت یکساں تیار رہنے ہی نہیں بلکہ بخوشی تمام لڑائی کے میدان میں آنے کی بدولت ایسے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے کہ تمام اجنبی افسر دنگ رہ گئے۔ ایسے کارنمایاں کسی سپاہی سے تب ہی معرض ظہور میں آسکتے ہیں۔ جبکہ طبعی جنگی قابلیت کے ساتھہ سچی حب الوطنی۔ کامل قومی غیرت وحمیت اور سچا و پرجوش مذہبی اعتقاد و ایمان بھی اوسمیں موجود ہو۔

جنرل وان ڈرگولز کا یہہ ریمارک موجودہ زمانہ کی ترکی افواج کی نسبت بالکل درست ہے کہ وہ ایسی سپاہ ہے جو جلدی میں بھرتی کیگئی ہو۔ اسمیں نہایت اعلیٰ قابلیت موجود ہے۔ اوسکے کمانڈر نہایت قابل اور لایق ہیں اور اوسکا جنرل اسٹاف بہت ہی عمدہ اور کثیر التعداد ہے محاربہ کے بعد سلطان المعظم نے جنرل موصوف کو اوسکی خدمات حسنہ کے صلہ میں طبقہ لیاقت کا طلائی تمغہ عنایت کیا۔ اور مارشل کا منصوب مشیر پاشا کے معاہدہ ملازمت کی تجدید نہایت ہی مفید شرایط پر کردی۔ یہہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ جلالت مآب جرمن اتالیقوں کی خدمات کی کیسی کچھہ قدر کرتے ہیں ترکوں کو اپنی اصلاح و قوت یافتہ فوجی طاقت کو پہلی آہستگی و تدریج کام میں لانا مناسب ہے۔ اور اس اثنا میں وہ اپنی سپاہ کی حیرت انگیز مدافعانہ قوتوں سے مناسب و درست موقعہ و محل پر فایدہ اوٹھائیں۔ شروع شروع میں جارحانہ پہلو پر اونہیں عقلمندی سے کام لیکر صرف چھوٹے چھوٹے کاموں پر قناعت کرتے رہنا اور بڑے بڑے منصوبوں سے محترز رہکر صرف ایسے مقاصد کے حصول کی جو سپاہیوں کی ذاتی شجاعت سے حاصل ہوسکتی ہوں کوشش کرنا مناسب تر وہ جب ہے۔ فوج میں اعلیٰ ترین مراتب پر فایز ہونا۔ فوج کی ترتیب و درستی کو اور زیادہ مکمل کرنا۔ سپاہ میں پھروہی فاتحانہ جوش پیدا کرنا جو ابتدائی زمانوں میں ہوا کرتا تھا اور فوج کو فاتحانہ و جارحانہ محاربہ کے قابل

بنانا ایسے کام ہیں۔ جنکو آیندہ نسل پر چھوڑنا چاہیئے۔

اگر پادشاہ عثمانیان کی فوج کو بلا مزاحمت و توقف لگاتار ترقی و اصلاح کے میدان میں بڑھ جانیکا موقعہ ملتا رہا۔ تو وہ مستقبلہ محاربات میں کل عالم کو اپنے کارہائے نمایاں سے حیرت میں ڈالدیگی۔ اور اپنی اوس قدیم شہرت کو جسکی شہادت تاریخ زمانہ کا ہر ایک ورق دے رہا ہے قایم و بحال رکھیگی۔

فصل بست و ششم

رضا پاشا۔ وزیر حرب و سر عسکر افواج شاہانہ عثمانیہ

جرمن افسر لکہتا ہے کہ کتاب کو ختم کرنے سے پیشتر اوس شخص کا ذکر کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اگرچہ واقعی محاربہ کارزار میں شریک نہوا اور نہ غنیم کے بالمقابل وہ کسی کمان پر مامور تہا مگر پہر بہی اوس آفرین و ستایش کے حصہ کثیر کا جسے عثمانیہ فوج نے تہسلی اور اپایرس کے خونریز میدان ہائے جنگ میں حاصل کیا جایز طور پر دعوی کر سکتا ہے یہ شخص فوجی معاملات کی ہر صیغہ و محکمہ سے کامل باخبر اور تجربہ کار و ماہر جنرل سر عسکر رضا پاشا ہے۔ اوسنے کیا بلحاظ کمانڈر افواج اور کیا بلحاظ مجدد و مصلح دونوں حیثیتوں سے اپنے ملک کی نہایت ہی اعلے و بیش بہا خدمت کی ہے اور اوسکا نام عساکر عثمانیہ کی تازہ ترین ترقی و کارنامہ کے ساتھ ہمیشہ باعزت و احترام وابستہ و مرتبط رہیگا۔

یہ اوسکی مسلسل و لگاتار غور و پرداخت اور محنت و کوشش کا نتیجہ تہا کہ جن افواج کو محاربہ میں شامل ہونیکا حکم دیا گیا تہا۔ وہ ٹہیک وقت پر خوب مکمل و تیار اور سب طرح سے آراستہ و پیراستہ سرحد پر جمع ہو کر بطرز مناسب ڈویزنوں و غیرہ میں مرتب ہو گئیں اور بوقت اجتماع یا بوقت تقسیم و ترتیب کسیطرح کی رکاوٹ یا دقت پیدا نہ ہوسکی۔ کمانوں پر مناسب و قابل آدمیوں کی تعیناتی کا فخر بہ اعزاز بہی اوسیکو حاصل ہے۔ جس کام کے جو آدمی قابل تہا۔ وہی اوس پر مامور کیا گیا۔ وہ چپ چاپ خاموشی سے کام اور فوج کی غور و پرداخت میں لگا رہا۔ مصروف قسطنطنیہ میں بیٹہا ہوا کل ڈویژنوں کو جو مختلف ڈویزنوں کو دار الخلافہ سے ملاتی ہوئی تہیں اپنے ہاتھ میں تہامے ہوئے تھا۔ اور اس امر کی سخت احتیاط کے ساتھ نگرانی کر رہا تہا کہ کسی ڈویژن کی طاقت کمزور نہ ہونے پائے۔ مارشل ادہم پاشا کی فوج کی پہلی صفیں سرحد کو عبور کر کے غنیم کے ملک میں داخل ہی ہوئی تہیں کہ ادہر سے الفور احتیاطی یا ریزرو فوج مفتوحہ علاقہ پر قابض و متصرف ہونے اور بشرط ضرورت بلا درنگ پیشقدمی کر کے صف اولین (یعنے محاربہ کنندہ فوج) سے جا ملنے کے لئے شاہراہوں کی سواقع اتصال پر تیار کھڑی تہی۔

۱۸۶۵ء میں کپتانی کے رتبہ پر فایز ہوئے کیوقت تک رضا پاشا بمقام قسطنطنیہ شاہی محافظ پلٹنوں میں خدمت کرتے رہے کپتان ہونے کے بعد طلبیہ مدرسہ کے فوجی ڈایرکٹر مقرر کئے گئے۔ اس مدرسہ میں جہاں آجکے دن تک انکا نام عزت و محبت سے لیا جاتا ہے چند برس قابل تعریف کام کرنے کے بعد رضا پاشا ساتویں عسکر کے عہدہ میں شامل عہدہ پر مامور گئے اور ستوطر اور قبائل کو سپہ گری خیر ... نما لقان کی اس شمالی مغربی کونہ میں باشندوں کی شورہ پشتی کیوجہ سے کثیر التعداد فوج جمع تہی یہ تہوڑی ہی دیر بعد رضا پاشا سرحدی کمیشن کے دینا

اور مانٹی نیگرو میں بغاوتیں برپا ہوگئیں - ان بغاوتوں اور نیز اوس صعب و دشوار بیقاعدہ پہاڑی جدال و قتال میں جو مانٹی نیگرو کے پہاڑوں اور گہاٹیوں میں ہوا - اور ترکوں کو اوس سے بہت تکلیف پہونچی - رضا پاشا نے اپنی بہادری و ہوشیاری کے خاص امتیاز حاصل کیا اور کئی موقعوں پر ذاتی بہادری کے بے نظیر جوہر دکہائے - پہر اوس بہادرانہ پیشقدمی میں جو زنا گورود پر کیگئی شامل ہوکر ترک دشوار گذار پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے آخر مقام مذکور تک پہونچ گئے - اور اہالی جبل اسود کو وہاں کامل شکست دی جس سے کل مانٹی نیگرو پر ترکونکا قبضہ ہوگیا اور وہاں کے صدر مقام "سٹنجہ" پر ہلال کا علم بلند کر دیا گیا - ان بہادریوں کے صلہ میں رضا لفٹنٹ کرنیل بنا دئے گئے -

محاربہ روم و روس کے شروع ہوجانے پر ٹرکی کے شمالمغربی حصہ کے جو فوج بحیرہ ایڈریاٹک کے راستہ جزیرہ نما ملقان کے مشرقی حصہ کو جسپر غنیم سے سخت خطرہ تہا لائی گئی تہی - اوسکا افسر رضا پاشا ہی کے سپرد کیا گیا تہا - ایسی مہم کی نظیر تاریخ میں تقریباً نایاب ہے فوج جہازوں سے اُترتے ہی سیدہی درہ شپکا کو بہیجدی گئی تہی - جہاں اونہوں وہ کارنامے دکہائے جسے زمانہ قیامت تک فراموش نہیں کریگا - اس درہ کی شاندار حفاظت پر جسمیں رضا نے کئی مرتبہ شہامت و بسالت کی داد دی سلطان المعظم نہایت خوش ہوئے تہے محاربہ کے بعد جلالت مآب نے رضا کو کرنیل کا رتبہ عطا کرکے ایک رجمنٹ کا کمانڈر مقرر کر دیا - اس حیثیت سے پہلے وہ سمرنا میں اور پہر لارسیہ اور ورولو میں اور بالآخر اسمد میں ایک ردیفی رجمنٹ کے کمانڈر رہے -

جب قسطنطنیہ کی محافظ شاہی فوج کے حساب کتاب کے لئے ایک کمیشن قایم ہوا تو اعلیٰحضرت کو جنکو رضا کی مسلم دیانت اور فوجی مہارت اور انتظامی قابلیت معلوم تہی - اوسے اس کمیشن کا پریسیڈنٹ بنا دیا یہ اس کام سے فارغ ہونے پر وہ ایڈریانوپل میں ایک بریگیڈ کے اور پہر چند برس بعد وہیں ایک ڈویزن کے کمانڈر مقرر کئے گئے - سلطان عبد الحمید فوج سے جنکی ذاتی واقفیت بہت وسیع ہے کچہ عرصہ سے رضا سے واقف اور اوسکی غیر معمولی فوجی قابلیت کو مشاہدہ کرتے رہے تہے - وہ اوس سے ایسے خوش ہوئے کہ اوسے پہلے یلدز کوشک کی محافظ فوج کا کمانڈر اور پہر محافظ شاہی فوج کے دوم ڈویزن کا کمانڈر اور اپنا ایجوٹنٹ جنرل بنا دیا - شاہی اعتبار و بہروسہ کا اس سے بڑہکر کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا تہا - رضا نے یہاں بہی ایسی جان نثاری سے کام کیا - کہ جلالتمآب کی نگاہوں میں اوسکی عزت و وقعت اور بہروسہ و اعتبار بڑہ گیا - حتی کہ اس عہدہ سے ترقی پاکر وزیر صیغہ حرب ہوگیا - بادشاہ کے اس مبارک انتخاب کی معقولیت جنگی محاربہ روم و یونان کے واقعات سے بخوبی مبرہن ہوگئی ہے -

سب سے اول فیلڈ مارشل جنرل رضا پاشا ہی ایسی شاندار فوج کی تیاری و ترتیب کیلئے جیسی کہ وہ فوج تہی جسنے تسلی و اپاریس میں خدمت کی شکریہ و ستایش کے مستحق ہیں - فوج کی اصلاح و درستی میں اونسے بیش بہا مدد ملی - اور تسلی کی فتوحات اوسی تخم کا پہل ہیں جو پاشاے موصوف نے بویا تہا - اپنے آقائے نعمت کی وفاداری - تابعداری اور ذاتی جان نثاری میں ایسا راسخ القدم ہے کہ دنیا میں کوئی چیز اوسے اس جادہ سے نہیں ہٹا سکتی -

احمد عاصف پاشا صیغہ حرب کے انتظامی شعبہ میں وزیر حرب کا سب سے زبردست معاون و مددگار احمد عاصف پاشا چیف سپرنٹنڈنٹ ہے - ٹیکنیکل کے مدرسہ عربیہ امتحان پاس کرنے کے بعد یہ فوج محافظ شاہی کی ایک [illegible]

میں بعہدہ انسری مامور ہوا۔ پھر کپتان اور فوج الصغریٰ کی اتالیق کا نایب بنایا گیا۔ قایم مقام میجر ہونے پر محلہ قاسم پاشا کی مکتب حربیہ کا پرنسپل مقرر ہوا۔ ۱۸۷۷ء کے محاربہ کی شروع میں وہ دریائے ڈینوب کی فوج میں شامل تھا۔ وہاں سے درہ شپکا کو بھیجا گیا۔ محاربہ کی ختم پر پوری میجر کے رتبہ پر فایز ہوا۔

محاربہ مذکور کے بعد وہ عرصہ دراز تک پہلی پانچویں اردو (دمشق) اور پھر تیسری اردو (مقدمہ مناسطر) میں ایجوٹنٹ رہا۔ ۱۸۸۵ء میں جنرل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو تبدیل کر دیا گیا۔ اور وہاں ایک سکشن (حصہ) کا اعلے افسر بنایا گیا۔ اس عہدہ پر کچھ عرصہ مامور رہنے سے وہ اپنی طبعی ذہانت و جودت سے فوج کی تمام ضروریات سے بخوبی واقف ہو گیا۔ ۱۸۹۶ء میں فوجی کمیشن معاینہ کنندہ کا ممبر ہوا ۱۸۹۹ء میں جنرل بریگیڈ کے رتبہ پر فایز ہو کر وزارت حربیہ کے دفتر عام نگرانی کا اعلے افسر مقرر ہوا جس عہدہ پر وہ ابتک مامور ہے۔ احمد عاصف پاشا بیشک اس قابل ہے کہ اوسے قابلترین منتظمین کے ذیل میں شمار کیا جائے۔ مزید بر آن منظیر دیانت داری۔ راستبازی اور نیکدلی سے بھی اوسے عام شہرت اور نیکنامی حاصل ہو گئی ہے۔ سرکاری معاملات میں وہ کسی کی بیجا رعایت کرنیکا نام نہیں جانتا۔ گذشتہ محاربہ میں اونہوں نے ایسی مستعدی دکھائی۔ جسکے کل مداح ہیں۔ اور ایسی قابلیت سے احکام جاری کئے کہ اونکی ہی طفیل فوج بسرعت اور خوب مضبوط و آراستہ سرحد پر لگاتار پہونچتی رہی وہ انتظامی معاملات اور نقل و حرکت کے متعلق برسوں سے نہایت جانفشانی کے ساتھ ایسی عمدگی سے تیاریاں کرتا رہا ہے کہ قسطنطنیہ کے بیشمار نامہ نگار ان ممالک غیر میں سے ایک شخص بھی کبھی اوسپر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکا۔

فاتح فوج و افسروں پر نوازشات سلطانی

محاربہ کو ملتوی ہوئے ابھی چند ہفتے ہی ہوئے تھے کہ تمام شرکاء کارزار افواج کیلئے خاص تمغہ تیار ہو کر تھسلی اور اپائرس میں پہونچگئے اور ہر ایک مستحق کو عطا کئے گئے۔ تمام جرنیلان طوبزان اور سپہ سالار کو پہلے مختلف مدارج اور طبقوں کے نشان مرحمت کئے گئے۔ پھر جولائی ۱۸۹۷ء میں جنرل ادہم پاشا و جنرل ہاجی۔ ارد و نشاط پاشا۔ خیری پاشا۔ محمدی پاشا۔ حقی پاشا۔ ممدوح پاشا۔ ظاہر پاشا رشدی پاشا۔ حفظی پاشا۔ عثمان پاشا۔ ابراہیم پاشا و بریگیڈ جنرل حیدر پاشا و رضا پاشا کو تحفہ میں گرانبہا شمشیریں عطا کی گئیں تلوار کی ایک طرف عبارت ذیل منقش کی گئی۔

"بنام خدای رحیم۔ جملہ قوم عثمانیہ کی نظر میں یہ شمشیر ایک عظیم الشان فتح و نصرت کا ہو گا۔ جسکو اعلیحضرت سلطان المعظم نے ان فتوحات متکاثرہ کی اظہار شکریہ اور نمایاں وفاداری کی اعتراف میں عطا فرمایا ہے۔ جو یونان کے مقابلہ میں بوقت جنگ ظہور میں آئے۔ یہ ان لوگوں کی نسلوں میں ایک موروثی ترکہ ہے جنکو یہ عطا ہوگی۔" بقول اقدام ترکی ایک طرف یہ کندہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ بعنایت اللہ تعالی ہذہ السیف ۱۳۱۵ تحفہ من خلیفۃ الاعظم الی حضرت فلان .... ان میں سے غازی ادہم پاشا سپہ سالار افواج تھسلی کی شمشیر اعزازی کی قیمت ۵ ہزار پونڈ تخمینہ کیگئی ہے ۱۸۹۹ء میں ادہم پاشا کو دس ہزار پونڈ و اسطرح دیگر اعلے عہدہ داروں اور افسروں کو معقول رقمیں بطور انعام عطا کیگئیں نا قابل کارشخصوں سے جو سلوک کیا گیا۔ اوسکا پہلا کسی جگہ

میں فوت ہو چکا ہے شہدا کے ورثا کو نقد عطیات اور روپیہ پنشنوں کے علاوہ املاک و جائدادوں کے انتقال کے محاصل خارج کے مصارف سے معاف کر دیا گیا۔ تمغہ حربیہ کی تصویر تصاویر میں صبح ہو۔ شفاخانہ یلدز سرائے شفایاب زخمیوں کو بھی جب انکی معتدبہ تعداد سفر کے قابل ہو جاتی تو عام جلسہ کر کے نقد انعام و اکرام کے علاوہ یہ تمغے بھی عطا کئے جاتے۔ سب سے پہلا جلسہ ١٦- اگست ١٨٩٧ء کو ہوا جسمیں خود جلالتماب بھی بنفس نفیس شریک ہوئے۔

سب سے پہلے اعلیحضرت کی تشریف لاتے ہی فوجوں کا ریویو ہوا۔ اور موجودہ لشکر اعلیحضرت کے سامنے سے گذرا۔ اسکے بعد مجلس میں سرخ حریر کا بنا ہوا علم جو بحق فتح سندیوں کی یادگار میں بنایا گیا ہے۔ اور جسپر لا الہ الا اللہ سنہری کارچوبی حرفوں میں منقش کیا گیا ہے لایا گیا۔ تمام امرائے دولت اور وزیر جنگ اور دیگر عہدہ داران دولت علم مبارک کے جلو میں موجود تھے۔ یہ علم تمام دوسرے علموں کے آگے تھا۔ بلکہ خاص سلطانی جھنڈے کے بھی آگے لا کر جہاں سلطان المعظم تشریف فرما تھے رکھا گیا۔ اسکے بعد تحسین بک سیکرٹری اعلیحضرت آگے بڑھے اور اعلیحضرت کیطرف سے اسپیچ پڑھی۔

عساکری واولادی الاعزاء

كان اصلنا المحافظة على الصلح والسلم وعدم سفك الدماء لكن اليونانيون لولا التجاوز على بلادنا فنقضوا العهد وكان فرض عين علينا حفظ حقوقنا وان لا ندعهم يطؤا ارضنا فاعتمدنا على الله وشرعنا في الحرب فالحمد والشكر لله مائة الف مرة لقد كنا نحن الغالبين وما ذالك الا بعون الله وعنايته و امداد روحانية نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم فما اعظم ممنونيتي مما ابرزه عساكري في هذه المحاربة من الغيرة والجسارة وما اكبر افتخاري واخص بالذكر ما ابدوه من الحركات الحسنة في الحملات التي دخلوها ظافرين فقد استحسنها الناس اجمعين وانى ممنون ومسرور من ذالك البقاء وقد اصدرت ارادتي السنية لتكون تذكارا لانتصار المظفريات التي نلناها في حرب اليونان هذه واني اعطي لكل منكم واحدة من الدنانير تحت هذا العلم المزين بكلمة الله تقديرا لحقوق استقامتكم وصداقتكم وشجاعتكم

عربی کا ترجمہ — اے میرے بچو۔ اور اے میرے عزیز بہادرو۔ میرا مقصود صلح قائم رکھنا اور خونریزی سے اجتناب کرنا تھا لیکن یونانیوں نے ایک ایسی راہ چلی جو میرے اس ارادہ کی مخالف تھی۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے ملک پر حملہ کرنے کا قصد کیا اور وہ تمام عہد و پیمان جو اب تک قائم تھے توڑ ڈالے۔ پس ہمکو بھی مجبوراً اپنے حقوق کی حمایت اور اپنے ملک کی حفاظت کرنی ہوئی اور ہمنے بھی مقابلہ کیا۔ خدائے پاک کی تائید اور ہمارے اسپر اعتماد کرنے کی وجہ سے ہمکو ہی فتح ہوئی۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپ کی شفاعت کی برکت سے ہمنے یونانیوں کو کامل طور سے شکست دیدی۔ میں اپنی اس خوشی و مسرت کا اظہار نہیں کرسکتا۔ جو مجھکو تمہاری اس شجاعت اور بہادری اور خصوصاً تمہاری اس نیک روش سے جو تمنے ان قلعوں میں دکھائی جن میں تم فاتحانہ داخل ہوئے تھے حاصل ہوئی ہے۔

تمہارے اس سلوک نے تمام دنیا کو متعجب اور متحیر کر دیا ہے اور میں اس میں نہایت مسرور ہوں۔ اور آئندہ بھی ہمیشہ اسکی یاد سے نہایت ہی شاداں رہونگا۔ بہت سے مخصوص تمغے ان فتحمندیوں کی یادگار میں جو اس لڑائی میں حاصل ہوئی ہیں تیار کئے گئے ہیں اور میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک تمغہ تمہاری استقامت اور بہادری اور امانت کی شہادت کے طور پر دیتا ہوں۔" اس اسپیچ کے پڑھ جانے کے بعد دعا مانگی گئی۔ جسمیں خلیفۃ المعظم کی طول حیات کی دعا مانگی گئی اور ختم دعا کے بعد اعلیحضرت کے روبرو تمغے اور فی سپاہی صد دو پونڈ جیب خاص سے دئے گئے۔ انعامات تقسیم ہونے کے بعد امیر المومنین کے لئے بصد تدل دعا مانگی گئی۔ اور فوج چپ و راست آداب بجالاتی ہوئی حضور انور کے سامنے سے گذر کر بارکوں کو رخصت ہو گئی۔

بازار ریلیڈ ریسرائیک بماہ جون ۱۸۹۷ء خاص سلطان المعظم کے ذاتی منشا و تحریک سے ترکی زخمیوں اور مقتولین کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی امداد کیلئے بموجب بشارت سلطانی قسطنطنیہ میں ایک وسیع عارضی مینا بازار قایم کیا گیا۔ اسی کا نام بازار ریلیڈ ریسرا ہے۔ اسکی تعمیر کا کل خرچ سلطان المعظم نے اپنی جیب خاص سے عطا کیا۔ یہ خوبصورت عمارت ۵۰۰ مربع میٹر میں بنائی گئی ہے اور قاعدہ مقرر کیا گیا کہ تماش بینوں اور فروخت اشیا سے جو آمدنی ہوگی وہ تیاموں و ارامل شہدا جنگ کی امداد میں خرچ کیجاوے۔ علاوہ صرف تعمیر کے بہت سی تحائف اور نادر چیزیں اسکے فروخت کو حضور سلطانی سے مرحمت کی گئیں اور تمام ممالک محروسہ میں اسکی امداد کا جوش برقی رفتار کے ساتھ پھیل گیا۔ جسمیں غازی مختار پاشا کی تحریک سے صوبہ مصر نے سب سے زیادہ سرگرمی سے حصہ لیا۔ چھ مہینے کے اندر اندر پچاس لاکھ پیاسٹر سے زیادہ نقد وصول ہو چکے تھے۔

اشیائے گرانبہا و تحائف نادرہ اسکے علاوہ ہیں جنکی تفصیل ایک پوری کتاب میں بھی نہیں سما سکتی لہذا بسبیل اختصار نمونہ کے طور پر امداد کی چند نظیریں اس تاریخ میں درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ سلطان روم کی خوشنودی حاصل کرنیوالے اور ان کے نازبردار دنیا کے جلیل القدر اشخاص میں سے کون کون ہیں۔

شہنشاہ روس و شہنشاہ جرمن نے تحائف گرانبہا کے ساتھ ہمدردی کی۔ شہنشاہ آسٹریا نے کیڑہ رکنی کی الماری اور سنہری چوکھٹوں کی دو بیش قیمت تصویریں اور دیگر تحائف عطا کئے۔ جو نہ صرف بیش قیمت بلکہ نادر الوجود بھی تھے۔

شاہ سرویا نے بازار ریلیڈ سرا کے واسطے دو ہزار فرانک چندہ دیا۔

خدیو مصر کی بیگم نے ایک نہایت عجیب و بیش قیمت گلدستہ بازار ریلیڈ سرا کو پیش کیا۔ اس گلدستہ کے پھول ریشم کے اسقدر نفاست سے بنائے گئے تھے اور اسقدر نازک کہ کم از کم ایک منٹ تک غور سے دیکھنے کے بعد یہ خیال ہوتا تھا کہ گلدستہ مذکور مصنوعی ہے اصلی نہیں اس گلدستہ کے گرد ایک نہایت خوبصورت زرین لیس لپٹی ہوئی تھی جو فن زرگری کے کمال کا اعلےٰ نمونہ تھا ہر ایک جگہ اور پھول کی پنکھڑی پر ہیرے اور موتی اس صنعت سے نصب تھے کہ شبنم سحری کو شرمندہ کرتے تھے۔

شاہ مظفر الدین شاہنشاہ ایران نے ۵۰۰ پونڈ ریلیڈ سرا کو مرحمت فرمائے۔

شاہزادہ ملکہ یانے بھی علے قدر حیثیت شرکت حاصل کی۔ جس بازار کی منتظم کمیٹی کی صدارت سمیع بیگم افندی دختر سعادتلو دولت افضل پاشا

اور پریذیڈنٹ شفیق بیگ مد دگار وزیر خارجیہ اور ابراہیم بک مددگار وزیر داخلیہ تھے۔ ان اراکین کی دو حصے کئے گئے تھے۔ ایک اراکین عسکریہ دوسرے اراکین ملکیہ۔ صبح کو سات بجے سے دس بجے تک اور شام کے چار بجے سے دس بجے تک کا وقت اجلاس مجالس انتظامیہ کیلئے مقرر کیا گیا۔ دیگر اراکین سلطنت سینہ و باشندگان یورپین روم و ایشیائی روم عراق عرب عراق عجم۔ مملکت شام و صوبہ فلسطین و صوبجات مجاوردین۔ و عمادین۔ صوبہ مصر۔ طرابلس الغرب وغیرہ نے جس گرمجوشی سے اس بازار کی اعانت میں زر کثیر صرف کیا اسکی تفصیل اس کتاب میں ہموار درج کرنا ہماری قابو سے باہر ہے۔

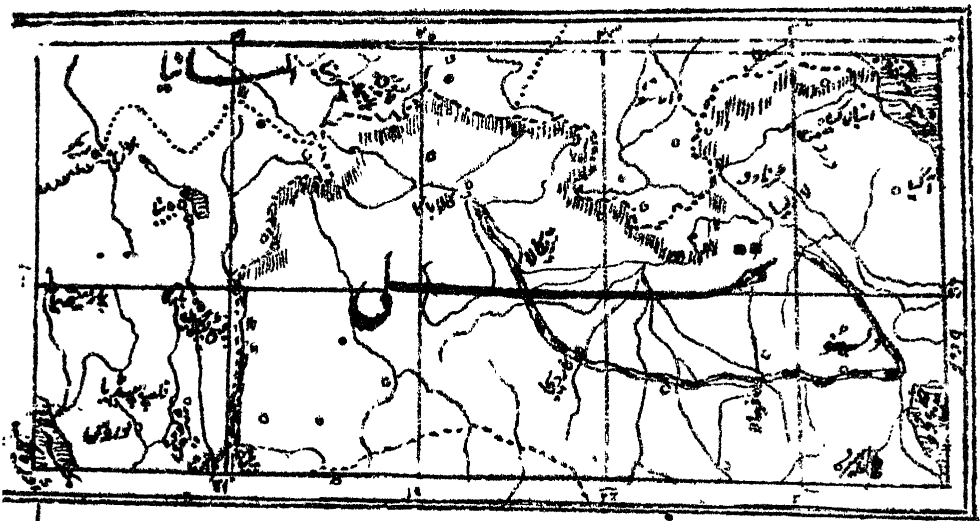
سلطان المعظم کے حکم سے مشتریان و چندہ دہندگان کیلئے تین قسم کے تمغے تیار کئے گئے۔ ان میں ایک چندہ دہندہ وزرا اور شاہزادگان کیلئے تہا۔ اسکا قطر آٹھ سنٹی میٹر یعنی ۳ انچ تھا۔ دوسرا تمغہ جسکا قطر دو سنٹی میٹر تہا۔ ہر ایک چندہ دہندہ کو اور تیسری قسم جسکا قطر ۲ سینٹی میٹر (ایک انچہ ہے) ہر ایک مشتری کو جو بازار سے کوئی چیز خرید کر لایا ملا۔

ان تمغوں کی ایکطرف پہولوں کی بیل اور اسکے دور میں الفاظ "نشان انسانیت و شفقت" اور دوسری طرف بازار کی مہر کندہ تھی۔ کل رقم اس بازار کی اسباب کی فروخت اور نقدی عطیات سے مقتولین کے ورثاء اور مجروحین کے فنڈ کیلئے تینتیس لاکھ روپیہ کے قریب جمع ہوئی۔

تخلیہ تھسلی قطعی عہدنامہ کے مرتب ہو جانے کے بعد دول ثالث کی مالی ضمانت کیطرف متوجہ ہوئیں۔ ایک خاص کمیشن اوسکی نگران مقرر کیگئی۔ اور کئی مہینوں کی باہمی گفتگو اور جھمیلے کے بعد آخر روس فرانس اور انگلستان کی ضمانت پر تاوان جنگ کی ادائگی اور ضروری اصلاحات کے اخراجات کیلئے یونان کو قرضہ ملگیا۔ اس نے پہلی قسط دس لاکھ پونڈ ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء کو دوسری قسط دس لاکھ پونڈ کی ۱۰ جولائی ۱۸۹۸ء ادا کردی۔ اور ترکی فوج نے حسب شرائط دوسری قسط کی وصولی کی تاریخ سے تھسلی کو خالی کرنا شروع کرکے آخری قسط کی وصولی پر علاقہ کو خالی کردیا۔ جب تخلیہ کی خبریں بذریعہ تار موصول ہونی شروع ہوئیں۔ تو اکثر اخبار ملک نے اونکی درستی کو بنظر اشتباہ دیکھا۔ اور حیرت سے استفسار کرنے لگ گئے کہ کیا یہ خبر درست ہے؟ لیکن اگر وہ شرائط معاہدہ پر پہلے غور کر لیتے تو متعجب ہونیکی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی جب ترکوں نے معاہدہ صلح پر دستخط کر دیئے تھے۔ تھسلی کا خالی کردیا جانا اوسیوقت سے یقینی ہوگیا تہا۔ خدا کے فضل و کرم سے یورپین تہذیب ابتک ابھی ایسی سرایت نہیں کرسکی کہ وہ عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھدینا معمولی ڈپلومیٹک استادی سمجھیں۔ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان کیپابندی عہود کی جیسی کچہ تاکید ہے وہ مذہبی احکام کے جاننے والوں سے مخفی نہیں۔ بعض دنیادار کوتاہ اندیش بالخصوص عیسائی لوگ شاید ترکوں کی اس صفت کو اونکی بیوقوفی پر محمول کریں یا اسے یورپین دول کے دباؤ اور ترکی گورنمنٹ کی کمزوری کا نتیجہ سمجھیں مگر یہ اونکی سخت غلط فہمی ہوگی۔ صداقت اور راستبازی کی ہمیشہ آخرکار فتح ہوتی ہے۔ اور یہ اسی راستبازی کی جو محولہ بالا لوگوں کے زعم میں بیوقوفی کے مترادف ہے طفیل ہے کہ سلطنت عثمانیہ ہزاروں مہلک اور جانگداز صدموں سے بالآخر صحیح سلامت بچتی چلی آئی ہے۔

۴ مئی ۱۸۹۸ء کو دول عظام کے نائب نئی حد کی نشاندہی کیلئے قسطنطنیہ سے روانہ ہوگئے۔ اور جولائی کے وسط تک

اسکی تیاری ختم ہوگئی۔ نئی حدود کا نقشہ حسب ذیل ہے۔



اور محاربہ روم و یونان کا آخری خرخشہ بھی طے ہوگیا مگر اصل منبع فساد مسئلہ کریٹ اوسیطرح باقی رہا۔ سلطان المعظم نے بہت چاہا کہ تخلیہ تھسلی سے پہلے اسکا کچھ تصفیہ ہوجائے۔ لیکن دول نے نمانا۔ آخر ستمبر ۱۸۹۸ء کے فساد سے جو کینڈیا کے مسلمانوں سے مجبوراً معرض ظہور میں آیا۔ دول فرنگ کو معقول بہانہ ہاتھ آگیا اور سال کو ختم ہونے سے پہلے ترکی افواج نے اس منحوس و بدقسمت جزیرہ کو بھی خالی کردیا اور مغلوب و مفتوح شاہ یونان کا بیٹا وہاں کا ہائی کمشنر یا گورنر بنادیا گیا۔ اور اسطرح سے کچھ عرصہ کیلئے مشرقی مسئلہ کا عارضی تصفیہ ہوگیا۔ اور دول یورپ کو افریقہ و چین کی طرف توجہ کرنیکی کامل فراغت نصیب ہوگئی۔

متفرق واقعات

فتوحات عثمانیہ پر اظہار مسرت و خوشی

آگرہ سے ہمارا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو نماز عید الفطر کے بعد قریب پچاسی یا ۹۰ ہزار اہل اسلام کے مجمع نے سلطان المعظم سلطان عبد الحمید خان خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ و حشمتہ کیلئے بہت زور شور اور خشوع و خضوع سے دعائے فتح و نصرت مانگی بر وقت آمین ایک قسم کا وجد سا لوگوں کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا۔ رقت اور محبت سے آمین ہر شخص نے بلند آواز سے کہی گئی کہ اگر رعد بھی کڑکتی تو مشکل سے سنائی دیتی۔ ہمارے مولانا رمضان صاحب کی تقریر اور طریقہ دعا اس قسم کا تھا کہ میں پوری کامل امید کرتا ہوں کہ یہ دعا ضرور بضرور قبول ہوگئی ہوگی اور خدا ایسا ہی کرے۔ نہایت گریہ زاری اور خلوص دل سے دعا ترقی اقبال مانگی گئی۔ جس کو بندہ احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتا۔ ہمارے مولانا صاحب درحقیقت میں اپنی اصلی حالت پر نہیں رہے تھے۔ اور دعا مانگتے مانگتے ایک سکتہ کی حالت میں ہوگئے تھے اصحاب بار بار کی آمین کی صدا سے عیدگاہ کا وسیع میدان گونج اٹھتا تھا۔ بعد الفراغ دعا۔

ہر ایک مسلمان شادان و فرحان نظر آتا تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہی ورد تھا کہ خدا ہمارے **خلیفۂ وقت** کو دشمنان اور بدخواہان اسلام پر فتح دے۔ اور ہر طرف سے آمین ثم آمین کے نعرے بلند تھے۔

گوجرانوالہ میں عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں جمیع مسلمانان نے حضرت امیر المومنین سلطان المعظم کی فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ اس سے اگلے روز جمعہ کے دن مولوی محمد نظیر حسین صاحب امام مسجد جامع نے برائے امداد مسلمانان کریٹ و آرمینیا چندہ کی فہرست کھولی اور نہایت ہی خوش اسلوبی سے غرض چندہ مسلمانوں کو سمجھا دی۔ چنانچہ اسی وقت کچھ رقم جمع بھی ہو گئی۔

کانپور میں پچیس ہزار نمازیوں نے عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور بعد نماز اور خطبہ کے سلطان المعظم کی فتح و نصرت کیلئے دعا مانگی اور فرسالہ کی فتح کا شکریہ ادا کیا اور زر چندہ سے ہر شخص نے اعانت مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کا وعدہ کیا۔

نور محل ضلع جالندھر میں دو ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے عید الضحیٰ کے دن حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے لئے دعا مانگی۔

امرتسر میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر عیدگاہ میں معززین اسلام کی تحریک سے حضرت خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت اور گورنمنٹ انگلشیہ و سلطنت روم میں ارتباط و اتحاد اور سلسلہ دوستی مستحکم و مضبوط ہونے کے لئے دعا مانگی گئی۔ مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ اور یتیم بچوں اور بیواؤں کی امداد کیلئے صندوق رکھی گئی۔ بہت سے پنسل اور باحمیت اصحاب نے قربانی کی کھالیں مصیبت زدگان کریٹ کی امداد کیلئے ہمارے دفتر میں ارسال کیں جنکو فروخت کر کے رقم وصول شدہ میں داخل کر دی گئی۔

۲۸ مئی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ **جامع مسجد دہلی** میں بعد نماز جمعہ کے منبر پر **سلطان المعظم** خلد اللہ ملکہ کی فتح کا اظہار کرنے کے بعد دو دو رکعت نماز شکریہ کی سب نمازیوں نے ادا کیں اور اسکے بعد ۳۲ گولے جو توپ کی آواز رکھتے تھے چھوڑے گئے۔

امداد مظلومان کریٹ کیلئے مدراس میں جلسہ ۲۱ مئی روز جمعہ ۱۸۹۷ء کو حاجی بادشاہ کی حویلی میں مظلومان کریٹ کی امداد کیلئے مسلمانان مدراس کا ایک جلسہ بصدارت جناب مولوی عبید اللہ صاحب قاضی مدراس منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل اصحاب شریک جلسہ تھے۔

حاجی عبد العزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصل۔ حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب۔ شرف الدولہ بہادر۔ فضیلتلو مولوی قاری محمود ابن قاضی الملک۔ مولوی حاجی احمد علی صاحب۔ ڈاکٹر شمس الاسلام صاحب۔ ڈاکٹر عبد العزیز صاحب۔ مولوی حاجی غلام رسول صاحب۔ مولوی زاہد حسین صاحب۔ صبغۃ اللہ صاحب مہاجر۔ محی الدین احمد صاحب۔ غلام محمود صاحب۔ حافظ محمد یٰسین صاحب بی۔ اے۔ محمد عبد اللہ صاحب۔ غلام محمد مصطفیٰ صاحب۔ اور بھی بہت سے حضرات تھے۔ مندرجہ ذیل امور باتفاق آرا منظور ہوئے (الف) کریٹ کے مظلوم اہل اسلام کے چندہ کیلئے ایک مجلس مقرر ہو (ب) مجلس کے چھ رکن مقرر ہوئے یعنی (۱) حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب (۲) فضیلتلو مولوی قاری الحاج محمود آفندی (۳) ڈاکٹر عبد العزیز صاحب (۴) مولوی حاجی غلام رسول صاحب (۵) مولوی زاہد حسین صاحب (۶) سید بادشاہ صاحب۔

(ج) اس مجلس کے خازن حاجی بادشاہ صاحب اینڈ کمپنی ہوں اور رسیدات بھی خازن کی مہر سے ہی تقسیم ہوں۔ رقم چندہ معرفت ٹرکش قونصل مدراس بنام وزیر خارجہ ارسال کیجاوے (د) فہرست چندہ حاضرین کے روبرو کھولی جاوے۔ بفضل تعالیٰ پانچ منٹ کے اندر

پندرہ ہزار سات سو سینتالیس روپیہ دو آنہ کے دستخط ہوئے جسمیں کچھ اسوقت وصول بھی ہوا۔ ایڈیٹر صاحب میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مدراس میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت روپیہ چندہ کا جمع ہوگا۔ صدر کمیٹی نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت کیلئے عربی میں دعا کی بعد ازاں جلسہ برخاست ہوا۔

نماز شکرانہ فتح حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی خوشی میں نماز شکرانہ ادا کرنے کی غرض سے ۲۱ رمئی ۱۸۹۷ء کو ایک عام مجمع مسلمانان کانپور کا جامع مسجد کانپور میں منعقد ہوا۔ باوجودیکہ اشتہار نہایت تنگ وقت میں چھاپا گیا تھا حتی کہ تمام شہر میں کافی اشاعت کا موقعہ نہیں ملا تھا لیکن تمام مسجد جامع اور مکانات مدرسہ مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مسجد کی سیڑھیوں اور گلی تک میں مجمع تھا۔ بعد نماز جمعہ منشی محمد عبد الصمد صاحب ٹھیکہ دار نہر گنگ اٹاوہ نے ایک مختصر نظم پڑھکر سنائی اس نظم میں ترکوں کی بہادری اور یونان کی نامردی کا ذکر تھا۔ ترکوں کی فتحیابی پر اظہار مسرت اور اس امر کی تحریک تھی کہ تمام مسلمانوں کو اس خوشی میں خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ نظم سلیس اور پرجوش الفاظ میں لکھی گئی تھی پڑھنے کا انداز نہایت دلپسند اور قابل تعریف تھا۔ چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کی صدا بلند تھی ہر شخص خوشی اور جوش میں بھرا ہوا تھا۔ جلسہ پر ایک محویت کا عالم طاری تھا۔ بعد ختم نظم منشی صاحب ممدوح کے جناب مولینا محمد وصل صاحب متوطن کڑا نے تقریر کی۔ جو تاریخی واقعات اور معلومات سے مملو تھی۔ آپنے اپنی تقریر میں سلطان المعظم کا خلیفہ ہونا ثابت کیا اور بیان کیا کہ حضرت سلطان المعظم کی بقائی سلطنت پر اسلام کی بقا ہے آپکے بعد جناب مولوی محمد بشیر الدین صاحب سابق ایڈیٹر نجم الاخبار نے ایک پراثر تقریر میں مظلوم و بیکس مسلمانان کریٹ کا جنپر باغی عیسائیان کریٹ نے طرح طرح کے ظلم کئے ہیں ذکر کیا۔ اور مقرر نے عمدہ دلائل کے ساتھ یہ ثابت کی کہ کریٹ کے مسلمانوں کی مدد کرنا کسی طرح گورنمنٹ کے خلاف نہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ملکی طور پر گورنمنٹ ٹرکی کے ساتھ اتحاد قایم رکھنا ضروری اور مفید ہے۔ تقریر مولوی صاحب کی نہایت پرجوش تھی حاضرین مظلومان کریٹ کے حالات سنکر زار زار رو رہے تھے مقرر نے اپنی تقریر سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد ختم تقریر کے اگرچہ تمام مسلمانوں کی خواہش تھی کہ چندہ لیا جائے۔ لیکن کارکنان **انجمن ہمدرد مظلومان کریٹ** نے چندہ کا کام آیندہ کیواسطے ملتوی کر دیا پھر بھی بعض حضرات نے چندہ لکھا ہی دیا جسکی تعداد تقریباً پانچسو روپیہ ہوگی۔ بعد ازاں نماز شکرانہ پڑھی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

۴ر جون ۱۸۹۷ء کو جامع مسجد گورکھپور میں بعد نماز جمعہ جبکہ کثیر التعداد مسلمانان شہر و دیہات کے موجود تھے خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خاں بہادر غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی فتح کے شکریہ میں دوگانہ شکریہ ادا کیا گیا اور انکے دشمنوں پر ہمیشہ فتحیاب ہونیکی دعا کیگئی۔

کلکتہ میں ۴ر جون کو حاجی ذکریا کی مسجد میں تقریباً پانچہزار مسلمان بصدارت شیخ محمد علی جمع ہوئے حاجی نور محمد ذکریا نے مجلس کو مخاطب کر کے تقریر کی اور بیان کیا کہ ہم یہاں اس غرض کیلئے جمع ہوئے ہیں کہ عساکر عثمانیہ کو جو فتوحات یونان پر حاصل ہوئی ہیں انکی خوشی احسن طریقہ سے منائیں۔ حاجی صاحب ممدوح نے خاص طور پر لوگوں کو یہ بھی دلنشین کرایا کہ مسلمانان ہند کو ملکہ معظمہ کے عہد میں جو آرام اور اطمینان حاصل ہے اسکے لئے مسلمانوں کو حضرت قیصرہ کا ممنون ہونا چاہئے بعد ازاں حاجی صاحب نے ذیل کے ریزولیوشن تجویز کئے جو باتفاق رای پاس ہوئے۔

(١) ایک کمیٹی منتخب کیجائے جسکو یہ اختیار ہو کہ فتوحات عساکر عثمانیہ کی خوشی منانے کیلئے ایک دن تجویز کرے اور جو روپیہ اس
غرض کیلئے جمع ہو اسکو مناسب طریق پر صرف میں لائے۔

(٢) ایک تار مبارکباد اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا جاوے۔ بعد میں خلیفۃ المسلمین کی درازی عمر بقائے دولت
کیلئے دعا مانگی گئی اور مجلس برخاست ہوئی۔

خلیفۃ المسلمین نے تار خبر آمدہ از لندن مخبر ہے کہ ترکی سفیر متعینہ لندن کو پیغام تار برقی بھیجکر مسلمانان ہند کی مبارکبادیوں
کا جو یونان پر ترکی فتوحات کیلئے دیگئی تہیں شکریہ ادا کیا ہے۔

شرقپور ضلع لاہور میں ١١ جون ١٨٩٧ء بروز جمعہ تین مسجدوں میں نفل شکرانہ فتح ونصرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین
حضرت سلطان المعظم پڑہے گئے۔ خطیب مسجد میاں حمید الدین صاحب و میاں شیر محمد صاحب صوفی نقشبندی نے دوران خطبہ میں
حضرت ممدوح کے تعلقات کو مسلمانوں کے ساتھ بحیثیت خلیفہ وقت ہونے کے ایک بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا۔

نماز شکرانہ فتح آمدہ اور قصبہ قنوج میں ترکی فتحمندی پر نماز شکرانہ بعد جمعہ ادا کیگئی۔ اور دعائے ترقی عمر و دولت حضرت
سلطان المعظم کے نہایت خشوع وخضوع سے ہوئی۔

بہار ضلع پٹنہ میں خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا یوں تو ترکی و یونان کی لڑائی چھڑتے ہی تمام مسلمان بعد پنجگانہ نماز
حضرت سلطان المعظم کی فتح ونصرت کی دعا کیا ہی کرتے تہے مگر جو جلالی کا جذبہ مسلمانان بہار کو کبھی نہیں ہوسکا۔ دیوم و تقبل مسلمانوں
کے مشورہ سے جناب مولوی نور محمد صاحب صاحبزادہ جناب شیخ احمد علی صاحب کیئی آنریری مجسٹریٹ و جناب سید محمد شاہ سجادہ صاحب رئیس
و سجادہ نشین و جناب مولوی سید حمید سجادہ صاحب رئیس و میونسپل کمشنر و جناب مولوی محمد مظفر صاحب رئیس و میونسپل کمشنر کیطرف سے
اشتہار تمام شہر میں تقسیم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین کی دعا اور فتح ونصرت کی مبارکبادی کا دن اور رب العالمین کی اس نعمت عظمیٰ
کے بدلے شکریہ ادا کرنیکا روز جمعہ قرار پایا ہے۔ اطلاع مذکور نے تمام لوگوں کے دلوں میں ایک خاص قسم کی خوشی اور شادمانی پیدا کردی
وہ سماں قابل دید تہا کہ اللہ کو یاد کرنیوالے نمازی اور اللہ کی دی ہوئی نعمت پر شکر کرنیوالے مسلمان آج کچہ سویرے ہی مسجد میں جمع ہوکر
مشغول عبادت تہے۔ تقریباً پانچہزار آدمیوں کا مجمع تہا ہر شخص نے بعد نماز جمعہ دو رکعت نماز شکرانہ پڑہکر خلیفۃ المسلمین کی درازی
عمر و ترقی اقبال کی دعا کی۔ اوسکے بعد تمام مسلمانوں نے ملکر تجویز کی کہ کل مسلمانوں کیطرف سے حضرت سلطان المعظم
کی خدمت میں اس فتح ونصرت کی مبارکباد کا تار بہیجا جاوے جسکو بہیجنے کی ہمت جناب سید شاہ محمد سجاد صاحب رئیس سجادہ نشین نے لی
جسکو کل مسلمانوں نے باتفاق قبول کیا۔ بعد ازاں امام جناب مولانا فتح دین صاحب نے پر اثر وعظ فرماکر ثابت کیا کہ تمام مسلمانوں کے بادشاہ
حضرت سلطان المعظم ہیں۔ اونکی خوشی میں ہم لوگوں کو بہی خوشی کرنا واجب ہے۔ اور اس نعمت کا شکر یہ کہ اللہ نے خلیفۃ المسلمین کو
فتح ونصرت عطا کی ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کی تابعداری بہی لازمی ہے۔ اسکے بعد جناب مولانا حکیم
عبد الحکیم صاحب نے نہایت واضح طور پر اس مضمون کو بیان فرمایا کہ اللہ جو اپنے بندوں پر نعمت عطا فرماتا ہے اوسکا شکر ادا کرنا چاہئیے

اور یہ فتح بھی چونکہ نعمت عظمیٰ ہے اسلئے اسکا شکریہ ادا کرنا اور اظہار مسرت کرنا بھی فرض ہے اور مسلمانوں خدا کو غضب ہمیشہ ڈرتا رہے اور اپنے خلیفۃ المسلمین کی فتح پر شکرگذار بنے رہے اور حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کی احسان کو یاد کرو جنکی سلطنت میں صرف ہمارا بلکہ تمام رعایا کی ہر فرقہ کو مذہبی آزادی ہے۔ اسلئے ہمپر لازم ہے کہ اپنی سرکار انگلشیہ کی احسان کو کبھی نہ بھولو بفحوائی من لا یشکر الناس لم یشکر اللہ بعد اسکے کل مسلمانوں نے خلیفۃ المسلمین کی بقائی ترقی حیات و دولت و اقبال کی اور جلسہ برخاست ہوا۔

کراچی کے باحمیت مسلمانوں نے عساکر عثمانیہ کی فتوحات اور اعادۂ دولت یونانیہ کی علیہ الیٰ کی خوشی میں ۱۳ ماہ صفر روز پنجشنبہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے عیدگاہ میں عظیم الشان جلسہ کرکے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اسکے بعد جناب حکمت مآب ڈاکٹر میرزا جعفر قلی بیگ صاحب نے مضمون لندن میں ڈاکٹری تعلیم کی تکمیل کی ہے اعلیحضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بہ الدین کے محاسن مبیلہ و اخلاق حمیدہ کو فرفر بیان کیا۔ ان کے بعد چند شعرائے نامدار نے حضرت جلالت مآب خلافت پناہی کی حمد و ثنا میں قصائد عزا پڑھکر سنائی اور حاضرین کی دل و دماغ کو تازگی بخشی اس مجلس مبارک میں عالیجناب حضرت فاضل حسین کاظمی بے آفندی صاحب مد ظلہ العالی جو بحیثیت نایب خلیفۃ المسلمین کی حکومت سنہ کی طرف سے کراچی میں عہدۂ جلیلہ قونصلیہ پاس میں شریک تھے جناب ممدوح نے مسلمانان کراچی کی قصائد اور تقریروں کے جواب میں مندرجہ ذیل تقریر اردو زبان میں کی۔

ماشاء اللہ ما شاء اللہ میں آپ صاحبوں کی مہربانی سے نہایت خوش و مشکور ہوا ہوں بلکہ روح پرفتوحات جناب رسالت پناہی شاد ہوئی ہے۔ درحقیقت ہلامیت اور انسانیت کی فضلت یہی ہے حالانکہ جسکو جناب ممدوح خادم الحرمین الشریفین امیرالمومنین ظل اللہ فی العالم آپکا روحانی معنویہ ہرچند معلوم عالم ہے لیکن آپنے اس رابطہ کو بار ثانی یاد دہانیکی نظر سے ثابت کیا ہے اور جو کچھ آپ صاحبان نے حضور سرور خلیفۃ مشرق و مغرب رب العالمین جو ہمارے سلطان کی شان شایان میں بیان کیا ہے میں اسکا شکریہ بجالاتا ہوں اور یہ جو جوش حمیت اسلامی آپ مسلمان بھائیوں نے ظاہر کی ہے میں اسکی اطلاع بڑی خوشی سے بذریعہ وزارت جلیلہ خارجیہ خاکپائے تو تیا آسائے حضرت جلالت پناہی کو بھیجونگا۔

آخر میں شکریہ گورنمنٹ ہندوستان کا ادا کرتا ہوں جسکی زیر سایہ آپکو اتنی آزادی حاصل ہے۔

جناب قونصل صاحب ممدوح نے جو حال اپنی مادری زبان کا ہے اسمیں پہلے بھی انکی سیاحت کی حالات کیفیت ظاہر کرچکے ہیں فرانسیسی عربی۔ ارمنی اور کئی دیگر زبانوں میں کامل مہارت رکھتے ہیں یہ اردو زبان کی تحصیل ابھی ملک میں آکر کی ہے اور اسمیں جسقدر مہارت انہوں نے چند مہینوں کی عرصہ میں پیدا کرلی ہے وہ انکی تقریر سے ظاہر ہوتی ہے۔ ایک ہماری قسمتوں کی بات انگریزی افسر ہیں کہ برسوں اس ملک میں صرف کردینے کے بعد بھی اردو بولنا تو درکنار ان میں سے اسی فیصدی چار جملے بھی ٹھیک نہیں بول سکتے۔

اسی تاریخ رات کو تمام مساجد میں چراغان کیگئی جنمیں تہلیل و تکبیر کنندگان کی صدائیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں سنا ہے قونصل صاحب نے بعض اعیان شہر کو ہمراہ لیکر نماز شام کی وقت سے آدھی رات کی وقت تک برابر ہر ایک مسجد میں جاکر اپنے شاہنشاہ جلیل القدر کیطرف سے شادمانی

سلہ افسوس یہ نامور جو جنوری ۱۸۹۵ء میں حسین کاظمی آفندی کے بعد کراچی میں ترکی قونصل بھی ہوگئے تھے اب تقریر کے چند ماہ بعد بعارضہ طاعون گذر گئے حالا

باخلاص کی عقیدتمندی کا شکریہ ادا کیا جسجگہ میں وہ رونق افروز ہوتی حاضرین مسجد وفور جوش اخلاص و محبت سے پھولوں کے ہار
انکی گردن میں ڈالدیتے تھے کہ آخر کار ان کا تمام وجود گویا مجسم پھول گیا۔

کراچی کے عمائد اہل اسلام صاحب غیرت مسلمانوں نے ایک سپاسنامہ بھی تیار کیا جو جولائی سنہ ۹۷ء میں ایک چاندی کی کاسکٹ میں جو نہایت صناعی و استادی سے تیار کیا گیا تھا بند ہو کر بذریعہ جناب قونصل صاحب موصی الیہ حضرت خلافت پناہی کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ اس سپاسنامہ کو سنہری خط میں جناب مشکین رقم شہزادہ آصف میرزا صفوی نے اس لطافت و پاکیزگی سے تحریر کیا کہ انسان دیکھکر دنگ رہجاتا ہے ہم اس سپاسنامہ کی نقل جسے مطالعہ حضور شاہنشاہی سے گذرنیکا فخر حاصل ہوا ملاحظہ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک المعبود و مالک المحمود ذی العرش المجید عز و الحمید القاصر عن صفته لسان القائل المجید جل جلاله و عم نواله والصلوٰة علی افضل رسله النبی الامی المبعوث علی الابیض والاسود سیدنا محمد صلی اللہ علیه و علی آله الامجاد و صحابه الانجاد و سلم اما بعد

بعرض حضور السرور و قاآن با پر سریر معدلت مسیر خاقان سایه سلطنت مصیر خلاصه قیاصره دوران افتخار سلاطین بنی عثمان پادشاه ارجمان خدرت مراد مرتبت ایلدرم سطوت محمد کرامت سلیم صلابت سلیمان حشمت احمد منزلت مصطفی صفوت ابراهیم دولت محمود صولت عجیب مجدت عزیز عظمت حمید خصلت شرف تشریف نامتناهی و مزید بروج پر فتوح جناب جلالت پناهی آنکه فراهم شده است در شخص او قوت و مکانت و شهامت در نفس او دولت و عدالت و خلافت و امامت خلیفة الاسلام خسرو الخواقین فخر الخوانین امیر المومنین السلطان ابن السلطان خلد الله ملکه بالامن و الامان میرسانند جماعت اسلامیان از اشراف و اعیان مقیم و مهاجر و کاسب و تاجر باکافه مومنین که درین بندر کراچی و مرکز عظیم مملکت سند ساکنین اند اگرچه بندگان هر چند بحسب امر صوری تحت حفاظت و تابع و رعیت انگلیس هستیم و کمال آسایش داریم اما در عالم حقیقت و معنوی در ظل عاطفت و حمایت شاهنشاه اسلام پناه مربوب و محسوبیم و آنچه از مال و ملک و ضیاع و عقار و دینار که مدید تصرف و تملک داریم باعلاوه سر و جان مملوک دولت علیه اسلامیه شماریم العبد وما فی یده کان لمولاه هر وقت اخبار که مشتمل بر کفایت و فتح ولایت و فرط درایت و حسن سیاست و لطف سیاست آن سلطنت عظمی در صفحات منتشر میگردد و بسیار مفتخر و مسرور میباشیم چنانکه بفضل و توفیق ایزد منان درین ایام میمنت اقتران خبر استیلای عساکر نصرت مآثر شهنشاه اسلامیان بر ملک و ملت یونانیان در چهار رکن عالم شائع و علم گردیده و نوید این غلبه بمسامع مسلمین این دیار نیز رسیده از ان ما را هزاران شادمانی است بروز پنجشنبه جماعت اسلام باتفاق عام و الطمطراق تمام ازدحام کرده بارتفاع اعلام دولت و اقبال مزین و معین بستاره و هلال همراه عالیجاه شاه بندر سعادتلو حسین کامی بک آفندی

در عیدگاہ مصلاے این دیار بکمال خورسندی وسربلندی ہمہ باہم فراہم آمدہ بعد از ادائی خطبہ وصلوٰۃ دوگانہ بر یگانہ و
الفای مراسم شکرانہ وثنا ودعا ذات ملکوتی سمات شاہانہ باعلای ندا بلفظ ترکانہ **پادشاہم چوق یاشا** بانتہای
مسرت وآرزو رسیدیم وشب عشرت اندوز آن روز از شام تا بام تمام زیب وزینت واحتشام جمیع مساجد محلات و اماکن
ومساکن معارف اسلام چراغان ونور لمعان گردیدہ اسباب عشرت وضیافت احباب ویاران بکام دل خیر
طلبان وہواداران صورت تکمیل وانجام پذیرفت بواسطہ تلگراف در سفارت عثمانیہ آداب وتہنیت معروض بار شوکت
مدار شدہ اینک تحریراً عریضہ مبارکبادی این فتح جشن افزون را بمنظر سفیران حواشی بساط فیض مناط ذات ہمایون
بانبساط خواطر ونشاط متواتر میرسانیم ما ہوا خواہان دولت قوی شوکت از حضرت رب العزۃ جل جلالہ خواستگار و
امیدواریم کہ فیض فتوحات دین اسلام وانتظام مہام عباد وانام وتہذیب دولت ابد فرجام بطی سال وماہ وشب و
روز آناً فاناً براطراف عالم منتشر وذات کثیر البرکات معدلت دستور باعداء دین مبین مظفر ومنصور باد۔

**اللہم زد وبارک بعزۃ وبقاء دولتہ رافع رایات القاہرۃ وجامع آیات الباہرۃ قامع صنادید
الظلم والتمکین حارس قوانین الشرع والدین خاقان البرین والبحرین خادم الحرمین
الشریفین خلیفۃ الاسلام والمسلمین ظل اللہ فی ارضہ السلطان ابن السلطان
الغازی عبد الحمید خان ثانی طول اللہ عمرہ واجری امرہ وابد عصرہ
واید نصرتہ وہلک اعدائہ بحق سیدنا محمد والہ وصحابہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین**

لکھنؤ میں اسلامی جشن

غالباً ہندوستان کے ہر حصے میں یہہ خبر ضرور شایع ہو گئی ہو گی کہ لکھنؤ میں ۱۵ جولائی سنہ ۹۷ء کو باجازت حاکم ضلع ایک عظیم الشان جشن بنا بر ادائی مسرت فتح سلطنت ترکی ہونے والا ہے جسکے بانی مولانا مولوی ہدایت الرسول صاحب اور ارکین اکثر معززین علمای شہر ہیں۔ چنانچہ تاریخ مذکور کو عیدگاہ میں نہایت تکلف سے آرایش وروشنی وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ عیدگاہ کا وہ وسیع میدان جسکی قدرتی سبزی بطور خود دلچسپی سے خالی نہیں۔ آرایشی سامان سے اور بھی سجنے میں سہاگہ ہو گیا تہا۔ مختلف رنگوں کے بیرقے جھنڈے لال اور پرجوش آیات وجملات قرآنی لکھے ہوئے تھے۔ نہایت آب وتاب سے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آتے تھے جنکی شان شوکت اسلام کی اس شان وشوکت کو یاد دلاتی تھی جو کہ ایک وقت میں مسلمانوں کو میسر تھی۔ اور جو آج اونکے ہاتھوں سے چھین گئی ہے۔

عیدگاہ کے پہاٹک پر آیات قرآنی مناسب وقت ومقام نہایت جلی حرفوں میں نظر آتی تھیں جسکا نظارہ ہر مسلمان کے مردہ دل میں بھی بغیر جوش پیدا کیے نہیں رہ سکتا تہا۔ اس جلسہ کا لطف کچھ وہی دل جانتے ہیں جنکی آنکھوں نے اسکی دلچسپ نظارہ پایا ہے۔ یہہ کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا کہ اس روز لکھنؤ میں خوشی اور مسرت کے آثار بھی مارے خوشی کے پہولے نہیں سماتے تھے اور ہر مسلمان بے انتہا شوق سے اس مبارک جلسہ کا خیر مقدم کہتا تہا۔ ایک زمانہ دراز کے بعد لکھنؤ کو اپنی اس خوش قسمتی پر فخر کرنے کا موقعہ ملا تہا۔

۲ بجے دن سے پروگرام کے موافق تقسیم خیرات شروع ہوئی جسمیں تخمیناً دو ہزار سے زیادہ محتاجوں کو باہتمام پولیس

تقسیم کیا گیا۔ جنکی آنکھوں نے مدت ہوئی کہ گیہوں کی صورت تک نہیں دیکھی اون غریبوں کی اسوقت کی غیر محدود خوشی اور جس دل سے وہ اسلامی ترقی کی دعا کرتے تھے وہ بیان سے باہر ہے۔

کارروائی شروع ہونیکا وقت بعد نماز مغرب مقرر کیا گیا تہا لیکن شائقین کی دلی امنگیں ہو لو ایسی نہ تہیں کہ انکو اسوقت تک انتظار کرنے کا موقعہ دیتیں۔ دن کے پانچ بجے سے مجمع ہونا شروع ہو گیا۔ اور مغرب تک تقریب پندرہ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ دور دور سے شائقین صرف اسی جلسہ کی شرکت کیلئے تشریف لائے تھے بڑی بڑی پر ضرور خیال ہوتا تہا کہ عیدگاہ کا میدان باوجود اس وسعت کے کافی نہوگا۔ بعد نماز عصر کے ابر نہایت غلیظ چھا گیا اور بڑی شدت سے پانی برسنا شروع ہو گیا۔ یہ وہ پانی تہا جسکی مخلوق کہیں مدت سے آرزومند تہی اور دو برس سے آجتک کبھی اس شدت کا نہیں برساتہا۔ تین گہنٹہ اسی شدت سے باران رحمت برستا رہا۔ اور کسیطرح کمی کی امید نہیں ہوتی تہی۔ مجبوراً کارروائی بند کرنا پڑی۔ تمام مخلوق نہایت خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مکانوں کیطرف واپس چلی۔ ۱۸۔ جولائی روز یکشنبہ کو کارروائی جلسہ پوری کرنیکے لئے قرار پائی۔ اور اسی روز اشتہار شایع کیا گیا۔ وقت جلسہ بعد نماز ظہر قرار پایا چنانچہ اس روز کی آرایش بھی دیکھنے کی شئے تہی اور ممبران جلسہ انتظامیہ کی مستعدی سلیقہ شعاری عالی ہمتی جوشدلی کی داد دیرہی تہی جو انہوں نے اس قلیل وقت میں نہایت کوشش و عرق ریزی کر کے بہم پہونچائی تہی۔ جلسہ کا وقت بعد نماز ظہر ایک بجے مقرر کیا گیا تہا مگر ۱۲ بجے دن سے مجمع ہونا شروع ہو گیا۔ اور بعد نماز ظہر کارروائی جلسہ شروع کیگئی۔

اولاً ذکر میلاد شریف حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شروع کیا گیا۔ بعد تین بجے کے پھر بارش ہونا شروع ہو گئی مگر نہ اسقدر کہ خاص کارروائی جلسہ کو مزاحم ہو۔ اگرچہ قبل اسکے بالکل آسمان صاف تہا۔ ۳ بجے مضمون تار و تہنیت نامہ عربی و ترجمہ تہنیت نامہ و قصیدہ فارسی مصنفہ خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی (جو کہ حضور سلطانی میں بھیجا گیا ہے) حاضرین کو پڑھکر سنایا گیا۔ اسوقت حاضرین کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا اور جوش مسرت نے اسقدر ترقی پکڑی کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

اس موقعہ پر یہ کہنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لکہنو کے مسلمانوں کو جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی (اور ملا طبیب صاحب کا) کمال مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے اس قصیدہ تہنیت نامہ کو مضامین عالی میں اپنی لیاقت کا اعلیٰ جوہر دکھایا اور یہی وجہ تہی کہ جسوقت جناب خواجہ صاحب موصوف کا قصیدہ پڑھا گیا سامعین پر ایک بیخودی کا عالم طاری ہو لیا عربی تہنیت نامہ نہایت نفیس خط مرجع کی خوشخطی سے ایک قیمتی کاغذ پر لکہا ہوا تہا جسکی طلائی جلد اسکی آب و تاب کو اور بھی دو بالا کر رہی تہی۔ یہ تہنیت نامہ تہ کر کے ایک نہایت چوبی مخملی سرخ خریطہ میں رکہا گیا جسکے بنانے کیواسطے لکہنو کے منتخب کاریگر بلائے گئے تھے فارسی کا قصیدہ ایک کتاب کی شکل میں تہا جسمیں سنہری ورق لگے ہوئے تھے اور ایک مخملی جلد بندھی ہوئی تہی۔ یہ دونو چیزیں ایک کشتی نما صندوقچہ میں رکھی گئی تہیں جسکے اوپر نہایت بیش قیمت طلائی کام بنا ہوا تہا۔ اور ایک مخملی غلاف سے محفوظ کر دیا گیا تہا۔

بعدہ حضرت خلیفۃ المومنین کی بقائے سلطنت اور ترقی عمر و فتوحات کیواسطے نہایت الحاح و زاری سے حاضرین نے درگاہ رب العزۃ میں دعا کی اور آمین کے نعرے چاروں طرف سے بلند تھے بعد نماز عصر کے جناب مولانا و مقتدانا مولوی شاہ سلیمان صاحب قادری پہلواروی نے حضرت امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی ثبوت خلافت اور اون تعلقات پر جو کہ مابین عام مسلمانوں اور حضرت سلطان المعظم کے ہیں۔ ایک مدلل لکچر دیا۔ جناب مولانا کے بیان نے ہر شخص کے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ آپنے اپنے بیان کو حاضرین و ارکین جلسہ و ممبران جلسہ انتظامیہ کے شکریہ پر قریب ۶ بجے کے ختم کیا اور جلسہ برخاست ہوا اور پھر تقسیم خیرات شام تک رہی۔

سپاسنامہ اور قصاید کی نقل اور ان تاروں کا مضمون جو اعلیحضرت امیر المومنین اور شاہ ایران و شاہنشاہ جرمنی کو ارسال کی گئی ہیں عنقریب ارسال کرونگا تار کے متعلق یہ امر بھی قابل تذکرہ ہے کہ پہلے تار گھر والوں نے اسکے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر جب مولوی محمد ہدایت رسول صاحب اور دیگر معززین اسلام نے بہت سا تقاضا و اصرار کیا تو حکام اعلےٰ سے بذریعہ تار اجازت منگوا کر تار لیا یہ کچھ معلوم نہیں ارسال بھی کی یا نہیں۔

محمڈن ریڈنگ روم ونمباڑی میں جشن فتحیابی سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ۔ ممبران ریڈنگ روم نے بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۸۹۷ء روز دوشنبہ نہایت کر و فر سے جلسہ منعقد کیا۔ ریڈنگ روم کے مکان کو متعدد ہلالی جھنڈیوں اور قنادیل سے آراستہ کیا گیا تھا۔ راستہ پر دو رویہ کر دسن آیل کے متعدد چراغ لگوا دئیے گئے تھے۔ سرخ پارچہ پر طلائی حروف سے مکان میں داخل ہونے کے مقام پر یہ فقرہ تاریخی مرقوم تھا **جشن فتح سلطان روم دصبہ مبارک باشد** اور دوسرے مقام پر یہ فقرہ تاریخی لکھا ہوا تھا **یا اللہ دولت سلطان روم کو قایم رکھ** اور دوسرے مقام پر یہ فقرہ تاریخی **واللہ خیر الناصرین** جو کسی خاتون مصری کی طبعزاد ہے لکھکر دیوار پر چسپان کیا گیا تھا۔ روشنی کی بہار اور ان فقرات تاریخی نے اہل جلسہ کے دلوں پر مسرت و شادمانی پیدا کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ علاوہ عمایدین اہل اسلام اور علمائے ذوی الاحترام کے صاحبان ہنود میں سے جناب ڈپٹی تحصیلدار ونمباڑی مینیجر صاحب میونسپلٹی ہیڈ ماسٹر لنڈن سکول وغیرہ چند معززین شریک جلسہ تھے۔ ۶ صاحبوں نے یکے بعد دیگرے اپنے لکھے ہوئے لیکچر نہایت فصاحت و بلاغت سے پڑھکر سنائے۔ اور سامعین کو مسرور و محظوظ بنایا۔ ان میں پانچ صاحبوں کا لیکچر اردو اور ایک صاحب کا لکچر عربی زبان میں تھا لیکچروں کی ختم ہونے پر جناب مولانا مولوی سلطان محمد صاحب متوطن راولپنڈی دام برکاتہم جو حسن اتفاق سے اس جلسہ کے صدر نشین بنائے گئے تھے۔ اپنی کرسی سے اٹھے پہلے ان صاحبان ہنود کا جو شریک جلسہ تھے بزبان انگریزی شکریہ ادا کرکے اردو تقریر شروع کی۔ ماشاء اللہ آپ کی تقریر ایسی دلچسپ اور عمدہ تھی کہ تمام اہل جلسہ پر حیرت کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ آپنے حضرت سلطان المعظم کے خلیفۃ اسلام ہونیکا ثبوت اور انکی فتحمندی پر اہل اسلام کو اظہار مسرت کی ضرورت بخوبی ظاہر کی۔ اسکے ضمن میں قسطنطنیہ دریائے باسفرس و ڈاردنیلز کا جغرافیہ اگلے شاہان عثمانیہ کی جستہ جستہ تاریخ افریقہ کی اسلامی سلطنتوں کا تذکرہ اور جو آزادی ہمکو حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند و انگلینڈ کے عہد میں حاصل ہے اسکی حقیقت اور دیگر بہت سے امور کا بیان فرمایا۔

اعلیحضرت امیر المومنین

سلطان المعظم مولانا سیدنا عبد الحمید خان ثانی الغازی ایدہ اللہ بالدین

کی بائیسویں سالگرہ و تخت نشینی کی خوشی میں جیسا کہ ہم قبل ازیں اشارہ کر چکے ہیں نہ فقط ممالک محروسہ عثمانیہ بلکہ مصر کے باجگذار صوبہ کے بھی ایک ایک گاؤں اور محلہ میں اس شان و شوکت اور جاہ و جلال سے مجالس تہنیت منعقد کی گئیں کہ کل دنیا پر اب بخوبی روشن ہوگیا ہے کہ عثمانیہ قوم کا ایک ایک فرد اپنے متبوع الاعظم کا دل و جان سے فدائی اور شیدا ہو رہا ہے۔ خدیو المعظم اور دولتلو غازی مختار پاشا کے جلسے ہی سنین سابقہ سے کچھ کم شاندار و بارونق نہیں تھے۔ بلکہ اس سال کل مصری قوم نے بھی اپنی طرف سے قومی جلسے کر کے اپنی وفاداری اور روحانی تعلق کا ثبوت دیا ہے۔ قاہرہ کی جامع ازہر کا جلسہ جو ہر سال استاد اکبر (پرنسپل) کی زیر صدارت منعقد ہوتا ہے۔ اس سال تمام بلاد افریقہ و عرب کے مستند شیوخ کی شامل ہونے سے عجب بارونق ہو رہا تھا۔ اس جلسہ میں ۳۱۔ اگست کی رات کو قرآن مجید کی قرأت اور امیر المومنین کی صحت اور ازدیاد حشمت کی دعا کے بعد اکثر علماء نے خطبے پڑھے جن میں سے استاد الفاضل شیخ سلیمان العبد کی عربی تقریر بجنسہ ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لمستحق الحمد على ما اولى والشكر لمولى الملوك ونعم المولى سبحانه جدد عهد النعم وشيدها وحسن نظام الدولة العلية وايدها حيث اصطفى لها صفوة خليفته وسلم سياسة ملته لعلو همته وكمال سعادته وساقه على صراط الحكمة في اصلاح مصالحها وتقدم واعمل الفكرة المنيرة في انارة حاجبيها فاكمل نظامها وتمم وسطعت انوار الكمالات على ارجائها ولمعت بوارق الاحكام على الاحكام فخيم العدل على انحائها والصلوة والسلام على من بعثه الله بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا الفاتح لما اغلق والناصر الحق بالحق والهادي الى صراط المستقيم والرشد الى الدين القديم وعلى آله الهداة الائمة وصحابه مصابيح الامة

اما بعد فان هذه الليلة ليلة عيد الجلوس والفرح العمومي المانوس لمن انبسط على رعيته بساط اليمن والامان وافاض عليهم سجال العدل والاحسان واوردهم من مواطفه شرابا سائغا واسبغ عليهم من مكارمه رداء سابغا وحمى حوزة الملة الحنيفية وقوى دعائم الشريعة المحمدية من لا يفي بوصفه مقال ولو استغرق البليغ او قام بالغلو والايغال ظل الله في الارض الذي قام مسنون عزمه لتاييد الدين بكل واجب وفرض فاصبحت الانام ساكنة في ظل الامان رافلة في ثوب العز والامتنان خليفة الله الاعظم ومليكنا الاكرم ناصب صراط العدل المستقيم شمس فلك السعادة المشرقة على كل باد وصقيم السلطان ابن السلطان الغازي عبد الحميد الثاني بلغه الله جميع الاماني فاشرقت بهذه الليلة بعود التهاني وسرت البشائر وتحققت الاماني وابتهج باجلالها الخاص والعام ولاح لورودها سعد هنا في اهناء عام وذهبا يوم اقبالها على سائر الايام وصار اكبر عيد لجميع الانام واطلعته كواكب السعد بمواكب العز والاقبال وتهللت في افق المجد الزوال لبشرها بغاية الكمال

وابدی رحاب الجامع الازھر ابھی المطالع وتتابعت فیہ المبرات وفتحت الکل خیر جامع واجتمع شمل علمائہ الفضلاء والشیخ ھم الاکبر وطلاب النجباء مع کل نصح حمید یبقی ذکرہ علی جید الزمان کالعقد الفرید فسطعت باوجہ الوانع انوار الافراح بارجاء المجید علیہ المساء الصباح فتلیت الآیات القرآنیۃ وتواردت الاذکار الخالصۃ العلیۃ وقام شیخ الجامع الازھر والعلماء والمجاورون بالدعوات الصالحۃ وھم مبتھلون قائلون اللھم انا نسألک یا ذا الجمال والجلال باسطین اکف السؤال بالتضرع والابتھال ان تطیل بقاء ملیکنا الاعظم وسلطاننا الاکبر الافخم مولانا امیر المؤمنین مؤیدًا بالنصر والعز والفتح المبین اللھم خلد ذکرہ واعز نصرہ اصل بجد لمنار الدین وارفع قدر رجالہ المخلصین اللھم امتع الاسلام والمسلمین لطول حیاتہ وادم المسرۃ فی نفسہ وفؤادہ وذواتہ واجعل ایامہ ابد امنصورۃ وذات الشریفۃ ببلوغ امالہ مسرورہ اللھم اجعل ایامہ غرۃ فی جبھۃ الزمان مقرونۃ بالصفو والیمن والامان اللھم اوصم دافعًا منار الشریعۃ المحمدیۃ وناصبًا رایات العلوم الدینیۃ امین

ولنشفع صالح الدعاء بطیب عرف الثناء بابیات مشتملۃ علی تاریخ عید جلوسہ فی ھذا العام متع اللہ بوجودہ وجود جمیع الانام امین وھی ھذہ

رایات نصرک یا امیر المؤمنین لھا العلاء　　وسیوف جیشک فی الوغی صبت علی الاعداء لقضا

وضیاء فکرک قد انار المشکلات بلا عنا　　وعطاء راحتک الذی عم الوری اوفی عطا

وشریعۃ الھادی غدت بمدیحہ طیب الثناء　　ایدتھا وحمیتھا وصدت عنھا الاعداء

فاسلم امیر المؤمنین فکل اعدائک الفداء　　واسعد ودم والعمر عش قد شد للدین البناء

عید الجلوس فھا لنا کالشمس فی وسط السماء　　لیفترح معشر عن سعد عن حسن الولاء

فیہ الرعایا استبشرت بما ارتقت اسنی ارتقاء　　رب السعادۃ اقبلت وبہ التقدم فی نماء

وبہ المعالی قد سمت لنا سعود کما تشاء　　ارخت فی بیت نظم فان درا فی الصفاء

سلطاننا الجلوس نصر وفتح فی ھناء

نجد کے امیر معظم محمد بن عبد اللہ بن الرشید کے حالات جو عرب کے حصہ کا خود مختار بادشاہ ہے حصہ اول میں درج ہیں۔ امیر موصوف کو باوجود خود مختاری کے متعلق العثمانی اعلیحضرت جلالت مآب خلیفۃ اعظم سے جو دلی عقیدت اور خلوص تھا اسکا کچھ شمہ اوسی جگہ بتادیا گیا ہے اسی جلیل القدر امیر نے محاربہ روم و یونان کی شروع ہونے پر کئی لاکھ مسلح بدو فوج ہمراہ لیکر محاربہ میں شریک ہونے کی درخواست کی تھی۔ مگر سلطان المعظم نے اُسکے اخلاص دارا و تمدنی کا شکریہ ادا کرکے کہلا بھیجا تہا کہ یہ جنگ کوئی ایسی اہم نہیں جسکے لئے امیر موصوف کو تکلیف دینی مناسب ہو۔ عساکر شاہرہ کی فتح و نصرت پر

امیر ممدوح نے جو قصیدہ تہنیت دمبارکباد خود تصنیف کرکے مابین ہمایون میں ارسال کیا تہا اسکے پڑہنے سے استحکام تعلقات روحانی و ظاہری کی اور بہی تصدیق ہوتی ہے۔ اعلیحضرت کی اقتدار و اختیار اور محبوب الٰہی ہونیکا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ نہ فقط اُن کے ہم مذہب (سنت جماعت بالعموم اور حنفی المذہب بالخصوص) اور اُن کی اپنی رعایا اونکی محبت و عشق میں سرشار ہے بلکہ وہ قومیں اور ملک بہی جو صدیوں سے ترکی اور سنت جماعت کے جانی دشمن چلے آتے تہے خود بخود انکیطرف کہنچے چلے جارہے ہیں اور خلیفہ اعظم کی معنوی و ظاہری متابعت و محبت سے بڑہ کر اور کوئی سعادت نہیں دیکہتے ہیں امیر محمد ابن عبدالوہاب کے پڑپوتہ ہیں جو وہابیہ فرقہ کا بانی مبانی اور ترکوں کا دشمن قلبی تہا اور جسنے موجودہ مسیحی صدی کے آغاز میں ترکوں کو متواتر شکستیں دیکر بلاد عرب و حجاز سے مطلقاً خارج کردیا تہا۔ آج اس عبدالوہاب کا فرزند فرقہ وہابیہ کا صدر اعلےٰ اور کئی لاکھ مسلح عرب فوج کا مطلق العنان ملک کسی دنیاوی تحریک کے بغیر صرف الہام ربانی سے نصیحتیاب ہوکر اپنے آپ کو بڑے فخر سے زمرہ جان نثار خدام سلطنت علیہ اور خلافت عظمیٰ میں شمار کرتا ہے۔ اسیطرح شاہ مظفرالدین والئی ایران جنہوں نے حال ہی چارسو پونڈ میلاد ذسرا[?] کو مرحمت فرمائی ہیں اور انکی مسلمان رعایا کے کل تعلیم یافتہ اور سمجہدار لوگ (جو تقریباً کلہم شیعہ مذہب ہیں) امیر نجد اور خالص ترکوں سے کچہہ کم جلالت مآب کے دائرہ رشید اہنہیں ہیں۔ اس بیان کی تصدیق ہر روز ایران کے جرائد جلیلہ کے مطالعہ سے ہورہی ہے۔ اور جسکی مزید تصدیق کیلئے عالیجناب امیرزا محمد تقی خان کمال الدین سنجر تہرانی کی نو تالیف کتاب کارستان اتفاق کا دیکہنا جو مطبع الپیفہ باتکجے پوریپن میں نہایت خوشخط اور اعلےٰ درجہ کے ڈمی کاغذ پر طبع ہوئی ہے کفایت کرتا ہے میرزا موصوف امیرالمومنین کو اوصاف ایک قصیدہ میں بیان فرماتے ہیں۔

در جہان فخر مسلمانی و کامسلمیں گرچہ بالا و انتیغ تو بالا اثر گرفت ✤ شیعہ و سنی بوعدلت پیرای تو بس عجب آمیز شیر و شکر گرفت

آن یکی ایمان آیزاشدو ازجان نثار توم از تو طرز مسلمانی شیعو بو در گرفت ✤ حالیا حصن حصین ج رح الکشا تیغ ہیچو خیبر کو بشمشیر دوم حیدر گرفت

کیا اعلیحضرت امیرالمومنین پر خداوند کریم اور اوسکے رسول مقبول کی خاص نظر عنایت ہونیکی اس سے زیادہ کوئی شہادت ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں کا وہ فرقہ جو خلافت کے بارہ میں نہایت ہی متعصب اور سخت ہے اور خلفاء راشدہ میں سے بہی اولین تین خلیفوں کو جائز و مستحق خلیفہ ماننے سے متردد ہے مصلحت وقت سے مجبور یا اُن کے عشق و محبت سے مخمور ہو کر الغرض کسی وجہہ سے ہی سہی۔ اب اسوقت یہ مسئلہ امر ہے کہ وہ بہی برضا و رغبت عبدالحمید خان کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کر رہا ہے۔ چنانچہ وہی شاعر بے بدل ایک دوسرے قصیدہ کے عنوان میں جو فتح و نصرت کی مبارکباد میں تحریر کیاگیا ہے سلطان المعظم کے دیگر القاب کے ساتھ ہی خلیفۃ المسلمین کے لقب کو بخط جلی لکہکر یہہ شعر تحریر فرماتے ہیں ؎

مگر نشنیدہ کو فتح یونان کرد و با حشمت ✤ امیرالمسلمین قوم شاہنشاہ جم چاکر معظم حضرت سلطان فی الجلال عثمانی

کہ باشد از دم تیغش سراج دین پیغمبر دلاور ارسلان عبدالحمید عادل و غازی کہ در روز دغا بازو تیغش بر عدو چیرہ

شہی کز صدق صدیق است فاروق است مسلک بود عثمان در حلم و حیاء روز غزا حیدر دلاور ہمچو عباد است مقدام شد و تقوے

سلطان ہمہ مسلمانان آنکہ ایماندار چون نبود　شہی کو حیطۂ اسلام را باشد نکو مرکز　شہے کو قطب ایمان است نیکو معتبر لنگر

شہنشاہیکہ از سور خوار فوج جرارش[1]　تواند آتش افشاندن بفرق خصم چوں اژدر　شہنشاہیکہ یک کندہ آور ترک انسپاہے

تواند آنکہ تسخیر جہانے کرد سرتاسر　غرض آں عروۃ الوثقائے دین احمد مرسل　ستودہ فسیح یونان با ہزاران حیلہ و کروفر

اسی قصیدہ کے مطلع دوم میں لکھتے ہیں۔

خلافت دستگاہا داد خواہا آسماں جاہا　جہاں در وی فتح و نصر تک خوش زینت و زیور　سنکدست زر افشانک حبیب مسلم و مومن

سنک تیغ شرر افشانک عدو ملحد و کافر　افندم بادشاہم سیدم دولتلو سلطانم　خدا جاہ و جلالک ایلیسوں ہر لحظہ افزونتر

لوائے ہمتک اور مش سیف الحق بام گردونہ　سنک صمصام قہرک خصم کافر وں اکوکیفر　بد اندیش تو و بد خواہ جانت را بود دائم

یکے راہ در دو ریا لیس یکے را مرگ در بستر

ان اشعار سے ناظرین کو اما میہ اصحاب کی محبت والفت کا جو وہ سلطان المعظم سے رکھتے ہیں لورالیقین ہو گیا ہوگا۔ امیر محمد کا قصیدہ اخلاص و عقیدت میں اُن سے بھی سبقت رکھتا ہے۔ اسکے ابتک صرف تین شعر معلوم ہوئے ہیں جو بجنسہٖ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں

فیا کعبۃ الامال یا ھیبۃ الاعداء　حنانیک لا تسمع بنا قول کاذب

پس اے کعبہ امید ہا۔ اے ہیبت اعدا　مہربانی کر ہم پر تو اترا اور ہماری نسبت جھوٹوں کی بات مت سن

اذا کنت یا فخر الخلافۃ راضیاً　فلسنا نبالی عن محبٍ و غاضبٍ

اے فخر خلافت اگر تو ہم سے راضی ہو　تو ہمکو کسی دوست یا دشمن کی پرواہ نہیں

وان کنت سلماً فالحروب غنیمۃ　ولو اضرمت نیرا نھا کل جانب

اگر تیری طرف سے مہربانی و صلح رہے تو باقی تمام لڑائیاں ہمارے لئے غنیمت ہیں　خواہ اُن کے شعلے تمام طرفوں سے بلند ہو رہے ہوں

اس قصیدہ کے بھیجنے کے بعد امیر موصوف نے چند خالص النسل بیش بہا عربی گھوڑے بطور ہدیہ اپنے دار الخلافہ حائل (واقعہ وسط عرب) سے متبوع الاعظم امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کیے جو ولایت کی ڈاک مخبر ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۰ء کے شروع میں بخیریت دمشق پہنچ گئے تھے اور غالباً وسط اکتوبر کو آستانۂ علیا پہنچ گئے ہونگے۔ اعلیحضرت کے منصب خلافت اور اوسکے اقتدار کو صرف مسلمانان عالم اور مسلم فرمانرواؤں ہی نے تسلیم نہیں کیا بلکہ زبردست سے زبردست یورپین فرمانرواؤں کو بھی سلطان المعظم کے اس منصب جلیلہ کے سامنے جسکی طاقت و عظمت کا اچانک اور یکبارگی کل دنیا میں سکہ بیٹھ گیا ہے۔ سر جھکانا پڑا ہے چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے زار ایسے جابر اور طاقتور شہنشاہ نے سلطان الاعظم سے یہ التجا کی تھی کہ وہ وسط ایشیا میں روسی حکومت کے برخلاف اپنے اس اقتدار سے کام نہ لیں اس عنایت کریمانہ کے عوض روس معاملات یورپ میں ہر وقت سلطان کا معاون و مددگار رہیگا۔ زمانہ کی یہ عجیب و غریب نیرنگی دیکھکر بے اختیار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْكَرِيمِ۔

[1] کنایہ از تفنگ ۱۲

مسلمانونکی بیداری مولوی رفیع الدین صاحب نے ولایت کے رسالہ انیسویں صدی میں مسلمانونکی بیداری اور سلطنت انگلشیہ ترکی کے تعلقات پر ایک قابل قدر مضمون شایع کر کے حج کی برکات و اسرار پر نہایت عمدہ بحث کی ہے جس سے ہماری اُن تحریرات کو جو حج کے متعلق ۲۳ فروری ۱۸۹۶ء اور ۱۸ نومبر ۱۸۹۷ء کے وکیل میں اور ترکی و انگلستان کے اتحاد کے متعلق وقتاً فوقتاً شایع ہوتی رہی ہیں بہت تقویت ملتی ہے ہم انکی تحریر کا اسقدر حصہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل درج کرتے ہیں۔

انگلینڈ کا چار قسم کے مسلمانوں سے تعلق ہے (۱) ایک وہ جو براہ راست رعیت سرکار ہیں (۲) وہ جو سرکاری حفاظت میں ہیں (۳) وہ جو خود مختار مسلمان بادشاہوں کی رعیت ہیں (۴) وہ جو انگلینڈ کے علاوہ دیگر ایسے بادشاہوں کے ماتحت ہیں جو مسلمان نہیں ہیں۔ نمبر (۱) میں مسلمانان ہندوستان۔ برہما۔ رنگون۔ عدن۔ پرم۔ سقوطرہ۔ کوریا موریا کے جزائر۔ جزائر۔ ملایا۔ برٹش بورنیو۔ قبرس جزائر کامران۔ سنگاپور وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ نمبر (۲) میں مسلمانان مصر۔ بلوچستان۔ زنگبار پمبا۔ جوہر۔ مالدیو جزائر کیلنگ وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں اسّی لاکھ کی آبادی ہے۔ نمبر (۳) میں ترکی۔ پرشیا مراکو۔ افغانستان سکوٹو برنو۔ دو بکیم و بگرمی کے مسلمان شامل ہیں۔ اور ایسے مقامات وسط افریقہ میں۔ چین میں مسلمان چار کروڑ ہیں۔ ہالینڈ کے ماتحت دو کروڑ۔ روس میں دو کروڑ سلطنت فرانس میں چار کروڑ اور افریقہ کے مقامات میں ۳ کروڑ ہے گویا کل اسلامی دنیا کی آبادی ۲۳ کروڑ ہے یہ طاقت نہ استخفاف اور استہزا ہی نہیں۔

میری رائے میں اس موقعہ پر کچھ صراحت ضرور ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ کیسے یہ مختلف اسلامی فرقے جنمیں بعد المشرقین ہے اور جنکو تعصبہ مختلف ہیں ایسے معاملات میں جنکا اثر ان کے مذہب اور انکی حالت پر ہو سکتا ہے۔ ایک ہو سکتے ہیں۔ یہہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ بار کا مسلمان الجیریا کے مسلمان سے یا کابل کا باشندہ قسطنطنیہ کے باشندے سے خیالات کا تبادلہ کرے۔ ان لوگوں کی باہیں مختلف ہیں ان لوگون کے بادشاہ مختلف ہیں پھر وہ کسطرح ایک ہو سکتے ہیں۔ بیشک یہہ دقتیں جو ہمنے بیان کی ہیں۔ ایک قسم کی سد سکندری ہیں۔ اور بادی النظر میں ان دقتوں کو حل کرنا دشوار ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہہ دقتیں نہایت آسان ہیں۔ اسلام کے بانی نے ان دقتوں اور دشواریوں کو پہلے ہی سوچ لیا تہا۔ اور اسکا علاج پہلے سے ہی تیار کر چھوڑا تہا پیغمبر اسلام نے اس مطلب کے لئے حج کا حکم صادر کیا تہا۔ جسکے ذریعہ دور دور کے لوگ سال میں ایکدفعہ ضرور بیت الحد میں جمع ہوتے ہیں جسقدر اژدحام خلائق اس موقعہ پر مکہ معظمہ میں ہوتا ہے دنیا میں کہیں نہیں ہوتا۔ ظاہر مطلب حج کا تو یہہ ہے کہ عبادت الٰہی ہے۔ مگر اصلی منشا یہہ ہے کہ مختلف مقامات کے مسلمانونکو ملنے اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملے۔ کوئی گورنمنٹ اور کوئی حاکم مسلمانوں کو اس فرض منصبی کے سرانجام دینے سے نہیں روک سکتا یہاں آپکو ہر قسم کے لوگ افغان۔ چینی۔ ترک۔ الجیرین۔ ایرانی وغیرہ نظر آئینگے۔ یہاں آپکو مختلف علوم و فنون کے فاضل نظر آتے ہیں۔ اور یہہ سب عربی زبان کے ذریعہ تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ یہاں ہر ایک سچا مسلمان اس بات کا معتقد ہو جاتا ہے جسکے معنی ہیں کہ تمام مسلمان بھائی ہیں۔ یہاں نہ صرف تمام مسلمان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور جسم دہلتے ہیں بلکہ دل سے ہر قسم کا کینہ اور بغض

دور کر دیتے ہیں۔ اور دلگداز صدق دل سے ہر ایک کو بتا دیتے ہیں۔ گذشتہ تین سالوں میں ان حاجیوں کی زبان پر صرف عیسائیوں کی دست درازی
اور خلیفہ پر انکی تعدی کا ذکر رہا ہے۔ ان گذشتہ تین سالوں میں یہہ عام خیال ہو گیا ہے کہ آگے انگلستان مسلمانوں کا دوست تہا اب
روس دوست ہو گیا ہے۔ آگے روس دشمن تہا اب انگلستان دشمن بن بیٹھا ہے۔ ہمارے خیال میں یہہ یقین قابل افسوس ہے۔ لیکن یہہ یقین لوگوں کو
ضرور ہو گیا ہے۔ ترکی راہ و رسم کے موجب آجتک کوئی پولٹیکل جلسہ مکہ معظمہ میں نہیں ہوا۔ سرسری کمیٹیاں اور بات چیت مشرقی دنیا میں ہر
طرف ہوتی ہیں۔ ان حاجیوں کا رسوخ اہل اسلام کے دلوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسبارہ میں مسٹر بلیو اس بلنٹ ایک مشہور انگریزی مصنف کا
قول ہے کہ اس قسم کے خیال پیدا کرنے کے لئے اور اسلامی اتحاد کو مستحکم کرنے کیلئے بہتر طریقہ یہہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایام حج میں رسالے شایع کئے
جائیں۔ حج کے موقعہ پر دور دراز مقامات سے حاجی جمع ہوتے ہیں۔ اور بہت اچھا ذریعہ انکو تبادلہ خیالات کا ملتا ہے۔ حاجیوں کا رسوخ
دور دور دیہات میں پھیلجاتا ہے۔ اور یہہ کاروائی نہایت پر اثر ہوتی ہے۔

مجھکو اس امر پر اور بھی زیادہ افسوس آتا ہے کیونکہ چند سال ہوئے انگلینڈ نے حاجیوں کی مدد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا
دوست ہے۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں سر ہنری نارمن نے جو بڑے قابل وزیر ہند تھے مجھسے حاجیوں کی شکایت لیکر انکے رفع کرنے کا وعدہ کیا تہا۔ اور اس
وعدہ کو حتی المقدور ایفا بھی کیا۔ سال گذشتہ میں گورنمنٹ کو وباکے پھیلنے کے باعث ہندوستان میں حاجیوں کو روکنے کی ضرورت دامنگیر ہوئی
تھی۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ کی نیک نیتی میں بدگمانی پیدا ہوئی ہو۔ مجھے ہرگز تعجب نہیں اگر ملا ہڈا جیسے متعصب دیوانہ نے اس بات کو لیکر
کالکو بتا دیا ہو اور لوگوں کو یہہ یقین دلا دیا ہو کہ سرکار حج کو روکتی ہے۔ جاہل مسلمانوں کو کیا خبر ہے۔ کہ ہندوستان میں وبا پھیلنے کے باعث
سرکار انگلشیہ نے حاجیوں کو نہیں روکا۔ بلکہ سلطان ترکی نے روکا ہے۔ میری مذکورہ بالا ریمارک سے لوگوں کا حال واضح ہو گیا ہے
اب میں یہہ ثابت کرونگا کہ عیسائیوں کی حرکات سے اسلامی ریاستیں بھی آپس کی قدیمی دشمنی اور مخالفت کو بھول گئی ہیں۔ اور انہوں نے
بھی رابطہ اتحاد قایم کر لیا ہے۔ ناصر الدین کے قتل ہونیسے پہلے سلطان نے ایک خاص ایلچی شاہ ایران کے پاس بھیجا تہا تاکہ اونکو جوبلی کے
موقعہ پر مبارکباد دے۔ یہہ گویا رابطہ اتحاد کا پیش خیمہ تہا۔ اس پیغام کا پیغامبر بابعالی کا ایک لایق ڈپلومیٹسٹ منیف پاشا تھا۔
بدقسمتی سے شاہ قاچار قتل کیا گیا۔ مگر سلطان نے اپنے سفیر کو واپس نہیں بلایا۔ بلکہ اسکو مستقل ایلچی وہاں مقرر کر دیا۔ موجودہ شاہ ایران
نے تخت نشین ہو کر کئی تحایف سلطان کو بھیجے اور جو شخص تحایف لایا تہا۔ بڑی دیر تک وہ سلطان سے گفتگو کرتا رہا۔ اگر قسطنطنیہ
اعظم اور دارا کے جانشین اسیطرح کا برتاؤ رکھینگے تو رابطہ اتحاد کے مستحکم ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ والئی کابل ضیاء الملت والدین
نے بھی ایران اور مکہ معظمہ میں تحایف ارسال کئے ہیں۔ روس بھی مسلمانوں کی دلجوئی میں ہمہ تن ساعی ہے۔ اگرچہ روس کٹر عیسائی ہے
مگر اسنے مسلمانوں کے لحاظ وسط ایشیا میں مساجد بنادی ہیں۔ اور ایران وغیرہ میں زائران کربلا کی خاطر کیلئے مسلمان سفیر متعین کئے
ہیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ جسقدر انگلینڈ نے سلطان عبد الحمید سے پہلو تہی کیا ہے۔ اسیقدر وہ روس کیطرف زیادہ راغب ہوتا
گیا ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلطان روس کے منشا سے ناواقف نہیں ہے۔ سلطان بخوبی جانتا ہے کہ کیوں نکولس دوم
نے اپنی پالیسی بدل لی ہے۔ اور کس غرض سے تبدیل پالیسی کی۔ اسکا کچھ خاص منشا ہے۔ در اصل روس کا منشا یہہ ہے کہ بغیر لڑے بھڑے قسطنطنیہ اسکے

ہاتھ آجائے۔ ٹرکی کو معلوم ہے کہ انگلینڈ نے ہمیشہ روس کو اپنا دلی مطلب پورا کرنے نہیں دیا۔ اگر آخری وقت میں انگلینڈ نہ مخالفت کرتا تو روس نے اسوقت تک قسطنطنیہ کو سالہا سال سے لیلیا ہوتا۔ پس انگلینڈ کا دلی منشا یہ ہے کہ ترکی واقعی طاقتور ہوجائے اور اسکی اندرونی بدنظمی رفع ہوجائے۔ بیس سال ہوئے بکنسفیلڈ نے انگلینڈ کو یقین دلایا تہا کہ اگر کافی مہلت دیگئی تو ضرور ٹرکی اصلاح کریگی۔ آج انگلینڈ کی یہ رائے ہے کہ ٹرکی کبہی ترقی نہیں کریگی۔ اسلئے اسکو اسکی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ یہ ظاہر ہے کہ دو پالیسیوں میں سے کونسی پالیسی انگلینڈ کے حق میں بہتر ہے۔ روس میں سے تو مسلمان جو عقیل ہیں اصلاح کے خواہشمند ہیں۔ سلطان اگر ذرہ غور کریں تو انکو معلوم ہوجائیگا کہ روس کیساتھ اتحاد کرنا گویا اپنے آپ کو اسکا تابع فرمان بنانا ہے۔ یہ پالیسی ضرور بدلنی چاہئے۔ ٹرکی کے اخبار خواہ مخواہ انگلینڈ کو سخت سست کہہ رہے ہیں انگلینڈ ہرگز ترکی کا بدخواہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ خلیفہ وقت کو موجودہ پالیسی کی غلطیوں سے آگاہ کردیں۔ انکا فرض ہے کہ ملک کے وزرا کے دلوں میں یقین دلادیں کہ انکا فرض ہے کہ مسلمانوں کی دلجوئی کریں۔ کہتے ہیں کہ اب انگلینڈ کی دوستی ٹرکی سے نہیں ہوسکتی۔ مگر میری یہ رائے نہیں ہے۔ اس دوستی میں جانبین کا فایدہ ہے۔ انگلینڈ کی عداوت ٹرکی سے صرف شرطیہ ہے۔ انگلینڈ صرف اسلئے ناراض ہے کہ ٹرکی اصلاح نہیں کرتی۔ اگر سلطان مستقل طور پر اصلاح اور رعیت کی بہبودی برابر مدنظر رکہیں تو انگلینڈ میں اور انمیں کوئی دشمنی نہیں ہے۔ انگلینڈ کی بہبودی اسلامی ترقی سے وابستہ ہے۔ انگلینڈ۔ افغانستان۔ ٹرکی اور ایران کا دوست ہے۔ جو مدبران ملک اس غلط فہمی کو دور کرا کے رابطہ اتحاد قایم کرینگے۔ وہ گویا تمام اسلامی دنیا پر احسان کرینگے۔

یونانیوں کی خیانت اور ترکوںکی شہامت کی شہادت

ڈاکٹر اینڈریوز پریسیڈنٹ امریکن ہیلپ سوسایٹی نے جو محاربہ یونان و روم کو دیکہنے کے لئے گئے تہے اپنے ملک میں جاکر یونانی عیسائیوں اور مسلمان ترکوں کی نسبت ایک لیکچر میں حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

یونانی لڑائی کیلئے بالکل تیار نہ تہے۔ لیکن اگر وہ کوشش بہی کرتے تو ترکی قوم کے مقابلہ کرنیکے قابل مشکل ہوسکتے۔ ترک من حیث الاقوام یونانی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ مجہسے خود دو یونانیوں نے جو اپنے ملک سے بخوبی واقف تہے ذکر کیا کہ وزیر اعظم سے لیکر ادنے سپاہی تک کل ملک میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں جو سرکاری راز کو رشوت لیکر نہ بتادے یا جو روپیہ کی لالچ سے بگاڑا نہ جاسکتا ہو۔ دماغی قابلیت کے لحاظ سے وہ دنیا کی کسی قوم سے کم نہیں ہیں مگر اخلاقاً انکی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے۔

برعکس اسکے ترک دیانتدار ہیں۔ وہ اپنے ملک کے عیسائیوں اور آرمینیوں سے انتہا افضل ہیں۔ اگر تم کسی ترک دوسری جگہہ پہنچانے کے لئے کہیدو تو وہ جنگل بیابان کوہ و دشت الغرض خطرناک سے خطرناک مقامات کو عبور کرتا ہوا اسے منزل مقصود پر پہنچا دیگا یا اس کوشش میں جان دیدیگا۔ وہ زر امانت کو خود ہی نہیں چرائیگا۔ بلکہ قزاقوں کو بہی چرانے نہ دیگا۔ وہ نہایت حلیم الطبع اور متحمل مزاج ہوتے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اگر کسی ترک کو یقین ہوجائے کہ وہ تمہارا یعنے کسی عیسائی کا سر کاٹنے سے اپنے مذہب و ملت کو فایدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ بے الفور تمہارا گلا کاٹ دیگا۔ ہمارے واعظ اور مناد ترکوں میں عیسائیت کی ترویج نہیں کرسکے اور کوئی بہی کیسے سکیں جبکہ وہ اخلاقاً ہم سے افضل و اعلے ہوں۔ اس بارہ میں ہم ان سے کچہ نہیں حاصل کرسکتے مگر ہم کرسکتے ہیں مثلاً ایک جناب

سے نوشی ہی ترکونکی ایسی صفت ہے کہ اگر وہ مغربی تہذیب میں داخل ہوجائے تو فائدہ بیکران پہنچانیکا باعث ہو

یوروپ اور اہل یوروپ میں شک نہیں کہ ترکوں کے حق میں غلط بیانیوں اور اصل وقعات کو چھپانے کیواسطے بہت کچھ گنہگار ہیں۔ اور ہمیشہ ترکوں کے اوصاف نہایت تاریکی میں کرکے دنیا کو دکھلاتے رہے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ انہیں خیالوں کو مجبوراً اس قوم کی انسانیت کی اچھائی اور شرافت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں پال مال میگزین میں آنریبل ٹی۔ ڈبلیو نے ممبر پارلیمنٹ نے تھسلی میں سفر کرنیکے بعد ایک مضمون لکھا ہے جسمیں وہ اُن غلط اور لغو افواہوں کا ذکر کرکے جو ترکوں کے خلاف شائع کیجاتی تھیں اصلی وقعات سے مقابلہ کرتے ہیں جو بالکل اُن غلط بیانیوں کے برعکس ثابت ہوئی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ وولو پر جب ترک متصرف ہوئے نہ کسی طرح مالی نقصان شہر یا اسکے باشندوں کو پہنچا نہ کسی اور قسم کا۔ بلکہ تاجروں اور بیوپاریوں نے ترکوں کی مراعات سے بیجا ناجائز فائدہ اٹھایا کہ کثیر مال و اسباب بیدھڑکے درآمد و برآمد کرتے رہے۔ حالانکہ یونانی حکومت میں اُن کو اسقدر سرکاری محصول ہی ادا کرنا پڑتا تھا۔ جو افسر ترکوں کیطرف سے تھسلی کی رعایا پر حکومت کرنے کو مقرر ہوئے ہیں وہ نہایت ہوشیار خلیق طبع اور انسانیت و ہمدردی سے متصف ہیں۔ ترکوں کی فوج اور اونکے سپاہی جس پہلو سے دیکھے جائیں قابل تعریف ہیں۔ صاحب موصوف ان سپاہیوں کی تعریف کرکے لکھتے ہیں۔ کہ گو ترکی سپاہی کو مشکل ہی کچھہ تنخواہ ملتی ہے۔ اور جنگی وردی اور بوٹ بھی اکثر موقعہ پر خراب ہورہے تھے۔ مگر وہ ایک حرف شکایت بھی زبان پر لائے بغیر نہایت وفاداری اور جان نثاری سے فوجی زندگی کی ان مشکلات کو برداشت کرتا ہے۔ اسکے بعد صاحب موصوف ترکوں کے زیر حکومت تھسلی کی مفصل کیفیت کے دوران میں لکھتے ہیں کہ جو کچھہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اسکے ساتھہ یہ جتلا دینا قرین انصاف ہے کہ جب سے ترک اس صوبہ پر قابض ہوئے ہیں ترکی سپاہیوں کا رویہ بیشک نہایت قابل تعریف ہے اور یونانی اخبارات نے ترکوں کے خلاف جو جو کہانیاں چھاپی تھیں وہ سب و تمام بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی ہیں۔ یہ کہنا کسیطرح مبالغہ نہیں ہے کہ ایسی ہی حالات میں یوروپ کی کسی اور سلطنت کے کسی سپاہی سے ایسے عمدہ چلن کا اظہار نہ ہوتا۔ اور یونانی حکام کو بار بار یہ اقرار کرنا پڑا ہے کہ در اصل ہم کو ترکوں کی خلاف کوئی شکایت نہیں ہے جہانتک میں دیکھہ سکا ہوں سپاہیوں کے تعلقات رعایا کے ساتھہ کسیطرح غیر دوستانہ نہ تھے اور محبت سے ایسی مثالیں دیکھی گئی ہیں کہ ترکی سپاہیوں کو جو کچھہ کم و بیش راشن کھانیکو ملتا ہے انہوں نے اسمیں فاقہ زدہ عیسائیونکو بھی اپنے ساتھہ شامل کرلیا ہے۔

اسکے بعد صاحب موصوف نے ترکی اور یونانی سپاہیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یونانی سپاہی صرف دیکھنے ہی کے تھے ترکی سپاہیوں کے صرف جنگ ہی سے اُن کے جوہر معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ یونانیوں سپاہیوں کا ناظرین کے دل پر بہ نسبت ترک سپاہیوں کے اچھا اثر پڑتا تھا لیکن افسوس ہے کہ ظاہری حالت لباس اوقات کسقدر دھوکہ دہ ہوتی ہے۔ یہی ترکی سپاہی ایسے ہیں کہ انہیں مورچہ پر کرکے میدان میں چھوڑ دو اور وہ اسوقت تک قدم پیچھے نہ ہٹائینگے جبتک کہ ایک سانس بھی ان کے بدن میں باقی ہے۔ لیکن ان یونانیوں کی نسبت اسکا بھی تو کامل یقین نہیں کہ اگر ان کو میدان میں بھیجو تو اُن کی ہمت بھی لڑنیکے واسطے انکو شاید یاری دے۔

ترکی نشان سب سے قدیم ترکی نشان طبقہ اول کا بھی جو سنہ ۱۷۹۹ء میں سلطان سلیم ثالث نے اُن انگریز افسروں کو عطا کرنیکے لئے جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کی حفاظت میں نمایاں خدمات کی تھیں قائم کیا تھا۔ یہ نشان ستارہ اور ہلال و دیگر ...

کو بھی مرحمت کیا گیا تھا۔ اب یہ بہت کم عطا کیا جاتا ہے۔ اسلیئے کبھی اسکا نام سننے میں نہیں آیا۔

"طبقہ مجیدیہ" سلطان عبد المجید (فرمانروا حال کو والد ماجد) نے ۱۸۵۲ء میں خدمات حسنہ کو صلہ میں عطا کرنے کو لئے قائم کیا تھا۔ اسکے پانچ درجے ہیں۔ اول درجہ کا نشان ایک وقت میں پچاس اشخاص سے زیادہ کے پاس نہیں ہو سکتا۔ دوسرے درجہ کے نشان کیلئے ڈیڑھ سو۔ سوم درجہ کیلئے آٹھ سو۔ چہارم درجہ کیلئے تین ہزار۔ اور پنجم کیلئے چھ ہزار کی تعداد معین ہے۔ اگر ایسے پچاس شخص زندہ موجود ہوں۔ جنکے پاس اول درجہ کا نشان ہو تو تاوقتیکہ ان میں سے کوئی فوت نہو جائے اس درجہ کا تمغہ کسی اور شخص کو عطا نہیں ہو سکتا۔ وقس علی ذالک۔ بعض اوقات متوفی نشاندار کو بیٹوں میں سے کسی کو باپ کا تمغہ پہننے کی اجازت دیدیجاتی ہے۔ اور اسطرح وہ فرزند طبقہ کے ارکان میں شامل ہو جاتا ہے "مجیدیہ" کا نشان ستارہ کی شکل ہے جو چاندی کا ہوتا ہے۔ اوسکی نقری کرنوں کے سروں کے درمیان علیحدہ علیحدہ چھوٹے چھوٹے ہلال اور ستارے بنے ہوئے ہیں۔ درمیانی ستارہ کے گرد سرخ میناکاری کا حلقہ ہوتا ہے۔ اسکا فیتہ جسکے ساتھ وہ ایک بڑے سرخ میناکار ہلال مع ستارہ سے آویزاں ہوتا ہے سرخ ریشم کا ہوتا ہے۔ فیتہ کے دونو حاشیے نہر باریک سبز دھاری ہوتی ہے۔ اول درجہ کا تمغہ مرصع بجواہر ہوتا ہے نشان کے وسط میں سلطانی طغرا اور اوسکے گرداگرد الفاظ "صداقت" "حمیت" - اور "غیرت" بخط عربی کندہ ہوتے ہیں۔ جنگ کریمیا کے بعد کئی فرنچ اور انگریز افسروں کو یہ نشان مرحمت ہوئے تھے۔

"طبقہ عثمانیہ" ۱۸۶۱ء میں سلطان عبد العزیز شہید نے خاصتاً خدمتگزار اور وفادار مسلمانوں کے لئے قائم کیا تھا۔ اسکے سات مدارج ہیں۔ پہلا پچاس اشخاص پر۔ دوسرا ایکسو۔ تیسرا ۱۲۵۔ چوتھا ۵۰۰۔ پانچواں ایکہزار۔ چھٹا دو ہزار۔ اور ساتواں درجہ تین ہزار اشخاص کی تعداد پر محدود ہے۔ یہ شش پہلو ستارہ کی شکل میں ہے جسکی زمین سبز ہے۔ اور وسط میں ہلال اور تاریخ قیام طبقہ ثبت ہے۔ پشت پر ۶۹۹ ہجری کندہ ہے۔ جو خاندان عثمانیہ کی سلطنت کے قیام کا سن ہے طبقہ کے قائم ہونے پر پہلا نشان جو جواہر بیش قیمت سے مرصع کیا گیا تھا۔ چند اعلے عہدہ داروں کے ہاتھ سلطان عثمان بانی خاندان کی قبر پر رکھنے کے لیے بروصہ بھیجا گیا تھا۔ اس نشان کا فیتہ سبز رنگ کا اور اوسکے حاشیوں کی دھاریاں سرخ ہیں۔

فنون لطیفہ اور علوم ادبیہ کے تمغے بھی سلطان عبد العزیز نے ۱۸۶۷ء میں قایم کیئے تھے۔ یہ ایسے اشخاص کو دیئے جاتے ہیں جو علوم وفنون یا ادب میں امتیاز حاصل کریں۔ انکے فیتہ سرخ و سفید رنگ کے ہیں۔

"طبقہ امتیاز" سلطان حال نے اون اشخاص کیلئے جنسے شجاعت حمیت۔ دیانت یا بنی نوع انسان حتی کہ بے زبان جانوروں سے شفقت نمایاں طور پر ظہور میں آئی قایم کیا ہے۔ اسکے تین درجے ہیں۔ مرصع بجواہر طلائی اور نقرئی۔ فی زماننا غیر مسلموں کو زیادہ تر یہی نشان مرحمت ہوتا ہے۔ مگر اکثر مسلمان بھی اس سے مشرف ہیں۔ اسکا تمغہ مدور اور روپیہ سے کسیقدر بڑا ہے۔ اسپر سلطانی طغرا اور نشان سلطنت نقش ہے۔ اور پشت پر یہی عبارت کندہ ہے۔

انکے علاوہ تین طبقے اور ہیں "افتخار" "لیاقت" "شفقت" ان کو بھی امیر المومنین غازی عبد الحمید ثانی خان اعز اللہ نصرہ نے عورتوں کیلئے بھی

تمغوں کے علاوہ اعزازی کلاہ دستاریں اور خلعت دینے کا پرانا دستور بھی ابھی بالکل متروک نہیں ہوا۔

جشن جوبلی و سلطانی سفیر و متعصبین کی سفاہت

مہاشا ٹریبون ۱۲ر جولائی کے پرچہ میں اپنے ایڈیٹوریل نوٹ میں جوبلی کے موقعہ پر قیصرہ ہند کے جلوس پر چند سطریں لکھتی ہوئی بھی اس عداوت قلبی اور دلی بغض کو جو اسکو اپنے ہموطن مسلمانوں اور انکی طفیل کل دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہے ظاہر کرنے سے باز نہیں رہ سکا۔ حضور قیصرہ ہند کی صحت و تندرستی - لارڈ رابرٹس کی چہرہ آؤبھگت اور ایک ہندو مہاراجہ کی شاندار اور فوق البھڑک پوشاک کی تعریف اور تذکرہ میں بیس سطریں تحریر کرکے اس نے دُگنی عبارت میں اپنی انوکھی منطق سے ترکوں کو بد اخلاق ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے - اسکی تحریر کا بجنسہ ترجمہ حسب ذیل ہے -

"اس جلوس کا ایک اور واقعہ جسپر اسوقت لوگوں کو توجہ ہوگئی اور جسکی باقاعدہ اطلاع پہنچی ہے کسیقدر کم فرحت افزا تھا - وہ واقعہ یہہ ہے کہ نہ خاص ترکی ایلچی اور نہ ترکی سفیر شاہی جلوس میں شامل ہوئے - اسے اتفاقیہ سہو نہیں کہا جاسکتا - دنیا کی تقریباً ہر ایک مشہور ملک نے اسموقعہ کیلیئے لنڈن کو اپنا نائب روانہ کیا - اور ہر ایک ایسا نائب جلوس میں شامل ہوا - اسمیں چالیس ممالک غیر کے شہزادے بھی شامل تھے جنمیں سے اکثر کسی زمانہ میں حکمران بادشاہ ہونگے - ٹرکی نے بھی جوبلی کی شرکت کیلیئے خاص ایلچی روانہ کیا تھا - مگر نہ وہ اور نہ مستقل سفیر جو ہمیشہ لنڈن میں رہتا ہے جلوس میں شریک ہوا - یہہ امر اُس عظیم الشوکت اور نیکدل فرمانروا کی متعمد تحقیر اور سبکی کرنے سے جسکو اُسدن تمام دنیا مبارکباد دے رہی - اور اسکے لئے دعائیں مانگ رہی تھی کسیطرح کم نہیں ہوسکتا - یہہ ظاہر ہے کہ ایسی کج اخلاقی کا علانیہ نہ تو نوٹس لیا جاسکتا ہے - اور نہ اُسپر خفگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے - مگر اس امر کی ہندوستان میں کامل تشہیر ہونی چاہیئے جہاں ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا سلطان ٹرکی کو ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔"

اس عبارت کو پڑھکر ہر ایک منصف مزاج سخت متعجب ہوگا - کہ یہہ عقل کا اندھا اخبار ٹرکی سفرا کی عدم شرکت کے واقعہ سے اسکی واقعی وجہ دریافت کرنے یا معلوم ہونیکے بغیر کس اصول پر چلکر ترکوں کی کج اخلاقی اور ملکہ معظمہ کی عمداً اہتک کرنیکا نتیجہ نکال رہا ہے اور وہ کیسی بودی بنیاد پر مسلمان رعایا ملکہ معظمہ کو ترکوں سے ہمدردی رکھنے کا الزام دیکر اپنی خباثت اندرونی کو ظاہر کر رہا ہے -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ جلالت مآب سلطان المعظم کے خاص اور معمولی دونو سفیروں میں سے کوئی بھی جلوس میں شریک نہیں ہوا - اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ہمارے محب ملک و قوم ٹریبون مہاشا کو یہہ اطلاع ٹائمز مورخہ ۲۵ر جون سے ملی ہے - لیکن جسطرح سے اخبار مذکور نے اس خبر کو شائع کیا ہے وہی نیز فہم ٹریبون کو یہہ سمجھانیکے لئے کافی تھی - کہ یہہ امر خود میزبان کیطرف سے ہوا ہوگا - کیونکہ ٹائمز کی ترکوں سے عداوت ٹریبون سے زیادہ مسلمہ اور محقق ہے - اگر عدم شرکت ترکوں کے کسی قصور کیوجہ سے ہوتی تو وہ اسکو جلوس کی واپسی کے حالات لکھتے وقت ضمناً یہہ تحریر کرکے ایسے سرسری طور سے نہ ٹال دیتا کہ ترکی خاص ایلچی یا سفیر متعینہ دربار لنڈن جلوس میں نہ شریک ہوا بلکہ ترکوں کی ہجو اور مذمت میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتا اسکا طرز بیان ہی ظاہر کر رہا ہے کہ وہ امر واقع کو اظہار سے تو گریز نہیں کرسکتا تھا مگر وجوہات بتانے میں اپنی قوم کی مذمت دیکھکر اُسنے دم بخود رہنے کو قرین مصلحت تصور کیا - مزید براں اگر مہاشہ ٹریبون اس اخبار کے اور دو صفحے اُلٹنے کی تکلیف گوارا کرتا تو اوسکو معلوم ہوجاتا کہ جلوس سے

ایک روز پہلے (۱۸ جون) قصر بکنگھم میں حضور ملکہ معظمہ نے ممالک غیر کے شہزادوں اور سفراء کو جو دعوت دی تھی اس میں سلطنت علیہ ترکی کے سفراء موجود تھے اور اگر اس (از عم خود) فخر نجابت ہندوستان اخبار کا دائرہ معلومات جیسکے مطالعہ سے لفٹنٹ گورنر پنجاب نواب وائسرائے ہند اور نواب وزیر ہند (جیسا کہ وہ اس تاریخ کے پرچہ میں فخریہ لکھتا ہے) اکتساب فیض کرتے ہیں صرف اخبار ٹائمز تک محدود نہ ہوتا اور اسے دنیا کی کسی اور اخبار کو بھی دیکھنا نصیب ہوتا تو اسکو معلوم ہو جاتا کہ اگر ترکی سفراء کو ملکہ معظمہ کی تحقیر کرنی ہوتی تو انکا جلیل القدر سلطان خود اپنے دارالخلافہ میں نماز شکرانہ کے موقعہ پر خاص اپنے پانچ اعلیٰ عہدہ دار انگریزی سفارت کے گرجہ کو روانہ نکرتا۔ اور اگر سفراء مذکور کا ایسا ارادہ ہوتا تو لارڈ سالسبری وزیر اعظم جو اتوار کو کبھی دفتر میں آکر کسی سے باضابطہ ملاقات نہیں کرتے ہز ایکسلنسی جنیر پاشا کو روم کی خبر سنکر اپنے سابقہ دستور کو بالائے طاق رکھکر پاشائے موصوف کی ملاقات کو خاص اتوار کے دن (۲۰ جون ۱۸۹۷ء) اپنے دفتر میں رونق افروز نہ ہوتے۔ ان سب باتوں کو علیحدہ رکھکر بھی اگر ایک لمحہ کیلئے غور کیا جاوے تو ہر ایک بیوقوف سے بیوقوف بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر دونوں سلطنتوں کے تعلقات ایسے بگڑے ہوئے ہوتے تو سلطان المعظم کو اپنا نائب روانہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی۔

اس فتنہ پرداز اخبار کی واقفیت کے لئے جو مسلمانان ہند کو سرکش اور مفسد ظاہر کرنے کے لئے تو ہر معاملہ کی عام تشہیر کا خواستگار ہے۔ مگر خود آئرلینڈ کے مفسد فینین اور یورپ کے سوشلسٹوں کو ہندوستان میں آنیکی دعوت دیتا ہے اور پھر بھی امن و امان ملک اور تاج برطانیہ کی خیر خواہی کا مدعی ہے۔ ہم معاملہ زیر بحث کی کیفیت انگلستان کے مشہور کنسرویٹو اخبار انگلینڈ اور ریویو کے حوالہ سے بالتفصیل بتلائے دیتے ہیں جسکو پڑھنے سے اگر وہ غرق مجالات میں ڈوب مرنے سے بچ رہا۔ تو اسکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس معاملہ میں ترکی سفراء نے جو شرافت دور اندیشی حلم اور بردباری ظاہر کی ہے۔ دنیا میں اسکی نظیر ملنی محال ہے اور اسکے مقابل انہی جہاشاہوں کی ہمجنیاں ایک راندۂ درگاہ ازلی اور اسکے چیلے چانٹوں نے جو خباثت ظاہر کی ہے اس سے نہ فقط انگلستان کے دامن عزت پر بلکہ انسانی فطرت پر ہمیشہ کے لئے دھبہ پڑ گیا ہے۔ مگر ناظرین کو محولہ بالا انگریزی اخبار کی تحریر سے کل کیفیت من و عن ظاہر ہو جائیگی اسلئے ہماری طرف سے کسی امر زیادہ توضیح کی ضرورت نہیں۔ اخبار مذکور "ایک سرکش و فتنہ پرداز اعظم" کے عنوان سے حسب ذیل تحریر کرتا ہے

مسٹر گلیڈسٹون نے متعصب پیٹرز فیلڈ کے اہل دہندگان کو جو خط لکھکر نہ فقط ترکی گورنمنٹ بلکہ کل دول عظام کو لعن طعن کی تھی اسپر اٹکو زنی کرتے ہوئے ہمنے (یعنی اخبار انگلینڈ) مسٹر مذکور کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ اب بیہودگی اور خلاف بیانی کی انتہائی حد تک پہنچ گیا ہے۔ مگر نتیجہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ہمنے اس رائے میں بہت غلطی کھائی تھی۔ مسٹر مذکور نے آج ریوینڈ کو تصبکا کے کرسیاں انگلیں (عقاب) وکونٹی ایڈورٹائزر کو ایک خط لکھکر واضح کر دیا ہے کہ وہ پیٹرز فیلڈ والے خط کی حدود سے بھی تجاوز کرنیکی قابلیت رکھتا ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون ایسی ناقابل اعتبار حماقت اور حیرت انگیز سفاہت ظاہر کرتا ہے کہ وہ رعایا کو ایک اجنبی طاقت کے سفیر کے ساتھ جو انگلستان کے ساتھ دوستانہ رسم رکھتی ہے ساحل تو ہیں آشتی کرنے ورنہ کم از کم بداخلاقی سے پیش آنیکی ترغیب دیتا ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون کے فعل کو شاید اور بھی نامعقول اور وحشیانہ بنا رہا ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر مذکور خود اپنے شہنشاہ کی جوبلی کے موقعوں پر ترکی سفیر کے ساتھ بدسلوکی کرنیکی

نصیحت کرتا ہے اندریں صورت یہہ کوئی تعجب خیز امر نہیں کہ اسکے خط کو کل دنیا جنتے کر ریڈیکل فرقہ کے اخبارات نے بہی بنظر حقارت دیکہا ہی۔ وہ خط حسب ذیل ہی۔ "از قلعہ ہوارڈن (مسکن گلیڈسٹون) مورخہ ۷ اپریل ۱۸۹۷ء صاحب من یہہ تہا ہے اخبار کا اوس پرچہ کی وصولی کا جسمیں مضمون نشان کرکے تمنی مجہکو بہیجا تہا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سلطان ٹرکی کی گستاخی دول عظام کی پالیسی سی اس درجہ تک بڑہ گئی ہی کہ میں اوسکی اوس بیباکانہ درخواست کی جسارت پر بہی کہ اوسی جوبلی میں شریک ہونیکی اجازت دیجاوے متحیر نہیں ہوسکتا لیکن اگر اوسنے فی الواقع ایسی درخواست کی ہی تو میں امید کرتا ہوں کہ دور اندیشی اور شایستگی گورنمنٹ انگلشیہ کو اوسے مسترد کرنے کی ترغیب دیگی سفاک کبیر کی ایلچیونکی انگلستان میں ایسی آؤبہگت ہوگی کہ وہ شاید اوسے پسند نکرینگے"۔ (میں ہوں تمہارا دعاگو ڈبلیو ای گلیڈسٹون)

لنڈن کا مشہور اخبار سینٹ جیمس گزٹ اس خط پر یہہ ریمارک کرتا ہے۔

"مسٹر گلیڈسٹون نے ایک آئرش اخبار کو جو سکیٹرن نہیں بلکہ اب کی دفعہ کارک اگل ہی۔ ایک اور نفرت انگیز خط تحریر کیا ہی یہ خطوط دنیا کو بڑی زور کے ساتھ مسٹر گلیڈسٹون کا وہ حملہ یاد دلا رہی ہیں جو اونسے بمقام میڈلوتہا اسٹریا پر کیئی تہی۔ اور غالباً اوسکو اب پہر اوسی موقعہ کیطرح نہایت ذلت کے ساتھ معافی مانگنی پڑیگی۔ اس آخری خط کا لب لباب یہ ہی کہ لنڈن کے اوباشوں کو جوبلی کے دن ٹرکی سفیرونکی بیحرمتی اور تحقیر کرنے پر اکسایا جاوے۔ وہ سلطان کی اس تجویز کی بیباکی پر کہ سلطان ممدوح کے ایلچی بہی جوبلی میں شریک ہوں حیرت ظاہر کرتا ہے اور امید رکہتا ہی کہ برٹش گورنمنٹ ایسی تجویز کو دبا دیگی۔ وہ لکہتا ہی کہ سفاک کبیر کے سفیرونکی انگلستان میں ایسی آؤبہگت ہوگی کہ وہ غالباً اوسے پسند نہ کرینگے۔ لیکن کیا سلطان کے سفیر اسوقت بہی لنڈن میں موجود نہیں ہیں۔ کیا ہمنے ترکی سے ایلچیانہ تعلقات قطع کردئے ہیں؟ اور کیا سلطان المعظم کو شکست خوردہ یونانیوں پر رحم کرنیکی طرف مائل کرنیکے ہی طریقے ہیں؟ جو خاص ایلچی جوبلی کے لئے آئینگے وہ خود ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ انگلستان اونکی اسی حیثیت سے خاطر و مدارات کریگا۔

"منیر پاشا گرینڈ ماسٹر آف سیریمنیز (ناظر تشریفات دربار ہمایوں) کل (۲۳ جون) قسطنطنیہ سے لنڈن کو روانہ ہوگئے ہیں۔ وہ سلطان کیطرف سے ایک دستخطی خط ملکہ معظمہ کیطرف لائے ہیں جسمیں انگلستان اور ٹرکی کی سابقہ دوستی کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اونکو جوبلی کی مراسم میں شریک اور لارڈ سالسبری سے گفتگو کرنے کی ہدایت کیگئی ہے۔ سلطان المعظم نے یہ کارروائی محض اپنی خوش اخلاقی ظاہر کرنیکے لئے کی ہی۔ البتہ گلیڈسٹون اپنی کینہ توز اور غیر مہذبانہ تحریر سے اپنی بیباکی کا ثبوت دے رہا ہی"۔

اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ جو گلیڈسٹون کا بڑا حامی اور ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ وہ بہی مندرجہ ذیل الفاظ میں اوسکی نصیحت کو سخت مطعون کرتا ہے۔ "جلوس کو شایع شدہ پروگرام سے واضح ہوتا ہے کہ ممالک غیر کے سفرا ملکہ معظمہ کے بہت ہی قریب ہونگے اور اگر ترکی سفیر کے برخلاف کوئی اظہار رنجش کیا گیا تو وہ گویا خود ملکہ معظمہ کے برخلاف اظہار ناخوشی کرنا ہوگا۔ ترکی سفیر ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے اور ملکہ کی عزت مخالفانہ سلوک سے اونکی محافظ ہونی چاہئیے۔ الخ"

یہہ لکہنے کے بعد اخبار ویسٹمنسٹر گزٹ یہ امید ظاہر کرتا ہے کہ انگلستان کے فہمیدہ اور خوش اخلاق باشندے اپنی طبعی اوصاف سے کام لیکر گلیڈسٹون کے بیہودہ مشورہ کو کوئی وقعت نہیں دینگے۔ منیر پاشا بلند مرتبہ عہدہ دار اور متصف باوصاف حمیدہ جمیل و سعید متواضع آدمی ہیں

لندن والے اوسکی خوبیوں سے واقف نہیں ورنہ وہ کل سفیر وقسی بڑھکر اوسکی قدر کریں۔

یہی اخبار ۲۲ جون کو عدم شرکت کی وجہ حسب ذیل لکھتا ہے یہہ نہایت ہی قابل افسوس امر ہے کہ میسر پاشا سفیر خاص سلطان المعظم جوبلی کی اجلاس میں شریک نہوئے۔ گلیڈسٹون کا اوباشانہ خط جسپر ہم پچھلے ہفتہ نفرت ظاہر کرچکے ہیں۔ جاہل لوگوں کو ایک عظیم الشان دوست سلطنت کے ایلچی کی تحقیر اور بیحرمتی کرنیکی دعوت دیرہا تہا۔ اور اس قسم کی افواہیں بہی مشہور ہوگئی تھیں کہ بعض بدچال ریڈیکل فریق کے لوگوں نے ترکی سفیر ونکے برخلاف اظہار رنجش کی خاص نمایش کا انتظام کرلیا ہے۔

اندرینحالات میسر پاشانے جلوس میں شریک نہونیکا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ایک سچے عثمانلی کیطرح اوسکی بلندخیالی خوش اخلاقی اور اعلےٰ درجہ کی تہذیب نے یہہ پسند نہ کیا۔ کہ جوبلی کے جلوس میں بدلطفی ہونیکے کسی احتمال کو بہی موجود رہنے دیا جائے۔ اسمیں ذرہ بہر بہی شک نہیں کہ ترکی سفیر ہزہائی نس میسر پاشا ایسے جلیل القدر اور مہذب شخص کو حاضرین اور تماشبینوں کا حصہ کثیر نہایت تپاک سے خوش آمدید کہتا۔ مذہبی خبطیوں اور فرضی مظالم سنانے والوں نے ترکی کے برخلاف جو کدورت پیدا کردی تہی وہ تہسلی میں ترکی سپاہیوں کی مستقل مزاجی سلامت روی اور بیمثل شجاعت کے حالات معلوم ہونے سے تقریباً معدوم ہوگئی ہے۔ لیکن دس بیس لاکھ موافق خیال رکہنے والے تماشبینوں کے مقابلہ میں معدودے چند بدمعاشونکی شورہ پشتی بہی عوام کی پرجوشی کے مسلسل رو میں ایک ناموزون انقطاع پیدا کرسکتی ہے اسلئے میسر پاشا نے گوارا نکیا کہ اونکی وجہ سے جبکہ ایسی بدمزگی ہونیکا احتمال ہے۔ تو وہ جوبلی میں شریک ہوں۔ اگر اونکے برخلاف کوئی نعرہ تحقیر بلند کیا جاتا تو اونکی یا انکے جلیل القدر سلطان کی اسقدر تحقیر نہ ہوتی جتنی کہ خود ملکہ معظمہ کی جسکے کہ وہ معزز مہمان تہے میسر پاشا کو دیکہکر اس سے پہلے رعایا نے بڑی خوشی اور جوش کے ساتھ نعرہ ہائے آفرین بلند کیے تہے جبکہ وہ جمعرات کی شام کو شاہی گاڑی میں سوار ہوکر شہر کے بہرے ہوئے بازاروں میں سے گذرے تہے اوسوقت سینٹ جارج کے بازار میں تقریباً پچاس ہزار آدمی ہر قماش کے موجود تہے۔ اور سب نے بلا اشتباہ بڑی تپاک سے ترکی سفیر کی آؤبہگت کی تہی۔ ترکی سفیر جلوس کے سوا تمام مراسم میں نمایاں طور پر شریک ہوئے۔ اور ہر ایک جگہہ اونکی نہایت عزت کیساتہہ تواضع کیگئی۔ یہہ فقط سفیر ممدوح کی دوراندیشی تہی کہ وہ کسی بدمزگی کے احتمال کیوجہ سے جلوس میں شریک نہ ہوئے۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ مہاشا بہادر اس اصل وجہ کو بہی ویسی ہی عام شہرت دینگے کہ ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا پر اونکی مذہبی مقتدا کے سفیر خاص کی عاقبت اندیشی اور حضور ملکہ معظمہ کی عزت و احترام کی نگہداشت کے مقابلہ میں اپنی ذاتی تفاخر اور نشاوہ پسندی کی کوئی پرواہ نکرنیکے واقعہ کو بخوبی ظاہر کردینگے ورنہ جو لقب پادنیز اسکے لئے تجویز کرچکا ہے ہمکو اوسکے درست ماننے میں کوئی تامل باقی نہیں رہجائیگا۔

سلطان المعظم اور شیعہ

سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۷ء میں ایک قزلباش پہوفیسر صاحب ہندوستان کی کل شیعہ اصحاب کیطرف سے خودساختہ وکیل بنکر ایک چہٹی شایع کراتے ہیں۔ کہ شیعوں کو سلطان روم سے کوئی ہمدردی نہیں وہ اونکو خلیفہ نہیں مانتے ایسا کرنا انکے عقاید ہی کے برخلاف ہے۔ اور وہ سلطان المعظم کی حیثیت ایک یورپین فرمانروا سے زیادہ نہیں سمجہتے۔ سنی خلفا نے اپنے اپنے زمانے میں شیعوں کو نہایت بیرحمی سے قتل کرایا ہے۔ ہمکو ترکوں کی فتح پر کوئی خوشی نہیں ہوئی اور ہم سنیوں کیطرح کوئی شکایت نہیں کرتے کہ ترکوں یا ایرانیوں کو مسلمانان ہند پر فرمانروائی کے دعویدار ہونیکے قابل

نباویں۔ ہم حضور قیصر ہند کی ظل حمایت میں نہایت خوش و خرم ہیں۔

آرمینیونکی تشبیہ کو شاید خود پروفیسر صاحب ہی سمجھ سکیں۔ اور کوئی تو اسکا مدعا خاک بھی نہیں سمجھ سکتا۔ باقی رہا خوشی منانا سو یہہ پروفیسر صاحب کی صریح کم واقفیت کا ثبوت ہے۔ کہ وہ شیعہ صحاب کو خوشی منانے والوں سے خارج کر رہے ہیں۔ یونانیوں پر ترکونکی فتح پانے سے جیسی اُن کو سنی بھائیونکو خوشی ہوئی تھی ویسی ہی انکو بھی ہوئی اور گورنمنٹ اور انکے حکام پروفیسر صاحب کی نسبت بدرجہا اچھیطرح سے جانتے ہیں کہ یہہ خوشی منانیوالے برٹش گورنمنٹ کو اپنے اور ملک کیلئے خداوند کریم کی خاص رحمت اور نعمت سمجھتے ہیں اور انکی وہم و گمان میں بھی کبھی کسی دوسری حکومت کی خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ پروفیسر صاحب ترکوں اور انگریزوں کو ایکدوسریکا دشمن سمجھنے میں سخت غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بعض افراد کو چھوڑکر وہ عام انگریزی قوم کے خیالات دیکھیں تو وہ اسکو مسلمانان ہند سے بڑھکر ترکونکا ہواخواہ پائینگے۔ اسکی تصدیق انکو ۲۹ اگست ۱۹۰۱ء کے پائنیر پڑھنے سے بخوبی ہوجائیگی۔ لیکن بفرض محال اگر دونوں سلطنتوں کو کچھ عرصہ کیلئے ایکدوسریکا دشمن بھی فرض کرلیا جائے۔ تو اس صورت میں بھی پروفیسر صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے نادان دوست ثابت ہونگے۔ جو گورنمنٹ موصوف سے اُسکے دشمن کی اصلی طاقت کو پنہاں رکھ رہا ہے۔ یہہ مسلمہ امر ہے کہ گو انکی خیرخواہی اور ہمدردی کسی کام آمد نہ ہو۔ کل دنیا کے ایسے مسلمانوں کو جنہیں زمانہ کی موجودہ حالت کا کچھ بھی علم ہے۔ سوائے پروفیسر صاحب کے معدودے چند ہمخیالوں کے بلا تمیز مذہب دوستی سلطان المعظم سے پوری ہمدردی اور روحانی تعلق ہے۔ اور یہہ تعلق جس سے سلطان المعظم کی اخلاقی طاقت بہت زبردست ہو رہی ہے۔ کسی کی کوشش سے اب زائل نہیں ہوسکتا۔ اس تعلق سے انکار کرنا انکی اس طاقت کو پوشیدہ رکھنا ہے۔ حالانکہ دشمن کا مقابلہ کامیابی سے کرسکنے کیلئے اسکی پوری طاقت سے واقف ہونا اشد ضروری ہے۔؎ مگر اس بحث کو زیادہ طول دینا بیفائدہ ہے۔ بحث صرف شیعہ اور سلطان المعظم میں اتحاد و مودت ہونے پر ہے۔ اور اس بارہ میں پروفیسر صاحب کی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے ہم ایک خاص ایران کے اخبار ناصری سے مندرجہ ذیل اقتباس جسے کل شیعہ اصحاب کے قومی اخبار حبل المتین کلکتہ نے بعد ترجمہ درج کیا ہے۔ ذیل میں درج کرتے ہیں

منقول از روزنامہ مبارکہ ناصری مورخہ بستم صفر المظفر ۱۳۱۵ھ

اسلام و اسلامیان

مسئلہ کہ حالیہ مذاکرہ آن اہمیت تمام دارد مطارحۂ آن بحد وجوب رسیدہ است ہمانا بیان وضع مسلمین و رفتار دول اجنبیہ با اسلامیان است کہ چون بواسطہ تعصب ہمکیشی نیکخواہم مراتب خواری و ذلت ہم ملتان خود را بزبان خود بیان نمایم ناچار سطری دراین مسئلہ نداوہ ہمان محض استحضار خاطر ہموطنان عزیز کہ چندان از اوضاع مسلمانان و گرفتاری ایشان در چنگ ملل مختلفہ عالم بیخبر نباشند۔ مختصری دراینباب فقرہ عرضہ مینمایم (ترسم آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است) امروزہ بنوز شمارہ نفوسیکہ متدین بدین مبین اسلام اند و در نقاط مختلفہ روی زمین ایست و زیست دارد متجاوز از دویست ملیون است تقریباً ثلث این عدد تابع دولتین علیتین اسلام و حکومتہای اسلامیہ ہستند و مابقی متعہد و محکوم دول غیر مسلمہ شدہ و متابعت سائر دول را برگردن گرفتہ و غالباً در تحت ادارہ دولت انگلیس ہستند۔

ملت فرنگ بر حسب ظاہر تعصب مذہبی را کنار نہادہ و اہل مذہبی را جال خود واگذشتہ اند بعبارہ آخری مطلق العنان و آزاد

؎ یہ ایسے اصول کو نظر انداز کردینے کا نتیجہ ہے کہ محاربہ ٹرنسوال میں انگلستان ایسی مشکلات میں گرفتار ہوا ہے۔ مؤلف یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

نمودہ اند و از راہ حیلت پیش حضرت کار خود شان از گفتن ہمین کلمہ دانستہ اند و در باطن ازین معنی چشم پوشیدہ و ترویج دین خود کوشیدہ
بلکہ ہموارہ در پے برانداختن و نابود ساختن سایر ادیان ہستند اگر ظلمہا کہ در ممالک (خارجہ) نسبت بمسلمین صورت وقوع میپابد شرح
دادہ شود جگر ہموطنان از آتش غیرت کباب شدہ و دل در اندرون سینہ ایشان آب میشود و ہمیشہ دعائے قوام دولتین علیتین را
کہ دوام ملت اسلام بستہ باین دو دولت است خواہند نمود در ہندوستان اقلاً ہفتاد ملیون از جماعت مسلمین ہستند و در میان این جمعیت
کثیرہ یک نفر قدرت بر حفظ ناموس خود جز عرض ملت ندارد شاہد براین مدعا مطلبے است کہ در نسخہ اخیرہ روزنامہ گرامی حبل المتین بنظر
رسید کہ الآن متجاوز از یک ملیون زنان مسلمہ در بمبئی و کلکتہ و سایر بلاد ہندوستان بارتکاب اعمال شنیعہ مے بر آرند و مردان مسلمین
قادر بر کف و منع آنان نیستند بمجرد عبور از یکدو ارس بخاک روس دیگر مرد از زن خود اختیارے باقی نمے ماند بلکہ نمی تواند مخالفت قانون
روس فتاوی نماید بدیہی است کہ استقامت قوانین شریعت غرای احمدیہ و استقامت حرمت ملت بیضای محمدیہ موقوف بقوت و قدرت دولت
اسلام است ہمیشہ باید طبقات مسلمانان از حضرت احدیت مسئلت نمایند کہ دولتین اسلام را چنان بسط ید و وسعہ قدرتی عطا
کند کہ در ممالک اجنبیہ مسلمین تواہند پیروی قانون خود را کردہ و موافق شریعت خود رفتار کنند تحقیقا مایہ ترقی اسلام ہمان مسئلہ اتحاد
دولتین اسلام و مواسات و مواخات برادرانہ بین بایکدیگر است کہ بعون اللہ تعالی امروز این مطلب منظور عالمیان مانند آفتاب تابان
روشن و نمایان است خداوند روز بروز بر استحکام بنیاد این اتحاد بیفزاید در صورت اتحاد یقینا کسے در ممالک خارجہ تسلط بر اذیت
مسلمین نخواہد داشت در صورت اتحاد دولتین مسلّما حضرت امیر افغانستان و حضرت امیر بخارا با کمال وداد تابع این دو دولت
شدہ و سر بر تبعہ این اتحاد مے آورند و آوازہ یکرنگی و یگانگی قاطبہ مسلمین در سر زمین مسامع جہانیان خواہد رسید باوجود اتحاد
چگونہ دولت چین میتوانند و بیست ہزار نفر مسلم را در کاشغر بقتل برساند آیا مسلمین ہموطن ما دانستہ اند کہ در شرق و غرب چہ مصائب
از قتل و ضرب از دست ملل مختلفہ مخالف اسلام بر اسلامیان بیچارہ از وطن آوارہ مے آید دولتے مثل چین کہ بہ نیروی مساعدت و بازوئے توانائی
نتوانست سر پنجہ قوت و قدرت ژاپونیہا را کہ بقیہ ادیکے از ایالات و مضافات فرمانبردار چین است تابہ در عرض دولت و ناموس
ملت خود را از چنگ قہر و غلبہ آنان برہاند مسلمین بیچارہ را چنان زبون و خوار نمودہ و در چنگال تعرض و تغلب خود گرفتار کردہ است
کہ ہیچ چارہ نجاتی برائے آن بیچارگان آوارگان باقی نماندہ و ہمگی بکار خود فروماندہ اند کار بجائی کشیدہ و بدبختی بدرجہ رسیدہ کہ از ہر بیست
سال بہ بیست سال یکبار مسلمین را در معرض قتل عام مے آورد۔ البتہ اگر مسئلہ اتحاد پایدار باشد و برقرار گردد محققا در اندک مدتی مسلمین
آنجا باستظہار و یاوری دولت ہمکیش خود سر از اطاعت دولت چین پیچیدہ یا حکومت مستقل گردیدہ یا بدایرہ متابعت یکے
از دولتین علیتین مے گذرند اینک علیٰ ہذا است کہ در ایران نیز دفتر اعانہ برائے مصیبت زدگان کریت باز شدہ و ایرانیان نیز تاکید رسیدہ بہ
استراحت و رفاہیت آن واماندگان را فراہم آوردند و وجہ معونہ از ہر گونہ از راہ تعصب دینی و حمیت آئینی بر آنجا آنہا دادہ و مے دارند چہ قدر
باعث افتخار اسلام و اسلامیان است کہ ہندیان با آنکہ خود مبتلا بقحط و طاعون و از شدت ہلاکت مشتہ بہ بلا گشتند و از اقصے بلاد مغرب
زمین برای رفاہ حال آنان اعانہ فرستادہ مے شود باز از جمع ارسال وجوہات اعانہ برائے محنت کشیدگان و مصیبت رسیدگان کریت غافل نماندند

اجمالاً شرط اول ترقی اسلام را در اتحاد دو دولتین و مواخات سلاطین میدانیم و خداوند را از صمیم قلب مسئلت نمیکنیم که مہم است پس از ازدیاد رشتہ اتحاد افزودہ و بنیاد تفرقہ را از میان اسلامیان براندازد و در جادۂ ہر کدام نظر توجہ سعادت خود را از مسلمانان باز نگیرد۔

رائے حبل المتین

مقصود از نقل عنوان فوق آنست کہ جامعہ اسلامیان ہم بدانند این دولت بزرگ اسلام کہ امروزہ اسلامیت بوجود آنہا بستہ است بچہ پایہ متحد و متفق اند برادران اسلامی ما ہم باید در ممالک مختلفہ در حفظ جامعہ اسلامیت ہم خود را مصروف و چشم از این اختلافات جزئیہ کہ باعث مخالفت ہای کلی ما ہا شدہ است بپوشند خیالات تمام اہل ایران در حق دولت علیہ عثمانیہ از عنوان فوق ظاہر میشود اخبارات ہر قوم زبان آن ملت است دیگر آنکہ بعضی گروہی مارو نامہ ہیار کنا صری را مقصود ازین عنوان دست دولتی خاص نیست بلکہ خواستہ است رفاہیت اسلامیان را تحت سلاطین اسلام و آزادی آنہا در فرایض شرعیہ در ممالک اسلام ظاہر دارد۔ اگر مراتب انصاف را از دست ندہیم آزادی در مذہب بجہت ملل مختلفہ عالم در ممالک اسلامیہ بیشتر است تا آزادی مسلمانان در ادای فرایض مذہبی خود در متصرفات سلاطین اروپا از خداوند متعال مسئلت داریم کہ اتحاد این دو دولت بزرگ اسلام را زیادہ برین نمودہ مسلمانان را عقل و دانش عنایت فرماید کہ مفاد اتحاد با یکدیگر را بشناسیم۔

حضرت امیر المومنین خلیفہ اعظم و شیعہ اصحاب

خلافت کے مسئلہ اور سلطان المعظم کی نسبت ایک بے نام شخص نے پروفیسر قزلباش کے فرضی نام سے کچہ عرصہ ہوا اینگلو انڈین اخبار سول ملٹری گزٹ میں جو مزخرفات شایع کی تہی۔ اوسکا کافی جواب نہ فقط وکیل بلکہ تقریباً کل اسلامی اخبارات میں فوراً ہی شایع ہوگیا تہا۔ چنانچہ کلکتہ کا امامیہ اخبار نامدار حبل المتین نے اس جعالی شیعہ کی نسبت اوسیوقت جو خیالات ظاہر کئے وہ اوپر ظاہر کر چکے ہیں۔ اب ۷ ۲ دسمبر ۱۸۹۹ء کے حبل المتین میں ایک ایرانی نامہ نگار کی تحریر جو خاص طہران سے موصول ہوئی اسی بارہ میں درج ہے۔ اوسمیں قزلباش پروفیسر کی قرار واقعی گوشمالی ہی نہیں کیگئی بلکہ یہ بہی ظاہر ہوتا ہے ہم نے شیعوں کے حضرت خلافت پناہی امیر المومنین کی ذات والا صفات سے بحید عقیدت و خلوص رکہنے کی نسبت جو کچھہ تحریر کیا تہا اوسکی بہی کامل تصدیق خود ایک اور شیعہ معزز کی تحریر سے ہو رہی ہے۔ اسلئے اوسکو مزید خوشی سے بجنسہ ناظرین کو مطالعہ کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قابل توجہ اسلامیان

مکتوب یکے از اجلہ و عماید ایران است کہ با مدرسیہ در شمارہ ۳۴ روزنامہ شریفہ حبل المتین در صفحہ ۲۴ بہ شرحی بعنوان معرفت از طرف شیعیان از پروفیسر قزلباش مندرج گشتہ بود چون این شخص بیعزت کہ درحقیقت ننگ عالم انسانیت و اسلامیت است و بدزدی اسم نام خود را در زمرہ مسلمین قلمداد کردہ کمال بے انصافی را پیش نہاد خود کردہ است با ہمہ مشغلہ و عدم وقت خود نتوانستم چیزی بجواب او ننویسم لہذا خاطر مبارک منشی ادارہ شریفہ را متذکرہ میدارم۔ اگرچہ کرار آ در صفحات حبل المتین بروح قلبی و غیرت ہم مذہبی حضرات شیعہ علیہ در حق اعلیحضرت اقدس ظل خلافت پناہی سلطان عبد الحمید خان ادام اللہ بطول عمرہ و سلطنتہ نوشتہ شدہ است و ہر چہ در این باب عرض شود از تجدید

است سنباتی این شخص پروفیسر قزلباش که نبوی از مذهب شیعه بهره از غیرت داشته است آن خباثت ذاتی مکنونی خود را بروز داده .

از روزیکه تلگراف فتح شیون اسلام بدار الخلافه باهره رسیده در سفارت سنیه عثمانی جشنی رسمی گرفته شد عموم رجال

از لشکری کشوری باکمال شوق و سرفرازی با وعده وبدون وعده بسفارت سنیه تشریف برده تبریکات قلبی خود را عرضه داشتند از طرف

اعلیحضرت شاهنشاه ولی النعمت ایرانیان نیز تبریکات زبانی و تلگرافی و مکتوبی زیاده آنچه عرضه نمایم چه بتوسط سفارت

کبرای عثمانی و چه بلا واسطه با تلگراف گفته شد چون در شهر محرم و صفر در ایران بملاحظه محبت بمجانس آل عبا ابداً جشن و زینت و عروسی

و نکاح معمول نیست همه روزه مردم از صبح تا بالظهر و از دو ساعت بغروب تا چهار ساعت از شب گذشته در این دو ماه در مجالس روضه خوانی

مستمند البته در حضور جناب میر محترم شرح حال ایرانیان در این دو ماه پوشیده نیست که تمام سیاه پوش حتی خضاب حنا هم که مستحب است

معمول نمیکنند مگر به از کسبه علمای اعلام ودوایر دولتی جائز نبود که جشن این فتح که راجع بامت محمدی است . باکمال شوق تکبیر بعضی از

رجال علما با این حال باز هم خیال گرفتن جشن داشتند و در این دو ماه در مجالس و محافل روضه خوانی روضه خوانها اول دعائیکه در منبر میکردند

بوجود اعلیحضرت پادشاه اسلام و نصرت اسلام بخصوص مذاکره اسم سلطان عبد الحمید خان میشد و از طبقات علمای اعلام

بتوسط خود این بنده چندین تبریکنامه در ظهار یکجهتی دولت بزرگ اسلام بسفارت سنیه عثمانی و جناب منیف پاشا سفیر کبیر داده شد جنابان

مستطابان حجة الاسلام آقای امام جمعه طهران سلمه و آقای آقا سید عبد الله مجتهد معروف به بهبهانی مستقیماً بسفارت سنیه شخص سلطان

تبریکات درخصوص این فتح گفته شد و از طرف شخص اعلیحضرت سلطان نیز جوابهای مرحمت آمیز به آقایان عظام مستقیماً و از طرف وزارت امور

خارجه عثمانی بتوسط سفیر کبیر بسایر علمای اعلام مرحمت شد و الی امروز که شهر رجب است و شش ماه متجاوز از فتح قشون اسلام میگذرد بعضی از

علمای ولایات ایران که بملاحظه دوری از مرکز دو دیر شنیدن خبر این فتح باز ایشان باز هم چه بتوسط این بنده چه مستقیماً عرایض پاک تبریک

و تهنیت بدربار خلافت عظمی داده میشود و جوابهای مرحمت آمیز میرسد بحمد الله امروزه امت شیعه بخوبی در یافته

اند که سابقا بملاحظه اختلافاتیکه بعضی از سلاطین محض پیشرفت چهار روزه سلطنت خود

این نفاق بزرگ را در میانه این ملت محترم انداخته اند رضائی خدا و ائمه هدا در بے

احترامی نسبت بخلفاء الراشدین رضی الله عنه نبوده و نیست . هر گاه اهل سنت احترامی ببینند

چون خود برادر خود محبت و مهربانی میکنند شد اند ده سال گذشت بنده در طهران مقیم هستم

از هر طبقه چه علما و بزرگان و چه کسبه یکنفر را ندیده ام که چیزی فهمیده باشد اسم خلفائی راشدین بر بے احترامی یاد کند

بعضی از عوام جهال که از سابق الایام در ذهن آنها چیزی شده بعضی حرفی بگویند ابداً از روی فهم و غرض نبوده و نیست خصوص در این

فتح بزرگ که هر نفسے فهمیده و دانست که منظور اهل صلیب جز برانداختن اسم اسلام چیزی نیست و قباحت نفاق در میانه دو امت

که قوات و قبله آنها یکی است جز منزل انحرافی یکدیگر ثمری نداشته و ندارند بخوبی بعامه خلق معلوم شده خصوص اینکه او

و ژاپون گیلی و تحت ایران از وجود مقدس شخص ناپرستی متمدن روحنا فداه منیت بخش گشت مرا وده دو شاهنشاه اسلامی پاینده است کاز

زبان عروج سلطنت عثمانی تا بکمال چنیں یگانگی با ایران ندیشته انداز ملکرا فات تبریکیہ عیاد معظمہ ایران کہ در روزنامہ ایران درج میشد بخوبی میتوان دریافت از خلوص عقیدت و یگانگی مخابرہ میشود نہ رسمی و معمولی لہذا بزبان عموم اہل شیعہ آں نا مسلمان کہ پروفیسر قزلباش باشد میگویم

دشمن آتش پرست با دپیما را بگو　　　خاک بر سر کن کہ آب رفتہ باز آمد بجو

از جانب یک نفر یا دہ نفر مثل ایں شخص الحمد بشارت اتحاد و بات گسیختہ نخواہد شد۔ امروز اہل ایران از اعلیٰ تا ادنیٰ بعد از اطاعت دولت متبوعہ خود اطاعت اعلیحضرت سلطان عثمانی را لازم و او را خلیفہ و سلطان دانستہ و میدانند بخدا قسم است یک نفر از عارف و عامی در طہران ندیدہ ام کہ اسم سلطان بیابد و او را قوام سلطنت و را دعا نکند۔ انتہیٰ (ا۔م۔ی۔ل)

ترکی عورتوں کی بہادری

ایک ترکی اخبار لکھتا ہے کہ جب یونان کے برخلاف جنگ کا اعلان کیا گیا تو سالونیکا کی چار عورتوں نے اپنے جوان بیٹوں کو مجاہد بنا کر میدان جنگ کو روانہ کر دیا مگر انکی غیرت و حمیت دلیرانہ کی اس سے تشفی نہ ہوئی حتیٰ کہ ایکدن بذات خود والی سالونیکا کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے میدان جنگ میں جانے اور لڑائی میں شریک ہونیکی اجازت طلب کی۔ والی موصوف نے کل کیفیت باب عالی کو لکھدی جہاں سے جواب آیا کہ ان بہادر عورتوں کا شکریہ ادا کر کے انکو پیغام پہنچا دو کہ دشمنوں کے قلع و قمع کیلئے جنود شاہانہ کافی ہیں۔ والی نے یہ پیغام انکو پہنچا دیا۔ مگر انکا جوش سرد نہ ہوا اور زیادہ الحاح و اصرار سے سفر کی اجازت مانگنی شروع کر دی۔ والی نے مجبور ہو کر پھر باب عالی میں عریضہ ارسال کیا اسدفعہ وزرا نے بھی عورتوں کے تقاضا سے تنگ آ کر منظوری دینے کے سوا کچھ چارہ نہ دیکھا۔ مگر یہ لکھدیا کہ وہ فقط بحیثیت مرضات تیمارداران شفاخانجات جا سکتی ہیں۔ عورتوں نے یہ امر منظور کر لیا اور بکمال خوشی اور انبساط سرحد کو روانہ ہو گئیں۔ جہاں پہنچکر وہ نہایت مستعدی اور دلی شوق سے تیمارداری کی خدمت ادا کرتی رہیں۔ مگر جب کبھی لڑائی درپیش آتی تو وہ فوراً ہتھیار لگا کر اسمیں شریک ہو جاتیں اور عین میدان صفوں میں کمال شجاعت و بسالت سے نبرد آزما ہوتیں۔ الغرض وہ تمام معرکوں میں اسیطرح شریک ہوئیں اور بحمداللہ حقیقی کے فضل و کرم سے انمیں سے کسی کو خفیف سا زخم تک نہ پہنچا۔

ایک عورت خدیجہ نامی نے بسبب غایت شجاعت اور وفور حمیت کے مردانہ لباس پہنکر اپنے کو محمد کے نام سے ظاہر کیا اور نہایت شوق سے اپنے کو عساکر شاہانہ میں داخل کیا۔ جس پلٹن کا وہ محمد جعفر سپاہی تھا۔ اسمیں تمام سپاہی اسکو بوجہ ذات کے محمد ہونے کے (محمد کوسہ) کہتے تھے کوسہ ترکی میں بے ریش کو کہتے ہیں اسی حال سے اوسنے دو برس خدمت عسکریت کو انجام دیا حتیٰ کہ اس محاربہ میں بھی شریک ہوا اور بعد چندے علیل ہو کر شفاخانہ میں گیا۔ وہاں اوسپر شبہ ہوا کہ یہ عورت ہے۔ یا مرد۔ آخر کار بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ یہ محمد کوسہ۔ وہی شجاعت اور شوق بھرا بہادری۔ یہ خبر ۲۔ اگست ۱۸۹۷ کو ترکی اخبار معلومات میں چھپی۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کے حکم سے ایک مسلمان عورت مسماۃ فاطمہ خانم کو تین سو پچاس ہزار کی پینشن عطا کیگئی ہے اس نے

کر وہ مردانہ بھیس میں فوج میں داخل ہو کر جنگ روم و یونان میں شریک کارزار رہی ۔

کمسن والنیٹروں کی بہادری

بقول ایک نامہ نگار کہ ایک بہت بڑی تعداد والنیٹروں کی جنگ میں شریک ہوئی کیونکہ اسلیے آئی تھی جسمیں البانیا والوں کی تعداد زیادہ تھی جنمیں نوعمر لڑکے بھی تھے ۔ میں نے ایک لڑکے سے ملاقات کی جسکی عمر صرف گیارہ سال کی تھی ۔ اسکے باپ دو سال سے پہلے شریک جنگ ہو چکا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں ہیں ۔ یہ لڑکا ایک سبزی مارٹینی بندوق مستعار لیکر اور تلوار کی پیٹی کو ہیں ڈالکر جنگ کیواسطے تیار ہو گیا اور ایک سوکھی روٹی کمر سے باندھ کر میدان جنگ کو چلدیا ۔ یہ مقام جو بہ مقدونیا میں قصبہ اوسکب میں واقع تھا بھوک اور پیاس کی تکالیف اٹھا کر فارسالا کی فوج میں شریک ہوا اور فارسالا کی چڑھائی میں سب سے پہلے حملہ آور رہا ۔ اسطرح لیوپین جو ترکی علاقہ میں متعین تھا اور جسنے اسکے قبل سکریٹری کا کام تجارت میں انجام فرمایا تھا اور پہلے سکریٹری و شنگٹن میں مقرر ہونا چاہتا تھا کہ اپنے مقام واپس جائے اسنے ایک ہفتہ کی رخصت لی اور اپنا لباس پہنے ہوئے سلونیکا کو پہنچ گیا جب سلونیکا میں آیا وہاں کے گورنر سے والنیٹروں میں داخل ہونے کی خواہش کی مگر اسمیں وہ کامیاب نہ ہوا ۔ اسوجہ سے فی الفور ہمت کے ساتھ ایک انگریزی جہاز میں سوار ہو کر ملیپا پہنچ پڑا وہاں کی مشکل تمام فارسالا پہنچ یہاں سے آکر فیلڈ مارشل ادہم پاشا سے ملاقات کی درخواست کی ۔ ادہم پاشا نے برخلاف اسکے امید کو بہت خوشی کیساتھ اس سے ملاقات کی اور ملیپہ کو اسطلب ہدایت مناسب تار دیا ۔ جاب ملا کہ افسری کا کام اسکو دیا جائے جو حسین پاشا کے ماتحت جنٹ لے علاوہ اسکے ہیں جو حسدی پاشا کے ڈویژن کو جتنی اسحیثنٹ کپتان مقرر ہوا یہاں سے وہ جنٹ کے ساتھ روانہ ہوا اور دوسرے روز پہلا شخص تھا جو مقام فارسالا یونانیوں پر حملہ آوری میں زخمی ہوا ۔ متذکرہ صدر لڑکے کا نام عبداللہ بن ابراہیم ہے سلطان المعظم نے خاص اسکو بعد سے دربار سے کیا خواہش مقرر ہوا ایسا وہ ۔ وضع دید کا پہنچ والا ہے اسکی تصویر مرقع تصاویر میں درج ہے ۔

تاریخ فتوحات	ہرگز نہ پسند کرتی ہے جو	کہ یہ احسان کیا لڑکی نے	سختی و کبر سے مارا اسکو
	جو کہ فرمان کیا لڑکی نے	ہو گئے مجبور یہ جنگ آمادہ	آخر اعلان کیا لڑکی نے
سرکشی خود سری اعدا کا	فکر درمان کیا لڑکی نے	دور آب و ہم تیغ چلا کر	دفع ہذیان کیا لڑکی نے
دشت پیمائی کی دکھا کی طاقت	سب سامان کیا لڑکی نے	عقدہ حل کر یہ یورپ	حل وہ آسان کیا لڑکی نے
فکر تاریخ میں تھا میں کہ لکھوں	رفع خلجان یہ کیا لڑکی نے	ہاتف غیب نے بے جھجک کہا	فتح یونان کیا لڑکی نے

قطعہ تاریخ فتح یونان از جناب خطیب اسمٰعیل صاحب خطیب متوطن والنبار سے

زہے پیشکش یلان صد مرحبا	کہ سرو شمشیر شوکت شاہ روم	نمودار کی کو سے شمشیر پور	زہے دولت دولت شاہ روم
خلیفہ دل اسلام ہے تزئین	عجیب ہیبت از الفت شاہ روم	بفضل خدا یا رب شہود زمان	فزون باد عزو جلالت شاہ روم
بہار پاسبان لسپیش گمین	چو خواہد کسی ذلت شاہ روم	چو شد فتح یونان سال خطیب	بگفتا نتیجہ نصرت شاہ روم

قطعہ تاریخ فتح یونان از جناب نادر بادشاہ صاحب متخلص بہ بادشاہ متوطن والنباری

شدہ مسخر چو ملک یونان — ز شیر مردان فوج سلطان — زمین بسبقت خوش مرحبا گفت — بانگ الحمد آسمان گفت

سپاہ یونان ہلاک گشتہ — ہزار زیر خاک گشتہ — ز تیغ بران فوج رومی — نہ ہیچکس غیر الامان گفت

چنین بذلت چنین شکستے — ندید یونان ہیچ وقتے — سزاست اور ابلقب یونانیا — اگر کسے شاہ بزدلان گفت

ببیں تو از درہ ملونا — بتا ڈوموکوز گونہ گونہ — بلاد و قصبات و قلعہ ہا بیش — شدند مفتوح یک جہان گفت

چو ہست ایں فضل سبحانی — نہ چوں کنم فکر سال ازیں — چہ خوب ہے بادشہ دل من — فتوح عبدالحمید خان گفت

تاریخ فتح ڈوموکاس

چو یونان بدبخت از کارزار — نہاد آخر کار رو بہ فرار — تعاقب کنان ترک بر ڈوموکار — رسیدند و بخوف و بیم و ہراس

علمہائے نصرت برافراختند — لوائے ہلالی نصب ساختند — دل اہل یونان بلرزید سخت — صلح ساختند و کشیدند رخت

پئے پرسیدم از فتحمند عزاز — ز سال فتح دی ای مبتلا — بگفتا کہ اے سائل ہوشمند — نہ سال فتح دہ بترکیب بند

سر قلب یونان ببرید و درید — فتوحات سلطان عبدالحمید

اگر اعداد یونان سے اعداد سر یعنے لو اور قلب ناسے آکو اعداد نکالیں تو ۱۰۰ باقی رہ جاتے ہیں اور ۱۲۱۴ + ۱۰۰ = ۱۳۱۴ ہوئے

شاہنشاہ ایران کے سفیر خاص مرزا ابوالقاسم عبدالعظیم خاں نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوکر جو تحائف شاہی پیش کئے انمیں ایک مرصع بجواہر شمشیر آبدار بھی تھی۔ اور اسکے قبضہ پر جواہرات کی ترصیع سے آیت شریف نصر من اللہ و فتح قریب کندہ تھی یہ تلوار اعلان جنگ سے دو تین دن پیش کیگئی تھی جب اعلیحضرت کی نظر مبارک قبضہ پر پڑی تو اس مبارک فال کو پڑھتے ہی انکا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا حسن اتفاق سے جس بادشاہ عالی کیطرف سے یہ مبارک فال پہنچی اسکے نام ہی سے اس ظفر عظیم کی تاریخ بھی نکل رہی ہے۔ یعنے مظفر الدین یا الدین مظفر سے فتح عثمانیہ کا سال ہجری ظاہر ہوتا ہے اس فتح مبارک پر ہزاروں تاریخیں عربی میں لکھی گئیں ہیں مگر بیسواں ایک مصری کی تاریخ نہایت ہی برجستہ اور حسب حال ہے ”نصر اللہ الترک علی الیونان“۔

ترکی سپاہیوں کا جسمانی صبر و تحمل ٹائمز کا خاص نامہ نگار ترکی سپاہی کو صبر و تحمل اور تکلیف کو آسانی برداشت کرنے کے متعلق اپنی کتاب تاریخ جنگ روم و یونان میں مندرجہ ذیل واقعہ تحریر کرتا ہے۔ ڈاکٹر ایک ترکی سپاہی کو سینہ سے پٹی اتار کر اسکی پسلی جو ٹوٹ کر زخمی ہوگیا تھا کاٹ رہا تھا کہ علاوہ بریں جبکہ عمل کاٹ سے زیادہ تکلیف دہ حصہ ہو چکا تھا اس نے ڈاکٹر کو روک دیا اور اپنے دوسرے ساتھی کی طرف جو قریب لیٹا ہوا پائپ پی رہا تھا اشارہ کرکے کہا میری کچھ پرواہ نکرو پہلے اسکی خبر لو اسے پائپ سلگانے کے لئے دیاسلائی کی ضرورت ہے۔ نامہ نگار موصوف ترکی فوج کی سادگی اور اعتدال کی بیحد تعریف کرکے لکھتا ہے کہ لوٹ مار کی معمولی استحقاق و حقوق سے بھی فائدہ اٹھانا نہیں چاہا اور کسی شے کے لئے بیل اور بکریاں تک بلا قیمت نکر خرید لئے

فساد الاحسا و خلیج فارس

ہندوستان کی سرحدی جنگ۔ تنازعۂ جاپان و جرمنی۔ مسئلہ کریٹ اور تنازعات افریقہ کیطرح یہ فساد بھی سن رواں کو ۱۹۰۷ء سے ترکہ میں ملا ہے کیونکہ اسکے متعلق

مجمل حالات گو اب ہندوستان میں موصول ہوئے ہیں۔ لیکن اسکی فرضی یا واقعی بنا نومبر و دسمبر سن گذشتہ میں ہی پڑ چکی تھی۔ فرضی یا واقعی ہونیکی بحث صرف فساد الاحسا سے متعلق ہے۔ کیونکہ ایرانی ساحل پر ایک انگریز افسر کے مارے جانے اور خلیج فارس میں تشبار اسلحہ کی خرید و فروخت ہونیکا معاملہ عرصہ سے کل دنیا پر بخوبی واضح ہو چکا ہے۔ اس خرید و فروخت کا راز جب منکشف ہوا تھا۔ تو فوراً کار سے واقف جان گئے تھے کہ سرحد ہندوستان کو اس راستہ سے اسلحہ پہنچتے ہوں یا نہ۔ یورپین سوداگروں کی یہ مستعدی ٹرکی اور ایران کیلئے ایکدن رنگ لائے بغیر نہ رہیگی۔ انکا یہ اندیشہ جنوبی ایران کے حادثہ متذکرہ بالا اور الاحسا کے فساد کی خبروں کو پورا ہوتا نظر آ رہا ہے کیونکہ خلیج فارس کے سواحل پر بھی ویسی ہی شورہ پشت اور سرکش اقوام آباد ہیں جیسی کہ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر اور ظاہر ہے کہ ان اقوام کو موجودہ زمانہ کی ہلاکت بخش اسلحہ کا ملجانا انکی حکمران سلطنتوں کیلئے ویسا ہی مضر ہے جیسا کہ سرحدی قوموں کے پاس ہتھیاروں کی موجودگی گورنمنٹ انگلشیہ کیلئے ثابت ہو چکی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب گورنمنٹ ہند نے چند عرب شیوخ کو کچھ لی مٹے فورڈ رائفلیں اور ان کے کارتوس تحفتاً ارسال کئے تھے تو ہمنے ۸ دسمبر کے اخبار میں اشارہ کر دیا تھا کہ غالباً گورنمنٹ عثمانیہ اپنی رفیق سلطنت کی اس کارروائی کو پسند نہیں کریگی۔ چنانچہ اس قیاس کی تصدیق ہمارے بغداد کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے مندرج ہے ہو گئی ہے

تجار بالعموم قومیت کے خیالات کو اپنی تجارتی مفاد پر غالب نہیں کرنے دیتے۔ اس لحاظ سے اگر خلیج فارس کے راستہ سرحد ہندوستان کو بھی اسلحہ پہنچتے رہے ہوں۔ تو بھی انگریز تجار غالباً اس طرف ہتھیاروں کے بھیجنے سے باز نہ آتے۔ لیکن اس حالت میں اب محقق ہو گیا ہے کہ وہ ہتھیاروں کو ہندوستان کی سرحد کیلئے نہیں بلکہ ایران اور عرب میں انکی کھپت ہونے کے لئے بھیجتے ہیں اور یہی باعث تھا کہ برطانوی گورنمنٹ نے جسکے متعدد پولیٹیکل ایجنٹ خلیج مذکور کے سواحل پر متعین ہیں۔ اور انکو کل معاملات کی خبر بلا کم و کاست ہوتی رہتی ہے۔ اس تجارت کے انسداد کیطرف کبھی توجہ نہ کی تھی۔ بوشہر میں سوداگران اسلحہ کی دوکان کی ضبطی اور حصار بلوچستان کو روک دئے جانے سے جسکی خبر تار کے کالموں میں مندرج ہے۔ اس ادعا میں کوئی فرق نہیں آتا۔ سرحدی فساد میں غنیم کی جرأت و استقلال اور انکے پاس اعلیٰ ہتھیار دیکھکر انگریزی گورنمنٹ نے باوجود یہ یقین رکھنے کے کہ خلیج میں جسقدر ہتھیار داخل ہوتے ہیں۔ وہ عرب یا ایران کو باہر نہیں جاتے محض اس حفظ ماتقدم کیلئے کہ اب قبائل میں اس امر کا شور و غل برپا ہو جانے سے کہیں آئندہ انکو اس نئی منڈی کیطرف توجہ نہ ہو گئی ہو۔ اور وہ وہاں سے ہتھیار منگوانا شروع کر کے اور زیادہ وبال جان نہ ہو جائیں۔ اور نیز چونکہ بلوچستان کے جنوبی ساحل اور مکران میں بھی فساد برپا ہو گیا ہے یہ کارروائی کی ہے اور آئندہ بھی ممکن ہے کہ کرتی رہے۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ سرحدی فساد اور بالخصوص بلوچستان میں موجودہ ہنگامہ برپا نہ ہوتا اور اس تجارت سے گورنمنٹ انگلشیہ کی ہر دو رفیق سلطنتوں کے لئے خواہ کیسا سخت خطرہ پیدا ہوتا وہ اپنے ہاتھ آمدنی سے کر

معاملہ میں غالباً کبھی دست اندازی نکرتی اور انگریزی پولیٹیکل ایجنٹ برابر چشم پوشی کئے چلے جاتے۔

تجارت اسلحہ کی بحث کو اور زیادہ طول دینا مناسب نہیں۔ اگر بندر الاحسار کی خبر جو پچھلے ہفتہ ہمارے نامہ نگار نے بغداد سے روانہ کی ہے درست نکلی تو اس تجارت کے بدنتایج خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔ اور ممکن ہے کہ مکران کے فساد میں بھی انکی کچھ جھلک نظر آجائے۔ الاحسار کو فساد کے متعلق سر دست کوئی پختہ خبر موصول نہیں ہوئی۔ ہمارا نامہ نگار اس ہفتہ کی مراسلت میں ان ترکی افواج کی منزل مقصود کی نسبت جو بغداد سے روانہ ہوئی ہیں کوئی پختہ اطلاع نہیں دیتا لیکن اسکا سلسلہ براک آفندی مصر کے اخبار المؤید میں شیخ قاسم (جسے ولق عرب میر جاسم پکارتے ہیں) کو متعلق نامہ نگار کی تحریر کے عین برعکس تحریر کرتے ہیں۔ براک آفندی کی مراسلت کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کی اخبارات میں یہ خبر دسمبر میں ہی مشہور ہوگئی تھی کہ بصرہ اور کویت کے درمیان عربوں نے حکومت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کردی ہے جس خبر کی وہ تردید کرتے ہیں۔ اسکے چند دن بعد اسی المؤید میں پھر ایک طویل آرٹیکل دیکر گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسیوں اور کارروائیوں پر جو اسنے خلیج فارس اور عمان میں وقتاً فوقتاً اختیار کیں بحث کی ہے۔ ہمارے پاس چونکہ ان دونوں متضاد روایتوں کے سوا بیان کرنیکے بعد جنسے اکثر ہمارے ناظرین کو واقفیت نہیں ہوگی وہ دونوں روایتیں بجنسہ درج کرتے ہیں۔

جزیرہ نما عرب پولیٹیکل لحاظ سے حسب ذیل حصص پر منقسم ہے۔ سینا۔ حجاز۔ تہامہ۔ یمن۔ عدن۔ حضرموت۔ نجد۔ جبل شمر۔ عمان اور الاحسار۔ جزیرہ نما سینا بحیرہ قلزم کے شمال میں فلسطین اور مصر کے درمیان واقع ہے اور مصر کے ماتحت ہے۔ حجاز۔ تہامہ اور یمن یکے بعد دیگرے بحیرہ قلزم کے مشرقی ساحل پر واقع ہیں اور ٹرکی کے ماتحت ہیں۔ عدن معہ علاقہ ملحقہ جسکا رقبہ ۸۰ میل مربع ہے۔ یمن کے جنوب میں خلیج عرب پر واقع اور انگلستان کے ماتحت ہے۔ اسکا انتظام گورنمنٹ بمبئی کے ہاتھ میں ہے۔ حضرموت یمن اور عمان کے درمیان عرب کے جنوبی ساحل کو کہتے ہیں۔ یہ علاقہ ویران اور پہاڑی ہے اور متعدد خود مختار شیوخ زیر حکمران ہیں اور کل علاقہ برائے نام سلطان روم کے ماتحت ہے۔ نجد جبل شمر اور حضرموت کے درمیان وسط عرب میں واقع ہے۔ یہاں کے باشندے وہابی فرقہ کے ہیں اور انکا امیر عبد الوہاب کی اولاد میں سے ہے۔ جسکا صدر مقام الریاض ہے۔ جبل شمر کا علاقہ نجد کی شمال سے لیکر ولایت بغداد کی جنوبی حدود تک چلا گیا ہے۔ امیر محمد بن الرشید مرحوم اسی علاقہ کے حکمران تھے۔ حایل وہاں کا صدر مقام ہے۔ عمان کا علاقہ عرب کے جنوب مشرقی گوشہ خلیج عمان اور بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع اور سلطان مسقط کے ماتحت ہے۔ جو انگریزی حمایت میں ہے۔ الاحسار خلیج فارس کے نصف شمالمغربی ساحل پر واقع ہے اور ٹرکی کے ماتحت ہے۔ الاحسار اور عمان کا درمیانی نصف ساحل آزاد قبائل کے پاس ہے۔ الاحسار کے قریب البحرین جزیرے بھی مشہور ہیں جو انگریزی حمایت میں ہیں۔ ٹرکی کی حکومت گو کل عرب علاقہ پر ایک طرح سے برائے نام ہے اور قبائل کا انتظام انکے اپنے شیوخ کے ہاتھ میں ہے پھر بھی حجاز اور یمن کے شہروں میں ترکی فوج مقیم اور علاقے باقاعدہ طور پر اضلاع اور تحصیلوں میں منقسم ہیں۔ یہ ترکی حکام مامور ہیں لیکن الاحسار میں ترکی حکام کو چنداں اقتدار حاصل نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے شروع میں جب امیر نجد کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی تو اکثر علاقہ کے شیوخ نے عثمانی حمایت قبول کرلی تھی۔ جو صورت موجودہ کے حسب حال نہ تک بدلتی رہی۔ آخر ۱۸۷۲ء میں ترکی فوج ادھر چڑھائی

کر کے باشندگان الاحسا کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا۔ مگر اندرونی انتظام بدستور شیوخ کے ہاتھ میں رہا۔ شیخ کے بعد یہ علاقہ ولایت بصرہ میں شامل کیا
گیا جو ۱۸۷۱ء سے لیکر ۱۸۸۴ء تک بغداد کے ساتھ شامل رہا پھر قایم بالذات صوبہ بنا دیا گیا۔ ولایت بصرہ میں تینوں عربی اضلاع عمارہ
منتفک اور احسا شامل ہیں اور ہر ایک پر متصرف مقرر ہے۔ ولایت بصرہ مقام سینیا سے شروع ہوکر ۹۰ میل طول میں مقام علی غربی واقع بر
لب دجلہ اور قلعۃ الدرج واقع بر لب فرات تک چلی گئی ہے اور مغرب میں علاقہ جبل شمر کے شمال میں وسط عرب سے ہوتی ہوئی علاقہ نفود اور
صحرائی شام تک چلی گئی ہے۔ بصرہ سے ۶۰ میل پر قرنہ واقع ہے دریائے شط العرب پر جو دجلہ و فرات سے ملکر بنا ہے زیادہ تر تجارت
ایک انگریزی کمپنی کے سٹیمروں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ایک سال میں صرف بصرہ کے بندر سے تقریباً ۲۸ لاکھ پونڈ کی تجارت درآمد و برآمد ہوتی ہے
سلطان عمان کی حکومت کسی وقت بہت وسیع تھی۔ اور زنجبار اور مشرقی افریقہ کے ساحل کا بہت بڑا حصہ اسکے ماتحت تھا۔ مگر سلطان
سعید کے ۱۸۵۶ء میں فوت ہونے پر افریقی مقبوضات اسکے دوسرے بیٹے نے لیکر علحدہ حکومت قایم کر لی۔ جن مقبوضات پر اب انگلستان
اور جرمنی قابض ہیں اور سعید کا جانشین زنجبار اور پیمبہ کے جزائر پر انگلشیہ حکومت کی زیر حمایت برائے نام حکمران رہ گیا ہے۔ عرب
کے علاقہ عمان پر بھی سلطان کی حکومت سواحل پر محدود ہے۔ خلیج فارس کے اکثر جزائر اسکے قبضہ سے نکل گئے ہیں مگر ساحل مکران کے قصبہ گوادر
اور ملحقہ تھوڑے سے علاقہ پر اسکا قبضہ بدستور قایم ہے۔ موجودہ سلطان کا نام سید فیصل بن ترکی ہے جو ۴ جون ۱۸۸۸ء کو تخت نشین
ہوا۔ اسکے صدر مقام کا نام مسقط ہے جسکی آبادی ۴۰ ہزار ہے۔ ایک انگریزی قونصل جسے پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے وہاں رہتا ہے سلطنت
کا موجودہ رقبہ ۸۲ ہزار میل مربع اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے۔ بمبئی کے اکثر بنئے۔ مارواڑی۔ خوجے اور بوہرے بھی مسقط میں آباد ہیں۔ سلطان کی
سالانہ آمدنی دو لاکھ ڈالر کے قریب ہے۔ سترہویں صدی عیسوی تک پرتگیز مسقط پر قابض رہے جب انکی طاقت کمزور ہوگئی اور دیگر
مقبوضات کیطرح خلیج فارس کے علاقے بھی انکو چھوڑ دینے پڑے تو بہت سے انقلابات کے بعد علاقہ یمن کے ایک عالی ہمت جرنیل احمد بن سعید نے
جو ۱۷۴۱ء میں امام منتخب کیا گیا تھا مسقط پر قبضہ کر لیا۔ اور اسکی منصفانہ طرز حکومت سے کل علاقہ جلد آباد اور سرسبز ہوگیا۔ اسکا
خاندان ابتک حکمران ہے۔ انگریزوں کا بیان ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو عمان میں سب سے زیادہ اقتدار حاصل ہے اور اسلئے بعض وقت انگریزی
قونصل کو پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے مگر ایک ہندی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سید فیصل کے زمانہ میں فرانس نے انگریزی رسوخ
کو بہت کچھ کم کر کے اسکی جگہ خود لیلی ہے۔ علاوہ الاحسا کے متعلق بمبئی کا انگریزی اخبار یہ خبر شایع کرتا ہے "دیسی ذریعوں سے معلوم ہوا ہے
کہ البیضا کا شیخ جاسم بن ثانی یوسف بن رحیم کی اعانت سے کویت کے شیخ مبارک پر چڑھائی کرنے کیلئے مہم تیار کر رہا ہے۔ البیضا خلیج فارس کے
جنوبی ساحل پر قطر کا بڑا نامور صدر مقام ہے۔ اور کویت شط العرب کے دہانہ کے قریب ایک بندرگاہ کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مبارک بن صباح کے
بھائی نے یوسف کی ہمشیرہ سے شادی کی تھی مگر جب مبارک نے یوسف کو اپنے بندرگاہ میں تجارت کی اجازت نہ دی تو انمیں خانگی تنازعہ
برپا ہوگیا۔ اسوقت سے یوسف کئی دفعہ کویت پر چڑھائی کر چکا ہے مگر فایز المرام نہیں ہوا۔ شیخ جاسم القاسم کا تین چار برس ہوئے
ترکوں سے مقابلہ ہوا تھا۔ مگر انگریزی حکام نے بیچ بچاؤ کر کے مصالحت کرادی"۔

ہمارا نامہ نگار ۳ جنوری کو بغداد سے اسکے متعلق مزید کیفیت حسب ذیل لکھتا ہے "شیخ جاسم کی سرکوبی کیلئے بغداد سے

جو عساکر شاہانہ روانہ ہوئے ہیں۔ انکی مفصل کیفیت پچھلے ہفتہ لکھی گئی تھی۔ روانہ شدہ لشکر کی امداد کیلئے اور فوجیں بھی برابر روانہ کیجا رہی ہیں۔ چنانچہ آٹھ روز کا عرصہ ہوا کہ ایک توپخانہ بھیجا گیا تھا۔ آج ۳ جنوری کو بھی عساکر قاہرہ کی دو بٹلینیں عثمانی جہاز پر سوار ہو کر بغداد سے روانہ ہوئی ہیں۔ اس لشکر کے بھیجے جانے کی نسبت بغداد میں مختلف افواہیں مشہور ہیں۔ عام خیال یہہ ہے کہ شیخ جاسم کی سرکوبی کیلئے قطر کو گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ قلعہ فاؤ کی مضبوطی کیلئے جو بصرہ کے متصل خلیج عجم (فارس) پر واقع ہے روانہ ہوا ہے لیکن اسبارہ میں سب متفق الرائے ہیں کہ اس معاملہ کی تہ میں ضرور انگریزی پالیسی پنہاں ہے۔ اہل بغداد کے ہر ایک متنفس کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہے اگر یہہ بات صحیح ہے تو ہندوستان کے سربرآوردہ اینگلو انڈین اخبارات سول اور پاؤنیر کی جس رائے کا ترجمہ ۵ نومبر کے وکیل میں شائع ہوا تھا وہ غلط نہیں تھی۔ عام مشہور ہے کہ شیخ جاسم نے جنکو انگریزی پالیسی نے محو کر لیا ہے انگریزوں کے ہاتھ ملک بیچ ڈالا ہے اور بہت اسلحہ بہم پہنچائے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی گورنمنٹ سے منحرف ہو کر لڑائی پر آمادہ ہو گیا ہے اور گورنمنٹ عثمانیہ کو جتا دیا ہے کہ میں رعیت انگریزی ہو گیا ہوں۔ بہرحال کوئی پختہ امر معلوم نہیں جس پر رائے زنی کیجا سکے۔

یہہ بھی سنا گیا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے جو کسیقدر لی مٹفورڈ رائفلیں اور کئی سو کارتوس کسی عرب شیخ کیواسطے تحفتاً بھیجے تھے۔ وہ کل چیزیں مع انگریزی جہاز کے گرفتار کر لیگئی ہیں۔ ترکوں نے یہہ کارروائی کمال ہوشیاری سے کی ہے گویا کہ انکو ان رائفلوں کی پہلے سے خبر تھی۔ سنا جاتا ہے کہ اس گرفتاری کے متعلق کوئی خفیہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اگر یہہ خبر پایہ ثبوت کو پہونچ گئی تو عجب گل کھلیگا اصل معاملہ یہہ ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ سے قبائل عرب کو اسلحہ سے امداد دیجا رہی تھی۔ مگر ترک فوراً بیدار اور اس خفیہ اعانت کے انسداد پر کمربستہ ہو گئے۔ فاؤ (فیو) میں فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ مندرجہ بالا دو پلٹنیں جو آج گئی ہیں۔ موصل سے یہاں آئی تھیں"۔

ان بیانات کے مقابل جب براک آفندی کی تحریر کو دیکھا جاتا ہے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ آفندی مذکور وہی صاحب ہیں جنہوں نے تل چیری کا معاملہ (جسکی تاحال کوئی تصدیق یا تردید نہیں ہوئی) مشتہر کیا تہا وہ انگریزی پالیسی پر تو ویسی ہی سختی سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر شیخ قاسم کو ترکوں کی مخالفت سے بالکل بری کرتے ہیں۔ اس مفروضہ یا واقعی فساد پر وہ اپنے خط مورخہ ۱۶ دسمبر کے المؤید میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

انگلستان کے اخبار اسٹینڈرڈ نے تین ہفتہ ہوئے اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کی مراسلت بدیں مضمون شائع کی تھی کہ بصرہ اور بغداد کے درمیانی علاقہ کے عرب قبائل حکومت عثمانیہ سے باغی ہو گئے ہیں۔ اس خبر کو یورپ کے اکثر ملکوں نے نقل کیا جس سے مخالفین سلطنت عثمانیہ کو بہت خوشی ظاہر کرنے اور دولت علیہ کی نسبت برا بھلا کہنے کا موقعہ مل گیا۔ اس مفروضہ بغاوت کا محل وقوع میرا اصلی وطن ہے اور اپنے اہل و عیال سے جو وہاں رہتے ہیں۔ میری برابر خط و کتابت ہوتی رہتی ہے۔ مجھے اس نواح کے قبائل سے پورا علم ہے۔ اور مجھکو دولت علیہ کی چیرہ دستی اور مستحکم اقتدار سے پوری خبر ہے جو اُسے تقریباً سات ایک برس سے علاقہ مذکور پر حاصل ہے جہاں اب دولت عثمانیہ کا ایک مخالف بھی باقی نہیں رہ گیا بلکہ اس قسم کے تمام شورہ پشت جیلخانوں میں مقید ہیں۔ پس جب آپنے (یعنے ایڈیٹر المؤید) اس خبر کے موصول ہونے پر مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اسکی نسبت میرا قیاس کیا ہے تو میں نے فوراً جواب دیا تھا کہ اگر یہہ خبر بالکل جھوٹ نہیں تو بھی تو یقینی اس کے

کہ اسمیں بہت ہی مبالغہ کیا گیا ہے - اگر اسکی کچھ اصلیت ہوئی تو یہ ہوگی کہ کسی قبیلے نے دوسرے قبیلہ کیساتھ جیساکہ خانہ بدوش ممالک کے قبائل میں ہمیشہ ہوتا رہتا ہے لڑائی کی ہوگی مجھے کل شام اپنے گھر سے خط موصول ہوا ہے جس سے میرے قیاس کی بالکل تصدیق ہوگئی ہے - اس خط کا ایک فقرہ بعینہٖ یہ ہے "شیخ قاسم بن ثانی کویت پر حملہ کرنے کیلئے اپنے مقام سے زبردست جمعیت لیکر روانہ ہوا ہے" - اسکو پڑھکر اکثر لوگ کہینگے کہ مبہم عبارت کیا بلا ہے ؟ اور اس سے ہمکو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ بغاوت دولت عثمانیہ کے خلاف نہیں ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ قصبہ کویت خلیج عجم پر واقعہ ہے اور اسپر نسلاً بعد نسلٍ عرب مشائخ حکومت کرتے چلے آئے ہیں - پچھلے برس حاکم شہر کو اسکے بھائی نے قتل کرکے مقتول کے بیٹوں کی گرفتاری کا حکم دیا تاکہ کوئی رقیب باقی نہ رہ جائے - مگر پسران مقتول خوش قسمتی سے جان بچاکر بھاگ گئے اور انہوں نے اپنے ایک رشتہ دار شیخ یوسف آل ابراہیم کے پاس جو جزیرہ نماء عرب کا نہایت مشہور اور متمول تاجر ہے پناہ حاصل - اور اسکو اسی اپنے عزیزوں کا بدلا لینا ضروری ہوگیا - چنانچہ اسنے باضابطہ طور پر والی بصرہ کے روبرو یہ معاملہ پیش کیا - اسپر والی مذکور نے بابعالی سے کویت پر فوجکشی کرنے کی اجازت طلب کی - تاکہ اسطرح کویت میں باقاعدہ طور پر اور براہ راست عثمانیہ حکومت قائم کرکے قاتل کو گرفتار کیا جائے بعد برقرار قانون اسکی تحقیقات و تجویز کیجائے -

اس اجازت کو طلب کرنے سے پہلے حکومت بصرہ نے قاتل کو حاضر ہونیکا حکم بھیجا تھا - مگر اسنے تعمیل سے انکار کردیا تھا - بابعالی نے چھٹی اردوئے ہمایوں مقیمہ بغداد کے کمانڈر کو نام کویت پر حملہ کرنیکے لئے کافی اور حسب ضرورت مہم تیار کرنیکا حکم صادر کردیا لیکن چونکہ کویت ساحلی قصبہ یعنی بندرگاہ اور ابوغار (دہانہ) فاو کے قریب واقع ہے - اردوئے سادس کے مشیر یعنی کمانڈر کو اندیشہ ہوا کہ کویت پہ چڑھائی کرتے وقت ممکن ہے کہ انگریزی جہاز مداخلت کریں اور جب مشیر ممدوح کو یہ معلوم ہوا کہ شیخ مبارک (قاتل و حاکم کویت) سے بعید نہیں کہ وہ انگریزی جہازات موجودہ خلیج عجم میں سے کسی ایک کے پاس امداد کی التجا کرکے انگریزی حمایت اور قبضہ شہر کو قبول کرلے تو انکا یہ اندیشہ اور قوی ہوگیا اور انہوں نے تار کے ذریعہ بابعالی کو اپنے خیالات سے مطلع کیا - بابعالی نے ان سے اتفاق رائے کرکے تجویز لشکرکشی کو منسوخ کرکے دولت عثمانیہ کو صلح و آشتی سے مسئلہ کی تصفیہ کا حکم دیا - لیکن اس طریق سے کوئی کامیابی نہ ہوئی اور جب مقتول حاکم کویت کی اولاد اور انکا پناہ دہندہ یعنی شیخ یوسف آل ابراہیم انتظار طویل سے اکتا گئے تو انہوں نے قاتل سے بدلا لینا اور اپنا حق واپس لینے کیلئے اپنے خرچ سے مہم تیار کرنیکی تجویز کرلی اور تین ہزار اسلحہ بردار ہمراہ لیکر سمندر کے راستہ کویت کیطرف روانہ ہوئے - لیکن انکو روانگی کے بعد معلوم ہوگیا کہ اہل کویت کو جنکی تعداد دس ہزار ہے مہم کی روانگی اور اوسکے مقصد سے آگاہی ہوگئی ہے اور انہوں نے مقابلہ کیلئے پوری تیاری کرلی ہے تو حملہ آور منزل مقصود کے قریب پہنچکر واپس لوٹ آئے اور فوجکشی کو دوسرے وقت پر ملتوی کردیا -

میں بمبئی ہی میں تھا کہ مجھے خبر ملی کہ شیخ یوسف آل ابراہیم نے سواحل عمان کی بندرگاہ قطر دگستی کے شیخ قاسم بن ثانی کے پاس جاکر اس سے حاکم و باشندگان کویت کے برخلاف مدد دینے کی درخواست کی ہے - اور شیخ قاسم نے درخواست منظور کرکے شکار صدف کے موسم کے گذر جانے تک توقف کرنیکی خواہش ظاہر کی - پس محولہ بالا اختصار شدہ خط کی اصل عبارت کا مطلب معلوم ہو گیا ہوگا کہ شکار صدف (یعنی سمندر سے موتیوں کی سیپیاں نکالنے کا) موسم گذر گیا ہے - اور اب شیخ قاسم اور شیخ یوسف مہم تیار کرکے سواحل عمان سے کویت کیطرف روانہ ہو گئے ہیں - اس حملہ کے متعلق جو مزید حالات مجھے معلوم ہونگے ان سے ناظرین المؤید کو اطلاع دیتا رہونگا تاکہ وہ مطلع رہیں اور اسکے ہم مشرب

اخبارات کی مبالغہ آمیز تحریروں کے دہوکہ میں نہ آئیں۔"

اس سے ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا کہ ہراک آفندی کے بیان کے مطابق شیخ قاسم نے دولت عثمانیہ کے خلاف نہیں بلکہ اُسکے ایک سرکش ماتحت (شیخ مبارک) کے برخلاف چڑھائی کی ہے مگر ترکی فوجوں کی نقل و حرکت اور بغداد کی افواہیں بتا رہی ہیں کہ ترکی گورنمنٹ کو اپنے ماتحت مشائخ کی ان کارروائیوں سے ضرور کوئی نہ کوئی خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ بمبئی کے اخبارات کی مشہور خبر سے پایا جاتا ہے کہ شیخ قاسم کا ایک دفعہ ترکی حکام سے مقابلہ ہو چکا ہے جسمیں انگریزی افسروں نے باہمی صفائی کرا دی تھی۔ مگر ہراک آفندی اپنے دوسرے مضمون میں جو ۴۔۵ اور ۶ جنوری کے المؤید میں شایع ہوا ہے اُسکا مطلقاً ذکر نہیں کرتے بلکہ برعکس اسکے شیخ قاسم اور انگریزوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہیں اُنکی اس بارہ میں مطلق خاموشی بخواہ کسی امر پر محمول کیجائے خلیج فارس کے معاملات پر اُنکی تحریر بہت کچھہ آگہی بخش ہے اور تاکہ ہمارے ناظرین اس مسئلہ کے ہر پہلو سے جسکا عنقریب اہم ہو جانا بعید از قیاس نہیں بلکہ ایکطرف حرب قبائل کی متعدی اور دوسری طرف باغیان بلوچستان و مکران کی روز افزوں شورہ پشتی سے غلبۂ ترکی۔ ایران اور گورنمنٹ ہند ہر ایک کیلئے اپنی اپنی جگہ تکلیف دہ شکل اختیار کرتا دکھائی دیتا ہے بخوبی واقف ہو سکیں ہم اُسکا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"میں عربی اخبارات کو اس امر پر عرصہ دراز سے دلمیں ملامت کیا کرتا تھا کہ خلیج فارس کے مسائل کے متعلق وہ کیوں نہیں کچھہ شایع کرتے۔ لیکن جب معلوم کیا کہ اونکی وہاں کوئی نامہ نگار اور نہ انہیں اسقدر مالی استطاعت ہے کہ فرنگستان کے مشہور اخبار کی طرح خاص اپنے نامہ نگار مقرر کریں جو قطعات و ممالک جنبیہ میں پھرتے رہکر حالات قلمبند کرتے رہیں۔ تو میں نے اُنکو معذور سمجھہ لیا یہی بے بضاعتی اس امر کا باعث ہے کہ عربی (بالخصوص مصر کے) اخبارات اہم خارجیہ احوال فرنگی اخبارات سے نقل کرنے کے عادی ہو گئے ہیں مگر بدقسمتی (نہیں اس موقع پر شاید خوش قسمتی کہنا چاہئے) سے فرنگی اخبارات کے بھی خلیج فارس کے علاقوں میں کوئی نامہ نگار نہیں ہیں۔ اسلئے جب کبھی وہاں کی نسبت کچھہ لکھا جاتا ہے تو عجب خلط مبحث کر دیا جاتا ہے اور چونکہ اس نواح میں دول یورپ میں سے فقط انگلستان اپنا رسوخ اور اقتدار بڑھانے میں ساعی ہے۔ اسطرح اُسکو اپنی کارروائی کیلئے خوب کہلا میدان بلا رقیب و بلا معترض ملا ہوا ہے۔ خلیج فارس عراق عرب۔ ایران اور بلاد عرب کا راستہ ہے اور بڑی مشہور اُسکا مخزن معدن ہے۔ تقریباً چالیس برس ہوئے سب سے اول دولت انگلشیہ نے ایرانی ساحل کے بنادر کیطرف متوجہ ہو کر اونکے بندر ابوشہر پر دانت تیز کئے۔ اور اُسکے حصول کیلئے اپنی معمولی حکمت عملی سے کام لیا یعنے وہاں کے بعض بدخصال اور اعدائے ملک تجار کو بطمع زر اُس نواح میں فتنہ و فساد برپا کرنے پر آمادہ کیا گیا کہ اسطرح سے اپنی رعایا کی حفاظت کے بہانہ سے دست اندازی کا موقعہ ملجائے۔ اوسوقت وہاں محکمہ تار کے ملازموں کے سوا اور کوئی برطانوی رعیت موجود نہ تھی۔ ایرانی تجار مذکرہ صدر نے آخر بندر بوشہر میں فتنہ و شورش برپا کرا دی جسکے شروع ہوتے ہی انگریزی بیڑہ شہر کے قریب پہونچگیا۔ اور لنگر ڈالتے ہی کل شہر پر گولہ باری شروع کر دی جس سے تمام اہالی شہر مدہوش و مشتدر ہو گئے۔ اسکے بعد بیڑہ [سلطہ]

ا ہراک آفندی نے قبضہ ابوشہر کی جو وجہ لکھی ہے وہ درست نہیں ۱۲۷۳ھ میں شاہ ناصر الدین مرحوم کے عہد میں دینیول نے گورنمنٹ افغانستان کے خلاف نشاہرات کا محاصرہ کر کے اوسے افغانوں سے فتح کر لیا تھا جسکو امیر کابل کو واپس دلانے کیلئے بوشہر پر قبضہ اور ایران پر فوجکشی [illegible]

سے فوج خشکی پر اتار دیگئی اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ بعد ازاں ایران کے اندرونی علاقہ پر چڑھائی کرنیکا حکم دیا گیا۔ اور فوجکشی کا سامان درست کرنیکے لئے ایک جہاز کویت کو بھیجا گیا کہ بلاد عرب سے اونٹ خرید کئے جائیں۔ یہہ کام وہاں کے ایک سرکردہ باشندہ یوسف البدر کے سپرد کیا گیا جس سے انگریزوں کی پہلی شناسائی تھی۔ اسکو چار ہزار اونٹوں کی قیمت دیکر کہا گیا۔ کہ اونٹ جلد خرید رکھے۔ دوسرا جہاز انہیں آکر لیجائیگا۔ مگر اتنے میں روس نے سخت دھمکی دی کہ اگر ایران کے اندرونی علاقہ پر فوجکشی کیگئی یا بوشہر پر قبضہ رکھا گیا تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اس سے انگریزوں نے فوجکشی کا ارادہ ترک کر کے بوشہر کو خالی کر دیا اور ایک افسر کو خریداری شتر انکے روکدینے کے لئے کویت روانہ کیا۔ مگر اسکے پہنچنے تک اونٹ خریدے جا چکے تھے۔ جو دوبارہ بہت خسارہ پر فروخت کر دئے گئے۔ جس جانور کی پانچ یا چھ پونڈ قیمت دیگئی تھی اسکا بمشکل ایک پونڈ ملا۔ چنانچہ اکثر اہالی کویت کی ثروت کی بنا اسی انگریزی خسارہ پر قائم ہوئی جن ہزار بوشہر کو رشوت ملی تھی انکو بھی آخر میں سخت ندامت اٹھانی پڑی۔ ان لوگونکو طلائی دینارونکے صندوق دئے گئے تھے۔ مگر جب بعد میں انہوں نے صندوقوں کو کہولکر اشرفیوں کو پرکھا تو وہ تانبے کی پائی گئیں۔ جنپر سونے کا ملمع کیا ہوا تھا۔ انکا کچھہ تعداد اب تک بلاد عجم۔ بصرہ اور کویت میں موجود ہے۔

جب انگریزی پالیسی خلیج کے ایرانی ساحل پر کامیاب نہوئی تو اُسنے دوسرے ساحل یعنی ساحل بلاد عرب عمان و قطر وغیرہ کیطرف توجہ کی تاکہ صدف کی شکارگاہوں سے زیادہ قریب ہو جائے اور سب سے اول وہ بندر قطر کیطرف جو بلاد عرب کے اندرونی حصہ کو جانیکا راستہ ہے متوجہ ہوئی۔ یہہ بندر نجد کے مشہور امرائے آل سعود کے ماتحت تھا۔ اور آل سعود کیطرف سے اسپر ایک حاکم مسعود نامی رہتا تھا۔ آل سعود اور اسکے خاندان میں قرابت اور رشتہ داری ہے۔ جب انگریزی جہاز نے قطر کے قریب پہنچکر لنگر ڈالدیا۔ تو حاکم شہر نے متحیر ہوکر اپنے آدمیونکو تیار ہو جانے اور جہاز کی حرکات کی نگرانی رکھنے کا حکم دیا۔ ادھر جہاز نے لنگر انداز ہوتے ہی چند ساعت بعد چار کشتیاں سمندر میں اتار دیں چند سپاہی اور افسر سوار ہوکر خشکی کیطرف روانہ ہوئے۔ یہہ کیفیت دیکھکر حاکم شہر بہت ڈرا اور اسنے حکم دیا۔ کہ کشتیوں کو واپس چلے جانیکا اشارہ کیا جائے۔ لیکن کشتیوں کے افسروں نے اشارہ کی کچھہ پرواہ نہ کی اور برابر بڑہے چلے گئے۔ اسپر حاکم نے انکو ڈرانے کیلئے انکے سر کے اوپر گولے چلانیکا حکم دیا۔ جب یہہ تدبیر بھی کارگر نہوئی تو انپر سیدھی تاک باندھکر گولے چلانیکا حکم دیا گیا۔ کشتیاں جہاز سے بہت دور نکل آئی تھیں۔ اور اب واپس نہیں جا سکتی تھیں۔ پس سوائے پانچ یا سات کے جو تیرکر جا سکتے تھے۔ اور وہ باقی سب کے سب گولیوں سے غرق ہوکر ہلاک ہوگئے۔ یہہ تباہی دیکھکر جہاز کا کپتان آگ بگولا ہو گیا اور اسنے اونچی قلعی توپوں سے دریا کے کنارہ پر گولہ باری شروع کر دی اور جب کنارہ ساحل کو جسے وہ اپنے خیال میں قلعہ اور مورچہ سمجھے ہوئے تھا۔ منہدم کر چکا تو کشتیوں اور مردوں کو وہیں چھوڑکر لنگر اٹھا چلدیا۔ یہہ واقعہ بلاد عرب میں ہر ناو پیر سب کو معلوم ہے اور اب تک قومی واقع سمجھا جاتا ہے جس بلندی پر انگریزی جہاز والوں نے گولہ باری کیگئی تھی۔ چنانچہ متعدد محاربوں کے بعد فریقین میں ۴۔ رجب ۱۲۷۳ھ کو اس شرط پر معاہدہ ہوگیا۔ کہ ایران ہرات کو خالی کر دے اور آئندہ اوس سے کوئی غرض نہ رکھے۔ اسکے عوض میں انگریزوں نے بوشہر اور ایرانی ساحل سے فوج واپس ہٹالی۔ بوشہر پر ادو (سنہ ۱۸۵۶ء) کو سال انگریزی قبضہ رہا تھا۔ (ایڈیٹر)

کی تھی اسکا نام دمام ہے جس کی وجہ سے یہ واقعہ بھی حادثہ الدمام کے نام سے مشہور ہے جب انگلستان کو بوشہر کے لینے میں مسقط والم میں بھی کامیابی نہ ہوئی
تو اسنے انتصاب کی پالیسی چھوڑ کر آشتی اور نرمی کی حکمت عملی اختیار کرکے اوسکی آزمائش علاقہ عمان اور بالخصوص وہاں کے صدر
مقام اور بندرگاہ مسقط پر شروع کی اُسوقت وہاں کا حاکم ترکی بن عزش تہا جو انگریزوں کا بڑا دوست ہوگیا۔ انگریزی تجارت عمان میں
شروع ہوکر تمام ملک میں پھیل گئی۔ اور بمبئی کے کئی تاجر مسقط پہونچ گئے جو علاوہ تجارت کی اشاعت اور رونق کے ضرورت کیوقت یہہ بھی
کام دے سکتے تھے کہ اونکی حمایت وحفاظت کے بہانہ سے دست اندازی کی سہل تھی۔ چنانچہ وہاں انگریزی قونصل مقرر کیا گیا
بندر مسقط میں ایک انگریزی جہاز ہمیشہ رہنے لگ گیا۔ اور تا وقتیکہ ترکی بن عزش فوت اور اسکے بعد اسکا بیٹا فیصل امام مسقط
ہوا۔ انگریزی اقتدار اور رسوخ میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی۔

"نیا امام انگریزوں سے متنفر اور اہالی فرانس کیطرف مائل تہا کیونکہ آخر الذکر اہالی عمان کو حبشہ سے غلام لانے سے نہیں روکتی تھی اسوجہ سے اکثر اہالی سواحل بالخصوص ماہی گیر کشتیوں اور جہازوں کے مالک فرانسیسیوں کی حمایت میں چلے گئے اور امام نے ان لوگوں کیلئے جو اس حمایت کے طالب ہوتے تھے بہت آسانیاں پیدا کردیں اس حمایت سے ان لوگوں کو یہ فائدہ تہا کہ خواہ جسقدر غلام چاہیں کشتیوں میں بہر لیتے اور جب کوئی انگریزی جہاز (جو بحیرہ عرب میں تجارت غلامان کے انسداد کیلئے گشت کرتے رہتے ہیں) قریب پہونچتا تو فرانسیسی جھنڈا بلند کرکے اسکے گولوں سے محفوظ ہو جاتے اس بیجا نامناسب رعایت سے فرانس کا اقتدار بہت بڑہتا گیا اور انگلستان کا کم ہوتا گیا حتی کہ سواحل عمان پر بالکل معدوم ہوگیا۔ میں نے ان جہاز والوں سے جو غلاموں کی تجارت کرتے ہیں ایک دفعہ دریافت کیا کہ جب کسی انگریزی جہاز سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جاتی ہے تو کیا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم کسی ایسے جہاز کو دیکھتے ہیں تو فرانسیسی علم کو بلند کر دیتے ہیں۔ وہ جہاز فضا میں توپ چلا کر ہمکو کھڑا ہو جانیکا حکم دیتا ہے اور قریب پہونچکر ایک کشتی کو جسمیں چند ملاح اور ایک افسر سوار ہوتے ہیں نیچے اتار دیتے ہیں افسر کے پاس ایک رجسٹر ہوتا ہے وہ اسے لیکر ہمارے جہاز میں آجاتے ہیں اور جہاز اسکے کپتان اور مالک کا نام اسکا نمبر اسباب کی مقدار اور غلاموں کی تعداد لکھکر سند حمایت مانگتے ہیں۔ اور اسکا نمبر لیکر فرانس کو برا بہلا کہتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں۔

"انہی باتوں سے فرانس کا اقتدار اسقدر بڑہتا گیا کہ آخر باشندگان شہر کی رضا اور اونکی خواہش سے بندر سور کو اوسنے اپنی حمایت میں لے لیا۔ یہ شہر عمان کے مشہور بنادر میں سے ہے۔ انگلستان یہہ رنگ دیکھکر اپنے غضب کو نہ روک سکا۔ مگر وہ اہالی کی رضامندی کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا تہا۔ اور یہ اوسکی سخت مخالف ہورہی تھی اور فرانس کی بڑی دوست تھی انگریزی قونصل نے مسقط کیلئے آخر یہ تدبیر کی کہ شیخ صالح بن علی کو جو امام ترکی کے فوت ہونے پر مدعی امامت ہوکر فیصل سے نبرد آزما ہوا تہا اور پھر اپنے دعوی سے دستبردار ہوکر اندرون ملک کو چلا گیا تہا کہلا بھیجا کہ اگر وہ مسقط میں آکر فساد برپا کرے تو انگریزی جہاز اسکی مدد کریگا۔ اس فساد میں اگر فیصل قتل ہو جائے اور تخت صالح کو ملجائے۔ صالح نے قونصل کی بات مان لی اور یہ قرار پایا کہ صالح دوستانہ ملاقات کا بہانہ کرکے تین سو آدمی ہمراہ لیکر فیصل کے محل میں بطور مہمان اُترے۔ ادہر قونصل چند اہالی شہر کو اسکا طرفدار بنا رکھے۔ محل میں پہونچکر جب انکو صالح فیصل پر حملہ کریں تو صالح کے ہمراہی اور شہر میں فیصل کے بدخواہ ہر طرف لوٹ پڑیں۔ قونصل نے حسب قرارداد بعض اعیان شہر کو شیخ صالح کا طرفدار

بنالیا اور ایکدن وہ خود بھی تین سو کے قریب آدمی لیکر ظہر کے بعد امام کے مکان پر پہونچگیا یہہ تعداد ایسی نہ تھی کہ فیصل کو کوئی شبہ یا اندیشہ پیدا ہوتا مشایخ عرب کا یہہ قاعدہ ہے کہ مہمان اور میزبان کی حیثیت کے مطابق خدام اور ہمراہی ہمرکاب رکھیں۔ رات کا کھانا تناول کرنے کے بعد شیخ فیصل ملازموں کو مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے رہنے کی تاکید کرکے حرم میں جو محل کے قریب ہی چلا گیا۔ مگر شیخ صالح اور فکر میں تھے جب میزبان کے دُور جاکر سو گئے تو اونے ہمراہیوں کو لیکر حرم پر حملہ کر دیا۔ لیکن اُسکے وہانتک پہونچنے سے پہلے محافظوں کو خبر ہوگئی اور گو اُنکی تعداد ناکافی تھی وہ مقابلہ پر کھڑے ہوگئے اور فریقین میں لڑائی شروع ہوگئی۔ شیخ فیصل شور و غل سنکر جاگ اُٹھا اور اپنی بہائیوں کے پاس جو محل کے قریب ایک مضبوط اور بلند قلعہ میں جو ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے رہتے ہیں پناہ گزین ہوگیا (ناظرین کو معلوم ہے کہ مسقط کے اردگرد متعدد پہاڑیاں ہیں) ادہر بندوقوں کی آواز سنکر صالح کے طرفداروں نے شہر میں بلوہ کرکے فیصل کے طرفداروں پر حملہ کر دیا۔ اور ساری رات تلوار چلتی رہی۔ صبح ہونے پر جب شہر والوں کو معلوم ہوا کہ شیخ فیصل ابھی زندہ ہے تو اسکے حامیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے زیادہ مستعدی اور ثبات سے باغیوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ الغرض یہ فساد تین دن رات جاری رہا۔ اور شیخ صالح بُری طرح سے اسمیں ہلاک ہوگیا۔ انگریزی قونصل نے جب دیکھا کہ کھیل بگڑگیا ہے اور شیخ فیصل کامیاب ہوگیا ہے تو وہ دوسری چال چلا۔ اونے قلعہ میں امام کے پاس جاکر عرض کیا کہ انگریزی جہاز آپکی مدد کیلئے حاضر ہے اگر آپ حکم دیں تو وہ فوراً شہر کے باغیوں پر (یعنے شہر پر) گولہ باری کرنیکو تیار ہے اسکے عوض آپ بندر گو ادر انگلستان کے حوالہ کر دیں۔ امیر نے اس درخواست کو رد کر کے اُسیوقت فرنچ قونصل کو بلایا اور اوسے کہا کہ فرانسیسی جہاز کو بندرگاہ میں لیجاؤ تاکہ اگر مجھے اس سے کام لینے کی ضرورت پڑے تو وہ قریب موجود رہے۔ فرنچ قونصل نے کسی شرط کے بغیر اس استدعا کو منظور کرلیا اور کہا جاتا ہے کہ فساد کے آخری وقت امیر فرنچ جہاز پر چلا گیا تہا۔ آخر صالح اور اُسکے اکثر ہمراہیوں کے قتل کے بعد فتنہ فرو اور امن قایم ہوگیا۔ اس فساد میں بیشمار خلقت ضایع ہوئی اور شہر کا دو تہائی حصہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ اس فرنچ جہاز کا نام پرسی پولیس[1] ہے اور میں اوسے ۱۸۹۶ع کے آخر میں جبکہ بندر عباس سے بمبئی کو واپس گیا تہا خود بھی دیکھا تہا۔

قیام امن کے بعد شیخ فیصل نے اپنے مقر حکومت کو واپس جاکر بغاوت کے اسباب کی تحقیقات کی تو اوسے واضح ہوگیا کہ انگریزی قونصل نے شیخ صالح سے اعانت کے عوض یہہ وعدہ لیا تہا کہ تخت سنبھالنے پر گوادر انگریزوں کے حوالہ کر دیگا اور عمان کو انگریزی حمایت میں قبول کرلیگا۔ اس سے شیخ فیصل کے دل میں انگریزی قونصل کیطرف سے اور رنجیدگی بڑھ گئی۔ اور اُسنے فرنچ قونصل کو اپنا مشیر بنالیا اور فرانس نے ان حوادث کے بعد فیصلہ کر دیا کہ انگریزی جہازات کی حرکات کی نگرانی کرتے رہیں اور اُنکو خلیج فارس کے سواحل پر کسی بندر پر قابض ہونے سے روکنے کیلئے ایک فرانسیسی جہاز ہمیشہ وہاں مقیم رہے لیکن اُسنے اس جنگی جہاز کو تجارتی بنا رکھا ہے جو بصرہ اور بمبئی کے درمیان اسباب لیکر آتا جاتا ہے۔ میں نے اس جہاز کے تمام فوجی افسروں اور سپاہیوں کو دیکھا ہوا ہے۔ اسپر خلاصیوں کے علاوہ ایک سو ساٹھ بحری سپاہی ہیں میں نے جہاز کے مقاصد مجہے اوسکے افسر اعلے سے کن تیا معلوم ہوئے تہے فرانس کے مقاصد کی نسبت اونے کہا کہ وہ خلیج فارس میں انگلستان کی کوشش کی مزاحمت کرنے اور اہالی ساحل کو فرانس کا دوست بنانے کے سوا اور کوئی ذاتی غرض نہیں رکھتا اُس جہاز کی سب سے عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی

[1] یہی نام ایران کے دو قلیل الوزن دو نصف ساختہ جنگی جہازوں میں سے جو ایران کی بحری طاقت کی کل کائنات ہیں میرے جہاز کا ہی اسی شخص

کہ اسکا قومندان جیمز سیسن نام انگریز شخص تہا۔ اللہ اکبر فرانس کو اپنی قومیت پر کتنا بہروسہ ہے کہ وہ اپنے پولیٹیکل راز غیر قوم کے لوگوں سے چہپانے کی کوئی پروا نہیں کرتا اور ایسے کاموں پر بہی ان کو مامور کر دیتا ہے" (اس موقعہ پر شاید یہہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ ایک بالکل اجنبی اور بے تعلق سلطنت نے تو محض اس غرض سے کہ اسکی رقیب طاقت کو زیادہ اقتدار حاصل ہو جائے۔ خاص طور پر ایک جنگی جہاز کو خلیج فارس میں مقیم کر رکہا ہے۔ مگر ایران کی بحری طاقت کی جو کائنات ہے وہ فٹ نوٹ میں درج کیگئی ہے اور نصف خلیج فارس کی مالک دوسری سلطنت یعنی ٹرکی کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا صرف ایک ٹوٹا پہوٹا اگن بوٹ مامور ہے جو بصرہ سے ایشیا تک مشغول ہے۔ دن میں پہونچتا ہے جب اسلامی سلطنتوں کی بے بضاعتی یا لاپروائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہو۔ تو اغیار کی دست برد سے انکی مقبوضات کا بچا رہنا کیا عجائبات روزگار سے کچہہ کم ہو سکتا ہے؟)

حادثہ مسقط کے پہلے اور بعد بہی انگلستان جزیرۂ بحرین کو قابو کرنیکی فکر میں لگا ہوا تہا۔ جسکے لئے یہ تدبیر کیگئی کہ جزیرہ کو ان ہندوؤں سے جو انگریزی رعیت تہے بہر دیا۔ اور ان لوگونکے نقصانات کے معاوضونکے بہانہ سے شیخ عیسیٰ بن خلیفہ حاکم بحرین کے خزانہ کو خالی کر دیا۔ اور جب قرض میں سر سے پاؤں تک مبتلا ہو گیا تو اسکے پاس ایک باشندہ بحرین کے ہاں پیغام بہیجا گیا کہ وہ اپنی ذات اور اپنے علاقہ کو انگریزی حمایت میں دیدے۔ حاکم نے اسکے قبول کرنیسے انکار کیا تو قاصد نے دہمکی دی کہ تم باشندونکو اجنبی لوگوں کے ستانے کی ترغیب دیتے رہتے ہو۔ در اصل متوطنوں اور آباد کارونمیں محبت و الفت پیدا نہیں کر سکتے۔ ان قصوروں کی پاداش میں تمکو اور تمہارے خاندان کو جزیرہ سے جبراً جلاوطن کر دیا جائیگا۔ یہہ دہمکی اپنا کام کر گئی اور سنہ ۱۸۹۳ء کے آخری حصہ میں بحرین[ل] انگریزی حمایت میں کر دیا گیا۔ مگر اہالی جزیرہ کو یہہ امر گوارا نہوا اور سب نے اپنی شکارگاہہائے صدف اور وطن کو چہوڑ کر قطر میں ہجرت کر جانیکی نیت کر لی۔ اور شیخ قاسم بن ثانی کے پاس چند اکابر کو اس غرض کیلئے روانہ کیا گیا۔ اوسنے اون کی درخواست کو بڑی خوشی سے منظور کر کے انکو زبارہ میں آباد کرنے کا عزم کر لیا۔ یہہ مقام جزیرہ کے قریب ساحل عرب پر واقع ہے جو عرصہ سے ویران اور کہنڈر پڑا تہا اسنے معمار و مزدور بہیجکر عمارات کو درست کرا دیا۔ اور فقیر و غنی تاجر و صناع کل اہالی بحرین وہمیں آبسے اور تہوڑی مدت کے بعد پہر آباد شہر ہو گیا لیکن مہاجرین کو ایک سخت وقت درپیش آگیا انہیں تقریباً ۱۵ سو کنبے شکار صدف پر گذارہ کرتے تہے اور شکار کا موسم مہاجرت میں گذر گیا تہا جس سے ان لوگوں کی حالت فاقہ مستی سے بہت بری ہو گئی شیخ قاسم کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے اہالی عرب کی معمولی دریا دلی سے کام لیکر ہر ایک کنبہ کے لئے تین تین سو روپیہ نقد اور اسقدر خرما گندم اور چاول جو آیندہ موسم تک کفایت کریں بہیجدئیے۔ اور قرضہ کی ادائگی کیلئے تین مساوی سالانہ قسطیں کر دیں۔ شیخ مذکور نے زبارہ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پیدا ہوتا ہے کہ شاید براک آفندی نے فرنچ جہاز کا نام صحیح نہیں لکہا۔ کیونکہ فرانسیسی بیڑہ میں اس نام کا کوئی جہاز نہیں۔

ل جزائر بحرین کا مجموعہ ساحل الاحسا سے ۲۰ میل مشرق خلیج فارس میں واقع ہے۔ کل جزائر تعداد میں نو ہیں سب سے بڑا بحرین ہے جو ۲۷ میل طویل اور ۱۰ میل عریض ہے دوسرے کا نام محرق ہے وہ بحرین کے شمال میں ہے اور ۴ میل طویل اور نصف میل عریض ہے۔ حاکم علاقہ یہیں رہتا ہے۔ بحرین کا صدر مقام منامہ ہے جو دس میل لمبا ہے۔ اور ۲۵ ہزار کی آبادی رکہتا ہے۔ انگریزی حمایت ۱۸۶۷ء میں قایم کی گئی۔ اور پہر دوبارہ ۱۸۸۰ء میں شیخ عیسیٰ نے باضابطہ طور پر انگریزی اطاعت کو قبول کیا۔ محرق کی آبادی ۲۲ ہزار ہے۔ اور کل جزائر میں ۵۰ گاؤں آباد ہیں باقی جزیرے چٹانی وغیرہ آباد ہیں۔

بھی اپنے خرچ سے تعمیر کرایا تھا اس سے اسکی دولت وثروت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

ادہر جب انگریزوں کو اہالی بحرین کی مہاجرت اور شیخ قاسم کے سلوک کی خبر ملی تو اونہوں نے دو جنگی جہاز قطر کو بھیجکر شیخ کو کہلا بھیجا کہ اگر ۴۸ گھنٹوں کے اندر دس لاکھ روپیہ ادا نکیا تو زبارہ پر گولہ باری کیجائیگی اور باشندے پھر بحرین میں بھیجدیے جائینگے۔ شیخ نے اس مطالبہ سے حیران ہوکر دریافت کیا کہ اس تاوان اور دہمکی کا باعث کیا ہے تو جواب دیا گیا کہ انگریزی رعیت کا اسقدر قرضہ ان مہاجرین پر باقی ہے۔ اسپر شیخ نے یہہ عقلمندی کا جواب دیا کہ کل مقروضوں کی اسم وار فہرست معہ تشریح قرضہ ہر ایک کے ذمہ واجب میرے حوالہ کیجائے بس ہر ایک شخص کو جسکا نام فہرست میں ہوگا بحرین میں بھیجدونگا وہاں انکے مقدمے قاضی کے روبرو پیش کیے جائیں جو کچھہ وہ فیصلہ کریگا میں اسکے مطابق روپیہ ادا کردونگا۔ انگریزی بیڑہ نے اس امر کو قبول کیا اور میعاد مقررہ تک قطر کے سامنے لنگر انداز رہکر بعد ازاں شہر زبارہ کو چلدیا اور وہاں پہونچتے ہی ڈیڑہ گھنٹہ تک گولہ باری کرکے شہر کو دوبارہ ویرانہ کردیا اور جو لوگ بہاگ نسکے تھے وہ سب ہلاک ہوگئے جو شہر سے بہاگ گئے تھے۔ انکو فوج نے خشکی پر اتر کر گرفتار کرلیا اور وہ پھر بحرین میں پہنچادیے گئے اور اسطرح سے شیخ قاسم کے ساڑھے چھہ لاکھہ روپیہ پر پل میں پانی پھر گیا۔ اور دوسری طرف دولت انگلشیہ نے حاکم بحرین سے مطالبہ کیا کہ اسکی رعیت کو واپس لانے کے لئے زبارہ پر جو گولہ باری کی گئی ہے اسکا خرچ بحساب فی گولہ پانسو روپیہ ادا کرے اور گولوں کی تعداد کی تعیین جہازات کے کپتانوں پر چھوڑی گئی یہہ مطالبہ سنکر عیسی کے ہوش اڑ گئے۔ اور بمنت وسماجت دو لاکھہ روپیہ پر رضامند کرلیا مگر وہ اسکا دسواں حصہ بھی ادا کرنیکی استطاعت نرکھتا تھا۔ چنانچہ ادائے قرضہ کے لئے جو سود سے دن بدن زیادہ ہوتا جاتا تھا محاصل کا انتظام انگریزی قونصل کے سپرد کردیا گیا۔ کہ بعد وضع خرچ تمام آمدنی قرضہ میں مجرا لیجائے۔ جزائر پر انگریزی حمایت قائم ہوگئی۔ اور قونصل کا عہدہ منسوخ ہوکر اسکا نام مشیر حاکم رکہا گیا۔ چونکہ دولت انگلشیہ دولت عثمانیہ کی صادق رفیق تھی۔ اسنے جزیرہ کو حمایت میں لیتے ہی شیخ عیسے کو حکم دیا کہ ہلالی جہنڈے کی جگہہ دوسرا نشان اختیار کرے۔ اسی طرح جزائر بحرین کے باشندگان کو جنکے پاس چہوٹی بڑی تقریباً چار سو کشتیاں ہیں) اپنے جہازوں سے ہلال کا علم دور کرکے نیا جہنڈا لگانیکا حکم دیا گیا۔

باقی حالات آفندی مذکور نے المؤید میں پھر تحریر کرنیکا وعدہ کرکے اپنے مضمون کو سردست یہانپر ختم کردیا ہے اسمیں بعض واقعات کی بابت تاریخی بیانات میں انسے عمداً یا سہواً جو غلطیاں ہوگئی تہیں۔ اونکی تا بہ امکان اصلاح کردیگئی ہے۔ ان میں سے اگرچہ بہت سی تاریخی سقم ہیں تاہم اس اسلامی علاقہ کے متعلق جسکی حالت عام مسلمانوں کو اب تک بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اون سے فی الجملہ بہت کچھہ مفید واقفیت اور آگاہی حاصل ہوسکتی ہے جیسا د جسکے خطرناک صورت اختیار کرلینے کا اپریل ۱۹۰۹ء تک خطرہ بصلح وصفائی طے ہوگیا ہے ترکی حکومت کو کسیطرح کی فوجی کارروائی نکرنی پڑی اور افواج قاہرہ سنہ مذکور کے آخر میں اپنی اپنی چہاونیوں کو واپس بہیجدیگئیں۔

سلطنت مراکو

سلطنت مراکو کی نسبت جریدۃ الغراء ثمرات الفنون کا نامہ نگار مغرب الاقصی سے تحریر کرتا ہے کہ موجودہ حالت ابتک حسب مراد نہیں ہے حضرت مولائی عبدالعزیز حاکم و خلیفہ سلطان مراکو آجکل مراکش کے قریب قصبہ تادلہ میں ہیں کہ اور منشا بمطالعہ کے قبائل متوحشہ کو اخضاع و سرکوبی کیلئے مقیم ہیں لکھا جاتا ہے کہ یہہ لوگ طاعت قبول کرنے اور

جرمانہ ادا کرنے پر رضامند ہیں۔ مگر یرغمال دینے سے انکاری ہیں۔

"ریف کے سلسلہ کوہسار کے قبایل نے جنہوں نے گذشتہ سال میں ایک فرانسیسی جہاز اور اوسکے کپتان و بعض ملاحین کو باینخیال کردہ ہسپانیہ والوں کا جہاز ہے گرفتار کیا تھا اور بعد ازاں ایک اطالین اور ایک پرتگیز جہاز کا تعرض کر کے ان کے بھی چند ملاحوں کو پکڑ لیا تھا ان سب قیدیوں کو ہسوقت تک اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ جبتک کہ اہالی ہسپانیہ ان چند ریفیوں کو جو اونہوں نے جنگی جہاز سے آتشباری کر کے گرفتار کر لئے تھے آزاد نہ کر دیں اور نیز طنجہ اور تیجر و غیرہ بنادر میں جو ریفی قید ہیں رہا نہ کر دئے جائیں سب کی آخری خبر ہے کہ اہل ریف نے اس مضمون کا خط کل دول اجنبیہ کو قونصلین کو جو طنجہ میں مقیم ہیں روانہ کیا ہے۔ اور انہوں نے عیسائی اسیروں کو رہا کر دینے کیلئے ریفی اسرا اور قیدیوں کو رہائی دلوانا شروع کر دیا ہے۔"

کوہسار ریف مراکو کے شمالی ساحل کے قریب مشرق سے مغرب تک چلے گئے ہیں۔ اسکے دائیں طرف (مشرق) فرانسیسی علاقہ (الجزایر) اور شمال پر ہسپانیہ کے متعدد مقبوضات ہیں جو بندر میلیلا اور سیوٹا کے علاوہ ساحلی جزائر پر بھی قابض ہیں۔ اسلئے اہالی ریف کو اکثر ان سے برسرپیکار رہنا پڑتا ہے اور چونکہ ہماری سرحدی قبایل کیطرح یہ لوگ بہت دلیر، جنگجو اور انکا علاقہ بہت شوارگذار ہے۔ اسلئے نہ عیسائی ہمسایہ اور نہ سلطان ہی جسکے وہ برائے نام مطیع ہیں انکو قرار واقعی تنبیہ کر سکتا ہے۔ اگر بمشکل تمام انہیں کچھ نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ تو وہ بھی اندھیرے اجالے عیسائیوں کی چھوٹی موٹی ساحلی کشتیوں اور بادبانی جہازوں کو تاخت و تاراج اور انکے ملاحین کو گرفتار کر لیجاتے ہیں۔

پچھلے ہفتہ شاہ بلجیم کی درخواست اور مراکو میں روسی سفیر کی تقرری کی خبر درج کرنے کے بعد ہمنے مراکو ایسی وسیع اور بامو قع اسلامی سلطنت میں کسی ترکی سفیر کے نہونے پر افسوس ظاہر کیا تھا۔ مگر مندرجہ بالا ترکی اخبار ساتھ ہی یہ بھی خوشخبری سناتا ہے۔ کہ مراکو میں عام افواہ مشہور ہو رہی ہے۔ کہ عنقریب وہاں مستقل طور پر ترکی سفیر مقرر ہونیوالا ہے۔[1]

اس موقع پر مراکو کے مجمل حالات جو نہ فقط دول عظام بلکہ بلجیم ایسی حقیر ریاست کی طمع و آز کا بھی آماجگاہ بن رہا ہے درج کر دینے غالباً نامناسب نہیں ہونگے۔ یہ سلطنت افریقہ کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ اسکے شمال میں بحیرہ روم اور آبنائے جبل طارق۔ مغرب میں بحر اوقیانوس۔ مشرقی سرحد کا کچھ حصہ پر الجزائر اور باقی حصہ اور جنوب میں صحرائے افریقہ ہے۔ ملک زیادہ تر کوہستانی ہے۔ مگر وادیاں بہت زرخیز ہیں۔ سلسلہ کوہ اطلس اسکو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ مشرق سے کچھ دور مغرب کو آ کر پھر شمال سے جنوب کی طرف ہو جاتا ہے۔ ساحل اور اسکے درمیان کا میدان پچاس سے سو میل تک عریض ہے اور اسکا طول شرچیاتی میں چار سو پانسو میل تک ہے۔ یہ میدان نہایت زرخیز اور وہاں گندم کی بے انتہا پیداوار ہوتی ہے۔ اطلس سے جنوبی علاقہ بھی تو زرخیز ہے۔ اور اسمیں خرما و کھجور بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن صحرا کے قریب پہنچکر بالکل غیر آباد اور ریگستانی ہے بعض مصر کہ مقدمۃ شمالی علاقہ کی آب و ہوا نہایت معتدل اور خوشگوار ہے اور اکثر یورپین تبدیل آب و ہوا۔ اور بحالی صحت کیلئے موسم سرما میں وہاں چلے جاتے ہیں۔ شیخ عبداللہ کوئیلیم اور فرانسیسی ڈاکٹر گرینیر یہیں انوار اسلام سے مستفیض ہوئے تھے۔ اور بلاد مغرب نے ہی انکو اسلام کی خوبیوں کا شیدائی بنایا تھا۔ جنوبی حصہ گرما میں نہایت گرم

[1] یہ خوشخبری سنہ ۱۹۰۹ء کے اواخر میں آکر درست ثابت ہوئی ہے۔ ترکی حکومت نے مراکو سفیر بھیجنا منظور کر لیا ہے۔ جسکی خود حاکم مراکو نے چند ماہ پیشتر مؤدبانہ درخواست کی تھی۔

اور سرما میں سخت سرد ہوتا ہے۔ اور وہاں بارش کبھی تمام کو نہیں ہوتی۔ زراعتی اجناس گندم۔ مکی۔ جوار۔ جو۔ انگور۔ زیتون۔ نیشکر۔ کھجور۔ تمباکو اور کپاس ملک کی ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ میوہ جات بالخصوص بادام بافراط ہوتی ہیں۔ اُون اور ریشم بکثرت ہوتی ہے بکریاں ایسی عمدہ قسم کی ہوتی ہیں کہ "مراکو لیدر" (مراکو کا چمڑا) جو نہایت ہی ملایم مضبوط اور کل چمڑوں سے بیش قیمت ہوتا ہے۔ انہیں بکریوں کا ہوتا ہے۔ مرغزاروں میں نہایت اعلےٰ نسل کے گھوڑے پائے جاتے ہیں جنکی ممالک غیر کو لیجانے کی ممانعت ہے۔ گائے۔ بیل۔ بھیڑ اور بکری اور گدھے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ باربرداری کا کام گدھے اور اونٹ دیتے ہیں۔ ریل کا ابتک کل سلطنت میں نام و نشان نہیں۔ شیر ببر۔ چیتے۔ چرخ۔ جنگلی سور۔ ہرن اور شتر مرغ صحرائی علاقہ میں بافراط موجود ہیں۔

ملک میں کئی دریا ہیں۔ جنمیں سے کچھ بحیرہ روم میں اور باقی بحر اوقیانوس میں گرتے ہیں۔ سلسلہ کوہ اطلس میں لوہا۔ ٹین۔ تانبا اور سیسے کی کانیں ہیں جنمیں سے فقط آخرالذکر دھات کو حاصل کرنے پر کوشش کیجاتی ہے۔ کانی نمک ہر جگہ وافر موجود ہے۔ اور بمقدار کثیر سوڈان کو بھیجا جاتا ہے۔

بڑی صنعت و حرفت بیش قیمت سرخ زرد اور سبز رنگ کا چمڑہ تیار کرنا ہے۔ اسکے علاوہ ریشمی پارچہ جات (دستی)، ترکی ٹوپی اور طلائی فیتے بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

صحرا کیطرف چونکہ سرحد غیر معین ہے۔ اسلئے رقبہ کا درست اندازہ محال ہے تاہم صحیح ترین اندازہ کی رو سے دو لاکھ ۱۹ ہزار میل مربع تصور کیا گیا ہے آبادی کا شمار بھی اسیطرح مشکوک ہے جو پچیس لاکھ سے لیکر ۹۰ لاکھ تک شمار کیگئی ہے۔ انگریز مبصر پہلے اعداد کو زیادہ قرین قیاس سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے سنہ ۱۸۹۷ء میں مختلف حصص کی آبادی کا حسب ذیل اندازہ لگایا تھا۔ صوبہ فیض (یا فاس) ۲۳ لاکھ صوبہ مراکش ۳۹ لاکھ صوبہ طافیلیہ علاقہ سجل مسا ½ ۸ لاکھ صوبجات سوس۔ اور شمالی دراس ½ ۱۴ لاکھ قوم وار تفصیل حسب ذیل ہے۔ بیبر اور تورغ ۳۰ لاکھ۔ شیلاہ بیبر ۲۲ لاکھ۔ نسل بدو عرب ۷ لاکھ۔ مخلوط النسل عرب ۳۰ لاکھ۔ یہودی ½ ۳ لاکھ حبشی ۲ لاکھ کل ملک میں عیسائی ۵ ہزار سے زیادہ نہیں جنمیں سے ۴ ہزار فقط ایک ہی شہر طنجہ میں آباد ہیں۔

یوروپین لوگوں کو ملک کے اندرونی حالات ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ فاس کی آبادی ایک لاکھ چالیس ہزار طنجہ کی تیس ہزار اور مراکش کی ۶۰ ہزار ہے۔

سلطان اور رعایا مالکی المذہب سنت جماعت ہیں۔ ملک ۲۴ صوبوں میں منقسم ہے جنمیں سے بعض بہت وسیع اور بعض صرف ایک ایک شہر پر محدود ہیں۔ سلطان بالکل مطلق العنان ہے اور ساتھ ہی مذہبی پیشوا بھی ہے۔ سلطان روم یا دیگر سلطان [illegible] کیطرح اسکے مذہبی احکام شیخ الاسلام کی منظوری کے محتاج نہیں ہیں وہ امیر المومنین کا خطاب رکھتا ہے اور شریف السلطان کہلاتا ہے حکمران خاندان علوی الحسینی ہے جسے تیرہویں صدی میں مولائی احمد نے قائم کیا پہلے کوئی باقاعدہ وزارت نہیں تھی بلکہ امور سلطنت دربار کے مصاحبین اور اہلکار چلایا کرتے تھے جنکا اعلےٰ افسر مولی السر کہلاتا تھا۔ اب باقاعدہ چھ وزیر مقرر ہیں (وزیر اعظم۔ وزیر خارجہ۔ وزیر داخلیہ۔ وزیر حسب۔ وزیر خزانہ۔ وزیر محکمہ پرسٹ۔ چیف چمبرلین) مگر وہ صرف حکم کے بندے ہیں۔ سلطان اگر مناسب سمجھے تو انسے مشورہ لیتا ہے نہیں

تو مرضی خود جو مناسب سمجھے حکم دیدیتا ہے۔ ہر ایک صوبہ پر ایک قائد یا گورنر مقرر ہے جسکو اپنے علاقوں میں کامل اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور وہ وہاں کی ملیشیا فوج کا کمانڈر بھی ہوتا ہے مگر اُن کو سلطان جب چاہے موقوف یا قتل کر سکتا ہے۔

عام تعلیم کی حالت ابھی تک بہت ناقص ہے رعایا کا اکثر حصہ بالکل مطلق ہے۔ چھاپے کا رواج بھی ہنوز عام نہیں ہوا اور قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتب زیادہ تر قلمی مروج ہیں۔ اہل مغرب قرآن شریف کے بعد صحیح بخاری کو سب سے زیادہ مستند اور قابل ادب کتاب سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کا اصل قلمی نسخہ نہایت عزت و احترام سے بطور تبرک سلطانی محل میں محفوظ ہے اور جنگ کے وقت اس سے یہی کام لیا جاتا ہے جو ترک پیغمبر خدا کے مقدس علم سے لیتے ہیں۔ لڑائی میں یہ سلطانی خیمہ میں رہتا ہے اور سپاہی اس مذہبی تبرک اور قومی نشان پر جان کو تصدق کر دینا بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔

پرانے زمانہ میں مراکو کا نام موری طنجی افریقا تھا جو بڑا عظیم الشان ملک تصور ہوتا تھا فاتحان عالم اقوام یعنی رومن۔ ونڈال یونانی اور عرب اپنی اپنی باری میں اسکے مالک رہ چکے ہیں۔ گیارہویں صدی میں یہ فاطمیہ خاندان کے تصرف میں چلا گیا جو اسکے فتح کرنے سے پہلے ٹونس الجیریا۔ طرابلس و مصر پر متصرف تھے اور پھر اندلس پر بھی قابض ہو گئے۔ موجودہ خاندان شرفا کا بانی مولائی احمد سترہویں صدی میں مراکو کا بادشاہ ہوا۔ سلطان حال مولائی عبد العزیز پسر سلطان مولائی حسن ۱۸۸۱ء میں پیدا اور ۷ جون ۱۸۹۴ء کو تخت نشین ہوا۔ یہ خاندان کا سترہواں حکمران ہے اور حضرت علی تک ۳۶ پشتوں میں اسکا سلسلہ نسب پہنچتا ہے۔ اسکے چار قبل نشین حسب ذیل ہیں۔ مولائی حسن ۱۸۷۳ء سے لیکر ۱۸۹۴ء تک حکمران رہا۔ سید مولائی محمد ۱۸۵۹ء سے ۱۸۷۳ء تک۔ مولائی عبد الرحمن ۱۸۲۲ء سے ۱۸۵۹ء تک اور مولائی سلیمان ۱۷۹۴ء سے ۱۸۲۲ء تک فرمانروا رہا۔ تاج و تخت یا شریفی چتر کی وراثت صرف خاندان فلیلی یا تافلیک شرفا میں محدود ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا ہی سلطان ہو۔ حکمران سلطان مرنے سے پہلے خاندان میں سے ایک کو اپنا جانشین مقرر کر جاتا ہے اور انتخاب کرتے وقت اسکا یہ فرض ہے کہ تا حد علم لائق ترین شخص کو منتخب کرے۔ اسکی وفات کے بعد بالعموم پہلے جمعہ کو نماز جمعہ کے وقت متوفی کے منتخب کردہ رکن کو بادشاہ مشتہر کیا جاتا ہے اور چونکہ وہ عموماً شاہی خزانہ پر متصرف ہو گیا ہوا ہوتا ہے اور محافظ شاہی فوج جسکے اکثر افسر اعلیٰ عہدہ دار ہوتے ہیں اسکی طرفدار ہوتی ہے کسیکو اسکی مخالفت کی جرات نہیں پڑتی۔

سلطان زیادہ تر فاس میں اور گاہ گاہ پرانے دار الخلافہ مراکش یا مکناس میں رہائش رکھتا ہے۔ باقاعدہ فوج کی تعداد یہ ہے دس ہزار عسکری یعنی باقاعدہ پیدل سپاہی جو ایک انگریزی کی زیر کمان ہیں۔ چار سو باقاعدہ سوار چند میدانی توپخانہ کی بیٹریاں جو تین فرنچ افسروں کے ماتحت ہیں اور دو ہزار بے قاعدہ سوار یہ فوج ہر وقت سلطان کے ساتھ رہتی ہے۔ فاس میں بندوق کا کارتوس بنانیکا کارخانہ قائم کرنے میں مدد دینے کیلئے اطالین گورنمنٹ نے چالیس اطالین افسران توپخانہ اور ایک اطالین انجینیر کی خدمات سلطان کو مستعار دی ہیں[ٹ] ایک ہسپانوی فوجی کمشنر بھی پیمائش اراضی کے کام پر مامور ہے اور اندلسی گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق۔ فاس۔ طنجہ یا طیطوان میں اقامت رکھتا ہے۔ انکے علاوہ ایک ہسپانوی فوجی ڈاکٹر ایک ہسپانی فوجی انجینیر اور ایک جرمنی انجینیر بھی سلطان کے پاس ہیں۔ کسی ترک عہدہ دار کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ باقاعدہ فوج کے علاوہ سلطنت مراکو میں ۲ ہزار ملیشیا سوار اور دس ہزار پیدل ہیں ہر سال چند گورنروں کو

ٹ یہ اعلیٰ الزام جیسا کچھ سلطان مراکو کو علم ہے بہ نسبت وہ کتاب موجودہ ترقیات سے معلوم ہو سکتا ہے ۱۲

اپنے اپنے صوبہ کی ملیشیا فوج جس کے ... مراکش کو جاتے وقت سلطان کی اردل میں رہنا پڑتا ہے۔ لڑائی کے وقت مندرجہ بالا افواج کے علاوہ مزید چالیس ہزار ملیشیا پیدل سوار بھی ہو سکتی ہیں۔ کمسریٹ کا کوئی انتظام نہیں۔

مراکش کو ۱۰۷۰ء میں فاطمیہ خلفائے آباد کیا تھا۔ یہ دریائے تنسیفہ کے قریب ملک کے جنوب مغربی حصہ میں واقع ہے۔ اسکی گیارہ دروازے ہیں اور فصیل بہت مضبوط ہے۔ سولہویں صدی میں یہ کمال عروج پر تھا اور اسوقت اسکی آبادی دس لاکھ کے قریب تھی۔ اب شہر کے اندر زیادہ تر کھنڈرات اور ویران باغ پائے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی پرانے جاہ و جلال کے آثار باقی ہیں۔ وہاں بیس جامع مساجد ہیں جنمیں سے بعض نہایت عالیشان ہیں۔ تین شاہی باغات بہت وسیع اور خوبصورت ہیں۔ قدیم شاہی محلسرائے اور اسکے باغات کی چاردیواری تین میل کا احاطہ رکھتی ہے۔ یہودیوں کا محلہ الملاح کہلاتا ہے اور اسکے گرد مزید حفاظت کیلئے علیحدہ فصیل بنی ہوئی ہے۔

جب سے [illegible] کو فتح کیا اسکی اہل مغرب سے کئی دفعہ لڑائی ہو چکی ہے ۱۸۴۴ء میں بمقام اسلی آخر الذکر کو سخت زک ملی تھی ۱۸۵۹ء میں بحری قزاقی [illegible] ہسپانیہ نے مراکو سے جنگ کا اعلان کر دیا۔ اور کئی معرکوں کے بعد سلطان نے ۱۸۶۰ء میں ہسپانیہ کو ملک کا کچھ حصہ [illegible] تاوان جنگ اور کئی تجارتی رعایتیں دیکر صلح کر لی۔ یہ معاہدہ [illegible] کہلاتا ہے اور ساحلی علاقہ سنتا کروز اسکے رو سے ہسپانیہ کو دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے ابتک تصرف نہیں کیا جسکی وجہ شاید ریفیوں کا خوف ہے۔

سلطان مراکو کی سالانہ آمدنی تخمینا [illegible] لاکھ پونڈ ہے۔ جو اجارہ داروں، محاصل، عشرات اور [illegible] سے حاصل ہوتی ہے۔ تجارت برآمد کی مقدار تخمینا ۱۷ لاکھ اور درآمد کی ۲۰ لاکھ پونڈ ہے۔ تجارت زیادہ تر فرانس، جرمنی اور انگلستان کیساتھ ہے۔

ڈاک کا انتظام بھی تھوڑے ہی دنوں سے شروع ہوا ہے۔ اب سلطانی ڈاک کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی ڈاکخانے بھی موجود ہو گئے ہیں [illegible] الجزائر [illegible] ڈاک جاتی ہے [illegible] مشرق [illegible] آبادی [illegible] ہزار [illegible] جنوب میں [illegible] مراکش [illegible] طنجہ [illegible] قونصل [illegible] انگلستان [illegible] فرانس [illegible] قونصل [illegible]

[illegible]

[illegible] پرنس [illegible] صدی میں [illegible] افواج [illegible] شخص [illegible] اپنی تجاویز میں [illegible] کل دنیا میں [illegible]

[illegible] عملیں [illegible] اگست [illegible] ستمبر [illegible] کی گرمی میں [illegible] سخت تکلیف [illegible] تاریخ پر [illegible] بالکل [illegible]

[illegible]

شخص کو اس حکومت کی تبدیلی پر افسوس نہیں ہوسکتا بلکہ جسقدر اطمینان ظاہر کیا جاوے کم ہے - لیکن ہم لحاظ سے یہہ معرکہ سخت قابل افسوس ہے کہ دنیا کو ایسے پچاس ہزار جانباز بہادر پہر شاید ہی کبہی حاصل ہو سکینگے - درویشونمیں بہت سے عیوب تہے - مگر اونکی شجاعت مردانہ اور جانبازی کو ایکدفعہ پہلے ہی کل دنیا تسلیم کر چکی تہی اور اس لڑائی سے اسکی پہر مزید تصدیق ہوگئی اور یہہ مسلمہ امر ہے کہ خواہ تہذیب و تمدن کسقدر ترقی کر جاوے - دنیا میں ایسے لوگوں کا وجود ضروریات سے ہے -

اسمیں کلام نہیں کہ درویشونکو دیگر غیر یوروپین ممالک کے باشندوں اور حکمرانونکیطرح اپنی جہالت غفلت بد انتظامی اور بے بنیاد کبر و نخوت کا خمیازہ اوٹہانا پڑا ہے - اگر خلیفہ عبداللہ مہدی کا جانشین ہونیکے بعد اکثر دیگر ایشیائی یا افریقی فرمانرواؤں کیطرح ذاتی لہو و لعب میں مشغول اور نشۂ خود بینی و تکبر میں سرمست نہوجاتا - اور اپنی طاقت کو زمانہ کی رفتار کے مطابق قایم رکہکر جدید اختراعات و ایجادات اور موجودہ علوم و فنون سے استفادہ کرتا رہتا تو اسے ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو یہہ روز بد دیکہنا نہ پڑتا - اپنی رعایا کو جہالت کے قعر عمیق سے نکالنے کیلیئے نہ سہی - اپنی فوجی قوت کو زمانہ کے حسب حال تیار رکہنا اسپر فرض عین تہا جسکو نظرانداز کردینے پر اسکے سپاہیوں کی بے نظیر شجاعت و بسالت انکے حق میں الٹی اور سخت مضر ہوگئی - اسکے پاس حبش کی نظیر موجود تہی - کہ اس حقیر ریاست نے جس کی افواج کو بہی درویش کئی دفعہ فاش شکستیں دے چکے تہے - محض آلات جدیدہ کے طفیل یوروپ کی ایک زبردست سلطنت کی فوج اعدا پر کیسی نمایاں فتح حاصل کی تہی - اگر عبداللہ کے طالع بیدار ہوتے تو وہ اپنے ہمسایہ کے حالات سے ضرور ہی استفادہ کر لیتا - منیلیک اس سے زیادہ مجبوری کی حالت میں اور چاروں طرف سے اعدا سے گہرا ہوا تہا - برعکس اسکے خلیفہ بیرونی دنیا سے کئی راستے تعلق پیدا کر سکتا تہا - مگر منیلیک نے باوجود متذکرہ صدر مشکلات کے جو کچہہ کر دکہایا وہ کل عالم پر واضح ہے - اور عبداللہ تعایشی کئی ہزار جان نثاروں کو کٹوا کر اب صحرا اور ریگستانمیں بہٹکتا پہر رہا ہے -

فتح خرطوم سے افریقہ کے پالیٹکس میں تغیر عظیم واقع ہوگیا ہے اور اس سے مسٹر سیسل رہوڈس کی اس آرزو کے پورے ہونیکی قوی امید ہوگئی ہے کہ اسکندریہ سے لیکر راس امید تک خط مستقیم انگریزی اقتدار قایم اور ریلوے اور ٹیلیگراف کا سلسلہ جاری ہوجائے لیکن اسکے ساتھ ہی دیگر دول یوروپ کی رقابت سے اب پیشتر کی نسبت تعلقات باہمی میں اگر کچہہ زیادہ پیچیدگیاں بہی پڑ جائیں تو کوئی تعجب نہیں ہوسکتا - کیونکہ گو اس مہم میں نصف فوج مصری بہی شامل تہی - اور کل فوج سردار مصر کے ملازم انگریز سپہ سالار کچنر کے ماتحت تہی اور یہہ علاقہ ۱۸۸۳ء تک مصر کے براہ راست ماتحت تہا - مگر ۱۸۹۰ء کے معاہدہ برلن کے رو سے جو افریقہ کے متعلق چند دول یوروپ میں ہوا تہا گو کنڈ لے سے لیکر خاص مصر کی حدود تک کل ملک انگریزی اقتدار کے دائرہ میں شامل سمجہا گیا تہا اور اب اوسکے حصہ کثیر پر عملی طور سے یہہ اقتدار قایم ہوگیا ہے - فرانس نے اس معاہدہ کو تسلیم نہیں کیا تہا اور وہ اوسوقت سے اس علاقہ کے درمیانی حصہ یعنی علاقہ بحر الغزال پر اپنا تسلط جمانے کیلئے کوشش کر رہا ہے - اور کئی دفعہ سرکاری یا نیم سرکاری مہمیں اس طرف بہیج چکا ہے - چنانچہ ابہی تک وہ مہمیں جنمیں سے ایک [illegible] - اور وہ [illegible] بندرگاہ اوبوک سے اسغرض سے علاقہ مذکور کیطرف [illegible] ہیں - اور

انکی نسبت کئی دفعہ دریائے نیل ابیض کے قصبہ فشودا تک پہونچ جانے کی خبریں مشہور ہو چکی ہیں۔ ادہر میجر میکڈانلڈ انگریز افسر پچھلے
برس سے یوگنڈا کیطرف سے علاقہ بحر الغزال کو جانیکی کوشش کر رہے ہیں جسمیں گذشتہ دو ایک ماہ تک سوڈانی سپاہیونکی بغاوت حارج
ہوتی رہی۔ سردار کچنر نے پانچ گن بوٹ میجر مذکور کی مہم سے جا کر ملنے اور اگر کوئی فرانسیسی علاقہ میں پہونچگیا ہو تو اسے خارج
کرنے کیلئے نیل کی شاخ ابیض کے راستہ کو دریائی سرکنڈوں اور جھڑبیروں وغیرہ کیوجہ سے اسکا دکرا دلیا صاف نہیں جنوب
کیطرف بھیجی ہیں۔ اور اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ظاہر ہے کہ فرانس کو اس سے سخت بلغوز خفگی ہوگی ادہر ٹرکی
بھی یہہ کبھی گوارا نہ کریگی کہ اسکے باجگذار صوبہ کا کوئی علاقہ کسی اور سلطنت کے مستقل قبضہ و تصرف میں چلا جاوے اور یہہ
یقینی امر ہے کہ اگرچہ جرمنی انگریزی فتحمندی پر رضامندی کا اظہار کر چکی ہے لیکن جو فرانس یا ٹرکی کی برخلاف انگلستان کی امداد کبھی
نہیں کریگی۔ اسکے ساتھ ہی یہہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ مصریوں کا حصہ کثیر اس فتح سے خوش ہونیکی بجائے دلمیں سخت ناراض
ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان اس علاقہ کو انکے لئے نہیں بلکہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور خود اپنے تصرف میں رکھنے
کی نیت سے فتح کر رہا ہے۔ اور اس امر کی تصدیق انکو خرطوم پر مصری جھنڈے کے ساتھ انگریزی علم کے بھی نصب کئے جانے سے بخوبی ہو گئی
ہے پس مصریوں کی خفیہ رنجیدگی کے ساتھ ہی فرانس و ٹرکی کی علانیہ رنجش سے اس فتح کا جسپر اسقدر خوشی ظاہر کیجا رہی ہے برٹش گورنمنٹ
کیلئے مزید مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کرنیکا باعث ہو جانا کچھ بعید از قیاس نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر انگریزی وزرا اور لارڈ کرومر
اس حکومت کو خواہ وہ کیسی ہی سفاک ظالم اور وحشیانہ ہی کیوں نہ تھی اسطرح سے پامال کرنے کی بجائے نرمی و دلاسا و حکمت عملی سے
اپنا رفیق اور ساتھ ہی افغانستان و مصر کیطرح اسے شائستہ اور واقعی طاقتور بنانے کی کوشش کرتے تو وہ غالباً اس مدعا میں بآسانی
کامیاب ہو جاتے۔ کیونکہ یہہ اپنی قسم کا پہلا تجربہ نہ ہوتا۔ انگریز مدبرین درویشوں سے بدرجہا زیادہ وحشیوں کو کئی مرتبہ رام کر چکے ہیں
اس تدبیر سے وہ افریقہ میں شمالاً جنوباً اپنا اقتدار قائم کرنے کے ارادہ میں بھی فائز المرام ہو جاتے اور انکے مخالفوں کو بھی انگلستان
کے برخلاف آزردگی ظاہر کرنیکا کوئی موقع نہ ملتا اور اسکے ساتھ ہی ہماری فوجی قوت سوڈانی بہادروں کی شمولیت سے کئی گنی
زیادہ مضبوط ہو جاتی۔ مگر اب بمصداق ایک انگریزی مثل کے بیٹھے ہوئے دودھ پر افسوس کرنا فضول ہے۔ مضے ما مضے مہدویش سولہ
برس حکومت کر کے جہانسے آئے تھے ادہر ہی چلدیئے۔ باقی رہا اس انقلاب کا زمانہ کے امن کیلئے مبارک یا نحس ثابت ہونا یہہ خداوند
کریم کے اختیار میں ہے جیسا چاہے کرے۔ لیکن آثار بادی النظر میں اچھے نہیں ہیں گے۔ مشرق الاقصے میں تعلقات کئی دفعہ سخت نازک ہو چکے
ہیں اور پولیٹیکل شاطر اپنی اپنی چالوں میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اس ہفتہ ادہر سے بھی انگلستان کی بہت بڑی کامیابی
کی خبر موصول ہوئی ہے۔ سفرائے انگلستان کو چند مہینوں سے شبہ ہو رہا تھا کہ چین محض روس یا فرانس کے افوا یا دہمکی سے ہی
انگریزوں کے حقوق کو پامال نہیں کر رہا بلکہ کوئی اور ہی معشوق پس پردہ موجود ہے۔ آخر وہ لیہنگچنگ گورنر جنرل صوبہ پچلی
ثابت ہوا۔ اسپر گورنمنٹ انگلشیہ نے گورنمنٹ چین سے اسکی موقوفی کا مطالبہ کیا اور جنگی بیڑہ وی ہای وی بھیجدیا کہ اگر چینی ذرا
انکار کریں تو بندر تلنتسن وغیرہ پر گولہ باری کیجائے۔ چینی گورنمنٹ اس غضب آلود دہمکی کی تاب نہ لاسکی اور لیہنگچنگ کبکی سنہ ۱۸۹۶ء

نہ ادہر سنہ ۱۹۰۴ء میں آخر جنگ یاجوج ماجوج یعنی محاربہ روس و جاپان شروع ہو گیا۔

میں روس - جرمنی - فرانس - انگلستان اور امریکہ میں شاہانہ مدارات کیگئی تھی موقوف کر دیا گیا ہے - مگر فتح خرطوم کیطرح اس
کامیابی کی بھی ہمارے مخالفین اور آگ بگولا ہوگئے ہونگے - اور یہ اغلب وجوہ ہیں کہ پنجابی ملیشیا کوئی دقیقہ کوشش اور جانبازی کا
اٹھا نہیں رکھینگے - ان اعلانات معنوی بظاہر مسرت آمیز خبروں کے ساتھ ہی کریٹ میں سخت ہولناک حوادث کی خبروں کے موصول ہونے سے
اگر یہ قیاس کر لیا جائے کہ ہمارے حریفوں نے اپنی چالوں کی ریشہ دوانی شروع کر دی ہے تو شاید غلط نہ ہوگا - آخر الذکر واقعات جیسے جانک
وقوع پذیر ہوئے ہیں ویسے ہی سخت اندیشناک ہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ انکی ابتدا ہمارے ہی فعل سے شروع ہوئی ہے جس نے ثابت کر دیا
ہے کہ گو دیگر معاملات میں ہمارے وزراء کیسی ہی دور اندیشی - تدبیر اور لیاقت سے کام لیتے ہوں - کریٹ کے مسئلہ میں ان صفات سے
بہت کم کام لیا جاتا ہے - انکو ٹرکی کی اخبارات کے طرز تحریر انداز اور لب و لہجہ سے یہ معلوم ہو جانا چاہئے تھا کہ ٹرکی کریٹ میں ہر چہار دول یورپ
(روس - انگلستان - فرانس اور اٹلی) کی دست اندازی اور مداخلات سے سخت بگڑ رہے ہیں اور خلاف معمول دھمکیاں دینے تک اتر
آئے ہیں - اس سے وہ یہ نتیجہ نکال سکتے تھے کہ انکے اخبارات کی جو ایسے ملک میں شایع ہوتے ہیں جہاں مطابع کو آزادی حاصل نہیں
یہ پُر جوشی بے مطلب نہیں - اور وہ ضرور اپنی حکومت کا عندیہ ظاہر کر رہے ہیں اور یہ ایک معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ٹرکی
ایسی سلطنت کا جو برسوں سے دلیری ظاہر کرنیکا نام بھی نہیں لیتی تھی اسطرح بالواسطہ طور پر خلاف معمول اپنی ناراضگی کو ظاہر کرنا
اس امر پر بدیہی دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے میں اس ناراضگی کو نباہنے کی طاقت پاتی ہے - ایسی صورت میں خواہ مخواہ پیش قدم بنکر
اس سلطنت کو اور برافروختہ اور زمرہ مخالفین میں شامل کرنیکا باعث ہونا ہرگز دانائی کا فعل نہیں کہلا سکتا کیا آرمینیا کے مسئلہ
میں جبکہ روس اور فرانس کی منافقت کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں ہوئی کہ پھر انہی کے ساتھ شامل ہوکر ٹرکی کے ایک اور علاقہ میں
عملی دست اندازی کرنے سے پرہیز نہیں کیا جاتا - اگر امرائے بحر نے کینڈیا کے متنازعات و محال پر تصرف کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو
اول تو یہ کوشش کرنی واجب تھی کہ کسی اور سلطنت کے سپاہی اس کام پر مامور کئے جائیں - اور بالفرض محال اگر ہمارے چالاک رقیب اسکو
منظور نکرتے تو خالص انگریزی دستہ کو بھیجنے کی بجائے چاروں سلطنتوں کے دستوں سے مساوی سپاہی اس کام پر لگائے جانیکا اصرار کیا
جاتا - اور اغلب یقین ہے کہ اسی سے دوسری تینوں سلطنتوں کی نیک نیتی کی قلعی کھل جاتی لیکن سب سے اول تو استحقاق غیر کو الگ رکھکر
بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ ہم کیونکر خدائی فوجدار ہیں کہ دوسری سلطنتوں کے تنازعات مابین رعایا و حکام میں دخل دیتے پھریں - اگر
انسانی ہمدردی کی تقاضا سے یہ کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنی رعایا کی مصیبتوں اور افلاس کی بیخکنی واجب ہے سوا ازیں ہمدردی اسکی
کیجائے جو اسکا مستحق بھی ہو - کل منصف مزاج عیسائی علانیہ پکار رہے ہیں کہ کریٹ کے مسلمان برسر حق ہیں - لیکن وہ چونکہ عیسائی نہیں ان
مسلمانوں سے بدتر تھے تو بھلے ہی نہیں پر ایسے نالائقوں کیلئے اور بھی کسی وقت نہیں ایسے نازک موقعہ پر جبکہ ہمکو اپنے دوستوں کی تعداد
بڑھانے یا کم از کم اپنے خیر خواہوں کی تعداد نہ گھٹنے دینے کی سخت احتیاج ہے - اس ضرورت کو نظر انداز کرنا کہاں کا تدبر ہے؟ افسوس اس ایک غلط
پالیسی سے صرف ایک چھوٹے سے بلوہ میں ہماری اتنی قیمتی جانیں ضایع ہوتی ہیں کہ ان سے کچھ ہی زیادہ ایک وسیع ملک کی فتح میں
اس موقعہ سے دو چار دن پہلے ضایع ہوئی تھیں اور اسپر خدا کی گورنر کا بھلا کرے کہ وہ بروقت مدد لیکر آ پہنچا - ورنہ یہ تعداد جبک

ام درمان کے مقتولین و مجروحین کی تعداد کو بھی جا پہنچتی۔ اس جانی نقصان کے علاوہ جو سخت مشکل پیدا ہو گئی ہے وہ علیحدہ رہی۔ اب اگر خاموش رہیں تو جگ ہنسائی ہوتی ہے۔ اگر انتقام کے درپے ہوں تو وہ بھی خالی از خطرہ نہیں۔

کریٹ کے مسلمان بھی آخر کسی بل پر اتنے بگڑے ہیں۔ مزید براں خواہ ترکی حکومت خاموش رہے کینڈیا کے مسلمانوں پر فوجی تشدد کئے جانے کی صورت میں وہاں کی ترکی فوج کا بھی پاس نہ ہے اور قوی ہے اپنے افسروں کی اختیار سے باہر ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے۔ کل کریٹ میں اس وقت تقریباً بیس ہزار ترکی فوج موجود ہے اور وہ صرف ساحلی قصبات میں مقیم ہے۔ اس تعداد میں سے یقیناً آٹھ نو ہزار فوج کینڈیا میں ہو گی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد بھی وہاں چالیس پچاس ہزار سے کم نہیں۔ اتنی بڑی جمعیت کو بزور شمشیر زیر کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہو گا۔

سیول کا بیان ہے کہ اگر یورپین جہل مسلمان بلوائیوں سے بدلہ لینا اور کنارا انکے سر سے اپنی حفاظت ہی اٹھا لیں تو کریٹ کے فقط عیسائی جو تعداد میں انسے پانچ گنے ہیں۔ انکو کچل ڈالیں۔ مگر یہ اسکی غلط فہمی ہے۔ اندرون جزیرہ میں عیسائی محض اس وجہ سے مسلمانوں پر غالب اور ان کی املاک و مکانات کو تباہ و ویران کر سکتے رہے ہیں کہ مسلمان متفرق طور چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں آباد تھے۔ اب اسکے برعکس ساحلی قصبات میں وہ متعدد کثیر موجود ہیں۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ انکے پاس اسلحہ وغیرہ بھی ضرور وافر موجود ہونگے۔ کیونکہ ترکی گورنمنٹ بظاہر خواہ کتنی ہی کیوں نہ دبائو مانتی جائے۔ وہ دل سے اس اجنبی مداخلت سے سخت ناراض ہے اور اسنے بالیقین ان مسلمانوں کو ہتھیار بہم پہنچا دئے ہونگے جنکی معقول تعداد جوا دپاشا فوجی گورنر پچھلے سال اپنے ساتھ لیتے گئے تھے۔ اور بعد میں برابر ترکی گورنمنٹ سلطان حریبہ عرب اس مخالفت کے وقت تک جو چند ہفتے ہوئے امرائے بحر نے کی تھی کریٹ کو بھیجتی رہی تھی۔ پس خشکی پر مسلمانوں پر حملہ کرنے سے سخت کشت و خون کے بغیر کامیابی کی بظاہر کوئی امید نہیں باقی رہی۔ جہازی گولہ باری سو یہ مسلم امر ہے کہ اگر قلعے مضبوط ہوں تو اس سے انکو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا یہ امر اسکندریہ کی ۱۸۸۲ء والی گولہ باری اور نیز ہسپانیہ امریکہ کی موجودہ لڑائی سے بخوبی پایہ تصدیق کو پہنچ چکا ہے اور کریٹ کے ساحلی قلعوں کی مضبوطی کل دنیا پر روشن ہے جنپر علاوہ بریں گولہ باری کرنا ٹرکی سے علانیہ اعلان جنگ کرنے کے مساوی ہو گا البتہ شہر کی دوسری عمارتوں کو بہت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مگر یہ نقصان عیسائی مسلمان دونوں کے حق میں یکساں ہو گا اور اگر بفرض محال صرف مسلمانوں سے خوب بدلہ بھی لیلیا گیا۔ تو اس سے حاصل کیا ہو گا۔ اصل بحث یہ ہے کہ کریٹ سے ہماری کونسی تجارتی۔ ملکی یا پولیٹیکل اغراض وابستہ ہیں کہ ہم انکے لئے یہ بکھیڑا اور مفت کا درد سر چھیڑے ہوئے ہیں۔ بہر حال مسئلہ کریٹ نے سخت خطرناک صورت اختیار کر لی ہے جس سے اگر دول یورپ چاہیں۔ تو کل دنیا میں عالمگیر جنگ کرا دینے کا کام لے سکتے ہیں۔ البتہ اگر ابنائے زمانہ کی قسمت نیک ہے تو اسی کریٹ کے مخمصے سے اپنی خلاصی کرانے کیلئے کافی وجہ بنا سکتے ہیں۔ واللہ علی کل شیٔ قدیر۔

ضمیمہ اول

بصرہ بغداد و حلب لائن کو مشترکہ سرمایہ سے بنانیکی تجویز

(تجویز کی تحریک کیسے ہوئی)

اس تجویز کا میں پہلے حصہ کی کسی حاشیہ اور نیز دیباچہ میں ذکر کر چکا ہوں علاوہ اوس وجہہ کی جو حاشیہ مذکور میں تحریر کیگئی ہی اوس تجویز کی متعلقہ تحریروں کو تاریخ محاربات مقسلی کے ساتھ بطور ضمیمہ درج کر دینا اسلئے بھی مناسب دیا ہی کہ در اصل اس تجویز کا محرک بہی یہی محاربہ ہوا تہا کیونکہ محاربہ سی فارغ ہو کر جب سلطنت سنیہ نے بحری اصلاح و استحکام کیطرف توجہ کی تو نومبر ۱۸۹۷ء میں یہ افواہ عام مشہور ہوگئی کہ روس نے باب عالی کو لکہا ہی کہ اگر یہ تیاریاں ملتوی نہ کیگئیں تو روس تاوان جنگ کی سابقہ قسطوں کے بقائے کا فوراً مطالبہ و تقاضا کریگا اور اس دہمکی سی دبکر ٹرکی نے بحری تیاریوں کو ملتوی کر دیا۔ اس خبر وحشت اثر[1] سے لازمی طور پر اکثر محب قوم مسلمانوں کو جنہیں تحقیق حال کے نہ ملنے کا پہلے ہی کچھہ کم صدمہ نہ تہا سخت رنج پہونچا۔ چنانچہ ایک غیور و باحمیت بزرگوار نے دسمبر ۱۸۹۷ء کی آخری ہفتہ میں ان دہمکیوں کی انسداد کی متعلق ایک تجویز پیش کی جسکو خاکسار نے ناپسند کرکے اوسکے عوض مندرجہ عنوان تجویز کو پیش کیا اور دسمبر ۱۸۹۷ء سی یہ بحث شروع ہوگئی اور قاہرہ کی نامور روزانہ اخبار المؤید اور دیگر معزز و مستند مصری و شامی اور ترکی اخبارات نے اوسکی بڑی پرجوشی سی تائید کی۔ ان سب اخبارات کی تحریروں کیلئے گنجایش نکالنا مشکل ہی۔ علاوہ بریں اونکی خیالات اور آرا کا خلاصہ وکیل کی متعدد مضامین میں ضمناً درج ہو چکا ہے۔ اسلئے صرف وکیل کی ہی مضامین کے اندراج پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مجولہ بالا بزرگوار محرک مجوزہ کا خط مع ایڈیٹوریل ریمارک جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۷ء کے وکیل میں شایع ہوا حسب ذیل ہے

"اعانت عسکریہ کے لئے امیر المؤمنین کی زیر صدارت جو کمیٹی قسطنطنیہ میں قایم ہے اوسے کیوں نہیں۔ بڑے سکیل پر بڑہا کر کل دنیا کے مسلمانوں کو روس کی بقایا تاوان جنگ تعدادی تین کروڑ پونڈ کی بیباقی کے لئے روپیہ جمع کرنے کی ترغیب دیجاتی۔ کہ اوسکا روپیہ ادا کرکے آیندہ کے لئے اوسکی دہمکیوں اور رکاوٹوں سے مخلصی پا لیجائے۔ مسلمان بخیل نہیں ہیں اور ایسی کوئی

[1] اس افواہ کی گو بعد میں خود روسی گورنمنٹ نے باضابطہ تردید کر دی مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ روس گذشتہ میں ٹرکی کو دبانے کیلئے بقایا کے مطالبہ ہی کچھہ کم زبردست آلہ نہ تہا۔ روسی تاوان جنگ کی مقدار و قسطوں کی کیفیت و فتوحات روم اور ٹرکی کی موجودہ حالت ضمیمہ میں شرح بیان ہو چکی ہے۔ مختصر یہ کہ سابقہ قسطوں میں سے تقریباً ۱۳ لاکہ پونڈ ادا ہو گئی تہی۔ چنانچہ معمولی سالانہ قسطوں کے علاوہ اس زبانی ادائگی سے یہی ۱۸۹۸ء کے وسط میں فریقین میں قرارداد ہو گئی اور اس رقم کی ادائگی کا خاتمہ [illegible] تک [illegible] ہو گیا [illegible] اکثر کتب اسلامی ممالک تو ٹرکی میں درج کر دیگئی

لینے والا ہونا چاہیئے مسلمانانِ عالم کی حالت کو ہندوستان کے مسلمانوں پر قیاس کرنا درست نہیں۔ یہہ زیادہ مفلس اور کم مالدار ہیں کمیٹی مذکور اگر چین تک ایجنسیاں قایم کردے اور اسلامی اخبارات میں مسلمانوں کو تحریک کیجائے تو روپیہ کی فراہمی چنداں مشکل نہیں ہوگی"۔

نامہ نگار موصوف کی حبِ قومی اور پرجوشی قابلِ تحسین ہے لیکن اگر اس مدعا میں کامیابی بھی ہو جائے اور زرِ مطلوبہ فراہم بھی ہو جائے تو روس کو یکمشت تین کروڑ پونڈ ادا کر دینا بالکل دانائی سے بعید ہے وہ ٹرکی سے محض تین لاکھ بیس ہزار پونڈ سالانہ لینے کا مستحق ہے۔ اور یہہ رقم ایسی نہیں جو ٹرکی ادا نہ کر سکتی ہو۔ تین کروڑ پونڈ کی اول تو مدنی سالانہ آمدنی کم از کم ۱۲ لاکھ پونڈ ہوتی ہے۔ کجا بارہ لاکھ سالانہ اور کجا سوا تین لاکھ مگر ہمارے نامہ نگار چونکہ مسلمان ہیں اونکو یہہ خیال بھی نہ گذرا ہوگا کہ جو رقم وہ یکمشت روس کو دینا تجویز کرتے ہیں۔ اُس کا سالانہ سود کیا ہوگا۔ تاوان جنگ کا مسئلہ ٹرکی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے خلافت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور اسلئے اسکے لئے مسلمانان عالم سے التجا کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ ہاں اگر خداوند کریم مسلمانانِ عالم کو اجتماع و اجتہاد کی توفیق عطا کردے۔ اور وہ ملکر کسی کام کے کرنے کے قابل ہو جائیں تو زیرِ بحث تجویز زیادہ عمدہ ہوگی کہ قسطنطنیہ میں بغداد سے براہ دمشق حرمین شریفین یمن تک ریلوے لاین بنانے کے لئے ایک عالیشان کمپنی امیر المومنین کے ظل حمایت میں مشترکہ سرمایہ سے قایم کیجائے۔ اور کل دنیا کے مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دیجائے اور حصص کی قیمت اتنی رکھی جائے کہ متوسط الحال اشخاص بھی اوسمیں شریک ہو سکیں یہہ لاین ڈیڑھ دو کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے دو تین برس کے اندر بخوبی تیار ہو سکتی ہے اور اس سے مصداق ہم خرما و ہم ثواب ایک تو حرمین شریفین کا راستہ قریب و محفوظ ہو جائیگا۔ دوسرے مسلمانوں کا روپیہ ایک ایسے کام پر لگیگا جس سے ہمیشہ معقول آمدنی ہوتی رہیگی پہر اس لائن کی منافع سے جو کسی صورت میں ۱۰-۷ فیصدی سے کم نہ ہوگا۔ اگر حصہ داران کمپنی مناسب سمجہیں تو روسی تاوان کی قسط تین لاکھ پونڈ ادا کر دیا کریں جسکی ادائگی کے بعد بھی اونکو چار فیصدی کی اوسط سے منافع ملتا رہیگا۔ اور سرمایہ بدستور قایم و موجود رہیگا۔ اور اتنی بڑی لاین کی جاری ہو جانے

ا اسی اخبار کے ایک اور نوٹ میں حاجیوں کی صعوبتوں کے متعلق یہہ ریمارک شایع ہوا تھا۔

جریدۃ الغرب طرابلس بلاد عثمانیہ و افریقیہ کے حاجیوں کے مصایب عدیدہ کے حالات جو اونکو عیسائی کمپنیوں کے جہازوں اور طودکہ ز تکلیف میں برداشت کرنی پڑتی ہیں نہایت پردرد اور رقت انگیز پیرایہ میں بیان کرکے اپنے ہموطنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ کیوں بحری سفر کو چہوڑ کر دمشق کا پرانا راستہ اختیار نہیں کرتے جہاں سے اب بھی ہر سال برابر حرمین شریفین کو محمل شریف لیکر قافلہ روانہ ہوتا ہے۔ اور امیر المومنین کیطرف سے ایک اعلے عہدہ دار مع فوج حاجیوں کی آسایش اور حفاظت کیلئے ہمراہ رہتا ہے۔ مالکان جہاز حاجیوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کرتے ہیں۔ اور اونکی بدسلوکی کے علاوہ جہازوں پر اس کثرت سے غریب حجاج کو بہر دیتے ہیں کہ اونکو رکوع و سجود کیلئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ اور طہارت و پاکیزگی کا مطلقاً انتظام نہیں ہو سکتا۔ خشکی کے راستہ ان تکالیف کا نام و نشان نہیں اور اسلامی حمایت ہونیکا فایدہ علٰحدہ رہا بحری سفر میں بڑی آسانی یہہ ہے کہ راستہ جلد طے ہو جاتا ہے۔ مگر مالکانِ جہاز کی حرص و طمع نے اس فایدہ کو معدوم بنا رکھا ہے۔ حاجی تو اس خیال سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں کہ وہ کل روانہ ہو جائیگا مگر کپتان مزید سواریوں کی طمع سے وقت مقررہ کے پندرہ پندرہ دن بعد تک چلنے کا نام نہیں لیتے اور اس اثنا میں دن کی دہوپ اور رات کی سردی اور شبنم سے وہ متعدد امراض کے شکار ہو جاتے ہیں۔ ہمعصر موصوف کی تحریر سے ظن غالب ہے کہ جہاں تک

کئی ہزار مسلمانوں کیلیے جو معاش کی سبیل ہوجائیگی۔ اور عراق عرب کی کئی لاکھ ایکڑ بنجر اراضی سہل الحصول اور قابل کاشت ہو سکیگی وہ منفعتیں ایسی علیحدہ ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری ترکی معاصرین رجال حکومت سنیہ اور بالخصوص انریبل حسین کامی بے افندی ترکش قونصل متعینہ کراچی اس تجویز کو باقاعدہ قالب میں ڈھالکر اوسپر عملدرآمد کرانیکی ضرور کوشش کرینگے۔ و بعد المستعان علی ما تصفون۔

ترکی ریلوی لائنیں

ناظرین کو یہہ معلوم ہی کہ گورنمنٹ ٹرکی نے اپنے ملک میں توسیع ریلوی کیلیئے اکثر موجودہ کمپنیوں سے اقرار کر رکھا ہے کہ اگر ان کو لائن کی سالانہ آمدنی فی میل کی اوسط سے مقررہ رقم کے برابر نہ ہو تو کمی خزانہ سے پوری کر دیجائیگی۔ اناطولین ریلوی کمپنی کا کئی لاکھ پونڈ کا مطالبہ اسی کمی کی وجہ سے جمع ہوتا گیا ہے۔ مگر ۱۸۹۷ء میں پہلی دفعہ اپنے ملک کی ایک ضمانتدار کمپنی سے گورنمنٹ عثمانیہ کو مالی فایدہ پہونچا ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حیدر پاشا اسمد لائن کا اجارہ جو ۹۱ کیلو متر لمبی ہے ۔ سہ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ورٹمبرگ (جرمنی) کی بنک ورنبرگ کی ڈائرکٹر مسٹر الفرڈ کولا کو جو ڈائشی بنک کی قائم کردہ کمپنی کے نائب کی حیثیت میں بالمبادلہ نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس شرط پر دیا گیا کہ گورنمنٹ فی کیلومتر دس ہزار تین سو فرنیک کل آمدنی ہونے کی ضمانت کرتی ہے یعنی اگر اس سے کم ہو تو خزانہ سے پوری کر دیجائیگی۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسٹر مذکور نے اپنا اجارہ اناطولین ریلوے کمپنی کی پاس فروخت کر دیا اور اوسنے بالمقابل نئے اسمد سے انگورہ تک لائن بڑھانیکا اجارہ پندرہ ہزار فرنیک سالانہ فی کیلومتر کی ضمانت ملنے پر لیکر ساتھ ہی یہہ اقرار کیا کہ اگر حیدر پاشا سے لیکر انگورہ تک یعنی کل لائن کی آمدنی بحساب اوسط فی کیلومتر دس ہزار تین سو فرنیک سے زیادہ ہو تو جسقدر رقم زیادہ ہو وہ پہلی ۹۲ کیلو میتروں پر پھیلا کر خزانہ عثمانیہ کو دیجائیگی ۱۸۹۷ء میں کل لائن پر بحساب اوسط ۱۳۵۵۸ فرنیک فی کیلو متر یعنے لائن کی پہلی جز کی ضمانت سے ۳۲۵۸ فرنیک زیادہ ہوئی۔ پس ۳۲۵۸ × ۹۲ = ۲۹۹۷۸۰ فرنیک خزانہ عثمانیہ کا حق ہوا۔

اس سے ضمانتی طریقہ کی طرفدار استدلال کر رہی ہیں کہ گورنمنٹ ضمانتیں دیکر لائنوں کی توسیع کی کوشش کرے کیونکہ ۱۸۹۷ء کی حاصلات سے واضح ہوگیا ہے کہ اس طریق سے ملک میں آمدورفت کے ذرایع کے وسیع ہونیکے علاوہ خود گورنمنٹ کو بھی مالی منفعت ہوسکتی ہے لیکن

یہہ (صفحہ گذشتہ) اور سکے ابنائے وطن کا تعلق ہے بے اثر نہ ہوگی۔ مگر افسوس بلاد ہندوملایا اور مغرب الاقصے اور الجزائر وغیرہ کے مسلمان دمشق کے رستہ سے بہت کم مستفید ہوسکتے ہیں۔ بلکہ ہندی حاجیوں کو اوسکی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ اگر ان تو اعد پر عمل ہو جو گورنمنٹ عالیہ ہند نے اونکی آسایش کیلیے وضع کرکے ٹامس کک کمپنی کو اونکا پابند کیا تھا۔ لیکن جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے قواعد کا وضع کرنا تو آسان ہی مگر انسان کی فطرتی کمزوری کیوجہ سے اونپر پورا پورا عملدرآمد بالعموم بہت کم ہوتا ہے۔ علاوہ اگر ایسے ہندی حاجی جنکے پاس وقت کافی اور زادراہ معقول موجود ہو ہندی بنادر سے روانہ ہوکر جدہ کی بجائے بغداد و بصرہ جاتے ہیں اور وہاں سے دمشق یا شمالی عرب کے رستہ حرمین شریفین جائیں تو بحری سفر کی تکالیف اور مالکان جہاز کے جور و ظلم سے بچنے کے علاوہ تقریباً کل اسلامی مقدس مقامات کربلائے معلی مدینہ منورہ مکہ معظمہ و دمشق اور اگر ذرا ہمت کریں تو بیت المقدس کی بھی زیارت سے مستفیض ہوسکتے ہیں۔ اور جسوقت اسکندرون بغداد ریلوے تیار ہوگی جسکا اجارہ غالباً عنقریب ایک کمپنی کو ملنیوالا ہے اور اجارہ کی عطا کے بعد وہ چار پانچ برسوں میں تیار ہوجائیگی تو اوسوقت کل ایشیائی حاجیوں کیلیے اس راستہ [illegible] نہیں ہوگا

یہ ان کی صحیح غلط فہمی ہے۔ اناطولین ریلوے کے حالات کسی پچھلے ہفتہ میں بالوضاحت درج کرکے ہم بتا چکے ہیں کہ عموماً ایسی کمپنیاں ضمانت پر تکیہ کرکے اپنی آمدنی کو بڑھانے سے پہلو تہی کرتی ہیں وہ اوسکے لیے کوئی تدبیر یا کوشش نہیں کرتیں۔ اور اون کی غفلت اور سہل انگاری سے ملک کی زراعت اور تجارت کو فایدہ کی بجائے سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس سال آمدنی کا اضافہ محض فوجوں کی نقل و حرکت کی وجہ سے ہوا ہے۔ لیکن اگر انکو لیجانا بھی کمپنی کا اختیاری معاملہ ہوتا تو اناج کی انباروں کی طرح پلٹنیں بھی مہینوں تک سٹیشنوں پر پڑی رہتیں۔ اور جو انکو منزل مقصود تک پہونچا دیتا کوئی انتظام نہ کیا جاتا۔ اس پر بھی تین لاکھ فرنک بھی فی الحقیقت گورنمنٹ کو بطور جدید آمدنی نہیں ہے۔ بلکہ اونہی اٹھائی لاکھ پونڈوں میں سے جو بطور کرایہ کمپنی کو دیگئی۔ دس بارہ ہزار پونڈ واپس ملگئے ہیں۔ ہاں اس سال اتنا فایدہ ضرور رہا کہ پہلے ضمانت کی کمی بالاستعداد ادا کیجاتی تھی۔ اب وہ کمی فوج کے کرایہ کی صورت میں ادا کر دیگئی۔ برخلاف اس کے جن معدودے چند راستوں مثلاً سمرنا ایدین ریلوے کمپنیوں کے ساتھ ذمہ داری نہیں لیگئی۔ وہ اپنی آمدنی کو بڑھانے کیلئے دن رات سرگرمی کے ساتھ محنت کرتی رہتی ہیں۔ اس سمرنا ایدین کمپنی کی ہفتہ وار آمدنی چند برس ہوئے شروع شروع میں ہزار ڈیڑھ ہزار پونڈ سے زیادہ نہ تھی جو اب بالاوسط آٹھ نو ہزار پونڈ ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی ترکوں یا اہل ملک کو کچھ خوشی نہیں ہو سکتی ہے کہ سارا روپیہ بیشتر غیر قوم اور غیر ملک میں کھنچا چلا جارہا ہے اور بلحاظ تجارت بھی دوسرے ملکوں کو ہی فایدہ پہونچ رہا ہے کہ ترکی کی پیداواریں ان کو پہلے کی نسبت سستی و ارزاں ملجاتی ہیں۔

ریلوے لائنیں صرف اوسی صورت میں سیاسی، تمدنی، تجارتی و جنگی لحاظ سے فایدہ مند ہو سکتی ہیں جبکہ وہ اپنے سرمایہ سے تیار کیجائیں اور اون کا اہتمام ان شخصوں کے ہاتھ میں ہو جنکو ملک کی بہتری سے خاص دلی تعلق ہو۔ مگر افسوس جبکہ دول یورپ بڑی بڑی سعی کریں اور جیسیوں سے ممالک غیر میں ریلوے لائنوں کے اجارے کو ملنے کی سعی و کوشش کر رہی ہیں۔ خود اون ممالک کی گورنمنٹیں اور باشندے خواب خرگوش میں پڑے ہوئے ہیں اور جبتک نہ خود اپنے سرمایہ اور اپنی ہمت سے کام لینا نہ سیکھینگے یہ خرابیاں دور ہونے کی بجائے دن بدن زیادہ ہوتی جائینگی اور کمزوری و انحطاط میں اضافہ ہوتا جائیگا۔

اور ایشیائی ممالک کو چھوڑ کر ہم اس بحث کو صرف ترکی تک محدود رکھتے ہیں جس ملک میں ابھی ان کاموں کیلئے بڑا وسیع میدان کھلا پڑا ہے۔ ترک یا مسلمان ابھی ایسے نادار نہیں کہ وہ مشترکہ سرمایہ سے ایک اچھی بڑی لاین بنانے کیلئے روپیہ نہ رکھتے ہوں۔ کمی فقط توجہ کی ہے جو لاعلمی اور بدبختی سے پیدا ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں معلوم ہوتا ہے کہ انتشار ابزدی کو بھی کچھ دخل ہے اور تعصب نے بھی بڑے سمجھداروں کی عقل پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ دسمبر ۱۸۹۶ء کے وکیل میں انہی کمپنیوں کا ذکر کرتے ہوئے خیرخواہان قوم کو توجہ دلائی تھی کہ ایک عیسائی انگریزی کمپنی بندر سعید سے بصرہ کویت تک ریلوے لاین کا اجارہ ملنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اگر کل اسلامی ممالک کے مسلمان اس مجوزہ لائن سے جو سوائے ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کر دینے کے اور کسی مصرف کی نہیں ہو سکتی کسیقدر اوپر بصرہ سے بغداد اور بغداد سے خواہ براہ موصل اور خواہ براہ دشت حلب و اسکندرون تک جو بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے۔ اور پھر حلب سے براہ دمشق حرمین تک ریلوے لائن بنانے کیلئے مشترکہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کریں۔

تو اس سے انکو بے انتہا فوائد پہونچ سکتے ہیں۔ ان فوائد کی بھی اس مضمون میں مجملاً تشریح کر دیگئی۔ اس تجویز کیطرف تو کسی نے توجہ نہیں کی۔ مگر عیسائیوں کی خوش قسمتی سے انہی دنوں بمبئی کے مشہور محب قوم اور متمول عرب سوداگر مسٹر عبد اللہ حاجی الدین قور صاحب نے جنسے مسٹر الیگزنڈر محمد رسل وب امریکن نومسلم کو بہت قیمتی امداد پہونچی تھی۔ حیدر آباد دکن میں وہاں کے چند سربرآوردہ امرا کا جلسہ کر کے یہ ریزولیوشن پاس کرایا کہ مسلمان نواب نظام حیدر آباد کو تاکید کریں کہ وہ بالیقین اس عیسائی کمپنی کو اجارہ دلوا دینے کی کوشش کریں !!!

افسوس جب ایسے عالی دماغ بلند ہمت۔ مدبر کار اور صاحب ثروت مسلمانوں کی ہمت و کوشش صرف ایک عیسائی کمپنی کی اخلاقی امداد کرنے تک محدود ہے تو عوام سے کسطرح کی شکایت اور اپنی بدقسمتی۔ افلاس اور نامردی کا گلہ کرنا سرسری سی مشغول ہے اس مجلس میں مسٹر ممدوح کی علاوہ کئی اور ایسے خداوندان نعمت موجود تھے کہ اگر چاہتے تو ان میں سے ایک ایک شخص تنہا اس کام کیلئے سرمایہ بہم پہونچا سکتا۔ مگر اسلامی سرمایہ سے کسی کام کو شروع کرنے کی سوجھنا تو دور کی بات تھی مسٹر عبد اللہ صاحب نقشہ کو بغور دیکھنے کی تکلیف تک گوارا فرماسکے ورنہ انپر فوراً واضح ہو جاتا کہ عیسائی کمپنی کی جس مجوزہ لائن اور بندر سیمی پر راہ الجوف بصرہ تا کویت تک کی وہ تائید کر رہے ہیں اس سے مسلمانوں کو مذہبی یا تجارتی کوئی فایدہ نہیں۔ اسکے ساتھ ہی ایک سرسری نظر سے انکو معلوم ہو جاتا کہ کونسی لائن یہ سب مقاصد پوری کر سکتی ہے۔ اور تو تب وہ یقیناً وہی خط تجویز کرتے جو وکیل میں درج ہو چکا ہے۔

جلسہ مذکورہ کی روئداد معزز ہمعصر جریدہ روزگار سے پڑھکر ہمکو سخت رنج ہوا اور اسی رنج و افسوس کیحالت میں مسٹر عبد اللہ صاحب اور دیگر چند معزز شرکا جلسہ کو جنمیں ہمعصر مذکور کے مالک بھی شامل تھے مفصل عریضہ لکھکر التماس کیا گیا کہ ایک غیر قوم کی کمپنی کی مدد کرنیکی بجائے اگر اس موقعہ سے فایدہ اٹھا کر اسلامی کمپنی بنانیکی تحریک اور کوشش کیجائے تو ان صاحبوں کی شان کے زیادہ شایاں ہوگا۔ مگر سوا ایک صاحب کے جنکی تحریر بہت کچھ حوصلہ دلانیوالی ہے اور کسی صاحب نے اب تک جواب سے ہی مشکور نہیں فرمایا۔ شاید انکا بلند منصب اور تمول کسی تو می تحریک کی تائید میں دو سطریں لکھنیکی زحمت اٹھانیکو بھی کسرشان سمجھتا ہوگا۔ بہرحال مسٹر عبد اللہ بدرالدین صاحب سے جو معاملہ میں بہت سرگرم معلوم ہوتے تھے۔ اور نیز جریدہ روزگار کے اولوالعزم پروپرائٹر سے جو خدمت قوم و ملت میں شہرہ آفاق ہیں۔ ایسی لاپروائی کی ہرگز امید نہ تھی۔ اور ان باتوں کو مدنظر رکھکر ہمیں مجبوراً قیاس کرنا پڑتا ہے کہ کم از کم ان دونوں صاحبوں کو ہمارے عریضے نہیں ملے ہونگے۔ اسی لئے اسدفعہ بذریعہ اخبار انکو مخاطب کر کے دیگر بہی خواہان ملک آنریبل حاجی محمد اسمعیل صاحب حاجی بادشاہ صاحب ترکی قونصل مدراس و دیگر صاحبان کو بھی بالخصوص اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اسبارہ میں اڈیٹر وکیل کو اپنی رائے سے مطلع فرمانے سے دریغ نہیں فرمائینگے جبکا ارادہ ہے کہ اگر مناسب تعداد ابنائے ملک کی اس سے متفق الرائے ہو جائے تو وہ اس تجویز کی تکمیل کیلئے باقاعدہ کارروائی کا آغاز کر دے۔ والسلام علی من اتبع الہدےٰ۔ (۱۲ فروری ۱۹۱۳ء)

بغداد دمشق کی مجوزہ ترکی ریلوی لائن

کے متعلق وکیل پہلے دو دفعہ مفصل تحریر کر کے ابنائے ملک اور اسلامی عالم کو اس نہایت ہی مفید اور کار آمد کام کو جس سے

سے جواب اڈیٹر وطن سے

استقدر فایدے مترتب ہوسکتے ہیں کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تیار کرنے کی صلاح دیچکا ہے۔ مگر افسوس ابتک کسی فرد یا اخبار نے اسطرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ اُن اصحاب اخبارات کو جنہوں نے اسمعاملہ میں کچھہ دلچسپی ظاہر کی تھی (اگرچہ وہ دلچسپی ایک عیسائی کمپنی کو زبانی امداد دینے تک ہی محدود تھی) اسموار خطاب کرکے اسطرف توجہ دلانے کی کوشش کیگئی تھی یہہ درست ہے کہ مسلمانان ہند عموماً نادار ہیں۔ مگر انمیں ابھی کئی ایسے بھی مالدار ہیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ رکھتے ہیں اور وہ روپیہ یا تو خانوں میں بیمصرف بند پڑا ہے یا رفتہ رفتہ خرابات میں صرف ہو رہا ہے یا بڑی بات ہوئی تو اسکا کچھہ جزو یا تو اسلامی احکام حکم کی صریح خلاف ورزی کرکے سود پر چلایا جارہا ہے۔ یا کسیقدر داخلی تجارت پر لگا ہوا ہے۔ لیکن اگر یہی روپیہ ممالک غیر میں کارآمد کاموں پر لگایا جائے تو معقول آمدنی دینے کے علاوہ اس سے ہم میں بھی سپرٹ مستعدی۔ معاملہ فہمی اور امنگ پیدا ہوسکتی ہے جو آجکل یورپین قوموں کو بیتاب کر رہی ہے اور اس ایک ہی امر سے ہماری لیے ترقی کی سینکڑوں راہیں کھل سکتی ہیں۔

اسی اخبار میں اوپر کسی جگہہ پر ٹرنش گائنا کے ذیشان سوداگر میاں گل محمد خانصاحب کا مختصر حال مندرج ہوچکا ہے اگر وہ اپنا سرمایہ ملک سے باہر نہ لگاتے اور باہر نکلنے کی ہمت نہ کرتے تو غالباً آج اونکو یہی معلوم نہوتا کہ قومی ہمدردی کس جانور کا نام ہے اور نہ اونکو استطاعت ہوتی کہ ۳۰ ہزار روپیہ اس فراخدلی سے ایک مسجد کی تعمیر کیلیے دیدیں۔ ہندوستان میں بچہ بچہ کی زبان سے قومی ہمدردی کا لفظ سنا جاتا ہے وہ ہمدردی نہیں بلکہ اوسکا مضحکہ ہے۔ ہمدردی وہی ہوسکتی ہے جسکا کچھہ عملاً بھی وجود ہو۔ ہندوستان میں بھی ہزاروں نئی مسجدیں ہر سال تیار ہوتی ہیں۔ مگر جس غرض اور مقصد کیلیے جارج ٹاون کی مسجد بنائی گئی ہے اوسکا ہندوستان کی بانیان مساجد کو کبھی خواب میں وہم وگمان نہ گذرا ہوگا۔ لیکن اگر ہندوستانی مسلمان بکثرت اپنا سرمایہ ممالک غیر میں لگانے کے معتاد ہوجائیں تو ہر سال ہزاروں گل محمد تیار ہوسکتے ہیں۔ خیر یہہ تو جملہ معترضہ تھا۔ مزید افسوس یہ ہے کہ اصحاب تمول تو خاموش ہی تھے متوسط الحال جماعتوں کے اراکین نے بھی اسطرف کوئی خیال نہیں کیا۔ اور جس قوم کی درمیانی درجہ کی لاپروائی اور بیحسی حرکتی اسدرجہ تک پہنچگئی ہو اوسکی موت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہی جماعتیں قوم کی ریڑھ کی ہڈی اور اسکی ترقی یا تنزل کا باعث ہوتی ہیں اعلے رؤسا اور متمولین کو مصلحین ہمیشہ نظر انداز کرتے آئے ہیں۔ یا کم از کم یہ کہ قومی عروج کیلیے اونکی رفاقت اور معاونت کو جزو لازمی تصور نہیں کیا گیا۔ مگر متوسط اور اعلے جماعتیں تو درکنار ہمیاں کے اخبارات پر بھی جنکو قومی اور ملکی خدمت اور صلاح کا دعوے ہے۔ کچھہ ایسی مُردنی چھائی ہوئی ہے کہ اونہیں کسی بڑے کام کو خود اختیار کرنے یا قوم کو اوسکے اختیار کرنے پر مجبور کرنیکی جرات ہی نہیں پڑتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہمکو اپنے معاونین پر ہے جن سب کا زبانی ادعا یہی ہے کہ وہ قوم کے بڑے خیر خواہ اور قومی معاملات سے کمال دلچسپی رکھتے ہیں۔ مگر ایک یا دو کے سوائے گیارہ سو میں سے کسیکو اس کام کی تکمیل پر کمر ہمت باندہنا تو خیر اپنی رائے ظاہر کرنیکی بھی توفیق نہیں ہوئی۔ وہ شاید تین چار کروڑ پونڈ کا نام سنکر گھبرا گئے ہونگے۔ اور جیسا کہ ہمارے ایک کرمفرما نے پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا تھا۔ اسے شیخ چلی کا خواب سمجھہ بیٹھے ہونگے۔ لیکن اگر وہ کل دنیا کی صرف اونہی مسلمانوں کی تعداد اوسکیطرف خیال کرلیتے جو اخبار بینی کا مذاق یا دنیا کے معاملات سے خبر رکھتے ہیں تو اس تعداد کے مقابلہ میں یہہ رقم اونکو بالکل حقیر دکھائی دیتی۔ بلکہ اسی تعداد کو ملحوظ رکھکر ہمنے اون پرائیویٹ خطوط میں جو بعض

اصحاب کو لکھی گئی تھی۔ یہہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ اگر خداوند کریم کی تائید سے اس کام کی تکمیل کیلئے کوئی باضابطہ انتظام ہو جائے تو کسی شخص کو پانچہزار سے زیادہ کے حصے اس اسلامی سرمایہ سے خرید نیکی اجازت نہ دیجائے تا کہ بکثرت مسلمان اسمیں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق شریک ہو سکیں اور کثیر التعداد مسلمانوں کو قومی ترقی اور فلاح کی امنگ پیدا ہو سکے۔ اس تجویز کا ممکن العمل بلکہ سہل الحصول ہونا اسی سے واضح ہو رہا ہے کہ صرف وکیل کے معاونین میں سے ہر ایک بالواسطہ اگر دو دو سو روپیہ کے حصص خرید کرے تو اڑہائی لاکھ کے حصے بک جاتے ہیں۔

اس معتدانہ شکوہ شکایت کے بعد ہم اپنے اہل وطن اور اصحاب ثروت کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ہماری یہہ تجویز جسیا کہ انکو گمان ہے شیخ چلی کے خوابوں کے مشابہ نہیں۔ اسکے پورا ہو جانے کی پختہ امید ہو گئی۔ بلکہ اب الٹا یہہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں ہمارا یہہ اصل منشا کہ کافہ مسلمین کو اسمیں شریک ہونیکا موقعہ ملے مفقود نہو جائے۔ اور معدودے چند متمول ہی اس کام کو اپنے ذمہ نہ لیلیں تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ بذریعہ اخبار ابنائے ملک اور دیگر اسلامی ممالک کے ہمدردان قوم وملک اصحاب معاصرین کو اسطرف توجہ دلانیکے ساتھ ہی چند احباب اور اخبارات کو پرائیویٹ خطوط بھی اس بارہ میں تحریر کئے گئے تھے۔ جو خداوند کریم کے فضل وکرم سے ویسے بے اثر نہیں رہے جیسے کہ وہ خطوط اور صرف وصیات جو اہالی ملک کی خدمت میں کی گئی تھیں مصر کے متقدر اور سربرآوردہ روزانہ اخبار المؤید نے اسمعاملہ کو بڑے شوق سے اپنے ذمہ لیکر کل عربی دان مسلمانوں کو ترغیب دینی شروع کر دی ہے اور خود بلاد عثمانیہ میں ہماری تحریرات کا یہہ اثر ہوا ہے کہ فی الواقع وہاں اسغرض کیلئے ایک کمیٹی بھی قائم ہو گئی ہے۔ اور کچھ عرصہ ہوا ہمنے بحوالہ ٹائمز جو یہہ خبر لکھی تھی کہ باب عالی نے انگریزی وجرمن کمپنیوں کو ریلوے لائنوں کے اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے اوس ممانعت کی وجہہ بھی در اصل یہی اسلامی کمیٹی ہے۔ چنانچہ اسبارہ میں ہمارے ایک عنایتفرمائے جو نیز ابتدا میں مسلمانوں کی کم ہمتی اور لاپروائی پر غور کرکے ہماری تجویز کی کامیابی کو مشتبہ خیال کرتے تھے۔ مگر بعد میں متفق الرائے ہو کر پوری ساعی ہوئے ہیں ملک الشام سے جو خط روانہ کیا ہے اوسکی عبارت متعلقہ بجنسہ ذیل میں درج کر دیجاتی ہے۔

"در خصوص مسئلہ شمند فر (راہ آہن) بنا بر امر جناب عالی البتہ بہ تحقیقات آن کوشیدم۔ و موافق نیت آنصاحب سعی بلیغ نمودم عاقبت الامر معلوم شد کہ مطلقاً در جبلت آنجناب توہ ولایت مصر کوز۔ و از صداقت عزیزی شان ترقیع اسلامی مرکوز است چنانچہ از رؤسای عشایر سوریہ شام و اغنیای دمشق مقدار صد نفر متجاوز کہ ہر یکے صاحب کرور ہا لیرہ اند جمع شدہ و حسب ہدایت آن مرشد کامل عریضہ را بحضور امیر المومنین تقدیم نمودہ اند کہ راہ آہن از ہیتا نبول تا بغداد ہر چہ مصرف دارد ما متعہد می شویم۔ و از بیت و چہار حصہ سہ حصہ اش منافع اوقات بلا کمال بتبرع مے نمایم بشرط آنکہ اصلاً اجنبی مداخلہ نکند و رئیس اوارہ آن حضرت پادشاہ باشد۔ ستا بریں اکنوں دولت علیہ در مذاکرہ این مسئلہ جدید مشغول اند ہمہ طالبین نو رنگ ما منتظر جواب اوہ اند و لی تاکار سے بانجام نرسد نتیجہ حاصل نکند جریدہ کہ اینجا بخصوص غزتہ ترکی ایں نحو اہند نوشت۔ ہر گاہ نوشتہ شد کیفیت آنرا مفصلاً بعرض خواہم رسانید۔ و السلام"

اس سے ناظرین با تمکین کو واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ یہہ معاملہ حضرت خلافت پناہی کی بارگاہ عالی تک پہنچ چکا ہے اور اگر حضور ممدوح نے خلعت قبولیت عطا فرما دیا۔ تو صرف علاقہ شام کے ارباب دولت اسکو اپنے ذمہ لینے پر تیار ہیں۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ جلالتمآب کل دنیا کے مسلمانوں کی بہتری کو مد نظر رکھکر انکو اس فیض عام کے مستفید ہونیکا موقعہ دینگے۔ نہیں بلکہ اس مہتم بالشان کمیٹی کا بنات خاص رحمن

نبنا منظور فرماکر منشاء و ارادہ سلطانی کی اجرا سے اُن کو اس میں شرکت کی ترغیب و تشویق دینگے۔ ایسا کرنا بعض کی نظر میں شان سلطانی کی شایان نہو۔ مگر منصب خلافت خلیفہ کیطرف سے ایسی کارروائی کا سخت متقاضی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا کے مسلمانوں کو امیر المومنین سے سلطانی حیثیت سے نہیں بلکہ محض خلافت کی لحاظ سے اخلاص و عقیدت ہے۔ حضور سلطانی میں مندرجہ بالا التماس کرنیکے بعد ہم اپنے ابنائے وطن سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ شومی قسمت و بخت سے مجبور ہو کر اپنی معمولی اور طبعی سہل انگاری اور لاپروائی اور غفلت سے کام نہ لیں بلکہ تا مقدور اور بکثرت اس کام میں شریک ہو کر اپنی قوم کیلئے ایسا تمدنی اور مالی رفاہ عام کا پیش خیمہ کھڑا کریں جو اس وقت یورپ اور امریکہ کی مسیحی اقوام کو حاصل ہے۔ واللہ یهدی من یشاء الی سواء السبیل (۱۱۔ اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق لائن

کے متعلق انہیں صاحب نے جو ابتدا اس میں ہمارے لیڈر سے اسکی تحریک کے جانیکا باعث ہوئے خط ۱۰۔ اپریل ۱۸۹۸ء کو تحریر کیا ہے۔ اسے ہم بجنسہ ذیل میں درج کر کے دیگر بہی خواہان قوم و ملک سے بھی اپنی اپنی رائے اور عندیہ ظاہر کرنیکی درخواست کرتے ہیں۔ بلاد عثمانیہ اور مصر میں اس لائن کو اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرنیکے لئے جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے اسکا مجمل بیان کسی گذشتہ ہفتہ کی اخبار میں درج ہو چکا ہے۔ اس وقت مزید اینزاد کہ دنیا کافی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بدرالدین عبداللہ و صاحب تاجر بمبئی کی کارروائی پر معترض ہو تو وقت جو کچھ ہمنے تحریر کیا تھا۔ اسکی تصدیق اب ایک انگریز نے بھی بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں کر دی ہے وہ لکھتا ہے "ہندوستان سے شمالی عرب کے راستے بصرہ یا کویت تک اگر ریلوے لائن بنائی جائے تو کئی برسوں تک اس سے معقول آمدنی ہونیکی امید نہیں لیکن اگر (جیسیکہ ہماری تجویز) اسکندرون سے براہ حلب موصل بغداد و بصرہ تک لائن بنائی جائے تو اس سے فی الفور سرمایہ پر معقول منافع ملنا شروع ہو جائیگا۔ اسی مضمون پر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں۔ "مگر افسوس ہے کہ اس لائن کا بہت حصہ جرمنوں نے تیار کر لیا ہے اور غالباً چند برسوں میں وہ اپنی لائن بغداد اور بصرہ تک بھی بڑھا لینگے الخ" لیکن یہ امر درست نہیں کیونکہ اہالی جرمنی کو صرف حیدرپاشا (قسطنطنیہ کا ایشیائی مضافات) سے عراق عرب کیطرف لائن بنانیکا اجارہ ملا ہوا ہے۔ اور ابتک صرف انگورا تک لائن بنا سکے ہیں جو اناطولین ریلوے کی نام سے مشہور ہے۔ انکو شام اور عراق عرب کے درمیان کسی لائن کا اجارہ نہیں ملا۔ بلکہ غالب امید ہے کہ اب انہیں انگورا سے آگے لائن لیجانے کی بھی اجازت نہیں ملیگی۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ سلطان المعظم نے جرمنوں اور انگریزوں کو کوئی جدید اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے صاحب موصوف روم کے حالات سے خاص واقف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تحریر سے ساتھ ہی یہ بھی ترشح ہو رہا ہے کہ ان کو تازہ ترین حالات اور معاملات کا علم نہیں اور اسی لئے اون سے یہ غلطی ہو گئی ہے جیسا کہ وہ نجد کا امیر محمد ابن الرشید مرحوم کو ابتک زندہ سمجھ رہے ہیں۔

آخر میں ہم اپنے محترم ہمعصر حبل المتین سے جسکی رائے کا اس بارہ میں معلوم ہونا بالخصوص ضروری ہے۔ ایسا ہی عندیہ کی درخواست کرکے خط کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

جناب مکرمی۔ کل آپکا اخبار پڑھتے پڑھتے یہ شعر اچھی طرح بیم بسبب الست یا رب یا مجاب بیساختہ میری زبان سے نکلا۔ ایک پالٹکس گتا میں اسلام کی کامیابی سلطان روم نے سوائے شام اور اہل دمشق کی درخواست حضور خلیفۃ المسلمین تیاری ریلوے کو ٹھیکہ کے لئے جانیکی تیو ہیری کرم جیسا آپ کی طرابلسی دوست نے لکھا ہے اگر سوائے شام بعد الغنیاے دمشق اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور انشاء اللہ امید ہے کہ ضرور ہونگے

تو آپکی قوت ولایت بلاشبہ ظاہر ہو جائیگی اور کامیابی کا سہرا آپ کے سر بندھیگا - میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ سر وقت دو کام کریں ایک کم سے کم اپنے اخبار کے خریداروں کو آمادہ کرتے جاویں اور جیسا مظلومان کریٹ کے چندہ دینے والوں کے نام کا ایک کالم میں ہر ہفتہ ذکر ہوجاتا تھا ویسا ہی ہر ہفتہ ایک کالم میں کچھ اور سرخی قائم کر کے ان لوگوں کے نام مشتہر کرتے رہیں جو یہاں کے حصص کی خریداری پر آمادگی ظاہر کریں اور فی حصہ دو سو روپیہ سے کم نہ ہو - اور دوسرا ادھر بھی کوشش کریں کہ اہل ہند کو بھی اس کمپنی میں حصص ملسکیں - چنانچہ اگر یہ بات آپ کے نزدیک نامناسب نہو تو اپنے احباب سے دریافت کر کے دو حصص کی خریداری میری آپ ذکر کرسکتے ہیں (۲۵ اپریل ۱۸۹۸ء)

. . .

بغداد و دمشق کی مجوزہ لائن کو اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرنے کی تجویز پر ترکی اخبارات میں آجکل سرگرمی کے ساتھ بحث ہو رہی ہے جنکی آرا کا خلاصہ کسی آیندہ ہفتہ میں درج کر کے انشاء اللہ العزیز مفصل بحث کی جائیگی - سر دست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے - اگرچہ ہندوستان میں کسی صاحب ثروت نے اب تک اسطرف توجہ نہیں کی اور بعض ترکی اخبارات کی تحریریں بھی چنداں تشفی بخش نہیں تاہم بعونہ ہماری معروضات اس مبارک سرزمین میں جو براہ راست امیر المومنین کے ظل عاطفت میں ہے متوقعہ اثر پیدا کرنے سے خالی نہیں رہیں - چند ہفتے ہوئے ہیں کہ چند رؤسا دمشق و شام کی درخواست کا ذکر کیا گیا تھا - اب تازہ ترین ترکی اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ایک صاحب ہمت و ثروت بلند خیال مسلمان **محمد عاصم بک** نے باب عالی سے بصرہ اور سمسون[1] کے درمیان اور نیز بصرہ سے سینوپ تک ریلوے لائین تعمیر کرنیکا اجارہ ملنے کی درخواست کی ہے - اور شرائط ایسی معقول اور مفید پیش کی ہیں کہ باغلب وجوہ باب عالی انکو منظور کرلیگا - بصرہ جیسے کہ اکثر ناظرین کو معلوم ہے خلیج فارس سے اوپر دریائے دجلہ و فرات کے دہانہ کے قریب بغداد سے بجانب جنوب واقع ہے اور سمسون بحیرہ اسود پر دریائے یشیل ارماق کے دہانہ کے قریب طرابزون سے تقریباً دو سو میل بجانب مغرب اور دہانہ باسفرس سے تقریباً چار سو میل بجانب مشرق واقع ہے - اور بخط مستقیم بصرہ اور سمسون میں نو سو میل کا فاصلہ ہے - یعنی اگر یہ لائن تیار ہو جائے تو بحیرہ اسود اور خلیج فارس کے درمیان نیا راستہ قایم ہو جاتا ہے جیسطرح اسکندرون بصرہ لائن سے بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان بصرہ اور سینوپ بھی بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر بندرگاہ ہیں - اول الذکر سمسون سے بفاصلہ چالیس اور سینوپ بفاصلہ سو میل بجانب مشرق واقع ہے بصرہ دریائے قزل ارماق پر ہے - اور سینوپ وہ مقام ہے جہاں ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے غداری سے ترکی بیڑہ کو تباہ کیا تھا -

یہ لائن بھی تجارتی جنگی اور پولیٹیکل لحاظ سے اسکندرون بصرہ لائن سے کم نہیں ہے - فرق صرف یہ ہے کہ آخر الذکر لائن سے مسلمانوں کے نہایت متبرک مقامات کے راستے بھی محفوظ اور قریب ہو جاتے ہیں - محمد عاصم بک کی درخواست کے مفصل حالات اور شرائط اور نیز یہ امر کہ انہوں نے سرمایہ کا کیا انتظام کیا ہے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے - مگر درخواست کا دینا ہی بتاتا ہے کہ بک موصوف نے سرمایہ کیطرف سے اطمینان کر لیا ہوگا - باینہمہ امید کرتے ہیں کہ وہ امتیاز ملجانے کی صورت میں اپنی کمپنی کے پراسپکٹس کو عام طور پر شایع کر کے دیگر ممالک کے مسلمانوں کو بھی اسبات کا موقعہ دینے سے دریغ نہ کرینگے کہ اگر خداوند کریم انکو اپنا روپیہ کسی سودمند اور مفید کام پر لگانیکی توفیق عنایت کردے تو وہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھا سکیں - مفصل حالات معلوم ہونے پر ابنائے ملک کو ترغیب و شوق دلانے کیلئے انہیں اخبار میں درج کر دیا جائیگا - اس اثنا میں ظن غالب ہے اہالی دمشق کی درخواست کا نتیجہ بھی معلوم ہو جائیگا - (۲۳ مئی ۱۸۹۸ء)

[1] افسوس ہے سمسون سے براہ سیواس خرپوت دیار بکر تک ریلوے لائن تیار کرنیکا اجارہ بھی آخر وسط نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک روسی متمول کو ملگیا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

بغداد و دمشق کی مجوزہ ریلوی لائن کے متعلق ایک کرمفرما حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ سردست ایک حصہ خریدتے ہیں دوسو یا چارسو روپیہ جسقدر ایک حصہ کی قیمت تجویز کیگئی ہو۔ اُس سے اونکو اطلاع دیجائے تاکہ وہ اوسے دفتر وکیل میں ارسال کردیں۔ اسکے ساتھ ہی وہ بعد میں اور بھی کئی حصے خریدکرنیکا وعدہ کرتے ہیں۔ ہم صاحب ممدوح کے مشکور ہیں کہ وہ وکیل کی تحریرات کو بنظر پسند پڑھتے اور اوسکی صرحات اور مشوروں کو دلمیں جگہہ دیتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اونکے ارشاد کی تعمیل سے معذور ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ یہ معذوری کب تک قایم رہیگی۔ کیونکہ اس بارہ میں جو تجویز اسلام کے خادم وکیل نے اپنے ابنا ملک اور دیگر بلاد اسلامی کے ارباب ہمم کیخدمت میں پیش کی تھی۔ ابھی تک اُسے قوۃ سے فعل میں لانے کیلئے عملی طور پر کوئی کارروائی شروع نہیں ہوئی ہمارے مہربان کو یاد ہوگا کہ ہمنے اس معاملہ کے متعلق یہ تجویز پیش کی تھی کہ بصرہ سے براہ بغداد و موصل حلب و اسکندرون اور وہاں سے براہ دمشق حرمین شریفین اور یمن تک اسلامی مشترکہ سرمایہ سے ریلوی لائن بنانے کی مفصل اور مشرح سکیم کی تیاری کیلئے ایک زبردست کمیٹی باضابطہ طور پر قسطنطنیہ میں امیر المومنین کے ظل حمایت اور سرپرستی میں قایم کیجائے اور پھر یہہ کمیٹی ماہر انجینیروں سے اس قسم کا اسٹیمیٹ تیار کراکر جو اس کل لائن اور اوسکے متفرق حصوں کیلئے درکار ہو اسکے برابر سرمایہ نامزد اور یہہ تجویز کرے کہ اُسکو اسقدر حصوں میں تقسیم کیاجائے بعد ازاں باقاعدہ رجسٹرڈ کمپنی گورنمنٹ ٹرکی کی زیرنگرانی اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کے ماہوار ضل عاطفت میں قایم کیجائے جو دوسری کمپنیوں کیطرح ہر شہر و دیار میں اپنے ایجنٹ بھیجکر اور اشتہارات تقسیم کرکے مسلمانوں کو خریداری حصص پر مائل کرے۔ ہمارے مخدوم کو بخوبی معلوم ہے کہ ایسے مسائل کی تکمیل نہیں اور نہ سینکڑوں یا ہزاروں کا معاملہ ہے کہ ادھر زبان سے نکلا اور اُدھر اسپر عملدرآمد شروع ہوگیا۔ یہ کروڑوں روپیہ کا معاملہ ہے اور یورپ اقوام میں بھی جو زر و دولت سے مالامال اور ایسے کاموں پر روپیہ لگانیکی عادی ہیں۔ صرف اسی صورت میں ایسی خطیر رقمیں جمع ہوتی ہیں جبکہ وہ اشخاص یا انجمنیں جنکے ہاتھ میں روپیہ دیا جاتا ہو۔ معتبر اور اس کام کو جو تجویز کیا گیا ہو سرانجام پہنچانے کے قابل ہوں اس سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مسلمانوں کیلئے ایسی قوم سے جو زیادہ تر جاہل اور مفلس ہونیکے علاوہ اس کوچہ سے تقریباً محض ناآشنا ہے کروڑوں کی رقم حاصل کرنیکے لئے کیسی معتبر ثقہ اور منتظم انجمن اور کمیٹی یا زبردست آرگینازیشن ضروری ہے؟ اور ایسی انجمن جو کل دنیا کے مسلمانوں کی نگاہ میں معزز و محترم ہو وہی ہوسکتی ہے جو اوپر بیان ہوچکی ہے۔ پس اس تجویز کو عملی لباس پہنانے کیلئے سلطان المعظم کی اعانت و رہنمائی سب سے مقدم ہے اس لائن سے خلافت سنیہ اور کافہ مسلمین کو جو فائدے پہونچ سکتے ہیں اونکی تفصیل پہلے بیان ہوچکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں سادہ بات یہہ ہے کہ مسلمانوں کے سب فرقوں کے تقریباً تمام مذہبی اور متبرک مقامات کے راستے اس سے محفوظ کم خرچ اور سہل الحصول ہو جائینگے اور مالی لحاظ سے بھی یہ کچھ کم منفعت بخش ثابت نہیں ہوگی۔ عام قیاس ہے کہ اس لائن پر جو سرمایہ خرچ کیا جائے اوسپر کم از کم دس فیصدی سالانہ منافع ملنا کوئی بڑی بات نہیں اور فی زمانہ یہہ شرح ایسی نہیں کہ اسے بنظر حقارت دیکھا جائے سوا اسکے طور پر جو بیشمار فوائد عظیم مترتب ہوسکتے ہیں وہ علحدہ ہے۔ اب رہا یہ امر کہ آیا سلطنت سنیہ اور امیر المومنین اس ذمہ داری کو اوٹھانا قبول کرینگے یا نہیں اسکے لئے لازمی شرط پہلے یہ ہے کہ یہ تجویز اونکے گوش گذار ہو۔ کسی پچھلے ہفتہ میں لکھا جاچکا ہے کہ ترکی اخبارات اس تجویز پر بڑے زور شور سے بحث کررہے ہیں۔ اور اسی سے متاثر ہوکر کئی باشندگان ٹرکی نے ریلوی لائنوں کے اجارے ملنے کی درخواستیں پیش کردی ہیں

اس سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً بیجا نہوگا کہ تجویز مذکور ضرور رجال حکومت کے کانوں تک پہونچ گئی ہوگی۔ اب مسترد یا منظور کرنا انکے اختیار میں ہے۔ مگر بظاہر سوا ایک کے کوئی ایسی وجہ نہیں دیکھی جاتی جسکی بناپر اوسے مسترد ہو جانے کی توقع کیجا سکے۔ بلحاظ اغراض سلطنت و سوملکداری کوئی امر اس لاین کی تعمیر کا مانع نہیں یہ لاین کسی دشمن کو ممالک عثمانیہ پر حملہ آور ہونے میں مدد نہیں دیسکتی۔ اور نہ وہ ایسے موقعہ پر ہے کہ کوئی دشمن اوس سے کبھی فایدہ اوٹھا سکے اب تک تقریباً جسقدر لائنیں تیار ہوئی ہیں۔ وہ یورپین کمپنیوں کی ملکیت ہیں اور یورپین حضرات کی مداخلت جیسی کچھ فایدہ بخش ہو سکتی ہے۔ وہ ٹرکی سے پوشیدہ نہیں ہاں وزرائے دولت اور مشیران سلطنت اگر اس خیال سے تذبذب میں پڑ جائیں تو کوئی تعجب نہیں کہ شاید سرمایہ مطلوبہ بہم نہ پہونچے۔ اور پھر خواہ مخواہ جگ ہنسائی ہو اس کام کو برسر انجام پہونچانے کیلئے اگر اوسیطرح اہتمام کیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے تو ہمارے خیال میں کبھی ناکامیابی نہیں ہو سکتی تین یا چار کروڑ پونڈ کا سرمایہ کوئی ایسا بڑا نہیں ہے کہ کل دنیا کے مسلمان اوسے بہم نہ پہونچا سکیں مسلمان ابھی بالکل نادار نہیں ہوگئے اب بھی ان میں کروڑپتی اور لکھپتی موجود ہیں۔ اور جب انکو یہ معلوم ہو جائیگا کہ وہ روپیہ خیرات نہیں کر رہے بلکہ منفعت بخش کام پر لگا رہے ہیں تو اونکو باغراض جو وہ اس کام میں بخوشی شریک ہونے سے مطلقاً دریغ نہ ہوگا تاہم اگر مشیران امیر المومنین ان زبانی تسلیوں کے علاوہ اس امر کے عملی ثبوت پیش ہونے کے متوقع ہوں تو اونکے اس فعل کو نامناسب نہیں کہا جا سکتا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم تا بمقدور ایسا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کریں اور وہ ثبوت اسیطرح پیدا ہو سکتا ہے کہ ہر اسلامی ملک میں معقول تعداد ایسے اصحاب کی موجود ہو جائے جو اس کام میں شریک ہونے پر رضامند ہوں اور پھر اونکی یا اونکے نائبین کیطرف سے باضابطہ عرضداشتیں باب عالی میں بھیجی جائیں کہ اس کام کیلئے باقاعدہ کمپنی بننے کی صورت میں سردست اسقدر مالیت کے حصے ہم لوگ خرید لینگے خاص ٹرکی میں خدا کے فضل سے ایسی تحریک شروع ہوگئی ہے۔ مصر میں ظن غالب ہے المویٔد اور المنار وغیرہ معزز اخباروں کی پرزور تحریریں بےاثر نہیں رہینگی اور انکے ذریعے سے دیگر ایسے اسلامی ممالک میں بھی جہاں عربی خوان موجود ہیں ضرور کچھ نہ کچھ تحریک ہو جائیگی۔ ایران کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اگر ہمارا معزز ہمعصر حبل المتین اسطرف توجہ کرتا تو غالباً اوس ملک والوں کو بھی اس امر کی اطلاع ہو جاتی۔ مگر افسوس اوسنے باوجود وعدہ کرنے کے اس اہم معاملہ کیطرف کوئی التفات نہیں کی۔ جسکی اوس ایسے بہی خواہ قوم و ملت سے ہرگز توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ ہندوستان میں وکیل کے سوائے صرف دو اسلامی معاصرین شمس الاخبار اور محمڈن مدراس نے ابنائے ملک کو ترغیب دینے کی کوشش کی ہے۔ دیگر اسلامی ہمعصر اب تک خاموش ہیں جنمیں سے پیسہ اخبار۔ جریدہ روزگار۔ مخزن دکن۔ چودھویں صدی دارالسلطنت۔ مشیر دکن۔ پنجاب آبزرور۔ مسلم کرانیکل۔ روز آنہ دہلی۔ تحفہ محمدیہ اور دیگر کئی ایک محب قوم و ملک اخبارات کی خاموشی واقعی تعجب خیز ہے۔ لیکن جبتک یہ ہمعصر متوجہ ہوں۔ ہم اپنے حیدرآبادی کرمفرما اور دیگر ناظرین سے اس تجویز کی عام اشاعت اور اپنی مساعی جمیلہ کے نتایج سے ہمیں اطلاع بخشتے رہنے کی التماس کرتے ہیں۔ اس کام کیلئے حیدرآباد۔ بمبئی کلکتہ اور رنگون کے متمول مسلمانوں سے بہت مدد ملسکتی ہے۔ ہمارے دوست گمراہی نے پہلے تو بہت کچھ گرمجوشی ظاہر کی تھی۔ مگر اب عرصہ سے خاموش ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہمخیال محبوب پالا حیدرآبادی عالی ہمت کے ساتھ ملکر اس قومی بہبودی کے کار عظیم کی تکمیل کیلئے کوشش کرنے سے دریغ نہیں کرینگے۔ ہمارے مخدوم

تب ہی کوئی حصہ خرید سکتے ہیں جبکہ کمپنی کا وجود قایم ہو۔ اور یہہ اسی صورت میں ہوسکتا ہی جبکہ وہ سینکڑوں کو اپنا ہمخیال بنائیں۔ بدرالدین عبد اللہ
نور صاحب ایک مسیحی کمپنی کی تائید تو بڑی سرگرمی سے کرتے تھی مگر سلامی کمپنی کے قیام کی تجویز سنکر ایسے خاموش ہوگئی ہیں کہ ان سے ہمدردی قوم کی
کبھی انکی امید نہیں ہوسکتی تھی۔ حالانکہ انکی اونکے توجہ سے بہت کچہہ کار برآری ہوسکتی تھی اور ہوسکتی ہی۔ اس معاملہ میں اُس شخص کی خاموشی جسنے امریکہ
میں اشاعت اسلام کیلئے لاکھوں روپیہ مسٹر ویب کو بھجوائی ہوں کیا حیرت انگیز نہیں۔ امید ہی کہ حکیم غلام محی الدین مالک اندیا گزٹ نہ صرف صاحب
موصوف کو ہی تلافی مافات پر بلکہ بمبئی کے دیندار ذی ہمت اور اہل ثروت مسلمانوں کو اس کام کی تکمیل پر آمادہ کرنیکی کوشش کرینگے اور
عالیجناب ہز اکسلنسی **قدری بک ٹرکش قونصل جنرل** بھی بشرطیکہ کوئی امر مانع نہو اپنے رسوخ پر اسکے فواید ظاہر کرنے سے سلمانان
عالم کو متشکر بنا ئینگے۔ اسموقعہ پر یہہ بتادینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کوششوں کو اسی پر محدود نہیں کرنا چاہیئے کہ لاکھوں اور ہزاروں
روپیہ دینے والے ہم پہنچائی جائیں۔ گو ایسے اصحاب کا ہونا بھی ضروریات سے ہے۔ بلکہ کثرت تعداد سے روپیہ دینا زیادہ مناسب ہوگا۔ خواہ وہ ایک ایک
دو دو روپیہ ہی اس کام پر لگانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ والمستعان علیہ التکلان مصری اور ترکی اخبارات نے جو رائیں ظاہر کی ہیں۔ انکا
خلاصہ پھر کسیوقت انشاء اللہ العزیز درج کیا جائیگا (۲۰ جون ۱۹۰۶ء)

جرمنوں نے بابعالی سے خلیج فارس سے سکندرون تک ریلوی لائن کی تعمیر کا اجارہ ملنے کی درخواست کی تھی جو منظور نہیں ہوئی
یہہ وہی لائن ہے جسے وکیل نے اسلامی مشترک سرمایہ سے تیار کرنیکی تجویز پیش کی ہے۔ اس نامنظوری سے یہہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہوگا کہ بافلب وجوہ
تجویز مذکورہ کو بھی اس نامنظوری میں بہت کچہہ دخل ہوگا۔ اس لائن کے عوض بابعالی نے جرمن کمپنیوں کو حیدر پاشا (قسطنطنیہ کے ایشیائی حصہ کا بندرگاہ)
سے قیصریہ تک ۴۴ کیلومیٹر میل لمبی اور اسکی شہر سے قونیہ تک (جہاں مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی کا مدفن ہی) ریلوی لائنیں تعمیر کرنے اور حیدر پاشا
میں پختہ بندرگاہ بنانے کا اجارہ دیدیا ہے (۲۰ جون ۱۹۰۶ء)

بلاد عثمانیہ اور تعمیرات رفاہ عامہ۔ بغداد و دمشق کی مجوزہ لائن کے متعلق بحث کرتی ہوئی کسی پہلے ہفتہ کے اخبار میں شام کی بندرگاہ
طرابلس کے ایک عنایت فرما کا خط بجنسہ درج کیا گیا تھا جسکا لب لباب یہہ تہا کہ چند متمول اہل شام نے ریلوی لائنوں کی تعمیر کا اجارہ ملنے کیلئے
بابعالی میں درخواست کردی ہے۔ اسکی اب اخبار المؤید کے نامہ نگار سکندریہ کی تحریر سے بھی تصدیق ہوگئی ہے لہذا پبلک کی آگاہی کے لئے اس تحریر کا
ترجمہ ذیل میں دیدیا جاتا ہے۔

آستانہ علیا کی اخبارات سے جو اہم خبر معلوم ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ صاحب ہمت و دولت بلاد عثمانیہ میں تعمیرات رفاہ عامہ کے امتیازات ملنے کے
لئے جو فلاح و تقدم کے رینو نیبر ترقی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ بڑی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ انمیں سے ایک صاحب حبیب آفندی مطران (شامی)
ہیں۔ جو شام کی موجودہ ریلوی لائن کے اجارہ دار ہیں۔ صاحب موصوف نے جتنے امتیازات کی درخواست کی ہے وہ سب کے سب نہایت مفید اور
منفعت بخش ہیں۔ انکی استدعا ہے کہ انکو ممالک شاہانہ کے بڑے بڑے شہروں میں برقی روشنی کرنے۔ نئی ریلوی لائنوں کی تعمیر اور صنعتی کارخانوں کے قیام
کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ اس عرضداشت پر ابتک نظارت تعمیرات نافعہ غور کر رہی ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ابنائے وطن کم ہمت چست باندھکر آفندی
ممدوح کے نیک ارادوں کو تقویت بخشینگے اور مادی و اخلاقی (یعنی قدمے درمے سخنے) اونکی مدد کرینگے۔ تاکہ ان امتیازات کا فایدہ ملک اور ابنائے ملک

ہی اٹھائیں یہ نہو کہ تمہیں سے جب کسیکو یہ اہم اجارے ملجائیں تو ہموطنوں کی لاپروائی سے اونہیں ممالک غیر کے مالداروں کے ہاتھ کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہوجائے۔ اور اسطرحسے ان مفید کاموں کا کل فایدہ غیروں کو جا پہونچے ملک والوں کو کوئی فایدہ نہ ملے بلکہ برعکس اسکے ان کو اپنے ملک میں ان مفید کاموں کے اجرا کیلئے الٹا جانوں اور تاجروں کا مشکور ہونا پڑے کیونکہ اجنبی لغیر ضمانت کوئی کام شروع نہیں کرتے اور پہر ضمانت کے بہروسہ پر پوری تندہی سے اوس کام کو فروغ دینے کی کوشش نہیں کرتے"

یہی نامہ نگار خوشخبری سناتا ہو کہ امیر المومنین نے ولایت شام اور حجاز و یمن کے درمیان خشکی پر تار برقی کی لائن تیار کئے جانیکا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس لائن کی ایک شاخ مدینہ منورہ کی بندرگاہ ینبوع کو بہی جائیگی اس لائن سے جو پولیٹیکل اور تجارتی فوائد مترتب ہونگے وہ ہویدا ہیں وزرائے دولت ارشاد سلطانی کی تعمیل کیلئے لائن کی حفاظت اور اوسکے خرچ کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں"۔ ایک اخبار نے لکہا تہا کہ کسی فرنچ انجینیر نے اس لائن کی درخواست کی ہے مگر نامہ نگار کی تحریر سے واضح ہوگیا ہے کہ اسکا خیال خود اعلیحضرت کو سوجہا تہا اور کہ وہ سرکاری خرچ سے بنائی جائیگی وکیل اس مبارک خبر کو اپنی تجویز کی کامیابی کا پیش خیمہ تصور کرتا ہے اور انشاء اللہ العزیز اسکا یہ قیاس غلط ثابت نہیں ہوگا اسوقت ممالک عثمانیہ اور عرب کے درمیان خشکی پر کوئی برقی لائن نہیں بحری تار برقی سے کام لیا جاتا ہے اور یہ بحری لائنیں عموماً غیروں کے ملک میں ہیں۔ اس مجوزہ لائن کا پولیٹیکل بدیہی فایدہ یہ ہوگا کہ باب عالی بیگانہ لائنوں سے مستغنی ہوجائیگی اور تجارتی یہ کہ معاملات کی عام کثرت ہوجائیگی۔ یہ لائن شام کے ضلع معان کے صدر مقام سے شروع ہوکر ینبوع جدہ اور حدیدہ کو جائیگی اور ان تینوں بندرگاہوں سے مدینہ مکہ اور صنعا کو اسکی شاخیں تیار کیجائینگی۔ حفاظت کیلئے عسکر شاہانہ کے علاوہ مشایخ عرب کی فوج بہی متعین کیجائیگی اسی موقعہ پر یہ بتادینا بیجا نہ ہوگا کہ ہمارے معزز ہمعصر حبل المتین نے اپنے وعدہ کو بہلا نہیں دیا بلکہ اسے باحسن طریق اور موثر پیرایہ میں پورا کرنے کیلئے ابتک خاموش رہا ہے۔ اسکے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "در مقامات ہمعصر محترم یاد اخبار وکیل امرتسر) ہیں باب انعقاد کمپانی اسلامی بجہت متصل ساختن ممالک اسلامیہ بذریعہ راہ آہن۔ آخر باخبارات ما کی رسیدہ در یں موضوع بحث میںمایدکہ مناسب است تجار اسلام بسرپرستی اعلحضرت خلافت پناہی بجہت ساختن راہ آہن از بصرہ و بغداد و موصل تا دمشق انعقاد کمپانی مخصوصی نمودہ سرمایہ جمع نمایند اخبار حبل المتین باینکہ وعدہ دادہ دریں موضوع بحث نکردہ بواسطہ تحقیقات بعضے مراتب است کہ از اسلام اول شود چنانچہ بعض مراتب بازیافت شدہ و بعض دیگر نیز عملاً قریب بتحقیق میشود انشاء اللہ مادریں موضوع علے التفصیل بحث خواہیم کرد (۱۱ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء)

بغداد دمشق کی مجوزہ لائین پر مسلمانوں نے تو کچھ توجہ نہیں کی۔ مگر اس تجویز کا مشتہر ہونا تہا کہ عیسائی متمولین کو پہلے سے زیادہ اسکی طرف توجہ ہوگئی اور اب کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا جس میں اس لائن کے متعلق کوئی نہ کوئی تازہ خبر سننے میں نہ آئی ہو ہندوستان کی عام پبلک تو خیر کچھ تعلیم۔ عام جہالت سے بالعموم ایسے کاموں سے نا واقف محض ہے اسلئے یہ تجویز مذکور کی عدم اشاعت نہ ہونے سے اسکیطرحسے معذور بہی سمجہی جا سکتی ہے مگر ہمارے مدعیان ہمدردی قومی اصلاح ملکی یعنے دیسی اخبارات غالباً اپنی خاموشی کی کوئی وجہ پیش نہیں کرسکینگے۔ اگر وہ اور کچھ نہیں صرف اسکی اشاعت کا ہی کام اپنے ذمہ لے لیتے تو کم از کم ان کیطرف سے تمام حجت ہوجاتا اور پبلک جسقدر کی حجت پیش نکر سکتی کہ خبر ہوجانے کی صورت میں بہی مسلمانوں سے کسی مفید کام کرنے الواقع اختیار کرلینے کی مشکل توقع ہوسکتی ہے کیونکہ

ہمارے اکثر مصری شامی اور ترکی اخبارات نے اس بارہ میں نہ فقط اپنا فرض ہی ادا کیا ہے۔ بلکہ اپنی زور تحریرات سے ہندوستانی اخبارات کی بے توجہی کی تلافی کردی ہے مگر نتیجہ پوچھو تو وہاں "آتش در کاسہ" والا معاملہ ہے۔ وہاں بھی ابتک کسی مسلمان کو اس نیک اور مفید فایدہ بخش کام کی تکمیل کیطرف متوجہ ہونیکی جرأت نہیں پڑی۔ برعکس اسکے یورپین متمولین میں کچھ ایسی بے چینی اور بیقراری پیدا ہوگئی ہے کہ جیسی مستعدی اور گرمی سر بالعالی سے حصول امتیازات کو لئے وہ آجکل دکھا رہے ہیں پہلے کسی زمانہ میں ویسی نہیں ظاہر کیگئی تھی شاید انکو مسلمانوں کی رقابت اور سرکار کے اپنے ہاتھ سے چھین جانیکا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ مگر گذشتہ دس مہینوں کی تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ ان کے دلوں میں کوئی ایسا اندیشہ پیدا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کل ممالک کی نسبت ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے اور یہ کہنا بھی غالباً مبالغہ میں داخل نہ ہوگا کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی جسقدر متمول مسلمان اس ملک میں موجود ہیں اتنے شاید کسی اور ملک میں نہ ہونگے۔ اور ان لوگوں کو اس تجویز کے فوائد اور اہمیت پر صرف اخبارات کے ذریعہ متوجہ کیا جا سکتا تھا۔ مگر جنہوں نے خود ہی توجہ نہیں کی وہ دوسروں کو کسطرح متوجہ کرا سکتے ہیں پس جب ایک عظیم الشان اسلامی ملک کے قومی رہنمائی کے مدعیوں کی پست ہمتی اور غفلت اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے تو دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے یعنی متمولین کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ ہمیں ابتک کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ کہ ہمارے اسلامی معاصرین اس تجویز کو اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنے سے کیوں گریز کر رہے ہیں وہ ایسا کرنے سے انکو کسی خیراتی فنڈ کے لئے روپیہ نہ مانگتے۔ بلکہ ان کو ایک ایسا مشورہ جاننے والی ہوتی۔ جس سے ہماری متمولین کو غالباً دیگر کاموں پر روپیہ لگانے سے مالی فایدہ بہت زیادہ ہو سکتا۔ دیگر قومی اور تعلیمی فوائد جو خود بخود مترتب ہو جاتی وہ علیحدہ رہے۔ آجکل ہمارے ملک میں جا بجا مدارس اور کالج قایم کرنیکا عام شوق پیدا ہو رہا ہے مگر افسوس کہ ہماری حامیان تعلیم کو اپنے خیالات کو ذرا اور وسیع اور بلند کرنیکی فرصت نہیں ملتی۔ اگر وہ تجویز مذکور پر ذرا سا غور کرنیکی تکلیف گوارا کرتے تو انپر واضح ہو جاتا کہ مالی فایدہ کی لحاظ سے نہایت ہی مفید اور محفوظ انوسٹمنٹ (آمدنی کے لئے کسی کام پر روپیہ لگانا) ہونیکے علاوہ مجوزہ لائن ہماری نوجوانوں کو تجارتی، صنعتی، فنونی، علمی اور عملی تعلیم دینے والی ایک عظیم الشان یونیورسٹی کا کام ہو سکتی ہے۔ مذہبی لحاظ سے بھی یہ لائن کچھ کم اہم نہیں۔ اس بارہ میں اسکا ادنے ترین فایدہ یہ ہوگا کہ ہمارے مذہب کی تمام فرقوں کو متبرک مقامات سہل الحصول اور ان تک پہنچنے کا خرچ بہت کم ہو جاتا ہے بلکہ یہ ممکن ہے کہ اگر ان خوش اعتقادوں کو جو مساجد و مسافر خانے بنوانے اور علاقوں کے چڑھانے پر لاکھوں روپیہ بیدریغ خرچ کر دیتے ہیں اور جو ہر سال لاکھا روپیہ غریب لوگوں کو جمع کر انہیں خرچ کرتے ہیں یہ سمجھایا جائے کہ اس لائن سے **حضرت عبد القادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور **نجف اشرف** اور **کربلائے معلے** کے زائرین اور **حرمین شریفین** کی حاجیوں کو لئے لا انتہا سہولتیں پیدا ہو جائینگی۔ وہ راستہ کی موجودہ مصائب اور مشکلات سے بالکل محفوظ ہو جائینگے۔ اور ساتھ ہی ہم خرما و ہم ثواب، نیکنامی شہرت اور ثواب عقبیٰ و آخرت کی علاوہ جو روپیہ لگایا جائیگا۔ اس سے سال ہمیشہ کے لئے معقول نفع بھی ملتا رہیگا۔ تو وہ لوگ اسکی تکمیل پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ ہندوستان کی بندرگاہوں اور ریاستوں میں ابتک بیسیوں ایسے متمول مسلمان موجود ہیں کہ انمیں سے صرف تین چار ملکر اس کام کو اپنے ذمہ لے سکتے ہیں اور انہیں سے بعض ایسے اصحاب بھی ہیں جو اس قسم کے تجارتی کاموں کی مفاد سے ناواقف نہیں۔ چنانچہ حال ہی میں سکندرآباد کے عالی ہمت فیاض حاجی سیٹھ سجن لال صاحب نے اپنے روپیہ سے ریاست میں ایک ریلوی لائن

بنانیکا اجارہ لیا ہے۔ اسیطرح ریاست میسور میں دو مسلمانوں نے جنکا پچھلے ہفتہ ذکر ہوچکا ہے۔ سونے کی کانوں پر کام کرنیکا اجارہ حاصل کیا ہے بمبئی میں حاجی قاسم کئی دخانی جہازوں کے مالک ہیں۔ اور ان کے ہم پلہ کئی مسلمان تاجر وہاں موجود ہیں۔ ایسے عالی اصحاب کو اگر توجہ دلائی جاے تو وہ غالباً ضرور کار مجوزہ کی تکمیل پر کمربستہ ہوجائیں اور انکو متوجہ کرنیکا ذریعہ یہی اخبارات ہیں۔ اگر کل اسلامی اخبارات اس معاملہ پر بحث کریں تو انمیں سے کوئی نہ کوئی ضرور خود ان متمولین یا انکے دوستوں یا مشیروں میں سے کسیکی نظر سے گذر جائے اور اسطرح عام اشاعت ہونیکے ساتھ ہی ساتھ یہ تجویز خاص خاص لوگونکے کانوں تک بھی پہنچ جائے۔ کیا ہندوستانی اخبارات کی غیرت و حمیت مصری اخبارات کو دیکھکر بھی متحرک نہیں ہوتی کہ جو تجویز ہندوستان سے پیدا ہو اسپر غیر ملک کے اخبارات تو اس سرگرمی سے مصروف بحث ہوں اور یہانکے اخبارات ایسے مگن ہوں کہ خبر ہی نباشد۔ ہمارا معاصر حبل المتین ان دنوں اتحاد شیعہ وسنی پر بہت کوشش کر رہا ہے اور ہر سچا مسلمان کی دلی دعا ہے کہ وہ اسمیں کامیاب ہو۔ اس کیلئے وہ دونوں مذاہب کے علماء کی کانگرس منعقد کرنا چاہتا ہے اور اسکی اس تجویز سے تھوڑی سی ترمیم کیساتھ وکیل بھی اتفاق راے کر چکا ہے۔ مگر قدرے غور و فکر کرنے سے ہر صاحب دانش پر ظاہر ہو سکتا ہے کہ اتحاد کی بنا محض زبانی لفظی اور پند و نصائح سے بہت کم قایم ہوا کرتی ہے۔ لیکن کسی کام میں عملی طور پر بالاشتراک ساعی ہونے سے خود بخود نامعلوم طور پر دونمیں محبت اور الفت پیدا اور رفتہ رفتہ استحکام پذیر ہو جاتی ہے۔ پس اگر ہمارے معزز معاصر انعقاد کانگرس کی بجائے دونوں فرقوں کے معتقدین کیلئے کوئی ایسا کام بہم پہونچانیکی کوشش کریں تو غالباً وہ اپنے مدعا میں بہت جلد اور باحسن طریق کامیاب ہوسکینگے اور ایسا کام جہانتک بظاہر قیاس کیا جاسکتا ہے اسوقت تجوزہ لاین سے بڑھکر عمدہ اور مناسب کوئی نہیں ہو سکتا۔ جسمیں اسکی عظمت کیوجہ سے ہر دو جماعت کے کثیر التعداد اصحاب باسانی شامل ہوسکتے ہیں۔ اور چونکہ شمار میں بکثرت ہونگے اسقدر اتحاد کا مدعا زیادہ پورا ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے ہمارے بعض معاصر اب اسخیال سے اس معاملہ میں کوشش کرنا بے سود سمجھیں کہ کئی مسیحی متمولین نے اکثر مفید لائنوں کے اجارے حاصل کر لئے ہیں اور خود مجوزہ لائن کے حصہ کثیر کیلئے بھی درخواست کر دی ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غالباً ضرور منظور کر لیجائیگی لیکن ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار میں تحریر کر چکے ہیں کہ یہ خبریں ابھی تک تصدیق طلب ہیں چنانچہ ان خبروں کی تا حال کوئی تصدیق نہیں ہوئی کہ ایک فرانسیسی کو قونیہ سے بصرہ تک اور ایک جرمن بنک کو قیصریہ سے سرحد ایران تک لائنیں بنانیکا اجارہ ملگیا ہے۔ لیکن اگر یہ درست بھی ہوں تو ان سے ہماری تجویز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ البتہ روسی کونٹ نے تقریباً بعینہ اوسی لائن کے حصہ کثیر کے لئے درخواست کی ہے جو اسوقت زیر بحث ہے وکیل کی تجویز تھی کہ بجاے اس لائن کے جو ایک انگریزی کمپنی کویت یا بصرہ سے عرب کے شمالی علاقہ کے راستہ بندر سعید تک بنانا چاہتی ہے بصرہ سے بغداد و موصل تک اور وہاں سے حلب اور اسکی بندرگاہ اسکندرون تک اور پھر حلب سے براہ دمشق حرمین و یمن تک مشترکہ اسلامی ریلوے بنے جسکی مقدار زیادہ سے زیادہ پانچ کروڑ پونڈ ہوگی۔ ریلوے لائن تعمیر کیجائے روسی کونٹ کی درخواست سے بھی وکیل کی تجویز کی معقولیت ثابت ہوگئی ہے کیونکہ اسنے بھی انگریزی کمپنی کے مجوزہ خط کی بجائے تقریباً یہی خط اختیار کیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ بحیرہ شام پر اسنے اسکندرون کی بجائے طرابلس کو جو اول الذکر سے تخمیناً پچاس میل بجانب جنوب واقع ہے انتہائی اسٹیشن تجویز کیا ہے وہاں سے وہ لائن کو براہ تدمر مجادین و ہنادست اور عانون (آخر الذکر مقام دریائے فرات کے داہنے ساحل پر واقع ہیں) لیجا کر اسکی دو شاخیں کرنا چاہتا ہے۔ ایک شاخ تو دریاے دجلہ کے ساحل کے کنارے کنارے کربلا تک اور وہاں سے

بصرہ کو اور دوسری دریائے فرات کو بمقام ہت عبور کرکے دوآبہ میں سے ہوتی ہوئی دریائے دجلہ کو بھی عبور کرکے شمال مشرقی رُخ سرحد ایران تک
مقام خانقین کو لیجانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خانقین عین ترکی سرحد پر بغداد سے بجانب شمال مشرق تخمیناً ۹۰ میل اور ایران کے مشہور قصبہ
کرمانشاہ سے عین بجانب مغرب تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کونٹ مذکور باب عالی سے کوئی ضمانت بھی نہیں مانگتا۔ اور باب عالی نے
اسکی درخواست کو بغرض غور رپورٹ وزارت تعمیرات کے پاس بھیجدیا ہے۔ مگر اس کی نسبت ثابت نہیں ہوتا کہ اسکی درخواست ضرور
منظور کی جائیگی۔ اول تو ترکی اخبارات کی رائے اور تحریرات سے پایا جاتا ہے کہ ترک اب اجنبیوں کو ایسے اہم اجارے دینا ہرگز مناسب
تصور نہیں کرتے عموماً اجنبیوں سے ایسی بدظنی ہو رہی ہے تو روسیوں سے بدرجہ اولیٰ ہوگی۔ دوم کسی درخواست کے لینے سے یہ
نہیں پایا جاتا کہ اسے ضرور ہی منظور کیا جائیگا کسی کی درخواست کو سماعت کرنے سے بھی انکار کردینا بداخلاقی میں داخل ہے۔ اور
ترکوں ایسی خوش اخلاق قوم سے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ حالات موجودہ پر غور کرنے سے درخواست مذکور کے منظور ہونے کی نسبت
بالآخر اُسے مسترد کر دیے جانیکی زیادہ قوی امید ہے۔ بہرحال یہ یقینی امر ہے کہ مہینوں تک اسکا فیصلہ نہیں ہوگا۔ اور اس عرصہ میں
اگر مسلمان متمولین کی کوئی جماعت باقاعدہ قایم ہوکر باضابطہ امیر المومنین سے درخواست کردے تو وہ ایک اسلامی کمپنی کے مقابلہ
پر مسیحی سائلین کو کبھی ترجیح نہیں دینگے۔ ہمیں اسوقت صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ اگر کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ذرا زیادہ مستعدی
اور سرگرمی سے کام لیں اور اپنے ملک کو اپنی طرف سے حتی الامکان اسطرف مایل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر بفرض محال روسی
سائل یا کوئی اور خواستگار بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان لاین کا اجارہ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوجائے پھر بھی مجوزہ لاین
کا بہت بڑا حصہ یعنی دمشق سے یمن تک مع متعدد شاخوں کے باقی رہیگا۔ جو کسی صورت میں غیر مسلم کو نہیں دیا جا سکتا اور ہمارے اغراض
اس لاین سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہوگا کہ مالی لحاظ سے یہ ٹکڑا شاید اول الذکر ٹکڑے کے برابر منفعت بخش نہو۔
لیکن یہ فرق کچھ ایسا بڑا نہیں ہوگا۔

بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیانی ٹکڑے کی نسبت الہ آباد کا پاینیر ایک پرائیوٹ خط کے حوالہ سے اس ہفتہ ایک اور عجیب
خبر سناتا ہے جسمیں تبصرہ سن کے جرمنوں کے ارادوں کا ذکر کرنے کے بعد جسکا لب لباب کسی جگہ آگے درج کر دیا گیا ہے تحریر ہے کہ شاہی
عثمانی کمپنی جو بندر سعید سے بغداد تک ریلوے لاین جاری کرنے کے لئے قایم ہوئی ہے عنقریب کام شروع کرنا چاہتی ہے۔ اور انگریزی
گورنمنٹ کمپنی مذکور کی ہر طرح سے امداد کر رہی ہے شاہی عثمانیہ کمپنی کا نام اب پہلی مرتبہ سننے میں آیا ہے۔ اخبار اتحاد مصری نے البتہ
چند ہفتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ ایک عیسائی انطون یوسف لطفی کو شام سے مصر تک ریل بنانے کا اجارہ ملگیا ہے۔ یہ صاحب غالباً شامی
عیسائی ہیں اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک عنایت فرما نے طرابلس الشام سے تحریر کیا تھا کہ دمشق میں چند متمولین فرنگی لاین کا اجارہ
ملنے کی درخواست ابتدائی ہیں کر رہے ہیں۔ یہ خط مذکور جو فارسی میں تھا صفحہ اخبار میں درج کر دیا گیا تھا۔ ممکن ہے اسی جماعت نے
شاہی عثمانی کمپنی کا نام اختیار کر لیا ہو۔ اور انکی درخواست بنظر استحسان دیکھی گئی ہو۔ لیکن اگر یہ قیاس درست ہو۔ تو انگریزی
گورنمنٹ کی امداد کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آسکتا کیونکہ جماعت مذکور نے یہ لازمی شرط قرار دی تھی کہ کسی یورپین کو اسمیں شریک نہیں

کیا جائیگا بہر حال ہم خوش ہونگے کہ ہماری تحریک بالکل بے اثر نہیں ہی اور شام کے چند عالی ہمتوں کو ادہر توجہ ہوگئی ہے لیکن ہمارے ہندوستانی معاصرین کی لاپروائی سے اگر اس ملک کے مسلمان اس کثیر المنفعت اور اہم کام کی شرکت اور اسکے فایدہ عظیم سے محروم رہے تو اسکی مسئولیت انکی گردن پر رہیگی۔ ابہی وقت موجود ہے اور ہم بہت کچہ کر سکتے ہیں جیساکہ ہمارا معزز مصری ہمعصر المنار ایک طویل مضمون کے اخیر پر تحریر کرتا ہے۔

فاهمية المشروع الاسلامي باقية على حالها ولا نفتئ نحث عليها ولئن فات لبعضنا فانا نحض على باقيها والله التوفيق" لیکن اگر ہماری اکثر سربرآوردہ اور ممتاز ہمعصر جریدوں کی فہرستوں اور پردوں کی مضرتوں کے بیان کرنے میں ہی صفحے کے صفحے سیاہ ہوتے رہے۔ اور خود لکہنا تو درکنار ان عربی اخبارات کا ترجمہ دینے یا وکیل کی تحریروں کو نقل کردینے کی بہی انکو توفیق حاصل ہوئی تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے سوا اور کیا چارہ ہوسکتا ہے (۲۲- اگست ۱۹۰۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق معزز ہمعصر المؤید مصری کی تحریرات بجنسہ شایع کیجا چکی ہیں۔ عربی خوان ناظرین کو انکے پڑہنے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ایڈیٹر وکیل نے جناب المنار و معلومات کی بعض رایوں پر جو انہوں نے اس تجویز کے پہلی مرتبہ مشتہر ہونیکے وقت اسکی نسبت ظاہر کی تہیں اعتراض کیا تہا اور جناب فضیلت مآب ایڈیٹر المؤید نے اسکی تایید کی۔ اسپر معزز ہمعصر المنار نے ایک طویل آرٹیکل میں ایڈیٹر وکیل کے اعتراضات کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ المنار جاری ہی اس غرض سے ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اہالی یورپ کے مفید اعمال کی پیروی کرنے کی ترغیب اور مشترکہ سرمایہ سے قومی کاموں کی تکمیل کی تحریک کرے۔ ہمعصر موصوف نے تعلیم و تربیت کی بہی نہایت بے نظیر اور جامع تعریف کی ہے اور اسکے ظاہر کرنے سے ہمیں مطلقاً تامل نہیں کہ ویسی تعلیم و تربیت پر جیسی کہ المنار چاہتا ہے وکیل کو کوئی اعتراض نہیں اور اسکی دلی تمنا ہے کہ ہمارے ابنای ملک اور بالخصوص مسلمانوں کو ویسی ہی تعلیم و تربیت کیطرف رجوع کرنیکی توفیق حاصل ہو۔ اسکے بعد ہمعصر موصوف مجوزہ لاین کے فوائد تفصیلوار تحریر کرکے دو ایک موانعات کا بہی ذکر کرتا ہے۔ لیکن یہ موانعات چنداں قابل غور نہیں اور ایڈیٹر وکیل نے انکی تردید مصری اخبارات میں تحریر کردی ہے بہر حال ہمارا ہمعصر اس تجویز کی اصلیت کی پوری تایید کرتا ہے اور موقع پر ہم ناظرین کو یہہ خوشخبری سنانا مناسب سمجہتے ہیں کہ اس امر کے باور کرنیکی کافی وجوہات پائی جاتی ہیں کہ یہہ تجویز مسامع اعلیحضرت امیر المومنین ایدہ اللہ الی انتہائی الدوران تک پہنچ چکی ہے اور اگر متوسط الحال اور متمول مسلمان اسکی تکمیل کیلئے کمربستہ ہوجائیں تو باغالب ہے جو جلالتمآب کو اسے اپنی سرپرستی میں لینے سے کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ (۲۹- اگست ۱۹۰۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق ایک بزرگ جناب فرمائے حسب ذیل خط اخبار تحریر ارسال فرماتے ہیں انکی بزرگی اور اتقا کا خیال کر کے یہہ امید کرنا شاید بیجا ہوگا کہ انکی مخلصانہ دعا و التماس غالباً بے اثر نہ رہیگی۔

مخدوم مکرم بندہ! السلام علیکم! مزاج مبارک!!! خداوند تقدس کا ہزار شکر ہے کہ ہمارے اس گئی گذری زمانہ میں بہی آپ جیسے پرجوش ہمدرد اسلام و اسلامیاں موجود ہیں آپکی تجویز اجرای ریل ایشیائی ٹرکی کی میں بدل تائید کرتا ہوں اور خدا سے دعا ہے کہ خداوند تعالی آپ کی اس تجویز میں جلد کامیابی بخشے اور ہماری زندگی میں اسلامی ریل ایک سرے سے دوسرے سرے تک ترکی ایشیائی اور نیز حرمین شریفین تک جاری ہوجاوے اور خود سوار ہو کر حج کر آئیں گو میں نہایت کم حیثیت شخص ہوں۔ مگر چونکہ مسلمان ہوں سو غالباً کل ہندوستان کے مسلمانوں سے منت

کے عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی کمیٹی ہندوستان یا ٹرکی میں اس کار خیر کیواسطے کھڑی ہو تو پانچ ہزار روپیہ تک کے حصے میں خریدنے کو تیار ہوں۔ آپ للہ بہت جلد ایک کمیٹی کو کھڑی کرانے کی کوشش کریں۔ اللہ برکت دیگا۔ (۵ ستمبر ۱۸۹۸ء)

ایک جرمن مسمی برن ہاؤفار کو سامسون اور سیواس کے درمیان ریلوی لائن بنانیکا اجارہ عطا ہوا ہے اور اُس نے حسب دستور بطور ضمانت ۳ ہزار پونڈ عثمانیہ بنک میں داخل کردیئے ہیں۔ اجارہ دار کا منشا تھا کہ اُسی بحیرہ اسود سے بحیرہ شام کو بندرگاہ سیوطاق تک بھی جو اسکندرون کے قریب ہے لائن بنانیکی اجازت دیجائے لیکن چونکہ یہ مقام اناطولیہ ریلوی کمپنی کے اجارہ کے دائرہ میں داخل ہے اسلیے اس درخواست کو منظور نہیں کیا گیا (۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء)

بصرہ طرابلس لائن کے اجارہ ملنے کی خواستگار کونٹ لادلمیر نے ساتھ ہی کئی اور اجاروں کی بھی درخواست کی ہے منجملہ ان چند ایک یہ ہیں (۱) مجوزہ لائینوں کی دونو طرف چار چار میل تک لوہے معادن کی دریافت اور برآمدگی انکے کھودنے کی بھی اجازت اور اجارہ دیا جائے (۲) دجلہ اور فرات کے دوآبہ کی دلدلونکو خشک کرنیکا اجارہ عطا ہو (۳) بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان پختہ سڑکیں اور (۴) سواحل شام کے تمام بنادر میں پختہ لنگرگاہیں اور گھاٹیں وغیرہ تعمیر کرنیکا اجارہ دیا جائے۔

ایک جرمن اخبار اس درخواست کے متعلق انگلستان کی پالیسی دربارہ ٹرکی میں قبضہ مصر کے وقت سے تغیر آجانے پر جسپر وکیل سین گذشتہ میں کئی دفعہ مفصل بحث کرچکا ہے۔ رائے زنی کرنیکے بعد ہندوستان کے ایک اخبار کے حوالہ سے اس درخواست کی یہ عجیب وجہ تحریر کرتا ہے۔ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پائیگا کہ ٹرکی روسی تاوان جنگ کے وجہ سے سبکدوش اور اسطرح اُسکے دباؤ سے آزاد ہو جائیگی۔ اسلیے روس ابھی سے اس دباؤ کو قایم رکھنے کی تدابیر سوچنے کے درپے ہو گیا ہے اور یہ اجارے اسکی رائے میں نہایت عمدہ اور کارآمد ذریعہ اس مدعا کے حصول کیلیے ہیں ٹرکی میں قاعدہ ہے کہ جب کسیکو اجارہ ملتا ہے تو اجارہ دار کو ایک معقول رقم شرائط اجارہ کے ایفا کی ضمانت میں عثمانیہ خزانہ میں جمع کرانی پڑتی ہے پس اگر کونٹ لادلمیر کا پٹسٹ کو یہ متعدد اجارے ملگئے تو اُسے بڑی رقم داخل کرنی پڑیگی۔

اب روسی مدبرین کا خیال ہے کہ ٹرکی کو چونکہ ہمیشہ روپیہ کی ضرورت رہتی ہے وہ اس رقم امانت کو خرچ کریگی اور اسطرح وہ روس کے قابو میں آجائیگی کہ جب کوئی کام ہوا تو جھٹ روسی سفیر پوچھا کریگا وہ رقم کہاں ہے؟ اگر جواب صواب نہ ملا تو وہ تقاضا اور ادھر اور دباؤ ڈالکر کوئی نہ کوئی مزید مراعات اپنی ملک کیلئے حاصل کر لیا کریگا۔

اس لحاظ سے یہ گویا اجاروں کی درخواست نہیں ہے بلکہ دراصل ٹرکی کو روس سے قرضہ لینے پر مجبور کیا جارہا ہے تاکہ روس کسیوقت اصل مع سود کا مطالبہ کرکے اپنی غرض [illegible] کہ اسکے کہا جاتا ہے کہ اگر باب عالی نے یہ اجارے دینے منظور کئے تو روس پھر مطالبہ شروع کردیگا کہ وہ قاتل ٹرکی سے بھاگ گئے ہیں جو آرمنی "پناہ گزین" ہیں ان کو ٹرکی واپس بلالیا جائے۔

کیا مسلمان بھی کبھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر اس آخری موقع سے جو انہیں اپنی مالی تمدنی اور علمی و تجارتی حالت سنوارنے کیلیے حاصل ہے فایدہ اٹھانیکی کوشش کرینگے یا اسیطرح مدہوش رہکر اسے بھی عیسائیوں کے قبضہ و تصرف میں چلا جانے دینگے؟ (۱۹ ستمبر ۱۸۹۸ء)

مشہور عرب سیاح حضرت الفاضل سید سیف الدین یمنی جنکے مکتوبات و مراسلات دربارہ جاوا و سوماترا وغیرہ

کر ترجمے کئی مرتبہ وکیل میں شایع ہو چکے ہیں اور ہمارے ناظرین انکی حمیت ملکی و قومی اور بلند خیالی و دلسوزی سے ناواقف نہیں ہیں۔ سنگاپور سے بتاریخ ۲۰ راگست ۱۹۰۰ء بغداد و دمشق حجاز کی مجوزہ ریلوی لاین کے متعلق المؤید کو ایک قابل غور اور مسلمانونکو شرم و غیرت دلانے والی مراسلت ارسال کرتے ہیں جو مراسلت ۴ ستمبر کے المؤید میں شایع ہوئی ہے جسکو بجنسہ اپنے عربی خوان ناظرین کی آگاہی کو لئے درج کر دیا جاتا ہے حیدر آباد دکن کے غیور عرب و مسلم بالخصوص رئیس المتمولین جناب نواب سلطان نواز جنگ صاحب بہادر رئیس علاقہ حضرموت اور دیگر متمول اور عالی ہمت اکابر و امراء کیا اس اہم تجویز کیطرف جسپر نہ صرف مملکت عثمانیہ بلکہ مسلمانوں کی حیات و ممات موقوف ہے کبھی توجہ نہیں کرینگے اس صفحہ کے پہلے کالم میں دیگر اقوام کے چند افراد کی بے نظیر فیاضیوں کی کچھ کیفیت مندرج ہے ہمارے مسلمان بہائی اور سو اگر ایسی ہی مفید فیاضیاں نہیں دکھا سکتے تو کیا ان سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے کام پر روپیہ لگائیں جس سے ان کو معقول ذاتی منافع یقیناً ملنے کے ساتھ ہی قوم کو بھی بحیثیت مجموعی کئی بیش بہا فوائد ضمنی طور پر حاصل ہو جائیں مفید اور کار آمد فیاضی کی شرط اسواسطے لگائی گئی ہے کہ اندھی اور فضول بلکہ مضر فیاضی کی مسلمانوں میں کوئی کمی نہیں بلکہ اسبارہ میں اسوقت بھی کوئی دوسری قوم انکی ہمسری نہیں کر سکتی۔ بلا ضرورت مساجد اور پل وغیرہ بنانے میں اب بھی ہمارے صاحب متمول ہر سال لاکھوں روپیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ مگر اس خرچ سے جو فی زمانہ بالکل بے سود اور اسراف میں داخل ہے گذشتہ عاقبت نا اندیشی کرکے صرف کنندگان کو اس دنیا میں بھی عقلمندوں کی نگاہ میں کبھی عزت و وقعت حاصل نہیں ہو سکتی واللہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد (۱۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

ہمارا معزز ترکی ہمعصر معلومات جو انگریزی اخبارات عموماً سلطان معظم کا اخبار لکھتے ہیں اس امر میں وکیل سے اتفاق رائے کرتا ہے کہ جدید ریلوی لائینوں کے اجارے اجنبیوں کو نہیں ملنے چاہئیں چنانچہ وہ توقع ظاہر کرتا ہے کہ طرابلس اور تہران تک لائن تیار کرنیکے لئے جو درخواست روسی کونٹ نے کی ہے وہ کبھی منظور نہیں ہوگی لیکن ریلوی لائنوں کو ملک اور حکومت کیلئے جس درجہ مفید ہونیکو تسلیم کرنے سے ہمارا ہمعصر گو کسیقدر معذور ہے مگر وہ اپنے دعویٰ کی تائید میں ایسی دلیل پیش کرتا ہے جسپر معمولی سمجھ کا آدمی بھی مشکل سے انحصار کر سکتا ہے۔ بالعموم ریلوی لائنوں کے مفید ہونیکی بحث کو چھوڑ کر صرف مجوزہ لائن کے فوائد کی تصدیق میں انگلستان کے سالر فورٹ نائٹلی کے ایک مضمون کا تھوڑا سا اقتباس ذیل میں درج کر دیا جاتا ہے "تین برس کے عرصہ میں انسان بلجیم کے بندرگاہ اوسٹنڈ سے ٹرین پر سوار ہو کر سیدھا بندر آرتہر تک سفر کر سکیگا۔ پانچ برس کے بعد وہ سیدھا اسکندریہ سے راس امید پہنچ سکیگا ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری بھی عالمگیر ریلوی لائن ہے جو قسطنطنیہ سے براہ شام۔ ایران۔ ہندوستان اور برما ہانگ کانگ تک تیار کیا جا سکتی ہے ان تینوں لائنوں کی اہمیت اور فوائد اسقدر ہیں کہ حیطہ بیان میں نہیں آ سکتے اور جسقدر بیان کئے جائیں تھوڑے ہیں۔ سائبیریا لائن کے ہم سردست کوئی بحث نہیں کرتے لیکن دوسری دونوں لائنوں کے متعلق یہ ہمارا کہنا بے تغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ حدود فلسطین میں ملتی ہیں پس فلسطین کل دنیا کی شاہراہوں کا محل اتصال اور مرکز ہے پس جو سلطنت فلسطین پر قابض و متصرف ہوگی۔ نہ صرف خشکی کی شاہراہیں بلکہ تری کو بھی بڑے راستے بھی اسکے قبضہ اور تصرف میں ہو نگے" (۱۴ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

ایشیائی روم میں ریل کے حامی یاسین العیونی صاحب جنکے عربی خط المؤید کے نام پر قاہرہ میں طبع ہوتا ہے ایک

خط بھیجا ہے جسکا ترجمہ ہم درج ذیل کرتے ہیں۔" آپ نے اسلامی دنیا پر بڑا ہی احسان کیا کہ وکیل امرتسر کے مضامین دربارہ تعمیر ریلوے از پورٹ سعید تا البصرہ کو اپنے پرچہ میں جگہ دی اور اپنے اڈیٹوریل ریمارک بھی اس مضمون پر کئے۔

ہندوستان کے مسلمان حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات کو دنیا کے مسلمانوں کا مذہبی پیشوا خیال کرتے ہیں لہذا خواہ کوئی تدبیر ہو جسمیں سلطنت عثمانیہ کی بہبودی مقصود ہے ہندوستانی مسلمانوں کی توجہ اور دلچسپی کا باعث ہوتی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ لیکن ایک بھی عربی اخبار نہیں جو ان لوگوں کے دلی جذبات کو دنیا کے اور مسلمانوں پر اظہار کرے۔ المؤید نے مسلمانوں کی دلچسپی کے تمام مضامین پر بہت عمدگی سے بحث کی ہے اور اسکے مضامین مسلمانان ہند نہایت شوق سے پڑھتے ہیں ہندوستان کے اردو اخبار خصوصاً وکیل اور پیسہ اخبار لاہور آپکے مضامین کا اردو ترجمہ اکثر شائع کرتے رہتے ہیں سو وکیل امرتسر و پیسہ اخبار لاہور میں ہم نے ابھی ایشیائی روم میں ریلوے کی تجاویز پر خطوط اور اڈیٹوریل مضامین پڑھے ہے۔

" ایشیائی روم دنیا میں سب سے زیادہ زرخیز ملک خیال کیا جاتا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ ہمیں ریلوے بنائی جاویں تا کہ ملک کی پیداوار آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکے پولیٹیکل نظر سے دیکھا جاوے تو ایشیائی روم میں ریلوے سے سلطنت کے افسروں کو قوت پہنچیگی یہ ایسا خطہ ہے کہ باوجود اسکی عمدگی مقام کے اسکے پیداوار کی قابلیتیں اور تجارتی اور مذہبی ضرورتیں ابتک ان ترقیوں سے محروم ہیں جو دوسرے ملکوں میں ہیں اگر ریلوے لائن اسکے طول و عرض میں دوڑ جائیگی تو اس کاہلی اور سستی کی حالت میں ایک تغیر پیدا ہو جائیگا اور چستی اور چالاکی کی ایسی روح پھونک جائیگی کہ دنیا کی قوموں میں اسے اعلےٰ درجہ نصیب ہوگا لیکن ریلوے اسی صورت میں کسی ملک کے لئے مفید ہو سکتی ہے جبکہ خود اسکے باشندے اپنے سرمایہ سے جاری کریں۔ اگر ریلوے دوسری قوموں کے سرمایہ سے بنائی جاویں تو اگرچہ ملک میں تہذیب اور چالاکی پھیلے۔ مگر تمام ملک کی پیداوار کے منافع مشتبہ ہو جاتے ہیں۔

ایشیائی روم جیسے ملک میں سرمایہ کا خیال ضروری ہے کیونکہ اگر غیر قوموں کا سرمایہ لگا تو صرف یہی نقصان نہ ہوگا کہ اپنے ملک کا سرمایہ بیکار رہا بلکہ پولیٹیکل نقصان بہت بڑا ہے۔ یورپین ممالک اپنی اولوالعزمی کی طفیل اور اپنی دولت کے سبب اپنے یار کے کم درجہ کے ملکوں میں بھی ریل بنانے کو دوڑ پڑتے ہیں چونکہ ایشیائی روم کو مسلمانوں نے بڑی بڑی خرچ برداشت کرکے رکھا ہے۔ بڑی افسوس کی بات ہے۔ اگر وہ اس خطرہ میں پڑے چونکہ ایشیائی روم میں ریلوے بنانیکی ضرورت ہے تا کہ تمام تجارتی مرکز ملجائیں اور ضروری اور تاریخی مقامات ایک ہو جائیں۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکا فائدہ بہت گھٹ جائیگا اگر وہ اور قوموں کے سرمایہ سے بنیں۔ -

ملک کے امن کیواسطے ضروری ہے کہ جسقدر غیر قوموں کا اثر کم ہو اسیقدر بہتر۔ گورنمنٹ ٹرکی اسوقت غیر اقوام کو ایشیائی روم میں ریل بنانے کی اجازت دے سکتی ہے جب باوجود سعی بھی اپنے ملک میں سرمایہ جمع نہ ہوسکے اور ریلوے بنانا ناممکن ہو اور اپنے ملک کے سرمایہ میں بھی اگر صرف مسلمانوں کا سرمایہ ہوگا تو زیادہ سہولت اور امن ہوگا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اگر ٹرکی حکام یہ کوشش کریں کہ اسلامی سرمایہ سے ایشیائی روم کے بڑے بڑے مقامات میں ریلوے بنائی جائے تو ان کو اس امر میں ناکامی حاصل ہوگی۔

امرا مصر، ترک، عرب، حجاز، یمن کو لازم ہے کہ اس کام میں شریک ہوں اور غالباً اہل ایران بھی جو تجارت کے شائق ہیں

شریک ہونگے - اگر اون سے کہا جائے سلطان المعظم خدیو مصر اور شاہ ایران اپنے پرائیویٹ سرمایہ سے شریک ہوں - اس سے بڑا فایدہ یہہ بھی ہوگا کہ یہہ اسلامی تینوں سلطنتیں متحد ہوجاینگی - اور جب امر کی مدت سے خواہش تھی پورا ہوگا اور چونکہ ان کی اتحاد میں مالی تجارتی منافع شامل ہونگے - لہذا سب سے زیادہ اتفاق اس صورت میں متصور ہے -

ہندوستان کے مسلمان بھی جنکو ہرسال مکہ اور بغداد جانا ہوتا ہے اس کام میں شرکت سے تامل نہ کرینگے - اگر بصرہ سے طرابلس یا پورٹ سعید کو ریل نکالی گئی اور اوسکی ایک شاخ مدینہ کو نکلی تو ہندوستان کے حاجیوں کو مقدس مقامات میں جانے کو ذرا بھی دقت نہ ہوگی - اور سفر کی بے آرامیوں اور مصیبتوں سے بہت نجات ملجائیگی کام رفتہ رفتہ شروع ہونا چاہئے تاکہ اول ہی سرمایہ کی اسقدر ضرورت نہو کہ لوگ شریک نہو سکیں -

اول تو بصرہ سے بغداد تک ریلوے بنائی جاوے اور پھر قدم بقدم پورٹ سعید یا طرابلس اور مدینہ کیطرف بڑہے - ریل کو مدینہ سے آگے نہ بڑہانا چاہیے ورنہ بدوؤں کو نقصان پہونچیگا - اور انکی ذرایع معاش بند ہوجاینگے یعنی انکی اونٹ حج کے دنوں میں کرایہ پر نہ لئے جایا کرینگے -

علاوہ ازیں شاید راسخ الاعتقاد مسلمان مکہ سے مدینہ تک ریل کو پسند بھی نکریں جو اس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں کہ سفر کا قدیم طریقہ جاری رہے اور مکہ سے مدینہ تک ریل دنیا کے مسلمانوں کی نظروں میں حقیر ہوگی" (۱۴ - نومبر ۱۸۹۹ء)

بصرہ بغداد دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق ہمارے ترکی رفیق معلومات نے پھر دوبارہ جو بحث کی ہے اسکا مختصر سا اشارہ ۳۰ - اکتوبر کے پرچہ میں کیا گیا تھا ہمیں فاضل ہمعصر علے العموم ریلوے کی ہمہ وجوہ مفید ہونیکا قایل نہیں مگر ساتھہ ہی اسے تسلیم کرتا ہے کہ وہ خالی از فایدہ نہیں - اور کہ اجانب کو ریلوے لائنوں کی امتیازات عطا کرنے ہرگز مناسب نہیں - لیکن شومیٔ بخت سے مسلمانوں پر کچھہ ایسی غفلت اور سستی طاری ہے کہ ان سے کم از کم ابھی کئی اور برسوں تک کسی اہم کام کو کرنیکی توقع نہیں ہو سکتی اور اس عرصہ میں اگر ان کا وجود نابود یا کالعدم ہونیسے محفوظ بھی رہا - تو یہہ امید رکہنا محض فضول ہے کہ دنیا کی بیدار قومیں ہاتھہ پر ہاتھہ رکھے بیٹھی رہینگی - اور اسلامی ممالک میں انکے سرمایہ اور صنعت کیلئے جو وسیع میدان کہلا پڑا ہے اس سے فایدہ نہ اٹھاینگی - اس لحاظ سے معلومات کی یاس تمنا کے بر آنے کی بہی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ اغیار کو ایسے کارآمد شعبوں پر نہ متصرف ہونے دیا جائے تاہم جیسے کہ ہمارے معزز ہمعصر المؤید نے ایک دفعہ لکہا تھا - مایوسی کے کچھہ معنے نہیں اور کامل یقین ہے کہ اگر ابنائے ملک اور ہم مذہب بھائیوں کو وقتاً فوقتاً متواتر اسطرف توجہ دلائی جاتی رہنے کی کوشش کی جاتی رہے تو وہ بزمانہ مناسب جلد یا دیر بعد ضرور اپنا فایدہ سمجھینگے - ہمعصر ثمرات الفنون نے معلومات کی تحریر کا کچھہ خلاصہ دیکر اسکی چند دلایل کی نہایت عمدگی سے تردید کی ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مسلمان اگر ہمت کریں تو وہ اس کام کو اور اس سے بھی اہم اور کثیر الصرف کاموں کو سرانجام دے سکتے ہیں - اگر کمی ہے تو صرف توجہ اور ہمت کی جسے اگر اب بھی پورا نکیا گیا تو پھر شاید ایسی پوری نہو سکیگی (۲۸ - نومبر ۱۸۹۹ء)

ہمارا معزز ہمعصر دارالسلطنت کلکتہ بغداد دمشق کی مجوزہ ریلوے لاین پر ایک مختصر سا ایڈیٹوریل لکھکر تحریر کرتا

ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس اہم تجویز کیطرف توجہ مبذول فرمائی۔ لیکن اور بھی کسی قوم سے نہیں۔ ہندوستان کے
مسلمانوں سے ایسے مختصر اور مجمل اشاروں اور مضمر مضمونوں کو سمجھ سکنے اور اسپر عمل پیرا ہونے کی توقع رکھنا ہمارے خیال میں امر باطل ہونے سے
کچھ ہی کم ہو سکتا ہے۔ ہمارا رفیق اگر اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہتا ہے تو اسے اس سے زیادہ صراحت کے علاوہ اصرار و تکرار سے بھی کام لینا
ضروری ہوگا۔ سیاق مذکور حسب ذیل ہے۔ بندر سعید (مصر) سے بصرہ تک ریلوے بنانیکی تجویزیں ہو رہی ہیں اور دنیا کے کل مسلمانوں کو اس
تجویز کی تائید و چندہ کے لئے ترغیب دلائی گئی ہے۔ ہمکو ہمارے ہمعصر المؤید و وکیل امرتسر کی اس تجویز سے نہایت خوشی ہوئی۔ اگر کل
ہندوستانی اخبارات ملکر ان معزز ہمعصروں کی تائید کریں تو نہایت مناسب ہو اور فی الحقیقت اگر بنظر غور خیال کیا جائے تو مسلمانان
ہندوستان کو اسمیں شرکت سے فخر حاصل ہوگا۔ لہذا کل اہل دل مسلمانوں کو جنہیں نسل عرب و مسلمان ہونیکا فخر ہے ہم خرما و ہم ثواب کا
مستحق ہونا لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ کل اہل دل اسمیں شریک ہوکر دوسروں کو آمادہ کرینگے (۸ نومبر ۱۹۰۱ء)

صوبہ یمن میں سرکش باغیوں کی سرکوبی کے ساتھ ہی ساتھ خائن اور بدطینت عمال کی بھی برابر سرکوبی ہو رہی ہے۔ اور بیجا امید
کرنا بیجا نہ ہوگا کہ تمام صوبہ کمیشن اصلاح کی سرگرم کوششوں کی طفیل غالباً اب تک سیہ چلن حکام سے پاک صاف ہو گیا ہوگا۔ شروع نومبر تک
مقامی فوج کے علاوہ دیگر صوبجات سے ردیف فوج کی پندرہ پلٹنیں پہنچ چکی تھیں۔ بندر حدیدہ اور صنعا کے درمیانی علاقہ کے تمام
باشندوں سے اسلحہ جو انہیں "نیک نیت اور ایماندار ہمسایوں" سے ملتے رہتے ہیں چھین لئے گئے ہیں اور سب طرح سے امن ہو گیا ہے
گورنمنٹ کے حکم سے تمام ایسے اشخاص جنسے پھر فساد کا اندیشہ ہو طرابلس الغرب کو جلاوطن کئے جا رہے ہیں۔ اور اب تک آٹھ سو بھیجے جا چکے
ہیں۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کے اخیر میں سرکاری افواج نے باغیوں کے قلعہ عقل کو فتح کرکے تین سو ساٹھ متمردوں کو اسیر کیا۔ سب سے بڑا اسرغنہ جو
زیدی المذہب ہے شروع نومبر تک نہیں پکڑا گیا تھا۔ اسے اپنی قوم پر ایسا اقتدار حاصل ہے کہ وہ اوسکے حکم پر جانیں قربان کر دینا معمولی
بات سمجھتی ہے مگر بالیقین کامل ہے کہ وہ گزشتہ مہینہ میں پکڑا گیا یا قتل کر دیا گیا ہوگا کیونکہ تازہ ترین خبر سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے تمام
بنی حاشد میں اوسکا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور باغی کے بچکر نکل جانے کے لئے کوئی راستہ یا ذریعہ نہیں رکھا گیا ہوا تھا۔

صوبہ کور میں گرانی اجناس کی بھی اب کوئی شکایت نہیں رہ گئی۔ البتہ اونٹوں کی کمیابی کی وجہ سے نقل و حرکت اور تجارتی
اسباب کی باربرداری میں بہت حرج ہوتا ہے۔ مقامی حکام اونٹوں کی خریداری اور دیگر علاقجات سے انہیں بہم پہنچانے میں
سعی بلیغ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی بنظر احتیاط والی صوبہ نے تاکیدی احکام صادر کر دئے ہیں کہ کوئی ماتحت حاکم تاجروں کے اونٹوں
کو ہاتھ نہ لگائے۔ تعجب ہے کہ اسقدر حرج و تکلیف اور بے انتہا پولیٹیکل خطرات کے باوجود سریع وسائل آمد و رفت کی عدم موجودگی
کی وجہ سے تمام بعیدی صوبجات اور خاصکر اس نہایت ہی اہم اور زرخیز ترین صوبہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ باب عالی ان صوبوں کو باہم
اور مرکز سلطنت کے ساتھ ریلوے لائنوں کی تعمیر سے جوڑنے سے اعراض کر رہا ہے اور مزید تعجب اور افسوس مسلمانان عالم پر ہے جو اپنے مقدس
مقامات کی حفاظت اور سہل الحصول کے وسائل بہم پہنچانے کے ساتھ ہی بیشمار اور عظیم الشان مالی تجارتی علمی اور تمدنی فوائد و
منافع بخشنے والے کام کو ہاتھ میں لینے سے مجرمانہ غفلت کر رہے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے لئے شرم کا مقام نہیں کہ اور بھی کسی ملک کے نہیں۔

سوڈان اور غاسعو کے عیسائی تو لاکھوں روپیہ بظاہر محض اس غرض کیلئے صرف کریں کہ آیا یہ روایت کہانتک درست ہے کہ عرب کا شمالی علاقہ حضرت اسمٰعیل کے وقت سمندر کی تہ تھا اور صرف روپیہ ہی نہ خرچ کریں بلکہ اپنی جانوں کو بھی لاانتہا خطرات و مصائب میں بخوشی ڈالدیں اور عرب کے جنوب مغربی گوشہ یعنی عدن سے لیکر جنوب مشرقی انتہا مسقط تک کے بے آب و گیاہ اور لق و دق سنگلاخ علاقہ میں جنگجو اور نیم وحشی خانہ بدوش قبائل کے درمیان چھ سال بسر کرنیکا تہیہ کریں اور مسلمان مالی استطاعت رکھنے کی باوجود ایسے کام کیلئے جس سے مذہبی اور علمی فوائد کے علاوہ نہایت معقول مالی منفعت یقینی ہو سرمایہ بہم پہنچانا تو درکنار اوسکی طرف متوجہ ہونا یا اوسپر غور کرنا بھی مشکل نکریں جب اونکی ہمتوں اور اولوالعزمیوں کی یہ کیفیت ہے تو پھر وہ کس منہ سے جابجا مسلمانوں کے دن بدن زیادہ رو بتنزل ہوتے جانے اور اسلامی مقبوضات کے چھنتے چلے جانے پر افسوس کرتے ہیں پست ہمتوں خودغرضوں نفس پروروں اور جاہلوں کی یہی سزا ہوا کرتی ہے اور ابتدائے آفرینش سے یہی سنۃ اللہ چلی آرہی ہے۔ اگر سچی دلسوزی رکھتے ہو تو اسباب ذلت کو دور کرو ابھی اصلاح کیلئے کافی وقت موجود اور کافی طاقت و وسایل رکھتے ہو۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا تو منافقانہ یا نامردانہ اظہار تاسف سے محترز رہنا اولیٰ و انسب ہے (۵- دسمبر ۱۸۹۸ء)

سید محمد طاہر بک مالک اخبار سعادات کے چھوٹے بھائی سید احمد کامل بک مالک و ایڈیٹر اخبار ثروت کو جو ترکی اور فرانسیسی میں روزانہ چھپتا ہے جلالتمآب امیرالمومنین خلیفہ عثمانی کا نشان مجیدی درجہ دوم عطا فرمایا ہے۔ اسیطرح معاصر ثمرات الفنون بیروت کے اعلے ایڈیٹر و مالک عبدالقادر آفندی قبانی پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی کو نوازشات سلطانی سے متعز فرمایا گیا ہے۔ ہم اپنے ہمعصروں کو اس افتخار پر صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمارے اول الذکر ہمعصر نے بغداد دمشق کی مجوزہ ریلوے لاین کی تجویز سے کیسقدر مخالفت کی تھی جسکا مفصل جواب المؤید میں شایع کیا گیا تھا وہ غالباً یہ سنکر خوش ہونگے کہ خود معاملات میں بھی ایک فاضل ترک نے جو بیرسٹر اور صاحب عزت ہے اوسکی اعتراضات کی باحسن وجوہ تردید کرکے وکیل کی تجویز کی بڑے زور سے تائید کی ہے۔ یہ امر خوشی کا باعث تو ہے مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ ناظرین کو خوشی پہونچنے کی توقع میں کہیں ہم سے مبالغہ یا غلطی تو نہیں ہوگئی کیونکہ ایک سال کے متواتر اصرار و تکرار کے باوجود ابتک بہت کم معاونین نے اس اہم کام کی تکمیل میں مستعدی یا آمادگی ظاہر کی ہے اور جب وکیل ایسے قومی خادم کے مستقل ناظرین کی لاپروائی یا کم ہمتی اسحد تک پہنچی ہوئی ہے جنمیں اکثر اصحاب تکمیل تجویز کی لازمی وسیلہ یعنے دولت سے بھی حصہ وافر رکھتے ہیں تو دوسرے مسلمانوں سے کیا امید ہوسکتی ہے۔ اگر چندے اونکا یہی تغافل رہا تو اس سے قوم کی ترقی اور بہبود کیطرف سے کامل مایوسی کا پیدا ہوجانا تعجب خیز نہیں ہوگا معاصرین سے تو ہم گلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ بقول منشی عزیز احمد صاحب گلہ سکوت کے انگلو مولویوں اور پنڈتوں کیطرح اپنی حلوے مانڈے سے کام ہے۔ مگر زیادہ تر تعجب کلکتہ کے اسلامی ہمعصر مسلم کرانیکل سے ہے کہ باوجودیکہ پنجاب آبزرور لاہور اور محمڈن مدراس نے مسلم کرانیکل کے بعد جنپر ہندوستان کے اسلامی انگریزی اخبارات کی کل کائنات ختم ہوتی ہے) اپنی طرف سے تائید کا پورا حق ادا کردیا ہے لیکن وہ بدستور خاموش ہے۔ اور مزید تر حیرت حبل المتین کی خاموشی پر ہے جسنے باوجود وعدہ ابتک اسکا ایفا نہیں کیا۔ پیسہ اخبار سے ہمیں بہت کچھ امید تھی اور المؤید کے مضامین کا ترجمہ کردینے کے بعد وہ امید اور بھی قوی ہوگئی تھی لیکن شاید آپ سے مقامی جھگڑوں اور مختلف جلسوں کی بھرمار نے ابتک اسطرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں دی اور خدا معلوم یہ معذوری کی

ابھی اور کب تک قایم رہتی ہے۔ چودھویں صدی کی ٹریڈیٹیل شان میں ایک قابل اور بلند ہمت نوجوان کی تمدنیت سے قوم کی ترقی
کی عملی کاموں میں مدد ملنے کی کچھ کم توقع نہیں ہوگئی تھی اور اس توقع کو اس خط کی پڑھنے سے جو اس نوجوان نے قوم کو کچھ بھی خواہ میر
عزیز احمد صاحب بی۔ اے لکھنوی تمغہ گلاسگو کی کو لکھا تھا نہایت تقویت ہو گئی تھی باینہمہ اس قومی رفیق کی بے اعتنائی بدستور قایم ہے
جسمیں شاید اس راہ راست خطاب سے کچھ نمایاں تغیر ہو جائے (۱۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

بغداد و دمشق ریلوی لائن کی تجویز

جسکی خوبیوں کو معزز اخبار وکیل برابر ایک سال کی پُرزور تحریروں سے ثابت کر چکا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفید اور اہم تجویز ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ قوم کو متوجہ ہونے
کی توفیق بخشے تو متبرک مقامات کی زیارت کی فایدہ کے سوا مالی منفعت اور ناموری بلکہ دنیا میں اُن کو زندہ قوم کا خطاب دلانیکو
کافی ہے مگر باوجودیکہ اس تجویز کی خوبیوں کو اذہان تسلیم کر گئے پھر بھی بہت کم لوگوں کی اسکی تایید کرنیکا سبب ہمارے خیال میں انکا
پست ہمتی سے خوگر ہونا ہے۔ پست ہمتی اُن کو روکتی ہے کہ دور دراز ملک کی بات ہے خدا جانے کیا ہو کیا نہو۔

پس اگر یہی بات ہے جو ہمارے خیال میں آئی ہے تو انکا حوصلہ کھولنے کیلئے ہم ایک تجویز بتلاتے ہیں کہ پہلے انکو ہندوستان میں ایک سبق دی
لیا جاوے یعنی کسی اسلامی ریاست میں کوئی مفید اور منفعت بخش کام شروع کر کے کیا جاوے اور جسوقت وہ یہاں کوئی قومی کام
کر چکے اور اسکے مفاد اور ناموری سے حظ اٹھا چکے تو پھر دیکھنا کیسے باہر کو دوڑے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر ہم دو کام پیش کرتے ہیں جنکا بیڑا اخبار وکیل اور ہمعصر اخباروں کو اٹھانا چاہیے یعنی مثلاً ہندوستان کی ایک
باعتبار اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کو لیجئے جو رقبہ میں ۸۰ ہزار مربع میل ہے یعنی انگلستان سے دوچند کے برابر ہے طولاً ۳۰۰ میل اور عرضاً [illegible] میل
ہے اور گو کہ ۲۳۰ میل ریلوی ریاست میں موجود ہے مگر ہمارے خیال میں ابھی توسیع کی گنجایش باقی ہے سو اگر ایک ڈیپوٹیشن مسلمانوں کا حضور
نظام خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب الفاظ میں اجارہ کی درخواست پیش کرے اور اس بات پر زور دے کہ حضور ممدوح
اولاً ایسا اجارہ دینا منظور فرماویں دوم مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرنے کیلئے کچھ فیاضی سے منظور فرماویں کم سے کم ویسے ہی حقوق
عطا کریں جیسا کہ ٹرکی میں غیر ممالک کے لوگوں کو عطا ہوتی ہیں۔ تو امید ہے کہ حضور نظام مسلمانوں کی ایسی درخواست کو رد نہیں
فرماوینگے ضرور انکی حوصلہ افزائی کرینگے بلکہ بعید نہیں کہ ایسے کاموں کی سرپرستی بھی منظور فرمالیں۔

پس ایک جماعت مسلمانوں کی قایم ہو اور کام کا تخمینہ ہو کر سرمایہ کی فراہمی سو سو روپیہ کے حصص سے ہو اور ایک یوروپین
افسر کو ملازم رکھ کر کام شروع ہو۔

یا مثلاً خیرپور سندھ کی ریاست میں نہر کھودنے کے کام کا اجارہ امیر صاحب سے تحریک ایسی ہی ڈیپوٹیشن کو لیا جاوے اور نہر
کی تیاری کا کام شروع کر دیا جاوے۔

یا ایسا ہی کوئی اور مفید کام سوچا جائے جسمیں اسلامی ریاستوں کو بھی فایدہ ہو اور مسلمانوں کو بھی۔

امید ہے کہ اخبار وکیل یہ مضمون درج کر کے اسکی تایید خود بھی کریگا اور اپنے ہمعصروں کو بھی متوجہ کریگا کہ ہندوستان کے مسلمان پہلے

یہاں کوئی قومی کام شروع کریں جو ضرور وہاں کی عزت افزائی اور ناموری کا موجب ہوگا۔ اور انکو مالی فایدہ بھی بخشیگا۔ اور ان کے بہت
سے بیکار آدمی کام پر بھی لگجائینگے۔ اور پھر ممالک غیر میں بھی اولوالعزمی کے کام کرنے پر ان کو اکسائیگا۔ (راقم ایک نامہ نگار مسلمان)

بصرہ طرابلس کی مجوزہ ریلوے لاین کے

مجوزہ اسلامی لاین کی اہمیت اور اسکے مفاد اور منافع کے متعلق گذشتہ تیرہ مہینوں میں اسقدر توضیح و تفصیل کے ساتھ لکھہ چکا ہوں کہ ناظرین کو
ان کو دوبارہ بتانے یا اوس تجویز کی مزید تشریح کرنیکی کوئی احتیاج نہیں رہ گئی۔ اکثر معاصرین اخبار اوسکی حقیقت و اہمیت سے بخوبی
واقف ہو چکے ہونگے۔ اسکی کامیابی کیلئے اون کو یاد ہوگا کہ دو شرطیں مقدم گردانی گئی تھیں جنمیں سے ایک یہ تھی کہ جلالتمآب امیر المومنین
اور انکی گورنمنٹ اسے منظور فرماکر اسکی تعمیل و تکمیل کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں۔ اور دوسری یہہ کہ مسلمان اس شرط کیکہ انکی اطلاع میں دار او
قسمت یاور ہو اس کام کو کرلینے کا عزم بالجزم کرلیں۔ مسعود کے چند معزز مستثنیات کے علاوہ جنمیں سے ممتاز درجہ پر ہمارا قومی انگریزی ہمعصر
پنجاب آبزرور لاہور ہے جب ہمارے اکثر اسلامی معاصرین ہندوستان کو ہی اس معاملہ پر متوجہ ہونے اور اپنائے ملک میں اسکی اشاعت کرکے
انکو ترغیب و تحریص دلانیکی توفیق نہیں ہو سکی تو اسلامی پبلک کی خاموشی اور بے توجہی کی کیا شکایت کی جا سکتی ہے۔ اکثر معزز مصری
اور شامی اخبارات نے جنمیں المؤید اور ثمرات الفنون خاص شکریہ کے مستحق ہیں اپنے ہندوستانی ہمعصروں کی عدم توجہی کی
اپنی طرف سے تو کافی تلافی کردینے کی کوشش کی مگر افسوس وہاں کی پبلک پر بھی تاحال کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا۔ مسلمانوں کیطرف سے اس عالم
مایوسی کے پیدا ہو جانے کے ساتھہ ہی ہمارے محترم ترکی ہمعصر معلومات کی مایوسی بھری تحریرات اور ترکی گورنمنٹ کی خاموشی رہی سہی
امید منقطع ہوئے دیتی تھی۔ چند ہندوستانی و ترکی محبان قوم عالی ہمتوں کی حوصلہ افزائی تحریروں کے مطالعہ سے ابھر آتی تھیں مگر پانی پھر جاتا تھا
ناظرین ولایتی اور ترکی اخبارات کو دیکھنے سے اس مایوسی میں بہت کچھہ تخفیف اور اس امر کا تقریباً پختہ یقین ہو گیا ہے کہ یہہ تحریک بے اثر
نہیں رہیگی۔ اور اگر خداوند کریم کو منظور ہے تو یہہ عام نکبت اور ادبار کچھہ دنوں کے مہمان ہیں۔

ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ خلیج فارس اور بحیرہ روم کو طرابلس سے کویت تک ریلوے لاین کے باہم ملانیکی تجویز پر سلطان المعظم اور
بالعالی کچھہ عرصہ غور کرتے رہے تھے۔ اور اب بیان کیا جاتا ہے کہ جلالتمآب اور اونکی گورنمنٹ عالیہ نے اس تجویز کو پسند کیا ہے۔ اسکے بعد نامہ نگار
مذکور روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کے بھتیجے کونٹ کاپنسٹ کی درخواست کا ذکر کرتا ہے۔ اسکا لب لباب ۲۲ اگست ۱۸۹۹ء کو وکیل میں درج ہو چکا ہے۔ یاددہانی
کیلئے اسکا خلاصہ پھر دیدیا جاتا ہے۔ کونٹ مذکور طرابلس سے براہ وادی فرات ایک لاین سیدھی خانقین کو جو ترکی و ایران کی مشترکہ سرحد
کے وسط کے قریب واقع ہے۔ اور دوسری لاین مندرجہ بالا لاین کے وسط یعنی مقام مسیبہ سے براہ کربلا و نجف و بصرہ کویت تک لیجانا چاہتا ہے
چونکہ نامہ نگار قسطنطنیہ میں رہتا ہے اور روسی کونٹ کا چچا بھی وہیں رہتا ہے اور کونٹ مذکور کیطرف سے خلیج فارس اور بحیرہ روم کے درمیان ریلوے
لاین بنانے کی درخواست گذر چکی ہے۔ نامہ نگار مذکور نے اس جدید منطق سے کام لیکر جو یورپین اخبارات کے نامہ نگاروں نے ترکی معاملات کے متعلق
وضع کر رکھا ہے۔ سلطان المعظم کی پسندیدگی سے یہہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ حضور ممدوح اب کونٹ کی درخواست کو منظور فرمائینگے۔ ٹائمز اور اسکے چیلے چانٹوں
نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے مگر آخر الذکر نے اسقدر اور ایزاد کر دیا ہے کہ روسی کونٹ کی مجوزہ لاین جیساکہ کونٹ مذکور کا بیان ہے طرابلس سے لیکر بغداد

تمام بالکل غیر آباد علاقہ سے گذریگی - اگر سلطان المعظم اپنے ملک میں توسیع ریلوے کے مشتاق ہیں اور اس توسیع سے فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو وہ لاین سب سے
مفید ہوگی جو پچھلے برس ایک جرمن کمپنی نے تجویز کی تھی یعنی سکوداری سے قیصریہ لاین کو براہ ماردین موصل اور بغداد تک بڑھا دیا جائے۔
اس موقع پر شاید یہ بتا دینے میں کوئی ہرج نہیں ہے کہ اگرچہ کپتان نے اسلامی مقامات متبرکہ کے محل وقوع اور دیگر جنگی و ملکی اغراض کے لحاظ سے مجوزہ
لاین کا ایک انتہائی اسٹیشن بحیرہ روم کی کسی بندرگاہ پر ہونا تجویز کیا ہے لیکن اسکو درمیانی اسٹیشنوں میں موصل کو لازمی قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی اسے
فراموش نہ کیا جاوے کہ اسکا اول مدعا کسی خاص لاین کی اہمیت نہیں بلکہ یہ ہے کہ مسلمان متحد و متفق ہوکر کوئی ایسا کام کریں جس سے مالی فایدہ کے
علاوہ انکو بالواسطہ طور پر تجارتی و ملکی و صنعتی لحاظ سے بھی منفعت ہو یہ مدعا اسکی مجوزہ لاین سے بخوبی حاصل ہو سکتے ہیں جسمیں ایک اور
بڑا وصف یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کو اس سے اپنے مقدس مقامات کی وجہ سے مذہبی لگاؤ بھی ہے ایک اسلامی سلطنت کو بالواسطہ طور پر جو
فواید حاصل ہوں وہ علیحدہ ہیں۔ تاہم اگر کبھی خداوند کریم نے مسلمانوں کو یہ ہمت دیدی کہ وہ اس کام کو کرنے پر کمربستہ ہو جائیں تو ہر دو مذکورہ
صدر کالی ماڑ کے تعیین خط کا فیصلہ مبصروں کے اختیار میں ہوگا۔ ابھی اس پر بحث فضول ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا ٹائمز وغیرہ کا قیاس درست
ہے۔ جسکے درست ہونیکی صورت میں محولہ بالا مایوسی کا تخفیف پاجانا تو درکنار۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سے اس علاقہ میں ریلوے تعمیر کرنیکا
ذکر ہی فضول ہو جائیگا۔

اس سوال کا جواب اگر اثبات میں ہو تو پھر کوئی شک نہیں کہ کل امیدیں یکقلم منقطع ہو جاتی ہیں اور سلطان کی اس پسندیدگی سے خوش
ہونیکی بجائے کامل مایوسی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ گو پھر بھی تکمیل کی مجوزہ لاین کے چند حصے باقی رہتے ہیں مگر مالی لحاظ سے وہ کچھ زیادہ مفید نہیں ہو
سکتے اور ظاہر ہے کہ مالی فایدہ کو نظر انداز کرکے محض مذہبی یا قومی پاس سے روپیہ خرچ کرنیوالا ہر قوم میں چند ہی آدمی ہوا کرتے ہیں جو کروڑوں روپیہ
کبھی بہم نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن ٹائمز وغیرہ کا یہ قیاس کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتا۔ وادی فرات میں ریلوے کی تیاری کے لئے
دول یورپ اور وہاں کے متمولین بیس چالیس برسوں سے زور لگا رہے ہیں۔ سب سے اول انگلستان نے اسکی درخواست کی تھی۔ اور اسی
وقت کی تھی جبکہ ٹرکی گورنمنٹ پر انگریزی سفیر کو بے اندازہ تسلط حاصل تھا وہ جو چاہتا تھا۔ سلطان حال کے باپ سے اور اسکے
مشیروں سے کرالیتا تھا اور ترکوں کو بھی انگلستان کی مخلصانہ رفاقت بلکہ اخوت پر کامل اعتماد تھا۔ اس معاملہ میں جب وہ کامیاب
نہ ہو سکا تو یہ کبھی ممکن نہیں کہ عبد الحمید ایسا مدبر اور پیش بین بھی کبھی نہیں۔ ایک دوسرے سایل کی درخواست کو منظور کرکے اپنے ملک کے اس حصہ کی
شاہرگ پر جو قسطنطنیہ کے ہاتھ سے نکل جانیکی آخری مصیبت کے وقت اسلامی خلافت کا آخری حصن حصین اور ملجا و ماوا سمجھا جاتا ہے ایک
قدیمی دشمن کا قبضہ کرادے۔ حاشا و کلا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ مجوزہ لاین کے تقریباً اسی حصہ کے لئے جرمنوں نے روسی گورنمنٹ سے پہلے درخواست
کی تھی اور قیصر کی سیاحت کے دوران میں یہ عام افواہ تھی کہ سلطان اپنے عزیز مہمان کی پاس خاطر سے جرمنوں کی درخواست کو ضرور منظور
کرلینگے بلکہ ایک دو اخبار نے تو وثوق سے بیان تک لکھدیا تھا کہ اس منظوری میں کسیطرح کا شبہ نہیں لیکن یہ انکی غلط فہمی تھی
بہرحال ہمیں کوئی شک نہیں کہ سلطان المعظم کو اس وقت سب سے زیادہ جرمنوں پر بھروسہ ہے مگر جب انکو بھی اس لاین کا اجارہ دینا گوارا نہ ہوا تو روسی
گورنمنٹ کو کسطرح دینا منظور کرسکتے تھے ان دونوں تجویزوں کے سوا ایک تیسری تجویز خلیج فارس اور بحیرہ روم کے درمیان اسلامی مشترکہ سرمایہ

ریلوے بنانے کی تھی اور یہانتک پختہ خبر ہے کہ اُسپر بھی غور کیا جارہا تھا اور جہانتک قراین سے پایا جاتا ہے۔ ہمیں یہہ کہنے سے کچھہ تامل نہیں ہوسکتا کہ جلالتمآب خلیفۃ المسلمین امر اونکی گورنمنٹ نے اگر کسی تجویز کو بنظر استحسان دیکھا ہے تو وہ یہی تجویز ہوگی۔ احتمالاً لکھنے کی یہی وجہ ہے کہ ٹائمز کے نامہ نگار کی اس خبر کی ابھی تک دیگر ذرایع سے تصدیق نہیں ہوئی اور اسلیئے پسندیدگی کی خبر کے درست یا غلط یا قبل از وقت ہونیکی نسبت پختگی کے ساتھہ کچھہ نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم جہانتک پسندیدگی کا تعلق ہے قراین اس خبر کے درست ہونیکے بھی موید ہیں اور ان قراین میں سے ایک یہہ ہے جسے ذیل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

ناظرین کو اس تجویز سے معلومات کی مخالفت کا علم ہے اور انہیں یہہ بھی معلوم ہے کہ یہہ اخبار ایک طرح سے دربار سلطانی کا اخبار ہے اور درباری اخباروں کی نسبت کون نہیں جانتا کہ کم از کم اہم معاملات میں وہی لکھتے ہیں یا وہی تحریک کرتے ہیں جسکا قبول ع آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم؛ انکو اشارہ ہوچکا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ شروع شروع میں اسکی تحریرات اور عدم اتفاق رائے سے جنمیں وہ علاوہ دیگر وجوہات مسلمانوں کی کم ثروتی۔ کم علمی۔ پست ہمتی کو بھی اس تجویز کی کامیابی میں سد راہ بتاتا تھا۔ حوصلہ بہت کچھہ پست ہوجاتا تھا۔ اب چند ہفتوں سے اسکی روش اور پالیسی معاملہ میں بتدریج بدلتی جارہی ہے۔ پہلے اُسنے اُن لوگوں کی تحریریں شایع کرنی شروع کیں جو اسکے اعتراضات کی تردید اور اصل تجویز کی اہمیت اور کثیر المنفعتی کی تائید میں تھیں پھر ایک قدم اور آگے بڑھا کر مسلمانوں کو باہمی تعارف اور میل ملاپ کی تحریص و ترغیب دلانے اور موجودہ اجنبیت اور بیگانگت پر اُن کو شرم دلانے والے مضامین لکھے اور بالآخر قومی ترقی اور عروج کیلیئے باہم متفق و متحد ہوکر کام کرنے کی ضرورت واضح کرکے عوام اور بالخصوص علما امرا اور اولیا امور کو شرم دلائی کہ نفع عام کیلیئے کچھہ کرنا تو درکنار۔ ذاتی منفعت کیلیئے بھی کارخانوں اور تجارتی کمپنیوں کو قایم کرنے کے لیئے کبھی مسلمانوں نے اتفاق نہیں کیا۔ یہہ سب قصور علما اور مقتدر و باخبر اصحاب کی پست ہمتی اور بے توجہی کا ہے۔ اسکے بعد اسلامی مشترکہ ریلوے مجوزہ لاین کی بنائے جانیکی تجویز کا ہمدردانہ پیرایہ میں ذکر کرکے تحریر کرتا ہے کہ یہی تجویز اُسے مندرجہ سطور لکھنے کی محرک ہوئی ہے اور امید ہے کہ کل اسلامی ممالک کے علما اُن کو پڑھنے سے اپنے اپنے فرض پر کمربستہ ہوجائینگے اختلاف کے بعد معلومات کی یہہ موافقت جو معنے رکھتی ہے وہ واقفکاروں سے پوشیدہ نہیں ہوسکتی اور یہی موافقت ایک بڑا قرینہ اس قیاس کی تائید میں ہے کہ جلالتمآب کی پسندیدگی صرف اس تجویز کے متعلق ہے جو ہندوستان کے ایک خادم ملک و قوم نے اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کی تھی۔ یہہ قیاس اگر درست ہوا اور غالباً وہ ہے تو تجویز مذکور کی کامیابی کی مقدم شرایط میں سے ایک پوری ہوگئی۔ اور اب صرف دوسری کی کسر باقی رہ گئی ہے۔ جسے اگر دنیا کے بیس کروڑ مسلمان جنمیں سے کئی اب بھی کروڑپتی ہیں پورا نہ کرسکے تو اُن کی قوم نیم مردہ تو پہلے ہی سے مشہور ہے یہہ بالکل مُردوں میں شمار ہونے لگیگی

والسلام علی من اتبع الہدے (۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)

بصرہ بغداد و دمشق و حجاز کو باہم ملانے کے لیئے قومی مشترک سرمایہ سے ریلوے لاین تعمیر کرنیکی تجویز کی نسبت ناظرین یہہ معلوم کرکے یقیناً کمال مسرور ہونگے کہ وہ یہی نہیں کہ حرمین شریفین اور حجاز تک ہی پہنچ گئی ہے۔ بلکہ یہہ کہ وہاں کے کئی عالی ہمت اور زمانہ سے باخبر مسلمان اس کام میں حسب استطاعت شریک ہونے پر بھی تیار ہوگئے ہیں۔ انمیں سے ایک صاحب خاص طور پر ذکر کیے جانے کے قابل

ہیں وہ سیٹھ احمد عبداللطیف صاحب تاجر جدہ ہیں۔ اور قومی ترقی و بہبودی کی اس بے نظیر کام کو عملی میں لانیکیلئے حسب ضابطہ کمپنی قائم ہو جانے پر سردست ۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر آمادہ ہیں ہم صدقِ دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اُن کے حوصلہ و ہمت اور توفیق و مقدرت میں روز افزوں اضافہ کرے اور کل مسلمانوں کو ایسی ہی توفیق و استطاعت اور دانشمندی اور باخبری عطا فرمائے۔ کیونکہ جب تک عام جمہور میں ایسی ہی مستعدی اور بلند ہمتی موجود نہو جائے تذکرہ صدر یا اُس قسم کسی اور تجویز کے قوت سے فعل میں آنیکی کبھی توقع نہیں ہوسکتی ایسی لائن کی تیاری کیلئے زیادہ سے زیادہ بیس پچیس کروڑ روپیہ کفایت کرتے ہیں اور یہ رقم ایسی نہیں جسے ایک تنہا اسلامی ملک کے ہی مسلمان بآسانی بہم نہ پہنچا سکتے ہوں۔ اگر کمی ہے تو فقط بلند ہمتی۔ اولوالعزمی اور دنیاوی معاملات اور کاروبار سے واقفیت اور باخبری کی۔

اسموقعہ پر یہ ظاہر کردینا نامناسب ہوگا کہ تقریباً دو مہینے گذر جانے کے باوجود ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ دہلی کی اس خبر کی کوئی تصدیق نہونے سے کہ سلطان المعظم اور باب العالی نے روسی گورنمنٹ کی درخواست کو جو اُسنے طرابلس الشام سے بصرہ تک ریلوے بنانیکا اجارہ لینے کیلئے دی تھی بنظر استحسان دیکھا ہے دلیل ہے کہ اس خیال کی صداقت ظاہر ہوگئی ہے کہ سلطان المعظم سے کسی اجنبی اور بالخصوص کسی روسی کو ایسی اہم لائن کا اجارہ عطا کرنیکی غلطی کبھی سرزد نہیں ہوسکتی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اس عدم تصدیق سے ہماری وہ توقع بھی ایک طرح سے باطل ہوگئی ہے کہ اگر سلطان المعظم کو کسی تجویز کو بنظر استحسان دیکھنیکی خبر درست ہو تو وہ بالضرور خشکی کے اسلامی سڑک سے ریلوے بنانیکی تجویز ہوگی آخر الذکر تجویز کا باب العالی اور جلیل حکومت کے کانوں تک پہنچ گیا ہونا یقینی امر ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ترکوان و کریٹ وغیرہ کے واقعات عجیبہ کے پے در پے حدوث اور پھر مقدونیہ میں اندرونی و بیرونی اعداء کی اغوا اور سازش کی احتمال کے انقلابات نے ترکی گورنمنٹ کو سطرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں دی ہے مزید برآں ممکن ہے کہ جیسا چند ہفتے ہوئے دمشق کے معزز خاندان معظم کے ایک قابل رکن رفیق بک نے المؤید میں لکھا تھا۔ وہ اس اندیشہ سے بھی جو ترکی کی قسمت سے ایک متعدد اسلامی سلطنت ہونیکی وجہ سے کل دنیا کی سلطنتوں میں سے صرف اکیلی ترکی کو ہی بہت کچھ بیجا طور پر لاحق ہورہا ہے کشمکش و پیچ میں پڑی ہوئی ہو کہ اگر اسلامی خشکی کے سڑک سے اس ریلوے لائن کو تیار کرانیکا فیصلہ کردیا جائے تو کہیں دول جنبیہ کو اپنی مسلمان حصہ داروں کے حقوق و اغراض کی حفاظت کے بہانہ سے سلطنت کی اندرونی معاملات میں دخل در معقولات دینیکا نیا موقع اور حیلہ ہاتھ آجائے۔ اگر یہ قیاس درست ہے اور باب العالی فی الواقع اگر اسی اندیشہ سے متردد ہورہا ہے تو زیادہ الزام اسپر کوئی الزام وارد نہیں ہوسکتا۔ کل دنیا دیکھ رہی ہے کہ اجنبی طاقتیں خفیف سے خفیف اور لغو ترین حجتوں اور بہانوں کو بھی ترکی کے معاملات میں جابیجا مداخلت کرنے کیلئے ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ اور ان بہانوں کی صریح بے بنیادی ناانصافی اور لغویت کے باوجود ترکی ایک بربست حجتوں کے مقابلہ میں بالکل یکہ و تنہا ہونیکی وجہ سے دم نہیں مار سکتی۔ بنابریں اگر وہ بمصداق "مار گزیدہ از ریسماں می ترسد" ان اجارہ داروں کو مزید بہانے نہ ملنے دینے کیلئے بے اندازہ احتیاط سے کام لیتی رہے تو بہت کچھ حق بجانب ہوسکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسی احتیاط جو قومی ترقی کی ہی مانع ہو بجائے خود ہی متوقعہ مداخلت سے کم نقصان رساں نہیں۔ کیونکہ اول مداخلت کا ہونا احتمالی ہے۔ یقینی نہیں۔ اور اگر یقینی بھی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ اس کی مزاحمت میں کامیابی نہو۔ ترکی مدبرین کا مداخلت کے طلبگاروں کی حجتوں کو مدبر رد کرسکنا امکان میں داخل ہے۔ اور اگر وہ مداخلت کرنے میں کامیاب بھی ہوجائیں تو اسکا مضر ہونا لازمی نہیں۔ اسکی مضرتوں کے انسداد کا انتظام ہوسکتا ہے۔ بالآخر اگر اسقدر مختلف کوششوں کے بعد بھی

اسکی مضرت کا تدارک ہوسکے تو پھر بھی اسقدر فایدہ تو ہوگا کہ اس مضرت کے محسوس ہونے میں کئی سالوں کا وقفہ پڑیگا۔ برعکس اس کے کسی مفید تجویز کو اس اندیشہ سے عمل میں لانیکی ہی جرات نکرسکے ملک کو تجویز کے فواید اور اندرونی و قومی ترقی سے محروم رکھدینا شروع ہی سے ملک کو یقینی سخت ضرر اور نقصان پہونچانیکا موجب ہوگا۔

اس مد بھی نقصان کے علاوہ بالبداہت کے تردد و اندیشہ کے برخلاف اور بھی کئی زبردست دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں جنکی بنا پر تجارتی تمدنی اور پولیٹیکل لحاظ سے ملک میں بنکوں کی اشاعت مسلم طور پر ضروری تصور ہوچکی ہے اور اس ضرورت کو تسلیم کرنے سے بالبداہت کو بھی کوئی عذر نہیں اور اسے جلد یا دیر بعد ضرور اپنی مقبوضات میں جابجا ریلوے سلسلے بڑھانے اور از سر نو قایم کرنے پڑینگے مگر گورنمنٹ کے پاس خود روپیہ نہیں کہ سرکاری سرمایہ سے ان کو تیار کرے اگر قرض لیا جائے تو حصول قرضہ کی ہمرکاب دقتوں اور خرخشوں کے علاوہ بیرونی قرضے بیرونی مداخلات کے زبردست اور نزار مانے جاچکے ہیں۔ مصر اپنی قرضوں کی بدولت آج انگریزی سلطنت کے اقتدار میں ہے۔ اور خود ٹرکی بھی انہیں قرضوں کے طفیل کچھ کم مصیبتیں نہیں جھوگت رہی ہے۔ ان دقتوں کے بعد مشترکہ اسلامی تجویز کے سوا یہی آخری چارہ باقی رہتا ہے کہ اجنبی سرمایہ داروں کو تعمیر ریلوے کے اجارے عطا کئے جائیں جسکا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ اغیار کو صرف مداخلت کا ہی باقاعدہ اور مستحکم استحقاق شروع ہی سے نہ دیدیا جائے۔ بلکہ ملک کی پولیٹیکل حیات کی شہرگ اپنے ہاتھ سے ان کے عملی تصرف و قبضہ میں کردیجائے۔ حالانکہ مشترکہ اسلامی سرمایہ سے اجنبی مداخلت کا ہونا بھی صرف احتمالی ہوگا اور ممکن ہے کہ ایسا احتمال بھی نہ پایا جائے۔ کیونکہ ابھی تک کئی ایسے اسلامی ملک موجود ہیں جو کسی غیر قوم کے تحت نہیں لیکن ان کی باشندے بھی کچھ ایسے گئے گذرے نہیں کہ بیس پچیس کروڑ روپیہ بہم نہ پہنچا سکیں۔ مسلمانوں کی زیادہ آبادی رکھنے والے ایسے ملک جو یورپین سلطنتوں کے ماتحت ہیں صرف ہندوستان الجزائر اور جزائر سماٹرا وجاوا ہی ہیں۔ انمیں سے جاوا اور سماٹرا ایسی حکومت کے ماتحت ہیں جو ٹرکی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور اسے اپنی مسلمان رعایا کے حقوق کی حفاظت کے بہانہ سے ٹرکی میں ذاتی اغراض کی تکمیل کیلئے مداخلت کرنے کبھی جرات نہیں ہوسکتی۔

الجزائر فرانس کے ماتحت ہے جو اپنی مسلمان رعایا کی دلجوئی کیلئے سرکاری خرچ سے مسجدیں تعمیر کرنے اور انمیں امام مقرر کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ جس کو اپنی رعایا کی یہانتک خاطر منظور رہو اس سے کبھی امید نہیں ہوسکتی کہ اسکے پولیٹیکل تعلقات ٹرکی سے خواہ کیسے کشیدہ کیوں نہوں وہ اپنی کسی مستقبلہ طریق عمل سے اپنی مسلمان رعایا کو اس تجویز کی شرکت کے ان فواید سے جو مالی و تجارتی و علمی لحاظ سے بھی شریک ہونیوالوں کو بمقدار عظیم پہنچینگے متمتع ہونے سے محروم رکھنے کا باعث ہوسکیگا۔ اور وہ اپنی رعایا کو ایسا خلاقی یا مادی نقصان پہنچانا گوارا کرسکیگا۔ یہی ریمارک گورنمنٹ انگلشیہ پر صادق آتا ہے اور اس سے بھی امید نہیں ہوسکتی کہ خواہ وہ کسیوقت ٹرکی کی علانیہ دشمن ہی کیوں نہ ہوجائے وہ کبھی ایسی تنگ ظرفی کی مرتکب ہوسکے کہ اسکی مسلمان رعایا اسکے کسی ناقص فعل کی بدولت ایک ذاتی بہبود و ترقی کے کام میں حصہ لینے کے موقع سے مستفید نہوسکے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ تکمیل ریلوے مشترکہ سرمایہ سے ریل بنانے کی تجویز اسلئے پیش نہیں کی تھی کہ اس سے ٹرکی کو فایدہ پہنچیگا۔ بلکہ محض اسلئے کہ مسلمان باہم ملکر کوئی کام کرنا سیکھیں اور اسی لئے مجوزہ ریلوے تجویز کیگئی تھی کہ مالی لحاظ

سے نہایت مفید ہونیکے علاوہ وہ ایسے مقامات سے گذریگی جنسے ہر ملک و دیار اور ہر فرقہ و ملت کے مسلمانوں کو خاص روحانی و مذہبی تعلق اور لگاؤ ہے اور یہہ تعلق اُن کو اس کام کی تکمیل پر کمربستہ کرنیمیں زبردست تحریک کا کام دیگا پس یہہ کسی مہذب گورنمنٹ سے توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی کسی پالیسی کو اپنی رعایا کی بہبودی میں کبھی حارج ہونے دیگی۔

لیکن اس بحث سے پہلے اول تو یہہ دیکھنا واجب ہے کہ آیا ہندوستان وغیرہ کے مسلمان اس کام کی شرکت پر آمادہ ہوسکتے ہیں یا کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کی مردہ دلی۔ دوں ہمتی یا بقول لارڈ کرزن تنگخیالی۔ پست نظری۔ ملی بزدلی اور کسی بڑے کام کو ہاتھ ڈالنے سے جھجکتے رہنے کا یہی عالم رہا جو اب ہے تو یہہ بحث ہی فضول ہے وما یشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ بہرحال ترکوں کا یہہ خوف یا اندیشہ ایسی وقعت نہیں رکہتا کہ اسکی وجہہ سے وہ ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہیں۔ شیوہ مردانگی اسکا مقتضی ہے کہ وہ اپنی ہمت بازو اور تائید ایزدی پر بہروسہ کرکے اس کام کو شروع کردیں اور اپنی ہمت و کوشش کو اسکے سر تکمیل پہنچانیکا عزم مردانہ کریں ورنہ اُن کی یہہ نامناسب احتیاط اور خلاف بزدلی خودکشی سے کم نہیں ہوگی۔ اور اسکا نتیجہ دیگر اقوام کی روز افزوں حشمت و اقبال کے مقابلہ پر اُن کو دن بدن زیادہ انحطاط پذیر جانیسے پولیٹیکل ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا (۲ مارچ سنہ ۱۹۱۰ع)

بصرہ و بغداد و اسکندرون کی مجوزہ ریلوے لاین کے متعلق خداوند کریم کا شکر ہے کہ اس ہفتہ ہم اپنے ناظرین کو کئی خوشخبریاں سنانیکے قابل ہوگئے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو وہ دن دور نہیں جبکہ ہم اس قومی فعل میں کامیاب ہوا دیکھ لینگے۔ اسوقت ناظرین کو ان عظیم المقدار فوائد کی فہرست جو اس لاین کے مسلمانوں کے مشترکہ سرمایہ سے تیار ہونیکی صورت میں گورنمنٹ عثمانیہ کو جنگی و ملکی و سیاسی و تجارتی و منافع کے پہلو سے خود ملک اور اپنائے ملک کو تجارت و عمران و فروغ زراعت و آبادی اور ترویج تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے اور کل مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد۔ مالی و تعلیمی ترقی و منفعت کے اور نیز مذہبی پہلو سے حاصل ہوسکتے ہیں پہر حصر کرتا نیکی احتیاج نہیں وکیل متعدد مضامین میں انکی تشریح کرچکا ہے اور نہ اسوقت پہر ان دو مقدم شرطوں کے مفصل اعادہ کی ضرورت ہے جو اس تجویز کی کامیابی کے لئے لازمی بتائی جاچکی ہیں۔ صرف مجملاً یہہ بتا دینا کافی ہوگا کہ ایک اُنمیں سے یہہ ہے کہ جلالتماب امیر المومنین اور ان کی گورنمنٹ اُسے منظور کرکے اسکی تعمیل و تکمیل کے کام کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں اور دوسری یہہ ہے کہ مسلمان عالم بشرطیکہ نحوست و ادبار اور دوں ہمتی نے انکا پیچھا چھوڑ دیا ہو اس کثیر المنفعت کام کو سرانجام تک پہونچانیکا عزم بالجزم کرلیں۔

اس تحریک کو شروع ہوئے تقریباً اٹھارہ مہینے ہوگئے ہیں اور اس اثنا میں گو بعض بلند ہمت اور باغیرت اصحاب کے خطوط اور باہمت و محب ملت اخبارات کی تائیدی تحریروں سے یہہ اطمینان حاصل ہوتا رہتا تہا کہ بہرحال یہہ تخم یونہی بیکار نہیں جائیگا لیکن ایسے اہم کام کی تکمیل کیلئے خاصکر جبکہ مسلمانوں ایسی غافل اور خواب ناز میں سرمست قوم سے اُسکی تکمیل کرانا مقصود ہو جیسی کچھہ مستعدی اور سرگرمی درکار تہی اسکا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تہا اور عوام تک اس تحریک کا پہنچنا تو درکنار۔ اکثر ممتاز ہندوستانی اخبارات نے بہی اسطرف متوجہ ہونا پسند نکیا تہا۔ اسیطرح معلومات قسطنطنیہ کی بعض تحریروں سے جو اس تجویز سے اسلئے نہیں کہ وہ مفید نہیں بلکہ مسلمان کوئی کام کرسکنے کی امید نہونیکی وجہہ سے موافق نہ تہا بہت کچھہ مایوسی ہوچکی تہی اور اسپر کبہی کبہی یورپ سے طرح طرح کی خبریں موصول ہوکر

حاضر ہو کر اگر کام کرنا چاہتی تھیں کبھی یہ خبر ملی کہ سلطانی گورنمنٹ نے عراق عرب و شام وغیرہ کی لائنوں کا اجارہ جرمنوں کو دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور کبھی کوئی یورپین نامہ نگار یہ بے پر کی اڑا دیتا کہ روسی کونٹ کی درخواست عنقریب منظور ہو جانیوالی ہے وکیل مختلف وجوہات اور غرضوں سے ان خبروں کی گو ساتھ کے ساتھ تردید یا تکذیب کر دیا کرتا تھا لیکن پھر بھی عوام پر وہ برا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھیں شام و مصر کے اکثر ممتاز اخبارات نے اس تجویز کو بڑی مسرت سے لبیک کہا۔ مگر آخر وہاں بھی مسلمانوں کی اکثر تجویزوں کی طرح عملاً تو کچھ نہ ہوا مگر بحث مباحثہ اور زبانی لفاظیاں شروع ہو گئیں الحمد للہ کہ یورپین متمولین کی دراندازی کا خطرہ اب تقریباً مفقود ہو گیا ہے اور روسی کونٹ کی درخواست کی منظوری کی خبر کی پانچ مہینوں میں کوئی تصدیق نہ ہونے سے اسکا بالکل غلط ہونا بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ قیاس کر لیا جائے کہ متمولین مذکورہ بالا اپنی طرف سے کوتاہی کرتے ہی ہیں نہیں۔ بلکہ اُن کی سرگرمیاں پہلے سے اضعافاً مضاعفہ بڑھ گئی ہیں چنانچہ تازہ ترین مغربی ڈاک کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ ایک ایک اور یورپین کمپنی دیگر کمپنیوں کے خلاف معمول جو منافع کی ذمہ داری اور ضمانتیں لیکر کام پر آمادہ ہوتی تھیں بلا کسی ذمہ داری کے اور سلطنت کے حق میں نہایت ہی مفید شرائط پر کل ایشیائی روم میں لائینیں تیار کرنے کا اجارہ لینے کی کوشش کر رہی ہے اور خلاف معمول سابقہ اجارہ داروں کے جو اجارہ مل جانے کے بعد کام کو برسوں لٹکائے رکھتی تھیں۔ دس برس کے اندر کل لائنوں کو مکمل کر دینے کی شرط کرتی ہے اور اس امر کی ضمانت میں ۴۰ ہزار پونڈ نقد بھی خزانہ سلطانی میں داخل کرنے پر تیار نہیں۔ بلکہ یہ بھی شرط کرتی ہے کہ اگر اس عرصہ میں تکمیل نہ ہو تو کمپنی کا کل سامان اور تیار شدہ ٹکڑے بلا معاوضہ سلطنت عثمانیہ کی ملک ہو جائینگے۔ لیکن ایسی شرائط پر بھی سلطان المعظم کا اغیار کو اجارہ دینا منظور نکرنا صاف بتا رہا ہے کہ وہ کم از کم ایشیائی مقبوضات میں اور بالخصوص ریلوے کی تعمیر میں یورپین سرمایہ کو اور زیادہ دخیل نہونے دینے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں اور خدا کرے کہ اہل ملک اور کافۂ مسلمین کی لاپروائی اور غفلت و پست ہمتی سے مجبور ہو کر کبھی انکو یہ عزم فسخ نکرنا پڑے۔

مسلمان اگر عاقبت اندیشی سے بالکل ہی معرا نہیں ہو گئے تو اُن کو اہل یورپین سلیمن بالخصوص روسی کونٹ کی درخواست کی عدم منظوری ہی غنیمت سمجھنا چاہیے جو بشرط منظوری وسیع پیمانہ پر کام کر سکتی کہ آخری میدان کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لیتی کچھ کم خوشخبری نہیں اور وکیل کیلئے یہ کچھ فخر کا مقام نہیں کہ ٹائمز و یا دوسرے ایسے اخبارات کے بیانات کی تردید کرنے میں آخر وہی سچا ثابت ہوا مگر خوشخبریوں کا ذخیرہ ابھی ختم نہیں ہو جاتا

یہ مسلمہ امر ہے کہ جتنے مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں اتنے غالباً کسی ملک میں نہیں ہیں اور خدا کے فضل سے متمول اور متوسط الحال اشخاص کی اوسط بھی غالباً یہیں کے مسلمانوں میں زیادہ ہے مزید برآں وہ ایک ایسی گورنمنٹ کے تابع ہیں جو اپنی رعایا کو عالم و باخبر ہی نہیں بنانا چاہتی بلکہ ان کو مفید اور کار آمد کاموں کا عامل ہونے کی بھی ہمیشہ تحریص و ترغیب دلاتی رہتی ہے اور اگر مسلمان اس نیک ہمت و تشویق سے اب تک فائدہ نہیں اٹھا سکے یا عنقریب استفادہ کی تکمیل نکر سکیں تو پھر کبھی بھی اُن سے ابھرنے اور کچھ کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ بہر حال بوجوہات متذکرہ صدر تجویز زیر بحث کو عمل میں لا سکنے کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں سے معتد بہ مدد مل سکتی ہے۔ اور اس مدد پر انکو صرف اخبارات کے ذریعہ ہی مائل کیا جا سکتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ اکثر ایسے اخبارات کی خاموشی سے جن سے بہت کچھ توقع تھی کسی قدر مایوسی سی پیدا ہو جاتی تھی۔ مگر قوم کی خوش قسمتی سے اب یہ شکایت دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے اور یہ دوسری قابل قدر خوشخبری ہے۔ پنجاب آبزرور لاہور اور محمڈن مدراس شروع سے برابر تائید کرتے چلے آ رہے ہیں۔ روزانہ دہلی، ریاض الاخبار، اعتدال، سلطنت، شمس الاخبار بھی گو ان سے زیادہ

سرگرم تائید کی امید تھی۔ گاہ گاہ کلمۂ خیر کہنے سے دریغ نہیں کرتے رہے۔ حبل المتین ابھی ابھی مفصل و مطول بحث کئی نمبروں میں کر چکا ہے
روزنامہ پیسہ اخبار نے ایک سلسلہ وار مضمون اس مسئلہ پر شروع کر دیا ہے اور امید غالب ہے کہ کم از کم باقیماندہ اسلامی معاصرین کو بھی اب اس
نہایت اہم تجویز و تحریک کی تائید سے عار نہ ہوگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ملک کے تمام اخبارات ایک کام کو کرانے کا بیڑا اٹھائیں۔ تو
بشرطیکہ قوم بالکل ہی مردہ نہ ہو گئی ہو۔ انہیں ضرور اپنے مدعا میں کامیابی حاصل ہوگی۔ صدا اس کے باقیماندہ معزز ہمعصر عربیہ روزگار۔ مخبر
دکن۔ مشیر آصفی۔ حیدرآباد کے معاصرین۔ اور بمبئی کے کئی اخبارات کے مالک و ایڈیٹر۔ قومی جانباز حکیم عبدالمجید صاحب قرح۔ شمالی ہندوستان
کے سرحدی اضلاع کا واحد اسلامی اخبار چودھویں صدی اور کئی دیگر ہمعصر اگر چاہیں تو قوم کو بیدار کرنے اور اس کار اہم کی تکمیل میں
بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ان کی تحریروں سے متاثر ہو کر چند عالی ہمت بندگان قوم کا اس تجویز کی عام اشاعت اور تعمیل پر کمربستہ ہو جانا
بعید از قیاس نہیں جیسے کہ حجاز کی مقدس سرزمین میں ایک فرشتہ سیرت قومی دلسوز نے سوقت ہی اس کلام کو اپنے اہم فرائض کی فہرست
میں داخل کر رکھا ہے اور خدا نے چاہا تو انکی مساعی بارآور ہو کر مقبول ہوتی رہینگی۔ جدہ کے ایک نامور مسلمان تاجر سیٹھ عبداللطیف
صاحب کا ذکر خیر پہلے ہو چکا ہے کہ وہ کمپنی کے قیام پر ۲۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر بالکل تیار ہیں۔ اس ہفتہ وہی خالص و بیہوجوہ قیم
وفائی ملت بتاریخ ۴ و تعیقہ حسب ذیل خوشخبری تحریر کرتے ہیں۔ دمشق بصرہ لائن کے متعلق جو خدمت وکیل نے میرے سپرد کی ہے
اسکے خیال ہی میں بیفکر نہیں ہوں اس ہفتہ تین آدمیوں کی آمادگی کی اطلاع دینے کی مجھے اور عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہ تینوں صاحب بھی
تاجر ہیں۔ ایک بیس پونڈ۔ دوسرا پچاس پونڈ۔ اور تیسرا سو پونڈ کے حصص خریدینگے اور بالکل آمادہ ہیں۔ وکیل کی اس مبارک تحریک کا خیر مقدم
جہانتک میں دیکھتا ہوں حجاز کے مقدس و برگزیدہ خطہ کے مسلمانوں نے بڑی خوشی سے کیا ہے اور یہاں کے متمول اور تجارت پیشہ
تعلیم یافتہ اصحاب کو بڑی دلچسپی ہے۔ اور خدا جانے چاہا تو وہ وقت دور نہیں کہ اس مرکز اسلام میں اسکی اشاعت سے تمام دنیا میں عام تحریک
پیدا ہو جائیگی۔

اگر وکیل کے دیگر معاونین بھی جو مختلف اقطاع عالم میں موجود ہیں اس بزرگوار کی طرح ابتک کوشش کرتے رہتے۔ تو یقین کامل تھا
کہ یہ تجویز عملی صورت اختیار کرنیکے بہت قریب پہنچ جاتی۔ لندن اور انگلستان کے مسلمانوں میں قوم کے پرانے خادم اور سچے دوست ہمارے معزز
مخدوم منشی سراج الدین صاحب مالک و ایڈیٹر چودھویں صدی کے تشریف لیجانے سے ایک قابل قدر اضافہ ہو گیا ہے۔ انکو اس تجویز
کے عملاً ظہور میں آ جانے سے جو فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔ انکا بتلانا حکمت بلقمان آموختن ہوگا۔ وہ آجکل انگلستان کے ہندوستانی مسلمان طلباء
کی تعلیم و تربیت و نگرانی کے مسئلہ پر جس سے انہیں ہمیشہ طبعی دلچسپی رہی ہے بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اگر وہ ذرا غور کرینگے تو انپر
واضح ہو جائیگا کہ عملی تعلیم کے لحاظ سے بھی جیسا کہ وکیل کے کسی گذشتہ پرچہ میں مفصل تحریر ہو چکا ہے یہ تجویز مسلمانوں کیلئے اکسیر
حیات سے کم نہیں افسوس! غالباً کثرت مشاغل کی وجہ سے ان کو ہندوستان میں اسطرف کماحقہ توجہ کرنے کی فرصت نہیں ہوئی
مگر یقین کامل ہے کہ انگلستان کی سرد اور تر آب و ہوا میں جہاں انسان یہاں کی نسبت کئی حصے زیادہ دماغی و جسمانی کام کر سکتا ہے۔ وہ
ضرور گذشتہ خاموشی کی کماحقہ تلافی کرینگے اور مولوی رفیع الدین احمد صاحب اور حاجی محمد علی اور شیخ الاسلام عبداللہ کوئلیم

سلہ یعنی مولوی محمد سعد صاحب ہمشیر زادہ حضور امیر مکہ معظمہ۔

اور دیگر برگزیدگان قوم کے اتفاق و مشورہ سے اس تجویز کی کامیابی کیلئے جو ہر طرح سے مسلمانوں کی زندگی اور موت کی جھلک ہے ہر ایک طرح کی کوشش کرینگے۔

میر منشی چودہری سلطان محمد خانصاحب کا بھی ابتک اس طرف توجہ نکرنا حالانکہ قوم کے محب صادق اور مخلص و بیغرض خادم اور حقیقی مخدوم میر عزیز احمد صاحب بی۔ اے گلاسگوی سے ان کا اکثر ربط ضبط رہتا ہے اور خط و کتابت کا سلسلہ منصابین جاری ہے اور چودہری صاحب موصوف خود بھی قومی دلسوزی میں کسی سے کم نہیں بیشک تعجب سے خالی نہیں۔ اگر وہ چاہتے تو کم از کم افغانستان میں اسکی بہت کچھ کامیاب اشاعت کر سکتے تھے۔ کیا اُن سے اور نیز اپنے جوان ہمت کابلی نامہ نگار سے آئندہ اسبارہ میں سعی مشکور کرنے کی امید کرنا بیجا ہوگا؟ شیخ الاسلام عبد الاحد کو مسلم اخبار اور نیز ذاتی رسوخ سے مراکو اور مغربی افریقہ میں بہت کام لے سکتے ہیں۔ اور تجویز سے مطلع کئے جانے پر اُن کو ان دونو وسایل سے کام لینے سے غالبا کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ اس موقع پر اگر چند دیگر معاونین اور ہمدردان قوم سے بھی یہی درخواست کیجائے تو یقیناً بیجا نہوگا۔ اُن سے ایسی درخواست کرنا اور اسکی قبول کی جانے کا الیقین رکھنا انکی ہمدردی اور مذہبی پرجوشی کے لحاظ سے کبھی غلط نہیں ہو سکتا ہمارے بلند ہمت ہندی سیاح مقیم قاہرہ مصر اور شام میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور قاہرہ کی فارسی جرائد ثریا و حکمت حبل المتین کے ساتھ ملکر ایران اور دیگر ممالک کی ایرانی نو آبادیوں میں قابل قدر کام دے سکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ان معزز و گرامیقدر معاصرین بالخصوص حبل المتین کو مملکت فارس میں ایسی ہر دلعزیزی حاصل ہو گئی ہے کہ اکثر جگہ امامان مسجد نماز و خطبہ کے بعد انکے مضامین حاضرین کو بالالتزام سناتے رہتے ہیں۔ اصفہان کی جامع مسجد کے امام کو خود وہاں کے رعیت پرور گورنر نے ایسا کرنیکا تاکیدی حکم دے رکھا ہے۔ ملبورن کی سربرآوردہ ہندوستانی تاجر سیٹھ خدابخش و رحیم بخش صاحبان نہ صرف صوبۂ وکٹوریہ بلکہ کل آسٹریلیا میں اسلام کو بلا تنخواہ مشتری ملا مرزا خان منیجر اور سپر الکامل کے دیگر ممبر ہیں۔ ہمارے بغدادی نامہ نگار اور سید جمال تاجر صوبہ بغداد و عراق عرب ہیں۔ مسٹر عبد الحمید ہاشم اور دیگر ہندوستانی تجار گو یورپین باشندوں کی رقابت سینہ زوری اور حاسدانہ سخت گیری سے بہت سی مشکلات میں مبتلا ہیں پھر بھی ٹرانسوال۔ نٹال اور کیپ کولونی میں۔ شیخ الاسلام امریکہ حاجی کلیمنٹ فالصاحب جنوبی امریکہ میں جہاں ہندوستانیوں کے علاوہ کئی ہزار رعایا سلطانی شامی عیسائی و مسلمان بھی موجود ہیں اور میر عبد العزیز صاحب جبار عرب الہند میں قابل قدر کار گذاری کر سکتے ہیں اور اُن سے کبھی اغماض کی توقع نہیں ہو سکتی۔

سب سے آخری مگر سب سے زیادہ خوشخبری یہ ہے کہ کامیابی کی شرط اولین کے پورا ہونے کے آثار بالبداہت پیدا ہو گئے ہیں درباری اخبارات کی تحریروں کو جیسی کچھ خاص وقعت حاصل ہوتی ہے اسکی توضیح ۱۶ جنوری ۱۸۹۹ء کے وکیل میں ہو چکی ہے۔ قسطنطنیہ میں درباری اخبار ہونیکا فخر ہمارے معزز محترم معاصر **معلومات** کو حاصل ہے۔ اور آجتک وہ اسکے عدم اتفاق سے حوصلہ شکستہ ہو جاتا تھا۔ ناظرین سے مخفی نہیں کہ خود کئی جلیل القدر ترکوں نے اس اخبار میں تجویز کی منفعت اور اندازہ کو تسلیم کر کے اسکی تائید میں طویل آرٹکل تحریر کئے تھے۔ مگر اسکے عدم اتفاق پر ان سے کچھ اثر نہ پڑا تھا۔ ان مضامین سے اول یا آخر وہ کوئی نکوئی حجت اور وجہ ناپسندیدگی کی تحریر کر دیا کرتا تھا کچھ عرصہ سے اس روش میں تبدیلی شروع ہو گئی۔ لیکن پورا اتفاق ابھی اس نمبر میں بھی نکیا تھا جو پچھلے ہفتے موصول ہوا۔ مگر

اس ہفتہ جو اخبار موصول ہوا ہے اسمیں ایک جلیل المرتبت عہدہ دار کا طویل مضمون ہے جو وادی فرات وغیرہ میں بلویڑی لائینوں کی تیاری اور دریائے فرات کو دھاری کی درستی کے متعلق ہے۔ تاکہ اسمیں جہاز اور سٹیمر ہر موسم میں آمد و رفت کر سکیں۔ درج نہیں۔ بلکہ تمہید کی عبارت میں مضمون مذکور کی پُر زور الفاظ میں تائید کرکے قوم کو نویسندہ کی صلاح و مشورہ پر کاربند ہونیکی تاکید مزید کیگئی ہے مضمون نگار کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن اسقدر بتادیا گیا ہے کہ وہ سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ کے مشیران عظام میں سے ہے مسایل انتظامی اور فنون عسکریہ میں کامل دستگاہ رکہتا ہے۔ کمال باخبر اور واقفکار ہے اور سالہا سال سے مختلف محکموں میں قابل تعریف کارگذاری دکہا چکا ہے اور انکے متعلقہ معاملات میں کامل مہارت اور آگاہی رکہتا ہے۔"

اس نامعلوم الاسم جلیل القدر مشیر باتدبیر کی تحریر سے جسکا خلاصہ آگے درج ہے۔ ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ ترکی گورنمنٹ ایسی کمپنیوں کو جو ویسی سٹریس سے تیار کیجائیں اور کوئی نقص نہ رکہتی ہوں کبہی اجازت دینے میں تامل نہیں کریگی گویا بالواسطہ طور پر ایسے سرمایہ کی کمپنیاں تیار کیجانے کی تحریص و ترغیب دلائی گئی ہے اور نویسندہ کی بلند منزلت اور شایع کنندہ اخبار سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اگر اسمعاملہ میں خود جلالتماب کی تحریک نہیں تو کم از کم انکے علم سے یہ تحریر شایع کیگئی ہے اور انکا دلی منشا ہے کہ ایسی کمپنیاں قایم ہوں یہ درست ہے کہ صرف اتنی بات سے شرط اولین جو کامیابی تجویز زیربحث کیلئے لازمی قرار دیگئی ہے پوری نہیں ہوگی اسکا مدعا یہ ہے کہ خاص سلطانی حمایت میں کمپنی قایم کیجائے اور اسکے افعال و اعمال کی نگرانی کرنیوالی ترکی گورنمنٹ ہو۔ کیونکہ جبتک ایسا نہو مسلمان تو درکنار جنکو ایسے معاملات سے ابہی تک مطلقاً مس نہیں صدیوں سے شراکتی کاروبار کرنیوالی اقوام کو بہی ایسی کمپنی پر جسکے منتظم اور مہتمم غیر یورپین اور بالخصوص مسلمان ہوں کبہی اعتبار اور بہروسہ نہیں ہوسکتا۔ اور انہیں بہی کبہی حصے خریدنیکی جرات نہیں پڑیگی۔ لیکن سلطانی نگرانی سے یہی نہیں کہ عام بدظنی اور شکوک ہی کسیطرح کے پیدا نہیں ہوسکینگے۔ بلکہ اس زیر تجویز کام کی ذاتی و مالی و دیگر فواید کے علاوہ ایک اور عجیب زوردار تحریک اور ترغیب بہی اس سے تمام مسلمانوں کو شرکت کیلئے ملجائیگی۔ لیکن پہر بہی شرط مذکور کا پہلا مرحلہ سلطان المعظم کی پسندیدگی کا بالواسطہ طور پر علم ہو جانے سے طے ہو گیا ہے۔ اڈیٹر وکیل کا منشا یہ تہا کہ خود جلالتماب ابتدا کرکے ایسی کمپنی کو قایم کئے جانیکا حکم صادر فرمائیں اور اس تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ پہلے چند بلند ہمت ایسی کمپنیوں کو ڈہانچہ کہڑے کریں اور پہر حمایت و سرپرستی کی درخواست کیجائے اس سے یہ فرق پڑ گیا ہے کہ پہلی صورت میں فی الفور کارروائی شروع ہو جاتی اب ایسے اولوالعزموں کے کمربستہ ہونیکا انتظار کرنا پڑیگا مگر ترکی اخبارات کی پُرزور تحریروں اور نیز قراین سے پایا جاتا ہے کہ یہ انتظار کوئی زیادہ عرصہ تک نہیں کرنا پڑیگا اور انشاء اللہ العزیز ہم عنقریب سنینگے کہ آستانہ علیہ میں ایسی کمپنی قایم ہوگئی ہے اور اُسوقت تک کامل یقین ہے کہ سترہ صد گرامیقدر معاصرین اور سچے خواہان قوم و ملت نے پبلک کو شراکت کے لئے بالکل تیار کر لیا ہوگا۔ اور ہر ایک کے دفتر میں شرکت کے شایقین کی طویل فہرستیں معہ مقدار زر جو وہ اس بےنظیر کثیر المنافع و العواید کام پر لگانیکا ارادہ کرتے ہوں مرتب ہوگئی ہونگی۔ وکیل دیکھنا چاہتا ہے کہ اسکے ناظرین اور انکے احباب اسبارہ میں کسقدر اولوالعزمی۔ بلند نظری معاملہ فہمی اور سچی ترقی کی جوش و مستعدی کی کسقدر مقدار دکہاتے ہیں گو ہمیں خیال ہے کہ شرکت کی مواعید میں ویسی ہی جہوٹے

جوش سے کام نہ لیا جائے جیسا کہ لاہور کے ڈائمنڈ جوبلی بنک کے قیام کی تجویز کے دوران میں اکثر بیلے بالنوں نے ظاہر کیا تھا کہ شروع شروع میں بڑی جاؤ سے ہزاروں کی رقمیں لکھدیں اور یہاں تک کہدیا کہ جب چاہو یکمشت طلب کر لو حسب معمول باقساط وصولی کی کچھہ ضرورت نہیں۔ مگر جب بنک قایم ہو گیا اور حصص کی فروخت کا کام باقاعدہ شروع ہوا تو اکثر پرجوش حضرات ایک حصہ خریدنے سے بھی گریز کر گئے اور جنہوں نے تحریری وعدے لکھکر دئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایسی چپ سادہی کہ خط پر خط جا رہے ہیں مگر جواب ندارد۔ اور یہ اسی خفیف الحرکاتی اور جھوٹی پرجوشی کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان کے مسلمان دو لاکھہ روپیہ سرمایہ کا بھی ایک بنک تیار نہ کر سکے۔ ایسی حالات دیکھکر قوم کی بہبودی کی طرف سے اکثر سخت مایوسی ہو جاتی ہے مگر جب یہہ دیکھا جاتا ہے کہ ابھی تک ہمیں ہزاروں متمول سمجھدار اور ہمدرد قوم موجود ہیں اور خیراتی یا نمایشی کاموں پر ابتک لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہو رہے ہیں تو حوصلہ بندھجاتا ہے کہ ترقی کے وسایل ابھی برابر موجود ہیں صرف توجہ اور حالات دنیا سے واقفیت و آگاہی کی کمی ہے جسکو پورا کرنا سرگردہان قوم اور اخبارات کا فرض ہے۔

مشیر موصوف سب سے اول دریائے فرات کی دشواریوں کے متعلق لکہتے ہیں کہ اسی ہر موسم میں تہوڑی سی تردد کے ساتھہ قابل جہاز رانی بنایا جا سکتا ہے مضمون کے حصہ میں موانعات موجودہ کی کیفیت اور انکے ہٹانے کی تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے یہہ کام ملک کی بہتری اور ترقی کیلئے اسلئے ضروری ہے کہ اگر اس علاقہ پر کوئی یورپین حکومت قابض ہو گئی تو تجارت مدت سے برسر انجام پہنچ گیا تہا اور سالہا سے ہمارا بصرہ سے بصرہ کا راستہ برابر جاری اور رومی ملک جب حلب سے تیار ہوگا۔ ۳۰۰ میل بجانب شمال سے آمد و رفت کر رہی ہوتی۔ اس دریائی رستہ کے فوائد کی تشریح کتاب و قعات روم میں بالتفصیل کیگئی ہے شائقین بذریعہ اخبار وطن سے منگوا کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اسکے بعد جلیل المرتبت مضمون نگار وادی فرات میں ریلوے کی ضرورت اور فوائد لاتعد پر بحث کرتے ہیں ناظرین غالباً یہہ سنکر خوش ہونگے کہ سلطنت عثمانیہ کا یہہ ماہر و تجربہ کار معزز عہدہ دار بھی ولوی مذکور ریلوے لائن کیلئے وہی رستہ پسند کرتا ہے جو قریباً سوا برس ہوا خاکسار نے تجویز کیا تھا۔ ۱۱ فروری ۱۹۰۹ء کے پرچہ میں بیان کیا ہے چنانچہ ایک بصرہ سے حلب تک ریلوے بنانیکی تجویز کی مخالفت کی گئی جسے ایک انگریزی کمپنی نے پیش کیا تہا اور مسٹر مدالدین عبد القادر بمبئی کے مشہور مسلمان تاجر نے کمپنی مذکور کی تائید میں بمقام حیدرآباد دکن وہانکے رؤسا کا ایک جلسہ کیا تہا یہہ لکھا تہا کہ اگر کل دنیا کے مسلمان کوئی لائن ہی جو سواحل ہندوستان و بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کر دیگی اور کسی صرف کی نہیں ہو سکتی کیونکہ راو بصرہ سے بغداد اور بغداد سے خواہ براہ موصل خواہ براہ راست حلب اسکندرون تک جو بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے اور یہہ حلب سے براہ دمشق حرمین کو ریلوے لائن بنانیکی لیے شتر کر سے ایک کمپنی قایم کریں تو انکو بڑا بہاری فواید جنکی بہار تو صبح ہو چکی ہے پہنچ سکتے ہیں۔

مشیر موصوف بھی حلب کو درمیانی مرکز اور اسکندرون بصرہ کو انتہائی اسٹیشن بنانا پسند کرتے ہیں اسکندرون سے براہ راست حلب کے موجودہ سڑک پہاڑی سلسلہ گذرتی ہے اگر لائن بھی اسی رستہ سے گذرے تو بڑی بڑی سرنگیں بنانی پڑتی ہیں اور اسلئے جنرل چیسنی نے صدی دان کے وسط میں زیر حدیہ عام اسکندرون کو انتہائی اسٹیشن بنانیکا خیال ہی چھوڑ دیا تہا۔ مگر مضمون نگار جو اپنے ملک کی چپہ چپہ زمین سے واقف ہے لکھتا ہے کہ سوید یک لائن کو تہوڑا سا چکر دینے سے یہہ دقت رفع ہو جاتی ہے خرچ بھی کم اور دیگر فواید کم ہونگے سکر صرف انہی فواید کی متعلق وہ تحریر کرتا ہے کہ اس لائن کی تعمیر ہو جانیکے بعد مسافر اور سودا گر لازمی طور پر ریلوے کو سویز کے رستہ پر ترجیح دینگے کیونکہ کہاں ہندوستان سے سمندر کی تلاطم اور طوفان کے خطرات علاوہ دیگر مصائب کا برداشت کرنا اور کہاں اطمینان سے دو تین روز میں بحیرہ روم کے یا خلیج فارس کے کنارہ پر پہنچ جانا۔ تحقیق سے اندازہ لگایا ہو کہ ملکی سامان تجارت اور درمیانی اسٹیشنوں کی ٹریفک (باربرداری وغیرہ) کے علاوہ صرف ایسے سامان کی سالانہ مقدار جو یورپ اور ملک سے گذریگا سو بر کے ہزار ٹن

کے قریب ہوگی اور اگر ایک ٹن (دو من) کی اجرت ۵ر رکھی جاوے تو بھی ۲۰ لاکھ پونڈ سالانہ صرف اس تجارتی سامان کی اجرت ہوتی ہے۔ باغلب ہے کہ گورنمنٹ ہند ہندوستان اور ولایت کی ڈاک کو بھی اسی راستہ سے پسند کریگی جس سے سالانہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ آمدنی ہوگی۔ سوا اسکے آنے جانے والے مسافروں کی آمدنی علیحدہ رہی۔ یہ حساب محض قیاسی نہیں بلکہ سرکاری معلومات اور جانچ پڑتال کی بنا پر لگایا گیا ہے جسکی درستی میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہوسکتا الغرض بصرہ بغداد حلب اسکندرونہ ریلوے کی سالانہ آمدنی صرف خارجی مال و مسافرین کی اجرت سے پچیس لاکھ پونڈ سے کم نہیں ہو سکتی سوا خلیج ٹریفک کی آمدنی اس سے علاوہ رہی۔ لائن کا طول ۱۵۰۰ کیلومیٹر ہوگا (یعنی تقریبا ایک ہزار میل) اور فی کیلومیٹر ۴۰ ہزار فرینک (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ) سے زیادہ لاگت نہیں آئیگی کیونکہ صرف سو ڈیڑھ سو کیلومیٹر کا طول ایسا کوہستانی اور بقیہ باقی کل علاقہ ہموار ہے اور کوئی طبعی رکاوٹ یا دلدلیں اور جھیلیں وغیرہ موجود نہیں کل سالانہ نفع فی کیلومیٹر کم از کم ۴۰ ہزار فرینک ہوگی۔

اگر لائن کو حلب سے براہ بیرہ جک۔ دیار بکر و موصل بغداد تک بنایا جاوے تو اس سے ۲۰۰ کیلومیٹر طول بڑھ جائیگا جس سے مطلوبہ سرعت سفر کا عدم مفقود ہو جائیگا اور خارجیہ نقلیات کی مقدار بدیں وجہ کم ہو جائیگی۔ مزید براں اس راستہ میں دلدلیں اور کوہستانی علاقے بھی بکثرت ہیں پس مناسب یہی ہے کہ اسکندرونہ سے براہ بیرہ جک۔ یا سویدیہ حلب تک اور حلب سے براہ بیرہ جک (یہ شہر حلب سے تقریبا ڈیڑھ سو میل بجانب شمال فرات پر واقع ہے) بغداد اور بصرہ تک لائن تیار کیجاوے ایرانی سرحد کے برابر کرکوک اربل وغیرہ کے راستہ بغداد سے موصل اور دیار بکر تک لائن لیجانا فوجی ولوٹیکل لحاظ سے نامناسب ہے اسیطرح قسطنطنیہ و انگورہ لائن کو سیدھا بغداد تک بڑھانا بھی مجھے پسند نہیں۔ اسکی بجائے انگورہ سے ایک لائن قیصریہ۔ عزیزیہ۔ ملاطیہ اور خرپوط اور دیار بکر تک اور دوسری لائن انگورہ سے توقاد سیواس اور ارزنجان تک بنانا مصالح ملکی کے لحاظ سے نہایت مفید ہوگا۔ اسکندرونہ اور بصرہ کی لائن الگ اور مستقل بالذات تیار کیجاوے۔ جس سے متذکرہ صدر تینوں لائنوں کو اسطرح ملا دیا جاوے کہ اسکندرونہ کے قریبی سٹیشن بیروت طرابلس سے بحیرہ اسود کے بندرگاہ سینوپ تک ریلوے لائن بنائی جاوے۔ ان لائنوں کے تیار ہوجانے پر اناطولیہ کردستان عراق عرب۔ قسطنطنیہ سے مربوط ہو جائینگے اور جدھر سلطنت چاہے باسانی فوجیں روانہ کرسکیگی اور نقل اسباب مسافران میں کمال سہولت اور آسانی ہو جائیگی۔

انکے علاوہ ایک چوتھی لائن بھی ضروری ہے دمشق سے مزیریب تک ریلوے موجود ہے اس لائن کو عقبۃ الشام اور تبوک کے راستہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ تک بڑھا دیا جاوے اور ان دو مبارک شہروں سے انکی بندرگاہ ینبوع اور جدہ تک لائنیں بنا دیجائیں یہ کل لائنیں بہت تھوڑے خرچ پر تیار ہو سکتی ہیں اور ان سے ملک کی آبادی عمران میں بیش بہا مدد ملنے کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور قوموں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنیکا بھی بہترین وسیلہ ملجاتا ہے اور حج بیت الحرام میں کمال آسانی پیدا ہوجاتی ہے یہ کبھی تصور میں نہیں آسکتا کہ گورنمنٹ وطنی کمپنیوں کو بشرطیکہ انمیں کل ارکان وشرائط ضروریہ موجود ہوں ان لائنوں کے اجارہ عطا کرنے میں کبھی تامل و تردد کریگی پس اب صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ متمول و اغنیاء قوم اور وہ لوگ جو ملک کی ترقی و ارتقاء کو فرائض میں سے سمجھتے ہیں متفق ہو کر وطنی کمپنیاں منعقد اور سرمایہ مطلوبہ جمع کرکے ان مبارک اور اہم کاموں کو شروع کردیں تاکہ انکی تجارت فروغ پائے۔ ملک خوشحال ہو اور قوم و ملت کی شان بڑھے وما التوفیق الا باللہ۔

حساب متذکرہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ بصرہ سے براہ بغداد حلب اسکندرونہ تک ریلوے بنانے کیلئے صرف $\frac{\text{۴۰۰۰۰ فرینک × ۱۵۰۰ کیلومیٹر}}{\text{۲۵}}$ = ۲۴ لاکھ پونڈ درکار ہیں اور بقیہ رقم حلب سے بیروت تک اور اسکی تینوں شاخوں مدینہ تا ینبوع مکہ تا جدہ۔ صنعا تا حدیدہ کیلئے اندازہ کرلیجائے یعنی ان کل مجوزہ لائنوں کیلئے از بصرہ تا اسکندرونہ و از حلب تا مکہ صرف ۶۰ لاکھ پونڈ یعنی تقریبا ۹ کروڑ روپیہ درکار ہے۔ اگر کل دنیا کے مسلمان اسقدر رقم بھی ایسے اہم اور فائدہ بخش اور مذہبی لحاظ سے بھی نہایت ضروری مقدس لائن کیلئے بہم نہ پہنچا سکیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے اور کوئی چارہ باقی نہیں رہ جاتا۔ فقط

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب

کے ہم پہنچانے مین ممد ہون - ان کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے - اور حاکم و محکوم کے ان تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی رعایا پروری کی اصل الاصول ہین - اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین عرض کرے - اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو انتظام ملک کے متعلق ہے - اس سے رعایا کو آگاہ کرے - اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے عمل مین آئین ان کے اظہار مین متانت شایستگی اور آزادی کے ساتھ ایسا طریق عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا باعث ہو علاوہ برین فوجی - زرعی - تجارتی و صنعتی معلومات مفیدہ و ضروریہ کا بہم پہنچانا اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیئے ابتک کل ملک مین کسی طرح کا انتظام موجود نہین اور بالخصوص یہ کا فرض اہم ہوگا کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین برادرانہ اتفاق قائم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہونچتے ہین ان کے سد کرنے مین کوشش کرے ٭

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لئے	۱۰ شلنگ	۶ شلنگ
امراسے	[illegible]	[illegible]
دیگر معاونین سے	[illegible]	[illegible]
کم استطاعت طلبا سے بشرط تصدیق		[illegible]

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہوسکتا -

المشتہر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ کمپنی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور